مکمل فائل کی جدید عکسی اشاعت

ہفتہ وار مصوّر

الہلال

مولانا ابوالکلام آزاد

جلد اوّل

جولائی تا دسمبر ۱۹۱۲ء

الہلال اکیڈمی

۳۲-اے، شاہ عالم مارکیٹ لاہور

مکمل فائل کی جدید عکسی اشاعت

مولانا ابوالکلام آزاد

جلد اوّل

۱۹۱۲ء

الہلال اکیڈمی

۳۲-اے شاہ عالم مارکیٹ لاہور
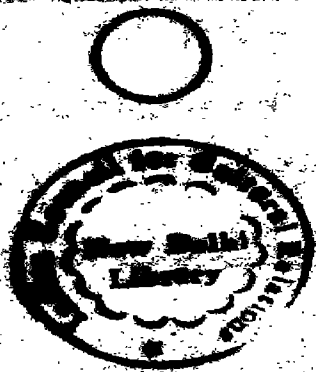
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تحدیثِ نعمت

یکم ستمبر ۱۹۳۲ء کو جالندھر تحصیل نکودر کے ایک غیر معروف گاؤں ہری پور میں ایک سیدھے سادے مسلمان گھرانے میں میری پیدائش ہوئی، میرے والد ماجد حاجی تاج محمد صاحب (اللہ تعالیٰ ان کا سایہ تادیر بسلامت باکرامت رکھے) حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ (۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء) کے خلیفہ ارشد حضرت مولانا حافظ محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ (ساکن رائے پور گوجراں ضلع جالندھر) سے تعلقِ عقیدت و ارادت رکھتے ہیں میرے سکول داخل ہونے سے قبل والد صاحب بسلسلہ معاش دوسرے افرادِ خاندان کی طرح برطانیہ چلے گئے، مجھے ان کی تربیت نصیب نہ ہوئی۔ چھٹی جماعت نکودر ڈی۔بی ہائی سکول میں پڑھتا تھا کہ والد صاحب کا حکم آیا کہ یہ تعلیم چھوڑ کر قرآن مجید حفظ کرو، چنانچہ تعمیلِ ارشاد نکودر ہی میں مدرسہ خلیلیہ میں حضرت مولانا قاری تاج محمد صاحب مدظلہٗ (حال عبدالحکیم ضلع ملتان) سے سوا پارہ حفظ کرکے پنجاب کے معروف دینی مدرسہ رشیدیہ رائے پور گوجراں میں جانے لگا۔ حفظِ قرآن پاک کے بعد ابتدائی فارسی تعلیم شروع کی ـــ ارادہ جامعہ ملیہ دہلی جانے کا تھا لیکن پُرآشوب سیاسی حالات نے وہاں جانے نہ دیا، ۱۹۴۷ء میں قیامِ پاکستان عمل میں آیا۔

مَیں تین سال رائے پور میں پڑھتا رہا اور بڑی گہری نگاہوں سے وہاں کے اساتذہ حضرت مولانا فضل احمد صاحبؒ بانی و مہتمم، حضرت مولانا حافظ مفتی فقیر اللہ اور حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب مدظلہٗ (حال مقیم چک نمبر ۱۱۔ ایل چیچہ وطنی) صاحبزادہ حضرت مولانا حافظ محمد صالحؒ کو دیکھتا رہا اور ان کو اتنا قریب سے دیکھا جتنا کہ ممکن تھا۔ آخری بزرگ اب بھی زندہ ہیں، پہلے دونوں پاکستان میں آکر علی الترتیب چک نمبر ۱۱۔ ایل اور جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں انتقال فرما گئے۔ مَیں نے ان حضرات کو تاحیات ایسا دیکھا کہ اُن کے بعد پھر کوئی نظروں میں نہیں جچا، انتہائی سادگی، صبر و شکر اور قناعت کی زندگی کہ مثال نہیں، ان کا صبر و شکر ضرب المثل تھا، کئی کئی ماہ تنخواہ نہیں ملی اور جب مدرسہ میں رقم آئی تو لی نہیں کہ وقت جیسے گزر گیا گزر گیا کوئی قرض ذمہ نہیں کہ بقایا تنخواہ لیں، عمل و اخلاص کی جیتی جاگتی تصویر، کیا مجال ہے کہ کوئی فعل خلافِ سنت ہو، مَیں فکری طور پر اس رنگ میں رنگ گیا حالانکہ ہمارے گاؤں یا خاندان میں سوائے والد صاحب کے کوئی اس مسلک کا نہ تھا۔ سب لوگ رسم و رواج کے پابند تھے، بچپن ہی سے مطالعہ کا اور تقریریں سُننے کا انتہائی شوقین تھا گھر میں والد صاحب کی کچھ کتب تھیں وہ پڑھیں اور اس کے علاوہ منگوا کر اور مدرسہ سے لے کر پڑھتا رہا اور ساتھ ساتھ تقابلی مطالعہ بھی کرتا تھا لیکن اکابرِ دیوبند کا مسلک صحیح ترین نظر آیا۔ اسی دوران میں اکابرِ دیوبند کی تقریریں سُنیں، یہ کوئی بڑائی کی بات نہیں انسان اگر آنکھیں کھلی رکھے اور سوچ کے دریچے بند نہ کرے تو لوگوں کو چلتا پھرتا دیکھ کر معمولات و معاملات کو جانچ کر سمجھ میں آجاتا ہے کہ کون اپنی تقریر و تحریر اور قول و فعل میں مخلص ہے، اور یہاں جن کو دیکھا اعتقاد و عقیدت میں اضافہ ہی ہوا کمی نہیں ہوئی۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ برصغیر کی دو شخصیتیں نظروں میں ایسی سمائیں جو عرفاً اس قبیلۂ عشاق سے باضابطہ متعلق نہ تھیں کہ دماغ اُن کے آگے جھک جھک گیا اور اکثر دل بھی، یہ دو شخصیتیں مولانا ابوالکلام آزاد اور علامہ محمد اقبال مرحوم ہیں، کئی جگہ اُن کی فکر و نظر بلکہ عمل سے اختلاف کے باوجود ان کا سحر ہی کچھ ایسا اثر کیے رہا، مجھے شاید ہی کسی شاعر کے بچپن میں اتنے شعر یاد ہوں جتنے علامہ اقبالؒ کے۔ اس کے علاوہ کچھ اشعار مولانا ظفر علیخاں اور مولانا حالی کے یاد تھے۔ ـــ ایک نظم خضرِ راہ کا ایک حصہ بچپن سے اب تک یاد ہے جس کو مَیں باہر کھیتوں میں جاکر تنہا اونچی آواز سے پڑھا کرتا اسی طرح مولانا ابوالکلام آزاد کی ان کی کئی ایک عبارات بچپن ہی سے زبانی یاد ہیں، کئی دفعہ ان دنوں یہ خیال آتا کہ کاش یہ معروف معنوں میں دیوبندی ہوتے کہ اپنے خیال میں اس وقت دیوبندیت ہی اسلام کی صحیح تعبیر تھی (اور اب اس مسلک کو اقرب الی الصواب سمجھتا ہوں)، لیکن بڑے ہو کر جب مطالعہ وسیع ہوا تو پتہ چلا کہ یہ دونوں حضرات اکابرِ دیوبند کی دینی، علمی و ملی خدمات و حیثیت کے نہ صرف معترف ہیں بلکہ قدر دان اور ممنون ہیں۔

نام کتاب : الہلال ہفت روزہ جلد نمبر ۱ ۱۹۱۲ء
مرتب : مولانا ابوالکلام آزادؒ
ناشر : عبدالرشید ارشد مدیر ماہنامہ الرشید لاہور
مولانا ابوطاہر محمد اسحاق خان مدنی فاضل
مدینہ یونیورسٹی، رکن اسلامک مشن برائے متحدہ عرب امارات
طابع : منہاج الدین اصلاحی
مطبع : شرکت پرنٹنگ پریس لاہور
تعداد : ایک ہزار
صفحات : ۴۸۰

خطاطی سرورق : حضرت سید نفیس رقم صاحب
تزئین : رانا حفیظ الرحمن

"الہلال" دورِ اوّل ۱۹۱۲ء تا ۱۹۱۴ء قیمت ہر جلد -/۷۵ روپے

الہلال اکیڈمی
۳۲ اے شاہ عالم مارکیٹ لاہور

نوٹ

"الہلال" کا پہلا شمارہ ۱۳ جولائی ۱۹۱۲ء کو نکلا تھا اور آخری شمارہ ۱۸ نومبر ۱۹۱۴ء کو اس سے قبل حکومت نے دس ہزار کی ضمانت طلب کی جو داخل نہ کی جا سکی اور یوں "الہلال" کی اشاعت بند ہو گئی، آخری پرچہ میں اس ضمانت طلبی کا ذکر ہے اور اس میں مولانا شبلی نعمانی کی وفات کا ذکر ہے۔ اگر پرچہ بند نہ ہوتا تو مولانا آزاد، شبلی مرحوم کا ایسا نثری مرثیہ لکھتے جس کی مثال نہ ملتی۔ ابتداء میں پرچہ دو ہزار شائع ہوتا تھا بعد میں اس کی مقبولیت کا یہ عالم ہوا کہ آخری دنوں میں ۲۶ ہزار شائع ہوتا تھا، جب کہ ان دنوں شاید کوئی روزنامہ (ہفتہ واری) بھی اتنی تعداد میں شائع نہ ہوتا ہو۔

ہم نے "الہلال" سے اشتہارات نکالنے کے علاوہ اور کچھ نہیں کیا حتیٰ کہ بعض جگہ صفحات اگر غلط ہیں، تو ان کو بھی اسی طرح رہنے دیا کہ شاید کسی جگہ کسی کتاب میں انہی صفحات سے حوالہ ہو البتہ خود ہم نے اپنے صفحات نمبر دے دیے ہیں۔ اگرچہ بعض جگہ ہم سے بھی غلطیاں ہوتی ہیں جیسا کہ اس جلد میں ۱۰۴ صفحہ کے بعد چار صفحے نہیں لگ سکے بہرحال جو کچھ ہو سکا پیش خدمت ہے۔ نہ ہونے سے کچھ ہونا بہتر ہے۔

— عبدالرشید ارشد

[illegible]

حضرت [illegible] صاحب نے [illegible] اس کا [illegible] جو بیک وقت [illegible] سعادت ہے۔ یہی نمبر [illegible] ماہنامہ الرشید [illegible] شائع ہوئے [illegible] تاریخ دارالعلوم دیوبند [illegible] جلدوں میں شائع ہوئی تھی اگر پاکستان میں اس کو ترستے تھے اور [illegible] کا سستا عکسی ایڈیشن شائع کر دیا گیا۔

۱۹۷۶ء کی بات ہے جب ماہنامہ "الرشید" کے ضخیم "دیوبند نمبر" کی تکمیل ہو چکی تھی۔ برادر مکرم مولانا سمیع الحق صاحب مدیر ماہنامہ "الحق" اکوڑہ خٹک نمبر کی تقریب کے سلسلے میں لاہور دہلی مسلم ہوٹل میں فروکش تھے۔ انھوں نے ایک دن فرمایا کہ اگر مولانا ابوالکلام آزاد کے ہفت روزہ "الہلال" کو بعینہٖ شائع کر دیا جائے تو یہ بہت بڑا کارنامہ ہوگا۔ یہ میرے سوال کی بات تھی لیکن میں نے کہا کہ اگر وسائل مہیا ہو جائیں تو مل جل کر شائع کر لیں گے اور اسی دن سے یہ بات بطور تحریک دل و دماغ میں رچ بس گئی اور اٹھتے بیٹھتے یہی سوچتا رہتا کہ اس کام کی تکمیل کیونکر ہو؟ مکمل فائل کہاں سے ملے اگر مل جائے تو پھر اس کو خریدا کیسے جائے، اگر خرید لی جائے تو اشاعت کے لیے سرمایہ کہاں سے آئے؟

اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اس گنہگار پر یہ رہا ہے کہ اگر کوئی خواہش شدید ہوئی تو اس نے اپنے کرم سے اس کو پورا کر دیا۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ اپنی کوتاہی اور کم ہمتی یا بے عملی کی وجہ سے کٹھن مراحل بھی سامنے آئے۔ دوسرے لفظوں میں جو تحریک بھی پیدا ہوئی وہ اپنے وسائل و اسباب اور ہمت سے بڑھ کر ہوئی اور اس کی تکمیل میں اعصاب جواب دے دے گئے یہ اس کی تفصیل کا موقع نہیں ہے۔

ایک دن دوبئی سے ایک خط آیا کہ ہم کچھ سرمایہ مکتبہ میں لگانا چاہتے ہیں، کیا صورت ہے؟ خط کے سرنامہ اور مندرجات سے معلوم ہوتا تھا کہ صاحب مکتوب اہل علم و دانش ہیں۔ میں نے "الہلال" کی بات چھیڑ دی، وہ شاید مجھ سے بھی زیادہ اس طرح کی علمی کاوشوں کے شیدائی نکلے۔ وہ نہ صرف تیار ہو گئے بلکہ انھوں نے میرے شوق کو دوچند کر دیا۔ اب "الہلال" کی فائل کی تلاش شروع ہوئی اور "نوائے وقت" میں ایک مختصر اشتہار "الہلال کی فائل" کی خریداری کے متعلق دیا لیکن کہیں سے کوئی جواب نہ آیا۔ اسی وقفہ میں پتہ چلا کہ لاہور میں ایک صاحب کے پاس فائل ہے۔ وہاں جا کر دیکھا تو "الہلال" و "البلاغ" کے تقریباً ساٹھ متفرق پرچے تھے جن میں سے بیس مطلوبہ تھے۔ قیمت پوچھی تو پتہ لگا کہ آٹھ ہزار روپیہ لگ چکا ہے۔ بزرگ ساتھی نے کہا کہ لے لو مگر میں نے کہا کہ بقایا سو پرچوں کے لیے ہزارہا روپوں کی ضرورت ہوگی اور پھر کیا ضروری ہے کہ مل بھی جائیں۔ اسی طرح جناب م۔ش سے رابطہ پیدا کرنے پر ایک جگہ پتہ چلا، پندرہ سولہ خستہ حالت میں شمارے تھے اور قیمت چھ ہزار۔ ایک صاحب نے فرمایا کہ میں نے کسی ادارے کو فائل بھیجی ہوئی ہے۔ میں نے کہا کہ کیا قیمت لگائی ہے تو جواب ملا کہ ایک ہزار فی شمارہ، میرے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی اور اس پر یہ داعیہ اور شدید ہو گیا کہ قرآن و سنت اور علم و ادب کے اس ذخیرہ کو ضرور عام کرنا چاہیئے، یہ کبریت احمر کیوں ہے۔

مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ کی جانب سے تفسیر مواہب الرحمٰن شائع ہونا شروع ہوئی تو مولانا قاری فیوض الرحمٰن صاحب (اب میجر فیوض الرحمٰن صاحب) ایبٹ آباد کے واسطے سے جناب خواص خان صاحب ساکن بٹیراں ضلع مانسہرہ سے تعارف ہوا جنھوں نے پوری تفسیر (آٹھ ہزار صفحات) کو تین دفعہ بغور پڑھ کر اس کے مضامین کی فہرست آٹھ سو صفحات پر ترتیب دی تھی۔ ان کی ہر سال خصوصاً موسم گرما میں خواہش ہوتی کہ میں حاضری دوں، کچھ دن ان کے پاس گزاریں اور وہ شہدائے بالاکوٹ کے متعلق مختلف مقامات دکھائیں اور سمجھائیں کہ وسطی ہند کے میدانوں کے رہنے والے یہ "نیک نفس مجاہدین" دین کی خاطر کن دشوار گزار راستوں سے گزرتے ہوئے اپنی جان سے گزر گئے۔

گزشتہ سال کراچی سے عزیز سید خالد جامعی لاہور آئے۔ ان سے ذکر ہوا تو طے پایا کہ "کوہ طور" کی سیر کر آئیں۔ خان صاحب کے پاس چند روز قیام رہا۔ بالاکوٹ جانا ہوا، وہاں کی بلندیاں دیکھ کر اپنی پستی اور دوں ہمتی کا شدید احساس ہوا۔ خان صاحب نے مقامات کی نشاندہی کی اگرچہ ایک دفعہ پہلے بھی حاضری ہوئی تھی لیکن عزیز ساتھ نہیں تھا۔

واپسی پر ایبٹ آباد اترنا ہوا اور ڈاکٹر شیر بہادر پنی سے ملاقات کی۔ ان سے "الہلال" کا ذکر ہوا تو افسوس فرمانے لگے کہ تم دیر سے پہنچے، میں اپنی تمام کتب مع "الہلال" ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کو دے چکا ہوں۔ بہر حال تسلی ہوئی، میں نے عرض کیا کہ ان کو فائل آپ نے دی ہے، مستعار لے بھی سکتے ہیں۔ کہنے لگے کہ ہاں۔ ان دنوں ڈاکٹر اسرار احمد صاحب امریکہ گئے ہوئے تھے۔ جب [illegible] واپسی ہوئی تو میں نے ڈاکٹر شیر بہادر صاحب کو خط لکھا کہ

علامہ اقبالؒ کی تقریباً سبھی کتب اور مولانا آزاد کے بعض مضامین و خطبات کے مجموعے اسی زمانہ میں دیکھے اور پڑھے لیکن یہ دیکھ کر افسوس کے ساتھ حیرت ہوتا کہ فتوے بازوں کا ایک گروہ حالیؔ و شبلیؔ سے لے کر ان کو کافر قرار دیتا ہے اور علامہ اقبال کے متعلق تو اتنے کفر کے فتوے دیے گئے کہ ان کی ایک کتاب تیار ہو سکتی ہے اور آج انہی تکفیر سازوں کے پیروکار علامہ اقبال کے نہ صرف اشعار سٹیجوں اور محراب و منبر پر گا کر اور لہرا کر پڑھتے ہیں بلکہ نا شنیدہ قسم کی خرق عادات کرامات بیان کرتے نہیں تھکتے۔

قیام پاکستان کے بعد ہمارا خاندان میاں چنوں آباد ہوا تو وہاں دوسرے ہی سال مولانا آزاد کا شہرۂ آفاق ہفت روزہ "الہلال" ایک صاحب مولوی رحیم بخش چشتی کے پاس دیکھا اور مطالعہ کیا۔ یہ صاحب صبح کو فجر کی نماز کے بعد مولانا آزاد کی تفسیر ترجمان القرآن سامنے رکھ کر قرآن پاک کا درس دیتے لیکن اپنے بڑوں کی تقلید میں ان کے خلاف ہی نہیں دیوبندیوں اور اہل حدیث حضرات کے خلاف بھی زور بیان صرف کرتے۔ یہ ان کا روز کا معمول تھا۔
اس کے کئی سال بعد میاں چنوں مارکیٹ کمیٹی کے سیکرٹری چودھری محمد صدیق صاحب کے سسر قریشی صاحب کے پاس "الہلال" کی ادھوری فائل کا دوبارہ مطالعہ کیا۔

ابتدائی عربی تعلیم میاں چنوں ہی میں حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحبؒ اور حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ سے حاصل کی۔ ۱۹۵۲ء میں جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں مشکوٰۃ جلالین پڑھی۔ ۱۹۵۳ء میں مدرسہ عربی خیر المدارس سے درس نظامی کی سند لینے کے بعد خیال ہوا کہ جس مرکز سے دینی شعور حاصل کیا اس کی خدمت کرنا چاہیے۔ چنانچہ ایک چارٹ "شجرۂ روحانی علمائے ربانی" ترتیب دیا جس میں اکابر دیوبند کے سلسلۂ بیعت و ارشاد کا اتصال رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک دکھایا۔ تمام اکابر نے خصوصاً حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب، حضرت مولانا شمس الحق افغانی، حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ اور حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ نے بہت تعریف کی۔ اس کے بعد خیال ہوا کہ جن بزرگوں نے برصغیر میں دین کی خدمت کی اور لوگوں میں حریت وطن کا شعور پیدا کیا ان کے متعلق ایک کتاب ترتیب دینا چاہیے۔ چنانچہ "بیس بڑے مسلمان" کے نام سے ایک ضخیم کتاب ترتیب دی جس میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے لے کر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ اور بانی تنظیم اہل سنت سردار احمد خاں پتافیؒ تک بیس اکابر کی سوانح و خدمات کا مفصل تذکرہ ہے۔ اس کتاب کے بڑے سائز پر ۱۰۲۴ صفحات ہیں اور تین ایڈیشن نکل چکے ہیں۔ یہ لاہور آکر شائع کی اور اس سے پہلے مکتبہ رشیدیہ کا آغاز بانی تبلیغی جماعت کے فرزند ارجمند حضرت مولانا محمد یوسف دہلوی کے حالات "تذکرہ مولانا محمد یوسف دہلویؒ" کی طباعت سے کیا۔

یوں تو ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک کے متعلق مولانا غلام رسول مہرؒ، مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے سیرت سید احمد شہیدؒ پر ضخیم کتابیں لکھیں لیکن اس عاجز کے اہتمام سے حضرت سید احمد شہیدؒ کے مکاتیب کا نادر مجموعہ "مکاتیب سید احمد شہیدؒ" حضرت سید نفیس الحسینی صاحب کی سرپرستی میں شائع ہوا جو اب تک شائع ہونے والے مجموعوں سے ضخیم ہے۔

ہندوستان میں سب سے بڑی تحریک، تحریک خلافت یا تحریک ترک موالات تھی جس میں مولانا ابوالکلام آزادؒ، مولانا محمد علی جوہرؒ، مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اور دیگر حضرات پر بغاوت کا مقدمہ چلا۔ مولانا آزاد پر کلکتہ میں اور دوسرے حضرات پر کراچی میں۔ دونوں مقدمے انتہائی تاریخی تھے۔ اس میں ہر سہ حضرات کے بیانات اور عدالت کا فیصلہ انتہائی تاریخی تھا اور تحریک ترک موالات کے فتویٰ پر ہندوستان کے سینکڑوں علماء کے دستخط تھے۔ اس کو محفوظ کرنا تاریخ کی اہم خدمت تھی چنانچہ یہ سعادت بھی راقم کو حاصل ہوئی اور یہ تاریخی امانت از سر نو یکجا "مقدمات و بیانات اکابرؒ" کے نام سے شائع کی گئی۔
تحریک ریشمی رومال یا تحریک شیخ الہندؒ سے کون واقف نہیں۔ اس کے متعلق سی آئی ڈی کی رپورٹیں انڈیا آفس لائبریری لندن میں محفوظ ہیں مولانا اسعد مدنی اسے وہاں سے لائے۔ اردو ترجمہ انڈیا میں شائع ہوا۔ اس کے بعد پاکستان میں پہلی مرتبہ راقم کے اہتمام اور مولانا سید حامد میاں کی نگرانی میں تحریک شیخ الہندؒ کے نام سے شائع ہوا۔ اس کے شروع میں مولانا سید محمد میاں کا تفصیلی مقدمہ ہے جس میں ایشیا اور یورپ کے دو دور کے عنوان سے عیسائیت اور اسلام کی مختصر اور جامع تاریخ ہے۔

اب باری تھی کہ "دار العلوم دیوبند" کا مفصل تذکرہ ہو کہ جو پرائیویٹ سیکٹر میں پوری دنیا میں اسلام کا سب سے بڑا دینی ادارہ ہے چنانچہ مولانا حبیب اللہ ناظم جامعہ رشیدیہ ساہیوال کی تحریک پر یہ قرعہ فال بھی اس دیوانے پر پڑا اور آٹھ صد صفحات پر ماہنامہ "الرشید" کا ایک ضخیم دار العلوم دیوبند نمبر اپریل ۱۹۷۶ء میں شائع کیا جس کی تقریب رونمائی میں حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند صدر اور حضرت مولانا مفتی محمودؒ مہمان خصوصی تھے، نوابزادہ نصر اللہ جیسے لوگ سامعین میں تھے۔ یہ کل پاکستان کے دیوبندی علماء کا نمائندہ اجتماع تھا جو جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ لاہور میں

اب دل کی توانائی واپس آگئی اور آپ کے خط کا جواب بواپسی دے رہا ہوں، حالانکہ نوشت وخواند کا سلسلہ گزشتہ اکتوبر سے تقریباً بند ہے، جزاک اللہ۔ آپ کی دعوت، حاضری بر موقعہ "رُونمائی" کا تہِ دل سے شکر گزار ہوں۔ اگر تاب و تواں ہوتی تو ایسے موقعہ پر سر کے بل بھی چل کر حاضر ہوتا، کہ معشوقِ دلربا کی رُونمائی کا موقع اور عاشقِ صادق کی طلب مگر ع دل داری وسلے طاقت نداری والا معاملہ ہے، گو میرا جسم وہاں حاضر نہ ہوگا لیکن یقین جانیں میری رُوح وہاں موجود ہوگی۔ میرے معشوقِ دلربا کی رُونمائی اور مَیں غیر حاضر، ناقابلِ یقین معاملہ ہے۔ شکریہ۔ والسلام

شیر بہادر پنی

حضرت سیّد انور حسین نفیس رقم صاحب کا یہ احسان ہمیشہ یاد رہے گا کہ انھوں نے راقم الحروف کے غریب خانہ پر حضرت مولانا سیّد عطاء المنعم ابوذر بخاری مدظلہ کی موجودگی میں یہ مشورہ دیا کہ فائل کے پازیٹو بنوانے کے بجائے فوٹوسٹیٹ مشین پر بٹر پیپر پر فوٹوسٹیٹ کروا لیے جائیں، اس سے تصاویر تو عمدہ نہیں آئیں گی اور وہ ہمارا مقصود بھی نہیں، ہمارا مقصود صرف "الہلال" کے مضامین ہیں، اور پھر خود ساتھ چل پھر کر مختلف مشینوں سے کاغذ نکلوا کر دیکھتے رہے بالآخر السید فوٹوسٹیٹ سروس کے ہاں کام کروایا۔ اس طرح مہینوں کا کام ہفتوں میں بکفایت ہوگیا۔ انھوں نے بڑی محنت اور شوق سے ساری ساری رات کام کیا۔ برادرِ محترم مولانا حافظ شاہ محمد مظاہری صاحب اور برادرِ عزیز محمد سعید احمد شیخوپوری نے فوٹوسٹیٹ کروانے میں بڑا تعاون کیا، اوراق کی صفائی کرنے، انھیں ترتیب وار لگانے اور فائل کے مطابق روز روز چیک کرنے میں میرے بچوں عزیزہ بشریٰ رشید، حماد ارشد، سجاد ارشد تینوں نے مسلسل کام کیا۔ عزیزہ بشریٰ نے پانچویں جلد کی فہرست تیار کی۔

اس سارے کام میں اہم کام کاپی جُڑائی اور ٹچنگ وغیرہ کا تھا جو عزیزم رانا حفیظ الرحمٰن نے کیا جو چار ماہ مسلسل شب و روز فوٹوسٹیٹ کی ری ٹچنگ اور کاپی جُڑائی میں مصروف رہے اور ہر آن میرا ساتھ دیا۔ آخری دنوں میں موصوف بیمار ہوگئے اور بقیہ کام برادرم عبداللطیف تبسم نے انجام دیا۔ برادرم عبدالستار نے بھی ہاتھ بٹایا۔

"الہلال" کی جلدوں پر باطنی حُسن کے ساتھ ساتھ ظاہری حُسن پر بھی حتی المقدور توجہ دی گئی۔ اس کے لیے بھی اپنے مشفق بزرگ اور ملک کے مایۂ ناز خطاط جناب سیّد انور حسین نفیس رقم صاحب کے بیحد ممنون ہیں جنھوں نے اپنے قلمِ نفیس سے سرورق کو بے مثال زینت بخش کر مولانا آزاد سے اپنی عقیدت ومحبت کا اظہار فرمایا۔ لفظ "الہلال" کو خطِ نستعلیق میں جس پُرشکوہ اور دلکش انداز میں رقم فرمایا، اس پر اہلِ نظر اور خطاطی کے شائقین داد دیے بغیر نہ رہ سکیں گے۔ زیرِ نظر سطور کی کتابت حضرت سیّد صاحب کے ایک شاگرد محمد جمیل حسن کے حصے میں آئی اور یُوں "الہلال" کی اشاعت کے سلسلہ میں اُن کی خدمت کا بھی ہمیں اعتراف ہے۔

اب آخری کام طباعت اور جلد بندی کا تھا۔ مَیں ایک دن اپنے دیرینہ مہربان محترم مولانا منہاج الدین اصلاحی کے پاس حاضر ہُوا اور گزارش کی کہ آپ اپنے پریس کا شیڈول بتائیں کہ مَیں تقریباً ساڑھے چھ صد پلیٹیں "الہلال" کی شائع کرنا چاہتا ہوں، آپ سے شائع کرانا ہے تو فوراً کہا: ارے یہ کیا یہ منصوبہ تو مَیں نے بنایا تھا، یہ کہہ کر فائل سے ایک کاغذ نکالا جو اسی کی پبلسٹی کے لیے انھوں نے ترتیب دے رکھا تھا۔ مَیں نے عرض کیا کہ فائل کی تلاش کے سلسلے میں آپ کے پاس آیا تھا تو آپ نے خود ہی کہا تھا کہ اگر کوئی شائع کرے تو پانچ ہزار نسخے فی الفور نکل جائیں گے۔ آپ کو اس وقت گمان نہ گزرا کہ مَیں کیوں ڈھونڈ رہا ہوں، فرمانے لگے کہ اس قصے کو اب چھوڑیئے، آپ ہی شائع کریں گے ہمارا پریس شرکت کرے گا اصلاحی صاحب کی نگرانی میں عزیز محترم محمد زبیر صاحب نے جس تندہی اور ذوق وشوق سے کام کیا اس کی داد نہیں دی جاسکتی۔ اکثر اوقات جُڑی ہوئی کاپیوں کو خود دوبارہ جوڑتے، مسخ شدہ الفاظ کی نشاندہی کرکے انھیں دوبارہ لکھوانے کی فہمائش کرتے غرضیکہ اشاعتی مرحلے میں انھوں نے پوری ذمہ داری کا ثبوت دیا اور شرکت پریس نے کام کو بحُسن وخوبی سرانجام دیا اور صحیح معنوں میں شرکت کا حق ادا کیا۔

جلد بندی کے لیے دو تین معروف جلد سازوں کے پاس گیا اور آخر میں انبالہ بک بائینڈنگ شاپ کے مالک حاجی محمد بشیر صاحب سے ملا تو انھوں نے حتمی اور قطعی انداز میں فرمایا کہ اس کی جلد ہم ہی بنائیں گے، مَیں نے کہا کیسے اور کیوں، کہنے لگے کہ مَیں کام کے لیے کبھی کسی کے پاس نہیں جاتا اور تم پندرہ سولہ برس میں پہلی دفعہ میرے پاس آئے ہو اور کام "الہلال" کا ہے، مولانا آزاد کا ہے، اب یہ پوچھنے کی بات نہیں ہے

ڈاکٹر صاحب کے لیے مجھے ایک سفارشی خط لکھ دیں، چند دن بعد خط آگیا۔ مَیں برادرِ محترم مولانا سعید الرحمٰن علوی صاحب کو لے کر ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے پاس گیا، انھوں نے مہمان نوازی کے بعد آمد کا مقصد پوچھا، مَیں نے وہ خط پیش کر دیا۔ ڈاکٹر صاحب خط پڑھ کر ایک لمحہ خلا میں گھورنے کے بعد فرمانے لگے کہ سانپ بن کر بیٹھنے سے کیا فائدہ، آپ لے جائیں اور کام کریں اور فرمایا کہ کل کو آ کر لے جانا، مَیں اگلے دن اپنے ایک عزیز شکیل احمد کے ہمراہ پہنچا تو مکمل فائل میرے حوالے کر دی۔ مَیں خوشی کے عالم میں صرف باہر کی جِٹ دیکھ کر جولائی ۱۹۱۲ء سے لے کر نومبر ۱۹۱۴ء تک کی جلدیں لے آیا جن میں ایک مکرر تھی۔ گھر آ کر چھان بین کی تو معلوم ہُوا کہ پہلی جلد میں بارہ تیرہ شمارے نہیں ہیں، اس کے لیے بھاگ دوڑ شروع کی تو ایک جگہ سے پہلی جلد مل گئی لیکن اس میں بھی تین شمارے ۳، ۱۲، ۱۳ نہیں تھے۔ اس کے بعد پورا ملک چھان مارا کسی جگہ مکمل فائل نہ ملی، پنجاب یونیورسٹی میں تھی لیکن وہ اتنی خستہ کہ اسے کھولتے ڈر لگتا تھا، اسے بار بار دیکھا لیکن حوصلہ نہ پڑا کہ فوٹو لینے کے لیے درخواست گزاری جائے ——— حضرو میں پتہ چلا وہاں گیا، کیمبلپور پتہ چلا تو وہاں گیا، غرضیکہ اپنے طور پر کوئی جگہ نہ چھوڑی کہ جہاں پتہ لگا ہو اور تفتیش نہ کی ہو، پبلک لائبریری میں مکمل فائل موجود لیکن پہلی غائب، کیمبلپور والی فائل حضرت احسان دانش کے پاس موجود لیکن پہلی غائب۔ ایک دن مولانا ظفر اقبال صاحب کے صاحبزادہ پروفیسر سعید اقبال صاحب سے اسلامیہ کالج میں ملاقات ہُوئی، شام کو گھر گیا تو ساری فائل موجود اور نہایت عمدہ حالت میں لیکن مُدعا عنقا کہ پہلی جلد میں چند شمارے بشمول ۳، ۱۲، ۱۳ غائب۔

لاہور میں ہی ایک علم دوست جناب محمد عالم مختار الحق رہتے ہیں، شروع سے ہی معلوم تھا کہ ان کے پاس مکمل فائل ہے لیکن ایک واسطہ کو انھوں نے انکار کر دیا تھا پھر دوسرے واسطہ کو بھی انکار کر دیا۔ حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف مدظلہ سے ذکر کیا تو انھوں نے فرمایا کہ ہم چلیں گے اور انشاء اللہ مقصود حاصل ہو گا چنانچہ ایک جمعہ ساڑھے سات بجے انھیں ساتھ لے کر موصوف کے ہاں جانا ہُوا، بڑے تپاک سے ملے اور گرمجوشی سے اپنا کتب خانہ دکھانے لگے۔ بہر حال گوہرِ مقصود وہاں سے حاصل ہُوا اور یوں فائل مکمل ہوئی اور یہی وجہ تاخیر کی ہوئی ورنہ مئی میں شائع ہو جاتی، اس سلسلہ میں محبِ محترم جناب ظفر نقوی انچارج سنٹرل لائبریری قائدِ اعظم یونیورسٹی کی اعانت کو بھی خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے ہر مرحلہ پر گہری دلچسپی لی۔

یہاں مَیں اپنے ان تاثرات و جذبات کا اظہار بھی ضروری سمجھتا ہُوں کہ یہ سارا فیض اُس سفر کا ہے جس کا مذکور ہُوا۔ مولانا آزاد کی دعوت سراسر عزیمت کی دعوت تھی اور برِ صغیر میں حضرت سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ اور ان کے رفقائے کار شہداء کی ہمت و عزیمت کی گرد کو بھی کوئی نہیں پا سکتا۔ اسی سفر میں مولانا آزاد کے صحیح معنوں میں عاشق ڈاکٹر شیر بہادر پنی کی ملاقات مقدر تھی کہ جو مولانا آزاد کے آٹو گراف ہر وقت اپنی آنکھوں کے سامنے رکھتے ہیں اور میرے ساتھی کے اس سوال پر کہ آیا آپ کو مولانا میں کوئی عیب بھی نظر آیا تو آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمایا کہ مولانا معصوم نہیں تھے، غلطیاں ہوں گی، کمی ہوں گی لیکن مَیں ہمیشہ انھیں اس نظر سے دیکھا جس نظر سے مجنوں لیلیٰ کو دیکھتا تھا۔

مَیں نے ڈاکٹر صاحب کو خط لکھا کہ "الہلال" شائع ہُوا چاہتا ہے، آپ کو زحمت تو ہو گی لیکن دل چاہتا ہے کہ آپ مہمانِ خصوصی ہوں، انھوں نے اس کے جواب میں جو کچھ رقم فرمایا، دل چاہتا ہے کہ "الہلال" کے ساتھ وہ بھی شائع ہو جائے، تحریر فرماتے ہیں :

> گرامی نامہ کل ہی مِلا جس سے نویدِ جانفزا یعنی طباعت و اشاعت "الہلال" ملی اور اس کے عاشقِ نیم جاں کو حیاتِ تازہ ملی رُوح کو تازگی ایسے وقت میں ملی جب یہ مضمحل ہو رہی تھی، اس کی وجہ آپ پر تو واضح ہے۔ حضرت مولاناؒ جنت آشیانی کی زندگی میں اُن کے دیدار و گفتار سے مجھے زندگی (رُوح) کو تازگی ملتی رہی، اُن کی وفات کے بعد اُن کی تحریرات سے مَیں زندگی کے تلخابہ کو انگبیں بناتا رہا، اُن کی یاد سے دِل کبھی غافل نہ رہا، بلکہ معمور رہا۔ اب اس وقت جب کہ میری عمر کا کارواں ۸۳ کی منزل سے گزر رہا ہے اور عمر بسے سختی کہ در گیتی کشیدی کا مصداق ہو رہا ہے تو اس طویل تھکان سفر اور پھر دل کا حملہ (اکتوبر ۱۹۸۰ء) سے صاحبِ فراش ہُوا اور اس سے سنبھلنے بھی نہ پایا تھا کہ ۵۰ سالہ مدت کے رفیقِ زندگی نے ۹/۴/۸۱ بروز جمعرات بوقت ۱۱ بجے رات دل کے حملہ سے ہی وفات پائی۔ اس صدمہ نے تو رہی سہی طاقت بھی ختم کر ڈالی۔ اس نیم جانی کی حالت میں آپ نے ایسا مُژدہ سُنایا ؎ بریں مژدہ گر جاں فشانم رواست اور مَیں اُٹھ بیٹھا، بمصداق ؎
>
> غزل اُس نے چھیڑی، مجھے ساز دینا
> ذرا! عمرِ رفتہ کو آواز دینا

حیاتِ ابوالکلام
ماہ و سال کے آئینہ میں

ترتیب: قاضی افضل حق قرشی

۱۷ اگست ۱۸۸۸ء پیدائش مکہ معظمہ

۱۸۹۲ء رسمِ بسم اللہ

۱۸۹۸ء آمد ہندوستان

آغاز شاعری

۱۸۹۹ء والدہ وفات پاگئیں۔

ماہنامہ نیرنگِ عالم کلکتہ سے جاری کیا۔

۱۹۰۰-۱۹۰۱ء شادی

۲۲ جنوری ۱۹۰۱ء ہفتہ وار "المصباح" جاری کیا۔

۵ جنوری ۱۹۰۲ء قدیم ترین دستیاب مطبوعہ تصنیف "اعلان الحق"
ہفتہ وار احسن الاخبار کلکتہ کی ادارت۔

۱۹۰۳ء فراغت درسِ نظامی۔

مارچ ۱۹۰۳ء ماہنامہ خدنگ نظر لکھنؤ کے معاون مدیر۔

۱۹۰۳ء ایڈورڈ گزٹ شاہجہانپور کی ادارت۔

۲۰ نومبر ۱۹۰۳ء ماہنامہ "لسان الصدق" جاری کیا۔

۱، ۳ اپریل ۱۹۰۴ء انجمن حمایتِ اسلام لاہور کے سالانہ اجلاس میں شرکت۔

۲۲، ۲۳ اپریل ۱۹۰۵ء انجمن حمایتِ اسلام لاہور کے سالانہ اجلاس میں شرکت
اور "اسلام آئندہ زمانہ میں" کے عنوان پر تقریر۔

اپریل، مئی ۱۹۰۵ء "لسان الصدق" کا آخری شمارہ آگرہ کے مشہور مفید عام
پریس سے شائع ہوا۔

۱۹۰۵ء سفرِ عراق۔

اکتوبر ۱۹۰۵ء ماہنامہ "الندوہ" لکھنؤ کے معاون مدیر۔

مارچ ۱۹۰۶ء "الندوہ" سے علیحدگی۔

اپریل ۱۹۰۶ء سہ روزہ "وکیل" امرتسر کی ادارت۔

۱۹۰۶ء بڑے بھائی ابونصر یٰسین آہ کی وفات۔

نومبر ۱۹۰۶ء وکیل سے علیحدگی اور کلکتہ واپسی۔

دسمبر ۱۹۰۶ء مسلم ایجوکیشنل کانفرنس ڈھاکہ کے اجلاس میں شرکت،
یہی اجلاس مسلم لیگ کا اجلاس تاسیس بھی ہے۔

جنوری ۱۹۰۷ء ہفتہ وار "دارالسلطنت" کلکتہ کی ادارت۔

اگست، ستمبر ۱۹۰۷ء دوبارہ "وکیل" امرتسر کی ادارت۔

اگست ۱۹۰۸ء والد کی شدید علالت کی بنا پر "وکیل" سے مستعفی۔

۱۵ اگست ۱۹۰۸ء والد انتقال کر گئے۔

۱۹۰۸ء ۱۹۰۹ء مغربی ایشیا اور فرانس کا سفر۔

۱۳ جولائی ۱۹۱۲ء ہفتہ وار "الہلال" جاری کیا۔

۱۸ ستمبر ۱۹۱۳ء "الہلال" پریس سے دو ہزار روپیہ کی ضمانت طلب کی
گئی جو ۲۳ ستمبر کو جمع کرا دی گئی۔

اکتوبر ۱۹۱۴ء ۱۴، ۲۱ اکتوبر کا مشترکہ شمارہ حکومتِ بنگال نے
ضبط کر لیا۔

۱۶ نومبر ۱۹۱۴ء ضمانت ضبط، دس ہزار کی نئی ضمانت کا مطالبہ،
مطالبہ پورا نہ کرنے کی وجہ سے ۱۸ نومبر کی اشاعت کے
بعد خود ہی "الہلال" بند کر دیا۔

۱۲ نومبر ۱۹۱۵ء ہفتہ وار "البلاغ" جاری کیا۔

۲۸ مارچ ۱۹۱۶ء حکومتِ بنگال نے ڈیفنس ایکٹ کی دفعہ ۳ کے
تحت حکم دیا کہ چار دن کے اندر کلکتہ کا قیام ترک کر دیں
اور حدودِ بنگال سے نکل جائیں، بعد میں یہ مدت ایک ہفتہ
تک بڑھا دی گئی۔ اس سے پہلے حکومت دہلی، پنجاب اور
متحدہ اپنے اپنے صوبوں میں آنے سے روک چکی تھیں۔

اپریل ۱۹۱۶ء صوبہ بدر ہونے کی وجہ سے ۱۷، ۲۴ اور ۳۱ مارچ کی
اشاعت کے بعد "البلاغ" بند ہو گیا۔

۷ اپریل ۱۹۱۶ء رانچی (بہار) چلے گئے اور شہر سے باہر مورابادی میں
مقیم ہو گئے، کچھ دنوں کے بعد مرکزی حکومت نے

کہ میں ہی کیوں کروں گا اور نرخ بھی بہت مناسب بتایا اور بہت خوبصورت جلد بنائی، آپ ملاحظہ فرمارہے ہیں۔

آخر میں اپنے اس خصوصی محسن کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جس نے اپنے رفقا سمیت مالی پہلو سنبھالا، آپ ہیں جناب مولانا ابُوطاہر محمد اسحاق خاں صاحب دوبئی متحدہ عرب امارات۔

آپ کئی کتابوں کے مصنف ہیں، حضرت مولانا محمد یُوسف مہتمم دارالعلوم پلندری سے اسباق شروع کرتے ہُوئے خیرالمدارس سے ہوتے ہوئے حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری سے خصوصی استفادہ کیا۔ اس کے بعد جامعہ اسلامیہ مدینہ یونیورسٹی میں داخل ہُوئے، وہاں سے فراغت کے بعد سعودی حکومت کی جانب سے رُکن اسلامک مشن برائے متحدہ عرب امارات مقیم دوبئی ہیں ـــــــ آپ کی کتب کا مفصل اشتہار اس جلد میں ملے گا، نوجوان ہیں، ذکی ہیں، ذہین ہیں، فطین ہیں، خدا انھیں زندہ و سلامت رکھے بہت خوبیوں کے مالک ہیں اور مستقبل میں بہت کام کریں گے۔

جو کام لوگوں کے نفع کا ہوتا ہے وہ زندہ رہتا ہے:

وَ اَمَّا مَا یَنۡفَعُ النَّاسَ فَیَمۡکُثُ فِی الۡاَرۡضِ (الرعد) اور جس چیز میں انسان کے لیے نفع تھا وہ زمین میں رہ گئی۔

اس کی زندہ مثال مولانا آزاد اور ان کا "الہلال" ہے، اس "پارس" سے جس کا بھی مس ہُوا، دیکھیے کس انداز سے ان کا نام ستر سال بعد بھی زندہ ہے اور اب جن حضرات نے "الہلال" کے طلوع میں حصہ لیا وہ سب حصہ لینے کی وجہ سے زندۂ جاوید ہوگئے۔ ان سب حضرات کے شکریے کے ساتھ میں اجازت چاہتا ہوں تاکہ آپ "الہلال" کا مطالعہ فرمائیں مستفید ہوں۔ قارئین سے حسنِ خاتمہ اور حسنِ آخرت کی دُعا کی درخواست ہے۔

عبدالرشید ارشد

۱۳ ستمبر ۱۹۸۱ء

تذکرہ

مولانا آزادؒ، اپنی نظر میں

مولانا آزادؒ نے اپنے ایک عزیز کے اصرار پر اپنی جلیل وجمیل حیات کے نقوش قرطاس پر بکھیرنے شروع کیے، تحریر کا آغاز ہوا تو آباء و اجداد کی تاریخ کا دبستاں کھل گیا اور اسلاف کی یادیں اور ان کی دعوت و عزیمت کی تصویریں لفظوں کے سانچے میں ڈھلتی چلی گئیں اور تذکرہ کے کئی صد صفحات بزرگوں کی یادوں سے معمور ہو گئے۔ صرف آخری صفحات ان کے حالات پر مشتمل ہیں لیکن حالات میں تشبیہ و استعارے کی چلمن سے جھانکتے نظر آتے ہیں اُردو ادب اس شاہکار پر جس قدر ناز کرے کم ہے۔ تذکرے کے آخری صفحات یہاں نقل کیے جا رہے ہیں تاکہ ابوالکلام کی تصویر، ابوالکلام کی تحریر سے کچھ اور نکھر جائے۔

گفتی کہ چرا حالِ دلِ زار نہ گوئی؟
من خود کنم آغاز، بہ پایاں کہ رسد؟

ان اوراقِ پریشاں کی تالیف کا باعث ایک دوستِ عزیز کا اصرار تھا۔ اب وہ مُصر ہیں کہ خود اپنے حالات بھی قلم بند کر دوں۔ اس تمام داستان سرائی کے اہتمام سے اُن کا اصلی مقصد یہی تھا۔ ہر چند معذرت کی مگر مسموع نہ ہوئی۔ ناچار تعمیل فرمایش کے لیے مستعد ہونا پڑا کئی سو صفحے روشن دلانِ سلف کے تذکرۂ آثار و مناقب سے نورانی ہو چکے ہیں۔ اب دو چار صفحے اپنی سیہ دلیوں اور سیہ بختیوں کے سوادِ تحریر سے بھی سیاہ کرتا ہوں کہ تعرف الاشیاء باضدادھا!

در مجلسِ وصالش خُمہا کشیدہ مرداں
چوں دورِ خسرو آمد، مے در سبو نماندہ

یہ غریب الدیارِ عہد و ناآشنائے عصر و بیگانۂ خویش و نمک پروردۂ ریش، معمورۂ تمنا و خرابۂ حسرت کہ موسوم بہ احمد و مدعو بابی الکلام ہے، ۱۸۸۸ء مطابق ذوالحجہ ۱۳۰۵ھ میں ہستی عدم سے اس عدم ہستی نما میں وارد ہوا، اور تہمتِ حیات سے متہم۔ الناس نیام اذا ماتوا فانتبھوا۔

شورے شد و از خوابِ عدم چشم کشودیم
دیدیم کہ باقی است شبِ فتنہ، غنودیم

والدِ مرحوم نے تاریخی نام "فیروز بخت" رکھا تھا، اور مصرعۂ ذیل سے ہجری سال کا استخراج کیا تھا:

"جواں بخت و جواں طالع، جواں باد"!

سبحان اللہ، بخت کی فیروزی اور طالع کی ارجمندی! نیمۂ عمر لغزشوں اور ٹھوکروں کی پامالی و درماندگی میں بسر ہو چکی۔ نیمۂ عمر جو شاید باقی ہے، دم لینے اور سستانے میں ختم ہو رہی ہے۔ نہ منزلِ مقصود کا پتہ ہے، نہ شاہ راہِ منزل پر قدم۔ جب پاؤں میں تیزی اور ہمت میں جوانی تھی، تو رہ نوردی و منزل طلبی کا دروازہ نہ کھلا۔ اب پامالیوں اور افتادگیوں سے نہ قدم میں پامردی رہی، نہ ہمت میں کار فرمائی، تو طلب نے آنکھیں کھولیں اور غفلت نے کروٹ لی۔ راہ دُور اور نشانِ منزل گم، کیسۂ زاد خالی اور سرو سامانِ کار ناپید۔ وقت جا چکا، اور ہر آن و ہر لحظہ کارواں مقصود سے دوری اور منزلِ مراد سے مہجوری بڑھتی گئی۔ اب قدم کی تیزی اور ہمت کی چستی واپس بھی مل جائے، پھر بھی وہ دولتِ وقت کب واپس مل سکتی ہے، جو لٹ چکی، اور وہ قافلۂ امید کب پس ماندگانِ غفلت کی خاطر لوٹ سکتا ہے جو جا چکا!

رفتم کہ خار از پا کشم، محمل نہاں شد از نظر
یک لحظہ غافل بودم و صد سالہ راہم دور شد!

ساری فیروز بختی و جواں طالعی کا معاملہ آج نہیں کل فیصل ہونے والا ہے یَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْهٌ اصلی فیروز مندی وہاں کی فیروز مندی ہے، اور جواں بخت وہی ہے جو اس آنے والے دن کی آزمایش میں پورا اترے۔ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُّغْنِيْهِ! اگر وہاں فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ اور فَوْزٌ عَظِيْمٌ کی فیروزی و کامرانی ہاتھ آئی، تو پھر بخت بختِ ارجمند ہے اور طالع طالعِ بلند۔ لیکن اگر وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ اور لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ کی رسوائی و مایوسی ملی، تو پھر نہ اس حرمان نصیبی کے لیے کبھی امید ہے، نہ اس ماتمِ حسرت کے لیے کبھی خاتمہ۔ بختِ اسکندری و تختِ جمشیدی بھی ہاتھ آئے، تو لے کر کیا کیجیے!

گر بدانم کہ وصالِ تو بدیں دست دہد
دل و دیں را ہمہ در بازم و توفیر کنم!

آبائی وطن دہلی مرحوم ہے:

سلام علی نجد، ومن حل بالنجد!

مقر وطنِ مادری سرزمینِ مطہرِ طیبہ، و دار الہجرت سید المرسلین و شہرستانِ نبوت و وحی ہے، قبلۂ عبادت گزارانِ عشق، و کعبۂ نیاز مندانِ شوق۔ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ!

دارم دلے گرداں، کہ من قبلہ نما می خوانمش
رُو سوئے ابرویش کند، ہر چند می گردانمش

اور وطنِ حقیقی کی نسبت کیا کہیے کہ بحکم کن فی الدنیا کأنک غریب ہم سب غربت سرائے ارضی کے آوارہ و مسافر۔ تمام مسافرانِ ہستی ایک ہی قافلۂ غربت کے رہ سپار۔ سب کو ایک ہی مستقر و موطن درپیش۔ البتہ کسی کے لیے سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا میں داخل، اور کسی خوش نصیب کے لیے حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا۔

ابرح مایکون الشوق یوما
اذا دنت الخیام من الخیام

مولد و منشاءِ طفولیت وادی غیر ذی زرع عند بیت اللہ المحرم ہے۔ یعنی مکۂ معظمہ زاد اللہ شرفاً و کرامۃ۔ محلہ قدوہ متصل باب السلام:

بلاد بہا تمت علیٰ تمائمی
و اول ارض مس جلدی ترابہا!

اس وقت کہ ۱۳۲۵ھ قریب الاختتام ہے، قافلۂ برق رفتارِ عمر منزلِ ثلاثین تک پہنچ چکا:

یقولون هل بعد الثلاثین ملعبًا؟
فقلت: وهل قبل الثلاثین ملعبًا؟

قریب ہے کہ چشم زدن میں یہ منزل بھی پیچھے رہ جائے، اور آگے کا حال کچھ معلوم نہیں:

کس نمی گویدم از منزلِ آخر خبرے
صد بیاباں بگذشت و دگرے درپیش است!

جتنی زندگی گزر چکی ہے گردن موڑ کر دیکھتا ہوں تو ایک نمودِ غبار سے زیادہ نہیں، اور جو کچھ

وہیں قید کر دیا۔

۱۹۱۹ء تذکرہ

جامع الشواہد فی دخول غیر المسلم فی المساجد۔

یکم جنوری ۱۹۲۰ء رہائی

۲۸، ۲۹ فروری ۱۹۲۰ء بنگال پراونشل خلافت کانفرنس کے صدر کی حیثیت
میں حکومت سے ترکِ موالات کی دعوت دی۔

۱۹۲۰ء مسئلہ خلافت اور جزیرۃ العرب
اُس کے انگریزی اور پشتو تراجم بالترتیب بمبئی اور پشاور سے
شائع ہوئے۔ انگریزی ترجمہ مرزا عبدالقادر بیگ اور پشتو ترجمہ
ملک سیداخاں شنواری نے کیا تھا۔
صدارت اجلاس آل انڈیا خلافت کانفرنس ناگپور۔

۲۳ ستمبر ۱۹۲۱ء تحریک ترکِ موالات کی دعوت کے لیے اپنی نگرانی میں
ہفت روزہ "پیغام" جاری کیا۔

۲۵ اکتوبر ۱۹۲۱ء صدارت اجلاس پراونشل خلافت کانفرنس آگرہ۔

۱۸، ۲۰ نومبر ۱۹۲۱ء صدارت اجلاس جمعیۃ العلماء ہند لاہور۔

۱۰ دسمبر ۱۹۲۱ء گرفتاری، مقدمہ، ایک سال قید کی سزا، پریسیڈنسی جیل
علی پور میں قید، اسی مقدمے میں وہ بیان دیا جو "قولِ فیصل"
کے نام سے مشہور ہوا، اس کا عربی ترجمہ "ثورۃ الہند السیاسیۃ"
کے نام سے قاہرہ سے اور ترکی ترجمہ قسطنطنیہ سے چھپا، عربی
ترجمہ مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی نے اور ترکی ترجمہ عمر رضا، مدیر
"جہانِ اسلام" قسطنطنیہ نے کیا تھا۔

۶ جنوری ۱۹۲۳ء رہائی۔

یکم اپریل ۱۹۲۳ء عرب دُنیا کو تحریکِ آزادی سے روشناس کرانے کیلئے
اپنی نگرانی میں پندرہ روزہ "الجامعۃ" عربی میں جاری کیا۔

۱۵ ستمبر ۱۹۲۳ء صدارت اجلاس خاص آل انڈیا نیشنل کانگریس، دہلی۔

۲۹ دسمبر ۱۹۲۵ء صدارت اجلاس آل انڈیا خلافت کانفرنس کانپور۔

۱۰ جون ۱۹۲۷ء "الہلال" دوبارہ جاری کیا۔

دسمبر ۱۹۲۷ء ۹ دسمبر ۱۹۲۷ء کی اشاعت کے بعد "الہلال" بند ہوگیا۔

۲۷ جولائی ۱۹۲۹ء صدر مسلم نیشنلسٹ پارٹی۔

۱۹۳۰ء قائم مقام صدر آل انڈیا نیشنل کانگریس۔

۱۹۳۱ء گرفتاری۔

ستمبر ۱۹۳۱ء ترجمان القرآن جلد اول

۱۹۳۲ء گرفتاری

اپریل ۱۹۳۶ء ترجمان القرآن جلد دوم۔
ترجمان القرآن جلد اول اور دوم کا انگریزی ترجمہ تین جلدوں
میں ڈاکٹر سید عبداللطیف مرحوم نے کیا جو ہندوستان اور
پاکستان سے چھپ چکا ہے۔

۱۹۳۹ء قائم مقام صدر آل انڈیا نیشنل کانگریس۔

۱۹۴۰ء انڈین نیشنل کانگریس کے صدر منتخب ہوئے اور مسلسل
۱۹۴۶ء تک رہے۔

۱۹ مارچ ۱۹۴۰ء صدارت اجلاس انڈین نیشنل کانگریس رام گڑھ۔

۱۹۴۰ء گرفتاری، دو برس کی سزا، نینی جیل میں قید۔

۴ دسمبر ۱۹۴۱ء رہائی۔

مارچ، اپریل ۱۹۴۲ء کرپس مشن سے گفتگو۔

۹ اگست ۱۹۴۲ء گرفتاری، قلعہ احمد نگر میں نظر بند۔

۹ اپریل ۱۹۴۳ء بیوی کلکتہ میں انتقال کر گئیں۔

جون ۱۹۴۳ء چھوٹی بہن حنیفہ آبرو بیگم بھوپال میں انتقال کر گئیں۔

اپریل ۱۹۴۵ء احمد نگر سے بانکوڑا منتقلی۔

۱۵ جون ۱۹۴۵ء رہائی۔

۲۶ جون ۱۹۴۵ء شملہ کانفرنس میں شرکت۔

۱۹۴۶ء غبارِ خاطر
کاروانِ خیال

اپریل، جون ۱۹۴۶ء وزارتی مشن سے گفتگو۔

۱۵ جنوری ۱۹۴۷ء رکنیت عبوری حکومت، وزارتِ تعلیم۔

۱۵ اگست ۱۹۴۷ء آزاد ہندوستان کی پہلی حکومت میں وزیرِ تعلیم۔

۱۹۵۱ء کانگریس پارلیمانی پارٹی کے ڈپٹی لیڈر۔

۱۹۵۲ء پہلے عام انتخابات میں پارلیمنٹ کے رکن منتخب ہوئے،
تعلیم، قدرتی ذرائع اور سائنسی تحقیقات کی وزارت۔

۱۹۵۵ء دوبارہ کانگریس پارلیمانی پارٹی کے ڈپٹی لیڈر۔

مئی تا جولائی ۱۹۵۶ء یورپ اور مغربی ایشیا کا خیر سگالی دورہ،
یونیسکو کی نویں جنرل کانفرنس منعقدہ دہلی کے صدر۔

۱۹۵۷ء دوسرے عام انتخابات میں پارلیمنٹ کے رکن منتخب ہوئے
دوبارہ تعلیم اور سائنسی تحقیقات کی وزارت۔

۱۵ فروری ۱۹۵۸ء انجمن ترقی اردو ہند کے اجلاس دہلی میں آخری تقریر

۲۲ فروری ۱۹۵۸ء وفات اور جامع مسجد دہلی کے سامنے اردو پارک
میں دفن کیے گئے۔

گوشت از بارِ درگراں شدہ است
نشتوی نالہ و فغانِ مرا!

لیکن دنیا کی ساری سچائیوں اور یقینیوں سے بڑھ کر یہ حقیقت ہے کہ:

کارسازِ ما بفکرِ کارِ ما
فکرِ ما در کارِ ما آزارِ ما!

اور اس راہ کی نیرنگیوں کا کچھ عجب حال ہے:

کہ علم بے خبر افتاد و عقل بے حس شد!

ہر چند راہ ایک ہی ہے، لیکن کرشمے بے شمار ہیں۔ اور گو ہوش سب کھوتے ہیں مگر ایک ہی جلوے سے نہیں:

اے ترا با ہر دلے رازے دگر!
ہر گدا را بر درت نازے دگر!

کوئی پکارتا ہے اور دروازہ نہیں کھلتا۔ کوئی سوجاتا ہے اور اس پر کمند پھینکے جاتے ہیں۔ قانونِ طلب و سعی سے انکار نہیں لیکن اگر وہ بے طلب دینا چاہے، تو اس کا ہاتھ پکڑنے والا کون ہے؟ ان لربکم فی ایام دھرکم نفحات۔ الا فتعرضوا لھا۔

کارِ زلفِ تست مشک افشانی اما عاشقاں
مصلحت را تہمتے بر آہوے چیں بستہ اند!

غرض کہ اپنی غفلت پرستیوں کا تو یہ حال تھا۔ لیکن اُدھر کارفرمائے غیب کا فیصلہ کچھ دوسرا ہی ہو چکا تھا۔

بہ دور گردی من از غرور می خندد
حریفِ سخت کمانے کہ در کمیں دارم

ناگہاں جاذبۂ توفیقِ الٰہی پردۂ عشقِ مجاز میں نمودار ہوا، اور ہوس پرستی کی آوارگیوں نے خود بخود شاہراہِ عشق و محبت تک پہنچا دیا۔ آگ لگتی ہے تو رفتہ رفتہ شعلے بھڑکتے ہیں۔ سیلاب آتا ہے، تو بتدریج پھیلتا ہے۔ یہ تو ایک بجلی تھی جو آناً فاناً نمودار ہوئی، چمکی، اور دیکھا تو خاک کا ڈھیر تھا:

می گزشتم زخم آسودہ کہ ناگہ زکمیں
عالم آشوب نگاہے سرِ راہم بگرفت

اصل میں منزلیں تین ہی ہیں۔ ہوس، عشق، حقیقت:

حاصلِ عمرم سہ سخن بیش نیست
خام بُدم، پختہ شدم، سوختم

اور یہاں عشق سے مراد عشقِ محدود و ناقص یعنی مجاز ہے نہ کہ علی الاطلاق، کیونکہ اس اعتبار سے تو اول و آخر جو کچھ ہے، عشق ہی ہے۔ تمام کائناتِ ہستی میں بجز اس کے بنیادِ کون نہیں۔ آسمانوں کا ستون ہے تو یہی ہے؛ زمین کا مدار و محور قائم ہے تو اسی کے دم سے۔ دنیا میں جس قدر ظاہر ہے یہی ہے، جس قدر باطن ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔ بیدمی بات ہے کہ حیاتِ نگاہِ وحدت ناآشنا نے ایک ہی حقیقت کو طرح طرح کے ناموں سے موسوم کر دیا ہے کتنے ہی پردے ہیں جو اسی کج نظری و کثرت بینی نے جمالِ حقیقت پر لٹکا دیے ہیں، ورنہ:

یک چراغ است دریں خانہ کہ از پرتوِ آں
ہر کجا می نگری، انجمنے ساختہ اند

بلاشبہ یہ بھی لغزش تھی لیکن اس لغزش کو کیا کہو گے، جو محبوب کے قدموں پر گرا دے؟ مقصود تو ساری باتوں سے اُس تک پہنچنا ہے۔ اگر لغزش ہی وسیلہ بن جائے، تو پھر کیوں نہ ہزاروں استقامتیں اس پر قربان ہوں، لاکھوں ہوشیاریاں اس پر نچھاور:

گر طمع خواہد زمن سلطانِ دیں
خاک بر فرقِ قناعت بعد ازیں!

اصل یہ ہے کہ اس راہ کی کامیابی کا سارا دار و مدار قطع و وصل اور شکستگی و پیوستگی پر ہے، اور قرب ایک منزل ہے جس تک پہنچنے کی راہ بُعد ہی میں سے ہو کر نکلی ہے۔ یعنی ایک سے ملنے کے لیے سب کو چھوڑنا اور ایک سے جُڑنے کے لیے سب سے کٹنا۔ اس دروازہ کا کھلنا اس پر موقوف ہے کہ وہ تمام دروازے بند کر دیے جائیں جو پہلے کھول لیے گئے تھے:

در قبولِ نظرِ عشق ہزاراں شرط است
اول از عافیت رفتہ ندامت باشد

انسان کی محبوبات و مالوفات کے الکاؤ ایک نہیں بیشمار ہیں۔ اُس کی گردن [میں] الفتوں کی طوق کا بوجھ ہے۔ اُس کے پاؤں علائق کی زنجیروں سے گراں بار، اُس کا دل چاروں طرف سے صدہا قسم کی کششوں کا نشانہ، ہر زنجیر کے بندھن پر مرتا اور ہر علاقہ کی الفت میں اسیر رہنا چاہتا ہے: زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذَٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا۔ تو اب اصلی کام یہ ہوا کہ یہ ساری بندشیں کٹیں اور پرستشِ ماسوی اللہ کی ساری زنجیریں ٹوٹیں۔ اس کے لیے صرف دو ہی صورتیں ہیں۔ یا تو ایسا کوئی طاقتور ہاتھ آمادۂ عقدہ کشائی ہو کہ گن گن [کر] ایک ایک گرہ کھول دے۔ ایک کے بعد ایک، ساری زنجیریں کھلتی جائیں۔ یا پھر ایک تلوار چمکے، جس کا ایک ہی بھرپور ہاتھ چشم زدن میں ساری بندشوں اور زنجیروں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دے۔ نہ ناخنِ گرہ کشا کی منت پذیری، نہ زنجیروں کی حلقہ شماری کی انتظاری۔ ایک سوکھی لکڑی کے جلانے کے لیے ہزاروں تدبیریں کیجیے جب کہیں آگ سے دھواں اٹھے۔ لیکن معلوم ہے کہ ہزاروں آشیانوں اور خرمنوں کے لیے بجلی کی ایک ہی نظرِ شعلہ بار کافی ہوتی ہے:

گفتم چگونہ می کشی و زندہ می کنی؟
از یک نگاہ کشت، جوابے دگر نہ داد

قطعِ علائق اور دفعِ موانع کی جتنی راہیں سعی و ہمت اور طلب و جستجو سے پیدا کی جاتی ہیں سب پہلی صورت میں داخل ہیں۔ اور دوسری صورت جذب و عشق کی ہے۔ یہ قوت فرشتۂ عشق کے سوا اور کسی کے ہاتھ میں نہیں کہ ہزاروں نشتروں کا کام ایک ہی وار میں پورا کر دے:

دم شمشیر بود رہگزرِ عشق، ولے
ہر کہ ایں رہ نہ رود، پے بہ درِ دل نہ برد

اسی لیے عرفائے طریق نے کہا: عشق کی بری سے بری گرفتاری بھی بیدردی و بے سوزی کی آزادی سے ہزار درجہ بہتر ہے، اور اس راہ کی ناکامی بھی کم از فتح و فیروزمندی نہیں:

رہ رواں را خستگی راہ نیست
عشق ہم راہ ست و ہم خود منزل ست

گو اس کی گرفتاری بھی گرفتاری اور الحاد بھی الحاد ہے، لیکن بہرحال یہی نفع کتنا بڑا نفع ہے، کہ اس کی بدولت کام بہت آسان و مختصر ہو جاتا ہے اور آنے والی منزل کے سارے کاموں کی مشق پہلے ہی سے ہو جاتی ہے۔ پہلے سو زنجیروں کو توڑنا تھا، تو اس کی بدولت اب صرف ایک ہی زنجیر سے چھوٹنے کا معاملہ باقی رہ گیا۔ پہلے ہزاروں چوکھٹوں کی جبہ سائیوں سے پیشانی داغدار تھی۔ کس کس داغ کو مٹاتے اور کن کن رشتوں کو توڑ جاتے۔ اب خود بخود سب مٹ گئے، صرف ایک ہی چوکھٹ کا نشانِ سجدہ رہ گیا۔ اور اصل کام بھی یہی تھا کہ پیشانی ایک ہے تو سجدہ گاہ بھی ایک ہی ہو۔ جب یہاں تک معاملہ پہنچ گیا اور ایک کے لیے سب کو چھوڑنے کا سبق مل گیا تو اس ایک کو بھی مسجودِ حقیقی کی خاطر چھوڑ دینا کیا مشکل ہے؟ ممکن ہے کہ ایک جھٹکے میں یہ رشتہ آخری بھی ٹوٹ جائے اور پھر اس آزر کدۂ ہزار پرستش سے خلیل وار صدائے: إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ بلند ہو:

بیقشاں زلف و صوفی را بپازی و برقص آور
کہ از ہر رقعۂ دلقش ہزاراں بت بیفشانی

یہی وجہ ہے کہ اس سفر کی سب سے اقرب راہ منزلِ مجاز ہی سے ہو کر نکلی ہے:

بادہ گر خام بود، پختہ کند شیشۂ ما!

اور بعض صورتوں میں تو بغیر اس کے چارہ ہی نہیں۔ گو وہ خود بھی مرض ہے، لیکن ہزاروں بیماریوں کا علاج بھی اس کے سوا کوئی نہیں:

گرچہ آشفتگیِ کارِ من از زلفِ تو بود
حلِ ایں عقدہ ہم از رُوے نگار آخر شد

مانا کہ گرفتاریِ عشق کی یہ ایک زنجیر بھی پابندیوں کی ہزاروں زنجیروں سے بوجھل ہوتی ہے اور اس کی ترکش کا پہلا تیر پاؤں ہی پر لگتا ہے۔ وحشی کرمانی نے خوب کہا ہے:

عشق چوں برسرِ کس حملۂ بیداد آرد
اولش قوتِ بگریختن از پا برود

لیکن عجب نہیں کہ کسی کے بامِ بلند تک پہنچنے کے لیے یہی زنجیر کمند کا کام دے جائے۔ کتنے ہی راہ کے خوش قسمت ہیں جن سے سیڑھیوں کا ایک ایک زینہ نہیں گنوایا گیا، بلکہ کمندِ عشق نے ایک ہی جست میں قصرِ مطلوب تک پہنچا دیا:

سامنے ہے وہ بھی جلوۂ سراب سے زیادہ نظر نہیں آتا۔ قلم درماندہ تذکرہ و نگارش سے عاجز، اور فکر گم گشتۂ حیرانِ اظہار و تعبیر۔ اپنی سرگزشت و رُوئیدادِ عمر لکھوں تو کیا لکھوں؟ ایک نمودِ غبار و جلوۂ سراب کی تاریخِ حیات قلم بند ہو تو کیوں کر ہو؟ دریا میں حباب تیرتے ہیں۔ ہوا میں غبار اُڑتا ہے۔ طوفان نے درخت گرا دیے۔ سیلاب نے عمارتیں بہا دیں۔ عنکبوت نے اپنی پوری زندگی تعمیر میں بسر کر دی۔ مرغِ آشیاں پرست نے کونے کونے سے چن چن کر تنکے جمع کیے۔ خرمن و برق کا معاملہ، آتش و خس کا افسانہ، ان سب کی سرگزشتیں لکھی جا سکتی ہیں، تو لکھ لیجیے میری پوری سوانح عمری بھی انہی میں مل جائے گی۔ نصف افسانۂ امید اور نصف ماتمِ یاس!

عاشق نہ شدی، محنتِ الفت نہ کشیدی

کس پیشِ تو غم نامۂ ہجراں چہ کشاید؟

پہلے مجسّم امید تھا؛ اب سرتاسر حسرت ہوں:

مختصر حالِ چشم و دل یہ ہے   اِس کو آرام اُس کو خواب نہیں!

اس پر بھی اگر داستان سرائی کا شوق ہو، تو ان پورے تیس برسوں کی سرگزشت سُن لیجیے۔ حکایتِ برق و خرمن کوئی افسانۂ دراز نہیں جس کے لیے پوری رات آنکھوں میں کاٹنی پڑے۔ صرف ایک نالۂ گرم اور آہِ سرد میں پوری حکایت ختم ہے:

ہمسایہ شنید تا الدام، گفت:

"خاقانی را دگر شب آمد!"

ایک صبحِ امید تھی کہ دیکھتے ہی دیکھتے گزر گئی:

ہم چو عیدے کہ در ایامِ بہار آمد و رفت!

ایک شامِ مایوسی تھی جس کی تاریکی کو امید کا کوئی چراغ روشن نہ کر سکا:

بجھا ہے دل جب سے مجھ حزیں کا، چراغ جلتا نہیں۔ ہے

یا امید و حسرت کے دو دن، ایک ہوسِ تعمیر میں بسر ہوا، ایک ماتمِ تخریب میں۔ ایک دن تنکے چنتے رہے، دوسرے دن دیکھا، تو راکھ کا ڈھیر تھا جس پر خوب جی بھر کے آنسو بہائے:

دریں چمن کہ بہار و خزاں ہم آغوش است

زمانہ جام بدست و جنازہ بردوش است!

ابو طالب کلیم نے چار مصرعوں میں پوری سوانح عمری لکھ دی:

بدنامیِ حیات دو روزے نہ بود بیش   آنہم کلیم! با تو چہ گویم، چساں گزشت؟

یک روز صرفِ بستنِ دل شد باین و آں   روزِ دگر بکندنِ دل زین و آں گزشت؟

اور دراصل اس شعبدہ گاہِ ہستی کی بڑی سے بڑی مہلتوں کا بھی یہی حال ہے۔ لَمْ يَلْبَثُوٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا اور قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ! کلیم کو معلوم نہ تھا کہ اس سے پہلے یہی مضمون زیادہ ایجاز [و] بلاغت کے ساتھ کہا جا چکا ہے:

ومتیٰ یساعدنا الوصال، ودھرنا

یومان. یوم نوی ویوم صدود!

عہدِ طفلی ایک خوابِ عیش تھا:

حیف صد حیف کہ ما زود خبردار شدیم!

آنکھیں کھلیں تو عہدِ شباب کی صبح ہو چکی تھی، اور خواہشوں اور ولولوں کی شبنم سے خارستانِ ہستی کا ایک ایک کانٹا پھولوں کی طرح شاداب تھا۔ اپنی طرف دیکھا، تو پہلو میں دل کی جگہ سیماب کو پایا۔ دنیا پر نظر ڈالی، تو معلوم ہوا کہ اس صبحِ فریب کے لیے نہ تو سوز و تپش کی دوپہر ہے، نہ ناامیدی و ناکامی کی شام۔ یہ سارا شہرستانِ امید اور نگارخانۂ نظر فریب صرف ایک ہمارے ہی دیدہ و دل کی کام جوئیوں کے لیے بنا ہے، اور گویا گوشہ گوشہ اور ذرہ ذرہ ہماری ہوسناکیوں کے لیے چشم براہ ہے۔ جس طرف کان لگایا، یہی صدا سنائی دی۔ معلوم نہیں اپنی ہی گنبدِ غفلت اور ہنگامۂ ہوس کی گونج تھی، یا گرفتارانِ طلسمِ شباب کی ہوش ربائی کے لیے خود سازِ ہستی کا نوائے غریب ہی یہی ہے:

شہریست پر ز خوباں، وز ہر طرف نگارے

یاراں صلائے عام ست گرمی کنید کارے!

غفلت و مدہوشی نے افسوں پھونکا، سرمستی و سرگرانی نے جام بھرے، جنونِ شباب نے ہاتھ پکڑا، اور ولولوں اور ہوسوں نے جو راہ دکھلائی، دل کی خود فروشیوں نے اُسی کو منزلِ مقصود سمجھا۔ ہوش و خرد کو گو پہلے حیرانی ہوئی، لیکن پھر اُس نے بھی آگے بڑھ کر اشارہ کیا: راہ ہے تو یہی راہ ہے اور وقت ہے تو اسی کا:

ساقیا! مرنج از من، عالمِ جوانی ہاست!

جس طرف نظر اٹھائی، ایک صنم آبادِ الفت و پرستش نظر آیا، جس میں مندروں اور مورتیوں کے سوا کچھ نہ تھا۔ ہر مندر جبینِ نیاز کا طالب۔ ہر مورتی دل فروشی و جاں سپاری کے لیے وبالِ ہوش۔ ہر جلوہ برقِ تمکین و اختیار۔ ہر نگاہ بلائے صبر و قرار:

الفراق اے صبر و تمکیں! الوداع اے عقل و دیں!

جس راہ میں قدم اٹھایا، زنجیروں اور کمندوں نے استقبال کیا۔ جس گوشے میں پناہ لی، وہی زندانِ ہوش و آگہی نکلا۔ ایک قید ہو، تو ذکر کیجیے۔ ایک زنجیر ہو، تو اس کی کڑیاں گنیے۔ دل ایک تھا، مگر تیر ہزاروں ہاتھوں میں تھے۔ نظر ایک تھی، مگر جلووں سے تمام عالم معمور تھا۔ ہر کرشمہ نے اپنا تیر چلایا۔ ہر رہزن نے اپنی کمند پھینکی۔ ہر فسوں ساز نے اپنا افسونِ محبت پھونکا۔ ہر جلوۂ ہوش ربا نے صرف اپنے ہی دامِ الفت میں اسیر اور اپنی ہی فتراکِ اسیری کا نخچیر رکھنا چاہا:

وائے بر صیدے کہ یک باشد و صیادے چند!

یہ بات نہ تھی کہ امتیاز نے بالکل ساتھ چھوڑ دیا ہو اور دیدۂ اعتبار یک لخت کور ہو۔ برق نے بارہا چشمک کی۔ ستاروں نے بھی کبھی کبھی پردۂ شب کی اوٹ سے جھانکا، لیکن رات کی تاریکی اور طوفان کی تیرگی ایسی نہ تھی جو ان چنگاریوں سے روشن ہو جاتی۔ وہ برابر بڑھتی ہی گئی:

فرصت ز دست رفتہ و حسرت فشردہ پائے

کار از دوا گزشتہ و افسوں نہ کردہ کس!

کبھی سرو کی بلند قامتی پر رشک آیا، تو سربلندی و سرفرازی کے لیے دل خون ہوا۔ کبھی سبزۂ پامال کی خاکساری و افتادگی پر نظر پڑ گئی، تو اپنے پندار و خود پرستی پر شرم آئی۔ کبھی ہوا صبا کی روش پسند آئی، تو اقامت گزینی سے وحشت ہوئی؛ آوارگی و رہ نوردی کی دل میں ہوا سمائی۔ کبھی آبِ رواں کی بے قیدی و بے تعینی اس طرح جی کو بھائی کہ پابندیوں اور گرفتاریوں پر آنکھوں نے آنسوؤں اور دل نے زخموں کے ساتھ ماتم کیا۔ پھولوں کو جب کبھی مسکراتے دیکھا، تو اپنی آنکھوں نے بھی رونے میں کمی نہ کی؛ اور درختوں کو جب کبھی جنبش ہوئی، شاخوں نے جھوم جھوم کر وجد کیا، تو اپنی سنگینی و بے حسی بھی ضرور یاد آ گئی۔ غرض کہ نہ تو اسباب میں کمی تھی اور نہ استعداد بالکل مفقود تھی۔ بجلیاں کوندتی رہیں۔ بادل گرجتے رہے لیکن افسوس کہ نیند بھی بڑی ہی سخت تھی اور پشتِ غفلت کسی بڑے ہی سخت تازیانے کا انتظار کر رہی تھی،

نہ پہنچی ضعف سے لب تک دعا ہی، ورنہ سدا

درِ قبول تو اس آرزو میں باز رہا!

بہتر یہ ہے کہ صاف صاف ہی کہہ دیا جائے:

ہاں! بانگِ بلند ست ایں، پوشیدہ نمی گویم!

گمراہیِ عمل کی آخری حد فسق ہے اور گمراہیِ اعتقاد کی الحاد۔ سو فسق و الحاد کی کوئی قسم ایسی نہ تھی جس سے اپنا نامۂ اعمال خالی رہا ہو، اور فسق خود بھی ایک کامل قسم کا عملی الحاد ہے:

چو پرسش گنہم روزِ حشر خواہد شد

تمسکاتِ گناہانِ خلق پارہ کنند!

قبل اس کے کہ ہم پر شہادت دی جائے، بہتر ہے کہ خود آپ ہی اپنے لیے شاہد بن جائیں: اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا۔ اور ہم شہادت دیں یا نہ دیں، خود ہمارا وجود ہی سرتاپا شہادت ہے۔ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ۔ ہاتھ پاؤں کی شہادت پر تعجب کیوں ہو، جب اس دنیا ہی میں دیکھ رہے ہیں کہ اُس کا ہر لمحہ یوم الاشہاد کا حکم رکھتا ہے، اور خود ہمارا قرینِ بغل ہی دم بدم شہادت دے رہا ہے۔ لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ۔ البتہ ساری ہلاکت اس میں ہے کہ ہنگامۂ غفلت و خود فراموشی میں نفسِ لوّامہ کی صدائے شہادت بہت کم کانوں تک پہنچتی ہے۔ اور پہنچتی ہے، تو خود ہمارے ہی ہاتھ سرشاری و بدمستی کے نقاروں پر اس زور سے پڑ رہے ہیں کہ اُن کے شور و غل میں یہ سرگوشیِ ملامت کب کام دے سکتی ہے! اِلَّا یہ کہ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ! کی گھڑی سر پر آ جائے:

ان میں سے کوئی بھی نہ تھا جس کی ابرو پر گرہ یا آنکھوں میں غمزہ ہو۔ سب کی زبانیں گویا، سب کے اشارے آشکارا، سب کی سطریں ابھری ہوئی تھیں۔ نہ کوئی لب بندر ہا، نہ کوئی جلوہ مستور۔ نہ آنکھوں نے دیکھنے میں کمی کی، نہ کانوں نے سننے میں۔ چشم و گوش نے جو کچھ بہم پہنچایا، دل کی وسعت نے سب کو سمیٹ لیا۔ اس سے زیادہ اور کیا کہا جائے:

سخنِ عشق بدل در نہ و لب را مکشا
سرِ ایں شیشہ فرو بند کہ بادے نہ خورد

الله الله! دولت سعادت و قبولیت کی فراوانی، اور سبحان الله! بخشش و لطفِ غیبی کی بے پایانی! سمندر اس کی وسعتِ فیض کا ایک قطرہ، مگر یہ بھی گستاخی ہے۔ سورج اس کے انوارِ کرم کی ایک شعاع، مگر یہ بھی نادانی ہے!

دوش وقتِ سحر از غصہ نجاتم دادند   واندراں ظلمتِ شب آبِ حیاتم دادند
بے خود از شعشعۂ پرتوِ ذاتم کردند   بادہ از جامِ تجلی بصفاتم دادند
چہ مبارک سحرے بود و چہ فرخندہ شبے   آں شبِ قدر کہ ایں تازہ براتم دادند
کیمیائیست عجب بندگیِ پیرِ مغاں   خاکِ او گشتم و چندیں درجاتم دادند
ہاتف آں روز بمن مژدۂ ایں دولت داد   کہ بہ بازارِ غمت صبر و ثباتم دادند

دنیا کسی کے لیے کبھی نہیں بدل سکتی۔ لیکن اگر تم خود بدل جاؤ، تو اس کو بھی یک قلم بدلا ہوا پاؤ گے۔ تمہاری دنیا تمہارے عہدِ شباب میں ایسی تو نہ تھی، جیسی اب بڑھاپے کی پامالیوں میں نظر آ رہی ہے۔ شامِ وصال میں تمہاری یہی ہر روز والی دنیا جو رعنائیاں رکھتی تھی، صبحِ وداع کی اداسیوں میں کب باقی رہیں؟

گویا نہ وہ زمیں ہے، نہ وہ آسماں ہے اب!

جو اشارات کیے گئے۔ اگر تمہارے مذاقِ سخن سنجی پر گراں گزرے ہوں، تو بہ نسبت انکار کے بہتر ہوگا کہ اُن کو اسی حالت پر قیاس کر لو۔ ورنہ جو کچھ آنکھوں پر گذری اور جو کچھ دل کو پیش آیا، خود اپنی ہی زبان و دماغ اس سے محرم نہیں، دوسروں کو کیا سنائیے! اگر بجائے جگہ تبسم اور ستارہ کی جگہ افشاں کہ کر عہدہ برآ ہونا بھی چاہیں، جب بھی سننے والے کس آسمان و زمین سے آئیں گے؟

یارب، کجاست محرمِ رازے کہ یک زماں
دل شرحِ آں دہد کہ چہ دید و چہا شنید؟

غفلت ہر حال میں غفلت ہے۔ ایک لمحۂ غفلت کے معاوضے میں عمر بھر کا ماتم بھی کافی نہیں۔ تاہم جو کچھ ہو چکا ہے، اب دیکھتے ہیں، تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کارخانہ کی ہر چیز کی طرح وہ سب کچھ بھی ضروری تھا، اور شاید ان میں سے ہر بات اس سفر کی ایک ناگزیر منزل تھی۔ اگر ہوس پرستی و رندی کی منزل پیش نہ آتی، تو نہیں معلوم، حقیقت پرستی کے کتنے ہی گوشے ہیں جن سے ہمیشہ بے خبر رہتے! نتیجہ یہ نکلا کہ اس عالم کی کسی بات کو بھی برا نہ کہو۔ برائی محض ایک اضافی شے ہے، اصل بجز خوبی اور اچھائی کے کچھ نہیں۔ اعتبار ہر حال میں ثمرات و نتائج کا ہے، نہ کہ ظواہر و اوائل کا۔ کتنے ہی راہ میں ٹھوکر کھا کر گر پڑتے ہیں، اور کتنے ہی قدم ہیں کہ ٹھوکر نہ لگے، تو ان میں تیزی و چالاکی بھی نہ آئے، اور راہ کے نشیب و فراز سے ہمیشہ غافل رہیں۔ کتنے ہی کفر ہیں، جو دسیلۂ ایمان ہوئے! کتنے ہی ایمان ہیں، جن کا خاتمہ کفر پر ہوا! لولم تذنبوا لذھب اللہ بکم وجاء اللہ بقوم آخرین یذنبون ویستغفرون (اوکما قال۔ رواہ مسلم) مولانا روم نے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے[۲]:

او ز قعرِ بحر گوہر آورد   از زیانہا سُود بر سر آورد
چوں قبولِ حق بود آں مرد راست   دستِ او در کارہا دستِ خداست
ہر چہ گیرد علتے، علت شود   کفر گیرد کاملے، ملت شود
عیب شد نسبت بہ مخلوقِ جہول   نے بہ نسبت با خداوندِ قبول
کفر ہم نسبت بہ خالق حکمت ست   چو بما نسبت کنی کفر آفت ست

یہی فائدہ کتنا بڑا فائدہ ہے کہ دماغ کی خشکی اور دل کی بے دردی کا پہلے ہی دن علاج ہو گیا، اور شیوۂ دردمندی و دلفگاری کی تعلیم ابتدا ہی میں مل گئی۔ جب ہوس پرستی کی منزل میں تھے، تو وہاں بھی ہمیشہ دل کو پہلو کی جگہ ہتیلی ہی پر رکھنا پڑا:

لختے بر دازدل، گذرد ہر کہ زپیشم
من قاشِ فروشِ دلِ صد پارۂ خویشم!

منزلِ عشق نمودار ہوئی، تو اس کا کیا پوچھنا! البتہ فرق اتنا تھا کہ پہلے ایک دل کے بہت سے ٹکڑے کر دیتے تھے۔ اب دل ایک تھا، تو گاہک بھی ایک ہی۔ بلکہ:

لیس الفواد محل شوقك وحدہ
کل الجوارح فی ھواك فؤاد

پھر اس کے بعد جو آخری منزل پیش آئی، وہاں تو بجز متاعِ درد و دل بازی اور جنسِ جاں سپاری و جاں فروشی کے اور کوئی شے مقبول ہی نہ تھی: جِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجَاةٍ فَأَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ!

جز محبت ہر چہ بُردم، سود در محشر نداشت!
دین و دانش عرض کردم کس بچیزے بر نداشت!

اِس منزل سے پہلے جو کچھ ہو چکا تھا، اُس کا ایک ایک معاملہ یہاں کام آیا۔ جیب و دامن کے ہر پرزہ نے اس طرح کام دیا، گویا خاص اسی لباس کی درستگی کے لیے قطع ہوا تھا۔ ہر عیب نے ہنر کی خوبروئی پائی۔ ہر نقص نے کمال سے بڑھ کر ہمرہی کی۔ ہر چرکا جو نشترِ ہوس نے لگایا تھا، ہر زخم جو کمان دارِ عشق کے تیروں کا بے خطا نشان تھا، اور جس کو کیسی کیسی تمناؤں اور چاہتوں سے ہمیشہ سینے میں بچائے رکھا تھا کہ کہیں ناسور بننے کی جگہ مندمل نہ ہو جائے:

بہر تسکیں دل نے لے لی ہے غنیمت جان کر
وہ جو وقتِ ناز کچھ جنبش تری ابرو میں ہے

اس راہ میں اس طرح کام آیا کہ خدا نکردہ اگر اس متاعِ زیاں سے اپنا کیسۂ سُود خالی ہوتا تو نہیں معلوم، بازارِ قبولیت میں کیسی محرومی و شرمندگی اٹھانی پڑتی! مرہم گھٹ جاتا تو ہزار جگہ سے مل جاتا؛ زخم کہاں سے لاتے؟ خوں چکانی کس سے مانگتے؟ اور مل بھی جاتی تو وہ گہرا ناسور چند گھڑیوں میں کیسے بن جاتا جو مدتوں کی زخم پروریوں کے بعد کہیں نصیب ہوتا ہے۔ اور وہ بھی ہر زخم اور ہر زخمی کو کہاں؟

اک عمر چاہیے کہ گوارا ہو نیشِ عشق
رکھی ہے آج لذتِ زخمِ جگر کہاں؟

پس الحمد للہ کہ آخر میں جو کچھ پایا، اس کے لیے ابتدا کا ہر کھوٹا کام آیا۔ کوئی ہشیاری ایسی نہ ملی، جس کے لیے اپنی کوئی نہ کوئی غفلت کام نہ آگئی ہو۔ چاک جب تک گریبان تک ہے، ناقص ہے۔ لیکن اگر وہی دامن تک پہنچ جائے، تو اس کے کمال میں کیا شبہہ ہو سکتا ہے!

تا دامن آکے چاکِ گریباں نے دم لیا
ہے دامن اور جیب میں رشتہ قریب کا!

جس حال میں رہے، نقص و ناتمامی سے دل کو ہمیشہ گریز رہا اور شیوۂ تقلید و روشِ عام سے پرہیز۔ جہاں کہیں رہے اور جس رنگ میں رہے، کبھی کسی دوسرے کے نقشِ قدم کی تلاش نہ ہوئی، اپنی راہ خود ہی نکالی اور دوسروں کے لیے اپنا نقشِ قدم رہنما چھوڑا۔ رندی و ہوسناکی کا عالم رہا، تو اس کو بھی ناتمام نہ چھوڑا۔ عشق کی خود فراموشیاں رہیں، تو وہاں بھی کسی وادی اور کسی گوشے سے اپنے قدم ناآشنا نہ رہے۔ لمحوں کے اندر برسوں کے کام انجام پائے:

کام تھے عشق میں بہت، پر میرؔ
ہم تو فارغ ہوئے شتابی سے

اب جس حال و رنگ میں ہیں، تو یہاں بھی کمال ہی کی آرزو ہے، اور اتمامِ کار کے لیے بیقراری؛ اور سارا معاملہ اسی کارسازِ غیب کے ہاتھ ہے جس نے گو ہر راہ میں ڈالا، لیکن اٹکایا کہیں نہیں اور گو ہر وادی میں تھوڑے تھوڑے عرصہ کے لیے سرگردانی ضرور ہوئی، یہ سرگردانی بھی ہدایت یابی سے خالی نہ تھی:

تا دست رسم بود، زدم چاکِ گریباں
شرمندگی از خرقۂ پشمینہ نہ دارم!

الغرض توفیقِ الٰہی کی سینکڑوں راہیں ہیں۔ ہدایت و تربیتِ غیبی کے ہزاروں بھیس ہیں۔ سب سے زیادہ آسان و پُرامن راہ یہ ہے کہ رہنمایانِ طریق میں سے کسی صاحبِ ارشاد کی ہمت و صحبت حاصل ہو جائے۔ لیکن میں صاف صاف کہتا ہوں کہ اس بارے میں میری درماندگی و بیکسی کسی متعارف وسیلۂ ہدایت و ارشاد کی رہینِ منت نہیں ہے۔ حالات ابتدا سے جیسے اور جتنے رہے، سب کے سب اُس حالت سے یکسر متضاد تھے جن تک بتدریج رسائی میسر آئی۔ قطع نظر اس معاملۂ خاص کے، عقائد، اعمال، عادات، خصائل، فکر و نظر، طرز و روش، کوئی بات بھی تو ایسی نہیں ہے جس کو اپنے قدرتی حالات کے مطابق پاتا ہوں۔ پس اپنی شکستگی و خستگی نہ تو کسی ہاتھ کی ممنون ہے، نہ کسی دبستان کی، نہ خاندان کی، نہ تعلیم و تربیتِ ظاہری کی۔ جو کچھ پایا ہے، صرف بارگاہِ عشق سے پایا ہے۔ جتنی رہنمائیاں ملیں، صرف اُسی مرشدِ فیض و ہادیِ طریق سے

تو و قطعِ منازلہا، من و یک لغزشِ پاے!

اور یہ تو منزلِ عشق کے معاملات ہیں۔ تجربہ کارانِ راہ کا فیصلہ تو یہ ہے کہ اگر رندی و ہوس پرستی کی منزل میں بھی کچھ دیر کے لیے دم لے لیا جائے، تو فائدہ سے خالی نہیں۔ کتنی ہی شاہراہیں ہیں جو اسی خارزار سے نکلی ہیں،

کعبہ را ویراں مکن اے عشق! کانجا یک نفس
گہ گہے پسماندگانِ راہ منزل می کنند

البتہ یاد رہے کہ سفر کی کامیابی نہ تو منزلوں پر موقوف ہے، نہ مختلف راہوں پر۔ راہ کوئی ہو، قدم میں حرکت اور ہمت میں اقدام ہے، تو کبھی نہ کبھی منزلِ مقصود تک پہنچ ہی جاؤ گے۔ خواہ راہ میں ہر درخت کے سایے تلے دم لو، خواہ ہر سرائے میں کمر کھولو۔ لیکن ساری نامرادی دبے حالی اس کے لیے ہے جس کے لیے راہ و منازل کے تماشے اس طرح دامن گیر ہو گئے کہ وہیں ہمیشہ کے لیے بستر جما دیا:

ہوگا کسی دیوار کے سایے کے تلے میرؔ
کیا کام محبت سے اس آرام طلب کو

ہوس و عشق پر کیا موقوف ہے! کوئی درمیانی منزل ہو؛ اگر قدم آگے بڑھنے سے رک گئے، تو پھر وہی منزل بُت ہے اور رہرو اس کا پرستار۔ تسبیح آرائی و دلق پوشی ہی کی منزل کیوں نہ ہو۔ من شغلک عن اللہ فھو صنمک۔ کامیابی چلتے رہنے اور بڑھتے جانے کا نام ہے کہ:

ٹک دیکھ لیا، دل شاد کیا، خوش کام ہوئے اور چل نکلے

اور نامرادی نہیں ہے، مگر اٹکنے اور رہ جانے میں:

یک لحظہ غافل بودم و صد سالہ راہم دُور شد

مطلوب اس راہ میں منازل و مراحل ہیں نہ کہ موانع و مہالک۔ اگر جاذبۂ توفیقِ الٰہی دست گیر ہے، تو موانع، وسائل بن جاسکتے ہیں اور قریب ہے کہ بہتر سے بہتر وسائل محرومانِ راہ کے لیے موانع و مہالک کے حکم میں داخل ہو جائیں:

من لم یکن للوصال اھلا
فکل طاعاتہ ذنوب!

چنانچہ الحمد للہ کہ اس منزل کے وقفے نے بھی زیادہ طول نہ کھینچا۔ ایک سال پانچ ماہ کے اندر اس کوچے کے بھی تمام رسم و راہ ایک ایک کر کے دیکھ ڈالے، کوئی گوشہ، کوئی مقام باقی نہ چھوڑا۔ نہ مجنوں سے ہم عنانی کا سودا ہے، نہ فرہاد سے مقابلے کا دعویٰ۔ نہ یہ کہ:

شمہ از داستانِ عشقِ شور انگیز ماست
ایں حکایتہا کہ از فرہاد و شیریں کردہ اند

البتہ یہ ضرور ہے کہ شیوۂ عشق و عاشقی و طریقِ آشفتگی و جاں سپاری کی جتنی باتیں سننے میں آتیں۔ وہ سب کر کے دیکھ لیں، اور اس راہ کا کوئی حال و معاملہ ایسا نہیں رہا جو کسی کی زبان پر ہو اور اپنے اوپر نہ گزر چکا ہو:

کچھ قمریوں کو یاد ہیں، کچھ بلبلوں کو حفظ
عالم میں ٹکڑے ٹکڑے مری داستاں کے ہیں

اس راہ کے رسم و آئین اگرچہ بے شمار ہیں، لیکن ہر رہ رَو کو دو مسلکوں میں سے ایک مسلک ضرور اختیار کرنا پڑتا ہے: یا قمری و بلبل کی آوارگی و شورش، یا شمع کی خاموشی و سوزش:

والناس فی ما یعشقون مذاھب

اور تجربہ کارانِ طریق جانتے ہیں کہ دوسری راہ پہلے سے کہیں زیادہ نازک اور کٹھن ہے۔ اُس میں بے قیدی و بے وضعی کی آزادی ہے، اِس میں ضبط و احتیاط کی پابندی،

اے وضعِ احتیاط! یہ فصلِ بہار ہے
گلبانگِ شوق زمزمہ سنجِ فغاں نہ ہو

اور معلوم ہے کہ شعلوں کی طرح بھڑکنا آسان ہے مگر تنور کی طرح اندر ہی اندر سلگنا اور حفظ و ضبط کے سارے آداب و شرائط سے عہدہ برآ ہونا مشکل ہے:

عریاں تنی خوش ست، ولے زیبِ دیگر ست
دامانِ چاک چاک و گریباں دریدہ را

اگر یہ سچ ہے، تو پھر نہ مجنوں کی دشت پیمائیوں پر رشک آتا ہے، نہ فرہاد کی شورش و کوہ کنی پر! اگر کسی نے عمر بھر دشت و صحرا میں نالہ و زاری کی ہو، تو کی ہو۔ یہاں ایک ایک گھڑی اور ایک ایک لمحہ ایسا گزر چکا ہے کہ سینکڑوں آہیں اندر ہی اندر گھُٹ گئی ہیں۔ ہزاروں شورشیں سینہ کے اندر ہی اندر جلیں، آنسوؤں کو آنکھوں کی وسعت نہ ملی، تو دل کے گوشے ہی میں طوفان اٹھاتے رہے:

اندازِ جنوں کون سا ہم میں نہیں، مجنوں
پر تیری طرح عشق کو رُسوا نہیں کرتے

اگرچہ اس معاملہ کا خاتمہ بظاہر ناکامی و مایوسی پر ہوا، لیکن فی الحقیقت فتح و مراد کی ساری شادمانی اسی ناکامی میں پوشیدہ تھی۔ اسی ناکامی نے بالآخر کامیابی کی راہ کھولی۔ اسی مایوسی سے امید کا دروازہ کھُلا۔ جو تاریکی اپنی سیہ بختیوں کی رات نظر آتی تھی، وہی صبحِ مقصود کے طلعتِ جہاں تاب کا نقاب ثابت ہوئی۔ گو قدم بُت کدہ کی راہ پر تھے، مگر غبارِ مجاز دور ہوا، تو کعبۂ حقیقت سامنے تھا: یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَیُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِہَا وَکَذٰلِکَ تُخْرَجُوْنَ!

کفر آوردم و در عشقِ تو ایماں بُردم

سارا کام پہلے سے ہو چکا تھا۔ چولھا مدتوں سے گرم تھا۔ ہوس بازی نے چنگاریوں کا کام دیا تھا۔ عشق نے شعلے بھڑکائے تھے۔ صرف اتنی بات باقی رہ گئی تھی کہ ایک دیگ اتار کر دوسری چڑھا دی جائے۔ یہ کام عشق کی امیدوں سے نہ ہو سکا، تو کیا مضائقہ! عشق کی مایوسیوں نے تو پورا کر دیا:

آں نافۂ مراد کہ می خواستم ز غیب
در چینِ زلفِ آں بُتِ مشکیں کلالہ بود

سبحان اللہ چارہ فرمائے غیبی کی کارسازیاں، اور رہ نمائے آوارگانِ غفلت کی دست گیریاں! جاذبۂ توفیق کب سے اپنی طرف کھینچ رہا تھا، مگر غفلت کی درماندگی دامن گیر تھی۔ جمالِ حقیقت کب سے بے نقاب تھا، مگر پردۂ کج نظری حائل تھا۔ کرشمۂ عنایت کب سے پکار رہا تھا، لیکن نفس کے ہنگاموں میں دل غافل تھا۔ ناکامیِ عشق نے آخری ضرب لگائی، تو یکایک آنکھیں کھُل گئیں۔ دیکھا تو ایک دوسرے ہی عالم کی ہوش ربائیاں سامنے تھیں۔ نہ وہ آسمان تھا، نہ زمین تھی۔ نہ وہ آفاق، نہ وہ انفس۔ جس ہاتھ کی رہ نمائی نے یہاں تک پہنچایا تھا، خود اُس کو بھی ڈھونڈھا تو پتا نہ تھا۔ گویا وہ اک چراغ تھا کہ جب تک رات کی تاریکی میں چلتے رہے، دلیلِ راہ رہا۔ جب صبح ہو گئی تو ضرورت نہ تھی، بجھا دیا گیا:

نعرہ زد عشق، دینِ ما بگریخت — کفر تیز از کمینِ ما بگریخت

آنکھوں کا تو یہ حال تھا۔ کان لگائے تو اندر اور باہر، ہر طرف سے صرف یہی ایک صدا اٹھ رہی تھی:

ترا ز کنگرۂ عرش می زنند صفیر
ندانمت کہ دریں دام گہ چہ افتاد ست!

وہی دنیا جس کے مے کدۂ خود فراموشی نے غفلت کے جام لنڈھائے تھے، اپنے ہر جلوہ سے آنکھوں کو، اپنے ہر نغمہ سے کانوں کو سرمستی و سرشاری کی پیہم دعوتیں دی تھیں، اب اس کا کونہ کونہ، چپہ چپہ ہشیاری و بینش کا مرقّع تھا۔ بصیرت و معرفت کا درس تھا۔ ذرّے ذرّے کو گرم گفتار پایا۔ پتّے پتّے کو مکتوب و مسطور دیکھا۔ پھولوں نے زبان کھولی۔ پتھروں نے اُٹھ اُٹھ کر اشارے کیے۔ خاکِ پامال نے اُڑ اُڑ کر گہر افشانیاں کیں۔ آسمانوں کو بارہا اترنا پڑا، تاکہ سوالوں کا جواب دیں۔ زمین کو کتنی ہی مرتبہ اچھلنا پڑا، تاکہ فضائے آسمانی کے تارے توڑ لائیں۔ فرشتوں نے بازو تھامے کہ کہیں لغزش نہ ہو جائے، سورج چراغ لے کر آیا کہ کہیں ٹھوکر نہ لگ جائے۔ سب نے نقاب اتار دیے۔ سارے پردے چھلنی ہو گئے۔ سب کی ابروؤں میں اشارے تھے۔ سب کی آنکھوں میں حکایتیں بھری تھیں۔ سب کے ہاتھ بخشش و قبولیت کے لیے دراز تھے۔ بادل کو پکڑا، تو سازِ ہستی کا طنبورہ نکلا۔ بجلی کو پاس بلایا، تو لب ہائے راز کا ایک تبسمِ آشکارا نکلی۔ ہوا کے جھونکے مٹھیوں میں آ گئے، مگر پھر بھی خالی رہیں۔ سمندر نے اپنی ساری موجیں خرچ کر دیں، مگر پھر بھی ہمارے ہاتھ کا پیالہ نہ بھرا۔ رات معدوم تھی۔ ظلمت کی بڑی ڈھونڈھ ہوئی، مگر نہ ملی۔ خواب و غفلت کا لاکھ پتا پوچھا، مگر کسی نے نہ بتلایا۔ جب کبھی آنکھیں بند کیں، تماشے دیکھے۔ جب کبھی کان بند ہوئے، صداؤں اور نواؤں سے بھر گئے۔ سورج نے کہا: دو لاکھ میل دُور ہوں۔ قطبِ شمالی سے روشنی اتری اور بولی: ایک سیکنڈ میں ایک لاکھ نوّے ہزار میل طے کرتی ہوں۔ مگر آنکھوں نے کہا: یہ تو تارِ نگاہ کی پہلی منزل ہے، اور دل ہنسا کہ اپنا پیامِ محبت جب شوق کے پروں پر اڑتا ہے، تو بھلا روشنی کی لنگ پائی کب اس کا ساتھ دے سکتی ہے؟ بالغرض کہ ہمتِ خوابیدہ جاگ اٹھی۔ اور دلِ رفتہ پھر نئی نئی طاقتوں اور نئے نئے سامانوں کے ساتھ واپس آ گیا۔ عالمِ آفاق و انفس میں جو کچھ ہے

تا بغایت ما ہنر پنداشتیم
عاشقی ہم ننگ و عارے بودہ است!

زمانے کو کل تک جہاں پہنچانا چاہا تھا، الحمد للہ اب خود اس سے بھی منزلوں آگے بڑھ چکے ہیں۔ اور گو ہمرہانِ راہ اب تک اسی منزل میں کمریں کھولے بے فکر پڑے ہیں مگر اپنا کاروانِ طلب اب کسی دوسری ہی منزل کے آثار سامنے دیکھ رہا ہے:

مئے کہ می رود امروز در گلوے دو کون
کمینہ جرعۂ تہ شیشہ ہائے دوشِ من است

اس اثنا میں حکمِ جلا وطنی کی منسوخی کے لیے احباب و مخلصین نے کوئی دقیقہ سعی و تدبیر کا اٹھا نہ رکھا۔ شاید اس قسم کی کوششوں کی یہ پہلی مثال ہے کہ ساٹھ ہزار سے زیادہ دستخطوں کے ساتھ میموریل بھیجا گیا۔ بعض ارکانِ حکومتِ بنگال کے خطوط پچھلے مہینے آتے رہے اور معلوم ہوا کہ غلط فہمیوں کا اعتراف ہے۔ حال ہی میں ایک شخص سے ملاقات کرتے ہوئے خود لارڈ کارمائیکل نے بھی ایسا ہی خیال ظاہر کیا تھا۔ حتیٰ کہ شام تک منسوخیِ حکم کے اجرا کی امید دلائی گئی۔ ابتدا میں ان واقعات کا دل پر کچھ نہ کچھ اثر تو ضرور پڑا، لیکن پھر دیکھا تو دل کی آسودگی اور طبیعت کی وارستگی پر یہ تاثر بھی سخت شاق تھا:

دانم کہ شفیق اند طبیبان ہمگی، لیک
مرہم کہ نہ محبوب نہد، دشمنِ ریش است

بظاہر حالاتِ مشیتِ الٰہی کچھ اور ہی نظر آتی ہے، اور شاید تکمیلِ کار کی ایک منزل ابھی باقی ہے:

اب کے جنوں میں فاصلہ شاید نہ کچھ رہے — دامن کے چاک اور گریباں کے چاک میں[۳]

جس مقام پر مقیم ہوں، شہر یہاں سے کچھ فاصلہ پر ہے۔ رمضان المبارک میں جمعے کے دن جامع مسجد گیا۔ چند صفوں سے زیادہ مجمع نہ تھا۔ لوگوں نے خطبہ و امامت کے لیے سخت اصرار کیا۔ مجبوراً خطبہ دینا پڑا۔ ان بیچاروں نے اب تک خطبے کے یہی معنی سمجھے تھے، کہ عربی کی کوئی چھپی ہوئی کتاب پڑھ دی جائے۔ یہاں مسلمانوں کی تعداد اگرچہ اچھی خاصی ہے، مگر ایک گمنام گوشے میں پڑ جانے کی وجہ سے حد درجہ تباہی و بدحالی میں مبتلا ہیں۔ نمازِ جمعہ کے بعد سے ایک قوی داعیہ قلب میں محسوس ہو رہا ہے، کہ اگر حالات طولِ قیام کا باعث ہوئے، تو یہاں بھی اپنا کام شروع کر دینا چاہیے۔ دنیا نے فراغ و آزادی کے زمانے کے کاموں کا کچھ نہ کچھ نمونہ دیکھ لیا ہے۔ بہتر ہے کہ جلا وطنی و نظربندی کے بند و قید میں کام کرنے کا بھی ایک نمونہ دکھلا دیا جائے، کہ اصلی آزمائش گاہِ عمل یہی ہے:

کچھ ہو رہے گا عشق و ہوس میں بھی امتیاز
آیا ہے اب مزاج ترا امتحان پر

یہاں تک لکھ چکا تھا کہ ڈاک ملی، اور اخبارات سے معلوم ہوا کہ عزیزی مولوی محی الدین احمد بی۔ اے کو قصور میں تلاشی کے بعد گرفتار کیا گیا ہے۔ شاید نظر بندی کا معاملہ پیش آئے۔ ان تمام ایامِ جلا وطنی میں یہ پہلا دن ہے کہ اس واقعہ کے سننے سے دل کو مضطر اور دماغ کو پراگندہ پاتا ہوں:

در دمے کیں نامہ می کردم رقم
کان یجو الدمع ممزوجاً بدم

عزیزِ موصوف بلکہ اُن کا پورا خاندان اپنے خصائصِ ایمانی و جوشِ اسلامی و ایثار للہ و فی اللہ کے اعتبار سے عہدِ سلف کے واقعات زندہ کرنے والا ہے۔ اور علی الخصوص اُس عزیز کے طلبِ صادق اور استعدادِ کامل سے تو اپنی چند در چند امیدیں وابستہ تھیں۔ افسوس، فتنۂ حوادث نے اس کو بھی نہ چھوڑا! مجھے اس سے کب انکار تھا کہ میرے پاؤں میں ایک کے بدلے دس زنجیریں ڈال دی جائیں، لیکن دوسروں کو اس میں کیوں شریک کیا جاتا ہے؟ بظاہر عزیزِ موصوف کا اس کے سوا کوئی جرم نہیں کہ مجھ خانماں خراب سے رسم و راہ رکھتے ہیں۔ سبحان اللہ! اپنی آشنا پروری اور دوست نوازی بھی قابلِ تماشا ہے!

جب تک کوئی اپنا دشمن نہ بن جائے، ہمارا دوست ہی نہیں ہو سکتا!

اے ہم نفساں! آتشم، از من بگریزید
ہر کس کہ شود ہم رہِ ما دشمنِ خویش است!

پرسوں ایک عزیز کو خط لکھتے ہوئے یہ رباعی ذہن میں آ گئی تھی:

تھا جوش و خروش اتفاقی ساقی! — اب زندہ دلی کہاں ہے باقی ساقی!
مے خانہ نے رنگ روپ بدلا ایسا — مے کش، مے کش رہا، نہ ساقی ساقی!

فَصَبْرٌ جَمِيلٌ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ!

یہ اوراقِ پریشان کہ دوستِ عزیز مسٹر فضل الدین احمد کے بے حد اصرار سے قلم بند ہوئے، پریشانیِ طبع و برہمیِ خاطر کی یادگار ہیں۔ اگرچہ کئی بار قصد کیا مگر جمعیتِ خاطر کا وقت اِن کے لیے بہم نہ ہو سکا۔ ابتدا سے اب تک یہ حالت رہی ہے کہ جب کبھی اپنے ضروری اشغال سے کچھ وقت بچا، چند اجزا لکھ ڈالے اور عزیزِ موصوف کو بھیج دیے۔ نہ پورا سلسلہ سامنے رہا، نہ ربط و ترتیب اور تقسیم و تبویب کی مہلت ملی کہ شیوۂ اصحابِ تصنیف و تدوین ہے۔ تمام کتابیں کلکتے میں پڑی ہیں۔ بجز اپنے قلمی مسودات اور ایک نسخۂ مصحف کے اور کوئی کتاب ہمراہ نہیں۔ جب یہ تذکرہ لکھنا شروع کیا، تو بعض حالات کے لیے صرف "تذکرۃ الواصلین"، "اخبار الاخیار"، اور "طبقاتِ اکبری" منگوا لی، اور بعد کو "منتخب التواریخ" بھی آ گئی۔ ان کے سوا کوئی کتاب پیشِ نظر نہیں رہی ہے۔ جو کچھ لکھا ہے، صرف اپنے حافظے کے اعتماد پر لکھا ہے۔ حالانکہ سچ یہ ہے کہ شایستۂ اعتماد نہ تھا۔ جا بجا ضمنی مباحث فقہ و حدیث اور تاریخ و سنین کے آ گئے ہیں، جن کی تنقیح بغیر رجوعِ کتب مشکل تھی۔ علی الخصوص احادیث کی تخریجات و اسناد کہ اس میں سب سے زیادہ احتیاط مطلوب و لازم ہے۔ لیکن افسوس کہ کتابیں موجود نہیں اور نہ اس کی مہلت کہ اب ایک ایک حوالے کی تصحیح اور ایک ایک حدیث کی تخریج کے لیے کتابوں کے منگوانے کا سر و سامان کروں۔ پس جو کچھ حافظے میں محفوظ تھا، حوالۂ قلم کر دیا۔ بعض احادیث کے الفاظ کی نسبت حافظے نے کمزوری دکھلائی، تو وہاں اس کا اشارہ کر دیا گیا ہے۔ اور شاید ایک دو جگہ تخریج کی جگہ خالی بھی چھوڑ دینی پڑی۔ بایں ہمہ اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم سے اس قدر توقع ضرور ہے کہ جہاں جہاں سند و تخریج درج کر دی ہے، شاید تحقیق سے غلط نہ نکلے گی۔ آیاتِ قرآنیہ کے اندراج میں اب تک یہ عادت رہی ہے کہ ہنگامِ تحریر جو آیات یاد آ جاتی ہیں، درج کر دیتا ہوں، اور پھر پروف کی تصحیح میں مراجعت کے بعد سُوَر و آیات کے نمبر بھی درج کر دیے جاتے ہیں۔ لیکن فلوگل[۱] والا نسخہ، جس میں نمبر ہیں، ساتھ نہیں، اور نہ طبیعت مزید صرفِ وقت پر مائل۔ اس لیے محض حافظے کی بنا پر سورتوں کا حوالہ دے دیا ہے۔ امید ہے کہ اکثر حالتوں میں صحیح ہو گا۔ سرِ دست محض ایک عزیز کی خواہش کی تعمیل پیشِ نظر ہے، انطباع و اشاعت مقصود نہیں۔ زمانے نے اگر مہلت دی تو نظرِ ثانی کے وقت مزید تصحیح و تہذیب ہو جائے گی۔ معہذا:

اذا احسست فی لفظی قصوراً — وتنقطی والبراعۃ والبیان
فلا تعجل الی لومی، فرقصی — علی مقدار ایقاع الزمان

دست از ہمہ کار شستہ ام، و چشم و گوش از عالم و عالمیان بستہ۔ و بر درِ دل نشستہ، تا چہ پیش آید و کدام در بکشانید۔ عجب نیست کہ بحکمِ ما خاب من اناب آن چارہ گرِ بے چارگان و راہ نمائے آوارگان بجانبِ خود طلبد، و منِ دیوانہ را سلسلۂ شوق در گردن افگندہ سوئے خود کشد، کہ دستِ امید بلند است و پائے یقین ارجمند!

کانت لنفسی اھواء مفرقۃ — فاستجمعت، اذ رأتك العین اھوائی
فصار یحسدنی من کنت احسدہ — وصرت مولی الوری اذ صرت مولائی
ترکت للناس دنیاھم ودینھم — شغلا بحبك یا دینی و دنیائی

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ!

---

[۱] ایک جرمن اورینٹلسٹ (ORIENTALIST) کا نام۔

ملیں۔ درد بن کر آیا تھا، مگر درماں بن کر گیا۔ مرض بھی وہی تھا، شفا بھی اُسی سے ملی۔

تداویت من لیلی بلیلی عن الھوی

کما یتداوی شارب الخمر بالخمر!

علم کا دروازہ اُسی نے کھولا۔ عمل کی حقیقت اُسی نے بتلائی۔ معرفت کے صحیفے اُس کی زبان پر تھے۔ حقیقت کے خزانے اُس کے دستِ کرم میں تھے۔ شریعت کے حقائق کا وہی معلّم تھا۔ طریقت کے نشیب و فراز میں وہی راہبر تھا۔ قرآن کے بھید اسی نے بتلائے۔ سنّت کے اسرار اُسی نے کھولے۔ نظر اس نے دی، دل اس نے بخشا، کون سی مشکل تھی جو اُس سے حل نہ ہوئی؟ کون سا الجھاؤ تھا، جو اس کی ایک سلجھی ہوئی نظر سے سلجھ نہ گیا؟ کون سی بیماری تھی، جس کی دوا اس کے دار الشفا سے نہ مل سکی؟

شادباش اے عشقِ خوش سودائے ما! اے طبیبِ جملہ علّت ہائے ما!

اے دوائے نخوت و ناموسِ ما! اے تو افلاطون و جالینوسِ ما!

اور یہ جو کچھ کہا گیا، تو یہ نہ سمجھا جائے کہ اپنے عیبوں کو بھی ہنر بنا کر دکھلانا مقصود ہے۔ جس عالم میں ہنر کو بھی ہنر سمجھنا معصیت ہو، وہاں عیب کو حسن بنانے کا وہم بھی گزرے، تو کفر سمجھا جائے۔ مقصود صرف یہ تھا کہ:

وکم للہ من لطف خفی یدق خفاہ عن فھم الذکی!

ہاں، یہ ضرور ہے کہ اگر کسی کو اوّل روز سے اپنے زہد و پاکی کی خشک دامنی پر ناز ہو، تو ہم کو بھی اپنی اُس رندی و ہوسناکی کی تردامنی کا کوئی شکوہ نہیں، جس کو عین اکیس بائیس کی عمر میں (کہ جنونِ شباب کی سرمستیوں کا اصلی موسم ہوتا ہے) دونوں ہاتھوں سے اس طرح نچوڑا کہ ایک قطرہ بھی باقی نہ چھوڑا۔ کوئی صاف راہ پر دوڑتا گیا ہے، تو یہ اس کی خوش نصیبی سہی، لیکن ہم بھی اس کو بدنصیبی نہیں سمجھ سکتے کہ کتنی ہی دلدلوں سے پاؤں نکالے، کتنی ہی جھاڑیوں سے دامن سنبھالا، کتنی ہی زنجیریں توڑنی پڑیں۔ ولولوں، امنگوں، امیدوں، تمناؤں کے کتنے ہی دفتر خود اپنے ہاتھوں جلانے پڑے، جب کہیں جا کر اس کوچہ میں دم لے سکے، جہاں آج اپنے کو پا رہے ہیں:

ہزار دام سے نکلا ہوں ایک جنبش میں

جسے غرور ہو، آئے! کرے شکار مجھے!

اور سچ پوچھیے، تو فیصلہ وہی ہے جو لسان الغیب نے کر دیا:

بیا کہ رونقِ ایں کارخانہ کم نشود

ز زہدِ ہمچو توئی، یا بفسقِ ہمچو منی!

باوجودیکہ اس معاملہ پر کامل نو برس گزر چکے ہیں، اور رفتہ رفتہ وہ حالت پیش آئی کہ:

فلم یبق منی الشوق، غیر تفکری فلو شئت ان ابکی، بکیت تفکرا!

لیکن الحمد للہ کہ جو درد پہلے داغ اور پھر زخم بن کر رہا تھا، اب ناسور بن کر نہاں خانۂ دل میں محفوظ ہے، اور امید ہے کہ ہمیشہ محفوظ رہے گا:

الیس وعدتنی یا قلب انی اذا ما تبت عن لیلیٰ تتوب

فھا انا تائب عن حب لیلیٰ فما لک کلما ذکرت تذوب؟

۲۲۔ مارچ ۱۹۱۶ء کو گورنمنٹ بنگال نے ڈیفنس ایکٹ کی دفعہ ۳ کی بنا پر حکم دیا کہ ایک ہفتے کے اندر حدودِ بنگال سے باہر چلا جاؤں۔ اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہ!

رونا کہاں ہوا مجھے دل کھول کر نصیب

دو آنسوؤں میں نوح کا طوفان آ گیا

۳۰۔ مارچ کو کلکتے سے کہ سالہا سال کے متصل قیام کی بنا پر بے جا نہیں، اگر وطن کہوں، نکلا اور رانچی پہنچا:

گہم نقب ہمی زد بہ نہاں خانۂ دل

مژدہ باد اہلِ ریا را کہ زمیداں رفتم!

اگرچہ اکثر احباب و اقارب آمادۂ ہمرہی تھے، لیکن دلِ ہمت خواہ نے گوارا نہ کیا کہ اس منزلِ انقطاع کی عزت کو شرکتِ رفقاء کے داغِ ناتمامی سے بٹہ لگاؤں۔ معلوم نہیں دنیا کو چھوڑنا مشکل ہے یا آسان، لیکن الحمد للہ کہ ہم کو دامن جھاڑ کر اٹھ کھڑے ہونے میں کوئی مشکل پیش نہ آئی۔ ہر چند دل کو ٹٹولا مگر کوئی علاقہ بھی دامن گیر نہ تھا۔ اور نہ جمعیتِ خاطر و فراغِ قلب نے ایک لمحے کے لیے ساتھ چھوڑا۔ کم سے کم انقطاع و تجرد کی ایک چھوٹی سی مشق ہو گئی۔ شاید آگے چل کر کچھ کام دے جائے:

بچہ گیرند عیارِ ہوس و عشق دگر رسم بے داد مبادا ز جہاں برخیزد!

اس وقت کہ یہ غم نامۂ حسرت لکھ رہا ہوں، رانچی میں شہر سے باہر مورا بادی نامی ایک گاؤں کے قریب تنہا مقیم ہوں:

وبلدۃ، لیس بھا انیس الا الیعافیر والا العیس

یہ تمام علاقہ ہندوستان کی وحشی اقوام کا مسکن ہے جو کول، اُڑاؤں، منڈا وغیرہ ناموں سے مشہور ہیں۔ شاید اسی مناسبت سے اپنی وحشت نے بھی یہی مسکن منتخب کیا:

اس خانماں خراب نے ڈھونڈھا ہے گھر کہاں؟

اس گاؤں میں بھی تمام تر وہی لوگ آباد ہیں۔ صرف چار پانچ بنگلے چند بنگالیوں نے بنا لیے ہیں۔ کبھی کبھی گرمیوں میں آ کر رہتے ہیں۔ انہی میں سر رابندرا ناتھ ٹیگور مشہور بنگالی شاعر کا خاندان بھی ہے اور ایک چھوٹی سی پہاڑی پر آباد ہے۔ کارسازِ قدرت کی بھی کچھ عجیب کرشمہ سازیاں ہیں! ایک مدت سے جس فراغِ خاطر اور آزادیِ فکر و عمل کو طبیعت ڈھونڈھتی تھی مگر اشغال و علائق کی کثرت سے نہیں ملتی تھی، حتیٰ کہ اس کی وجہ سے صحتِ جسمانی نے بھی جواب دے دیا تھا، اب ملی بھی تو کس بھیس میں! دنیا نے جلاوطنی اور نظربندی کی خبر سنی اور دل نے خلوت گزینی و گوشہ گیری کی دولت و سعادت پائی! بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهُ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ

بیگانۂ جہاں ہمیں عزلت نے کر دیا

کچھ کچھ کسی کسی سے ملاقات رہ گئی

اسی اثنا میں رمضان المبارک کی برکات و نعائم کا ورود ہوا۔ اگرچہ نمازِ جماعت کی کیفیتِ انجمن طراز اور جماعتِ تراویح و سماعِ تلاوت کی لذتِ دل نواز سے اپنی عمر میں پہلی مرتبہ محرومی رہی، اور اس لیے ابتدا کے دو چار دن یک گونہ انقباض و دل گرفتگی میں بسر ہوئے، لیکن اس کے بعد ہی مقامِ خلوت و انزوا کی کیفیتوں اور انجمن در خلوت کی خود رفتگیوں کا عالم کچھ اس طرح طاری ہوا کہ دنیا جہان کی ساری صحبتوں اور انجمنوں سے دل بے پروا ہو گیا۔ علی الخصوص عشرۂ اخیر کی شب ہائے تمنا اور روز ہائے انتظار کی بخششوں اور کامرانیوں سے دل نے جو جو سعادتیں پائیں، اور چشم و گوش نے لطفِ دید و ذوقِ سماع کی جو جو دولتیں لوٹیں، نہ دنیا کی کوئی زبان اُن کی ترجمانی کر سکتی ہے، نہ سامعہ استعدادِ سماع رکھتا ہے۔ البتہ حسرت رہی تو یہ رہی کہ کاش پوری زندگی کی وسعت کسی طرح ان دس راتوں میں آ جاتی، اور ساری عمر اسی عالم میں بسر کر جاتے:

شبِ وصال بہت کم ہے آسماں سے کہو

کہ جوڑ دے کوئی ٹکڑا شبِ جدائی کا!

اس راہ کا ہر گوشہ ایک جداگانہ کیفیت رکھتا ہے۔ بزم و صحبت کی ادب آموزیوں کا تقاضا ہوتا ہے کہ ایک ایک گھونٹ کی لذت لے کر جام خالی کیجیے، تو مے پرستوں کی بے صبریاں چاہتی ہیں کہ کسی گوشے میں چھپ کر پوری صراحی منہ سے لگا لیجیے۔ بزم و انجمن کی سرمستیہائے نہانی و دزدیدہ نگاہی کا بھی ایک لطف ہے، اور خلوت و تنہائی کے راز و نیاز کا بھی ایک عالم ہے۔ اگرچہ اس دوسری حالت سے بھی طبیعت کو بیگانگی و ناآشنائی نہ تھی، تاہم معلوم ہوتا ہے کہ ابھی یہ معاملہ بہت کچھ محتاجِ تکمیل تھا، اور توفیقِ الٰہی نے اب جلاوطنی کی محرومی کو اس کا ذریعہ بنا دیا۔ الحمد للہ کہ صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک کوئی صدا خود اپنے سوا نہیں آتی ہے اور نہ کوئی منظر مشغولیت میں حارج۔ غالب وقت تصنیف و تالیف میں صرف ہوتا ہے کہ تمام تر کتاب عزیز و سنّتِ مطہرہ کی شرح و تفسیر پر مشتمل ہیں۔ اس سے جس قدر مہلت ملتی ہے، وہ بھی ضائع نہیں جاتی۔ میدان دور دور تک ہیں اور پہاڑ چاروں طرف:

واخرج عن بین البیوت، لعلنی

احدث عنک النفس فی السر خالیا!

عجب کار و بار ہے کہ سعی و طلب کام نہیں دیتی اور لطف و بخشش ہی کی ہر طرف حکمرانی نظر آتی ہے! اِن چند مہینوں کے اندر خود بخود کتنے ہی نئے دروازے کھلے، اور اکثر ایسا ہوا کہ احکام بدلنے پڑے اور کتنے ہی پچھلے فیصلے معطل ہو گئے۔ جن کاموں کو آج تک خدا پرستی سمجھ کر اپنی کامیابیوں پر نازاں تھے، اب دیکھا تو وہ بھی بت پرستی سے خالی نہ تھے۔ طاق و دیوار اصنام پرستش سے خالی ہو گئے، مگر جیب و آستین کی کبھی خبر نہ لی!

لا تهنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

جلد اول

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

و جاهدوا في الله حق جهاده ، هو اجتباكم ، و ما جعل عليكم في الدين من حرج ، ملة ابيكم ابراهيم ، هو سماكم المسلمين من قبل و في هذا ، ليكون الرسول شهيدا عليكم ، و تكونوا شهداء على الناس ، فاقيموا الصلوة و اتوا الزكواة ، و اعتصموا بالله ، هو مولاكم ، فنعم المولى و نعم النصير ! (۲۲ : ۷۸)

اور الله كي راه ميں جهاد كرو ، جو حق جهاد كرنے كا هے - اس نے تم كو تمام دنيا كي قوموں ميں سے برگزيدگي اور امتياز كيلئے چن ليا - پهر جو دين تم كو ديا گيا هے ، وه ايک ايسي شريعت فطري هے جسميں تمهارے ليے كوئي ركاوٹ نهيں - يهي ملت تمهارے مورث اعلى ابراهيم خليل كي هے ، اور اس نے تمهارا نام " مسلمان " ركها هے ، گذشته زمانوں ميں بهي اور اب بهي - تا كه رسول تمهارے ليے ، اور تم تمام عالم كي هدايت اور نجات كے ليے شاهد هو - پس الله كي رشتے كو مضبوط پكڑو ، جان اور مال دونوں كو اسكي عبادت ميں لگاؤ ، وهي تمهارا ايک آقا اور مالک هے اور پهر جسكا خدا مالک و حاكم هو ، اسكا كيا اچها مالک هے اور كيسا قوي مددگار !

قيمت في جلد مجلد آٹھ روپيه

۱۰ ر مارچ ۱۹۵۸ء

ایڈیٹر شورش کاشمیری

جلد: ۱۱ ٭ شمارہ ۱۰

ہفت روزہ
چٹان

ابوالکلام آزاد

عجب قیامت کا حادثہ ہے کہ اشک ہیں آستیں نہیں ہے
زمیں کی رونق چلی گئی ہے، اُفق پہ مہرِ مبیں نہیں ہے
تری جدائی میں مرنے والے وہ کون ہے جو حزیں نہیں ہے
مگر تری مرگِ ناگہاں کا مجھے ابھی تک یقیں نہیں ہے

اگرچہ حالات کا سفینہ، اسیرِ گرداب ہو چکا ہے
اگرچہ منجدھار کے تھپیڑوں سے قافلہ ہوش کھو چکا ہے
اگرچہ قدرت کا ایک شہکار آخری نیند سو چکا ہے
مگر تری مرگِ ناگہاں کا مجھے ابھی تک یقیں نہیں ہے

کئی دماغوں کا ایک انساں، میں سوچتا ہوں، کہاں گیا ہے
قلم کی عظمت اُجڑ گئی ہے زباں سے زورِ بیاں گیا ہے
اُتر گئے منزلوں کے چہرے امید کیا؟ کارواں گیا ہے
مگر تری مرگِ ناگہاں کا مجھے ابھی تک یقیں نہیں ہے

مجھے یقیں ہے، کنارِ جمنا سے پھر کوئی سلسلہ اُٹھے گا
گئے زمانے کی یادگاروں سے اک نیا ولولہ اُٹھے گا
جہاں جہاں ہم فنا ہوئے ہیں وہاں وہاں قافلہ اُٹھے گا
مگر تری مرگِ ناگہاں کا مجھے ابھی تک یقیں نہیں ہے

ہماری مٹی، نئے زمانہ کے معبدوں میں اذان دے گی
ہمارے پرچم کی سربلندی کو یہ زمیں آسمان دے گی
ہمارے اجسام پر جو بیتی ہے خاکِ دہلی نشان دے گی
مگر تری مرگِ ناگہاں کا مجھے ابھی تک یقیں نہیں ہے

یہ کون اُٹھا کہ دیر و کعبہ شکستہ دل، خستہ گام پہنچے
جھکا کے اپنے دلوں کے پرچم، خواص پہنچے، عوام پہنچے
تری لحد پر خدا کی رحمت، تری لحد کو سلام پہنچے
مگر تری مرگِ ناگہاں کا مجھے ابھی تک یقیں نہیں ہے

(مولانا کے مزار پر لکھے گئے) — شورش کاشمیری

قیمت ۴ ر

جلد اول

الہلال

—:○(*)○:—

فہرست مضامین نثر

بترتیب حروف تہجي

فہرست تصاویر

حصۂ نظم

— * —

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (القرآن الحکیم)

الہلال

قیمت سالانہ ـ ۸ روپیہ — ایک ہفتہ وار مصور رسالہ — ششماہی ـ ٤ ۱۲ آنہ

جلد ۱ — کلکتہ : ۱۳ جولائی ۱۹۱۲ — نمبر ۱

فہرس

قیمت فی پرچہ ۲ آنہ

تفسیر مواہب الرحمٰن اردو

۱۰ جلدوں میں

تالیف: بحر علوم القرآن حضرت علامہ سید امیر علی رحمۃ اللہ تعالیٰ مترجم فتاویٰ عالمگیری و ہدایہ

مکمل تفسیر دستیاب ہے

اس تفسیر کی خصوصیات اور محاسن و کمالات بیان کرنے کیلیے بیسیوں صفحات بھی ناکافی ہیں المختصر یہ کہ یہ تفسیر ایک ایسا گلدستہ ہے کہ جو کہنے کو تو تفسیر ہے لیکن درحقیقت بیک وقت جامع تفسیر ہزارہا احادیث و آثار کا ترجمہ اور بہترین شرح حدیث ائمہ اربعہ کے فقہی مسائل کے استنباط و استخراج اور ان کے طریق استدلال کا انمول خزانہ، گنجینۂ علم کلام معدنِ سلوک و معرفت ہزاروں ہزار مواعظ کا مجموعہ، نیچریت، رفض، اعتزال اور خارجیت کا مکمل مدلل اور حسن رد، عقائد و اعمال صحیحہ کا پیمانہ صحابہ کرامؓ، تابعینؒ ائمہ محدثینؒ و مجتہدینؒ کے مسلک و مشرب کا بطریق ترمذی شریف آئینہ اور تشنگان علم معرفت و متلاشیان راہ حق کے لیے فیض کا ایسا سرچشمہ ہے جس سے ہر کوئی اپنے ذوق و نظر اور ظرف کے مطابق سیراب ہو سکتا ہے۔

عبدالماجد دریابادی مفسر قرآن (اردو و انگریزی) کی رائے: "عربی کی مشہور و متداول تفسیروں کا عطر اس میں آگیا ہے۔"

ناشر اول نے نصف صدی قبل بجا لکھا تھا: "تفسیر مواہب جس کا مثل و نظیر نہ اب تک ہوا ہے اور نہ غالباً آئندہ ہوگا۔"

کوئی صاحب یا انجمن خرید کر اپنے خطیب صاحب کو ہدیۃً دیں رعایتی ہدیہ مع محصولڈاک و پیٹی ۷۰۰ روپے، رقم بذریعہ ڈرافٹ، بہترین جلد، آفسٹ پیپر بار اول خط ۹۰۰

مدارس سے خصوصی رعایت مع محصولڈاک وغیرہ ۵۶۰/ روپے

مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ ۳۲ اے شاہ عالم مارکیٹ لاہور

فیصلہ کرتی ہی ۔ اور معرفت الٰہی کا ایک بڑا سبق انسانی عزائم کی شکست ہی ۔ عرفت ربی بفسخ العزائم یہ پورے چھہ سال کا زمانہ جن واقعات و حوادث کے ساتھہ گذرا اسکی تفصیل ایک داستان طویل ہی ۔ جسکا دھرانا شاید بے نتیجہ ہو لیکن بے لطف تو ضرور ہی ۔ اس الم کدۂ حیات میں ہر لحظہ جو گذرتا ہی ۔ نہین معلوم کتنی زندگیون کے الام و مصائب کی داستانین اسمین ختم ہوتی ہین ۔ اور کتنی شروع ہوتی ہین ، کارخانۂ عالم کی محنت پسندی کا یہی قانون ہی ۔ اور انسانی شکایتون کی اُسے پروا نہین ۔ پھر ان لاتعدو لاتحصی زندگیون مین سے صرف ایک بے اثر زندگی کی ناکامیون کی کہانی سننے والون کیلئے کیا دلچسپ ہوسکتی ہی ؟

* * *

زندگی کے مشکلات اور مصائب کا سلسلہ ہمیشہ غیر منقطع رہا ، ناگہانی حوادث کے پیہم حملون نے کبھی دم لینےکی مہلت نہ دی ۔ علائق کی زنجیرین ۔ جو پیشتر بھی کچھہ کم وزنی نہ تھین ۔ شاید دل کی وارستگی کو بڑھتا دیکھکر اور زیادہ بھاری کردی گئین ۔ جن افکار و ترددات کا تصور بھی طبیعت پر شاق تھا ۔ زمانے کے حکم سے برسون اسمین کاٹنے پڑے ۔ صحت و تندرستی ۔ جسکے بغیر حیات جاوید کو بھی کوئی قبول نہ کرے ۔ وہ روز اول ہی سے ایک لب مرگ اور سریع الفنا زندگی کے ساتھہ دی گئی تھی اور جتنی کچھہ بھی تھی ۔ اس نے بھی دائم المرضی سے غالباً ہمیشہ کیلئے جگہ بدل لی ۔ پھر ان سب سے زیادہ اُمید و انتظار کے دو متضاد عنصرون کی آمیزش تھی ۔ جنمین سے ہر ایک کا تقاضا دوسرے کا مخالف تھا ۔ انسان کی ساری مصیبتین اُسکی اُمید پرستی کا نتیجہ ہین ۔ اور فی الحقیقت یاس مین کامیابی سے بھی بڑھکر سکون ہی ۔ مشکل یہ تھی کہ اُمید کی روشنی بجھنے کی جگہہ دھیمی کردی جاتی تھی ، اور یاس و بیم کے دامن کو ہوا دینے کی اجازت نہ تھی ، منزل مقصود گو ہمیشہ دور رہا ۔ مگر نظرون سے کبھی غائب نہوا ۔ اور قافلہ گو نظر نہین آیا ، مگر صدائے جرس نے ہمیشہ اسکے وجود پر شہادت دی ۔ مین اگر قافلۂ و منزل کا ذکر کرتا تھا ۔ تو غلط نہ تھا ۔ لیکن رفیقان بے خبر ہنستے تھے کہ منزل کا نشان اور قافلے کا پیش خیمہ کہان ہی ؟

من گنگ خواب دیدۂ و عالم تمام کر
من عاجزم ز گفتن و خلق از شنیدنش

ومن اٰیاتہ یریکم البرق خوفاً و طمعاً ۔ وینزل من السماء ماءً فیحی بہ الارض بعد موتہا ۔ ان فی ذالك لاٰیات لقوم یعقلون (۳۰ : ۲٤)

اگرچہ وہ تمام موانع جنکا تعلق خود میری زندگی سے تھا ۔ اب بھی بدستور قائم ہین ۔ اور شاید مشیت الٰہی یہی ہی کہ آخر تك قائم رہین ۔ لیکن الحمد للہ کہ کام کی مشکلات ایک حد تك ختم ہوچکی ہین ۔ اور اگر راہ کانٹون سے خالی نہین ، تو پانون بھی اب زخمون اور آبلون کے عادی ہوگئے ہین ۔ فرصت و جمعیت کا انتظار کب تك ۔ اور عنقا کی جستجو مین صحرا نوردی تابکے ؟ برسون اس تلاش محال مین صرف کردیئے ۔ اور ہمیشہ ناکامی کے ہاتھہ کامیابی کو پیغام بھیجا ۔

این رسم وراہ تازہ ز حرمان عہد ماست
عنقا بروزگار کسی نامہ بر نبود

ہمارے وہ احباب ۔ جنکو اس ارادے کا علم تھا مگر ہمارے حالات کا علم نہ تھا ۔ ان گذشتہ سالون کے اندر طرح طرح کے خیالات و ظنون سے طعنہ زن رہے ۔ بعضون نے اس مسلسل تاخیر کو طبیعت کی بے استقلالی و تلون مزاجی کا نتیجہ سمجھا ۔ بہتون نے قوت ارادی کے ضعف سے اسے منسوب کیا ، اور بعض نے تو فیصلہ ہی کردیا کہ فکر و تصور سے زیادہ اس ارادے کی قسمت مین اور کچھہ نہین ہی لیکن : وما لہم بہ من علم ، ان یتبعون الا الظن ۔ و ان الظن لا یغنی عن الحق شیأ ۵۳ : ۳ ولو انہم صبروا حتی تخرج الیہم لکان خیرا لہم ٤۹ : ٦ و لکن اکثر الناس لا یعلمون (٤۸ : ۵۸)

گردیر برآئیم ز گرداب ۔ میندیش
کاندر طلب گوہر نایاب نشستیم

* * *

« الہلال » کی اشاعت ہمارے قدیمی ارادونکے سفر کا آغاز ہی ، اور فضل الٰہی سے امید ہی کہ اب بہت جلد اپنے ارادے کے اعمال مہمہ مین مصروف ہو سکین گے ، ایك اردو ہفتہ وار رسالے کی اشاعت کیلئے برقی طاقت سے چلنے والی مشینون کی ضرورت نہ تھی ، اور نہ کسی وسیع پریس کے متعلقات و آلات کی ، اور نہ ایك اردوکا ہفتہ وار اخبار ملك کی موجودہ حالت کے لحاظ سے اتنی حیثیت پیدا کرسکتا ہی کہ کسی بڑے پریس کو اپنے اعتماد پر قائم رکھہ سکے ۔

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحكيم

الہلال

قیمت سالانہ
٨ ــ روپیہ ــ ششماہی
٤ ــ روپیہ ١٢ آنہ

مقام اشاعت
٧ ــ ١ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ١ — ١٣ جولائی ١٩١٢ ع — جلد ١

الہلال

١٣ جولائی ١٩١٢

نحمدك اللهم . و نستغفرك و نستعين بك و نستهديك . و نتوكل عليك . و نسألك العفو و العافية و التوفيق للعمل بما يرضيك . و نصلى و نسلم على نبيك المصطفى . و حبيبك المجتبى . الذى ارسلته (كافة للناس بشيرا و نذيرا ٣٤ : ٢٨) . (و داعيا الى الله باذنه و سراجا منيرا ٣٣ : ٤٥) . و اتيته كتابا (يهدى للتى هى اقوم . و يبشر المؤمنين الذين يعملون الصالحات . ان لهم أجراً كبيرا ١٧ : ٨) فيا (رب ادخلنى مدخل صدقا و اخرجنى مخرج صدقا . و اجعل لى من لدنك سلطانا نصيرا ١٧ : ٨)

* * *

چگونہ می بیان آورم درین مجلس
کہ بادہ حوصلہ سوزست و جلہ بدمستند

سنہ ١٩٠٦ کی موسم سرما کی آخری راتین تھین جب امرتسر مین میری چشم بیداری نی ایک خواب دیکھا انسان کی ارادون اور منصوبون کو جب تک ذہن و تخیل مین ہین . عالم بیداری کا ایک خواب ہی سمجھنا چاہئی ، کامل چھہ برس اسکی تعبیر کی عشق آمیز جستجو مین صرف ہوگئی ، امیدون کی خلش . اور ولولون کی شورش نی ہمیشہ مضطرب رکھا اور یاس و قنوط کا ہجوم بارہا حوصلہ و عزم پر غالب آگیا لیکن الحمد للہ کہ ارادے کا استحکام . اور توفیق الٰہی کا اعتماد ہر حال مین تمانیت بخش تھا . یہان تک کہ آج اس خواب عزیز کی تعبیر عالم وجود مین پیش نظر ہی : هذا تاويل رؤياى من قبل . قد جعلها ربى حقا (١٢ : ١٠٢) ۔

* * *

اگرچہ ایک ہفتہ وار اخبار کی اشاعت اُردو پریس کی موجودہ حالت کی لحاظ سی اسقدر ارزان اور سہل کام ہی ، جسکو لئی چھہ ہفتی کا انتظار بھی شاید ضرورت سی زائد فرصت ہو ، ایک زود نویس کاتب کا ارزان وقت چار پتھر اور ایک کاٹھہ کا دستی پریس یہ تین ضروری اجزا ہین . جسکو جمع کرلینی کی بعد اردو اخبار کا دفتر بالکل مکمل ہو جاتا ہی لیکن ابتدائی خیال سی جو اعلی پیمانہ پیش نظر تھا ، طبیعت نی گوارا نہین کیا کہ مشکلات سی شکست کھا کر اُسی بھلادیا جاے . اگر پریس کی مشکلات کی علاوہ دیگر موانع پیش نہ آتی . تو غالباً پچھلی سال سی اخبار جاری ہوجاتا . اور اس وقت اپنی موجودہ جگہہ سی بارہ مہینی کی راہ آگی ہوتا ، لیکن مشیت الٰہی ہمارے مصالح کا ہم سی بہتر

المصلح العظیم ، و المرشد الحکیم

— * —

السید محمد رشید رضا الحسینی الطرابلسی

۱

(ندوة العلما) کی صحبت اگرچہ ایکے کامل تین برس کے بعد جمع ہوی ، مگر جس امر اور کیفیت کے ساتھہ اسکا آغاز و انجام ہوا ، وہ اتنے عرصے کی خاموشی کی کامل تلافی تھی *

لیکن سچ یہ ہے کہ دریاے (گومتی) کے کنارے جو کچھہ ہوا ، وہ دراصل (وادی نیل) سے آئی ہوی جوش و سرگرمی کی ایک لہر تھی -

سرزمین ہند ابتدا سے نو واردوں اور اجنبیوں کی سیر و سیاحت کی جولانگاہ رہی ہے - اسکے زرخیز موسموں اور طلائی مندروں نے بڑے بڑے کشورستانوں کو اپنی طرف کھینچا ہے اور ہمیشہ اسکے بحری و بری دروازوں پر ممالک غیر کے سیاحوں کی تلواریں چمکتی رہی ہیں : تاریخ میں ہم نے مقدونیہ کے سکندر ، اور چین کے سیاحوں کو یہاں دیکھا اور پھر اسکے شمالی دروازے سے فتحیاب علموں اور نیزوں کی قطاریں صدیوں تک نہیں ٹوٹیں *

ایسی پر کشش ، ہوس انگیز ، اور اپنے سیاحوں کیلیے تاج بخش سرزمین ہند میں پچھلے دنوں (مصر) سے ایک سیاح آیا - اور چلا گیا : لیکن تاریخ ہند اپنے سینکڑوں تاجداروں اور کشورستان سیاحوں کے ہجوم میں ایک درویشانہ سیاحت کو کیا امتیاز دیسکتی ہے ؟

ہاں - سچ ہے کہ (محمد رشید رضا) کے کاندھے پر ملک گیری کا علم - اور ہاتھہ میں فتحیابی کی تلوار نہ تھی - لیکن اسکی آنکھوں میں آنسو - اور دل میں درد ضرور تھا - اسکے پاس تیز کیے ہوے لوہے کے آلات نہ تھے - جس سے انسان کی لاشیں تڑپائی جاسکتی ہیں - لیکن نور صداقت کا ایک حربہ ضرور تھا - جس سے انسانی قلوب کی صفیں الٹ دی جاسکتی ہیں ، اور اقلیم دل کی فتوحات اجسام و زمین کی فتوحات سے زیادہ مشکل ہیں *!

معمورۂ دلے اگرت ہست باز گوے
کین جا سخن بہ ملک فریدون نمی رود

بیشک ہندوستان اپنے دروازے پر بڑے بڑے تاجداروں کو دیکھہ چکا ہے ، جو اسکے عروج و اقبال کی بہار دیکھنے آئے تھے ، لیکن شاید (سید محمد رشید رضا) پہلا سیاح تھا ، جو عروج و اقبال کی بہار لوٹنے کیلیے نہیں ، بلکہ ادبار و تنزل کی خزاں پر ماتم کرنے کیلیے آیا تھا ، جس سرزمین پر سکندر اور تیمور قدم رکھہ چکے ہوں ، وہاں اس فقیر بےنوا کا کیا ذکر ؟ لیکن انکے ہاتھوں میں تلواریں تھیں ، اور اسکے پہلو میں دل تھا : وہ انسانوں کو زخمی کرتے تھے ، مگر اسکا دل خود درد ملت سے زخمی تھا : آٹھہ سو برس ہوے ، کہ اسلامی شوکت و عظمت کا قافلہ دجلہ وفرات کے کنارے سے چلا ، مگر سرزمین ہند کی رشک عالم ہوا اُسے راس نہ آئی اور گنگا اور جمنا کے کنارے لوٹا گیا ، وادی نیل کا یہ سیاح آیا تھا کہ اس برباد شدہ قافلے کی مٹی ہوی نشانیوں پر دو چار آنسو بہائے اور انسے پوچھے کہ تونے وہ گنج ہاے گرانمایہ کیا کیے ؟

نہ نخل خوش ثمرے کیستی ، نہ باغ و چمن
ہمہ ز خویش بریدند و در تو پیوستند

تاریخی واقعات کا تشابہ اکثر اوقات عہد ماضی یاد دلا دیتا ہے ایک زمانہ تھا جب چوتھی صدی ہجری کا سیاح (ابو ریحان بیرونی) اسی سرزمین ہند میں فلسفہ و ہیئت کا درس لیتا تھا ، مگر جب سبق لیکر اٹھتا تھا تو زمین بار بار دھوی جاتی تھی کہ اجنبی کے بیٹھنے سے ناپاک ہوگئی ہے : پھر آٹھویں صدی کی تاریخ ہند کا ایک صفحہ ہے جسمیں مغرب اقصی کا جہانگیر سیاح (ابن بطوطہ) تغلق آباد کی دیواروں کے نیچے سے گذرا اور یہ وہ زمانہ تھا ، کہ اسلامی تہذیب و تمدن اس سرزمین کے چپے چپے پر قبضہ کرچکا تھا - یا آج ایک تیسرا زمانہ ہے کہ (سید رشید رضا) نے ہندوستان کی سیاحت کی مگر بیرونی کی طرح علوم وفنون کی تلاش میں نہیں ، کیونکہ مسلمانوں کا علمی دور اب تاریخ کی خاک میں مدفون ہوچکا ہے ، اور ابن بطوطہ کی طرح اسلامی جاہ و جلال کے

اولین موسس اساس حریت و آزادی ، شہید راہ اصلاح و ملت پرستی ، شیخ الاحرار ، آیة من آیات اللہ السید جمال الدین الافغانی اعلی اللہ مقامہ

پھر وہ خواہ کتنے ہي وسیع پیمانے پر جاري کیا جاے ' لیکن کوئي ایسا مقصد زندگي نہیں ہوسکتا جسکا انتظار ' شب ہاے امید کي بے چینیوں ' اور روز ہاے تلاش کے اضطراب کا حقدار ہو ' خدا کے بخشے ہوے دل و دماغ کي یہ ناقدري و تحقیر ہے ' اگر اسکے مقاصد کا سدرۃ المنتہی اس سے زیادہ بلند نہوسکے - پس یہ جو کچھہ کیا جا رہا ہے ' در حقیقت چند عزائم عظیمہ ہیں ' جنکي طرف بتدریج متوجہ ہونا ہے : اور میں نہیں جانتا کہ کل کا کیا ہو؟ : و ما تشاؤن الا ان یشاء اللہ ' ان اللہ کان علیما حکیما

اس وقت بھي ' جبکہ یہ سطور لکھہ رہا ہوں ' وہ عالم السرائر ' اور دانندۂ خفایاے قلوب دیکھہ رہا ہے کہ طرح طرح کي جان فرسا پریشانیوں کا محاصرہ میرے گرد و پیش ہے - اور آلام و مصائب کے ہجوم سے کاروبار حواس بالکل درہم و برہم ' اور ایک لمحہ کیلیے بھي جمعیۃ خاطر میسر نہیں : لیکن جوشے شاید ملنے والي نہیں ' اسکے انتظار میں کب تک زندگي کو معطل رکھا جاے ؟ انسان کي سب سے بڑي کمزوري یہي ہے کہ وہ خود بخود ایک بے وجہ توقع قائم کرکے ' پھر ناکامي کي شکایت میں عمر بسر کر دیتا ہے : حالانکہ یہ کیوں ضروري سمجھہ لیا گیا ہے کہ زندگي کو سکون و طمانیۃ کے ساتھہ کٹنا چاہیے ' اور اسکے لیے کیا امر مانع ہے کہ آلام و مصائب ہي ہمیشہ پیش نہ آئیں ؟ تیرنے والے دریا میں رہکر دریا کے پار چلے جاتے ہیں - مگر دریا سے ڈرنے والوں کو کشتي کے اندر بھي چین نصیب نہیں ہوتا - مصائب حیات زندگي کے ساتھہ ہیں ' اور ساتھہ ہي ختم بھي ہونگے : پس کام کرنے والوں کو آن پر ماتم کرنے کي جگہہ ' کوشش کرني چاہیے کہ آنکي دائمي رفاقت کو گوارا بنا لیں - اور دریا سے نکلنے کي سعي بے سود کي جگہہ ' تیرنے کي کوشش کریں ' ورنہ ساري عمر ہاتھہ پاؤں مارنے میں ختم ہوجاے گي ' اور کنارے تک رسائي نصیب نہوگي :

ہزار رخنہ بدام ومرا زسادہ دلي
تمام عمر در اندیشۂ رہائي رفت

البتہ اُس خداے حي و قیوم سے جسکے کان فریادوں کے سننے کیلیے ہروقت طیار اور نعمۂ " امن یجیب المضطر اذا دعاہ " سے عشق نواز ہر قلب مشتاق ہیں ' اور جسکي آنکھیں کسي حال میں بے خبر نہیں اور ہر آن " ان ربک لبالمرصاد " کي تشفي لگاے ہوے ہیں : یہ آخري التجا ہے ' کہ اگر وہ مجھہ میں سچائي اور خلوص کي کوئي سرگرمي دیکھتا ہے ' اگر اسکي ملت مرحومہ اور اسکے کلمۂ حق کي خدمت کي کوئي سچي تپش میرے دل میں موجود ہے ' اور اگر واقعي اسکي راہ میں فدویت اور خود فروشي کي ایک آگ ہے ' جسمیں برسوں سے بغیر دھویں کے جل رہا ہوں ' تو اپنے فضل و لطف سے مجھے اتني مہلت عطا فرماے کہ اپنے بعض مقاصد کے نتائج اپنے سامنے دیکھہ سکوں - لیکن اگر یہ میرے تمام کام محض ایک تجارتي کاروبار ' اور ایک دکاندارانہ شغل ہیں جسمیں قومي خدمت اور ملت پرستي کے نام سے گرم بازاري پیدا کرنا چاہتا ہوں : تو قبل اسکے کہ میں اپني جگہہ پر سنبھل سکوں ' وہ میري عمر کا خاتمہ کردے - اور میرے تمام کاموں کو ایک دن بلکہ ایک لمحہ کیلیے بھي کامیابي کي لذت چکھنے نہ دے - باغوں کے سرسبز و ثمردار درختوں کي حفاظت کي جاتي ہے ' مگر جنگل کے خشک درختوں کو جلانا ہي چاہیے - جس دل میں خلوص اور صداقت کو جگہہ نہیں ملي اسکو کامیابي کیلیے کیوں باقي رکھا جاے ؟ ام حسب الذین اجترحوا السیئات ان نجعلہم کالذین آمنوا و عملوا الصالحات سواء محیاہم و مماتہم ساء ما یحکمون ۴۵ : ۲۰

اعتذار

اس ہفتے پریس کے ابتدائي انتظامات کي مشکلات یکے بعد دیگرے پیش آتي رہیں ہماري تمام مشکلات ہمارے پیش نظر پیمانے نے پیدا کردي ہیں - نہ اسکو چھوڑ سکتے ہیں اور نہ مشکلات کا آنکے معمولي وقت سے پہلے خاتمہ کرسکتے ہیں - بہتر ہوتا اگر ہم تفصیل کے ساتھہ انکو بیان کرتے مگر مشکل یہ ہے کہ اردو پریس کي موجودہ سہولتوں کے خوگر ناظرین سے امید نہیں کہ انکا اندازہ کرسکیں ' سب سے بڑي مشکل [ترکي ٹائپ] کي وجہ سے پیش آئي ' اردو کے عام رائج الوقت ٹائپ سے یہ اپنے خانوں کي ترتیب اور تعداد میں بالکل مختلف ہے ' [اردو ٹائپ] کے اوپر نیچے دو کیس ہوتے ہیں مگر اس کے مرکبات کي کثرت کي وجہہ سے چار ہیں ' پھر خانوں کي ترتیب بھي بالکل مختلف ہے اور جب تک کچھہ عرصے اسپر مشق نہ کرلیں یہاں کے عام کمپوزیٹر کام کر نہیں سکتے پریس کے متعلقات کو بہم پہنچا کر ہم نے الہلال کا اعلان کردیا لیکن عین وقت پر کمپوزیٹر کام کرنے سے عاجز ثابت ہوے اور جسقدر کمپوز کیا وہ بالکل غلط اور بے قاعدہ تھا : مجبوراً دوسرے ٹائپ میں از سرے نو کمپوز کرایا گیا جسمیں تقریباً پورا پرچہ آپکے سامنے ہے البتہ چونکہ ترکي ٹائپ کا اعلان ہوگیا تھا اسلیے ابتدا میں دو صفحے بمشکل نمونے کے خیال سے کمپوز کرائے گئے ہیں *

ترکي روش کے ٹائپ میں ایک اور دقت یہہ پیش آئي کہ چونکہ برقي طاقت سے چلنے والي مشین کا ایمپریشن [دباؤ] بہت ہلکا ہوتا ہے اسلیے بالکل نیا ٹائپ جب تک چند ہزار کاپیاں اسپر سے چھپ نہ جائیں ' ٹھیک ٹھیک اپنے سواد کو کاغذ پر نہیں لاتا یہي وجہ ہے کہ اس نمبر میں ترکي ٹائپ اپني خوشنمائي کو پوري طرح ظاہر نہ کرسکا *

ان پریشانیوں کي وجہ سے نہ تو اس نمبر کو اچھي طرح ترتیب دیا جاسکا ' اور نہ مضامین تقسیم و لازمي اختصار کے ساتھہ آسکے : البتہ ایک سرسري اندازہ آئندہ کي نسبت کیا جاسکتا ہے - ہم جو کچھہ کر رہے ہیں اسکے لیے نہ تو قدرداني کے متوقع ہیں اور نہ خریداروں کے ہجوم کے : لوگ اگر خریدیں اور پڑھیں تو شکریہ ' نہیں تو شکایت بھي نہیں *

گل فشانند بہ بستر ہمہ چوں عرفي و من
مشت خس چینم و درخانۂ خواب اندازم

(توفیق پاشا) خدیوئے مصر کے استبداد و مظالم سے تمام ملک برباد و هلاک هو رها تها ؛ وه تمام اصلاح و تغیر کے وعدے ' جو اس نے اپني ولي‌عهدي کے زمانے میں (سید جمال الدین) سے کیے تهے ' تخت حکومت پر قدم رکهتے هي فراموش کردیے تهے ؛ اور ملک ایک سخت سیاسي بحران کیلئے پوري طرح طیار تها ؛ تهوڑے هی عرصے کے بعد (عرابي پاشا) کي فوجي تحریک نے ظهور کیا ' اور جمال الدین ابهي (کلکته) میں مقیم تها که (تل الکبیر) کے معرکے میں مصر کي قسمت کا فیصله جو کچهه هونا تها هوگیا *

(عرابي پاشا) کے ساتهه جو لوگ باسم بغاوت قید کیے گئے ان میں ایک شیخ (محمد عبده) بهي تهے ' بالاخر جلاوطني کي سزا تجویز کي گئي ' اور یه مصر سے پہلے بیروت ' اور وهاں سے (سید جمال الدین)کي طلبي پر (فرانس) چلے گئے *

(پیرس) پهنچکر انهوں نے بمعیت سید جمال الدین مشهور عربي اخبار (العروة الوثقی) نکالا' جسکے ابهي صرف چوده هي پرچے نکلے تهے که تمام یورپ کے سیاسي حلقوں میں کهلبلي مچ گئي ' انگلستان نے هندوستان و مصر میں اسکي اشاعت روک دي ' فرانس نے جزائر و تیونس میں قدغن کي' اور(قصر یلدز)گو ابتدا میں خوش هوا لیکن پهر اسکي صدا ے اصلاح و حریت سے ڈرکر ممنوع الاشاعة قرار دیدیا ' پانچ سال کے بعد (محمد عبده) مصر واپس آئے اور اپني مذهبي اور تعلیمي اصلاح کا سلسله شروع کردیا انهوں نے دیکها که مسلمانان عالم پر آج بلا استثنا جو ادبار و تنزل چهایا هوا هے وه گو قومي زندگي کي هر شاخ میں نمایاں هو' مگر اسکا سبب وحید مذهبي جهل کے سوا اور کچهه نهیں هے ' تعلیم قرآني کي جس روح القدس نے تیره سو برس هوے مرده لاشوں کو زنده کردیا تها ' وه آج بهی نیم جانوں کو طاقت و توانائي بخش سکتي هے: یا ایها الناس قد جاء تکم موعظة من ربکم و شفاء لما في الصدور و هدی و رحمة للمومنین [١٠ : ٥٩]

اسلئے انهوں نے اپني اصلاحي تحریک کي بنیاد دعوة قرآني قرار دي ؛ اور قران مجید کے حقائق و معارف پر مقتضیات حالیه کے مطابق درس دینا شرع کردیا دس باره سال کے اندرهي انکي تحریک کا اثر تمام مصر و شام اور جزائر و مراکو تک پهیل گیا -

درس قران کا حلقه روز بروز وسیع هونے لگا - اکناف عالم سے ارادت و عقیدت کي صدائیں آنے لگیں سلسلة تعلیم کي اصلاح اور تقلید وجمود کي مخالفت کي وجهه سے گو علما نے مخالفت کي (و هذا لیست اول قارورة کسرت فی الاسلام) لیکن ممالک اسلامیه کا تمام روشن خیال طبقه انکے همراه هوگیا' علم و فضل کے ساتهه انکا ایک بهت بڑا وصف '(جو انهیں هندوستان و ترکي کے نئے رفارمروں سے ممتاز کرتا هے) مذهبي تقدس اور کمال درجه ورع و اتقا تها: و ان اکرمکم عند الله اتقاکم ؛ قدیم علما کي اصلاح کرنا چاهتے تهے ' لیکن نئے گروه کے الحاد اور فرنگي مآبي سے بهي سخت بیزار تهے

علم و فضل' خلوص و صداقت ' صبر و استقلال ' اور ان تمام اوصاف ملکوتیه کے لحاظ سے ' جنسے ایک کامل انسان کے فضائل ترکیب پاسکتے هیں ' انکا وجود ایک آیة الهي تها ' بڑے بڑے امراے مصر اور ارکان حکومت انکے پیر اور انکي (حزب الاصلاح) میں داخل تهے ' سالها فرانس میں رهے ' اور پهر مکرر یورپ کا سفر کیا ' خود بهي حکومت مصر کے اونچے درجے کے عهدوں پر ممتاز رهے ' لیکن با وجود اسکے تمام عمر درویشانه اور زاهدانه زندگي بسر کي ' (ڈیوک اف کناٹ) نے جب دریاے نیل کے بند کا افتتاح کیا ' تو شیخ محمد عبده کے ذمے ایک اهم اڈرس کا پیش کرنا تها ' لیکن جب دروازے پر پهنچے تو یورپین سارجنٹ نے انهیں کوئي (ازهر) کا ملا سمجهکر سختي سے جهڑکدیا ' اور جانے کي اجازت نهیں دي ' جب ڈیوک اف کناٹ کو معلوم هوا تو انهوں نے معذرت کي اور اس سارجنٹ کو برطرف کردیا ' حالانکه اس غریب کا کوئي قصور نه تها ' خدیو مصر اور شهنشاه انگلستان کے بهائي کي صحبت میں وه ایک ایسے شخص کو کیونکر جانے دیتا جسکے پانوں میں انگریزي جوتا تک نه تها ؟

آخري مرتبه جب وه (خدیو حال) کے همراه انگلستان گئے ' تو (هربرٹ اسپنسر) زنده تها ' یه ملاقات کیلئے گئے ' تو ایک گهنٹه تک گفتگو کرتا رها ' حالانکه وقت کے بارے میں اسکا اقتصاد بخل کي حد تک پهنچ گیا تها ' اور (مسٹر بالفور) کو بهي باوجود سخت کوشش کے دس منٹ سے زاده وقت میسر نه آسکا تها *

محي السنة و قامع البدعة حضرة الفاضل المصلح السید محمد رشید رضا

دیکھنے کیلئے بھی نہیں ' کیونکہ جہاں (تغلق آباد) کے ایوانہاے عظمت و سطوت تھے ' وہاں اب زاغ و زغن کا آشیانہ ہے :

و تلک الایام نداولہا بین الناس - اب ہندوستان کے عہد اسلامی کے محافظ یہ ہیں کہ (دہلی مرحوم) میں ہماری گذشتہ زندگی کے قبرستان کا ایک شہر آباد ہے ' سیاحان عالم اس میں چل پھر کر خاک کے ڈھیر دیکھہ لیں ' اور اگر چشم عبرت اور دل درد آشنا رکھتے ہوں تو انقلاب عالم کا ایک سبق لےلیں ' ایسا موثر سبق ' جو شاید دنیا کی کوئی اور قوم نہیں دیسکتی *

تلک آثارنا تدل علینا فاسئلو احوالنا عن الآثار

• • •

(سید رشید رضا) آئے بھی ' اور چلے بھی گئے ' مگر شاید ہندوستان میں بہت کم لوگ ہونگے ' جو انکی اصلی حیثیت اور حالت سے واقف ہونگے - لیکن اگر ہمکو آفتاب کی روشنی کی خبر نہو تو یہ ہماری آنکھوں ہی کا قصور ہے : بد قسمتی سے مسلمانان ہند کے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہیں : جو انکو دنیا کے دوسرے حصوں کے مسلمانوں سے باخبر رکھہ سکے ' عربی زبان ہی مسلمانوں کی ایک ایسی بین الملی زبان تھی ' جو مذہبی ضروریات کے اشتراک کی وجہہ سے تمام دنیا کے مسلمانوں کیلئے (اسپرنتو) کا کام دیتی تھی ؛ مگر عربی زبان اب ہندوستان کے مسلمانوں میں گجرات کے پارسیوں کی فارسی سے زیادہ زندہ نہیں ہے ' شاید بہت جلد وہ زمانے آنے والا ہے ' جب (اللہ) اور (قران) کا تلفظ انگریزی مخارج کے آھنگ و صوت میں کیا جاے گا *

(سید رشید رضا) کو آج تمام اسلامی دنیا جانتی ہے ' انگلستان و فرانس کے وہ تمام علمی اور سیاسی حلقے جنکو مشرقی معاملات سے دلچسپی ہے ' اس سے بے خبر نہیں ہیں ' (جاوا) اور (سینگا پور) سے انکے پاس فتوے اور سوالات آتے ہیں ' مگر

ہندوستان کے مسلمانوں میں نہ صرف عوام اور انگریزی تعلیم یافتہ ' بلکہ علماؤ فضلا تک بے خبر ہیں !

* * *

یہ عجیب بات ہے کہ پچھلی صدی کے آخری نصف حصے میں تقریباً تمام ممالک اسلامیہ میں اصلاح و تغیر کیلئے یکساں تحریکیں پیدا ہوئیں ' مگر اس سے بھی عجیب تر واقعہ یہ ہے کہ مختلف اسلامی ملکوں کی اصلاح و تجدید کی تاریخیں ایک ہی شخص (سید جمال الدین افغانی) کے ظہور سے شروع ہوتی ہیں ' جو فی الحقیقت تاریخ اسلام کے سنین اخیرہ کا سب سے بڑا شخص تھا - خیالات و افکار کا پیدا کرنا آسان ہے ' مگر خیالات و افکار کے بقاؤ قیام کیلئے اشخاص کا پیدا کرنا مشکل ہے ' اور مصلح کیلئے جن پیغمبرانہ اوصاف کی ضرورت ہے ' ان میں اولین وصف یہی ہے : (سید جمال الدین) کا اصلی کارنامۂ عیرفانی یہ تھا کہ زمانے نے خود اسکو کام کرنے کی مہلت بہت کم دی ' لیکن وہ اپنے اندر ایک ایسی قوت تخلیق رکھتا تھا کہ جہاں جاتا تھا ابدی تحریک کو زندہ رکھنے کیلئے نئے (جمال الدین) پیدا کر لیتا تھا : ایران میں وہ چند مہینوں سے زیادہ نہ ٹہر سکا ' لیکن جو آگ سلگادی تھی ' اسکو پندرہ برس تک برابر ہوا ملتی رہی ' اور بالاخر بھڑک کر شعلہ زن ہوئی : مصر میں اسکا قیام سال دو سال سے زیادہ نہ رہا ' مگر اتنے عرصے کے اندر ہی (شیخ محمد عبدہ) کو طیار کردیا ' یہ اس وقت (جامع ازہر) کا ایک ذہین طالب العلم تھا ' لیکن آگے چلکر تمام عربی بولنے اور سمجھنے والی دنیا کا مصلح عظیم ثابت ہوا *

الاستاد الامام ' حجۃ الاسلام ' رئیس المصلحین حضرۃ الشیخ محمد عبدہ ' رضی اللہ تعالی عنہ

(شیخ محمد عبدہ) جب سید جمال الدین کے حلقۂ درس میں شامل ہوے ' تو یہ مصر کا ایک نہایت نازک وقت تھا '

طاقت ہے ' ان تمام چھوٹی بڑی حکومتوں کا قلب باب عالی تھا ' لیکن خود اسکی دیواریں ' گو گری نہیں تھیں ' لیکن پلاستر الگ ہو ہو کر گر رہا تھا ! اسے اپنی گرفتاریوں سے کب مہلت تھی ' کہ الجزائر کی طرف گردن پھیرتا ؟ پس ضرور تھا کہ قانون الہی صدیوں کی بد اعمالیوں اور غفلت کی آخری سزا کے لئے اس وقت کو مقرر کردے ' واذا اردنا ان نہلک قریۃ امرنا مترفیہا ' ففسقوا فیہا ' فحق علیہا القول ' فدمرناہا تدمیرا ۱۷ : ۱۲ *

سنہ ۱۸۴۰ میں مارشل بوئیڈا ۸۰ ہزار یورپ کے انسان صورت درندوں کا غول لیکر روانہ ہوا ' اور ساحل پر قدم رکھتے ہی خونخوار بھیڑیوں کی طرح ظلم و سفاکی شروع کردی - قتل و غارت کے سوا اور کوئی لفظ اسکی زبان پر نہیں چڑھتا تھا - ایک دو ماہ کے اندر اس زر خیز مملکت کا یہہ حال ہوا کہ تمام شہر جل کے خاکستر کا ڈھیر تھے : ایک ابادی کو غارت کرچکتا تھا ' تو ناتوان عورتوں اور معصوم بچوں کی خون چکاں لاشوں کو روندتا ہوا ' دوسری کی طرف رخ کرتا تھا : فاذا جاء وعد اولا ہما ' بعثنا علیکم عبادا لنا اولی باس شدید ' فجاسوا خلال الدیار ' و کان وعدا مفعولا ۱۷:۶

اطاعت و انقیاد کے سوا اب چارہ کار کیا تھا ؟ تمام قبایل و شیوخ کو اپنی بدبختی کے آگے سر جھکا نا پڑا ' لیکن جو تلوار اعداے ملت کے دلوں میں اترنے کے لیئے بلند ہوئی تھی ' مشکل تھا کہ ازادی وطن کی امیدوں کو قتل کرکے آسانی سے جھکادی جاتی ' امیر عبد القادر نے اطاعت سے انکار کردیا ' اور مراکو چلا گیا ' وہاں کچھہ دنوں تک اپنی جمعیت بہم پہنچاتا رہا - پھر سنہ ۴۳ اور سنہ ۴۴ میں متواتر فرانسیسی فوج پر دو حملے کئے ' مگر اب قدرت کا فتوا اسکے خلاف صادر ہو چکا تھا - دونوں مرتبہ حریف کو شدید نقصان پہنچانے کے بعد شکست ہی ہوئی - بالاخر جب ہر طرف سے مجبور ہوگیا ' تو ڈیوک آمل سے صلح کرنے کے سوا اور کوئی راہ نظر نہیں آئی - صلح کی پہلی شرط تھی کہ امیر سے بالکل تعرض نہیں کیا جائیگا ' اور اسکندریہ یانپلس جانے کی اجازت دی جائیگی ' لیکن مسیحی تہذیب میں عہد کی پابندی کوئی چیز نہیں ' انگلستان نے نپولین کے ساتھہ واٹرلو میں جو معاہدہ کیا تھا ' ویساہی معاہدہ تقیدمہ کے میدان میں الجزائری سے بھی کیا گیا - جوں ہی امیر عبد القادر نے تلوار نیام میں رکھی ' معاً قید کرکے فرانس بھیجدیا گیا ' اور اسکے خاندان اور حرم کے عورتوں کی بے حرمتی کرکے ' اتش انتقام بجھائی گئی - اس منظر کی تصویریں ابتک پیرس کے ایوانوں کی آرایش ہیں - پانچ سال تک سخت سے سخت اذیتیں جو کسی قیدی کو یورپ کے قید خانوں میں دیجاسکتی ہیں ' وہ سب اس وطن پرست کو نصیب ہوئیں ' جب الجزائر کی تمام ملکی طاقت فنا کردی گئی ' اور خوف و ہراس کا کانٹا دل سے نکل گیا ' تو لوئیس نیپولین کی رحم دلی نے اسے ازاد کرادیا چلے بروسہ گیا ' پھر کچھہ دنوں اور ملکوں کی خاک چھانی - دل کی سراسیمگی اور وارستگی نے ہر جگہ براشفتہ رکھا - بالاخر دمشق میں گوشہ نشینی اختیار کی - اور سنہ ۱۸۸۳ میں الجزائر کی ہزار سالہ عظمت اور اسلامی جبروت کی طرح ' اپنے وجود کو سپرد خاک کر دیا *

* * *

اسلامی عروج و زوال کے ہزاروں افسانہھاے حسرت میں سے یہ ایک چھوٹی سی کہانی تھی ' جو اس طرح ختم ہوگئی ' اپنی سرگذشت ادبار کی اسکو گویا ایک سطر سمجھئے ' ہم نے کتنے سکندر اور نپولین پیدا کئے ' جنکے اعجوبہزا کار ناموں کے نشان دنیا کے چپے چپے پر نمایاں ہیں ' ہماری سرزمین اقبال پر حب شجاعت و کمال کا ابر گرجتا تھا ' تو اسکے ہر قطرے سے سیکڑوں امیر عبد القادر پیدا ہوتے تھے ' لیکن سچ یہ ہے کہ ادبار و فلاکت کے چہرے پر ذکر اقبال کا غازہ زیب نہیں دیتا و بلونہم بالحسنات و السیات ' لعلہم یرجعون ۷ : ۱۶۸ و ان فی ذلک لایات ' و ما کان اکثرہم مومنین ۲۶ : ۶۸ *

حیات بعد الممات

امیر عبد القادر کے ان کارناموں کو ستر سال گذر گئے ' اور الجزائر کی جدوجہد کی سرگذشت افسانۂ کہن ہوگئی ' لیکن تاریخ ہمیشہ اپنے صفحات دہراتی ہے ' اور بہت سی زندگیاں ہیں جو ایک بار مرکر پھر بار بار جی اٹھتی ہیں ' تقریباً ایک صدی کے بعد اسی شمالی افریقہ کے دوسرے حصے میں اٹلی فرانس کی جانشینی کیلئے بدحواس ہوئی ' تو الجزائر کی وطنی جدوجہد کی ابتدائی تاریخ جلد جلد اپنے صفحے دہرانے لگی *

امیر علی پاشا الجزائری

امیر عبد القادر آج طرابلس کے عثمانی کیمپ میں پھر زندہ ہوگیا ہے وہ اپنے تمام محیر العقول اوصاف عجیبہ کے ساتھہ اپنے خلف الصدق ' امیر علی پاشا الجزائری کی صورت میں موجود ہے ' جنکی جانفروشیوں اور شجاعانہ حملوں سے الجزائر کی تاریخ گویا پھر عود کر آئی ہے *

جنگ طرابلس کا جب اعلان ہوا ' تو امیر موصوف شام میں مقیم تھے ' انہوں نے اسی وقت ایک عرضداشت سلطان المعظم کی خدمت میں بھیجی ' اور طرابلس جانے کی اجازت طلب کی ' عرضداشت کے آخری الفاظ یہہ تھے کہ *

" میرے والد مرحوم امیر عبد القادر نے فرانس کا تیس سال تک مقابلہ کیا تھا ' یقین فرمائیے کہ کم از کم پندرہ سال تک تو میں بھی طرابلس کی خاک کو ہاتھہ سے نہیں دیسکتا " *

انکے پہنچتے ہی مجاہدین میں ہمت و شجاعت کی حیات تازہ پیدا ہوگئی ' اور تمام قبائل طرابلس نے جوش و خروش کے ساتھہ خیر مقدم کیا ' انکے جوش جہاد ' اور حب ملۃ و وطن کا یہ حال ہے ' کہ جس دن اپنے قافلے کو لیکر پہنچے ' بغیر کسی آرام و توقف کے مصروف کار زار ہوگئے ' صبح کاذب کی تاریکی میں نعرہ ھاے اللہ اکبر کی ایک نئی گرج نخلستان بنغازی سے بہم اٹھی ' اور طوفان ہلاکت بنکر اٹالین کیمپ کے اوپر نمودار ہوئی ' یہ گوی

ناموران نہضۂ اضطراب

امیر علی پاشا بن عبد القادر الجزائری

امیر عبد القادر الجزائری

مراکش مین عربی حکومت کا خاتمہ ہوگیا اور طرابلس معرض خطر مین ہے ' ایسی حالت مین قدرتی طور پر افریقہ کے عہد اسلامی کا ماضی قریب یاد آجاتا ہے *

طرابلس مین آج جو بازار قتال گرم ہے الجزائر پوری ایک صدی تک اسمین مبتلا رہا جو شمالی افریقہ مین سب سے بڑی اسلامی مملکت تھی اور جسکے لئے پہلی صدی ہجری مین عہد نبوت کا صحبت یافتہ خون بہایا گیا تھا - مسلسل خونریزیان ' پیہم عہد شکنانہ سفاکیان ' قتل عورات و اطفال ' احراق منازل و بلدان ' ہتک مساجد و اشراف ' اور تمام وحشدانہ اور بربری مظالم ' جو مسیحی غلبۂ و غصب کے لازمی اجزا ہیں ' فرانس کے ہاتھون ایک ایک کرکے الجزائر کی نصف کرور ابادی پر گذرے اور بالاخر جانبر نہوسکا ' لیکن سنہ ۱۸۳۰ مین جب فلپ لوئس نے تخت نشین ہوتے ہی الحاق الجزائر کا اعلان کیا تو بجھنے والے چراغ نے ایک اخری سنبھالا لیا یہ امیر عبد القادر الجزائری نامی ایک جانفروش وطن پرست کا ظہور تھا جسکی تہور و شجاعت ' عزم و استقلال ' اور فوجی و دینی زندگی کے یکسان اعلے اوصاف نے ایک سال کے اندر تمام یورپ اور ایشیا کو متوجہ کرلیا *

الجزائر کے بدوی قبائل مین اسکا خاندان دینی ریاست کے لحاظ سے ممتاز تھا ؛ اور تمام قبائل پر اثر رکھتا تھا ؛ گورنر الجزائر اسکی طرف رجوع خلائق دیکھکر مخالف ہوگیا اور جلاوطن کردیا گیا اس وقت اسکی عمر بہت چھوٹی تھی - چوبیس برس کی عمر مین جب وطن واپس آیا ' تو ملک کی حالت بدل چکی تھی ؛ ہر طرف خونریزی اور سفاکی کا بازار گرم تھا ' اور فرانسیسی درندے تمام الجزائر مین پھیل گئے تھے - یہ حالت دیکھکر اسکا جی بھر آیا - آزادی اور خود مختاری کی گرمی ابتک الجزائری خون مین باقی تھی - تمام قبائل کو جمع کر کے غیرت دلائی ' اور حفظ وطن کیلئے جہاد دفاع پر بیعت لی ' اس وقت الجزائر مین فرانس کے ہاتھ پانون نہایت توانا تھے ' چالیس ہزار سے زیادہ تو صرف پیادہ فوج تمام ملک مین پھیلی ہوئی تھی اور چار ہزار سوارونکی تلوارین انکے علاوہ بے نیام تھین ' ساحل پر جنگی جہازونکا ایک مہیب بیڑہ لنگر انداز تھا جس مین ۵۵ جنگی کشتیان اور ۳۴۰ جہاز تھے اور یہ سب کئی سو قلعہ شکن توپون اور بے شمار سامان جنگ سے لدے ہوے تھے *

اسکے مقابلے مین امیر عبد القادر گویا بالکل نہتا تھا ؛ بدوی قبائل کی ایک بے قاعدہ بھیڑ اسکے ارد گرد تھی ' آلات جنگ کا کوئی ذخیرہ نہ تھا ' اور جو تھے ' وہ جدید آلات کے مقابلے مین بیکار تھے ' سب سے زیادہ یہ کہ کوئی عمدہ اور محفوظ مقام بھی قبضے مین نہ تھا ' اور دشمن تقریباً تمام اطراف ملک مین پھیلا ہوا تھا ' لیکن کوئی قوم خواہ کیسی ہی گہری نیند سورہی ہو ' اگر آزادی اور حکومت کے خواب کو بھلا نہین چکی ہے ' تو ایک ضعیف سی آواز بھی اسکے جگانے کے لئے کافی ہے ' اسلام نے حفظ وطن کی روح جہاد دفاعی کے نام سے اپنے پیروؤن مین ودیعت کی ہے اور اگر زمین شور نہو تو اسکا بیج بیکار نہین جاسکتا ؛ امیر عبد القادر کی صداے رعد آساے حریت نے تمام الجزائر مین یکایک آگ لگادی سرداران قبایل چارون طرف سے آ آ کر جمع ہونے تھے ' اور شوق شہادت و فدویت کی محویت مین آتشین گولون سے کھیلتے تھے ؛ خود امیر عبد القادر شجاعت و بسالت کی ایک آہنی دیوار تھا جس سے فرانس کی خوفناک طاقت سر ٹکراتی تھی ' اور فنا ہوتی تھی ؛ تھوڑے ہی عرصے کے اندر حملہ آور اپنی تمام قیمتی اور مہیب فوج - جہاد کی خون آشام تلوارون کی نذر کرکے مبہوت و سراسیمہ رہگئے *

یورپ مین جب فرانس کی ہزیمتون کی خبرین شائع ہوئین ' تو ڈیوک اف ولینگٹن تک کو الجزائر کی عظمت کا اقرار کرنا پڑا - آٹھ نو سال کے اندر اس نے تقریباً کل الجزائر پر قبضہ کرلیا تھا - تمام ساحلی اور اندرونی قلعے فرانسیسی فوج کی لعنت سے پاک ہوگئے تھے - سنہ ۱۸۳۵ سے سنہ ۱۸۳۸ تک فرانس نے ہزیمت و شکست ' ذلت و رسوائی ' اور ہلاکت و بربادی کے سوا کچھہ نہین دیکھا - سنہ ۱۸۳۷ کے حملے میں تیس ہزار کی جرار صفیں میطیجہ کے میدان میں اسطرح فنا ہوگئیں ' گویا امیر عبد القادر کے طلسم نے انکے دست و پا شل کر دے تھے -

یہ سب کچھہ ہوا ' لیکن چراغ مین جب تیل نہو ' تو فتیلے کی تنہا فنا پذیر ہستی ' اب تک قائم رہسکتی ہے ؟ فی الحقیقت الجزائر کا ہزارسالہ ایوان عظمت گرچکا تھا ' باہمی نااتفاقیون ' اور ظلم اور بد اعمالیون کے جراثیم نے اسکے ستونون کو کھوکھلا کردیا تھا - یہ جو کچھہ ہوا ' گویا سہارا دے دے کر گرتی ہوئی دیوارون کو سنبھالنا تھا - سب سے بڑی چیز مرکز کی

امیر علي مع اپنے ساتھیوں کے نماز میں مصروف تھے اور پچاس مجاهد نگرانی و حفاظت میں ؛ و اذا کنت فیهم ' فاقمت لهم الصلوة فلتقم طائفة منهم معک و لیاخذوا اسلحتهم فاذا سجدوا فلیکونوا من و رائکم ۴ : ۱۰۲ - صفیں دونوں کی تھیں ' لیکن ایک خدا کی بندگی میں مصروف تھی اور دوسری خدا کیلئے اسکے دشمنوں کی نگرانی میں ' یکایک دشمنوں کا گروہ عظیم نہایت قریب سے نمودار ہوا ' اسکی کثرت تعداد ' ضروریات جنگ سے تکمیل ' ، طرح کی آمادگی و مستعدی سے معلوم ہوتا تھا ' کہ محض فوجی نقل و حرکت نہیں ہے ' بلکہ ایک سخت حملے کا ارادہ کیا گیا ہے جو عثمانی کیمپ کے قرب و جوار میں دن صرف کرکے رات کی تاریکی میں کیا جاتا ' نماز ابھی ختم نہیں ہوئی تھی اور صرف پچاس آدمی حملے کا جواب دیسکتے تھے ' دشمن نے اتنی قلیل جماعت کو سامنے دیکھکر اور ان میں سے بھی نصف کو بیکار پاکر اس زور سے غلغلۂ شادمانی بلند کیا ' گویا روما کا خزانہ مع اوسکے نئے قرضوں کے جو فرضی الحاق طرابلس کی قیمت میں دیا گیا ہے چند لمحوں میں واپس ملنے والا ہے !

لیکن مجاهدین کے بیباکانہ نعرۂ الله اکبر کی گونج نے انکو خوش ہو لینے کی زیادہ مہلت نہ دی ' وہ ابھی کسی قدر فاصلے پر رک کر ٹھہرے تھے کہ محافظ پچاس آدمیوں نے برق کی سرعت سے اوڑکر حملہ کردیا ' اور گویا چھوٹی چھوٹی پچاس کشتیاں دو ہزار سپاهیوں کے سیلاب میں تیرنے لگیں ' انکی اس جسارت اور تیزی نے تھوڑی دیر کیلیئے تمام لشکر کو مبہوت کردیا اور حیرت و تعجب نے سب کے ہاتھہ پانوں شل کر دے ' لیکن اس عرصے میں پچاس ضربوں نے اپنے سے دگنی تعداد کا خاتمہ کردیا تھا *

* * *

هنگامۂ رستخیز بلند ' اور شور دار و گیر سے صحرا گونج رہا تھا ' مگر نماز پڑھنے والوں نے پوری جمعیت خاطر سے نماز ختم کی ' اور امیر علي مع اپنے پچاس ساتھیوں کے اس ولولۂ شہادت اور جوش جہاد کے ساتھہ ' جسکے اضطراب نے انہیں رات بھر انتظار کرنے کی بھی مہلت نہ دی تھی ' دوسری مرتبہ تکبیر جہاد بلند کرتے ہوے ' صاعقۂ ہلاکت بنکر صف اعدا پر ٹوٹ پڑے *

دشمن کے محسوس ہوتے ہی سو سو مجاهدین کی دو جماعتیں جو مختلف جہات میں بصورت طاقت محفوظ بھیجدی گئی تھیں ' تھوڑی دیر کے بعد اُن میں سے پہلا گروہ بھی نعرۂ تکبیر سے دلوں کو لرزاتا ہوا آموجود ہوا ' اور اب دو سو مجاهدین مصروف پیکار ہوگئے ' **علي نظمي بک** ' جو قسطنطنیہ سے مرکزی هلال احمر کے پہلے وفد میں روانہ ہوے تھے ' اپنی چٹھی میں لکھتے ہیں

" اگر شجاعت و جان فروشی ' عزم و استقلال ' وطن پرستی اور حفظ ناموس ملة کا خون قیمتی ہے ' تو دنیا میں کون حساب کرسکتا ہے کہ طرابلس کی خاک کے ذروں کی کیا قیمت ہوگی ؟ تاریخ دنیاے قدیم کے جن تعجب انگیز واقعات کی تقدیس کرتی ہے ' انسانی فضائل و جذبات نے جن کارناموں کے احترام میں اپنے قیمتی سے قیمتی صفحے دیدیتی ہے ' اور پھر کبھی کبھی گذری ہوی دنیا کے جن محاسن و کمال کی یاد میں حسرت کے آنسو بہاتی ہے ' آج طرابلس کی زندگی کے ہر ساعت بلکہ ہر لمحہ میں ہم اپنی آنکھوں سے اپنے سامنے دیکھہ رہے ہیں ' امیر علی جزائری کے پہلے معرکے میں دو سو انسان اُن دو ہزار تربیت یافتہ سواروں سے ' (جنکی طاقت کے مقابلے میں بزدلی - اور ضعف و بے بسی کے مقابلے میں درندگی - فطرة اصلی ہے) بے خوف و هراس لڑ رہے تھے ' یہ کیا شیشے کا پہاڑ کی چٹان سے سر ٹکرانا نہ تھا ؟ لیکن حیران ہوں کہ جو کچھہ میں دیکھتا ہوں بیسویں صدی کی مادی فضا میں پرورش پانے والی دنیا کو کیونکر اسکا یقین دلاؤں ؟ اگر میں کہوں کہ شیشہ و سنگ کے تصادم میں اخر الذکر کے ٹکرے ٹکرے ہو گئے ' تو یقیناً میں پاگل ہوں ' مگر میں کہتا ہوں کہ دو سو صحرا نشین بدویوں نے یورپ کے دو ہزار تربیت یافتہ سپاهیوں سے ' کامل چار گھنٹے تک آگے بڑھنے کی طاقت سلب کردی ' اور بالاخر شکست دی ' ایسی ذلت بخش اور رسوا کن شکست ' کہ سیکڑوں سپاهی سراسیمگی کے فرار میں ایک دوسرے پر گر کے اپنے ہی سواروں سے روندے گئے ' اور جس قہر الہی سے بچکر بھاگنا چاهتے تھے ' وہ بالاخر صورت بدلکر دامنگیر ہوگئی " *

دنیا ان واقعات پر شک کرے ' یا تعجب ' لیکن همارے لئے یہ سرگذشتیں کچھہ بھی مستبعد نہیں *

اگر وہ خدا زندہ ہے جس کے یوم **بدر و حنین** میں اپنی نصرة کی نیرنگیاں دکھلائیں تھیں لیزدادوا ایماناً مع ایمانهم و لله جنود السموات و الارض اور اس **ناصری** خدا کی طرح فنا پذیر نہیں ' جسکو پلاطوس کی رومی عدالت کے فتوے نے مصلوب کردیا تھا ' و الله لا اله الا هو الحي القیوم ؛ تو وہ آج بھی طرابلس کے میدانوں میں اپنی جنود نصرة کے ارسال سے عاجز نہیں ہے ' بلی : ان تصبروا و تتقوا و یاتوکم من فورهم هذا یمددکم ربکم بخمسة الاف من الملائکة مسومین ۳ : ۱۲۲ *

علي بک اسکے بعد لکھتے ہیں :

جس گروہ میں ابتداے جنگ سے ہر فرد کی شجاعت و بے جگری یکساں و غیر ممیز ہو اسکی سرگذشت میں بالتخصیص کیا لکھا جاسکتا ہے ؟ لیکن اس معرکے میں امیر عبد القادر کا خلف الرشید اول سے اخر تک ایک وجود طلسم تھا انسان خواہ کچھہ ہو - لیکن فولاد یا پتھر کی چٹان نہیں - اور اگر پتھر کے دو سو ستون بھی ہوں تو بھی دو ہزار گولیوں کی مسلسل بارش انکو تھوڑے دیر میں جالی کی چادر بنادے ' لیکن یہ صرف امیر جزائری کی بے جگری اور کاردانی تھی - جس نے دو سو دلوں کو اپنی مٹھی میں لیکر اسطرح داد شجاعت دی کہ ان میں کا ہر متنفس - اسکی طرف سے ہر دم پہنچنے والی روح شجاعت کی ایک مسلم صف اپنے یمین و شمال دیکھتا تھا - اور دشمنوں کے سمندر میں مچھلی کے طرح بے خوف تیرتا تھا - خود امیر علي کا یہ حال تھا کہ میدان جنگ میں چند لمحوں کیلئے

ایک جلیل القدر مجاہد کے پہنچنے کی سلامی تھی ' جس نے حریف کی چھاؤنیوں میں اسکا اعلان کردیا - ھو الذی انزل السکینۃ فی قلوب المومنین لیزدادوا ایمانا مع ایمانہم ' و للہ جنود السموات و الارض ' و کان اللہ علیما حکیما ۴۸ : ۲۶ *

۲۰ مئی سے ۱۰ جون تک قسطنطنیہ میں جو خبریں پہنچی ھیں' ان میں خاص طور پر امیر موصوف کی فتحیابیوں کا ذکر ہے' ٹیونس کے فرنچ ' اور ترکی و مصر کے عربی و ترکی اخبارات میں خود انکے بھیجے ہوے مراسلات بھی چھپ رہے ھیں' اخبار **اقدام** کی چٹھی' میں اپنی تمام معرکہ آرائیوں کا نہایت دلچسپ حال لکھا ھے ' ھم انکے مراسلات کا اقتباس ھمیشہ دیا کریں گے *

* * *

پہلی مئی تک وہ علاوہ چھوٹی چھوٹی لڑائیوں اور مقابلے کے آٹھہ عظیم الشان معرکوں میں شریک ' اور ان میں سے اکثر کے افسر اعلی رھچکے تھے - یہ کتنے تعجب کی بات ھے کہ روما کا خبر تقسیم کرنےوالا دفتر اپنے شریفانہ روایات میں بظاھر انسے بالکل بے خبر ھے !

" بنغازی " میں انکا اولین معرکہ نہایت حیرت انگیز ' اور اس نصرۃ الہی کی ایک پر عظمت مثال ھے ' جسکی نظیر کو گو طرابلس کے میدان مین کمی نہو ' مگر دنیا کی تاریخ میں ناپید ھیں ' وہ صبح کی مقدس تاریکی میں اپنے ساتھیوں اور مجاھدین طرابلس کی ٹکڑی لیکر چل کھڑے ہوے ' مجموعی تعداد تین سو سے زیادہ نہ تھی ' اور منزل مقصود غیر متعین ' کیونکہ آسی شب کو یہہ قافلہ طرابلس پہنچا تھا ' اور دشمن کی نقل و حرکت کے متعلق کوئی عمدہ خبر عثمانی کیمپ میں موجود نہ تھی' شوق شہادت و ولولۂ شجاعت نے اتنی مہلت نہ دی ' کہ کسی مناسب حملے یا اتفاقی مقابلے کا انتظار کیا جاے بغیر کسی علم و انتظام کے دشمن کی تلاش میں روانہ ھوگئے *

طلوع آفتاب کے ساتھہ ھی دشمن کی موجودگی کے نشانات رھنمائی کرنے لگے ' معاً پوری جماعت تین ٹکڑوں میں منقسم ھوگئی ' اور سو مجاھدین کا صرف ایک ٹکڑا متجسس و متلاشی آگے بڑھا ' تھوڑی ؟ مسافت ؟ ابھی طے کی تھی ' کہ گھوڑونکی کی ٹاپوں اور ھتھیارونکی جھنکار نے بتلادیا کہ انھیں اب کیا کرنا ھوگا ' قرائن سے معلوم ھوا کہ نمودار ھونے والا گروہ دو تین ھزار سے کسی طرح کم نہیں ' اتنے بڑے مقابلےکی یہاں کسی کو امید نہ تھی ' ایسی حالت میں محفوظ طریقہ تو یہ تھا ' کہ کمین‌گاہ میں چھپ کر بیٹھہ جاتے ' اور جب دشمن بے خبر آگے بڑھجاتا ' تو عقب سے حملہ آور ھوکر ایک مقابلے کے بعد نکل جاتے ' لیکن " امیر عبد القادر " کے جانشین نے سر زمین جہاد کے مقدس میدان مین اپنی اولین ضرب شمشیر کو بزدلانہ نام مین لانا پسند نہیں کیا ' پوری جماعت راستہ روک کر وھیں کھڑی ھوگئی ' اور صبح کی خوشنما فضائے روشن میں جاندادگان راہ شہادت ، نصرۃ الہی کا انتظار کرنے لگے ؛ و کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ ' و اللہ مع الصابرین ۳ : ۹۹ *

دشمن کے انتظار کی گھڑیوں کا ثبات و استقلال بجاے خود انسانی جذبات کے ظہور کی انتہائی نمایش ھے ' جسکی نظیر قوموں کے دفاعی جدوجہد میں ھمیشہ نہیں ملسکتی ' لیکن اس سے بھی بڑھکر ایک پر اثر واقعہ اس موقع پر ظاھر ھوا ' جسے شاید صرف اسلام ھی کی تاریخ پیش کرسکتی ھے ! اگر طرابلس سے اسکی تمام عظیم الشان فتح یابیاں چھین بھی لی جائیں جب بھی یہہ واقعہ اسکی لازوال اور مقدس عظمت کی شہادت کے لئے کافی ھے *

قوموں اور ملکوں کی عزت اگر زیادہ خون بہانے ' اور انسانی گلوں کے ھاتھہ پانوں باندھنے میں ھوتی' تو درندونکے بہت' انسان کی عبادت‌گاھوں سے زیادہ مقدس ھوتے ' مگر اسکے شرف و تقدیس کا معیار ' الہی اوصاف و ملکوتی اخلاق ھیں ' اگر چند لمحے بھی اسکی میسر آجائیں ' تو وہ خونخوارانہ فتحیابیوں کے ھزار سالوں سے زیادہ افضل ھیں ' لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ' ثم رددناہ اسفل سافلین ۳۰ : ۹۶ *

دو ھزار مسلح دشمنوں کا گروہ چند لمحوں کے اندر نمودار ھونے والا تھا ' گھوڑونکی ٹاپوں کی آواز ' اور ھتیارونکی جھنکار اب صاف صاف سنائی دینے لگی تھی ' مجاھدین کی تعداد سو سے زیادہ نہ تھی ' کسی طرح کی حفاظت اور پوشیدگی کا موقع نہ تھا ' بے نیام تلواریں سروں پر چمکنے کیلئے آرھی تھیں ' دو ھزار گولیوں کی جگر شگاف بارش ایک لمحہ کے اندر سو لاشیں تڑپا دیکھتی تھیں ' گویا حیات و ممات کی تمام باھمی مسافت لپٹ کر ' ایک لمحہ کے نقطے میں سمٹ گئی تھی ' لیکن یہ سخت و نازک وقت ' یہ یکسر خوف و ھراس ' یہہ مناظر وحشت و اضطراب ' یہہ معائنۂ موت و ھلاکت ' کوئی بھی چیز اس مومن مخلص کو فاطر السموات و الارض کی عبادت سے باز نہ رکھہ سکی ' اور اپنے قافلے کی تمام جماعت کے ساتھہ نماز میں مصروف ھوگیا ! خدا نے ان بندونکی تعریف کی تھی ' جنکو تجارت و کاروبار دنیوی کا انہماک ذکر الہی سے مانع نہیں ' رجال لا تلہیہم تجارۃ و لا بیع عن ذکر اللہ ' مگر یہ وہ بندے ھیں جو دشمن کی تلواروں کے سایے میں بھی اسکی بندگی سے غافل نہیں ھوسکتے ! یہ اسلام کے دور اول کی خصوصیات تھیں ' جنکو خاک طرابلس نے آج پھر زندہ کردیا ھے

* * *

اللہ اکبر ! یہ بھی کیا منظر تھا ' کہ ایک طرف تو بے نیام تلواریں اور بندوقوں کی کرچیں فضا میں چمک چمک کر ظلم و یزداں فراموشی کا اعلان کر رھی تھیں ' دوسری طرف وہ گردنیں ' جو اعلاے کلمۃ الحق ' اور حفظ ناموس الہی کی راہ میں کٹنے کیلئے بلند کی گئیں تھیں ' ماسوی اللہ سے بے خبر و غافل ھوکر ' بیخودانہ درگاہ الہی میں جھکادی گئی تھیں !

دنیوی ' اور زهد و عبادت؛ ترقیات مادي ' اور تصفیهٔ روحانی : اعتماد نفس و تدبیر ' اور تفویض و اعتقاد تقدیر ؛ غرضکه سیکڑون جذبات و اعمال همیشه باهم مخالف چلے آتے تھے ' جنھوں نے سب سے اول اسکے جامع اضداد ' دور خصوصیت میں ایک دوسرے سے معانقه کیا

منجمله انکے ایک بہت بڑي خصوصیت یه هے که تیغ و قلم کي قدیمي مخالفت مٹاکر دونوں کو ایک جگه جمع کردیا ؛ ممکن هے که دیگر اقوام میں اسکي خال خال مثال ملے؛ لیکن اسلام کی تاریخ اسکي سیکڑوں مثالون سے لبریز هے - اسکے دور عروج میں هزاروں تصنیفات جہاں مدرسوں کے سنگي حجروں اور مسجدوں کے گرد آلود صحنوں میں ترتیب دي گئي هیں ' وهاں شاهي تخت و ایوان کے طلائي فرش ' اور سپه سالار کے دفتر جنگ میں بھی نیام کے ساتھه قلمدان نے جگه پائي هے *

اسلام کي تاریخ میں فتنهٔ تاتار سے بڑھکر اور کوئي آفت نہیں آئي ' سنه ۷۰۲ هجري میں جب (قتلز خان) نوے هزار فوج کے ساتھه شام پر حمله آور هوا ' تو علامهٔ ابن (تیمیه) اپنے درس و تدریس کے حجرے میں مصروف تصنیف و تالیف تھے ؛ لیکن حملے کي خبر جوں هي شایع هوئی قلم کي نوک توڑ کر آٹھه کھڑے هوے ' اسکو شمشیر جہاد کے قبضے سے بدل لیا ' سلطان ناصر سے ملکر تمام ملک میں حفظ وطن و دفاع کی تحریک پھیلائی ' اور ایک تجربه کار افسر فوج کی طرح برج الصفر کے میدان میں داد شجاعت دیکر دشمنوں کو شکست دي *

(صقلیه) میں قاضی اسد کے جنگی کارنامے اس خصوصیت کی ایک مشہور مثال هیں *

یه سچ هے که اب صدیوں سے ان اسلامي خصوصیات کي مثالیں ناپید هیں ' مگر اسکا سبب زمین کا نقص نہیں ' بلکه نشؤ پذیر تخم کي نایابي هے ؛ انسان اپنے تمام جذبات و قوی کے ظہور کیلئے خارجي محرکات و موثرات کا محتاج هے ' اور یہي طبیعي احتیاج اسلام کي اصطلاح میں تقدیر اور اذن الہي هے ' جسکے بغیر دنیا کا ایک ذره بھي هل نہیں سکتا ؛ اسلام پر آٹھه سو صدیوں سے جو عالمگیر تنزل چھایا هوا هے ' اسکا اصلي سبب یه هے که قوتوں کے ظہور و تحریک کیلئے سنین اولی کے سے حالات و اسباب میسر نہیں ' ورنه اج بھي اسلام کي خاک وه لعل و جواهر اُگل سکتي هے ' جنکي درخشندگي نے چشم عالم کو خیره کردیا تھا *

هجوم خیالات سلسلهٔ سخن قائم رکھنے نہیں دیتا ' جنگ طرابلس نے گذري هوئي باتوں کو پھر زنده کردیا هے ' یه اسي کا نتیجه هے که اعلان جنگ کے ساتھه هي سیکڑوں اهل علم اور صاحبان درس و تدریس ترکوں نے قلم کي جگه شمشیر کا وقت دیکھا تو عثماني دفتر جنگ کي میز کو عرضداشتوں سے بھر دیا ؛ (مصر) سے والنٹیروں کي جو جماعتیں گئیں هیں ' ان میں ایک بڑي جماعت مدرسوں کے طلبا ' اور ارباب قلم کي بھي هے جو آج (درنه) اور (عزیزیه) کے میدان میں تربیت یافته سپاهیوں کي طرح لڑ رهي هے ' العلم قاهره کا نامه نگار لکھتا هے که " ان مصري والنٹیروں نے اپني شجاعت و کاردانی سے تمام عثماني سپاه کو متحیر کردیا هے "

ایسے هي وطن پرست اور جان نثار اسلام نوجوانوں میں (بنغازي) اور (درنه) کا مشہور معرکه آرا جاوید بک هے ' جسکي (تصویر) آج اس کالم میں درج کي جاتي هے ' جب اٹلي کے حملے کي خبر مشتہر هوئي ' تو یه فرانس میں مختلف علوم و فنوں کي تکمیل میں مصروف تھا ' لیکن جنگ کے اعلان کی

خبر سنتے هي اضطراب دلي سے بیقرار هوگیا ؛ تمام اشغال یکسر ترک کرکے فرانس سے تیونس آیا ' اور وهاں سے سینکڑوں ترک و عرب افسروں کي طرح بھیس بدل کر حدود (طرابلس) میں صحیح و سالم داخل هوگیا *

اجکل کے ترک اهل قلم میں اسکی جگه ممتاز هے اکثر بلند پایه رسائل میں اسکے علمی مضامین شائع هوے اور تمام علمی حلقوں میں وقعت کی نظر سے دیکھے گئے ' (انقلاب عثماني) کے بعد جب اس نے اپني مشہور تصنیف " تاریخ انقلاب سیاسی یورپ خصوصاً فرانس " دو ضخیم جلدوں مین شائع کي تو اسقدر مقبول هوئي ' که تین سال کے اندر دو مرتبه هزاروں کي تعداد مین چھپ کر فروخت هوگئي ؛ لیکن آج اسکی تصویر دیکھئے تو فرانس کے کسي دار العلوم کي جگه مدرسه حربیه کا تربیت یافته جنرل معلوم هوتا هے *

(طرابلس) کے مختلف حصص کے اکثر معرکون مین یه ابتدا سے شریک کارزار رها اور هر میدان سے نامورانه و سر بلندانه پلٹا ' اکثر موقعون مین جب نہایت پر خطر اور مخدوش جنگي خدمات کی ضرورت هوئی تو سب سے پہلے اسی نے اپنی جگه سے حرکت کی ' بارها ایسا هوا که بھیس بدلکر تن تنها نکل گیا هے ' اور گھنٹوں اٹالین کیمپ کی سیر کرتا رها هے ' ایک مرتبه کسي ایسے هي مخدوش موقع میں دشمنوں کے سخت محاصره میں آگیا تھا ' لیکن اپني بے جگري اور بے باکانه شجاعت کي وجه سے صاف بچکر نکل گیا *

درنه کے دو سخت معرکے تو اسي کي شجاعت و دلیري سے سر هوے (انور بک) نے اپني مراسلات میں چند بہادروں کے کارناموں کي خصوصیت کے ساتھ داد دي هے ' ان میں دوسرا نام اسي صاحب تصویر کا هے متع الله الاسلام و المسلمین بحفظ وجوده و طول حیاته

بھی اسکی جگهه کي طرف کوئی اشارہ نہیں کیا جاسکتا تھا - رعد کی گرج کی طرح پیهم نعرہ ھاے تکبیر بلند کرتا اور پھر برق کی سرعت سے چمک کر دوسري جگهه نمودار هو جاتا - گویا همت و شجاعت نے اسکے دونوں طرف پر لگا دے تھے - جسکی مدد سے اس فضائے خونین میں هر طرف بے خوف و هراس اوڑتا تھا اور بندوقوں اور رائفلوں کے نشانے اسکی سرعت پرواز کا ساتھه دینے سے عاجز تھے ؛ ایک مرتبہ پندرہ بیس منٹ گذر گئے - اور وہ کسی طرف نظر نہیں آیا ؛ ساتھیوں کو یقین هو گیا کہ اب کبھی واپس نہ آئیگا - افسر کي موت کا یقین همیشه سپاهیوں کي همت پست کردیتا ھے - اور اکثر موقعوں میں تو بڑي بڑي فوجوں کو صرف ایسے هي اتفاقات سے هزیمت هوئي - تاریخ کي قدیمي روایات میں افسر اعلی کے کام اجانے پر اسکے بڑے لکڑي کے ڈھانچوں کو پہنا دےگئے هیں - مگر مسلمان مجاهد کا حاسه ' آسکي اور خصوصیات کي طرح اس بارے میں بالکل برعکس ھے - شیر کي شکست ' اسکي فتحیابي سے زیادہ خوفناک هوتي ھے ؛ اسي طرح مسلمان مجاهد کو شکست کا یقین ' اور زیادہ باهمت اور بے پروا کر دیتا ھے - جون هي مجاهدین کو اپنے امیر جماعت کي شہادت کا یقین هوا ' وہ نعرۂ جنگ ' جسکي هر تکرار اپنے اندر شجاعت و دلیري کي ایک حیات تازہ رکھتي ھے ' بلند کر کے ؛ ایک اخري جان گسل حملہ کردیا کہ امیر لشکر کے بعد تو اب زندگي اور کم ضروري هوگئي ھے - یہ گویا بحر شجاعت کي دو سو موجون کا طوفاني هیجان تھا ' جس نے دو هزار تن کے اس اطالي جهاز کو غرق کردینے کے لئے ' تہ و بالا کر دیا ' لیکن تھوڑي دیر کے بعد ایک جماعت صفین درهم و برهم کرتي هوئي دور تک نکل گئي تو دیکھا کہ امیر زندہ و سلامت ایک تودۂ ریگ کي آڑ میں موجود هیں ' البتہ دو گولیان دولت شہادت کی سینے میں امانت هیں اور کو زخمي هو چکے هیں ' مگر قبضۂ شمشیر کے دولاب کی برقی سرعت کسی انسانی هستی کو قریب سے گذرنے نہیں دیتي "

* * *

جو لڑائی کسی انسانی زندگی کے ماتحت ھے ' اسکي فتح و شکست کو بھی اُس زندگی کے بقا و فنا پر موقوف هونا چاهئے لیکن مسلمان مجاهدین کا دفاعی قتال کسی انسانی ارادے کے ماتحت نہیں هوتا ' بلکہ اس نصرت فرما حی و قیوم کی راہ میں ھے ' جسکے لئے کبھی زوال و فنا نہیں ؛ اونکا دل دست الهی میں ایک آلۂ معطل ھے : یقلبها کیف یشاء - وہ کسی انسانی افسر کی نہیں ' بلکہ خدا کی فوج هیں ' جسکو دشمن کا کوئی حربہ ' اور حربے کا کوئی نشانہ زخمی نہیں کرسکتا : و ان جندنا لهم الغالبون ۳۷ : ۱۷۳ - یہ وہ حزب الهی ھے کہ انسانوں کی تعداد قلیل پر حکم چلانے والے افسر بجاے خود رهے ' (جبل أحد) کے دامن میں انهیں خود خدا کے بھیجے هوے سپہ سالار اسلام (صلعم) کي خبر وفات سے آزماکر کہا گیا تھا

و ما محمد الا رسول ' قد خلت من قبله الرسل - افان مات او قتل ' انقلبتم علی اعقابکم ؟ و من ینقلب علی عقبیه ' فلن یضر الله شیئا : و سیجزي الله الشاکرین ۹۳ : ۱۳ *

یہ عدیم النظیر فتح یابي في الحقیقت حق اور صداقت کي بخشي هوي ما فوق الفطرۃ طاقتوں کا نتیجہ تھي جو اصطلاح قرآني میں نصرۃ الهي کي جنود مخفي ھے : و انزل جنودا لم تروها ' و عذب الذین کفروا ۹ - ۲۷ لیکن بظاهر امیر موصوف کي کارداني اور دشمنوں کي اُس بزدلي نے ' جو همیشه هزیمت اٹھانے کیلئے مستعد رهتي ھے ' اسکي تکمیل کردي - سب سے پہلے پچاس آدمیوں کا نظر آنا ' پھر نماز سے فارغ هوکر امیر علي کا مع پچاس ساتھیوں کے حملہ آور هونا ' ابھي سو تلوارین چمک هي رهي تھیں کہ تازہ دم سواروں کي تیسري جماعت کا ناگھاني آپڑنا ' اور ایک لمحہ کیلیئے فرصت نہ دینا ؛ یکے بعد دیگرے یہ واقعات اس طرح پیش آئے ' کہ حیرت و تعجب نے رعب و هیبت سے ملکر دشمنوں کے حواس گم کردے - دو سو آدمیوں کو اس بے پروائي سے لڑتے اور بتدریج ظاهر هوتے دیکھه کر آنھیں یقین هو گیا کہ کوئي بہت بڑي کمک انکے پیچھے مخفي موجود ھے ' جو اسي طرح یکے بعد دیگرے ظاهر هوکر قیامت برپا کردے گي - وہ اسي خوف وهراس کے تذبذب میں تھے کہ شمالي جانب کي تیسري سو آدمیوں کي جماعت کا نعرۂ تکبیر دور سے سنائي دیا : فزلزلوا زلزالاً شدیدا رعب و اضطراب نے انکو یقین دلایا کہ وہ غیر معلوم مخفي کمک سر پر آگئي ھے : فزاغت الابصار وبلغت القلوب الحناجر - معاً تمام فوج میں گھبراهٹ پھیل گئي ' اور سب نے قدم اس طرح اُکھڑے کہ پانچ پانچ میل تک اپنے متعاقبین کي ضربوں سے کٹتے چلے جاتے تھے مگر دم لیکر مقابلہ کرنے کي همت نہیں پڑتي تھي : فالله یوید بنصرہ من یشاء ' و ان في ذالك لعبرۃ لاولی الابصار ' ۳ : ۱۲

آیندۂ نمبر میں امیر علي پاشا جزائري کي تصویر مع انکے بعض مشہور معرکوں کي تصویرونکے درج کی جائیگي اور پھر کبھی " احرار اسلام " کے کالم میں (امیر عبد القادر) مرحوم کے حالات مع تصویر شائع کر دے جائیگے *

عثماني مجاهد طرابلس

یوز باشی جاوید بک

— • -

دنیا میں تلوار اور قلم ایک هاتھہ میں کم جمع هوئے هیں ' تلوار کا آهنی قبضہ شاید اسقدر سخت ھے کہ اسکي گرفت کے بعد آنگلیوں میں قلم کي گرفت کي صلاحیت باقي نہیں رهتی ؛ لیکن سر زمین اسلام کے اعجوبہ زار میں کونسي شے تعجب انگیز نہیں ؟ تخت حکومت ' اور بوریاۓ درویشي ' علم فقہ ' اور خلعت شاهنشاهی ؛ محراب عبادت ' اور ایوان سلطانی ؛ دبدبہ و سطوت اور عدل و مساوات ؛ دولت و ثروت ' ا[illegible] و ذل و قناعت ' اشتغال

کو کیا جواب دو گے جو تم سے تمہاری حکومت اور پارلیمنٹ نہیں بلکہ اسلام کے شرف و عظمت کا مطالبہ کریگی ؟

هم عثمانی پارلیمنٹ کی موجودہ نشست سے کچھ نہیں مانگتے ۔ مگر یہ کہ وہ (طرابلس الغرب) کو هاتھ سے نہ دے اور اگر تم نے همکو چھوڑ دیا تو اس آواز کو صداے تقدیر کی طرح یاد رکھو کہ هم سب اپنے تمام سرفروش جاں دادگان شہادت کے اس لواے مجد و شرف کے نیچے ثابت قدم رهیں گے جسکو (عثمان اول) نے اپنے کاندھے پر رکھا تھا ۔ اور جسے (محمد) فاتح نے فضاے عالم میں بلند کیا تھا *

تلوار اب همارے هاتھ سے اس وقت تک جدا نہیں هو سکتی جب تک ان دو چیزوں میں سے ایک همارے هاتھ میں نہو - یا دائمی شرف ، یا جام شہادت ۔ تلوار هم پر اٹھائی گئی ہے تو اب تلوار هی آخری فیصلہ بھی کرے گی ۔ هم یہ سب کچھ اس خداے لایزال کے اعتماد پر کرنے کا دعوا کرتے هیں ، جو اپنے بندوں کی طرح مظلوموں کو نہیں چھوڑتا *

طرابلس باوجود هر لحاظ سے مفلس ترین ولایت عثمانی ہونے کے آٹھ مہینے تک میدان مدافعت میں مستقل اور ثابت قدم رها اور اسی طرح ان شاء اللہ آخر تک رہے گا ۔ دشمنوں کو

صحت پر مہر هے اور اس میدان قتال کے تمام اجزا و اموات اسکی اثبات و تائید میں متفق هیں *

اطالی اس کوشش میں تھے کہ طمع و فریب کے اثر سے بدویوں کی ایک جماعت کو رام کریں اور انسے ایک حفاظتی رسالہ ترتیب دیکر اسی طرح عربوں کے حملوں سے بچ سکیں ۔ اب ایک جماعت اس طرح کی طیار ہوگئی هے ان میں سے هر شخص کو کچھ کچھ ماهوار تنخواہ دی جاتی ہے *

کل پہلی مرتبہ یہ رسالہ نکلا - دو پیادہ اطالی رجمنٹیں بھی اسکے ساتھ تھیں - اطالیوں کے بہ نیت حملہ نکلنے کی خبر سنتے هی عثمانی چھاؤنی میں هر طرف خوشی پھیل گئی - عرصے کے بعد شکار کے هاتھ آنے سے کون شکاری هے - جو خوش نہوگا ؟ لیکن افسوس کہ یہ خوشی زیادہ عرصہ تک قائم نہیں رهی *

اطالی لشکر عرب رسالے اور پیادہ اطالی رجمنٹ سے مرکب ہوکر نکلا ؛ لیکن ابھی راہ هی میں تھا کہ مجاهدین کی ایک دورہ کرنے والی ٹکڑی سے مڈبھیڑ ہوگئی ۔ یہ گشت لگانے والی جماعتیں عموماً چھوٹے چھوٹے دستے ہوتے هیں - اور جب موقعہ ملتا هے دشمن کی تلاش میں نکل جاتے هیں - یہ لوگ بھی کوئی بڑی تعداد میں نہ تھے البتہ انکا هر فرد سنگین بازو اور ناقابل تسخیر

(عزیزیہ) میں عثمانی کیمپ

اُس نے هر میدان میں شکست دی اور انکے دوزخی آلات ناریہ کی شب و روز مسلسل بارش پر پھیلائے ہوے معرکے سر کیے - وہ باوجود اپنے اس جہنمی سامان کے ساحل چھوڑ کر ایک قدم آگے بڑھنے کی همت نہیں کرسکتے اور اپنے مظلوم حریف کے رعب و داب سے اپنے قلعہ نما خیموں کے اندر لرزتے رهتے هیں

یہ (طرابلس) کا پیغام هے جو میں حکومت ، پارلیمنٹ اور تمام ملت عثمانی کے نام روانہ کرتا هوں (سلیمان الباروني) *

میدان جنگ سے موسیو کولیرا کی چٹھی

قاهرہ کے فرانسیسی اخبار (الدیال) کا پرو پرائٹر موسیو (کولیرا) میدان جنگ سے لکھتا هے :-

"جنگ کے میدانوں میں حوادث و واقعات کب اور کس دن نہیں ہوتے ؟ لیکن کل (بنغازی) میں ایک ایسا واقعہ گذرا هے جس نے طرابلس میں لڑنے والے اطالیوں کے خصائل و عادات اور حقیقت واقعہ کو بالکل بے نقاب کردیا - یہ ایک ایسی کھلی حقیقت هے جسکی کسی طرح تکذیب نہیں ہوسکتی : کیونکہ اپنے بات کی صحت و صداقت کو اپنی ضمانت پر پیش کرتا هوں : موجودہ حالات و حوادث کی صرف زبان بجاے خود انکی

تھا - انہوں نے جب دیکھا کہ دشمن اپنی پوری قوت اور سامان کے ساتھ آرها هے - تو فوراً زمین کے نشیب و فراز اور ریگستانی ٹیلوں میں گوشہ گیر ہوگئے - اور ایک ساتھ بندوقوں سے آگ برسانی شروع کردی - چند لمحے ابھی پورے نہیں گذرے تھے کہ اطالیوں کے هوش پراگندہ ہوگئے اور تمام فوج نصف دائرے کی صورت میں ہوکر اُس تیزی کے ساتھ ۔ جو انسانی طاقت میں هے اپنے کیمپ کی طرف روانہ ہوگئی *

یہ گویا ایک محض تماشا تھا - مگر اس تماشے میں بھی ۷ اطالی — اور ۷۰ وطن فروش عرب - جو اُنکے همراہ تھے مقتول ہوے *

طرابلس الغرب میں مہینوں سے جنگ و قتال کی جو چکی چل رهی هے اسکے ایک دور جزئی کا یہ نمونہ تھا جس سے اٹلی کے قبضۂ طرابلس کی امیدوں کا اندازہ کیا جا سکتا هے - یہ اُن متمدن حلقوں کی سیر کیلئے ایک نہایت دلچسپ تماشاگاہ هے جو طرابلس میں اٹلی کو محض تہذیب و تمدن کی تعلیم کیلئے حملہ آور دیکھ رهے هیں : حالانکہ وہ آج صحرا نشین بدؤں کو درس شجاعت دینے سے بھی عاجز هے !

شیخ سلیمان بارونی [ضلبلہ] کے عرب مجاہدین کے ساتھہ دشمن کا انتظار کرزہے ہیں *

مصر کی ڈاک

— . —

طرابلس کا پیغام

شیخ (سلیمان البارونی) عثمانی پارلیمنٹ میں جبل غربی کی طرف سے ممبر ہیں ' اور منجملہ ان ملت پرستانِ غیور کے ہیں ' جنہوں نے آغاز جنگ سے اپنی زندگی غزوۂ طرابلس کے نذر کردی گذشتہ دسمبر میں جب یہ طرابلس پہنچے ' تو قبائل عرب میں جہاد کی تحریک ابھی نئی نئی شروع ہوئی تھی ' اور (انور بک) کسی رفیق و معین کے لئے نہایت مضطر تھے انہوں نے پہنچتے ہی ابتدائی ایک ماہ دورے میں صرف کیا ' اور جب واپس آئے تو مجاہدین عرب کے گروہ گروہ آنکے یمین و شمال تھے ' آیندہ نمبر میں آنکے متعدد معرکونکی تصاویر (الہلال) میں درج کی جائینگی *

۵ جون کو انہوں نے مقام دھیبات سے مندرجۂ ذیل تار ترکی کے تمام اخبارات کے نام روانہ کیا ہے جو در اصل طرابلس کا تمام عالم اسلامی کے نام پیغام ہے :—

" میں کامل وثوق ' اور پورے یقین کے ساتھہ کہتا ہوں ' کہ ہمارے دشمنوں نے ناکامی کے سوا اور کچھہ نہیں دیکھا ' انکو ایک دن کیلئے بھی فتح و نصرۃ نصیب نہیں ہوئی ' اور نہ کبھی آیندہ ہو سکتی ہے ' وہ خداے بزرگ و توانا کی مدد سے ہمیشہ مقہور و مخذول رہیں گے *

دشمن چھہ مرتبہ اپنے نہایت مہلک و مہیب قواے جنگ کے ساتھہ نکلا - اور خشکی و تری - دونوں جانبوں سے ہم پر مسلسل آگ برسائی گئی - لیکن الحمد للہ کہ ہر مرتبہ ناکام و خجل ہوکر واپس گیا *

۲۰ مئی کے معرکے میں - میں خود شریک تھا - میری آنکھوں نے مجاہدین کے عزم و ثبات کا جو مرقع دیکھا - اسکو مدۃ العمر فراموش نہ کر سکونگا - وہ عقلوں کو متحیر کرنے والا - اور عثمانی مفاخر کیلئے ایک بقا بخش منظر تھا *

جب میں (فروا) اور (جنزور) کی خندقوں کو دیکھنے کیلئے گیا تو گویا انسانی فضائل کے مجسمے میرے سامنے کھڑے تھے - جب لوٹا تو مجاہدین کی حمیت و حماسۃ - اور وطن پرستی و جان نثاری کے مناظر نے میری آنکھوں میں فخر و مباہات کی ٹھنڈک پیدا کردی تھی - اور دل محویت و بیخودی سے قابو میں نہ تھا -

عثمانی شان کی عظمت - اور خلافۃ عظمی کے شرف کے تحفظ کیلئے - مجاہدین کے خود فروشانہ اعمال تاریخ عالم میں ہمیشہ یادگار رہیں گے *

اے میرے محترم بھائیو ! تم آج ایک ایسے فیصلہ کن دن کی صبح میں ہو - جسکی شام کے بعد پھر کچھہ نہیں ہے - انسانی قلوب کی قسمت آج تمہارے ہاتھوں میں ہے - تم چاہو - تو انہیں مسرت و انبساط کے بہشت میں پہنچادو - اور چاہو تو ہمیشہ کیلئے حسرت و الم کا ماتم کدہ بنادو - یہی دن ہے - یا تو ملت اسلامی اوج عظمت و علا پر چمک سکتی ہے - یا حضیض موت و فنا میں قیامت تک کیلئے گمنام ہو جاسکتی ہے - ہاں - یہی آخری یوم الفصل ہے - جسکو دونوں حالتوں کیلئے حد فاصل یقین کرو - یا جنگ طرابلس کا خاتمہ یا خلافت عثمانیہ کے تقسیم کا فاتحہ *

میرے عزیز بھائیو - ہم کو مت چھوڑو - اور یہ نہ بھولو کہ ملت کی سلامتی کے لئے اپنی زندگی کو فدا کرنا حکم الہی ہے - اور اُسنے اپنے ثابت قدم بندونکی نصرت کا وعدہ فرمایا ہے - اگر اطالی اپنے ظلم و اعتدا سے باز نہیں آئے تو ساحل کی پاسبانی کب تک کرینگے ؟ یہ ناگزیر ہے کہ انہیں اپنے ذخائر رسد اور سامان جنگ کو داخلی حصے میں منتقل کرنا پڑیگا - اور پھر اوس کے بعد ہماری ایک ہی فیصلہ کن اور محکم ضرب ان کے لئے فیصلۂ قضا کا کام دیگی

لیکن اگر خدا نخواستہ تم صلح پر راضی ہوگئے ' تو ہمارا وثوق و اعتماد تم پر سے جاتا رہیگا اور اپنے شرف و وقار کے ساتھہ ہمارے دلوں کو بھی زخمی کردے فرض کرو کہ تمہاری غیرت نے اسے گوارا بھی کرلیا ' لیکن بتلاؤ کہ اسکے بعد دنیا کی آزاد قوموں اور تمام مشرقی ممالک کے آگے کیونکر اپنے چہرے کو بے نقاب کرسکوگے ؟ علی الخصوص تمام عالم اسلامی کی اُن نگران آنکھوں کو

طرف ایک نظر ڈال لي ہے اور کبھي کبھي ایک دو سپاهي خیمه سے باهر بھي آکر کھڑے هوگئے هیں *

(انور بک) بدستور جنگ کي فرصتوں کا پورا وقت سپاهیوں کي تعلیم اور شہر کي فوجي اور ملکي حالت کي اصلاح حال میں صرف کرتے رهتے هیں - بکباشي مصطفی بک بھي انکے همراه همیشه غیر معلوم اشغال و اعمال میں شب و روز مصروف رهتے هیں - تمام کاموں میں رازداري انتہا درجه کي ہے - سوا انکے اور آنکے خاص رفیقوں کے ممکن نہیں که عثماني کیمپ کے عام لوگ بھي واقف هوسکیں

اپنے پر مشقت کاموں سے فارغ هوکر عثماني کیمپ کے تمام لوگ آلات موسیقي کے گرد جمع هو جایا کرتے هیں - تا که نغمات جذبات انگیز و کلفت ربا سے ایک هي وقت میں جوش اور سکون دونوں حاصل کریں - انکا فوجی ترانه بھی نہایت موثر' اور دل و دماغ کو بے قابو کردینے والا ہے' وه همارے وطنی گیتوں کی طرح محض قومی و ملکی مفاخر کی موسیقی هی نہیں ہے ' بلکه حریت و وطن پرستی کی ایک دل میں اتر جانے والی صدا ہے' جسکی تاثیر میں قوم و ملک کی تفریق حارج نہیں هوسکتی - عثمانی کیمپ میں کوئی متنفس ایسا نہیں ہے جسنے یه نغمے نه سیکھه لئے هوں حتی که جرمن افسر بھی تعلیم پاکر اس سے همیشه ذوق و کیفیت حاصل کرتے رهتے هیں *

الشیخ الشریف احمد السنوسي

هدیۂ سلطانی کے جواب مین خط انور بک کے نام

پچھلے دنوں اعلی حضرت (سلطان المعظم) نے شیخ احمد السنوسی کیلئے ایک مرصع شمشیر بطور هدیۂ سلطانی کے بھیجی تھی - یه شمشیر خاندان آل عثمان میں اعلی سے اعلی جلالت و منزلت کا نشان سمجھی جاتی ہے اور (سیف شرف) کے لقب سے موسوم ہے ' اسکے عطیه سے بڑھکر اور کوئی عزت نہیں جو تخت خلافت عثمانی کی جانب سے کسی کو ملسکتی ہے

اس هفتے کی مصري ڈاک میں شیخ موصوف کے اس خط کی نقل آگئی ہے جوانھوں نے اس هدیۂ سلطانی کے جواب میں (انور بک) کے نام بھیجا ہے اور شیخ کی غیرت اسلامی اور حمیت دینی کو اپنے هر لفظ سے ظاهر کرتا ہے - وه لکھتے هیں : " من کاتبه عبد ربه و غلام استاذه السید المهدي احمد الشریف السنوسی الخطابی الحسینی - الی حضرت شمس المفاخر الذي اضاءت به نواحیها - و المنار الذي تهتدي به ساریها - القومندان العام انوربک نوره الله و نور به الاسلام *

بعد حمد و صلواة - اپکا مکتوب گرامی پهنچا جو محبت و داد کے برا هیں قاطعه ' اور حضرت ذات شاهانه کے اس التفات واحسان کے دلائل واضحه پر مشتمل تھا جو میرے حال پر مبذول ہے خدا تعالی اپنی نصرة سے همیشه خلیفۂ اعظم کی تائید فرمائے آمین *

همیشه اسکے ظل عاطفت میں رعایا امن اور راحت حاصل کرے اور اسکے فضل و احسان سے همیشه ممتع هوتی رہے شریعۃ محمدیه اسکی حمایت سے ایک ایسا تختۂ گلستان رہے جسکی بہار کو خزاں کے حملے سے خوف نهو - اور ملۃ بیضاء اسکی جلال و قوت سے اس طرح محفوظ رہے که اعداؤ اجانب کے طمع و استیلا سے هراس نهو گمراهی و فساد اور فتنه و نفاق اسکی سر زمین اقبال سے همیشه دور رهیں بقوله تعالی : یا ایها الذین امنوا اتقو الله حق تقاته ولاتموتن الا و انتم مسلمون و اعتصموا بحبل الله جمیعا و لا تفرقوا - خداتعالی هم کو اور آپکو اتباع کتاب وسنت کي توفیق دے اور اپني نصرة موعوده کا امیدوار رکھے - بقوله تعالی - ان الله مع الصابرین -

هم کو سید المرسلین (صلعم) کے اس فرمان پر یقین کامل ہے که " میري امت میں سے همیشه ایک گروه حق پر قائم و ظاهر رہیگا مخالفین اسکو کوئي مضرت نہیں پهنچا سکیں گے یہاں تک که امر الهی کا وقت ظاهر هو " خداتعالی نے هم کو همیشه اعلان کلمۃ الله کیلئے مستعد رهنے کا حکم دیا ہے ' جیسا که فرمایا : ظلم کرنے والے کفار کو قتل کرو ' خدا تمهارے هاتھوں سے انکو عذاب دلاےگا اور رسوا کریگا ' تم کو انپر فتح و نصرت دیگا ' اور مومنوں کے قلوب کو خوف و تزلزل کے عوارض سے شفا بخشیگا وه خدا کے بھی دشمن هیں ' اور تمهارے بھی دشمن هیں " اور مع ذلک اعتماد جو کچھه ہے وه محض الله هی کی نصرت بخشي پر ہے ' بقوله تعالی: " تم کفار پر تیر نہیں چلاتے تھے ' بلکه خود خدا چلارها تھا ' اور تم نے انہیں قتل نہین کیا بلکه خدا نے انہیں قتل کیا "

ان گذشته مسلمانوں کی حالت پر نظر رکھنی چاهئے جنھوں نے اعداے اسلام کے مقابلے میں مدتهاے مدید اور سالهاے دراز ایک ایک مقام بر بسر کردے اور انکے صبر و ثبات میں فرق نہیں آیا ؛ مقابل خواه کتنی هی طاقت رکھتا هو لیکن جنگ کی صبر و استقلال سے طوالت ' اسکو اپني جگهه پر قائم نہیں رهنے دیسکتی - الله تعالی هم سب کو نهج قویم اور صراط مستقیم پر استقامت بخشے ' همیشه اسلام کیلئے مسا عدو معاون ' ملت کیلئے دست قوي ' و طن کیلئے قوة و جان نثار اور اغیار کیلئے شمشیر برهنه ثابت هوں *

میري جانب سے اعلی حضرت کی جناب میں تحیة و سلام پهنچا دیجئے اور یقین کیجئے که میں خلوت و جلوت اور اوقات اجابت میں همیشه آپ کے لئے دست بدعا هوں *

(تحریر شب جمعه ۸ - جمادي الاولی سنه ۱۳۳۰ - المقتبس النور القدسی احمد بن السید الشریف السنوسی) *

بالاسف - مجھکو عثمانیوں کی محبت و طرفداری - اور حقیقت چھپانے کے الزام سے متہم کیا جاتا ہے - لیکن سچ یہ ہے کہ اپنی جگہ الزام دینے والے بھی مجبور ہیں - میں خود بھی ایسا اعتقاد رکھنے کی ہرگز خواہش نہیں رکھتا تھا کہ بزدلی اور نا مردی اس شرمناک درجہ تک پہنچ جاے گی - لیکن اب اپنی آنکھوں کو کیونکر جھٹلاؤں ؟ دیکھتا ہوں - اور باوجود تعجب کے یقین کرنے پر مجبور ہوں *

فی الحقیقت ایک جرار اور خوفناک مغربی فوج کو ایک پراگندہ اور صحرائی بھیڑ کے مقابلہ میں عاجز و خایف سنکر کون یقین کرسکتا ہے ؟ وہ ہر طرح سے مکمل فوج - جسمیں ڈیڑھ لاکھ سپاہیوں کا سمندر لہرارہا ہے - جسکے ۵۲ تجربہ‌کار اور تربیت یافتہ کمانڈر اپنے سینوں کو طلائی تمغوں سے چھپاے ہوے ہیں - جسکے پاس بیسویں صدی کے قیمتی آلات جنگ کا ایک جنگل ہے - اور جسکے کیمپوں میں توپ کے گولوں اور بندقوں کی گولیوں کے پہاڑ لگے ہیں - اپنے اُس حقیر و ضعیف حریف پر ایک مرتبہ بھی جزئی سے جزئی فتح نہیں پاتی ' جو اس کے جنگی سمندر کے مقابل میں چند قطروں سے زیادہ نہیں - ایک بادیہ نشین وحشی گروہ ! جو چالیس برس سے بھی کم عمر والے چند ترک افسروں کے ماتحت ہے - جسکے پاس تقسیم کرنے کیلئے ایک قسم کے پرانے اور کم قیمت اسلحہ بھی نہیں ' جو اسلحہ جس کو جسقدر ملا وہی اسکی متاع عزیز اور وہی اسکے لئے حرب کی توپ ہے - پھر موجودہ جنگی دور کی اصلی چیز یعنی برقی مشین سے گولے برسانے والی اور قلعہ شکن توپوں کی تو انہوں نے صورت تک نہیں دیکھی !

اور پھر کیونکر اس بات کا تسلیم کرلینا ممکن ہے کہ صحرات طرابلس کے دس وحشی بدو ' اٹلی کی جرار پلٹنوں کو ایک لمحہ کے اندر پیٹھ دکھلا کر فرار کرنے پر مجبور کر دیسکتے ہیں ؟ جبکہ وہ مدتوں کی روپوشی کے بعد ملکی رسالوں کے ازدحام میں بڑے ساز و سامان کے ساتھہ نکلے ہوں ؟ یقیناً ان عجائب کو بغیر شک و شبہ کے کوئی سامعہ قبول نہیں کرسکتا - یہ خوارق و معجزات ہیں ' جنکو باوجود اپنے سامنے دیکھنے کے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مجھے خود خواب و خیال معلوم ہونے لگتے ہیں *

اصل بات یہ ہے کہ آنکی ناکامی کا اصلی باعث خود انکی بزدلی و نامردی ہے اور بس - انہوں نے ابتدا کے ایک دو مقابلوں کے بعد ہی اپنا گویا دائمی جنگی پروگرام یہ بنا لیا ہے کہ ساحلی بیڑہ کے گولوں کی حد پرواز سے ایک بالشت بھر بھی آگے قدم نہ رکھیں - اب انکا یہ پروگرام کوئی راز نہیں رہا اور نہ کسی تفصیل کا محتاج ہے - اسکا پہلا نتیجہ یہ نکلا کہ پوری اطالی چھاونی اپنے گھر کے اندر بھی ایک دائمی مصیبت و محنت میں مبتلا ہوگئی' راحت اور امن و سکینہ ان میں سے ایک فرد کو بھی نصیب نہیں ' ہر وقت گویا ایک نامعلوم الحال دشمن کا حصار انکی چاروں جانبوں کو گھیرے رہتا ہے ' جسکے خوف سے پا بہ زنجیر قیدی کی طرح ہر حال میں گوشہ گیر اور محصور رہتے ہیں : لیکن یہاں تک بھی مضائقہ نہ تھا کہ وہ حریف کو محصور کرنے کی جگہ خود محصور ہوگئے : سب سے بڑا مہلک نتیجہ اس سے یہ نکلا کہ پوری فوج کی اخلاقی طاقت یکسر اس سے سلب ہوگئی : ایک سپاہی کیونکر سپاہی رہسکتا ہے جبکہ اسکے افسر ہر وقت اسکو پوشیدہ اور خائف رہنے کی تلقین کرتے ہوں ؟ نڈر اور بے باک ہونا سپاہیانہ زندگی کی اولین شرط ہے ' لیکن جبکہ کسی فوجی گروہ میں کمانڈر کا یہ حکم ہو کہ اپنے طلسمی اور غیر مرئی دشمن کے خوف کے بھوت سے ہر وقت لرزتے رہو ' اور ایسا یقین کرو کہ گویا وہ تمہارے سامنے موجود ہے ' یہاں تک کہ اگر کسی رات کو آڑنے والے صحرائی پرند کی وجہ سے پتوں کی کھڑکھڑاہٹ بھی محسوس ہو ' توپیں بلاتامل توپوں کو خالی کرنا شروع کردو ' تو ظاہر ہے کہ سپاہیوں کو اپنے ان شجاعانہ احکام دینے والے افسروں پر کس درجہ اعتماد اور بھروسہ ہوگا ؟ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بمجرد کسی وہمی کھٹکے کے جو خود انکے متخیلہ کا مخلوق ہوتا ہے ' تمام اطالی کیمپ میں کامل سرگرمی کے ساتھہ نقل و حرکت شروع ہوجاتی ہے ' اور ہر اطالی فرد اس اضطراب اور بے چینی سے دوڑنے لگتا ہے گویا چند لمحوں کے اندر کسی عظیم الشان جنگی گروہ سے مقابلہ درپیش ہے : وہ قیمتی گولے جنمیں سے ایک گولے کی قیمت طرابلس کے کئی محتاج خاندانوں کو مہینوں تک زندہ رکھسکتی ہے ' بغیر کسی ضرورت کے اس بے دردی کے ساتھہ فضا میں اڑاے جاتے ہیں گویا یہ یورپ کا نو زاید گروہ محض قیمتی گولوں کو پھینک کر اپنی دولت و تمول کی نمایش کے لئے یہاں آیا ہے اور آجتک کوئی کام درپیش نہیں ' یہ سینکڑوں گولے فضا میں بلند ہوکر پھٹتے ہیں ' مگر انکے شکار کیلئے میلوں تک کوئی انسانی وجود موجود نہیں ہوتا - آغاز جنگ سے ابتک ہزاروں گولے اسی طرح صرف کئے گئے بغیر اسکے کہ ایک متنفس کو بھی نقصان پہنچا ہو *

اطالیوں کی یہ حالت ٹھیک اُن چرواہوں کے گروہ کے مشابہ ہے جو جنگل کی تاریکی میں کبھی کبھی زور زور سے چیخنے لگتے ہیں - لیکن اس سے مقصود خارج میں کسی سے تخاطب نہیں ہوتا - بلکہ وادی کے نیچے سے جو ڈراونی آوازیں سنائی دیتی ہیں - انکے خوف و رعب کو شور و غل کرکے اپنے دل سے دور کرنا چاہتے ہیں

اسکے مقابلے میں عثمانی کیمپ کی حالت کا بیان کرنا نہایت دلچسپ ہوگا - جبکہ اطالی کیمپ میں آنکی خیالی اور وہمی صورتیں فوجی طیاری شروع کرادیتی ہیں - یہ خود اطمینان اور سکون کی نیند میں سوتے سوتے مسکرانے لگتے ہیں - سو گولوں تک تو یہاں کسی کو خیال بھی نہیں ہوتا : ہاں جب کبھی پانچ سو گولوں کی آوازوں تک نوبت پہنچتی ہے - تو ایسا ہوتا ہے کہ بعض سپاہیوں کے تکیے سے سر اٹھاکر چاروں

طلائی بخششیں بھی بیکار ثابت ہوئیں ؛ وہ جسقدر سازشی اور پر فریب کوششیں انکے ملانے کی کرتی ہے ' اتناھی انکی استقامت بڑھتی جاتی ہے ؛ جسقدر اطالی جاسوس غداری کے پیغامات لیکر گئے انکو عربوں نے پکڑکر (انور بک) کے پاس (برقہ) میں بھیجدیا اور جو کچھہ رشوت اپنے ساتھہ لاے تھے وہ بھی عثمانی کیمپ کے سپرد کردی - اس طرح کے واقعات سے ابتو کوئی دن خالی نہیں جاتا ؛ یہ عثمانی کیمپ کی فتوحات بالائی کا ایک نہایت مفید ذریعہ ہوگیا ہے ' اگر کسی دن نقد روپیہ ھاتھہ نہیں آتا ' تو مضائقہ نہیں ؛ کیونکہ اسکی جگہ بکثرت ذخیرۂ رسد اور طرح طرح کی کھانے پینے کی قیمتی اشیا انکے پاس پہنچ جاتی ہین اور عثمانی رسد خانے میں داخل ہوجاتی ہین - تھوڑا عرصہ گذرا ہے کہ خود ہمنے اطالی کیمپ سے بھیجی ہوئی ' یہ اشیاے پر تکلف کھائی ہیں جو ایک دن پیشتر وہاں پہنچی تھیں - میں نے جنرل کمانڈر سے جب کہا کہ اطالی کیمپ کے ذرائع رسد کو کسی طرح مسدود کرنا چاھئے کیونکہ اٹلی سے انہیں بغیر کسی روک کے بکثرت ذخائر پہنچتے رہتے ہیں ؛ تو اس نے کہا : ھــرگــز نہیں ' یہ تو خود اپنے ھاتھوں اپنــا دستر خوان اولٹ دینا ہوگا *

ہر روز ہمارے لشکر میں اطالی چھاؤنی سے چھینی اور اڑائی ہوئی طرح طرح کی قیمتی چیزیں اور جدید آلات و ادوات لالاکر ڈھیر کی جاتی ہیں - پچھلے آخری دنوں میں عثمانی کیمپ نے (طبروق) سے (درنہ) تک ٹیلیفون لگا کر دو بڑے فوجی مرکزوں کو باھــم متــصل کردیا ہے ' آپ تعجب کریں گے کہ اسکے لئے جسقــدر کھمبے گاڑے گئے ' وہ سب کے سب اطــالی کیمپ کی فــتوحات سے ہیں ! .

عثمانی اپنی ایک گولی بھی بیکار ضائع کرنا نہیں چاھتے ' اور دشمن کی بزدلی سے انکو ضرورت بھی پیش نہیں آتی ؛ کیونکہ وہ ہمیشہ اپنے قلعوں میں متحصن رہتے ہین اور خواہ عرب کتنا ھی چھڑ چھیڑ کر نکالنا چاھیں مگر قدم باھر نہیں نکالتے *

عرب مجاھدین کی آجکل اسکے سوا اور کوئی آرزو نہیں کہ کسی طرح اطالی قلعوں سے نکلیں اور تھوڑی دیر کیلئے بھی جم کر مقابلہ کریں ؛ وہ امیدیں اور کوششیں کرتے کرتے تھک گئے ہیں روز کوئی نہ کوئی چھوٹی سی جماعت نکلکر اطالین کیمپ کی طرف چلی جاتی ہے اور انکے قلعوں سے چند گز کے فاصلے پر پہنچکر اپنی تمام طاقت صرف کردیتی ہے کہ کسی طرح دشمن آمادۂ مقابلہ ہوکر باھر نکلے ' لیکن اونہیں اسکے سوا اور کچھہ نہیں آتا کہ عربوں کو دیکھتے ھی توپوں کو فتیلہ لگادیں ' اور یہی ایک کام رہگیا ہے جسمیں اب ڈیڑہ لاکھہ اٹالین فوج مصروف رہکر ' اپنے ورود طرابلس کی قیمت وصول کررھی ہے *

لیکن اگر انکا خیال ہے کہ توپوں کی گھڑگھڑاھٹ سے انکا دشمن بھاگ جائیگا تو وہ سخت غلطی میں ہین ؛ کیونکہ عرب مجاھد ایک شدید جنگی طبیعت ہے جسکو بارود کی بوسے بڑھکر اور کسی چیز سے تفریح نہیں ہوتی - وہ جب دیکھہ لیتا ہے کہ گولہ باری اسکو نقصان نہین پہنچا سکتی تو اسکی آواز کا شوق و کیفیت کے ساتھہ عادی ہو جاتا ہے ' یہاں تک کہ اگر کوئی دن اسکی صداؤں کے نغمات سے خالی جاتا ہے تو افسردہ خاطر ہوجاتا ہے *

اسکے جنگی خصائل میں یہ داخل ہے کہ اگر وہ زخمی ہوتا ہے تو زخمونکی مرہم پٹی کرکے معاً پھر میدان جنگ میں آکر مصروف کارزار ہوجاتا ہے ؛ اور اگر زخم شدید ہوتے ہیں ' تو بھی صرف اتنی دیر کیلئے میدان جنگ سے غیر حاضر رہتا ہے جو معالجہ کا کم سے کم وقت ہوسکتا ہے اور پھر ہر حال میں جان بازی کا ولولہ اسکی پیشانی پر چمکتا رہتا ہے -

خلاصۂ احوال یہ ہے کہ عرب اور عثمانی ہمیشہ دشمن پر حملہ و ہجوم ' اور اٹالین ہر حال میں قلعوں کے اندر سے اپنا ذخائر جنگ خالی کرتے رہتے ہیں *

اٹالین خبر رسانی کی کمپنی کی بے تکان کذب بیانیوں پر حیران ہوں ' معلوم ہوتا ہے کہ عثمانی مقتولین و مجروحین کی تعداد لکھتے ہوے ہمیشہ اعداد کی دھنی جانب کو نقطوں کے خط سے خوشنما بناتی رہتی ہے - میرے لئے اس امر کا ثبوت و اعلان بالکل آسان ہے کہ وہ ہمیشہ دنیا کو دھوکا دیتی ہے اور اسکا کوئی میزان کذب و فریب سے خالی نہیں - میں جب سے پہنچی ہوں ' عثمانی شفا خانوں میں شب و روز وقت بسر کرتی ہوں ہر لڑائی کے بعد جسقدر زخمی سپاہ واپس آتی ہے . وہ مجھسے پوشیدہ نہیں رہسکتی ' میں عنقریب تفصیلی اعداد و شمار سے اپکو اطلاع دونگی اس وقت اپ اٹالین ایجنسی کی کذب بیانیوں کا اندزہ کر سکیں گے *

قسطنطینہ کی ڈاک

صباح کے تار

نصرۃ الہی کا ایک معجزہ ' اطالین کی بے شمار ہلاکت

۳۱ - مئی کے معرکے کی تفصیل

از سیدی سعید ۱۰ - جون

۳۱ مئی کو (بوکماش) اور (فروہ) کے قریب سخت لڑائی ہوئی اطالی فوج کے تین حصے تین مختلف سمتوں پر نکلے تھے - ایک گروہ (سیدی سعید) کی طرف جا رہاتھا جسپر وہاں کے عربی کمپ کے مجاھدین ٹوٹ پڑے ' دوسرا گروہ (بوکماش) کی جانب نکلا ھی تھا کہ (ضلیلہ) کے عربوں سے مڈبھیڑ ہوگئی ' تیسرا گروہ مغربی حصے کی طرف جو (تیونس) کی سرحد کی جانب واقع ہے جارہا تھا مگر (طویلۂ غزالہ) کے مجاھدین نے حملہ کردیا *

دشمن کی ان افواج کے ساتھہ پانچ موٹر توپیں تھیں اور پندرہ گاڑیاں ' تینوں جانب سخت و شدید معرکہ ہوا وہ اپنی طبیعۃ ثانیہ کے مطابق تین گھنٹے سے زیادہ نہ ٹھرسکے اور ایک یادگار و ذلیل کن شکست کے ساتھہ بھاگ گئے : لیکن مجاھدین کا ھیجان و غضب اب اس حد تک پہنچ گیا تھا جسکو روکنا انسانی طاقت سے

میدان جنگ سے تار

المؤید قاهره کے نام

(بنغازي - ۱۸ جون بقبق سے ۲۵ کو روانہ کیا گیا) - آجکل اٹلی کے ہوائی جہاز میدان قتال میں کثرت سے اوڑ رہے ہیں ' لیکن خوف و ہراس کی شدت جو اوڑانے والوں اور اطالی فوج کی علامت ممتاز ہے حملہ کی جرأت نہیں دلاتی - یہی وجہ ہے کہ اس وقت تک اس سے ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا *

تھوڑي دیر کا واقعہ ہے کہ ایک مسلح جنگی جہاز ہمارے کیمپ کی وسیع فضا میں نمودار ہوا اور نو بم کے گولے پھینکے لیکن ایک فرد واحد کو بھی نقصان نہ پہنچا سکا *

اہل عرب کی شجاعت بدستور تاریخ کے خوارق ومعجزات کا حکم رکھتی ہے - ایک عرب ترسوں رات کو دشمن کی جانب گیا اور تنہا انکی قلعہ نما گڑھی میں داخل ہوکر بے دھڑک حملہ کر دیا ' بہت سے اطالی سپاہی جو اپنی اپنی ڈیوٹی پر کام کررہے تھے - اس ناگہانی حملے کی نذر ہوے - پھر صحیح و سالم اپنی بندوق کاندھے پر رکھے ہوے اپنے لشکر میں آموجود ہوا - میں نے خود اِس عجیب بندوق کی زیارت کی ہے *

کل ہماري ایک گشت لگانیوالی جماعت دیکھه بھال کیلئے نکلی تھی کہ یکا یک (بنغازي) کے باغوں میں ایک اطالی جماعت سے مقابلہ ہوگیا - (بنغازي) کے ان باغوں تک گشت لگاتے چلے جانا فی الحقیقت عرب و عثمانی فوج کے سوا اور کسی انسان کی طاقت میں نہیں ہے - ہمارے کیمپ سے تین ہزار کی ایک قوت فوراً روانہ ہوگئی ' اس امید سے کہ دشمن اپنی جماعت کو مقابلے میں دیکھکر نکلیگا اور عثمانی فوج کو اِس بہانے ایک قابل ذکر معرکہ ہاتھہ آجائے گا *

لیکن جب عثمانی فوج موقعہ پر پنہچی تو معلوم ہوا کہ دشمن کی فوج تو چند گولیاں کھاکر پیشتر ہی بھاگ چکی ہی ؛ اور اطالی اپنے استحکامات کے اندر سے عثمانی فوج کی موجودگی کو دیکھہ رہے ہیں مگر نکلنے کی جرأت نہیں *

عثمانی فوج ہر اول کے اس اتفاقی مقابلے میں بھی چند اطالی شکار ہو گئے - ازان جملہ ایک افسر ' جسکے ماتحت وہ جماعت نکلی تھی *

۲

تین ہزار سپاہیوں کی سرکشی

بنغاري میں اطالیوں نے تلوار رکھدي

بقبق — ۱۹ جون درنہ سے روانہ ہوا ۲۰

دشمن کی جس جماعت نے (بنغازي) میں اپنے تئیں عثمانی فوج کے سپرد کردیا ہے ' انہوں نے ظاہر کیا کہ وہ سوشیلسٹ عقیدے کے ہیں ؛ اور چونکہ جنگ میں کوئی فائدہ نہیں دیکھتے اسلیے کنارہ کش ہوکر ہمارے قبضے میں آگئے ہیں *

انہوں نے عثمانی جنرل کمانڈر کے آگے نہایت اصرار و وثوق سے کہا کہ (بنغازي) میں اس وقت تک انکا نقصان ۲۲ - ہزار تک پہنچ چکا ہے - جنمیں سے تین ہزار سپاہیوں نے تو افسروں کے احکام جنگ کی تعمیل سے انکار کردیا اور (اٹلی) واپس گئے - باقی کچھہ تو مقتول و مجروح ہوے ' اور بہت سے پاگل ہوگئے کثرت توحش و اضطراب ' اور دائمی مصائب اور شب بیداري وغیرہ کی وجہ سے - جنرل کمانڈر (عزیز بک) مصري نے انکے ساتھہ نہایت رعایت و مہربانی کا سلوک کیا اور اس امر کیلئے وسائل احتیاط اختیار کیے کہ باقی سپاہیوں کو جو انکی طرح کنارہ کش ہوکر چلے آنے پر مستعد ہیں ' کسی طرح کا نقصان نہ پہنچے - طرح کے لوگوں نے گشت لگانے والی عثمانی فوج کی اپنی صداقت کے ثبوت سے تائید بھي کی *

(قبیلہ عواقیر) کے مجاہدین کی جانفروشانہ شجاعت کي داد نہیں دي جاسکتي - علی الخصوص مصر کے (ملوم بک) سعدی کا خاندان - جس نے پچھلے معرکوں میں دلیري و خود فروشي کے معجزات دکھلاے - ان میں سے نامور (عبد السلام) اور اسکے بھائیوں کے سنگین حملے اور بےباکانہ دشمن پر ہجوم ' ہمیشہ یادگار رہیں گے - آخري معرکے (میں عبد ربہ) تو اس بے پروائي سے لڑے کہ اپنے تئیں زخمي کردیا - الحمد للہ کہ زخم شدید نہیں - انکی والدہ (ام شناق) تمام عربوں میں مشہور ہے اور اپنے موثر لہجے میں ہمیشہ مجاہدین کو جوش و غیرت دلا دلا کر میدان قتال میں بھیجتي رہتی ہے (اپکا نامہ نگار احمد عبد الرحمن) *

النیل قاهرہ کے نام

(موسیو کولیرا) مالک اخبار (النیل) فرانسیسي کي فیاض و رحم دل بیوي ' (مسز کولیرا) جو مصري (انجمن هلال احمر) کے طبي وفد کے ساتھہ طرابلس گئي ہیں - میدان جنگ سے اپنے اخبار کے نام ٹیلیگرام بھیجتي ہیں :—

" افتاب کي شدید حرارت کے نیچے پُرراز عذاب الیم سفر کرنے کے بعد ' اب ہم (درنہ) پہنچ گئے *

(النیل) کے ناظرین (موسیو کولیرا) کے مسلسل مراسلات میں عثماني کیمپ واقع (سلوم) و (دفنہ) و (طبروق) کے حالات پڑھچکے ہیں مگر اٹالین کیمپ کے حالات - تو وہ اس سے زیادہ نہیں کہ کبھي کبھي مسافت بعیدہ سے گولوں کے چھوڑنے کي اوازیں آجاتي ہیں جو کسي جنگي مقابلے کي تو خبر نہیں دیتیں البتہ اسطرح کے احتمالات پیدا کردیتي ہیں کہ شاید اٹالین کیمپ سے قریب ہوکر کوی اونٹھہ گذرا ہے اور اگر ایسا نہیں ہے تو کسي پرند نے تو زور سے اپنے پروں کی گرد ضرور جھاڑي ہے *

اٹلی نے طرابلس میں صرف خرچ کرنے هی کی طاقت دکھلائی ہے ؛ لیکن اہل عرب پر اسکی بارود اور گولوں کی طرح

پوشیدہ قسطنطنیہ نکل گئے ' وہاں سے (الهلال العثمانی) نیا روزانہ اخبار انهیں دو شخصوں نے جاری کیا ہے *

۳ - اور ۴ - کی تاربرقیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھہ اور لوگ بھی گرفتار ہوے ہیں' جنہوں نے (لارڈ کچنر) [خدیو] اور [وزیر اعظم] مصر کے خلاف کوئی " سخت اندیشہ ناک " سازش کی تھی ' اور اُن میں دو مشہور وطنی ہیں - غالباً انمیں سے ایک تو (اسماعیل رضا) ہوگا ' جس نے حال میں (سعد پاشا زغلول) کے مستعفی ہوجانے پر مسلسل مضامین شائع کیے تے اور پھر جب (شبین الکوم) کے جلسے میں عربی قصائد (لارڈ کچنر) کی مدح میں پڑھے گئے ' تو انکے جواب میں نظمیں لکھیں تھیں *

لارڈ کنچر کے تقرر کے وقت هاوس اف کامنز کے نکتہ چین ممبر متعجب تے کہ ایک ملکی عہدے سے ایک از سر تاپا فوجی طبیعت کو کیا تعلق ؟ مگر بقول مسٹر [بلنٹ] کے : انکو اسکی علت دریافت کرنے کیلیے زیادہ دیر تک انتظار کرنا نہیں پڑا اور جنگ طرابلس سے معاً خفیہ منصوبے اور قرار دار بے نقاب ہوگئے کہ بعض موقعوں میں ملکی عہدوں کیلئے بھی فوجی طبیعت کی خشونت اور سختی مطلوب ہوتی ہے اور شاید برطانیہ کو مصر میں اپنی جدید پالیسی کیلئے اسی کی ضرورت تھی : لیکن تا ہم پولیٹکل امیدوں کی جڑ جب کسی زمین میں اپنی جگہہ پیدا کرلے تو پھر اسکے زیر زمین ریشوں کا شمار آسان نہیں ' مصر کی وطنی امیدونکی خواہ کتنی ہی تحقیر کی جائے ' لیکن وہ اب اپنی ابتدائی منزل سے گذر چکی ہے *

اب قسطنطنیہ جولائی سنہ ۱۸۹۸ سے پہلے کا قسطنطنیہ نہیں رہا ' جب مصر کے پولیٹکل مفروروں کو حریت خوا ہونکے قدیمی ملجا [جنیوا] میں پناہ ڈھونڈھنی پڑتی تھی' اب مصری وطن پرستوں کی جمیعت وہاں روز بروز بڑھتی جاتی ہے ' [الهلال العثمانی] کی تازہ ڈاک سے معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب باقاعدہ طور پر [حزب الوطن] کا مرکز قاہرہ سے قسطنطنیہ میں منتقل کردیا جائےگا *

شوکت پاشا کا استعفا

لیکن اس هفتے کی تار برقیوں میں سب سے زیادہ اہم خبر ' ترکی کے نئے فوجی دور کے بانی و رہنما [محمود شوکت پاشا] کا وزارت جنگ سے استعفا ہے ' اور اسکی وجہ جو بتلائی گئی ہے وہ بالکل غیر تشفی بخش ہے : یعنی [البانیا] میں ظہور فساد سے آنکی شان میں فرق آگیا تھا ' اسلیے مستعفی ہوگئے *

محمود شوکت پاشا کا استعفا کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے ' تعجب یہ ہے کہ گذشتہ چار سال کے اندر سخت سے سخت نازک موقع پیش آئے اور [کرنیل صادق بے] کے واقعہ میں تو پارٹیوں کے نزاعات اور فوجی جماعتوں کے سیاسی اشتغال کے مسئلہ کی پیچیدگی نے انکے عہدہ وزارت کو ایک زلزلۂ عظیم میں ڈالدیا - لیکن پھر بھی انکو جنبش نہ ہوئی ' اور زور کے ساتھہ اپنی جگہہ پر قائم رہے ' اب ایک ایسے نازک وقت میں کہ عثمانی شرف و عزت کا فیصلہ کرنے والا ہے ' انکا علحدہ ہوجانا بغیر کسی شدید تغیر کے ممکن نہیں *

فوجی بغاوت کی جو خبریں گذشتہ هفتے شائع ہوی تھیں ' ۵ جولای کا تار اُسکے متعلق اطمینان انگیز لفظوں میں خبر دیتا ہے کہ " امید افزا جذبات رونما ہونے لگے ہیں اور یقین کیا جاتا ہے کہ فوجی بے وفائی کی شہرت یافتہ خبروں کا غالب حصہ مبالغہ آمیز ہے "

(البانیا) کے فساد کی خبریں بھی یقیناً مبالغہ سے خالی نہیں ' اور جسقدر بھی ہے ' اُسکو طرابلس کے حالات جنگ کے ساتھہ رکھکر دیکھنا چاہئے ' عثمانی گورنمنٹ پورے استحکام سے سرگرم انتظام ہے ' کئی طاقتور فوجی گروہ مقدونیہ اور سالونیکا روانہ کئے جا چکے ہیں ' ہم آئندہ نمبر میں اِن حالات کے متعلق کافی تفصیل سے بحث کرینگے *

ترکی اور اٹلی کی صلح

دول یورپ اپنی سعی صلح کو بظاہر ابتدائی حالت میں چھوڑ چکے تھے ' مگر ۱۱ - جولائی کو (ریوٹر) قسطنطنیہ سے خبر دیتا ہے کہ :

" قابل اعتماد ذرائع سے معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب جنگ کا خاتمہ ہو جائےگا ' آثار و علائم نمودار ہوچکے ہیں : (سعید پاشا) ۳ جولائی کو (وائنا) روانہ ہو گئے ' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فریقین میں بلا واسطہ باہم قرار داد ممکن الوقوع ہے ——— "

یہ یقینی ہے کہ (اٹلی) کیلئے اب صلح کے سوا اور کوئی راہ نجات نہیں ' مگر (ترکی) کے سامنے بھی صرف ایک ہی راستہ کشادہ ہے ' گو اٹلی نے ترکی کے ایک افریقی علاقے پر ڈاکہ مارنا چاہا ہو لیکن اب وہ ایک عربی قبائل کی جنگ ' اور اسلامی شرف و بقا کے مسئلہ کے سامنے آکر پھنس گئی ہے ' اور اگر ترکی اپنی عزت کی پروا بھی نہ کرے تو بھی طرابلس اسلامی و عربی شرف کو ہاتھہ سے نہیں دیسکتا - اسی نمبر میں ناظرین شیخ [سلیمان باروني) کی زبانی طرابلس کے عربی کیمپ کا پیغام پڑھچکے ہونگے ' اور (انور بک) اس سے پہلے بعینہ یہی پیغام پہنچا چکے ہیں ' پس اگر [صلح] کے آثار صحیح اور قابل اعتماد ہیں ' تو اسکے یہ معنے ہونے چاہئیں کہ اٹلی ترک طرابلس پر راضی ہوجانے کا اقرار کر لینے تک آگئی ہے ' ورنہ بظاہر حال کوئی دوسری صورت ممکن الوقوع نہیں ' [صلح] کے امکان و عدم امکان کے گرد و پیش متعدد اہم مسائل ہیں ' اس بارے میں ہم آئندہ نمبر میں [طنین] اور [اقدام] اور [محمود شوکت پاشا] کے آخری اظہارات کا ترجمہ کرینگے -

[الهلال] الیکٹریکل پرنٹنگ ورکس نمبر ۷ - ۱ - مکلاوڈ اسٹریٹ - کلکتہ سے [مظہر الحق] نے چھاپکر شائع کیا

باهر تها - وہ جاں باز' جو اپني موت کو اپنے دشمنوں کے وجود سے کم حقیر نہیں سمجھتے ' محال تها که مدت کے بعد ایک موقعه پاکر دشمن کو میدان قتال میں سے چھوڑ دیتے - بھوکے شیر کي طرح مجاهدین کے گروہ بلاتحاشه ایک ایک اطالي کے تعاقب میں دوڑتے چلے گئے اور خون کے فواروں اور لاشوں سے تمام راہ پٹ گئي یہاں تک که اطالیوں کو اپنے استحکامات میں پہنچکر بھي امن نہیں ملا 'متعاقبین انکے حدود کو طے کرکے ساحل تک بڑھتے چلے گئے' بقیة السیف جب اپنے جہازوں اور (بوکماش) کے برج میں جاکر چھپ گئے' تو فتحیاب لشکر اسلام واپس آیا *

قیمتی اسلحه ' ذخائر جنگ ' سامان رسد اور سینکڑوں اشیا مال غنیمت میں اسقدر کثرت سے هاتهه آے که پہلے کبھی نہیں آے تھے یه شکست بھی یادگار اور منجمله طرابلس کے مخصوص واقعات کے هے - انکا نقصان بےشمار هوا - صحیح تعداد کا اندازہ محال هے ؛ کیونکه میدان جنگ سے زیادہ مقتول و مجروح ' بھاگتے هوے متعاقبین کے هاتهه سے هوے اور وہ شمار میں نہیں آسکتے میدان میں سینکڑوں لاشیں تو اسی وقت انہوں نے گاڑیوں میں لادلی تھیں - همارا نقصان اتنا هوا : ۳ مجاهد شہید اور ۹ - مجروح هوے *

یه فی الحقیقت ایک الہی معجزہ اور محض نصرۃ الهي تھي - جن آنکھوں نے میري طرح اس خارق عادت واقعه کو نہیں دیکھا 'مشکل هے که میں انکو اپني صداقت کا یقین دلا سکوں لیکن خداے عظیم و برتر کي قسم کھاکر اپنے ایک ایک لفظ کا یقین دلاتا هوں ' میں عین میدان قتال میں موجود تھا ' اور جو کچھ لکھ رہا هوں اسپر وہ علیم و رقیب شاهد هے *

۲

شیخ سنوسی کا استقبال

(شیخ سنوسی) کی تشریف آوري کی خبر سنکر (انور بک) نے جو جماعت استقبال (جغبوب) وانه کی تھی - اسمیں علاوہ عام افسروں اور سپاهیوں کے مندرجه ذیل اشخاص تھے - نوري بک ڈاکٹر عبد الغنی بک زاهد ڈاکٹر عبد الکریم بک - حسین جاهد بک - شیخ نے کمال احترام اور عزت سے اس جمات کی پذیرائی کی اور عنقریب (جغبوب) سے روانه هونے والے هیں *

انگلش میل

* * *

اگر اس هفتے کی خبروں کو پہلی جون سے شروع کیا جاے تو ۲۸ جون کو (ابوکماش) مین ایک سخت لڑائی هوئي ' چھه هزار ترکوں پر اٹالین فوج نے حمله کیا ' ترکوں کا کیمپ بالکل تباہ هوگیا اور ۵ سو شہید و مجروح هوے (روما ۲۹) اس عدیم النظیر فتح یابي سے اٹلي کے قومي مفاخر اور ملي عز و شرف کے جذبات متحرک هوگئے پارلیمنٹ میں قومي گرمجوشي کا طوفان بپارها - (۲۹ جون) لیکن پھر وهي ضعیف و معطل ترک جنگي ۶ هزار کي جمعیت کل چند گھنٹوں کے اندر اٹالین سنگینوں کي نوکوں سے زخمي هوتے هوے بھاگ گئے تھی ' آج یکایک زندگي کي ایک کروٹ لیتے هین' اور ایک خندق کی پناہ کے حاصل کرنے مین کامیاب هو جاتے هین' اور گو تین جنگي جہاز مسلسل آگ برساتے رهے ' اور اٹلي کي دو ڈویژن مقابل هوے لیکن پھر بھي ۱۰۵ اطالیوں کو مقتول اور ۶۸ کو زخمي کرکے میدان جنگ سے منهه موڑتے هین - لیکن اسکا سبب یه تھا که اُنہیں رات بھر مین مزید کمک پہنچ گئي تھي ' اور خواہ کچھه هو ' پھر بھي انکے مقتول اٹلي کے مقتولین سے ۹۵ زیادہ هوے ' گو زخمي ۶۸ کے مقابلے مین صرف ۲۹ - (۳۰ جون)

اسکے بعد ایک هفته تک بالکل خاموشي رهتي هے ' لیکن ۹ - جولائي کو روما کي خبر رساني کے صادق البیان دفتر کي لبین هلتي هین اور اپني عظیم الشان نصرت کا ایک بے پروا اور عادي فتح یاب کی طرح ' نہایت مختصر' مگر جامع لفظوں مین اعلان کرتا هے : ایک شدید معرکے کے بعد اٹالین فوج نے (مضرته) پر قبضه کر لیا ' ترکون اور عربون کی طرف سے گو سخت مدافعت هوی مگر حمله آوروں کی سنگینوں کے آگے کچھه نه چل سکی ' اِنکے صرف ۹ آدمی مقتول مگر ۱۲۱ زخمی هوے ـــ

یه (روما) کي روایات هیں جو اس هفتے دنیا کو سنائي گئیں (ابوکماش) کي فتح پر اٹلي کي پارلیمنٹ میں قومي مسرت و شادماني کا طوفان اٹھا هو تو کوئي تعجب کي بات نہیں ' کیونکه طرابلس کے اٹالین کیمپ میں نصرت و کامیابي کي جو دائمي خشک سالي هے اسکي کچھه نه کچھه تلافي هوني هي چاهئے

بہرحال اب یه کہنا ضروري نہیں رہا که یه خبریں کہاں تک همکو صحیح تازہ حالات کي خبر دیسکتي هیں ؟ (مضرته) اسمیں شک نہیں که طرابلس کا ایک قیمتي جنگي مقام تها ' مگر صحیح حالات کیلئے مصر اور ترکي کي ڈاک کا انتظار کرنا چاهئے -

عالم اسلامی

اسلامي ممالک کي عام خبروں میں (مصر) کي (حزب الوطني) کے تازہ مصائب قابل ذکر هیں ' (لارڈ کچنر) اُن انتظامات سے فارغ هوگئے ' جنکي مصر میں جنگ طرابلس کے لحاظ سے ضرورت تھي ' اب انکي دلچسپي اور اثبات وجود کیلئے اور کوئی نه کوئي مشغله هونا چاهئے *

سب سے پہلے یه نیا سلسله (فرید بک) سے شروع هوا جو (مصطفی کامل) کا جانشین ' اور (حزب الوطني) کا پرسیڈنٹ هے ' اور اُسکے بعد (عبد العزیز چاویش) پر نظر انتخاب پڑي ' جو اکسفورڈ یونورسٹي کا سابق عربي پروفیسر اور (العلم) کا اڈیٹر تھا ؛ ان دونوں پر مقدمات قائم کئے گئے لیکن فیصلے سے پہلے هي

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحکیم

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ١٢ آنہ

مقام اشاعت
٧ – ١ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ٢ — کلکتہ : شنبہ ٢٠ جولائی ١٩١٢ ع — جلد ١

فہرست

عاشقانِ ختمِ نبوت کیلئے سنہری موقع

(افریقی طلبا کی کفالت)

ربوہ میں ایک عرصہ سے بیرونی ممالک کے طلباء کو تعلیم و تربیت دے کر ان ممالک میں کفر و ارتداد کا کام لیا جا رہا ہے۔ اس کے موثر دفاع کے لئے ادارہ دعوت و ارشاد نے ان ممالک سے ایسے نوجوان طلب کئے ہیں۔ جو اپنی زندگیاں ختمِ نبوت کے لئے وقف کر سکیں۔ ان کو اس طرح دینی و دنیوی تعلیم و تربیت دیکر واپس بھیجا جائے۔ کہ وہ اسلام اور ختمِ نبوت کی خدمت کریں۔ اور قادیانی نبوت باطلہ کا پردہ چاک کر کے مسلمانوں کو ان کے دامِ تزویر سے بچائیں۔

الحمد للہ اس مبارک کام کی ابتدا ہو چکی ہے۔ آٹھ طلبا کی پہلی جماعت مغربی افریقہ کے ملک گھانا سے پہنچ چکی ہے۔ نائیجیریا اور سیرالیون سے مزید پچیس طلبا آنے والے ہیں۔ ملک گھانا کے لئے بے پناہ سرمایہ درکار ہے۔ کیونکہ فی طالب علم پانچصد روپیہ ماہانہ خرچ آئیگا۔ اس مالی بوجھ کے سلسلے میں ہر عاشقِ رسول ﷺ کا فرض ہے۔ کہ وہ ادارے کا ہاتھ بٹا کر شریک عمل ہو۔ جس کی ایک صورت یہ ہے۔ کہ ایک صاحب خیر ایک طالب علم کا خرچ اپنے ذمے لے۔ اس کارِ خیر کی ابتدا بعض عاشقانِ رسول کر چکے ہیں۔ فجزاہم اللہ خیراً

قادیانیوں کی بیرون ملک سرگرمیوں پر سفیرِ ختمِ نبوت مولانا منظور احمد چنیوٹی کی جوابی کاروائی

قادیانیوں نے پاکستان اور عرب دنیا میں غیر مسلم اقلیت پاجانے کے بعد بیرون ملک اپنی سرگرمیاں تیز تر کر دی ہیں۔ مغربی افریقہ کے ممالک خاص طور پر انکی آماجگاہ ہیں۔ چنانچہ ادارہ دعوت و ارشاد کے ناظم اعلیٰ اور ان کے رفقاء ۱۹۷۶ء سے اب تک دو مرتبہ برطانیہ اور مغربی افریقہ کا دورہ کر چکے ہیں۔ اور قادیانی مذہب کو عوام کے سامنے بے نقاب کر چکے ہیں۔

ایک اور سازش کا سدِ باب :۔ قادیانی عرصہ دراز سے قرآن مجید کے تراجم و تفاسیر کی آڑ میں اپنے لادینی اور باطل نظریات و عقائد کی تبلیغ میں مصروف ہیں۔ قادیانیوں نے ایسے تراجم لاکھوں کی تعداد میں مفت تقسیم کر کے لوگوں کو گمراہ کیا۔ مولانا موصوف نے اپنے دورے کے دوران اس سازش سے لوگوں کو آگاہ کیا۔ بلکہ ۲۱-۲۲ اگست ۱۹۸۰ء کو علماء کنونشن منعقدہ اسلام آباد میں صدرِ مملکت کے روبرو یہ تلخ حقائق پیش کر کے افضل جہاد کا فریضہ انجام دیا۔ چنانچہ صدرِ مملکت جناب جنرل محمد ضیاالحق نے اپنی جوابی تقریر میں یقین دہانی کرائی کہ "آئندہ جماعت احمدیہ کے لٹریچر پر کڑی نگاہ رکھی جائے گی۔ اور خلاف اسلام مواد چھاپنے کی ہرگز اجازت نہ دی جائے گی"

چنانچہ ۷۔ اپریل ۱۹۸۱ء کو صدرِ پاکستان سے براہِ راست ملاقات کے دوران تحریف شدہ مواد پیش کیا گیا۔ الحمد للہ حکومت نے یکم جون ۱۹۸۱ء کو مرزا بشیر الدین محمود کے مترجم قرآن پاک کی باقاعدہ ضبطی کا اعلان کر کے ایک مستحسن قدم اٹھایا ہے۔ ہم اس اقدام پر حکومت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ ظفر اللہ خاں مولوی شیر علی۔ ملک غلام فرید اور مولوی محمد علی کے تراجم و تفاسیر کو بھی فی الفور ضبط کیا جائے۔ تاکہ اس فتنہ کا مکمل سدِ باب ہو سکے۔

ربوہ کا نام تبدیل کیا جائے ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ گمراہی کے مرکز "ربوہ" کا نام تبدیل کر کے مسلمانانِ پاکستان کے جذبات کا احترام کیا جائے

منجانب

شعبہ نشر و اشاعت ادارہ دعوت و ارشاد چنیوٹ

پاکستان۔

(۲) ٹائپ

ایک بہت بڑا مسئله (ٹائپ کا ہے)

عجب بات ہے که مشرقي ممالک میں جہاں جہاں مغربي تہذیب کے ساتھه پریس گیا ' وهاں عموماً (ٹائپ) کي چھپائي رائج هوگئي' ترکي میں اول اول جب سلطان (محمود مصلح) نے پریس قائم کیا ' تو فرانس سے عربي خط کا ٹائپ منگوایا ' اور اسي میں ترکي زبان کا اخبار جاري کیا' اسي طرح مصر میں (محمد علي پاشا) نے اپنے فرانسیسي مشیروں کي صلاح سے ایک عظیم الشان دارالطباعه قائم کرنا چاها تو فرانس سے ٹائپ کي مشینین منگواکر عربی ٹائپ کے ڈھالنے کا انتظام کیا ' جو آجتک (بولاق) کے میري پریس کا ٹائپ مشہور ہے -

مگر (البادي اظلم) نہیں معلوم کس ظالم نے اول اول پتھرکی چھپائی کي اردو میں بنیاد ڈالی که

هر که آمد بران مزیدے کرد

لیکن خواه کوئی هو' اسمین شک نہیں که اُس نے هر ایک طرح سے قابل نشؤ و ترقي پریس کو ایک صدي پیچھے ڈالدیا ' اور کم از کم اچھے اخبارات کے نکلنے کا قطعي سدّ باب هوگیا -

یورپ میں اول اول پریس کي ایجاد ٹائپ هي کی صورت میں هوئي ' اور پھر ایک عرصے کے بعد پتھرکی چھپائی کا ظہور هوا ' شاید پادریوں نے مشرقی زبانوں میں بائبل چھاپنے کیلئے اس کو ترقی دی تھی ' کیونکه ٹائپ کیلئے هرزبان کے حرفوں کا ڈھالنا صرف کثیر کا محتاج تھا ' لیکن هندوستان میں اٹھارہویں صدي کے اوائل میں یه شائع هوا' اور نستعلیق سواد خط کے بجنسه منقش هو جانے کے سبب سے عام طور پر مقبولیت حاصل کرلی ' تاهم اُس زمانے میں اسلامی زبانوںکے پریس کا سب سے بڑا مرکز ایسٹ انڈین کمپني کیوجه سے کلکته تھا اور یہاں بلا استثنا گورنمنٹ نے عربی' فارسي' اردو کے جسقدر پریس قائم کر رکھے تھے' وه سب کے سب ٹائپ هي کے تھے' اور منجمله ان گراںقدر احسانات کے جو اردو زبان پر انگریزوں کے هیں' اسمین شک ایک بہت بڑا احسان اردو ٹائپ کي ایجاد اور اسکو بقدر طاقت ترقی دینا ہے -

شمالي هند میں اگرچه سترهوین صدي کے اواخر اور اٹھاروین صدي کا ابتدائي زمانه ایک ایسا پر آشوب عہد تھا' که پریس جیسی کسي خالص علمی ایجاد کی اشاعت دشوار تھی' لیکن پھر بھی بعض عارضی امن سے متمتع مقامات میں جو کچھه هوا وه بھی ٹائپ هي میں تھا ' لکھنؤ میں (نصیرالدین حیدر) نے ایک مطبع سلطانی قائم کیا تھا' جسکا تمام سامان (فورٹ ولیم . کالج) کلکته سے (جان گلگرسٹ) نے مرتب کرکے بھیجا تھا ' اسمین (قاضی محمد صادق اختر) کی بعض کتابین ' اور لغت کی مشہور کتاب (هفت قلزم) چھپی تھی جو همارے کتب خانے مین موجود هین ' یه مطبع بھی ٹائپ هي میں تھا -

شاه عبدالعزیز کی (تحفۂ اثنا عشری) ٹائپ مین چھپی هوئی اور (امیر) اور (سودا) کے چند قصائد اور غزلیات جو انگریزوں کورس مین داخل کی گئی تھین' همارے پاس اُس زمانے کی چھپی هوئی موجود هین اور گو انپر سنه نہین ہے مگر لوح پر مصنفوں کا نام الفاظ دعائیه کے ساتھه مرقوم ہے جس سے معلوم هوتا ہے که (شاه صاحب) اور (میر) کی زندگی مین طبع هوئی تھیں -

لیکن اسکے بعد (دهلی) مین (حاجی قطب الدین) اور (حکیم احسن الله) اور (لکھنو) مین (مولوي مسیح الزمان) نے لیتھو کے پریس قائم کئے' اور پھر تھوڑے هی عرصے میں تمام شمالی هند اور پنجاب مین یه طریق انطباع مقبول هوگیا ' اور ٹائیپ کا پریس صرف (مرزاپور) اور (اله آباد) کے (مشن) پریسون مین باقی رهگیا -

لیتھو کي سب سے قدیم چھپي هوئي کتاب همارے پاس (رتن سنگھه زخمي) کي (حدائق النجوم) ہے' جو نصیر الدین حیدر کے آخري عہد مین طبع هوئي تھي -

بظاهر (لیتھو پریس) کي مقبولیت کا اصلي راز یه ہے که نستعلیق خط کا ٹائیپ درست نهو سکا ' اور کلکته کے سرکاري اور مشن پریسون نے جو طیار کیا وه اول تو خوبصورت اور مکمل نه تھا اور پھر جو کچھه بھي تھا ' اپنے کیس کے خانون کي کثرت کے سبب سے عام طور پر کام مین لایا بھي نہین جاسکتا تھا ' اسکے علاوه لیتھو کي ارزاني بھي اسکي ترجیح کا ایک سبب قوي تھي که اسکے قیام و تکمیل کیلئے صرف چند ساده اور بسیط الات مطلوب تھے -

لیکن در حقیقت (نستعلیق) ٹائپ کا تیار کرنا کچھه مشکل نه تھا اگر کلکته اور انگلستان کے کارخانون کو کوئي هندوستاني ماهر فن ملجاتا اور وه ایک مرتبه انکو صحیح راستے پر ڈالدیتا' دقت یه پڑي که ابتدا میں (سرامپور) کے مشن کے چند اردو دان انگریز پادریون نے بطور خود ایک نقشه مرتب کیا' اور حرفوں کے سواد کیلئے نه تو خطِ نسخ کو پیش نظر رکھا' اور نه نستعلیق کو ' جو حرف جس صورت میں خط و نشست تراکیب میں ٹھیک بیٹھا' اُسي طرح اسکو رکھدیا' تشکیل حروف میں وه (ابن مقله) یا (عماد) کے پیرو نه تھے' بلکه صرف ضرورت کے' ضرورت نے جس حرف کو جو صورت چاهي دیدي' اگرچه اسکے سر و پا کو مجروح و مضروب بھي هونا پڑا ' لیکن پھر اُسکے مرافعے کیلئے اور کوئي درواره نه تھا ؛ اِسکا نتیجه یه نکلا که جو ٹائپ طیار هوا وه موجوده (سمیاطیقي) رسوم حروف میں سے کسي سے مشابه نه تھا' بلکه بجاى خود ایک نئي شکل کا سواد خط بنگیا -

جن حالات میں سرکاري پریسوں اور مشن پریسوں نے ایسا کیا ' اسکا یه نتیجه قدرتي تھا ' لیکن غلطي سے (نستعلیق) ٹائپ کي طرف سے مایوسي پیدا کرلي گئي' اور سعي و تدبیر کو جو یقیناً منزل مقصود تک پہنچاتي' ترک کردیا گیا' آج بھي یه نہایت آساني سے ممکن ہے' اور اسکو هم عنقریب ایک مستقل تحریر میں دکھلائینگے -

لیکن دوسری غلطي یه هوئي که (نستعلیق) خط کے ضروري هونے پر کچھه وحي و الہام کے مہر نہیں لگادي تھي' مصر اور ترکي میں نہایت خوبصورت (نسخ) کا ٹائپ طیار هوگیا تھا ' اور جس طرح

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحكيم

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۷-۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۲ — کلکتہ : شنبہ ۲۰ جولائی ۱۹۱۲ ع — جلد ۱

الہلال

۲۰ جولائی ۱۹۱۲

دشواریِ سفر

ہمارے اکثر احباب منتظر ہیں کہ اپنے مقاصد کی داستانیں شروع کردیں، مگر ہم سمجھتے ہیں کہ وہ بہتوں کے لئے تلخ "اور بہتوں کے لئے بے مزہ ہوگی" برسوں سے جو آگ اندر ہی اندر سلگ رہی ہے، عجب نہیں کہ اب موقع پاکر بھڑک آٹھے" اور شاید بہت سے قیمتی کرتوں کے دامنوں" اور مقدس دستاروں کے شملوں کو اسکی چنگاریوں سے خطرہ ہو" پس بہتر ہے کہ آج اظہار مقاصد سے پہلے (الہلال) کی نوعیت اور اسکی تشریح طلب خصوصیات کے متعلق چند کلمے عرض کردیں کیونکہ بغیر اسکے ناظرین اسکی حیثیت کا اندازہ نہیں کرسکتے -

(۱) جرنل

یورپ میں اخبارات و رسائل اپنی نوعیت اور مقاصد کے لحاظ سے ایک عام تقسیم کے ماتحت ہیں" اور ہر نوعیت کا رسالہ اپنے دائرے میں محدود رہکر تقسیم عمل کے اصول پر کاربند رہتا ہے" پہلی قسم عام روزانہ اخبارات کی ہے" یہ روزانہ خبروں اور سیاسی مباحث و افکار کا مجموعہ ہوتے ہیں" اور تمام دنیا کی خبریں تاربرقیوں کے ذریعہ جمع کرکے شائع کرتے ہیں" بعض اوقات اسطرح کے اخبارات ہفتہ وار یا ہفتے میں دو بار بھی نکالتے ہیں" لیکن در اصل وہ بھی اسی قسم کے ذیل میں داخل ہیں" دوسری قسم ہفتہ وار رسائل کی ہے" جنکو (جرنل) کہتے ہیں" اور تیسری قسم سہ ماہی" ماہوار یا مہینے میں دو بار نکلنے والوں بشکل کتاب رسائل کی - (جرنل) گویا روزانہ اخبارات اور ماہوار رسائل میں ایک بین بین برزخی قسم ہے" جو اخبارات کے سیاسی مباحث اور ماہوار رسائل کے علمی مقالات کا مجموعہ ہوتا ہے" لیکن روزانہ اخبارات کی طرح تاربرقیوں کی مسلسل خبریں" اور نامہ نگاروںکے بھیجے ہوے اخباری حالات کی اشاعت اسکا فرض نہیں ہوتا" بلکہ یہ فرض کرکے کہ اسکے ناظرین روزانہ اخبارات کی خبروں اور سیاسی افکار سے واقف ہیں" صرف اپنے مقاصد کے لحاظ سے انکا اہم حصہ کسی مرتب شکل و بحث میں پیش کردیتا ہے -

(ترکی) اور (مصر) کے پریس کا بھی بلحاظ تقسیم تقریباً یہی حال ہے -

مگر (اردو پریس) میں ابتدا سے عجیب طرح کی طوائف الملوکی رہی" پریس کی مشکلات کے سبب سے (جسکی علت حقیقی ملک کا زمانہ تھا) روزانہ اخبارات بالکل نہیں نکلے" صرف ہفتہ وار رسائل نکلتے رہے" لیکن انکے مضامین کی ترتیب ابتدا سے روزانہ اخبارات کی سی رہی اور سات سات دن کی پرانی خبروں سے کالم کے کالم سیاہ ہوتے رہے" پبلک بھی قلت قیمت کے سبب سے اسکی عادی ہوگئی" اور ہر اخبار سے دو دو سطروں کی خبروں سے لبریز صفحات کا مطالبہ کرتی رہی" بہت سے اخبارات نے ماہوار رسائل کی طرح علمی مضامین بھی شائع کرنا شروع کردیے اور اس میدان مسابقت کا گویا فخر اسکے ہاتھ رہا" جسنے کسی ناول یا ضخیم کتاب کا ترجمہ بھی شائع کرنا شروع کردیا - جن لوگوں سے ہفتہوار اخبار کی دقتیں برداشت نہوسکیں" انہوں نے ماہوار رسائل نکالے لیکن (جرنل) کا مفہوم پیش نظر رکھکر ایک ہفتہ وار رسالہ بھی آجتک شائع نہوا -

سب سے پہلی بات جو ہمیں اپنے احباب سے عرض کرنی ہے وہ یہ ہے کہ وہ (الہلال) سے اسکے فرائض کا مطالبہ کرتے ہوے یہ پیش نظر رکھیں کہ وہ اخبار نہیں" بلکہ ایک ہفتہوار رسالہ ہے -

ہے تو قدرتی طور پر فوجی عنصر کا احاطہ بڑھجاتا ہے۔ انگلستان میں کہا گیا تھا کہ "کراموبل ہی نے پارلمنٹ قائم کی ہے اور کراموبل ہی پارلیمنٹ ہے" ترکی میں پچھلے دنوں جو سیاسی انقلاب ہوا وہ ایک خالص فوجی کار زمانہ تھا نوجوان ترک جب ہرطرف سے مایوس ہوگئے تو مقدونیہ کے جدید تربیت یافتہ ترکی (جندرمہ) پر پوشیدہ اثر ڈالنا شروع کیا ' یہ لوگ دول یورپ کے ہای کمشنروں کے ماتحت ہونے کی وجہہ سے نسبۃً تعلیم یافتہ اور ملکی قوانین جبر و استبداد سے آزاد تھے' ایک دوسال کے اندھی یہ تمام فوج (سالونیکا کی مرکزی (اتحاد و ترقی) کے ہاتھہ آگئی اور پھر آہستہ آہستہ تمام یورپین ترکی کے اضلاع کی فوج انکا ساتھہ دینے لگی' یہاں تک کہ سنہ ۱۹۰۶ میں تیس ہزار ترکی کی بہترین فوج نے اتحاد وترقی کی پیروی کی قسم کھائی اور (قصریلدز) کو تیس سال کی مطلق العنانی کے بعد نئی خواہشوں کے آگے سرجھکا دینا پڑا -

اس کامیابی نے ایک طرف تو فوج کو اپنی طاقت کا تجربہ کرادیا - دوسری طرف (اتحاد و ترقی) پر ثابت ہوگیا کہ جو کچھہ کیا جا سکتا ہے ' وہ صرف فوج ہی کے اعتماد پر ممکن ہے - ممکن ہے کہ (اتحاد ترقی) اب چنداں ضرورت فوج کو ہاتھہ میں رکھنے کی نہ سمجھتی مگر مشکل یہ تھی کہ گو انقلاب ہوگیا تھا ' لیکن وہ محض ایک زبان و قلم کا انقلاب اور شاہی وعدہ و مواعید سے زیادہ نہ تھا' اور اُن میں سے ہرچیز کو عمل میں لانے کیلئے اور ہرکاغذ پر دستخط سلطانی کے ثبت ہونے کیلئے فوجی قوت کی نمایش مطلوب ہوتی تھی ' پھر اس سے بھی بڑھکر ۱۴ اپریل کا حادثہ تھا' اور اتحاد و ترقی کا سخت سے سخت مخالف بھی اسکو تسلیم کریگا کہ اگر (محمود شوکت پاشا) اپنی تیس ہزار فوج لیکر (سین اسٹی فانو) میں نمودار نہ ہوتا' تو نہیں معلوم کب تک کیلئے پھر دستوری گورنمنٹ خاک (یلدیز) میں مدفون ہوجاتی !

ادھر فوج کے ہرسپاہی نے سمجھا کہ یہ عجیب کامیابی محض عمزی ضرب شمشیر کا نتیجہ ہے دوسری طرف (اتحاد ترقی) کو بھی بہانہ ملگیا کہ اگر فوج ہمارے ہاتھہ میں نہو' تو با وجود انقلاب کے بھی ہماری جانیں اور تحریکیں معرض خطر میں ہیں' نتیجہ یہ نکلا کہ ترکی میں ایک خالص فوجی گورنمنٹ قائم ہوگئی ' اور جسطرح ترکی کی قدیمی اور فنا شدہ فوج (ینگچری) قصر سلطانی کو اپنے قبضے میں رکھتی تھی اسی طرح موجودہ عثمانی فوج' ایوان وزارت اور پارلیمنٹ ہال پر اپنی حکومت قائم کرنے لگی -

جون ہے نئی نئی دستوری گورنمنٹ کے جوش و خروش کا نشہ اترا اور ملک کی حالت اپنی اصلی صورت میں نظر آئی ' ملک کے سچے اور بے طرف خیر خواہوں نے دیکھا کہ پہلی مصیبت سے بھی زیادہ سخت مصیبت چاروں طرف پھیلی ہوئی ہے' اور عجب نہیں کہ ملک عنقریب ایک سخت خطرے میں مبتلا ہوجائے' لیکن اب انجمن اتحاد و ترقی کی شخصیت (عبد الحمید) کی شخصیت سے بھی بڑھکر قوی ہوچکی تھی' اور اسکو شکست دینا کوئی آسان کام نہ تھا ' تاہم جس خالص عربی شجاعت کے مقدس خون نے دستوری گورنمنٹ کی آزادی ملک کو دلائی تھی وہی اس موقعہ پر بھی حرارت میں آیا اور (محمود شوکت) پاشا (میر آلائی صادق بے) کے ساتھہ ملکر اس سخت خطرے کے اندفاع پر آمادہ ہوگئے ' (میر آلائی صادق) بے منجملہ اُن ملت پرستاں بے غرض کے ایک خود فروش فوجی افسر تھے جنکو انقلاب عثمانی کا حقیقی بانی سمجھنا چاہئے ' وہ سالونیکا کی عجیب و غریب طلسمی سوسائٹی' جو انقلاب عثمانی کے بعد بھی انظار عالم سے اسی طرح مخفی رہی' جیسے کہ پیشتر تھی ؛ اور جس سے باوجود سخت بیقرارانہ تلاش و جستجو کے بھی (نیازی بے) واقف نہو سکا تھا ' اور جو انقلابی شورش کے پورے ایام میں ایک تہ خانے کے اندر بیٹھی ہوئی احکام جاری کرتی تھی ' مگر اسکے احکام و اوامر پر چلنے والے تک نہیں جانتے تھے کہ ہمارے حکام کون لوگ ہیں ؛ در حقیقت (صادق بے) اور اسکے چند ساتھیوں کی ایک مختصر جماعت تھی ' اور چونکہ ان بے غرض خدام ملک کو خدمت ملت کے سوا اور کوئی شئے مطلوب نہ تھی اسلئے گو انقلاب وجود میں آگیا اور (اتحاد و ترقی) کی حکومت بھی قائم ہوگئی مگر انمیں سے کسی فرد نے اپنے تئیں دنیا پر ظاہر نہیں ' (غازی انور بک) اور (نیازی) جنکی شہرت اس انقلاب کے ساتھہ ہی تمام عالم میں غلغلہ انداز ہوئی ' در اصل اس سوسائٹی کے احکام پر کاربند ہونے والے فوجی افسر تھے ' ورنہ اصل تا سیس انقلاب سے انکو بھی کوئی تعلق نہ تھا ' (میر آلائی صادق بے) نے عرصے تک اپنے تئیں گمنامی میں رکھا ' لیکن جب دیکھا کہ (اتحاد و ترقی) کی خدمات نے ملک کو غلامی کے طوق سے نجات دلائی تھی مگر اب وہ خود اپنی غلامی کی بیڑیاں حکومت کے پانوں میں ڈال رہی ہے ' اور فوجی تسلط نے دستوری حکومت کی تمام برکات سے ملک کو محروم کر رکھا ہے ' تو مجبوراً گوشۂ گمنامی سے نکلنا پڑا' قسطنطنیہ آکر (محمود شوکت) پاشا سے اس فتنۂ کے انسداد کی تدابیر پر گفتگو کی اور پھر (محمود شوکت) کا مشہور (فوجی منشور) مع ایک نئی اصلاحی پارٹی کے اعلان کے شائع ہوا ' جسکا منشا یہ تھا کہ آج کی تاریخ سے جو سپاہی کسی سیاسی بحث میں دخل دیگا یا سیاسی مباحث کے اخبار و رسائل کو اپنے ہاں رکھے گا اُسپر فوجی عدالت میں مقدمہ قائم کیا جایگا -

نئی پارٹی جو قائم ہوئی اسکے مقاصد کی اہم دفعات یہ تھیں

(۱) انجمن اتحاد و ترقی کے کسی ممبر کو کوئی عہدہ قبول نہیں کرنا چاہئے ' اور اگر ایسا ہو' تو پہلے انجمن کی ممبری سے مستعفی ہو جانا چاہئے-

(۲) کوئی سپاہی یا فوجی افسر انجمن کا ممبر نہیں ہو سکتا -

(۳) انجمن کے اخبار و رسائل کی فوجی حلقوں اور بارکوں میں اشاعت جرم قرار دی جاے -

(۴) اگر کوئی فوجی شخص کسی دوسری سیاسی انجمن میں شریک ثابت ہو تو اُس حالت میں بھی مستوجب سزا و عقوبت ہے

(باقی آئندہ)

اسمیں ترکی اور فارسی کتابیں اور اخبار چھپتے تھے' کوئی وجہ نہ تھی که اُردو نہ چھپ سکتا - سوا خط کا جو اختلاف نسخ اور نستعلیق میں ہے وہ محض جزئی اور بے اثر ہے' اور نظروں کی تلاش بھی محض عادت کی تابع ہے ' یہ بے معنی عذرات ہرگز اس درجہ اہم نہ تھے کہ محض انکی وجہ سے ایک زبان کے پریس پر (کہ آغاز عہد ہی سے در چار مشکلات ہے) ترقی کی راہیں مسدود کردی جائیں' علی الخصوص ایسی حالت میں کہ اُسکی تمام همسایہ اور متقابل زبانیں (ٹائپ) کا سہارا لیکر برسوں کی راہ آگے بڑھجانے کیلئے اپنے پر هلا رہی ہیں -

البتہ یہ ضرور ہے کہ بہ تفصیل وہ خصوصیات بتلادی جائیں - جنکی وجہ سے ٹائپ کو (لیتھو کے پریس) پر ترجیح حاصل ہے - اور جنکے بغیر کسی زبان کا پریس اپنے ابتدائی عہد طفولیت سے آگے نشوؤ نما نہیں پا سکتا -

---

اکثر احباب کی رای ہے کہ جب تک ترکی ٹائپ کے اصول ترتیب سے کمپوزیٹر واقف نہوجائیں' اُس وقت تک پورا پرچہ اردو ٹائپ ہی میں نکالا جائے ' کیونکہ پرچے کے اشکال صفحات کا باہم مختلف ہونا کسی طرح پسندیدہ نہیں - ہمارا ارادہ تھا کہ جسقدر کمپوزیٹر سیکھتے جائینگے' اُسی کے مطابق رفتہ رفتہ ہر نمبر میں ترکی ٹائپ کے صفحات بڑھاتے جائیں گے' اور اس طرح چند نمبروں کے بعد پورا رسالہ اُسی میں چھپنے لگیگا' لیکن اکثر ناظرین کا رجحان اسکے مخالف پاکر سردست پورا رسالہ اردو ٹائپ ہی میں کمپوز کراتے ہیں؛ کم از کم اتنا فائدہ تو ضرور ہوگا کہ ایک دو هفتےکی مہلت پاکر کمپوزیٹر بآسانی اپنا وقت صرف کر سکیں گے' نیز ایک کتاب بھی اُس ٹائپ میں شروع کرادی ہے اسکے چھپنے کے بعد ٹائپ کسی قدر مستعمل ہو جاےگا اور اُسکی پوری خوشنمائی ظاہر ہو سکےگی -

ہم نے ترکی کے (کارخانۂ احمد احسان) کو بھی تین مختلف نمبرونکے ٹائپ کا آرڈر دیدیا ہے ' جسکا ٹائپ اس ٹائپ سے بدرجہا زیادہ خوشنما اور دخانی فونڈری میں ڈھلنے کی وجہ سے چھپنے میں بالکل بے جوڑ اور خوشخط لکھے ہوے حروف سے اشبہ ہے -

غالباً چند دنوں کے اندر بیروت کے کارخانۂ (خلیل سرکیس) کے حروف کے لئے بھی آرڈر دیدیا جایگا' جو ایک مشہور شامی ادیب اور ماہر فن (خلیل یازجی) کا اصلاح کردہ ٹائپ اور ایک دوسرا سواد رکھتا ہے -

لیکن اس موقعہ پر یہ ظاہر کردینا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ جس اردو ٹائپ میں (الهلال) چھپ رہا ہے' اگو غور اور مقابلے کے ساتھہ دیکھا جاےگا تو معلوم ہوجاےگا کہ (کلکتہ) اور (الہ آباد) کے تمام اردو ٹائپوں سے مجموعی طور پر بدرجہا زیادہ خوشنما اور بہتر ہے' تمام هندوستان میں عربی' فارسی اور اردو ٹائپ کی سب سے بڑی فونڈری (بیپٹسٹ مشن پریس) کلکتہ کی ہے' جو قریب قریب ایک صدی سے اس کام کو کررہی ہے' لیکن ہمارے اکثر ناظرین نے اسکے یہاں کے ٹائپ کا نمونہ (ایشیاٹک سوسائیٹی) کی چھاپی ہوی کتابوں میں دیکھا ہوگا اور مقابلے کے بعد اندازہ کرسکتے الهلال کا ٹائپ سواد خط کے لحاظ سے گو چنداں مختلف نہو' اپنی ترکیب اور جوڑوں کے اتصال' اور مجموعی زیبائی میں نسبتاً اس سے بدرجہا بہتر ہے -

---

(الهلال) کے پچھلے ہی نمبر میں ارادہ تھا کہ (ناموران غزوۂ طرابلس) کے باب کو شیخ المجاهدین (غازی انور بک) کی تصویر و حالات سے شروع کرینگے ' لیکن ایک مانع سخت پیش آگیا ' اور مجبوراً دوسری تصویر دیدینی پڑی ' اس نمبر کیلئے تو قطعی ارادہ تھا مگر افسوس کہ باوجود گذشتہ پرچے میں اعلان کردینے کے اس هفتے بھی درج نہ ہوسکی *

بات یہ ہے کہ عمدہ (هاف ٹون) تصاویر کیلئے نہایت ضروری ہے کہ نقل اصلی فوٹو سے لی جاے نہ کہ کسی چھپے ہوے هاف ٹون سے ' ورنہ نقل در نقل ہوجانے کی وجہ سے عمدہ تصویر نہیں آےگی - ہماری کوشش یہ ہوتی ہے کہ حتی الامکان اصلی فوٹو حاصل کرکے انکے بلاک طیار کرائیں - لیکن ہر موقعہ پر اسکا کامیاب ہونا دشوار ہے - (غازی انور بک) کی بہتر سے بہتر اور مختلف اوقات و لباس کی چھپی ہوئی تصویریں کم از کم [illegible] موجود ہیں ' (نیازی بک) نے اپنے روز نامچے میں نہایت عمدہ تصویر دی ہے جو ہمارے پاس موجود ہے ؛ مگر ہم اصلی فوٹو کی نقل چھاپنا چاہتے ہیں ؛ اسکی ایک نہایت عمدہ کاپی کیبینٹ سائز کی (جسپر غازی موصوف کا دستخط بھی تھا) ہمارے پاس موجود تھی اور وہ بلاک بنانے کیلئے دیدی گئی - لیکن جس کارخانے کو دی گئی اُس سے غالباً ضائع ہوگئی گو وہ خود اسکا اقرار نہیں کرتا - مجبوراً ایک دوسری کاپی حاصل کی گئی ہے ' مگر آئندہ نمبر تک ناظرین انتظار کریں -

* قسطنطنیہ میں هجوم مشکلات *

اور تصادم احزاب

بالآخر نئی وزارت قائم ہوگئی

(ریوٹر) نے اس هفتے جو تار برقیاں بھیجی ہیں' ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ترکی کی اندرونی سیاست کا مطلع پھر غبار آلود ہے ' اور بظاہر وہ خطرناک پارٹی فیلنگ' جسکو جنگ طرابلس کی توجہ نے بھلادیا تھا ' اب پرانے مسئلوں کی تجدید کے ساتھہ پھر از سر نو زندہ ہوگیا ہے -

لیکن ترکی کے اندر جو کچھہ ہورہا ہے اسپر نظر ڈالتے ہوے اُس سے باہر کے حالات کو بھی سامنے رکھنا چاہئے -

یہ انقلاب در حقیقت اندرونی و بیرونی دونوں طرح کی پیچیدگیوں پر مشتمل ہے' فوجی حلقوں کے سیاسی و انتظامی امور میں دخل دینے کا مسئلہ خالص اندرونی تنازعہ ہے' لیکن جنگ طرابلس اور مسئلہ صلح' نیز جرمن اور برطانیہ کی قدیمی رقابت بھی اسکے اندر پوشیدہ ہے -

جب کبھی ملک میں فوجی قوت سے کوئی سیاسی انقلاب

مقالات

لیکن اگر تم دیکھو کہ میں بال برابر بھي راہ شریعت سے ہٹ گیا ہوں تو میرا کہنا ہرگز نہ مانو " (خلیفۂ دوم) کي نسبت بھي ایسا ھي کہا جاتا ھے * * * جو مسلمان آجکل کي آزادانہ طرز حکومت پر شیفتہ ہیں وہ اس طرح کي بہت سي نظیریں پیدا کرکے مسلمان پادشاہوں کے عدل و انصاف کو ثابت کرنا چاہتے ہیں ' اگر یہ مان بھي لیا جاے کہ اسلام کے دور اول میں فرمانرواؤں کا یہي حال تھا ' تو بھي یہ حالت دیر تک قائم نہیں رہي " (ویسٹرن لائٹ ان ایسٹرن لینڈس جلد ٣ - صفحہ ٣٢) .

اسکے بعد تاریخ اسلام کي اس عام شخصیت اور استبداد پسندي میں بعض فرمانرواؤں کا عدل ولیاقت سے انصاف تسلیم کرتا ھے ' لیکن مثال میں بابر' حسین مرزا ' اور ہمایوں و اکبر کے سوا تاریخ اسلام کے اِس ماہر کو اور کوئي نام نہیں ملتا !

یہ یورپ کے سب سے بڑے مستشرق کا خیال ھے ' اور گو " و شاورھم في الامر " ہم کو پیغمبر اسلام کے اقوال میں نہ ملے ' مگر قرآن سے ڈھونڈھکر نکال سکتے ہیں ' اور اسکي اتني واقفیت کو بھي غنیمت سمجھتے ہیں -

اسلام کے ماضي و حال کا جب مقابلہ کیاجاے گا تو اس طرح کے خیالات کا پیدا ہونا قدرتي ھے ' ایک ضعیف ولاغر بیمار ' اگر اپني صحت و توانائي کے عہد کي طاقت آزمائیوں کو بیان کرے تو عجب نہیں کہ سننے والے اسکے نحیف و زار چہرے کو دیکھکر تسلیم کرنے میں متامل ہوں ' مسلمان آج قومي بڑھاپے کے انحطاط و اضمحلال میں مبتلا ہیں ' انکے " ذکر جواني در عہد پیري " کو اب کون بغیر شک و شبہ کے تسلیم کرسکتا ھے ؟

فتادم دام بر کنجشک وشادم ' یاد ان ہمت
کہ در سیمرغ مي آمد بدام ' آزاد مي کردم

* * *

تا ہم جستجو کرني چاہیئے کہ اسلام کي جمہوریت اور آزادانہ روح کي نسبت آج جو کچھہ کہاجاتا ھے ' وہ یورپ کے اثر سے پیدا کي ہوئیں تا ویلیں ' اور انقلاب فرانس کي بخشي ہوئي حریت کا عکس مستعار ہیں ' یا خود (اسلام) اپني روز پیدایش ھي سے اس روح کو اپنے اندر رکھتا تھا ؟

السید محمد رشید رضا الحسینی

(٭)

سنہ ١٩٠٤ میں [شیخ محمد عبدہ] نے ایک وسیع سفر کا ارادہ کیا تاکہ تمام عالم اسلامی کا بہ نیت اصلاح و ارشاد دورہ کریں ' پہلے مراکو پھر تیونس گئے ' اور وہاں سے واپس آکر بارادۂ سفر ہند اسکندریہ میں مقیم تھے کہ امر الہی نے اس نفس مطمئنہ کو : ارجعي الی ربک راضیۃ مرضیہ (٨٩ : ٢٩) کا پیغام پہنچایا ' اور یہ دو شعر پڑھتے ہوئے ' جو انکي زندگي اور امید و آرزو کا خلاصہ تھے ' رہگر اے عالم جاوداني ہوئے :

ولست ابالي ان یقال محمد ابل او اکتظت الیہ المآتم
و لکنّ دیناً قداردت صلاحہ احاذر ان تنقضي علیہ العمائم

اس مصلح عظیم کو اپنے آخري وقت میں بھي سب سے زیادہ خوف اُسي مصیبت کا تھا جو طربوش اور ہیٹ کے طرف سے نہیں ' بلکہ عمامہ و دستار کے پیچوں سے نکلکر تمام عالم اسلامي پر چھائي ہوئي ھے !

شیخ کا انتقال تمام اسلامي دنیا کیلئے ایک مصیبت عظمی تھا ' چین کے مسلمانوں نے اپني مسجدوں میں نماز غائب پڑھي ' اور مالابار اور سماترا سے تعزیت کے خطوط پہنچے ' یورپ کے تمام مشہور اخبارات نے جسقدر مضامین لکھے اور مصر و شام میں جسقدر ماتم کیا گیا وہ انکي تاریخ کا پورا ایک حصہ ھے ' لیکن مشہور شامي شاعر [حافظ آفندی ابراہیم] نے اپنے مرثیے کے دو شعروں میں اس حیات مقدس کی پوری سرگذشت لکھدي :—

سلام علی الاسلام بعد محمد سلام علی ایامہ النضرات
علی الدین والدنیا علی العلم والحجی علی البر والتقوی علی الحسنات

سید رشید رضا

یہ تمہید طویل اسلئے تھي ' کہ (سید رشید رضا) اسي مصلح عظیم کے جانشین ' اور اُس ماہوار رسالے کے ایڈیٹر اور مالک ہیں ' جو اُنکی اصلاحي تحریک ' اور انکي پارٹي (حزب الاصلاح) کا آرگن ھے - .

سید موصوف کا اصلي وطن طرابلس الشام ھے ' انکے والد (سید علي رضا) ایک مقدس اور صاحب طریقت بزرگ تھے ' جنکے مریدیں کی بہت بڑي جماعت شام کے اطراف میں موجود ھے ' خود (سید رشید رضا) نے بھي اوائل عمر میں نقشبندیہ طریقہ میں بیعت کی اور زمانۂ طالب علمی اسکے اذکار و اشغال میں بسر کیا ' طرابلس میں کچھہ دنوں ابتدائي کتب درسیہ کی تحصیل کے بعد (شیخ حسین الجسر) مصنف (رسالۃ الحمیدیہ)

حدود مصر میں اتالین فوج کا ورود

بنام المؤید مصر

(تقبق ٢٦ جون) اتالین فوج (شماس) میں پاني لینے کیلئے اُترادي گئي ھے ' باشندے سخت اضطراب و پریشاني میں مبتلا ' اور مقابلہ کیلئے قوت مطلوب ' نتیجہ سے اطلاع دونگا - [شماس (مرسي مطروح) اور (سیدي براني) کے درمیان ایک ساحلي آبادي ھے اور حدود مصر میں داخل ھے] .

ا ار اسلام

الحریت فی الاسلام

(۱)

یا صاحبی السجن ! ارباب متفرقون خیر ام اللہ الواحد القهار ؟ ماتعبدون من دونہ الا اسماء ' سمیتموھا انتم و اباؤکم ما انزل اللہ بھا من سلطان ' ان الحکم الا للہ ' امر الا تعبدوا الا ایاہ ' ذالک الدین القیم ' ولکن اکثر الناس لا یعلمون (۱۲ : ۴۱)

انسان کے تمام نوعی فضائل و محاسن اور علوؤ و شرف کا اصلی منبع (توحید) ہے ' اس کا اعتقاد انسان کو خدا کے آگے جسقدر تذلل و تعبد کے ساتھہ جھکاتا ہے ' اتناھی خدا کی پیدا کی ہوئی تمام کائنات کے آگے سربلند و مغرور کردیتا ہے ؛ دنیا کی کوئی طاقت اور خدا کے سوا کوئی ہستی ' اسکے دل کو مرعوب و محکوم نہیں کرسکتی ' وہ ایک چوکھٹ پر سر جھکا کر ' اور تمام بندگیوں اور فرمان برداریوں سے آزاد ہوجاتا ہے ؛ (اسلام) اسی اعتقاد کی دعوت لیکر آیا ' اور (ان الحکم الا للہ) کی صدا کے ساتھہ حکومت خاندان ' نسب ' رسم و رواج ' اور تمیز قوم و مرزبوم کی وہ تمام بیڑیاں ' جنکے بوجھہ سے نوع انسانی کے پاؤن شل ہوگئے تھے ' کٹ کٹکر گرگئیں ؛ لیکن یہ کتنے تعجب کی بات ہے کہ آج صدیوں سے اسکے پیرو اپنے اندر اس حریت بخش تعلیم کا کوئی ثبوت نہیں رکھتے ' اور جن بیڑیوں کو کاٹنے آئے تھے ' انسے زیادہ بوجھل بیڑیاں آج خود انکے پانو کا زیور ہیں ؟

پھر کیا ایک ہی علت دو متضاد نتائج پیدا کرسکتی ہے ؟ کیا تاریخ اسلام کے آغاز کے صفحے اسکے وسط و آخر کے مقابل میں غلط اور پر فریب تو نہین ہیں ؟ اور اگر سچ ہین تو کیا اسلام کے مشن کی گھڑی ' چند ابتدائی سالوں ہی تک کیلئے کوکی گئی تھی ؟

یہ سوالات ہین ' جو قدرتی طور پر اس موقعہ مین پیدا ہوتے ہین -

پچھلے پانچ سالون کے اندر تمام اسلامی ممالک مین جمہوریت اور ازادی کی تحریکین سرسبز ہوئین ' ایران اور ترکی مین پارلیمنٹین قائم ہوگئین ' اور بار بار یہ ظاہر کیا گیا کہ اسلام خود اپنے اندر جمہوریت اور مساوات کے اصول رکھتا ہے اور یہ جو کچھہ ہوا ' اسکی تعلیم کا اصلی منشاء اور اقتضا تھا ' مگر (انقلاب عثمانی) پر یورپ کے اخبارون ' نامہ نگارون ' اور عام اہل قلم نے جسقدر تحریرین لکھین ' ہم کو یاد ہے کہ ان مین کوئی قلم ایسا نہ تھا ' جس نے شک و شبہہ کے ساتھہ بھی اسے قبول کرنے مین تامل نہ کیا ہو ' مسٹر (ای ایف نائٹ) جو عرصے تک یورپین ترکی کے متعدد مقامات مین رہ چکا ہے اور بقول خود سینکڑون مسلمانون کا دوست اور اسلامی معلومات کو ایک مسلمان سے بہتر جاننے والا ہے ' (سلطان عبدالعزیز) کے واقعۂ عزل کا ذکر کرتے ہوے لکھتا ہے :—

" — یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ گو بعض لوگون کا ایسا خیال ہے کہ سلطان عبدالعزیز کو اسکی نا اہلی اور ناقابل حکمرانی ہونے کی وجہ سے معزول کرنا قران کی تعلیم کے عین مطابق تھا ' مگر فی الحقیقت ایسا نہیں ہے اور پکے مسلمانون کے عقیدے مین دستوری گورنمنٹ مذہباً قبول نہین کی جاسکتی ؛ البتہ نوجوان ترکون کا یہ بیان ہے کہ اسلام ظلم و تعدی کو پسند نہین کرتا اور اس نے قومون اور ملکون کو اپنے اوپر آپ حکومت کرنے کا حوصلہ دلایا ہے ؛ چنانچہ اب کچھہ مدت سے قران کی چند آیتین بتلائی جاتی ہین جنکا خلاصہ یہ ہے کہ خدا ظلم کرنے والون سے محبت نہین کرتا اور جب لوگ اپنے کامون کا باہمی مشورے سے انتظام کرتے ہین تو خدا انکو اجر دیتا ہے " (اویکننگ اف ترکی صفحہ ۱۸) -

مسٹر (نائٹ) اسلامی معلومات کی واقفیت پر نازان ہین مگر ہم کو معلوم ہے کہ مشرقی علوم کے تبحر کا یورپ کی اصطلاح مین کتنا ظرف ہے ' اسلئے انکا بیان چندان قابل اعتنا نہین ' لیکن پروفیسر (ویمبرے) جس نے ترکی کے قاب مین رہکر نشوؤ نما پائی ہے ' جو برسون مسلمانون کے قافلون مین ایک مسلمان سیاح یقین کیا گیا ہے ' جو قران کی سورتون کی عربی لب و لہجے مین تلاوت کرتا ہے ؛ اس فتوے کا ذکر کرتے ہوے جو شیخ الاسلام نے سلطان عبدالعزیز کے عزل پر لکھا تھا ' رقم طراز ہے :—

" چونکہ تمام مذہبی کتابون مین کھینچ تانکے تاویلین کی جاسکتی ہین ' قران کی آیتین کانسٹی ٹیوشنل گورنمنٹ اور حریت و مساوات کی تائید مین بآسانی ملگئین ' لیکن یہ تمام بدعتین در اصل یورپ سے حاصل کی گئین تھین گو انکا منبع اسلام قرار دیا گیا اور پیغمبر اسلام کے اس قول سے کہ شاوروا فی الامر (اپنے معاملات کیلئے باہم مشورہ کر لیا کرو) پارلیمنٹ قائم کرنے کی تاکید ثابت کی گئی "

پھر ایک دوسرے موقعہ پر اسلام کو عام ایشیائی مطلق العنانی سے ناقابل استثنا قرار دیتے ہوے لکھتا ہے :

" کہا جاتا ہے کہ خلافت راشدہ کے دور کے حکمراں ' عدل و انصاف سے متصف تھے ' (خلیفۂ اول) نے منصب خلافت قبول کرتے ہوے مسلمانوں سے کہا کہ " جب تک انصاف پر چلوں میرا ساتھہ دو اور اگر اسکے خلاف کروں تو ملامت کرو ' * * * جب تک میں احکام شریعت کی تعمیل کروں ' تم کو میری اطاعت کرنی چاہئے

ناموران غزوۂ طرابلس

عثمانی مجاهد طرابلس

فرهاد بک

[فرهاد بک] جنکي تصوير آج شائع کي جاتي هے عثماني پارليمنٹ ميں [طرابلس الغرب] کے طرف سے ممبر هيں ' گذشته اکتوبر کے اوا خر ميں جب جنگ طرابلس کا آغاز هوا تو يه قسطنطنيه سے فوراً طرابلس آئے اور اٹلي نے ابتدا ميں اهل عرب کي اطاعت کي جو خبريں شائع کي تهيں اُنکي کافي تحقيق کرکے واپس گئے قسطنطنيه پهنچکر انهوں نے پارليمنٹ کے آگے تمام حالات پيش کئے اور باشندگان طرابلس اور قبائل صحرا کي طرف سے اطمينان دلا يا که وه کسي حالت ميں کفار و عبدة الصليب حکام کے آگے سر نهيں جهکا سکتے ' پارليمنٹ ميں انکي تقريروں نے هميشه نهايت جوش و سرگرمي پيداکي اور تمام کيبنيٹ کو اجراے جنگ پر آماده کرليا -

آغاز جنگ کا وقت بهت نازک تها ' چوبيس گهنٹے کے اندر اٹالين فتوحات کي خبريں دنياميں پهيل گئيں ' اور تمام ترکي ميں ايک سناٹا چها گيا ساحل کا راسته مسدود ' مصر کا ذريعه زير بحث ' اور قواے بحري ناقابل مقابله ! ان حالات کے ساتهه مايوسي کا پيدا هونا قدرتي تها اور اگر ملت کي طرف سے خوف نه هوتا تو عجب نهيں که عثماني وزارت ' اٹلي کے مطالبات کو مجبوراً منظور کرليتي ' ليکن [فرهاد بک] منجمله ان چند عثماني اسلام پرستوں کے هيں جنهوں نے پوري قوت کے ساتهه اس ابتدائي عالم ياس ميں بهي جنگ کے جاري رکهنے پر زور ديا اور اپني موثر اور جگر دوز تقريروں سے تمام پارليمنٹ کي رايوں پر حکومت قائم کرلي -

[حقي پاشا] کے خيانت کا رانه تساهل اور غفلت پر بهي سب سے پہلے انهوں هي نے لب کشائي کي تهي -

اسکے بعد پهر طرابلس چلے گئے اور اپني مجاهدانه خدمات سے مختلف عربي کيمپوں کو مدد پهنچاتے رهے - اس تصوير ميں وه عثماني کيمپ کے شفاخانے کے سامنے کهڑے هيں ' بائيں جانب شيخ عمران بن احمد بريسي) قبيلهٔ (البراعصه) کا شيخ کهڑا هے

اُس کا دهنا هاتهه گولي کي ضرب سے زخمي هوگيا هے ' پٹي باندهدي گئي هے ' اور خود اپنے هاتهه سے اسپر کوئي عرق ٹپکا رها هے فرهاد بک شايد اسکے مقدار ضروري کا اندازه کررهے هيں که ساده مزاج عرب کهيں پوري بوتل هي خالي نه کردے -

سرگروه فدائيان جهاد

ڈاکٹر کريم ثباتي بک

(قسطنطنيه) کي مرکزي (هلال احمر) سے جو پهلا طبي وفد طرابلس گيا تها ' يهه اسکے رئيس تهے : ليکن ميدان قتال ميں جاکر جب حفظ وطن و جهاد ديني کي تلواريں چمکتي نظر آئيں ' تو اپنے جوش فداکاري سے مجبور هوگئے اور ايک هاتهه زخموں کي مرهم پٹي کيلئے تو دوسرا تيغ جهاد کے قبضے کيلئے وقف کرديا - انکے کارنامے ابتدا سے نهايت حيرت انگيز اور تاريخ جنگ طرابلس کے صفحات زريں هيں جو هميشه يادگار اور زندهٔ جاويد رهيں گے : انکے اخلاق نے اهل عرب کو اسقدر گرويده کرليا هے که هميشه ايک جماعت انکے همراه رهتي هے اور جب زاويهٔ جهاد بے چين کرتا هے اسکو اپنے ساتهه ليکر روانه هوجاتے هيں - اس وقت بهي (درنه) کے کيمپ سے چند ميلوں کے فاصلے پر دشمن کي موجودگي کي خبر سنکر نکلے هيں ' ساتهي پيچهے رهگئے هيں ' اسلئے گهوڑے کي باگ ڈهيلي کردي هے ' اور جو بندوق کاندهے سے ٹيکه لگائے کهڑي هے ' وه عنقريب اپنے بزدل دشمنوں کا خون پينے کيلئے جهکنے والي هے -

ڈاکٹر کريم ثباتي بک

کے حلقۂ درس میں شامل ہوگئے ' اور غالباً سب سے اول نئے مذاق سے وہیں آشنا ہوئے -

سنه - ۱۸۹۰ - یا اس سے کچھ پیشتر تکمیل علوم کے شوق نے انہیں جب (قاہرہ) پہونچا یا ' تو شیخ محمد عبدہ نئے نئے اپنے اصلاحی کاموں میں آئے تھے ' اور مستعد اور صاحب صلاحیت نوجوانوں کے متلاشی تھے [illegible] ہی ملاقات میں برسوں کا مستحکم رشتۂ وداد قائم ہوگیا ' اور اُس وقت سے یه برابر آنکے تمام کاموں میں شریک ' اور آنکے لئے ایک قوت مساعد رہے -

سنه ۱۸۹۷ میں انہوں نے اپنا مشہور رساله (المنار) جاری کیا تاکه اصلاح و دعوة کا کام ایک با قاعدہ مشن کی صورت میں انجام پاسکے ' اسی زمانے سے انکی مصلحانه زندگی کا اصلی دور شروع ہوتا ہے -

(المنار)

المنار کی اشاعت کو کامل پندرہ برس گذر گئے ' اس تمام عرصے میں جس عزم راسخ ' قوت غیر متغیر ' اور ارادۂ حاکمانه کے ساتھه اپنی خدمت اصلاح میں مصروف رہا وہ انکو یقیناً ایک مصلح کی شان میں رو نما کرتا ہے ' مذہبی اصلاح کی دعوة کا پہلا نتیجه استبداد و شخصیت کی مخالفت تھی ' لیکن (عہد حمیدی) میں (مصر) میں بھی رهکر ایسا کرنا طرح طرح کے آفات و آلام سے خالی نه تھا ' بلکه سرے سے اصلاح و تغیر کی دعوت ہی جرم نا قابل معافی تھی - جو نوجوان ترک یورپ یا مصر میں علانیه سلطان کی مخالفت میں قلم کو استعمال کرتے تھے ' وہ سب کے سب تقریباً ترکی گورنمنٹ سے بالکل بے تعلق اور آزاد ہوگئے تھے ' انکا کوئی عزیز و قریب وہاں نه تھا جس سے اپنے جرائم کے انتقام لینے کا خوف ہو ' اور جنکے ایسے تعلقات تھے ' وہ ہمیشه اپنے عزیزوں کی مفقود الخبری یا قید و ہلاکت کی خبروں پر ماتم کرنے کیلئے طیار رہتے تھے ' اور سمجھتے تھے که ازادی و ظلم کی اس جنگ میں ہمارا مال و متاع اور عزیز و قریب دشمن کے پاس یرغمال میں قید ہیں (ثریا بک منلستری) نے اسکندریه سے اخبار نکالا ' لیکن ابھی دو نمبر ہی نکلے تھے ' که اُس کا خاله زاد بھائی اور باپ قید کرلئے گئے اور اُس وقت تک (یلدز) کے پر اسرار مظالم میں گرفتار رہے جب تک اخبار بند نہیں ہوا (سید رشید رضا) کی حالت اِس لحاظ سے نہایت نازک تھی ' انکا وطن عثمانی حکومت میں داخل تھا ' تمام اعزا و اقارب اور خاندانی جائداد وہاں موجود تھی ' اور وہ گو خود مصر میں تھے لیکن انکی روح کے بہت سے اجزا (سلطان عبدالحمید) کے قدموں کے نیچے دبے ہوے تھے - وہ جب چاہتا انکو کچل سکتا تھا -

لیکن قوم و ملت کی خدمت کی راہ پھولوںکی سیج نہیں ہے جہاں آرام و راحت کی کروٹیں نصیب ہوں ' اس راہ کی پہلی شرط قتل نفس اور جسمانی خواہشوں اور امیدوںکی قربانی ہے ' یہاں عیش ولذائذ کا سہرا باندھکر نہیں بلکه کفن کی چادر لپیٹ کر جانا چاہئے -

ترک جان و ترک مال و ترک سر
در طریق عشق اول منزلست

یا ایہاالذین ہادوا ان زعمتم انکم اولیاءالله من دون الناس ' فتمنوالموت ان کنتم صادقین (٦٢ : ٧)

(المنار) کی اشاعت کے ساتھه ہی (یلدیز) کے جاسوسوں نے اپنی فہرست میں ایک نئے سیاسی مجرم کا نام بڑھا دیا ' اور اسکی اشاعت ممالک عثمانیه میں روک دی گئی ' اُسکے بعد [قاہرہ] کے سلطانی کارندوں نے اپنی ریشه دوانیاں شروع کیں ' ابتدا میں (یلدیز) کے محبت آمیز پیغامات پہنچائے گئے اور طرح طرح کے فوائد و انعامات کی رشوت پیش کی گئی ' جب یه جادو کارگر نہوا ' تو پھر قہر سلطانی کا خوف دلایا گیا ' لیکن (سید رشید رضا) کیلئے دونوں چیزیں بے اثر تھیں ' ظلم و استبداد اور جبر و شخصیت کے خلاف انکا قلمی جہاد اور زیادہ مستحکم ہوتا گیا ' انہوں نے ہر موقعه پر سلطانی حکام کی رشوت ستانیوں اور ظلم و ستم کے پردے چاک کئے اور ہمیشه زور کے ساتھه شخصی حکومت کو قرآن و اسلام کے عقیدے میں سب سے بڑا انسانی گناہ اور سخت سے سخت فسق و معصیت ثابت کیا ؛ جسقدر سلطان کی طرف سے تخویف و ترہیب بڑھتی جاتی تھی اتنی ہی آنکا جوش اصلاح اور اعلان حق کا جہاد بھی بڑھتا جاتا تھا -

تعزیر جرم عشق ہے بے صرفه محتسب
بڑھتا ہے اور ذوق گنہ یاں سزا کے بعد

موسیو نولیدرا کی مفقود الخبری

قاہرہ کے فرانسیسی اخبار (النیل) کے مالک (موسیو نولیدرا) حالات جنگ کے مشاہدے کیلئے طرابلس گئے ہوے ہیں - انکی فیاض اور رحم دل بیوی بھی انکے بعد (ہلال احمر مصر) کے دوسرے وفد کے ساتھه (درنه) چلی گئی تھیں ' وہاں پہنچکر یهه برابر عثمانی کیمپ کے ساتھه رہے اور اپنے اخبار کے نام تار برقیاں بھیجتے رہے ' چنانچه گذشته نمبر میں انکی دو چٹھیاں ہم درج کرچکے ہیں اور ایک تار برقی اس نمبر میں بھی کسی دوسری جگه درج کی گئی ہے -

لیکن ۲۹ جون کو اخبار (النیل) کے نام جو تار برقی (درنه) سے آئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے که ۲۵ جون سے وہ بالکل مفقود الخبر ہیں ' تاریخ مذکور کی شام کو ایک دورہ کرنے والی جماعت کے ساتھه (درنه) کے عثمانی کیمپ سے نکلے تھے مگر پھر ۲۷ کی شام تک واپس نہیں ہوے ' عثمانی کیمپ میں نہایت تشویش پھیلی ہوئی ہے اور خیال کیا جاتا ہے که شاید قید ہوگئے تفتیش و تجسس کیلیے وسائل ضروری عمل میں لائے جارہے ہیں -

مصری ہلال احمر کی واپسی

(ہلال احمر مصر) نے جو پہلا طبی وفد طرابلس روانه کیا تھا ۲۷ جون کو اپنی یادگار خدمات انجام دیکے واپس آگیا - ۲۹ کو انجمن نے ایک عام جلسه کرکے رئیس و اعضاے وفد کو انکی ان مقدس خدمات پر مبارکباد دی -

هوں' اسپر اطالي کمانڈر بہت خوش هوا' اور سمجھا کہ ایک پورا قبیلہ ترکوں کے هاتھہ سے نکل گیا' اسي طرح رفتہ رفتہ اور بھي هاتھہ آجائیں گے' خوشي کے جوش میں فورا ۲۵ گني مع ایک اتالین وردي کے منگوا کر انعام میں دالي' اور ایک تحریر تمام قبائل عرب میں تقسیم کرنے کیلئے دي جونہایت خوشخط لکھي هوئي تھي' اور اسمیں اطالیوں کے عدل و انصاف اور رحم و همدردي کي تعریف و تمجید کي تھي' اسکا ایک نسخہ [ابوجبریل] سے میں نے بھي لے لیا ھے تمھید کے بعد اسمیں لکھا تھا :

" اے برادران دیني' عاقل وہ ھے جو دوسروں سے عبرت پکڑے اور مسلمان وہ ھے جو هر حال میں قران مجید پر عمل کرے جو کہتا ھے کہ " اپنے هاتھوں اپنے تئیں هلاکت میں مت ڈالو " نیز فرمان رسول ھے کہ " تم میں اچھا شخص وہ ھے کہ جب وہ اپني خطا کو معلوم کر لے تو آدھے راستے سے لوٹ جاے "

تم نے همارے اطالي بھائیوں سے مقابلہ کیا حالانکہ وہ همارے لئے ظالم اور جابر ترکوں سے هزار درجہ زیادہ بہتر هیں ' تم نے ترکوں کے بھکانے سے اپنے تئیں مفت میں مبتلائے هلاکت کیا اور دوستوں کو دشمن سمجھا - کیا تم نہیں جانتے کہ کل کو جب لڑائي ختم هوجاے گي تو وہ تمھیں چھوڑ کر چلدیں گے ' اور تم کو بھي اسي طرح بیچ ڈالیں گے جسطرح [الجزائر] اور [تیونس] کو بیچ چکے هیں - پس اب بھي سنبھل جاؤ ' اور رسول اللہ صلعم کے اس قول کے مصداق بنو کہ " آدھے راستے سے لوٹ جانا بھي دلیل نیکي و عقلمندي ھے "

اِسکے آخر میں اِن پانچ شخصوں کے دستخط هیں - اسماعیل جبریل - سلیمان - محمد دلال - فرحت دربي - رمضان ترنخ - احمد البناني - سالم التلتي - خلیل قاطش قاضي درنہ -

سونے اور چاندي کي اس طاقت کو دیکھو ! کہ قران و حدیث کو اس مقصد ملعون کیلئے استعمال کرتے هوے اِن بے آزرم وطن فروشوں کو کچھہ شرم نہ آئي !

[ابو جبریل] جب مع اپني اطالي فتوحات کے [غازي انوربک] سے ملا تو وہ بہت خوش هوے اور ۲۰ عثماني گني دیکر اُس سے وہ اتالین کپڑے خرید لیے کہ اس جنگ کے آثار عجیبہ میں یادگار رهیں گے -

اس سرگذشت سے اندازہ کیا جاسکتا ھے کہ اب طرابلس میں اطالي کن وسائل پر امیدیں لگائے بیٹھے هیں -

—— * ——

(نامہ نگار العلم قاهرہ)

برقہ کا عثماني شفاخانہ

میدان جہاد سے تار

المؤید کے نام

—— * ——

(خمس میں ایک فتح عظیم

۲۲۵۰ اطالي مقتول ' اور ۳۰۰۰ مجروح

(درنہ ۲۵ جون - بقبق ۲۲) رات کي تاریکي اور سکوت میں عثماني کیمپ سے ایک جماعت نکلکر دشمن پر توٹ پڑی دشمن کي تعداد بے شمار اور گویا ایک فوجي شہر آباد تھا - مگر عثماني مجاهدین کے ناگہاني حملے اور دلوں پر بیٹھے هوے رعب نے ساري فوج کے هاتھہ پانوں شل کردیے ' ۲۲۵۰ مقتول اور ۳۰ هزار زخمي هوے' اور گو عثماني فوج واپس آگئي مگر خوف و هراس نے بہتوں کو پاگل کردیا اور دریا کے طرف بھاگ گئے - مقتولین میں ۹ بڑے بڑے افسر هیں اور ۱۹ چھوٹے - آلات جنگ ' ذخائر رسد ' اور طرح طرح کي اشیا بے شمار هاتھہ آئیں - نامور کمانڈر (خلیل بک) نے اس حملے میں معجزانہ شجاعت دکھلائي - اسلامي کیمپوں میں جوش مسرت عام ھے - اس واقعہ سے فتح و نصرت کا ایک نیا دور شروع هوگیا ھے ' اور آخري سدرمق جو دشمنوں کي زندگي میں باقي رهگیا تھا ' یقین کیجئے کہ اب اسکا بھي خاتمہ هوگیا -

(اطالي عثماني کیمپ میں آ آ کر اطاعت کر رھے هیں)

(درنہ ۲۹ جون - بقبق ۳۰) همارے کیمپ میں اطالیوں کي ایک اور جماعت نے آکر اطاعت کرلي ھے ' جنکا لیڈر (دو مینکو و زجینا) نامي ایک افسر ھے ' یہ اتالین فوج کي دوسري پلٹن اور ۸ ویں رجمنٹ سے تعلق رکھتا تھا - اس سے معلوم هوا کہ مثل اپنے سابقین کے یہہ جماعت بھي (سوشیلسٹ) ھے' اور اُنکي طرح تمام

از ميدان طرابلس

شيخ احمد السنوسي کا علَمِ جہاد' جو انہوں نے سلطان المعظم کي خدمت ميں روانه کيا

مصر کي ڈاک

ميدان جہاد سے

ايک عرب قيدي کي سرگذشت

۲۶ ويں صفر کي رات کے معرکے سے جب هم لوٹے ' تو [قبيلۂ العواسه] کے جان باز مجاهد [عيسى ابو جبريل] کا پته نه تها - هم نے اپنے زخميوں اور شهيدوں ميں اُسے ڈهونڈا ' مگر اُن ميں بهي وہ نظر نه آيا - بالاخر يهه خيال کرليا که شايد دشمن کے مورچوں ميں پهنسکر کہيں شهيد هوگيا هے -

ليکن ۱۷ ربيع الثاني کو کيا ديکهتے هيں که غازي [انور بک] کا ايک پيغام ليئے هوے همارے سامنے کهڑا هے ! اسکي سرگذشت نهايت دلچسپ هے -

معرکے کي رات يه حمله کرتے هوے "دشمنوں کے مورچوں ميں گهس گيا تها' وهاں عرصے تک تن تنها لڑتا رها' ليکن ايک تنها شخص کب تک خوني آلات کے سمندر ميں تير سکتا هے ؟ جب کئي گولياں سينے اور پهلوؤں سے پار هوگئيں تو بےدم هوکر گرگيا ' اور دشمن قيد کرکے لےگئے' وہ کہتا هے که ميں " سخت متعجب هوا جب اٹالين جنگي خصائل کے خلاف ميرے علاج ميں غير معمولي توجهه دکهلائي گئي" -

ليکن يه توجهه بے معني نه تهي' هوش و حواس درست هوتے هي (اطالي کمانڈر) اُسکے پاس آيا اور عثماني و عربي کيمپ کي قوت' تعداد فوج' اسلحه خانه ' رسد خانه ' اور اُنکے تمام مرکزوں کي حالت کے متعلق مسلسل سوالات شروع کرديے ' اسکے تمام سوالات ميں خوف و هراس ' اور تعجب و حيرت دونوں ملے هوے تهے ' ليکن عرب مجاهد "جو ايک تيز و چرب زباں شخص تها' اُسکي حالت کو تاڑ کر ايسے جوابات دينے لگا جس سے اُسکے هوش و حواس اور زياده مختل هوجائيں - پهر کمانڈر نے جيب سے بهت سي سي تصويريں نکاليں جنميں (غازي انور بک) کي بهي تصوير ملي هوئي تهي ' اور (ابو جبريل) کو دکهلاکر کہا که اسميں سے غازي موصوف کي تصوير نکال دے ' اس نے نکال دي ' ليکن پهر اُس نے تصويريں ملاديں اور مکرر کہا که ڈهونڈهکر نکال دو ' گويا اسکو انور بک کي صورت کا چهپ کر پهر نمودار هونا نهايت دلکش معلوم هوتا تها اسلئے بار بار اس منظر کو ديکهنا چاهتا تها !

پهر کہا که تم هماري طاقت سے بے خبر هو' اس سے هماري قوت عاجز نہيں هے که بهت جلد تمام عربوں کو پيس ڈاليں مگر هماري انساني همدردي پر ايسا کرنا نهايت شاق هے کيونکه انکو بهي هم اپنا بهائي سمجهتے هيں اور (شاه اٹلي) کي نظر ميں اطالي اور عرب دونوں ايک هيں !

پهر کہا " ترک عربوں ميں اور آنکے عزيز بهائي اطاليوں ميں بغض و عداوت ڈالنا چاهتے هيں ' وہ اپنا کام نکالکر انکو چهوڑ ديں گے ' آجتک عربوں کے ساتهه انکا کيا سلوک رها ؟ ظلم و استبداد کے سوا اور عثماني گورنمنت کيا ديسکتي هے ؟ انکو چاهئے که اپنے اطالي بهائيوں کا ساتهه ديکر هميشه کيلئے خود مختاري حاصل کرليں "

پهر (ابو جبريل) سے کہا که تم چهوڑدے جاؤگے' مگر اس شرط سے که اهل عرب کو جاکر سمجهاؤ ' اس نے کہا که يه ميري طاقت سے باهر هے' قبائل طرابلس سوا اپنے شيخ (سيدي احمد السنوسي) کے اور کسي کے حکم کي تعميل نہيں کرسکتے ' البته ميرا قبيله غير طرفدار رهے گا ' اور آخر ميں غالب و فتح ياب کا ساتهه ديگا -

اطالي کمانڈر نے اسي کو غنيمت سمجها ' اور چهوڑنے پر راضي هوگيا پهر ابو جبريل نے يه گپ هانکدي که ميں اپنے قبيله کا سردار

الاهرام کے تار

[درنه ۲۶ جون - بقبق ۲۷] عثماني کیمپ یہاں رسد اور ضروریات و متعلقات جنگ کے رکھنے کیلئے جو عمارت تعمیر کررها تھا - وہ ختم هوگئي -

ڈاک کا انتظام بھي نہایت مکمل اور باقاعدہ هوگیا [طرابلس] اور (برقه) کي تمام چھاؤنیاں باهم ایک دوسرے سے بالکل متصل هوگئي هیں (تیلي فون) کے علاوہ (هیلو گراف) (خبررساني بذریعۂ انعکاس آئینه) کا انتظام بھي هر طرح کامل هے -

طرابلس اور (خمس) کي اسلامي فتحمندیوں کي خبروں نے یہاں بڑي گرمجوشي پیدا کردي هے ' تمام عرب اور ترک جذبات جہاد سے مضطرب هورهے هیں اور بے چیني کے ساتھه کسي نئے معرکے کے منتظر هیں -

جن عرب مجاهدین کو جدید قواعد جنگ کي تعلیم دي جا رهي تھي - انہوں نے تھوڑے عرصے میں حیرت انگیز ترقي کي هے - جن لوگوں کو صحرائي اور وحشي سمجھا جاتا تھا آج انکو کوئي (درنه) میں آکر دیکھے که یورپین قواعد جنگ کي تحصیل میں کیسي عجیب استعداد اور صلاحیت ظاهر کررهے هیں ' جو یورپین همارے کیمپ میں موجود هیں ' اهل عرب کي اس قابلیت کو دیکھه دیکھه کر دنگ هو رهے هیں - خود قبائل عرب بھي اس جنگ کے نہایت ممنون هیں جسکي بدولت انکو ایسے مفید فنون جدیدۂ حربیه کے حاصل کرنے کا موقع ملا -

قسطنطنیه کي ڈاک

(واقعۂ خمس کي سرکاري تفصیل)

(خمس) کے جس واقعه کا ذکر تار برقیوں میں گذرچکا هے ' اسکي تفصیل وزارت جنگ کے دفتر نے حسب ذیل شائع کي هے :

۱۳ جون کي صبح سے جنگ شروع هوئي ' عثماني فوج دو عمودي شکلوں میں (لبده) کے ٹیلوں سے بڑھي اور دشمن کي گوله باري کي پروا نکرکے حمله شروع کردیا ۷ گھنٹے تک جنگ جاري رهي ' مگر بالاخر فتح و نصرت همارے فوج هي کو نصیب هوئي -

(لبده) کے قریب دو مستحکم قلعے هیں جنکو لوهے کي تاروں سے دشمن نے گھیردیا تھا اور اسکے گرد چند میداني توپیں نصب کردي تھیں هماري فوج کي پہلي عمودي جمعیت نے حمله کرکے تلوار سے تمام تاریں کاٹ ڈالیں ' اور تھوڑے هي عرصے کے اندر قلعه پر قبضه کرلیا اور جس کسي نے مقابله کیا ' ته تیغ هوا اٹالیوں نے بھاگتے هوے دیکھا که توپیں ساتھه نہیں لیجا سکتے تو میخیں ٹھونک کر بیکار کردیں ' البته ذخائر رسد وغیره کثیر مقدار میں هاتھه آئے -

هماري دوسري جمعیت بھي اس عرصے میں بیکار نہیں رهي اس نے دشمن کے افسر کے خیموں پر حمله کردیا ' اور جتني فوج ان میں موجود تھي ' اسکو نکال بھگا دیا ' قلعه اور خیموں کے بھاگے هوے دوسرے قلعه میں پناهگیر هوے ' اور کمک کیلئے هر طرف آدمي دوڑائے ' انکي ایک کافي جماعت قریب هي (تل مراقب) میں موجود تھي ' وہ فوراً روانه هوگئي ' لیکن هماري فوج کو خبر ملچکي تھي ' انہوں نے اسي قلعه سے حمله کے جواب دینے کا کام لیا اور سات مرتبه حمله آور ون کو پسپا کردیا ' بالاخر جب عثمانیوں کو اپنے مرکز کي طرف جانے کي ضرورت پیش آئي تو قلعه کے تمام رسد خانوں میں آگ لگا کر روانه هوگئے - دشمن کے ۱۰۰۰ مقتول هوئے جنمیں ۱۷ - افسر تھے اور همارے ۱۰۰ شہید اور اتنے هي زخمي *

معرکۂ خمس کي مزید تفصیل

صباح کے تار

(المؤید) کي تار برقیوں کے قریب قریب العلم ' اهرام ' الجریده وغیره اخبارات مصر ' اور اقدام ' طنین ' صباح ' الهلال العثماني ' وغیره آستانے کے اخبارات کے نامه نگاروں کي بھي اطلاعات هیں ' البته (صباح) کي خبروں میں ایک دو تار برقیاں قابل اقتباس تفصیل رکھتي هیں ' ۱۲ - جون کے (معرکۂ خمس) کي نسبت لکھتا هے :

دو گھنٹے سے زیاده دشمن جم نه سکا ' باوجودیکه جمعیت وافر ' توپخانه گوله بار ' قلعه مستحکم ' آهني سلاخوں کا سخت حصار ' اور بلندي سے جواب دینے کا عمده موقع حاصل تھا ' لیکن مجاهدین کے قدم ایک لمحے کیلئے بھي نہیں رکے ' تلواریں مارتے هوے اسطرح بڑھتے گئے ' گویا سامنے کوئي رکاوٹ هي نہیں هے اور قلعه انکي آمد کا منتظر هے ' قلعه میں ذخائر رسد کا اسقدر انبار تھا که اسکو هم کسي طرح نہیں لیجا سکتے تھے ' میگزین کے گودام بھي بالکل لبریز تھے ' اور بلندي پر دو توپیں چل رهي تھیں ' یه حالت ایک چھوٹے سے قلعه کي تھي ' جو انکا کوئي مرکزي کیمپ نه تھا ' اس سے اندازه کرلینا چاهئے که انکے بڑے بڑے کیمپوں میں کسقدر سامان هوگا ؟ کیسے تعجب کي بات هے که زندگي اور جنگ کے اسباب کا اسقدر وافر ذخیره رکھکر ' جسکا عشر عشیر بھي بے سروسامان مجاهدین کو میسر نہیں ' وہ هر جگه شکست خورده ' ذلیل و مخذول ' اور مبتلائے مصائب و آلام هیں !

قلعه میں جب هم داخل هوے تو ابتدا میں هر جگه دشمنوں کے انبوه مستعد و مسلح نظر آئے ' لیکن جوں هي هماري آمد کا غل مچا ' اسطرح بھاگنے لگے ' گویا وہ اسکے لئے هماري آمد کا انتظار کر رهے تھے ' سچ یه هے که اٹالین فوج کي بے بسي کي اب حد هوگئي ' جرأت و عزم آخري جواب دیچکے هیں ' طبیعت افسرده اور قلوب سہمے هوے اور مرعوب هیں ' مجاهدین کا مقابله بجائے خود رها ' انکي آواز سے انکا جسم لرز جاتا هے ' لیکن ظالم اور بے حیا اٹلي انکو اپني نحوست کي لعنت میں پھنسائے هوے هے ' اور جبراً میدان جنگ میں ذبح کراتي هے "

اسکے بعد وهي حالات بتلائے هیں ' جو نامه نگار (المؤید) سنا چکا هے ' البته (صباح) کے بیان میں توپوں کو اطالیوں نے بھاگتے هوے معطل نہیں کیا ' بلکه خود مجاهدین نے بیکار کردیا تھا -

غازي انور بک

حال میں ایک خاص فرمان سلطاني کے ذریعه اعلان کیا گیا هے (غازي انور بک) سپه سالار طرابلس کو انکي اصلے فوجي عہدے (لفٹننٹ کرنیل) سے ترقي دیکر (کرنیل) کے عہدے پر ممتاز کیا گیا هے -

اطالي سپاهي عام طور پر اس بد بخت جنگ کے مخالف هوگئے هيں جس نے ابتدا سے آجتک انکو سوائے ذلت و خوازي اور هلاکت و بربادي کے اور کچھه نه دکھایا - وہ کہتے هيں که آجکل تمام اطالي کیمپ میں مصیبت و شقاوت نے سوا کچھه نهيں هے تمام لوگ شب و روز پتھر ڈھونے اور حصار چننے ميں جبراً لگائے جاتے هيں اور عاجز آکر بغاوت اور سرکشي پر مستعد هوگئے هيں -

(دو مہینکو و رجینا) قسم کھاکر کہتا هے که برقه اور طرابلس کے سوا حل کے نو مہینے کے قیام ميں انهوں نے سوائے متواتر نقصانات کے ایک لمحه کے لئے بھي کوئي فائده حاصل نهيں کیا ' تمام کیمپ هر روز صلح کي امید لیکر اٹھتا هے ' اور جانتا هے که اب اسکے سوا اور کوئي راہ نجات نهيں هے - وہ کہتا هے که صرف درنه ميں ایک هزار سے زائد اپنے آدمي هم کٹوا چکے هيں -

اس سے یه بھي معلوم هوا که " فوجي افسروں نے جنگ کے حالات و نتائج پر گفتگو کرنا جرم قرار دیدیا هے اور بہتوں کو سزائیں ملچکي هيں ' جو سلوک دشمنوں کے ساتھه یہاں کیا جاتا هے اگر

بنغازي کے (یہودیوں) نے اب پھر طربوش اوڑھنا شروع کردیا هے (پچھلے دنوں اٹالین قتل و غارت کے خوف سے تمام یہودیوں نے ہیٹ کا استعمال شروع کردیا تھا)

النیل قاهره کے تار

بنغازي میں معرکه

(درنه ۲۴ جون بتقیق ۲۵) ۱۹ - جون کي شب کو (بنغازي) میں سو مجاهدوں کا ایک گروہ عثماني کیمپ سے شہر کے مغربي حصے کي طرف نکلا ' صبح جب نمودار هوئي تو اٹالین هوائي جهاز سامنے نظر آئے جنهوں نے دشمن کو دیکھتے هي پانچ گولے چھوڑدیے تا که اٹالین کیمپ هشیار هوجاے ' چنانچه معاً دو اٹالین کمپنیاں مکمل استعداد کے ساتھه نکلنے پر مجبور هوئیں اور ایک شدید معرکه شروع هوگیا - مجاهدین نے کمک کیلئے اطلاع دیدي تھي ' لیکن قبل اسکے که عثماني کیمپ سے امدادي فوج پہنچے ' تمام اٹالین فوج اپنے ۱۰۰ مقتولوں کي لاشیں اور بمقدار کثیر اسلحۂ جنگ ' چھوڑکر بغیر کسي ترتیب و انتظام کے بدحواس بھگ گئے - مجاهدین کو

شیخ سلیمان باروني بنغازي کے معرکے مین مع مجاهدین عرب .

تمام اطالیوں کو معلوم هوجاے تو ایک فرد بھي ایسا نهو جو بے اختیار اپنے جہنم ادے نتے عثماني کیمپ کے اس دارالامن کي طرف نہ دوڑ ے "

[اٹالین فوج کي موجوده حالت]

(ایضاً) همارے چھاوني میں بنغازي سے کچھه اور لوگ آکر شامل هوگئے هيں ' انسے معلوم هوا که ۲۰۰۰ اٹالین سپاهیوں نے اپنے افسروں کے احکام ماننے سے انکارکردیا هے اور علانیه باغي هوگئے هيں ' یه ان پلٹنوں کے علاوه هيں ' جنکے تمرّد کي خبر پہلے دیچکا هوں ' افسروں نے جب انپر احکام جاري کرنے چاهے تو گرجے میں چلے گئے ' اور تلواریں پھولکر رکھدیں ' جنرل کمانڈر بد حواس هو رها هے اور اس فکر میں هے که بہت جلد انہیں اٹلي واپس کردے -

[اٹالین کیمپ میں آثار جنون اور خود کشي]

(ایضاً) بنغازي میں اٹالین کیمپ عربوں کي تلواروں سے بچکر بھي قتل هورها هے ' نئي خبر هے که تین افسر یکایک پاگل هوگئے اور ۹ افسروں نے خود کشي کرلي ' افسر طرح طرح کي جھوٹي خبریں شائع کرکے فوج کو تسلي دے رهے هيں مگر کارگر نهيں هوتیں -

ایک اٹالین افسر کا نہایت قیمتي گھوڑا اور ایک مقیاس الحرارت بھي هاتھه آیا - ادھر کا نقصان تین زخمیوں سے زیاده نهیں (تولیدا)

(طرابلس کے عثماني کیمپوں کا اتصال)

(ایضاً) بنغازي ' درنه ' طبروق اور سلوم کے عثماني کیمپوں کے اتصال کے لئے جو (تیلیفون) اور (مارکوني تیلیگرافک) تار لگائے جارهے تھے ' انکا کام ختم هوگیا ' علاوه ان مقامات کے اور بھي تمام چھوٹي چھوٹي چوکیوں اور ان مقامات میں انکا سلسله مکمل هوگیا هے جو اٹالین کیمپ سے قریب ' اور اسلیے ضروري خبروں کا ذریعه هیں

کوشش کي جارهي هے که (جبل اخضر) اور (صحرا) کے اهم مقامات کو بھي اِسي طرح متصل کردیا جاے

" حامل رقعه همارے وہ برادران محبوب هیں ' جو میدان قتال میں هماري اعانت کیلئے سب سے پہلے پہنچے ' اور اُس وقت هماري مدد کي ' جب که همارے زخموں پر مرهم لگانے والا کوئي نه تها ' ور هم اسقدر مفلس اور کنگال تهے که زخموں کي علاج پر ایک کوڑي بهي خرچ نہیں کرسکتے تهے * * * * سب سے بڑي بات یه هے که مصر اپنے آپکو پورے معنوں میں عثماني یقین کرتا هے ' اور جو نشتر خلافت اسلامي کے سر پر لگتا هے ' اسکے درد کو ایک عضو ملحق کي طرح محسوس کرتا هے ' اسي کا نتیجه هے که ان لوگوں نے سب سے پہلے هماري مدد کي اور طرابلس کے نقصان اپنا نقصان سمجها " -

اسي طرح (مصطفی کمال بک) کمانڈر درنه (احمد فواد) کمانڈر (شرقي درنه) اور عثماني کیمپ (بنغازي) کے ڈاکٹر (ابراهیم طلیع کي تحریرات هیں جنمیں هر طرح انکي خدمات کا اعتراف کیا گیا هے -

ولایت کی ڈاک

ریوٹر کي تار برقیاں

(سیدي علي پر قبضه)

(لندن ۱۶ - جولائي) اٹلي نے سیدي علي پر قبضه کرلیا - یه مقام طرابلس اور تیونس کے درمیان واقع هے - کمک آتے هي دشمنوں نے شدید حمله کیا لیکن آخر کثیر نقصان اُٹهاکر پسپا هوجانا پڑا - لڑائي کہیں ۹ گهنٹے میں موقوف هوئي تهي -

(روما ۱۶ - جولائي) سرکاري طور پر بیـــان کیا جاتا هے که معرکۂ سیدي علي میں ۱۶ - اٹالین مارے گئے اور ۷۳ زخمي هوئے یه بهي بیان کیا جاتا هے که معرکے کے بعد ترک ایک گنج قتیلاں چهوڑ گئے -

جزائر بحر ایجّین

ڈیلي ٹیلیگراف کے تار

(پیرس ۲۸ جون) (ایکوڈے پیرس) میں ایک تار روما سے آیا هے ' جسمیں ذکر کیا هے که جزائر ایجین کے متعلق (جن پر اٹالین قابض هیں) انگلستان کي جانب سے دول یورپ کے ساتهه گفت و شنود معاملات کا افتتاح هوچکا هے - کہا جاتا هے که (یوناني وزیر اعظم ایم - وینزیلس) کي استدعا سے (ڈاؤننگ اسٹریٹ) نے ان کارروائیوں کو اپنے هاتهه میں لیا هے -

اس خبر سے یه به تحقیق معلوم هوتا هے که باره جزیرے جو اٹلي کے قبضے میں آچکے هیں اب ترکوں کو نہیں ملنے کے ' اگرچه ان پر سلطان کا براے نام هي اثر کیوں نه تسلیم کرلیا جائے - دوسري طرف یه تجویز پیش کي جاتی هے که ان جزائر کے ساتهه (کریٹ) اور (ساموس) بهي خود مختار ریاستوں کي فہرست میں داخل هونگے - جب تک دول اعظم ستّه مصروف بحث و گفتگو رهینگے ' بحیرۂ ایجین میں اٹلي کوئي مزید کارروائي نہیں کریگي - اور یقین کیا جاتا هے که یه معامله بندیاں جو دول موصوف کي جانب سے جاري هیں ' ممکن هے که ایک کانفرنس کے انعقاد کي تمہید هوں ' جہاں خاتمۂ جنگ کي بحث کي جائیگي -

لنڈن ٹائمز

(سیوس ۲۱ جون) سیوس کے سواحل میں اٹالین بیڑہ ابتک موجود هے ' لیکن دن بهر دوباره اسکي صورت نظر نه آئي ' مارشل لا کے اعلان کے بعد شهر اور اطراف میں پوشیده اسلحوں کي جاسوسي کي گئي - ترکي فوج داخلي حصے میں پڑي هے ' اور حد درجے کے ضبط سے کام لے رهي هے -

(کالم نس) اور دیگر جنوبي (جزائر ایجین) کی رپورٹوں سے معلوم هوتا هے که اٹلي نے قبضه کے بعد اپني تمام فوج اُٹها لي ' تهوڑي سي پولیس کے انتظام کے لئے رکهه چهوڑي هے - اٹالین جهنڈا نہیں اُڑتا هے - یہاں کے باشندے ایسے نادان هیں که اتنا بهي نہیں جانتے که هم کسکے اطاعت گزار رهیں -

(ایتهنس جون ۲۳) (انجمن اهالیان جزائر ایجین) نے (اٹالین سفارت خانے) کو کل ایک یادداشت بهیجي هے - یادداشت میں اهالیان جزائر کي اس آرزو کا اشاره کیا گیا هے که اگر یونان کے ساتهه جزائر کا الحاق محال متصور هو تو اتنا تو ضرور چاهئے که انکو کامل خود مختاري عطا کردي جائے - جہاں تک معلوم هوتا هے یه یاد داشت اور دیگر سفارت خانوں کو پیش نہیں کي گئي - اس مسئلے کو سیاسي حلقے خواه کسي نظر سے دیکهیں ' لیکن اسقدر تو ضرور درست هے که باشندگان جزائر اپنے حقوق کي طلب میں بالکل حق بجانب تهے جو انکو همیشه ترکي کے سلطانوں سے حاصل تهے مگر صرف پچهلے سالوں سے تلف هوگئے -

منچسٹر گارجین

(ایتهنس جولائي ۲۳) (نائبین باشندگان جزائر کي کانگریس) جزائر ایجین سے آکر (پاٹمس) میں مجتمع هوی ' اور ایک کمیٹي منتخب کي ' یه روما پهنچکر اٹلي کا دلي شکریه ادا کریگي که اهـل جزائر کو آپنے آزادي عطـا کي لیکن همـارے سیاسي مستقبل کے مسئلے پر بهي عنائت کي نظر ڈالي جاے - اس قسم کے روزلیوشن پاس هوکر یہاں چهپ چکے هیں - ان منصوبوں میں بآواز بلند کہا گیا هے که اب ترکوں کی اطاعت قبول نکرینگے اور یونان سے اتحاد کي پاک و مقدس آرزو کرتے هوئے ' (جنرل آمیگلایو) اور دیگر اٹالین افسروں کي زباني اور تحریري اعلانات کي بنیاد پر آزادي طلب کي هے - ساتهه هي اسپر بهي زور دیا هے که اس راسخ و مستحکم اصول کي هتک نهو که جو زمین ترکوں سے چهن جائے ملت مسیحي کے قبضۂ اقتدار سے نکل کر هرگز ترکي حکومت میں دوباره داخل نهو - قانوني مجلس کي ساخت و پرداخت کا فیصله ملتوي رکها گیا هے - جهنڈے کے متعلق فیصله هوچکا هے که نیلگوں اور اسمیں سفید صلیبي نشان اور سورج دیوتا اپالو کي شبیه هو -

تاریخ اعلان چهارم جون ' اور اسپر باره جزیروں کے نائبوں کے دستخط هیں -

ایم ریلی سابق وزیر اعـظم ' یوناني چیمبر میں (ارکاڈیا) کا نائب منتخب هوا هے - اُسکي جماعت کے ایک ممبر نے محض راه محبت اُسکے لئے جگه خالي کردي تهي -

(مشائخ سنوسي طرابلس میں)

(بقبق ۲۵ جون) سید شریف ابن میلود اور سیدي عمران جو طریقۂ سنوسیہ کے مشاهیر مشائخ میں سے هیں مع صحرا کے بعض شیوخ قبائل کے (بقبق) کی مرکزي قیامگاہ (هلال احمر) میں تشریف لائے اور انجمن کے رئیس اور ممبرون کي اسلامي خدمات کي نہایت تعریف و ثنا کي

(مصراطہ میں عربي فتح)

(بنغازي ۲۴ جون - بقبق سے روانہ هوا ۲۵) اطالیوں کي ۹ رجیمنٹیں ضلع (مصراطہ) کے ساحل پر آتریں اور (قصر احمد) پر شدید حملہ کرنا چاها ' لیکن عرب باشندوں نے مقابل هوکر پسپا کردیا ' اور سخت و شدید نقصان پہنچانے کے بعد بھگاتے هوے ساحل تک لے گئے *

(ساحل سوسہ پر گولہ باري)

(ایضاً) اطالیوں نے دریا سے (سوسہ) پر گولے پھینکے (یہ ایک چھوٹا سا گانؤں هے جسمیں زیادہ تر کریت کے مہاجرین آباد هیں لیکن ایک شخص کو بھي نقصان نہ پہنچ سکا ' صرف ایک پن چکي کو خراب کرکے ناکام واپس گئے - (درنہ) کے کمانڈر مصطفی کمال بک (سوسہ) گئے هیں تا کہ وهاں کے باشندوں کو ساحل سے کسي قدر فاصلے پر هٹادیں *

جزائر بحر ایجین

کے متعلق صباح کا بیان

صباح کا بیان هے کہ مصر کی یونانی نو آبادیوں اور دیگر ممالک نے جزائر ایجین کی آزاد و خودمختارانہ حکومت کے لئے جو آرزو مندانہ یاد داشتیں دول عظــــام کو بھیجي تھیں اُن پر مطلق توجہہ نہیں هوئی - همارا همعصر اور اضافہ کرتا هے کہ عثمانی سفرا کو اس باب میں پیام جا چکا هے -

اخبار مذکور کواتھنسس (دارالخلافہ یونان) سے خبر ملی هے کہ سیاسی جماعتوں نے یونانی گورنمنٹ کو تحریک کی هے کہ دول یورپ کو راضی کرکے جزائر کا الحاق یونان سے کردیا جائے ' لیکن گورنمنٹ یونانی نے صاف جواب دیدیا کہ جب کریت میں بیشمار جانیں تلف هوکر بھي الحاق کی صورت ممکن نہوئی تو ان جزائر کا ملحق هونا معلوم -

اطلاع ضروري

جن حضرات نے خاص (ایڈیٹر) کے نام خطوط روانہ کیے هیں' وہ جواب نہ ملنے کي وجہ سے شاکي هونگے ' مگر انہیں معلوم نہیں کہ (ایڈیٹر) کئي دن سے ایک سخت اور شدید بخار (ڈیگو فیور) میں مبتلا هے ' جسمیں کئي بار هزیان تک نوبت پہنچ چکي هے' اور چند لمحے جو کبھي کبھي هوش و حواس کے میسر آگئے هیں اُنھي میں یہ رسالہ مرتب هوا هے' پس امید هے کہ وہ ان مجبوریوں پر نظر رکھکے چند دنوں اور جواب کي تاخیر کو گوارا فرما لین گے - (منیجر)

مسئلۂ صلح

(جون ترک) کا لندنی نامہ نگار تار دیتا هے :- ڈپلو میٹک ذرائع سے معلوم هوا هے کہ دولت برطانیہ جنگ روم و اٹلی کے عقدے کے حل کي تیاری میں مصروف هے اور کچھ تجویزیں مرتب کرکے دیگر دول کے سامنے پیش کی هیں - ان تجاویز کا غالب عنصر حسب ذیل هے -

(۱) طرابلس اٹلي سے ملحق تو هوجائگا لیکن اُسپر عثماني خلافت و مذهبي اثر مسلم رهنا چاهئے -

(۲) سیرنیکا عثماني صوبوں میں رهیگا اور اٹلي اُن بندر گاهوں سے اپنا تسلط اُٹھالے -

(۳) اٹلي نے جن جزائر پر قبضہ کیا هے خالي کردے - اور اس تخلیہ کے معاوضے میں ترکي تاوان ادا کرے - اور یہ رقم اسقدر هو جسقدر کہ اٹلي کو جزائیر ایجین میں صرف کرني پڑي هے -

(۴) طرابلس کے اوقاف اور خاص سلطاني علاقہ جات کا اٹلي بھی تاوان ادا کرے -

هلال احمر مصر

کے پہلے طبي وفد کي میدان جہاد سے واپسي

مصر کي (انجمن هلال احمر) نے جو پہلا وفد طرابلس روانہ کیا تھا' وہ ۲۷ جون کو اپني خدمات انجام دیکے واپس آگیا' اسٹیشن پر استقبال نہایت شاندار تھا ' اور هر طبقے اور گروہ کے بے شمار لوگ موجود تھے ۲۸ کو انجمن کے ادارے میں ایک عظیم الشان مجلس منعقد هوي' تاکہ ڈاکٹر عزت بک ' احمد بک حلمي ' منیر بک ' جودت آفندي وغیرہ رئیس و اعضاے وفد کي خدمات کا ملت کي طرف سے شکریہ ادا کیا جاے -

طرابلس کے مختلف کیمپوں اور مقامات میں انکا قیام رها ' اور هر جگہ انکي خدمات زریں اور ناقابل فراموش رهیں' علی الخصوص (ڈاکٹر عزت بک) جنھوں نے اپني خدمات کو طبي امداد هي تک محدود نہ رکھا بلکہ کئي معرکوں میں شریک قتال هوکر جہاد مقدس کا فرض بھي ادا کیا ' انکے پاس تمام **عثمانی** کیمپوں کے افسروں کي جو تحریریں بطور سند و اعتراف **خدمت موجود** هیں' انکا فوٹو لیکر انجمن نے شائع کردیا هے -

۱۹ - مارچ کو (غازي **انور بک** ، **جیکو** و عین المنصورہ) کي کي چھاؤني میں مقیم تھے' وفد کے رئیس کو لکھتے هیں :

" آپکي جماعت نے (طبرق) اور (درنہ) کے کیمپوں میں آغاز جنگ سے جو خدمات انجام دي هیں' انکا شکریہ ادا نہیں هوسکتا ' آپ لوگ اُس ابتدائی زمانے میں آے' جب موجودہ حالت سے بھي زیادہ هم محتاج تھے ' اور زخمیوں کي مرهم پٹي کیلئے کوئي هاتھہ نہ تھا ' لیکن آپ لوگوں نے آتے هي اپني جاں توڑ اور لیل و نہار کي خدمات سے فوجي شفاخانوں میں زندگي پیدا کردي "

پھر ایک موقع پر جب (طبرق) سے (درنہ) روانہ هوے هیں تو (غازي انور بک) نے وهاں کے کمانڈر کے نام خط لکھتے هوے لکھا :

درۂ دانیال پر مکرر گوله باري

ترکي کي بحري فتح

اٹلي کي دو تارپیڈو کشتیاں غرق اور چهه شکسته هوگئیں

(لندن ۱۹ - جولائي) درۂ دانیال سے (ریوٹر) کو صبح چار بجے خبر ملي هے که مقام (کم قلعه) میں سخت گوله باري هورهي هے -

(قسطنطنیه ۱۹) ایک بجے صبح ۸ اٹالین تارپیڈو کشتیوں نے (کم قلعه) پر یکایک حمله کردیا - قلعه نے جواب دینا شروع کیا تو دو کشتیاں غرق اور ۹ مجروح هوئیں -

(درۂ دانیال کي بندش)

باب عالي نے درۂدانیال بندکردینے کا حکم دیدیا

(جدید وزارت)

توفیق پاشا نے وزارت منظور کرلی -

الهلال کي قیمت

ر لو کنت لاتدري فتلک مصیبة
ر ان کنت تدري ' فالمصیبة اعظم

همارے لئے ایک نهایت دشوار اور لا ینحل عقده' (الهلال) کي قیمت کا مسئله هے -

اگر (الهلال) انگریزي کا کوئي رساله هوتا اور اس صرفِ کثیر کے سانهه شائع کیا جاتا ' تو یه نهایت آسان تها که آسکي قیمت کم از کم ایک گیني سالانه رکهدي جاتي ' اور پهر تمام اخبارات میں پرو پرائٹر کي فیاضي کي تعریف کي جاتي که کسقدر ارزاں قیمت میں کس درجه کثیر المصارف (جرنل) شائع کیا گیا هے ' مگر مشکل یه هے که انگریزي پریس کا نمونه پیش نظر رکهکر همنے اردو زبان میں رساله جاري کیا هے' اور تمام پبلک اُن اخبارات و رسائل کي خریداري کي عادي هورهي هے' جنمیں سے اکثر کي قیمت تین چار روپیه سے زیاده نهیں هے' اگر همارے مصارف کا صحیح اندازه هوتا تو بهي ممکن تها که بلوجود اس عادت کے (الهلال) کیلئے ایک دو روپیه کا صرفِ زائد جائز سمجهه لیا جاتا' لیکن پهلي مشکل سے بهي زیاده مشکل یه هے که (لیتهو پریس) کي ارزاں چهپائي اور عام اُردو اخبارات کے سستے کاغذ اور سستے اسٹاک نے اس اندازے کي راهیں بهي مسدود کردي هیں -

الحمد لله که هم نے یه کام کسي تجارتي منفعت کي غرض سے نهیں کیا هے ' اور نه سرمایه ایسی بے سرو ساماني کي حالت میں هے ' جسکي وجه سے ابتدا هي میں خریداروں کي کثرت کیلئے مضطرب هوں ' پس اسے بالکل ناپسند کرتے هیں که قیمت کے مسئله پر بار بار کچهه لکهیں ' چونکه چند غلط فهمیاں بهي پیدا هوگئی هیں اسلئے اول مرتبه یه چند سطور شائع کي جاتي هیں اور انهیں کو آخري بهي سمجهنا چاهئے ' قیمت رسالے کے لوح پر همیشه درج کردي جاتی هے ' اور وهي ایک دائمي اور مستقل قیمت هے جسمیں کسي طرح کمي و زیادتي نهیں هو سکتي' جن صاحبوں کو مطلوب هو' وه انهیں سطور کے مطالعه پر قناعت فرمائیں ' آئنده سے قیمت کے متعلق جو خطوط آئیں گے انکے جوابات بهي نهیں دئے جائیں گے' کیونکه دفتر نهایت مصروف هے -

(۱) جسقدر صرف (الهلال) کے ایک نمبر کي صرف تصویروں پر آتا هے' اس سے کم میں اُردو کے بهتر سے بهتر هفته وار اخبار پورے ایک ماه تک اپنے دفتر کو چلا سکتے هیں ' کاغذ اور ٹائپ کي چهپائي کے چوگنے صرف کو اسکے علاوه سمجهئے -

(۲) کم سے کم پندره روپیه اسکي قیمت رکهي جاتي تو ایک عرصے کے بعد کهیں دفتر کا خرچ نکلنے کي امید کي جاسکتي ' مگر چونکه اسکي اشاعت سے اصل مقصود چند مقاصد کي تحریک ملک میں پیدا کرني هے اور وه بغیر کثرت اشاعت کے ممکن نهیں اسلئے نصف قیمت رکهي گئي جسمیں سے ۱۲ آنه تو محصول کے نکلگئے صرف ۷ روپیه ۴ آنے اصلي قیمت باقي رهتي هے-

** * * * *

(۳) اس وقت جو اردو اخبارات نکل رهے هیں ان میں سے ایک مشهور اخبار کي قیمت ۸ روپیه اور ایک کي ۱۲ روپیه هے' پس هم نے پهر بهي اردو اخبارات کي قیمت کے حدود سے باهر قدم نهیں رکها ' اور دونوں کي حالت میں جو فرق هے وه ظاهر هے -

(۴) همارے ناظرین کو معلوم نهیں که با تصویر رساله نکالنے کي وجه سے هم کو اول تو اعلے درجه کي مشین رکهني پڑي' اور پهر هافٹون کي مخصوص (ٹریڈل مشین) بهي لینے پڑي ' کیونکه تصاویر کا نازک کام بسا اوقات عام چهپائي کي مشین پر ٹهیک نهیں هوسکتا ' لیکن کیا ان مشینوں کے مصارف سے ناظرین واقف هیں ؟

(۵) پهر طلبا کیلئے اُس نصف قیمت سے بهي نصف قیمت کردي گئي یعنی ۴ روپیه ۱۲ آنه اب هم نهیں جانتے که اور همیں کیا کرنا چاهئے اور کس درجه ایثار مطلوب هے ' خدا تعالی هماري نیت سے با خبر هے' همارا بس چلتا تو هم تو بالکل مفت پرچه تقسیم کرتے -

(۶) بعض طلبا ششماهي قیمت پر اخبار مانگتے هیں انکي خدمت میں گذارش هے که اتني تخفیف کردینے کے بعد اب اور رعایت ممکن نهیں ' رعایتي قیمت پر ششماهي سے کم زمانے کیلیئے رساله جاري نهیں کیا جاسکتا ' اور نه کسي حالت میں سه ماهي جاري هوسکتا هے -

(۷) هاں پوري قیمت پر جو صاحب سه ماهي قیمت ادا کرني چاهیں اُنهیں هر سه ماهي کے اختتام پر ۲ روپیه ۸ آنے کا وي - پي روانه کیا جائیگا اور اسطرح انهیں [illegible] روپیه میں سالانه قیمت پورے کي اگر یه منظور هو تو سه ماهي قیمت بهي وصول کي جاسکتي هے -

(۸) نمونے کے کیلئے ساڑهے تین آنے کے ٹکٹ یا وي - پي کي اجازت ملني چاهئے *

—*—

[الهـلال الیکٹریکل پرنٹنگ ورکس نمبر ۷ - ۱ مکلاؤڈ اسٹریٹ - کلکته سے [مظهر الحق] نے چهاپکر شائع کیا]

قسطنطنیہ میں ہجوم مشکلات
اور تصادم احزاب

(قسطنطنیہ ۱۴ جولائی) یہاں انجمن اتحاد و ترقی پر مخالفتوں کے حملوں نے نہایت سنگین و شدید حالات پیدا کردیے ہیں' انجمن کو سخت جدوجہد و ابتلا درپیش ہے - مخالفت کا عنصر اعظم ایک قسم کا فوجی اتحاد ہے جو بہ سرعت نشؤ و ترقی پا رہا ہے اور اُس جل کا حیثیت آئینی میں شکل پذیر ہونا بالکل نا ممکن سا ہوگیا ہے' جسمیں امور سیاسیہ میں دخل دینا افسروں کے لئے جرم قرار پایا تھا -

عثمانی مشکلات کا روشن ثبوت اس سے پایا جاتا ہے کہ ترکی فوج البانیوں سے لڑتے وقت بے وفا نکلی - بارہ بٹالین کی نسبت مشہور ہے کہ مناستر میں غدر کردیا ہے - یہ آفت مقامی و معدود ہی نہیں ہے - سالونکا میں انجمن اور گورنمنٹ کے خلاف سخت بے اطمینانی پھیل رہی ہے - سنا جاتا ہے کہ عثمانی دستور کی سالگرہ کے دن ایک نمایش بیزاری ہونیوالی تھی - بہرکیف یہ مسلم ہے کہ دونوں ہمسایہ فوجیں اس شعلۂ بغاوت سے دلی ہمدردی رکھتی ہیں -

(ٹائمس) کا ایک نامہ نگار کہتا ہے کہ (حسین کاظم) والی سالونکا اس تحریک کا روح و رواں ہے - اگر واقعہ یوں ہی ہے تو اس تحریک کو ایک خدا ساز اور عازم لیڈر ملگیا' ایسا لیڈر' جو حال ہی میں انجمن اور اُسکے افعال پر بے تکان علانیہ لعنت و ملامت کر چکا ہے - دوسرا ثبوت یہ ہے کہ ایک ترکی افسر جو پہلے (سعید پاشا) اور (محمود شوکت) وزیر جنگ کا دوست تھا- کسی اٹالین اخبار میں ترکی گورنمنٹ اور انجمن کے خلاف ایک کھلی چٹھی چھاپتا ہے جسمیں عثمانیوں کی بیداری کا اظہار کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اب انتقام کا وقت آپہنچا -

بیان کیا جاتا ہے کہ غداروں کے خلاف کوئی کار روائی عمل میں آئی ہے اور نہ آسکتی ہے انسپکٹر افواج (ذکی پاشا) یقین کے ساتھہ کہتے ہیں کہ اگر پاداش و سزا کا قصد کیا گیا' تو وہ ابتلا انگیز پیچیدگیاں پیدا ہو جائیگی جنکا پھر فرو ہونا محال ہوگا - سیاسی مباحث کے انسداد کے متعلق قانون سازی کا جو تار آج بھیجا گیا اُس سے بیزاریوں کا استقبال مقصود تھا' لیکن یہ بھی رائگاں ثابت ہوا - یہ یاد رکھنا چاہئے کہ کئی دن گذرے وزیر جنگ اپنی وزارت سے مستعفی ہوگیا' اور اٹلی سے معاملۂ صلح کی افواہوں کا شان نزول بھی یہی انتشار غدر و سرکشی ہے -

ذی اطلاع حلقوں میں وثوق کے ساتھہ یقین کیا جاتا ہے کہ سرکشوں کے مطالبات حسب ذیل ہیں :—

(۱) حقی پاشا اور اُنکی وزارت کے ممبروں کی پرسش -
(۲) سعید پاشا اور اُنکے رفقا کا استعفا -
(۳) وزرا کی شخصی ذمہ داریاں -
(۴) انجمن کی در اندازیاں انتظامی کونسل کے سپرد کردی جائیں -
(۵) تجدید انتخاب -
(۶) عام معافی -

ناظم پاشا کا وزارت جنگ سے انکار

(قسطنطنیہ ۱۵ - جولائی) ناظم پاشا سابق گورنر بغداد منصب وزارت جنگ قبول کرنیسے مجتنب ہیں - اگر قبول کرینگے تو چند سخت و شدید شرایط پر' جنمیں مارشل لا کی تنسیخ اور موجودہ ایوان وزرا' کی برہمی بھی ہے - گورنمنٹ نے ان شرایط کو نا منظور کردیا -

سوڈان پھر چونک اُٹھا

—*—

انگلو مصری افواج سر گرم عمل

—*—

۱۰ لاکھہ جدید ریفلین قوم اموک کے قبضے میں

(لندن ۱۹ جولائی) ریوٹر کو خبریں موصول ہوئی ہیں : جنوبی سوڈان واقع دامن حبشہ کے قبائل میں دس لاکھہ فرانسیسی ساخت کی جدید ریفلین خواہ کسی ذریعہ سے ہوں مگر پہنچ چکی ہیں' جس سے سخت اندیشہ ناک کوائف پیدا ہوگئے ہیں -

انگلو مصری فوج اور قبائل اموک کے جدید معرکے میں یہ بات الم نشرح ہوچکی ہے کہ برہنہ تن وحشی (بندرلیز) کی پُرشش سے آراستہ ہیں' اور اسطرح گولیاں برساتے ہیں' گویا قواعد یافتہ' اور قواعد دانی کی داد دیتے ہیں -

وزارت پر اظہار اعتماد

(محمود مختار پاشا کی وزارت جنگ کی افواہ)

(قسطنطنیہ ۱۶ - جولائی) پارلیمنٹ نے گورنمنٹ پر اعتماد کے ووٹ پاس کئے ہیں جنمیں تائیدی ۹۴ اور مخالف ۴ تھے -

وزیر اعظم اور وزیر خارجہ نے عثمانی تعلقات مابین دول عظام پر تقریریں کیں - اور زور کے ساتھہ بیان کیا کہ ہمارا تعلق جملہ دول کے ساتھہ عمدہ ہے -

تقریروں میں اس بات پر بالتخصیص مسرت ظاہر کیگئی کہ برطانیۂ اعظم سے پر جوش دوستی و مودت کی تجدید' ہمارے مستقبل کی ضامن ہوگی - سنا جاتا ہے کہ محمود مختار نے وزارت جنگ کا جایزہ قبول کیا ہے -

وزارت کا استعفا

(قسطنطنیہ ۱۷ - جولائی) ایوان وزرا مستعفی ہوگیا -

(قسطنطنیہ ۱۸ - جولائی) وزارت کے مستعفی ہونے کا بڑا سبب یہ ہے کہ محمود مختار بے طرح دباؤ ڈالنے لگے - محمود مختار وہی شخص ہیں جنکی نسبت خبر تھی کہ البانیا سے واپسی فوج' اور البانیوں کے ساتھہ اعتماد کی پالسی کی شرط پر وزارت جنگ قبول کرینگے -

جدید وزارت

توفیق پاشا عثمانی سفیر متعینۂ لندن وزیر اعظم مقرر ہوے - امید کی جاتی ہے کہ ناظم پاشا وزیر جنگ ہونگے -

وزارت نے طے کرلیا ہے کہ البانیا میں ایک آشتی کا مشن روانہ کیا جاے کا جو تین معروف البانی ممبران پارلیمنٹ سے مرکب ہوگا -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مقام اشاعت
۱-۷ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۳ | کلکتہ : شنبہ ۲۷ جولائی ۱۹۱۲ ع | جلد ۱

فہرست

الہلال کے مضامین کے ابواب

مذاکرۂ علمیہ

اس عنوان کے تحت مین ہمیشہ علمی مضامین ، علمی خبرین ، جدید اکتشافات ، مشرق ابحاث و افکار علمیہ اور علمی استفسارات کے جواب درج ہوا کرینگے .

احرار اسلام

اسمین بالالتزام تاریخ اسلام کے اُن مشہور ناموروں ، کے حالات درج کیے جائین گے ، جنہون نے مذہبی ، علمی اور سیاسی آزادی کے لیے کوئی جانفروشی اور قربانی کی ہو ، نیز زمانۂ حال کے نامور احرار کے حالات بہی مع تصاویر شایع کیے جائینگے ،

[illegible]

ایران کے متعلق تمام مضامین اور خبرین

مراکش سے یہ باب مخصوص رہیگا اسکے علاوہ مندرجۂ ذیل چہوٹے کالمون کے عنوانات ہین ،

مدارس اسلامیہ عالم اسلامی

انتقاد

مراسلات

ضخامت کی افزائش کے ساتھہ اور نئے ابواب بہی بڑھائے جائین گے ہمیشہ ایڈیٹوریل کالم انکے علاوہ رہیگا اور ابتدا مین بریف نوٹس :

شذرات

کے عنوان سے درج کیے جائین گے

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مقام اشاعت
۱-۷ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ١٢ آنہ

نمبر ۳ — کلکتہ : شنبہ ۲۷ جولائی ۱۹۱۲ ع — جلد ۱

شذرات

فقیر کي علالت کي خبر پڑھکر اکثر احبـاب تفصیلي حالت دریافت فرماتے هین ' اس لطف و نوازش کیلئے شکر گذار هوں ' لیکن اپني حالت کیا عرض کروں ؟ وهي پُرانا خارزار حسرت هے ' وهي پُراني پھولوں کي تلاش -

مثـال مالب دریا وحال مستسقي ست
دهند شوق ' ولے رخصت نظـــر ندهند

یه بائم المرضي نهیں هے بلکه قدرت کي طرف سے تازیانۂ تذبیه عبرت هے ' مگر افسوس که دل کي غفلت شکني اس سے بهي زیادہ سخت چابکوں کو ڈھونڈھتي هے : اولا یرون انهم یفتنون في كل عام مرة او مرتین ' ثم لا یتوبون ولا هم یذکرون (۹ : ۱۲۸)

خدا کا آفتاب آسکي رحمـــت کي طرح روز میرے سروں پر چمکتا هے ' اور اسکے دلفریب چاند کي ٹھنڈي روشني کبھي مجھسے بخل نہین کرتي ' اسکا ابر رحمت جب کبھي برساهے ' تو شاهي محل وایوان کي طرح میرے صحن خانه کے پرنالے بهي بهے هیں ' پھر اسکے سوا جو کچھ هے ' اُسے خود اپني محرومي اور بے عملي کیوں نه سمجھوں ؟ ما اصابک من حسنـة فمـــن الله وما اصابک من سیئة فمن نفسک - (۴ : ۸۲) وما ظلمهم الله ' ولکن کانوا انفسهم یظلمون (۳ : ۱۱۴)

تاهم احباب مطمئن رهیں که علالت کاموں مین حارج نهیں هوسکتي بشرطیکه هوش و حواس پر بهي اسکا حمله نهو' اول تو (سلطانِ فرض) کي حکومت سب سے بالا تر هے ' پھر رات دن کے اٹھنے بیٹھنے والے رفیق کي آمد میں نئي بات هی کونسي هے که آسکا کوئي خاص اثر هو ؟ البته پچھلے دنوں (ڈیگوفیور) کي شدت سے هزیان تـک نوبت پهنچ گئي اور دماغ قابو میں نه رها ' اس حالت میں اپني بے بسي اور مجبوري واضح هے ' لیکن شاید صحت دماغ کي حالت میں بهي قلـــم و زبان پر جو کچھه گذرتا هے ایک طرح کا هزیان هي هے -

کس زبان مرا نمي فهمد
بعزیزان چه التماس کنـــم

ایک محترم نے مشهور صاحب ریاست' اور اجکل کي قومي خدمات میں سربرآوردہ بزرگ (الهلال) کا پهلا نمبر دیکھکر ارقام فرماتے هیں :

"سچ یه هے که آپنے وہ کام کیا ' جو شاید اردو پریس کی کوي کمپني انجام دیسکتي' اور ابهي تو آپکے اصلي ارادے پردۂ خفا میں مستور هیں * * * * لیکن ظاهر هے که اتنے اهم اور محتاج مصارف کثیرہ کاموں کو تنها انجام دینا بهت مشکل هے - آپنے اپني همت خدا داد کي وجه سے اپنے ذمے لےلیا هے' مگر همارا فرض هونا چاهئے که آپکو تھوڑا بهت سبکدوش کردیں - آپکو معلوم هوگا که میں بهي دو سال سے اس خیال میں هوں که ایک عمدہ اردو اخبار جاري کیاجاے جو خالص قومی اغراض و مقاصد کو پیش نظر رکھے اور قابل و اهل علم

گے - پھر ساحل پر گولا باری کی - درۂ دانیال سے سر تجاوز رخصت ہوئی - اور (بحر ایجین) کے جزائر پر قبضہ کرلیا - لیکن نہ انگلستان کی تہذیب اس سے شرمائی اور نہ دول ستہ کی رگ شرافت کو حرکت ہوئی - سچ یہ ہے کہ بقول قدیمی مقنن (سولن) کے : قانون اور معاہدے مکڑی کا جال ہیں جو اچھے سے قوی کے ضرب سے تو ٹوٹ جاتا ہے - لیکن ضعیف ملجاے تو اپنے اندر الجھا لیتا ہے *

(باب عالی) نے مجبوراً (درۂ دانیال) کو بند کرنا چاہا لیکن دول یورپ شرم و حیا کے گرد و غبار کو دامن سے جھٹک کر سامنے آگئے اب کل کی بات ہے کہ (اٹلی) لوہے کی دیواروں سے سر ٹکرانے کی ایک اور ازمایش پر مائل ہوئی اور رات نے دو بجے آٹھ تار پیڈو کشتیاں لیکر گھس پڑی - لیکن پھر جو کچھہ ہوا اسکو امید ہے کہ بہت جلد نہیں بھلا سکے گی *

ابتدا میں تو اس شکست صریح کی تغلیط کی گئی اور کہا گیا کہ جب ترکوں نے آنکی آمد معلوم کرکے توپونکے دہانے کہولدئے تو مع الخیر اپنی کشتیاں واپس لے آے (٢٠ جولائی) اٹالین اخبارات نے اس واقعہ کو اٹلی کی بحری طاقت کی ایک بے نظیر نمایش بتلایا کہ بائیس میل تک ہماری کشتیان چلی گئیں اور پھر انپر ذرا بہی آنچ نہ آئی (٢١ جولائی) لیکن اب معلوم ہوتا ہے کہ (روما) کے دفتر جنگ نے اپنی کذب بیانی کی ڈگری پیشتر کی
(روما) کے دفتر جنگ نے اپنی کذب بیانی کی ڈگری پیشتر کی
نسبت کچھہ گھٹادی ہے کیونکہ پھر ٢٢ کی تاربرقیوں میں اس حد تک تسلیم کیا جاتا ہے کہ کشتیوں کو نقصان ضرور پہنچا - اور نیز یہ کہ مقصود ترکی بیڑے پر حملہ ہی تھا *

اس ہفتے ایک (تصویر) کسی جگہہ بعنوان (عثمانی پیغام بر اٹالین کیمپ میں) دی گئی ہے جو ایک قصہ طلب واقعہ سے تعلق رکھتی ہے - قلت گنجایش سے وہ مضمون درج نہیں کیا گیا ایندہ نمبر میں شائع ہوگا *

عثمانی پیغامبر اٹالین کیمپ میں

توفیق پاشا سفیر لندن جنہوں نے وزارت کی منظوری سے انکار کردیا

اکثر احباب پوچھتے ہیں کہ ہم ہندوستان کے اہم معاملات پر کب لکھنا شروع کرینگے ؟ گذارش ہے کہ وہ مضطرب نہوں - اس وقت تک جو کچھہ (الہلال) میں دیکھہ رہے ہیں یہ تو محض کاموں کو جوں توں شروع کردینا اور اسکا ایک نمونہ دکھلا دینا تھا - ورنہ ہمنے اپنے اصلی مقاصد اشاعت کے لحاظ سے تو ابتک ایک حرف بہی نہیں لکھا اور اصل یہ ہے کہ لکھنے کی مہلت ہی نہیں ملی *

رامپور سے ہمارے ایک عنایت فرما لکھتے ہیں کہ مسلم لیگ کے موجودہ کانسیٹیوشن کی حمایت میں مسٹر محمد یوسف جو مضامین لکھہ رہے ہیں اور اس سے پہلے جو مضامین اخباروں میں نکلے ہیں انپر آپ کیوں نہیں لکھتے اور کیوں خاموش ہیں ؟

شاید ہم نے (محمد یوسف) نامی کسی شخص کا مضمون کسی اردو اخبار میں دیکھا ہے - (محمد یوسف) غالباً وہی شخص ہے جو (لیگ) کے دفتر میں چند روپیوں پر نوکر ہے - پس اسکو تو لائق خطاب نہیں سمجھتے - وہ غریب جو کچھہ لکھہ رہا ہے - لیگ کا نمک ہے جس نے سفید برادے کی جگہہ سیال روشنائی کی صورت اختیار کرلی ہے - البتہ ہمیں خود ایک مبسوط و مسلسل سلسلہ مضامین لکھنا ہے اور اسکی اشاعت تو منجملہ ہمارے مقاصد مہمہ کے ہوگی - الحمد للہ کہ ہم منجملہ اُن ایک دو مخصوص اشخاص کے ہیں کہ جس وقت لیگ عین اپنے دور عروج میں کوس لمن الملک الیوم بجا رہی تھی اُس وقت بمبئی میں ہم اور (مولانا شبلی) اسکی طفلانہ کارروائیوں پر ہنسی اڑاتے تہے اور لیگ کے موجود سکریٹری کو ابتک وہ گفتگو تو بہولی نہوگی جو کئی سال ہوے الہ آباد میں مولوی (محمد اسحاق) صاحب کی کوٹھی میں ہم میں اور اُن میں ہوئی تھی *

اس سے مقصود یہ ہے کہ (تقسیم بنگال) کی تنسیخ کے تازیانے کو ہماری راے پر کوئی اثر نہین - بلکہ یہ راے روز اول ہی سے تھی اور یہ اللہ کا ایک خاص فضل و کرم ہے کہ وہ اپنے جن بندوں کو چاہتا ہے با وجود عام گمراہی اور ضلالت کے اُس سے بچالیتا ہے و اللہ یہدی من یشاء الی صراط المستقیم *

اسکے اسٹاف میں جمع کیے جائیں' سب سے پہلے انگریزی اخبار کا خیال پیدا ہوا تھا مگر وہ * * * سے اور پھر ایک حد تک اپکے لوکل هم عصر (کامرید) سے پورا هوگیا ' اب اردو اخبار کے خیال میں تھا ' مولانا سے * * * بھی اسکا کئی بار ذکر آیا ' لیکن الحمد لله که آپکی همت نے میرے خیالات سے بڑھکر اس کام کو اپنے ذمے لے لیا اور نہایت کامل صورت میں پورا کردیا ' پس اب میری طبیعت بے اختیار چاهتی هے که (الهلال) کی کچھه خدمت انجام دوں نیز آور جو وسیع کام آپنے اپنے پریس کے سرلے لیئے هیں وہ بھی بغیر کافی مالی سرمایہ کے پورا نہیں هوسکتے ' تنہا آپ کہاں تک روپیه لٹائیں گے ؟ اسلئے بالفعل * * کا چک روانۂ خدمت هے اور اینده بھی اتنی هی رقم بطور ماهوار اعانت کے همیشه پہنچتی رهے گی - سال بھر کیلئے تو وعدہ سمجھئے اور اگر اسکے بعد بھی ضرورت باقی رهی اور اخبار اپنے پاؤں پر کھڑا نہوسکا تو انشا الله یه سلسله جاری رهے گا * * * * "

هم بزرگ موصوف کی اِس رئیسانہ فیاضی کے نہایت شکر گذار هیں' مگر افسوس که اپنے اصولِ طبیعت سے مجبور هونے کی وجه سے متمتّع نہیں هو سکتے' اور انکے عطیے کو بڑی قدر شناسی کے بعد واپس کرتے هیں -

هم نے جسقدر کام اپنے ذمے لے لئے هیں' وہ روپیے کے بل' پبلک کی قدردانی' اور رؤساے قوم کے جود و سخا کے بهروسے پر نہیں' بلکه صرف اسکے فضل اور توفیق کے اعتماد پر' جو اپنے دروازے کے سائلوں کی خریاری کو جب ایک مرتبه سن لیتا هے تو پھر دوسروں کی چوکھٹوں پر کبھی نہیں بھیجتا : الذی خلقنی فهو یهدین' والذی هو یطعمنی ویسقین' واذا مرضت فهو یشفین' والذی یمیتنی ثم یحیین' والذی اطمع ان یغفرلی خطیئتی یوم الدین (۲۲ : ۸۳) پس همارے لطف فرما همارے کاموں کیلئے سرمایه کی ضرورت اور اسکے انصرام کی فکر سے پریشان نهوں اور هم فقیروں کو هماری حالت پر چھوڑدیں' انکی فیاضی کے (الهلال) سے بهتر آور مصارف موجود هیں' بہتر هے که اپنے جود و سخا کے سرچشمه کا رخ دوسری جانب پھیردیں -

هم خاک نشینانِ ویرانۂ مذلت' مسند نشینانِ عزوجاه کے بذل و عطا کے مستحق نہیں' خاک کے ڈھیر پر سے گذریئے کا تو دامن و استین ضرور غبار الود هونگے ' هم سے ملکر اپنے قیمتی اور سفید کپڑوں کو کیوں خاک آلودہ کرتے هیں' کسی عطر فروش کو ڈھونڈھئے که اپکے شرف تخاطب سے ممتاز هوگا' تو اپنے نسیم عطر بیز سے اپکے مشام جان کو مسرور بھی کریگا -

هنیا لارباب النعیم نعیمہا

و للعاشق المسکین ما یتجرع

هم اس بازار میں سوداے نفع کیلئے نہیں' بلکه تلاش زیاں ونقصان میں آئے هیں' صلۂ و تحسین کے نہیں' بلکه نفرت و دشنام کے طلبگار هیں- عیش کے پھول نہیں' بلکه خلش و اضطراب کے کانٹے ڈھونڈھتے هیں دنیا کے زر و سیم کو قربان کرنے کے لئے نہیں' بلکه خود اپنے تئیں قربان کرنے آئے هیں - ایسوں کی اعانت کرکے آپکا جی کیا خوش هوگا ؟ اور پھر ایسے عقل فروشوں کو اپکی اعانت فرمائیاں کیا نفع پہنچا سکیں گی ؟

بده بشارت طوبی که مرغ همت ما

بران درخت نشیند که بے ثمر باشد

پھر یه بھی نہیں معلوم که آپکا یه عطیه کس مقصد سے هے ؟ اگر آپ مجھکو خریدنا چاهتے هیں تو یه رقم تو ایک گرانقدر قیمت هے' میں تو اپنی قیمت میں گھانس کی ایک ٹوکری کو بھی گراں سمجھتا هوں' شاید چاندی اور سونے میں پلے هوے رؤساء کو خریدنے کیلئے اتنا روپیه مطلوب هو ورنه هم ایسے خاک نشین درویشوں کی تو ایک بڑی جماعت اتنے میں ملجائے' لیکن هاں اگر اِس سے میری (رائے) اور اور میرا (ضمیر) خریدنا مقصود هو تو بادب واجب عرض هے که ان خزف ریزهاے طلائی کی تو کیا حقیقت هے' (کوہ نور) اور (تخت طاؤس) کی دولت بھی جمع کرلیجئے جب بھی وہ مع آپکی پوری ریاست کے اُسکی قیمت کے آگے هیچ هیں' یقین کیجئے که اسکو تو سواے شہنشاہ حقیقی کے اور کوئی نہیں خرید سکتا اور وہ ایک بار خرید چکا -

دونوں جہاں دیکے وہ سمجھے یه خوش رها

یاں آپڑی یه شرم که تکرار کیا کریں

همارے عقیدے میں تو جو اخبار اپنی قیمت کے سوا کسی انسان یا جماعت سے کوئی اور رقم لینا جائز رکھتا هے' وہ اخبار نہیں بلکه اس فن کیلئے ایک دهبه اور سرتاسر عار هے ' هم اخبار نویسی کی سطح کو بہت بلندی پر دیکھتے هیں اور (امر بالمعروف و نہی عن المنکر) کا فرض الهی ادا کرنے والی جماعت سمجھتے هیں : ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینهون عن المنکر و اولئک هم المفلحون (۳ : ۱۰۱) پس اخبار نویس کے قلم کو هرطرح کے دباؤ سے آزاد هونا چاهئے ' اور چاندی اور سونے کا تو سایه بھی اُسکے لئے سم قاتل هے ' جو اخبار نویس رئیسوں کی فیاضیوں اور امیروں کے عطیوں کو قومی اعانت قومی عطیه اور اسی طرح کے [illegible] سے قبول کرلیتے هیں وہ به نسبت اسکے که اپنے ضمیر اور نور ایمان [illegible] بیچیں' بہتر هے که دریوزہ گری کی جھولی گلے میں ڈالکر اور قلندرونکی کشتی کی جگه قلمدان لیکر رئیسونکی ڈیوڑھیوں پر گشت لگائیں اور

هر گلی کوچه " کام ایڈیٹر کا "

کی صدا لگاکر خود اپنے تئیں فروخت کرتے رهیں -

مسیحی تہذیب اور عهد و قرار کو هم گذشته دو هزار ساله تاریخ عالم کے هر صفحه میں دیکھه سکتے هیں مگر (جنگ طرابلس) سے یورپ کے یه خصائل جسقدر برهنه هوگئے اسکی نظیر نہیں ملے گی *

ابتدا میں تمام دول یورپ کی شہادت کے ساتھه (اٹلی) نے اعلان کیا که جنگ کے حدود طرابلس سے آگے وسیع نه کیے جائیں

نہایت دوست اور حامی ہے اور ہمیشہ اسکے رقیبوں کے مقابلے میں اسکو فتح دلانے کا باعث رہا ہے - انقلاب عثمانی سے کچھہ پہلے یہ صوبہ (آئدین) کا گورنر تھا جسکا دار الحکومت (سمرنا) ہے - چونکہ یہ (دور حمیدی) میں کبھی بھی (یلدیز) کے ملت فروشوں کا ساتھی نہ بنا اسلئے تقریباً (سلطان عبدالحمید) کے تمام مشیر اسکے سخت مخالف تھے - بالآخر اسپر ایشیاے کوچک کے قزاقوں کی اعانت کا الزام لگایا گیا اور گرفتاری کیلئے ایک جہاز پوشیدہ روانہ کیا گیا - (کپتان ھربرٹ) نامی ایک شخص نے (فورٹ نائٹلی ریویو) میں لکھا تھا کہ میں نے خود اپنی آنکھوں سے وہ ٹاٹ کا خالی تھیلا دیکھا ہے جو اُس جہاز پر بھیجا گیا تھا تاکہ (کامل پاشا) اُسمیں بند کرکے دریا میں پھینکدیا جاے - لیکن خوش قسمتی سے (کامل پاشا) کو عین وقت پر خبر لگ گئی اور وہ اپنے دوستوں یعنے برٹش سفارت خانے میں پناہگیر ہوگیا - قسطنطنیہ سے جو لوگ گئے تھے انہوں نے جب پنجرے کو شکار سے خالی پایا تو سخت متاسف ہوے اور برٹش سفارت خانے کی نگرانی شروع کردی کہ یہاں سے نکل نہ سکے - مگر یہ نگرانی بے نتیجہ اور بعد از وقت تھی کیونکہ رات کی تاریکی میں (سمرنا) کے ساحل سے ایک جرمن تجارتی جہاز روانہ ہوچکا تھا اور اسمیں (کامل پاشا) بحفاظت تمام پہنچا دئے گئے تھے - قسطنطنیہ پہنچکر انہوں نے پھر برٹش سفارت خانے کا راستہ لیا اور انگریزی سفیر نے وعدہ کیا کہ وہ کسی نہ کسی طرح ایسے وقت (سلطان عبد المجید) تک پہنچا دے گا جبکہ انکے مشیروں میں سے کوئی نہوگا - ایک ایسے ہی موقعہ پر یہ باریاب ہوا اور اُس وقت ترکی میں موت کے منہہ میں جانے سے بھی بڑھکر جو خطرناک کام کوئی انسان کرسکتا تھا اسکے لئے طیار ہوگیا یعنے سلطان کے آگے انکے مشیروں کا تمام کچا چٹھا جی کھولکر سنادیا اور صاف صاف کہدیا کہ اس وقت جو کچھہ ہو رہا ہے ملک کی بالکل تباہی و بربادی اور ہلاکت ہے *

(کامل پاشا) اپنی جرأت و دلاوری یا پھر خوبی وقت و قسمت سے بچکر تو ضرور نکل آیا مگر پھر کسی عہدے پر جانے کی اُسے جرأت نہیں ہوئی - باقی دن محض خانہ نشینی میں کاٹ رہا تھا کہ یکایک انقلاب نے ظہور کیا اور تمام حالات متغیر ہوگئے *

انقلاب کی ابتدائی ششماہی ہی میں (سعید پاشا) کے بعد (اتحاد و ترقی) نے وزارت اعظم پر اسے مامور کیا تھا اور انگلستان اس انتخاب سے اسقدر خوش ہوا تھا کہ خود (شہنشاہ اڈورڈ) نے مبارکبادی کا تار بھیجا تھا مگر چند مہینوں کے بعد (اتحاد و ترقی) کی مداخلت سے اُکتا گیا اور خود اُس نے بھی اسکی طرف سے گردن موڑلی - بالآخر مستعفی ہونا پڑا *

اِسکے بعد بالکل خانہ نشین تھا اور ظاہر ہے کہ ٩١ برس کی عمر میں خانہ نشینی کے سوا اور کیا کرسکتا تھا - مگر (اتحاد و ترقی) کے مخالفین اور ترکی کے برٹش سفارت نے اپنے اعمال کی تکمیل کیلئے اسکو سامنے کرنے ہی میں مصلحت دیکھی اور (کامل پاشا) کے نام سے ایک پارٹی قائم ہوگئی *

مسلم یونیورسٹی

بالآخر گورنمنت کے اعلان نے فیصلہ کردیا کہ قومی یونیور سٹیوں کو اپنا دائرہ وسیع کرنے کی اجازت نہوگی اور کوئی کالج اُنسے ملحق نہو سکیگا انا للہ و انا الیہ راجعون - ہمنے (مسلم یونیورسٹی) کے ہنگامے کو دیکھکر پہلے ہی دن کہدیا تھا کہ اس مرغی کے پر ضرور سنہری ہیں لیکن شاید انڈا سونے کا نہ ہوگا - مگر اُس وقت (آغا خان) کی موٹر کی گھڑگھڑاہٹ اسقدر سخت تھی کہ اس غل میں ہماری آواز کا سنائی دینا محال تھا - تاہم ملک کو صدمہ ہو تو ہو لیکن (علی گڈہ کالج) کے ارباب کار کو غمگین ہونے کی کوئی وجہ نہیں - انکی منطق میں چونکہ ہر شے روپیہ سے بنتی ہے لہذا ہر شے روپیہ ہے (مسلم یونیور سٹی) روپیہ کی ایک خاص مقدار کا نام تھا - اور وہ کبھی ڈرا کر - کبھی دھمکاکر - اور کبھی چمکار کر وصول کرھی لیا گیا (وانما الایمان بین الخوف والرجا) اب (یونیور سٹی) کی تکمیل میں اور کونسا مرحلہ باقی رہگیا ہے ؟ رہا کالجوں کا اُس سے ملحق نہونا - گورنمنت کے آہنی پنجے کا سخت ہونا - پروفیسروں کے رد و قبول کا چینسلر کے اختیار میں ہونا - دینیات کی فیکلٹی کا فیصلہ نہ کرنا اور اسی طرح کی کچھہ اور باتیں - تو یہ ایسی معمولی جزئیات ہیں جنکا خیال روپیہ دینے والوں کو نہیں کرنا چاہئے - (نواب وقار الملک) اصل حقیقت کا افسانہ سنا کر پھر روپیہ دینے والوں کو ایک آخری چابک لگاہی چکے ہیں - دنیا میں تقسیم عمل کے زرین اصول پر کام چل رہا ہے - روپیہ دینے والے روپیہ دیں - (شملہ) میں جاکر انربل (ممبر تعلیم) کی ہاں میں ہاں ملانے والے اپنا کام کریں - اور ارباب کار کی خدمات جلیلہ کے شکریہ کا ووٹ پیش کرنے والے خوشنما الفاظ ڈھونڈتے رہیں - پھر نہونے سے کسی کام کا ہونا بہرحال بہتر - اور (آغا خان) کی نصیحت ورد زباں کہ " گورنمنت پر اعتماد کرنا سیکھو "

قل ہل ننبئکم بالاخسرین اعمالا ؟ الذین ضل سعیہم فی الحیوۃ الدنیا ، وہم یحسبون انہم یحسنون صنعا ، اولئک الذین کفروا بایات ربہم ولقائہ فحبطت اعمالہم ، فلانقیم لہم یوم القیامۃ وزنا (١٠٥ : ٨١) یہ (قرطبہ) اور (غرناطہ) کے خوابہاے پریشاں اور (اضغاث احلام) کی تعبیر ہے !

وفاداری کا وعظ

ہمارے دوست مسٹر حامد علی خاں صاحب نے (پایونیر) میں ایک چٹھی شائع کی ہے اور انگریزی حکومت کے برکات کے افسانۂ کہن کو از سرنو دہرایا ہے ، یہاں تک مضائقہ نہیں

ہو المسک ماکررتہ یتضوع

لیکن آگے چلکر وہ لکھتے ہیں کہ : "جو شخص کچھہ بھی عقل رکھتا ہے وہ ہرگز ایسا یقین نہ کرے گا کہ ہم اپنے ملک پر حکومت کرنے کے لائق ہوگئے ہیں " پھر وہ ملک کو نصیحت کرتے ہیں کہ اور سب کچھہ چھوڑکر صرف "گورنمنت کے وفادار رہیں اور آدمی پیدا کرنے اور برٹش حکومت کو ہردلعزیز بنانے کی کوشش کرتے رہیں " پھر اس نصیحت کے دوسرے ٹکڑے پر سب سے پہلے اپنا عمل پیش کرتے ہیں کہ دربار

٢٧ جولائی ١٩١٢

قسطنطنیہ میں

ھجوم مشکلات و تصادم احزاب

(٢)

(صـادق بک) کي پارٹي نے اپنے پروگـرام میں حسب ذیل مواد بھي داخل کئے :ـــ

(١) پارلیمنٹ کا کوئی ممبر گورنمنٹ سے کسي کام کا ٹھیکہ نہیں لے سکتا -

(٢) کوئی ممبر سرکاري عہدہ قبول نہیں کرسکتا -

(٣) اتحاد عناصر مختلفہ کي ابتدائی پالیسي کو قائم رکھا جاے اور آیندہ زیادہ کوشش کي جاے -

(٤) یورپ کے تمدن کے اداب و اخلاق کو شریعت اسلامیہ کے شعائر و تہذیب کے تحفظ کے ساتھہ رائج کرنا چاھئے اور افراط و تفریط کو روکنا چاھئے -

(٥) خفیہ انجمنوں کو بالکل توڑدیا جاے -

ملک کي حالت جو ھو رھي تھي اُسکے لحاظ سے یہ تمام دفعات نہایت اھم تھے ' سب سے زیادہ نقصان ابتدائی پارلیمنٹ کے زمانے میں جو حکومت کو پہنچا ' وہ ممبران پارلیمنٹ کا سرکاري کاموں کا ٹھیکہ لینا ' عہدوں کو قبول کرنا ' اور تمام ابتدائی قـول و قرار بھولکر عربي و ترکي و عثماني کے سوال کو چھیـڑنا اور اسي طـرح کے معاملات تھے ' پس (صادق بے) نے (شوکت پاشا) کي اعانت سے اپنی پارٹی کے مقاصد انھی امور کو قرار دیا ' اور فوج کے سیاسی امور سے بے تعلق ھونے کے ساتھہ ان امور پر زور دینے کا بھی اعلان کردیا -

اُس وقت (صادق بے) (اتحاد و ترقی) کا ذمہ وار ممـبر تھا (یعنے پریسیڈنٹ تھا کیونکہ اتحاد و ترقی مساوات حال کی وجہ سے کسی کو صدر نہیں بناتی ' اور معناً جو صدر ھوتا ھے اسکو ایک مرخص و مسؤل عضو یعنے ذمہ دار ممبر کہکر پکارتی ھے (لیکن جوں ھی اِن خیالات کی اشــاعت کی معاً اتحاد و ترقی اسکی مخالف ھوگئی اور قسطنطنیہ میں رھنا دشوار ھوگیا ' (جاھد بک) ایڈیٹر (طنین) کے قلم مسموم نے ایسا سخت ایجی ٹیشن پھیلادیا کہ خود (شوکت پاشا) حالت کو مخدوش دیکھنے لگے اور بالاخر (صادق بے) قسطنطنیہ سے چلے گئے -

لیکن انکی پارٹی (حزب الاصلاح) کے نام سے قائم ھوگئی تھی ' ملک کے معتدل مزاج اور سنجیدہ اشخاص انکے ساتھہ ھوتے گئے یہاں تک کہ خود اتحاد و ترقی کی ایک بڑي جماعت کٹ کر ساتھہ ھوگئی -

لیکن جو مقصد اصلی تھا ' یعنے فوجی تسلط اور بعض انتہا مزاج نوجوانوں کے اثر کا انسداد ' اسمیں کچھہ کامیابی نہیں ھوئی ' (شوکت پاشا) نے متواتر فوجی اعلانات شائع کئے ' متعدد افسروں کو سزائیں بھی دیں ' لیکن مشکل یہ تھی کہ اتحاد و ترقی کا پنجہ اتنا قوي ھوگیا تھا کہ اب اس سے حکومت کا نکلنا بہت مشکل تھا ' اور پھر اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا تھا کہ اصلی عاملانہ قوت یھی انجمن تھی -

اس اثنا میں معاملات نے پلٹے کھائے ' وزارتیں بدلی گئیں ' اور ملک کي سیاسی حالت کا افق بھی متغیر ھوگیا ' اب وہ وقت آیا جب انگلستــان نے (جرمنی) کو قسطنطنیہ کے حلقوں میں پیش قدمی کرتے ھوے دیکھا اور انگلستان کے سیاسی حلقوں کے بے صبرانہ اعتراضات ' اور نوجوان ترکوں کی شکایات نے ترکوں کے دلوں کو بھی انگریزوں کی طرف سے بالکل مایوس اور سرد کردیا ' انگلستان دیکھہ رھا تھا کہ اسکے لئے سب سے زیادہ نافع اور مفید اغراض وجود جو ترکی میں ھے وہ نودسالہ بوڑھا وزیر (کامل پاشا) ھے اور اسکے خانہ نشیں ھو جانے سے (جرمنی) کے ھاتھہ پیر پھر قوي ھوگئے ھیں - (محمود شوکت پاشا) نے جرمنی میں رھکر تعلیم پائی تھی اور اُنکا اُسکی طرف میلان بھی ابتدا سے ظاھر تھا ' پس اس مشکل کا یہ علاج تجویز کیا گیا کہ پھر دوبارہ (کامل پاشا) کو بستر سے اُٹھایا جاے اور میدان سیاست میں انگریزي حمایت کی لاٹھی کے سہارے کھڑا کیا جاے - قسطنطنیہ کے برٹش سفارت خانے میں ایک نئی پارٹی قائم کرنے کے تمام ابتدائی مرحلے طے کیئے گئے اور تھوڑے ھی دنوں کے بعد (حزب الا ئتلاف) کے قائم ھونے کی خبریں تمام عالم میں مشتہر ھوگئیں *

کامل پاشا جنکے وزیر اعظم ھونے کي امید کي جاتي ھے

(کامل پاشا) کی نسبت باخبر ناظرین کو یہ یاد دلانا شاید ضروري نہوگا کہ یہ قدیم شخص سلطنت کے اُن وزرا میں سے ھے جو بارھا وزارت کے عہدے پر مامور ھوا اور پھر کسی خاص معاملے پر (یلدز) کو خوش نہ کرسکنے کی وجہہ سے معزول کردیا گیا - اسکا سب سے بڑا شخصی وصفِ ممتاز یہ بیان کیا جاتا ھے کہ انگلستان کا

السید محمد رشید رضا الحسینی

—*—

اسلام کی موجودہ اصلاح و دعوت کی تاریخ کا ایک صفحہ

(۳)

یہاں تک کہ سنہ ۱۹۰۹ کے اوائل میں انکی خلوص و صداقت اور قوت اصلاح کی آزمایش کا اصلی زمانہ آگیا : و لنبلونکم حتی نعلم المجاہدین منکم والصابرین - اب حکام سلطانی کے غیظ و غضب کی کوئی انتہا نہ تھی ' (المنار) میں (مسئلۃ من) اور (حجاز) پر انکے قلم نے نہیں معلوم (طلسم سرائے یلدز) کے کتنے اسرار و خفایا فاش کر دیئے تھے اور حکام سلطانی کی رشوت ستانیوں کے ناقابل تاویل ثبوت پیش کئے تھے - سلطانی جاسوسوں کے شیاطین نے جب دیکھا کہ مصر میں مقیم ہونے کی وجہ سے (سید رشید) دسترس سے باہر ہے ' تو طرابلس میں انکے اعز و اقارب کو ستانا شروع کردیا ' جابرانہ حکومتوں میں الزام دہی کا سب سے زیادہ آسان آلہ (پولیٹکل سازش) کا اتہام ہے ' جسکے لئے صرف کسی فرضی شبہ یا جاسوسی کا حوالہ دیدینا کافی ہوتا ہے ' (سید رشید رضا) کے مصائب بھی اسی الزام سے شروع ہوے ' سب سے پہلے انکے بوڑھے اور بیمار باپ اور بھائیوں پر (سید رشید) کے ساتھہ کسی نامعلوم پولیٹکل سوسایٹی میں شرکت کا الزام لگایا گیا ' اور جبراً پولیس کی مدد سے تمام مکان کی تلاشی لی گئی ' جب اسطرح کوئی مفید مطلب بہانہ ہاتھہ نہ آیا ' تو دوسرا الزام لگایا گیا کہ (عربی خلافت) قائم کرنے والی مشہور ' مگر مجہول العنال جماعت میں اِنکا باپ بھی شریک ہے ' اور بوجہ مذہبی مقتدا ہونے کے عوام کو اس خیال کی دعوۃ دیتا ہے -

(عہد عبدالحمید) میں (غربی خلافت) کا مسئلہ بھی منجملہ اُن فرضی الزامات کے تھا ' جسے (یلدز) کے جاسوسوں نے اپنے ابلیسانہ اعمال کی تکمیل کیلئے تصنیف کرلیا تھا ' اور جس سے مقصود یہ تھا کہ شام و عرب کے آزاد خیال لوگوں کو پکڑنے اور سلطان پر اپنی حسن خدمت ظاہر کرنے کیلئے ہمیشہ ایک ذریعۂ جاسوسی قائم رہے ' یلدز کا شیخ الشیاطین (شیخ ابوالہدی) اور مشہور خائن و قاتل ملت (عزت پاشا) ان دونوں نے اس فرضی فتنے کے نام سے ہزاروں اہل علم و قلم کو طرح طرح کے شیطانی عذابوں میں گرفتار کیا اور کروڑوں روپیہ سلطان سے وصول کیئے ' یہ لوگ ہمیشہ اسطرح کی خبروں کا ایک مرتب دفتر بناکر پیش کیا کرتے تھے کہ " شام کے فلاں حصے میں ایک نہایت خطرناک اور فتنہ انگیز خفیہ انجمن قائم ہوئی ہے ' جبل (لبنان) کی غاروں میں اسکے جلسے ہوتے ہیں ' فرانس یا انگریزوں کا ہاتھہ بھی انکی پیٹھہ پر ہے ' انکا مقصد یہ ہے کہ ایک عربی خلافت قائم کی جاے اور عثمانی خلافت کا تخت اولٹ دیاجاے وغیرہ وغیرہ " سلطان اس وحشت انگیز خبر کو سنکر کانپ اوٹہتا ' مگر پھر خبر دینے والے کچھہ دنوں کے بعد ظاہر کرتے کہ " الحمد للہ اقبال سلطانی سے ہم اس انجمن کے تمام ممبروں کے پکڑنے میں کامیاب ہوے ' فلاں شخص اسکا رئیس تھا اور فلاں سکرٹری ' اور فلاں کو بوسفورس میں غرق کردیا گیا اور اتنوں کو جزائر میں جلا وطن "

یہی الزام آخر میں (سید رشید) اور انکے باپ پر بھی لگایا گیا ' اور جب اس سے بھی تسلی نہ ہوئی تو حکم دیا گیا کہ (سید رشید) کو مقاصد سلطانی کے خلاف مضامین لکھنے سے روکدو ' وہ جب تک احکام شاہانہ کی تعمیل نہ کریگا تم لوگ بطور ضمانت کے قیدی رہوگے -

لیکن اس حکم کی تعمیل کیونکر ممکن تھی ؟ بالاخر انکا باپ جو عین مرض الموت میں مبتلا اور نہایت ضعیف و زار تھا ' اور دونوں بھائی قید کرلیے گئے ' اور تمام مکان و جائداد سرکاری قبضے میں آگئی :

ع
عشق ازین بسیار کردست و کند

(سید رشید) کے والد اپنی زندگی کی آخری گھڑیاں شمار کررہے تھے ' اور اپنی اولاد کو آخری وقت ایک نظر دیکھہ لینے کیلئے سخت بیقرار تھے ' مگر طرابلس الشام کے شقی اور شیطان قلب حکام نے اتنا رحم بھی جائز نہ رکھا کہ انہیں انکے لڑکوں کے ساتھہ ایک کوٹھری میں قید کیاجاے اور کم ازکم مرتے وقت چھوڑ دیاجاے کہ اپنی اولاد کے ہاتھوں پانی کے چند قطروں سے محروم نہ رہیں ' حالانکہ اب عنقریب وہ اُس دنیا میں جانے والے تھے ' جہاں اس دنیا کے ظلم و ستم کا ہاتھہ نہیں پہنچ سکتا ' اور جہاں چند دنوں کے بعد ان ظالموں کو بھی جاکر اپنے اعمال کا حساب دینا ہے ' آج وہ ایک قیدی اور محکوم کی حالت میں گو دم توڑ رہے ہیں ' مگر کل ایک تخت عدالت بچھنے والا ہے جہاں حاکم و محکوم ' ظالم و مظلوم ' قیدی و حارس ' سب ایک ہی صف ' اور ایک ہی مقام پر کھڑے ہونگے ' وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون -

(سید رشید رضا) قاہرہ میں بیٹھے یہ تمام جگر شگاف خبریں سنتے تھے ' مگر اف تک نہیں کرتے تھے ' انکے صبر و سکوت سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ گویا پیشتر ہی سے ان آنے والے حوادث کے منتظر تھے ' اور جو کچھہ ہورہا ہے اس سے زائد انکو معلوم تھا ' بوڑھا باپ قید خانے میں انکے لئے تڑپ رہا تھا ' مگر یہ جا نہیں سکتے تھے ' کیونکہ اگر جاتے تو فوراً گرفتار کرلیے جاتے ' اور جس خدمت ملت کیلئے یہ سب کچھہ جھیل رہے تھے ' اُس کا سلسلہ مسدود ہو جاتا ' انکی رہائی اور نجات کیلئے سعی و کوشش بھی بے سود تھی ' کیونکہ اگر جرم ہو تو اسکی مدافعت کی جاے ' بے جرمی کے جرم کا کیا علاج ؟

دہلی کے موقعہ پر انہوں نے شعراے لکھنو کی مبارکبادوں کا ایک مجموعہ شایع کیا "

ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو ہمیشہ غدر و غداری سے بچنا چاہئے‘ گورنمنٹ کو خوش رکھنے کیلئے نہیں‘ بلکہ اسلئے کہ انکے خدا کا یہی حکم ہے (لاتفسدوا فی الارض بعد اصلاحہا) لیکن ساتھہ ہی ہمارے عقیدے میں (اسلام) دنیا کی ہر اُس حکومت کو جو دستوری اور پارلیمنٹری نہو‘ سب سے بڑا انسانی گناہ اور سخت سے سخت معصیت قرار دیتا ہے‘ پس ہندوستان کے مسلمانوں کا بہ حیثیت پیروِ قرآن ہونے کے فرض مذہبی سمجھتے ہیں کہ وہ برٹش گورنمنٹ سے پارلیمنٹ کا مطالبہ کریں اور جب تک مل نہ جاے اپنے مذہب کی خاطر دم نہ لیں‘ ہمارا ملک کا طیار نہ ہونا تو ابسے چالیس برس پیشتر ہم نے (قیصر باغ) کی بارہ دری میں جو کچھہ سننا تھا سن لیا‘ اور چالیس برس تک کولھو کے بیل کی طرح آنکھوں پر پٹی باندھکر گردش کرتی تھی سو کرلی‘ ابتو (مسٹر حامد علیخاں) اور انکے ہم مشرب اس وعظ سے ہمیں معاف رکھیں‘ مسلمانوں کا فلسفہ سیاست یہی ہے تو اسکے لحاظ سے تو انشاء اللہ قیامت تک کبھی طیار نہونگے اور ہمیشہ حلقۂ غلامی کو کانوں کی جگہہ‘ تمغۂ افتخار سمجھکر اپنے سینوں پر لگاتے رہیں گے *

تعجب ہے کہ ١٢ دسمبر کے آخری تازیانے نے بھی ان غلامی پرستوں کی آنکھیں نہیں کھولیں ! ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارہم غشاوہ (٢ : ٧) اولئک الذین اشتروا الضلالة بالہدی فما ربحت تجارتہم وما کانوا مہتدین (٢ : ١٦)

انگلستان میں (سفریجٹ) عورتوں کا ایجی ٹیشن بدستور جاری ہے - ٢٠ جولائی کو (مسٹر ایسکوئتھہ) نے (ڈبلن) میں جب (ہوم رول) پر تقریر کی تو اسٹم ہاوس میں سفریجٹ عورتوں نو منتشر کرنے کیلئے پولیس کو سختی سے کام لینا پڑا‘ یورپ میں عورتوں کو جو آزادی دیگئی ہے اسکا لازمی نتیجہ یہی تھا‘ کونسی وجہ بتلائی جاسکتی ہے کہ وہ سب کچھہ کریں مگر پولیٹکل امور میں رائے دینے کا حق نہ رکھیں ؟ مگر ہم کو اس وقت (اسلام) کے عہد اولی کا ایک واقعہ یاد آگیا ہے *

اسلام ہی وہ تنہا مذہبی دعوت ہے جس نے عورت کو اسکا اصلی درجہ ہزاروں برسکی غلامی کے بعد دلایا ہے‘ اور یہ بارہا کہا گیا ہے ؛ مگر اسطرف شاید کسی کو توجہ نہیں ہوئی کہ صدر اول ہی میں عورتوں نے پولیٹکل میدانوں میں مردوں کی دوش بدوش کام انجام دئے ہیں - آج انگلستان با این ہمہ دعوا ہاے مساوات بین الفریقین عورتوں کو صرف ووٹ دینے کا حق دینے پر بھی راضی نہیں اور اسکے لئے ان بیچاریوں کو کبھی کھڑکیوں کے شیشے توڑنے پڑتے ہیں اور کبھی اپنے تئیں کھمبوں سے باندھنا پڑتا ہے‘ لیکن (اسلام) نے عورت کو ابتدا ہی میں جو درجہ دیا تھا اُس نے یہاں تک انکی جرائتیں بڑھادی تھیں کہ (خلیفہ سوم) کی شہادت کے بعد جب اہل مدینہ نے (حضرت امیر) علیہ السلام کے ہاتھہ پر بیعت کی ہے‘ تو ایک عورت (خون عثمان) کا دعوی لیکر اٹھہ کھڑی ہوئی اور (جنگ جمل) کے مشہور معرکے میں ایک فوجی کمانڈر اور پولیٹکل مدعی کی طرح اپنے (ہودج) کو لا کھڑا کیا *

یہاں اس امر سے بالکل بحث نہیں ہے کہ حضرت (عائشہ) کا دعوا کہاں تک صحیح تھا ؟ یہ ظاہر ہے کہ انکو دھوکا دیا گیا اور حضرت (امیر) کا برسر حق ہونا آئندہ کے واقعات سے خود ثابت ہوگیا - مگر ہمیں دکھلانا یہ ہے کہ ایک بہت بڑی جماعت صحابہ انکے ساتھہ تھی‘ اور جو نہ تھی وہ انکو برسر غلط سمجھتی ہو - مگر یہ کسی نے نہیں کہا کہ عورتوں کو ان پولیٹکل مسائل سے کیا کام ؟ اور تو اور خود حضرت (امیر) نے بھی انہیں یہ الزام نہیں دیا - اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ آج یورپ جن حقوق کے دینے میں متامل ہے - اسلام تیرہ سو برس پہلے انکا فیصلہ کرگیا *

اور عورتوں کا پولیٹکل امور میں حصہ لینا تو ایک ایسی بات ہے جسکی ہزاروں شہادتیں تاریخ اسلام میں ملیں گی - البتہ یہ واقعہ صدر اول کا ہے - صحابۂ کرام کی اسپر تصدیق ہے - اور میدان جنگ تک نوبت پہنچی ہے اسلئے اسکا خاص طور پر ذکر کیا گیا *

مگر (سفریجٹ) عورتوں کی خبریں پڑھکر ہمیشہ ہمارے دل پر ایک اور اثر بھی ہوا کرتا ہے - ایک ملک تو وہ ہے جہاں عورتیں پولیٹکل حقوق کیلئے جان و مال فدا کر رہی ہیں‘ اور ایک بدبخت (ہندوستان) ہے - جہاں کے مسلمان مردوں کو بھی ابھی اس قابل نہیں سمجھتے کہ کم از کم انگلستان کی عورتوں ہی کی ہمسری کرسکیں اور ابتک کہے جاتے ہیں کہ وقت نہیں آیا - وقت نہیں آیا - اسطرح تو وقت کبھی بھی نہیں آےگا - اور اگر آےگا بھی تو اس حال میں - کہ ان کانت الا صیحة واحدة فاذا ہم خامدون (٣٦ : ٢٩) فما لہؤلاء القوم لایکادون یفقہون حدیثا !

میدان جنگ میں ایک عشق باز قوم

(از طنین)

اٹلی‘ جو ہاتھہ میں شمشیر‘ اور کاندھے پر بندوق رکھکر افریقہ کے ایک دور دراز صوبے کو فتح کرنے کیلئے گئی ہے‘ اُسکی نسبت مندرجہ ذیل واقعہ نہایت دلچسپی سے پڑھا جاےگا —

(بنغازی) سے حال میں جو لوگ واپس آئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ مختلف معرکوں میں جب اطالی مقتولوں کی لاشوں کو دیکھا گیا ہے تو ان میں سے اکثروں کی جیب سے خوبصورت لڑکیوں کی تصویریں نکلی ہیں‘ اور بعضوں کی جیبوں میں فحش تصویریں اور مرقعے بھی پائے گئے ہیں‘ ایک اٹالین افسر نے تو اس حالت میں جان دی ہے کہ اپنی محبوبہ کی تصویر کو ہونٹوں سے لگاے بوسہ دے رہا تھا ! میدان قتال صرف اُن جانبازوں کی جگہ ہے‘ جنہوں نے وطن اور ملت کے عشق میں اور تمام حیوانی عشق بھلا دیے ہیں‘ جو لوگ اپنی معشوقہ کی برہنہ تصویروں کو جیب میں لیکر حملہ کرتے ہیں‘ انکی نسبت زیادہ سوچنے کی ضرورت نہیں کہ کب تک میدان جنگ میں ثابت قدم رہیں گے ؟

ناموران ــ وقعۂ طرابلس

باهر کے غریب الحال طالب العلم تھے ' اور علما کے جہل و جمود پر انکے حملے بھی (المنار) کی وجہ سے جلد جلد ظہور میں آتے اور عام اشتعال کا باعث ہوتے تھے ' نتیجہ یہ نکلا کہ تمام ازہر کا جتھا انکی مخالفت پر متفق ہوگیا ' اور روز طرح طرح کی نئی تدبیریں عمل میں آنے لگیں ' میرے ایک دوست جو (ازہر) کے تعلیم یافتہ ہیں اور اُس زمانے میں طالب علمانہ ازہر میں مقیم تھے کہتے ہیں : کہ اُس زمانے میں نہ صرف علماے ازہر ' بلکہ تمام زاویوں کے طلبا بھی (سید رشید) کے خون کے پیاسے تھے ' ایک دن تمام ازہریوں نے خفیہ کمیٹی کی ' اور یہ طے کرلیا کہ (سید رشید) کو کسی نہ کسی طرح قتل کردیا جاے ' میں بھی اُس مجمع میں شریک تھا ' اور گو (شیخ) کی شاگردی کی وجہ سے (سید رشید) سے محبت و ارادت رکھتا تھا ' مگر سواد اعظم کی مخالفت کی قدرت نہ دیکھکر خاموش رہا کرتا تھا ' میں اُسکے بعد دوڑا ہوا (سید) کے پاس آیا اور اس خونی مشورے سے مطلع کرکے سمجھایا کہ آئندہ سے تنہا (ازہر) میں جانا اور تنگ و تاریک گلیوں سے گذرنا ترک کردیں اور مناسب سمجھیں تو (شیخ) کے ذریعہ حکومت کو اطلاع دیں ' لیکن (سید رشید) نے اس بے پروائی سے یہ تمام باتیں سنیں اور اسطرح ٹالدیا ' گویا انکو اپنی موت و حیات کے مسئلہ پر سرے سے کوئی توجہ ہی نہیں ہے !

بات یہ ہے کہ جن نفوس قدسیہ نے اپنی زندگی راہ الہی میں قربان کردی ہے ' وہ گو چلتے پھرتے نظر آئیں ' لیکن فی الحقیقت (موتوا قبل ان تموتوا) کی دائمی موت انپر طاری ہے ' اس زندگی کی فانی زندگی کو وہ پہلے ہی ختم کرچکے ہیں ' دشمنوں کے حربوں اور خون بہانے والے تلواروں سے انہیں کیا ڈر ہو ؟ و لنعم ما قیل -

مقامی دعینی فی الهوی متعلقا
فقدمت ' الا انفی لم یزر قبری

من شاء ان ینظر میتة ' یمشی علی العشاق -

زندہ کش جاں نباشد دیدہ ؟
گر ندیدستی بیا ' مارا بہ بین

انکی زندگی موت ہے ' اور مرنا حیات جاودانی : ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات ' بل احیاء ' ولکن لا تشعرون . (۲ : ۱۵۰) -

---

نامور مجاهد عثمانی فتحی بک

بک موصوف اعلان حرب کے وقت ٹیونس کے عثمانی قنصل میں نائب قنصل تھے ' فوراً بھیس بدلکر طرابلس چلے گئے ' اور آجکل طبرق میں مقیم ہیں *

شیخ المجاهدین ' محبوب الاسلام والمسلمین

البطل العظیم غازی انور بک

متع اللہ الاسلام والمسلمین بحفظ وجودہ وطول حیاتہ

(۱)

طرابلس کے مختلف حصوں میں آج افواج مجاهدین کے عجیب الهیئة خیموں کی ایک بستی آباد ہے ......

یہ وهی فوج ہے جو افریقہ کے ریگستان وحشت سے نمودار ہوی ' اور بیسویں صدی کی ایک متمدن فوجی چھاؤنی کے سامنے کھڑی ہوگئی ' وہ راہ کو خوف و خطر سے محفوظ سمجھکر دوڑ رہی تھی ' لیکن اسنے اپنے نیزوں کو کھڑا کرکے روکدیا کہ اپنی جگہ پر ٹھیر جاؤ اور ایک قدم بھی آگے نہ بڑھاؤ !

لیکن اس اعجوبہ زا افواج کا سراغ کس نے لگایا ؟

نہیں معلوم ایک عظیم الشان اسلامی نامور نے کس قدر گرم تپش (صحرائے لیبیا) کی تپتی ہوئی زمین پر گرائے ہیں ' اور اپنے مقدس پاؤں کو کتنے عرصے تک کے لئے دشت نوردی کے مصائب و آلام کیلئے وقف کردیا ہے ' جب کہیں جاکر یہ جنود الہی ' یہ جیش صداقت ' یہ فوج ملائک اوصاف جمع ہوی !

البتہ ایک علاج ضرور تھا ' یعنی اعلان کلمۂ حق اور اظہار صداقت و حقیقت سے باز آجائیں ' یہ ایک ایسا علاج تھا کہ اگر اسکو گوارا کرلیا جاتا تو ایک لمحہ کے اندر ہی تمام مصیبتوں کا چھایا ہوا ابر صاف ہو جاتا ' اور پھر دنیوی عیش و تنعم سے یہ اور انکے تمام عزیز و قریب مالامال ہو جاتے' لیکن (سید رشید رضا) کو اپنی زندگی میں کبھی ایک لمحہ کیلئے بھی ایسا خیال نہیں آسکتا تھا ' اسکے قلب میں اُس (سراج منیر) اور (نور الہی) کی روشنی نسلاً بعد نسل منتقل ہوتی ہوی موجود تھی' جسکے آگے (مکہ) کے صنادید قریش نے جب جزیرۂ عرب کی بادشاہت پیش کی تھی کہ اعلاے کلمۃ الحق سے اسکے معاوضے میں باز رہے تو اُس نے اپنے شفیق مگر نا سمجھ چچا کو مخاطب کرکے کہا تھا : لوجئتمونی بالشمس حتی تضعوها فی یدیّ ما سالتکم غیرها' (اگر تم آسمان سے سورج کو اُتار کر بھی میری مٹھی میں رکھدو جب بھی میں سواے کلمۂ توحید کے دوسری بات منظور نہیں کرونگا) -

اسی اثنا میں (شیخ محمد عبدہ) کی علالت شروع ہوگئی اور چند ہفتوں کے بعد انتقال ہوگیا ' اس ماتم سے (سید رشید) کو ابھی فرصت نہیں ملی تھی کہ خبر ملی کہ قید کی سختیوں اور تکلیفوں کو جھیلتے ہوے بالآخر اُنکے باپ کا بھی انتقال ہوگیا -

ہر شخص ان حالات میں اپنے تئیں فرض کرکے غور کرے کہ (سید رشید رضا) کیلئے یہ کیسی سخت ابتلا ' اور کیسی سخت آزمایش تھی' مگر جن لوگوں کو خدا تعالی اپنے بندونکی خدمت کیلئے چن لیتا ہے' انکے صبر و ثبات کو اپنے صفات کاملہ کا پرتو ڈالکر ایسی طاقت بخشدیتا ہے کہ پھر دنیا کی کوی سخت سے سخت مصیبت بھی اُسے متزلزل نہیں کرسکتی (سید رشید) پر جو کچھ گذرا غور کیا جائے تو اس راہ کے بشروں کے حالات کے آگے اسکی کیا حقیقت ہے' یہاں تو سر کٹ گئے ہیں' اور اُف کرنے کی جگہ قاتل کے ہاتھوں کو بوسے دے ہیں !

گریزد از صف ما ہرکہ مرد غوغا نیست
کسیکہ کشتہ نہ نشد از قبیلۂ ما نیست

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا' تتنزل علیهم الملائکة الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنـة التی کنتم توعدون' نحن اولیائکم فی الحیواة الدنیا وفی الاخرة ' ولکم فیها ما تشـتهی انفســکم ولکم فیها ما تدعون (۴۱ : ۳۲)

علماے قدیم اور ازہر کی مخالفت

یہ مصائب تو حکومت کے جبر و تعدی کا نتیجہ تھے ' مگر انہی کے قریب قریب خود مصر کے علماے قدیم اور علی الخصوص (جامع ازہر) کے قدامت پرست اساتذہ کی مخالفت اور شورش تھی ' یہ عجیب بات ہے کہ مذہب کے آغاز عہد میں مذہبی گروہ جس درجہ اصلاح و ارشاد کا ذریعہ ہوتا ہے ' دور تنزل میں اُس سے کہیں زیادہ ضلالت و حق کشی کا سرچشمہ بنجاتا ہے - شاید ہی کسی مذہب کو اسکے (علما) اور (رؤساے روحانی) سے بڑھکر کسی گروہ نے نقصان پہنچایا ہو : دنیا کے امن و انتظام اور حق و صداقت کے قیام کیلئے ہمیشہ یہ بے آزرم اور ظلمت پرست فرقہ ایک الہی لعنت رہا ہے - اسلام کی تاریخ میں بھی ابتدا سے اس گروہ کے تعصب و اوہام سے رخنے پڑے ہیں اور جب کبھی حق اور صداقت کی کوی آواز بلند کی گئی ہے تو (شیطان) نے سب سے پہلے علما ہی کو اپنا آلۂ کار بنایا ہے ' اسلام کا سب سے بڑا کارنامہ یہ تھا کہ اُس نے اس فرقے کے استیلاء و تسلط سے دنیا کو نجات دلائی : ما کان لبشر ان یوتیه اللہ الـکتاب والحکم والنبوة ثم یقول للنـاس کونوا عباداً لی من دون اللہ ' ولکن کونوا ربانیین بما کنتم تعلمون الکتاب وبما کنتم تدرسون - (۳ : ۷۳) [کسی انسان کو یہ حق حاصل نہیں کہ خدا اسکو اپنی کتاب اور عقل و حکمت اور نبوت عطا کرے اور وہ لوگوں سے کہے کہ خدا کو چھوڑ کر میری بندگی کرو بلکہ اسکا تو یہ قول ہوگا کہ خدا پرست بنو ! کیونکہ تم دوسرونکو کتاب (توراة و انجیل) کی تعلیم دیتے رہے ہو اور خود بھی ان کتابوں کو پڑھتے ہو]

مسیحی مـذہب کو سب سے زیادہ اسکے علما اور روحانی پیشواؤں نے غارت کیا ' اور پھر اسکی باگ اپنے ہاتھوں میں لیکر اسطرح حکمرانی کی کہ دنیا کے عہد مظلمہ (مڈل ایجز) کی تاریخ مسیحی علما کے مظالم پر ابتک خون کے آنسو روتی ہے اسی لئے (قرآن مجید) نے اس آیت ' نیز اسکے ہم معنی آیات میں زیادہ تر اہل کتاب کے علما کو الزام دیا اور کہا کہ انہوں نے اپنے روحانی تسـلـط کو یہاں تک بڑھا دیا ہے کہ گویا ملت نے خـدا کی پرستش چھوڑ کر اپنی بندگی کرتے ہیں - اتخذوا احبارهم و رهبانهم ارباباً من دون اللہ اور (عدی بن حاتم) کا مشہور سوال و جواب اسکا شاہد ہے ' لیکن یہ کتنے تعجب کی بات ہے کہ تھوڑے ہی دنوں کے بعد اسلام کی قسمت ایسے ہی علما کے ہاتھوں میں آگئی ' اور آجتک بظاہر اسکے سیاہ و سفید کے مالک یہی آلودہ اور سیاہ ہاتھ ہیں - مصر میں (جامع ازہر) ایک بہت بڑا علماے قدیم کا مرکز ہے ' اسکے اساتذہ اور مدرسوں کی حالت کچھ ہندوستان کے مولویوں سے اچھی نہیں ہے' بلکہ اس لحاظ سے زیادہ افسوس ناک ہے کہ یہاں مولویت مفلس ہے اور وہاں بقیہ اسلامی حکومت کے اثر اور [illegible] اوقاف و اجراے احکام شرعیہ کے سب سے دولت مند اور [illegible] ' (سید جمال الدین) کو (جامع ازہر) کے (شیخ) کے مظالم سہنے پڑے' انکے بعد (شیخ محمد عبدہ) نے ساری زندگی [illegible] مگر انکے جور و جفا سہکر بسر کی ' (خدیو) اور (لارڈ کرومر) انکی پیٹھ پر تھا ' خود ایک اعلی درجے کے عہدہ دار تھے اور تقریباً تمام امرا و حکام زیر اثر ' اسلئے کسی کی مخالفت چل نہیں سکتی تھی ' تاہم [illegible] بھی (ازہر) کی اصلاح سے عاجز آکر ایک دوسرا مدرسہ (دار العلوم) قائم کرنا پڑا ' انکے بعد (سید رشید رضا) کی باری آئی یہ ایک

میں هجوم کرکے حملہ کردیا ' اور سینکڑوں اطالیوں کو تلوار کي گهاٹ اتار کے بقیة السیف کو کوسوں دور بهگادیا ' (انور بک) نے اس کارنامے کي بڑي قدر کي اور اس قبیلے کو اپنا وضع کردہ نشان عزت (اطلسي علم) عطا فرمایا -

دوسرے قبائل نے جب (قبیلة العصا) کے خیموں پر اس طلا کار اور افتخار بخش علم کو لہراتے دیکها تو (انور بک) کے پاس دوڑے هوے آے اور کہا کہ همکو بهي موقعہ دیا جاے کہ اس (علم) کے لینے کا استحقاق ثابت کریں اور ایک آزمایشي کام سپرد کیاجاے ' یہاں تو اسي بات کا انتظار تها ' کمانڈر نے کہا کہ تمهارے آگے تمام راستے کشادہ هیں اور تلوار اگر پیاسي هو تو ظالم دشمنوں کے خون کي کمي نہیں -

اسلحۂ جنگ کا انتظام

رات کے وقت ' جبکہ اٹالین کیمپ طرابلس پر قابض هونے کي خوشي میں بکثرت (میلانو) کي شراب پي کر بدمست پڑا تها ' اور افسر (رومنا) کي نظارت جنگ کے بخشے هوے انعامات اور تمغوں کے خواب دیکهہ دیکهہ کر مسکرا رهے تهے ' یکایک عرب قبائل کے صحرائي نعروں کي گونج سے ایک زلزلۂ عظیم محسوس هوا (ان کانت الا صیحة واحدة فاذا هم خامدون ۳۶ : ۲۸) نہیں معلوم خوف و رعب نے ان میں سے هر فرد کے کان میں ایک هي صدا کیا پہنچائي تهي کہ نہ تو کسي نے ایک قدم آگے بڑهکر تحقیق کیا ' اور نہ حملہ آوروں کے پنجوں میں جو هوگئے تهے ' انهوں نے کوئي گولي خالي کي ' بلکہ جس طرف جس کو راہ ملي ' چند لمحوں کے اندر بے تحاشا بهاگ گئے ' اور پورا اٹالین کیمپ خالي هوگیا !

(اذ یوحي ربك الی الملائکة اني معکم فثبتوا الذین آمنوا ' سالقي في قلوب الذین کفروا الرعب فاضربوا فوق الاعناق واضربوا منهم کل بنان ۸ : ۱۲)

اطالیوں کے جُبن و نامردي نے اهل عرب کو انکے اولین حملے هي میں فتح و نصرت کي ایسي چاٹ لگادي ' کہ اب میدان قتال انکے آگے بچوں کا کهیل بنکر رهگیا ' قاعدہ هے کہ پہلے مقابلے کا اثر آخر تک میدان جنگ میں کام دیتا هے ' لیکن خوش قسمتي سے اهل عرب کا ابتدائي حملہ اسقدر بے خطر اور آسان ثابت هوا کہ دشمنوں کے طرف سے انکے دلوں میں اگر کچهہ رعب و هراس تها بهي تو وہ همیشہ کیلئے نکل گیا ' بغیر کسي نقصان کے انهوں نے کهیلتے کودتے ایک پوري اٹالین پلٹن برباد کردي اور بکثرت مال غنیمت ساتهہ لئے هوے (جسکے ملنے کے بعد محال قطعي هے کہ عرب کا بچہ پهر جنگ سے باز رکهاجاے) اور وطني گیت گاتے هوے عثماني کیمپ میں واپس آکر (کمانڈر) کے سامنے اپني فتوحات ڈهیر کردیں -

اس مال غنیمت میں ۸۰۰ سے زیادہ تو بندوقیں تهیں ' اور اور قسم کي اشیا اسکے علاوہ -

ان بندوقوں کي لوٹ سے (انور بک) بہت خوش هوئے ' کیونکہ عمدہ اسلحہ کي کیمپ میں بہت کمي تهي ' اور جسقدر بندوقیں تهیں وہ زیادہ تر مارٹین قسم کي تهیں جنکے چهوڑنے سے بکثرت دهواں نکلکر پهیل جاتا هے - (انور بک) نے حکومت کے نام سے فوراً انکا نیلام کردیا اور دو دو عثماني گیني پر فروخت کردي گئیں -

اس خدمت کے صلے میں انکي آرزوے دلي کے مطابق (طلا کار اطلسي علم) انکو عطا کیا گیا -

اسکے بعد تو هر قبیلہ اُس (علم) کیلئے اٹهنے لگا اور دشمنوں پر برق هلاکت بنکر گرنے لگا ' روز کوئي نہ کوئي قبیلہ دشمن کي طرف نکل جاتا ' اور بکثرت مال غنیمت اپنے خون آلود نیزوں اور خون ٹپکاتي هوي سنگینوں کے ساتهہ لاکر انبار لگا دیتا ' هر قبیلے کي کوشش هوتي کہ دوسروں سے زیادہ تعداد میں دشمنوں کو قتل کریں اور سب سے زیادہ مالِ غنیمت (انور بک) کے سامنے انبار کرسکیں تاکہ شجاعت و وطن پرستي کا اعلی سے اعلی نشان اور تمغہ صرف همیں کو حاصل هو ' یہاں تک کہ تهوڑے هي عرصے کے اندر عثماني کیمپ میں ۱۵ - هزار سے زیادہ قیمتي اور جدید الایجاد کي بندوقیں جمع هوگئیں ' یہ وهي کیمپ هے ' جسکے پاس چند دنوں پہلے ایک ٹوٹا هوا برچها بهي نہ تها ! (واذکروا اذ انتم قلیلٌ مستضعفون في الارض تخافون ان یتخطفکم الناس فاواکم و ایدکم بنصرہ ورزقکم من الطیبات لعلکم تشکرون ۸ : ۲۷)

جنگ کیلئے پہلي ضرورت فوج کي تهي ' پهر اُسکي تعلیم کي ' اور پهر اسلحۂ جنگ کي ' تو ابتدائي دو ضرورتوں کے پورا هونے کے بعد رحمت الهي نے اسلحۂ جنگ میں سے بندوقوں کا یوں انتظام کردیا !

توپیں کیونکر مہیا کي گئیں ؟

لیکن اسلحۂ جنگ میں سب سے زیادہ قیمتي ' عسیر الحصول ' اور ضروري شے (توپیں) کي فراهمي تهي -

(غازي انور بک) نے ایک نیا اعلان تمام قبائل کے خیموں میں شائع کردیا کہ " جو قبیلہ آیندہ سب سے پہلے ایک توپ بهي دشمن سے چهین کر لایگا اُسے (هیرو) کا لقب دیا جایگا "

لیکن یہ کام آسان نہیں تها -

مشکل یہ تهي کہ اطالي دن کے وقت تو توپیں اپنے مورچوں میں لگادیتے تهے ' لیکن جہاں رات آئي ' نہیں معلوم پیشتر هي سے کیوں اسقدر خائف هوگئے تهے کہ فوراً تمام توپیں ساحل کے کیمپ میں لیجاکر پہنچادیتے تهے ' تاهم اهل عرب کے جوش اور شوقِ حصولِ خطاب کے آگے اب کوئي مشکل ' مشکل نہ تهي ' اس اثنا میں شہر کے باشندوں کے باهي کاٹ کردینے اور پاني کي قلت کي وجہ سے اطالي مجبور هوے کہ اپني جگہ سے حرکت کریں اور عثماني قیامگاہ کي جانب کچهہ بڑهکر پڑاؤ ڈالیں (انور بک) نے جب یہ خبر سني تو حکم دیا کہ عربي فوج آهستہ آهستہ اپني جگہ چهوڑ کر پیچهے هٹنا شروع کردے مگر اسطرح ' کہ دشمن محسوس نہ کرے -

(غازي انور بک) نے جب طرابلس میں قدم رکھا ہے تو کیا حال تھا ؟ ایک لق ودق صحراے ہولناک ! ایک وحشت انگیز ریگستان افریقہ ! جسمیں انسانی وجود کا کہیں نام و نشان نہ تھا ' اسکی نظریں جہاں تک کام کرتی تھیں تودہہاے ریگ ' اور بگولہہاے صحرائی کے سوا اور کچھہ نظر نہیں آتا تھا ' وہ جہاد ودفاع کے تصور میں ہفتوں یہاں کی ریگ زار پر روتا رہا -

لیکن اسکا شجیع اور عظیم دل نا امیدی کے لئے نہیں ' بلکہ کامرانی کیلئے پیدا ہوا ہے ' وہ مایوس نہیں ہوا ' اسکی راہ میں جس قدر موانع اور رکاوٹیں پیش آئیں ' انکی اسنے تحقیر کی ' اور مشکلوں کے ہجوم کو ہنسکر ٹالدیا ' اور پھر کمر ہمت باندھکر اطراف و جوانب کے قبائل میں دعوتِ جہاد شروع کردی کہ (یا قومنا ! اجیبوا داعی اللہ !) دنیا کی کونسی سخت سے سخت مصیبت ہے جو اس (داعیِ حق) کو اس کام میں پیش نہیں آئی ' مگر ہر مایوسی جو سامنے آتی تھی ' وہ اسکی سمند ہمت پر ایک نئے تازیانے کا کام دیتی تھی ' یہاں تک کہ چند دنوں کے بعد وہ تن تنہا فرد مقدس - جو بادیہ نشین قبائل کے خیموں اور گشتی بازاروں میں روتا ہوا پھر رہا تھا - جب واپس ہوا تو جنود الہی کی عظیم الشان صفیں اسکے یمین و شمال نیزے بلند کئے ہوے چلی آرہی تھیں [اذا جاء نصراللہ والفتح ' ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا (١١٢ : ٣)]

وہی تن تنہا فردِ مقدس ' دشمن کے بے شمار لشکر کے سامنے حریفانہ و مساویانہ آکر کھڑا ہوگیا ' اور پھر پورے نو مہینوں کے اندر ایک دن بھی شکست و ہزیمت اسکے دامن عزت پر دھبہ نہ لگا سکی -

تمام اہل عرب - جنکو عثمانی خلافت کا قدیمی مخالف سمجھا جاتا تھا - اوامر سلطانی کے آگے پوری اطاعت و فرماں برداری کے ساتھہ جھک گئے ' اور آج عثمانی فوج کے مفہوم میں بلا کسی اختلاف و شبہہ کے عربی افواج داخل ہے -

اجتماع قبائل عرب اور انور بک کی مشکلات

عربی فوج کے مرتب کرنے میں جو مشکلیں اجتماع کے بعد پیش آئیں ' وہ ابتدائی مشکلات سے کم نہ تھیں ' سب سے پہلی مشکل مختلف قبائل کی عربی عصبیت ' اور انکی باہمی بغض و مخالفت تھی جو نسلاً بعد نسل قدیم سے چلی آتی ہے ' قبائل کی جنگ سرزمین عرب کی ایک ملکی خصوصیت ہے ' اور آج بھی ویسی ہی موجود ہے ' جیسی تیرہ سو برس پہلے (بکر و وائل) کی معرکہ آرائیوں میں موجود تھی ' انہیں لڑائیوں سے (عرب بادیہ) کے خون کی بے میلی اور اصلیت کا آج مورخ پتہ لگا سکتا ہے ' ورنہ شہری زندگی کی (عربی پر امن و صلح زندگی) میں عربیت کے جوہر دبے ہوے ' او آمیزش سے پاک نہیں ہیں -

غازی (انور بک) کے مقاصد کیلئے یہ باہمی تباغض سخت مایوسی بخش تھا ' مگر اسنے مشکل کے ظہور کے ساتھہ ہی اسکا علاج بھی تجویز کرلیا ' یہ علاج وہی علاج قدیم تھا ' جس کے ذریعہ کبھی حجاز کے ٹوٹے ہوے قبیلے باہم جوڑے گئے تھے ' یعنی تمام قبیلوں کو مختلف موثر اور دل میں اتر جانے والے طریقہ سے سمجھاکر (جو اس اعجاز آفرین سحر بیان کا وصف مخصوص ہے) ان میں باہم رشتہ داریاں قائم کرادیں ' اور ایک قبیلے نے دوسرے قبیلے کو اپنی لڑکیاں دیدیں اور دوسرے کی لڑکیوں سے اپنے لڑکوں کا عقد کردیا ' اور اسطرح اس دعوۃ جہاد کی بدولت صدیوں کی عداوتیں اور دشمنیاں عہد اخوت و مودت سے بدل گئیں - فی الحقیقت یہہ ایک بہت بڑا احسان الہی تھا ' جسکو خدا نے اپنے ایک محبوب بندے (انور بک) کے ہاتھوں پر ظاہر کیا - جس دین الہی کی حفاظت کیلئے اس نے اپنی حیات عزیز وقف کردی ہے ' ضرور تھا کہ اس دین کے (داعی اول صلعم) کے فضائل و خصائص کے انوار کا پرتو اسکے قلب پر بھی عکس ڈالتا ' (انور بک) کا وجود نور محمدی کے انوار ربانی کی ایک تجلّی ہے : و اذکروا نعمۃ اللہ علیکم ' اذ کنتم اعداءً ' فالّف بین قلوبکم ' فاصبحتم بنعمتہ اخوانا (٣ : ٩٩) -

صحراے لیبیا میں فنون جنگ کی درسگاہ

دوسری مشکل قبائل کی بے نظمی اور اصول جنگ سے ناواقفیت تھی کہ وقت نازک ' فرصت مفقود ' دشمن کے گولوں کی بارش سر پر ' اور ایک صحرائی بھیڑ اپنے صحرائی خنجروں کو لئے ہوے جمع تھی لیکن توفیق الہی اپنے جن برگزیدہ بندوں کو کارہاے عظیمہ کیلئے چن لیتی ہے ' انکو مشکلوں پر حکومت و طاقت بھی بخشدیتی ہے ' (غازی انور بک) نے بغیر اسکے کہ ایک لمحہ بھی فکر و تردد میں ضائع کرتے ' فوراً تمام قبائل کو چند پلٹنوں میں تقسیم کردیا ' اور ہر پلٹن کی تعلیم [illegible] ایک افسر مقرر کرکے شب و روز قواعد کرانی شروع کرادی ' خود [illegible] نے جب معلوم کرلیا کہ بغیر ان قواعد کے سیکھے ہم دشمنوں [illegible] جواب نہ دیسکیں گے اور انکی ابتدائی دست برد کا انتقام نہیں لیا جاسکے گا ' تو خود انکے اندر جوش و غیرت نے ایک [illegible] خارق عادت ذہانت اور قوتِ اخذ و تحصیل پیدا کردی ' کہ مہینوں کی مشق ایک چوبیس گھنٹے کے اندر حاصل کرنے لگے ' قبائل کی باہمی رقابت سے بھی اس موقعہ پر بڑی مدد ملی ' (انور بک) نے اعلان کردیا کہ جو قبیلہ پہلے فن جنگ کے امتحان میں کامیاب ثابت ہوگا اسکو عزت و ناموری کے نشان کے طور پر ایک طلا کار اطلس کا علم دیا جائیگا ' یہ سنتے ہی ہر قبیلہ مسابقت کی کوشش کرنے لگا ' اور شب و روز پورا وقت فوجی نقل و حرکت اور قواعد کے سیکھنے اور مشق میں صرف ہونے لگے ' معلم تھک جاتے تھے ' لیکن سیکھنے والوں کی ہمت ہر آن بڑھتی جاتی تھی ' اسی اثنا میں جب (اطالیوں) کی جراتوں نے ایک دو قدم آگے بڑھاے اور بم کے گولے بکثرت آنے لگے ' تو قبیلۂ (حسا) نے ایک

(بنغازي) میں معتبر ذرائع سے مشہور ہورہا ہے کہ جنرل (بریکولا) اٹالین کمانڈر فوج شدت افلاس سے سخت گھبرا گیا ہے اور مجبور ہوا ہے کہ (خواجه ہارون مقري) مشہور یہودي مہاجن سے ایک رقم کثیر قرض لے -

مرسیو کولیرا مالک (النیل) کي واپسي

عثمانی کیمپ میں

گذشتہ نمبر میں ہم نے مصري معاصر (النیل) کے حوالے سے لکھا تھا کہ موسیو (کولیرا) ایک دورہ کرنے والي جماعت کے ساتھہ نکلکر مفقود الخبر ہوگئے ہیں ' لیکن ۳ جولائي کے (النیل) میں خود (موسیو کولیرا) کي بھیجي ہوي تار برقي چھپي ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مع ایک عثماني فتح کي بشارت اور چند اٹالین قیدیوں کے عثماني کیمپ میں مع الخیر واپس آگئے ہیں -

اعلام سلطاني کي مشایخ سنوسیہ میں تقسیم

صحرا میں ایک مقدس اور موثر رسم کي تقریب

(۱۷ - ربیع الثاني) کے تاریخ ہمارے کیمپ میں ہمیشہ یادگار رہے گي ! (غازي انور بک) کے معجزانہ اعمال میں سے ایک عجیب و غریب کام صحراے لیبیا کي لق و دق ریگستان میں ایک شاندار (مسجد جامع) کي تعمیر ہے ' ابھي ہم لوگ اس مسجد میں نماز عصر سے فارغ ہي ہوے تھے کہ فوجي ترانے کي آواز کانوں میں آنے لگي ' اور بگل کي آواز نے تمام کیمپ کو مسجد میں جمع ہوجانے کا حکم دیدیا ' تھوڑي دیر کے بعد (قولغاسي احمد افندي شاہین) مصري کے ماتحت مجاہدین کي پلٹنیں نمودار ہوئیں ' انکي فوجي حرکت ' سپاہیانہ قدم راني ' اور افسر کے احکام کي صحیح تعمیل ' ایسي بہتر سے بہتر اور اعلی سے اعلی حالت میں تھي جسکو دیکھکر شبہ ہوتا تھا کہ شاید یہ گروہ ابھي ابھي کسي سب سے بڑے جنگي کالج سے سند لیکر نکلا ہے ' حالانکہ جو جماعت عربي ذہانت و قابلیت سے متصف ہو ' اور پھر

ایراني مجاہدین

اُنکے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ۲۶ جون کو اُنکے ساتھیوں کا ایک اٹالین رجمنٹ سے مقابلہ ہوگیا جو پیچھکر کسي دوسري طرف نکل جانا چاہتي تھي ' کچھہ دیر تک تو دشمنوں نے ثابت قدمي دکھلائي لیکن پھر اپني عادت کے مطابق تیسیوں لاشیں میدان میں چھوڑ کر بھاگ گئے -

عثماني جماعت کا نقصان اس مقابلہ میں ۱۲ - سے زیادہ نہیں ہوا اسمیں سے بھي صرف ۸ شہید ہوے اور ۴ زخمي ہیں جو عنقریب اچھے ہو جائیں گے -

جو اطالي اس مقابلے میں قید کر لے گئے اُن میں ایک شخص ۸ ویں پلٹن کے ۹۰ ویں رجمنٹ کا مترجم ہے -

عثماني کمانڈر نے اپنے عام اصول کے لحاظ سے ان قیدیوں کے ساتھہ بھي نہایت نرمي اور شفقت کا سلوک کیا -

(انور بک) جیسے دنیا کو متحیر بنادینے والے انسان کے ساتھہ آٹھہ مہینے رہ چکي ہو اسکي کوئي بات تعجب انگیز نہیں ہوسکتي -

فوج کے بعد اس رسم کے اصلي اشخاص مسجد کي صحن میں نمودار ہوے ' یہ طریقۂ (سنوسیہ) کي مشہور خانقاہوں کے مشائخ تھے ' جنمیں سے ہر ایک کي انگلیوں میں نہیں معلوم افریقہ کے کتنے انسانوں کے دلوں کي باگیں اٹکي ہوي ہیں ' انکي لنبي لنبي اور ڈھیلي عبائیں ' خشک اور زاہدانہ چہرے ' اونٹھہ کے بالوں سے بنے ہوے سروں پر سمادے ' اور سکون و وقار کے ساتھہ آہستہ آہستہ قدم راني ' ایک ایسا موثر اور رعب انگیز منظر تھا ' جو تاریخ عرب کے پرانے صفحوں کو نظروں کے سامنے متشکل کردیتا تھا -

جب تمام لوگ اپني اپني جگہہ بیٹھہ گئے ' تو سب سے پہلے قرآن مجید کي بعض سورتوں کي تلاوت کي گئي پھر بعض ادعیۂ ماثورہ کے بعد اعلان کیا گیا کہ " آجکي صحبت اسلئے منعقد ہوئي ہے

کارزار طرابلس

عزیزیه کے عثماني کیمپ میں شفاخانه

اٹالین بے خوف و خطر آگے بڑھتے آئے کیونکه اپنے حریف کا انہوں نے کہیں نشان نه پایا' یہاں تک که جب ایک میل کا فاصله درمیان میں رهگیا' تو (هیرو) کے نئے لقب کے مشتاق اهل عرب' زیادہ صبر و انتظار نه کرسکے -

توپوں کي فتوحات

فوراً (قبیلة الحسا) نے سامنے سے اور قبیلۂ (درسه) نے پہلو سے ایک ساتهه حمله کر دیا' اور خاندان (معدوز) کے جان بازوں نے عقب میں پہنچکر بهاگنے کي راه بند کردي - اب موت سے کانپنے والے اطالیوں کو موت هي کي صورت هر طرف نظر آتي تهي - بندوقوں کي باڑهه' سنگینوں کي نوک' تلواروں کي دهار' اور سب سے زیادہ مہیب اسلحه' مجاهدین کا مردافگن نعرۂ تکبیر؛ یهي شکلیں تهیں جنکے بهیس میں موت چمک چمک کر نمودار هوتي تهي' اور نظروں کو خیرہ کرتے هوے اپنا کام کر جاتي تهي؛ (قل إن الموت الذي تفرون منه فانه ملاقیکم' ثم تردون الی عالم الغیب والشهادة فینبئکم بما کنتم تعملون ۶۲ : ۹) -

اسي دار و گیر میں قبیله (الفواعر) کي بن آئي' وہ صفیں درهم و برهم کرتا هوا دشمنوں کے قلب میں آترگیا' اور جس جگه انکا توپخانه نصب تها وه صرف دو تین گز کے فاصلے پر رهگیا' شیخ قبیله نے پکارا که خلعت نامورِي حاصل کرنے کا اصلي وقت یهي هے' جس طرح بنے توپوں پر قبضه کرلو' سنگینوں کي نوکوں سے دشمنوں کو هٹاتے هوے قبیله کے جانباز بڑهتے گئے' توپچیوں نے جب دیکها که پہلو کي فوج تڑپ رهي هے' اور ملک الموت صحرائي صورتوں میں اُنکے قریب بهي آگیا هے تو اُنکي عقلیں خبط هوگئیں' سب کے سب توپوں کو چهوڑ کر بهاگ گئے!

قبیله (نواعر) نے باٹري پر قبضه کر لیا اور دیکها تو اُنکے خچر بهي قریب هي موجود تهے' فوراً تمام توپیں لیکر مع دیگر بے شمار مال غنیمت کے اپنے کیمپ کي طرف روانه هوے اور دوسرے هي دن صحرا میں ایک ساده اور سنجیده رسم کے ادا کرنے کے بعد انکو (هیرو) کا لقب دیا گیا -

---

مصر کي ڈاک

العلم (قاهره) کے تار

اهل عرب کي طرابلس میں کانفرنس

اور اسپر حلف' که صلح کبهي قبول نه کرینگے

(اٹلي کا افلاس)

(بقبق ۲۳ جون) اطالیوں نے (قریضه) (طلمیه) اور (طوذره) تینوں مقاموں پر ساحلي بیڑہ سے ۳۲۰ گولے پهینکے' مگر صرف اول الذکر مقام میں ایک عرب شهید هوا' اور اور تمام گولے بیکار ضائع گئے -

(بنغازي) میں اطالیوں نے جب مشهور کیا که عنقریب اٹلي اور ترکي میں صلح هونے والي هے تو تمام اهل عرب میں تشویش و بے چیني پهیل گئي' آج تمام سنوسي زاویوں (خانقاهوں) کے مشائخ اور اهل عرب کے سرداران قبائل عثماني کیمپ میں جمع هوئے اور سب نے بالاتفاق مندرجه ذیل مواد پر "باهم قسم کهائي اور سخت سے سخت حلف سے اسے مستحکم کیا -

"هم خدا کو حاضر و ناظر یقین کرکے' اسکو اور اُسکے تمام ملائکه کو اپنا شاهد قرار دیتے هیں که هم هرگز اٹلي سے ایسي صلح منظور نہیں کرینگے' جس سے اس ملک میں کسي طرح کي مداخلت بهي اُسے حاصل هوسکے' خواه وه مداخلت کسي شکل اور بنیاد پر هو - اور هم سوائے اس صورت کے اور کسي صورت پر راضي نه هونگے که طرابلس همیشه ایک خالص اسلامي اور عثماني ولایت باقي رهے' اگر ایسا نهوا تو آخر تک تلوار همارے هاتهه میں رهیگي' اور جب تک ایک فرد واحد بهي صحرا میں باقي رهیگا همارا مقابله ختم نهوگا" -

تمام ترک افسر اور سپاهي بهي اس عهد میں انکے ساتهه هیں' اٹلي باب عالي سے اگر کوئي معاهدۂ صلح کر بهي لے تو اُس سے کیا فائده اُٹهاسکتي هے جب که خود اهل ملک اور اُنکے ساتهي عثماني فوج ماننے کیلئے بالکل طیار نہیں' اور طیار بهي کیونکر هوں' جب که وه اچهي طرح اپني قوت اور عظمت کا مستقل تجربه کرچکي هے اور دشمن کا خوف و هراس اور شورش و اضطراب اسپر هر لمحه ظاهر هوتا رهتا هے -

عربوں کو واپس چلا آنا پڑتا ہے - ایسے ہی موقعوں پر (روما) سے اٹالین فتح و نصرت کی تار برقیاں شائع کی جاتی ہیں کہ "ساحلی بیڑے کی مدد سے اطالیوں نے دشمن کو بھگا دیا !"

میں (دفنہ) میں کئی ماہ مقیم رہا - اس تمام عرصے میں صرف دو بار اطالی نمودار ہوے تھے - دونوں مرتبہ نہایت تباہ کن شکستیں کھاکر اور تمام سامان چھوڑکر بھاگ گئے *

طرابلس میں افغانی اور کردی والنٹیر

اهل طرابلس صلح پر کیونکر راضی ہوں جبکہ وہ دیکھہ رہے ہیں کہ تمام عالم اسلامی اس فدائیانہ جہاد کی وجہ سے انکو پیار کر رہا ہے اور اپنے مال و جان کو انپر نثار کرنے کیلئے بھیج رہا ہے -

کیا وہ چالیس کروڑ مسلمانان عالم کے آگے اپنے تئیں شرمندہ و ذلیل کریں ؟

میں نے خود اپنی آنکھوں سے (درنہ) میں ۴۹ (افغانی) اور ۱۹ (کُردی) دیکھے - اور یہ صرف وہ لوگ تھے جو مختلف جہاتِ جنگ سے الگ ہوکر آئے تھے تاکہ مرکزی کیمپ کے ماتحت رہکر جانیں فدا کریں ورنہ انکے علاوہ اور بیسیوں (افغانی) والنٹیر طرابلس کے مختلف اسلامی کیمپوں میں خدمات جہاد ادا کر رہے ہیں - اور میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ ان حالات کو بیان کرتے ہوے خاص طور پر (افغانیوں) کی غیرت اسلامی - اور حمیت ملی - اور مجاہدانہ فداکاری کا ذکر کروں جنکا طرابلس میں ہر متنفس میری طرح معترف ہے - جوش جہاد اور شجاعت و بے جگری کے جو تعجب انگیز ثبوت انہوں نے ابتدا سے دئے ہیں انکے ذکر کیلئے پوری ایک صحبت چاہئے - انکی انہیں صفات عظیمہ نے (افغانی) کا لفظ طرابلس میں ہر دلعزیز کردیا ہے - اور ہر شخص اس نام کی عزت کرتا ہے -

ہندوستان کے مجاہدین طرابلس میں

افغانیوں ہی پر موقوف نہیں - طرابلس کے مختلف کیمپوں میں آج (ہندوستان) تک کے مسلمان والنٹیر موجود ہیں جو گذشتہ آخری دنوں میں وہاں پہنچے اور پھر جہاد کے متعدد معرکوں کے موقعوں پر (درنہ) اور (بنغازی) چلے گئے - یہ (ہندوستانی والنٹیر) بھی اپنے افغانی بھائیوں کی طرح عجیب و غریب شجاعت سے متصف - اور راہ الہی میں جوش فدویت و جاں نثاری سے مملو ہیں - بعض سخت موقعوں میں انہوں نے کارہاے نمایاں انجام دیے اور ہر طرف سے تحسین و آفرین کا صلہ پایا -

آلات جنگ

میں نے پوچھا : آلات جنگ کی طرف سے تو اب آپ لوگ مطمئن ہیں ؟

اس نے جواب میں کہا : اگر مقصود توپوں سے ہے تو اطالیوں سے لڑتے ہوے ہمیں انکی بہت کم ضرورت ہوتی ہے - تاہم ہمارے پاس کافی سے زیادہ موجود ہیں اور جن قیمتی اور جدید ترین اقسام کی ضرورت ہوتی ہے فوراً ایک دو حملے کرکے ضرورت کے مطابق دشمنوں سے لے لیتے ہیں - بارہا ایسا ہوا ہے کہ ہمارے فیاض دشمنوں نے تو بکثرت توپیں ہمارے لئے میدان جنگ میں چھوڑدیں - مگر ہم نے اپنی ضرورت سے زائد دیکھکر انہیں لانا پسند نہیں کیا اور میخیں ٹھونک کر وہیں چھوڑ دیا -

رہیں (موزر) بندوقیں - کہ وہ آجکل کی لڑائیوں کا سب سے زیادہ مستعمل اوزار ہے - تو انکی طرف سے تو ہمیں ذرا بھی بے اطمینانی نہیں ' عربوں کے پاس نہایت وافر اور کثیر ذخیرہ انکا موجود ہے اور اب انہیں اسکے استعمال کی ایسی اچھی مشق ہوگئی ہے کہ اس بارے میں کسی طرح فوج نظام سے کم نمبر نہیں پاسکتے *

میدان جنگ میں سنوسی عربوں کا لباس

میں نے اهل عرب کے (حرام) اور (شملہ) کی نسبت پوچھا جو طرابلس و صحرا کے عربوں کا قومی لباس ہے اور وہ اسقدر ڈھیلا اور بے قرینہ ہوتا ہے کہ اُسے پہنکر کوئی چستی و چالاکی کا کام انجام نہیں دیا جاسکتا - (برہان الدین) نے جواب میں کہا :

ہاں وہ لڑائی کیلئے کسی طرح موزوں نہیں لیکن اهل عرب اتنے وحشی نہیں ہیں جسقدر باہر کی دنیا غلطی سے انہیں سمجھتی ہے - میدان جنگ میں جانے سے پہلے وہ تمام اسطرح کے کپڑے اتار دیتے ہیں اور خواہ جوان ہوں خواہ بوڑھے ہلکے اور چست کپڑے پہن لیتے ہیں - اور اکثر تو صرف ایک پائجامے ہی پر قناعت کرتے ہیں - وہ جانتے ہیں کہ جنگ سے واپسی پر انہیں بکثرت بندوقیں اور مال غنیمت اٹھاکر لانا پڑے گا اسلئے خود نہیں چاہتے کہ کپڑے کا بھی کوئی بوجھہ انکے جسم پر ہو -

طرابلس میں کارتوس اور بارود کا کارخانہ

آپ کو اور زیادہ عجیب خبر سناوں - مجاہدین نے یہاں کارتوس اور بارود کے (کیپسیول) بنانے کا ایک کارخانہ کھولدیا ہے وہ بندوق چلاتے وقت گولیوں کے ظروف کو ضائع نہیں کرتے - انہیں جمع کرتے رہتے ہیں اور پھر انہیں سے دوبارہ (کیپسیول) درست کرکے بارود اور گولیوں سے بھر لیتے ہیں - اس طرح انہیں غرض کی بہت بڑی بچت ہوجاتی ہے - ایک خاص جماعت نے اپنے لئے یہ شغل مخصوص کرلیا ہے اور تمام ضروری سامان جو بارود کے عمل اور گولیوں کے ڈھالنے کے لئے مطلوب ہے مہیا کرکے ایک یورپین کارخانے کی طرح کام کررہی ہے - (کیپسیول) کے مہیا کرنے میں بھی کوئی دقت پیش نہیں آتی اسکا ایک صندوق سینکڑوں کارتوسوں کے لئے کافی ہوتا ہے اور ہمارے پاس اسکے صندوقوں کے ڈھیر موجود ہیں -

که (اعلی حضرت سلطان المعظم) نے حضرات (مشائخ سنوسیه) کیلئے بطور نشان اعزاز و افتخار و سند خدمات اسلامی و وطنی جو (علم) روانه فرماے هیں وه فوجی اعزاز کے ساتهه تقسیم کئےجائیں"

اسکے بعد سوله افسر اُن (علموں) کو اُٹهاے هوے (غازی انور بک) کے پاس لیکر آئے وه چپ هر ایک علم کو اپنی آنکهوں سے لگاتے تهے اور اُسکے بعد ان جملوں کے ساتهه مشائخ کے کاندهوں پر رکهتے تهے که: هدية من لدن مولانا امیرالمومنین وخلیفة رسولنا الامین' تمام مشائخ تعظیم سے جهک جاتے تهے اور احسانمندی و شکر گذاری کے الفاظ کہتے هوے قبول کرتے تهے -

جب یه کاروائی ختم هوگئی' تو پهر فوجی ترانه سامعه نواز هوا' اور تمام حاضرین کی نهایت خوش ذائقه حلوے کی طشتریوں سے تواضع کی گئی اور مغرب سے پیشتر تمام مشائخ و مجاهدین نعرهٔ تکبیر و تهلیل اور دعاے فتح و نصرت کی صدائیں بلند کرتے هوے واپس گئے -

جن مشائخ میں یه (علم) تقسیم کے گئے انکی فهرست حسب ذیل هے اگرچه انکے علاوه اور بهی بیسوں مشائخ میدان جہاد میں شریک هیں لیکن اِن حضرات سے غیر معمولی شجاعت اور خدمت ظاهر هوی اسلئے خاص طور پر مستحق اعزاز قرار پاے:

السید السنوسی الجبالي شیخ زاوية درنه
السید محمد الغلبي „ „ البیضه
السید حمید بن عمود „ „ قفنطه
السید محمد الدریقي „ „ شحات
السید محمد الغزالي „ „ قرت
السید عبد القادر بدر „ „ بشاره
السید محمد الحبیب „ „ المرازیقه
السید عبد الله ابو سیف „ „ ماره
السید عبد الله الغرکاش „ „ مرتوبه
السید وحیو الغرکاش „ „ ام ازرم
السید ادریس برقاویس „ „ ام حضین
السید عبد الله ابو حسین „ „ المغیلي
السید السنوسي الجبالي „ „ العزیات
السید محمد الصغیر „ „ ام برکه
السید هنیدو الغماري „ „ الحمامه
السید عبد الرحمن العجالي „ „ العجالي

ایک کردی والنتیر کی میدان جہاد سے واپسی

طرابلس کے تازه ترین حالات

ترکی سے جو (والنتیر) طرابلس گئے تهے' اُن مین ایک جوان غیور و اسلام پرست (برهان الدین) آفندی تها جو حال میں طرابلس سے بغرض علاج واپس آیا هے اور اسکندریه میں قسطنطنیه جانے کے خیال سے مقیم هے (العلم) کے نامه نگار نے اس موقعه کو غنیمت سمجهکر اس سے نهایت دلچسپ حالات دریافت کیے -

(برهان الدین) نسلاً (کردی) هے' مگر عربی نهایت روانی سے بولتا هے' عمر چالیس کے قریب هے' اور ترکی اور فرنچ سے بهی اچهی طرح واقف هے' کُردستان کے ایک مشهور معزز خاندان کا ممبر هے' تحصیل علوم کی غرض سے قسطنطنیه میں مقیم تها که اعلان حرب کی خبر نے مضطر کردیا اور وزارت جنگ سے اجازت لیکر طرابلس چلا گیا - اُسکے بیانات حسب ذیل هیں :—

(صلح) کی نسبت اُس نے کها که یه سراسر خبط اور جنون هے' طرابلس کے تمام عرب اور ترک بلا استثنا متفق هیں که جب تک ایک انچ زمین بهی خاک وطن کی اٹلی کے قبضے میں باقی رهے گی - تلوار هاتهه سے نه رکهیں گے - اب تو طرابلس کے بچے بچے کی زبان پر یهی هے که جنگ جاری رکهو - اور پهر دنیا کیا هم کو اسقدر احمق سمجهتی هے که باوجود نو مهینے کے اندر ایک مرتبه بهی شکست نه کهانے کے صلح کے خواهشمند تصور کیے جائیں؟ همیں صلح کی ضرورت هی کیا هے؟ اٹلی جیسی نامرد قوم اگر مقابل هو تو اتهه برس تک لڑنے بهی بے خطر لڑسکتے هیں - صحرا کے بادیه نشین سنوسی قبائل - جنکو خشک کهجوروں کے سوا اور کچهه میسر نهیں آتا تها - آج (پیرس) اور (لندن) کے مطلسر اوَن کا سامان اپنے خیموں میں دیکهتے هیں "اگر انکا بس چلے تو ایسی دولت بخش جنگ کو تو کبهی بهی ختم نه هونے دیں *

پهر کها: آجکل سب سے بڑی خواهش جو عربوں کے دل میں هے - وه یه هے که کسی طرح اٹالین جم کر مقابله کریں - اُنکے هاتهه بندوقوں اور تلواروں کے ایسے عادی هوگئے هیں که هر روز بلا ناغه تهوڑی سی جنگی ورزش طلب کرتے هیں' لیکن عرصے سے اطالیوں نے اپنی گڑهیوں اور مورچوں کو شب و روز کا نشیمن بنالیا هے' اور سوا ے نادر صورتوں کے کبهی وهاں سے نهیں نکلتے -

جب عرب مجاهدین سخت گهبرا اٹهتے هیں تو پهر تمام جنگی مصلحت اندیشیوں کو بالاے طاق رکهکر انکے مورچوں اور قلعوں میں گهس جاتے هیں - وه خود موت کے منه میں نهیں جاتے تو موت خود آکر انکو اپنے منه میں لے لیتی هے -

سب سے بڑی پناه — جسکے اعتماد پر اینک اطالی طرابلس میں مقیم هیں اور عربوں کے خوف سے خودکشی نهیں کرتے ساحل کا جنگی بیڑا هے لیکن تجربے سے ثابت هوچکا هے که عربوں کے هجوم کے روکنے سے وه بهی عاجز هے - البته اتنا ضرور هے که جب تمام جهازوں کی باٹریاں ایک هی وقت میں گوله باری شروع کردیتی هیں تو بعض اوقات مجبوراً

جامعہ عربیہ حنفیہ سراج العلوم

جامع مسجد مدنی ○ جبوڑی ○ ضلع مانسہرہ

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مملکت پاکستان میں مسلک اہل سنت والجماعت کے دینی مدارس میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ ہمارے اکابر اگرچہ ایک ایک کر کے داعی اجل کو لبیک کہتے چلے جا رہے ہیں۔ مگر باہمت اور غیور اصاغر نے عزم کر رکھا ہے کہ زمانے کے نامساعد حالات کے آگے گردن نہیں جھکائینگے۔ اور علم صداقت بلند رکھینگے۔

سرزمین ہزارہ گوناگوں اوصاف کی حامل ہے۔ گھنے جنگلات، شاداب میدانوں، شفاف چشموں اور ندیوں کی سرزمین، جرنیلوں، متکلموں، مفکروں اور سیاست دانوں کی سرزمین، کشمیر و چین اور روس کی سرحدوں کو چھونے والی، ہر استبداد کے ہر چیلنج کو قبول کرنے والی زمین ہے۔ امیر المومنین حضرت امام سید احمد شہید بریلویؒ، امام المجاہدین حضرت امام اسماعیل شہید دہلویؒ اور دیگر مجاہدین کے قدم چومنے کا شرف حاصل ہوا۔ وہ سرزمین جس نے حضرت مولانا غلام رسول صاحب بفویؒ مدرس دارالعلوم دیوبند اور استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا رسول خان صاحب ایسی نابغہ روزگار ہستیاں پیدا کیں۔ جو علم و عمل کا پیکر تھے۔ بقول کسے ؎ مبارک باد بر ملک ہزارہ . . . . ہزارہ نیست بلکہ چوں بخارا

یہ سرزمین دینی طور پر مالا مال ہونے کے باوجود دنیوی، معاشی اور اقتصادی طور پر بدحالی کا شکار رہی ہے۔ تاہم دینی جذبے سے سرشاری کا ثبوت ہے کہ جاں نثار ختم نبوت پاسدار ناموس صحابہ حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ دو مرتبہ قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ اگرچہ یہاں دولت کی ریل پیل نہیں۔ لیکن آفریں ہو علماء کی ہمت کو کہ ان بوریا نشینوں نے کبھی ہمت نہیں ہاری۔ اور پوری شان استغناء سے دین حق کی آواز کو بلند کرتے رہے۔ یہ آواز ہمیشہ دیوبندی مکتب فکر کی مساجد اور مدارس سے بلند ہوتی رہی۔ یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا۔

بحمد اللہ جامعہ عربیہ حنفیہ سراج العلوم جبوڑی (ضلع مانسہرہ) کا شمار بھی ان عظیم مدارس میں ہوتا ہے۔ جو اکابرین دیوبند کے مشن کے وارث ہیں۔ جامعہ ہذا اگرچہ اپنے عظیم مقاصد کے حصول میں کامیاب نہیں۔ (ابھی دارالتفسیر اور دارالحدیث کی تعمیر نہیں ہو سکی) تاہم اپنی سطح پر اہم علمی خدمات انجام دے رہا ہے۔ اس کی بنیاد آج سے سترہ سال پہلے (۱۹۶۳ء) میں جامعہ ہذا کے مہتمم اور صدر مدرس حضرت مولانا سید غلام نبی شاہ صاحب مدظلہ نے رکھی۔ آپ عزم و عمل میں نقش اسلاف علمائے دیوبند کے پکے شیدائی ہیں۔

جامعہ ہذا میں درس نظامی کے جملہ فنون مع کتب موقوف علیہ بڑی محنت اور کاوش سے پڑھائے جاتے ہیں۔ دیگر شعبہ جات میں (۱) درجہ حفظ قرآن (۲) شعبہ ناظرہ (۳) شعبہ تجوید (۴) شعبہ افتاء اور شعبہ خوشنویسی شامل ہیں۔ اور تجربہ کار جید علماء ان شعبوں کی نگرانی کرتے ہیں۔

اس وقت جامعہ ہذا میں دو سو ساٹھ مقامی اور اسی غیر مقامی طلباء زیر تعلیم ہیں جن کے جملہ اخراجات کی کفالت مدرسہ کے ذمہ ہے۔ اور جو اصحاب ثروت کے صدقات، زکوٰۃ اور عطیات سے پورے کئے جاتے ہیں۔ لہٰذا مخیر اصحاب سے اپیل کی جاتی ہے۔ کہ وہ اپنا اور اپنے احباب کا ہمہ جہتی تعاون پیش فرما کر دنیوی اور اخروی کامیابیوں اور کامرانیوں سے سرخرو ہوں۔ جامعہ ہذا کو دی جانے والی جملہ رقوم مہتمم جامعہ حضرت مولانا سید غلام نبی شاہ کے نام ارسال کی جائیں۔ شکریہ! والسلام و نیاز

خادم العلماء { احقر عبدالحق قریشی ناظم اعلیٰ مدرسہ جامعہ عربیہ حنفیہ سراج العلوم جبوڑی
جامع مسجد مدنی جبوڑی، ضلع مانسہرہ، ہزارہ ڈویژن، پاکستان

ولایت کي ڈاک

—*—

ریوٹرکي تار برقیاں

جنگ طرابلس

(لنڈن ۲۰) باب عالي نے فیصله کیا ھے که درۂ دانیال بند نہین کیا جاے بلکه دونوں طرف سرنگین لگاکر ابداے کي چوڑائي کم کردي جاے -

(روما ۲۲ جولای) مصرته کے مغربي جانب کے کسي حصے پر اٹالین فوج نے یورش کي - تعاقب کرتے ھوے عثماني فوج کے ھرعشرے سے ایک عشرکو ته تیغ کیا گیا جسکا تعداد ۱۵۰۰ سے کم نہین - اٹالین صرف ۱۹ مقتول اور مجروح -

مسئله وزارت

(قسطنطنیه ۲۲ جولای) سلطان المعظم پارلیمنٹ کے برھم کردینے پر راضي نہین ھوے اسلئے توفیق پاشا نے قبولیت وزارت سے انکار کردیا -

(ایضا) غازي مختار پاشا وزیر اعظم مقرر ھوے -

(ایضا) کامل پاشا ارکان سلطنت کے صدر اور نور الدین (؟) پاشا وزیر خارجه - امید کي جارھي ھے که غالباً کامل پاشا صدر اعظم ھون -

(ایضاً) جدید ایوان وزارت نے طے کرلیا ھے که محاصرہ اور دار الحکومت کي فوجي عدالت مین مقدمات کي کارروائي بند کردي جاے (لنڈن ۳) گورنمنٹ نے حکام کے نام جاري کیے ھین که البانیا مین مخالفانه کارروائیان موقوف اور حتی الوسع تالیف قلوب کي کوشش عمل مین لائي جاے -

(قسطنطنیه ۲۵) البانیون نے (پرشتیا) پر قبضه کر لیا اور عثماني فوج مجبور ھوکر اپنے تئین حوالے کردیا (موجودہ عام حالت) اندیشه ناک کوائف قریب ظہور ھین - اتحاد و ترقي فوجي سایے کے اٹھه جانے اور اپنے اثر کے رخصت ھونے کي وجه سے سرگرم که آخري درجے تک قوت آزمای کرے - فوج سلطان سے کامل پاشا کي وزارت اور موجودہ پارلیمنٹ کے توڑ ڈالنے کا مطالبه کراھي ھے -

مسئله صلح

(لنڈن ۲۰) درہ دانیال کے حملے کي خبر پر وائنا اور برلن پر تعجب کیا جا رھا ھے - وھان خیال کیا جاتا ھے که اٹلي اور جرمني کے ماھرین مالیات کے درمیان راز دارانه معامله گرم اور مسئله صلح امید افزا حالت مین ھے -

عشق افلاطونی

(طنین) کے مشہور و معروف اڈیٹر' حسین جاھد بک' [ناروے] جاتے ھوے [برلن] سے گذرے تو ابتداے ملاقات میں جو دلچسپ گفتگوئیں ھوئیں انکو [برلنرٹگیبلاٹ] کے اڈیٹر نے اپنے اخبار میں شائع کیا ھے -

آنسے دریافت کیا گیا - " کیا یه صحیح ھے که نوجوان ترکوں کی پالیسی اب انگریزوں کی محبت پر متوجه ھونے لگی ھے " ؟

جاھد بک نے جواب دیا - " انگریزونکی محبت کا فقرہ معتدل گوئی کے حدود سے باھر لیجاتا ھے - اسمیں تو ھم کو ابتک پس و پیش ھے گو جنگ نے بلا اشتباہ ترکی جرمن تعلقات کو تاراج کردیا ھے - نوجوان ترک جرمنی کو اپنا بہترین مشفق تصور کرتے تھے - لیکن تجربه شاھد ھے که تمام حقیقی اور اھم مسائل میں آسکی الفت محض افلاطونی عشق ثابت ھوئی - ھمارا اگر ایسا خیال ھے تو ھم مجبور بھی ھیں - اگر آپ پوچھیں که انگلستان سے ھمکو کس شے کی توقع ھے تو اسکا جواب ٹھیک ٹھیک دینے سے ھم قاصر پائے جائنگے - لیکن بھرکیف' ھم انسان ھیں' جبکه جرمنی لطف و عنایات سے ھم نے یاس و قنوط کا ایک ذخیرہ جمع کرلیا تو بشریت مقتضی ھوئی که کہیں نئی دوستی ڈھونڈھئے - البته ھم کو اعتراف ھے که جرمنی بھی اپنے کو ایک مخاطرے میں پاتی ھے - اٹلی اگر اپنا دست تطاول طرابلس پر دراز کرے تو وہ اسپر حمله نہیں کرسکتی - لیکن یه بھی تو یاد ھوگا که چند سال ھوئے جرمنی کے ایک دوسرے دوست نے ھم سے (بوسینا ھرزگوفیا) لے لیا - ایسی دوستی ھمارے کس کام کی ؟ ھم تو اپنے طالع کے شکر گزار ھیں که جرمنی کے اور دس دوست نہیں ھوئے "

[بیرن وان مارشل] کے متعلق بھی (جاوید بک) اسی تلخی کے ساتھه لب کشا ھوئے - " قسطنطنیه میں آنکی سکونت مشکل سی ھوگئی تھی - جنگ کے شعلے بھڑکنے سے پہلے [بیرن وان مارشل] نے ھمکو یقین دلا کر مشورہ دیا که ابراھیم پاشا کی موجودگی اٹالینوں کو برھم [illegible] بہتر ھے که آنکو واپس بلالو - ھم نے ابراھیم پاشا کو بلالیا - جب جنگ چھڑ گئی تو اسوقت طرابلس پر کوئی گورنر حکمران تھا نه کوئی فوج "

ترکی کی تجدید

[البانیا] کی موجودہ تحریک پر جرمن اخبار [فرنکفرٹر زیٹنگ] ایک نہایت دلچسپ لیڈنگ مضمون شائع کرتا ھے - اسکا بیان ھے که پستی سے اٹھه کر تمدن جدید کے فراز کا رخ کرنا ھمیشه ایک پر صعوبت عمل ثابت ھوا ھے - جسکے بغلوں میں صدھا افتادوں کے ذخیرے اور جسکی دوش پر ھزارھا خطروں کے پشتارے ھوتے ھیں - اس ارتقاء کے لئے کامیابی کے لئے ایک ھی شرط ضروري بلکه لازمي ھے - اور وہ اسکے نشوا اور کچھه نہیں ھے که خارجی فتنه و فساد سے بکلی آزادي و عدم اختلال ھو - یه اقبال (جاپان) کا تھا - (ترکی) اس سے محروم رھی' جاپان کے مقابلے میں ترکی کے ساتھه اور بھی نامساعد امور ھیں ' اسکو تاریخی تہذیب اور قومی اتحاد کبھی نصیب نہوا - لیکن وہ چند عظیم الشان فوائد کی بھی مالک ھے یعنے اسکی اندرونی طاقت عظیم ' زور اخلاق اور سر جوش شباب کی حالتیں اسمیں مطلقاً اشتباہ کو دخل نہیں که اگر اسکے ھمسائے اسکو نه ستاتے رھتے تو وہ بھی اپنے ارتقاء کے مراحل کامیابی کے ساتھه طی کرکے ایک متمدن سلطنت کی حیثیت [illegible] کرلیتی -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحکیم)

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

قیمت	مدیر مسئول و خصوصی	مقام اشاعت
سالانہ ۸ روپیہ	احمد المکلف بابی الکلام الدہلوی	۷-۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ		کلکتہ

جلد ۱ — کلکتہ : یکشنبہ ٤ اگست ۱۹۱۲ ع — نمبر ٤

فہرست

قیمت فی پرچہ ساڑھے تین آنہ

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحكيم

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مقام اشاعت
٧-١ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ٨ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ١٢ آنہ

نمبر ٤ | کلکتہ : یکشنبہ ٤ اگست ١٩١٢ ع | جلد ١

شذرات

بعض حضرات شاید (الهلال) کي تصویروں کو مختلف حالت میں پاکر اسے پریس کي بدنظمي کا نتیجہ سمجھتے ہوں ' ابتدائي کام ہونے کي وجہ سے بہت سي باتوں میں بدنظمیوں کا ہمیں خود اعتراف ہے جو رفتہ رفتہ دور ہوتي رہیں گي ' لیکن تصویروں کے بارے میں تو یقین دلاتے ہیں کہ ایسا نہیں ہے ' ہم نے اول تو تصویروں کے بلاک بنانے کا انتظام جس کارخانے کے سپرد کیا ہے وہ تمام ہندوستان میں اول درجے کا کارخانہ ہے اور یہ کہنا ضروري نہیں کہ کلکتہ سے بہتر ان چیزوں کا انتظام اور کہیں نہیں ہوسکتا ' پھر اخبار کیلئے (پیرن) کي ڈبل کراؤن مشین الگ اور مخصوص ہے اور اس فن کے جاننے والے جانتے ہیں کہ چھپائي کے نازک کاموں کیلئے اس کارخانے اور اس سائز کي مشین مشہور ہے ' ہم نے اسپر بھي اکتفا نہیں کیا اور خاص ہاف ٹون کي چھپائي کي ٹریڈل مشین بھي خرید لي اور بعض تصویروں کو اخبار سے الگ چھاپنے کا انتظام کیا ' انشاء اللہ تعالے رنگین اور مختلف رنگوں کي چھپي ہوئي تصویریں عنقریب ہم اسي مشین پر چھاپکر شائع کرسکیں گے پھر روشنائي بھي جو ہم استعمال کرتے ہیں نہایت اعلے قسم کي ہے اور ظاہر ہے کہ اس سے زیادہ اور کیا انتظام کرسکتے ہیں ؟

لیکن اسمیں شک نہیں کہ باوجود اسکے بعض تصویریں دیکھنے میں کسي قدر مدہم اور صاف و نمایاں نہیں ہوتیں لیکن اسکا سبب یہ ہے کہ جن تصویروں سے نقل کي گئي ہیں خود وہ عمدہ اور نمایاں نہ تھیں ' پہلے نمبر میں شیخ محمد عبدہ ' سید رضا وغیرہ کي اصل تصویریں نہایت عمدہ تھیں اسلئے انکا ہاف ٹون بھي نہایت عمدہ طیار ہوا ' لیکن (جنگ طرابلس) کي تصویروں کے لئے تو اسي کو غنیمت سمجھنا چاہئے کہ میسّر آجاتي ہیں ' اچھے اور برے کے سوال کي یہاں گنجایش نہیں ' پھر بھي ناظرین کو معلوم نہیں کہ ان تصویرونکو قابل اشاعت بنانے کیلئے کسقدر وقت صرف کرنا پڑتا ہے اور کس درجہ دیدہ ریزي سے انپر ایک نیا رنگ چڑھا کر نقل لي جاتي ہے ' انشاء اللہ ہم نے تصاویر کا جو نیا بندوبست کیا ہے اسکي تکمیل میں اب زیادہ دیر نہیں ہے ' اس وقت ہم جنگ طرابلس اور نیز مختلف مضامین کے متعلق تصویریں نہایت عمدہ شائع کرسکیں گے اور رسالے کي دلچسپي بہت بڑھجاے گي -

---

اور سچ پوچھئے تو تصویرونکي اشاعت تو ہمارا ایک ضمني کام اور زیادہ تر اسلئے ہے کہ :

بزم میں اہل نظر بھي ہیں تماشائي بھي

ورنہ في الحقیقت ہمـــاري اصلي دلچسپي اور شغف کیلئے تو صفات الہیہ کا وہ مرقع کافي ہے ' جسکي نسبت خود اُسکے بنانے والے نے کہا ہے کہ : (لقد کان لکم في رسول اللہ اسوۃ حسنۃ) قران بھي اسي تصویر الہي کا عکس ہے (خلقہ القران) اور ان تصویروں سے جنکو محویت ہوگئي ہے وہ انسانوں کي کاغذ پر بنائي ہوئي تصویروں کو لیکر کیا کریں گے ؟

الہلال

(الہلال) کی بالفعل دوہزار کا پیان شائع کی جاتی ہین
ہرہفتہ تعداد بڑھتی جاےگی —

اسکی اشاعت زیادہ تر تعلیم یافتہ اور اعلی طبقہ مین
ہے جو عام اخبارات کو بہت کم دیکھتے ہین —

(اشتہارات) کیلیے ٹائٹل پیج کے دو صفحے مخصوص
کردے گئے ہین

یورپ مین اشتہار کی ترتیب اور اشاعت ایک مستقل
فن ہے ، اشتہار کیلیے پہلی چیز یہ ہے کہ وہ با وجود
اشتہار ہونے کے اپنے اندر کوئی ایسی کشش رکھے کہ اخبار
کے مضامین سے ہٹ کر نظرین اسکی گرویدہ ہوجائین ، انگریزی
اخبارات ورسائل مین اسکے لیئے طرح طرح کی تدبیرین
کی جاتی ہین ، لیکن انمین سے اکثر ایسی ہین جو پتھر کی
چھپائی مین ممکن نہین —

مثلاً اشتہار مین خوشنما ھاف ٹون یا آنگریو نیک
تصویر دیدی ، یا خوشخط اور خوبصورت لکھواکر اسکے
فوٹو کا بلاک بنوالیا ، یا کوئی ایسا طغرا اور نقشہ درج کردیا
جسکی وجہ سے اشتہار تمام اخبار مین ممتاز رہے ، اور
نظرین مجبور ہو ہوکر اسپر پڑین ، لیکن یہ تمام باتین
بغیر (ٹائپ) کی چھپائی کے محال ہین

(الہلال) پہلا اُردو رسالہ ہے جو ان چیزون کا
انتظام کرسکتا ہے

البتہ ہرقسم کے اشتہار کی شرح اجرت علحدہ ہوگی
خط و کتابت سے دریافت کیاجاسکتا ہے

طول الذيل جبّوں کے ساتهه (جو اسي موقعه کيلئے نہيں معلوم کن کن دقتوں سے طيار کراے گئے تهے) حضرات علماے عظام ' وارثين انبياے کرام ' جانشين منبر رسول الله ' مصداق علماء امتي کانبياء بني اسرائيل ' هاتهيوں پر اُچک اُچک کر چڑهتے تهے ' اور شوق و جوش کي خود رفتگي ميں عاشقانه و مجنونانه اپنے تئيں گراتے تهے ؛ اُس وقت اس منظر درد انگيز کو ديکهکر داد دينے والا کوئي نه تها - انکي حسرت گويا زبان حال سے کهه رهي تهي

تو نيز بر سر بام آ که خوش تماشائيست

شوق و محويت کا يه عالم تها که هاتهيوں کے مہلک قدموں ميں لوٹتے تهے مگر پهر اس تيزي اور بے پروائي سے اُٹهکر اپني پگڑيوں کو تلاش کرتے تهے گويا ميدان طرابلس کے خود فروش مجاهدين هيں جو زخموں پر زخم کها کر گر رهے هيں مگر پهر اُٹهکر اُسي جوش جهاد کے ساتهه تلوار کے قبضے کو ڈهونڈهتے هيں :

جسکا تو قاتل هو' اُسکے واسطے

کونسي لذت هے خنجر سے لذيذ

مگر تاهم علماے کرام کو اِس سے بے دل نہيں هونا چاهئے' گو وه نه ديکهتے هوں ليکن (ان ربك لبالمرصاد) اُنکا رب انسے بےخبر نهوگا - (مقام احسان) کيلئے (حديث جبريل) ميں دونوں صورتيں بتلائي گئي هيں : فاعبد الله کانك تراه و ان لم تکن تراه' فانه يراک' [خدا کي اسطرح بندگي کرو' گويا تم اُسے ديکهه رهے هو' اور اگر تم نه ديکهه سکو تو پهر يه حالت تو هو که اسکے ديکهنے کا يقين حاصل هوجاے] کم از کم دوسرا درجه تو حاصل کريں اگر پہلے سے محروم هيں' اور پهر يه بهي هے که کوه طور پر تو (لن تراني) کي جگه (ولقد راه من ايات ربه الکبرى) کا مقام حاصل هو هي گيا - هم نے به تحقيق يه بهي سنا هے که اس معراج جسماني کے تمام فائزين کو (ما ذاغ البصر و ما طغى) کا مقام استغراق بهي حاصل تها !

واتخذوا من دون الله الهة ليکونوا لهم عزا' کلا سيکفرون بعبادتهم ويکونون عليهم ضدا (١٩ : ٨٥)

مگر همکو سخت تعجب هے که اس زنجير وفاداري کي پہلي کڑي خطاب کے طلائي ملمّع سے محروم رهگئي ' يه کيا بے دردانه ناانصافي هے ' مانا که هم خود اس ميدان عشق کے زخميوں ميں نہيں هيں ليکن سپاهيوں کي جان بازيوں کي داد سب سے پہلے افسر هي کو ملني چاهئے ' اور ويسے اس معرکے ميں زخموں کي کيا کمي نهي اس ميدان ميں نسهي ؛ اور کسي حملے ميں سهي - هم نے خود اپنے کانوں سے سنا تها که اسي يوم الفيل کے ايک دوسرے موقعه پر هاتهيوں کي جگه انسانوں کے ريلے ميں اُس سے بهي بڑهکر مخدوش حالت پيدا هوگئي تهي - ليکن شايد اس نسخهٔ حاذقانه کا اثر کسي دوسرے وقت ظاهر هو' بهت سي دوائيں تير بهدف هوتي هيں مگر ساتهه هي بطي الاثر بهي هوتي هيں - افسوس !

درميان کافران هم بوده ام

يک کمر شائستهٔ زنار نيست

الهلال

٤ اگست ١٩١٢

مسلم يونيورسٹي

—*—

او لا يرون انهم يفتنون في کل عام مرة او مرتين '

ثم لا يتوبون ولا هم يذکرون (٩ : ١٢٨)

(ميرزا غالب) پر غدر کے بعد کے چند سال نهايت عسرت اور تنگي کے گذرے تهے ' اس زمانے کے ايک خط ميں مرزا قربان علي بيگ سالک کو لکهتے هيں :—

" آپ اپنا تماشائي بن گيا هوں' رنج و ذلت سے خوش هوتا هوں' يعني ميں نے اپنے کو اپنا غير تصور کر ليا هے جو دکهه مجهے پهنچتا هے' کهتا هوں که غالب کے ايک اور جوتي لگي "

هم نے بهي عرصے سے مسلمانوں کو اپنے سے غير سمجهه ليا هے' اور جب کبهي گورنمنٹ کي طرف سے کوئي نئي مشکل پيش آتي هے' تو خوش هوتے هيں اور کهتے هيں که " ايک اور جوتي لگي "

جو قوم چاليس برس تک محض حکومت کي بهيک اور دريوزه گري پر زندگي بسر کرتي رهي ' جس نے هميشه اپنے پاؤں پر کهڑے هونے سے انکار کرديا' جس نے هر موقعه پر پولیٹکل جد و جهد کو ايک جرم اور بغاوت سمجها ' اور جس نے خود کبهي بهي کچهه نہيں کيا مگر هميشه کام کرنے والوں کي تضحيک و تحقير کي اور طرح طرح کے باغيانه خطابات سے اُنهيں ياد کيا ' آج اُسے کيا حق هے که گورنمنٹ اُسکي پروا کرے' کيوں نه اُسکو ذليل و خوار بنايا جاے' اور کيوں نه اسکي اميدوں کو ذلت کے ساتهه ٹهکرا ديا جاے ؟

جرم منست ' پيش تو گر قدر من کم ست

خود کرده ام پسند خريدار خويش را

هندوستان کے مسلمانوں کو اس ملک ميں عبرت و تنبيه کے جو وسائل حاصل هيں' وه اور ملکوں کے مسلمانوں کو حاصل نہيں' يهانکي در و ديوار انکے لئے ايک صداے سرزنش هے جسکو اگر سنيں تو کسي وقت بهي وه چپ نہيں' انکے ساتهه کي رهنے والي قوميں اپنے جد و جهد اور اعمال ميں هر وقت انکے لئے ذخيرهٔ عبرت و موعظت هيں اور اپني هر حرکت ميں انکے جمود کيلئے ايک تازيانه رکهتي هيں - ليکن قدرت نے جب ديکها که غفلت شکني کيلئے يه چيزيں بهي کافي نہيں تو بالاخر (تقسيم بنگال) کي تنسيخ کے کوڑے کي ايک ايسي ضرب محکم لگائي ' جسکي چوٹ زخم بنکر برسوں تک مندمل

مسلمانوں کو تو چاهئے که اس موقع کو ڈھونڈھیں' اور اسکے الہی صفات کے خط و خال کے دیکھنے میں ایسے محو هوجائیں که دوسري جانب پهر نظر اٹھانے کي مہلت هي نه ملے : فلا وربك لا يومنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في انفسهم حرجاً مما قضيت ويسلموا تسليما (۴ : ٦٦) لا يومن احدكم حتى احب اليه من والده و ولده والناس اجمعين (الحديث)

خوش دلکش ست قصهٔ خوبان روزگار
تو یوسفي و قصهٔ تو احسن القصص

تصویروں کي اشاعت کا وعدہ کرلینے کي وجه سے علاوہ اُن کثیر اخراجات کے (جنکا ناظرین کسي طرح اندازہ نہیں کرسکتے جب تک اس کام کا تجربه نه کرچکے هوں) اور جو طرح طرح کي دقتیں (الہلال) سے هر هفتے دست و گریباں هوتي رهتي هیں' انکو هم کہاں تک بیان کریں' پچھلا نمبر جبکه نہایت تیزي سے چھپ رها تها' یکایک (ایمپوز) کرتے هوے معلوم هوا که (ساحل بیروت پر گولے باري) کي تصویر جسکا نام ٹائٹل پیج پر چھپ چکا هے' ٹائپ کي سطح سے بلند هوجانے کي وجه سے کسي طرح نہیں آسکتي' اور اسکو تهوڑے وقت کے اندر درست بهي نہیں کیا جاسکتا' بالاخر مجبور هوکر نکالديني پڑي اور فہرست تصاویر کے خلاف (ایراني مجاهدین) کي تصویر اسکي جگه رکهدي گئي' پهر بهي کام اسلئے جاري رها که هر وقت کافي ذخیره طیار تصاویر کا موجود رهتا هے ورنه اس دقت کا تو کوئي علاج هي نه تها -

شیخ عبد الله صاحب ایڈیٹر خاتون نے ایک چهپا هوا مضمون بغرض اشاعت بهیجا هے' جسمیں (انجمن تبلیغ الاسلام) کي طرف سے اشاعت اسلام کیلئے قوم سے اپیل کي گئي هے - هم اُسے درج کردیتے' لیکن مضمون اتنا بڑا هے که کم از کم (الہلال) کے چار کالم اُس سے رُک جائیں گے ' اور پهر همارے خیال میں اسکي اشاعت سے کوئي مفید نتیجه حاصل بهي نہیں -

اشاعت اسلام همارے عقیدے میں ایک ایسي تحریک هے جسکا اگر کوئي صحیح اور موصل الی المقصود انتظام هوسکے تو آجکل کي تمام تحریکیں اور بڑے سے بڑے کام اسکے آگے هیچ هیں اور مسلمانوں کو تمام کام چهوڑ کر صرف اسي کے پیچهے اپنا وقت اور روپیه لگادینا چاهئے مگر مشکل یه هے که یه مسئله جن سخت مشکلات اور پیچ در پیچ دقتوں میں ملفوف هے اسکي لوگونکو خبر نہیں' اور وہ سمجهتے هیں که دس پندرہ روپیه کي قیمت کے چند مولوي اور مولود خواں نوکر رکهکر هم هندوستان اور جاپان کو فتح کر لینگے' لیکن :

این خیال ست و محال ست و جنون

همارے معلومات میں ابتک اگر کسي شخص نے اس کام کو اسکي اصلي صورت میں دیکھا هے تو وہ صرف (مولانا شبلي) هیں - هم میں اور اُن میں برسوں سے اس موضوع پر گفتگو هورهي هے اور آجکل بهي جب کبهي انکي صحبت میسر آجاتي هے تو گهنٹوں اسي مسئله کي مشکلات موضوع سخن رهتي هیں' جن مشکلات کو اپنے سامنے چاہتے هیں لوگوں کو انکي خبر نہیں اور خبر هو تو کیونکر؟ نه تو ابهي انہوں نے مذهب کو اتني اهمیت دي هے که اسکي اشاعت کو کوئي مفید کام سمجهیں اور نه کبهي اُن لوگوں کي حالت سے واقف هوے هیں' جنکو نوکر رکهکر ساري دنیا کو اپنے میں شامل کرنا چاهتے هیں' اس دور العصاد و تفرنج میں تو هم اسي کو غنیمت سمجهتے هیں که کسي پولیٹکل یا شمار و اعداد کے رقیبانه تناسب کے خیال هي سے سہي' مگر کم از کم نئے لوگوں کو اشاعت اسلام سے اب اتني نفرت نہیں هے که اسکے ذکر پر ناک بهوں چڑهائیں-

شیخ عبد الله صاحب تو معذور هیں' اس عالم کے وہ آدمي نہیں' پهر بهي وہ جو کچهه کرچکے یا کرنا چاهتے هیں اسکو غنیمت سمجهنا چاهئے مگر ملک کا تو یه حال هے که جہاں قومي اشغال کي مختلف تجارتیں پیشتر سے موجود تهیں وهاں بعض لوگوں کیلئے (اشاعت اسلام) بهي ایک نیا پیشه پیدا هوگیا اور ان لوگوں کي دلچسپي کے لحاظ سے بهنسبت اور پیشوں کے بہت زیادہ نفع بخش اور نقصان سے محفوظ' (دهلي) میں ایک مولوي صاحب نے عین موقعه پر بازار کي حالت کو تنولا' اور جهٹ پٹ ایک انجمن (هدایت الاسلام) قائم کرکے بیس پچیس مولود خواں اور حال بازوں کو سبز دهجیاں تقسیم کردیں - اب ایک اچهي خاصي دکان انکے هاتهه میں هے' جہاں کہیں اس جنس کي مانگ سننے میں آتي هے' فوراً ایجنٹوں کا طائفه (گروہ) بهیجدیا جاتا هے' اور پهر وعظ' مولود' نعت خواني' حال و قال' جس بازار میں جس متاع کي گرم بازاري هوتي هے وهي پیش کردي جاتي هے - (تجارت) کو خدا تعالی نے اپنے فضل سے تعبیر کیا هے (وابتغوا من فضل الله) مگر قوم کي قوم اس سے نا آشنا تهي' الحمد لله که علماے کرام اسکي جانب متوجه تو هوے' قوم کیلئے یه ایک فال نیک اور مثال زریں هے! (طالب آملي) کو آجکل کي حالت دیکهکر معلوم هوتي تهي :

خانهٔ شرع خرابست' که ارباب صلاح
در عمارت گري گنبد دستار خودند

(انجمن هدایت الاسلام) اور (دهلي) کے ذکر پر ایک اور واقعه همیں یاد آگیا (الشي بالشي یذکر) اور گو یه (الہلال) کي اشاعت سے پیشتر کا واقعه هے مگر یه کیا ضرور هے که هم ماضي کي دلچسپیوں سے مزے نه لیں؟

پچهلي سرکاري فہرست خطابات میں (مولوي عبد الحق) صاحب حقاني کو بهي (شمس العلما) کا خطاب ملگیا :

بارے هوئي قبول بڑي التجا کے بعد

هم نے تو (دروازہ دهلي) کے موقعه پر جس وقت مولویوں کے (اصحاب الفیل) کا سوانگ دیکها تها (الم ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل) اسي وقت سمجهه گئے تهے که جو چوٹیں بے نکان هاتهیوں پر سے گر گر کر کهاري جارهي هیں' انکے لئے ضرور کوئي مرهم بهي ملنے والا هے' البته علماے کرام کے ساتهه هم کو بهي اسکا افسوس رهگیا که جب شوق نظارۂ جمال میں اپنے قیمتي اور

پر نہیں ' بلکہ حق اور زور پر زندگی بسر کر رہے ہیں ' جنہوں نے ہمیشہ سخت سے سخت آزمایشوں میں بہی مبتلا ہوکر بتلا دیا ہے کہ ہم سائل اور دریوزہ گر نہیں ' بلکہ ایک حریف مقابل ہیں ' جو مانگتے ضرور ہیں ' مگر گڑ گڑا کر اور عاجزی سے نہیں ' بلکہ زور اور طاقت دکھلا کر - دنیا میں صرف (طاقت) ہی زندہ رہسکتی ہے اور قوموں کی پولیٹکل جد و جہد اور حقوق طلبی کی زندگی میں تو طاقت کے سوا اور کوئی سوال ہے ہی نہیں ' اعتماد اپنے اوپر چاہئے نہ کہ دوسروں پر ' ایک کاہل اور سست آدمی جو باوجود طاقت کے کہڑا ہونا نہیں چاہتا ' کیوں نہ وہ راہگیروں کی ٹھوکروں سے پامال ہو ؟ ہم نے درختوں کو چولہے میں جلتے ' اور سرسبز شاخوں سے سایہ کرتے ' دونوں حالتوں میں دیکھا ہے ' جو درخت خود اپنی جگہ پر کہڑا نہ ہوسکا ' آرے کے نیچے رکھکر پہر چولہے ہی میں ڈالا گیا ' مگر جو اپنی جڑوں کی مضبوطی کے بل پر اکڑا رہا ' اسکو سرسبزی و شادابی کی زندگی نصیب ہوئی ' یہ سنت الہی اور دنیا کی ہر شے میں جاری و ساری ' و لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا '

لیکن یہ کیا بدبختی ہے کہ اپنے چند اغراض شخصیہ پر قوم کی قوم قربان کی گئی اور کی جارہی ہے ' حوادث و واقعات کی غیر منقطع سرزنش ' ہمسایوں کی اولی العزمیوں کے تازیانہاے عبرت ' ناکامی و نامرادی کے پیہم صدمات و لطمات ' اور غلامی و استعباد کا سخت سے سخت فشار بہی ان غلام طینت ' سگ دنیا ' اور خود پرستوں کو ہوش میں نہیں لاتا : لہم قلوب ' لا یفقہون بہا ؛ و لہم اعین ' لا یبصرون بہا ؛ و لہم اذان ' لا یسمعون بہا ؛ اولائک کالانعام ' بل ہم اضل ' اولائک ہم الغافلون (٧ : ١٧٨) و تلک الدار الاخرۃ نجعلہا للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا ' والعاقبۃ للمتقین (٢٨ : ٨٤)

اب شاید لکھنؤ میں کوئی جلسہ کیا جاے گا ' ہمارے ایک دوست (جو یونیورسٹی کمیٹی کے ممبر بہی ہیں) کہنے لگے کہ گورنمنٹ کے اس حکم پر اب عام ایجی ٹیشن کرنا چاہئے ' اللہ ! اللہ ! اب مسلمانوں کے دشمنوں کو بہی ایجی ٹیشن کی تعلیم دی جاتی ہے !

این کہ می بینم بہ بیداریست یارب یا بخواب ؟

اور ہاں ' اب شاید (اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم) کی آیت قرآن کریم سے نکالدی گئی ' اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ چالیس برس کی مسلمانوں کی " مسلمہ قومی پالیسی " " بزرگ سر سید کی پولیٹکل شاہراہ " " قومی جد و جہد کی بے خطر راہ " اور " فرض لاثلثی " وغیرہ وغیرہ من الخرافات کے پُر از حکمت گونا گوں و مصالح بوقلموں اسباق کیوں بھلا دیے گئے ؟ یہ کیا بدعت سئیہ بل کفر و ضلالت صریح ہے جسکی ملت بیضاے مصلحین مرتکب ہو رہی ہے ؟ یہ تو ہمسایہ اقوام کے باغیانہ اعمال تہے جنسے " مسلمانوں کی قوم من حیث القوم - الحمد للہ - ہمیشہ مجتنب رہی اور اگر کبہی کسی شرذمۂ قلیل کو ہندؤنکی چالاکیوں نے گمراہ کیا بہی تو مسلمان لیڈروں نے انکی اصلاح کردی اور اگر فتنے کا پہوڑا سخت نظر آیا تو گورنمنٹ کے تیز نشتر کے سپرد کردیا " (یفعل ما یشاء ویحکم ما یرید)

* * *

سچ یہ ہے کہ (مسلم یونیورسٹی) کا معاملہ در اصل ایک ناگہانی ہنگامہ تہا جسکو بہتوں نے تو سمجھا ہی نہیں ' اور اگر سمجھا بہی تو صرف اتنا کہ کوئی بہت بڑی نعمت ملنے والی ہے اور جسطرح بنے اسکو روپیہ دیکر ضرور خرید ہی لینا چاہئے - واعظان یونیورسٹی نے بہی (جہاں تک ہمکو واقعات یاد ہیں) کبہی اس ناواقفیت کو صاف کرنے کی کوشش نہیں کی ' بلکہ جس کسی کو جس امید اور توقع سے خوش ہوتا دیکھا ' وہی منقبت و فضیلت یونیورسٹی کے دفتر مناقب میں بڑھادی ' ہم ان لوگوں سے واقف ہیں جنکو یہ سناکر روپیہ لیا گیا ہے کہ یونیورسٹی کے بنجانے کے بعد (بخاری و مسلم) پڑھا کر ڈپٹی کلکٹر بنادیا جاے گا ' بہتوں نے تو یہ سمجھکر اپنی غریب و قلاش جیب خالی کردی کہ اب ہمارے شہر کا فلاں اسکول یا مکتب بہی کالج بنا دیا جاےگا ! نئے واعظوں نے غلط فہمیوں کے اس مرکب کو چابکیں مار مارکر اور تیز کیا ' اور جس کو پایا غلط امیدوں اور آرزؤں کے سمندر میں ایک غوطہ دیدیا - یونیورسٹی کیا تہی ' ہمارے بادہ پرست شعرا کا (میخانہ) تہا کہ :

زہر مرض کہ بنالد کسے شراب دہند !

یہ مانا کہ (مسلم یونیورسٹی) فی نفسہ ایک عمدہ شے ہے ' لیکن کسی چیز کا عمدہ ہونا اسکے لئے کافی نہیں کہ دنیا بہر کی خوبیاں اسکے سر منڈھدی جائیں - اب جبکہ نشۂ شام کی گو صبح خمار نہیں ' مگر نصف شب ضرور شروع ہوگئی ہے ' ہم بڑی دلچسپی سے دیکھہ رہے ہیں کہ اس صحبت کے اکثر بادہ آشام انگڑائیاں لے رہے ہیں - اب بہتوں کو یاد آیا ہے کہ یونیورسٹی کو آزاد ہونا چاہئے ' بعض کہتے ہیں کہ تعلیم کی مختلف شاخوں اور صیغوں کا کوئی تشفی بخش انتظام نہیں ' اور یہ تو (باستثناے حاجی اسماعیل خان سلمہ اللہ تعالے) سب کہتے ہیں کہ کالجوں کو اس سے ضرور ملحق ہونا چاہئے ' لیکن ہمارے نزدیک تو اب یہ تمام بحثیں لاحاصل ہیں ' اصلی شے تو روپیہ ہے اور وہ تو دینے والوں نے دیدیا ' اور لینے والے بہی لیچکے ' اب قافلہ کی سراغ و جستجو لاحاصل ہے -

نکل گیا ہے وہ کوسوں دیار حرماں سے

" بزرگان قوم " ہم پر پیٹ بہر کر برہم ہولیں ' مگر ہمارا تو بے اختیار جی چاہتا ہے کہ یہ شعر پڑھہ ہی دیں :

مرا جا شد ' خرم را نیز جا شد
زن دہقان بزاید یا نزاید

* * *

خیر ' ان باتوں میں تو کچھہ ظرافت ' کچھہ طیش ' اور زیادہ تر طبیعت کا بے اختیارانہ غصہ ملا ہوا تہا ' اب ذرا غور کرنا چاہئے نہ صورت حال کیا ہے ؟

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اگر واقعی مسلمان ایک آزاد اور صحیح معنوں میں اسلامی یونیورسٹی بناسکیں تو یہ انکے تمام امراض کا نسخۂ وحید ہے ' لیکن بحالت موجودہ ہو نہیں سکتا ' اور جن لوگوں نے روپیہ لیتے وقت قوم کو اسکی امیدیں دلائیں ' انہوں نے بظاہر دلائل دانستہ

نہوتي ' اور اسکي ٹپک سے ھر وقت عبرت کا سبق یاد آتا رھتا - ھمارے عقیدے میں (برٹش گورنمنٹ) نے آغاز حکومت سے لیکر آجتک اگر في الحقیقت مسلمانوں پر کوئي عظیم الشان احسان کیا ھے ' تو وہ یہي ھے کہ (تقسیم بنگال) کو منسوخ کردیا اور اسطرح خود بتلادیا کہ ھم تک پہنچنے کیلئے صراط المستقیم کیا ھے ؟ مگر مسلمانوں کو اپني بدبختي پر رونا چاھئے کہ یہ ضرب آخري بھي بالکل بے نتیجہ رھي ' انکا نشۂ ضلالت اس ترش گھونٹ کو بھي بالاخر ھضم کرگیا - چاھئے تو یہ تھا کہ یہ چوٹ ایک ایسا گہرا زخم بنکر رھجاتي جو کبھي مندمل نہوتا اور ھمیشہ اسکي ٹیس سے بیقراري بڑھتي رھتي ' لیکن ھم کو ابتک اس سے زیادہ کچھہ نظر نہیں آیا کہ مکتب کے شریر اور سخت جان لڑکوں کي طرح بید کي ضرب کھاکر ایک دو مرتبہ پیٹھہ کھجلا تو ضرور لي ھے ' لیکن زخم ایک طرف ' نیل کا کوي نشان بھي نہیں جسکے لئے کم ازکم ھلدي اور چونے کے لیپ کي تو ضرورت ھوتي - اولا یرون انھم یفتنون في کل عام مرة او مرتین ' ثم لا یتوبون ولا ھم یذکرون (۹ : ۱۲۸)

* * *

لیکن مسلمانوں سے ھمارا کیا مقصود ھے ؟ مسلمان ' مسلمان اور علی الخصوص ھندوستان کے مسلمان تو ایک ایسي قوم ھے کہ شاید ھي دنیا میں انسانوں کا کوئي گلہ اتنا خوش عقیدہ ' سریع الانقیاد ' تقلید دوست اور آمادۂ ھرگونہ اصلاح و ارشاد ھو : لیکن بدبختي یہ ھے کہ ھم میں جو گروہ آج رھنمائي کي موٹر پر سوار ھے اور جس نے لیڈري کا تخت خود ھي بچھایا ھے اور خود ھي اپنے ھاتھوں سے اپني رسم تاجپوشي ادا کي ھے ' اُسنے اپني دینوي عزت و شوکت اور جاہ و نمایش کا جوا کھیلنے کیلئے اپني ملت مظلوم کو ایک بازیچہ بنا لیا ھے ' اور آنمیں سے جو اٹھتا ھے اسي گیند کو ایک ٹھوکر لگاکر اپني طاقت کي نمایش کرنا چاھتا ھے - مسلمان بیچارے تو ھر وقت پرستش کرنے کیلئے موجود ھیں مگر افسوس یہ ھے کہ انکو کوئي رحم دل اور غمگسار معبود ھي نہیں ملتا - مسلمانوں نے اپنے لیڈروںکي گاڑیاں کھینچي ھیں ' انکي چیخ پکار پر ھزاروں اور لاکھوں روپئے نکالکر رکھدیے ھیں ' انکے ھر حکم کو فرمان الھي سمجھکر اپنا نصب العین بنایا ھے اور یہ سب کچھہ اُن جاہ پرست ' جاھل مطلق ' اور عبدة الحکام لیڈروں کے ساتھہ کیا ھے جنھوں نے ایک لمحہ کیلئے بھي انکو فائدہ پہنچانے کا خیال نہیں کیا ' اور ھمیشہ انکي حماقت اور بے وقوفي سے متمتع ھوتے رھے -

برھمن مي شدم گر این قدر زنار مي بستم

قوموں اور جماعتوں کي رھنمائي في الحقیقت ایک پیغمبرانہ عمل ھے ' اور (علماء امتي کانبیاء بني اسرائیل) گو لفظاً حدیث موضوع ھو مگر معناً بالکل صحیح ھے - وہ نفوس قدسیہ اِسکے اھل ھیں جنکو خواص نبوت میں سے حصہ ملا ھو ' اور توفیق الھی کي روح القدس کا ھاتھہ جنکے دلوں کو ھر وقت مس کرتا رھتا ھو ' یہ منجملہ اُن مخصوص نعائم الھیہ کے تھا جس سے خدا تعالی نے امت مرحومہ کو برگزیدگی عطا فرمائي تھي اور اسکے ھر فرد کو اسکي صلاحیت بخشي تھي : وکذلک جعلناکم امة وسطا ' لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا (۲ : ۱۳۷) لیکن : فخلف من بعدھم خلف ' اضاعوا الصلوة و اتبعوا الشھوات (۱۹ : ۶۰) ابتو رھنمائي کي باگ چاندي اور سونے کے ھاتھہ میں ھے ' دولت اور ادعا ' یہي دو چیزیں ھیں جنکے جمع ھوجانے کے بعد ھر شخص قوم کا لیڈر ھے خواہ جھل مرکب سے اسکے تمام اجزاے جسم بنے ھوں اور خواہ جس مذھب کے پیروؤں کي رھنمائي کا مدعي ھو ' خود اُس مذھب سے اُسے کوئي واسطہ نہو - قوم ' اور بدبخت و زبوں طالع قوم بھي شخصي حکومت کي عادي ھوکر اسقدر دولت پرست ھوگئي ھے کہ سورج سے آنکھیں لڑالےگي ' مگر سونے کي چمک کے آگے اُسکي آنکھیں خیرہ ھوجاتي ھیں ' یہ ایک گہرا اور ھڈي کے اندر کا مرض ھے ' اور آج مسلمانوں کے تمام امراض کیلئے پہلے انکے لیڈروں کي نبض دیکھني چاھئے - ھمکو تو بسا اوقات یہ درد انگیز منظر مجنون بنا دیتا ھے کہ آج مسلمانوں میں دو ھي طرح کے راھنما اور مرشدین ھیں ' قدیم گروہ کیلئے پرانے علما ' اور نئے گروہ کیلئے نئے لیڈر ' دونوں مذھب سے بے خبر اور ملت کیلئے عضو مسموم ' پہلا قریب رھکر پیاسا ھے اور دوسرا پاني تک پہنچا ھي نہیں :

اِسے کشتي نہیں ملتي اُسے ساحل نہیں ملتا

پہلا مذھبي توھمات و تعصب و جمود میں مبتلا ' دوسرا الحاد ' فرنگي مآبي اور جاہ پرستي میں گرفتار ؛ دونوں کا یہ حال ھے کہ : وجعلنا ھم ائمة یدعون الی النار (۲۸ : ۴۱) و اولئک یدعون الی النار واللہ یدعوا الی الجنة (۲ : ۲۱۵) -

* * *

خیر ' یہ تو ایک داستان مستقل ھے جسکو کسي دوسرے وقت کیلئے اٹھا رکھنا چاھئے ' لیکن (مسلم یونیورسٹي) کي شوزا شوري کي بے نمکي ھمارے لئے ایک موثر سبق عبرت ھے -

ھمکو معلوم ھے کہ گورنمنٹ کے جدید فیصلہ کن اعلان سے بہت پہلے کام کرنے والوں کو اسکا علم تھا اور سر اطاعت خم کرنے والوں کي گردنیں (جو نصف صدي سے صرف جھکنا ھي جانتي ھیں) جھک بھي گئي تھیں ' مگر اب گورنمنٹ کي شکایت کي جاتي ھے کہ یہ بے انصافي ھے ' ھے تو ضرور بے انصافي ' لیکن شاید ھندؤں کے ساتھہ ھو جنکي یونیورسٹي کو بھي مسلمانوں نے اپني یونیورسٹي کے قواعد و شرائط کي اولین نظیر قائم کرکے خراب کردیا ھے ' مگر مسلمانوں کیلئے تو عین انصاف ھے اور ھم تو (غالب) کي زبان میں بہت خوش ھیں اور کہتے ھیں کہ الحمد للہ ایک آور تازیانہ لگا -

ھم پھر پوچھتے ھیں کہ مسلمانوں کے لیڈروںکو اب گورنمنٹ کي شکایت کرنے کا کیا حق حاصل ھے ؟ کیوں وہ مسلمانوں کي امیدوں کا لحاظ کرے ؟ کیوں اپنے دروازے کے ایک دریوزہ گر کو ' جس نے ھمیشہ چند چھچھوري ھوئي ھڈیوں اور روٹي کے باسي ٹکروں کو آنکھوں سے لگاکر کچکول میں ڈال لیا ھو اور اتني ھي فیاضي پر خوش ھوکر اپنے معطي کو (حاتم وقت) اور (معن زمان) بتلایا ھو ' آج اتني فیاضي کو بھي مصلحت کے خلاف دیکھکر جھڑک نہ دے ؟ شکایت کا تو اُنھیں حق ھے ' جو ابتدا سے لطف و رعایت

زمانہ (خیر القرون) تین قرنوں تک بھي نہیں پہنچا اور (خیر القرون قرني ' ثم یلونہم) ھي پر ختم ھوگیا ' ابتو خود (علي گڈہ) کا یہ حال ھے کہ :

چو کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلماني ؟

سب سے پہلي بدعت اسلام کے (جیش ابو اُسامہ) کے اولین اختلاف کي طرح تو (شملہ ڈیپوٹیشن) تھا ' جبکہ تمام نصوص قطعیہ کو پس پشت ڈالکر مسلمانوں کو پولیٹکل اعمال میں شرکت کي اجازت دیدي (گو رسماً و اسماً اور

آن هم بسعي غمزۂ مردم شکار درست) ۔

اور اسکے بعد (فتنۂ شہادت عثمان) کے مقابلے میں (مسلم لیگ) کا قیام قرار دے لیجئے کہ (تعلیم) کے مقدم مسئلے کو چھوڑ کر ایک نئي (کانگریس) کے شجر ممنوعہ کي طرف هاتھہ بڑھایا ' پھر تو فتنہ و فساد کا ایسا سلسلہ شروع ھوا گویا بني امیّہ کے دور کي بدعات شروع ھوگئیں ' سب سے بڑا کفر تو یہ ھوا کہ (طرابلس) کے متعلق (لیگ) کي طرف سے بھي ایک تاربرقي بھیجدي گئي ' اور اسکے بعد اتّالین اشیا کے بائیکاٹ کا فتوا بھي دیدیا گیا ' حالانکہ سنہ ۱۸۹۷ میں (فتح یونان) کے موقعہ پر بمبئي کے مسلمانوں کي تبریک پر (سر سید مرحوم) اس قدر برهم ھوے تے کہ صدر اول میں (مسئلہ تقدیر) کي کد و کاوش پر بھي اتني برهمي ظاهر نہیں ھوئي ھوگي ' بالاخر انکو سمجھانا پڑا تھا کہ " اس طرح کي باتیں خفیف الحرکتي میں داخل ھیں اور بغیر گورنمنٹ کي مرضي لئے ھوے ایسا کرنا فرض اطاعت شعاري کے خلاف "

ایسے سخت دور فساد میں ھم کو تو مسلمانوں کے تہیت پولیٹکل مذھب کے سچے ' اور محض کتاب و سنت پر چلنے والے عامل ' یہي دو بزرگ نظر آتے ھیں اور اپنے اخوان مذھب کي گمراهي پر متعجب ھیں کہ کل کہاں تے اور آج کہاں گرگئے ؟ لطف کي بات یہ ھے کہ اب خود انکے ھم مشرب انکا تمسخر اوڑاتے ھیں اور وہ خون کے گھونٹ پي کر چپ ھو رھتے ھیں ۔

انقلابات ھیں زمانے کے

مولانا نذیر احمد مرحوم اور ٹرسٹیان علي گڈہ کالج

مولوي بشیر الدین صاحب نے سرزمین کالج کے تمام طبائع و خصائل کو بھولکر اسکي کوشش کي کہ انکے والد (مولانا نذیر احمد) کي یادگار کالج میں قائم کي جاے ' یہ مانا کہ مرحوم اُن لوگوں میں تے جنکا علم و فضل اب پھر ھندوستان میں اپني صورت نہیں دکھلاے گا ' اور یہ بھي سچ سہي کہ انکا احسان کالج کي درودیوار ھي پر نہیں ' بلکہ اسکي بنیاد تک میں موجود ھے ' مگر ان باتوں سے کیا ھوتا ھے ' کالج کے هاتھہ میں تو ھرشے کے تولنے کیلئے روپئے کا ترازو ھے ' انکي یادگار قائم کرنے کا مسئلہ اگر جلب زرکا ذریعہ ھوتا تو مولوي بشیر الدین ابھي تجہیز و تکفین سے فارغ بھي نہ ھوے ھوتے کہ اخباروں میں ایک نئے یادگاري بورڈنگ ھاؤس کا اعلان ھوجاتا - اس دروازے کو هاتھہ سے نہیں ' بلکہ کسي بوجھل جیب سے کھٹکھٹیئے تو جواب ملیگا -

قسطنطنیہ میں هجوم مشکلات

اور تصادم احزاب

(۳)

اسکے بعد ھي دربار دھلی کے موقع پر (شہنشاہ انگلستان) پورٹ سعید سے گذرے اور یہ قرار پایا کہ تبریک و تہنیت کیلئے ایک ترکي وفد بھیجا جاے چونکہ (کامل پاشا) کي انگریزي محبوب القلوبي مسلم تھي اسلئے ولي عہد عثماني کے ساتھہ اسي کو بھیجنا طے پایا اور خریطۂ سلطاني لیکر مصر روانہ ھوگیا ' پورٹ سعید میں اترتے کچھہ اور خدیو کے ساتھہ ترکي وفد جہاز (مدینہ) میں پیش ھوا تو گو کامل پاشا رئیس وفد کي حیثیت سے نہیں گیا تھا مگر ھر موقع پر بخصوص طور پر اسکي پذیرائي کي ' گئي یہاں تک کہ خود پادشاہ کھڑے رھے اور (بادشاہ بیگم) کے ساتھہ کامل پاشا کو کرسي دیگئي اور اسکي تصویر اخبارات میں شائع ھوي -

اسي سفر میں کامل پاشا نے اتحاد و ترقي کے خلاف اپني مشہور چٹھي (المؤید) میں شائع کي جو انگلستان میں اتني مقبول ھوئي تھي کہ تمام سربرآوردہ اخبارات نے اسکے ترجمے تعریفي حواشي کے ساتھہ شائع کئے -

بھر حال کم از کم یہ نئي پارٹي پارلیمنٹ کو برھم کردینے پر کامیاب ھوگئي اور مختلف کارروائیوں کے ذریعہ یورپ پر ظاهر کیا گیا کہ اتحاد و ترقي سے اب تمام ملک اُکتا گیا ھے -

لیکن اتحاد و ترقي کي جڑیں اتني کھوکھلي نہ تھیں جو اس تیشے سے گرجاتیں ' جوں ھي دوسرا انتخاب شروع ھوا تمام عالم نے دیکھہ لیا کہ پھر اتحاد و ترقي سے عثماني پارلیمنٹ کي اکثریت رکي ھوئي ھے -

یہ اتحاد و ترقي کي سب سے بڑي فتح تھي ' اگرچہ اُسي زمانے میں عربي اور ترکي زبان کا سوال نہایت اشتعال انگیز صورت میں اٹھایا گیا تھا اور تقریباً تمام اتحاد و ترقي کے ترک ممبروں کي طرف سے اهل عرب افسردہ خاطر تھے ' مگر انتخاب کے موقعہ پر تمام شام و دمشق میں بھي بغیر کسي کوشش کے اتحاد و ترقي کے ممبر ھي منتخب کیے گئے اور دمشق میں تو (حزب الائتلاف) کا ایک کاغذي جنازہ بھي نکالا گیا اور اس سوانگ میں وھاں کے تمام بڑے بڑے اشخاص شریک ھوے -

اس شکست کے بعد انگلستان پھر کچھہ دنوں کیلئے قسطنطنیہ میں خانہ نشیں ھوگیا -

اتحاد و ترقي کي دوسري فتح

جبکہ قسطنطنیہ کے اندر یہ نزاع احزاب جاري تھا ' عین اسي وقت اٹلي کے جنگي جہازوں نے ساحل طرابلس پر گولہ باري شروع کردي اور تمام ساحل پر اپني ناقابل مقابلہ بحري قوت کا پہرہ بٹھاکر عثماني فوج کا راستہ بند کردیا -

پرچا نا چاها' اور بصورت حسن ظن بے اختیارانه جوش کي غلطي کي ' (علي گڈه کالج) با این همه حالات معلومه' پهر بهي جیسا کچهه تها اُمید نہیں که یونیورسٹي اتني بهي آزاد هوسکے' گورنمنت کیلئے علاوه اسکے مصالح معلومه کے ایک بڑي مشکل هندو یونیورسٹي کو بهي جواب دینا هے' آپ تو یوں بهي بال و پر بریده هیں' قفس میں ڈالنے کي چنداں ضرورت نہیں' لیکن جو عقاب پیشتر هي سے اپنے پروں کو تول رها هے اسکے لئے قفس کي تیلیاں کیوں نه آهني بنائي جائیں ؟

لکهنو میں اب جلسه کرنا بهي - همیں صاف گوئي کیلئے معاف رکها جاے - قوم کو محض یه دکهانا هے که همارے طرف سے سعي و کوشش میں کوئي کوتاهي نہیں هوئي' ورنه سواے (نواب وقار الملک) اور ایک دو نوجوان لیڈروں کے در اصل اس بارے میں سب کے سب " یقولون بافواههم ما لیس في قلوبهم " میں داخل هیں اور اس سے بهي زیاده تباه کن شرائط پر منظور کرلینے کیلئے طیار هیں' پس مسلمانوں کو صرف اس جنگ زرگري هي میں وقت ضائع نہیں کرنا چاهئے' بلکه اگر اپنے روپئے کا کچهه بهي درد اپنے اندر رکهتے هیں اور آینده کے لئے اپني قسمت کو چند سفید پوش لیڈروں کے سپرد کرکے پهر سر پیٹنا نہیں چاهتے' تو انکو چاهئے که اپنے حق اسلامي کو کام میں لائیں اور سب سے پہلے کام کرنے والے لیڈروں سے انکے مواعید اور دعوؤنکا کا مطالبه کریں -

مسلمانونکي ساري مصیبت انکي غفلت اور غلط اعتماد کي لائي هوئي هے' وه روپیه دینے کے لئے' گاڑیاں کهینچنے کے لئے' پهولونکا هار پہنانے کے لئے تو طیار رهتے هیں' لیکن پهر کبهي مڑکر دیکهتے تک نہیں که اُنسے جو چونا گارا لیا گیا هے' وه مسجد کي تعمیر میں لگایا جارها هے یا میخانے کي دیوارں میں' یهي وجه هے که تمام لیڈر شتر بے مہار هوگئے هیں اور پوري طرح مطمئن هیں که هم جسطرح چاهینگے قوم کو کهلونا بنائیں گے - کوئي پرسش اور مطالبه همارے کاموں میں حارج نہیں- مسلمانوں کو یاد رکهنا چاهئے که وه خود اب خواه کچهه هي هوں' لیکن آن اسلاف کي یادگار هیں جنمیں سے ایک راه چلتي بڑهیا عورت نے (فاروق اعظم) کو دهمکادیا تها' اور اسپر کیا موقوف هے' اسلام کي حریت و بے باکي کا تو یه حال تها که صحابۂ کرام خود مہبط وحي ومورد ماینطق عن الهوی کے آگے بهي اپنے مطالبات بغیر کسي جهجک کے پیش کردیتے تهے' اسلام نے هر مسلمان کو لیڈر بننے کي آزادي دیدي هے' اور امر بالمعروف هر شخص کا فرض قرار دیا هے -

مسلمانوں میں اگر انکے قومي خصائل کا اثر کچهه بهي باقي هے تو انکو سب سے پہلے روپیه لینے والوں سے پوچهنا چاهئے که انهوں نے کیوں غلط امیدیں اور توقعات پیدا کئے اور پهر اگر انکو ایک آزاد اور کامل یونیورسٹي نه ملے تو اپنے مطالبات سے لیڈروں کو تهکا دنیا چاهئے اور جیسي یونیورسٹي وه لینا چاهتے هیں اسکو بقول (نواب وقار الملک) کے دور هي سے سلام کرنا چاهئے - یہاں یه سوال نہیں هے که نهونے سے کسي کام کا هونا بهرحال بہتر هے' بلکه دیکهنا یه هے که ایک کرور روپیه میں جو متاع خریدي جارهي هے وه اس قیمت کي هے بهي یا نہیں ؟

* * *

سب سے پہلي بات یه هے که جو مخصوص ممبران کمیٹي روپیه دینے والوں کي نیابت کا دعوا کرکے (شمله) جاتے رهے' اُنهوں نے اپنا فرض ادا بهي کیا یا نہیں ؟

واقعات کو ابتک (سر کونان ڈائل) کے سراغرساں (شرلاک هوم) کے ابتدائي اسرار و خفایا کي طرح بالکل پوشیده رکها گیا هے' لیکن جہاں تک هم نے حالات سنے هیں اُنسے معلوم هوتا هے که (نواب وقار الملک) اور ایک اور ممبر کے سوا تقریباً تمام ممبروں نے همیشه گورنمنت کي هر آواز پر سمعنا و اطعنا کهکر سر جهکادیا هے اور کبهي عام مسلمانوں کي رایوں کي بنا پر کسي طرح کي مخالفت ثبات و عزم کے ساتهه نہیں کي هے (لا یسبقونه بالقول وهم بامره یعملون ٢١ : ٢٧) خدا نے فرشتوں کي اطاعت و انقیاد کي تعریف میں کہا تها' مگر دنیا میں ایسے انسان بهي هیں جو اپنے معبودان دنیوی کي اطاعت و فرماں برداري میں ملائکه کے اوصاف و خصائل اپنے اندر رکهتے هیں -

جن ممبروں کي نسبت هم نے خاص طور پر سنا هے' اُن میں اول درجے پر تو لاهور کے (میاں محمد شفیع) خان بهادر هیں' لیکن اب اُنهیں اِن معاملات میں شکوه و شکایت کے حد سے گذرا هوا اور گویا مرفوع القلم سمجهتے هیں' اسلئے انکے ذکر کي تو ضرورت نہیں' البته (راجه صاحب محمود آباد) کي نسبت بهي هم نے نہایت معتبر ذرائع سے سنا هے که آج جن معاملات پر شکوه و شکایت کرنے کیلئے طیار هیں' اُنپر کبهي بهي انهوں نے (شمله) میں زور نہیں دیا' اور بالعموم بالسمع و الطاعه میں وه (میاں صاحب) کے هم زبان رهے هیں' (راجه صاحب) کا پوزیشن یونیورسٹي کے معاملے میں (آغا خان) کے بعد سب سے اونچا هے' اور کمیٹي کي کرسي صدارت کو بهي انهوں نے عزت بخشي هے' پس سب سے پہلے تو قوم کو (راجه صاحب) سے پوچهنا چاهئے که شکوه و شکایت کا هنگامه تو هوتا رهے گا' خود اپني نسبت تو اطمینان دلادیں که تیس لاکهه روپیه دینے والوں کي نیابت کہاں تک انهوں نے دیانت اور صداقت کے ساتهه انجام دي هے ؟

(حاجي اسماعیل خاں صاحب) بالقابه الجدیده اب پہلے کي نسبت زیاده قومي خدمات کیلئے مستعد رهتے هیں' حال میں انهوں نے یونیورسٹي کي نسبت گورنمنت کے اعلان پر ایک چٹهي شائع کرائي هے اور لکهتے هیں که میں سب سے پہلے (اور شاید آخر بهي) گورنمنت کے اس پر حکمت و مصالح فرمان کا خیر مقدم بجالاتا هوں -

همارے خیال میں تو اس وقت مسلمانوں کي چہل ساله " مسلمه قومي پالیسي " کے مذهب پر ابتک جو چند نفوس عالیه بالکل ثابت قدم اور غیر متزلزل هیں وه صرف (حاجي صاحب) اور راولپنڈي کے (سراج الدین) هیں' اور تو پوري ملت کي ملت طرح طرح کے بدعات اور اختراعات میں مبتلا هوکر اهل هوا و بدعت میں شامل هوگئي هے - یه افسوس کي بات هے که اس مذهب*

نہ تھی جسکی بنا پر سیاسی اشتغال کو قانونی جرم قرار دیا جا سکتا اور فوج پر اسکی وجہ سے کوئی قانونی دباؤ قائم رہتا - (محمود شوکت) نے بیسیوں طریقے سے بار بار سمجھایا' متعدد اعلانات شائع کئے' چند لوگوں کو سزائیں بھی دیں' لیکن ہر سپاہی جانتا تھا کہ یہ وزیر جنگ کی ایک ذاتی سیاست ہے ورنہ قانوناً کوئی سختی اور تشدد ہمارے ساتھہ نہیں کیا جا سکتا - بالاخر مجبور ہوکر گذشتہ جون میں (محمود شوکت پاشا) نے ایک نئے قانون کو پارلیمنٹ سے منظور کرانا چاہا اور قدیم قانون عسکری کی ترمیم کو مندرجہ ذیل خط کے ساتھہ سعید پاشا وزیر اعظم کے پاس بھیجا تا کہ پارلیمنٹ میں پیش کردیا جائے :—

"فوجی افسروں کا سیاسی مسائل میں اشتغال' انکے اصلی فرائض کی ادائگی کیلئے مانع قوی ہے اور انکے اندر ایک ایسی سرکشی پیدا کردیتا ہے جسکے بعد فوجی نظام و اطاعت شعاری باقی نہیں رہتی اور یہی دو چیزیں سپاہیانہ فرائض کی اساس ہیں - اگر یہی حالت رہی تو یقیناً نتائج و خیمہ سے عثمانی فوج کا مستقبل دو چار ہوگا' مناستر کی نسبت میں نے نہایت تاسف کے ساتھہ تحقیق کیا ہے کہ ہمارے فوجی افسر بعض سیاسی پارٹیوں

محمود شوکت پاشا میدان قواعد میں فوج کے (سیاسی اشتغال) کے مسئلے پر اسپیچ دے رہے ہیں

میں شریک' اور سیاسی معاملات و افکار سے دلچسپی لیتے ہیں - میں عرصے سے اس بارے میں فوج کو متواتر نصیحت کر رہا ہوں' میں نے بار بار اسکے متعلق اعلانات شائع کئے اور عبرت و تنبیه کیلئے سزائیں بھی دیں' لیکن چونکہ فوجی تعزیرات کے قانون میں اسکے لئے کوئی دفعہ نہیں ہے' اسلئے میرے تمام احکام ضعیف الاثر اور بے نتیجہ ثابت ہوے اور سپاہیوں کی جسارت بڑھتی گئی' ایسا ہونا ضروری تھا کیونکہ کوئی قانونی تائید میرے ساتھہ نہ تھی -

بیشک' جدید (قانون تعزیرات عسکری) کی ترتیب میں پارلیمنٹ مشغول ہے مگر دیکھتا ہوں تو اسکی باقاعدہ بحث و تدقیق اور تدریجی خواندگی' اور پھر پاس ہونے کیلئے بحالت موجودہ کئی سال درکار ہیں' لیکن حالت کی نزاکت اتنے عرصے کے انتظار کی متحمل نہیں ہوسکتی' پس میں مجبور ہوا ہوں کہ قدیم قانون تعزیرات عسکری پر دو نئی دفعات کی ترمیم کا مسودہ پیش کروں' ان دفعات کو اس خط کے ساتھہ آپکی خدمت میں بھیجتا ہوں تاکہ مجلس مبعوثان اور مجلس اعیان کے سامنے بحث و مذاکرہ کیلئے اسے پیش کردیا جائے اور جہاں تک جلد ممکن ہو اسکی منظوری کا فیصلہ کرکے سلطان المعظم کیخدمت میں آخری تصدیق کیلئے بھی بھیجدیا جائے' تاکہ بغیر وقت ضائع کئے اس اہم مسئلہ کی طرف متوجہ ہوسکیں"

وہ دو دفعات یہ تھیں :

(۱) عثمانی فوج کا جو افسر یا سپاہی سیاسی اجتماعات یا کسی سیاسی مظاہرے میں شریک ہوگا اسکو دو ماہ سے چار ماہ تک کے قید کی سزا دی جائے گی' اور اسکو اس کی پلٹن سے کسی دوسری پلٹن میں بھیجدیا جائے گا - نیز اس تبدیلی کیلئے خرچ سفر بھی نہیں ملے گا -

اگر یہ جرم پھر دوبارہ سرزد ہوا تو اسکا نام فوراً فوجی ملازمت سے کاٹ دیا جائے گا اور دو سے چھہ ماہ تک کے قید کی سزا دی جائیگی - اور اگر کوئی چھوٹے درجے کا افسر یا عام سپاہی ہوا تو اسکو پورے چھہ ماہ کے قید کی مع تجدید قید کے سزا دی جائے گی -

(۲) اگر کوئی فوجی افسر کسی پولیٹکل جماعت میں شریک ثابت ہوا تو اسکو فوجی ملازمت سے خارج کرنے نیز دو سے چھہ ماہ تک کے قید کی سزا دی جائے گی -

پارلیمنٹ میں جب سعید پاشا نے اس خط کو پیش کیا تو پورے دو دن تک مناقشہ جاری رہا' لیکن بالاخر اکثریت کے غلبے سے ترمیم پاس ہوگئی اور مطابق قانون اساسی کے سلطان المعظم کے پاس آخری دستخط کیلئے بھیجدی گئی -

اسی اثنا میں (محمود شوکت پاشا) نے ایک بہت بڑی فوجی قواعد کا حکم دیکر اس مسئلہ پر ایک آخری ناصحانہ لیکچر دیا اور تمام فوجی افسروں کو سمجھایا' کہ ملک کی حالت نازک ہورہی ہے' محض تائید الہی ہے جس نے طرابلس کی کشتی کو ڈوبنے سے بچالیا' ایسی حالت میں قبل اسکے کہ فوجی سزا کی ترمیم کا عملدرآمد شروع ہو' خود فوجی افسروں کو سیاسی اشتغال سے دست بردار ہوجانا چاہئے -

اس اسپیچ کا عام طور پر بہت اچھا اثر پڑا' اتحاد و ترقی کے حلقوں میں تعریف کی گئی مگر (طنین) نے لکھا کہ کوئی فوجی افسر اسکے برخلاف نہیں ہے بشرطیکہ حزب الائتلاف اپنی خفیہ تدابیر اور اجانب کے ہاتھوں میں کھلونا بننے سے باز آجائے -

یہ کہنا ضرور نہیں کہ اُس وقت ترکی کے خیر خواہ کس مایوسی کے ساتھہ افریقہ کے عہد اسلامی کے اس آخری نقش قدم کو دیکھہ رہے تھے کہ اسی اثنـــا میں (انوربک) اور چند دیگر نوجوان ترکوں کے طرابلس جانے کی خبریں مشتہر ہوئیں دشمنوں اور دوستوں دونوں نے ھنسکر حقارت کی کہ چند نوجوان ترک جو عربی زبان میں چار لفظ بول بہی نہیں سکتے طرابلس جاکر کیا کرینگے، مگر چند ھفتوں کے اندرھی قدرت الہی کی نیرنگیوں نے دینا کو متحیر کردیا اور تمام حالات جنگ یکایک متغیر ہو گئے -

یہ جو کچھہ ہوا فی الحقیقت اتحاد و ترقی کے نوجوان ممبروں ھی کی سعی سے ھوا، جسقدر عثمانی مجاھد اس وقت طرابلس اور برقہ کے مختلف حصونمیں چالیس کرور مسلمانوں کی عزت سنبھالے ھوے ھیں، وہ سب کے سب تقریباً اتحادی ھیں -

ملک کیلئے یہہ عدیم النظیر جان فروشی بے اثر نہ تھی - یہ واقعہ بھی حزب الائتلاف کی ناکامی کی ایک بہت بڑی علت ثابت ھوا اور انجمن کی تمام شکایتوں کو لوگ بھول گئے -

عارضی سکون اور خاموشی

اسکے بعد سیاسی جماعتوں کے جنگ و جدال میں ایک عارضی سکون و سکوت پیدا ھوگیا، گویا یہ ایک مہلت جنگ تھی :

یعنے آگے بڑھیں گے دم لیکر۔

جنگ طرابلس نے سب کو اپنی طرف متوجہ کرلیا تھا، اور یہہ قاعدہ ھے کہ دروازے پر ڈاکوؤنکا گروہ پہنچ جاے تو گھر کے اندر کی سخت سے سخت لڑائیاں بہی موقوف ھوجاتی ھیں - فی الحقیقت جنگ طرابلس کے صدھا نتائج مفیدہ میں سے یہ ایک بہت بڑا کارنامہ ھے کہ عین پارٹیوں کے نزاع مخدوش ترین موقعہ پر جبکہ نہیں معلوم حالات کس درجہ ملک کی سلامتی کو خطرے میں ڈالدیتے، اس جنگ نے ظاھر ھوکر ایک عام اندرونی صلح قائم کردی اور ملک ایک سب سے بڑے مہلک خطرے سے محفوظ ھوگیا -

جنگ بعد از صلح

لیکن گذشتہ دو ھفتوں کے اندر یکایک انقلابی خبرونسے دنیا دو چار ھوئی، پہلے (محمود شوکت پاشا) مستعفی ھوے، اور پھر وزارت کی تبدیلی سے اتحاد و ترقی اپنے تئیں ایک سخت شکست کی حالت میں پانے لگی، شاید اسکے اصلی اسباب کے متعلق عرصے تک انتظار کرنا پڑتا لیکن (کامل پاشا) کا بستر پیری سے اٹھکر پھر باب عالی میں آنا، اُسکے وزیر اعظم ھونے کی افواہ، اور پھر فوجی مجلس کا سلطان سے اُسکی وزارت کا مطالبہ، ان حالات نے خود بخود اندرونی اسباب و علل کو بے نقاب کردیا اور اب اس انقلاب پر بحث کرنے والا مشکلات سے آزاد ھے -

در حقیقت اب اس انقلاب کے جغرافیہ میں قسطنطنیہ کے ساتھہ افریقہ کو بھی ملا دینا چاھئے اور جنگ طرابلس کے آخری بین الدول حالات کو سامنے رکھکر اسکا مطالعہ کرنا چاھئے -

اٹلی نے مسئلہ صلح کے متعلق جو ریشہ دوانیاں مضطربانہ شروع کردی ھیں اُن میں یقیناً سب سے زیادہ انگلستان کا ھاتھہ ھے کیونکہ جنگ طرابلس سے (مسئلہ مصر) کو جو تعلق ھے وہ اٹلی کی مشکلات کی صورت میں انگلستان کیلئے بہت زیادہ نقصان رساں اور پیچیدگیاں پیدا کرنے والا ھے - یہ ظاھر ھے کہ (محمود شوکت پاشا) کا دفتر جنگ کسی حالت میں بھی صلح کیلئے راضی ھوکر تمام ملت بلکہ تمام عالم اسلامی کا غیظ و غضب خرید نہیں سکتا تھا، انگلستان نے جو شرائط صلح کیلئے پیش کی تھیں اور جنکو (الہلال) کے دوسرے نمبر میں (جون ترک) کی زبانی ھم سن چکے ھیں اسکے تو یہ معنی تھے کہ مصر اور مراکو کی طرح طرابلس بھی عثمانی حکومت کا براے نام زیر اثر قرار دیکر اٹلی کو دیدیا جاے، برسر حکومت وزارت اور پارلیمنٹ نے اس ذلیل کن صلح کی منظوری سے صاف انکار کردیا تھا اور یہ اُسی صورت میں ممکن تھا جب ترکی شکست کی حالت میں جان بچانے کیلئے مجبور ھوتی حالانکہ حالت بالکل برعکس ھے، پس انگلستان نے پچھلی (حزب الائتلاف) کی طرح اب ایک مرتبہ اور (کامل پاشا) کے بستر پیری سے فائدہ اٹھانا چاھا اور نئی وزارت قائم کرکے اٹلی کو اسکی خود لائی ھوئی ھلاکت و بربادی سے بچانے کی سعی کی (استکباراً فی الارض و مکر السئی) لیکن (ولا یحیق مکر السئی الا باھلہ) گو نئی وزارت قائم ھوگئی مگر ناممکن کو ممکن دکھلانا آسان نہیں ھے، کل خود ریوٹر نے یہ خبر شائع کی ھے کہ " نئی وزارت نے بھی جنگ کو بدستور جاری رکھنے کا فیصلہ کردیا "

نہ صرف ھمارا بلکہ مصر کے اخبارات کا بھی یہی خیال ھے کہ (محمود شوکت پاشا) کے مستعفی ھونے کی اصلی علت (مسئلہ صلح) کی ریشہ دوانیاں ھیں گو مصالح ملکی کی وجہ سے خود انکو دوسری تاویل کرنی پڑی -

قانون عسکری کی ترمیم اور محمود شوکت پاشا

(حزب الائتلاف و الحریۃ) نے اپنے اس دوسرے ظہور میں جس طرح (کامل پاشا) کو وزارت تک پہنچایا ھے، اور جن اعمال مخفی میں وہ پچھلے دنوں مشغول رھی ھے، اسکو ھم آگے چلکر بہ تفصیل بیان کریں گے، اُس وقت ناظرین کو معلوم ھوگا کہ نہ صرف مسئلۂ صلح اور انقلاب وزارت، بلکہ البانیا کی شورش، مالیسوریوں کے مطالبات اور مناستر کی فوجی بغاوت بھی اسی پارٹی کے اسرار و خفایا ھیں اور اجانب کا قوی ھاتھہ انکو آگے رکھکر اپنا کام کر رھا ھے، لیکن یہاں ترتیب بیان کو قائم رکھنے کیلئے (محمود شوکت پاشا) کی علحدگی کے گرد و پیش کے حالات پر ایک نظر ڈال لینی چاھئے -

(صادق بے) کی پارٹی کے بعد سے (محمود شوکت) برابر اس سعی میں رھے کہ فوجی عنصر کو سیاسی اشتغال سے باز رکھا جاے اور اسطرح جو ایک فوجی حکومت کا رعب چھایا ھوا ھے اور جسکی وجہ سے ھر وقت نظام حکومت درھم و برھم ھوسکتا ھے اسکا استیصال کلی ھو -

لیکن اس راہ میں سخت مشکلات اور دقتیں یکے بعد دیگرے پیش آتی رھیں، سب سے بڑی مشکل یہ تھی کہ قانون اساسی میں فوجی عقوبات کی جو دفعات تھیں اُن میں کوئی دفعہ ایسی

آج بیسوں سوالات هیں جو مسلمانوں کی نسبت بمقابلۂ اقوام معاصر خود ارکان کالج پبلک میں لاتے هیں اور همارا پانچ چهه سال سے یه عقیده هے که سب کا جواب ایک هي هے - کہا جاتا هے که مسلمانوں میں انگریزي تعلیم هندؤں کے مقابلے میں کیوں بے اثر هے ؟ هندؤں جیسے قابل اشخاص کیوں نہیں پیدا هوتے ؟ سحر بیان اسپیکر اور جادو نگار اهل قلم کیوں هم میں عنقا هیں ؟ ایثار نفس اور قدویت کی جو مثالیں بکثرت اُن میں ملتي هیں ' کیوں هم میں مفقود هیں ؟ ان تمام سوالات کا جواب صرف یه هے که همارے اندر وه (روح القدس) نہیں هے جسکي طاقت بخشیونسے -

دیگران هم بکنند انچه مسیحا می کرد

دنیا میں دو هي چیزیں هیں جو انسان کی قوتوں اور امیال و جذبات پر حکومت کرتی هیں ' مذهب اور پالیٹکس - انهیں دو چیزونکي پیدا کی هوئي وه روح القدس هے جو مس کو طلاے خالص بنادیتي هے اور ناقابلوں کو جوهر گرانمایه' لیکن مسلمانوں نے مذهب کے ساتهه جو کچهه کیا وه ظاهر هے اور پالیٹکس کو تو آدم کے باغ عدن کا شجر ممنوعه قرار دیدیا که (ولا تقربوا هذه الشجرة فتكونوا من الظالمین-) صرف ایک تعلیم کے سرد اور پامال مسئله کو لیکر پیٹنا شروع کردیا اور ابتک یه داستان ختم هوتي نظر نہیں آتي ' پهر ظاهر هے که اگر قوۃ بیانیه جوش میں آئے تو کس موضوع پر ؟ قابلیتیں چمکیں تو کس استیج پر ؟ قلم زور دکهلائے تو کس سبجکٹ پر ؟ ایثار و خود فروشي کا ولوله پیدا هو تو کس کے لئے ؟ اخوان وطن میں سرزمین هند کا سب سے بڑا فرزند (گوکهلے) ابتدا سے ساتهه ستر روپئے پر اپني زندگی وقف کئے هوے هے اور ایسے بیسیوں هیں ' آپکے (قرطبه) اور (غرناطه) کو آجتک ایک شخص بهی ایسا نہیں ملا جو کم از کم دوسري جگه کے اضافۂ تنخواه پر للچانے کی جگه کالج هي کي گرانقدر تنخواهوں پر قناعت کرلے - اسمیں ان لوگوں کا قصور نہیں ' سوال یه هے که کالج میں کونسي شے هے جو دلوں کو اپني طرف کهینچے اور طبیعتوں میں جوش اور خود رفتگي پیدا کرے ؟ آپکے پاس دینے کیلئے کیا هے جو دوسرونسے انکي بہترین متاع مانگتے هیں ؟ خدا بخیل نہیں ' اور هماري رگوں میں بهی وهي خون هے جو اوروںکے اندر دوڑ رها هے ' لیکن ساري محرومي اسلئے هے که کوئي فصاد نہیں جو نشتر لگاے -

اے خواجه درد نیست وگرنه طبیب هست

تاهم هم نے جب کروٹ نه لي ' تو خود زمانے نے چابک کا هاتهه سنبهالنا شروع کردیا ' اب حالات خود بخود پلٹ گئے هیں ' کل تک جنکو گالیاں دي جا رهي تهیں اُنهیں کے پس خوردے سے آج اپنے دسترخوان کو رونق دي جا رهي هے ' پهر اصرار اسپر هے که کهائیں گے تو گُڑ ' مگر گلگلوں کا نام زبان پر نه آئے - اچهي بات هے - یهي سهي - مقصود کام سے هے ' اگر آپ بغیر منه بنائے دوا پی لیں اور کہیں که دوا نہیں ' شربت هے ؛ تو همیں اس سے کیا فائده که خواه مخواه دوا کا نام لیکر آپکو چڑهائیں -

زاهد امید رحمت حق اور هجو مے !
پہلے شراب پیکے گنهگار بهي تو هو

چند سطریں لکهنا چاهتے تهے مگر بات کہانسے کہاں پهنچ گئی :

رات اور زلف کا یه افسانه قصه کوته بڑي کہانی هے

مصر کی حزب الوطني کے مصائب

ریوٹر نے جس مصري سازش کي خبریں شائع کي تهین پچهلے دو هفتے کي مصري ڈاک مین اسکے تفصیلي حالات آئے هین مگر افسوس که قلت گنجایش سے مجبور هین -

یورپ نے اپني حکومت ' غلامي ' اور تهذیب و تمدن کے ساتهه اور جو نئي تعلیمات دي هین ' ان مین ایک اصل اصول ' آزادي کیلئے خونریزانه جد و جهد هے ' همکو یه معلوم نه تها اور نه هم اسپر عمل کرنا انسانیت کا مقتضی سمجهتے هین ' مگر اسنے اپني تاریخ اور اپنے خونین انقلاب کي داستانین پڑها کر مشرق کو یه راسته بهي دکهلادیا (مرحوم مصطفی کامل پاشا) تک مصر مین وطني جد و جهد قلم تک محدود تهي ' لیکن (حادثۂ دنشواے) کے بعد سے ایک نیا دور اسپر طاري هوا اور هندوستان کے پچهلے واقعات اور علی الخصوص انگلستان مین (ڈهینگرا) کے مشهور خونریزانه اقدام نے وهاں کے نوجوانوں کو نیا راسته دکهلادیا ' اس سلسلے کا پهلا واقعه (غالي پاشا) کا قتل تها -

لیکن اب مصري گورنمنٹ مدعي هے که خدیو اور لارڈ کچنر کے برخلاف ایک تازه سازش کي گئي تهي ' اس جرم مین (شبرا) کے قهوه خانے سے تین نوجوان پکڑے گئے ' امام واکد ' محمود طاهر عربي ' اور محمد عبدالسلام ' آخرالذکر شخص (اللوا) میں مضامین لکهتا تها اور ریوٹر کي پهلي تار برقي پڑهکر همکو اسي کا خیال هوا تها ' لیکن بعد میں پولیس نے مصطفی پاشا کے مدرسه کي تلاشي لي ' انکے چهوٹے بهائي حسن حسني افندي کو بهي گرفتار کرلیا ' اور بڑے بهائي علي فهمي کامل مالک اللوا کے یهاں تلاشي لیکر ایک آهني صندوق سے کاغذات بهي لیگئي ' مجرمون کے پاس سے (بندے ماترم) کے پرچے بهي نکلے هیں ' جو (جنیوا) سے اب شایع هوتا هے ' انکي تصویرین بهي پولیس نے اپني مثل کے ساتهه شامل کردي هے جنکے نیچے فخر و ادعا ' اور خفیه منصوبوں کي طرف اشاره کرنے والے اشعار درج هیں -

پولیس نے نهایت چالاکي اور هشیاري سے ان لوگوں کا سراغ لگایا ' یهه لوگ کبهي اسکندریه مین دو فرانسیسي شخصوں سے ملنے جاتے تهے ' کبهي مصطفی کامل کي قبر پر جمع هوتے تهے و اور کبهي شهر سے باهر ویرانون میں پائے جاتے تهے - (شبرا) کے قهوه خانے مین پولیس کے افسر عرب دهقانیون کا بهیس بدلکر چلے گئے اور دوسرے کمرے مین بیٹهکر تمام باتین سنین اور پهر جب یهه لوگ وهاں سے نکلکر ٹریم مین بیٹهه گئے تو چند کانسٹبلوں کو اشاره کرکے گرفتار کرادیا ' انکے پاس سے (رائفل) بهي برامد هوي هے ' امام واکد اور عبدالسلام کو مشتبه حالت مین اُس وقت دیکها گیا تها ' جب لارڈ کچنر قاهره کے اسٹیشن پر سفر یورپ کیلئے جارهے تهے - اللوا اور العلم کے مضامین سے معلوم هوتا هے که اس موقعه پر پورے ثبات و عزم سے قائم هین -

لیکن حزب الائتلاف قسطنطنیہ کے برٹش سفارتخانے میں ایذکلم وزی ہوشیاری اور مستعدی سے انجام دے رہی تھی، ابھی (محمود شوکت) کی ترمیم پر سلطان المعظم کے دستخط بھی نہیں ہوے تھے کہ دو واقعات ایک ساتھہ ظاہر ہوے، اول تو مسئلہ صلح کی اندرونی ریشہ دوانیاں، دوسرا مناستر میں بارہ رجمنٹوں کی بغاوت کی خبر کا اعلان، یہ حالت دیکھکر (محمود شوکت) کو کنارہ کشی کے سوا اور کوئی چارۂ کار نظر نہیں آیا اور انہوں نے معاً اپنا استعفا وزیر اعظم کے پاس بہیجدیا، اسکے ساتھہ جو چٹھی انہوں نے لکھی تھی اسکا ترجمہ (العلم) میں چھپ گیا ہے، وہ لکھتے ہیں :

" پچھلے آخری دنوں میں جب اسکی ضرورت محسوس ہوئی کہ فوجی افسروں کو اشتغال سیاسی سے باز رکھنے کیلئے ایک قانون وضع کیا جاے تو اس عاجز نے دو دفعات پیش کیں تاکہ بصورت ضمیمۂ قانون تعزیرات عسکری کے قرار دیا جاے، مجلس مبعوثان نے اسے منظور کیا اور مجلس اعیان نے بھی آج اسکو پاس کردیا، پس اب وہ ایک باقاعدہ قانون ہوگیا ہے، اسکا حکم اب قطعی ہوگا اور عنقریب تمام فوج پر نافذ ہوجاے گا -

تین سال ہوگئے کہ میں منصب وزارت پر مامور ہوں، اور اتنے ہی عرصے سے یہ مسئلہ بھی پیش نظر ہے، پس میں مصلحت اب اس میں دیکھتا ہوں کہ اس نئے قانون کے احکام کا نفاذ میری جگہہ کسی نئے وزیر جنگ کے ہاتھوں عمل میں آے -

نیز گذشتہ ایام میں کثرت اشغال کے سبب سے مجھے بہت محنت کرنی پڑی ہے اور اسکا اثر بھی محسوس کر رہا ہوں پس عہدۂ وزارت جنگ سے اب میرا استعفا منظور کیا جاے -

میں آپ کی خدمت سامی میں اپنا دلی شکریہ اس توجہ و لطف کیلئے بھی پیش کرتا ہوں جو گذشتہ نو ماہ کی معیت میں آپکی جانب سے مجھپر مبذول رہی ہے، اور آپنے ہمیشہ اُن وسائل کو فراہم کرنے پر توجہ فرمائی ہے جس سے مجھکو اپنی ماموریت میں سہولت اور آسانیاں ملتی رہیں "

(محمود شوکت - ۹ جولائی)

کامریڈ کی ممالک اسلامیہ میں مقبولیت

ہمارے محب عزیز و جلیل مسٹر محمد علی کا (کامریڈ) روز بروز ممالک اسلامیہ میں جسقدر مقبول ہورہا ہے، ایک خاص مصلحت سے ہم چاہتے ہیں کہ اسکا ذکر کریں -

(کامریڈ) ابتدا سے بہت کم عربی اخبارات کو مبادلے کے لئے بھیجا گیا، لیکن تاہم اسکے دلچسپ اور پر زور مضامین نے اپنی جگہہ وہاں بھی ڈھونڈھکر بہت جلد پیدا کرلی، ہم کئی مہینوں سے برابر دیکھہ رہے ہیں کہ المؤید، العلم، اور اللوا میں اسکے مضامین کا ترجمہ کیا جاتا ہے اور ابکی ڈاک میں بھی انکے دو لیڈر (مسلمانان چین و روس) بتغیر زبان موجود ہیں، قسطنطنیہ کے مشہور با وقعت جرنل (ثروت فنون) نے انکے کارٹون نقل کئے اور اب انکا فوٹو بھی چھاپا ہے، اور یہ تو شاید کامریڈ کے ناظرین کو معلوم ہے کہ ترکی کا دفتر جنگ باقاعدہ طور پر انکے حلقے میں شریک، یعنے کامریڈ کا خریدار ہے

ہم ان باتوں کو فی نفسہ چنداں اہمیت نہیں دیتے، اگر ایسا ہوا ہے تو ایک اچھے اخبار کیلئے اس سے زیادہ ہونا چاہئے، المؤید وغیرہ نے اگر ترجمے شائع کردیے تو یہ کونسی عزت بخشی ہے، کامریڈ کو تو ایسی ترقی کرنی چاہئے کہ ٹائمس اور پالمال گزٹ اسکے اقتباسات چھاپیں -

لیکن ہم ان حالات کو دوسری نظر سے دیکھتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں، مسلمانوں کی دنیا میں بین الملی زبان عربی تھی اور مختلف اطراف عالم کے مسلمانوں میں باہم ذریعۂ اتحاد ہونے کے لحاظ سے ایک قدرتی اسپرنٹو کا کام دیتی تھی - مگر ہندوستان کے مسلمان اب عربی میں چار لفظ بول تو سکتے نہیں، عربی میں اخبار و رسائل کیا نکالیں گے، ایسی حالت میں غنیمت ہے کہ انگریزی زبان کی عالمگیری کے سبب سے کم از کم اتنا تو ہوا کہ اہل مصر و قسطنطنیہ ہندوستان کے مسلمانوں کے خیالات سے کامریڈ کی بدولت براہ راست واقف ہوسکے اور ایک ذریعۂ اتحاد و مبادلۂ خیالات پیدا ہوگیا -

البتہ مسلمانوں کو اپنی بدبختی پر رونا چاہئے کہ آج اپنے اخوان مصر و عثمانی سے ملنے کیلئے انہیں اپنی تمام زبانیں چھوڑ کر انگریزی زبان کا سہارا ڈھونڈھنا پڑا ہے اور حالت اسدرجہ گئی گذری ہے کہ افسوس کی جگہ اسی کو غنیمت سمجھکر ہم اسپر خوش ہو رہے ہیں -

حقا کہ با عقوبت دوزخ برابر ست
رفتن بہ پاے مردی ہمسایہ در بہشت

باز از نجد و از یاران نجد

اب تو یہ حال ہوگیا ہے کہ خواہ کوئی بحث ہو، مسلمانوں کی پولیٹیکل خودکشی کا مسئلہ ہمارے سامنے آجاتا ہے - (کامریڈ) کو دیکھکر اُن لوگوں کو شرمانا چاہئے جو برسوں سے یہ کہہ کہہ کر قوم کے تمام اعضاے عاملہ کو شل کررہے ہیں کہ " مسلمانوں کے لئے ابھی پولیٹکل کاموں کا وقت نہیں آیا " اور دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ " ہندوں کے مقابلے میں ہم میں تعلیم اور قابلیت کالمعدوم ہے " لیکن اگر اپنے تئیں ہمیشہ ایسا ہی اپاہج اور معطل سمجھا جائے گا جیسا کہ برسوں سے یقین کرایا جارہا ہے، تو وقت تو قیامت تک نہیں آئیگا - قابلیت اور صلاحیت بھی مثل عام قواے انسانی کے ایک قوت ہے اور خارجی محرکات کی محتاج، جب مسلمانوں کے سامنے ابتدا سے کوئی بلند نقطۂ نظر اور جوش انگیز مقصود نہیں ہے تو قابلیتیں کیونکر ظہور کریں اور آدمی کیونکر پیدا ہوں - یہی مسٹر محمد علی ہیں جو ان تمام تعلیمات و ہدایات عالیہ کے مرکز جمود (علی گڈہ کالج) کے تعلیم یافتہ اور ایک دیسی ریاست کے عہدہ دار تھے - چند مضامین اور ایک رسالہ لکھکر انہوں نے اپنی قابلیت ضرور منوالی تھی، لیکن کوئی بھی انکی موجودہ حیثیت علمی سے واقف نہ تھا، لیکن جب زمانے نے مہلت دی اور قوتوں کو چمکنے کے اسباب میسر آے، تو آج کوئی نہیں جو اُنکی انگریزی انشاپردازی اور قوت تحریر و بحث کا معترف نہو -

شیخ المجاهدین، محبوب الاسلام والمسلمین

البطل العظیم غازی انور بک

متع الله الاسلام والمسلمین بحفظ وجوده وطول حیاته

(۲)

آثار تہذیب و تمدن میدان قتال میں

(از الحق)

آجکل طرابلس کیسے متضاد حالات و مناظر کا مجموعہ ہے ! ایک طرف تو تلواروں کی جھنکار اور توپوں کی گھڑگھڑاہٹ سے ہنگامۂ دار و گیر برپا ہے، دوسری طرف اشاعت تعلیم و تہذیب اور نشر حضارۃ و مدنیۃ کے وہ آثار نظر آرہے ہیں جنکو دیکھکر یقین نہیں کیا جاسکتا کہ اس سرزمین میں خونی آلات کو کبھی بھی قدم رکھنے کا موقعہ ملا ہے -

اطالیوں نے ابتدا میں متعدد انجینیر مع تمام اسباب و سامان کے بھیجے تھے تاکہ ساحل سے داخلی مقامات تک ریلوے لائن کے خطوط بچھادے جائیں اور بڑی بڑی امیدوں کے ساتھ تھوڑا سا کام بھی شروع کیا تھا، لیکن وہ سب اُس (عثمانی علَم) کے سایے میں مدغم ہوگیا جو اٹالین مورچوں سے چند میلوں کے فاصلے پر نہایت اطمینان اور سکون سے لہرا رہا ہے !

البتہ (غازی انور بک) ابتدا سے یہاں امن اور قتال، دونوں کے انتظام میں مصروف ہیں، اور جسطرح باوجود کمال بے سرو سامانی اور افلاس کے اُنکا قتال و جہاد تعجب انگیز تھا، اُس سے کہیں زیادہ تلواروں کے سایے، گولیوں کی بارش، اور خون کے فواروں کے نیچے اُنکا امن و سکون کے تعلیمی و تمدنی انتظامات کا جاری رکھنا ایک خارق عادت اور انسانی معجزہ معلوم ہوتا ہے !

لیکن (انور بک) کا وجود ھی معجزہ ہے ! (انور بک) دفاعی انتظامات سے فارغ ہوتے ہی ملک کی تعلیمی حالت کی اصلاح پر متوجہ ہوگئے تھے، انہوں نے اپنے خاص معتمد فوجی افسروں میں سے ایک منتخب جماعت چن لی ہے، اُن میں سے ایک قابل اور یورپ کے سند یافتہ افسر کو (ڈائرکٹر) تعلیم مقرر کیا ہے، ایک خاص صیغہ تعلیم (زراعت) کیلئے قائم کیا ہے، اور ایک (صنعت و حرفت) کی تعلیم کیلئے، اِن صیغوں کے مدرسے قائم ہوچکے ہیں اور اس نظم و باقاعدگی سے سلسلۂ تعلیم و تعلم جاری ہے کہ اگر اسکے تمام حالات دنیا کو سنایے جائیں تو شاید بہت کم لوگ اعتبار کریں •

ان مدرسوں کو دائمی طور پر مستحکم کرنے کیلئے ضرور تھا کہ اساتذہ اور معلموں کا بھی انتظام کیا جاتا، چنانچہ اسی خیال سے حال میں (مدرسۃ الصنایع) کے قریب ایک مدرسۃ المعلمین (ٹریننگ کالج) بھی قائم کیا گیا ہے اور عنقریب اسکا افتتاح ہوگا -

شب و روز (انور بک) انہیں اعمال مہمہ میں مصروف رہتے ہیں، ایک بہت بڑا زریں اصول انکا یہ ہے کہ ایک لمحہ بھی کسی غیر ضروری یا کم ضروری کام میں صرف کرنا پسند نہیں کرتے، صرف اہم اور مقدم کاموں کا پروگرام ہر وقت اُنکے سامنے رہتا ہے، اور اپنی زندگی کے بہترین ایام راحت و شباب کو انکی انجام دہی پر قربان کرتے رہتے ہیں -

میدان جنگ کی طرف سے وہ بالکل مطمئن ہیں، اُنہیں جسقدر انتظام کرنا تھا کرچکے، جو فوج اُنکی اشاروں پر اپنی جانیں قربان کر رہی ہے، اُسکی قوت اور شجاعت پر انکو پورا بھروسہ ہے اور کسی نئی آزمائش کی ضرورت نہیں -

(انور بک) نے در حقیقت دنیا کو بتلادیا کہ جنگ کے معنی کسی ملک کی تخریب و تعذیب ھی نہیں ہے، اور نہ فوجی شرف کا صرف یہی اقتضا ہے کہ زندگی کو دشمنوں کے دفاع پر قربان کردے، بلکہ اس سے بھی بڑھکر یہ ہے کہ ملک کی سعادت و ترقی کے پیچھے اپنی زندگی اور زندگی کی قوتوں کو صرف کردے -

(انور بک) نے روپیہ کی ضرورت کے مسئلہ کو بھی حل کردیا ہے اور ایک قرش سے لیکر ایک گینی تک کے (کرنسی نوٹ) جاری کردیے ہیں، ابتدا میں بعض لوگ ڈرتے تھے کہ شاید بادیہ نشیں عرب ان کاغذی سکوں کو دیکھکر برہم نہوجائیں لیکن تقریباً تمام اہل عرب نے اُنہیں قبول کرلیا، بلکہ بعض دور دراز مقامات کے قبائل بھی انکے ساتھہ شامل ہوگئے -

یہ انجمن (اتحاد و ترقی) کے کارنامے ہیں، جسے وہ میدان جنگ میں بھی غافل نہیں -

مراکش کا ملت فروش فرمانروا (مولائی حفیظ)

ناموران غزوۂ طرابلس

بیک باشی نشأت بے کمانڈر موسی بے ایک مراکشی مجاهد

زوارہ کے عثمانی کیمپ کے افسر

اس گروپ میں (نشأت بے) کیلئے کسی تقریب کی ضرورت نہیں' ناظرین ابتداے جنگ سے انکا نام سن رہے هیں اور جانتے هیں که اس نامور افسر نے ابتدا کی نازک گهڑیوں میں کس طرح دشمنوں کو پے درپے شکستیں دیں

انکے ساتهه هي مشہور مجاهد غزوۂ طرابلس' کمانڈر (موسی بک) کهڑے هیں' انسے ناظرین بهي بےخبر نہیں' مسٹر (بنیٹ) اور مسٹر (میکالا) نے اپني کتابوں میں انکے کارناموں کا خاص طور پر ذکر کیا هے اور یه اس میدان جہاد کے " سابقون الاولون " میں سے هیں' انکي مستقل تصویر جو مسٹر میکالا نے پنسل سے بنائي تهي هم کسي آئینده نمبر میں مع بعض خاص معرکوں کي تفصیل کے درج کریں گے -

تیسرا قابل ذکر شخص ایک مراکشي مجاهد هے' اسکا نام معلوم نہیں' مگر اصل گروپ کي کاپي کے نیچے ظاهر کیا گیا هے' که حضرت غازي (انوربک) کے ساتهیوں میں سے هے' اور (خمس) کے معرکے میں یادگار خدمات انجام دیچکا هے- متع الله الاسلام والمسلمین بطول حیاتهم و حفظ وجودهم من شر اعداء الاسلام والمله -

ملازم احمد خیري بک

یه قسطنطنیه کے انجینیرنگ اسکول کا معلم تها' غازي (انوربک) کے جانے کے بعد جب طرابلس میں ترکي فوج کي قلت' اور ابتدائي اتالین فتوحات کي خبریں شائع هوئیں تو یه بهي وطن سے نکلا اور براه تیونس عرب بدونکا بهیس بدلکر طرابلس پہنچ گیا' اب وهاں توپ خانے کا افسر هے - پہلے بنغازي میں تها' پهر طبرق میں (ادهم پاشا) نے بلالیا اب زواره کے اسلامي کیمپ میں مصروف دفاع و خدمت وطن هے-

ملازم احمد خیري بک

معزز معاصر (وکیل) نے اس هفتے (یونیورسٹي) پر جو لیڈر لکها هے هم اسے پورا نہیں پڑهسکے مگر سرسري نظر سے معلوم هوا که حق گویانه اور آزادانه لکها گیا هے - جزاه الله عني و عن سائرالمسلمین خیر الجزا' خدا تعالی همارے تمام معاصرین کو ایسي هي حق گوئي اور آزادي کي توفیق عطا فرماے که وقت نازک' اور اسلام اپنے پیروؤں سے اپني حق خدمت کا مطالبه کر رها هے -

ولایت کی ڈاک

— * —

محمود شوکت پاشا

—*—

محمود شوکت پاشا نے چونکہ وزارت جنگ سے استعفا دے دیا ہے لہذا ڈاکٹر ای - جے ڈیلن نے - جو وقت وہ قسطنطنیہ میں مقیم تے - خاص طور پر اُنسے ملاقات کی اور (ڈیلی ٹیلی گراف) کیلئے یہ مضمون لکھا :—

ہر شخص سمجھہ سکتا ہے کہ خواہ ترکی کا وزیر جنگ ہو خواہ اٹلی کا ' اس جنگ کے متعلق کس قسم کے خیالات ظاہر کریگا ' کسی محارب طاقت کا وزیر جنگ آشتی پرست جماعت کے جذبات کا ' گو وہ تحسین و آفرین کے لائق ہوں ' کبھی ہم آہنگ نہیں ہوسکتا - اُسکے لئے ضرور ہے کہ اپنا چہرہ شاد و مسرور بنائے رہے اور اپنے غیر ممکن الحصول توقعات کو بھی اسطرح رونق دیکر دکھلاے کہ یقینیات کے درجے تک پہنچ جائیں - جب یہ معلوم ہے تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ اُسکو پھر اظہار خیال کی زحمت ھی کیوں دی جائے ؟ لیکن اسکے جواب میں بہت سی معقول وجوہ ھیں -

سب سے بڑی وجہ تو یہ ہے کہ لوگ اس امر کے جاننے کے لئے بے چین ہوتے ھیں کہ ایسے وقتوں میں اُسکے چہرے کا رنگ ' اسکی رفتار کا ڈھنگ اور اُسکی وضع وقطع ایسی نظر آتی ہے ' جب غیر متوقع سوالات پوچھے جاتے ھیں اُسوقت انداز جواب کیا ہوتا ہے ' آیا اپنے طرز پر بولتا ہے ' یا آرا و امیال کی تبدیلیوں کو دھراتا ہے اور یا پھر اپنے رفقا کے کلمات و جذبات کی ترجمانی کرتا ہے - یہی وجوہ تھیں جو مجھے (محمود شوکت پاشا) تک لے گئیں اور جب میں واپس آیا تو مجھکو یقین کامل ہوگیا کہ میرا ملنا رائگاں نہ گیا -

حسب معمول یہ (جنرل) اپنے کشادہ سرخ و سفید و زرین رنگ کمرے میں بیٹھا بڑی تیزی سے اپنے کاغذات پر دستخط کر رہا تھا - میرے سلام کا جواب دیکر اُسنے کہا " قدرے توقف ' میں ابھی آپکی خدمت گذاری کے لئے تیار ہوجاتا ہوں " - کئی لمحے گذر گئے ' اس اثنا میں میں اُسکے کام کے طریقے کو بغور دیکھتا رہا - فی الواقع نہایت دلچسپ طریقہ نظر آیا - میں نے اور وزراے جنگ کو بھی دیکھا ہے کہ وہ لڑائی کے دنوں میں بے انتہا مصروف رہتے ھیں - پس یہ قدرتی امر تھا کہ میں اُنکے ساتھہ اِسکا مقابلہ کرتا - (محمود شوکت پاشا) کے دفتر میں ایک ھی ملکی افسر حاضر تھا جو چھوٹے چھوٹے مربع شکل کے کاغذات پیش کئے جاتا اور ایک لکڑی کے چمچے سے بالو اٹھا اٹھاکر دستخطوں کی روشنائی پر چھڑکتا جاتا - اکثر مشرقی لوگوں کیطرح وزیر جنگ بھی لکھنے کے وقت میز کو یکقلم آزاد کردیتا ہے اور اپنی بائیں ھتھیلی پر کاغذات رکھکر بے تحاشا قلم گھسیٹے جاتا ہے - اُسکی دائیں جانب میز پر (ٹیلیفون) کا ایک (ٹرمپٹ) لٹکتا تھا -

[دولت عثمانیہ کے منجملہ گنتی کے چند ٹیلیفونوں کے یہ بھی ایک ہے - تا حال قسطنطنیہ میں سرکاری ٹیلیفونوں کے سلسلے کا کام کالعدم ہے ' لیکن استنبول میں بعض سرکاری دفاتر نے بطور خود اس ایجاد کا استعمال شروع کردیا ہے امید ہے کہ در تین سال کے اندر ساری آبادی اس جدید آلے کو اپنے کاروبار کے لئے مہیا کرلیگی] -

ساحل بیروت پر گولا باری

دلچسپیوں کا مرکز

جب آخری کاغذ پر محمود شوکت پاشا کا سرطان شکل دستخط ہوچکا تو میں نے سلسلہ سخن یوں شروع کیا :

" آپ اسوقت تمام دلچسپیوں کے مرکز ھیں جنگی طرف تمام عالم کی نظریں لگی ہوئی ھیں " - اُسنے متبسم ہوکر پوچھا " یہ کیوں " ؟

میں — " اسلئے کہ ترکی کے دفاع نے انظار عالم کو اپنی طرف کھینچ رکھا ہے اور اسوقت آپ ھی اس دفاع کے روح رواں ھیں - پہلے انور بک کا وجود جالب انظار تھا ' لیکن چونکہ اب تمام جد و جہد جزائر کی سمت منتقل ہوگئی ہے اور عنقریب اسکا قدم (ازمیر) کا رخ کیا چاھتا ہے ' اسلئے وطنی دفاع کا زندہ خلاصہ آپ ھی کا وجود ہے - دنیا اس امر کے جاننے کے لئے مشتاق ہے کہ جب (رودس) اور دیگر جزائر آپ کے قبضے سے نکل چکے تو اب فریقین جنگ کی نسبتی کیفیت کیا ہے ؟ "

اسرار طرابلس

عثماني هوائي جهاز کي رسم افتتاح قسطنطنيه ميں

مصر کي ڈاک

—.—

ميدان جنگ سے تار

المويد کے نام

(درنه ١ - جولائي ٢ کو بقبق سے روانه هوا) دو نئے نامه نگار يہاں پہنچے هيں' موسيو (جوبر) اسٹريا کے ايک مشهور اخبار (نيي فري پرس) کا نامه نگار' اور موسيو (مولر) (برلنزتگيبيات) کا نامه نگار جو جرمني سے نکلتا هے -

(مسئلۂ صلح پر اهل عرب کا اعلان عام)

(بني غازي ٢ جولائي - بقبق ٣) دول يورپ مسئلۂ صلح کي نسبت ريشه دوانياں کر رهے هيں' شايد يه سمجهکر که بعض شرائط کے ساتهه ايسا هو جانا ممکن هے' مگر انکو يہاں کي حالت معلوم نہيں -

اس سے پہلے آپ سن چکے هيں که تمام اهل عرب نے جمع هوکر عثماني کيمپ ميں کيا معاهده کيا هے ؟ ليکن آج مجکو (المويد) کے نام ايک پيغام ديا گيا هے' تاکه آپ اسے اخبار ميں شائع کرديں :—

" عثماني کيمپ ميں تمام عربوں نے بالاتفاق جمع هوکر اور (قرآن مجيد) پر هاتهه رکهکر ان لفظوں ميں قسم کهائي هے که گو هزار برس تک بهي جنگ قائم رهے تو بهي هم هرگز تلوار نه رکهيں گے جب تک هماري سرزمين اٹلي کے کفار و ملاعنه کے قدموں سے بالکل پاک نهو جاے -

دول يورپ باب عالي سے صلح کي نسبت خواه کچهه هي گفتگو کرے' اور خواه دولت عثماني کاغذات صلح پر دستخط بهي کردے ليکن وه همارے لئے بالکل بے اثر هوگا' اور هم اسکو اسطرح سنيں گے گويا کوئي واقعه هوا هي نہيں -

وه تمام سنوسي خانقاهوں کے مشائخ' اور تمام قبائل عرب کے شيوخ جنميں سے قبيلۂ عواقير' مغاربه' درسه' عرفه' اور عبيد کے ساتهه هزار مسلح مجاهد صرف (بنغازي) ميں موجود هيں' اور جبل اخضر' درنه' اور طبرق وغيره مقامات کے قبائل انکے علاوه هيں' (المويد) کے ذريعه اعلان کرتے هيں که اب (طرابلس) کے مسئله کا حل صرف دو هي صورتوں ميں ممکن هے اور کوئي تيسري صورت ممکن نہيں يا تو (اٹلي) زور شمشير سے تمام طرابلس و برقه کو فتح کرلے' يا هميشه کيلئے شکست قبول کرکے اپني تمام فوج مع اپنے مطالبات کے يہاں سے بلالے -

هم تمام اهل عرب چاهتے هيں که عالم اسلامي کے اخبارات همارے اس پيغام کو تمام عالم ميں مشتهر کرديں' اور علی الخصوص قسطنطنيه اور بڑے بڑے ملکوں کے دار الحکومتوں کو اسکا علم هوجاے تاکه وه مسئله صلح کي نسبت بيکار اپنا وقت ضائع نه کريں -

دس عربوں نے ايک اٹالين مورچے کو درهم و برهم کرديا

(بني غازي ٩ جولائي - ١٠ بقبق) چند راتوں سے اهل عرب کي ايک ٹکري دشمنوں کي تاک ميں لگي هوئي تهي' بالاخر وه زياده عرصے تک کسي مناسب موقعه کا انتظار نه کرسکي' اور کل دس عرب مجاهد يکايک اٹالين مورچوں ميں گهس گئے' جن دشمنوں سے وهاں مقابله هوا وه سب کے سب سوار رسالے کے سپاهي تهے اور مجاهدين پيادے' ليکن تاهم عربي فتح و نصرت کا کليه يہاں بهي قائم رها اور سات دشمنوں کو ته تيغ کرکے آلات جنگ کي لوٹ کے ساتهه کامياب واپس آئے -

ابتو هر موقعه پر عربوں کا رعب اور دشمنوں کي بزدلي کام ديجاتي هے' اطاليوں نے اپني سوار فوج کے وسط ميں جب صرف دس پاپياده عربوں کو دليري سے لڑتے ديکها تو انکو يقين هوگيا که يه کوئي بہت بڑا عربي حمله هے اور اصلي جماعت کمک پر آرهي هے' اس تصور کے ساتهه هي تمام اٹالين مورچوں ميں بد حواسي پهيل گئي اور بلا امتياز هر طرف سے گولے برسانے شروع کرديے' نتيجه يه نکلا که خود اطالي اپنے هي گولوں سے هلاک هوے اور عرب تو اور کوئي تنها هي نہيں جو گولوں کي زد ميں آتا -

عجيب بات هے که يه دس مجاهد اتنے بڑے مورچے سے صحيح و سلامت واپس آگئے اور انميں سے کوئي بهي زخمي نہيں هوا -

---

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین — القرآن الحکیم

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مقام اشاعت
٧-١ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ٨ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ١٢ آنہ

نمبر ٥ — کلکتہ : یکشنبہ ١١ اگست ١٩١٢ ع — جلد ١

فہرست

قیمت فی پرچہ [illegible] آنہ

وزیر جنگ — " اب سے کیوں " ؟

میں —" کیونکہ عام طور پر یہ فرض کرلیا گیا ہے کہ بحری کارروائی کا خاتمہ جزائر کے قبضے پر ہوا تو جنگ کی بہی نئی صورت قائم ہو جاے گی "

وزیر جنگ - " آپ لوگوں نے بہی کیا ایسا ہی فرض کرلیا ہے ؟ قوم میں جو نئی علامتیں پیدا ہوگئی ہیں وہ آپ کو نظر آتی ہیں ؟

میں - " گزشتہ دسمبر میں جیسی جنگ جو یا نہ روح نظر آئی تہی ابتک ذرا بہی اسمیں تبدیلی پیدا نہیں ہوئی ہے ' بلکہ میں تو یہ کہونگا کہ جوش اور بڑھا ہوا نظر آتا ہے - یہ ضرور ایک کہلی ہوئی بات ہے' لیکن کہلی ہوئی باتیں بہی ہمیشہ انقطاعی نہیں ہوتیں - اکثر دیکھا گیا ہے کہ قومیں اپنی آنکہوں پر پٹی باندھکر صرف اپنے لیڈروں کے بتائے ہوئے مقامات پر ہی نگاہ رکھتی ہیں اسلئے میں فقط اس بات کے جاننے کا آرزو مند ہوں کہ تازہ حالات پر نظر کرکے آپ نے اپنی رایوں میں ترمیم تو نہیں کرلی ؟ "

وزیر جنگ - " مطلق نہیں - ترمیم کا تو نام بہی نہ لیجئے جب ہم پر حملہ ہوا تہا اسوقت بہی ہم صلح و آشتی پر مائل تہے ' اور جب اس ظالمانہ حملے کی کہانی ختم ہو جائگی اس وقت بہی ہم صلح ہی چاہینگے - آخر تک دفاع ہی ہمارا شعار رہیگا - قدرتی امور (دفاع) ترمیم طلب نہیں ہوتے - ہاں سلسلۂ علل میں ترمیم ہوئی تو معلولات میں بہی التزاماً ترمیم ہوگی - ہمکو تلوار اپنی نیام میں ڈالنے پر اسوقت مجبور کیا جاسکے گا جب خود دشمن کی تلوار بہی نیام میں واپس ہوجاے گی "

هوائی جہاز اور سب میرین (تحت البحر کشتیاں)

میں نے کہا " حملہ عموماً موثر قسم کا دفاع تصور کیا جاتا ہے - میں نے آپ کے دشمنوں کو آپ کے طریق جنگ پر اسی بنا پر نکتہ چینی کرتے دیکھا ہے کہ آپ لوگوں نے جدید آلات حرب مثلاً ہوائی جہاز (ڈری جیبل) اور (تحت البحر) سے فائدہ نہیں اٹھایا - میرے خیال میں آتا ہے کہ کوئی وجہ ضرور ہوگی کہ آپ نے ان ایجادات پر توجہ نہیں کی "

وزیر جنگ - " جو نکتہ چین اشخاص کہ ہمیں ہوائی جہازوں کے اوپر سے بمب کے گولے پہینک کر بحر ایجین میں غنیم کے جہازوں کو تباہ کرنے کا مشورہ دیتے ہیں' وہ واقف کار اور ماہر فن نہیں ہیں میں ان چیزوں کو جانتا ہوں اور انپر بالتخصیص غور کر چکا ہوں' میرے غور و فکر کا یہ نتیجہ نکلا کہ آزمودہ اور مقبول عام طریق جنگ پر ثابت قدم رہوں - ہوائی جہاز فی گہنٹہ ١٠٠ کیلومیٹر کی رفتار سے اڑتا ہے - اور جب پرواز بہت بلند ہوجاتی ہے تو نشانے پر نسبتاً ایک چہوٹی سی شے پہینکتا ہے مگر بہت ہی بلندی سے' اب بتلائیے کہ مصارف تو بہت اٹہائے جاتے ہیں لیکن ان باتوں سے کون سا قیمتی نتیجہ مرتب ہوسکتا ہے ؟ ہوائی جہاز پر سے نشانہ لگانا قطعی ناممکن اور یہ لفظ نشانہ اپنے مفہوم رائج کے اعتبار سے شرمندۂ معنی نہیں - یقین کیجئے اس اتفاقی نشانے کی قیمت گنا دینے کیلئے یہ صرف قیاس ہی نہیں ہے' اسکی صداقت ہم نے حرفاً حرفاً مشاہدہ بہی کرلی - افریقہ کے دامن صحرا میں ہمارے نہایت با قاعدہ اور ہر طرحسے مرتب خیمے ہوائی جہازوں کا نشانہ تہے - ہمارے دشمنوں کے لئے حالات گرد و پیش ہماری نسبت زیادہ مساعد اور ہمارے خیمے غیر متحرک اور غیر ساکن ہونے کی وجہ سے عمدہ نشانہ بن سکتے تہے لیکن با این ہمہ حالات اوپر سے بے شمار بم کے گولے پہینکے گئے مگر ہمیشہ نشانے سے بہت دور جاکر گرے' اور کبہی اس تجربے میں دشمنوں کو کامیابی نہیں ہوئی' پس جو کچہہ نتائج آنکہوں نے دیکہے ہیں اس سے ہمیں اپنے دشمنوں کی تقلید کی حرص نہیں ہوتی -

جرمنی روس اور ترکی

ڈیلی کرانکل کا نامہ نگار [برلن] سے لکھتا ہے : کل افواہ اڑی تہی کہ اٹلی اور ترکی کی جانب سے کچہہ دنوں کے لئے التواے جنگ کا اعلان ہونیوالا ہے - لیکن اس افواہ کی تو ثیق نہ تو روما سے ہوئی اور نہ قسطنطنیہ سے اور ترکی سفیر متعینۂ برلن بہی اس امر سے اپنی قطعی لا علمی ظاہر کرتا ہے' تاہم قابل اعتماد حلقوں سے معلوم ہوا ہے کہ یہ خبر بے بنیاد بہی نہیں ہے

معلوم ہوا ہے کہ قیصر جرمنی و زار روس کی ملاقات میں ایک مسئلہ ترکی و اٹلی کی جنگ کا بہی تہا - لیکن برلن میں ابتک اسکے تفصیلی حالات نہیں پہنچے - تا حال یقینی طور پر جہاں تک معلوم ہوا ہے وہ یہ ہے کہ دونوں گورنمنٹیں واپسی امن کی بالجد پر کوشاں رہینگی - عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ دونوں شہنشاہوں اور انکے وزراء نے ایک ایسی اساس ڈھونڈہ نکالی ہے جسپر سعی امن کی تعمیر امکان سے باہر نہیں ہے - میں نے وہاں افسروں سے سنا ہے کہ دونوں شہنشاہوں نے تخلیے میں غیر معمولی طور پر رازدارانہ صحبت عرصے تک جاری رکہی -

ریوٹر کی تاربرقیاں

(قسطنطنیہ ٢٩ جولائی) ایوان وزارت نے فیصلہ کرلیا کہ پارلیمنٹ کی برہمی کا انتظام آئینی طریقے سے کیا جائیگا -

عہد حمیدی کے امراکی معافی

(قسطنطنیہ ١ اگست) ایک اعلان جاری ہوا ہے جسمیں ١٣٠ جلاوطنوں کو معافی عطا کی گئی ہے - انمیں تمام عہد حمیدی کے امرا اور افسر بہی ہیں - گورنمنٹ نے پارلیمنٹ میں اس مضمون کی ایک تجویز پیش کی ہے کہ سلطان جب چاہیں پارلیمنٹ کو توڑ دے سکتے ہیں -

ریاستہاے بلقان میں اتحاد

(لندن ١ اگست) ٹایمس کہتا ہے : یہ یقین مضبوط ہوتا جاتا ہے کہ کسی قسم کا قرار داد مابین بلغاریا و سرویا' اور بلغاریہ و یونان ہوچکا ہے -

جزائر ایجین

(لندن اگست) ہاوس اف کامنس میں سر اڈورڈ گرے نے مسٹر نوئل بکسٹن کے سوال کے جواب میں کہا کہ لڑائی کے بعد جزائر ایجین پر اٹالین قبضہ ضرور بہت سی بحثیں پیدا کریگا

[الہـلال ایلکٹریکل پرنٹنگ ورکس نمبر ٧ — ١ مکلاوڈ اسٹریٹ - کلکتہ سے [ابو الکلام آزاد] نے چہاپکر شائع کیا]

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (القرآن الحکیم)

الهلال

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدهلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ٥ | کلکتہ : یکشنبہ ۱۱ اگست ۱۹۱۲ ع | جلد ۱

شذرات

اطلاع

اعلی درجے کي تصویروں کي چھپائي کا انتظام اب قریب تکمیل ھے' انشاء اللہ آئندہ نمبر سے رنگین تصویروں کا سلسلہ شروع ہوگا اور پھر عنقریب ایک صفحہ خاص تصاویر کے صناعي نمونوں کیلئے مخصوص کردیا جاے گا - والامر بیدہ سبحانہ وتعالی -

---

ھمارے لئے ایک سب سے بڑي مشکل رسالے کي موجودہ ضخامت ھے' ھم چاھتے ھیں کہ ھر نمبر مختلف قسم کے مضامین اور مباحث کا مجموعہ ھو' اور اسي لئے ھم نے ابتدا سے مضامین کے مختلف ابواب معین کردیے' ایڈیٹوریل نوٹس کے علاوہ ایک باب (مذاکرۂ علمیہ) ھے' اسکے نیچے علمي اور مذھبي تحقیقات کے مضامین ایک خاص اصول ورنگ کے درج کرنا چاھتے ھیں ' علی الخصوص اُن غلط فہمیوں کي نسبت ' جنھوں نے برسوں سے قرآن و حدیث کے اصلي حقائق و معارف پر پردے ڈالدیے ھیں' پھر (احرار اسلام) کا عنوان ھے اور اسکے سلسلے میں پہلے قرآن کي حریت عموي کو دکھلاکر اسلام کے نامور احرار کے حالات و حیات بخش کارنامے شائع کرنا چاھتے ھیں ' انتقاد ' مدارس اسلامیہ ' اور عام شؤن اسلامیہ بھي ضروري عنوان ھیں جنمیں سے کچھہ نہ کچھہ ھر نمبر میں ھونا چاھئے (مقالات) ایک مستقل باب ھے اور تمام عنوانوں میں سب سے زیادہ اھم ' لیکن موجودہ ضخامت کے اندر چند عام پسند ابواب بھي کافي طور پر نہیں آسکتے ' ان سب کي کہاں گنجایش ؟

ھر ھفتے قلت گنجایش کي سخت روحي تکلیف ھم سے دوچار ھوتي ھے' خیالات کے طوفان دل و دماغ سے اُٹھتے ھیں لیکن ساحل لب سے ٹکراکر واپس چلے جاتے ھیں' جسطرح کا جرنل ھمارے پیش نظر ھے' اسکے لئے کم از کم موجودہ ضخامت سے دوگني ضخامت ھوني چاھئے' لیکن افسوس ھے کہ موجودہ ضخامت کے مصارف ھي کي طرف سے اطمینان نہیں' اسکي افزایش کا خیال کیونکر کریں ؟ اپنے اوپر ایک قرباني فرض کرلي ھے اور اسکو کئے جارھے ھیں' اسکا علاج تو یہ تھا کہ پبلک کو اپنے گراں مصارف دکھلاکر قیمت سے مقابلہ کرتے اور پھر اور نہیں تو کم از کم توسیع اشاعت کي فغاں سنجیاں ھي شروع کردیتے' لیکن الحمد للہ کہ جیب گو مفلس ھے مگر دل مفلس نہیں ھے' ھمارا اعتماد صرف اُس کي ذات پر ھے' جس نے اپنے در کے سائلوں کو پہلے ھي دن یہ کہکر مطمئن کردیا تھا کہ : ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ - پس ھم کسي انسان کے آگے اپني ضروریات کیلئے ھاتھہ پھیلانا نہیں چاھتے گو وہ حق اور معاوضے کے ساتھہ ھي کیوں نہو' ھمارے وہ احباب جو موجودہ ضخامت پر قانع نہیں' چند دنوں اور انتظار فرمائیں انشاء اللہ عنقریب ھم خود کسي نہ کسي طرح آٹھہ صفحے اور بڑھادیں گے' اگر لوگ ھماري تلخ اور کڑوي باتیں سننا پسند کرلیں' تو ھمارے پاس کہنے کیلئے کوئي کمي نہیں - بلکہ سچ پوچھئے تو انہیں سننے کا اتنا شوق نہوگا جتنا کہنے کیلئے ھم بیقرار ھیں - واللہ المستعان وعلیہ التکلان -

---

مولوي عبدالکریم صاحب (نشتر) بھیرا مارا (اے - بي - ایس ریلوے) سے لکھتے ھیں :

" * * * * * * * * * * * * آپنے قیمت آٹھہ روپیہ رکھي ھے' میں (کامریڈ) کا بھي خریدار ھوں - اسکي ابتدا سے بارہ روپیہ قیمت رکھي گئي لیکن باوجود اسکے پچھلے سال انہیں ایک معتدبہ رقم کا

لیکن معزز معاصر (پیسہ اخبار) نے اتفاق کرکے عوض کچھہ اور تذکرے بھي چھیڑ دیے ھیں ۔ وہ لکھتے ھیں که یه سب سچ ہے ' اور اخبار نویسي کا فرض یقیناً امر بالمعروف و نہي عن المنکر ہے لیکن " جو اخبارات ھر روز ان لوگوں کو گالیاں دیتے ھیں جو انکے ھم خیال نہیں یا اُنکي غلطیوں پر انہیں ٹوکتے رھتے ھیں وہ کہاں تک امر بالمعروف اور نہي عن المنکر کا حق ادا کرتے ھیں "

لیکن ھم اس عبارت کا مطلب بالکل نہ سمجھہ سکے ' عربي زبان میں تو امر بالمعروف اور نہي عن المنکر کا مطلب یہي ہے که " بھلائي کا حکم دینا اور برائي سے روکنا " پس " غلطیوں پر ٹوکنا " تو ایک ایسا عمل ہے جو ٹھیک ٹھیک " نہي عن المنکر " کا فرض ادا کرنا ہے ' پھر نہیں معلوم ھمارے دوست نے اسکا مطلب کیا قرار دیا ہے کیا انکے عقیدے میں غلطیوں کي ھمت افزائي کرني چاھئے اور " ٹوکتے رھنے " کي جگه صلۂ و تحسین کا مستحق سمجھنا چاھئے ؟

" لیکن ھم سمجھتے ھیں که عجب نہیں یہ کاتب کي غلطي ھو ' اصل میں عبارت یوں ھوگي :

لیکن جو اخبارات ھر روز ان لوگوں کي مدح و ثنا کرتے ھیں جنسے اُنکے بعض اغراض شخصیه وابسته ھیں ' اور کبھي انکي غلطیوں پر اُنھیں ٹوکتے نہیں ' وہ کہاں تک امر بالمعروف اور نہي عن المنکر کا حق ادا کرتے ھیں ؟ "

کاتب صاحب درمیاني عبارت چھوڑگئے اور پھر مصحح صاحب وقت کي قلت کي وجه سے تصحیح نه کرسکے اسي لئے تو ھم کہتے ھیں که پتھر کي چھپائي کو اب خیرباد کہنا چاھئے ' ناسمجھہ کاتبوں کي وجه سے ھمیشه اسطرح کي غلطیوں اور عبارت کے محرف ھوجانے کا خوف لگا رھتا ہے اور پھر کاپیوں کے خراب ھوجانے کے ڈر سے روزانه اخبارات تصحیح بھي نہیں کرسکتے اگر پیسه اخبار ٹایپ میں چھپتا تو فوراً یه سطریں بدلدي جاتیں اور غلطي کي اصلاح ھوجاتي -

---

آگے چلکر انھوں نے بعض امداد لینے والے اخبارات کو تصریح کے ساتھه گنایا ہے اور اسمیں ھمارے مقامي معاصر (کامریڈ) کو بھي الزام دیا ہے که " وہ بعض ھمدردان قوم سے سب سڈي لینے میں کوئي ھرج نہیں دیکھتا " ھم کو جہاں تک معلوم ہے غالباً کامریڈ نے کوئي رقم بطور مالي امداد اور رئیسانه عطیات کے تو نہیں لي ہے البته ھزھائینس سر آغا خاں اور راجه صاحب محمود آباد نے کچھ روپیه اسلیے دیا ہے که اُسکے ذریعه سے کم استطاعت طلبا کو کامریڈ کم قیمت پر دیا جاسکے اور وہ اصلي قیمت میں سے جتنے روپیونکي طلبا کے ساتھه تخفیف کریں اُسقدر روپیه ان صاحبوں کي طرف سے وصول سمجھه لیا جاے تاکه دفتر کو نقصان نه ھو ' عام عطیات اور اس طریق میں ضرور فرق ہے -

---

کچھه دنوں سے پنجاب کے اخبارات میں شب برات کي آتشبازي کا مسئله چھڑگیا ہے - شیخ محبوب عالم صاحب اور میاں محمد شفیع وغیرہ نے کمشنر صاحب سے ملکر بند کرانے کي کوشش کي ' پارٹي فیلنگ تو پیشتر سے موجود تھا اُنکے مخالفوں نے اسکي بھي مخالفت کہدي که آتشبازي تو ایک بہترین اسلامي شغل اور مفید ترین وطني صنعت ہے - مخالفین کو اسپر شرعي دلائل کي تلاش ھوئي اور اب روایات فقہیه اور علما کے فتوؤں کي جستجو ھو رھي ہے ' دنیا جانتي ہے که ھم اپنے پرایٹکل خیالات میں ایک لمحه کیلئے بھي شیخ صاحب یا میانصاحب سے متفق نہیں ھوسکتے ' لیکن یه کس مذھب اور کس اخلاق کي تلقین ہے که جس شخص سے ایک معاملے میں اختلاف ھوجاے تو پھر اسکي ھربات کي مخالفت کي جاے ؟ اسلام اس سے بہت بلند ہے که وہ اپنے پیروؤں کے انار اور پھلجھڑي چھوڑنے سے خوش ھو اور یہه کوئي ایسي پیچیدہ اور مختلف فیه بات نہیں ہے جسکے لئے قرآن و حدیث کي ورق گرداني کي ضرورت ھو ' اسلام ھر اُس شے کا جو دین و دنیا میں کار آمد نہو یا اسراف و لہو و لعب کا آله ھو سخت سے سخت دشمن ہے وہ اپنے پیروؤں کو صرف اعمال صالحه میں منہمک دیکھنا چاھتا ہے ' ومن الناس من یشتري لہو الحدیث لیضل عن سبیل الله بغیر علم (۳۱ : ۵) میں ھم تو ان تمام باتوں کو داخل سمجھتے ھیں -

اگر في الحقیقت میاں محمد شفیع اور شیخ محبوب عالم صاحب اس سال اس مہلک اور مضر رسم کو کم کرنے میں کامیاب ھوے ھیں تو ھم انکے ممنون ھیں اور مسلمانوں کو بھي ھونا چاھئے -

تعمیر بصرہ کا ارادہ

گو " خرابي بصرہ " کے بعد اسکي تعمیر معطل ھو ' لیکن تاھم خوش ھیں که اب بعض لوگوں کو اسکا خیال ھوچلا ہے ' ایک دو صاحب اینٹ کي تلاش میں نکلے ھیں اور کئي ایک گارا چونا بنانے میں مصروف ھیں - علي گڈہ کا نیم سرکاري اخبار (البشیر) ایک تازہ اشاعت میں لکھتا ہے :

" پچھلے سال ھماري راے تھي که مسلم یونیورسٹي کے لئے جس قسم کي شرائط گورنمنٹ تجویز کرے اُس کو منظور کرنا اور گورنمنٹ کي مہرباني پر بھروسا کرنا لازم ہے - مگر تقسیم بنگال کي منسوخي کے بعد سے ھماري یه راے ھوگئي ہے که جب تک اظہار راے کي قانوني آزادي ھم کو حاصل ہے بلا اس خیال کے که گورنمنٹ ھم سے خوش ھوگي یا نا خوش اپني قومي ضروریات کو ظاھر کرتے رھیں- * * * علیگڈہ کالج کي موجودہ آزادي کو ھم اس لیے قربان کر رہے ھیں که ھماري تعلیمي رکاوٹیں دور ھوں - مگر جبکه چارٹر لینے سے زیادہ رکاوٹ پیدا ھوگي تو ھم کو ایسي یونیورسٹي کو دور سے سلام کرنا چاھئے- "

مولوي بشیر الدین صاحب یقین فرمائیں که ھم اس حادثۂ جانکاہ میں اُنسے دلي ھمدردي رکھتے ھیں ' موت سب کو پیش آنے والي ہے ' لیکن

حسرت ان غنچوں په ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

افسوس که انکي وفادارانه اور عقیدت مندانه پالیسي پر پوري طرح ایک گرمي بھي نہیں گذري اور یونیورسٹي کي قرطبه دستگاھیوں کي طرح اپنے پہلے موسم بہار ھي میں دنیا سے چل بسي - انا لله وانا الیه راجعون

لیکن کیوں جناب ! سعدي کے اس مشہور شعر کا پہلا مصرع کیا ہے ؟

لیک بعد از خرابي بسیـــار

نقصان رہا ' ایسی حالت میں میں نہیں سمجھتا کہ الہلال آٹھ روپیہ میں کیونکر زندہ رہسکے گا حالانکہ یقیناً اسکی طیاری میں کامریڈ سے زیادہ لاگت آتی ہوگی * * * * پس آپ اسدرجہ ایثار تو نہ کریں کہ کام چل ہی نہ سکے' میرے خیال میں کم از کم بارہ روپیہ تو ضرور ہی قیمت ہونی چاہئے' اب بھی یہ ممکن ہے' آپ قیمت اگر بڑھادینگے تو امید ہے کہ کوئی منصف مزاج آدمی معترض نہوگا ' میں سب سے پہلے اس اضافے کو منظور کرتا ہوں - آپ تمام پرچے میرے نام بارہ روپیہ پر وی - پی بھیجدیں "

اسطرح کے بعض خط چند اور احباب کے بھی آئے اور زبانی تو بہتوں نے نصیحت کی مگر ہم اپنے دل کا زخم کیونکر دکھلائیں؟ (نشتر) صاحب کے اس لطف و نوازش کے ممنون ہیں - قیمت تو اب جو مقرر کردی ہے وہی رہےگی ' اور آپکو بھی آٹھ روپیہ ہی کا وی پی جائیگا ' البتہ اردو پریس کے قدردانوں کی عام بد مذاقی میں آپنے جو شناسانہ تحسین کی ہے اسکو ہم بہت قیمتی سمجھتے ہیں -

ہم نے جب الہلال کی اشاعت کا ارادہ کیا تو سب سے پہلے یہ سوال سامنے آیا کہ مقاصد و خیالات کی جو متاع لیکر بازار میں نکلتے ہیں' اسکے خریدار ہی کتنے ہونگے ؟ نفرت و استکراہ کے سوا ان خیالات کی قسمت میں اور کیا ہے ؟ اسلئے ضرور ہے کہ رسالے میں کچھہ باتیں ایسی بھی ہوں جو (کونین) کی تلخی پر شکر کی ایک تہ جمادیں اور اسطرح کم از کم ضمناً ہی ہماری صدائیں کانوں تک پہنچ جائیں -

ٹائپ کا تو ہمیں برسوں سے خیال تھا ' البتہ تصاویر کا خیال اسی وقت ہوا کہ جلب انظار و طبائع عامہ کا ذریعہ ہوگا ' لیکن پہلی مشکل سے مشکل تر سوال یہ سامنے آیا کہ اس انتظام و اہتمام کے بعد رسالے کی قیمت کیا ہوگی ؟

یہ غلط ہے کہ قوم کی قوم مفلس ہو رہی ہے" اسلئے کوئی قیمتی شے اسکو دینا ہی نہیں چاہئے اور اسکے افلاس ' اور اپنے زندہ رہنے کی ضرورت کو پیش رکھکر ہمیشہ سستا مال ہی بازار میں رکھنا چاہئے ' جو قوم اپنے لڑکوں کی بسم اللہ میں سیکڑوں روپے خرچ کر سکتی ہے' اور ہر چوتھے دن اپنے شرٹ کی دھلائی ایک روپیہ اور کالر کی چار آنہ دیسکتی ہے ' وہ شاید اچھی اور قیمتی مطبوعات کے خرید نے سے کچھہ زیادہ عاجز نہیں ' لیکن مشکل یہ تھی کہ ہم بد قسمتی سے رسالہ اردو زبان میں نکالنا چاہتے تھے اور ہم سے پیشتر آنے والوں نے اردو پبلک کو جس ارزانی کا عادی کر دیا تھا ' وہ طبیعت ثانیہ کا حکم رکھتی تھی ' لوگ اس امر کے سمجھنے سے بالکل قاصر تھے کہ کیوں وہ ایک سستی چیز کی موجودگی میں کسی گراں شے کی خریداری جائز رکھیں ؟

بالاخر ہم نے ہرچند بڑھنے کی کوشش کی مگر پانچ روپیہ بارہ آنے سے آگے نہ بڑھسکے ' کیا اچھا ہوتا اگر یہی قیمت رہسکتی' لیکن جب مشینیں آکر لگ گئیں' باقاعدہ طور پر کام شروع ہونےلگا اور ایک صحیح میزانِ مصارف سامنے آئی تو باوجودیکہ آمدنی میں دوہزار خریدار فرض کر لئے گئے تھے لیکن پھر بھی کسی طرح کام کے زندہ رہنے کی اس قیمت میں امید نہ بندھسکی -

---

جو حساب ہمارے سامنے تھا اسکے لحاظ سے کم از کم بارہ روپیہ قیمت ہوتی تو دو ہزار خریداروں کی صورت میں دفتر قائم رہنے کی امید رکھتا ' لیکن ہم نے آٹھہ روپیے کو بھی بمشکل قبول کیا اور اس کا اعلان کردیا - خدا تعالی شاہد ہے (وہو یعلم سری وعلانیتی) کہ اگر ہمارا بس چلتا تو ہم تو مفت تقسیم کرتے ' ان خرید و فروخت کی باتوں سے ہم فقرا کو کیا تعلق ؟ لیکن کیا کیا جاے کہ آجکل اشاعت مقاصد وخیالات کا اور کوئی ذریعہ نہیں' مجبوراً رسالہ نکالنا پڑتا ہے' اور جب نکلا ہے تو اسکو قائم رکھنے کیلئے قیمت کا لینا ناگزیر ' ہمارا اعتماد صرف خدا ہی پر ہے - ہم (نشتر) صاحب سے بہتر جانتے ہیں کہ اسطرح اپنے تئیں مٹانے سے کوئی کام چل نہیں سکتا - جب تک روپیہ باقی ہے لٹاتے رہئےگا ' اسکے بعد کام کا کیا حشر ہوگا ؟

لیکن میں انہیں اطمینان دلاتا ہوں کہ گو میں مٹنا چاہوں' لیکن جس کے لئے مٹنا چاہتاہوں وہ معاملہ کا ایسا کھوٹا نہیں ہے کہ مجھے مٹنے دیگا ' یاد رکھئے کہ دنیا میں صرف سچائی اور خلوص ہی میں زندگی ہے' خلوص کبھی ضائع نہیں جاتا ' اور سچائی کبھی نہیں مرتی ' اگر میرے دل میں سچائی کا ایک ذرہ بھی موجود ہے' تو میں ایک ایسی طاقت' ایک ایسی زندگی' ایک ایسی غیر فنا ہستی ہوں جو کبھی مٹ نہیں سکتی' دنیا کی کوئی طاقت اسکو مٹانے پر قادر نہیں' آپ لوگ روز دیکھتے ہیں کہ آگ جلاتی ہے اور پانی ڈبوتا ہے اور اسکو نیچر کا ایک ناممکن التبدیل قانون سمجھتے ہیں' یقین فرمائیے کہ میں بھی اسکی قدرت اور نصرت کے ایسے ہی قانون روز دیکھتاہوں' شاید کبھی آگ نہ جلا سکے اور پانی نہ ڈبا سکے اور یہ ممکن ہے' مگر میرے عقیدے میں یہ تو قطعاً ناممکن ہے کہ ایک ہستی خدا سے صلح کرلے اور پھر زندگی کے کارزار میں اُسے شکست ہو : فیالیت قومی یعلمون بما غفرلی ربی و جعلنی من التائبین - ہمارے دوستونکو وہ آیت یاد رکھنی چاہئے جس سے بہتر ہمیں کوئی ماٹو رسالے کے لئے نہیں مل سکا : لا تہنوا ' ولاتحزنوا' وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین -

اگر ہم اپنے اندر (ان کنتم مؤمنین) کی شرط پیدا نہ کرسکیں تو وعدۂ الہی کا کیا قصور ؟ -

---

ہم نے اپنے ایک فیاض لطف فرما رئیس کے عطیے کو شکریے کے ساتھہ واپس کر دیا لیکن یہ عجیب بات ہے کہ بعض سخت سے سخت آزاد خیال دوست بھی ہمیں لکھہ رہے ہیں کہ جن لفظوں کے ساتھہ واپس کیا گیا ان میں ضرورت سے زیادہ سختی تھی ' ممکن ہے کہ ایسا ہو' لیکن ہم نہایت خوش ہیں کہ ہمارے معاصرین میں سے تو اکثر نے اس سے اتفاق کیا ہے اور اصل مقصود یہی تھا کہ ہمارے معاصرین سمجھیں کہ انسان بک سکتے ہیں ' مگر انسان کی راے اور ضمیر کا شرف نہیں بیچا جا سکتا -

---

هاتهه کبهي نه تهکے ' شرک و بت پرستي کے اس عام سکون میں اگر کوئي صداے توحید خلل انداز هوتي هے تو هر طرف سے اپنے ایک قدیمي پیشرو کي طرح: لئن اتخذت الهاً غیري لاجعلنک من المسجونین [اگر میرے سوا کسي دوسري ذات کو تو نے اپنا معبود بنایا تو میں تجهکو قید کردونگا ۲۶ : ۲۹] کا غل مچ جاتا هے' اور صرف یه معبودان باطل هي نهیں بلکه انکے پرستار بهي چاروںطرف سے ٹوٹ پڑتے هیں ' یه ایک قدیمي سنت هے اور دنیا میں جب کبهي سچائي آئي هے' تو اسکو همیشه ایسے هي لوگوں سے مقابل هونا پڑا هے : فما کان جواب قومه' الا ان قالوا حرقوه وانصروا الهتکم ان کنتم فاعلین (۲۱ . ۶۸)

ایسے موقعوں پر عموماً اخلاقي مواعظ سے کام لیا جاتا هے اور کہا جاتا هے که بڑے آدمیوں پر حمله کرنا انسانیت اور تهذیب کے خلاف هے' گالیاں دینا کوئي اچهي عادت نهیں' اختلاف راے همیشه سے هوتا چلا آیا هے' یه کوئي ایسي بات نهیں که مخالف آرا رکهنے والوں کي تذلیل و تحقیر کي جاے' پهر اگر ایسا کرنے کیلئے آپ مجبور هیں تو ذرا لهجه نرم کیجئے اور شکایت بهي کیجئے تو شکر کے لهجه میں کیجئے' نرمي اور محبت سے کام نکلے تو سختي دکهلانا شان شرافت نهیں -

آجکل بهي نه هشیاري و بیداري کي نهیں تو خمار و سرشاري کي ایک کروٹ تو مسلمانوں نے ضرور بدلي هے : نکته چیلوں کي زبانوں کو ایسے هي ظاهر فریب اور اخلاق نما جملوں سے بند کیا جارها هے ' پس هم چاهتے هیں که سب سے پہلے اصولاً اس مسئلے پر غور کریں که في الحقیقت اس بارے میں کوئي فیصله همارے پاس هے یا نهیں ؟ کسي کو برا کہنا یقیناً اچهي بات نهیں ' دل محبت کیلئے هے نه که عداوت کیلئے' لیکن کیا ایسي صورتیں بهي هیں جنمیں یه برائي هي سب سے بڑي نیکي اور بهلائي هو جا سکتي هے ؟

* * *

سب سے پہلے اسے اخلاق کے عام اصول کے لحاظ سے دیکهئے جب بهي فیصله صاف هے ' دنیا میں جس دن اخلاق نے کہا که نیکي کو نیک اور نیک عمل کو اچها کہو کیونکه بغیر اسکے دنیا میں نیکي زنده نهیں رهسکتي ' اسي وقت اس نے ضمناً یه بهي کهدیا که نیکي کي خاطر بدي کو برا اور بد عمل کو قابل نفرین سمجهو کیونکه نیکي کو اسکا حق تحسین مل نهیں سکتا جب تک بدي کو اسکي سرزنش اور نفرین نه مل جاے -

زیاده غور کیجئے تو یه ایک قدرتي اور عام معمول به بات هے گو اسکا اپکو حس نهو' دنیا میں اخلاقي محاسن في الحقیقت ایسے اعراض هیں ' جو بغیر کسي اضافي تعلق کے کوئي وجود مستقل نهیں رکهه سکتے - یهي سبب هے که انکا فیصلۂ قطعي همیشه سے مشکل رها هے اور اب بهي مشکل هے - پس ان محاسن و فضائل کا اگر کوي وجود هے تو صرف انکے اضداد کے تقابل هي کا نتیجه هے' جب تک رذائل انساني کو نمایان نه کیجئے گا ' فضائل انساني وجود پذیر نهونگے ' اسکے لئے روشني اور تاریکي کي مثال شاید فهم مقصد میں معین هو که روشني کا وجود صرف تاریکي کے وجود هي کا نتیجه هے -

رها اخلاقي تلقینات اور اعمال کا اختلاف ' تو یه تو اخلاق کے هر مسئلے میں درپیش هے مگر در حقیقت دونوں صورتوں میں کوئي تضاد نهیں - اخلاق دنیا میں کسي شے کو في نفسه اچها یا برا کہنے کا فیصله نهیں کر سکا ' اسکي هر تعلیم نسبت و اضافت سے وابسته هے اور اسکي تبدیلي کے ساتهه بدلتي رهتي هے ' کوئي شے اسکے آگے نه تو اچهي هے اور نه بري ' ایک هي چیز کا بعض حالتوں میں نام نیکي هوتا هے اور بعض حالتوں میں بدي ' یهي حال اس مسئلۂ کا بهي هے ' عفو و درگذر ' آشتي و محبت ' نرمي و عاجزي انسان کیلئے سب سے بڑي نیکي هیں لیکن کن کے سامنے ؟ عاجزوں' درماندوں کے سامنے' نه که ظالموں اور مجرموں کے آگے ' ایک مسکین و فلاکت زده پر رحم کیجئے تو سب سے بڑي نیکي' اور ایک ظالم پر کیجئے تو سب سے بڑي بدي هے - گرے هوؤں کو اٹهائیے تا که وه چل سکیں' لیکن اگر سرکشوں کو ٹهوکر نه لگائیے گا تو وه گرے هوؤں کو اور گرادیں گے' قانون کو دیکهئے تو وه جرم کو روکنے کیلئے خود جرم کرتا هے ' خوں ریزي اسکے سامنے سب سے بڑي معصیت هے' لیکن خون ریزي کو روکنے کیلئے وه قاتلوں کے خون بہانے هي میں امن دیکهتا هے ' قاتل کا قتل بدي تها لیکن عدالت کا فتوئے قتل نیکي هوگیا -

هم نے بغیر کسي ترتیب کے چند جملے پهیلا دے کیونکه یه اخلاق کے ایسے عام اعمال هیں جنکو یاد دلادینا هي کافي هے' پس جو لوگ کہتے هیں که هر انسان اخلاقاً نرمي و آشتي اور محبت و عفو کا مستحق هے اور کسي کا برائي کے ساتهه ذکر کرنا اخلاق کے اصول کے خلاف هے' وه اخلاق کے نام سے ایسي سخت بد اخلاقي کي تعلیم دینا چاهتے هیں جس پر اگر ایک لمحے کیلئے بهي عمل کیا جائے تو دنیا شیطان کا تخت گاه بن جاے' نیکي و اعمال صالحه کا نظام درهم برهم هوجاے' قانون' اخلاق' مذهب ' حسن و قبح کي تمیز اور نور و ظلمت کي تفریق' کوي بهي خدا کو خوش کرنے والي چیز دنیا میں باقي نه رهے -

یاد رکهو که هر محبت کیلئے ایک بغض لازمي هے ' اور کوئي عاجزي نهیں کرسکتا جب تک که متکبر و مغرور بهي نهو' نیکي کو اگر پسند کروگے تو اسکي خاطر بدي کو برا کهنا هي پڑیگا اور خدا کو خوش رکهنا چاهتے هو تو شیطان کي دشمني کي پروا مت کرو -

البته یه ضرور هے که اسکے لئے فیصله کن حدود معین هونے چاهییں ' نرمي و آشتي اور عفو و درگذر کے مقامات کیا کیا هیں ' اور سخت گیري و پاداش و انتقام کا حق کس موقعه پر حاصل هوتا هے ؟ -

* * *

عام اخلاق کے اصول بهي ان سوالوں کا جواب شاید دیسکتے هیں ' مگر هم تو دنیا کي هر شے کو مذهب هي میں ڈهونڈهتے هیں اور پهر اسکے بعد نهیں جانتے که دنیا میں اور کیا کہا جاتا هے ؟ همارے هاتهه میں قرآن کریم ایک امام مبین ' تبیاناً لکل شي ' بیان للناس ' نور و کتاب مبین ' اور انسان کے هر اختلاف و نزاع کیلئے ایک حاکم ناطق هے ' اور پهر اسکا عملي نمونه اور وجود ظلي اسکے حامل

الہلال

۱۱ اگست ۱۹۱۲

* * *

الامر بالمعروف و النهي عن المنكر

الحب في الله ، و البغض في الله - الساكت عن الحق شيطان اخرس

كنتم خير امة أخرجت للناس ، تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتومنون بالله - (۳ : ۱۰۶)

(۱)

ایک اصولی بحث

سچ یہ ہے کہ پُل صراط کی راہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے اور اسکے نیچے آتش جہنم کے شعلے بھڑک رہے ہیں - لیکن اسکا سامنا صرف قیامت ہی کے دن پر کیوں اٹھا رکھا جاے ؟ (الدنیا مزرعة الاخرة) آج دنیا کے سفر میں بھی پل صراط ہر شخص کے سامنے ہے -

یہ پل صراط در حقیقت (اخلاق) کی دشوار گذار راہ ہے ' جذبات و امیال انسانی کے اعتدال کا لاینحل مسئلہ ہی اصلی پل صراط ہے ' بال سے زیادہ باریک ' تلوار کی دھار سے زیادہ تیز اور اسکے نیچے ہلاکت و بربادی کا قعر ! آدم کی اولاد میں سے کوئی نہیں جسکو اسپر ایک بار نہ گذرنا ہو : و ان منكم الا واردها ' كان على ربك حتما مقضيا [تم میں سے کوئی نہیں جو اسپر سے نہ گذرے ' یہ ایک وعدہ اور فیصلہ ہے جسکو خدا نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے - ۱۹ : ۷۲]

اخلاق کے سینکڑوں مشکل مسائل میں سے ایک مشکل تر مگر اصولی مسئلہ حب و بغض ' تولا و تبرا ' تحسین و تذلیل اور عفو و انتقام کا بھی ہے ' ایک طرف اخلاق ہمکو تلقین کرتا ہے کہ دل کو محبت کیلئے مخصوص کردو کہ اس گھر کیلئے یہی فانوس موزوں ہے ' انیس سو برس پیشتر کا ایک اسرائیلی واعظ کہتا ہے کہ : دشمنوں کو بھی پیار کرو ' کیونکہ اگر صرف چاہنے والوں کو چاہا تو تمہارے لئے کیا اجر؟ اخلاق کے اولین اور سامنے کے سبق یہی ہیں کہ پیار کرو ' خاکسار بنو ' کسی سے بغض نہ رکھو ' سب کی عزت کرو ' انسان کی انسانیت کا بغیر تفریق ادب کرو ' اور جسکو سامنے دیکھو سر جھکادو ! سوسائٹی نے بھی صدیوں سے ان تعلیموں کو اعتقاداً قبول کر لیا ہے اور اصطلاحی اخلاق ' عزت ' پاس و لحاظ ' شرم و حیا ' شرافت و انسانیت ' تمام الفاظ انہیں معنوں میں بولے جاتے ہیں -

لیکن اسکے مقابلے میں اسی اخلاق کا ایک دوسرا پارٹ ہے ' جہاں آکر اسکی یہ غریب و مسکین صورت ایک سخت اور جابرانہ خشونت سے مبدل ہوجاتی ہے اور دنیا میں اگر اسکی صدا پہلی تعلیم دیتی ہے ' تو خود اسکا عمل دوسری شکل میں سامنے آتا ہے ' وہ چور کو قید کرتا ہے ' قاتل کو پھانسی پر چڑھاتا ہے ' نیکی کی جتنی تعریف کرتا ہے ' اتنی ہی بدی کو برا بھی کہتا ہے ' زید کو کہتا ہے کہ وہ نیک ہے ' اسلئے اچھا ہے ' عمر کو کہتا ہے کہ تم بد اعمال ہو اسلئے برے ہو ' ظالم سے اسکے ظلم کا اور مجرم سے اسکے جرم کا مطالبہ کرتا ہے ' پہلی حالت میں جسقدر عاجز تھا ' اتناہی اس حالت میں مغرور و متکبر ہو جاتا ہے ' پہلے اگر عاجزوں کے جھکے ہوے سروں کو اٹھا کر اپنے سینے پر جگہ دیتا تھا ' تو اب سرکشوں کے سروں کو اپنی ٹھوکروں سے پامال کرتا ہے اور پھر ساتھہ ہی حالت یہ ہے کہ اسکی پہلی تعلیم سے اگر صرف معبدوں اور خانقاہوں میں رونق پیدا ہوتی تھی ' تو اس عمل سے پوری دنیا میں انتظام اور قانون قائم ہوتا ہے -

ایسی حالت میں اصول کیلئے ایک سخت تصادم اور کشمکش پیدا ہوجاتی ہے اور فیصلہ ہکا بکا رهجاتا ہے ' سوال یہ ہے کہ ان متضاد حالات میں راہ تطبیق کیا ہے ؟ عفو و در گذر کے اصول سے کام لیجئے تو دنیا میں نیکی و بدی کی تمیز اٹھہ جاتی ہے ' انتقام و پاداش کی راہ اختیار کیجئے تو دنیا سے رحم و محبت نابود ہو جاتی ہے ' سب کو اچھا کہئے ' تو صرف اچھوں کیلئے پھر آپکے پاس کیا ہے ' برائی کیجئے تو اسکے حدود اور فیصلہ کن اصول کیا ہیں ؟

* * *

آج ملک میں جو طبقہ شخصی حکومت کے جراثیم سے مریض ہورہا ہے ' وہ گو خود جان بلب ہے ' مگر اسکی نظر اپنے مرض پر نہیں بلکہ دوسروں کی شکایتوں پر ہے ' غلامی کے حلقوں کیلئے سب کے کان چھیدے ہوے ہیں ' پانوں برسوں سے بوجھل بیڑیوں کے عادی ہوگئے ہیں ' ان حلقوں اور بیڑیوں کیلئے ضرور نہیں کہ وہ تخت و تاج ہی کے طرف سے بخشے گئے ہوں بلکہ ہر چاندی کا ڈھیر ' ہر قیمتی کپڑا ' ہر قیمتی موٹر ' ہر ہوٹل کی اعلی ترین منزل کا مقیم ' اور ہر وہ مدعی جسکے گلے میں طاقت اور جیب میں سکے ہوں ' ایک قانونی اور موروثی حق رکھتا ہے کہ جسکو چاہے اپنے حلقۂ غلامی کے انتساب کا فخر دیدے ' رسول عربی کے وقت تین سو ساٹھہ بت تھے جنسے بیت خلیل کی دیواریں چھپ گئی تھیں ' لیکن آج اسکی امت میں ہر چمکیلی ہستی لات و منات کی قائم مقام ہے اور ہر حاکم ' ہر رئیس ' ہر حکم رس اور سب سے آخر ' مگر سب سے پہلے ہر خوش لباس لیڈر ایک بت کا حکم رکھتا ہے ' پوری ملت موحد انکی پوجا اور پرستش میں مشغول ہے اور بعینہ اس پرستش کا وہی جواب رکھتی ہے جو قریش مکہ کے پاس تھا کہ : ما نعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفى (۳۸ : ۳) ويعبدون من دون الله ما لا ينفعهم ويضرهم ويقولون هؤلاء شفعاؤنا

اس انسان پرستی ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ بالعموم طبیعتیں مدح و تحسین کی عادی ہوگئی ہیں ' نکتہ چینی اور نقد و اعتراض کی متحمل نہیں ہو سکتیں ' ہر شخص مخاطب سے اگر کوئی قدرتی امید رکھتا ہے تو وہ یہی ہوتی ہے کہ مدح و منقبت کا ترانہ سناے ' اور بادۂ تحسین و آفرین کے پے در پے بخشش سے ساقی کا

تازہ ترین مثال مجھسے پوچھئے ' ابن تیمیہ کے تنگ و تاریک حجرے میں کیا دھرا ہے ' میں آپکو بیسویں صدی کی پرفضا اور پرشوکت عمارتوں میں لے چلتا ہوں' دور جانے کی ضرورت نہیں' اجکل آپکو (علی گڈہ) سے بہت دلچسپی ہے اور خدا ہر مسلمان کو اسکی توفیق عطا فرماے (حب الکالج من الایمان) کبھی اپنے قومی کالج ' کیمبرج اور اکسفورڈ کے وجود ظلّی' قرطبہ اور نظامیہ کے تمثال تناسخی کو دیکھئے کہ ابتداے خلقت عالم سے جو چیزیں باہم متضاد و مخالف چلی آتی تھیں' اسلام کے جامع اضداد کارنامۂ خصوصیت نے کس طرح اپنے اس فرزند رشید میں جمع کردیں' عام دنیا جانتی ہے کہ الحاد اور غلامی دو باہم ضدِ یک دگر ہیں' الحاد کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی طرح کی پابندی اور تقیّد کو منظور نہیں کرتا ' یہاں تک کہ خدا کی بندگی کا ہار بھی پہنایا جاے تو اسکو بھی گلے سے اُتا کر پھینکدے' غلامی اور استبداد بالکل اسکے مقابل' اور اسکا ضد حقیقی ہے' اسکے معنے ہیں تعبّد' بندگی' پابندی؛ آجتک کبھی یہ دو چیزیں ایک جگہ جمع نہین ہوئیں ' مگر خدا کیلئے انصاف کو ہاتھہ سے ندیجئے' یہ دوسری بات ہے کہ آپ کو (علی گڈہ کالج) سے بعض امور میں اختلاف ہو' لیکن پھر بھی اعلان حق کا مقتضی یہ ہے کہ مخالف کی بھی قابل تحسین باتوں کی جی کھولکر داد دی جاے' فرمائیے کہ مادر کالج نے ابتدا سے ان دونوں باہم دشمن بچوں کو ایک ہی وقت میں زانو پر بیٹھا کر دودہ پلایا یا نہیں ؟ " دھنے ہاتھہ میں الحاد کا لیمپ' بائیں ہاتھہ میں غلامی کا چراغ ' اور سر پر کلمۂ (لا معبوداً سواہ و لا موجوداً سواہ) کا تاج" رکھا یا نہیں ؟

آپنے گذشتہ نمبر میں (مسلم یونیورسٹی) تو پر بڑا لنبا چوڑا وعظ کہا :

خطبۂ ' چون سخن قامت محبوب دراز

لیکن آپکی بے راہہ روی کا بھی عجب حال ہے' کہیں تو آپکو سامنے کی مثالیں نظر نہیں آتیں' اور کہیں تاریخ اسلام کے مشہور اور پیش پا افتادہ واقعات بھی بھول جاتے ہیں -

(مسلم یونیورسٹی) پر بحث کرتے ہوے آپ لکھتے ہیں : " سچ یہ ہے کہ یونیورسٹی کا معاملہ در اصل ایک ناگہانی ہنگامہ تھا جسکو بہتوں نے تو سمجھا ہی نہیں ' اور اگر سمجھا بھی تو صرف اتنا کہ کوئی بہت بڑی نعمت ملنے والی ہے اور جس طرح بنے آے روپیہ دیکر خرید لینا چاہئے "

اس موقعہ پر آپ تاریخ اسلام کے مشہور واقعات کو بالکل بھول ہی گئے' آپسے تو ہمارے کور دہ قصبے کے حرف شناس اچھے ہیں جو پرسوں شام کو ایک صحبت میں بیٹھے ہوے باتیں کر رہے تھے :

" کیوں حضت ! خواہ کچھہ ہی ہو ' لیکن مسلم یونیورسٹی نے سب سے پہلے تمام ہندوستان کے مسلمانوں میں ایک متفقہ اور متحدہ جوش تو ضرور ہی پیدا کردیا ' اور ہمارے نئے قومی لیڈر ہز ہائنس سر (آغا خان) کی لیڈری تو سب نے مان لی "

" جی ہاں مگر یہ ایسا ہی اتفاق تھا ' جیسا (بیعت سقیفہ) کے دن ہوا تھا ' اور جسکو خود حضرت (عمر) نے (کان فلتۃ) سے تعبیر کیا ہے "

" یہ تو آپ نے شیعوں کی سی بات کہدی ' خیر اگر آپ اسکو (بیعت سقیفہ) سے تشبیہ دیتے ہیں تو یہی سہی ' مگر وہاں تو اوس وقت صرف مدینہ ہی کے مہاجرین و انصار نے بیعت کی تھی"

" درست ہے ' یہاں بھی سب سے پہلے (علی گڈہ) کے مہاجرین ہی نے ہاتھہ بڑھایا ' اور اسکے بعد تو وہی (کان فلتۃ) "

" آپکی باتیں بھی عجیب ہیں ' مگر پھر بھی تشبیہ ناقص ہی رہی ' وہاں تو ایک روایت سے تین اور بروایت دیگر چھہ آدمیوں نے (باستثناے حضرت امیر) اخر تک بیعت نہیں کی "

" مگر اس پہلو پر آپ نہ آئیں ' ورنہ میری فہرست بھی طول طویل ہوگی "

" اچھا خیر' اسے جانے دیجئے ' مگر (بیعت سقیفہ) میں خواہ کچھہ ہی ہوا ہو' ہم نے اُسے (اجماع) تو تسلیم کرہی لیا ہے ' پھر ایسا ہی اجماع آغا خاں کی بیعت پر بھی سمجھہ لیجئے ہمارا اسمیں ہرج ہی کیا ہوا"

" جی ہرج کو تو نہ کہئے ' پہلے اجماع کی تعریف بتلائیے ' پھر سن لیجئے گا "

" واہ یہ کونسی مشکل بات ہے (نور الانوار) اور اُسکے حواشی ہی کو منگوائیے : الاجماع ہو فی اللغۃ الاتفاق ' و فی الشریعۃ اتفاق مجتہدین الصالحین من امۃ محمد (صلعم) فی عصر واحد علی امر قولی او فعلی - یعنی اجماع لغت میں تو اتفاق کو کہتے ہیں' اور اصطلاح شریعت میں اس سے مراد امت محمدیہ کے مجتہدین صالحین کا ایک زمانے میں کسی امر قولی یا فعلی پر اتفاق کرنا ہے"

" لیکن آپنے مجتہدین کی قید کی ضرورت نہ بتلائی (تلویح) میں بتلا دیا گیا ہے کہ : و قید بالمجتہدین ' اذ لا عبرۃ باتفاق العوام - یعنی مجتہدین کی اسلیے قید لگا دی کہ عوام کے اتفاق کا اعتبار نہیں".

" پھر اس سے کیا ہوتا ہے' ہمارے (آغا خان) کے واقعہ میں دار العلم و العمل (فرنگی محل) کے علماے کرام' پنجاب کے صوفیاے عظام' اور لاہور کے مجتہد العصر بھی تو شریک تھے "

" لیکن کیوں جناب' (امیر معاویہ) نے جب اپنے ولی عہد سلطنت کے لئے بیعت لی ہے تو سنا ہے کہ بڑے بڑے صحابہ بھی اسمیں شریک ہوے تھے ' اور آپکا اصول ہے کہ (الصحابۃ کلہم عدول) انکے مجتہد صالح ہونے میں کس کو کلام ہو سکتا ہے ؟ اور پھر بقول (نور الانوار) صحابہ کا اجماع تو آور محکم اور (اجماع مرکب) سے موسوم ہے' ایسی حالت میں کوئی مخالف کہہ سکتا ہے کہ یہ بھی ویسا ہی اجماع تھا اور (فرنگی محل) وغیرہ کا معاملہ بھی اسی قبیل سے ہے "

" مگر (فرنگی محل) کو (سید رشید رضا) کے استقبال کے لئے اسٹیشن پر جانے سے تو انکار ہے "

" آخر اسکی کوئی وجہ تو ہوگی ؟ "

" جی ہاں ! اُنھوں نے بالکل منطقی استدلال سے کام لیا ہے "

مراسلات

و مبیّن کي زندگي کے اعمال هین که (لقد كان لكم في رسول الله آسوة حسنه) پس ان سوالون کا جواب بهي وهیں ڈهونڈهنا چاهئے -

(اسلام) نے اپني تعلیم و دعوت اور اپني امت کے قیام و بقا کیلئے اساس اولین اور نظام بنیادي ایک اصول کو قرار دیا ہے . اور اسکو وہ " امر بالمعروف ونهي عن المنکر " سے تعبیر کرتا ہے :

ولتكن منكم امة يدعون الى الخير ويامرون بالمعروف وينهون عن المنكر اولائك هم المفلحون (۳ : ۱۰۲)	تم مین ایک جماعت هونی چاهئے جو دنیا کو نیکي کي دعوت دے ' بهلائي کا حکم کرے اور برائي سے روکے وهي فلاح یافته هیں

اس آیت مین خدا تعالی نے دعوت إلى الخير ' امر بالمعروف ' اور نهي عن المنکر کو بطور ایک اصول کے پیش کیا ہے اور مسلمانوں میں سے ایک گروہ کا اسکو فرض قرار دیا ہے لیکن اسي رکوع مین آگے چلکر دوسري ایت ہے :

كنتم خير امة اخرجت للناس ' تا مرون بالمعروف ' وتنهون عن المنكر و تومنون بالله (۳ : ۱۰۹)	تمام امتوں مین تم سب سے بهتر امت هو که اچهے کاموں کا حکم دیتے هو اور برائي سے روکتے اور الله پر ایمان رکهتے هو

ایک تیسري آیت مین مسلمانوں کا یه مابه امتیاز اور قومي فرض زیاده نمایاں طور پر بتلایا ہے :

وكذالك جعلناكم امة وسطا لتكونوا شهداء على الناس ويكون الرسول عليكم شهيدا (۲ : ۱۲۷)	اور اسی طرح هم نے تمکو درمیانی اور وسط کي امت بنایا تا که اور لوگوں کے مقابلے مین تم گواہ بنو اور تمهارے مقابلے مین تمهارا رسول گواہ هو

[قلت گنجائش کے سبب سے بے موقعه طور پر اس مضمون کو یہاں ختم کردینا پڑا حالانکه اصلي مبحث اب اسکے بعد تها ' آینده نمبر میں بقیه مضمون شائع کیا جائے گا] -

ترکي وفد جهاز (مدینه) میں (نومبر ۱۹۱۱) متعلق قسطنطنیه میں هجوم مشکلات کامل پاشا اور شهنشاہ بیگم انگلستان بیٹهے هیں انکے پیچهے شهنشاہ ' دهني جانب خدیو مصر اور لارڈ کچنر اور بائیں جانب ولي عهد دولت عثماني کهڑے هیں

نظرے خوش گذرے

اثر خامهٔ حضرت (کشاف)

حضرت (کشاف) سے همارے پرانے وعدے تهے ' رسالے کي اشاعت کے ساتهه هي هم نے یاد دهانیاں شروع کردیں ' لیکن بجائے اپنے مخصوص طرز علمي کے آج پهلي مرتبه اس بزم میں آئے بهي ' تو قلم و کاغذ لیکر نهیں ' بلکه ظرافت کے چند کهلونے اچهالتے هوے ' خیر اسکو بهي غنیمت سمجهتے هیں ' مگر آینده همیں معاف رکهیں اگر اسطرح کے لطائف و فکاهات کي اشاعت سے معذوري ظاهر کریں ' انکو اپنے اصلي پایهٔ علمي کو ملحوظ رکهکر سلسلهٔ سخن شروع کرنا چاهئے -

---

یه مانا که آپسے قلمي امداد کے وعده کرلینے کا جرم غلطي سے کرچکا هوں ' مگر اسکے لئے یه تو ضرور نهیں که آپ (طرابلس) کو چهوڑ کر مجهي پر اپنے جهادي وار شروع کردیں ' اور هاں ' آپ تو ابهي شمالي افریقه میں عرب بدوؤں کے خیموں کي چوبیں گن رهے تهے ' کبهي (خمس) کے معرکے میں نظر آتے تهے اور کبهي (سنوسي) کے علم جهاد پر لکهي هوي آیتوں کو نوٹ کرنے میں دنیا و ما فیها سے غافل تهے ' معرکهٔ جهاد و دفاع کي مشغولیتوں سے آپکو فرصت هي نهیں ملتي تهي ' یه یکایک آپ کدرستان هند میں کهاںسے آگئے ؟ اور پهر کراچي یا بمبئي کے بندر پر بهي نهیں ' عین وسط هند یعنی (علي گذه) میں ' اور وهاں بهي (اسٹراچي هال) کي سیڑهیوں کے سامنے ! خیر ' اب نزول اجلال فرما یا هے تو کبهي کبهي مجهے بهي اپنے ساتهه لے لیا کیجئے ' اور نهیں تو جب کبهي آپ قلم کان میں رکهکر آستین چڑهائیگا تو میں بهي اپنے لطائف و ظرائف کے کچهاول سے ترکش اور نیام کا کام لینے کیلئے مستعد هو جاؤنگا -

---

آپنے پچهلے نمبر میں (یوزباشي جاوید بک) پر مضمون لکهتے هوے اسلام کي اس خصوصیت پر زور دیا هے که " اس نے اپنے جامع اضداد دور میں متضاد چیزوں کو جمع کردیا " اور پهر مثال میں تیغ و قلم کي یک جائي دکهلائي هے که علما نے قلم کو تلوار سے ' اور ارباب سیف نے تلوار کو قلم سے بدل لیا ' لیکن معاف فرمائیے گا ' آپ لوگ تاریخ اسلام کے گذشته خوابوں میں ایسے محو هیں که حال کي طرف نظر هي نهیں ' آپکو واقعات ملتے هیں تو وهي عهد مامونی و هاروني کے ' فخر کیجئے گا تو وهي ریگستان حجاز کي وحشت اور بدویت پر ' مثالیں بیان کرنے پر آئیے گا تو غزالي اور ابن تیمیه کے سوا گویا دنیا میں اور کوئي دوسرا انسان پیدا هوا هي نهیں -

آپ نے اسلام کي اس خصوصیت کو تو خوب نکالا ' لیکن اسکي

ناموران وقعۂ طرابلس

زوارہ کا نامور کمانڈر موسی بک

شیخ المجاهدین، محبوب السلام والمسلمین

البطل العظیم غازي انوربک

متع الله السلام والمسلمین بحفظ وجوده وطول حیاته

(۳)

قاهرہ کے انگریزي اخبار (ایجیبشن گزٹ) نے ۱۸ - جولائي کے پرچے میں اپنے نامہ نگار متعینۂ (سلوم) کي یہ چٹھي شائع کي ہے :

" طرابلس اور برقہ میں آج عرب قبائل جو عدیم النظیر شجاعت اور ثبات و عزم دکھلا رہے هیں، في الحقیقت یہ انکي دیني عصبیت اور جنگ وجدال کے طبعي مذاق و میلان کا کرشمہ ہے، لیکن ساتھہ هي دشمنوں کے مال غنیمت کي کثرت، اور هر طرح کي قیمتي چیزوں کي لوٹ نے انکے اس قدرتي میلان کو اور قوي کردیا ہے -

انکے لئے ایک قیمتي شے اتالین مقتولوں کا لباس بھي ہے اگرچہ اسکي جیب خالي هو - (انوربک) نے انکي ضروریات کے لحاظ سے اب تھوڑي بہت نقد اعانت کا بھي انتظام کردیا ہے اور اُسکے پاس بلا کسي دقت کے روپیہ برابر پہنچ رہا ہے، مصر کے بعض تاجروں سے حسب ضرورت روپیہ منگوالیتا ہے اور وہ اسکي رسید دکھلاکر مصر کے عثماني قنصل سے اپني رقوم حاصل کرلیتے هیں -

رسد کا انتظام منجملہ سخت ترین اور لاینحل مسائل جنگ کے تھا، لیکن اب (انوربک) نے اسکا حل بھي ڈھونڈھہ نکالا ہے، (سیوہ) سے هزاروں بوریاں کھجور کي نہایت ارزاں قیمت پر وهاں پہنچ جاتي هیں اور یہ بتلانا ضروري نہیں کہ عرب سپاهي کیلئے پاني کا ایک گھونٹ اور چند کھجوریں کمسریت کا بہترین انتظام ہے -

پاني کي قلت کا بھي (انوربک) علاج کررہے هیں، چند ترک انجینروں نے زمین کي حالت دیکھکر پاني نکالنے اور مختلف مقامات پہنچانے کا کام شروع کردیا ہے -

پیغمبر ثاني

اور هاں (انوربک) ، تو ابتک اس انسان عجیب، اس جوهر متحیر العقول، اس وجود طلسم، اِس یکسر حیرت و استعجاب کي نسبت جو کچھہ کہا گیا ہے، اسکو پیش نظر رکھہ لینے کے بعد بھي میں طیار هوں کہ برسوں اسکي مدح و ثنا کئے جاؤں اور پھر بھي متاسف هوں کہ حق تحسین ادا نہو سکا - اُسکي قوت نظم و نسق و مقابلۂ مشکلات کي تھاہ دریافت کرنا محال ہے - آج تک جو کچھہ هوا اور هورها ہے، وہ تنہا، بلا شرکت غیرے، محض اس بطل عظیم کے دماغ کي کارسازي ہے - اُس کا اصلي کارنامہ یہ ہے کہ اهل عرب کے دلوں کو اسطرح اپني مٹھي میں لے لیا کہ آج تمام قبائل اسکي پرستش کرتا ہے -

عربوں نے تو اسکا نام (پیغمبر ثاني) رکھدیا ہے، [یہ محال ہے کہ کوئي مسلمان حقیقي معنوں میں کسي شخص کو پیغمبر قرار دے، ممکن ہے کہ انور بک کے عجیب و غریب کاموں کي وجہ سے عربوں نے مجازاً کبھي یہ لفظ کہدیا هوگا اور نامہ نگار نے سمجھہ لیا کہ اسي نام سے همیشہ پکارتے هیں (الہلال)] کوئي عرب کبھي (انور بک) نہیں کہتا بلکہ همیشہ (انور باشا) کہکر پکارے گا، اور نام لینے کے ساتھہ هي اپنا سر اظہار تعظیم میں جھکا دیگا - کوئي عرب ایسا نہیں ملیگا جسکے دل کے اندر (انور پاشا) کي حسین تصویر موجود نہو، سچ یہ ہے کہ آج صحرا اور اندرون طرابلس و برقہ میں اس خوبصورت پیغمبر کي پرستش کي جا رهي ہے -

ایک نئي مہم

آجکل یہاں یہ افواہ سب کي زبان پر ہے کہ عنقریب (انور بک) درنہ پر ایک سخت فیصلہ کن حملہ کرنے والے هیں، اور اسکے انتظام میں مصروف هیں، لیکن اگر یہ سچ ہے تو ایک سخت مہلک جانبازي کا موقعہ هوگا، کیونکہ درنہ میں اتالین بحري قوا ساحل پر هر جگہ سے زیادہ اور گولاباري میں خوفناک هیں اور ساحل پر قدم رکھے بغیر وہ جہازوں کے توپوں هي سے سخت خوں ریزي کرسکتے هیں - [لیکن بقول میڈم کولیرا کے " اهل عرب اب اتالین گولوں کو کھیلنے کے گیند سے زیادہ نہیں سمجھتے " اور گذشتہ تجربے اسپر شاهد هیں] -

اتلي کیلئے " نہ پاے رفتن نہ جاے ماندن "

حقیقت یہ ہے کہ اتلي اب دلدل میں پھنس گئي، اسکے لئے یہ تو امکان سے باهر نہیں کہ توپوں اور ساحلي بیڑے کي مدد سے (مگر خزانہ خالي کرکے) طرابلس کو فتح کرلے، اور اسي بصورت پر اُس نے ابتدا میں ایک قدر شجاع کي آن بان دکھلائي تھي - لیکن اصلي مسئلہ اندرون طرابلس کا ہے، وہ ملک کي طبیعي حالت، راستوں کي مشکلات، صحرا کي مہلک قلت آب، بار برداري کیلئے

" تو (فرنگي محل) سے خدا نخواسته کیا آپ قران و حدیث کے استدلال کا سوء ظن رکھتے هیں ؟ جس نصاب نظامیه کي تدوین وهاں کے علم و عمل کا ثبوت هے ' وہ بھي تو اسلام کي جگه حضرت (ارسطو) کے دین مبین کے متوں وشروح و حواشي وفرهنگ و تعلیقات وغیرہ وغیرہ پر مبني هے "

" آپکو تو هر بات میں مذاق سوجھتا هے ' پہلے اُنکا صغرا کبری تو سن لیجئے :

ایدیٹر عالم نہیں

اور جو عالم نہیں وہ جاهل هے

پس ایدیٹر جاهل هے

چونکه سید موصوف (المنار) کے ایدیٹر هیں لہذا وہ عالم نہیں جب عالم نہیں تو دار العلم و العمل کے علما کیونکر ایک جاهل کے استقبال کے لئے جا سکتے هیں ؟ "

" مگر میں تو سمجھتا هوں که وہ اس خوف سے نہین گئے هونگے که سید موصوف اردو نہیں جانتے ' اور عربي میں گفتگو کرني پڑیگي "

" کیا خوب ' تو گویا آپکے خیال میں آج جو علما حضرت (ملا نظام الدین) کي مسند سنبھالے هوے هیں ' وہ عربي میں چار لفظ بول بھي نہیں سکتے ؟ مولانا (عبد الباري صاحب) جب مکه معظمه گئے تھے تو عربي میں وعظ کرتے تھے "

" شاید ' مگر هم تو تحریر و تقریر کو یکساں سمجھتے هیں ' جو شخص صحیح عربي لکھه نہیں سکتا وہ بدرجۂ اولی بول بھي نہیں سکتا "

" یه تو آپنے پہلي بات سے بھي عجیب تر سنائي ' آپنے اُنکا وہ عربي رساله نہیں دیکھا جو انھوں نے اپنے والد مرحوم کے حالات میں لکھا هے ؟ "

" دیکھا تو هے "

" پھر وہ تو عربي میں هے "

" جي هاں ' مگر فرنگي محل کي فرنگي عربي میں "

" یه کیونکر ؟ "

" زیادہ تو نہیں ' مگر ایک دو مقام مجھے اس وقت بھي یاد هیں - اپنے والد کے مرض الموت کا ذکر کرتے هوے لکھتے هیں : (فجاء الحکیم ' و زی نبضه) نہیں معلوم یه کہاں کي بولي هے اور مطلب کیا هے ' کوئي عرب تو اسے سمجھه سکتا نہیں ' بظاهر مرض کي مناسبت سے تو یه معلوم هوتا هے که حکیم سے مراد طبیب ' اور (زی نبضه) سے مراد نبض دیکھنا هے - چونکه اردو میں طبیب کو حکیم کہتے هیں ' نیز یه بھي محاورہ هے که " حکیم نے نبض دیکھي " اسلئے حضرت نے اسي کا عربي ترجمه بھي کردیا ! یه نه سمجھے که عربي میں حکیم تو فلاسفر اور حکمت داں کو کہتے هیں اور نبض دیکھنے کو (جس نبضه) کہیں گے ' یا کچھه اور ' مگر دیکھنا نہیں کہیں گے ' یه تو میرزا غالب کے ایراني دوست کا فارسي ترجمه هوئیا جس نے افلاطون کے محلے (بلیماران) کو (محله گربه کشان) لکھدیا تھا ! پھر جناب وہ اگر اسٹیشن جاتے بھي تو ایسي هي عربي میں (سید رشید رضا) سے گفتگو بھي کرتے اور وہ حیرت سے منه تکتے که یه کہاں کي بولي هے ؟ اچھا هوا که عقلمندي سے صاف نکل گئے "

" لیکن .... "

بس پھر تو میں بھي اس دوسرے موضوع سے گھبرا گیا ' جب تک (بیعت سقیفه) تک رهي ' تو سننے میں لطف بھي آتا رها ' لیکن اب یه دارالعلم والعمل میں کہاں ٹھوکریں کھائیے -

خیر ' تو مقصد یه هے که آپ ایسي صاف تاریخي مثال کو بھي بھولئے ' میں نے یه مکالمه اسلئے محفوظ رکھا که همارے صوبے کے مشہور قومي لیڈر جناب (راجه صاحب محمود آباد) یونیورسٹي کمیٹي کے صدر هیں ' اور سنا هے که انکو تاریخ اسلام علي الخصوص قرون اولی کے واقعات سے بڑي دلچسپي هے ' یہیں چھپ جاے گا تو انکي دلچسپي اور تفریح خاطر کا ذریعه هوگا ' اور زیادہ تر اسلئے بھي که .... لیکن اب تو حضرت اُس مکالمے کي سماعت سے کیا ' بلکه لکھنے سے بھي طبیعت گھبراتي هے ' معاف فرمائیے ' پھر کبھي حاضر هونگا ' یا رزندہ صحبت باقي - (کشاف) -

امیر المحسنین صاحب المجد الخالد

محمد حسین بک ترکستاني

جس نے حال میں مجاهدین طرابلس کي اعانت کیلئے

نو لاکھه روپیه

بھیجا هے

ایندہ نمبر میں انکے حالات شائع کیے جائیں گے

ارض طرابلس

مسیحی تہذیب کا ایک خونین منظر - طرابلس میں قتل عام

" آجکل جو کچھہ هورها هے اُسمیں میرے نزدیک کوئي اهمیت نہیں، میں تو آئندہ حالت کو دیکھتا هوں اور طرابلس کا مستقبل في الحقیقت یہ چھوٹے چھوٹے بچے هیں جنکو آپ دیکھہ چکے هیں کہ همارے مدرسوں میں کیسي پر شوق جد و جہد کے ساتھہ مشغول هیں، آج کے یہ ذرے کل اصلاح و انقلاب کے آفتاب هونگے -

ملک کي سب سے بڑي مصیبت جہل هے ' جہل تمدن قبول نہیں کرسکتا ' میں باهر کے دشمن سے زیادہ اس اندروني دشمن کے مقابلے میں سرگرم جہاد هوں، عام تعلیم کے علاوہ یہاں زیادہ تر عملي زرعي تعلیم کي ضرورت هے اور جیسا کہ آپکو معلوم هے اسکے لئے خاص طور پر انتظام کررها هوں -

یہاں بھي تمام ملک کي طرح غفلت اور قناعت کي نیند میں هر شے مبتلا تھي، حتی کہ نباتات و اشجار بھي' لیکن وقت نے بہت جلد جگادیا هے' تھوڑي سي قوت ارادي و عملي کي ضرورت هے اور انشاء اللہ بہت جلد اس سر زمین کے تمام اموات زندہ هوجائینگے "

ناظرین یہ تصور نہ کریں کہ (غازي انوربک) کے یہ صرف ارادے اور منصوبے هي هیں ' گو یہ عدیم النظیر انسان قوت فکر و عمل ' دونوں کا مجموعہ هے ' مگر عمل اسکے تخیل پر غالب هے ' اسکا ارادہ اور عمل ' دونوں ایک ساتھہ ظہور میں آتے هیں ' اُس نے ابتک کسي ایسي چیز کا خیال نہیں کیا جسکو جلد سے جلد وہ عمل میں نہ لاسکا هو' اس گفتگو میں جتني باتیں اُسکي زبان سے نکلیں سب کے عملي مظاهر میں اپني آنکھوں سے دیکھہ چکا هوں - مدرسے جاري هوچکے هیں ' شفاخانے اپني خدمات میں سرگرم هیں ' صنعت و حرفت کي تعلیم کا اچھے سے اچھا انتظام هے ' زرعي تعلیم جسکي طرف غازي موصوف نے اشارہ کیا تھا : اسکے بھي تمام لوازم و وسائل مہیا کئے جاچکے هیں اور بعض ضروري آلات و مواشي آرهے هیں ' [کیونکہ عملي زراعت کي تعلیم گاہ قائم هوگي] اور عنقریب پہلے زرعي مدرسے کي رسم افتتاح کا جلسہ منعقد هونے والا هے -

مصر کي ڈاک

مصراطہ

(مصراطہ) کي نسبت اٹلي نے اعلان کردیا هے کہ هم نے قبضہ کرلیا حضرت محمد المهداوي الطرابلس لکھتے هیں کہ یہ خبر قابل تسلیم نہیں ' مصراطہ ایک سخت ریگستاني مقام ساحل سے دو گھنٹے کي مسافت پر واقع هے ' وهاں کے تمام باشندے نہایت قوي و طاقتور ' آلات جنگ سے مسلح ' صاحب همت و غیرت اور هر طرح کے سامان کا وافر ذخیرہ رکھتے هیں اور همیشہ سے جنگ پیشہ اور سخت و ناقابل تسخیر هیں ' تمام طرابلس اُنسے ڈرتا رهتا هے اور کبھي نہیں چھیڑتا ' میں حیران هوں کہ کیونکر اٹالین انپر اس آساني سے غالب آسکتے هیں جبکہ وہ طرابلس کے معمولي اور آسان ترین حصص پر بھي قبضہ نہ کرسکے ' یا تو خبر محض غلط هے اور یا مصراطہ کے قرب و جوار میں کوئي واقعہ گذرا هے ' بہرحال اسپر ابھي اعتبار نہ کیجئے (العلم ۲۲ جولائي)

میدان جنگ سے تار

النیل قاهرہ

(طبروق ۱۷ ' - جولائي - بقبق سے روانہ هوا ۱۹) آج صبح تہتر ... اٹالین مورچوں نے پچاس بم کے گولے عثماني چھاوني پر پھینکے ' هر گولے کا قطر ۱۵ - سنٹیمیٹر کا تھا ' عثمانیوں نے بھي اسکا جواب دینا شروع کردیا ' اور سامنے نکلکر دیکھا تو معلوم هوا کہ دشمن اپني عادت کے مطابق مورچوں کے خطوط میں محصور هے اور دور ... سے حملہ کررها هے لیکن یہ پورے پچاس گولے بیکار گئے اور ایک متنفس کو بھي نقصان نہ پہنچا سکے -

(ایضاً ۱۸ : ۲۰) بم کے گولوں کا سلسلہ برابر جاري رها هے ' ... کي طرح آج بھي کوئي نقصان نہیں هوا ' ... فرانکفورٹ) کا ایک نیا نامہ نگار آج یہاں آیا هے ...

جانوروں کی نامناسبت ' اور موسم کی نا قابل برداشت اذیت رسانی سے بالکل نا واقف تھی' اور اب بھی نا واقف ہے - یہی سبب ہے کہ باوجود عظیم الشان سامان جنگ کے مٹھی بھر عربوں کے آگے اُسکی کچھہ نہیں چلتی آجتک اطالی کوشش کر رہے ہیں کہ اس مشکل کو حل کریں' کئی رجمنٹیں یکے بعد دیگرے صحرا میں بھیجی گئیں' لیکن سب کی سب نا کام اور اکثر حالتوں میں ضائع ہوگئیں' انکو معلوم نہ تھا کہ صحرا میں کہاں کہاں قدرتی موقع جنگ کے لئے مفید موجود ہیں ' کہیں بڑے بڑے خندقیں ہیں ' کہیں اتنے بڑے گڑھے ہیں ' جنمیں یکایک ایک بڑی جماعت کود کر غائب ہو جا سکتی ہے اور دشمن اُسکا پتہ نہیں لگا سکتا' ریگ کے تودے اور ٹیلے ہیں جو کبھی حملہ آور کو دیوار کی آڑ کا کام دیتے ہیں اور کبھی اوپر سے نشانہ لگانے کیلئے ایک عمدہ مورچے کا - اهل عرب وہاں کے چپے چپے سے واقف ہیں اسلئے ان تمام قدرتی مواقع سے فائدہ اٹھاتے ہیں' لیکن اٹالین بیخبری کی وجہ سے جب کبھی قدم بڑھاتے ہیں' اپنے تئیں تکرار ضائع کردیتے ہیں -

فرض کیجئے کہ لق ودق صحرا میں ایک رجمنٹ بے خوف و خطر قدم اٹھاے چلی جارہی ہے' جہاں تک چاروں طرف اُسکی نظر جاتی ہے' سناٹا اور سکون نظر آتا ہے' یکایک ایک طرف سے گولیوں کی بوچھاڑ شروع ہوتی ہے اور پھر عربوں کا ایک ہجوم سامنے نظر آتا ہے لیکن جب تک یہ سنبھلکر جواب دیں' یکایک جادوگروں کی مخفی طاقتوں کے عجائب کی طرح عرب بغیر بھاگنے یا لوٹنے کے غائب ہو جاتے ہیں اور معلوم نہیں ہوتا کہ زمین کھا گئی یا آسمان ؟

مجاهدین کے اسلحۂ جنگ

اهل عرب بالعموم پُرانی قسم کی بندوقیں استعمال کرتے ہیں ' ایک بڑی جماعت تو اپنے صحرائی آلات ہی پر قانع ہے اور اسمیں شک نہیں کہ انکا استعمال ایسی اچھی مشق اور کامل هشیاری سے کرتے ہیں کہ قیمتی اسلحونکا کام دیجاتے ہیں' (انور بک) نے جدید قسم کی بندوقیں انکے لئے مہیا کرکے پیش کی تھیں مگر انہوں نے انکار کردیا اور اپنی پُرانی بندوقوں اور صحرائی آلات کو چھوڑنے پر راضی نہیں ہوے - رہی توپیں' تو مجھکو یقین ہے کہ ترک افسروں کے پاس وہ کافی تعداد میں موجود ہیں' خصوصاً (عزیز بک) کمانڈر بنغازی کے پاس - ابتدا میں (انور بک) کے پاس صرف دو توپیں تھیں' مگر اسکے بعد بعض عمدہ قسم کی (مترالیوز) توپیں اطالیوں سے چھین لیں اور انکا سامان بھی بکثرت غنیمت میں ہاتھہ آگیا -

لا خوف علیهم ولا هم یحزنون

اهل عرب کی سب سے بڑی عجیب بات یہ ہے کہ ہر وقت اور ہر حال میں ایسے نڈر' بے باک ' بے خوف اور هشاش بشاش رہتے ہیں گویا غنیم کی ڈیڑہ لاکھہ فوج وجود ہی نہیں رکھتی' میں بہت سے عربوں سے ملچکا ہوں اور ہر طرح سے انکو ٹٹول چکا ہوں مجھکو ایک عرب بھی ایسا نہیں ملا جسکے دل میں رائی برابر بھی اطالیوں کا رعب اور خوف ہو' وہ همیشہ اٹالین فوج کی نامردی کی هنسی اوڑاتے ہیں ' اور اٹلی نے جنگ کے جو خیالی خاکے طیار کیئے ہیں انپر بے تکان قہقہہ لگاتے ہیں -

---

(٤)

غازی انور بک کا تازہ ترین بیان

(جنگ میں انتظام امن' خونریزی سے جلب حیات)

موسیو (کولیرا) مالک الفیل نے طرابلس چھوڑنے سے پہلے غازی انور بک سے آخری ملاقات کی اور انکے خیالات میدان جہاد کی موجودہ حالت کی نسبت دریافت کئے' اس صحبت کا خلاصہ (الفیل) نے ۲۴ جولائی کی اشاعت میں شائع کیا ہے' غازی موصوف نے فرمایا:

" جنگ و قتال' قتل و خوں ریزی' کوئی ایسی عمدہ چیز نہیں ہے جسمیں ہم زیادہ مشغول رہنا چاہیں' البتہ اُس جنگ کو نسبۃً بہتر سمجھنا چاہئے جسکا زمانۂ حال گو خونریزی ہو مگر مستقبل میں امن و زندگی کی کوئی اصلاح اور بہتری اپنے اندر رکھتی ہو -

یقین کیجئے کہ اٹلی کے جو جنگی جہاز آپ ساحل پر دیکھہ رہے ہیں وہ کو اپنی توپوں کے گولوں کا غریب عربوں کے کملوں اور دُھسوں سے بنے ہوے عارضی خیموں کو نشانہ بنانے کیلئے آئے ہوں ' مگر فی الحقیقت آنکے خون ریز اور مہلک منصوبوں سے ہمکو تو زندگی اور امن کے وسائل حاصل ہوگئے ' انکے گولے ہماری فوج کو زخمی نہ کرسکے ' مگر ہمارے غافل دلوں کو انہوں نے ضرور چابکیں مار کر هشیار کردیا [ان اللہ لیوید هذالدین برجل فاسق - الہلال] قدیم عثمانی حکومت نے اس افریقی علاقے سے بالکل آنکھیں بند کرلی تھیں ' ضروری اصلاحات و انتظامات کا کبھی بھی اس اقلیم نے منہ نہ دیکھا ' لیکن اٹلی نے ہمکو مجبور کرکے زبردستی کام پر لگادیا ہے ' میرا زیادہ تر وقت آجکل صرف ملکی و تمدنی اصلاحات اور تدابیر کے انتظام پر صرف ہورہا ہے تاکہ جنگ نے جو فرصت دیدی ہے اسمیں اس تمام افریقی علاقے کی دائمی اور مستحکم اصلاحات انجام پاجائیں' اس کام کیلئے بہت سے قیمتی اتفاقات ایسے ہمیں حاصل ہوگئے ہیں جو بصورت عدم جنگ کبھی ہاتھہ نہ آتے اور تمام کام اللہ کے فضل پر موقوف ہیں "

میں نے [یعنے موسیو کولیرا نے] صلح کی افواہوں کی نسبت پوچھا تو معاً قطع کلام کرکے ایک پر جوش اور انقطاعی لہجے میں کہا کہ:

" تعجب ہے کہ آپ یہاں (صلح) کا لفظ زبان پر لاتے ہیں ' اسکا تو نام بھی نہ لیجئے ' طرابلس کو اُس کی قدیمی حالت پر بجنسہ چھوڑ کر چلدینا ہی صلح ہے ورنہ اس لفظ کے یہاں کوئی معنے نہیں - اگر دولت عثمانیہ طرابلس چھوڑ دینے پر راضی بھی ہو جاے تو ہمیں کیا ؟ آپ ہماری ترکی اور عربی فوج میں پھر کر ایک ایک آدمی سے پوچھہ دیکھئے ' کیا کہتے ہیں ' اگر وہ سر زمین طرابلس کی ایک بالشت بھر جگہ بھی چھوڑ دینے پر راضی ہو جائیں تو میں ایک میل کیلئے تو ضرور بیعنامہ لکھدوں "

اصلاح تعلیم و تاسیس مدارس

پھر میں نے اُنکے جدید تعلیمی انتظامات کا ذکر چھیڑا ' اُنہوں نے یہاں عرب قبائل کی تعلیم کیلئے مختلف فنون اور مختلف درجوں کے مکتب اور نیز مدارس جاری کردیے ہیں ' اُنکی طرف اشارہ کرکے کہنے لگے :

چھوٹے شہروں میں بھی وہاں کے مسلمانوں نے باہم ملکر تعلیمی انجمنیں قائم کر رکھی ہیں ' حکومت اُنکو ابتدائی تعلیم کیلئے گرینٹ دیتی ہے اور باقی کا وہ خود انتظام کر لیتے ہیں -

بعض قریوں میں ایسے اسلامی مدرسے بھی دیکھے جنکا کل انتظام بعض مسلمان عورتوں کے ہاتھہ میں ہے اور وہ لڑکیوں کو تعلیم بھی دیتی ہیں -

مسلمانان چین عام علوم و فنون سے بھی غافل نہیں ' صنعت و حرفت پر بھی انہوں نے پوری توجہ کی ہے' علی الخصوص زراعت اور تربیت حیوانات مفیدہ کی درسگاہیں بھی قائم و جاری ہیں ' روئی کی کاشت اور صنعت کی عملی تعلیم گاہیں بھی میں نے بکثرت دیکھیں -

کوئی قوم بغیر ایثار و تفانی کے نئی زندگی حاصل نہیں کرسکتی سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ ہر جگہ مجکو بکثرت ایسے لوگ نظر آئے جنہوں نے اپنی زندگیاں اصلاح قوم کیلئے وقف کردی ہیں' جسقدر انجمنیں اور درسگاہیں ہیں ' ان میں کام کرنے والے اکثر ایسے ہی لوگ ہیں -

عنقریب ایک بہت بڑی تعلیمی کانفرنس منعقد ہونے والی ہے جسمیں جاوا وغیرہ سے بھی لوگ آکر شریک ہونگے اور چینی مسلمانوں کی تعلیمی ضروریات پر بحث کرینگے ' اگر مجکو اس کانفرنس میں شرکت کا موقعہ ملا تو میں اسکے نتائج سے آپکو اطلاع دونگا اس سے میرا مقصد یہ ہے کہ آپ عثمانیوں کو بھی اپنے ان دور دراز ملک میں رہنے والے بھائیوں کی حالت پر توجہ کرنی چاہئے ' بیشک وہ جو کچھہ کر چکے ہیں ' عظیم الشان اور حیرت انگیز ہے ' لیکن کام روز بروز پھیلتا جاتا ہے ' اور آئندہ کیلئے ناگزیر ہے کہ اور اسلامی ملکوں سے بھی چینی مسلمانوں کو مالی مدد دی جاے -

ترک و عرب قیدی اٹالین جہاز میں

ترک عورتوں کو بے نقاب کر کے اٹالین افسر جبراً مجبور کر رہے ہیں کہ کپڑے اتار دیں اور اُنکی جگہ قیدیوں کے کپڑے پہن لیں - ایک لڑکی رو رہی ہے اور ایک ترک لیڈی جوش عفت پرستی سے غضبناک ہے -

ولایت کی ڈاک

محمود شوکت پاشا

ڈاکٹر اے ڈیلن کی ملاقات کا بقیہ

ہوائی جہاز اور سب میرین

محمود شوکت نے سلسلۂ سخن جاری رکھکر کہا " زمانۂ آئندہ میں ہوائی جہازرانی کا کوئی ترانہ نہیں سنائی دیگی جب تک کہ لائق تحصیل نتائج روشن نہولینگے ہمدو انتظار ہی کرنا چاہئے - اس جنگ کے زمانے تک یہ ایک بے قدر اور ناچیز شے ہے جو ایک غلط انداز نظر کے بھی قابل نہیں - یہی سبب تھا کہ ہم نے ان جدید تر الات جنگ پر ایک کوڑی بھی صرف نہ کی "

میں نے جواب دیا - " آپ نے جو کچھہ کہا نہایت دلچسپ معلوم ہوتا ہے - اب فقرہ فروشوں کو تامل کرنے کا موقعہ ہاتھہ آئیگا جو بے لگام کہ بیٹھتے ہیں کہ ہوائی جہاز قومی تحفظ کے لئے گویا ختم الا ایجادات ہے کیونکہ وہ بلندی سے بے خطا ایک پانچ من کا بم آہن پوش جہاز پر پھینکدے سکتا ہے - فی الحقیقت یہ دعوا ہی دعوا ہے - [اِستیبلائزر] بھی' جو ہوائی جہازوں کو قائم و ساکن رکھتا ہے (جب فوجی لوگ بم وغیرے پھینکتے رہتے ہیں) جنگ کی بدعات جدیدہ میں سے ایک دوسرا آلہ ہے جسکی تعریف میں ایک خلقت رطب اللسان نظر آتی ہے - میں چونکہ اسپر راے زنی کا اہل نہیں لہذا آپ کے خیالات سننے کا آرزومند ہوں - میں تو سمجھتا ہوں کہ آزمایشوں کا کوئی عمدہ نتیجہ نہیں' کیا اپ کا بھی یہی فیصلہ ہے ؟ "

محمود شوکت پاشا - " ہاں یہی فیصلہ "

میں - " دوسری حسرت کی باتیں جو میں نے ترکی میں سنیں' یہ ہیں کہ ترکی بیڑا بالکل کاہل پڑا ہے - خود آپ ہی کے لوگ اسپر آہ و بکا کرتے ہیں کہ ابتک تحت البحر جہازات کھولکر غنیم کے جنگی جہازوں کے پیچھے نہیں دوڑاے گئے - وہ اسپر مصر ہیں کہ تار پیڈو کشتیاں یا تحت البحر' گو آہن پوشوں کے مقابلے میں قامۃً بہت چھوٹے ہیں' لیکن جب اُنکی دیو پیکر جہازوں کو تباہ کردینے والی قوت پرکھی جاے گی' اُسوقت اُنکی قیمت کا اندازہ ہوسکیگا - دشمن کے سب سے بڑے جنگی جہاز کی تباہی کی قیمت میں آپ ۲۵ تحت البحر مول لے سکتے ہیں "

محمود شوکت پاشا - (جواب دیتے وقت پاشا کی آنکھیں چمک اُٹھیں) گفتگوؤں اور مطبوعات کے ذریعے سے آپ نے اپنی بحث کے جو مقدمات قائم کئے ہیں وہ دلچسپ معلوم ہوتے ہیں' تخیل مشتعل ہوتا ہے - لیکن ابھی وہ کچھہ زیادہ مفاد نہیں دکھائینگے تحت البحر (سب مرین) دعوے میں تو صحرا دستگاہی دکھاتے ہیں لیکن کامیابی میں قطرہ آشنا بھی نہیں نظر آتے - انکی کارگذاریوں کی تاریخ پر ایک نظر ڈالئے تو کھوٹا کھرا صاف کھل جائیگا - دنیا کو دعوا ہے کہ وہ جہاں چاہیں بجلی کی طرح آپڑیں' اسپر طرہ یہ کہ انسان کے حواس خمسہ میں سے کسی حس کو احساس بھی نہو - اسپر مستزاد یہ کہ جتنی دور تک چاہیں' چلے آئیں -

المؤید قاھرہ

طرابلس میں دو نئے مدرسوں کا افتتاح' عثمانی کیمپ میں سکون و طمانیۃ

(بنغازی ۱۵ - جولائی - بقبق ۱۷) کل یہاں دو نئے مدرسوں کی رسم افتتاح نہایت شاندار طریقہ سے ادا کی گئی' ہمارے کیمپ میں یہ نئے مدرسے ملاکر اب چار مدرسے ہوگئے جنمیں بالفعل چھہ سو طالب علم تعلیم حاصل کر رہے ہیں -

ہماری فوج کے سپاہی کمال راحت و آرام میں ہیں' بازار کی حالت بہت اچھی اور خرید و فروخت جاری - کوئی دن ایسا نہیں جاتا کہ نئے قافلے یہاں نہ پہنچتے ہوں' پانی کافی اور ذخیرہ وافر ہے؛ اطالیوں کی حالت بدستور' مورچوں اور گڑھوں میں پناہگزین' اور عربوں کے رات کے حملوں کے خوف سے باہر نکلنے کی جرأت نہیں' عرب کے شیوخ کو خبر ملی تھی کہ وزیر اعظم اٹلی نے باب عالی کو دھمکی دی ہے کہ عنقریب ایک سخت ضرب لگائی جاے گی' وہ خوش ہیں کہ شاید اس دھمکی میں بنغازی' درنہ' طبرق' خمس' اور طرابلس کو بھی کچھہ کچھہ حصہ ملے گا اور اپنے اُن مورچوں سے باہر نکلکر سامنے آئیں گے' جو بلا شائبۂ مبالغہ انکے لئے قید خانے کا کام دے رہے ہیں ورنہ اٹالیوں کا موجودہ حالت میں یہاں پڑے رہنا تو سخت شرمناک ہے' بشرطیکہ شرم باقی رہی ہو -

جنگ کے تازہ ترین کوائف

(ایضاً ۱۶ : ۱۸) موت کے سایے میں قطع مسافت کرکے بعض اہالی شہر ہم سے آ ملے' اُنسے معلوم ہوا کہ اٹالین چھاونی شدت بخار متعدی سے ہلاک ہو رہی ہے' شہر والوں کو ابتک کوئی نقصان نہیں پہنچا' البتہ فقر و فاقے سے تباہ حال ہیں' اطالی نہ تو انکو زندہ رہنے کا سامان حاصل کرنے دیتے ہیں اور نہ شہر سے نکلنے دیتے ہیں -

انسے یہ بھی معلوم ہوا کہ آخری مقابلہ جو (شرالیک) کے مورچے کے قریب ہوا تھا' اسمیں کئی اطالی افسر بھی مقتول ہوے تھے' اسی جنگ میں اٹالین کمانڈر نے دیسی فوج (زبارتیہ) پر [جو بعض وطن فروش شہریوں سے مرتب کی گئی ہے] الزام لگایا کہ انکو آگے رہنے کا حکم دیا گیا تھا مگر تعمیل نہ کی' بالآخر انکے افسر اعلی (فرج ابشون) نامی کو قتل کی سزا دی گئی' [اولئک الذین اشتروا الضلالۃ بالهدی فما ربحت تجارتهم وما کانوا مهتدین] اس واقعہ سے تمام دیسی سپاہیوں کے دل ٹوٹ گئے اور سب چھوڑ چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں -

اِس ملت فروش دیسی فوج کے جو آدمی جنگ میں مقتول ہوے تھے انکے لئے اطالیوں نے (شیخ احمد العزیانی) امام مسجد بنغازی کو بلاکر کہا کہ انکی تجہیز و تکفین کا بندوبست کرو' لیکن شیخ نے یہ کہکر انکار کردیا کہ " ان پر نماز پڑھنا کسی طرح جائز نہیں' کیونکہ یہ تمہارے ساتھہ شریک ہوکر اسلام سے مرتد ہوگئے تھے " [جزاہ اللہ عن الاسلام والمسلمین خیر الجزا] اسپر اٹالین کمانڈر نے سخت غضبناک ہوکر انہیں قید کردیا ہے' مشہور ہے کہ تین سال تک قید رکھا جاےگا - [فسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون]

عالم اسلامی

مسلمانان چین

مقتبس از جون ترک قسطنطنیہ

بقلم ڈاکٹر گیروز المی

میں اپنی سیاحت چین کو ختم کرچکا' لیکن چین کے ذکر میں سب سے زیادہ اہم چیز (مسلمانان چین) ہیں -

میں جب کسی مسجد یا اسلامی مدرسہ کے پاس سے گذرتا' جو وہاں کے نوآباد مسلمانوں نے قائم کر رکھے ہیں' تو ایسے موثر اور مدہش مناظر نظر آتے جنسے میرے اعماق قلب تک میں جنبش پیدا ہوجاتی' میں چاہتا ہوں کہ اسطرف ایک مختصر سا اشارہ چند سطور میں کردوں -

چین میں - سب جانتے ہیں کہ — صدیوں سے تعلیم اسلامی اپنا کام کر رہی ہے لیکن ادھر بیس سال سے جو انقلابی دور تعلیم اسلامی پر طاری ہوا ہے وہ فی الحقیقت ترقی و عروج کی ایک حقیقی تحریک ہے اور وہاں کے مسلمانوں کی عظیم الشان اسلامی فیاضیوں نے اسکی بنیاد کو سر بفلک عمارت تک پہنچانا چاہا ہے' بڑی بڑی تعلیمی انجمنیں قائم ہوچکی ہیں' وسیع و عظیم کالجوں کا افتتاح ہوچکا ہے' ترقی کی لہر ہر طرف طوفان انگیز ہے' صرف مردوں کی تعلیم ہی پر نہیں' بلکہ لڑکیوں کی تعلیم پر بھی اپنی بہترین فرصت صرف کی جا رہی ہے؛ میں نے کوئی چین کا بڑا شہر نہیں دیکھا' جہاں کوئی بہت بڑی اسلامی انجمن قائم نہو' اور وہ بڑے بڑے مدرسوں کے قیام و انتظام میں مصروف نہو -

بالفعل چین کے دینی مدارس میں تین جماعتوں کو تین سال میں تعلیم دی جاتی ہے' پہلے سال صرف و نحو وغیرہ' سال دوم ادب عربی' سال سوم تفسیر قران - ہر مدرسہ کے پاس ایک چھوٹی سی مسجد بھی اُسکا ضروری جزو ہے جہاں پانچ وقت طلبا جماعت کے ساتھہ نماز ادا کرتے ہیں - مسجد کے ساتھہ ہی بورڈنگ ہاؤس ہیں' وہیں طلبا آرام و راحت سے رہتے ہیں اور دن میں چار مرتبہ کھانا تقسیم ہوتا ہے -

طبرق میں مجاہدین عرب و ترک کا حملہ

نے کہا - ممالک غیر میں یہ خیال بار بار دھرایا جاچکا ہے کہ ترکی کے پاس بحری سامان موجود نہیں ' پس جنگ کا نتیجہ ظاہر ہے "

محمود شوکت پاشا - " ہاں مجکو معلوم ہے - اس قسم کے متعدد فیصلے خود ساز ناقدوں اور غیب دانوں کے زبان و قلم سے ہوچکے ہیں - میں کوئی مدبر نہیں ' سپاہی ہوں - میرا وظیفہ ہے کہ اپنے ملک کی حفاظت کئے جاؤں - میں نے ایسا کیا ' اور کئے جارہا ہوں اور کرتا رہونگا - ہماری فوجوں کا فرض ہے کہ دشمنوں کے سیلاب کو روکیں' اپنے حقوق تلف نہ ہونے دیں اور یہ فرض وہ ادا کئے جائینگے " -

میں - " کیا آپ کا خیال ہے کہ کامیابی کے ساتھہ دفاع کرسکینگے ؟ "

محمود شوکت - یقیناً ' حتماً ' کامیابی کے ساتھہ "

مسئلہ طرابلس پر

فرانس کے سابق وزیر جنگ کے خیالات

موسیو (ہانوتو) سابق وزیر جنگ فرانس ایک مشہور سیاسی اہل قلم اور اسلامی مسائل کا واقف کار ہے' حال میں فرنچ اخبارات نے جنگ طرابلس کی نسبت اسکے خیالات شائع کئے ہیں' وہ لکھتا ہے :

" یورپ کی حالت آجکل سخت درجہ ردی ہو رہی ہے' اٹلی اور ترکی کی جنگ ایک مرض متعدی کی صورت اختیار کر رہی ہے' اٹلی نے خود اپنے ہاتھوں اپنے تئیں برباد کیا ' ترکی کی داخلی مقاومت نے اسے ساحل پر کھڑا کردیا ہے اور ایک قدم آگے بڑھنے نہیں دیتی -

تمام عالم اسلامی اس جنگ کے نتائج کا انتظار کررہا ہے کیونکہ اب یہ کوئی استعماری (نوآبادی کا) یا بحری توازن کا مسئلہ نہیں رہا بلکہ ایک محض دینی اختلاف کا سوال ہوگیا ہے' اور اسمیں شک نہیں کہ اٹلی - جس نے الحاق طرابلس کا گولہ خود اپنے پانؤں پر پھینک مارا ہے - اب اس سوال کی قیمت کا اچھی طرح اندازہ کرسکتی ہے -

* * * * * * * * * * * * * * *

ترکی کے حرکات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ پورے سکون سے اُس وقت کا انتظار کررہی ہے جب دشمن اپنی تمام قوت خرچ کرکے بالکل مفلس ہوجاےگا ' اُس وقت وہ ایک آخری ضرب لگائیگی اور اسکا بڑا ثبوت عثمانی ولایات کی فوجی نقل و حرکت ہے -

ممکن ہے کہ تم ترکی کو الزام دو کہ اُس نے طرابلس کی مدد کی کوشش نہیں کی' لیکن میں جواب میں کہونگا کہ جو حالات ہیں' انکے لحاظ سے یہ اعلی درجہ کی دانشمندی تھی کہ ترکی اپنی تمام فوجی قوت کو قلب حکومت میں جمع کرتی اور طرابلس کی فکر چھوڑ دیتی' کیونکہ وہاں عرب باشندے تمام افریقی ولایات کو دشمن سے بچالینے کیلئے پوری طرح کافی ہیں اور اٹلی کی بدبختانہ غلطی یہی ہے کہ حملے سے پہلے عربوں کی عسکری قیمت کا اندازہ نہ کرسکی -

ترکی نے جو کچھہ کیا یہ اسکی فوجی تقسیم کی اعلے سے اعلے قابلیت و مہارت کا ثبوت ہے -

ہم اس موقعہ پر اس سے بھی بے خبر نہیں ہیں کہ وہاں ایک فوجی طاقت ہے جسکی تعداد ۷۰۰۰۰۰ سپاہیوں تک پہنچکر ختم ہوتی ہے اور تمام اسلحہ و ذخائر ضروری اپنے ساتھہ رکھتی ہے' اور وہ یورپ کی سب سے بڑی فوج ہے جسکے بعد کوئی فوجی طاقت کا درجہ نہیں-

البتہ اٹلی کے پاس ترکی کو مجبور کرنے کا ایک ذریعہ ہے' یعنی درۂ دانیال اور قسطنطنیہ پر فوجی قوت کی نمایش ' اگر ہم فرض کر لیں کہ دول اسمیں حارج بھی نہوں گے اور اٹلی بڑھتی ہوئی بوسفورس تک پہنچ بھی جاے گی جب بھی اسکے لئے ایک بڑی جنگ کا مرحلہ باقی رہجاے گا اور یہ جنگ عثمانی فوج یعنی دنیا کی آخری درجہ کے بری طاقت سے پیش آئے گی اور جہاں آئے گی وہ ایک وسطی نقطہ ہے ' جس سے ریل کے خطوط تمام عثمانی چھاونیوں تک پھیلے ہوے ہیں - ایسی حالت میں اسکا فیصلہ آسان نہیں کہ اٹلی کی فوج کو سمندر کی مچھلیوں کی غذا بننے کے سوا اور بھی کچھہ ہاتھہ آئے گا یا نہیں ؟

یہ بھی خیال خام ہے کہ اٹلی طرابلس کا انتقام دائرۂ جنگ کو وسیع کرکے لے گی' اس وقت ایک لاکھہ سے زیادہ اٹالین فوج طرابلس میں طعمۂ ہلاکت ہو رہی ہے ' نتیجہ یہ نکلے گا کہ وہاں سے فوج ہٹا کر نئے مقامات اور جزائر میں تقسیم کر دینی پڑے گی ایسی حالت میں طرابلس کی حالت اٹلی کیلئے بد سے بدتر ہوجاےگی -

آج طرابلس میں صرف ترکی ہی دشمن سے بر سر پیکار نہیں ہے بلکہ وہ تمام عالم اسلامی کو اپنے ساتھہ رکھتی ہے جسکی نظریں اسکی ہر حرکت کے ساتھہ حرکت کر رہی ہیں' ضرور ہے کہ وہ دول یورپ جنکے لئے قطعاً اٹلی کا قبضۂ طرابلس مضر ہے اب ترکی کی اعانت کریں' اور خواہ کچھہ ہی ہو اٹلی کیلئے کوئی صورت فلاح نہیں -

آجکی حالت سنہ ۱۸۷۸ سے بالکل مختلف ہے جب کہ (گرینڈ نیکولا) نے (سین اسٹی فانو) پر قبضہ کرلیا تھا اور توپوں کے گولے داخل (بوغاز) اور (بک اوغلی) پر جاکر پھٹتے تھے ' اُس وقت فی الحقیقت قسطنطنیہ میں نہ تو حکومت تھی اور نہ فوج' تاہم اس وقت بھی روس کو کچھہ حاصل نہیں ہوا اور اب تو ایسا ہونا محال قطعی ہے -

شؤن عثمانیہ

ترکی اور مانٹی نگرو میں جنگ

(ستنجے ۴ - اگست) کل صبح مانٹی نگرو کے سرحدی گارڈ اور ترکوں میں لڑائی ہوگئی اور شام تک جاری رہی - اہل مانٹی نگرو کہتے ہیں کہ ترکوں کی طرف سے پیش قدمی ہوئی تھی اسلئے ہم نے حملہ آوروں کی مورچہ بند خندق کو توپوں سے اڑا دیا - انکا یہ بھی دعوا ہے کہ ترکوں کے ۵۰ آدمی ہلاک اور ہمارے صرف ۱۲ - لیکن ۱۵ - زخمی ہوئے -

(سالونیکا ۴ - اگست) دوسری اگست کو (کوچنہ) کے بازار میں دو بم کے گولوں کے پھٹنے سے دو یہودی ' چار ترک' اور ۳۲ بلغاری ہلاک ہوگئے نیز ۳ ترک ۱۱ بلغاری زخمی -

(ستنجے ۳ - اگست) کل ترک اور البانیوں میں تمام رات لڑائی

اگر یہی بات تھی تو همارے دشمنوں کو کس نے روک رکھا تھا ؟ آپ نے دیکھا ہے کہ همارے جہاز باهر هیں - اگر بات کیطرح کام بھی آسان ہے تو انکو تباہ کیوں نہیں کرڈالتے ؟ همارے دشمنوں کے اس ضبط و خودداری کے لئے کوئی معقول وجہ تو هوگی کہ وہ کچھہ کر نہیں گزرتے - اب مجھے کہنے کی اجازت دیجئے اسکا اصلی سبب خود تار پیڈو کشتیوں اور تحت البحروں کی موجودہ شکلوں کے اندر هی مستور ہے - پانی کے نیچے انکی کیا رفتار هوتی ہے' یہ تنہا کسقدر مسافت طے کرنیکی استعداد رکھتی هیں' ان پر همکو کتنا اعتماد رکھنا پڑتا ہے' سطح آب پر هونیکی نسبت زیر آب کن کن مشکلات کا سامنا هوتا ہے' اور دیگر شرطیں جن پر انکی ساری سودمندی منحصر ہے' اگر آپ ان امور کا مطالعہ کرینگے تو آپ کو اپنے پیش کردہ نکتہ چینوں کی آرا پر تامل کرنے کے لئے معقول وجوہ ملجائینگی ' اور بالاخر همارے هم آهنگ هوکر یہ کہینگے کہ موجودہ جد جہد اور موجودہ جنگ و پیکار کے لئے یہ کافی آلات نہیں هیں " -

سرنگیں اور جنگی جہازات

اس مکالمے کو یہاں چھوڑ کر میں یہ گذارش کرنا چاهتا هوں کہ اس مسئلے کی تحقیق کے لئے آج هی شام کو میں نے مشاهیر سلطنت میں سے ایک شخص سے ملکر اسی مبحث پر گفتگو کی - انہوں نے جو کچھہ کہا وہ حسب ذیل ہے :—

" اس وقت تک آپ ایک لمحے کے لئے بھی تحت البحر پر اعتماد نہیں رکھنے کے مستحق نہیں - گرد و پیش کے حالات هزار مساعد هوں' اسپر بھی بمشکل فیصدی ۵ حصے سے زیادہ سرنگیں دشمن کے جہاز کو صدمہ رسانی میں کامیاب هو سکتی هیں' مجرد ایک ٹکرا کسیطرح اسکی تباہ سازی کیلئے کافی نہیں - اکثر اشخاص کے خیال میں یہ رائے انقطاعی ہے کہ ایک ٹکرا ایک تباهی کی قیمت اپنے اندر رکھتا ہے' یہ غلط ہے - ایک آهن پوش کی تباهی کے لئے کم از کم تین چار سرنگیں درکار هونگی - جنگ روس و جاپان کے زمانے میں ایک روسی جہاز (ززاریوچ) سرنگ سے ٹکراکر مجروح هو گیا تھا لیکن از کار رفتہ نہوا تھا برابر جاپانی جہازوں کا مقابلہ کرتا رها اور دشمنوں کو صدمہ پہنچا کر بالاخر بلا کسی رهائی بخش تائید کے صاف نکلکر ایک چینی بندرگاہ میں واپس چلا آیا - ایک سے لیکر تین صدمات پہنچانے کے لئے کم سے کم تیس تحت البحر کی ضرورت ! انکی قیمت تیس لاکھہ اسٹرلنگ پونڈ' اور یہ قیمت ہے ایک (ڈریڈناٹ) یعنے آهن پوش جہاز کی ! ایک آخری وجہ اور سن لیجئے کہ یہ آزمایش ابھی ممکن العمل نہیں ؟ اگر همارے پاس تحت البحر موجود بھی هوں جب بھی هم انکا استعمال نہیں کر سکتے - همارے آدمی کارداں نہیں - یہ آپ جانتے هیں کہ هم . . و شجاعت جیسی چاهئے موجود ہے - لیکن جہازوں کے استعمال میں جس اصطلاحی فراست اور هنرمندانہ ذهانت کی ضرورت ہے وہ مفقود ہے - رہے باهر کے آدمی هاں' وہ مل تو سکتے هیں' علاوہ قابل هونے کے بہ رضا و رغبت آنے کے لئے تیار بھی هیں - لیکن فی الواقع ... ... ' میں یقیناً کہتا هوں کہ ایک قوم کے بعض محبت سرشت افسر بطور خود خدمات قبول کرنے کو بالکل مستعد تھے - اس قوم کا نام بتانے سے میں قاصر هوں - وہ شریف طبائع جان جوکھوں کا سودا همارے هی لئے مولنا چاهتے تھے لیکن هماری گورنمنٹ نے اُنکی همدردانہ تجاویز کو شکریہ کے ساتھہ ٹال دیا - مگر کیوں ؟ یہ میں کہہ نہیں سکتا "

طفلانہ گولہ باری

یہاں میں پھر اصل مضمون سے هٹ جاتا هوں - دولت عثمانیہ کے ایک مشہور اور نامور فوجی ماهر نے آج هی مجھسے کہا " اب اٹلی (ازمیر) میں همکو بے خبری میں نہیں لے سکتی اور اگر بے خبری میں لے لیا تو وہ کچھہ کر بھی نہیں سکتی - اگر اس نے حملہ کا کوئی خاکہ تیار کیا ہے تو اُسکو لازم تھا کہ حملہ اُسی وقت کر چکتی جب اسکے جہازات (رودس) اور (اسٹامپیلیا) میں داخل هوئے تھے - عمل و کارروائی کے لئے وهی وقت نہایت مبارک تھا - وہ ساعت گزر چکی ' (ازمیر) کا تحفظ اسوقت اعلی ترین حالت میں ہے ' آدمی ' سامان حرب ' سرمایہ ' رسد ' مخابرات کے تین تین الٰن - المختصر کمانڈر کی خواهش کی تمام چیزیں مہیا هیں - اور کمانڈر بھی اچھا ہے - اٹلی نے زمین اور دریا میں اپنی جنگی سیرت کا کوئی نقش همارے دل پر نہیں چھوڑا اسکے خلاف تعصب کا همارے دلوں میں پیدا هونا ممکن ہے لیکن واقعات تو بھاگ نہیں گئے ' ابھی آپ خود دیکھیں - ایک واقعہ لیجئے : درۂ دانیال کی گولہ باری - اسمیں کونسا عملی فائدہ تھا ؟ اگر آپ اُن توپ زدہ مقامات کو جا کر دیکھیں تو اُنکو بحالت قدیم پائینگے - اُسکی گولہ باری بیسود تھی اسنے ۳۰۰ بمب پھینکے - لیکن پانچ پاؤنڈ تک کا بھی نقصان نہ هوا خیر کچھہ هو اسمیں تو اشتباہ کی راہ نہیں کہ اسکو هر هر گولے کی قیمت تقریباً ۱۲۰ پاؤنڈ پڑی هوگی اسپر طرہ یہ کہ اُسکی توپیں بھی خراب هوگئیں - همارے گولہ اندازوں نے آهستہ آهستہ جواب دیا اور تاک کر دو جہازوں کو پیٹ دیا مگر هم کو بحری قوم هونے کا دعوی نہیں -

آپ یہ پوچھتے هیں کہ هم نے جزائر میں مورچے چھوڑ دینے کی غلطی کیوں کی اور اپنے کو قیدی کیوں بنادیا' مگر در حقیقت هم نے کوئی غلطی نہیں کی - هتھیار اور سپاہ کے چھوڑ دینے سے فائدہ یہ تھا کہ جزیرے میں امن قائم رہے ' اگر دشمن کی مزاحمت کی جاتی تو فوجی و بحری کمک آتے هی اٹلی قتل عام کا بازار گرم کردیتی یہ سچ ہے کہ (رودس) کے مورچے دشمنوں کے مقابلے میں ایک شجاعانہ دفاع کے لئے مستعد تھے ' لیکن غیر مسلم عنصر کی بیوفائیوں نے هماری تمام آرزوؤں کو خاک میں ملا دیا تاهم حفاظت کی جاسکتی ہے اور کی جائیگی - منجملہ اِن چند جزائر کے ایک (میٹلن) ہے - اگر اسپر حملہ کیا گیا تو دشمن کو کم از کم آٹھہ دس دن تک سرگرم عمل رهنا پڑیگا - اور چند جزائر کا بھی یہی حال هوگا - لیکن بہتر ہے کہ تھوڑا کہا جائے اور زیادہ کر کے دکھایا جائے " -

ترکی کا غیورانہ عزم

اب پھر محمود شوکت پاشا کی طرف رجوع کرتے هیں - میں

(آئیندہ نمبرون کیلئے جو تصویرین طیار هین)

(أن میں سے بعض کي فہرست)

(مشاهیر)

۱ امیر عبدالقادر الجزائري
۲ ابو الاحرار مدحت پاشا
۳ شیخ احمد السنوسي
۴ سید ادریسي امام یمن
۵ امیر علي پاشا بن عبد القادر الجزائري
۶ امیر عبدالقادر ثاني بن امیر علي پاشا
۷ هز ایکسلنسی محمود شوکت پاشا
۸ مجاهد دستور و حریت نیازي بک
۹ ابراهیم ثریا بک کمانڈر شرقي طرابلس
۱۰ ڈاکٹر نہاد سزای بک رئیس هلال احمر قسطنطنیه
۱۱ سولہ برس کي عمر کا ایک عثماني مجاهد
۱۲ مجاهدین طنبہ کي موجودہ وزارت
۱۳ ایراني مجاهدین کا ماتم سرا
۱۴ ایراني مجاهدین کا حمله
۱۵ بیگ باسي نشاأت بے
۱۶ منصور پاشا مبعوث بنغازي

(مناظر جنگ)

۱۷ طرابلس میں مسیحي تہذیب کے چار خونین مناظر
۱۸ اتالین هوائي جهاز سے مجاهدین کے کیمپ پر کاغذات پهینک رهے هیں
۱۹ طبروق کا معرکه
۲۰ منصور پاشا مجاهدین طرابلس کے سامنے تقریر کررهے هیں
۲۱ بیروت بینک کي شکسته دیوارین
۲۲ رودس میں اٹلي کا داخله
۲۳ طرابلس میں اتالین کیمپ
۲۴ طبروق کے عثماني کیمپ کے افسر
۲۵ مجاهدین کي عورتین اور بچے میدان جنگ میں

(ایران)

۲۶ تبریز میں روسي لشکر کي لعنت
۲۷ اذر بائیجان میں روسي داخله
۲۸ ایران کے سرداران قبائل

(مراکش)

۲۹ قبائل مراکش کا قتل عام
۳۰ طنجه میں قبائل کا حمله
۳۱ فاس کا قصر حکومت

(عام مناظر و تصاویر)

۳۲ عثماني پارلیمنٹ کا افتتاح
۳۳ سلطان المعظم پارلیمنٹ میں
۳۴ عیـد دستور
۳۵ رودس کے بعض مناظر
۳۶ ڈارڈینلز کا ایک منظر
۳۷ هلال احمر مصر کا گروپ
۳۸ فرانس کي هلال احمر کا طبي وفـد

* * *

۳۹ قونیه میں ایک اسلامي اثر قدیم کا انکشاف
۴۰ سنه ۷۰ هجري کي ایک تحریر کا عکس
۴۱ حکیم مومن خاں "مومن"
۴۲ نواب ضیاء الدین خاں "نیـر"
۴۳ مرزا صـائب کے دستخطی دیوان کا ایک صفحه
۴۴ مرزا غالب کا ایک دستخطی خط
۴۵ بہادر شاہ کا بستر مرگ

ہوا کي ليکن کوئي انقطاعي نتيجه نہيں نکلا انقلاب اطراف و جوانب ميں پہيلتا جاتا ہے -

(استنبول ٥ - اگست) عثماني وزير نے سرحد کي لڑائي کے متعلق ۲۴ گہنٹے کے اندر تشفي بخش جواب طلب کيا ہے ورنه سياسي تعلقات باهمي بالکل ٹوٹ جائينگے -

(سالونيکا ٥ - اگست) کوچنه سے آنيوالے مسافروں کا بيان ہے که بمب کے پہٹنے سے قريب سو سے زيادہ آدمي هلاک هوئے تہے -

(ايضاً) بلغاري قافلے جوق جوق ممالک عثماني ميں داخل هوکر ضلع (اشتپ) کے دهقانوں ميں اسلحه تقسيم کر رهے هيں-

(پيرسيرند) اور (ميتروتسا) کي فوجيں باغيوں کي شريک هو گئي هيں اور (پريسننا) کي الباني کانفرنس ميں اپنے ڈيليگيٹ بهيجديے هيں -

(ايضاً ۹ - اگست) کل تمام دن سرحد ميں لڑائي جاري رهي - مانٹي نگريوں کو حکم ديا گيا که وه دامن سرحد سے بهاگ کر دفاعي پہلو اختيار کريں - ترکوں نے سرحد سے پار هو کر حمله کيا ليکن مانٹي نگرو کے پياده سپاهيوں اور توپخانوں نے پسپا کرديا (جنرل وکسوٹچ) کے نام اس مضمون کے احکام جاري کئے گئے هيں که ترکوں کو قيام امن پر مائل کرے - ترکوں کو پسپا کرديني کے بعد مانٹي نگريوں نے سرحد تک انکا تعاقب کرتے هوئے تين قلعه بند مقاموں پر قبضه کرليا -

(ايضاً سالونيکا ۹ - اگست) مانٹي نگرو نے ترکي شکايات کا جواب قلغي کے ساتهه ديا ہے که همارا کوئي سپاهي عثماني سرحد پر نهتها - ترک هم کو برافروخته کرتے چلے آتے هيں اسي سبب سے لڑائي هوئي -

(صوفيا ۹ - اگست) اس رپورٹ کي بنياد پر که چهارم و پنجم ماه رواں کے حادثے کے بعد عثماني فوج نے (کوچنه) کے بلغاريوں کا قتل عام کرديا: وزير اعظم نے اپنے وکيل متعينۂ قسطنطنيه کو هدايت کي ہے که شدت کے ساتهه تدارک واقعه اور مجرموں کي پاداش کا مطالبه کيا جائے -

اتهينس ميں مشهور کيا جاتا ہے که يه بالکل سچ ہے که (کوچنه) کے بمب کے حادثے کے بعد هي سات گهنٹے تک قتل عام رها جسميں ٥٠ عيسائي هلاک کئے گئے اور ۲۰۰ سے زياده مجروح * -

(لندن ۸ - اگست) ترکي مجلس مبعوثان کي برهمي سے البانيوں ميں سکون و قرار پايا جاتا ہے اور اب انهوں نے مسکوب پر دهاوا کرنے کا اراده فسخ کرديا -

(لندن ۸ - اگست) کوچنه کے قتل عام کا واقعه بلغاريا ميں ايک عام جوش پيدا کررها ہے - صوفيا کے اخبارات کہتے هيں که اگر دول عظام نے بلقان ميں قيام امن کي سعي نه کي تو پهر هميں جو کرنا ہے کرلينگے -

(ايضاً) ٹائمس کے دفتر سينٹ پيٹرسبرگ سے خبر آئي ہے که سرويا اور بلغاريا کے ما بين اتحاد کي کارروائي هوچکي -

(ايضاً) ترکوں نے يه تجويز پيش کي ہے که ايک مشترک کميشن بيٹهکر اس سرحدي جنگ کا فيصله کرے - روس نے مانٹي نگرو کو اشاره کيا ہے که اس جهگڑے سے اپنے کو بچاۓ -

هجوم مشکلات و تصادم احزاب

(قسطنطنيه ۴ - اگست) يہاں سخت بد امنياں پهيلي هوئي هيں - انجمن اتحاد و ترقي پارليمنٹ کو ترغيب دے رهي ہے که وزير جنگ سے مواخذه کيا جائے جسپر انجمن کا يه الزام ہے که فوجي مجلس سے اسکي سازش ہے -

ايوان حربيه (لبرٹي هال) ميں ۸۰ - افسروں اور شرکاے انجمن اتحاد نے جمع هوکر يه رزوليوشن پاس کيا که پارليمنٹ غير آئيني طريقے سے هرگز برهم نه کي جائے -

ايوان وزارت کي نشستيں دير دير تک هو رهي هيں جس سے يقين کياجاتا ہے که يه طے پا چکا ہے که شدت عمل سے کام ليکر اکثر افسر گرفتار کر لئے جائيں -

(قسطنطنيه ٥ - اگست) مجلس اعيان نے گورنمنٹ کي اس تحريک کو منظور کيا ہے جسميں (کانسٹيٹيوشن) کي يه تاويل کي گئي تهي که موجوده پارليمنٹ پچهلي پارليمنٹ کا محض ايک سلسله ہے لهذا ابراد کا وقت پورا هوگيا - پارليمنٹ کي برهمي کے لئے ايک ابراد آج گشت کرنيوالا ہے -

(قسطنطنيه ٥ - اگست -) پارليمنٹ نے گورنمنٹ اور مجلس اعيان کي تاويل پر بے اعتمادي کا ووٹ پاس کيا - اسطرح پر گورنمنٹ اور انجمن اتحاد کے مابين ايک بلاواسطه تنازعه پيدا هو جاتا ہے - انجمن کے غالب عنصر سے پارليمنٹ مرکب ہے اور اسکي پيٹهه پر اکثر طاقتور فوجي اور حربي گروهوں کا هاتهه ہے ليکن ان سب کے مقابل الباني باغيوں کو سمجهنا چاهئے جنکے ليڈر مصر هيں که پارليمنٹ کي برهمي ميں دير نه کي جاے -

(ايضاً) باوجود اعتماد شکن ووٹوں کے وزير اعظم نے مجلس اعيان اور مجلس مبعوثان ميں جاکر فرمان سلطاني پڑهه سنايا جسنے پارليمنٹ کو توڑديا اور نئے انتخاب کا حکم صادر کرديا گيا -

(ايضاً) پارليمنٹ کا صدر اعلى کل محل ميں حاضر هوا که سلطان کو گورنمنٹ کے خلاف بے اعتمادي کے ووٹ کے متعلق اطلاع دے ليکن جلالت مآب نے ملنے سے انکار کرديا -

(ايضاً) پارليمنٹ ميں سلطاني جواب پڑهکر سنايا گيا که ايوان وزارت کو سلطان کي کامل خوشنودي و اعتماد حاصل ہے -

(ايضاً) سنا جاتا ہے که وزارت نے يه طے کرليا ہے که انجمن اتحاد و ترقي کے بعض معروف ارکان گرفتار کرلئے جائيں - طلعت بے اور جاويد بک کا بهي نام آتا ہے -

(ايضاً) ايوان وزرا اس امر کے اعلان پر متفق الرا هيں که قسطنطنيه ميں ۴۰ دن تک محاصرے کي حالت رهيگي -

(قسطنطنيه ۷ - اگست) جاويد بک اور طلعت بک جنکي گرفتاري کي نسبت ايوان وزارت کا فيصله مشهور هوچکا ہے سالونيکا چلدیے هيں جهاں انجمن اتحاد و ترقي کے ساتهه گفت و شنود کرينگے -

Printed & Published by ABUL KALAM AZAD, AT THE ... ELECTRICAL PRINTING WORKS, 7-1, MacLeod Street, CALCUTTA.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين
القرآن الحکیم

مقام اشاعت
٧ - ١ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ٨ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ١٢ آنہ

جلد ١ — کلکتہ : یکشنبہ ١٨ اگست ١٩١٢ ع — نمبر ٦

فہرست

قیمت فی پرچہ ساڑھے تین آنہ

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,

7-1, MacLeod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ ـ ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ رو
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲

نمبر ٦ — کلکتہ : یکشنبہ ۱۸ اگست ۱۹۱۲ ع — جلد ۱

شذرات

اطلاع ضروري

خاص حالتوں میں طلبا کے ساتھہ نصف قیمت کي رعایت کي گئي تھي ' چنانچہ ابتک سیکڑوں درخواستیں اسي بنا پر منظور کرلي گئیں ' مگر اب ہم دیکھتے ہیں تو اسطرح کي رعایت چند در چند مشکلات سے خالي نہیں - پس آیندہ سے نصف قیمت کي رعایت قطعاً بند کردي گئي ہے ' کوئي صاحب درخواست بھیجنے کي تکلیف نہ اٹھائیں - البتہ طلبا کو ۸ - روپیہ کي جگہ ۶ - روپیہ میں اخبار دیا جاےگا اور انشـــاء اللہ خواہ دفتر کو کتنا ہي نقصان ہو مگر اس رعایت کو ہمیشہ قائم رکھنے کي کوشش کي جاے گي -

---

مسلم یونیورسٹي) اور مسئلہ الحاق کي نسبت جو مجلس ...نو میں ہونے والي تھي ' پچھلے اتوار کو منعقد ہوي - تین گھنٹے کے بحث و مباحثہ کے بعد با تفاق قرار پایا کہ گورنمنٹ سے نظر ثاني کي درخواست کي جاے اور بحالت موجودہ چارٹر لیا منظور نہ کیا جاے ' ۱۴ - کو دہلي سے جو تار آیا ہے ' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کي ... کانسٹیٹوشـــن کمیٹي نے اس مضمـون کي چٹھي بھي آنریبل ممبر تعلیم کے نام بھیجدي ہے -

---

اس جلسے میں ایک عجیب بات یہ ہوئي کہ تمام کارروائي علانیہ روز روشن میں انجام دي گئي - روز روشن میں تو پہلے بھي ہوتي تھي مگر رازداري کي ظلمت اسقدر شدید تھي کہ دیکھنے والوں کو تاریکي کے سوا کچھہ نظر نہیں آتا تھا -

مگر شاید آنریبل ممبر تعلیم کي چٹھي کے شائع ہوجانے کے بعد پبلک اب کچھہ زیادہ اس لطف و نوازش کي آرزومند بھي نہ تھي -

پبلک کو اب حالات سنائے جائیں یا پوشیدہ رکھا جاے - مولوي ضیاء الدین صاحب اجلاس کے دوسرے ہي دن کاغذات پریس میں بھیجدیں ' یا نہ بھیجیں ' اب اِن باتوں سے کیا ہوتا ہے ' جو وقت قوم کو اظہار راے کا موقعہ دینے کا تھا ' اُس وقت تک تو یونیورسٹي کے سرائر و خفایا ایک وجود طلسم رہے ' اب اگر یونیورسٹي کا دفتر اپني پوري الماري برسر راہ اولٹ بھي دے تو حالات معلوم کرکے ہم کیا کریں -

تاہم قوم کو پھر بھي اس " زود پشیماني " کیلئے ممنون ہونا چاہئے گو بعد از قتل -

---

اخبارات میں شائع کیا گیا ہے کہ " کونسل آل انڈیا مسلم لیگ نے بالاتفاق رائٹ انریبل مسٹر امیر علي کو لیگ کے آیندہ اجـلاس لکھنو کا پریسیڈنٹ منتخب کیا ہے " لیکن معلوم نہیں کونسل نے انکے مصارف سفر کا بھي کوئي ایسا انتظام کرلیا یا نہیں جو سفر سے پہلے ہي انکي خدمت میں پہنچ جاے ' اگر نہیں کیا ہے تو دہلي کے اجلاس لیگ کي طرح ابکے بھي ہم عجب نہیں کہ انکي زیارت سے محروم رہیں - مسلمانوں کي عقیدت و ارادت اور اظہار خشـوع و خضـوع ' مانا کہ ایک قیمتي شے ہے ' لیکن کیا کیا جاے کہ (پي - اینڈ - او) تو اپنے جہاز پر روپیہ لیکر ہي سوار ہونے دیتي ہے -

زر مي طلبد ' سخن درین ست

(پونا) کي اردو کانفرنس میں (ہز ایکسلانسي گورنر بمبئي) نے مسلمانان ہند کے موجودہ مسائل پر جو تقریر کي ' ہم نے گذشتہ ہفتے پڑھي تھي اور قلت گنجایش کي وجہ سے اسکا تذکرہ اس ہفتے کیلئے اٹھا رکھا تھا ' لیکن دیکھتے ہیں تو آج بھي اسکا موقعہ نہیں -

الہلال

— * —

(الہلال) کی بالفعل دوہزار کاپیان شائع کی جاتی ہین
بڑھتی تعداد بڑھتی جائےگی —

اسکی اشاعت زیادہ تر تعلیم یافتہ اور اعلی طبقے مین
ہے جو عام اخبارات کو بہت کم دیکھتے ہین —

(اشتہارات) کیلئے ٹائٹل پیج کے دو صفحے مخصوص
کردیے گئے ہین

یورپ مین اشتہار کی ترتیب اور اشاعت ایک مستقل
فن ہے ۔ اشتہار کیلئے پہلی چیز یہ ہے کہ وہ باوجود
اشتہار ہونے کے اپنے اندر کوئی ایسی کشش رکھے کہ اخبار
کے مضامین سے ہٹ کر نظرین اسکی گرویدہ ہوجائین ۔ انگریزی
اخبارات ورسائل مین اسکے لیئے طرح طرح کی تدبیرین
کی جاتی ہین ۔ لیکن انمین سے اکثر ایسی ہین جو پتھرکی
چھپائی مین ممکن نہین —

مثلاً اشتہار مین خوشنما حاف ٹون یا انگریو نیک
تصویر دیدی ۔ یا خوشخط اور خوبصورت لکھواکر اسکے
فوٹو کا بلاک بنوالیا ۔ یا کوئی ایسا طغرا اور نقشہ درج کردیا
جسکی وجہہ سے اشتہار تمام اخبار مین ممتاز رہے ۔ اور
نظرین مجبور ہو ہوکر اسپر پڑتین ۔ لیکن یہ تمام باتین
بغیر (ٹائپ) کی چھپائی کے محال ہین

(الہلال) پہلا اردو رسالہ ہے جو ان چیزون کا
انتظام کرسکتا ہے

البتہ ہرقسم کے اشتہار کی شرح اجرت علحدہ ہوگی
خط و کتابت سے دریافت کیاجاسکتا ہے ۔

مصلحت ' پیرایۂ بیان ' طرز ادا ' الفاظ شہد نما و معانی زہر آلود '
اور اسی قبیـل کی تمـام باتوں کیلئے (نفاق) کے سوا اور کوئی لقب
نہیں - سچ کہنے کا تو جھوٹ کو چوٹ لگ ھی گی ' اسکو بچانے کی کوشش
نہ کیجئے ' ورنہ آپ کفر سے زیادہ دنیا کیلئے مہلک ھیں - نرمی و آشتی '
حسن ادا ' پیرایۂ بیان ' مصلحت بینی ' اور مقتضیات زمانہ کے اگر یہی
معانی ھیں جو بتلائے جاتے ھیں ' تو خدا کیلئے ھمیں سمجھائیے کہ
پھر نفاق و منافقی کی خصوصیات اور کیا ھیں ؟ اگر ایک بات سچ ھے
تو اسکو صاف صاف کہدیجئے ' اگر کچھہ لوگ برے ھیں ' تو کھول کھول
کر انکی برائی بیان کردیجئے - بری باتوں کے اظہار کیلئے اچھے لفظ کیوں
اختیار کیے جائیں ؟ بد اعمالوں کو کیا حق حاصل ھے کہ نیک کرداروں
کے حقوق کا مطالبہ کریں ؟ اگر یہ طریقہ پسند نہیں تو پھر بتوں کو
آستین میں چھپانے کی جگہ ' بہتر ھے کہ سر پر جگہ دیجئے - ظاھر و
باطن میں مطابقت ' جھوٹ میں بھی ھو تو سچائی سے خالی نہیں :

بس کافر ست زاھد از برھمن ' و لیکن
اورا بت ست در سر در آستین ندارد

یا ایھا الذین امنوا لا تخونوا اللہ والرسول وتخونوا اماناتکم وانتم تعلمون

ھم سے یہ بھی کہا جاتا ھے کہ کڑوی سے کڑوی دوا پی لیں گے
مگر شرط یہ ھے کہ شربت کہکر پکاریے ' دوا کا نام زبان پر نہ آئے کہ
اس سے ھمیں سخت چڑ ھے - خیر ' اگر آپ منہ بنانا چھوڑ دیں تو
ایسا کرکے بھی دیکھہ لیں گے ' مقصود دوا پینے سے ھے نہ کہ چڑانے سے ؛
مگر براہ کرم چند دنوں تو توقف ھی فرمائیے ' کچھہ عرصے تک تو دوا
کا نام سنناھی پڑے گا - آپ نے چالیس برس تک شہد و شکر سے
کام و زبان کو لذت بخشی ' دو چار دن کڑوی کسیلی دواؤنکا تذکرہ
بھی سن لیجئے تو کیا حرج ھوگا ؟ عجب نہیں کہ چند دنوں میں
سنتے سنتے آپکی وحشت بھی کم ھو جائے ' اور پھر ایسے عادی
ھو جائیں کہ شربت بھی ملے تو دوا کہکر منہ سے لگائیں -

مشکل یہ ھے کہ لوگ تیشے کی ضرب کی سختی کو دیکھتے ھیں
مگر اسے نہیں دیکھتے کہ عمارت کی بنیاد بھی تو برسوں کی پرانی ھے '
اگر کسی پرانی بنیاد کو اکھاڑنا مقصود ھو تو اسپر ابتدا کی ضربیں
سخت سے سخت لگائیے ' جب جڑ ھل جائیگی تو پھر آپکو اختیار
ھے ' انگلیوں سے مٹی ھٹا کر اینٹوں کو ایک ایک کرکے اٹھا لیجئے گا -
لیکن اگر پہلی ضرب ھی سست پڑی تو پھر برسوں میں بھی نئی
عمارت کیلئے جگہ صاف نہو سکے گی - یہی سبب ھے کہ ھم اس وقت
اپنے کاموں کیلئے سخت سے سخت سختی کو بھی نرمی سمجھتے ھیں '
جہاں تک کاندھوں میں زور ھو ' جلد جلد ضربیں لگاتے جائیے -
زمانے کا سیلاب بھی آپکی مدد کیلئے تیزی سے امڈا آرھا ھے ' اگر
آپنے اپنا کام پورا کردیا تو پھر آپکو ھمیشہ کیلئے فرصت ھے ' یہ سیلاب
خود بنیاد کی مٹی تک بہا لیجائیگا - وما ذلک علی اللہ بعزیز -

الحمد للہ کہ یونیورسٹی کے عدم الحاق کی قینچی نے تنسیخ
تقسیم کے زخموں کو پھر ھرا کر دیا ھے :

خدا شری بر انگیزد کہ خیری ما دران باشد
و عسی ان تکرھوا شیئاً ' و ھو خیر لکم -

سب سے زیادہ دلچسپ آجکل (مولوی بشیر الدین) صاحب کے
رشحات قلم ھو رھے ھیں - آپ فرماتے ھیں کہ پچھلے سال تک تو ھم
اپنی پرانی پولیٹکل پالیسی ھی پر قائم تھے مگر اب گورنمنٹ پر
اعتماد کرنے کے مخالف ھیں - لیکن کیوں جناب ' جن لوگوں کی
پچھلے سال سے پہلے بھی وھی راے تھی جسکو رک رک کر آج آپ
دھرا رھے ھیں ' انکی نسبت آپکا کیا خیال ھے ؟ نعوذ باللہ من شرور
انفسنا ' و من سیئات اعمالنا ؛ " من یضلل اللہ فما لہ من ھاد '
و من یھدی اللہ فما لہ من مضل " ؟ (۳۹ : ۳۹)

ھم پر گذشتہ چھہ سال کا زمانہ عجیب طرح کا گزرا ھے ' خاموشی
تھی مگر تپش اور سوزش سے بھری ھوئی - اس زمانے میں
صرف چند اصحاب ھی ایسے تھے ' جنکی صحبت میسر آجاتی تھی
تو ھم مشربی اور ھم خیالی کی لذت دنیا کی وسیع مگر متنفر
صحبتوں سے مستغنی کردیتی تھی - منجملہ ان چند بزرگوں کے ایک
ھمارے صدیق جلیل جناب (سید اکبر حسین) صاحب اکبر الہ آبادی
بھی ھیں - زمانہ انکے عدیم النظیر شاعری کی جسقدر داد دے رھا ھے
وہ انکے کمال فطری کا قدرتی خراج ھے اور کوئی کافی صلہ نہیں '
لیکن ھم تو انکے صاف و بے آمیز خیالات کو انکی شاعری کی سطح
سے بھی بدرجہا بلند پاکر خود انسے ایک خاص خصوصیت رکھتے ھیں
اور جب کبھی انکی صحبت میسر آگئی ھے تو اسکو بسا غنیمت
سمجھتے رھے ھیں ' اس دور نفاق و فساد میں اتحاد خیال و مشرب
اگر ھاتھہ آجاے تو نعمت غیر مترقبہ ھے -

(الہلال) کا پہلا نمبر دیکھکر انہوں نے جو عنایت نامہ لکھا تھا '
آج ھم جواب طلب خطوں میں رکھکر بھولگئے تھے ' مگر محبت کی
صدائیں بھولنے کیلئے نہیں ھوتیں ' اس وقت خود بخود سامنے آگیا -
لکھتے ھیں :

" مکرمی و حبیبی ' علیل و نا توان ھوگیا ھوں ' اب زبردستی کا
جینا ھے ' دل کو دنیا سے بے انتہا کم تعلق رھگیا ھے ' کچھہ تو میرے
حالات خاص ' اور کچھہ میرے عام خیالات جہان فانی کی نسبت -
آپکو مبارک ھو کہ آپکا دلی ارادہ اب قریب تکمیل ھے * * * * *
بہ سبب ناتوانی کے ان روزوں مضمون وضمون کچھہ نہیں ھے ' لیکن
آپنے یاد آوری سے عزت بخشی ' دل میں ایک حیات تازہ پیدا ھوئی
اور آپکے پرچے کی نسبت یہ شعر ذھن میں آیا :

فروغ حـق کـو نہ ھوگا زوال دنیـا میں
ھمیشـہ بدر رھیگا (ھلال) دنیا میں "

(الہلال) کی نسبت آغاز اشاعت سے احباب کے جو عنایت نامے
اظہار حسن ظن و التفات محبتانہ کے پہنچے ' ان میں اکثر اپنے
مطالب کے لحاظ سے اھمیت رکھتے تھے اور قابل اشاعت بھی تھے ' مگر
ھم نے ان کو شائع کرنا ضروری نہ سمجھا ' کچھہ تو اس سبب سے کہ

یہ ایک نہایت دلچسپ تقریر تھی - هز ایکسلنسی گورنر بمبئی کو مسلمانوں اور مسلمانوں کے ملکوں سے بہت پرانی دلچسپی ہے اور وہ جب کبھی انکی نسبت کچھہ کہنا چاھتے ھیں تو عموماً گہری دلچسپی کے لب و لہجہ کو اختیار کر لیتے ھیں - ۔

انہوں نے اپنی تقریر کے اکثر حصوں میں مسلمانونکی موجودہ حالت کو امید افزا بتلایا ہے - ترقی تعلیم و تربیت کی جو حرکت هر طرف پیدا هو گئی ہے' وہ کہتے ھیں کہ نظر انداز کرنے کے قابل نہیں - مسلم یونیورسٹی کا خیال انکی راے میں اسکا ثبوت روشن ہے' اور اب مسلمانوں کو جلدی کی گھبراهت کی جگہ' صبر کا انتظار کرنا چاھئے - آخر میں انہوں نے نصیحت کی ہے کہ " همیشہ گورنمنٹ اور همسایہ اقوام نے ساتھہ ملکر کام کیجئے' آپ هم پر هر اس کام کے لئے بھروسہ کرسکتے ھیں جو دنیا کی قوموں کے مقابلے کے لحاظ سے هم انجام دے سکتے ھیں"

اس مشفقانہ نصیحت کیلئے هم هز ایکسلنسی کے ممنون ھیں' لیکن افسوس کہ نصیحت گر فی نفسہ قیمتی ہے ' مگر اسکو کیا کیجئے کہ بازار میں اب پیشتر کا سا تیز نرخ باقی نہ رہا -

هز ایکسلنسی کو معلوم هونا چاھئے کہ هم اس نصیحت پر برابر نصف صدی سے عمل کر رہے ھیں - هم نے همیشہ گورنمنٹ پر اعتماد کیا ' اور اس اعتماد کیلئے جس جس قربانی کی ضرورت هوئی انہی دریغ نہیں کیا - اسی اعتماد کی خاطر هم نہ صرف اپنے بائیس کرور همسایوں کے ' بلکہ خود اپنے بھی دشمن رہے' اور ایک کی خاطر سارے جہاں کی دشمنیاں مول لے لیں - کونسی قیمتی سے قیمتی شے همارے لئے هو سکتی تھی جو هم نے اس نصیحت پر نثار نہ کر ڈالی ؟ هم نے گورنمنٹ کی چوکھٹ پر سجدے کئے ھیں اور اسکے ابروے بے مہر کو همیشہ محراب عبادت یقین کیا ہے - لیکن :

عمر در خدمتت عمریست در بستم چہ شد قدرم
برهمن می شدم گر این قدر زنار می بستم

هماری عاشقانہ نیازمندیوں کا همیں جو جواب ملا ' وہ ابھی اتنا پرانا نہیں هوا ہے کہ دهرانے کی ضرورت هو [illegible]

هز ایکسلنسی کی نصیحت یقیناً محبت اور همدردی سے خالی نہوگی مگر انکو هم بدبختوں کی دل کی تپش کا کیا علم ؟ حکومت کے بستر پر نیند کر سکتے [illegible] نہ محکومی کی خاک پر لوٹنے والوں کا درد سمجھا جا سکے - انکی معذوری واضح ہے -

ز دامنے کہ کشادیم ما تہی دستان
تو میوۂ سر شاخ بلند را چہ خبر ؟

[illegible]) کی زبانی کیسا اٹل [illegible] قرآن کریم نے سنا دیا ہے :

ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا' و جعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ وکذلک یفعلون - (۲۷ : ۳۴)

همارے سامنے تو صرف دو هی راهیں ھیں' (من شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر) کفر و اسلام' شرک و توحید ' نور و حکمت ' صداقت و کذب ' حق و باطل؛ هر شخص مختار ہے کہ دونوں میں سے ایک اختیار کرلے (لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی) لیکن جدید فن اخلاق کے ماهرین کہتے ھیں کہ گو یہ سچ هو مگر ان دونوں کے درمیان ایک برزخی اور بین بین راہ بھی ہے' اور وهی همکو بھی اختیار کرنی چاھئے' اسی میں فلاح اور اسی میں هر دلعزیزی ہے - کفر و اسلام دونوں کو ساتھہ لیجئے ؛ بت پرستی و توحید ' دونوں کو دل میں رکھئے ؛ اهرمن اور یزدان ' دونوں کو رام کیجئے ؛ ایک هی طرف کیوں جھکیے جب دونوں دروازے کشادہ هوسکیں ؟ صرف کعبے هی کے کیوں هو رهیے' جب بتکدے سے بھی رسم و راہ قائم رهسکے ؟ نومن ببعض ونکفر ببعض' ویریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلا - (۴ : ۱۵)

معشوق ما بشیوۂ هر کس موافق ست
با ما شراب خورد و بزاهد نماز کرد

هم اپنے بعض پاک باطن مگر ظاهر آلود دوستوں کو دیکھہ رہے ھیں کہ دبی زبان سے همیں اسی تعلیم کی دعوت دینا چاھتے ھیں؛ اخلاق کے بعض دلچسپ پیرایے نوک زبان ھیں اور کہتے ھیں کہ حق گوئی سے مانع نہیں ' لیکن اگر حق گوئی کا حق اسطرح ادا هوسکے کہ باطل کا دل بھی هاتھہ میں رہے تو اسمیں کیا مضائقہ ؟ اک زمانے کو خواہ مخواہ دشمن بنالینا کونسی عقلمندی کی بات ہے ؟

اسمیں شک نہیں کہ ان تعلیمات میں نفس انسانی کیلئے بڑی سخت کشش ہے - هر دلعزیزی اور ممدوح خلائق هونا کسے پسند نہیں ؟ هم ضرور اسپر عمل کرنے کی کوشش کرتے مگر افسوس ہے کہ همیں تو کوئی تیسری راہ سامنے نظر نہیں آتی - جس راہ پر چلکر زمانہ سمجھہ رہا ہے کہ دونوں راهوں کا برزخ اسکے قدموں کے نیچے ہے ' وہ فی الحقیقت نفس شریر کے خدع و فریب کا ایک سیمیائی کرشمہ ہے ورنہ یہ گلیاں بھی بالاخر اسی شاهراہ میں جاکر ملتی ھیں - اسلام اور حق و صدق مرادف الفاظ ھیں ' اسکی راہ تو ایک هی ہے اور ایک ایسا باریک خط ' جسکے ادهر ادهر قدم ٹکانے کا کوئی سہارا نہیں' اگر قدم کو ذرا بھی لغزش هوئی تو پھر یقین کیجئے کہ آپکے لئے کفر و باطل کے سوا اور کوئی شاهراہ نہیں ہے ' (نفاق) کی مقبول عام گلی بھی اسی شاهراہ کی ایک شاخ ہے ' یا پھر نام بدل گئے ھیں اور راستہ ایک هی ہے' کفر سے تعبیر کیجئے یا نفاق سے - سچ همیشہ سے ایک هی جگہ اور ایک هی شکل میں رہا ہے ' جب ملے گا تو وهیں ملے گا؛ اور راهوں اور شکلوں میں ڈھونڈھنا لا حاصل ہے • آپ سے پہلے - تیرہ سو برس هوے ایک بڑی جماعت تھی ' جس نے اسی گوشے میں پناہ لینی چاهی تھی ' مگر خدا نے فرمایا :

ان المنافقین یخادعون اللہ' وهو خادعھم' * * * مذبذبین بین ذلک' لا الی ھاؤلاء ولا الی ھاؤلاء (۴ : ۱۴۲)

(حق) اور (باطل) دونوں آپکے سامنے ھیں ' انہی میں سے کسی ایک کو پسند کرلیجئے ' اگر حق کی راہ اختیار کی ہے تو پھر

ہوتے ہیں' نیکی کا حکم دیتے ہیں' اور برائی کو جہاں کہیں دیکھتے ہیں اپنے تئیں اسکا ذمہدار سمجھکر روکتے ہیں - آخری آیت میں کہا کہ تم کو ایک وسطی ملت بنایا گیا تا کہ تم اولین و آخرین کیلئے گواہ بن سکو' اور اس امر کی : کہ تم نے اپنا یہ فرض ادا کیا یا نہیں تمہارا رسول امین اللہ کے آگے گواہ ہو - اخلاق کے تمام دفتر کا متن قرآن کا یہی اصول ہے - دنیا میں سوسایٹی کے آداب اور قانون کا احتساب بھی انہی اصل اصول پر قائم ہے -

گو تفصیل کا موقعہ نہیں مگر ان آیات کے متعلق چند تفسیری اشارات کردینا فہم مقصد میں معین ہوگا -

امر بالمعروف حکم عام ہے

دوسری آیت میں اسی لئے (المعروف) اور (المنکر) پر الف لام استغراق کیلئے آیا تا کہ (بقول امام رازی) معروف اور منکر میں کوئی تخصیص و تحدید باقی نہ رہے' اور ظاہر ہوجاے کہ وہ ہر نیکی کیلئے آمر اور ہر بدی کیلئے ناہی ہیں' عام اس سے کہ وہ کہیں ہو اور کسی صورت میں ہو [وھذا یقتضی کونھم آمرین لکل معروف وناھین عن کل منکر - تفسیر کبیر - ج - ۲ - صفحہ ۲۲۵]

مسلمانوں کے ملی شرف و فضیلت کی علت

(خیر امۃ اخرجت للناس) کے بعد امر بالمعروف کا ذکر کیا' اور یہ اسلئے کہ پہلے وصف بیان کر کے پھر اُسکی علت بیان کی جاے' یعنی مسلمانوں کا بہترین امت ہونا صرف انکے اس وصف پر منحصر ہے کہ وہ آمر بالمعروف و ناہی عن المنکر ہیں' خیر کی دعوت دیتے ہیں اور شر سے روکتے ہیں (کما تقول زید کریم' یطعم الناس و یکسوھم -) اور یہیں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر یہ وصف امتیازی اُنسے جاتا رہے' تو پھر وہ بہترین امت ہونے کے شرف سے بھی محروم ہو جائیں' اور انکا اصلی قومی امتیاز اُنمیں باقی نہ رہے -

تیسری آیت کی تفسیر

تیسری آیت میں انکو وسط کی امت قرار دیا اور پھر اسکا سبب یہ بیان کیا گیا کہ " تاکہ تم لوگوں کیلئے گواہ ہو " افسوس ہے کہ ایسی صاف اور سُلجھی ہوئی بات میں بھی ہمارے بعض مفسرین نے لا حاصل بحثیں پیدا کردیں اور اس بحث میں پڑ گئے کہ یہ شہادت دنیا میں ہوگی یا آخرت میں ؟ اسلام کا اصلی کارنامۂ غیر فانی دنیا ہی کی اصلاح تھا' مگر مفسرین اسکی طرف سے اسدرجہ غافل ہیں کہ ہر شے کو آخرت ہی پر اُٹھا رکھنا چاہتے ہیں - ایک دوسرے موقعہ پر اسی شہادت کا حضرت عیسی علیہ السلام کی زبانی ذکر کیا گیا ہے کہ : کنت علیھم شھیداً ما دمت فیھم - [میں اپنی امت پر شاہد تھا' جب تک کہ میں اُن میں موجود تھا] اور ظاہر ہے کہ حضرت عیسی اپنی امت میں دنیا کے اندر ہی موجود تھے نہ کہ آخرت میں - پس یہاں بھی شہادت سے وہی شہادت مراد ہے جو دنیا کی زندگی میں انجام دی جاسکتی ہے -

تاہم (علامۂ رازی) کا ہمیشہ ممنون ہونا پڑتا ہے کہ وہ گو ہر آیت کے متعلق طرح طرح کی توجیہات جمع کردیتے ہیں مگر پھر بھی ایک نہ ایک ایسی توجیہہ ضرور اُن میں موجود ہوتی ہے' جو اصل حقیقت سے پردا اُٹھادیتی ہے اور وہی خود انکی ذاتی راے ہوتی ہے - اس آیت کے متعلق بھی انہوں نے دوسرے قول کو بیان کرتے ہوے جو کچھہ لکھدیا ہے وہ بالکل صاف اور غیر پیچیدہ ہے (ج-۱ : ۵۲۴)

امۃ وسطا

اصل یہ ہے کہ خدا تعالے نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو مسلمانوں کا فرض منصبی قرار دیا اور فی الحقیقت ایسا کرنا دنیا میں عدل حقیقی کو قائم کرنا تھا' برائی اگر روکدی جاے اور نیکی کو رائج کیا جاے تو دنیا کے نظم کے قوام کا اس کے علاوہ اور کیا اعتدال ہو سکتا ہے ؟ عدل کے معنے ہیں عدم افراط و تفریط' یعنی کسی شے کا نہ زیادہ ہونا اور نہ کم ہونا' اور یہ درجہ مقام (وسط) اور درمیانی ہے -

گناہ کی حقیقت اور اصطلاح قرانی میں " اسراف "

دنیا میں جسقدر برائیاں ہیں' غور کیجئے تو وہ افراط و تفریط کے سوا اور کوئی حقیقت نہیں رکھتیں - انسان کے تحفظ خود اختیاری اور حفظ حقوق کیلئے غیرت' غضب' اور ہیجان کا ہونا ضروری تھا' لیکن جب یہ جذبات اپنی حد سے آگے قدم بڑھاتے ہیں تو فطرت کی بخشی ہوئی ایک شے - جو یقیناً نیکی تھی - یکایک بدی بن جاتی ہے اور اسکا نام جرم اور گناہ ہو جاتا ہے' یہی وجہ ہے کہ قران کریم نے اپنی اصطلاح میں ہر جگہ معصیت اور گناہ کیلئے (اسراف) کا لفظ اختیار کیا : (قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ) " اے وہ میرے بندو' کہ تم نے اپنے نفسوں پر اسراف کیا ہے رحمت الہی سے مایوس نہو " یہاں مسرفین سے مراد سخت درجے کے گناہگار اور معصیت شعار انسان ہیں کیونکہ آیت کا شان نزول' نیز آگے چلکر (ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا) کہنا اسکی پوری طرح تشریح کردیتا ہے - اسراف کی تعریف (صرف الشیٔ فیما ینبغی' زائداً علی ما ینبغی) اور (تجاوز الحد فی کل شیٔ - "راغب") ہے' یعنے " کسی چیز کو اُسکی ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا اور ہر شے کا اپنے حد سے تجاوز کر جانا " اس سے بڑھکر گناہ کی کیا تعریف ہو سکتی تھی کہ وہ قوتوں اور خواہشوں کے بے اعتدالانہ خرچ کا نام ہے - (اسراف) کے علاوہ اصطلاح قرانی میں ایک لفظ (تبذیر) بھی ہے' جیسا کہ فرمایا : ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین [بے موقع اور بے ضرورت مال و دولت کو ضائع کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں] لیکن تبذیر اور اسراف میں ایک باریک فرق یہ ہے کہ کسی شے کے خرچ کرنے کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں' بعض چیزیں خرچ تو کی جاتی ہیں اُنکے ٹھیک ٹھیک مصرف میں' لیکن تعداد صرف ضرورت اور حدِ معینہ سے زائد ہوتی ہے اور طریق صرف صحیح نہیں ہوتا مثلاً ایک مجرم پر اُسکے قصور سے زیادہ غضبناک ہونا اور مناسب سزادینے کی جگہ مار پیٹ سے کام لینا - بیشک ایک مجرم کو اُسکے جرم کی پاداش ملنی چاہئے اور اس لحاظ سے آپکے غصے اور غضب کا خرچ اپنے صحیح مصرف میں ہوا' لیکن جس مقدار اور جس صورت میں غصے کو آپ خرچ کر رہے ہیں یہ اسکے حد ضرورت سے زیادہ ہے' اور اسی کا نام (اسراف) ہے -

اپني تعريف کو اُن کالموں ميں شائع کرنا ' جو شايد اپني مذمت کيلئے زيادہ موزوں هيں : کوئي اچها طريقه نهيں ' دوسرے يه بهي خوف تها که ان ميں بعض خطوط خانقاه نشين مگر رند مزاج هم مشربوں کے تهے ' انکو شائع کرتے هوے هم ڈرتے که کهيں انکي برادري ميں (پُراني سوسائٹي کے حقه پاني کي جگه) انکا سگرٹ چائے بند نه هوجاے -

مگر جناب (سيد اکبر حسين) صاحب کي تحرير کے لوگ مشتاق رهتے هيں اور خود هم کو بهي عزيز هے اسلئے عادت کے خلاف شائع کردي -

---

البته ان خطوں ميں بعض خط ايسے بهي هيں جنسے موجوده دور کے انقلاب خيالات اور ايک روح جديد کي توليد کا پته چلتا هے ' اور شمار و اعداد سے کام ليجئے ' تو ايک اميد افزا مستقبل کا نقشه مرتب کيا جاسکتا هے - هم نے ايسے خطوط اپنے پاس رکهه ليے تهے که فرصت کے وقت ديکهکر کچهه لکهيں گے ' مگر رفته رفته انکي تعداد بڑهتي گئي اور ايک مربع مدار قلمدان ميں اور هم ميں حائل هوگيا ' مجبوراً آج انکو دفتر ميں بهيجديتے هيں ' اگر مهلت ملي تو موجوده تغيرات خيالات کے متعلق انسے نهايت مفيد اور دلچسپ واقف منتخب کرينگے ' اور شايد آجکل کے بڑے بڑے حامي حلقوں کو تعجب کرنا پڑے گا که جنکو هميشه اپنے ميں سمجهتے رهے ' وه تو کب کے غيروں ميں شامل هوگئے هيں -

---

خون ناحق

جنگ طرابلس کے متعلق مختلف قسم کے مضامين کا يه ايک مجموعه هے جسے جناب شيخ احسان الحق صاحب رئيس ميرٹهه نے مرتب کيا هے اور هلالي پريس دهلي سے شائع هوا هے قيمت ايک روپيه هے اور محمد انوار صاحب سے " لال کورتي : کيمپ ميرٹهه " کے پتے سے ملسکتا هے -

سب سے پهلي بات جو اسکے متعلق لکهني چاهئے وه اسکي دلکش چهپائي اور کتابت کا حسن هے ' هم حيران هيں که دهلي کا ايک نيا پريس کيونکر ليتهو پريس کا ايسا بهترين نمونه باسآني پيش کرسکا ؟ آجکل کي بهتر سے بهتر مطبوعات بهي اسکي يکساں کتابت اور درخشنده چهپائي کے مقابلے ميں نهيں آسکتي -

رهے مضامين ' تو وه تمام تر اردو کے مشهور مضمون نگاروں کے قلم سے نکلے هوے هيں ' مشهور اخباروں ميں جو مضامين نظم و نثر جنگ کے متعلق نکلتے رهے هيں ' شيخ صاحب نے انهيں ايک اچهي ترتيب کے ساتهه جمع کرديا هے اور يه کسي موضوع پر اهل قلم کي محنتوں کے نتائج محفوظ کردينے کا اچها ذريعه هے ' تاهم اسکي ظاهري رعنائي اس سے بهي بڑهکر کسي تصوير معني کا نقاب بن سکتي تو بهتر تها -

ناظرين اس مجموعے کو ضرور ملاحظه فرمائيں

۱۸ : اگست ۱۹۱۲

— * —

الامر بالمعروف والنهي عن المنكر

الحب في الله ' والبغض في الله - الساكت عن الحق شيطان اخرس

كنتم خير امة أخرجت للناس ' تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتومنون بالله - (۳ : ۱۰۶)

(۲)

(اسلام) نے اپني تعليم و دعوت اور اپني امت کے قيام و بقا کيلئے اساس اولين اور نظام بنيادي ايک اصول قرار ديا هے اور اسکو وه " امر بالمعروف ونهي عن المنکر " سے تعبير کرتا هے :

ولتكن منكم امة يدعون الى الخير ' ويامرون بالمعروف وينهون عن المنكر اولائك هم المفلحون (۳ : ۱۰۰)	تم ميں سے ايک جماعت هوني چاهئے ' جو دنيا کو نيکي کي دعوت دے ' بهلائي کا حکم کرے اور برائي سے روکے وهي فلاح يافته هيں -

اس آيت ميں خدا تعالى نے دعوت الى الخير ' امر بالمعروف اور نهي عن المنکر کو بطور ايک اصول کے پيش کيا هے اور بظاهر مسلمانوں ميں سے ايک گروه خاص کا آسکو فرض قرار ديا هے ليکن اسي رکوع ميں آگے چلکر دوسري آيت هے :

كنتم خير امة اخرجت للناس ' تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتومنون بالله (۳ : ۱۰۶)	تمام امتوں ميں تم سب سے بهتر امت هو که اچهے کاموں کا حکم ديتے هو اور برائي سے روکتے اور الله پر ايمان رکهتے هو -

ايک تيسري آيت ميں مسلمانوں کا يه ملّي امتياز اور قومي فرض زيادہ نماياں طور پر بتلايا هے :

وكذالك جعلناكم امة وسطا لتكونوا شهداء على الناس ويكون الرسول عليكم شهيدا (۲ : ۱۲۷)	اور اسي طرح هم نے تمکو درمياني اور وسط کي امت بنايا تاکه لوگوں کے مقابلے ميں تم گواه بنو اور تمهارے مقابلے ميں تمهارا رسول گواه هو -

تفسير آيات

ان تين آيتوں ميں خدا تعالى نے خاص طور پر مسلمانوں کا اصلي مشن ' مقصد تخليق ' قومي امتياز ' اور شرف خصوصي اسي چيز کو قرار ديا هے که گو دنيا ميں اعلان حق کي هر برگزيده هستي اور جماعت کا فرض رها هو مگر مسلمانوں کا تو سرماية زندگي يهي فرض هے ' وه دنيا ميں اس لئے کهڑے کئے گئے هيں که خير کي طرف داعي

ے ایک عدل قائم کرنے والي امت بنایا تاکه دنیا کیلئے تم ایک
راہ عادل کي حیثیت سے شہادت دیسکو"

خود قران مجید بھي اس معنی کي تائید کرتا ھے - ایک موقعه
ر فرمایا که (قال اوسطھم) اور وھان بلا اختلاف (اوسطھم) سے مراد
اعدلھم) ھي ھے' امام رازي نے بروایت قفال ایک حدیث بھي درج
ي ھے که آنحضرت نے خود اس آیت کي یوں تفسیر فرمائي : امة
سطا ای عدلا - اسکے علاوہ مشہور حدیث : خیر الامور اوسطھا میں بھي
وسط بمعنے اعدل استعمال کیا گیا ھے' یعنے بہتر کام وہ ھیں جو ان میں
مطابق عدل ہوں - آنحضرت کي نسبت کہا جاتا تھا که اوسط قریش
سبا - اور یہاں بھي ظاھر ھے که اوسط' اعدل ھي کے معنے میں بولا گیا
ھے اور اسي بنا پر اس آیت سے (اجماع) کے حجة ھونے پر استدلال
کیا جاتا ھے که جب امت کي عدالت نص سے ثابت ھوگئي' تو اُسکا
اجماع یقیناً گمراھي وفساد سے محفوظ ھوگا -

پہلي اور دوسري آیت میں تطبیق

پہلي اور دوسري' دونوں آیتوں میں خدا تعالی نے امر بالمعروف
و نہي عن المنکر کے فرض کا ذکر کیا ھے' لیکن پہلي آیت میں
بظاھر الفاظ تمام امت کیلئے نہیں' بلکه امت میں سے ایک جماعت
خاص کیلئے اسکا فرض ھونا معلوم ھوتا ھے :

ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف (الخ) — تم میں سے ایک جماعت ھوني چاھئے جو خیر کي طرف بلاے اور نیکي کا حکم دے -

لیکن دوسري آیت میں کسي ایک جماعت کي تخصیص نہیں ھے'
تمام امت کا امتیاز ملي اسي فرض کو قرار دیا ھے :

کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف (الخ) — تم سب میں بہتر امت ھو' اسلئے که نیکي کا حکم دیتے ھو (الخ)

دونوں آیتیں ایک ھي سورت اور ایک ھي رکوع میں ھیں' پھر دونوں
میں اختلاف کیوں ھے ؟ پہلي میں یه فرض محدود و مخصوص' اور
دوسري میں عام ھے -

عام خیال یه ھے که پہلي آیت میں خدا تعالی نے جن فرائض
کا ذکر کیا ھے ' ان میں سے ھر فرض اپني تکمیل کیلئے علم کا محتاج
ھے - دعوت الی الخیر کیلئے ضرور ھے که اعمال خیر کا علم ھو'
امر بالمعروف کیونکر انجام پاسکے گا جبکه وہ کام معلوم نہونگے جن پر
معروف کا اطلاق ھو سکتا ھے ؟ نہي عن المنکر تو اور زیادہ علم
و فضل اور درس و تدریس کا محتاج ھے' کیونکه منکرات میں تمام
محرمات و مکروھات فقہیه داخل ھیں اور جب تک انکا علم نہو
کیونکر اُنسے روکا جا سکتا ھے ؟

اس تفسیر کي بنا پر فیصله کر لیا گیا ھے که اس آیت
(ولتکن منکم) میں (من) تبعیض کیلئے آیا ھے ' اُس سے صرف
ایک گروہ محدود (علما) مراد ھے ' اور یه تینوں باتیں صرف اُنھي
کے فرائض میں داخل ھیں -

علما نے اس فرض عام کو اپنے لئے مخصوص کر لیا -

لیکن در حقیقت یه خیال عملاً اور اعتقاداً ایک ایسي خطرناک
غلطي تھي جسکو نہیں سمجھتا که کن لفظوں سے تعبیر کروں ؟ اس
تیرہ سو برس میں اسلام کو اُن تمام غلط فہمیوں سے سابقه پڑا جو اُس سے
پہلے اُمم سابقه کو پیش آچکي ھیں ' لیکن کسي سخت سے سخت
تحریف نے بھي مسلمانوں کو ایسا لاعلاج نقصان نہیں پہنچایا ' جیسا
اس غلطي سے پہنچا اور پہنچ رھا ھے - اسلام کي وہ دعوت الہي جو
ایک عالمگیر اصلاح اور بین الملي جامعه کے قیام کیلئے آئي تھي '
اسي غلط فہمي سے زیادہ عرصے تک قائم نه رھسکي - خلافت و نیابت
الہي کا وہ شرف' جو مسلمانوں کو عطا کیا گیا تھا اور جسکي وجه سے
به حیثیت ملي وہ تمام عالم میں خدا کا مقدس دست عمل تھے '
بد بختانه اسي غلط فہمي سے خاک میں ملا - رؤسائے روحاني اور
پیشوایان مذھب نے جو مشرکانه اختیارات اپنے لئے مخصوص کرلئے تھے
اور جنکي غلامي سے دنیا کو نجات دلانا اس دین الہي کا اصلي مشن
تھا ' اسکي بیڑیاں پھر اسي غلط فہمي کي لعنت سے مسلمانوں کے
پانوں میں پڑیں اور ایسي پڑیں که ابتک نه نکل سکیں - چالیس
کرور فرزندان الہي' جنکو اپنے اعمال حسنه سے دنیا میں خدا کي تقدیس
کا تخت جلال بننا تھا ' آج اپني بد اعمالیوں سے تمام قومي جرائم اور
ملي معاصي میں گرفتار ھیں' اور قہر الہي کو مدتوں سے دعوت دے
رھے ھیں - یه وھي معاصي ھیں ' جنکي پاداش میں اقوام گذشته سے
خدا نے اپنا رشته توڑا تھا ' جنکي وجه سے (داؤد) کے بنائے ھوے
ھیکل سے روٹھه کر رحمت الہي نے (اسماعیل) کي چني ھوئي
دیواروں کو اپنا گھر بنایا تھا ' اور پھر جنکي وجه سے بني اسرائیل کو اپني
نیابت سے معزول کرکے مسلمانوں کو اسپر سرافراز کیا تھا :

و لقد اھلکنا القرون من قبلکم لما ظلموا وجاءتھم رسلھم بالبینات وما کانوا لیومنوا ' کذلک نجزی القوم المجرمین - ثم جعلناکم خلائف في الارض من بعدھم لننظر کیف تعملون ؟ (۱۰ : ۳۵)

اور تم سے پہلے کتني قومیں گذر چکي ھیں که جب انھوں نے ظلم و معاصي پر کمر باندھي تو ھم نے انھیں ھلاک کردیا - ان کے رسول کھلي کھلي نشانیاں لیکر آئے تھے مگر انھیں ایمان نصیب نہیں ھوا ' مجرموں کو ھم ایسي ھي سزا دیا کرتے ھیں - پھر انکو ھلاک کرنے کے بعد ھم نے تم کو دنیا کي پادشاھت دیکر اُنکا جانشین بنایا تاکه دیکھیں که کیسے عمل کرتے ھو ؟

مگر یه بد بختي بھي صرف اسي غلط فہمي کا نتیجه ھے -

لیکن یه سب کچھه کیونکر ھوا ؟ اسطرح' که اعتقاد ھي سے عمل
وجود پذیر ھوتا ھے' اس غلط فہمي کا پہلا نتیجه یه نکلا که
(امر بالمعروف) جو در اصل ھر فرد اسلامي کا فرض تھا ' اور صحابۂ کرام
کي زندگي اسکي عملي شہادت ھمارے سامنے ھے : وہ روز بروز ایک
محدود دائرے میں سمٹتا گیا ' اور سمٹتے سمٹتے ایک غیر محسوس نقطه
بنکر رھگیا' اب اسکے وجود میں بھي شک ھے -

دنیا کے تمام مذاھب کے انحطاط و ھلاکت کي ایک بڑي علت
رؤساء مذھبي کا معبودانه اقتدار ھے' اسلام نے اس زھر کا تریاق اسي
اصل اصول کو تجویز کیا تھا که امر بالمعروف کي خدمت کو اسطرح
عام' اور ھر فرد ملت پر پھیلا دیا جاے' که پھر کسي مخصوص گروہ کو

برخلاف (تبذیر) کے که اسکي تعریف (صرف الشي فیما لا ینبغي) بیان کي گئي ہے' یعني "کسي چیز کو اسکے مصرف کے علاوہ دوسري جگه خرچ کرنا" مثلاً دولت نفس کے ضروري آرام و آسایش' اعزا و اقارب کي اعانت' اور اعمال حسنه میں خرچ کرنے کیلئے ہے' مگر آپ اُسے محض اپني جاہ و نمایش' دنیوي عزت' اور حکام کي نظروں میں رسوخ حاصل کرنے کیلئے باسماے مختلفه لٹانا شروع کردیں' تو قرآن کریم اسکو (تبذیر) سے تعبیر کریگا اور چونکه اسکا نقصان اسراف سے شدید تر ہے' اسلئے وعید بھي سخت وارد ہوئي که مسرف کیلئے تو صرف (ان الله لا یحب المسرفین) "خدا اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا" فرمایا اور (تبذیر) کے مرتکبین کو (کانوا اخوان الشیاطین) کہکر "شیطان کے اخوان و اقارب" میں شمار کیا گیا - اسراف اور تبذیر کا یه فرق خود قران کریم سے ماخوذ ہے' تفسیر بالراے نہیں ہے - یه دونوں لفظ جہاں جہاں بولے گئے ہیں اگر انکا استقصا کیا جاے تو خود بخود یه فرق ظاہر ہو جاے گا مثلاً :

کلوا واشربوا ولا تسرفوا' ان الله لا یحب المسرفین — کھاؤ اور پیو لیکن اسراف نه کرو الله اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا -

بھوک اور پیاس میں غذا اور پاني کا صرف' ایک بالکل صحیح مصرف کا خرچ ہے اور اشیا کا بے موقع خرچ کرنا نہیں ہے' غذا کھانے ہي کیلئے ہے اور پاني پینے ہي کیلئے' لیکن اگر حد خواہش اور ضرورت سے زیادہ کھایا جاے' یا انکي طیاري اور طریق اکل و شرب میں بیجا روپیه خرچ کیا جاے تو یه اسراف ہوجاے گا - اسي لئے فرمایا که اسراف مت کرو - لیکن ایک دوسرے موقعه میں صورتِ خرچِ اشیا اس سے مختلف تھي :

وات ذاالقربی حقه — اور اقارب کا حق ادا کرو' نیز مسکین
والمسکین وابن السبیل' — اور مسافر کے حقوق ادا کرو' اور دولت
ولاتبذر تبذیرا - — کو بے جا ضائع مت کرو -

یہاں چونکه مقصود یه تھا که دولت کا مصرفِ صحیح' اعزاء و اقارب وغیرہ کے حقوق ادا کرنا ہے ؛ پس دوسرے کاموں میں اسکو بے موقع خرچ نکرو: اسلئے اسراف نہیں کہا بلکه تبذیر کے لفظ سے تعبیر کیا گیا -

رجوع الی المقصود

حاصل سخن یه ہے که گناہ' معصیت' فسق' جرم' اور ہر وہ شے جسکا شمار برائیوں اور بدیوں میں ہے' في الحقیقت بے اعتدالي اور افراط و تفریط ہي کا نام ہے - اسکے مقابله میں نیکي اور خیر کو صرف ایک ہي لفظ (عدل) سے تعبیر کیجئے که ہر وہ شے جسمیں عدل پایا جاے' یقیناً نیکي اور عمل خیر ہے - قران ہر جگه ہر طرح کے محاسن و فضائل کو اسي جامع و مانع لفظ سے تعبیر کرتا ہے - اسکي اصطلاح میں صراط المستقیم' توازن قسط' میزان الموازین' قسطاس المستقیم' اور عدم تطفف' اور اسي طرح کے بیسیوں الفاظ اسي ایک مقامِ عدل سے عبارت ہیں - وہ ہر جگه اور ہر تعلیم میں لا تعتدوا (زیادتي مت کرو) اور اعدلوا (عدل کرو) کے اصول کي دعوت دیتا ہے' اور اسي راہ عدل کو اقرب الی التقوی بتلاتا ہے - اسکي تعلیم کا خلاصه ہر شے میں - خواہ وہ اسکي عبادت اور بندگي اور خواہ اسکي راہ میں خیرات و بخشش ہي کیوں نہو - یه ہے :

ولا تجعل یدک مغلولة الی عنقک ولا تبسطها کل البسط' فتقعد ملوماً محسورا (۱۷ : ۳۲) — اور اپنا ہاتھه نه تو اس طرح سکیڑ که گویا گردن میں بندھگیا ہے اور نه بالکل پھیلا ہي دو' ورنه تم خالي ہاتھه بیٹھے رہجاوگے اور لوگ تم کو ملامت کرینگے -

ہر کام کیلئے اس آیت میں اعتدال کي ایک جامع مثال بیان کردي گئي ہے -

امر بالمعروف و نہي عن المنکر سے مقصود قیام عدل ہے

پس جیسا که ہم نے ابتدا میں اس طرف اشارہ کیا تھا' جس جماعت کا فرض دعوت الی الخیر' امر بالمعروف' اور نہي عن المنکر ہوگا' وہ دنیا میں ایک ایسي طاقت ہوگي جو صرف نیکي ہي کي خاطر دنیا میں بھیجي گئي ہے' اور چونکه نیکي عبارت ہے عدل سے' اور بدي اسکے عدم سے' اسلئے في الحقیقت وہ عدل کو قائم رکھنے والي اور ہر افراط و تفریط کو - که بدي اور گناہ ہے - روکنے والي جماعت ہوگي -

اب عدل کي حقیقت پر غور کیجئے تو وہ في الحقیقت ہر شے کي وسطي اور درمیاني حالت کا نام ہے - کسي ایک طرف جھک پڑیے تو یه افراط و تفریط ہے' لیکن ٹھیک ٹھیک درمیان میں اس طرح کھڑے رہیے که بالکل برابر جگه بھي کسي طرف زیادہ نه بچي ہو تو اسکا نام اعتدال اور عدل ہوگا - قرآن کریم نے اسکي نہایت عمدہ مثال دي ہے' ایک جگه فرمایا :

وزنوا بالقسطاس المستقیم ذلک خیر و احسن تاویلا (۱۷ : ۳۷) — جب کسي چیز کو تولو' تو ترازو کي ڈنڈي سیدھي رکھو (تاکه وزن میں دھوکا نه ہو) یہي طریق خیر' اور نیک انجام ہے -

دوسري جگه ایک سورت اس جملے سے شروع کي ہے :

ویل للمطففین (۸۳ : ۱) — ماپ تول میں کم دینے والوں کیلئے بڑي تباہي ہے -

عدل کیلئے سب سے زیادہ مشاہدے میں آنے والي اور عام فہم مثال ترازو کي تھي' که اسکے تمام اعمال کي صحت کا دار و مدار محض اسکے اوپر کي سوئي پر ہے' جب تک وہ ٹھیک ٹھیک اپنے وسط میں قائم نہو جاے وزن کا اعتبار نہیں کیا جاسکتا' جوں ہي دونوں پلڑوں کا وزن مساوي ہوگا' معاً سوئي بھي وسط میں آکر ٹھہر جاے گي -

اسي لئے قرآن نے اکثر مقامات میں ترازو کي مثال سے کام لیا ہے' اور قیامت کے دن بھي انساني اعمال کا فیصله اسي کے ہاتھه ہوگا : فاما من ثقلت موازینه فهو في عیشة راضیه' و اما من خفت موازینه فامه هاویه - یہي سبب ہے که وسط کو عدل کے معنوں میں بولا جاتا ہے اور في الحقیقت (وکذالک جعلناکم امة وسطاً) میں بھي وسط سے مراد عدل ہي ہے -

جس جماعت کا فرض امر بالمعروف اور نہي عن المنکر ہو' اُس سے بڑھکر اور کونسي جماعت عند الله اور عند الناس عادل ہوسکتي ہے ؟ پس خدا تعالی نے فرمایا که "ہم نے تم کو تمام دنیا کے

مسلم یونیورسٹي

کے خواب کي تعبیر

گورنمنٹ کے صیغۂ تعلیم کے معبّر کي زباني

(۱)

ماهرین علم النفس نے دماغ کے اعمال و قوی کي تفتیش میں عجیب عجیب تجربے کئے هیں - جب خواب کي حقیقت کي تحقیق منظور هوئي تو کہتے هیں کہ متعدد علما عرصے تک صرف یہ تجربہ کرتے رهے کہ سوتے هوے آدمي کے قریب بیٹھکر طرح طرح کي حرکتیں کرتے تے تاکہ اسکا خفیف سا حس بغیر نیند میں خلل ڈالے معمول کو بهي هوتا رهے - نیند سے هوشیار هونے کے بعد جب معمول سے دریافت کیا جاتا تو اُن تمام حرکات کے اثرات کو کسي مرتب خواب کي صورت میں بیان کرتا اور اسطرح یہ تجربہ اس تحقیق تک پہنچاتا کہ خواب میں دماغ کے اندروني حاسّوں کے سوا خارجي اثرات کو بهي دخل هے - مثلاً جب کبهي معمول کے سرهانے بیٹھکر کوئي هلکي سي آواز مسلسل پیدا کي جاتي اور ساتهه هي خفیف سا شور و غل بهي برپا کیاجاتا - تو معمول خواب میں دیکھتا کہ معرکۂ جنگ گرم هے اور توپ کے گولے بکثرت چهوٹ رهے هیں - اسکو بالکل اسکا یقین هوتا ' مگر عامل سمجھتا کہ یہ تو صرف لکڑي کي چوٹ سے کسي شے پر ٹُک ٹُک کرنے کي آواز تهي -

(اسپریچولیزم) کے جولوگ مدعي هیں ' وہ خواب مقناطیسي کے تجارب میں بهي ایسے هي واقعات بتلاتے هیں -

یهي حال هندوستان میں برٹش گورنمنٹ کي موجودہ استبدادي پالیسي کا هے ' اور علی الخصوص اپنے اُن اعمال میں جو مسلمانوں کے متعلق هیں وہ بالکل کسي علم دماغ کے تجربہ کرنے والے ڈاکٹر یا کسي ماهر فن مسمرائزر کي طرح چهہ کروڑ مسلمانوں کو سلاکر خواب کي قوتوں کا تجربہ کر رهي هے - پہلے خود هي آهستہ آهستہ اُنکے بستر کے پاس آتي هے اور اپني طلسمي چهڑي سے فرش کو کهٹکهٹانا شروع کردیتي هے ' آهستہ آهستہ زبان سے بهي کچهہ الفاظ نکالتي هے جو گو سننے والے کیلئے کوئي معني نہ رکھتے هوں مگر اس عمل کیلئے الف لیلہ کے عجیب الخواص منتر هوتے هیں ' تهوڑي دیر کے بعد جب معمول اُٹهتا هے تو اسکو یقین هوتا هے کہ میں نے ایک عجیب و غریب خواب دیکها ' معرکۂ کارزار گرم تها ' توپوں کے دهانے گولہ باري کر رهے تے ' هر طرف هنگامۂ دار وگیر سے میدان رستخیز کا دهوکا هوتا تها ' مدتوں اس خواب کے پیچهے سرگراني رهتي هے ' بالاخر پهر گورنمنٹ هي اپنے (عامل) کے بهیس کو بدلکر ایک مشاق (معبّر) کے لباس میں سامنے آتي هے اور عرصے تک سربزانوئے تفکر رهکر اُسکي تعبیر بیان کرتي هے -

ازاں بدرد دگر هر زمان گرفتارم
کہ شیوهاے ترا باهم آشنائي نیست

(مسلم یونیورسٹي) بهي اس سلسلۂ تجارب کا ایک عمل تها ' یہ خواب کچهہ دنوں بالکل سربستہ رها ' بہت سے دماغوں کو اسکي تعبیر کے لئے سرگراني تهي ' لیکن بالاخر جب تجربہ حد تکمیل تو پہنچ گیا تو اب انریبل ممبر تعلیم (سرهارکورٹ بٹلر) ایک ماهر فن معبّر کي حیثیت سے اسکي تعبیر کو گم گشتگان خواب حیراني کي هدایت کے لئے شائع فرماتے هیں -

هم صرف خواب هي دیکھتے رهے هیں ' تعبیر همیشہ گورنمنٹ کے معبرین هي کے هاتهہ رهي هے ' اسلئے همارے لئے یہ کوئي نیا واقعہ نہیں ' البتہ ایکے اس تجربے میں معلوم هوتا هے کہ کوئي نقص رهگیا کیونکہ خواب دیکھنے والوںکا بیان هے کہ خواب پر تعبیر ٹهیک ٹهیک منطبق نہیں هوتي - یہ کہنا تو بالکل خلاف قیاس هے کہ معمول کي طرف سے اس تجربے کو نقصان پہنچا هو' نیند پختہ ' غفلت شدید ' اور اعضا بدستور بے حس و حرکت تے ' البتہ شاید عامل هي کے طرف سے کوئي کوتاهي هوئي هو ' یا پهر خواب تو بدستور سابق ' اور تعبیر حسب عادت اسکي تمام جزئیات پر منطبق ؛ لیکن زمانے کي بے عقیدتي اور سوء ظني بڑهگئي هے کہ ارباب علم و فن کي تلقینات پر اعتماد نہیں رها اور یہ آخري توجیهہ هي عقل و درایت کے مطابق معلوم هوتي هے -

* * *

۱۲ - اگست کو شملہ سے انریبل مسٹر بٹلر کي مراسلات مسلم اور هندو یونیورسیٹوں کے نام شائع هوئي هیں ' جنمیں متعدد دلائل پیش کرکے ثابت کرنا چاها هے کہ عدم الحاق کي نسبت جو کچهہ وزیر هند نے فیصلہ کیا وہ گذشتہ وعدوں کے بالکل مطابق هے ' نیز متعدد مصالح و فوائد کے لحاظ سے مسلمانوں کیلئے بهتري بهي اسي میں هے کہ اسکو منظور کرلیں -

همکو معلوم نہیں کہ ان دلائل کا کمیٹي نے کیا جواب دیا ' مقامي معاصر (ڈیلي نیوز) لکھتا هے کہ اس چٹهي کے دلائل اتّل اور نہایت مضبوط هیں اسلیے کہ ابتک کوئي جواب اسکا شائع نہیں کیا گیا - ممکن هے کہ ایسا هي هو ' لیکن هم دیکھتے هیں تو اس تمام مراسلے میں ایک چیز بهي ایسي نہیں پاتے جسکو مجازاً بهي دلیل کہا جاسکے - اور اگر دلائل هیں تو سخت تعجب هے کہ صیغۂ تعلیم کا ایک افسر اعلی کیونکر دلائل و براهین کي منطقي اصطلاحات کا - جو دنیا میں ارسطو کے زمانے سے مسائل و مباحث کے سلجهانے کا قیمتي وسیلہ رهے هیں - علانیہ اسطرح توهین کرسکا ؟ پورے مراسلے میں کاش ایک سطر بهي ایسي هوتي جو گورنمنٹ کے اس عجیب الغواص صیغۂ تعلیم کي رسمي اور سرکاري عزت کے درجے کو اپني جگہ سے گرنے نہ دیتي - اگر اتنا بهي هوتا تو هم چپ هو رهتے ' کیونکہ جو صیغہ آجتک برٹش انڈیا میں همیشہ ناکام ترین سرکاري دفتر رها هے ' اسکے طرف سے اونچي توقعات رکھني دانشمندي کے خلاف هے -

ایک بحث طلب تمہید کے بعد (جسکو هم دوسرے ارٹکل کیلئے اٹها رکھتے هیں) انریبل مسٹر بٹلر نے اپنا مراسلہ حجت الزامي کے طریق استدلال سے شروع کرنا چاها هے جبکہ وہ لکھتے هیں کہ :

ذریعہ سے اقتدار حاصل کرنے کا موقعہ نہ ملے اور ھندؤں کے برھمنوں' اور عیسائیوں کے رومن کیتھولک فادروں کی طرح ' مذھبی دعوت و اصلاح کو کوئی جماعت اپنی اقلیم حکمرانی نہ بنالے کہ یفعل ما یشاء و یحکم ما یرید - لیکن اب صدیوں سے دیکھئے تو مسلمان جن بیڑیوں کو کاٹنے آئے تھے آنسے خود آنکے پانوں بوجھل ہو رہے ھیں - اس فرض الٰہی کو (علما) نے اپنا موروثی حق بنا لیا ہے جسمیں اور کسی فرد کو دخل دینے کی اجازت نہیں - شیطان (اپنی قدیمی عادت کی طرح) جب ضرورت دیکھتا ہے انکو اپنے اعمال ابلیسانہ کیلئے آلۂ کار بنا لیتا ہے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی جگہ (امر بالمنکر و نہی عن المعروف) کے فرائض انکے ھاتھوں انجام پاتے ھیں - باقی تمام قوم اپنے اس فرض کی طرف سے غافل و بے خبر ہے اور جہل مذھبی کے سبب سے (علما) کے اس غصبِ حقوقِ عامہ پر قانع ہوگئی ہے - خدا کی حکومت کوئی بھی اپنے اوپر محسوس نہیں کرتا ' نیکیوں کی طرف سے سب کی آنکھیں بند ھیں' اور برائیوں پر سے ہر شخص اسطرح گذر جاتا ہے گویا اسکو کان سننے کیلئے اور آنکھیں دیکھنے کیلئے ملی ھی نہیں : فانہا لا تعمی الابصار ' ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور (۲۲ : ۴۶)

دونوں آیتوں کا منشا ایک ہے

حقیقت یہ ہے کہ دونوں آیتوں میں کوئی اختلاف نہیں ' دونوں کا منشا ایک ہے اور دونوں اس فرض کو بغیر کسی تخصیص و تحدید کے ہر قائل کلمۂ توحید کا فرض قرار دیتی ھیں ' البتہ پہلی آیت میں (ولتکن منکم) کا لفظ اشتباہ پیدا کرتا ہے کہ (منکم) بیان تبعیض کیلئے ہے' یعنی تم میں سے بعض لوگوں کی ایک جماعت اس فرض کو اپنے ذمے لیلے' لیکن چونکہ آگے چلکر دوسری آیت نے اس فرض میں تمام امت کو شامل کر لیا ہے اسلئے یہاں (منکم) کو تبعیض کیلئے قرار دینا ھی غلط ہے' بلکہ وہ یقیناً توضیح و تبئین کیلئے آیا ہے جیسا ہر زبان کے محاورے میں عموماً بولا کرتے ھیں' مثلاً عربی میں کہیں گے : للامیر' من غلمانہ عسکر - ولفلان' من اولادہ جند - یعنی امیر کے لڑکوں سے فوج کے سپاھی ھیں اور فلاں شخص کی اولاد سے لشکر مرتب ہو رہا ہے ' تو اس سے امیر کے تمام لڑکے مراد ہونگے نہ کہ بعض - خود قرآن میں ایک موقعہ پر فرمایا ہے کہ فاجتنبوا الرجس من الاوثان (۲۲ : ۳۱) مگر اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ بتوں کے علاوہ اور کسی شے کی ناپاکی سے پرہیز نہ کیا جاے - غرضکہ یہاں (من) افادۂ معنی تبئین کرتا ہے نہ کہ تبعیض - (امام رازی) نے دوسرے قول کو بیان کرتے ہوے اسپر کافی بحث کی ہے - فمن شاء التفصیل فلیرجع الیہ (جلد ۲ : ۲۲۸) -

لیکن اس بحث کو ختم کرنے سے پہلے ہم قرآن مجید کی ایک اور آیت اس مضمون کے متعلق پیش کرتے ھیں ' اگر (امام رازی) نے اس آیت کو بھی پیش نظر رکھا ہوتا تو انکو متعدد آراؤ توجیہات کے لا حاصل نقل کرنے کی ضرورت نہوتی - سورۂ (حج) کے پانچویں رکوع میں خدا تعالیٰ نے کافروں کے اُن مظالم کی طرف اشارہ کیا ہے ' جنسے آغاز اسلام کے مسلمانوں کو سامنا ہوا تھا - پھر دفاع و حفظ نفس کیلئے قتال کی اجازت دی ہے ' اور اسکے بعد کہا ہے :

الذین إن مکناھم فی الارض — اگر ھم (ان مظلوم مسلمانوں) کو (حکومت
اقامـــو الصلـوۃ وآتو الزکواۃ — اور خلافت) دیکر زمین میں قائم کردیں
وامـــروا بالمــعروف ونھوا — تو وہ نہایت اچھے کام انجام دینگے یعنی
عن المــنــکــر ' ولله — نماز پڑھینگے' زکواۃ دینگے' لوگوں کو اچھے
عاقـــبـــۃ الامــور - — کاموں کا حکم دینگے اور برائی سے روکینگے
(۲۲ : ۴۳) — اور سب کا انجام کار اللہ ھی کے ھاتھہ ہے -

یہ آیت اس بارے میں بالکل صاف اور فیصلہ کن ہے - خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو کامیاب کرنے کی علت یہ بیان کی ہے کہ وہ زمین پر حکمراں ہونے کے بعد اچھے اور نیک کاموں کو انجام دینگے - پھر اُن کاموں کی بالترتیب تشریح کی ہے اور سب کو مسلسل عطف کے ساتھہ بیان کیا ہے ' جو معطوف و معطوف علیہ میں تسویہ ثابت کرتا ہے - پہلے نماز کا ذکر کیا ' پھر زکواۃ کا ' اور یہ دونوں عمل ہر جگہہ قرآن میں ایک ساتھہ بیان کئے گئے ھیں - اسکے بعد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا نام آیا ہے اور اُسی سلسلۂ اعمال میں' جسمیں نماز اور زکواۃ بلہجۂ وجوب و فرض بیان کئے جاتے ھیں - اس سے ثابت ہوگیا : کہ

(۱) مسلمانوں کو خدا نے جو نصرت و فتح اور دنیا میں کامیابی عطا فرمائی' اسکی علت یہ تھی کہ تاکہ وہ اعمال حسنہ انجام دیں -

(۲) وہ اعمال حسنہ (علی الخصوص) قیام نماز' اداے زکواۃ ' اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر ھیں -

(۳) نمـــاز اور زکواۃ ہر مسلمان پر فرض ہے پس امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی ہر مسلمان کے فرائض میں داخل ہے -

[کئی کالم ہوچکے مگر ابھی ان آیات کے اشـــارات باقی ھیں' مجبوراً اس نمبر کو اس اجمالی تذکرے ھی پر ختم کردیتے ھیں' آئندہ نمبر میں موضوع بحث یہ ہوگا کہ امر بالمعروف کے حدود کیا کیا ھیں ؟ اور نہی عن المنکر کیلئے قرآن و حدیث اور عمل سلف صالح سے ہمارے لئے فیصلہ کن اصول کونسا ہے ؟]

اس نمبر کی تصاویر

آجکے نمبر میں ایک بڑی تصویر عین میدان جنگ کی دی جاتی ہے - ۲۴ فروری کو برقہ میں ایک سخت و شدید معرکہ ہوا تھا ' اُسی معرکے کا یہ ایک منظر ہے -

دوسری تصویر کو غور سے دیکھئے تو نہایت دلچسپ نتائج اپنے اندر رکھتی ہے - اندرون طرابلس میں باربرداری کی جو مشکلات اٹلی کو پیش آئیں اور جنکی وجہ سے وہ ابتک ایک قدم بھی آگے نہ بڑھا سکی' اسکا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے - خچر نے جب چلنے سے جواب دیدیا تو تمام اٹالین جو گاڑی میں سوار تھے نیچے اتر آے اور سب ملکر زور لگا رہے ھیں کہ کسی طرح ایک قدم آگے بڑھے' مگر گاڑی کے پہیے اور خچر کے پانوں' دونوں نے چلنے کی قسم کھالی ہے -

مراسلات

گویا ایک طرح کے هائي اسکول هیں جو مرکزي کالج کیلئے طلبا طیار کرینگے ' لیکن مسٹر محمود کي اسکیم کے دیکھنے سے صاف طور پر معلوم هوجاتا هے که مقصود کالج نهیں بلکه یونیورسٹي تها اور گو اسکا نام مدرسه رکھا گیا هو [اسلئے که عربي میں یونیورسٹي کا کوئي ترجمه اجکل کے لفظ (جامعه) کي طرح اس وقت رائج نه تها] لیکن اسکے انتظام کي هر شاخ میں یورپ کي یونیورسٹیوں کي مثالیں هي پیش نظر تهیں - پس سرسید جو کچهه قائم کرنا چاهتے تهے اسکے یونیورسٹي هونے سے جب انکار نهیں کیا جاسکتا تو گذشته اقتباسات سے ثابت هوتا هے که اسکو ریذیڈنشل بنانے کے ساتهه غیر مقامي بهي رکھنا چاهتے تهے -

[باقي اینده]

مسلم یونیورسٹي اور راجه صاحب محمود آباد

میں نے اسوقت آپکے اخبار مورخه ۷ - اگست ۱۹۱۲ میں وه مضمون پڑها جو جناب نے مسلم یونیورسٹي پر تحریر فرمایا هے - جسقدر آپ نے اپنے بیش بها خیالات کا اظهار فرمایا هے اوسکي نسبت عرض کرنے کي مجهکو ضرورت نهیں - هر ایک مسلمان کو قومي مسائل پر راے زني کا پورا حق حاصل هے - البته آپ نے اپنے مضمون کے آخري حصه میں جناب والا آنریبل راجه علي محمد خان صاحب پریسیڈنٹ کانسٹي تیوشن کمیٹي کي نسبت خاص طور پر جو کچهه لکھا هے چونکه اوسکا تعلق واقعات سے هے اسلئے میں اپنا فرض سمجهتا هوں که جو صحیح حالات هیں وه پبلک کو معلوم هوں اور ایک ایسا شخص جو هر طرح پر قوم کے شکریه کا مستحق هے اوسکے متعلق قوم کو غلط فهمي نهو -

مجوزه مسلم یونیورسٹي کے متعلق ابتدا سے اسوقت تک گورنمنت کے ساتهه جو کچهه کارروائي هوئي هے اوسکي نسبت مجهکو ذاتي علم حاصل هے اور اوسکے لحاظ سے میں دعوے سے اس بات کو کهتا هوں که راجه صاحب ممدوح نے کبهي کسي معامله میں اس خیال سے که گورنمنت یا گورنمنت کا کوئي عهده دار اُنسے خوش هو قومي مقاصد کو کبهي فراموش نهیں کیا' بلکه جس جرأت اور بے باکي سے انهوں نے هر ایک معامله میں قومي مقاصد کي حفاظت کي هے اوس سے هم سب کو ایک گونه حیرت هے که باوجود مسلمان تعلقدار هونیکے انهوں نے ذاتي نفع و نقصان کا کچهه خیال نهیں کیا - سب کو معلوم هے که همارے صوبه کے لفٹننٹ گورنر مجوزه مسلم یونیورسٹي کي تحریک کو پسند نهیں کرتے هیں اور همارے صوبه کے انگریز عام طور پر اسکے موافق نه تهے لیکن راجه صاحب موصوف نے ان حالات کي کبهي پروا نهیں کي - اور اس صوبه میں اس تحریک کو کامیاب کرنے میں سب سے زیاده حصه لیا -

میں نهیں سمجهتا که آپکا وه معتبر ذریعه کونسا هے جسکي بنا پر آپ نے راجه صاحب موصوف پر ایسا بے بنیاد الزام لگایا - راجه صاحب ممدوح نے جو قومي خدمت کي هے وه قوم و پبلک کے سامنے هے - نه وه کسي اعتراف کي محتاج هے اور نه بیجا نکته چیني سے اسکو کسي قسم کا اندیشه هے - البته جو اخبارنویس قومي خدمت کے داعي هیں اُن کو یه سمجهنا چاهئے که بغیر کافي تحقیق اور علم کے کسي شخص کي نیت پر پبلک میں حمله کرنا حق العباد کا خون کرنا هے - نهایت ممنون هونگا اگر آپ اِس عریضه کو اپنے اخبار میں شایع فرمادینگے فقط *

دستخط

(آنریبل صاحبزاده آفتاب احمد خان صاحب)

سول سروس کمیشن

— * —

جناب ایڈیٹر صاحب

غالباً جناب کي توجه اُس کمیشن کي طرف جسکو هوم گورنمنت نے هندوستان کے صیغه ملازمت سرکاري پر از سر نو غور کرنے کے واسطے مقرر کیا هے اور جو عنقریب هندوستان میں آکر اهل ملک کي منشا کو دریافت کرنے والا هے - اول سے رجوع هوئي هوگي - علاوه اس کے که اس کمیشن کو ملکي خواهشوں پر متوجه کیا جائے - اس کي بهي اشد ضرورت هے که مسلمانوں کے قومي حقوق متعلق سرکاري نوکري پر بهي معزز اهل کمیشن کي توجه مائل کرائي جائے - پس جناب کو خود اور اپنے مضمون نگاروں سے اس کا بندوبست کرنا مناسب معلوم هوتا هے که آپ اور وه اپنے اهل ملک اور ناظرین کو مشوره دیں که اُن میں سے جو اپنا بیان بحضور کمیشن لکهانا چاهیں - اُن کو ایسا بیان کرنا چاهئے - جس سے مسلمانوں کے قومي حقوق نسبت ملازموں کے محفوظ هو جائیں - یه مسئله نهایت متانت - واقفیت اور سنجیدگي سے غور اور بحث کرنے کا هے اور اخبارات بهترین مشیر اُن کے واسطے هو سکتے هیں' جو کمیشن موجوده کے حضور میں شهادت دیں گے -

یه ضرور هے که مالکان اخبارات اُن پرچوں کو جن میں اس کے متعلق اظهار خیال کیا هو - وقتاً فوقتاً اُن صاحبوں کے پاس بهیجدیا کریں جن کو وه اپنے نزدیک اس لایق جانتے هوں اور کمترین راقم عریضه هذا نهایت شکرگزار هوگا اگر آپ اس قسم کا هر ایک پرچه اِس نیازمند کے پاس بهیجدیں گے -

اس بات پر بهت زور دینے کي ضرورت نهیں هے که یه کام کیسا اهم هے - کیونکه اس کي سنجیدگي پورے طور پر ظاهر هے - پس امید هے که جناب اور جناب کے اخبار کے معزز ناظرین خاص توجه اس باره میں فرماتے رهیں گے امید هے که جناب اور جناب کے کاروبار عمده حالت میں هونگے

مکرر عرض یه هے که آپ کے معزز اخبار کے ناظرین میں سے کوئي صاحب ایسے هوں که وه بذریعه اخبارات اپنے خیالات کا شائع کرانا پسند نفرمائیں اون سے چاها جانا چاهئے که وه پرایوٹ خطوط سے راقم اثم کو یا اور کسي کو ضرور اپني صلاح سے مدد دیں - فقط -

(نواب حاجي اسماعیل خاں)

" سرسید کي تمنا تهي که علیگڈھ کو ایک قیامي (رزیڈنشیل) یونیورسٹي بنا ئیں اور اسکا اعادہ اُس وقت سے برابر سر برآوردہ مسلمانوں اور ارکان کالج کي جانب سے هوتا رها هے ' مسودۂ قانون اساسي کي تمهید میں بهي ایسا هي بیان کیا گیا هے "

اور پهر اس سے استدلال کرتے هیں که چونکه انکے نزدیک ریزیڈنشیل یونیورسٹي کیلئے ضرور هے که مقامي هو ' اسیلیے خود سرسید بهي وهي چاهتے تهے جو آج انکا موکل (دفتر هند) چاهتا هے اور جسکي وکالت انجام دینے کیلئے انریبل ممبر تعلیم کو سرسید کے خیالات سے استدلال کرنے کي زحمت گوارا کرني پڑي هے -

هم ممنون هیں که ایک ذمه دار افسر اعلی هماري امیدوں اور ارادوں کا اتنا اچها مطالعه کرتا رها هے که ٹهیک ٹهیک هماري طرح اسکو تعبیر کرنے کي استعداد اپنے اندر رکهتا هے - بیشک سر سید مرحوم کا یهي مقصد تها که اپني قوم کو گورنمنٹ کي بے معني اور انساني تربیت سے معرا تعلیم کي غلامي سے نجات دلائیں اور محض امتحان لینے والي یونیورسٹیاں قائم کر کے گورنمنٹ جس طرح تیس کروڑ انسانوں کو تربیت و تعلیم کے اصلي محاسن سے محروم رکهنا چاهتي هے' اس سے اپني قوم کو محفوظ کر دیں ؛ لیکن اگر اس سے مسٹر بٹلر کا یه ارادہ هے که خود سر سید نے عدم الحاق کي زنجیر' کالج قائم کرتے هوے انکے لئے رکهه چهوڑي تهي تا که آج (لارڈ کرزن) مسلمانوں کي تعلیم کے هاتهه پانؤں جکڑ دیں ' تو انهیں چاهئے که ابکا موسم گرما شمله پر بعافیت بسر کر کے جب اُتریں تو علي گڈہ جاکر لٹن لائبریري سے (تهذیب الاخلاق) کي جلدیں اور کمیٹي (خواستگار تعلیم مسلمانان) کي رپورٹیں نکلوا کر سمجهنے کے لئے اپنے دماغ پر ذرا بوجهه ڈالیں اور اسکے بعد کمیٹي کو الزام دینے کا ارادہ کریں -

حقیقت یه هے که ایک تفصیلي مضمون علي گڈہ کالج کي ابتدائي تاریخ ' کمیٹي خواستگار تعلیم کي رپورٹ ' اور مسٹر محمود کي اسکیم پر لکهنا چاهئے تا که یه روشني میں آ سکے که علي گڈہ کالج بننا کیا چاهتا تها اور کیا بن گیا ؟ سنه ۱۸۷۲ میں انجمن خواستگار تعلیم مسلمانان نے جب اشتہار دیکر ۳۲ رسالے لکهوائے تو انپر غور و فکر کرنے کے بعد سر سید نے اپنے ارادوں کو ایک مبسوط اسکیم کي صورت میں پیش کیا تها - انجمن کي رپورٹ مطبوعه سنه ۱۸۷۲ اس وقت همارے سامنے هے' اسمیں وہ اسکیم صفحه ۴۲ سے ۵۸ تک موجود هے ' اور کسي کو رپورٹ نه ملے تو تهذیب الاخلاق اول کي جلدیں منگواکر آ سے دیکهه سکتا هے - اس اسکیم کے پڑهنے سے باول نظریه معلوم هو جاتا هے که سر سید کا ارادہ یقیناً ایک قیامي یونیورسٹي کے بنانے کا تها ' مگر وہ همارے سرکاري مناظر (مسٹر بٹلر) کي عجیب الخلقت منطق کي طرح قیامي یونیورسٹي کو وسیع العلقه یونیورسٹي کا ضد و مخالف نهیں سمجهتے تهے - تعلیم اور مضامین تعلیم کا ذکر کر کے سر سید نے ایک خاص عنوان " مدارس " کا قائم کیا هے اور اسکے نیچے لکهتے هیں :

" یه مدرسے هونگے اور هر شهر و قصبه و ضلع میں جهاں ان کا قائم هونا ممکن و مناسب هو قائم هونے چاهئینگے - ان میں تعلیم صرف اُن قواعد کے مطابق هوگي جو اُردو مدرسه کے لئے هیں اور اُسي طرح اس مدرسه کے طالب علموں کو ایک سکنڈ لینگوج مقرر انگریزي یا فارسي یا عربي اختیار کرني هوگي -

اِس مدرسه میں اور پہلے مدرسه اُردو میں صرف اتنا فرق هوگا که اس مدرسه میں ایک حد معین تک علوم پڑهائے جاوینگے اور جب اُس حد تک طالب علم پهنچ جاوینگے تو اِس مدرسه سے خارج هوجاوینگے اور اُن کو اختیار هوگا که اُس سے اعلی درجے کي تعلیم اگر چاهیں تو مدرسة العلوم میں داخل هوں - یه مدرسے اِس مراد سے هونگے که مدرسة العلوم کے لئے لڑکے تیار کریں - اِن کي مثال بعینه ایسي هوگي جیسے گورنمنٹ ضلع اسکول کالجوں کي بهرتي کے لئے طالب علم طیار کرتے هیں "

اسکے بعد انهوں نے مکتبوں اور اسکولوں کے متعلق بحث شروع کي هے اور لکهتے هیں :

" هر گاؤں اور قصبه میں جهاں جهاں هوسکے مکتب قائم هونے چاهئیں - ان میں قرآن شریف بهي پڑهایا جاوے اور اُردو زبان میں کچهه کتابیں اور حساب وغیرہ سکهایا جاوے اور اُردو میں لکهنا پڑهنا بهي سکهایا جاوے اور اِس مکتب میں بهي کسي قدر فارسي اور کسي قدر انگریزي سکنڈ لینگوج هو "

اسکے بعد انهوں نے بتلایا هے که تعلیم کے مختلف درجوں میں کس کس عمر کے لڑکے لئے جائیں گے ' پهر بلحاظ عمر تعلیم کے پانچ درجے قائم کیے هیں' اُن میں ابتدائي دو درجوں کو لکهکر لکهتے هیں ؛

" یه وہ تعلیم هے جو مدارس مجوزہ (یعني ماتحت مدارس) میں تجویز کي گئي هے "

لیکن تیسرے درجے سے لیکر پانچویں درجے کي تعلیم بیان کرکے جو اعلی کالجي تعلیم هے : لکهتے هیں :

" یه پچهلي تینوں قسم کي تعلیمیں وہ هیں جو مدرسه العلوم سے علاقه رکهتي هیں "

اِن اقتباسات سے صاف طور پر بغیر کسي تاویل کے ثابت هوتا هے که

(۱) سرسید ایک ریذیڈنشل تعلیم گاہ قائم کرنا چاهتے تهے -

(۲) مگر محض مقامي نهیں' بلکه وسیع حلقه رکهنے والي - جسکے ماتحت هر شهر میں مدرسے قائم کیے جائیں اور وہ تمام مدرسة العلوم کے ماتحت هوں -

اسکولوں اور مکتبوں کو بهي اسکے ماتحت جاري کرنا مقصود تها جو اسکے لئے اور اسکے ماتحت مدرسوں کیلئے لڑکے طیار کرکے بهیجیں اور نیز اسکي نگراني میں ابتدائي تعلیم کا عمدہ انتظام کرسکیں -

افسوس هے که اس وقت هم کو کتابوں میں تهذیب الاخلاق کي وہ جلد نهیں ملي جسمیں مسٹر محمود کي اسکیم شایع هوئي تهي لیکن همیں ایسا یاد پڑتا هے که خود اسمیں بهي یهي منشا ظاهر کیا گیا هے که علي گڈہ میں مدرسه نهیں' بلکه ایک یونیورسٹي قائم هو اور وہ غیر مقامي اور اپنے ماتحت کالجوں اور اسکولوں کي ایک بڑي تعداد رکهتي هو - گو یهاں سرسید نے جا بجا مدرسة العلوم کا لفظ استعمال کیا هے اور باهر کے جن مدرسوں کو ماتحت بتلاتے هیں وہ

ارض طرابلس

برقـه کے معـرکے کا ایک منظـر

حضرة شیخ سنوسي

کا منشور جہاد

(العلم کا نامه نگار طرابلس سے لکھتا ہے :)

آغاز جنگ سے حضرة شیخ سنوسي اپني تمام طاقت مجاهدین طرابلس کي حمایت کیلئے وقف کرچکے هیں' اُنہوں نے جنگ کي خبر سنتے هي اپنے طریقے کے تمام خانقاهوں اور زاویوں کے نام احکام جاري کیے ' تمام مشایخ ' کو جمع کیا ' اور انکو فوري احکام دئے که اپني جماعتوں کو لیکر میدان قتال میں پہنچ جائیں ' الحمد لله که اس اعانت کے نتایج معاً ظاهر هوے' آج تک جو فتح و نصرت اسلامي علم کو یہاں نصیب هوي هے وہ عثماني مجاهدین اور مشایخ سنوسیه کي مشترک طاقت هي کا نتیجه هے -

انکي دلي شرکت کا سب سے بڑا ثبوت یه هے که اپني عادت اور اصول کے خلاف انهوں نے اعلان کردیا که بہت جلد به نفس نفیس میدان قتال میں تشریف لائیں گے اور اسمیں شک نہیں که وہ تاریخ جنگ طرابلس کا ایک زلزله انگیز وقت هوگا -

چنانچه وہ اپني موجودہ قیام گاہ (کفرہ) سے چل چکے هین انکے استقبال کیلئے جغبوب اور وادي قطمیر یہاں سے ایک وفد بهی روانه هوچکا هے ' وہ اب تک پهنچ چکے هوتے' لیکن چونکه اُنکو درمیان کے تمام مقامات مین مجاهدین کو جمع کرنے اور اطراف جوانب کے قبائل کو بلانے کیلئے مجبوراً قیام کرنا پڑتا هے ' پهر راہ کي دقتین ' گرمي کي شدت ' اور پاني کي قلت بهي عاجلانه سفر سے مانع هے اسلئے ابتک هم انکي زیارت سے محروم رهے لیکن انشاء الله عنقریب مین انکے وصول طرابلس کي خبر آپکو دونگا -

انکے گذشته اعلانات تو آپ پڑہ چکے هین لیکن آج انکا وہ اخری منشور جہاد آپکي خدمت مین بهیجتا هون جسکي نقلین گذشته دو ماہ کے اندر تمام عرب قبائل مین شائع کی گئي هین اور جس سے انکے جوش دیني اور غیرت ملي کا اندازہ کیا جاسکتا هے [اسکے بعد شیخ موصوف کي مبسوط تحریر هے جسمیں حمد و نعت کے بعد قرآن کریم کي ایات جہاد اور احادیث سے استدلال کرتے تمام مسلمانوں کو دعوت جہاد دي هے اور اس موقعه کو اسلامي شرف و بقا کیلئے نہایت نازک قرار دیکر التجا کي هے که اپنے فرض کو محسوس کریں اور هر طرف سے مجتمع هوکر میدان قتال کے طرف روانه هوجائیں پهر مجاهدین کو مخاطب کرکے کہا هے که تم لوگ رحمت الہي کے مستحق اور اسکي محبت کے مورد هو' خدا نے تمہاري مدح کو اپنے کلام میں جگه دي اور تمہاري تمام خطاؤں کو معاف کیا ' اپنے عزم کو اور محکم کرو' اپنے جوش کو بجهنے نه دو' دشمنان جذاؤ ملائکه کے فریب میں نه آؤ اور یاد رکهو که خدانے تمہاري نصرت و کامیابي کا وعدہ کیا هے اور انکا وعدہ غلط نہیں

آخر میں اپنے طریقے کے مشائخ و اصحاب طریقت کو متوجه کیا هے اور یه کہکر همت بڑهاي هے که تم اس سرزمین عرب کے فرزند هو جس سے رسول عربي کا ظهور هوا ' تم دین الہي کے سر چشمـه هو' تم کو خدانے اپني نیابت اور خلافت بخشي اور دنیا کي کنجیاں

نامورانِ غزوۂ طرابلس

بیک باشي (میجر) محمد نوري بک کمانڈر (خمس)

میجر محمد نوري بک

—*—

نامورانِ غزوۂ طرابلس میں میجر موصوف کا نام بھي ھمیشہ یادگار رھے گا - یہ بھي اُن عثماني مجاھدین غیور میں سے ھیں جنھوں نے دین و ملت کي کشتي کو جب امواجِ ھلاکت کے حلقے میں دیکھا تو بغیر کسي تامل و جھجک کے بے اختیارانہ سمندر میں کود پڑے اور پھر دنیا کي کوئي سخت سے سخت طاقت بھي ایسي نہ تھي ' جوان فدائیانِ راہ الٰھي کو منزلِ مقصود تک پھنچنے سے روکتیں - آج ترکي کے جتنے افسر میدانِ جھاد میں چالیس کروڑ سے زیادہ مسلمانوں کي عزت سنبھالے ھوے ھیں ' وہ سب کے سب تقریباً وھي لوگ ھیں جو یا تو پیشتر سے وھاں موجود تھے اور یا بغیر حکومت کے بھیجے یا اشارہ کیے سپاھیانہ انداز سے نہیں ' بلکہ مجاھدانہ عزم سے ساتھ خود بخود روانہ ھوگئے اور جاتے ھي حالات کو یکایک پلٹا دیا - میجر موصوف بھي ایسے ھي جان بازوں میں سے ھیں اور آجکل (خمس) کے عثماني کیمپ کے افسرِ اعلی کي خدمات انجام دے رھے ھیں -

میجر موصوف کي خدمات انکے یومِ ورود سے لیکر آجتک نہایت نامورانہ رھي ھیں - مگر جس جماعت کے بچے اور عورتیں تک جوش و شجاعت کے غیر فاني مجسمے ھوں ' اُن میں سے کسي ایک فردِ واحد کي خصوصیت کے ساتھہ کیا تعریف کي جاے ؟ رحمتِ الٰھي کا آفتاب جب کسي سرزمیں پر چمکتا ھے تو اونچے اونچے منار ھي نہیں ' بلکہ خاک کے ذرے بھي چمک اٹھتے ھیں : ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء ' واللہ ذوالفضل العظیم (۶۲ : ۴)

جسم انساني فاني ھے ' مگر انساني فضائل کیلئے فنا نہیں - موت کا حربہ اُسي وقت تک کارگر ھے جب تک اسکي ضرب انساني گوشت اور ھڈیوں پر ھے ' لیکن اگر خدا کي ڈھال آپکے ھاتھہ میں ھے تو آپکو کون مار سکتا ھے ؟ (ابو جھل) اور (مسیلمہ) اگر ھمیشہ زندہ بھي رھتے جب بھي بے روح لاشیں تھیں - لیکن محمد ابن عبد اللہ (صلعم) اپني عمر کے ۶۳ برس چار مھینے کے بعد بھي آغوشِ الٰھي میں زندہ رھا اور اب تک زندہ ھے -

ھرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت ست بر جریدۂ عالم دوام ما

یہ مقامات تو ارفع و اعلی ھیں ' عام جاں بازانِ ملک و ملت کو دیکھئے - (جوزف میزیني) مرگیا لیکن کیا اٹلي کہہ سکتي ھے کہ وہ زندہ نہیں ؟ (احمد مدحت) کي ھڈیوں کو کہتے ھیں کہ بوسفورس میں پھینکدیا تھا ' لیکن کیا اسکے کارناموں کو بھي (عبد الحمید) بہا سکتا تھا ؟ یہي حال آج اُن تمام جانفروشانِ ملت کا یقین کیجئے جو خاکِ طرابلس کو اپنے خون سے رنگین کر رھے ھیں - صدیوں پر صدیاں گذر جائیں گي ' تاریخ کئي جلدیں آگے بڑھجاے گي ' دنیا سینکڑوں انقلابات و تغیرات سے اپني صورت بدل ڈالے گي ' مجاھدینِ طرابلس کي ھڈیاں زیرِ خاک سڑ گل کر خاک میں ملجائیں گي : مگر انکے کارنامے ھمیشہ زندہ رھیں گے ' کبھي فنا نھونے والي روح انکو زندہ رکھے گي ' وہ خـدا - جو آج جھروکے میں بیٹھا ھوا انکے خون کے فواروں ' انکي لاشوں کي پامالیوں ' انکي بیوہ عورتوں کي فریادوں ' اور انکے یتیم بچوں کے آہ و فغاں کو دیکھہ رھا ھے - دنیا کي ھر ھستي کو ھلاک کردیگا مگر اپنے ان عاشقان دلباز کو مرنے نہ دیگا : ولا تقولوا لمن یقتل في سبیل اللہ اموات ' بل احیاء ' ولکن لا یشعرون -

---

(مقدونیہ) اور ولایت (اڈریانوپل) پر بلغاریہ کی حوصلہ مندانہ آرزوؤں کا احترام کیا جائے اور اس قرار داد کے معاوضے میں بلغاریہ بھی (نووی بازار) ولایات (عسکوب) (البانیہ) (مغربی مقدونیہ) (سالونیکا) اور (چلسیدس) پر آسٹریا کے جائز حقوق کو تسلیم کرے -

دفعۂ ۵ - اگر (آسٹریا) الحاق بوسنیا ہرزی گونیا پر فیصلہ کرلے تو بلغاریہ کو واجب ہوگا کہ ترکی کے خلاف آسٹریا کی تائید کرے اور ضرورت ہو تو مانٹی نگرو اور سرویا کے خلاف بھی کھڑی ہو جائے ' اسکا معاوضہ آسٹریا کیجانب سے بلغاریہ کے اعلان آزادی اور مشرقی رومیلیا کی حریت کی حمایت کی شکل میں ہوگا -

دفعۂ ۶ - بلغاریہ کسی ایسی طاقت کے ساتھہ سیاسی یا فوجی اتحاد کرنے کے مجاز نہوسکیگی جو آسٹریا کے اتحادی حلقے میں نہو ' اسکی قیمت میں (آسٹریا) بلغاریہ کو زار کا خطاب اختیار کرنے میں مدد دیگی -

دفعۂ ۷ - اگر (آسٹریا) اور (روس) کے مابین لڑائی چھڑ جائے تو اس حالت میں بلغاریہ کا یہ فرض ہوگا کہ وہ بے طرفی کا اعلان کرکے روس کو اپنی زمین اور بندرگاہوں سے نہ گذرنے دے -

آخری تین دفعات کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ نہایت اہم ہیں ' ایک شرط کا مفہوم تو یہ ہے کہ اگر ترکی بلغاریہ پر حملہ آور ہوئی تو (آسٹریا) قدیم سرویا ' البانیا اور مقدونیہ پر قابض ہوجائیگی اور جب ترکی نے آسٹریا پر حملہ کردیا تو بلغاریہ ولایت اڈریا نوپل پر قبضہ کرکے قسطنطنیہ کی طرف دھاوا کریگی -

۹ - اگر سلطنت عثمانیہ کو زوال آگیا تو آسٹریا اپنے حقوق کے اعتبار سے نووی بازار ' قدیم سرویا ' البانیہ ' مشرقی مقدونیہ ' سالونیکا اور تمام چلسیدس پر قبضہ کرلیگی -

۱۰ - میں سرویا سے امکان جنگ پر بحث کی گئی ہے اور لکھا ہے اگر (آسٹریا) اور سرویا میں جنگ ہوجائے اسوقت بلغاریا کا فرض ہوگا کہ (پرڈبی) اور (نش) پر قبضہ کرلے ؛ اگر (بلغاریا) کے ساتھہ ہو تو آسٹرین فوج (بلغار) اور (قارہ گیوز) کیطرف دھاوا کردیگی - بعد جنگ کے (سرویا) کی تقسیم ہو جائیگی اور تمام مغربی حصہ (دیرنا) اور (موروا) سے لیکر (نش) اور (پسروج) (آسٹریا) کے قبضے میں آئیگا اور مشرقی حصہ بلغاریا کا حصہ ہے -

جنگ اٹلی و ترکی

(حدیدہ ۱۵ اگست) :— اٹالین جنگی جہازات پائی مونت اور ازے تیوسا ۲۷ جولائی کو تملم دن ترکوں کی فوجی عمارت اور شہر سے باہر کیمپ پر گولے پھینکا کیئے -

میگزنوں میں آگ لگ کر دھماکا ہوا اور برابر دو دن تک آگ برستی رہی نقصان تخمیناً ایک لاکھہ پونڈ کا ہوا -

اموات کی تعداد ۳ اور مجروح کی تعداد ۵ تھی -

(بمبئی ۱۷ اگست) :— (ٹائمس آف انڈیا) کا نامہ نگار عدن سے لکھتا ہے : یہاں اس افواہ پر سب متفق اللسان ہیں کہ اطالوی ملاحوں کی ایک جماعت ایک جنگی جہاز سے قریب ساحل (زرنوک) اتری ہے - یہ مقام (حدیدہ) سے چند ساعت کے فاصلے پر واقع ہے - عربوں نے اطالیوں پر فیر کی جس سے دو ہلاک ہوگئے اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اطالی جنگی جہاز نے (رسول مغملاح) پر گولا باری کردی لیکن کسی شدید نقصان کی خبر نہیں آئی ایک پرایویٹ تار سے معلوم ہوا ہے کہ اٹالین ترکی بندرگاہوں اور حدیدہ کی فوجی مقامات پر گولا باری کر رہے ہیں -

(روما - ۱۹ - اگست) :— (زوارہ) سے اطالویوں نے پیش قدمی کی جس سے غرض یہ تھی کہ پہاڑی مقامات پر قبضہ کرکے (تیونس) کی سرحد سے رسد وغیرہ کی آمد و رفت بند کردیں سخت لڑائی کے بعد آخر انہوں نے میدان مار لیا جسمیں ۲ اطالوی ہلاک اور ۹۸ مجروح ہوئے علاوہ بریں ۵ افسر بھی مارے گئے - لیکن ترکوں کا نقصان نہایت سنگین تھا -

ترکی اور مانٹی نگرو

(سنتنج ۱۲) سرحد میں ترکی اور (مانٹی نگرو) کے مابین پھر جنگ کا آغاز ہوگیا -

ترکی فوجوں کی مدد کو کمک پہنچ گئی ہے -

(صوفیا ۱۳) کل کوچنہ کے قتل عام پر بر افروختگی کی نمایش کی گئی نمائش کنندگان کی جماعت نے سیاہ علم لیکر جلوسی شان سے دھاوا کیا - گرجوں کی گھنٹیاں بجتی تھیں اور تمام دکانیں بند کردی گئی تھیں - ساتھہ ہی یہ رزلیوشن بھی پاس کیا گیا کہ ہماری گورنمنٹ مقدونیا کے بلغاریوں کو عثمانی اطاعت و انقیاد سے نجات دلانے کی کوشش کرے -

(لندن ۱۴) سنتنج میں فخر الدین بک ترکی وکیل کی حیثیت سے مامور ہوا ہے -

(لندن ۱۶) تمام بلغاریا میں شاہ فرڈیننڈ کی جوبلی کی خوشیاں منائی جارہی ہیں - ہزمجسٹی نے قدیم دارالسلطنۃ میں فوج کا معائنہ کیا اور اپنی تقریر میں اس بات پر زور دیا کہ صلح کی پالیسی کی سخت ضرورت ہے تمام آبادی میں اس تقریر سے سکون بخش اثر پیدا ہوا ہے -

(لندن ۱۶) :- ریوٹر کو معلوم ہوا ہے کہ (آسٹریا ہنگری) نے دول عظام کو مدعو کیا ہے کہ عثمانی صوبہاے بلقان کے کوائف کے متعلق مبادلۂ آرا کریں -

(لندن ۱۷) صوبہاے بلقان کے بارے میں تبادلۂ خیالات کے لئے (کاؤنٹ وان برچٹولڈ) نے دول یورپ کو جو دعوت دی ہے اوسپر بہت نکتہ چینیاں ہو رہی ہیں - آسٹریا کے نیم فہم اخبارات بڑی احتیاط سے اسکی توضیح کرتے ہیں کہ ترکوں کے معاملات میں مداخلت کرنے کا مقصد نہیں ہے آسٹریا صرف یہ چاہتی ہے کہ اقوام کے راضی رکھنے کے ارادے میں ترکوں کا [illegible] بٹائے اور اس فرض کے ادائگی میں آسانی پیدا کرنیکی ضرورت کا ترکوں کو یقین دلائے - یورپین کانفرنس منعقد کرنے کا ارادہ نہیں ہے اور اسکا مباحثہ سفراء کی ذات سے سرانجام پائیگا -

(یورپی اخبارات کی رائیں) یورپکے اخبارات عموماً اس تجویز سے محتاط پسندیدگی ظاہر کرتے ہیں بعض اس خواہش کو روسی

تمہارے آگے ڈالدیں ' آج بھي اگر اسپر اعتماد کرتے اٹھہ کھڑے ہو تو اسکا ھاتھہ تمہارے پیٹھہ پر ھے اور اسکي جنود مخفي ھر حال میں آمادۂ اعانت -

[اس منشور کے نیچے انکا خاص دستخط ھے اور ۱۸ جمادي الثانیه تاریخ تحریر ھے خوف طوالت سے ھم پورا ترجمه نه کرسکے]

شوؤن عثمانیه

ولائت کي ڈاک

(از منچسٹر گارجین)

ترکي کي مشکلات اور موجوده مسائل

یه تو مسلمات سے ھے که ترکي کو مشکلات میں مبتلا دیکھکر اسکے دشمنوں کے شرار آرزو چمک اٹھینگے - (نووروبمیا) میں اسکے (صوفیا) کے نامه نگار کا تار شائع ھوا ھے جسکا مضمون حسب ذیل ھے :—

" ترکي ایوان وزارت کے مستعفي ھوجانے کے باعث گورنمنٹ اور ڈپلو میٹک حلقوں میں بحث و مباحثه کا بازار نہایت گرم ھورھا ھے اور یه یقین عالمگیر ھورھا ھے که آیده وزارت بھي ایک موج رواں کیطرح اٹھکر ناپید ھوجائگي اور قتل و خون کو یوں نشو و ترقي ھوگي که یوروپین کانفرس منعقد ھونے کي ضرورت نا گزیر ھوجائگي - عام راے تو یه ھے که اگر ترکي کي پیچیدگیوں کا مسئله حل کرنے کي کوئي معقول صورت نظر آتي ھے تو صرف اسي میں که یوروپین کانفرس منعقد ھو ورنه بلقاني ریاستیں مسلم ھوکر بیچ میں کود پڑینگي "

اخبار (ٹیمپس) کے ایک نوٹ میں اوپر کے مضمون کي یوں تشریح کي گئي ھے

" قافلوں کے سابق سرداروں اور عساکر بلغاریه کے افسروں نے (جو پہلے مقدونیا کي کمیٹي میں رہ چکے ھیں) پیہم جلسے منعقد کرکے (مقدونیه) میں بغاوت و غداري کا راسته صاف کردیا ھے اور اس سے مقصد یه ھے که دول یورپ خواھي نخواھي بیچ میں پڑجائینگے - خود (مقدونیه) کي خفیه انجمین اسي تاک میں بیٹھي ھوئي ھیں که ساعت قریب آجائے اور ھم آھنگ انقلاب بلند کردیں - مقدونیه کے مہاجرین جنہوں نے (بلغاریه) میں توطن اختیار کیا ھے اس تحریک کي تائید کے لئے اخلاقي اور مادي سہارا دینے کو مستعد ھوجائینگے اور پھر صرف اتنے ھي پر قانع نہونگے بلکه حکام پر اثر ڈالکر ترکونکے خلاف پالیسي پیدا کرنے پر مجبور کرینگے "

(فرنک فرٹر زیٹنگ) کا استمبولي نامه نگار کوائف مذکوره پر یه روشني ڈالتا ھے —

" ڈپلومٹک حلقوں میں البانی مسئلے کي نشو و ترقي سخت اندیشه ناک نظروں سے دیکھي جاتي ھے - اندیشه اسي بات سے پیدا ھوا ھے که اگر وزارت کے مشکلات کا سلسله یوں ھي جاري رھا تو باب عالي کو ایک عجب مصیبت پیش آئےگي جس سے صاف اور جانبر نکلنا اسکے لئے محال ھوجائگا - ایک البانیا کا مسئله ایسا آپڑا ھے جس سے ترکي بدحواس ھو رھي ھے اور ھر روز البانی جدید مطالبات اختراع کر کرکے ترکي کو کانٹوں پر گھسیٹتے ھیں - یه اندیشه تو نہایت اھم صورت اختیار کر رھا ھے که اگر (البانیه) میں ترکي کے بلا رضا یا برضا آزاد حکومت قائم ھوگئي تو ولایات (جنینا)

طرابلس میں اٹلي کي مشکلات

(اسکوٹاري) ' (مناستر) اور (کاسوا) بھي ترکوں کے دست اقتدار سے نکلکر آزاد البانیه سے ضم ھو جائنگے - اسوقت ریاست ھاے بلقان کے لئے مسئلۂ مقدونیه کا پیمانۂ عمر لبریز ھو جائگا اور اسکي جگه البانی عقده لے لے گا - ریاستہاے بلقان ھرگز اس بات کو گوارا نه کرینگي که ھمارے تاریخي حقوق غیر محفوظ چھوڑ دئے جائیں - بلغاریه ' مانٹي نگرو ' سرویا اور یونان کي فوجي سرگرم تیاریاں نظر غائر کي محتاج ھیں " -

نوجوان ترکوں کا ارگن (روميلیه) جو سالونیکا سے شائع ھوتا ھے اسمیں ایک نہایت اھم اور توجهه طلب مضمون چھپا ھے ' اسکا موضوع آسٹریا و بلغاریه کا پانزده ساله معاھده ھے جو سنه ۱۸۹۸ ع میں قرار پایا تھا - اس معاھدے کے شرایط اولی حسب ذیل بتائے جاتے ھیں :—

دفعه ۳ - شاه بلغاریه (روس) کي غاصبانه حرکت کي مزاحمت کرے ' اور (پراے سرویا) کي آزادي و نجات کے حامیوں کي کوششوں کو پامال کردے -

دفعۂ ۴ - (آسٹریا) پر یه فرض رھیگا که مشرقي

لا تهنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مومنین (القرآن الحکیم)

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ – ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۷ | کلکتہ : یکشنبہ ۲۰ اگست ۱۹۱۲ ع | جلد ۱

لیس علی اللہ بمستنکر ان یجمع العالم فی واحد

ثبت ست بر جریدهٔ عالم دوام ما

قیمت فی پرچہ — ساڑھے تین آنہ

ترتیب پر عمل کرتے هیں جو نتیجه هے سینٹ پیٹر سبرگ کی ملاقاتي تقریر کا -

اخبار " آسٹریا هنگرین " اس پر زور دے رها هے که ترکي معاملات میں دخل دینیکي کوئي تجویز پیش نہیں هے صرف منشایه هے که تاوقتیکه مختلف قومونکي ضروریات کو پورا کرنیکا موقعه نئي ترکي سلطنت کو نه ملے تب تک بلقان میں امن قائم رکھنیکي صورت کو مضبوط کرنا چاهئے - ساتهه هي ریاستهاے بلقان کو دول یورپ کیطرف سے یه مشوره دیا جاے گا که آشتي بڑهانے والي روش اختیار کرے -

قسطنطنیه میں زلزله

(قسطنطنیه ۱۲) قسطنطنیه میں سخت زلزله آیا ولائت (ادریا نوپل) کے جنوبي مغربي حصے میں ۱۵۰۰۰ هزار آدمي بے خان و مان هوگئے هیں ایک هزار آدمي قسطنطنیه کے هسپتال میں پناه گیر هیں - شهر (ادریا نوپل میں ۲۰ مساجد اور دیگر سرکاري عمارات برباد هوگئي هیں - آخري تخمینه هلاک شده اور مجروحون کا ۱۲۰۰ بتایا جاتا هے -

(ایضاً) - آج گیلي پولي میں پهر تین بار زلزله محسوس هوا

(قسطنطنیه ۱۳) - جیسا پہلے تصور کیا گیا اس سے کہیں بڑهکر جان اور مال کا نقصان هوا - لوگوں کي مصیبت و تباهي ناگفته به هے - زلزلے اور آتش زدگي سے تمام خاندان بے نشان هوگئے -

(قسطنطنیه ۱۷) : امریکن حفاظتي جهاز اسکار پین زلزلے کا منظر دیکهکر واپس آیا هے اور بیان کرتا هے که زلزلے کے حوادث کے متعلق جتني خبریں معلوم هوئي تهیں اصل حالت اسي سے کہیں ابتر هے - امریکن تخمینے کے مطابق تین هزار سے زیاده هلاک اور کم از کم چهه هزار زخمي پڑے هیں - بعض قصبات میں لاشوں کے تعفن سے آدمي ایک لمحے کے لئے کهڑا نہیں هو سکتا - بعض تو جلکر خاک کا ڈهیر بنگئے هیں -

خوف و هراس کا وهي عالم هے - زلزله زده مکانات یکے بعد دیگرے گرتے جاتے هیں - ایک گاؤں کا تو یه حال هے که وهاں کے لوگ هاتهه پر هاتهه رکهکر بیٹھے اپني مصائب پر آنسو بها رهے هیں -

مصر کے پولیٹکل متهمین کو سزا

(قاهره ۱۳) :- خدیو معظم ' لارڈ کچنر اور مصر کے وزیر اعظم کے خلاف سازش کرنیوالوں کا فیصله هوگیا - ایک کو پندره برس کي سخت با مشقت اور دو کو ۱۵ برس کي قید کي سزا دي گئي -

مراکش

* * *

(لندن ۱۲ اگست) - مولائي حفیظ نے تاج و تخت اپنے بهائي مولائي یوسف کے حواله کردیا وه ترقي صحت کے لئے (وشي) جاینگے اور ممکن هے که طنجه میں سکونت اختیار کرنے سے پہلے مکة معظمه سے حج کر آئیں -

(لندن ۱۳) - مولائي حفیظ ترچیلا جهاز پر سوار هو کر (جبل الطارق) آیا اور اسکے جهاز مقدونیه پر سوار هوکر مارسیلس روانه هوا اسنے برطانیه کے جهاز پر اسلئے تبدیلي کي تاکه فرانسیسي قیدي کہلائے جانے کي صورت قائم نه رهے -

اسکي حرم طنجه میں پهنچ گئي -

مولائي حفیظ کو ۱۵۰۰۰ پونڈ سالانه وظیفه ملا کریگا -

(لندن ۱۵) آج مولائي حفیظ (مارسیلس) پهنچے - وهاں فوجي شان سے آنکا استقبال کیا گیا -

(پیرس ۱۷) جنوبي مراکو کے موجوده کوائف پر فرانس میں سخت اندیشه پیدا هوگیا هے - اسکا باعث یه هے که دعویدار سلطنت (الہبا) نے اپني کاروائي شروع کردي هے - سواے فرانسیسي قونصل اور وائیس قونصل کے تمام یوروپین مراکش چهوڑ کر چل دئے هیں - (ریزیڈنٹ جنرل) کو سخت مشکل درپیش هے - ایسي مصیبت کے وقت نئي بغاوت کا کهڑا هوجانا ' اور (الہبا) کي سرکوبي کے لئے روانگي فوج کا امکان سے باهر هونا ' یه ساري باتیں قیام امن میں تاخیر پیدا کر دینگي -

Printed & Published by Abul Kalam Azad, at The Hilal Electrical Printing Works, 7-1, MacLeod Street, Calcutta.

غازي انور بک کي تصوير کي وجه سے اس نمبر کي قيمت ٨ آنه

لاتهنوا ولاتحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحكيم

Al-Hilal,
Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam Azad,
7/1, MacLeod Street,
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.
Half-yearly „ „ 4-12.

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام الدہلوی

مقام اشاعت
٧ - ١ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانه ٨ روپیه
ششماہی ٤ روپیه ١٢

نمبر ٧ — کلکته : یکشنبه ٢٠ اگست ١٩١٢ ع — جلد ١

فہرست

تصاوير

شذرات

اطلاع ضروري

براه عنايت خط وکتابت ميں وہ نمبر اپنے نام کے ساتھه ضرور لکھديا کيجئے جو هر پرچے کي چٹ پر آپکے نام اور پتے کے اوپر درج کرديا جاتا هے' وه خريداري کا نمبر هے اور بغير اسکے رجسٹر ميں صرف نام کو تلاش کرنا سخت دقتوں کا موجب هوتا هے - (منيجر)

اکثر احباب (الہلال) کي شائع شده تصويريں عاليحده طلب کرتے هيں - خاص ضرورت هو تو طيار کرکے بهيجدي جاسکتي هيں' ليکن اگر شوقيه عاليحده رکھنا مقصود هو تو کسي قدر انتظار کريں - جنگ طرابلس' ناموران غزوۂ طرابلس' اور مشاهير ماضي و حال کے رنگين البم هم طبع کر رهے هيں - انکا کاغذ نہايت قيمتي اور بوجه هاف ٹون مشين ميں چهپنے کے مطبوعات کي صناعت کا قابل ديد نمونه هوگا - اميد هے که قيمت بهي ارزاں هو -

---

پہلے شکايت کي جاتي تهي که آپ طرابلس سے نکلکر اپني سر زمين ميں آتے هي نہيں' اب آئے هيں تو شکايت کي جاتي هے که اسطرح دوڑتے هوے تو نه آئيے !

غرض دو گونه عذابست جان مجنوں را

عرض يه هے که برسوں تک بيٹهے بيٹهے پانوں شل هوگئے هيں' عرصے کے بعد قدم اٹهے هيں تو ذرا دوڑنے ديجئے که خون ميں حرارت تو پيدا هو - اب آهسته خرامي کا وقت نہيں هے - ساتهه کے چلنے والوں کي گرد پا کا بهي سراغ نہيں ملتا' اور آپ کي نصيحت هے که آهسته آهسته قدم اٹها کر چليے !

[illegible] تيز گام نے محمل کو جاليا
هم محو نالۂ جرس کارواں رهے

بعض ناصح همدردانه کہتے هيں که راه باريک اور هر طرف تاريکي هے' خوف هے که کہيں ٹهوکر نه لگے ' ليکن هماري تيزي بهي اسي لئے هے که تاريکي نے راه کو خطروں سے بهر ديا هے اسلئے دوڑنا چاهتے هيں که بن پڑے تو آگے نکلکر چراغ دکهلائيں - رها ٹهوکر کهانے کا خوف' تو اسکي پروا نه کيجئے ' اپنا عقيده تو يه هے که هاتهه پانوں توڑکر بيٹهه

الهـــــلال

—*—

شرح اجرت اشتہارات

—*—

ایک مرتبه کیلئے بحســاب	في صفحه ۲۶ روپیه	في کالم ۱۴ روپیه	نصف کالم ۸ روپیه
ایک ماه " "	" ۲۲ "	" ۱۲ "	" ۷ "
تین ماه " "	" ۱۸ "	" ۱۰ "	" ۶ "
چهه ماه " "	" ۱۵ "	" ۸ "	" ۵ "
ایک سال " "	" ۱۲ "	" ۶ "	" ۴ "

متفــرق اشتہارات جو نصف کالم سے بهي کم هوں ' انچ کے حساب سے لئے جاینگے ' بحســاب في مربع انچ دس آنه -

ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحه پر باره انچ تــک کا اشتہار لیا جاسکتا هے لیکن اسکي اُجرت هر مرتبه بولئے پورے صفحه کي ' یعنے ۲۶ روپیه لي جائے گي -

مختصر اشتہارات اگر رسالے کے اندر جگهه نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رهیں گے لیکن انکي اجرت عام اجرت سے پچاس فیصدي زیاده هوگي - اگر اشتہار کا بلاک بنوا کر یا کسي تصــویر کے بلاک کے ساتهه درج کرانا مقصــود هو تو بلاک کي اجرت اسکے علاوه هوگي ' اور اسکي بنوائي دس آنے مربع انچ کے حساب سے لي جاے گي - چهاپنے کے بعد وه بلاک پهر صاحب اشتہار کو دیدیا جایگا اور همیشه اسکے لئے کارآمد رهیگا -

شرائط

(۱) اسکے لئے هم مجبور نہیں هیں که آپکي فرمایش کے مطــابق آپکو جگهه دیسکیں ' البته حتی الامکان کوشش کي جاے گي -

(۲) اشتہار کي اجرت همیشه پیشگي لي جاے گي اور کسي حالت میں پهر واپس نهوگي -

(۳) منیجر کو اختیار هے که وه جب چاهے کسي اشتہار کي اشاعت روک دے ' اس صورت میں بقیه اجرت کا روپیه واپس کردیا جاے گا -

(۴) هر اُس چیز کا جو جوّے کے اقسام میں داخل هو ' تمام منشي مشروبات کا ' فحش امراض کي دواؤں کا ' اور هر وه اشتہار جسکي اشاعت سے پبلک کے اخلاقي و مالي نقصان کا ادنی شبهه بهي دفتر کو پیدا هو کسي حالت میں شائع نہیں کیا جاے گا -

۲۰ : اگست ۱۹۱۲

—*—

نشۂ شام کي نصف شب
یا
مسلم یونیورسٹي

اور اس ضمن میں چند متفرق خیالات

(۱)

بہت سي تاریخیں یاد رکھنے کے قابل ہوتي ہیں - فرانس ۱۸ - جولائي سنہ ۱۷۸۹ - کو نہیں بھولتا کہ آزادي کي رحمت کا اُسي دن نزول ہوا - انگلستان ۲ جون سنہ ۱۶۴۹ کو ہمیشہ یاد رکھتا ہے کہ شاہي اقتدار پر آخري ضرب اُسي دن لگي - لیکن یہ یادگاریں دنیا کي زندہ قوموں کا حصہ ہے - ہم بدبختوں اور زبون طالعوں کے پاس بھي بہت سي تاریخیں ایسي تھیں جنکي عظمت کے آگے صرف ہم ہي نہیں' بلکہ تمام عالم سر جھکاتا تھا ؛ لیکن یہ زندگي کے کاروبار تھے' اب کہ موت کي مردني سے جسم ملت کا ہر عضو افسردہ ہو رہا ہے' ایسے نصیب کہاں کہ کامراني و فتحیابي کي تاریخیں یاد رکھنے کیلئے میسر آسکیں؟ قومي اقبال کا آفتاب جب چمکتا ہے تو شاید ایک ہي مرتبہ چمکتا ہے -

---

لیکن :

توفیق باندازۂ ہمت ہے ازل سے

قسام ازل نے ہر شخص کو اسکي ہمت اور صلاحیت کے مطابق اسکا حصہ دیدیا ہے - کوئي سایۂ طوبی میں بیٹھکر خوش ہوتا ہے اور کوئي قامت یار کي جستجو میں :

تو و طوبی' و ما و قامت یار

خوشي کے دن ہمیں نصیب نہیں کہ یاد رکھیں تو اپنے ایام غم کو تو بھول نہیں سکتے ؟ اوروں کو اگر فصل بہار کي یاد ملي ہے تو مبارک ہو' ہم خزاں کي یادگار منایا کرینگے :

نوحۂ غم ہي سہي' نغمۂ شادي نسہي

اگر دن پھرنے والے ہیں تو عجب نہیں کہ نوحۂ غم سے نغمۂ طرب کي لے پیدا ہو جائے - بہار خزاں کے بعد ہي آتي ہے' اور خشک درختوں کو ہم نے سرسبز ہوتے دیکھا ہے : یخرج الحي من المیت و یخرج المیت من الحي' و یحیي الارض بعد موتہا ' و کذلک تخرجون [خدا زندگي سے موت کو اور موت سے زندگي کو پیدا کرتا ہے' اور زمین پر جب موت چھا جاتي ہے تو اسکي رحمت پھر اسے زندہ کردیتي ہے ۳۰ : ۱۹]

۱۲ دسمبر

ہمارے اخوان وطن جب (۱۲ دسمبر) کي یادگار کا جشن منائیں گے کہ اسي دن انکي سي سالہ جد و جہد نے حکومت کو شکست دي اور تقسیم بنگال کا نوشتۂ تقدیر (جسکي تنسیخ کو لارڈ مارلے چاند کیلئے بچوں کا مچلنا کہتے تھے) بالاخر مٹاکر چھوڑا' تو ہم بھي بیکار نہیں رہیں گے - وہ اگر اپني کامراني کو یاد رکھیں گے' تو ہم اپني نامرادي کا مرثیہ پڑھیں گے - وہ اگر اسپر خوش ہونگے کہ تیس برس تک شاہراہ مقصود پر چلتے رہے اور بالاخر منزل کو سامنے دیکھا تو ہم اپني گمراہي و ضلالت پر سر پیٹیں گے کہ تیس برس تک غلط راہ چلکر ٹھوکریں کھاتے رہے اور بالاخر منہ کے بل گرے - وہ اگر اپنے راہنماؤں کو یاد رکھیں گے جنہوں نے اپنے تئیں کھو کر آج انہیں پیدا کیا' تو ہم بھي اپنے لیڈروں کو بھول نہ سکیں گے کہ اپنے اغراض و منافع کي تلاش میں پوري ملت کي امانت کو کھودیا - اور سب سے آخر یہ کہ اگر انکو خوشي ہوگي کہ جو کچھہ ملا وہ اس سے زیادہ کے اہل تھے' تو ہمکو بھي شکایت نہوگي کہ جس ٹھوکر سے ٹھکرائے گئے اس سے بھي زیادہ کے مستحق تھے - اسمیں شک نہیں کہ انکے لئے خوشي کي یاد ہے اور ہمارے لیے غم کي' لیکن اگر چشم بینا اور دل عبرت پذیر ہو تو نتیجہ دونوں کا یکساں ہے - انکو کامیابي ہمت دلاتي ہے تو ہمکو ناکامي غفلت سے بیدار کرتي ہے - انپر حکومت کا یہ احسان ہے کہ مایوس ہونے سے بچالیا تو ہم پر انسے بڑھکر احسان یہ ہے کہ سوتے میں ہشیار کردیا : لقد کان آیۃ في فئتین [بیشک خدا کي نشاني ہے دونوں جماعتوں میں ۳ : ۱۱]

۱۳ - جولائي سنہ ۱۹۱۱

عبرت کے مواقع جلد جلد میسر نہیں آتے اور غفلت کو ہمیشہ بیداري کي کروٹیں نصیب نہیں ہوتیں' اگر ایسا ہوتو دنیا کم سوے' اور زیادہ جاگے؛ حالانکہ وہ ہمیشہ سوتي ہي رہتي ہے - لیکن شاید اب ہمارے دن جلد پھرنے والے ہیں کہ قدرت کا تازیانۂ تنبیہ جلد جلد اٹھنے لگا ہے - (۱۲ - دسمبر) کو ابھي زیادہ دن نہیں گذرے تھے کہ ۳۱ جولائي سنہ ۱۹۱۱ کي تاریخ نمودار ہوئي (آنریبل سر - ایس - ایچ - بٹلر) اپنے مراسلے کي تمہید میں لکھتے ہیں :

" ۳۱ جولائي کو میں نے آپکو اطلاع دي تھي کہ صاحب وزیر ہند یونیورسٹي کا قیام منظور فرمانے کیلئے طیار ہیں بشرطیکہ

(۱) آپکي کمیٹي کافي سرمایہ دکھلاسکے اور

(۲) یونیورسٹي کا کانسٹي ٹیوشن جو آپ پیش کریں وہ تمام و کمال گورنمنٹ ہند اور صاحب وزیر ہند کو منظور ہو - نیز میں نے اس مراسلے میں یہ بھي لکھدیا تھا کہ آپکي جو اسکیم صاحب وزیر ہند کے سامنے پیش ہوگي اسکي تمام تفصیلات کے متعلق وہ اپنے اختیارات کامل کو محفوظ رکھتے ہیں — "

ہمکو یہ تاریخ بھي ہمیشہ یاد رکھني چاہئے - یہي وہ یادگار تاریخ ہے' جس نے گویا ہمارے موجودہ دور زندگي کي سبسے بڑي جد و جہد اور ہمارے وقت اور مال کي سب سے زیادہ قیمتي چیز کا

رهنے کي جگه دوڑکر تهوکر کهانا بہتر هے' آپ گریں گے تو کم از کم کچهه شور و غل تو هو رهے گا' عجب نہیں که بعض خفتگان غفلت چونک پڑیں - لیکن پڑے رهنے سے تو آپکي بے هوشي بهي بڑهتي جاے گي اور سونے والوں کو بهي بیداري کي کروٹ نصیب نهو گي -

زنده دلوں کا وطن

یه مانا که کسي ملک کي آب و هوا جسم انساني کیلئے کوئي خاص اثر رکهتي هو' مگر یه تو کچهه ضرور نہیں که ایک سرزمین کا اخلاق بگڑنے پر آئے تو پورے خطے کي حالت یکساں طور پر بگڑجاے' هم عرصے سے دیکهه رهے هیں که پنجاب کے اخبارات گو خریداروں کے پیدا کرلینے اور نئے نئے کارخانوں کے چلالینے کي ترکیبوں میں ترقي کررهے هیں مگر انکا اخلاقي تنزل نہایت درد انگیز هے - کل کي بات هے که (زمیندار) اور (وطن) میں باهم جوتي پیزار هو رهي تهي' اور جسطرح پنجاب میں پہلوانوں کے دنگل هوا کرتے هیں' اسي طرح دونوں پہلوان ایک دوسرے سے گتهے هوے تهے - (زمیندار) کا صرف یه قصور تها که تهوڑے دنوں کے اندر هي اسکي اشاعت پرانے اخباروں سے کیوں بڑهگئي اور کیوں وه لاهور کے چند دولت مندوں کي پرستش سے انکار کرتا هے ؟ انسان کے تمام قصور معاف هوسکتے هیں مگر ایک دکاندار اُس شخص کو تو کبهي معاف نہیں کرسکتا جس نے اسکے سامنے کي خالي دکان پر قبضه کرکے راه کے خریداروں کو اپني طرف کهینچ لیا هو -

همارے عقیدے میں یه نتائج صرف اس بات کے هیں که پنجاب میں تجـــارت کي ترقي نے بالعموم دکاندارانه اخلاق پیدا کردیا هے' اغراض پرستي کي هوا میں سب پل رهے هیں - تجارتي زندگي کا قدرتي نتیجه یه هے که شب و روز باهم تصادم و تسابق هو' اور ملکوں میں ایسے موقعه پر تجارت هي کے میدان میں پیچ لڑائے جاتے هیں' مگر یہاں یه تدبیر اختیار کي گئي هے که تلوار کي جگه قلم کا وار کرکے پهر باطمینان حریف کي دکان لوٹ لي جاے -

---

یه قصه کئي ماه تک جاري رها اور ابتک جاري هے' کیکر سنگه نے غلام پہلوان سے عاجز آکر اُسکي کنپٹي پر مکه کي ایک سخت ضرب لگادي تهي' اسي طرح یه قلم و کاغذ کے پہلـوان جب عاجز آجاتے هیں تو پهر ایک دوسرے کو گالیاں دینا شروع کردیتے هیں' فحش و مغلظات سے بهي انهیں دریغ نہیں - ایک اپنے حریف سے پوچهتا هے که وه زمانه بهي یاد هے جب کالج میں پڑهتے تهے ؟ دوسرا کہتا هے که زیاده باتیں نه بناؤ ورنه میں تمهارا فلاں راز فاش کردونگا - اب یہاں تک نوبت پہنچ گئي هے که ایک دوسرے کو چور اور ڈاکو بتلاتے هیں' ایک کہتا هے که تم نے طرابلس کے نام سے روپیه کهالیا ' دوسرا کہتا هے که فرضي کمپنیاں بناکر قوم کو لوٹ لیا - یه حالت صرف مسلمانوں هي کي نہیں هے بلکه اس حمام میں سب هي ننگے هیں - هندو اور آریا اخبارات کو کهولئے تو وه بهي ایک دوسرے کو ذلیل کرنے کے شریفانه شغل هي میں خوش هیں - بدبختو! صرف تم هي ذلیل نہیں هو بلکه تمهاري تمام قوم اور پورا ملک ذلیل هے - جس قوم پر خدا کا قهر نازل هوتا هے اسـکا یهي حال هوتا هے' پہلے اس سے حکومت چهین کر غیروں کو اسپر مسلط کردیتا هے - بني اسرائیل نے جب خدا سے منه موڑا تو انپر ایک باهر کي قوم بهیجدي گئي : بعثنا علیکم عباداً لنا اولی باس شدید [پهر هم نے تم پر ایک سخت و شدید قوم کو مسلط کردیا ۱۷:۶]

جب اسپر بهي باز نہیں آئے تو پهر فسق و فجور ' حسد و حقد ' هوا پرستي و نفسانیت ' نااتفاقي و بیگانگت میں انکو مبتلا کردیتا هے - خود هي کٹتے هیں اور خود هي مرتے هیں - وما اهلکنا قریة الا واهلها ظالمون [اور هم کسي آبادي کو تباه نہیں کرتے مگـر اس وقت جبکه وه ظلـم و معاصي میں مبتلا هوجاتي هے

هم اپنے معاصرین سے به منت التجا کرتے هیں که خدا کیلئے اپني ملت پر نہیں' تو خود اپنے اوپر رحم کریں' اور مسلمانوں کي موجوده ذلت و رسوائي پر قناعت کر لیں - نفسانیت و خود پرستي کي حد هوگئي هے اور خدا کي طرف سے سب نے منه موڑ لیا هے - تعجب هے که ساري دنیا آپ پر هنس رهي هے اور آپکو ایک لمحه کیلئے بهي اپنے اوپر رونا نہیں آتا ؟ ملک و ملت کي خدمت شاید اس طریقے سے الگ هوکر بهي کي جا سکتي هے' یه تو کچهه ضرور نہیں که جب تک آپ ایک دوسرے کو چور ثابت نه کرلینگے اس وقت تک آپکي زبو اصلاح قوم آپکو اپنا امین نه سمجهے گي -

تو بخویشتن چه کردي که بما کني نظیري
بخدا که واجـــب آمـــد زتو احتراز کردن

اس هفته (مسلم یونیورسٹي) کے متعلق قلم اسقدر بےاختیار رها که بعض معاصرین کي اصطلاح میں پورا نمبر گویا (یونیورسٹي نمبر) هوگیا - هم هرگز اسے پسند نہیں کرتے که ایک هي طرح کے بڑے بڑے آرٹکلوں سے پورا رساله بهردیا جاے مگر ایک طرف وقت کا اقتضا اور ضرورت' دوسري طرف صفحات کي قلت' اور سب پر طره یه که دماغ قابو میں نہیں - مجبوراً یه طریقه اختیار کرنا پڑتا هے - (البانیا) کے مسئلے پر دو هفته سے لکهنا چاهتے هیں' ٹرکي کي موجوده حالات کے متعلق کئي هفتے سے بالکل نہیں لکها ' انگلستان کے موجوده احزابي مناقشات کو تو گویا هم بالکل بهولے هوے هیں' عام مسائل اور مذاکره علمیه و انتقاد تو ابتک شروع هي نہیں هوے' معلوم هوتا هے که خواه کچهه هو مگر ضخامت بڑهاني هي پڑیگي - والامر بید الله سبحانه ۔

رفیق دهلي

یه ایک روزانه اخبار هے جو دهلي سے نکلنا شروع هوا هے' ڈیمائي سائز کے چار صفحوں پر چهپتا هے' کاغذ اور چهپائي اچهي هے' قیمت سالانه ۱۲ روپیه اور ششماهي ۶ — ۸ آنه -

اس وقت تک هم نے دو چار نمبر سرسري طور پر دیکهے ' روزانه تار برقیوں اور عام واقعات و اخبار کو اچهي طرح جمع کیا جاتا هے اور به حیثیت مجموعي ارزاں اور دلچسپ هے - فرصت نصیب هو تو اخبارات کو پڑهنے کا وقت نکالیں اور پهر راے دیسکیں -

---

عقیدت اور مہلک حسن ظن سے کام نہ لیں کہ لیڈر پرستی کی حد ہوگئی - ہم انکو اپنا دل نہیں دکھاسکتے مگر اپنی سچائی کا شاید یقین دلا سکتے ہیں (واللہ یعلم سری وعلانیتی) ہم کو کسی سے بغض نہیں، مگر خدا کی دوستی کو چھوڑ نہیں سکتے - وہ یقین کریں کہ اگر (نواب وقارالملک) نے عین موقع پر بھانڈا نہ پھوڑ دیا ہوتا اور قوم میں تغیرات حالت نے حقوق طلبی کی جنبش پیدا نہ کردی ہوتی تو اج ان لیڈروں میں سے ایک بھی اس موقع پر سامنے نہ آتا اور جو کچھہ ۱۱ - اگست کو ہوا اسکے ذکر سے ہماری تاریخ ہمیشہ خالی رہتی آج تو (آغا خان) بھی عدم الحاق کی مخالفت میں تار بھیجتے ہیں اور پھر اسپر اصرار ہے کہ اسکا اعلان کردو ، لیکن سوال یہ ہے کہ کل تک حضرت کہاں تھے ؟ اس مسئلہ پر تو انکی راے پہلے ہی ظاہر ہوچکی ہے اور وہ جو کچھہ تھی کمیٹی کے صیغۂ رازداری کی الماری میں موجود ہے - اب انکے تار کے اعلان کی ضرورت نہ رہی - فضل الہی سے خود انکی خدمات کی تشہیر ہو رہی ہے - کل کی بات ہے کہ ہم نے انکی گاڑی کھینچی تھی ، ولکن شتان ما بین الیوم والامس - جن عزتوں پر خدا کا ہاتھہ نہیں ہوتا وہ گو کتنی ہی نظر فریب ہوں مگر پائدار اور مستحکم نہیں ہوتیں : وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین - [عزت خدا کیلئے ہے اور اسکے رسول کیلئے اور سچے مومنوں کیلئے]

---

۱۱ - اگست کو لکھنو میں جو جلسہ ہوا تھا پہلے دن اسکے دروازے بند نہیں کیے گئے ، مگر جو آنکھیں تاریکی میں کام کرنے کی عادی ہوں انکو باہر کی روشنی کب راس آسکتی ہے ؟ بالاخر دوسرے دن پٹ بھڑاے نہیں گئے مگر ہلکے پردے چھوڑ دیے گئے تا کہ کچھہ تو تاریکی پیدا ہوجاے :

دیدار می نمائی و پرہیز می کنی

سب سے پہلے (راجہ صاحب محمود آباد) نے افتتاحی تقریر میں سپر بے انتہا افسوس ظاہر کیا کہ " ہم نے آجتک اپنی کارروائی کو صیغۂ راز رکھا تھا مگر اب گورنمنٹ خود آسے ظاہر کرتی ہے ، جب گورنمنٹ چھپانا نہیں چاہتی تو ہمکو بھی چاہئے کہ آیندہ سے اپنے جلاس پبلک طور پر کریں "

یہ تو (راجہ صاحب) نے گورنمنٹ سے خوب انتقام لیا (جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا - بدی کا بدلہ ویسی ہی بدی ہے -)

محتسب خم شکست و من سر او
سن بالسن والجروح قصاص

ہم کو افسوس ہے کہ گورنمنٹ نے کمیٹی کی رازداری کی قدر نہ کی - وہ گورنمنٹ ، جسکی خاطر کمیٹی نے اپنی قوم تک کو چھوڑ دیا ، اور اس روپئے کے مصرف سے ہمیشہ بے خبر رکھا جسمیں معصوم لڑکیوں کے کانوں کی بالیاں اور بچوں کی مٹھائی کے پیسے تک شامل تھے !

اسکے بعد راجہ صاحب کو بہت سی باتیں ایسی یاد آگئیں جو اگر چند ماہ پہلے یاد آگئی ہوتیں تو قوم کا تیس لاکھہ روپیہ اور ایک ہی مرتبہ پیدا ہونے والا جوش اسطرح ضائع نہ جاتا ، تاہم اب بھی غنیمت ہی سمجھنا چاہئے - واقعات نے اس ابتدائی منزل تک تو پہنچا دیا - عجب نہیں کہ کہتے کہتے ایسے ہی الفاظ زباں پر چڑھجائیں :

حور و جنت جلوہ بر زاہد دہد در راہ دوست
اندک اندک عشق درکار آورد بیگانہ را

باوجود ایں ہمہ جوش و خروش ، پھر بھی اس جلسے کو دیکھئے تو یہ کچھہ ہو چکنے کے بعد بھی ارباب طریقت اسی فکر میں تھے کہ کعبے کی طرف رخ کرنا پڑا ہے تو کم ازکم بتکدے کی طرف پیٹھہ تو نہو - پہلے بحث ہوئی کہ اس مجلس کی کارروائی بھی بصیغۂ راز رکھی جاے یا نہیں ؟ گو راجہ صاحب گورنمنٹ کی اتباع سنت کے خیال سے پبلک جلسے کا اعلان کر چکے تھے اور اب طبیعتیں بھی ایک حد تک جوش و خروش کی نمایش کرنا چاہتی تھیں ، لیکن مدتوں تک جو پاؤں کیچڑ میں پھنسے رہے ہوں ، وہ یکایک صاف قالین پر چلیں گے تو دھبے پڑے ہی ہیں گے - بعض صاحبوں نے کہا کہ گو گورنمنٹ نے سرِ حقیقت سے پردہ اٹھا دیا ہو مگر ہم سالکین راہ وفاداری کو - کہ پیمان محبت باندھچکے ہیں - اب بھی مرغ سحر کی جگہ پروانے کے مشربِ عشق پر کار بند رہنا چاہئے :

کان سوختہ را جان شد و آواز نیامد

ہم نے سنا ہے کہ صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب کی بھی یہی راے تھی -

---

ہم اس موقعہ پر آنریبل مسٹر (مظہر الحق) کی تعریف کرنے کیلئے اپنے اندر بےاختیارانہ جوش پاتے ہیں کہ انہوں نے فی الحقیقت اس جلسے کی شرم رکھہ لی ، اور پوری آزادی اور دلیری کے ساتھہ اصولِ راز داری کی مخالفت کی - جزاہ اللہ عنی و عن سائر المسلمین خیر الجزا -

دوسرے دن کے اجلاس میں بھی انکی تقریر پڑھکر ہم کو نہایت خوشی ہوئی - انہوں نے صاف صاف کہدیا کہ یہ جو کچھہ ہورہا ہے مسلمانوں کی غلامانہ پالیسی کا نتیجہ ہے - لیکن ناظرین اس سے یہ راے قائم نہ کرلیں کہ اب انکی پولٹکل جماعتوں میں بھی ایسی آزادانہ راے رکھنے والے لوگ پیدا ہوگئے ہیں - ممکن ہے کہ اب پیدا ہوں ، لیکن (مسٹر مظہر الحق) کی ازادی تو صرف اسکا نتیجہ ہے کہ وہ عمر بھر ملک کی اصلی کارکن جماعت یعنی (کانگریس) کے ساتھہ رہے ، اور کبھی مسلمانوں کے پولیٹکل مذہب کی تلقینات قبول نہیں کیں - اگر علی گڈہ کی دلدل میں وہ بھی پھنس گئے ہوتے تو آج انکی زبان اسطرح نہ چلتی - افسوس :

کامل اس فرقۂ زہاد سے اٹھا نہ کوئی
کچھہ ہوے تو یہی رندان قدح خوار ہوے

فیصله کردیا تھا ' مگر حکمراں کمیٹي نے تمام قوم کو اس سے بے خبر رکھا ' اور برابر یہي چیختے رهے که روپیه لاؤ روپیه لاؤ کیونکه اسکے سوا اور کوئي رکاوٹ درپیش نہیں : والله یعلـم انهـم لکاذبون -

ان میں کا هر فرد هر واقفکار شخص کي طرح خوب جانتا تھا که ایسي یونیورسٹي جو گورنمنٹ کے آهني پنجے میں دبي هوي نهو نه ملي هے اور نه ملسکے گي ' اور پھر قرائن اور حالات سے بڑھکر خود صاف صاف لفظوں میں مسٹر بٹلر نے کہدیا تھا که شرط آخري یه هے که جز و کل همارے هاتھه میں محفوظ رهے گا - لیکن باوجود اسکے پریس کمیونک کي اشاعت تک ان میں کا هر شخص دانسته دس کروڑ مسلمانوں کو دھوکا دیتا رها اور صرف اسلئے که افشاے راز کے بعد چاندي اور سونے کي لگاتار بارش جو هو رهي هے بند هوجاے گي ؟ کسي کا لب نہیں کھلا که (سماے شمله) کا (شدید القوی) جو وحي اسپر نازل کررها هے اسکو اپني مظلوم امت تک بھي پہنچادے - صرف ایک (نواب وقار الملک) کا سچا اور مومن قلب تھا جو ان فریب کاریوں کا متحمل نه هوسکا اور علیگڈه کے علائق کي ظلمت اسکے نور ایمان پر غالب نه آسکي - انھوں نے اصلیت سے جب پرده اٹھایا تو روپیه دینے والوں کے هوش و حواس ذرا ٹھکانے هوے اور پیشانیوں کو دیکھا تو پسینے سے تر تھیں - لیکن اب شکوۂ و شکایت کا موقعه نه تھا - وه اجتماعي جوش اور قومي جذبات جو دوسري قومیں آزادي اور وطن پرستي جیسے مقاصد عالیه کیلئے صرف کرتي هیں ' هم ایک لفظ بے معني اور ایک سفر بے مقصود یعني مسلم یونیورسٹي کے پیچھے ضائع کرچکے تھے ' اور رهزنوں سے پہلے خود رهبروں نے دل اور جیب ' دونوں کو لوٹ لیا تھا :

همچـو خراجے که بر خراب نویسنـد

لیکن سخت اضطراب دل کے ساتھه لکھنا پڑتا هے که یاران شاطر نے بالاخر نواب صاحب قبله کو بھي چین سے بیٹھنے نه دیا که اس حق گوئي کو اسکي اصلي شان میں رهنے دیتے - نواب صاحب کي چٹھي کے شائع هوتے هي (راجه صاحب محمود آباد) " اس سخت اور تکلیف ده موسم گرما کي دقتیں برداشت کرکے اور : عشق ازاں بسیار کردست و کند " علیگڈه پہنچے ' اور پھر چند دنوں کے بعد هي نواب صاحب قبله کي دوسري مراسلت اخبارات میں شائع هوگئي !

تاهم نواب صاحب کي عظمت همارے دلوں میں هے اور رهے گي - هم انکي مجبوریوں سے بے خبر نہیں هیں - جس سرزمین ' اور جن لوگوں میں رهکر انکو کام کرنا پڑا ' اسکو دیکھتے هوے تقسیم بنگال کي تنسیخ ' مسئلۂ طرابلس ' اٹلي کي جدے پر گولا باري ' اور نیز مسلم یونیورسٹي پر انھوں نے جو کچھه لکھدیا ' هم سمجھتے هیں که وه انکي قوت ایماني کا ایک اعجاز هے - ورنه بتکدے سے اذان کي آواز - بغیر اسکے ڈھائے هوے - آجتک کس نے سني هے ؟

قصـــر یلـــدیز

گو تمام دنیا اب (سلطان عبد الحمید) کے مظالم کو تسلیم کرتي هو لیکن هندوستان کي مٹي عقیدت اور پرستش کے خمیر سے بني هے ' بہت سے لوگ هیں جنکو (قصر یلدز) کے جبر و شخصیت پر اب تک یقین نہیں آتا - ایسے لوگ چاهیں تو هم انہیں خود هندوستان هي میں ایک چھوٹا سا (یلدیز) بتلا سکتے هیں - خودمختار پادشاهوں نے اپنا لقب " مالک رقاب الامم " رکھا تھا ' یعني قوموں کي گردنوں کے مالک ' که وه جب چاهیں گردنوں کو جسموں سے الگ کرسکتے هیں - یه اختیار تو اب هم نے برطانیه کي گورنمنٹ آف انڈیا کو دیدیا هے ' البته همارے سروں کي مالک ایک جماعت موجود هے جو جب چاهے بے تامل انہیں ٹھکرا سکتي هے - یه همارے خود ساخته لیڈروں کا گروه هے ' جنھوں نے اپنے ایوان مشوره کو قصر یلدیز کا نمونه بنا لیا هے - اسکے دروازے بند ' اور در و دیوار خاموش هیں - انکي رعایا کا صرف یه فرض هے که چندوں کي مالگذاري اور خراج بے چون و چرا پیشکش کرتي رهے اور کبھي دم نه مارے ' اگر کوئي انقلابي خیالات کا باغي ملک میں بے چیني پیدا کرے تو فوراً (مابین همایوني) سے ایک فرمان شائع کر دیا جاے که ابھي وقت نہیں آیا ' یا یه رموز مملکت اور رازدارانه اعمال هیں جو اپنے وقت پر خود منکشف هو جائیں گے : یفعل ما یشاء و یختار [خدا جو چاهتا هے کرتا هے اور وه مختار هے] -

یونیورسٹي کے معاملے میں بھي اپني عادت مستمره کے مطابق ان لیڈروں نے یہي سمجھا تھا که قوم نے نه کبھي پوچھا هے اور نه پوچھے گي - روپیه لیتے جائیں اور وقت ٹالتے جائیں ' بند کمروں میں بیٹھکر جو کچھه کرنا هے کردیں گے ' پھر جب وقت آے گا تو سمجھادیں گے که فرض اطاعت اولي الامر اور شان وفاداري کا یہي اقتضا هے که جو کچھه ملے آنکھوں سے لگا کر قبول کرلو - یہي سبب هے که جب [illegible] کسي بندہ خـــدا سے رها نه گیا اور اسنے چار لفظ منه سے نکالے تو عموماً اسکي زبان بند کردي گئي - بارها پوچھا گیا که آخر یونیورسٹي هے کیا شے ؟ گورنمنٹ کیونکر ایک آزاد یونیورسٹي کو چارٹر دیسکتي هے ؟ حق ویٹو کے کیا معنے هیں ؟ مگر یونیورسٹي بھي (استواء علی العرش) کا مسئله تھي که همیشه یہي جواب ملا : کیفته مجهول ' والاعتقاد واجب ' والسوال عنه بدعة [اسکي حقیقت مجهول هے مگر اسپر اعتقاد واجب هے اور اسکي نسبت سوال بدعت]

لیکن سب کچھه کہکر آخر یہي کہنا پڑتا هے که یه سب قوم کا قصور هے ' اور اسکي علت بھي مسلمانوں کي تمام امراض کي طرح مذهب سے روگرداني هے - اسلام نے اپنے هر پیرو کو لیڈر بنایا هے اور کوئي نہیں جسکو خدا و رسول کے سوا مسلمانوں کے کاموں پر خود مختارانه اقتدار حاصل هو - احتساب هر مسلمان کا مذهبي فرض هے ' جب خود هم نے اپنے تئیں غافل رکھا تو صیاد کا کیا قصور ؟

نه لپٹیں نه هو قتل ' انصاف یه هے
که هم خود بد آموز قاتل هوے هیں

کیا کمیٹي کو آج هي یه معلوم هوا هے که یونیورسٹي آزاد اور مسلم یونیورسٹي نهوگي که اب آگ لگانے والے آگ بجھانے والوں کے ساتھه شریک هوگئے هیں ؟ تعجب هے اگر شمله دوڑ دوڑ کر جانے والوں کو اسکي خبر نهو جب که خود هم کو گھر بیٹھے اسکي خبر تھي - هم مسلمانوں سے بمنت التجا کرتے هیں که خدا کیلئے اب وه بیجا

علت مذهب هي نظر آتا هے - وہ کہتے هیں که " اصلي شے خاص طرح کي تعلیم و تربیت اور نشؤ و نما سے نکلي هوئي روح هے جو محدود درسگاه کي روایات و اثرات کے ساتهه ملکے کام کرتي هے اور اگر یونیورسٹي غیر مقامي هوئي تو علي گڈهه کي روایات کا اثر مفقود هو جاے گا "

لیکن اگر یه دفعه همارے نام کے طولاني خط کي جگه مہاراجه دربهنگه کے مختصر خط کي زینت هوتي تو آسے شاید آسکي اصلي جگه ملتي - آنریبل سر بٹلر یه دفعه لکهتے هوے شاید بهول گئے که هم اور کوئي نہیں ' بلکه مسلمان هیں - همارا کوئي وطن' کوئي مقام' کوئي محدود چار دیواري کي روایات ' اور کوئي مخصوص حلقۂ تربیت نہیں هے - ساري دنیا همارا گهر هے ' اور خدا کے تمام بندے همارا کنبه هیں - هم دنیا میں (مسیح) کي طرح صرف " اسرائیل کے گهرانے کي گم شده بهیڑوں کو ڈهونڈهنے " نہیں آئے ' بلکه تمام عالم کي گم شده برادري کا کهوج لگانے آئے هیں - یه بالکل سچ هے که کیمبرج اور اکسفورد کے باهر اسکي روایات کا اثر نہیں ملسکتا مگر هماري روایات کا اصلي گهر تو (ابراهیم) کي بنائي هوئي قربانگاه کي چار دیواري هے اور اسکے باهر هم جهاں کهیں رهیں هماري روایات همارے دل کے اندر موجود هے - هم علي گڈه میں یونیورسٹي اسلئے نہیں بناتے که علي گڈه کي روایات کي روح نسلا بعد نسل هم میں منتقل هو - اگر ایسا خیال همارے دل میں پیدا هو تو هم مومن نہیں بلکه پکے مشرک هیں - هم تو ایک ایسي درسگاه چاهتے هیں جسکے اندر (یثرب و بطحا) کي سیزده صد ساله روایات کي روح هومتنفس میں حلول کر جاے ' اور علي گڈه کي تربیت نہیں بلکه وطن و مقام کي تمیز سے منزّا ' عالمگیر اسلام کي تربیت پیدا هو - اسلام دنیا میں کسي وطن و مقام اور قوم و مرزبوم کي تفریق کو تسلیم نہیں کرتا - اسکے خدا تین نہیں هیں بلکه ایک هے ' پس وہ تمام دنیا کو بهي ایک هي بنانا چاهتا هے : ان هذه امتکم امة واحده ' وا انا ربکم فاعبدون -

پس اگر هم مسلمان هیں ' تو کسي مقامي اور خاص زمین کے ٹکڑے تک محدود یونیورسٹي کو لینا مذهباً و دیناً ناجائز سمجهتے هیں اور ایساکرنا گویا اسلام کي اندروني وحدت و اخوت کو متاثر مسلمانوں میں تعلیم کے ذریعے مختلف اثرات کي جماعتیں پیدا کرنا هوگا - رها کالج کي اندروني روایات کا اثر' تو اسکے لئے (وزیر هند) کو متفکر هونے کي ضرورت نہیں - اگر غیر مقامي هونے سے یه شے همیں نه ملے گي توهم بهي کب چاهتے هیں ؟ هم تو کالج کي روایات نہیں ' بلکه اسلام کي روایات کے طالب هیں - اگر همکو ازادي کے ساتهه چهوڑ دیا جاے که اپنا کورس خود بنائیں اور خود هي اسکو پڑها ئیں توهم یورپ کو تعلیمي درسگاهوں کے سسٹم کا ایک نیا تجربه کرا دینے کیلئے مستعد هیں - هم بتلادے سکتے هیں که کیونکر مختلف صوبوں کے کالجوں کو اپنے ساتهه رکهکر پهر ایک هي طرح کي روایات اور اخلاقي تربیت کي روح سب میں پیدا هوجا سکتي هے ؟ اور اسپر متعجب نه هو که یه اسلام کا معجزه هے - جسکو تم روایات کہتے هو ' همارے قران نے اسکو (صبغة الله) سے تعبیر کیا هے : صبغة الله ' ومن احسن من الله صبغه - هم انساني جماعتوں کي روایات اور اخلاقي رنگ کے طلبگار نہیں هیں ' همکو خدا کارنگ اور اسکے بناے هوے (اسوۂ حسنه) کي روایات ملني تهیں اور اس کو پهر حاصل کرنا چاهتے هیں -

انریبل سربٹلر تو هندوستان کے چند بڑے بڑے شهروں تک دائرۂ اثرکي وسعت سے گهبراگئے ' لیکن انهیں یه نہیں معلوم که هندوستان تو دنیا کے جغرافیه کا ایک گوشه هے ' اسکا ذکرهي کیا ' همارا بس چلے تو هم تو ایک ایسي یونیورسٹي قائم کریں جو نه صرف کسي خاص ملک ' بلکه تمام دنیا کیلئے غیر مقامي هو - تمام عالم کے کالج اسکے ماتحت هوں اور مغرب و مشرق اسکي تعلیمي حکمراني کے زیر اثر هو - گو آج هم اسدرجه ذلیل و خوار هیں که گورنمنٹ جب چاهتي هے ایک ٹهوکر لگا کو هم گرے هوؤں کو اور گرادیتي هے ' مگر ابهي هم میں اسقدر جان ضرور باقي هے که اپنے ماضي کو بهولے نہیں - دنیا هم پر تنگ هوگئي هے لیکن ابهي همارا دل تنگ نہیں هوا هے - اب بهي هم ساري دنیا کو اپنے اندرلے سکتے هیں - آج تیس لاکهه روپیه کي قیمت کي ایک متاع لینے کے بهي قابل نہیں اور اچهي بري اگر ملجاے تو اسپر دینے والوں کے آگے سجده کرنے کیلئے مستعد هیں - لیکن کل کي بات هے که ساري دنیا ایک گوشۂ نظر کي قیمت دیکر خرید لیتے تهے اور پهر تمام عالم همارے آگے سربسجود تها :

فتادم دام بر کنجشک و شادم ' یاد آں همت
که گر سیمرغ مي آمد بدام ' ازاد مي کردم

لیکن نه هم اپنے حاکموں کے شاکي هیں ' نه تخت خسروي کے بعد خاک مذلت پر دیکهنے والے زمانے کے - شکوہ اگر کرنا هے تو اسي بے نیاز سے ' جس نے هم کو تمام عالم کا امین و حاکم بنایا ' اور ذلت و گمنامي سے اٹها کر عظمت و شهرت پر پہنچایا ' مگر هم نے اسکي قدر نه کي ' اور پهر جو کچهه هوا ایسا هونا قدرتي تها :

و بلونا هم بالحسنات والسئیات لعلهم یرجعون (۷ : ۱۶۱) ان في ذلک لذکرى ' لمن کان له قلب ' او القي السمع ' وهو شهید (۵۰ : ۳۷) [اور هم اچهي حالت اور بري حالت ' دونوں میں مبتلا کرکے ازماتے هیں که شاید اپني بد اعمالیوں سے باز آجائیں - بیشک اسمیں بڑي نصیحت هے انکے لئے ' جو اپنے پهلوؤں میں غور کرنے والا دل اور سروں میں سننے والا کان رکهتے هیں]

مسلمانوں کے دل اگر مر نہیں گئے هیں تو اب تو هوش میں آجائیں ' لارڈ کریو ' سربٹلر ' اور اپنے لیڈروں پر بہت بهروسه کرچکے ' اب کچهه دنوں اپنے خدا پر بهي اعتماد کرکے اُسے آزمالیں :

ومن یتوکل علی الله فهو حسبه - [جس نے خدا پر بهروسه کیا ' اسکو خدا کا اعتماد بس کرتا هے] [باقي ائنده]

مسلم یونیورسٹی

کے خواب کی تعبیر

گورنمنٹ کے صیغۂ تعلیم کے معبّر کی زبانی

(۲)

گذشتہ تحریر میں ہم نے سید صاحب کی اسکیم کا جو اقتباس دیا ہے، اس سے مقصد یہ تھا کہ اصولی طور پر سر سید ایک ایسی درسگاہ قائم کرنا چاہتے تھے جسکا تعلیمی اثر اور نگرانی عام ہو، نہ کہ محدود؛ اور یہی مقصد مجوزہ یونیورسٹی کے غیر مقامی ہونے سے ہے -

اپنی پیش کردہ اِس الزامی حجت کو کامیاب فرض کرکے (مسٹر بٹلر) زیادہ قیام کی یہاں ضرورت نہیں دیکھتے اور پھر فوراً غیر مقامی یونیورسٹی کے مضرات بیان کرنے پر جلد جلد پانچ دفعیں پیش کردیتے ہیں :

" (۱) غیر مقامی ہونے کی صورت میں یونیورسٹی کا قدیم سرکاری یونیورسٹیوں سے مقابلہ اور اغلب ہے کہ مناقشہ پیدا ہوجاےگا

(۲) ضرور ہے کہ ایسی یونیورسٹی علی گڈہ کی ڈگریوں کے معیار کو پست کردےگی اور یہ آرزو غارت ہوجاےگی کہ وہ ایک تعلیمی درسگاہ، اور ایک ایسا مرکز علم ہو جہاں امتحانات تعلیم سے موخر ہوں اور اساتذہ صرف طلبا کے محافظ ہی نہیں بلکہ انکے ذہن کو ترقی دینے والے ہوں -

(۳) رزیڈنشیل طریقہ کی قدر و قیمت اُس روح سے عبارت ہے جو کالج کے اندر جاری و ساری ہو، جسکا اثر نسلاً بعد نسلاً طلبا میں منتقل ہو، اور جو تمام تر اسکی روایات پر مبنی ہو؛ لیکن علی گڈہ کی روایات بالکل مقامی ہیں اور انکا انحصار زیادہ تر ذاتی تعلقات پر ہے -

(۴) اس صورت میں مجوزہ یونیورسٹی مختلف حصص ہند کی نگرانی نہ کرسکے گی -

(۵) علاوہ ان عملی اعتراضات کے مناسب ہے کہ یونیورسٹی زمانۂ حال کی بہترین راے کے مطابق قائم ہو - "

اِن پانچ دلیلوں کو انریبل سر بٹلر نے اسدرجہ کافی سمجھہ لیا ہے کہ اسکے بعد وہ بالکل خاموش ہوگئے - ہم ضرور انکے تلاش استدلال اور جدید تعلیمی عہدے کے تجارب کی داد دیتے مگر افسوس ہے کہ اسکے لئے کوئی راہ سامنے نہیں پاتے - بیشک مسٹر بٹلر لکھنؤ میں (امین اباد) کو وسعت دیکر شہر کی خوبصورتی کو بڑھاسکتے ہیں، لیکن شاید ہماری خواہشوں اور ارادوں کی خوبصورتی کو مٹاکر بدہیئت بنانے پر قادر نہیں -

ہم بہت اختصار کے ساتھہ بحث کرینگے - پہلی وجہ کی نسبت ہم سمجھتے ہیں کہ کم از کم سر بٹلر کو کسی سرکاری کاغذ کے ذریعہ تو نہیں بتلانی تھی - گورنمنٹ اگر صرف اپنی ڈگریوں کے پُتلے بنانے والے کارخانوں کی عزت بچانے کیلئے ہمیں آدمی پیدا کرنے سے روکنا چاہتی ہے تو اسکو اپنے (کالونیل آفس) کے تمام فیاضانہ اور سیر چشمانہ دعووں کو واپس لے لینا چاہئے اور کم از کم آیندہ کیلئے تو انسانی ہمدردی اور رعایا پرستی کے الفاظ اپنی تاریخ تغلّب و فتوحات سے نکال دینے چاہئیں - پھر اگر اصولاً دیکھا جائے تو یہ کہنا بھی محض ایک ادعا ہی ہے - اگر خود گورنمنٹ کی پانچ یونیورسٹیاں ہندوستان میں بغیر باہمی تصادم اور تناقش کے زندہ رہسکتی ہیں تو مجوزہ یونیورسٹی ہر صوبے میں ایک محدود اثر کے کالج کو شامل رکھکر کیوں گورنمنٹ کے نظام تعلیمی کو درہم برہم کردے گی؟ الہ آباد یونیورسٹی کے حلقۂ اثر کے اندر آج بھی پنجاب یونیورسٹی کی مشرقی علوم کی ڈگریوں کا دخل ہے مگر کبھی کوئی مناقشہ ہمیں نہیں سنایا گیا - بہتر ہوتا کہ اس دفعہ کی کسی قدر تشریح کردی جاتی - مناقشے کا احتمال اسطرح ظاہر کردیا گیا ہے گویا اصول متعارفہ کی طرح ایک مسلم بات ہے اور اسلئے تفصیل کا محتاج نہیں - ہم کو بتلانا چاہئے کہ مناقشے کی صورتیں کیا کیا ہیں جنسے (لارڈ کریو) گھبرا رہے ہیں؟

دوسری وجہ کو پڑھکر نہیں سمجھہ سکتے کہ وہ ہم کو ہنسانا چاہتی ہے یا اسکی آرزومند ہے کہ گورنمنٹ کے صیغۂ تعلیم کی علمی بےبسی پر روئیں؟ اگر صیغۂ تعلیم کا اعلی عہدہ دار اپنی کروروں رعایا کی متفقہ خواہش کی پامالی کے لئے اپنے توسنِ فضل و کمال کی اتنی ہی جولانی کو کافی سمجھتا ہے تو ہم کو رونا چاہئے کہ ہماری تعلیم کا تاج و تخت کیسے لوگوں کے قبضے میں ہے - اس ادعاے محض کو ہم کیا سمجھیں؟ کیوں ضروری قرار دے لیا گیا ہے کہ اس صورت میں یونیورسٹی کی ڈگریوں کا معیار پست ہی ہوجاےگا؟ پچاس برس تک گورنمنٹ کا صیغۂ تعلیم اپنی یونیورسٹیوں کا معیار تعلیم پست رکھکر اب ہر تعلیمی شے کو پستی ہی میں دیکھتا ہے - ہم کہتے ہیں کہ کچھہ ضروری نہیں - یہ ہماری کب آرزو ہے کہ غیر مقامی ہونے کی صورت میں ہم اسے محض امتحان لینے والی جماعت بنادیں گے - ہم تو وہ ہیں کہ برسوں سے گورنمنٹ کی امتحان لینے والی یونیورسٹیوں کی تحقیر و تذلیل کرتے کرتے تھک گئے مگر گورنمنٹ ابتک اسمیں کوئی عملی تبدیلی کرنے کے لئے آمادہ نہیں - ہمارا تو مقصد اصلی یہی ہے کہ جس چیز کے کرنے سے گورنمنٹ آجتک عاجز رہی ہے اب خود اپنی ہمت سے اُسے انجام دیں اور تعلیمی کھلونے بنانے کے کارخانے کی جگہ واقعی تعلیم و تربیت دینے والی ایک عمارت طیار کریں - البتہ ساتھہ ہی خود گورنمنٹ ہند کی قائم کردہ نظیر کی تقلید کرکے اسکا حلقۂ اثر محدود رکھنا نہیں چاہتے - وہ ایک پورے معنوں میں رزیڈنشیل یونیورسٹی ہوگی اور قیامی تعلیم کو ہمیشہ مقدم رکھےگی - لیکن اپنا نصاب تعلیم قومی کالجوں میں رائج کرےگی اور اسکی تعلیمی کونسل انکی تعلیم و تربیت کو اپنی نگرانی میں رکھے گی

تیسری دفعہ میں جو کچھہ کہا گیا ہے البتہ ہم اسکے لئے نہ صرف آنریبل سر بٹلر بلکہ ہر (مسیحی دماغ) کو معذور رکھنے کے لئے بخوشی طیار ہیں - گو وہ بحیثیت ایک تعلیمی افسر ہونے کے ہم سے گفتگو کر رہے ہیں، مگر ہم کو تو اس دور مدنیت میں بھی ہر شے کی

واما ینزغنک	(اے پیغمبر) تیرے دل میں اگر انتقام
من الشیطان نزغ	اور بدلہ لینے کا ولولہ پیدا ہو تو خدا
فاستعذ باللہ انہ سمیع	سے پناہ مانگ ' وہ سننے والا اور جاننے
علیم (۱۹۸ : ۷)	والا ہے -

ایک دوسرے موقعہ پر احسان عام اور عاجزی و فروتنی کو اس پیرایہ میں فرمایا :

ولا تمش في الارض مرحا '	زمین پر اترکے نہ چلا کرو ' اسطرح
انک لن تخرق الارض ولن	چلکر زمین کو پھاڑ تو سکتے نہیں اور
تبلغ الجبال طولا ' کل ذالک	نہ تنکر چلنے سے پہاڑوں کی لنبائی
کان سیئة عند ربک مکروها	کو پہنچ سکتے ہو ' یہ تمام باتیں خدا
(۱۷ : ۴۰)	کو ناپسند ہیں -

سورۂ فرقان میں اپنے نیک بندوں اور سچے مومنوں کی جہاں خصلتیں گنائی ہیں وہاں پہلا وصف یہ کہا :

وعباد الرحمن الذین	اور رحم کرنے والے خدا کے رحم طینت بندے
یمشون علی الارض	وہ ہیں جو زمین پر نہایت فروتنی کے
هونا واذا خاطبهم	ساتھہ چلتے ہیں اور جب جاہل انسے
الجاهلون قالوا سلاما	جہالت کی باتیں کرتے ہیں تو سلام کرکے
(۲۵ : ۶۵)	الگ ہو جاتے ہیں -

سورۂ شوری میں ایک ایسے ہی موقعہ پر مومن کا سب سے بڑا وصف یہ قرار دیا ہے کہ :

اذا ما غضبواهم	اور جب انکو غصہ آجاتا ہے تو خطاؤں
یغفرون (۴۱ : ۳)	سے درگذر کرتے ہیں -

اصطلاح قران میں (عزم امور) ایک انتہائی وصف ہے جو انبیاے جلیل القدر کی مدح میں آیا ہے لیکن عفو و صبر کرنے والے کیلئے بھی اسی کو استعمال کیا -

ولمن صبر وغفر ' ان	اور جو صبر کرے اور خطاؤں کو
ذالک لمن عزم الامور	بخشدے تو بے شک یہ بڑے
(۴۲ : ۴۲)	ہمت کے کام ہیں -

احسان عام کی ان تعلیمات کا استقصا کیا جاے تو اسطرح کی بیسوں آیتیں اور ملیں گی -

یہ تعلیم تو عام ' اور گویا اصل اخلاقی کا حکم رکھنی ہے ' لیکن جب عوارض سے حالات متغیر ہوجائیں ' اور عفو و درگذر کی جو علت تھی (یعنی نفع خلائق اور عدم مضرت رسانی) عفو و درگذر سے خود وہ مفقود ہونے لگے تو اس حالت میں پھر بہ شرائط عدل و وسطیت ' انتقام اور بدلے کی سختی کو جائز کردیا -

جزاء سیئة ' سیئة	برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی
مثلها (۴۲ : ۳۸)	سے کرو -

آگے چلکر اسکو صاف کردیا :

ولمن انتصر بعد ظلمه '	اور اگر کسی پر ظلم ہوا ہو اور وہ آسکے
فاولئک ما علیهم من	بعد بدلہ لے تو ایسے لوگ معذور ہیں
سبیل - انما السبیل علی	انپر کوئی الزام نہیں الزام انہیں
الذین یظلمون الناس	پر ہے ' جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور
ویبغون علی الارض بغیر	بغیر کسی حق کے زیادتی کے ساتھہ
الحق (۴۲ : ۳۹)	پیش آتے ہیں -

دوسری مثال اس سے زیادہ واضح ہے -

عام حکم کفار و مخالفین کے ساتھہ نرمی و رافت ' عفو و درگذر اور بطریق احسن نصیحت و موعظت کا ہے :

ادع الی سبیل ربک بالحکمة	خدا کی راہ کی طرف حکمت و وعظ
والموعظة الحسنة ' وجادلهم	کے ساتھہ بلاؤ اور اگر بحث بھی کرو
بالتی هی احسن (۱۶ : ۱۲۷)	تو اسطرح کہ وہ پسندیدہ طریقہ ہو -

دوسری جگہ مخصوص طور پر یہود و نصاری کی نسبت کہا :

ولا تجادلوا اهل الکتاب الا بالتی	اہل کتاب کے ساتھہ بحث نہ کرو
هی احسن (۲۹ : ۴۵)	مگر بطریق پسندیدہ -

لیکن پھر دوسرے موقعوں پر (جہاد فی سبیل اللہ) کو ایک فرض دینی قرار دیا اور سورتوں کی سورتیں اسکے احکام کی نسبت نازل فرمائیں :

وقاتلوا فی سبیل اللہ	جو لوگ تم سے لڑیں تم بھی اللہ
الذین یقاتلونکم (۲ : ۱۸۷)	کی راہ میں انسے قتال کرو -

اسی آیت کے بعد فرمایا :

فاقتلوهم حیث ثقفتموهم	انکو جہاں پاؤ قتل کرو ' اور جہاںسے
واخرجوهم من حیث	انہوں نے تمہیں نکالا ہے ' تم بھی
اخرجوکم (۲ : ۱۸۸)	انہیں نکال باہر کرو -

پہلے عام طور پر نرمی اور آشتی کا حکم دیاتھا ' لیکن قتل پر بھی بس نہ کرکے اب شدید سے شدید سختی پرزور دیا حیث قال :

قاتلوا الذین یلونکم من الکفار	اپنے آس پاس کے کافروں سے لڑو اور چاہئے
ولیجدوا فیکم غلظة	کہ وہ تم میں سختی پائیں -

دونوں تعلیموں میں اس درجہ تباین و تباعد ہے ؟ مگر در اصل دونوں کا منشا ایک ہی ہے - پہلا حکم احسان عام ' محبت عمومی اور اصل اخلاقی پر مبنی تھا ' لیکن جب عوارض و لواحق سے حالات بدل گئے تو جسطرح پہلے انسانوں کی راحت اور جلب نفع کیلئے نرمی کا حکم دیا تھا ' اسی طرح اور اُسی مقصد سے یہاں سختی و قتل کا حکم دیا اور اس کی علت کو کھول کر بیان کردیا کہ :

الفتنة اشد من	فساد خون ریزی سے بڑھکر
القتل (۲ : ۱۸۷)	برائی ہے -

(۲)

وقاتلوهم حتی	انکو قتل کرو یہاں تک کہ ملک میں
لا تکون فتنة (۲ : ۱۸۹)	فساد باقی نہ رہے -

جسطرح قانون قتل کی برائی کو روکنے کیلئے خود قتل کی برائی کو مجبوراً اختیار کرتا ہے اسی طرح قران نے فتنہ و فساد سے ارض الہی کو پاک کرنے کیلئے تلوار سے مدد لینے تک کی اجازت دیدی ہے - بیشک نرمی اور نرم رفتاری کو خدا دوست رکھتا ہے ' لیکن سخت گیروں اور ظالموں کو سختی سے باز رکھنے کیلئے جب تک سختی نہ کی جاے نرمی قائم نہیں ہوسکتی - فتنہ و فساد اسے پسند نہیں ' مگر فتنہ و فساد کو روکنے ہی کیلئے آے فتنہ سے علاج بالمثل کرنا پڑتا ہے -

الامر بالمعروف والنهي عن المنكر

الحب في الله' والبغض في الله - الساكت عن الحق شيطان اخرس

كنتم خير امة أخرجت للناس' تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتؤمنون بالله - (۳ : ۱۰۶)

(۳)

عمل و اعتقاد

گذشته نمبر سے گو یه متحقق هوگیا که اسلام نے امر بالمعروف اور نهي عن المنکر کو اپنے هر پیرو پر فرض کردیا هے' لیکن اصل بحث ابهي باقي هے - اِس تعلیم کو اصولاً و اعتقاداً کون نهیں مانتا ؟ لیکن اخلاق اور مذهب کي هر تعلیم میں یه یاد رکهنا چاهئے که اعتقاد اور عمل دو مختلف چیزیں هیں' جو اصول قابل عمل نهو' وه کاغذ کے صفحوں پر کتنا هي دلفریب هو مگر انساني مصائب کیلئے کیا مفید هوسکتا هے ؟ دیکهنا یه هے که دنیا اس اصول پر عمل بهي کرسکتي هے یا نہیں ؟

" اسلام" یکسر عمل هے' مذهبي تاریخ میں جو انقلابات ذهن و اصول سے عمل کي جانب هوے هیں اور جنکي ابتدائي حالت کا مکمل نمونه (گوتم بُده) اورآخري صورت (مسیحي تحریک) تهي' اسلام اسکے انقلاب آخري کا نام هے' جسکے بعد مذهب ایک خالص عملي قانون کي شکل میں مبدل هوگیا اور وه تمام چیزیں نکل گئیں' جو اُسکي عملي طاقت کو مضرت پهنچاتي تهیں - پس اگر یه سچ هے که امر بالمعروف ایک اسلامي اصول هے تو یه بهي سچ هے که وه محض ایک ذهني زندگي رکهنے والا اصول هي نہیں بلکه انسان کي عملي زندگي میں تبدیلي پیدا کرنے والا قانون هے -

حب و بغض اور عفو و انتقام

سب سے بڑي مشکل جو اس اصول کي عملي راه میں پیش آتي هے وه اخلاقي تعلیمات کي دورنگي هے' ایک طرف عفو و درگذر اور محبت و عاجزي کي تعلیم هے' دوسري طرف نیکي و بدي کے احتساب کي سختي اور انتقام و عقوبت هے - خود قران کریم کي تعلیمات میں بهي یهي مشکل پیش آتي هے - ایک طرف عفو و نرمي اور حکمت و موعظة کا حکم هے' دوسري طرف سختي و انتقام اور تشدد و جبر کے احکام پر زور دیا گیا هے - یورپ کے مورخین جو تعصب و جهل کي تاریکي میں اسلام کا مطالعه کرتے هیں تو اس اختلاف تعلیم کي ته میں انهیں کچهه نظر نہیں آتا' پهر پریشان هوکر اس اختلاف کو (مکي) اور (مدني) زندگي کے اختلاف حالت کا نتیجه بتلاتے هیں که جب تک اسلام بے بسي اور محتاجي کي حالت میں تها' نرمي اور عفو و درگذر کي تعلیم سے زندگي کا سهارا ڈهونڈهتا تها - لیکن مدینه میں آکر جب تلوار هاتهه آگئي تو پهر حکومت اور طاقت کي حالت میں عاجزي و مسکنت کي ضرورت نه تهي - لیکن : والله یعلم انهم لکاذبون -

عفو و انتقام کا اصل اصول

اس بحث کا یه موقعه نہیں' لیکن اسلام نے امر بالمعروف اور نهي عن المنکر کو جس اصول پر قائم کیا هے' وه حسب ذیل هے :-

فقہاء کا ایک عمده اصول هے که " اصل هر شے کي اباحت هے تا آنکه کوئي سبب حرمت پیدا نهو" انگور کا عرق في نفسه ایک مفید اور عمده شے هے' لیکن جب اسمیں نشه پیدا کردیا جاے اور نشه کي وجه سے انسان کے دماغ اور اخلاق کو نقصان اور اس نقصان کي وجه سے امن عامه میں خلل اور سوسایٹي کا هرج هو تو وه پهر حرام قطعي هے -

بالکل اسي طرح اخلاق میں بهي اصل عمل (محبت) هے تا آنکه کوئي سبب لاحق هو کر (بغض) سے تبدیل نه کردے' یعنے دنیا میں هر شے محبت کے زیر قانون هے اور کوئي نہیں جو محبت و پیار کا مستحق نهو' لیکن اس محبت کے اوپر بهي ایک قانون عام کي حکومت هے یعنے " نفع رساني اور حقوق العباد کي نگہداشت " پس اگر کوئي علت ایسي پیدا هوجاے جسکے سبب سے محبت کي صورت اپني محبوبیت کو مسخ کردے' تو پهر هر محبوب شے کو اپني نظروں میں مبغوض بنالو' اور جس قدر محبت کي راه میں محبت کا جوش رکهتے تهے' محبت هي کے خاطر بغض کي راه میں بغض کا جوش ظاهر کرو -

غور کرو' قانون دنیا میں کیا چاهتا هے ؟ محبت یعنے امن کو قائم کرنا' لیکن محبت کي خاطر عداوت' اور امن کي خاطر بد امني اسکو بهي کرني هي پڑتي هے - اسکي انتهاي آرزو یه هے که انسان کي زندگي کو مہلکات سے نجات دے' لیکن زندگي بخشنے کیلئے اُسے موت هي کے حربے سے کام لینا پڑتا هے - انسانوں کو پهانسي پر چڑهاکر مارتا هے اور کهتا هے یه اسلئے هے تا که انسان گلا گهونٹ کر نه مارے جائیں -

پارلیمنٹ اور جمهوریت' امن اور آزادي مانگتي هے' مگر امن کي خاطر اُسے شخصي حکومت میں بد امني پیدا کرني پڑتي هے اور آینده قتل روکدینے کیلئے بهتوں کو قتل کرنا پڑتا هے -

قران نے حب و بغض اور نرمي و سختي کے اصول کو اسي بنیاد پر قائم کیا هے' اسکي عام تعلیم یه هے :

خذ العفو و امر بالعرف	خطاوں سے درگذر کراچهي باتوں کا حکم دے
و اعرض عن الجاهلین	اور جاهلوں سے کناره کش هوجا اور ان

مقام محبت الهي اور " يحبهم ويحبونه "

يهي راز هے كه خدا نے تمام قوموں كو اپنے اپنے دور ميں اپني خلافت بخشي اور هر صالح جماعت كو اس وراثۂ الهي كا حقدار بنايا (ان الارض يرثها عبادى الصالحــــون) مگر كسي كو اپني محبوبيت اور معشوقيت كا درجه عطا نهيں فرمايا - حضرت (داؤد) على نبينا و عليه السلام كي نسبت ضرور كها كه :

يا داؤد ! انا جعلنــاک خليفة في الارض (۳ : ۸۷)	اے داؤد ! هــم نے تمكو زمين پر اپني خلافت بخشي -

بني اسرائيل بهي مدتوں اسپر سرافراز رهے' ليكن انكي نسبت يه كهيں نهيں كها كه وه خدا كے دوست اور محبوب بنائے گئے تهے - يه اس امت مرحومه كي مزيّتِ خصوصي تهي كه :

فسوف ياتــي الله بقــوم يحبهم ويحبونه (۵ : ۵۹)	عنقريب الله ايک ايسا گروه پيدا كريگا جنكو وه اپنا محبوب بنا ے گا اور وه خدا كو محبوب ركهيں گے -

ليكن اس جماعت كي علامت يه بتلائي كه :

اذلة على المومنيــن' اعزة على الكافــرين يجاهدون في سبيل الله ولا يخافــون لومــــة لائـم (۵ : ۶)	مومنوں كے ساتهه نرم' مگر كافروں كے ساتهه سخت' الله كي راه ميں اپني جانيں لڑاديں گے اور كسي ملامت كرنے والے كي ملامت سے خوف نه كهائيں گے -

يه مختصر آيت اس مشكل كا پورا حل هے - مومن محبوب الهي هے - كيونكه ايمان بالله سے بڑهكر محبت الهي كيلئے اور كونسي شے جالب هو سكتي هے ؟ ليكن خدا نے اپني محبت كے ساتهه طرف مقابل كي محبت كا بهي ذكر كيا كه " ميں انهيں چاهتا هوں اور وه مجهے چاهتے هيں " (يحبهم ويحبونه) اور يهاں ارباب ذوق كيلئے ايک نكتۂ عجيب هے - حضــــرت (يوسف) كے حالات ميں يكسر عشق و محبت هي كا افسانه هے ' مگر وه محبت محض يک طرفه تهي' " يحبهــــم و يحبـــونهم " كي طرح دونوں طرف سے نه تهي - صرف زليخا هي كي نسبت فرمايا كه :

قد شغفهــا حبه (۱۲ : ۱۳)	يوسف كا عشق اسكے دل ميں جگه پكڑگيا هے

اسي كا نتيجه تها كه زليخا جو كچهه كرتي تهي' اپنے نفس كي خاطر كرتي تهي' يوسف كي رضا جوئي مطلوب نه تهي - جب عزيز مصر پر اصليت منكشف هوگئي تو ذلت و رسوائي سے بچنے كيلئے باوجود كمال استيلاے محبت و شغف خود هي يه صلاح دي كه :

ما جزاء من اراد باهلك سوء ؟ الا ان يسجــن او عذاب اليــم (۱۲ : ۲)	جو شخص تيري بيوي كے ساتهه بدكاري كا اراده كرے اسكي يهي سزا هے كه قيد كياجاے يا سخت عذاب ميں گرفتار هو -

ليكن عشق و خود پرستي دونوں ايک دل ميں جمع نهيں هوسكتے عشق كي تعريف يه هے كه " اولها قتل و آخرها حرق " [اسكي ابتدا قتل نفس هے اور انتها تمام خواهشوں اور هوا و هوس كا فنا] يهاں سب سے بڑي معصيت اپنے وجود كا حس اور اثبات هے :

- وجودک ذنب لا يقاس به ذنب -

محبت كا اصلي مقام وه هے جهاں پهنچكر نفس اپنے كو فنا كرديتا هے اور پهر دست محبوب ميں محض ايک آله بے روح بنكر رهجاتا هے - اسكا دل اسكے پهلو ميں نهيں هوتا ' بلكه محبوب كي انگليوں ميں " يقلبها كيف يشاء " (جس طرف چاهتا هے پهرا ديتا هے) محبت كا استغراق خود اسكو محبوب كے صفات و خصائل كا ايک دوسرا پيكر بنا ديتا هے - وه ديكهتا هے تو اسي كي نظر سے' اور سنتا هے تو اسي كے كانوں سے - خود اسكي كوئي خواهش اور كوئي مرضي باقي نهيں رهتي - محبوب كي خواهش اسكي خواهش' اور محبوب كي مرضي اسكي مرضي بن جاتي هے - (زليخا) كو ابهي يه درجه حاصل نهيں هوا تهــا ورنه اپني ذلت و رسوائي كے خوف سے (يوسف) كو باره برس تک قيد خانے ميں نه ديكهتي' البته جب اس راه ميں ترقي كرگئي تو پهر ننگ و ناموس نفس كي زنجيريں خود بخود ٹوٹ گئيں اور پكار پكار كر كهنے لگي :

ما ابرى نفسي ان النفس الامارة بالسوء (۱۲ : ۵۳)	اپنے نفس كو الزام سے نهيں بچاتي بيشک ميرا نفس برائي پر آماده كرنے والا هے

خدا نے اپنے مومن بندونكو صرف اپنا هي محبوب نه كها كه يه تو صرف زليخائي هوتي' بلكه يحبهم ويحبونهم فرمايا كه ميں اگر انكو دوست ركهتا هوں تو وه بهي مجهكو محبوب ركهتے هيں - اس تعلق محبت كو محب و محبوبي اور عشق و معشوقي' دونوں سے مركب بنايا ' تاكه مقام ايمان كي اصلي علامت اور خصوصيت ظاهر هوجائے' اور ايمان بالله في الحقيقت الله كي محبت هي كا نام هے :

والذين آمنــوا' اشـد حبــاً لله (۲ : ۸۸)	اور جو لوگ ايمان لائے هيں انكي خدا سے نهايت درجه محبت هے -

محبت كي شرط اولين فنا في المحبوب هے' اسلئے مومن مخلص بهي وهي هے جو اپني تمام خواهشوں اور قوتوں كو بهولكر صرف خدا كي مرضي اور ارادے پر اپنے تئيں چهوڑدے - خدا كي مرضي اسكي مرضي' اور خدا كي خوشي اسكي خوشي هو - يهي معني خلافت الهي كے هيں كه وه دنيا ميں الله كي صفات كامله كا مظهر' اور اسلئے اسكا جانشين هے -

الحب في الله والبغــض في الله

پس جب مقام ايمان محبت الهي ' اور محبت بغير حصول فنا في المحبوب محال ' تو يهيں سے امر بالمعروف اور نهي عن المنكر كا فرض بے نقاب هوجاتا هے - (مومن) كي تعريف يه هے كه خود اسكی نه كسي كے ساتهه دوستي هو اور نه دشمني ' نه كسي كي مدح كرے ' اور نه مذمت ' بلكه وه دست الهي ميں ايک بيجان آله بنكر اپني محبت اور دشمني كو راه محبوب كيلئے وقف كردے - جو خدا كے دوست هيں ' وه اسكے دوست هوں ؛ اور جو اسكے دشمن هيں ' وه اسكے دشمن هوں ؛ اسي كي راه ميں دوستي ' اور اسي كي راه ميں دشمني ؛ الحب في الله والبغــض في الله - خدا نيكي اور اعمال حسنه سے خوش هوتا هے ' پس يه بهي جهاں كهيں نيكي كو ديكهے ' اپنا سر جهكادے - وه بدي اور بد اعمالي پر غضبناک هوتا هے (لا يرضى بعباده الكفر) پس اسكو بهي جهاں كهيں بدي نظر آے ' صفات الهي كي چادر اوڑهكر قهر مجسم بن جاے -

ولو لا دفع الله الناس بعضهم ببعض لهدمت صوامع وبيع وصلوات ومساجد يذكر فيها اسم الله كثيرا (۲۲ : ۴۲)

اور اگر خدا لوگوں کو ایک دوسرے کے ہاتھہ سے نہ ھٹواتا رھتا تو تمام صومعے اور گرجے اور تمام عبادتگاھیں اور مسجدیں جن میں کثرت سے خدا کا نام لیا جاتا ھے ' کبھی کے منہدم ھوگئی ھوتیں -

یعنی مقصد الہی شفقت و رحمت و احسان عام ھے لیکن جب ایک گروہ اسکی زمین کو فتنہ و فساد سے آلودہ کرتا ھے ' بغیر کسی جرم و قصور کے محض عبادت الہی کی وجہ سے اسکے نیک بندوں پر ظلم و سختی کرتا ھے ' انکو گھروں سے نکالتا ھے ' الله کی عبادتگاہ میں جانے سے روکتا ھے ' پھر وہ جب اپنا گھر بار چھوڑکر ' وطن سے بے وطن ھوکر ' ایک دوسرے شہر میں پناہ لیتے ھیں تو وھاں بھی انکو چین سے بیٹھنے نہیں دیتا ؛ تو ان حالتوں میں مجبور ھوکر پیغمبر کو فتنہ روکنے ' مظلوموں کو بچانے ' شعائر الہی کی حفاظت اور حرمت کو قائم رکھنے ' اور رافت و رحمت سے دنیا کی محرومی کو مٹانے کیلئے سختی سے کام لینا پڑتا ھے اور تلوار کو کاٹنے کیلئے تلوار بلند کی جاتی ھے -

وکذلک جعلناکم امة وسطا

اس موقعہ پر پچھلے نمبر کے اس ٹکڑے پر ایک نظر ڈال لینی چاھئے ' جسمیں " امة وسطا " پر بحث کی گئی ھے - خدا تعالی نے مسلمانوں کو اپنی خلافت اور نیابت بخشی تھی پس ضرور تھا کہ وہ بھی صفات الہی سے متصف ' اور متخلق باخلاق الہی ھوں - خدا رحیم اور محبت کرنے والا ھے ' پس حکم دیا گیا کہ " ارحموا علی الارض یرحمکم من فی السماء " - زمین پر رحم کرو تاکہ وہ ؛ جو آسمان پر ھے تم پر رحم کرے - لیکن رحیم ھونے کے ساتھہ وہ عادل بھی ھے ' پس رحم و محبت میں بھی عدل اور وسط کا ھونا ناگزیر تھا - اس بنا پر تعلیم دی گئی کہ جب افراط و تفریط حد سے بڑھجاے تو افراط کو روکنے کے لئے تم بھی افراط کرو - سفرا بڑھ گیا ھے تو تم بھی بہت زیادہ ترشی کھلادو - تم پر تلوار اٹھائی گئی ھے تو اسے تلوار ھی سے کاٹو - تم ذلیل کئے گئے ھو تو تم بھی ذلیل ھی کرو تاکہ تسویہ و اعتدال پیدا ھو - یہ سب کچھہ عین رحم و محبت ھے - نہ کہ سختی و جبر - ڈاکٹر مرض کے عزیز سے کم مریض پر مہربان نہیں ' اسکے تلوے میں کانٹا چبھکر چبھن پیدا کر رھا ھے ' لیکن اس چبھن کے دور کرنے کیلئے نشتر کے نوک کی چبھن ھی سے اُسے کام لینا پڑیگا -

لقد ارسلنا رسلنا بالبینات وانزلنا معهم الکتاب والمیزان لیقوم الناس بالقسط ' وانزلنا الحدید فیه باس شدید و منافع للناس (۵۷ : ۲۵)

ھم نے اپنے رسولوں کو کھلی کھلی نشانیوں کے ساتھہ مبعوث کیا اور انکے ساتھہ کتاب اور ترازو بھیجا تاکہ لوگ عدل و انصاف پر قائم ھوں ' اور نیز لوھا پیدا کیا (جو ھتیاروں کی شکل میں) سخت خطرناک بھی ھے اور ساتھہ ھی بہت سی منفعتیں بھی انسانوں کیلئے اپنے اندر رکھتا ھے -

اس آیت میں قران نے پوری تشریح کے ساتھہ نظام عالم کے قوانین اساسی کو بیان کردیا ھے - خدا ھدایت و اصلاح کیلئے انبیا کو بھیجتا ھے اور انکو میزان (قیام عدل کی نافذانہ قوت) دیتا ھے ' تاکہ دنیا میں الله کے عدل کو قائم کردیں ' لیکن چونکہ اسکے لئے اکثر اوقات قہر و عقوبت کی ضرورت تھی ' اسلئے انکو عدل قائم کرنے کیلئے جنگ و قتال کی بھی اجازت دی ' اور لوھا پیدا کیا جو طرح طرح ھتیاروںکی اشکال اختیار کرتا ھے پس وہ مضر بھی ھے اور مفید بھی -

تشبہ بالالہ و تخلق باخلاق الله

پس امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی صفات الہیہ میں سے ایک صفت ھے - اسلام انسان کے آگے ایک ارتقاے روحانی کی راہ کھولتا ھے جو گو عبدیت کے مقام تذلل و تکسّر سے شروع ھوتی ھے مگر اسکا انتہائی نقطہ تشبہ بالالہ (یعنی خدا کی صفات سے مشابہت پیدا کرنے کا مقام) ھے - اور اسی طرف اس مشہور حدیث میں اشارہ کیا گیا ھے کہ : تخلقوا باخلاق الله (خدا کا اخلاق اپنے اندر پیدا کرو) پس ضرور تھا کہ جس ملت کو خدا نے دنیا میں اپنی نیابت اور خلافت بخشی تھی وہ بھی اس صفت الہی سے متصف ھوتی - خدا طاعت و عبادت سے (یعنی ھر ایسے کام سے جو قواے فطریہ کا صحیح استعمال ھو) خوش ھوتا ھے ' پس ایک انسان مومن کو بھی خوش ھونا چاھئے - خدا کفر و ضلالت اور بد اعمالی سے (یعنی ان تمام کاموں سے جو قواے فطریہ کا اسراف وتبذیر ھوں) ناخوش ھوتا ھے اور اپنی نارضامندی کا اظہار کرتا ھے ' پس مومن و مسلم کو بھی ناخوش ھونا چاھئے اور اپنی نارضامندی کا اعلان کرنا چاھئے - ھم نے پچھلے نمبر میں (اسراف) اور (تبذیر) کی حقیقت سے بحث کی تھی - خدا عادل ھے ' اور رحم و محبت ' نرمی و آشتی میں بھی اسراف وتبذیر پسند نہیں کرتا - اگر (بائبل) کا (ابن الله) رحم محض کا مجسمہ ھے اور عدل کے ترازو کو ھاتھہ میں لینا نہیں چاھتا تو نہ لے ' مگر چھوے بغیر تو اسے بھی چارہ نہیں - اُسنے تمام انسانی جرائم و معاصی کو شان محبت کے جوش میں معاف کردینا چاھا لیکن پھر بھی بدی کو قابل عقوبت ثابت کرنے کیلئے تمام ابن آدم کونسہی ' مگر اپنے عزیز بیٹے کو تو تین دن تک لعنت میں گرفتار رکھکر خونی مجرموں کی طرح سولی پر چڑھانا ھی پڑا -

یہ ناگزیر ھے ' دنیا کیلئے محبت کی صورت موھنی ' ھو مگر افسوس کہ سودمند نہیں - عدل کی پیشانی پر اگرچہ خوشنمائی کی بلندی کی جگہ سختی و خشونت کی لکیریں ھیں ' لیکن دنیا کا تمام نظام صرف اُسی کے دم سے ھے - پس خدا نے اپنی ملت کو بھی اپنے صفات کی دعوت دی اور اپنی شان عدل کی طرح اسکو بھی (امة وسطاً) قرار دیا تاکہ وہ اُسکی زمین پر ایک عادلانہ خلافت ھو اور اسکی طرح کسی جذبے میں نہ تو اسراف کرے (یعنی رحم کے موقعہ پر رحم کو ' اور سختی کے موقعہ پر سختی کو اسکی ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا) اور نہ تبذیر کا طریقہ اختیار کرے (یعنی رحم کی جگہ قہر - اور قہر کی جگہ رحم) -

ناموران غزوۂ طرابلس

شیخ المجاهدین ' محبوب الاسلام و المسلمین

البطل العظیم غازی انور بک

متع الله الاسلام و المسلمین بحفظ وجودہ و طول حیاته

(۵)

طرابلس کی ایک لیلة الشہدا

—*—

اس ایک هی آسمان کے نیچے ایک هی وقت میں کیسے کیسے مختلف اور متضاد تماشے هوتے هیں ! اگر هماری طرح آسمان بهی دیکهتا هوگا تو اسکے سامنے کیسے عجیب اور مدهش منظر هونگے ! ایک گوشے میں نشاط و شادمانی کا هنگامه بپا هے ' دوسری طرف حسرت و نامرادی کے ماتم سے دنیا کو فرصت نہیں - بہت ممکن هے که جس وقت دنیا کے ایک حصے میں پهولوں کی سیج پر خواب نوشیں کے لذت یاب کروٹیں بدل رهے هوں ' عین اسی وقت کسی دوسرے حصے میں گرم بالو اور تیز کانٹوں پر خون چکاں لاشیں تڑپ تڑپ کر ٹهنڈی هو رهی هوں !

لیکن لذت و عیش کے پرستاروں کو قتیلان حسرت و یاس کا افسانہ سننے کی مہلت کہاں ؟ اگر غم کے ماتم کدوں میں آگ لگ گئی هے تو عیش کے عشرت کدوں میں گلاب کا چهڑکاؤ کیوں رُکدیا جاے ؟ دنیا کے کارخانے همیشه غفلت کی کل سے چلے هیں اور چلتے رهیں گے -

ز خار خار محبت دل ترا چه خبر ؟
که گل بعیب نه گنجد قبائے تنگ ترا

* * *

لیکن اگر حفظ وطن ' جهاد فی سبیل الله ' جوش ملی ' اور وطن پرستی کا خون کچهه بهی قیمت رکهتا هے تو کون کہه سکتا هے که (سرزمین طرابلس) کی قیمت کیا هوگی ؟

۲۶ - اکتوبر کا آفتاب جبکه مسیحی وحشت و درندگی کی خوں ریزیوں کو دن بهر دیکهکر ' ساحل طرابلس پر کانپتا هوا پہنچا ' تو اسکے سامنے اب ظالم و مظلومی ' قتل و مقتولی ' قہقۂ وحشت اور آه مایوسی کی جگهه ' صرف ایک هی قسم کا منظر باقی رهگیا تها - موت و حیات کی بقیه کشمکش ' روح و جسم کی مفارقت کا آخری اضطراب ' انسانی احتضار کی تڑپ اور بیقراری ' گرم گرم خون کے فواروں کا جوش و خروش ' زخموں کی کنکریوں اور کانٹوں پر تلملاهٹ ' ایڑیوں کی جانکنی کی بے چینی میں پیہم پٹک ' زندگی کی دنیا پر الوداعی نظر ' اور موت کی اس چهائی هوئی خاموشی میں گاه گاه اٹهنے والی درد کی چیخیں ' اور بند آنکهوں سے بہنے والے چند قطره هاے اشک ! بس یہی منظر تها جو اس سرزمین کے تماشائی کیلئے باقی رهگیا تها -

* * *

کشتگان ظلم و ستم کی برهنه لاشوں کی تجہیز و تکفین کیلئے جب کوئی هاتهه نه بڑها تو رات کی تاریکی نے چادر ظلمت ڈالدی - جبکه دنیا کی کبهی بند نهونے والی حرکت کی نبض ' طرابلس کی لاشوں کی طرح بالکل خاموش تهی ' اور اسکا سرد دل ریت پر جمے هوے خون کے لتهڑوں کی طرح منجمد هوگیا تها ! کهجور کے درختوں کے جهنڈ اور منہدم مکانوں کے ٹیلوں پر سے چاند کی مدهم روشنی نے سر نکالا - آه ! یہی چاند اس وقت کسی نشاط سراے عیش و عشرت کے صحن میں اپنی دهیمی دهیمی کرنوں کے اندر کیسا شگفته اور راحت بخش هوگا ؟ مگر یہاں ' اس صحراے وحشت ' اس ماتمکدۂ انسانیت ' اس شہادت زار خوں بار ' اور اس خوابگاه اجساد اموات میں اسکی خاموش روشنی کیسی غمگین اور الم ناک هے !

* * *

یکایک اندرون صحرا کی طرف سے چاند کی بهیانک روشنی میں ایک سیاه قد نمودار هوا - اس مدینۂ اموات میں یه ایک تنہا متحرک جسم تها - وه ایک اونٹهنی پر سوار تها جو اسکی طرح بالکل چپ تهی - اس نے آگے بڑهنا چاها مگر لاشوں کے ڈهیر کو رحم دل اونٹهنی اپنے گهٹنوں سے ٹهکرا دینے پر راضی نه هوئی - وه نهایت آهستگی سے اُتر کر خون انسانی کے اس سمندر کے کنارے کهڑا هوگیا - یه اُسکے لبوں کے هلنے کی آواز هے یا دل کے دهڑکن کی ؟ مگر جس عالم میں وه کهڑا هے ' یہاں لبوں کی حرکت اور دل کی دهڑکن ' گویائی میں دونوں برابر هیں ' بلکه عجب نهیں که لبوں سے نکلی هوئی آواز کو سننے والا اب یہاں کوئی نهو ' مگر دل کی صدا کو هر لب زخم خوں کے آنسوؤں سے جواب دیدے - :

وه کچهه عرصے تک ایک غیر متحرک سنگین بت کی طرح خاموش کهڑا رها ' پهر اُس نے گردن اٹهائی ' پہلے اپنے سامنے کے منظر خونین پر نظر ڈالی اور چاند کو دیکهکر بولا -

" آه ! زندگی کے عیش و نشاط پر چمکنے والے چاند ! تجهکو آج بهی اس فضائے خونین پر آنکلنے کی مہلت ملگئی - انسانی غفلت کے لعنت کدوں کو روشن کرنے کے بعد تجهکو فرصت ملگئی که یہاں کی متبرک وحشت کو بهی جهانک کر دیکهه لیں ! لیکن تو جو ظالموں کے سروں پر بهی چمکتا هیں ' اور انسانی سبعیت و درندگی کے چہروں کو بهی اپنی کرنوں سے نمایاں کردیتا هیں ' کیا حق رکهتا هیں که ان مقدس لاشوں پر اپنی ملوث روشنی ڈالیں ؟ تیرے لئے انسانی فسق و معصیت کے پوشیده دریچے کافی نهیں هیں که انسانی شرف

اذلۃ علی المومنین ' اعزۃ علی الکافرین - نیکي کے سامنے جسقدر عاجز ہو' اتنا هي بدي کے آگے مغرور و سخت هو -

کیا نہیں دیکھتے که خدا تعالی نے جہاں امر بالمعروف کا ذکر کیا هے وهاں ساتهه هي ایمان بالله کا بهي نام لیا هے :

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس' تامرون بالمعروف وتنهون عن المنکر وتومنون بالله	تم تمام امتوں میں بہتر امت هو که نیک کاموں کا حکم دیتے هو اور برائي سے روکتے هو اور الله پر ایمان رکھتے هو-

یه اسلئے کہا که امر بالمعروف کا فرض بغیر کامل ایمان بالله کے ادا نہیں هو سکتا - ایک انسان جو هواے نفس میں گرفتار هے ' درهم و دنانیر کو پوجتا هے ' لذت نفس اور عیش دنیوي کو اپنا قبله بنا لیا هے' اور دنیوي رسوخ و عزت کو اپنا معبود سمجھتا هے ؛ ممکن نہیں که اپنے اندر نیکي کے حکم ' اور بدي کي روک کی طاقت پاسکے - وہ مشرک هے - گو زبان سے دعوئ ایمان کرتا هو مگر ایمان کي حلاوت اسکو کبھي چکھنا بھي نصیب نہیں هوئي :

وما یومن اکثرهم بالله الا وهم مشرکون (۲۵ : ۱۹)	اور ان میں سے اکثر ایسے هیں که گو ایمان کا دعوا کرتے هیں مگر في الحقیقت مبتلاے شرک هیں -

عبادت اور بندگي کے معنے کسي مجسم بت کو پوجنا هي نہیں هے بلکه هر وہ شے جسکے لینے کا حق صرف خدا هي کو تها' اگر اسکے سوا کسي دوسری هستي کو دیدي جاے' تو یه بهي شرک هے (مگر اسکي تشریح کا یه موقعه نہیں -)

خدا نے سب کچهه انسان کیلئے ' مگر انسان کو اپنے لئے بنایا - پس ایمان بالله کے یه معنے هیں که انسان سب کچهه اوروںکو دیدے مگر خود اپنے تئیں خدا کے سوا اور کسي کو نه دے - اگر وہ اپني خواهش اور مرضي کو اسکي خواهش اور مرضي پر مقدم رکھتا هے تو وہ دعوئ ایمان میں سچا نہیں -

هجوم خیالات سے سلسلۂ سخن بار بار ٹوٹتا هے اور پهر چند قدم چلکر وا ، هونا پڑتا هے - حاصل سخن یه هے که امر بالمعروف اور نہي عن المنکر وهي کرسکتا هے جو ایمان بالله میں راسخ و مستقیم هو اور یه جب هو سکتا هے که محبت الہي کي راہ میں مستقیم هوکر سب کو خدا کیلئے اختیار کرے اور سب کو خدا کیلئے چهوڑدے - خود اسکي کوئي ذاتي محبت اور ذاتي عداوت نهو - نه اپني غرض کیلئے دوست بنے اور نه اپني غرض کیلئے دشمن - وہ هر شے کو خدا کي آنکهه سے پیار کرے اور اسي کي آنکهه سے دشمن دیکهے - اسکا کوئي وجود' اسکي کوئي زندگي' اسکي کوئي صدا نهو' جب چلے تو خدا کے پاؤں سے چلے' اور جب سنے تو خدا کے کان سے سنے' اور جب بولے تو خدا کي آواز اسکے گلے سے نکلے - ولنعم ماقیل في هذ المقام :

من بجانان زندہام وز جان نیم
من ز جان بگذشتم و جانا نیم
چشم وگوش و دست وپایم اوگرفت
من بدر رفتم' سرایم او گرفت
این بصر وین سمع' چون آلات اوست
بلک ذرات تنم مرآت اوست
نغمه از نائیست ' نے از نے ؛ بدان
مستي از ساقیست' نے از می؛ بدان
چون مرا دیدي' خدا را دیدۂ
گرد کعبه صدق بر گردیدۂ
گفتن من گفتن الله بود
گرچه از حلقوم عبد الله بود
ما چو مست از دیدن ساقي شدیم
مست گشتیم' از فنا باقي شدیم

یه (عارف رومي) کي مستانه نغمه پردازیاں هي نہیں هیں' بلکه عین ترجمه هے اس مشہور حدیث قدسي کا ' جسکو (امام بخاري) کتاب التواضع میں لاے هیں که :

لا یزال عبدي یتقرب الي بالنوافل' حتی احببته' فاذا احببته ' کنت سمعه الذي یسمع به ' و بصرہ الذي یبصر به ' و یدہ التي یبطش بها ' و رجله التي یمشي بها ' ولسانه الذي یتکلم به ' ولئن سألني لاعطینه ' ولئن استعاذني ؛ لاعیذنه	جب میرا کوئي بندہ بذریعه نوافل کے مجهسے قریب هوتا هے تو اسکو اپنا محبوب بنالیتا هوں' پس جب وہ محبوب بنگیا' تو میں اسکا کان هوجاتا هوں ' میرے کان سے سنتا هے' اور اسکي آنکهه هوجاتا هوں میري آنکهه سے دیکهتا هے ' اور اسکا پانوں هوجاتا هوں' میرے پانوں سے چلتا هے' اور اسکي زبان هوجاتا هوں' میري زبان سے بولتا هے - وہ جو مانگتا هے' عطا کرتا هوں' اور جب پناہ مانگتا هے پناہ دیتا هوں -

" یحبهم ویحبونهم" کا یہي مقام هے اور یہیں پهنچکر (پیرهرات) اپني فریاد ضبط نه کرسکا اور مضطربانه چیخ اٹها که " خدایا این چه بوالعجبي ست که با دوستان خود میکني ؟ تاوقتیکه ترا مي جستیم' خود را یافتیم ' اکنوں خود را مي جوئیم' ترا مي یابیم "

صحابه کي جماعت نے ایک درخت کے نیچے بیٹهکر محمد ابن عبد الله کے هاتهه پر بیعت کي تهي مگر ارشاد الہي هوا که وہ هاتهه عبد الله کا نه تها بلکه خود الله کا تها : ان الذین یبایعونک انما یبایعون الله ' ید الله فوق ایدیهم - (۴۸ : ۱۱) و ما رمیت اذ رمیت' ولکن الله رمی (۸ : ۱۸)

و وراء ذاک' فلا اقول ' لانني
سر' لسان النطق عنه اخرس

ناظرین اگر طول سخن سے گهبرا نه جائیں تو ابهي ایک نمبر اس موضوع پر اور باقي هے -

لذیذ بود حکایت دراز تر گفتم
چنانکه حرف عصا گفت موسی اندر طور

اور آگے بڑھہ آیا ھے اور منظر زیادہ صاف ھے سامنے خون و میت کا ایک سمندر سکون و سکوت میں تھا - اسنے پھر ایک مرتبہ جھک کر سامنے کی لاش پر بوسہ دیا اور کہا :

" اے کبریاے منتقم و قہار کی نگران آنکھیں ! اے ملائکۂ سماوات کی بے شمار جماعتو ! اور پھر اے خون کے سمندر ' اور لاشوں کے صحرا ! تم گواہ رھنا کہ میں اپنے تیئں خدا کے ھاتھہ سپرد کردیتا ھوں - ایک لمحے ' ایک دقیقے ' ایک چشم زدن کیلئے بھی الگ نہیں - وہ مجھکو اپنی غیبی تلوار بنائے ' اور پھر بیکار نہ رکھے - یہ خون کب تک بے آواز بہتا رہے گا ؟ کب تک خدا کے دشمنوں کی لعنت سے وطن مقدس کی سر زمین ناپاک رہے گی ؟ میں ایک بے سروسامان مسافر ھوں ' اور دشمن کی فوجوں کے غول بحر و بر پر قابض ' مگر اے خدا ! تیری جنود مخفی کہاں ھے ؟ — "

یہ کہکر اس نے اپنے گرم آنسوؤں کے چند قطرے اُس سرد لاش پر ڈالے اور پھر یکایک پیچھے ھٹکر اپنی خاموش اونٹھنی پر سوار ھوا اور صحرا میں غائب ھوگیا -

* * *

یہ صحراے لیبا کے امن و قتال کا تاجدار ' (انور بک) تھا

عالم اسلامی

مغرب اقصی

— * —

مصر انگلستان کیلئے ' مراکش فرانس کیلئے ' طرابلس اٹلی کیلئے ' اور اب یونان کیلئے ' مقدونیا ریاست ھاے بلقان کیلئے ! اور باقی جو کچھہ رھجاے وہ آھستہ آھستہ تحلیل و تفرید کے بعد اُسرو غلامی اور استعباد و محکومی کیلئے - یہ اسلام کی قسمت کا فیصلہ ھے جو یورپ کے دار العدل سے صادر کردیا ھے ' اور اسکے مرافعے کیلئے کوئی دروازہ نہیں : و لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا -

مراکش عربی حکومت کا افریقہ میں ایک آخری نقش قدم تھا جو مٹ گیا - شاید کچھہ دنوں تک مصر کی سی حالت باقی رھتی مگر (مولائی حفیظ) ملک کا آخری سودا کرکے اب مکہ جاتا ھے کہ خدا کے گھر سے اسکا صلہ حاصل کرے ' البتہ ملک میں ایک تازہ شورش پیدا ھوگئی ھے ' (الھبا) کے گرد قبائل کا اجتماع روز بروز بڑھتا جاتا ھے ' (مولائی یوسف) کو فرانس نے تخت مراکش کی دربانی کیلئے نوکر رکھا تھا مگر نکال باھر کردیا گیا ' اس سے امید بندھتی ھے کہ شاید فرانس کو اب مراکش کیلئے کوئی نیا بیعنامہ لکھوانا پڑے - اس ھفتے جسقدر خبریں آئی ھیں سب کی سب اس امید کو قوی کرتی ھیں - جنوبی مراکو پر (الھبا) کے تسلط سے پیرس میں اداسی چھاگئی تھی مگر اب ۲۲ کی تار برقی سے معلوم ھوتا ھے کہ ۱۸ - کو فتحیابی کے ساتھہ فاس میں داخل ھوکر اُس نے فرانسیسی سفارت خانے اور فرانسیسی معلم افسروں کا محاصرہ کرلیا ھے نیز مراکش میں عام طور پر اسکے سلطان ھونے کا اعلان کردیا گیا - جو یورپین باشندے شورش سے خائف ھوکر بھاگ گئے تھے مقام صفی پر روکے گئے اور فدیہ دینے پر مجبور کئے گئے ' لندن ٹائمس کے ایک تار کے بموجب اس وقت فاس سے ۷۵ میل کے فاصلے پر کرنل مینگن چار ہزار آدمیوں کے ساتھہ شہر میں ھنگامہ مچادینے کی طیاری کررھا ھے -

فرانسیسی درندوں کا کشت و خون اور مسیحی لعنت کا نزول ' فاس (مراکش) کے دروازے پر

شوون عثمانیہ

گو رائٹر ترکی کی موجودہ مشکلات کو جس لہجے میں بیان کرتا ھے وہ اسکی خبر رسانی کے ضروری اجزا ' کذب و مبالغہ سے خالی نہیں ' مگر اسمیں شک نہیں کہ نئی ترکی اپنی زندگی کے ایک نئے بحران میں پھر مبتلا ھوگئی ھے -

اٹلی طرابلس کے ساحل پر ناکام رھی ھو مگر اسمیں شک نہیں کہ (مانٹی نگرو) سے کچھہ دیر کیلئے کام نکال لینے میں تو ضرور کامیاب ھوگئی ' یہ تمام تدبیریں صرف اسلئے ھیں کہ کسی طرح ترکی کو صلح کرلینے پر مجبور کیا جاے - اس وقت تک جو حالات روشنی میں آئے ھیں انسے معلوم ھوتا ھے کہ کئی ماہ سے برابر مانٹی نگرو اپنے کاموں میں سرگرم تھی ' اب ترکی علاقے میں علانیہ اُس نے اسلحہ تقسیم کئے مگر اس سے پلے پوشیدہ کر رھی تھی -

ترکی علاقہ بریفی میں عیسائیوں کی بغاوت کی خبر حالات کو زیادہ مخدوش ثابت کرتی ھے - (کوچنہ) کا حادثہ جو نمبر میں درج ھوچکی ھے بلغاریا اور اسٹریا کیلئے ایک اچھا ھے ' اسٹریا کے کاونٹ برچولد نے ایک کانفرنس کی تجویز پیش کردی ھے ' اور ۱۹ - کی خبر ھے کہ انگلستان نے اُسے منظور کرلیا ھے ' اور ایسا ھے تو صورت معاملہ خطرے سے خالی نہیں مگر ترک اس وقت تک اس تجویز کی برابر تحقیر کر رھے ھیں -

۲۱ - کی تار برقی ترکی کی استقامت اور مستعدی کی خبر دیتی ھے کہ ایک گشتی چٹھی باب عالی نے دول یورپ کو بریفی

و تقدیس کے اس صحرائے مقدس کي پاک تاریکي میں خلل ڈالنے کیلئے آموجود ہوا ؟ تو سمجھتا ہیں کہ تیرا آشیانہ ہم سے بلند ہے اور اسلئے تو خدا کے عرش کبریائي سے زیادہ قریب ہیں - شاید تو قریب ہوں' مگر اُسکے پاس تو نہیں' حالانکہ تجھسے لاکھوں میل نیچے قعر ارضي کي سطع پر' جو خاموش اجسلم اس وقت پڑے ہیں' انکا دل خدا سے قریب ہے نہیں' بلکہ اس وقت اسکي گود میں ہے - اُس خداے نیرنگ ساز کي گود میں' جو ظلم و عدوان سے گو خوش نہیں' مگر شاید اپنے دوستوں کیلئے یہي پسند کرتا ہے کہ انکے گلے کٹے ہوے' اور جسم زخموں سے سرخ ہوں " لیکن اسکا ضبط اب قابو سے باہر تھا -

تھوڑي دیر کے بعد وہ کسي قدر آگے بڑھا ' سامنے ایک ٹھنڈي لاش خون کے لتھڑوں کي تہہ سے منہ ڈھانکے ہوے پڑي تھي - اُسکي ایک ٹانگ گولي کے ضرب سے لٹک کر الگ ہوگئي تھي اور ناف سے لیکر چہرے تک سنگینوں اور تلواروں کي نوکوں سے کٹ کٹکر گوشت کا ایک مسطح ٹکڑا ہوگیا تھا - اُس نے جھک کر اسکے کٹے ہوے اور جسم سے الگ پاؤں کو بوسہ دیا اور اُس آواز سے جو دل اور حلق ' دونوں جگہ اٹکي ہوئي تھي' چلّایا :—

* * *

" اے گوشت و خون کے مقدس ڈھیر ! اے محبوبیت الہي کي جبروت و عظمت ! اے دائمي شرف و تقدیس کي تمثال ! اے ظلم انساني اور محبت الہي کے قتیل ! اے حیات ارضي سے روٹھنے والے اور ملائے اعلی کے ساکن ! اے ملائکۂ مقربین کے ہم نشیں اور اعلی علیئن کے مکیں ! اے وہ ' کہ تیرے خداکي طرح اب تیرے لئے بھي کبھي فنا ؤ زوال نہیں ! اے وہ ' کہ ایک مرتبہ کٹکر ہمیشہ کیلئے و اصل' اور ایک مرتبہ مرکے ہمیشہ کیلئے زندہ ہے ! خدا کے دشمنوں نے تیرے جسم کو بھیانک بنادیا ہے مگر وہ تیري روح کے حسن کو تو بگاڑ نہیں سکتے تھے - جسطرح دشمنوں کي گولي سے تیرا پاؤں تیرے جسم سے الگ ہوچکا ہے مگر چند باریک اور ضعیف رگوں سے ابتک جوڑا ہوا ہے - اُسي طرح تیري روح بھي اب اُس دنیا کے قفس سے آزاد ہوگئي ہے' جہاں نیکي ہمیشہ سے مظلوم ہے' اور حق کا گذارہ نہیں ؛ لیکن اس خاکدان اَرضي پر تیرے جسم کا آخري بوجھہ تیرے پاؤں کي رگوں کي طرح روح کو جوڑے ہوے ہے اور یہ تعلق بھي عنقریب ختم ہونے والا ہے - جبکہ تیرے جسم سے یہ زمین خالي ہوجاےگي اور انقلابات عالم کا طوفان تیرے خوں کے دھبونکو دھودیگا ' اُس وقت انسان کي نظریں تیرے نشانوں کو نہیں پاسکیں گي مگر فرشتے ہمیشہ آسماں سے اُتریں گے تاکہ اس سرزمیں کو بوسہ دیتے رهیں' اور تیرا آسماني دوست ہمیشہ پیار کي نظروں سے یہاں کي مٹي کو دیکھےگا ' تا کہ ساکنان جنت کي نظروں میں اسکا شرف ہمیشہ قائم رہے ؛ یہاں تک ' کہ اسکا تخت عدالت آخري فیصلے کیلئے بچھایا جاےگا ' اور پھر تو اپنے قاتل کے ساتھہ کھڑا ہوکر اُسکا دامن پکڑیگا' اور " بايِ ذنب قتلت ؟ " کے فغاں سے محشر ستاں قیامت کو ماتم کدہ بنادیگا -

چوں بگذرد نظیري خونیں کفن بحشر
خلقے فغاں کنند کہ ایں داد واہ کیست

لیکن اے زمین ! اے قاتلوں اور خون ریزوں سے بھري ہوئي ناپاک زمین ! اس جسم مقدس کے آخري بوجھہ کي عزت کر ' کہ یہ خداکي امانت پھر تجھے نہیں ملےگي - تجھپر ہزاروں فدائیاں ملت اور عشاق وطن اپني لاشوں کو تڑپائیں گے مگر یہ مقتولان محبت الہي پھر تجکو میسر نہ آئیں گے - جسقدر عزت کرسکتي ہے کرلے' کیونکہ یہ خداکي گود میں کھیلنے کیلئے بہت جلد تجکو چھوڑنے والے ہیں "

* * *

اب پھر اُسکي آواز اُسکے قابو میں نہ تھي - کچھہ دیر کے بعد اُس نے کہا : -

" دنیا مرگئي' زندگي کہیں بھي نہیں ' مگر اے شہر خاموشي ! اے صحراے سکوت ! تیرے ہر خون سے رنگین ذرۂ خاک میں ایک حیات پوشیدہ ہے - اے مرنے والو ! کیا تم ہمکو زندگي نہ دوگے ؟ ہم بدبخت ہیں کہ تم زندہ ہوگئے ' مگر ہم تمہارے پیچھے موت کي ایڑیاں رگڑیں گے - تم نے اپنے مقدس خون کي چھینٹوں کو اپنے قاتلوں سے دریغ نہیں کیا مگر ہم کو محروم رکھتے ہو ؟ کاش تمہارے اُس خون کا جو راہ ملت پرستي میں بہا ہے ایک قطرہ بھي میسر آجاتا تاکہ اس سرخ رنگ سے اپنے آستین و دامن پر گل بوٹے بناتے اور قیامت کے دن (مقام محمود) میں جب (رحمۃ للعالمین) لواۓ رحمت کے نیچے کھڑا ہوتا تو اس قبائے لالہ گوں کو پہنکر اسکے تخت رحمت کو بوسہ دیتے اور کہتے کہ یہ تیري اُس اُمت کے سر و سینے سے نکلے ہوے خون کا دھبہ ہے' جسکي یاد سے تو اپنے خدا کي بندگي میں بھي غافل نہیں ہوتا تھا - اے وہ ' کہ جب تک تیرا وجود رحمت حجاز کے کفرستان میں رہا خدا کا قہر اسپر نازل نہ ہوسکا :

واذ قالوا اللهم انکان هذا هو الحق من عندک ' فامطر علینا حجارۃ من السماء اوائتنا بعذاب الیم - وماکان الله لیعذبهم ' وانت فیهم - [اور مشرکان مکہ سرکشي کے نشے میں کہتے تھے کہ خدایا اگر محمد (صلعم) واقعي حق پر ہے' اور ہم ناحق پر تو کیوں نہیں ہم پر آسمان سے پتھر برساتا یا کیوں نہیں کسي عذاب دردناک میں گرفتار کرتا ؟ مگر اے محمد ! خدا کیونکر انپر عذاب نازل کرے' جبکہ تو بھي انکے اندر موجود ہیں ۸ : ۳۵]

تیرا وجود آب و گل میں تھا تو مصیبت نازل نہ ہوي' مگر یہاں تو تیري محبت روح و دل میں موجود تھي' کیونکر دشمنوں کي تلواریں انپر چل سکیں ؟

لیکن نہیں' وہ عذاب الہي کے پتھروں کي بارش تھي' رک گئي' یہ محبت الہي کے پھولوں کي بارش ہے' اسکو آور زیادہ ہونا چاهیئے طاق محبت کي ساري آرایش خون کے چھاپوں اور گل بوٹوں ہي سے ہے -

حسنش ہمہ قتل ست ' نقابش ہمہ خونست

* * *

* *

* *

وہ یکایک چونک پڑا ' دیکھا تو چاند اُسکي ملامت کي پروانہ

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مقام اشاعت
۷ – ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۸ | کلکتہ : یکشنبہ ۱ سپتمبر ۱۹۱۲ ع | جلد ۱

قیمت فی پرچہ ساڑھے تین آنہ

حادثے کي طرف اشارا کرتے هوے خبر دیدي هے که مانتني نگرو کے حمله کے نتائج کي وه ذمه دار نهیں' ایک بهت هي قوي فوجي جمیعت بریني میں جمع هو رهي هے اور یقیناً جنگي کوائف ابتک پیدا هوگئے هونگے -

بریني ترکي کا ایک مختلف سرحدوں سے متصل مقام هے' ایک طرف سرویا اور مانتني نگرو میں سرحدي برزخ کا کام دیتا هے - دوسري طرف استریا کي سرحد سے بالکل قریب هے - آخري خبر یه هے که مانتني نگرو کي وزارت مستعفي هوگئي اور وزیر خارجه کو امید هے که اس سے حالات پر بهت اچها اثر پڑے گا -

---

(البانیا) کي شورش کا بظاهر خاتمه هوگیا' البانیوں کي آخري دست برد اسکوب پر قبضه کرلینا تها' جو سالونیکا سے ۱۹۰ میل کے فاصلے پر واقع هے - یهانسے انکا اراده سالونیکا جانے کا تها اور ۲۷ میل بڑهکر کوپریلي میں مقیم تهے - مگر ترکي ڈویژنوں نے کیوپریلي کے پاس جمع هوکر آخري پیغام "اطاعت یا جنگ" کا دیدیا - بالاخر ۲۱ - کي تاربرقي هے که گورنمنت کے وکلا اور الباني سرغنوں کے درمیان سمجهوتا هوگیا هے اور تمام الباني اپنے اپنے گهروں کو واپس جارهے هیں -

در اصل البانیوں کي شورش محض بیان کرده حقوق کیلئے هي نه تهي بلکه پیچ در پیچ خفیه معاملات اور ریشه دوانیوں نے اپنے فریب میں لےلیا تها - هم ائینده اسکو تفصیل سے لکهیں گے

اتلي اور ترکي کي صلح کي خبریں بار بار مشتهر کي جاتي هیں' اور پهر خاموشي چهاجاتي هے - ۲۱ - کو ریوٹر لندن سے تار دیتا هے که پیریس' سوفیا' اور سٹنج کے عثماني سفرا صلح کي ابتدائي بحثوں پر مزید کارروائي کر رهے هیں - پهر ۲۲ کو قسطنطنیه سے خبر دیتا هے که عثماني وزیر خارجي سے بهي اسکي تصدیق هوگئي هے که اتلي سے نیم سرکاري طور پر نامه و پیام جاري هے -

وزارت کا بحران فی الحقیقت مسئله صلح کي ریشه دوانیوں هي کي ایک کروٹ تهي - لیکن اگر وه ایسا کریگي تو صلح کا نفاذ طرابلس میں تو غیر ممکن هے' البته ترکي کیلئے تمام موجوده مصایب سے بڑهکر ایک آخري برباد کن مصیبت پیدا هوجاے گي - خدا نه کرے که اسکے بعد کوي زیاده اعتبار پیدا کرانے والي خبر سننے میں آے -

---

وزارت کے بحران نے پهر کروٹ لی اور ایسا هونا ضروري تها - پہلے خبر آئي که فرید پاشا وزیر داخلي اور حلیم پاشا وزیر عدل مقرر هوئے مگر بعد کي خبر هے که فرید پاشا نے قبول کرنے سے انکار کردیا -

---

مصر میں وطني هیجان

انگلستان کا نظارت خارجه مدت سے اس فکر میں هے که اسکندریه میں برطانیه کیلئے ایک نیا بحري اسٹیشن بنایا جاے' ۲۳ جولائي کو پارلیمنٹ میں (مسٹر چرچل) نے اسکي نسبت صاف صاف تصریح بهي کردي تهي لیکن مسٹر چرچل کے بیان نے مصر میں ایک عام بے چیني پیدا کردي هے' هر طرف یهي مسئله موضوع سخن هے اور وطني جماعتیں کهتي هیں که وادی نیل کي غلامي کیلئے انگلستان کے کارخانه میں یه دوسرا طوق طیار کیا جا رها هے' تقریباً مصر کے هر حصے بلکه قصبات و اطراف تک میں لوگ اظهار جوش و ناراضگي کے جلسے کر رهے هیں اور تار پر تار انگلستان بهیجے جارهے هیں' چنانچه اسکندریه کے عام جلسے نے متفق هوکر اس مضمون کا تار بهیجا :

" بنام وزیر خارجیه انگلستان

مسٹر چرچل نے ۲۳ جولائي کو اسکندریه میں ایک جدید بحري اسٹیشن کے موضوع پر جو اراده ظاهر کیا هے' اسے هم نے نهایت رنج اور نفرت کے ساتهه سنا - اسکندریه مصر کا ایک شهر هے' اور مصر ایک عثماني ولایت هے - اسپر انگریزي قبضه بالکل خلاف قانون اور طاقت و فرصت کا غصب و جبر هے - پس کسي طرح برطانیه کو اسکا حق حاصل نهیں که اس ارادے کو قانوناً عمل میں لا سکے - همارې اس فریاد سے کان بند نه کیجئے که حق اور مظلومي گو ظاهر میں ضعیف مگر اپنے اندر ایک مخفي طاقت رکهتي هے - هم ابتک آپ سے بالکل نا امید نهیں هوے - برطاني شرف و عزت اب بهی امید دلاتا هے که آپ طمع سے سچائي کو اسدرجه مغلوب هونے نه دینگے "

سمن بنابر انفصال مقدمه

(آڈر ۵ قاعده ۱ و ۵)

نمبر مقدمه ۱۰۲۱ سنه ۱۹۱۲ع

بعدالت منصفي دیوریا ضلع گورکهه پور اجلاس جناب محمد شمس الحسن صاحب

مدعي ...... نرائن داس وغیره

مدعا علیه ...... مکهه رام ولد رام چندر متوفی ساکن حال شهر کلکته محله کالي گهاٹ ملک بنگال

هرگاه که مدعي نے تمهارے نام ایک نالش بابت ۲۰۰ - ۹ روپیه کے دائر کي هے لهذا تمکو حکم هوتا هے که تم بتاریخ ۷ ساتویں ماه ستمبر سنه ۱۹۱۲ع وقت دس بجے دن کے اصالتاً یا معرفت وکیل کے - جو مقدمه کے حالات سے قرار واقعي واقف کیا گیا هو اور جو کل امور اهم متعلقه مقدمه کا جواب دے سکے یا جس کے ساتهه کوئي اور شخص هو که جواب ایسے سوالات کا دے سکے - حاضر هو اور جوابدهي دعوی کي کرو - اور هرگاه وهي تاریخ جو تمهارے احضار کے لئے مقرر هے واسطے انفصال قطعي مقدمه کے تجویز هوئي هے پس تمکو لازم هے که اسي روز اپنے جمله گواهوں کو جن کي شهادت پر نیز تمام دستاویزات جن پر تم اپني جوابدهي کے تائید میں استدلال کرنا چاهتے هو اسي روز پیش کرو - تمکو اطلاع دیجاتي هے که اگر بروز مذکور تم حاضر نه هوگے تو مقدمه به غیر حاضري تمهارے مسموع اور فیصل هوگا

به ثبت میرے دستخط اور مهر عدالت کے آج بتاریخ ۹ ماه اگست سنه ۱۹۱۲ع جاري کیا گیا *

دستخط منصرم

Printed & Published by ABUL KALAM AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRINTING WORKS. 7/1. MacLeod Street, CALCUTTA.

(غازي انوربک) کي شبيه اسلئے رسالے سے الگ شائع کي گئي که لوگ اسے علحده طور پر بهي استعمال کرسکيں - بہت سے لوگ اپنے گهروں ميں لگانے کيلئے متلاشي تهے - آپکو بهي پسند آئے تو آئينه لگا کر کسي ديوار پر ٹانگ ديجئے - ليکن همارا مشوره پوچهئے تو اگر رسالے هي ميں رهنے ديں تو بهتر هے - (انور بک) کي شبيه کو اينٹ اور چونے کي بني هوئي ديواروں پر کيا لگائيے گا ؟ هوسکے تو اپنے دل کے اندر جگه ديجئے - رنگ سرخ اسلئے ديا گيا که خدا کو اسکي راه ميں نکلے هوے خون کے رنگ سے بڑهکر اور کوئي رنگ پسند نهيں - اسکي راه پر محبت کا جو آسمان چهايا هوا هے' وه نيلگوں نهيں' بلکه هميشه خون کي شفق سے لاله گوں رهتا هے -

اس تصوير کي وجه سے پچهلے نمبر کي قيمت ٨ آنه رکهني پڑي اور جن نمبروں ميں ايسي تصويريں نکليں گي انکي قيمت ممکن هے که ايک روپيه تک رکهني پڑے ' مگر خريداران الهلال تين آنے سے بهي کم ميں هميشه حاصل کرينگے -

آج هميں اُن اخبارات کے ديکهنے کا موقعه ملا ' جنهوں نے الهلال کي اشاعت پر اپني لطف آميز رايوں کا اظهار فرمايا هے - اپنے معاصرين کے اس عام اظهار حسن ظن کے نهايت شکر گذار هيں نيز ملتجي هيں که وه دعا کريں که خدا تعالے هميں انکے حسن ظن کے مطابق خدمت ملت کي توفيق عطا فرماے - دوستوں کي دعاوں سے بڑهکر انسان کيلئے کوئي شے قيمتي نهيں -

کونسلوں کے نئے انتخاب کا موسم بهار قريب هے - اميدواروں کے دلوں ميں پهر شورش پيدا هوگئي هے' اور چمنستان ممبري کے عندليب پهر مترنم و نغمه سرا هيں که :

باز هواے چمنم آرزوست !

اميدواروں کے خود نوشته دفاتر مناقب کچهه تو پريس جاچکے هيں اور کچهه بٹنا بهي شروع هوگئے - اسميں هر طرح کے وه تمام فضائل و کمالات دفعه وار درج کئے جاتے هيں جنکي آجکل کسي نائب قوم کيلئے ضرورت هو سکتي هے - قومي مجالس کي صدارت اور نظامت ' کانفرنسوں کي اسپيچوں کي طياري' ميونسپل کميٹيوں اور قومي انجمنوں کي ممبري' اور اپنے گذشته کونسل کي ممبري کے کارنامے - ليکن کاش ان تمام دفعات کي جگه صرف ايک دفعه مسلمان هونے کي بهي هوتي' تو همارے تمام مصائب کا خاتمه تها - جن سروں کو خدا کے آگے پانچ مرتبه جهکنے سے عار هے وه کيا چاهتے هيں که اسکے بندوں کے سر انکے آگے جهکيں ؟ " ساء ما يحكمون " -

غازي انور پاشا کي رنگين تصوير رسالے سے اگر علحده طلب کي جاے تو ساڑهے ٣ آنه قيمت هے اور رسالے کے ساتهه ٨ آنه

پنجاب کے اسماعيلي هندو

اور مسلمانوں کي قلت وکثرت

هزهائينس سر (آغا خاں) کے باطني طريقے کے هندو مريد پنجاب ميں بهت هيں' اور يه سلسله مشهور باطني داعي شمس الدين ملتاني کے زمانے سے برابر چلا آتا هے - اب کچهه عرصے سے آريا سماج کے اخبارات اس فکر ميں هيں که انهيں پهر هندو بناليں ادهر سر (آغا خاں) نے شايد حکم ديديا هے که اپنے اسماعيلي هونے کا اعلان کردو - مسلمان اخبارات انکے خطوط چهاپتے هيں که اسماعيلي هيں - آريا اخبارات ظاهر کرتے هيں که هندو هوگئے اور پهر اسکے لئے بڑي کوششيں کي جارهي هيں - حال ميں پنڈت بيلي رام پريسيڈنٹ آريا سماج سيالکوٹ نے اعلان کيا هے که وهاں ابتک ٧۴ هندو باطني پهر هندو مذهب اختيار کرچکے هيں - امرتسر وغيره ميں اس تحريک نے کئي مقدمات عدالت ميں بهي پهنچادئے هيں -

ليکن هم اپنے هندو اور آريا معاصرين کو يقين دلاتے هيں که اگر وه اس تحريک کو مفيد سمجهتے هوں تو شوق سے جاري رکهيں - اگر تمام اسماعيلي هندو هندو مذهب اختيار کر ليں ' جب بهي همارا کوئي نقصان نهيں - ابتک وه ايک انسان کو خدا مانتے تهے' اب هندؤں کے کروڑوں بتوں کو پوجيں گے - اسلام کي جيب ميں انکي وجه سے پهلے هي کونسا بوجهه تها که اب خالي هوجانے کا افسوس هو -

مسلمانوں کي بڑي غلطي يهي هے که وه تعداد کي قلت و کثرت کے چکر ميں پڑگئے هيں - تعداد کو قوي کرنا چاهتے هيں' مگر دلوں کو قوي نهيں کرتے - حالانکه اسلام کي نظر ميں تعداد کوئي چيز نهيں - ايک مخلص مومن دنيا کے هزار انسانوں پر غالب تها اور کوئي وجه نهيں که مخلص هوکر اب بهي نهو - اس سے کيا حاصل که دنيا بهر کا کوڑا کرکٹ اپنے اندر جمع کرکے آپ کثير التعداد هوگئے' جبکه خود آپکا دل اندر سے خالي هے ؟ جو جاتے هيں انکو جانے دو' وه پهلے هي کونسے مسلمان تهے که اب انکے هندو هوجانے کا ماتم هو؟ دنيا ميں جب تم آے هو تو تمهاري تعداد کتني تهي ؟ ليکن جب خدا سے تم نے صلح کرلي تو ساري دنيا کو تم سے شکست کهاني پڑي - تعداد بڑهانے کے جنون ميں کيوں پڑگئے هو پهلے خدا سے رسم و راه بڑها لو : واذكروا اذ انتم قليل مستضعفون في الارض ' تخافون ان يتخطفكم الناس فآواكم ' وايدكم بنصره ورزقكم من الطيبات لعلكم تشكرون [وه وقت ياد کرو ' جب تم زمين مکه ميں کم تعداد اور کمزور تهے ' اور ڈرتے تهے' که لوگ زبردستي پکڑ کے تمهيں کهيں کو اڑا نه ليجائيں' ليکن خدا نے تم کو جگه بخشي ' اپني نصرت سے مدد کي ' عمده رزق تمهارے لئے مهيا کرديا ' اور يه سب اس لئے تها که تم شکر کرو - ٨ : ٢٧]

البته اگر تم هندو اسماعيليوں کو انساني پرستش سے چهڑاکر خدا کا پرستار بناسکتے هو تو بيشک اپنا فرض هدايت ادا کرو - صرف انهيں پر موقوف نهيں' تمام دنيا تثليث وبت پرستي ميں مبتلا هے اور اعلان حق کيلئے ميدانوں کي کمي نهيں - باقي اگرچند انفار نے کسي موجوده

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,

7 1, MacLeod street.

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدهلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۸ — کلکتہ : یکشنبہ ۱ سپٹمبر ۱۹۱۲ ع — جلد ۱

فہرست

تصاویر

شذرات

اطلاع ضروری

جواب طلب خطوں کی کثرت روز بڑھی جاتی ہے - احباب شاکی ہیں کہ کئی کئی خط لکھنے کے بعد بھی جواب نہیں ملتا ' مجبوراً چند الفاظ آج اپنی نسبت لکھتا ہوں -

خود بیمار ہوں' گھر میں تین سال کا بستر علالت موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہے ' انسانی کمزوری پیمان صبر پر غالب آرہی ہے' اور دماغ قابو میں ہے مگر دل اختیار میں نہیں - یہ حالات پہلے بھی تھے مگر جب سے (الہلال) شائع ہوا ہے روز بروز بڑھتے جاتے ہیں - اپنے دل کو ٹٹولتا ہوں تو گو وہ خود معاصی و ذنوب سے بدستور تاریک ہے مگر نیتوں اور ارادوں میں کوئی خلل نہیں پاتا - پھر یہ حالات کیوں ہیں ؟ شاید اسلیے کہ خداے برتر اور اسکے کلمۂ مقدس کی خدمت اس سے بہت اونچی ہے کہ میرے ناپاک زبان و قلم سے ملوث ہو ' اسی لئے فرصت و مہلت سے محروم کیا جا رہا ہوں :

من لم یکن للوصال اهلا
فکل طاعاته ذنوب

احباب سے کسی چیز کا طالب نہیں' صرف یہ التجا ہے کہ اپنی دعاؤں میں مجھ روسیاہ کو نہ بھولیں - برسوں ہوا پرستی اور خدا فراموشی میں کاٹکر تین سال ہوے کہ آخری مرتبہ اسکے دروازے پر آکر گرا ' اور سمجھا کہ اب روٹھنے والے کو منا لیا - دیکھتا ہوں تو اب بھی دروازہ بند ہے' ممکن ہے کہ دوستوں کی دعائیں کچھ اثر دکھلائیں

پچھلے نمبر کے ساتھ الہلال کے جدید سلسلۂ تصاویر کی پہلی تصویر امید ہے کہ ناظرین کے پسند خاطر ہوئی ہو - تاہم ہمارے پیش نظر جو نمونے ہیں اسکے اعتبار سے خود ہم تو اسے شائع کرکے زیادہ خوش نہیں - اگر اخبار کی اشاعت کی طرف سے تھوڑا سا بھی اطمینان میسر آجائے - تو پھر البتہ ہر نمبر کے دو صفحے پریس کے صناعی نمونوں کیلئے مخصوص کردیں اور وہ یورپ کے با تصویر رسالوں سے کسی بات میں کم نہوں - لیکن ناظرین کو کیا معلوم کہ اسطرح کی ایک تصویر کے چھاپنے کیلئے کس قدر وقت ' کس قدر دردسری ' اور پھر کس قدر روپیہ کی ضرورت ہوتی ہے ؟ تاہم ایک مرتبہ اپنے پیش نظر رسالے کا کامل نمونہ دکھلادینا چاہتے ہیں اور اسلئے اپنے کام میں مصروف ہیں - رہا پبلک کا فرض' تو فرض کو خود محسوس ہونا چاہئے ' نہ کہ دوسروں کے شور و واویلا مچانے سے -

کیا ہے اسکے ملنے میں صرف تمہارے ہي طرف سے روپیہ کي فراہمي کي رکاوٹ ہے ورنہ گورنمنٹ کي طرف سے ہم بالکل مطمئن ہیں - کبھي اگر کسي شخص نے زیادہ تفصیل چاہي تو کہدیا کہ روپیہ جمع کرلینے کے بعد ان امور پر بحث کي جاے گي -

بیشک ١٣ - جولائي پر زور دینا ' سلسلۂ سخن میں زور دینے کیلئے ایک سہارا ضرور تھا ' مگر ایسا سہارا نہیں جسکو نکال لیجئے گا تو ہم بالکل گرجائینگے - یہ اگر صحیح نہیں تو اسے جانے دیجئے - ہمارے مضمون کي جتني سطروں میں خصوصیت کے ساتھہ اس تاریخ پر زور دیا گیا ہے اُسے بخوشي واپس لے لیتے ہیں اور مان لیتے ہیں کہ غلط تھا' لیکن ہمیں یاد رکھنے کیلئے کوئي چیز تو دیني ہي پڑے گي - اب ١٣ - جولائي کي جگہ ٢٧ دسمبر کو یاد رکھیں کے کہ اسي دن ناگپور کانفرنس میں از سر نو یہ تحریک شروع کي گئي ' ہم کو اگر کوئي صاحب اس سے پیشتر کي بھي وہ تاریخ بتلادیں جس دن اسکا محرک اول کے قلب میں القا ہوا تھا تو ہم اسي کو یاد رکھیں گے - اس سے کیا ہوتا ہے ' یہ تو ایک لفظي مناقشہ ہے - اگر ہمارے دوست ہماري تشفي چاہتے ہیں تو مندرجۂ ذیل دفعات کي نسبت ہمیں اطمینان دلائیں :—

(١) جس وقت کمیٹي قوم سے روپیہ لے رہي تھي اُس وقت خود وہ گورنمنٹ کي طرف سے مطمئن تھي یا نہیں ؟ کیا اسکو یقین تھا کہ قوم جن توقعات سے خوش ہوکر روپیہ دے رہي ہے وہ گورنمنٹ کو منظور ہیں ؟ اگر نہ تھا تو اس نے قوم پر ظاہر کیا یا نہیں ؟

(٢) ہم پھر اپنے پچھلے لفظوں کو دھراکر کہتے ہیں کہ ابتداے کار سے پریس کمیونک کي اشاعت تک ' سماے شملہ سے جو وحي نازل ہو رہي تھي وہ کمیٹي کي جانب سے قوم کے استصواب کیلئے شائع کي گئي یا نہیں ؟ قوم سے یہاں مقصود ١١ - دسمبر کي رہي قوم ہے جسکي راے لئے بغیر اب کمیٹي (بصورت عدم الحاق) یونیورسٹي لینے سے انکار کرتي ہے -

(٣) کہا جاتا ہے کہ عدم الحاق کا مسئلہ ستمبر تک کمیٹي کے روبرو نہیں آیا' بصورت صحت بیان - کیا شمار کرنے کي زحمت گوارا کي جاسکتي ہے کہ ستمبر سے دوسرے سال کے اگست تک کتنے مہینے گننے میں آتے ہیں ؟ پھر کیا اتنے عرصے تک کمیٹي نے قوم کو بے خبر نہ رکھا ؟

(٤) یہ کیا بات ہے کہ جب تک چندے کي وصولي جاري رہي یونیورسٹي کے نظام اور پیش ہونے والے ایکٹ کو باوجود بار بار وعدوں کے شائع نہیں کیا گیا ؟

(٥) کمیٹي نے پہلے پہل مجوزہ یونیورسٹي کیلئے گورنمنٹ سے جو خط وکتابت کي ' اسمیں ایک غیر مقامي یونیورسٹي کي حیثیت سے اسکا ذکر تھا یا علي گڈہ یونیورسٹي کي حیثیت سے ؟

ہم بار بار کمیٹي کا لفظ لکھتے ہیں' کمیٹي اور ممبروں کي انفرادي حیثیت میں خلط مبحث نہ کیجئے - کمیٹي کے سکریٹري نے کمیٹي کي طرف سے جو کچھہ شائع کیا ہو وہي کمیٹي کي آواز ہے - کمیٹي کا ممبر ایک ایڈیٹر کي حیثیت سے اپنے اخبار میں جو کچھہ لکھے گا اسکا فائدہ کمیٹي کو نہیں ملسکتا - گو یہ موقع اسکے اظہار کیلئے موزوں نہیں مگر کہنا پڑتا ہے کہ ہم تو کمیٹي کے ممبروں میں مسٹر محمد علي کے رویۂ کو ابتدا سے بہت صاف یقین کرتے ہیں - انہوں نے ہمیشہ کمیٹي کے اندر بھي اور (کامریڈ) کے صفحات پر بھي حتي الامکان آزادانہ اور حق گویانہ روش سے کام لیا ہے - البتہ وہ کمیٹي کي علانیہ مخالفت نہیں کرتے تھے اور ایسا کیوں کرتے ؟ تاہم مسٹر محمد علي اور کمیٹي ایک چیز نہیں ہے - وہ جو کچھہ لکھتے رہے اسکو (کامریڈ) کي حیثیت سے ہمنے دیکھا ہے اور یقیناً تمام دنیا دیکھیگي - اگر انکا خیال ہو کہ جب ہم کمیٹي کا لفظ لکھتے ہیں تو ہمارے سامنے وہ بھي ہوتے ہیں تو ہم یقین دلاتے ہیں کہ یہ ہماري نیت کے خلاف ہے' اور تعجب ہے کہ انہیں ایسا خیال کیوں ہوا ؟ ہم تو انکو آجکل کے حکمراں طبقہ میں رکھتے ہي نہیں' بلکہ ان لوگوں میں سمجھتے ہیں جو کام کرنے والوں کے اندر رہکر انکي اصلاح کي کوشش کرنا چاہتے ہیں' اور انکي مضرت رساں غلطیوں سے قوم کو بچانے کے آرزومند ہیں - ہم نے ٤ - اگست کے پرچے صفحہ ٦ میں مسلم یونیورسٹي پر بحث کرتے ہوے صاف لکھدیا تھا کہ :

" لکھنو میں اب جلسہ کرنا بھي - ہمیں صاف گوئي کیلئے معاف رکھا جاے - قوم کو محض یہ دیکھانا ہے کہ ہماري طرف سے سعي وکوشش میں کوئي کوتاہي نہیں ہوئي - ورنہ سواے (نواب وقارالملک) اور ایک دو نوجوان لیڈروں کے در اصل اس بارے میں سب کے سب " یقولون بافواههم ما لیس في قلوبهم " میں داخل ہیں - اور اس سے بھي زیادہ تباہ کن شرائط پر منظور کرلینے کے لئے طیار ہیں "

" جہانتک ہم نے حالات سنے ہیں' ان سے معلوم ہوتا ہے کہ (نواب وقارالملک) اور ایک دو اور ممبروں کے سوا تقریباً تمام ممبروں نے ہمیشہ گورنمنٹ کي ہر آواز پر سمعنا و اطعنا کہکر سر جھکایا ہے "

ہم یقین دلاتے ہیں کہ اس سے مقصود ہمارے دوست ہي تھے اور گو ہمارے موجودہ لیڈروں میں نوجوان اور جوان اور بھي ہیں مگر ینگ علي گڈہ پارٹي سے تو انکے سوا اور کوئي مقصود نہیں ہو سکتا ہم کو معلوم ہے کہ ہمارے دوست وہي (محمد علي) ہیں جنہوں نے نواب محسن الملک مرحوم کے زمانے میں اپنے کالج سے نئے نئے خطابات حاصل کئے تھے' اور پھر یہ وہي محمد علي ہیں جنہوں نے ہمیشہ کالج کي زر پرستي کي مخالفت کي' اور ٹرسٹیوں کي دائمي حکمراني کے مسئلے کو بار بار چھیڑا - وہ گو ہمیشہ علي گڈہ میں رہے مگر ہم نے تو ہمیشہ انکو اس سے باہر ہي دیکھا ہے' اور ابتو وہ لوگ دور دیکھتے ہیں - خدا تعالی نے جب چاہا تھا کہ آذر کے بتکدے کو توڑے' تو خود اسي کے گھر میں خلیل بت شکن کو پیدا کر دیا تھا' ہم کو یقین ہے کہ مسٹر محمد علي بھي علي گڈہ سے اسلئے اُٹھائے گئے ہیں تاکہ اپنے گھر کي دیواروں سے بت پرستي کے نقوش مٹادیں

إنسان كي پرستش كا اقرار نامه كسي اخبار ميں چھپواديا تو كيا اور (وشنو) كي پوجا كا اعلان كرديا تو كيا ؟ اسلام كيلئے دونوں برابر هيں -

يه تعداد كي قلت و كثرت كا وسوسه بهي همارے دلوں ميں اندر كے نفس كا نہيں بلكه باهر كے وسوسه انداز كا ڈالا هوا هے' اور اب تو همارے تمام دائرهٔ بدبختي كا محور بن گيا هے - كانگريس ميں اسلئے جا نہيں سكتے كه تعداد كم هے' هندو مارڈاليں گے - سلف گورنمنت كي خواهش ميں اسلئے شريک نہيں هوسكتے كه تعداد كم هے' هندو گورنمنت هوجاے گي - تعليم كي خوبي سے انكار نہيں مگر هميں معاف ركهئے اسلئے كه هندو زياده هيں' وه لكهه پڑهكر هميں هندوستان سے نكالدينگے -

اب اس وسوسے كا استيلا يہاں تک بڑهگيا هے كه يونيورسٹي كے عدم الحاق كے مسئله ميں بهي هندو مسلمانوں كا متفق هوكر چيخنا جائز نہيں - گو اغراض مشترک اور دائرهٔ اتحاد محدود هو' ليكن پهر بهي ڈرتے رهنا چاهئے كه كہيں كثرت تعداد كا ديو چير پهاڑ نه ڈالے !

الله الله ! كيا انقلاب كے تغيرات هيں' خداكي فوج كا ايک سپاهي بحر و بر كي كوئي حقيقت نہيں سمجهتا تها' آج اسكے كرو روں آدمي هر وقت اپني موت كو سامنے ديكهتے هيں ! مٹهي بهر مسلمانوں نے كرهٔ ارض كو پكڑ كے اچهالديا تها' آج چاليس كرور كي برادري ركهنے والے موحّد' بائيس كرور هندوستان كے بت پرستوں سے ڈر رهے هيں !

(جنگ بدر) كے وقت تو خدا نے ايک مومن كو دس كافروں پر بهاري كہا تها' يه كيا هوگيا هے كه آج تم اپنے سے سه گني تعداد سے هراساں هو؟ اسميں شک نہيں كه جو حالت تم نے اپني بنا ركهي هے' اسميں هندؤنكي مجاربتي كي ضرورت نہيں' خود تم هي اپنے تئيں برباد كردينے كيلئے كافي هو-

هندؤں سے تو ڈرنے كي ضرورت نہيں' البته خدا سے ڈرنا چاهئے - تم خدا كي فوج هو' ليكن تم نے اسكي بخشي هوئي وردي اتار كر پهينكدي هے - اسكو پہن لو' پهر ساري دنيا تم سے ڈرے گي - تمكو هندوستان ميں رهنا هے تو اپنے همسايوں سے معانقه كرلو' اور زنده رهنا هے تو انسے الگ رهنے كا نتيجه ديكهه چكے' اب انسے مل جاؤ - اگر انكي طرف سے ركاوٹ هے تو اسكي پروا مت كرو - تمكو ديكهنا چاهئے كه دنيا كي قوموں ميں تمهارا پوزيشن كيا هے ؟ تم دنيا ميں خدا كے جانشيں هو' پس خدا كي طرح سب سے اوپر رهكر سب كو ديكهو ! قوميں اگر تمهارے ساتهه اچها سلوک نہيں كرتيں تو تم انكے ساتهه اچها سلوک كرو - بڑے چهوٹوں كي خطاؤں كو معاف كرتے هيں' انكے چهيڑنے پر منهه بسور كر روتے نہيں -

مسلم يونيورسٹي كميٹي

— * —

ايک ضروري تشريح و تصحيح

اس هفتے كا ليڈر كمپوز هوچكا تها' اور جگه بالكل رک چكي تهي' كه محب عزيز و جليل (مسٹر محمد علي) سے ملاقات هوئي - وه غالباً كل يا پرسوں ايک تحرير بهيجيں گے جو كسي دوسري جگه درج كردي جاےگي - ليكن زباني گفتگو كي بنا پر چند امور كا اظہار ضروري سمجهتے هيں

۱۳ - جولائي

همارے دل ميں جو كچهه هوتا هے' بے تامل حوالهٔ قلم كرديتے هيں آجكل كي مصطلحه مصلحت بيني اور اعتدال روشي كے عادي نہيں' كيونكه اپنے عقيدے ميں اسے نفاق سمجهتے هيں جو ايمان كے ساتهه جمع نہيں هو سكتا - اسي ايک چيزكو هم نے الهلال كي مخصوص پاليسي قرار ديا هے - ليكن اگر همسے غلطي هو تو بالكل اسي شدت كے ساتهه هميں ٹوكئے جس شدت كے ساتهه هم اپنے عقيدے كے مطابق اوروںكو ٹوكتے رهتے هيں' بلكه هوسكے تو اس سے بهي زياده سختي اختيار كيجئے - دوسروں كو غلطي پر ٹوک كر هميں جسقدر خوشي هوتي هے اس سے كہيں زياده خوشي اپني غلطي محسوس كركے هوتي هے اگر راستبازي اور حق گوئي كے ساتهه لوگ هماري غلطيوں پر هميں متنبه كريں - شايد آپ كہيں كه ايسا كہنا بهي خاكساري كا غرور هے' آپ ضرور كہه سكتے هيں مگر خدا كي نظروں سے تو دلونكے چور چهپے هوے نہيں ؟ قل ان تخفوا ما في صدوركم او تبدوه يعلمه الله - اور همارے لئے يه بس كرتا هے -

هم نے گذشته نمبر ميں آنريبل سربٹلر كي چٹهي كا اقتباس ديكر لكها تها كه انهوں نے جو كچهه لكها كميٹي نے اپنے عام اصول راز داري كے مطابق قوم كو اس سے بے خبر ركها' ليكن همارے دوست مسٹر محمد علي فرماتے هيں كه يه صحيح نہيں - دو مهينے كے بعد تو سربٹلر كي چٹهي تمام اخباروں ميں چهاپدي گئي تهي - هم تسليم كرتے هيں كه ايسا ضرور هوا تها' ليكن همارے مقصود بحث پر اس سے كوئي اثر نہيں پڑتا - بيشک كميٹي نے اس چٹهي كو دو ماه كے بعد اسلئے چهاپديا تها كه اس سے يونيورسٹي كي منظوري كي بشارت سنانے كا كام لے - ليكن بحث صرف اسميں هے كه قوم كو جس قسم كي يونيورسٹي كا متوقع بناكر روپيه ليا جارها تها ابهي اسكي كوئي منظوري نہيں ملي تهي اور نه ان پہلؤں كو بظاهر چهيڑا گيا تها - يه وهي امور تهے جنكي نسبت وزير هند كے حق رائے دهي كے كامل اختيارات آخر تک محفوظ تهے جو بالاخر عدم الحاق اور وايسراے كے اختيارات چينسلر كي صورت ميں استعمال كئے گئے اور ابهي داستان كے اور ابواب باقي هيں - پس في الحقيقت مجوزه يونيورسٹي كي توقعات كا تو اسي وقت فيصله هوگيا تها كه روپيه كي فراهمي كے بعد انكي نسبت فتوى ديا جاے گا - ليكن كميٹي نے پريس كميونک كي اشاعت تک قوم كے سامنے سے پردا نہيں هٹايا اور برابر يقين دلاتي رهي كه جس طرح كي يونيورسٹي كا تم كو متوقع بنايا

۱ ستمبر ۱۹۱۲

— * —

نشۂ شام کي نصف شب

یا

مسلم یونیورسٹي

(۲)

و من النـــاس من یشتری لهو الحـــدیث لیضـــل
عن سبیل الله بغیر علـــم (۳۱ : ۵)

— * —

جلسه پر ایک اجمالي نظر

لیکن بهر حال ۱۱ - اگست کا جلسه به حیثیت مجموعي همارے انقلاب حالت کیلئے ضرور ایک پیغام امید تها - یه پہلا موقعه ہے که مسلمانوں نے ایک پبلک مجلس میں ازادي کے ساتهه اپني خواهشوں پر استقامت ظاهر کي ' اور جوش بزدلي پر غالب رها - (راجه صاحب محمود آباد) کي تقریر اس امر کا ثبوت بین تهي که اگر قوم کے عالم اپنے اندر حرکت پیدا کرلیں تو بڑے آدمیوں کو بهي اپني جگه سے هلنا هي پڑے گا - انهوں نے جس صفائي اور غیر مشتبه لہجے میں موجوده حالت کي تصویر کهینچي اور ان خیالات کو ظاهر کرتے هوے گورنمنٹ کے تعلقات کو جیسي بے پرواهي کي نظر سے دیکها اس کي جس قدر تعریف کي جاے کم ہے اور وہ ائنده کیلئے ایک فال نیک ... ہے که علاوه اور باتوں کے ذاتي طور پر بهي خود انکے ... سر ایس - ایچ بٹلر) سے بہت گہرے هیں اور اسطرح کے ... که ان سے ایسي حالت میں اغماض نہیں کیا جا سکتا - ایسي حالت میں گورنمنٹ ' اور قوم کي صدائیں ؛ یه دو حریف مقابل انکے سامنے تهے انهوں نے قوم کا ساتهه دیا اور ایسي مخدوش معیت ... نمایاں کار فرماؤں کي سطح همت سے بہت بلند ہے -

... مسٹر مظهر الحق اور مسٹر محمد علي کي تقریروں کو ... اصل کار روائي یقین کرتے هیں - میاں محمد شفیع خان بهادر نے جو کچهه کہا توقع کے خلاف ' مگر جونپور کے نواب عبد المجید ... تو ... سے کم کہا - صاحبزاده افتاب احمد خان صاحب کي راے ... که جلسه کي تمام تقریریں اب بهي راز داري میں رکهي جائیں نیز وہ کچهه اور بهي کہنا چاهتے تهے - کاش وہ بتلائیں که اسمیں کیا مصلحت تهي ؟

اصـــل مـــبـــحـــث

اب هم چاهتے هیں که اصل مبحث یعنے مجوزه یونیورسٹي کي نسبت بهي کچهه اپنے دیرینه خیالات ظاهر کردیں - لیکن اس سے پہلے مجبوراً ایک مرتبه گذشته حالات پر نظر ڈالني پڑے گي - ناظرین طول بیان سے نه گهبرائیں که ایک مرتبه تفصیل کے ساتهه اپنے خیالات کو انکے سامنے کردینا چاهتے هیں -

---

قوم میں حرکت همیشه پیدا نہیں هوتي ' اور دریا میں هر روز طوفان نہیں آتے - یونیورسٹي کیلئے تمام هندوستان میں جو عام صحیح جوش پیدا هو گیا تها وہ ایک غیر معمولي ' اور همارے روزمره کي افسرده زندگي کا ایک مستثنی واقعه تها - یه اس کی امید تهي که هندوستان کے مسلمانوں میں کسي دن ایسي جنبش بهي پیدا هوگي ؟ لیکن یه خیال اس درجه درد انگیز ہے که اتنا قیمتي جوش محض ایک وجود بے روح اور لفظ بے معني کے پیچهے غارت کردیا گیا اور قومي حرکت کي بہترین فرصت — جو نہیں معلوم پهر کتنے دنوں کے بعد هاتهه آئے بهي یا نہیں — بیکار ضائع گئي -

اور قومیں جس جوش سے ملکي آزادي و حریت جیسے عظیم الشان مقاصد کا کام لیتي هیں ' آپنے اس سے اور زیاده اسر و غلامي کي زنجیریں بهاري کردینے کا کام لینا چاها - اور قوموں کے رهنما جماعتوں کو بیدار کرتے هیں تاکه اٹهکر چلیں ' آپنے همیں بیٹهے سے اٹهایا تاکه اور سلادیں -

آجتک مسلمانوں میں کوئي بهي تحریک ایسي پیدا هوي ہے جو شہروں سے لیکر قصبوں اور دیہاتوں تک پهیل جاے ؟ جسکا ولوله ان پڑهه دهقانیوں اور جاهل دیہاتیوں تک کے دلوں میں پیدا هوجاے ' هر گهر میں اسکا چرچا هو اور هر جگه اسکا جوش و خروش ' کوئي طبقه اور کوئي فرقه اس سے خالي نهو ' ممبروں پر اسکے لئے وعظ کہا جاے اور خانقاهوں میں اسکے ذکر پر حال و قال هو - پرانے خیال کے دنیا سے بے خبر حلقے جو یونیورسٹي کے لفظ کا صحیح تلفظ تک نہیں کر سکتے دیہاتوں اور قصبوں میں مولود اور وعظ کیلئے چندا کرکے روپیه جمع کریں اور پهر آسي روپیه کو مولود کي جگه یونیورسٹي فنڈ میں بهیجدیں - یونیورسٹي کا قافله جہاں جہاں سے گذرے لوگ جوش و نشاط سے بیخود هوکر اسطرح قدم لینے کو دوڑیں ' گویا ملائے اعلی اور قدسیان عالم بالا عرش الهي کو چهوڑ کر دنیا میں اُتر آئے هیں تاکه اپنے پروں کے سایۂ نوراني میں لیکر مسلمانوں کو پهر دونوں جہان کي بادشاهت بخشدیں - ابهي نه ملنے والي یونیورسٹي ملي بهي نه تهي ' لیکن کروڑوں انسان اسطرح خوش هو هو کر لوٹتے تهے گویا هندوستان کي سلف گورنمنٹ کے (میگنا چارٹا) پر شہنشاه انگلستان کے دستخط هوگئے هیں ' یا ترکي میں پارلیمنٹ کے قائم هونے کا پہلا روز مسرت طلوع هوا ہے !

هم روسکتے هیں ' مگر اپنے آنسو هر شخص کو دکها نہیں سکتے - جب سونچتے هیں که بدبخت ملت کا اسدرجه قیمتي جوش کس بے دردي سے ضائع کردیا گیا تو " والذي نفسي بیده " (وانه لقسم لو تعلمون عظیم) که همارے دل کے ٹکڑے ٹکڑے هو جاتے هیں اور حیران رهجاتے هیں که رهنمایان ملت کي اس غلط روي کي نسبت کیا کہیں ؟ همارے همدرد ناصح نصیحت کرتے هیں که نرمي اختیار کرو لیکن آنریں همارے دل کي سوزش کیا معلوم ؟ یا تو همارے

اور ابتو انشاء الله خود کالج کے احاطے کے اندر جو نسل طیار ہو رہی ہے' وہ وقت دور نہیں جب اسمیں کا ہر فرد علی گڈہ کی ڈھالی ہوئی غلامی کی زنجیروں کو علی گڈہ ہی کی بھٹی میں ڈالکر گلاے گا اور اسی سے وہ آلات طیار ہونگے جنکی ضربوں سے استبداد و اغلال کے بت توڑے جائیں گے -

ہمارے دوست بھی ہم سے الگ نہیں' وہ لکھنو میں قوم سے کہہ آے ہیں کہ " اپنے لیڈروں سے مستغنی ہوجاؤ " وہ مانتے ہیں کہ ابتک ہماری پولیٹکل زندگی جو کچھہ تھی وہ کوئی زندگی نہ تھی' مسلم لیگ کو بالکل ہماری طرح ایک بیکار شے تسلیم کرتے ہیں' اس سے بھی انکار نہیں کرتے کہ اگر عدم العاق کے مسئلے پر قوم میں جنبش پیدا نہ ہوتی تو اونچے درجے کے لیڈر تو قطعاً یونیورسٹی کو منظور کر لیتے - پس سفر کے راستے تو دونوں ایک ہیں' البتہ جس راہ کو پیچھے چھوڑ آے ہیں اسکی نسبت کسی قدر اختلاف ہے - وہ کہتے ہیں کہ شاہراہ تک پہنچنے کیلئے اس دلدل میں پھنسنا بھی ضروری تھا' مگر ہم دیکھتے ہیں تو بہت سے قافلے پانوں کو کیچڑ میں ملوث کئے بغیر سامنے سے گذر رہے ہیں - خیر گذشتہ کے ذکر پر برہمی ہے تو جانے دیجئے' آیندہ ہم سب اگر راہ پر لگ جائیں تو یہ بھی غنیمت ہے - گو منزل کی دوری اور ساتھیوں کی مسابقت سے دل کڑھے گا' مگر کبھی نہ کبھی تو منزل کا سراغ لگا ہی لیں گے -

---

مسٹر محمد علی سے ہمارے تعلقات اب صرف دوستانہ ہی نہیں بلکہ ایسے قریب کے عزیزانہ ہیں کہ انکی نسبت راے قائم کرنے کا پورا موقع رکھتے ہیں - ہم نے اچھی طرح اندازہ کرلیا ہے کہ انکے دل میں آزادی اور جوش' دونوں چیزیں ہیں - یونیورسٹی کمیٹی کے متعلق عام طور پر موجودہ حالات نے بے اعتمادی اور شکوک پیدا کردیے ہیں' کیا اچھا ہو اگر وہ حق گوئی اور بے لاگ سچائی کی قدر و قیمت کو پیش نظر رکھکے مندرجہ ذیل امور پر اپنی معلومات ظاہر کردیں - وہ ابتدا سے شریک کار رہے ہیں اور ہم کو شکوک اور سوءظن سے نجات دیسکتے ہیں - شخصی بحث ذاتی معاملات میں جس درجہ سنگین جرم ہے' اتنا ہی قومی معاملات میں ضروری بلکہ مذهباً داخل عبادت ہے - ممکن ہے کہ انکا حق گویانہ جواب بعض لوگوں کیلئے دل آزار ہو مگر ہمیں کبھی کبھی تو ایسا کرنا چاہئے کہ خدا کی خاطر اسکے بندوں کو چھوڑ دیں -

(۱) ابتداے کار سے لیکر اس وقت تک جو ممبر یونیورسٹی کے معاملے پر گورنمنٹ سے گفتگو کرتے رہے انمیں کن کن صاحبوں نے قوم کی خواہشوں کے مقابلے میں گورنمنٹ کے ارادوں کی ثبات و عزم کے ساتھہ مخالفت کی ؟ اور کن کن حضرات نے سر تسلیم خم کیا ؟ تاکہ قوم کو آیندہ کیلئے راے قائم کرنے کا موقعہ ملے -

(۲) ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب جنکے ذمے یونیورسٹی کا سب سے زیادہ اہم کام تھا' کیا انہوں نے بغیر سب کمیٹی کی منظوری کے گورنمنٹ میں کوئی چیز بھیجدی تھی یا نہیں ؟ اس واقعہ کی پوری تفصیل کیا ہے ؟

(۳) پروفیسروں کے تقرر اور یوروپین عنصر کی تعداد کے متعلق بعض ممبروں نے موافقت اور بعض نے مخالفت کی تھی یا نہیں ؟ اور وہ کون کون ہیں ؟

(۴) جب کبھی کوئی ایسا موقعہ آگیا ہے کہ گورنمنٹ کے ارادوں سے مخالفت کرنی پڑی ہے تو کثرت راے کس طرف رہی ہے ؟ خود انہوں نے بھی متعدد مرتبہ اختلاف کیا ہوگا لیکن ایسے موقعوں پر کتنوں نے انکا ساتھہ دیا ؟ اور پھر ایسا بھی ہوا ہے کہ کسی نے ساتھہ نہ دیا ہو ؟

ہم کو امید ہے کہ ہمارے دوست ان سوالوں کا پوری آزادی کے ساتھہ جواب دینگے اور لومة لائم کی بالکل پروا نہ کرینگے - ہمارے طرف سے مطمئن رہیں کہ ہم تو صرف گمراہی سے بچنا چاہتے ہیں' خواہ وہ ہم میں ہو یا اوروں میں - ونسال الله تعالی ان یهدینا الی سواء السبیل -

---

(کامرید) کے گذشتہ صفحات میں بھی کہیں کہیں ان سوالات کے جوابات کے اشارے ملسکتے ہیں مگر اب ضرورت ہے کہ قوم کے آگے اسکا ہر خادم اپنی اصلی صورت میں آجاے' اسلئے پوری تفصیل کے ساتھہ ان سوالوں کے جواب کی ضرورت ہے - انکی بدولت بہت سے حالات روشنی میں آگئے ہیں جو شاید پریس کمیونک کی عدم اشاعت کی صورت میں نہیں معلوم کب تک تاریکی میں رہتے یہ انہیں کی زبانی ہمکو معلوم ہوا کہ جب دربار دہلی کے موقعہ پر سر بٹلر نے کانفرنس میں کہا تھا کہ روپیہ لاو اور یونیورسٹی لو' اس وقت کمیٹی کے جو ممبر اسٹیج پر موجود تھے اس سے بے خبر نہ تھے کہ روپیہ کے سوا اور بھی کسی شے کے لانے کی ضرورت ہے - یہ بھی کامرید ہی نے ہمکو بتلایا ہے کہ مسٹر بٹلر نے گو کمیٹی کے لہجے میں یہ کہدیا تھا' مگر جب انکی تقریر پریس میں جانے لگی تو انکو محسوس ہوا کہ میں یونیورسٹی کا چندہ جمع کرنے والا نہیں بلکہ صیغۂ تعلیم کا ذمہ دار سرکاری ممبر ہوں - یہ وہ باتیں ہیں جو افشاے راز کے بعد بھی ہمسے کوئی نہیں کہتا مگر (کامرید) کی حق گوئی اظہار واقعات میں بالکل بے پروا ہے اور بعض نہایت قیمتی اسرار کو بے نقاب کر رہی ہے - پس بہتر ہوگا کہ یہ سوالات بھی اس سلسلے میں طے ہوجائیں : یا ایها الذین آمنوا لا تلبسو الحق بالباطل ولا تکتمو الحق و انتم تعلمون -

طبیعتیں کروٹیں لینے لگیں ' سامنے کے رات دن کے منظر سے
دنوں تک آنکھیں بند رهتیں - بالاخر تعلیم کے افسانے کی خواب آور
قوت گھٹنے لگی ' اور مسلمان بھی اب اس مشغلے سے اکتاگئے - یہ وہ وقت
تھا کہ گورنمنٹ هندوستان کے آنسو پونچھنے کیلئے رفارم اسکیم کا رومال
جیب سے نکال رهی تھی اور ملک میں ایک نیا انقلاب هونے والا
تھا - اس وقت ممکن تھا کہ مسلمان چالیس برس سونے کے بعد
هشیاری کی آنکھیں کھولدیتے اور هندوستان کی متصل جاگنے والی
قوم' هندؤں کے ساتھہ شامل هوجاتے ' کیونکہ پرانے مشغلۂ تعلیم میں
اب زیادہ دلچسپی باقی نہیں رهی تھی' اور پولیٹکل کاموں کا اسٹیج
ملک بھر میں صرف ایک کانگرس هی تھا - پس ضرور هوا کہ اب
تبدیل ذائقہ کیلئے کوئی نیا کھلونا هماری گود میں ڈالدیا جاے اور
کچھہ دنوں اسکے ساتھہ کھیلنے میں کاٹ دیں - یہ کھلونا هماری نئی
ضلالت یا غفلت بیداری نما (مسلـــم لیگ) تھا ' جو زمانے کے
نئے تغیرات کا لحاظ کرکے پالیٹکس کے نام سے شکل پذیر هوا اور اسکی
ابتدا یوں کرائی گئی کہ هم ایک نئے لیڈر کی راهنمائی میں
ڈیپوٹیشن لیکر شملہ کی طرف روانہ هوے :

مومن چلا ہے کعبے کو ایک پارسا کے ساتھہ !

مسلـــم لیگ

اگر اب زمانے نے پلٹا کھایا ہے اور تم پالیٹکس میں آنا هی
چاهتے هو تو یہ کیا ضرور ہے کہ تم کو سونے کی اشرفی هی دی
جاے ؟ تمھارے بہلانے کیلئے پیتل کا ایک ٹکڑا بھی بہت ہے - تم هر
چمکیلی چیز کو سونا سمجھہ لینے کیلئے طیار هو' تو تم کو سونا کیوں دیا
جاے ؟ اب مسلمـــانوں کو کھیلنے کیلئے ایـک دوسرا کھلونا ملگیا اور
زمانے کے تغیرات' قدیمی افسانے کی بے مزگی ' اور تعلیم کے نتائج
نے طبیعتوں میں جو حرکت پیدا کی تھی اسکو گردش کیلئے باهر جانا
نہ پڑا' خود اپنے گھر کے اندر اسی نام کا ایک دائرہ ملگیا -

افسوس کہ هم مدتوں کی غفلت کے بعد پالٹیکس میں آئے
بھی تو اپنی قوت اور دل کی امنگ سے نہیں ' بلکہ :

آن هم بسعی غمزۂ مردم شکار دوست

[illegible] کی تعلیم

[illegible] (مسلم لیگ) کا قیام کسی پولیٹکل بیداری و تلاش کا نتیجہ
[illegible] اور کوئی ملکی یا ملی قوت اسکے اندر نہ تھی' لیکن تاهم
[illegible] کی حرمت کا فتوا منسوخ هوچکا تھا ' اور کم از کم جمود میں
[illegible] - حرکت ضرور پیدا هوگئی تھی - آپ کو اگر کوئی هاتھہ پکڑکر باغ
[illegible] پہنچادے تب بھی آپ اسی طرح پھولوں کی بوباس لے سکتے
[illegible] پھولوں کو توڑسکتے هیں ؟ جیسے وہ شخص' جو خود اپنی خواهش سے
بلکہ پھولوں کے عشق میں آیا هو - اصل شے باغ میں پہنچنا ہے - اگر
[illegible] ان لیڈر قوم کو چھوڑ دیتے' تو عجب نہیں کہ یہی کھیلنے کا پتلہ
[illegible] کی طرح حرکت کرنے لگتا - مگر جس مرکب کی لگام خود اپنے
[illegible] میں نہو اسکی نسبت یہ سونچنا لا حاصل ہے کہ کس
[illegible] یہ کیسی بدبختی کی بات ہے کہ پالیٹکس میں آنے
[illegible] بھی هم کو پالیٹکس کی لذت چکھنی ایک دن کیلئے

نصیب نہ هوئی - پالیٹکس میں آنے کے بعد اولین شے ملکی حقوق
کا مطالبہ اور حکومت میں اپنا حصہ لینے کا سوال تھا - هم اس راہ
کے کنارے ضرور آگئے تھے' لیکن کارفرماؤں کی یہ عیّاری عقلوں کو حیرت
میں ڈالنے والی ہے کہ معاً اس خوبی کے ساتھہ وهاںسے هٹادیے گئے
کہ خود همکو تو هٹنے کا حس تک نہوا' مگر شاهراہ مقصود اور هم میں
ایک نا پیدا کنار اقیانوس حائل هوگیا - همکو سمجھایا گیا کہ آجسے
تیس برس پہلے جو اسباب پالیٹکس سے الگ رهنے کے تھے' آج پالیٹکس
میں در آنے کے بعد بھی بدستور قائم هیں - اس سبق کہنہ کو پھر
دهرا لو! تعلیم کی کمی' تعداد کی قلت' مجارتی کا فشار' عناصر کی
مسابقت - ان تمام دائمی اور ابد مدت موانع میں سے کونسی چیز
دور هوگئی ہے ؟ اسلئے اگر ملکی حقوق کے میدان میں آؤ گے تو
همسایہ قومیں تم سے بازی لے جائینگی' پس تمہارا پالیٹکس یہی ہے
کہ پہلے اپنے حقوق هندؤں کے مقابلے میں تو حاصل کرلو - انہوں نے
اپنے غلبۂ تعداد و تعلیم سے تمہاری ترقی کی راهیں تم پر بندکردی
هیں - اور تمہارے قومی حقوق چھین کر غصب کرلیے هیں - اصلی
پالیٹکس یہی ہے کہ ان راهوں کو همسایوں کے حملوں سے محفوظ
کرلو' جو حقوق حکومت سے مل چکے هیں ابھی وهی تمکو نصیب
نہیں هوے ' نئے حقوق کے مطالبات کا کیا موقعہ ہے ؟ یہ دارو
بے هوشی کا ایک نیا چمچہ تھا ' نتیجہ یہ نکلا کہ حقوق طلبی کی
جس طاقت کا نشانہ گورنمنٹ هوتی' نہایت آسانی کے ساتھہ اسکا
رخ همسایوں کی طرف پھیردیا گیا ' اور اسطرح ایک پرزی قوم کے
پالیٹکس میں آجانے کے بعد بھی اسکی پولیٹکل بیداری سے گورنمنٹ
کیلئے کوئی خدشہ باقی نہ رها -

همارا تخاطب صرف ان عام تعلیم یافتہ مسلمانوں سے ہے جو
الحمد للہ اب اپنی حالت محسوس کرنے لگے هیں' وہ خدا کے کیلئے
انصـاف کریں کہ یہ کیسی شدید غلطی' اور کیسی درد انگیز حالت
تھی ؟ جبکہ همارے همسایے ملکی فلاح و بہبود کی تدبیروں میں
مصروف تھے' هماری آنکھیں تمام ملک کی طرف سے بند تھیں -
همارے ایک کرور بھائیوں کو اگر صرف ایک هی وقت کا کھانا میسر
آتا تھا ' اگر تمام ملک افلاس کے رو بترقی مرض سے زار و نزار هورها
تھا ' اگر ٹیکس کا بوجھہ اسکی قوت برداشت سے بڑھا هوا ' اور اور زیادہ
بڑھرها تھا ' اگر زمینداروں کے مصـائب سے ملـک کا قلب ضعیف
هوگیا تھا ' اگر مظلوم کاشتکار موت و هلاکت کا شکار هورهے تھے' اگر فوجی
مصارف کے بوجھہ سے ملکی خزانے کی کمر ٹوٹ گئی تھی' اگر همارے
سالانہ بجٹ میں هماری تعلیم کیلئے کوئی امید افزا جواب نہ تھا' اگر
ملکی انتظام کے تمام بڑے دروازے همارے لئے بند تھے' اگر ریلوے توسیع
کے ٹھیکے انگلستان کو مل رهے تھے' اور ملک آبپاشی کے بغیر جاں بلب
تھا' اور اگر قانون ناقص اور انتظام راحت بخش نہ تھا' تو ان تمام چیزوں
کیلئے همیں باوجود هندوستان میں رهنے کے درد سر اٹھانے کی ضرورت
نہ تھی - یہ جھگڑے صرف هندؤں کیلئے تھے' اور ان میں پڑنا خدا کا
جرم و عصیان اور حکومت سے بغاوت تھا' صرف تعلیم اور اعلی تعلیم
کی تلاش کی مصر وفیت هماری زندگی کا اصلی کام تھی !

آنکھہ ھمکو دھوکا دیتي ھے اور یا پھر صاحبان بصیرت دنیا میں ناپید ھونگے -

---

بنیادي گمراھي

لیکن مسجد کي محراب کا منار اگر سیدھا نہیں تو چلے اسکي بنیاد کو دیکھنا چاھئے - افسوس کہ ھیمں یونیورسٹي کا معاملہ پیش آجانے کي رجہ سے مہلت نہ ملي اور مسلمانوں کي پولیٹکل پالیسي پر ابتدا سے سلسلہ وار بحث کرنے کي جگہ ایک درمیاني باب شروع کردینا پڑا - یہاں مختصر اشاروں سے کام لیں گے -

در حقیقت مسلمانوں کي موجودہ گمراھیوں کي ابتدا اسي وقت سے ھے جب انہوں نے چلنے کیلئے پہلا قدم اٹھایا تھا - بنیادي غلطي یہ تھي کہ اپنے تمام کاموں کیلئے گورنمنٹ پر اعتماد رکھنے کا راستہ اختیار کیا اور بغیر اس ٹیکے کے بیٹھنے کي عادت ھي نہیں ڈالي - جب مرغ دام میں آنے کیلئے مضطرب ھو تو صیاد کیوں غفلت کرے ؟ اس روش کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ ابتدا سے لیکر آخر تک محض ایک کٹھہ پتلي بنکر رھگئے ' جسکي ڈوریں پردے کے اندر تھیں اور نچانے والا اپني بازي گري کے مصالح کے مطابق جسطرح چاھتا تھا انکو نچاتاتھا -

ھندوستان میں برٹش گورنمنٹ بالکل ایک نئے قسم کي دقتوں کو اپنے سامنے پاتي تھي - ایک طرف وہ (لارڈمکالے) کي تعلیم دینے سے انکار نہیں کرسکتي تھي ' دوسري طرف تعلیم کے قدرتي نتائج اسکے سامنے تھے - ملک ابھي حکومت کے خواب کو بھولا نہ تھا ' اور آگ بجھہ چکي تھي ' مگر چنگاریوں کے بھڑکنے کا ھر وقت خوف تھا - ایسي حالت میں وہ یہاں کے باشندوں میں سے کسي ایک عنصر کي اعانت کي ضرور محتاج تھي جو اپنے ملکي فوائد کو اسکي حکومت کے فوائد پر قربان کردے - مسلمانوں نے اس مقصد کیلئے اپنے تئیں پیش کیا اور نہایت اصرار کے ساتھہ اڑ گئے کہ ھم کو اس قرباني سے محروم نہ رکھا جاے - یہ مسلمانوں کے (ذبیح اللہ) کي قرباني تو تھي نہیں کہ :

آمد بزیر تیغ و شہیدش نمي کنند

نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمان ھندوستان میں تمام حقیقي ترقیات کیلئے ایک سخت روک ' اور درمیان راہ کا پتھر بنکر رھگئے ' اور از سرتا پا انکا وجود ملک کیلئے ایک بد نصیبي ھوگیا - گورنمنٹ کو اپنے ملکي مصالح کیلئے جب کسي آلۂ عمل کي ضرورت ھوتي وہ انکے وجود کو ایک پتھر کي چٹان کي طرح ھاتھوں میں اٹھا لیتي اور ملکي خواھشوں کے شیشے پر پٹک مارتي -

سب سے پہلے یہ ھوا کہ ملک میں کام کرنے والي اصلي جماعت ' یعنے ھندؤں سے مسلمان الگ ھوگئے اور اسطرح عرصے تک کیلئے ملکي مطالبات کي فتح یابي سے گورنمنٹ مطمئن ھوگئي - ساتھہ ھي اسکي بھي ضرورت تھي کہ انکو بیکار نہیں رھنا چاھئے ' ورنہ بیکاري سے اکتا کر راستے کي تلاش میں ضرور نکلیں گے - کوئي مشغلہ ایسا ھونا چاھئے جو عرصے تک انکو اپنے میں الجھاے رکھے ' اور اصلي کاموں کي طرف متوجہ ھونے کي فرصت نہ دے - تعلیم کو مسلمان پہلے سے لئے بیٹھے تھے (اور یہ خیال في نفسہ غلط نہ تھا) اسلئے اسي اعلی تعلیم کے بال و پر کو پھیلا کر ایک ایسا الف لیلہ کا عجیب الخلقت پرند بنادیا جو اپنے پروں کو کھولدے ' تو سورج کو زمین کي طرف جھانکنے کیلئے کوئي سوراخ نہ ملے - مسلمانوں نے اس عجیب و غریب مرکب کو براق سمجھا ' اور یقین کر لیا کہ ھمارے سفر معراج کیلئے اسماني سواري آتري ھے - چالیس برس گذر گئے مگر ابتک اس مرکب کي لگام ویسي ھي ڈھیلي ھے ' جیسي پہلے دن تھي - اور منزل لا مکاني کا پتہ نہیں - قوم کي وہ قوتیں جو یقیناً زمانے کے قدرتي اثرات سے متاثر ھوکر ملکي تحریکوں میں صرف ھوتیں ' تمام تر صرف ایک اعلی تعلیم کے شور و واویلا کے پیچھے متادي گئیں اور جبکہ ھم سے ایک دیوار کے فاصلے پر ملک کي جائز آزادي ' ملکي حقوق کے مطالبات ' اعلے قوانین کي تنسیخ و ترمیم ' ملکي نظم و نسق کے مباحث و افکار کي سرگرمیوں میں ھمسایوں کے جذبات و امیال صرف ھو رھے تھے ' ھم اپني کانفرنسوں ' اپني بڑے بڑے مجمعوں ' اپني شاندار تقریروں ' اپنے قومي اخباروں کے صفحوں کے اندر صرف ایک افسانۂ تعلیم کي سرد لاش اٹھائے ھوے پھر رھے تھے -

---

ھمارے جذبات کے اشتعال کیلئے اگر کوئي تحریک تھي ' تو یہي تھي - ایثار و ملت پرستي کي دعوت کا پیام تھا ' تو اسي دسترخواں پر - جوش و ھنگامے کا ظہور تھا ' تو صرف اسي کیلئے - قوت تقریر کي نشو و نمو تھي ' تو اسي افسانے کے دھرانے کیلئے - قومیں اگر وطن پرستي کے نشے میں چور تھیں ' تو ھم تعلیم کے خمار میں انگڑائیاں لیتے تھے - ھمسائے اگر ملکي آزادي کے آفتاب کے نیچے کھڑے تھے ' تو ھمارے سر اور چہرے تعلیم کي شبنم سے بھیگ رھے تھے - انکے ھاتھوں میں اگر خود فروشي و قرباني کے انگارے تھے ' تو ھم تعلیم کي سرخ گولیوں سے کھیل رھے تھے - ساري دنیا اسي تعلیم کے اندر تھي ' یہي اعلی پالیٹکس تھا ' اسي سے قومیں بنتي اور بگڑتي ھیں ' انگلستان نے اسي کے برتے پر پارلیمنٹ لي ' فرانس میں جو لوگ راستوں میں آزادي کا گیت گاتے ھوے پھرتے تھے ' وہ اعلی تعلیم کي سندیں اپنے سینوں پر لگاے ھوے تھے ' ایران میں بھي تعلیم ھي نے انقلاب کرایا ' ترکي تو جب یورپ کے تمام مدارج تعلیم طے کر چکي ' اس وقت عبد الحمید نے یلدیز میں بلاکر خود پیار و محبت سے کہدیا کہ اب پارلیمنٹ لے لو ' پس ھندوستان میں بھي ھم کو یہي کرنا چاھئے !

گمراھي کا دوسرا مشغلہ

اعلی تعلیم کي گرہ سلجھانے میں ھم نے چالیس برس سے زیادہ صرف کردیے ' اور یہ ایک ایسا مشغلہ ھمارے لئے رھا جس نے کسي دوسري طرف نظر اٹھانے کي مہلت نہ دي - لیکن انسان جو سونے اور جاگنے ' دونوں کے لئے بنایا گیا ھے ؛ ممکن نہیں کہ صرف سوتا ھي رھے - چالیس برس کے مرض النوم کے بعد اب خود بخود

مراسلات

المصلح العظيم و المجدد الحكيم

السيد محمد رشيد رضا صاحب المنار

وطعن الاوغاد فيه ، و تطاول السفهاء عليه با لسبب والشتم

في مصر و الاستانة العلية

لحضرة العالم الفاضل صاحب الامضاء

ننشر مع تمام الانشراح مقالة صديقنا الفاضل المحترم (صاحب الامضا) - ولكنا نقول قبل ذالك - اننا لما قرأنا مقالة الشيخ (عبد العزيز جاويش) في الهلال العثماني و رسالة ذالك الكاتب الذي تبرقع بحجاب صحافي مصري قديم في الاستانه [وانا لنعرف من هذا ذالك المتبرقع) تعجبنا اشد التعجب من المجاهرة بهذ الكذب الصريح' ليكن اخواننا في مصر والاستانه على يقين من ان مسلمي الهند — و ان كانوا بعيدين عنهم بالاشباح والديار — لكنهم لا يجهلون المنازعات والمنافسات التي بين احزابهم -

لما شرف حضرة المصلح الحكيم مولانا (السيد رشيد رضا) رأينا فيه اكبر مصلح اسلامي في الدور الحاضر لما كنا نعلم عنه ذلك من قبل - نحن لا نجهل ما اجراه حضرته و حضرة شيخه الاستاذ الامام رضي الله عنه من الخدم الجليلة والا صلاحات الجمة التي ظهرت في احياء الاسلام و استيصال البدع والخرافات وتجديد روح الحيات في الامة ' و بناءً على ذلك و على عقيدتنا الصحيحة الثابتة نقول ان اكبر الاصلاحات و اوصلها الى المقصود التي نشاهد في الهند و مصر والاستانه بل في جميع العالم الاسلامي' تلك الاصلاحات المطابقة لمقتضي الحال والزمان : انما هي دعوة (المنار) فقط -

الا اننا لانوافق صديقنا الفاضل المحترم علي تلك اللهجة الشديدة في هاتيك الالفاظ التى عمم بها الاشارة الى (الحزب الوطني) المصرى ' و نحن نري ايضاً ضرورة و جود هذه الجماعة في مصر و نجزم بان فيها بعض المخلصين الخادمين للوطن ' و نحن في غاية العجب من رصيفنا المحترم (الشيخ جاويش) على استبا حته مثل هذه الاقوال الكاذبة ' و اختياره هذه الطريقة المفعمة بالحسد ' لان المنازعة بين الاحزاب لا تحتاج الى مثل هذا الكذب و الخداع ' نحن ايضا من مدة نخالف بارائنا اراء حزب حضرة (صاحب المنار) في المسائل السياسية المتعلقة بمصر ' و قد جربنا نحن مسلموا الهند حظتهم في الهند اكثر منهم ' و مع ذالك ... التعليمي والديني غير طريق السياسة وكل حزب بمالديهم فرحون — [الهلال]

حضرة الفاضل المحترم محرر جريدة (الهلال) الغراء في كلكته .

ارجوكم نشر ماياًتى احقاقاً للحق ، و از هاقاً للباطل ، و بياناً للواقع ، ولكم جزيل الشكر ·

لقد استنسر البغاث ، و استفحل امره و عاث ، و تجاوز الرعاع حدود الوقاحة ، و تعدى السفهاء مناطق اللئوم ، و تناجى الاوغاد بالاثم و العدوان و معصية الله و رسوله ، و محاربة اوليائه و الصالحين من عباده . فتطاولوا على اشراف البلاد . و مصلحي الابلاد . و سلقوهم بالسنة حداد ، ظلما و عدوانا ، و كذبا و بهتانا . بعد ان اتخذوا من قلة الحياء ثيابا ، و من صلابة الوجه نقابا ، و من بذائة اللسان رائدا . و من خبث الجنان مرشدا ، و من خسة النفوس حاديا و سائقا ، و من شراب المين و البهتان شراباً رائقا ، و من النفاق اعلاما ، و من الاختلاف معالما . و من الشياطين اماما يعدهم و يمنيهم " وما يعدهم الشيطان الا غرورا »

غر هؤلاء الا راذل الاشرار . حلم اولئك الاخيار ، و سكوتهم عن مقالاتهم الحمق ، و اعراضهم عن كتاباتهم الشاذه ، وا طمع هؤلاء الاو غاد السفلة ، في اولئك الاسياد الكمله . لين جانبهم و مكارم اخلاقهم ، و شرف نفوسهم ، و ترفعهم عن الدنايا . و اشتغالهم بالخدمة العامة عن الشخصيات ، و عملهم للمصلحة الملية بلا التفات الى الذاتيات .

ان كبار النفوس اصحاب الهمم العالية و العقول السامية و المقاصد الشريفة و الاغراض الصحيحه الذين لاهم لهم في حياتهم الا اصلاح الامه . والاخذ بيدها الى طرق السعادة و مناهج الحياة الطيبة . لو التفتوا الى سباب السابين و شتم الشاتمين و حماقة الجاهلين . و اشتغلوا برد اباطيل الحاسدين و مفتريات المزورين و بهتان الكاذبين . لضاعت اعمارهم سدى . ولما وجدوا وقتا يخدمون به امتهم و دينهم ابدا . و الامة و الدين في اشد الحاجة اليهم اليوم لو تصدى اولئك المصلحون الكبار لرجم شياطين الانس الفجار بشهب الاقلام . و احراقهم و مفترياتهم بصواعق الكلام ، ولو توجهوا لاهانة الاشرار و عصب سلمتهم ، و وضع القطار لتزئيف كلمتهم ، لحرم العالم الاسلامى من ثمرات علومهم و معارفهم . و خيرات عقولهم و مداركهم ولو ارادو ان يلقموا كل كلب عوى حجرا . او يصوبوا نحو كل

خاموشي ما گشت بد آموز بتاں را

انصافاً کہنا پڑتا ہے کہ اسمیں، گورنمنٹ کا قصور نہ تھا، بلکہ خود ہمارا تھا - گورنمنٹ نے کبھي حقوق طلبي سے باز نہیں رکھا، کبھي فریاد کرنے والوں پر اپنا دروازہ بند نہیں کیا، کبھي تعزیرات ہند میں یہ دفعہ نہیں بڑھائي کہ پوچھنا اور مانگنا جرم ہے - اسنے معقولیت سے مانگنے والوں کي بسا اوقات عزت افزائي کي، اور اکثر انکي جراتوں کو اور تیز کیا - البتہ یہ ضرور تھا کہ اسکي پہلي نظر اپنے مصالح پر تھي، اور اگر ایک قوم خود ہي اپنے تئیں اسکے فوائد شخصي پر قربان کر دینے کیلئے طیار کردے تو کوئي وجہ نہ تھي کہ وہ قبولیت سے انکار کرتي، علی الخصوص ایسي حالت میں کہ اسکي ضروریات کسي نہ کسي ایک جماعت کو اپنے فوائد کیلئے قدرتي طور پر ڈھونڈہ رہي تھي - مسلمان راہ میں اڑکر کھڑے ہوگئے کہ اس خدمت کیلئے ہمیں کو منتخب کیا جائے - وہ کیوں اس سے روکتي اور کیوں فائدہ نہ اٹھاتي ؟

عود الی المقصود

گذشتہ تمہید سے یہ دکھلانا مقصود تھا کہ ہمارا قدم جب کبھي اٹھا، غلط راہ پر اٹھا - جس زمانے نے ہندؤں کا ہاتھہ پکڑا تھا، اسکو ہماري رہنمائي سے انکار نہ تھا - کسي نہ کسي طرح ضرور ہم صحیح راستے پرچل نکلتے - مگر ہمارے لیڈروں نے ہمیشہ ہمارے سامنے کوئي نہ کوئي کھلونا ایسا ڈالدیا جسکے مشغلے میں اولجھکر ہمکو اصلي کاموں کے اختیار کرنے کي مہلت ہي نہیں ملي - پہلے اعلی تعلیم میں چالیس سال بسر کرادیے، پھر جب اس سے اکتا گئے اور دیکھا کہ قابو سے نکل رہے ہیں تو (مسلم لیگ) کا طلسم کھڑا کردیا -

مسلم یونیورسٹي

اسي زنجیر کي آخري کڑي (مسلم یونیورسٹي) کي تحریک تھي جو عین ایسے موقعہ پر شروع کي گئي جبکہ ملک کے در و دیوار سے تغیر و تبدل کي صدائیں اٹھنے والي تھیں اور ہندوستان خود گورنمنٹ ہي کي جرات افزائي سے ایک نئے دور میں اپنے تئیں دیکھنے والا تھا - اتنے طویل عرصے کي غلط روي کے بعد اب شاید صحیح راستے کي تلاش شروع ہوجاتي، لیکن (مسلم یونیورسٹي) کي ایک ایسي طول طویل داستان شروع ہوگئي جسکے پیچ در پیچ قصوں کو سنا کر اور ہر طرف سے کان بند کردیے گئے -

---

الہلال کي پولیٹکل تعلیم

ایک بزرگ قوم لکھتے ہیں کہ " مجکو اپنا مخالف نہیں بلکہ اصولاً بالکل متفق تصور فرمائیے، لیکن ضرورت اسکي ہے کہ آپ بتلادیں کہ قوم کو کس قسم کي پولیٹکل تعلیم دینا چاہتے ہیں کیا آپ کا یہ مقصد تو نہیں کہ ہندو اکسٹریمسٹوں کے ساتھہ ملجائیں ؟ "

افسوس ہے کہ ہم کو ابتک اپنے مقاصد پر لکھنے کا وقت نہیں ملا - گذارش ہے کہ ہم اسلام کو اس سے بہت بلند سمجھتے ہیں کہ اسکے پیرو اپني زندگي کے کسي شعبے میں بھي کسي دوسري قوم کي تقلید پر مجبور ہوں - وہ دنیا کو اپنے پیچھے چلانے والے ہیں، نہ کہ خود دوسروں کے مقتدي بننے والے - پس ہماري تعلیم وہي ہے جو اسلام کي ہے - اسلام سے بڑھکر دنیا میں کوئي تعلیم بغاوت و فساد کي دشمن نہیں، ایک شخص اگر مسلمان ہے تو وہ کبھي فتنہ و فساد اور بغاوت کا مجرم نہیں ہوسکتا - اگر ہندو اکسٹریمسٹ ایسا کرتے ہوں تو مسلمانوں کا فرض ہونا چاہیے کہ گورنمنٹ کیلئے نہیں بلکہ خدا کي زمین پر امن قائم کرنے کیلئے اسکو دور کرنے کي سعي کریں

البتہ اسلام خدا کي بخشي ہوي انساني ازادي کو قائم کرنے والا، اور ہر شخصي استیلا و جبر کا مخالف ہے - وہ اپنے پیروؤں کو جائز ازادي حاصل کرنے کیلئے ہر وقت حرکت میں دیکھنا چاہتا ہے - وہ ایک جمہوریت اور مساوات کي روح ہے، اور اس حکومت کو خدا کي مرضي کے مطابق نہیں سمجھتا، جو پارلیمنٹري اور دستوري نہو - یہ مقصد مسلمانان ہند کو ہندؤں سے نہیں بلکہ قران سے سیکھہ کر اپنا نصب العین بنانا چاہئے، اور جمود کي جگہہ حرکت، اہستگي کي جگہ تیزي، بزدلي کي جگہ ہمت، اور گورنمنٹ پر اعتماد کي جگہ خدا اور اسکے بخشے ہوے دل پر بھروسہ رکھنا چاہئے -

ہم ائندہ نمبر میں اسکو بہ تفصیل لکھیں گے

مغرب اقصی

جدید دعویدار سلطنت (الہبا) کا اقتدار بڑھتا جاتا ہے - فرنچ قنصل اور اسکے ساتھي (جنکے مکان پر الہبا نے حملہ کردیا تھا) بھاگنے کے قصد سے نکل گئے تھے، مگر شہر سے چند میلوں کے فاصلے پر روک لیے گئے - خاندان (الغلوي) جسکي دوستي پر فرانسیسیوں کو ناز تھا ابتک الہبا کي فوج سے محصور ہے -

بیان کیا جاتا ہے کہ ۲۵ - اگست کو کرنیل منگین نے بڑھکر الہبا کي فوجي چوکیوں پر حملہ کردیا، لیکن حملہ کا نتیجہ صرف یہ بتلایا گیا ہے کہ سامان اور جھنڈیاں کثرت کے ساتھہ ہاتھہ آئیں - سب سے اہم خبر یہ ہے کہ (الغلوي) نے ۹ فرانسیسیوں کو (الہبا) کے حوالے کردیا - الہبا نے وعدہ کیا ہے کہ ہم انکي حفاظت کرینگے - اس خبر نے پیرس کے تمام سرکاري حلقوں میں سخت تشویش پھیلا دي ہے - اخبارات زور دے رہے کہ ان قیدیوں کي رہائي کیلئے سخت تدابیر عمل میں لاني چاہئیں -

(الہبا) اپني جنگي کارروائیوں سے بھي غافل نہیں ہے ۲۸ کي تار برقي سے معلوم ہوتا ہے کہ مقام (سوق العربہ) کي فرانسیسي چھاوني پر پے درپے حملے کیے گئے اور چند فرانسیسوں کے ہلاک ہونے کا اقرار بھي کیا جاتا ہے -

فرانس کیلئے سب سے بڑي مشکل ہے کہ مزید کمک نہیں بھیج سکتا - پیرس میں تو اسکا سبب یہ بتلایا جاتا ہے کہ فوج کي کمي ہي نہیں بلکہ موسم کي حرارت پیش قدمي سے مانع ہے، مگر در اصل (الہبا) کي عام مراکشي تحریک کي اہمیت سے فرانس اچھي طرح واقف ہے - اور جانتا ہے کہ اس وقت کي معمولي فوجي نقل و حرکت کچھہ مفید نہوگي -

و مبلـغ اعتبار الناس لهم . و عسى ان يتوب الى هؤلاء الاشرار شيئ من الرشاد . فيرجعوا عن ايذاء العباد . والافساد في البلاد . والله لايضيـع اجر المحسنين . و لايصلح عمل المفسـدين . و ان امهلهم الى حين .

عبـد الحـق حقي الاعظمي البغدادي
(نائب استاذ العربيه في كلية علي گڑھ)

الہلال کي توسيع اشاعت کي نسبت ايک لطف فرما کي مراسلت

...... ميرے پاس جو نمبر اسوقت تک پہنچے هيں انکو پڑھنے سے يہ معلوم هوا کہ رسالہ کے نکالنے ميں آپ کو بڑي بڑي دقتيں پيش آئيں - کيوں نہ آئيں جب کہ چھوٹے چھوٹے کام شروع کئے جاتے هيں تو انکي ترتيب و انتظـام ميں پہلے پہل محنت اور روپيہ صرف کرنا پڑتا هے اور بڑي بڑي دقتوں کا سامنا هوتا هے چہ جائيکہ آپ نے ايک پريس جاري کرنے کا انتظام کيا اور وہ بهي معمولي نہيں بلکہ ماڈرن سٹائل کا ...... اسپر تصويروں کا الحاق تو اور بهي غضب هوگيا - يہ آپ هي کا دل گردہ تهـا جو آپ نے اس کام کو کهڑا کرديا اور وہ بهي اپنے هي طاقت پر آپ نے جن لوگوں کي امداد اور اعانت کو شکريہ کے ساتهہ واپس کرديا هے اس سے آپ کي آزادي کا پتہ لگتا هے - اور يقيناً آپ کا يہ خيال هے کہ اس طريقے سے سلف هلپ کي ايک زندہ مثال قائم کردیجائے مجهے آپکے خيال کے ساتهہ اتفاق هے اور يهي اصول مذهب اسلام نے همکو سکهايا هے اور اسيکا نتيجہ تها کہ قرون اولى کے مسلمانوں نے تمام دنيا ميں اپنے نام کا سکہ بٹها ديا - آج بہت کم مسلمان هيں جو اپنے طـاقت اور مدد پر کام کرتے هيں اور جو کرتے هيں وہ ضرور کامياب هوتے هيں -

آپ کے کارخانہ کو مدد دينے کي نسبت مختلف خيالات ظاهر کئے گئے هيں - کسي نے اعانتي رقم بهيجي جو واپس هوئي - کسي نے يہ کہا کہ قيمت ۱۲ - روپيہ کرديجـاے تو کارخانہ نقصـان سے بچيگا - يہ سب صحيح هے مگر ميرے خيال ميں يہ بات آتي هے کہ جو لوگ الہلال کو مخلصانہ مـدد دينا چاهتے هيں وہ اس بات کو اپنـا فرض سمجهيں کہ اخبار کي اشاعت بڑهائي جاے - اسکي کامياب شکل يهي هے کہ هر بهي خواہ الہلال اپني کوشش سے کم از کم پانچ يا دس خريدار پيدا کردے - اور هر اپنے دوست کو اس بات پر آمادہ کرے کہ وہ بهي اپنے دوستوں کو ابهار کر خريدار بنائيں - جب خريداروں کي کثرت هوجائيگي تو خود بخود الہلال اپنے آسماني منازل ارتقاء طے کريگا ...... مجهے اميد هے کہ ميرے اور بهائي اس ناقص راے کے ساتهہ اتفاق کريں گے -

ميرے اکثر دوست اضلاع ميں بهي هيں اور مدراس ميں بهي - ميں مدراس کے دوستوں کو ميرے پاس جو الہلال آرها هے اوسکا نمونہ بتلاکر خريدار بناسکتا هوں - مگر بيرونجات کے کيلئے ايک ايک نمونہ کا رسـالہ بهيجنا چاهئے - اسلئے مہرباني فرماکر آپکا نيا نمبر جو نمبر ۲ هوگا اوسکي دس کاپياں بہ سبيل ويلو اس فدوي کے نام روانہ فرمائيے - انشاء اللہ اس بات کي ضرور کوشش کيجائيگي کہ خريداروںکي تعداد بڑهے - آپکے کل مضامين ميں مسلم يونيورسٹي کا مضمون ايسا برجستہ اور آزادانہ هے کہ جسـکو پڑهکر دل سے احسنت کي صدا نکلتي هے اسيکا نام آزادي هے اور جب تک اس قسـم کي آزادي نہ هوگي قومي ترقي نہيں هوسکتي .... -

(مولانا) عبد السبحان تاجر مدراس

ايک خط

(از جناب مولوي نواب علي - ايم - اے - پروفيسر بڑودہ کالج)

۱۸ - ماہ حال کے الهـلال ميں " الامر بالمعروف و النهي عن المنکر " پر جو قابلانہ مضمون آپ نے لکها هے اُسے پڑهکر مجهے نہايت مسرت هوئي - جزاک اللہ شايد يہ اسيکا اثر هے کہ اس پرچہ کے صفحہ ۱۲ - ميں ميجر محمد نوري بک کے حالات ميں جو جملہ آپ نے حضرت خاتم الانبيا کے شان ميں تحرير فرمايا هے اسکے متعلق مجهے کچهہ کہنے کي جرات هوئي -

" محمـد ابن عبـد اللہ (صلعم) اپنے عمر کے ۶۳ برس چار مہينے کے بعد بهي آغوش الہي ميں زندہ رها اور اب تـک زندہ هے " بيشک يہ ايک جوشيلا طرز بيان هے اور اس موقع پر جائز بهي هے ليکن زبان اردو کے قادر الکلام کے قلم سے هم " جام و سندان باختن " کا کرشمہ ديکهنا چاهتے هيں تاکہ سرور انبيا کا نام بهي تعظيم کے ساتهہ آئے اور جوشيلا طرز بيان بهي قائم رهے - بريکيٹ ميں صرف " صلعم " لکهدينا کافي نہيں هے -

آپ کہيں گے کہ يہ شـخص بهي عجب کٹھ ملا هے جو طرز ادا کو سمجهتا هي نہيں خير آپ جو کچهہ سمجهيں ليکن :

مبين کہ گفت پسنـديدہ گفت گو بشنو
کہ گفـت سرور ما " انظـروا الى ما قال "

اس جملہ کو اگر آپ اسطور سے ادا کريں کہ :

" ... ۶۳ برس چار مہينے کے بعد بهي " حي لايموت " کے آغوش ميں زندہ رهے اور رهينگے "

تو شايد ناموزوں نہو - بهر حال آپ زيادہ بہتر سمجهتے هيں فقط و السلام

[الهـلال] آپکي راے بالکل درست هے ' اپني غلطي کو تسـليم کرتا هوں - کم از کم اگر بصيغہ جمع هي لکهديا جاتا تو امتياز تعظيم کي شـان پيدا هوجاتي ' انشا اللہ آيندہ اس سے اجتناب کرونگا - آجکل ان باتوں کي زيادہ پروا نہيں کي جـاتي مگر ميں تو اس جناب ميں زبان و قلم کے ايک شـائبہ گستاخي کو بهي کفر سمجهتا هوں گو بے ارادہ هو : النبي اولى بالمومنين انفسهم و اموالهم - اگر آپ آيندہ بهي مجهکو قلمي لغزشوں سے مطلع فرماتے رهيں گے تو يہ سب سے بڑا احسان هوگا ' جو الهـلال پر آپ کرسکتے هيں -

خب ذوى نظرا . لاصبح الصخر مثقالا بدينار . ولم ينالوا شيأ من امالهم الكبار .

دعت « ندوة العلماء » حضرت السيد الكريم . والامام العليم . المصلح العظيم . والمجدد الحكيم . طراز العصابة العثمانية . و فخرالامة العربية . و قرة اعين الشعوب الاسلامية . العلامة الاكبر . الاستاذ السيد (محمد رشيد رضا) منشى المنار الاعز . وناظر مدرسة (الدعوة والارشاد) بمصر . الى تشريف مؤتمرها السنوى بالتصدر فى جلساته و تحقيقاً لرغبة اخوانه العلماء . و اداء لحقوق مسلمى الهند واهتماما بشئونهم . ورغبة فى الوقوف على احوالهم اجاب الدعوة وحضر مؤتمرالندوة . وزار قبل انعقاد المؤتمر و بعده بعض البلاد الشهيرة والمعاهد العلمية الجليلة . وقد احتفل به المسلمون فى كل زارها . و محفل حل فيه احتفالا فوق العادة . وكان الفرح بحضرته اينما سار عاما شاملا سائر الطبقات الاسلامية . ولا ابعد عن الصواب اذا قلت ان شعائر الحب والاخلاص . و ضروب التبجيل والاحترام . التى تظاهرها مسلموا الهند لهذا الزائر العظيم . لم ينلها كثير من حكام البلاد وامراؤها . واولى الامر فيها . وقد خطب فضيلته فى الندوة وفى غيرها خطباً انعشت القلوب والارواح . واطربت المسامع والعقول وارضت الله ورسوله والملائكة وعقلاء المؤمنين وجميع عباده الصالحين . وتناقلت الصحف الهندية خطبه النافعة المفيدة . واثنى عليه الكتاب فى سائر بلاد الهند . ثم غادر البلاد الهندية شاكراً مثابا . راضياً مرضيا . وقد فصلنا ذلك فى رسالتنا « الكهف والرقيم . فى ملخص رحلة المصلح العظيم والمجدد الحكيم » التى نشرناها تذكارا لقدوم حضرته الى هذه الديار . فكبر ذلك على دعاة الضلالة وعصبة الفساد . عبيد الشهوات المفتونين . وعباد الاهواء الخائنين . وكأن تلك الاحتفالات التخيمه التى اقيمت للمصلح العظيم فى اطراف الهند و اكنافها . وتلك المظاهرات العظيمة التى تظاهرها لذلك المجدد الحكيم اعيان البلاد وامراؤها . ووجوهها وعلمائها . والعقلاء المفكرون فيها صارت مغصاً فى بطون افراد تلك الفئة المفسدة . تقطع امعائها . وخرازة فى صدورهم . تضيقها وتخرجها . و شجى فى حلوقهم لينغص عشيتهم . وقذى فى عيونهم يعميها . و صاعقة انقضت على مسامعهم فصكتها . وقادحة نزلت بساحتهم . وكارثة المت بهم و مصيبة آلمتهم . فتأججت نيران غيظهم . وجاشت مراجل حسدهم وحقدهم . تغلى فى بطونهم غلى الحميم . وتذيقهم الوان العذاب الاليم . فاختلت حواسهم . واصيبوا بعقولهم . وتصاعدت زفراتهم . وتقطعت انفاسهم . وطاشت احلامهم و آلامهم . وشذت مداركهم و افهامهم . وباتوا على اسوء حال واقلق بال . يريدون ليطفئوا نورالله بافواههم والله متم نوره . بتأييد انصاره ولو كره الضالون . وغضب المجرمون . وتذمر المبطلون .

ولما نشر المؤيدالاغر خطبة المصلح العظيم التى افتتح بها مؤتمرالندوة . عكفت عليها تلك الفئة الضالة . تتلوها حرفاً حرفا . وتعيد تلاوتها مرارا . وتحلل جملها تحليلا . وتنخل الفاظها نخلا . و تقلب مبانيها . وتتباحث فى معانيها . وتتناقش فى مراميها . تفكر فى ذلك وتقدر . وتصعد انظارها فيها وتحدر . تتلمس منها مطعناً تطعن به على حضرة المصلح العظيم . ومغمزا تغمز به حضرة المجدد الحكيم وزلة تزلزل بها عقيدة الناس فى سيادة الامام العليم . و كلمة تأخذها وسيلة لتشهير به . والحط من قدره فلما خاب الغاوون . وخسرهنا لك المبطلون . وقعد على الاعجاز المفسدون . وعجزالضالون المضلون . ركنوا الى التزوير والاختلاق وتحالفوا على الكذب والبهتان . وتواصوا بالاثم والعدوان . واطاعة الهوى والشيطان . ومخالفة الحق والرحمن . وصمموا على اجتراح السيآت . وارتكاب المنكرات . بقلب الحقائق وتمويهها . وتحريف الكلم عن مواضعها و مراميها . و تسيرالجمل بغيرما تؤديه . وبيان معانى الالفاظ بغيرما تعطيه . فتحركت السنتهم الذميمة . تلوك الفاظ الوقاحة والسفاهة التى تعودوا عليها . وخطت ايديهم الاثيمة . مقالات كتبوها بماء عدم الحياء الذى يقطر من جباههم . وعرق عدم الغيرة الذى يترآى فى نواصيهم . واودعوها من ضروب الافك والمين . والتزوير والبهتان . على حضرة المصلح العظيم . والمجدد الحكيم . ماشاء و اوشاء لهم سوء النية . وخبث الطوية . و دلتهم عليه الاهواء الشيطانيه . والطباع الردية . واملته عليهم ضمائرهم التى ران عليها الحرض . ومداركم المصابة بمرض المرض . ثم استنبطوا من هذه الاكاذيب التى اخترعوها و الاباطيل التى روها ان مسلمى الهند (حاشاهم) « امطرواعليه حجارا من سجيل التحقير والازدراء ونبذو نبذالنواة » (كبرت كلمة تخرج من افواههم ان يقولون الاكذبا)

فلما وصلت مقالاتهم الحمقى الى الهند . و اطلع على اباطيلهم و اضاليلهم ارباب الافكار و الاقلام . و العارفون بمرامى الكلام و المطلعون على ما وقع و صار من العلماء الاعلام والادباء الكرام . و اصحاب الراى و اهل الشان . اخذهم العجب من كل مكان . و احاطت بهم الدهشة من سائر الجهات . من هذه الوقاحة المتناهية و السفاهة التى ما بعدها سفاهة . و انكشف لهم ما كان مستورا تحت عمائم و طرابيش تلك الفئة الضالة المضلة . بهذ الكذب الصراح . و الاختلاق البين . و البهتان الواضح . و التزوير الفاضح . فسقطوا من اعينهم . و ازدروهم و جرائدهم . و امطروا عليهم حجارا من سجيل التحقير و الازدراء (فى الواقع و نفس الامر) و نبذوهم نبذ النواة (فى الحقيقة التى لاتنكر)

و قد ترجمنا الى العربية جل ما كتبته الجرائد الهندية فى رد قوال تلك الفئة الافسادية . و تزييف مقالاتهم الحمقاء . و دعاويهم الباطلة . و النعى على اخلاقهم السافلة . و افهامهم العاطلة . و ارسلناه الى مصر لينشر بينهم . فيعرفهم بحقيقتهم .

ارض طرابلس

طرابلس کے اٹالین کیمپ کی فوجی عدالت ' اور ایک طرابلسی مجرم کا محاکمہ

سرزمین طرابلس کے معجزات

— * —

ایک یورپین شاہد کی زبانی

فرانسیسی رسالہ (السنراسیوں) کا نامہ نگار میدان قتال سے لکہتا ہے :

" بہت سے لوگوں کا خیال تھا کہ میرا یہاں تک پہنچنا محال ہے ' اور کہتے تھے کہ افریقی عربوں میں سے گزرنا خطروں سے خالی نہیں مگر اب - جبکہ (بنغازی) میں بیٹھا ہوا یہ چھٹی لکھ رہا ہوں — کہتا ہوں کہ شاید جنگ طرابلس سے پہلے یہ خیال صحیح ہو مگر ابتو یہانکے عرب قبائل انسانی الفت اور ہمدردی سے لبریز ہیں -

پہنچنے کے چند دنوں کے بعد میں عثمانی کیمپ کے کمانڈر سے ملا ' اس نے جو کچھہ مجھسے بیان کیا وہ ایک نہایت دلچسپ تقریر تھی - اس نے انسے کہا کہ :

" یورپ میں اور خود ترکی میں بھی بہت سے لوگ ہیں جو تسلیم نہیں کرتے کہ اٹالین فوج کا ایک جنگل موجودہ صدی کے بہترین سامان جنگ کے ساتھہ یہاں موجود ہو ' اور ہمارے سامنے سے شکست کہاکر بھاگ جاے ' باوجودیکہ بحری طاقت بھی اسکے ساتھہ ہو اور ہمارے پاس چند قبائل کی ایک بھیڑ کے سوا اور کچھہ نہ ہو - لیکن ابتو تم خود اپنی آنکھوں سے دیکھہ چکے ہو کہ یہاں کی اصلی حالت کیا ہے ؟ کس طرح ہر روز اطالی اپنی پوری قوت کے ساتھہ ہمارے ہاتھوں شکست کھاتے ہیں اور کس طرح ہمارے نام سے انکی فوجی قوت کے بحر و بر میں زلزلہ پڑ جاتا ہے ؟ پس حق اور صداقت کے تم سے مطالبہ ہے کہ اپنی آواز بلند کرو اور یورپ کو بتلاؤ کہ کیونکہ ہم پر ظلم کرکے اب خود کس درجہ مظلوم و بے بس ہو رہی ہے ؟

تم اپنی آنکھوں سے دیکھہ چکے ہو کہ ہر روز عرب بے باکانہ انکے مورچوں میں گھس کر نامرد دشمنوں کو ذبح کرتے ہیں ' انکے تار کے سلسلوں کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کردیتے ہیں ' تمام رسد اور ذخائر کو لوٹ لیتے ہیں ' یہاں تک کہ انہوں نے حال میں ایک مالٹی شخص کو گرفتار کرلیا جو اٹالین مورچوں کے پاس انکے لئے کھیت بو رہا تھا - وہ سامنے کھڑے دیکھہ رہے تھے ' انکے پاس توپیں تھیں اور ہاتھوں میں بندوقیں ؛ مگر کسی کو ہمت نہیں پڑی کہ بڑھکر مٹھی بھر عربوں کو روک سکتا -

اور ہم اُن اٹالین افسروں کی شجاعت کی کیونکر داد دیں ' جنکے ہاتھہ میں فوج کی کمان ہے ' اور جو خود تو پیچھے رہتے ہیں مگر غریب سپاہیوں کو آگے بڑھاتے ہیں ' پھر بندوقوں اور توپوں کا منہہ کھولدیتے ہیں تاکہ سپاہیوں کے اندر اسکی آواز سے شجاعت پیدا ہو ؛ لیکن جونہی ہمارے وحشی اور صحرائی عرب نمودار ہوتے ہیں ' معاً سپاہیوں کا رخ خود بخود پھر جاتا ہے اور منہہ موڑ کر الٹے طرف بھاگنا شروع کردیتے ہیں - نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ پیچھے رہنے والے افسروں کے تمام آلات جنگ کی بارش ہماری جگہہ اُنہیں کے سپاہیوں

ناموران غزوۂ طرابلس

خلیک بک کماندر خمس کے خیمے کا پاسبان

ایک مسکین کتا ' جسکے پانؤں اسکي گود میں هیں

تیرے پانؤں ' اے مسکین کتے ! اے انسان کے پیچھے دوڑنے والے ! تیرے پانوں ' اے انساني عظمت کے آگے مرعوب ! اے انساني شور و هنگامے کے آگے خاموش ! اے انساني فخر و غرور کے آگے حقیر ! مگر اے وہ ' کہ فضاے طرابلس میں پلتا ' اور سرزمین وطن پرستي میں چلتا ہے ! تیرے مقدس پانؤں کہاں هیں کہ مجھہ بدبخت کي مهجور آنکھوں کو اس سے لگی ہوئي خاک نہیں ملتي ! آہ ! اے نجد زار طرابلس کے پھرنے والے ! اے لیلاے شہادت کے دیکھنے والے ! تو کہاں ہے کہ میرا سر تیرے بار عظمت کیلئے بیقرار ' اور آنکھیں تیرے گرد پا کیلئے خونبار هیں ! کاش میں تجکو پاتا ! تجکو ' اے انساني ظلم و غداري کے مقابلے میں پیکر وفا ! تجکو اپني گود میں بٹھاتا ! تیرے پانؤں کو - جسکے ناخن تجکو حقیر و ذلیل سمجھنے والے اشرف المخلوقات کي تلوار سے زیادہ خونخوار نہیں - اپنے سروں پر جگہ دیتا ! تیرے پانؤں کي گرد جھاڑ کر - جو حملہ آور انسانوں کي اڑائي هوي گرد ظلم و لعنت سے هزار درجہ زیادہ اشرف و اقدس ہے - اپني آنکھوں کا سرمہ بناتا ! اور پھر بھي بیقرار رهتا کہ تیرا حق عظمت ادا نہوسکا !

تیرا حق عظمت ' اے خدا کے دوستوں کے پاسبان ! اے شہداے راہ الهي کے رفیق ! اے جان فروشان ملت کي گود میں بیٹھنے والے ! تیرے وجود وفا سرشت کا حق عظمت ' کون انسان ہے جو ادا کرسکتا ہے ؟

تجکو ' اے شرمندہ کن انسانیت ! تجکو - کہ ایک مجاهد في سبیل للہ کي گود میں تیرے پانؤں هیں - اگر میں اپني گود میں بیٹھاؤں تو یہ تیرے لئے کونسي عزت ہے ؟ کیا ظالم انسان بھي خود غرضي کے پیار میں آکر تجھکو اوٹھا نہیں لیتا ؟ لیکن اگر گود میں نہ بٹھاؤں تو اے خاموش جانور ' مگر انساني درندگي کیلئے صداے طعن ! توهي بتلا کہ پھر کیا کروں ؟ کیا تو میرے دل میں بیٹھنا پسند کریگا ؟ آہ ! میرا دل تیري تصویر عظمت سے کب خالي ہے - لیکن سچ یہ ہے کہ تیرے شرف و تقدیس کے لئے تو اس انسان کا ناپاک دل بھي اب لائق نہیں رہا ' جو ظلم و سفاکي اور قتل و خونریزي سے خدا کي پاک زمین کو نجس کررہا ہے -

اے شرف مجسم اور یکسر امن و وفا ! تو اس جانفروش ملت کي گود میں پانؤں رکے اسکے منہ کو کیوں تک رہا ہے ؟ کیا حیران ہوکر اس سے پوچھتا ہے کہ ایک جانور تیري زندگي کي حفاظت کرنے رات بھر جاگتا ہے مگر اے انسان ! تیرے بھائي کیوں دن بھر تجپر گولیاں چلاتے هیں ؟ تو حیران ہے کہ جبکہ میں اپنا پیمان وفا انسانوں سے کبھي نہیں توڑتا ' تو یہ کیا ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان سے عہد امن باندھتا ہے اور پھر توڑتا ہے ؟

تو کتا تھا ' مگر ابتو اس گود میں پہنچ گیا ' جو خدا کي گود میں بیٹھنے والا وجود ہے - آ ' کہ تیري عظمت و تقدیس سے کبھي غافل نہوں ' کاش میں اس ارض مقدس میں پہنچ سکتا ' جہاں راتوں کي تاریکي ' اور دن کے شور قتال میں تو مظلوموں کا نگہبان اور ظالموں کیلئے خونخوار ہے - اگر ایسا ہوتا ' تو اور تو کچھہ میرے بس میں نہ تھا - البتہ اپني لاش کو تیرے آگے تڑپاتا کہ تو اسے ایک بار گذر جائیں - اپنے جسم کي هڈیوں کو تیرے لیے چھوڑ جاتا تاکہ تیري غذا بنے کا شرف حاصل کریں - اگر ایسا ہونے کا مجھے یقین ہوتا ' تو اے میري سرزمین محبوب کے محبوب جانور ! میں عذاب اُخروي کے خوف سے آزاد ہو جاتا

کونٹ برچہولڈ کي تجويز کسي حالت ميں موثر نہيں ہو سکتي اور باب عالي اُسے تسليم کرنے کيلئے طيار نہيں - کونٹ مذکور آجکل (نجارست) ميں مقيم ہے -

---

خبروں اور روايتوں کو بشرطيکہ واقعات کي ہوں - واقعات کے ظہور کے بعد ہونا چاہئے ليکن يورپ کي مشرقي سياست کا يہ بھي ايک کھيل ہے کہ بہت سي خبريں واقعات سے پہلے شائع کردي جاتي ہيں اور واقعات سے خبريں نہيں ' بلکہ خبروں سے پھر واقعات بھي پيدا ہو جاتے ہيں - اسطرح کے خوارق موجودہ زمانے کا سب سے بڑا کاھن (ريوٹر) ہمکو روز دکھلاتا ہے - ۲۵ کي خبر ہے کہ ترکوں نے (سجينير) واقع ولايت کاسوا ميں (سرويا) کے حدود پر حملہ کرديا اور بہت سے آدمي اس قتل عام ميں مارے گئے - سرويا کي وزارت اس نئي حالت پر غور کرنے کيلئے جمع ہوئي ہے - جو نيا جال ترکي کيلئے بچھايا گيا ہے ' يہ خبر اسکا ايک دوسرا گوشہ ہے - اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بلقاني رياستوں کي ايک متحدہ سازش پوري چالاکي کے ساتھہ کام کر رھي ہے - بعد کي خبريں ہيں کہ پانچ ہزار آدمي جنگ کيلئے سڑکوں پر گشت لگا رہے ہيں - ۲۴ کو تمام بلغاريا سے لوگ آ آ کر صوفيا ميں جمع ہوے اور يہ رزوليوشن پاس کيا کہ گورنمنٹ کو جنگ کا تہيہ کر لينا چاہئے اول تو دول سے مقدونيا کي خود مختاري کا مطالبہ کيا جاے ليکن اگر سودمند نہو تو بلا توقف اعلان جنگ کردے -

---

اسکے مقابلے ميں قسطنطنيہ کے اندر عزم اور اطمينان کے استقامت ميں کوئي فرق نظر نہيں آتا - عثماني افسروں نے قطعي ارادہ کرليا ہے کہ اگر کونٹ برچہولڈ کي تجويز کے مطابق کسي قسم کے تقسيم و تجزيے کا ارادہ کيا گيا تو پوري طاقت مدافعت ميں خرچ کرديں گے -

(کوچنہ) کے حادثے کي تحقيق کيلئے جو ترکي کميشن گيا تھا اسکي فوري رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ملکي اور فوجي افسروں نے اپنے فرائض کي انجام دھي ميں ضرور کوتاھي کي تھي اور خود فوج بھي قتل ميں شريک تھي - باب عالي نے اسپر يہ حکم صادر کيا ہے کہ مجرموں سے فوجي عدالت ميں مواخذہ کيا جاے اور جن لوگوں کو نقصانات پہنچے ہيں انکي اعانت کيلئے ايک ہزار پاونڈ تقسيم کيا جاے - اس فوري تحقيق و تلافي سے ترکي نے ثابت کرديا ہے کہ دنيا کي کوئي بڑي سے بڑي قوي حکومت بھي ايسے موقعہ پر جو کرسکتي تھي ' وہ اُس نے کرديا - ابتک اسکي نسبت کوئي خبر نہيں آئي ہے کہ دول يورپ نے کميشن کے اس نتيجے کو کس نظر سے ديکھا ؟

(نکولس) شاہ مانٹي نگرو نے دول عظام کو يقين دلايا ہے کہ آيندہ ہمارے آدمي سرحد سے باہر قدم نہ رکھيں گے - دول کے شکايت ناموں کے جواب ميں مانٹي نگرو نے جواب ديا ہے کہ کوئي کارروائي انکي خواہش کي خلاف نہ کي جاے گي - وہ شاکي ہے کہ پيش قدمي کا ہم ارادہ نہيں رکھتے ليکن يہ بھي ممکن نہيں کہ ترکوں کے سرحدي گڑھيوں کو اپنے حدود کے اندر ديکھيں - آخر ميں ملتجي ہے کہ دول يورپ اس جھگڑے کو مٹاديں -

مگر معلوم نہيں يہ آخري التجا اُن دول يورپ سے کي جاتي ہے جو ريوٹر کي تار برقيوں ميں صلح و امن کيلئے خط و کتابت کر رھي ہيں يا کونٹ برچہولڈ کي امن پرست دول يورپ سے ؟

ترکي کے سرکاري حلقوں ميں (بقول ريوٹر کے) کے بيان کيا جاتا ہے کہ يورپين ترکي ميں اس وقت ۳۰۰٬۰۰۰ فوج موجود ہے - اور تين مہينے کے اندر دو چند ہو جاسکتي ہے ايسي حالت ميں امن کو کوئي انديشہ نہيں - بلغاري ايجي ٹيشن کي اھميت بھي يہاں مفقود ہے - يقين کيا جاتا ہے کہ (کوچنہ) کا معاملہ جب ختم ہوجاے گا تو خود بخود يہ آگ خاموش ہو جاے گي -

---

۳۰ اگست کو ريوٹر نے قسطنطنيہ سے ايک سخت فوجي ناراضگي کي نمايش کي اپنے معمولي لب و لہجے ميں خبر دي تھي ' اور اسکا يہ لہجہ مشرق کے ہر ادنے سے ادنے معاملے ميں بھي برابر قائم رھتا ہے - خبر کا خلاصہ يہ تھا کہ قسطنطنيہ کے محلہ (غلطہ) ميں دو افسر اور ۹۰ پوليس کے سپاھي ناراضگي کي ايک نمايش کرنے کيلئے ' نکلے مگر فوج نے انہيں گھير کر گرفتار کر ليا - ليکن پھر خود ھي دوسرے دن اسکي تغليط بھي کردي - اب معلوم ہوا کہ اســميں مبالغہ سے کام ليا گيا تھا - در اصل چند سپاھي اپنے مقاموں کي طرف آهستہ آهستہ جا رہے تھے ان پر فوجي پوليس کو کچھہ شبہ ہوا اور پہرے والوں کو پکارا ليکن بعد ميں معلوم ہوا کہ شبہ کي کوئي بات نہيں ہے -

---

کارزار طرابلس کے متعلق تاربرقيوں ميں صرف يہي ايک خبر ہے کہ يافا (بندر قدس) ميں چھہ اٹالين جنگي جہاز نمودار ہوے ' جنميں سے تين تو مشرق کي جانب چلے گئے اور تين لنگر انداز ہيں - ايک مال کي کشتي کي تلاشي بھي لي گئي -

صلح کي خبروں کي کوئي مزيد تصديق نہيں ہوئي اور انشاء اللہ نہوگي -

---

اعلان

مرکزي کميٹي آل انڈيا شيعہ کانفرنس نے فيصلہ کيا ہے کہ علاوہ طلباے اسکول کے جنکو وہ سال گذشتہ سے وظايف دے رھي ہے اس سال ہندوستان کے کالج کلاسوں کے غريب شيعہ طلبا کے لئے بھي وظايف جاري کرے لہذا جيسا کہ قبل اسکے اعلان کيا گيا ہے دوبارہ اطلاع ديجاتي ہے کہ جو غريب شيعہ طلبا وظيفہ لينا چاھتے ہوں وہ آخر ستمبر سنہ حال تک پرنسپل کي تصديق کے ساتھہ اپني درخواستيں دفتر شيعہ کانفرنس واقع لکھنؤ ميں بھيجديں بعد تحقيقات بشرط استحقاق اون شرايط کے ساتھہ جنکي اطلاع طالب العلم کو بعد ميں ديجاے گي وظيفہ ديا جاسکتا ہے -

آنريري سکريٹري
شيعہ کانفرنس

Printed & Published by Abul Kalam Azad, at The Hilal Electrical Printing Works, 7-1, McLeod Street, Calcutta.

پر پڑتي ھے ' اور سامنے سے بھاگتے ھوے آنے والوں کو ایک جنگي گروہ جسقدر ھلاک کر سکتا ھے ' ھلاک کئے جاتے ھیں -

ھم اٹلي کے ھوائی جھازوں میں بیٹھکر اوڑنے والے افسروں کي بھي اس رحیمانہ شجاعت و دلیري کي داد نھیں دیسکتے جو اسلئے بلند ھوتے ھیں تاکہ ھم پر بم کے گولے پھینکیں' لیکن انساني ھمدردي کا ھاتھہ عین وقت پر انکے ھاتھوں کو لرزادیتا ھے اور ایک نشانہ بھي ٹھیک نھیں لگتا ' اتني مدت گذرگئي مگر آپ جانتے ھیں کہ کسي ھوائي جھاز نے اجتک ایک خون بھي نھیں کیا ' اٹلي کو اس دور امن وتھذیب میں فخرکرنا چاھئے کہ اسکا دامن تھذیب میدان جنگ میں بھي اب انساني خون کے دھبوں سے پاک وصاف ھے

کل آپ خود سن رھے تھے کہ ھمارے کیمپ کے عرب ھوائي جھازوں پرکیا ریمارک کررھے تھے ؟ وہ کھتے تھے کہ ھم اپنے دشمنوں کے کمالات سے انکار نھیں کرتے' مگر اٹالین فوج کے کمالات کو کسي جنگي مرد کے بھیس میں ڈھونڈھنا لا حاصل ھے ' وہ یورپ کي متمدن اور تعلیم یافتہ عورتیں ھیں ' جنھوں نے فنون جمیلہ کي تحصیل میں حیرت انگیز کمالات ظاھر کیے ھیں ' علم کي طاقت سے وہ آسمان پر اوڑنے لگے ھیں اور عالم بالا کو تسخیر کر لیا ھے - البتہ یہ ضرور ھے کہ سخت و پر الم زمین پر انھیں چلنا نھیں آتا ' اور ایک حسین و نازک عورت کیلئے یہ کوئي عیب بھي نھیں -

آپکو یاد تو ھوگا کہ یہ کہکر تمام عرب کس زور سے قھقھے لگاتے تھے ؟

تھوڑے دنوں کي بات ھے کہ اٹالین کیمپ سے (موسیو زیبور دي کاستیل) اپنے ھوائي جھاز میں نکلا اور ھمارے سامنے آکر چند وزیٹنگ کارڈ پھینکے' جنمیں لکھا تھا کہ " توپخانے کے کمانڈر کو مبارکباد دیتا ھوں جو نشانہ نہ لگا سکا اور مجکو نقصان نہ پھنچا سکا " لیکن یہ ایک عجیب حسن اتفاق ھے کہ جس وقت وہ کارڈ پھینک رھا تھا عین اسي وقت عثماني توپچي نے توپ کا منھہ اسکي طرف کر دیا تھا اور ابھي کارڈ راہ ھي میں تھے کہ ھوائي جھاز زخمي ھوکر اٹالین مورچوں کے قریب عبد الغني کے باغ میں گرچکا تھا' اور اپني سلامتي پر نازاں (کاستیل) کے علاوہ ایک اور اٹالین افسر بھي زخمي پڑا تھا !

آپکے آنے کي خبر جب یھاں مشتھر ھوئي ھو قبیلہ (مدرسہ) کے مشائخ میرے پاس آے ' اور انکے آگے انکا رئیس (عمر ابو ربعد) تھا ' جسکا ایک ھي فرزند تھوڑا عرصہ ھوا واقعۂ (فویھات) میں شھید ھو چکا ھے - اس نے سب کي طرف سے یہ کھا کہ ھم نے ایک نئے نامہ نگار کے آنے کي خبر سني ھے ' وہ یوروپین ھے اور اسکي دیانت کا فرض ھے کہ دنیا کے آگے سچائي کي گواھي دے ' ھم جنرل (بریکولا) سے مطالبہ کرتے ھیں کہ اگر وہ ھم سے لڑنے آیا ھے تو کیوں باھر نھیں نکلتا ؟ اور کیوں اپني قوت سے ھمیں پامال نھیں کر دیتا ؟ نامہ نگار کو چاھئے کہ اطالیوں کے جبن و نامردي کا دنیا میں اعلان کر دے کہ وہ انساني شرف و شجاعت کو بٹہ لگانے والے ھیں اور اب انکا کوئي فرد عزت و اکرام کا مستحق نھیں — "

یہ عثماني کمانڈر کا یورپ کے نام پیغام ھے ' جسکے ھر لفظ کي میں تصدیق کرتا ھوں -

عثماني چھاؤني کي بھي میں نے اچھي طرح سیر کي ' وہ بلا مبالغہ خیموں کا ایک وسیع شھر ھے جو بنغازي سے ۱۲ - کیلو میٹر کے فاصلے پر بسا ھوا ھے - اس آبادي میں سبھي طرح کي مخلوق ھے' انسانوں میں سے مرد ' عورت ' بچے ' جوان اور بوڑھے ' کوئي قسم نھیں ' جو یھاں نہ ھو - عورتوں کے فرائض اس آبادي میں جسقدر مقدس اور اھم ھیں اس سے ھمارا تمدن سبق لے سکتا ھے - وہ مردوں کو لڑائي پر ابھارتي ھیں ' لاشوں کے اٹھانے میں مدد دیتي ھیں ' زخمیوں کو پاني پلاتي ھیں ' شفا خانے میں انکي مرھم پٹي کرتي ھیں اور رات بھر نگراني میں جاگتي ھیں - عرب قبائل پر عورت کا اثر میں نے عجیب و غریب دیکھا - اگر ایک لڑکي چاھے تو اپني ایک آواز سے قبیلوں کو لڑا سکتي ھے اور لڑتے ھوے قبائل میں صلح کرا دیستي ھے -

سب سے بڑا قیمتي قبیلہ یھاں (عواجیر) نامي ھے ' جس نے سب سے زیادہ اطالیوں کو ذلیل و خوار کیا - اسکي شجاعت و بےجگري کے آگے انکا تمام ساز و سامان بیکار ثابت ھوا اور ھو رھا ھے - جنگ (زنزورہ) میں بھي قبیلہ اطالیوں پر قیامت بنکر نمودار ھوا تھا -

اٹالین افسر اور روما بنک نے بڑي بڑي رقمیں دیکر عربوں کو ملانا چاھا ' لیکن وہ ھمیشہ انکے ساتھہ دغا کرتے رھے - جسقدر روپیہ اور ذخیرہ یھاں سے جاتا ھے وہ مال غنیمت میں شمار کیا جاتا ھے اور پھر انکي تلواریں پیشتر سے زیادہ سخت پڑتي ھیں -

روما بنک نے عرصہ ھوا عربوں کو روپیہ دیا تھا کہ اس سے بکریوں کو خرید کر پرورش کریں' پھر جب بنک نے اپنا روپیہ میعاد کے بعد واپس مانگا تو انھوں نے چند بکریوں کے کٹے ھوے کان بھجدیے کہ بکریاں تو طاعون سے ھلاک ھوگئیں ' روپیہ بھي انھیں کي شکل میں آگیا تھا وہ بھي طاعون سے ھلاک ھوگیا - ان بکریوں کے گلوں کو میں نے خود دیکھا ھے ! !

عالم اسلامی

شوون عثمانیہ

(بلقان) کي پیچیدگیاں بدستور بڑھتي گئیں ' یورپ نے جھاں جنگ کي جگہ اشاعت مذھب ' ھمدردي انساني ' اور تجارتي آزادي سے توپ و تفنگ کا کام لینا شروع کیا ھے ' وھاں امن و صلح کي کانفرنسیں بھي مشرق کے غصب و تغلب کا ایک لا علاج وسیلہ ھیں - مانٹي نگرو اور ترکي کے قضیے کے پیدا ھوتے ھي (کونت برجیولد) نے ایک کانفرنس کي تجویز پیش کر دي - یوروپین ترکي میں اب ایک البانیا اور مقدونیا ھي باقي رھگیا تھا - دستوري حکومت نے عین موقعہ پر قائم ھو کے انکو بچا لیا - مگر موجودہ شورش سے ایک طرف اٹلي کو صلح کا فائدہ اور دوسري طرف مقدونیا کو آزاد کرانے کا کام لیا جا رھا ھے - مگر ۲۹ - اگست کي تار برقي ھے کہ ترکي نے تمام دول یورپ کو اطلاع دیدي کہ ھماري اندروني پالیسي پر

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین (القرآن الحکیم)

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ سیڑھی مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۹ — کلکتہ : یکشنبہ ۸ ستمبر ۱۹۱۲ع — جلد ۱

قیمت فی پرچہ — ساڑھے تین آنہ

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحكيم

Al-Hilal,
Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam Azad,
7-1, MacLeod street.
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.
Half-yearly „ „ 4-12.

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
٧ - ١ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ٨ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ١٢ آنہ

نمبر ٩ — کلکتہ : یکشنبہ ٨ سپٹمبر ١٩١٢ ع — جلد ١

فہرس

تصـــاویـــر

شـذرات

معزز معاصر (پیســه اخبار) شاكي ہے كه مجوزه یونیورسٹي كے ایكٹ كا مسوده (كامرید) كے ساتهه كیوں شائع ہوا ' اور اگر بحیثیت ایک اخبار كے اسكو بهیجا گیا تها ' تو كیوں نہیں اور اخباروں كو بهي بهیجا گیا ؟

ہمارے معاصر كو معلوم نہیں كه اگر كامرید اسے شائع نه كرتا تو نہیں معلوم اب بهي كب تك پبلک كو اسكي زیارت نصیب نه ہوتي - یونیورسٹي كي تحریک پر دو عیدیں گذر گئیں تاہم تیسري عید الفطر كے چاند سے پہلے اس عید كا چاند نظر آگیا -

ہم تو اسے كامرید كا احسان سمجھتے ہیں كه نہیں معلوم كتنے اصرار و مواعید كے بعد اس نے خود چهاپ كر اور تمام زحمت اپنے سر لیكر شائع كر دیا ہے ' پیسه اخبار كو شكایت كیوں ہے ؟

اوانكي شكایتیں ہوئیں ' احسان تو گیا

رہي اردو ترجمه كے ساتهه نہونے كي شكایت ' تو كامرید كے فرائض میں تو یه داخل نه تها ' علي گڈه گزٹ میں اسكا اردو ترجمه مسلسل چهپ رہا ہے - بہتر ہوگا كه پیســه اخبار ' زمیندار اور وكیل وغیره كثیر الاشاعت معاصرین بهي اسكو مسلسل اپنے اپنے اخباروں میں چهاپدیں ' تاكه تمام قوم كو اسپر غور كرنے اور اپني راے دینے كا موقعه ملے -

علي گڈه گزٹ اپنے ترجمے كو بشكل رساله چهاپكر مشتہر كردے تو یه بهي مفید ہوگا -

---

دہلي سے ہمارے ایک دوست لكهتے ہیں :

" آپ جو كچهه لكهه رہے ہیں میں اس سے بالكل متفق ہوں مگر یه تو ٹهیک نہیں كه اب آپ نے سید امیر علي صاحب پر بهي اعتراضات شروع كردیے "

لیكن ہم كو نہ نہیں معلوم كہ جناب آنریبل سید امیر علي صاحب كي نسبت ہم نے كوئي اعتراض كیا ہے ' البته كسي پچهلي اشاعت میں ہم نے ایک نوٹ لكها تها ' لیكن اسكا مطلب شاید ہمارے احباب سمجھے نہیں - مقصود یه تها كه لیگ نے دہلي كے اجلاس كیلئے انكو بلانا چاہا اور بعد - اسكے كه پرائیویٹ طور پر جزئیات سفر كا انتظام كردیتي ' انكے مصارف سفر كیلئے ایک پبلک چندے كي فہرست كهولدي - یه كسقدر معیوب اور بڑے آدمیوں كے درجے سے گري ہوئي بات تهي ! كانگریس بهي اپنے وكیلوں كو روپیه دیكر انگلستان بهیجتي

کاغذات حاصل کرکے (شیخ عبد العزیز) کو گرفتار کر لیا - تعجب ہے کہ عثمــانی گورنمنت نے کیونکر اسکو جائز رکھا کہ اسکے سامنے میں ایک پناہگیر وطن پرست بلا روکٹ کے قید کرلیــا جاے - جنیوا میں جو برسوں سے وطنی پرستوں کا ماوا وملجا ہے - ہر ملک کے ازدی خواہ جمع ہوتے رہے لیکن کبھی اس نے گوارا نہیں کیا کہ انکی حکومتوں کو انپر قبضہ حاصل کرنے کا موقع دیا جا ے -

اس سے بھی زیادہ تعجب انگیز خبر کا یہ حصہ ہے کہ (طنین) نے اس تساہل کی مخالفت کی تھی ' اس جرم میں اسکی اشاعت روکدی گئی -

قاہرے میں بھی داروگیر کا سلسلہ قایم ہے - پچھلے واقعہ میں (علی فہمی کامل) بچکر نکل گئے تھے - لیکن اب (اللوا) کی اشاعت بند کردی گئی - چار نئے شخصوں کو بجرم سازش گرفتار بھی کیا گیا ہے -

لارڈ کچنر کے تقرر پر جن لوگوں نے ہاوس اف کامنس میں اعتراض کیا تھا - غالباً اب انکی تشفی ہوگئی ہوگی کہ ایک فوجی افسر کو ملکی عہدے پر بھیجنے کی کس درجہ ضرورت تھی ؟

مسٹر چرچل نے (نیول ووٹ) کی بحث میں بیان کیا تھــا کہ اسکندریہ میں تار پیڈو کشتیونکی ایک نئی ایستگاہ بنائی جایگی اسپر مصر کی وطنی جماعتوں میں سخت ہیجان پیدا ہوگیا ہم نے الہــلال کی پچھلی اشاعت کے آخری کالموں میں لکھا تھاکہ جلسے منعقد کرکے اعتراضی رزولیوشن پاس کیے جا رہے ہیں (اللوہ) نے ایک سلسلہ اُن تارونکا شروع کردیا تھا جنمیں اس تجویز پر ناراضگی ظاہر کی جاتی تھی - اب بیان کیا گیا ہے کہ (اللوا) کے بند کردینے کیلئے ایک بڑا الزام ان تارونکی اشاعت کو قرار دیا ہے کہ یہ محض (ابراہیم) اور (محمد) کے فرضی ناموں سے شائع کیے گئے اور بالکل اختراعی تھے ' ورنہ ملــک میں کسی اصلی ناراضگی اور جوش کا وجود نہیں - اگر ایسا ہوتا تو " دی اٹر لوکل شامی پریس " بھی مخالفت کرتا

" دی اٹر شامی پریس " سے غالباً (المقطــم) مراد ہے جو قاہرے سے شایع ہوتا ہے - ہم اس شہــادت کو ضرور اسکا درجہ دیدیتے ' لیکن جب دیکھتے ہیں کہ (المقطــم) شام کے عیسائی اجانب پرستوں کا ارگن ' اور انگریزی سرپرستی میں شایع ہوتا ہے تو اس شہادت کی قیمت ظاہر ہوجاتی ہے -

بہرحال ان حالات کے متعلق مصری ڈاک کا انتظار کرنا چاہئے -

غازی (انورب) کی رنگین تصویر جن حضرات کو مطلوب ہو وہ طلب فرمالیں ' صرف چند کاپیــاں باقی رہگئی ہیں قیمت فی تصویر ۴ - آنہ - الہــلال کے گذشتہ ۸ نمبرونکا مجموعہ مع تصویر (انورب) جسکی اصلی قیمت ۲ روپیہ ہوتی ہے - صرف ۱ - روپیہ ۴ آنے میں بطور نمونہ کے بھیجا جاسکتا ہے -

مغرب اقصیٰ

یکم ستمبر کو طنجہ کی ایک خبر سے ظاہر ہوا تھا کہ (الھبا) نے فرانسیسی قیدیوں کو رہا کردیا اور وہ پھر (الغلــوی) کے پاس آگئے ہیں لیکن اسکے بعد اس خبر کی کوئی تصدیق نہیں ہوئی اسی تاریخ کی تار برقی ہے کہ کرنیل منگن نے جنوب کی طرف بڑھتے ہوئے (الھبا) کی فوج سے مقابلہ کیا اور انہیں سخت نقصان اُٹھا کر پسپا ہونا پڑا -

مراکو میں اس وقت گو ۵۸ ہزار فرانسیسی فوج موجود ہے جسمیں ۴۶ ہزار نصف مغربی حصے میں ہے ' لیکن یہ پوری فوجی قوت نئی دفاعی تحــریک کے آگے بالکل بے دست و پا ثابت ہورہی ہے -

فرانس کے موجودہ اضطراب میں اسکے توقعــات کی ناگہانی ناکامی بھی پوشیدہ ہے ' پچھلے فوجی غلبے کے بعد پورے وثوق کے ساتھہ یقین کرلیا گیا تھــا کہ اب مراکو کا مسئلہ ہمیشہ کیلئے صاف ہوگیا ہے - گو جنوب کی طرف قبــائل کا اجتماع اور نئے مدعی تخت کے نقل و حرکت کی خبریں برابر آرہی تھیں ' اور گو لنڈن ٹائمس کے نامہ نگار نے انکو اہمیت دی ہو ' لیکن فرانس کے اندر تو کبھی بھی اہمیت نہیں دی گئی

۵ اگسـت کو طنجہ سے جو خبریں آئی ہیں ' انمیں فرانسیسی قیدیوں کی طرف سے ایک گونہ بے پروائی ظاہر کی گئی ہے کہ خواہ انکے ساتھہ کیســاہی سلوک کیا جائے ' مگر اب مراکو پر حملہ کردینا چاہئے مگــر آج ۲ - کی تار برقیوں میں پھــر قیــدیونکے لئے ہر فرانسیسی قلب میں محبت جوش زن نظر آتی ہے - ریوٹر کہتا ہے کہ قیــدیونکی فکر نے یہاں عام اضطراب پیدا کردیا ہے ' اور سخت قلق و اندوہ میں گرفتار ہیں کہ قیدیوں کی طرف سے کوئی خبر نہیں ملتی - صرف ایک قیدی کی چٹھی ملی ہے کہ جلد ہمارے مدد کیلئے فوج بھیجو -

---

اشاعت اسلام کے ہنگاموں میں جو عرصے سے قومی تحریکوں کا ایک رسمی جزو بن گئے ہیں ' اگر اسطرف کوئی واقعی مفید اور نتیجہ خیز واقعہ ہوا ہے تو وہ جناب (خواجہ کمال الدین صاحب) بی اے وکیل لاہور کا سفر انگلستان ہے جسکی خبر الہلال کی اشاعت سے پہلے ناظرین تــک پہنچ چکی ہوگی - خواجہ صاحب سے اس بارے میں ہمیں بڑے بڑے توقعات ہیں ' خدا تعالی انکی اس سعی عظیم کو مشکور فرماے - اس راہ میں علم وفضل سے بھی بڑھکر جس شے کی ضرورت ہے - وہ سچی دینی روح ' اور مذہبی استغراق ہے - اور یہ ایسی جنس کمیاب ہے جو صرف نئے طبقے ہی میں نہیں ' بلکہ ان علما میں بھی - جو آج مذہب کے نام سے اپنی گئی گذری عزت سنبھالے ہوے ہیں - کالمعدوم ہے - خواجہ صاحب کی نسبت جو توقعات ہمارے دل میں ہیں ' وہ صرف اسلئے ہیں کہ ہمارے عقیدے میں انکا وجود مذہبی زندگی اوردینی استغراق کا ایک سچا نمونہ ہے

ھے - اسکی نو بلاتي ھے' تو اسکے مصارف سفر کا بھي انتظام کرتي ھے' لیکن اسطرح دو دو پاؤنڈ کے چندے تو اخباروں میں نہیں چھپتے - پھر لطف کي بات یہ ھے کہ عام چندے کي کارروائي کرنے کے بعد بھي مقصد حاصل نہیں ھوا اور جو کچھہ ھوا وہ واقف کارونکو معلوم ھے -

ھم کو خوف ھوا کہ خدا نخواستہ امسال بھي ایسا نہو - باقي رھي سید صاحب ممدوح کي اسلامي خدمات ' تو تمام مسلمانونکي طرح ھمکو بھي معلوم ھیں' اور انکے دھرانے کي ضرورت نہیں - آپ لوگ تو اسپر خوش ھونگے کہ وہ لارڈ مارلے کے سامنے ایک ڈیپوٹیشن لیکر گئے' اور مسلم لیگ کے قیام میں شریک غالب رھے - لیکن ھماري نظر میں تو انکي وقعت کي تصویر اس سے بلند تر جگہ پر آویزاں ھے - ھم تو انکي بڑي تعریف اسمیں سمجھتے ھیں کہ مدۃ العمر علي گڈہ کي تحریک سے الگ رھکر اپنے علمي اشغال میں مصروف رھے' اور (سید صاحب) کا عہد اولین بھي انکو مرعوب نہ کرسکا - اس سے بھي بڑھکر یہ ھے کہ برخلاف مسلمان لیڈروں کي " مسلمہ پالیسي " کے جنگ طرابلس کے موقعہ وہ چپ نہ رھسکے' اور [illegible] غیرت کے ساتھہ اپني صدا بلند کي -

---

شئون عثمانیہ

— * —

بلغاریا

بلغاریا بدستور لڑائي کیلئے مضطرب ھے - ۴ ستمبر کو ریوٹر خبر دیتا ھے کہ رعایا نے جنگ کیلئے شورش برپا کر رکھي ھے اور عجب نہیں کہ وزارت کو مجبوراً انکي خواھشوں کے مطابق کام کرنا پڑے - اگر بلغاریا جنگ کیلئے بے چین ھے تو آل عثمان کي تلوار بھي نیام میں پڑي رھنے کي زیادہ خواھشمند نہیں - مگر مشکل یہ ھے کہ یورپ اسکو نہ باھر نکلنے اور نہ اندر رھنے دیتا ھے -

موجودہ پیچیدگیاں في الحقیقت تمام بلقاني ریاستوں کي ایک متحدہ سازش ھیں - ۷ ستمبر کو سینٹ پیٹرزبرگ سے جو خبریں آئي ھیں انسے معلوم ھوتا ھے کہ سرویا اور یونان بھي بلغاریا کا ساتھہ دینے کیلئے طیار ھیں -

لیکن اسي تاریخ کو صوفیا سے جو تار آیا ھے اسمیں ظاھر کیا گیا ھے کہ شاہ بلغاریا صلح و آشتي کي پالیسي کا اعلان کرتا ھے - اس نے جنگ کے حامیوں کو سمجھایا ھے کہ گورنمنٹ کي مالي حالت اچھي ھے مگر اسکا ارادہ جنگ میں پڑنے کا نہیں -

یمن

پچھلے ھفتے یمن کي جس تازہ بغاوت کي خبریں آئي تھیں انکي اب مزید تفصیل یہ آئي ھے کہ ۲۲ - اگست کي لڑائي میں مہدي اسیر کي طرف سے ۸۰۰۰ باغي جنگ میں شریک تھے ' لیکن شکست کھا کر چادیے - ۱۰۰ سے زیادہ باغي ھلاک اور زخمي ھوے اور ترکوں کے ۴۷ - اور ۸۹ -

باغیوں کے طریق جنگ سے صاف معلوم ھو گیا کہ یہ سب (اٹلي) کي تعلیم کا نتیجہ تھا -

---

یونان اور ٹرکي

ٹرکي کیلئے جو نیا جال بچھایا گیا ہے اسکے نئے نئے گوشے اب نمایاں ھو رھے ھیں - ۷ ستمبر کو ریوٹر خبر دیتا ھے کہ ٹرکي اور یونان کي سرحدي جنگ کا بھي آغاز ھوگیا' جسمیں دونوں کے سات آدمي شہید اور ۱۳ - زخمي ھوے -

---

تار عنکبوت

حکیم (سولن) نے حکومتوں اور قوموں کے باھم قول و قرار اور معاھدونکي کتني اچھي مثال دي ھے - جبکہ وہ کہتا ھے کہ یہ مکڑي کا جالا ھیں ' جو اپنے سے قوي کي ضرب سے ٹوٹ جاتا ھے لیکن ضعیف ملے تو اولجھا بھي لیتا ھے -

یورپ کے معاھدوں کا یہي حال ھے - حال میں جس وقت فرانس اور روس میں بحري معاھدہ ھو رھا تھا تو (ایکوڈي پیرس) کے نائب نے (پرنس لائي ون) روسي عملۂ بحري کے افسر سے ملکر پوچھا :

" کیا روسي حکمت عملي اس میں کامیاب ھو سکے گي کہ (درۂ دانیال) سے بلا تعرض اپنے جنگي بیڑے کي آمد و رفت جاري رکھے ؟ "

(پرنس) نے جواب میں میں کہا :

" تم بھي عجیب آدمي ھو ' اس کاغذي عہد و پیمان سے ھوتا کیا ھے ؟ جسکا ابنائے پر قبضہ ھوگا وہ ضرور اپنے اغراض کے مطابق کار بند ھوگا - قوت ھي سب سے بڑا حاکم ھے - وھي وقت پر بتلادے گا کہ یوں کرو ' اور یوں نکرو - "

مصر کي حزب الوطني کے مصائب

(لارڈ کچنر) کے تقرر نے مصر کے باھر طرابلس میں بھي اپني ضرورت ثابت کردي' اور مصر کے اندر بھي -

خدیو مصر اور لارڈ کچنر کے قتل کي بیان کردہ سازش میں ۱۸ برس کے لڑکونکو پندرہ پندرہ برس کي با مشقت قید کي سزائیں ملچکیں - لیکن اسکے بعد پھر گمنام اشتہارات مصر کي سڑکوں پر چسپاں پائے گئے اور انکي جستجو میں پولیس مصروف ھوگئي - معلوم ھوا کہ حزب الوطني کے نئے مرکز (قسطنطنیہ) سے چھپکر بھیجے گئے ھیں -

---

پچھلے دنوں جب (فرید بک) پریسیڈنٹ حزب الوطني اور (شیخ عبد العزیز چاویش) ایڈیٹر (العلم) پر گورنمنٹ مصر نے مقدمات قائم کئے' تو دونوں پوشیدہ یکے بعد دیگرے ٹرکي چلے گئے اور وھانسے (الھلال العثماني) روزانہ اخبار ٹرکي اور عربي میں جاري کیا - فرید بک گو یورپ چلے گئے مگر انہوں نے بھي ایک مستقل و وقیع اخبار (سائیکل) کي حمایت حاصل کرکے انگلستان کي مصري پالیسي پر نہایت ھنگامہ خیز مضامین لکھنا شروع کردیے -

اس ھفتے کي نہایت تعجب انگیز خبر ھے کہ مصري گورنمنٹ نے قسطنطنیہ میں دفتر الھلال کي تلاشي لي اور مفید مطلب

(۱)

امـــر اول كي نسبت گذارش هے كه يه تو جناب نے اُس بنيادي اصول كو چهيڑديا ' جسپر هم (الهــلال) كي پوري عمارت كهڑي كرني چاهتے هيں - آپ كهيں كه محراب خوشنما نهيں تو ممكن هے كه هم بدلديں' ليكن اگر آپكي خواهش هوكه بنياد كا پتهر بدل دياجاے تو معاف فرمائيے' اسكي تعميل سے مجبور هيں - انساني اعمال كي خواه كوئي شاخ هو' هم توآسے مذهب هي كي نظر سے ديكهتے هيں - همارے پاس اگر كچهه هے تو صرف قران هي هے - اسكے سوا هم اور كچهه نهيں جانتے - ساري دنيا كي طرف سے هماري آنكهيں بند هيں' اور تمام آوازوں سے كان بهرے هيں - اگر ديكهنے كيلئے روشني كي ضرورت هے' تــو يقيــن كيجئے كه همارے پاس تو (سراج منير) كي بخشي هوئي ايك هي (روشني) هے' اس سے هٹا ديجئےگا تو بالكل اندهے هوجائيں گے :

كتاب انزلناه اليك لتخرج	قرآن ايك كتاب هے جو تم پر نازل
النــــاس من الظلمـــــات	كي گئي' اسلئے كه انسان كو تاريكي
الى النور (۱۴ : ۱)	سے نكالے اور روشني ميں لاے -

آپ فرماتے هيں كه پوليٹــكل مباحث كو مذهبي رنگ سے الــگ كرديجئيے' ليكن اگر الگ كرديں تو همارے پاس باقي كيا رهجاتا هے ؟ هم نے تو اپنے پوليٹــكل خيالات بهي مذهب هي سے سيكهے هيں - وه مذهبي رنگ هي ميں نهيں' بلكه مذهب كے پيدا كيے هوے هيں' هم اُنهيں مذهب سے كيونكر الگ كرديں ؟ همارے عقيدے ميں تو هر وه خيال' جو (قرآن) كے سوا اور كسي تعليم گاه سے حاصل كيا گيا هو' ايك كفر صريح هے اور پاليٹكس بهي اسي ميں داخل هے - افسوس هے كه آپ حضرات نے (اسلام) كو كبهي بهي اسكي اصلي عظمت ميں نهيں ديكها : ما قدروا الله حق قدره - ورنه اپني پوليٹكل پاليسي كيلئے نه تو گورنمنٹ كے دروازے پر جهكنا پڑتا ' اور نه هندؤں كے اقتدا كرنے كي ضرورت پيش آتي - اُسي سے سب كچهه سيكهتے' جسكي بدولت تمام دنيا كو آپنے سب كچهه سكهلايا تها - (اسلام) انسان كيلئے ايك جامع اور اكمل قانون ليكر آيا ' اور انساني اعمال كا كوئي مناقشه ايسا نهيں جسكے لئے وه حكَم نهو - وه اپني توحيدِ تعليم ميں نهايت غيور هے' اور كبهي پسند نهيں كرتا كه اسكي چوكهٹ پر جهكنے والے كسي دوسرے دروازے كے سائل بنيں - مسلمانوں كي اخلاقي زندگي هو يا علمي' سياسي هو يا معاشرتي' ديني هو يا دنياوي' حاكمانه هو يا محكومانه ؛ وه هر زندگي كے لئے ايك اكمل ترين قانون اپنے اندر ركهتا هے - اگر ايسا نه هوتا تو وه دنيا كا آخري اور عالمگير مذهب نه هوسكتا - وه خدا كي آواز' اور اسكي تعليم گاه خدا كا حلقۂ درس هے - جس نے خدا كے دآمنه پر هاتهه ركهديا وه پهر كسي انساني دستـگيري كا محتاج نهيں - يهي وجه هے كه (قرآن) نے هر جگه اپنے تئيں امام مبين' حق اليقين' نورٌ وكتابٌ مبين' تبياناً لكل شيٍ' بصائر للناس' هادي والهادي الى السبيل' جامع اضراب وامثال' بلاغ للناس' حاوي بحر و بر' اور اسي طرح كے ناموں سے ياد كيا هے - اكثر موقعوں پر كها كه وه ايك روشني هے' اور روشني جب نكلتي هے تو هر طرح كي تاريكي دور هوجاتي هے' خواه مذهبي گمراهيوں كي هو خواه سياسي :

قدجاءكـــم من الله	بيشك تمهارے پاس الله كي طرف سے
نور وكتـــاب مبيـــن	روشني اور هر بات كو بيان كرنے والي كتاب
يهـــدي به الله من	آئي هے - الله اسكے ذريعے سلامتي كے راستوں
اتبع رضوانه سبـــل	پر هدايت كرتا هے اسكي' جو اُسكي رضا
السلام' ويخرجهم من	چاهتا هے اور اُسكو هر طرح كي گمراهي
الظلمـــات الى النور	كي تاريكي سے نكالكر هدايت كي روشني
ويهديهـــم الى صراط	ميں لاتا اور صــــراط المستقـــيـــم پر
المستقيم (۵ : ۱۸)	چلاتا هے -

دنيا ميں كونسي كتاب هے جس نے خود اپني زبان سے اپني نسبت ايسے عظيم الشان دعوے كيے هوں ؟ اس آيت ميں صاف صاف بتلاديا هے كه قرآن مجيد روشنى هے' اور روشني هے تو تمام انساني اعمال كي تاريكياں صرف اُسي سے دور هوسكتي هيں - پهر كها كه وه هر بات كو كهلے كهلے طور پر بيان كرديـنے والي هے' اور انساني اعمال كي كوئي شاخ ايسي نهيں' جسكے لئے اسكے اندر كوئي فيصله نهو - اس ٹكڑے كي تائيد دوسري جگه كردي كه :

ولقد جئنـــاهم بكتـــاب	بيشك هم نے انكو كتاب دي ' جسكو
فصلناه علي علـــم' هدي	هم نے علم كے ساتهه مفصل كرديا هے
ورحمة لقـــوم يومنـــون	وه هدايت بخش اور رحمت هے ارباب
(۷ : ۵)	ايمان كيلئے -

اسكے بعد پهلي آيت ميں قرآن كو " سبل السلام " كيلئے هادي بتلايا كه وه تمام سلامتي كي راهوں كي طرف رهنمـــائي كرتي هے' اور اگر آپكے سامنے پوليٹكل اعمال كي بهي كوئي راه هے تو كوئي وجه نهيں كه اسكي سلامتي آپكو قرآن سے نه ملے - پهر كها كه وه انسان كو تمام گمراهيوں كي تاريكي سے نكالكر هدايت كي روشني ميں لاتي هے' اور هم ديكهه رهے هيں كه هماري پوليٹكل گمراهياں صرف اسلئے هيں كه هم نے قرآن كے دستِ رهنما كو ابتك اپنا هاتهه سپرد نهيں كيا ' ورنه تاريكي كي جگه آج همارے چاروں طرف روشني هوتي - آخر ميـں كهديا كه وه " صراط المستقيم " پر ليجـــانے والي هے اور " صراط المستقيم " كي اصطلاح قرآن كي زبان ميں ايسي جامع و مانع هے' كه ساري دنيا اسي كے اندر سمجهئے -

افسوس هے كه يه طول بياني كا موقعه نهيں ورنه اس بحث نے سينكڑوں آيتيں دماغ كے سامنے كردي هيں' ايك جگه فرمايا :

انزلنـــا عليك الكتـــاب	(اے پيغمبر) هم نے تجهپر كتـــاب
تبياناً لكل شي وهدى	اتاري جو هر چيز كو كهول كهول كر بيـــان
ورحمـــة لقـــوم يومنون	كرديـنے والي هے اور نيز هدايت بخش
(۱۶ : ۱۹)	اور رحمت هے صاحبان ايمان كيلئے

(سورۂ يوسف) كے آخري ركوع ميں فرمايا :

وما كان حديثـــاً يفتري به	قران كوئي بنائي هوي بات نهيں هے

٨ ستمبر ١٩١٢

— * —

الہــلال کے مقاصد اور
پولیٹــکل تعلیم
کي نسبت ایک خط ' اور اسـکا جواب

— * —

اس هفتے همارا ارادہ تها کہ اس موضوع پر کچهہ لکهیں گے ' لیکن ایک بزرگ دوست کي تحریر نے اور زیادہ ضرورت پیدا کردي - وہ لکهـتے هیں :

" .... اِن سات نمبـــروں کو بغیر ایک حرف چهوڑے هوے پڑهہ لینے کے بعد بهي صاف صاف معلوم نہیں هوتا کہ آپ قوم کو کس قسم کي پولیٹــکل تعلیم دینا چاهتے هیں ؟ ایک بہت بڑا بنیادي اصول جو آپکا معلوم هوتا هے - اور اُسي نے آپکي بے انتها عزت میرے دل میں پیدا کردي هے - یہ هے کہ آپ مسـلمانوں کے تمام امراض کا علاج مذهب اور قرآن کو سمجهـتے هیں ' اور چاهتے هیں کہ ان میں اســلام کي اصلي نہ کہ رسـمي روح پیدا کي جاے - اِس اصول کو اور بهي بہت سے لوگ جانتے اور کہـتے هیں مگر سچ یہ هے کہ آپسے بڑهکر اسکو کوئي عمل میں نہیں لا سـکتا - ابهي صرف چند تحریریں هي آپکي نکلي هیں لیکن انهیں سے ثابت هوتا هے کہ آپکي نظر قران مجید اور اسکے حقائق و معارف پر کیسي وسـیع اور گہري هے ؟ لیکن معاف کیجیے گا ' آپ اپنے مـذهبي رنگ میں پالیٹکس کو بهي خلط ملط کر دیتے هیں اور اسطرح ملادیتے هیں کہ پہچان مشـکل هو جاتي هے - میں سـمجهتا هوں کہ میري طرح الہــلال کے صدها ناظرین کو بهي یہ خلجان پریشان کرتا هوگا - پس آپکو چاهئے کہ سب سے پہلے آپ اپني پالیسي کي تشـریح کردیں اور کم از کم پولیٹکل تعلیم کو مـذهبي تعلیم سے الگ کرکے صاف صاف بتلادیں کہ آپ قوم کو کس راہ لیجانا چاهتے هیں ؟ ایک راستہ تو وہ هے جسـپر آجتـک چلتے رهے - دوســرا راسـتہ اعتدال پسند هندؤں کا هے جو برٹش شہنشاهي کو قایم رکهـکے اپنے حقوق طلب کرتے هیں - تیسـري جماعت آن هندي انارکسٹوں کي هے جو بم کے گولے اور ریوا لور چلا کر بهارت ماتا کو اجنبیوں سے خالي کرنا چاهتے هیں - براہ کرم آپ بتلادیں کہ آپ کس جماعـت میں هیں اور کس کے ساتهہ همکو کهڑا کرنا چاهتے هیں ؟ ... ... اُس وقت هم یا تو آپ کا سـاتهہ دینگے اور یا مذهبي تعلیم میں تو شریک رهیں گے اور اور صیغوں سے الگ هو جائیں گے ... ... میرا مقصد یہ هے کہ آپ نہیں معلوم کسقدر دقتیں اُٹها کر ایک ایسا بڑا کام شروع کیا هے آپکي صـداقت اور خلوص نیت میں بهي شـک نہیں اور علم و فضل ' علي الخصوص مذهبي معلومات کا درجہ تو میري تعریف سے بهي بلند هے - یہ چیزیں همیشہ هماري بد قسمت قوم کو میسر نہیں آتیں ' ایســا نہو کہ خدانخواستہ یہ تمام قوتیں ضائع جائیں اور قوم آپکي قابلیتوں سے محروم هو جاے ——————— "

همارا ارادہ تها کہ سب سے پہلے الہـــلال کے مقاصد پر ایک جامع سلسلہ مضمون شروع کرینگے ' اور ایک مرتب صورت میں بتلادیں گے کہ همارے سفر کے حدود و مقاصد کیا کیا هیں ؟ لیکن بعض مسائل درمیان میں ایسے آگئے جنہوں بے اختیار قلم کو حرکت هوي اور تمہید سے پہلے اصل کتاب شـروع کردیني پڑي - لیکن هم اپنے مکرم دوست کے شکر گذار هیں کہ انہوں نے اس ضروري سوال کو چهیڑدیا -

* * *

انہوں نے جن الفـــاظ میں میرے مذهبي افکار و تحریرات کي تعریف کي هے یہ انکا بزرگانہ حسن ظن هے ' لیکن بلا شائبۂ انکسار عرض کرتا هوں کہ اسکي اهلیت کسي طرح اپنے اندر نہیں پاتا - ممکن هے کہ مذهبي باتیں تهوڑي بہت مجهے معلوم هوں ' لیکن قران کریم کے معارف تو اتنے ارزاں نہیں ' جسکو میں اپني حرف شناسي دیکر خرید سکوں - میں تو انکے خـط میں اپني نسبت ایسے الفاظ دیکهکر بے اختیار کانپ اُٹها - اگر اسکے حقائق و اسـرار کے فہم کیلئے عربي داني کي ضرورت هوتي ' تو میں عربي کچهہ نہ کچهہ سمجهہ لیتـا هوں - اگر مذهبي معلـومات کي ضرورت هوتي ' تو انکے حاصل کرنے کي کوشش کرتا - اگر کتب تفاسیر کے مطالعے کي ضرورت هوتي تو کتابوں کي میرے پاس کمي نہ تهي - لیکن اسکے لئے یہ تمام باتیں بیکار هیں - یہاں پہلي شرط (اتقا) اور (تزکیۂ قلب) هے ' اور ســاري محرومي اسمیں هے کہ اسي سے محروم هوں - جو دل زاد تقوی سے محروم ' اور هواے نفساني و آلایش دنیا پرستي میں گرفتار هے ' وہ ایک لمحہ کیلئے بهي قران کے حقائق و معارف کا تجلي گاہ نہیں بن سکتا - علم و فضل اسکے لئے بالکل بیکار هے ' اور ذهن و دماغ کو یہاں کوئي نہیں پوچهتا : ذلک فضل الله یوتیه من یشاء -

از منطق و حکمت نکشاید در محبوب
اینها همہ ارایش افسانۂ عشق است

یقین فرمائیے کہ جو کچهہ عرض کررها هوں بالکل سچ هے - قران کے اسـرار و معـــارف میں ایک غیر متقي انسـان کیلئے کوئي حصہ نہیں ' گو وہ علم و فضل کے تمام مدارج طے کرلے - انصاف فرمائیے کہ جب حالت یہ هو تو پهر میري اس مقام میں کیا هستي هے ؟

* * *

انکے خط میں کئي باتیں قابل غور هیں :—

(١) پولیٹکل مباحث مذهبي تعلیم سے الگ هونے چاهئیں -

(٢) هندوستان میں اس وقت جو پولیٹکل گروہ موجود هیں اُنمیں سے الہـــلال کس کا ساتهہ دیتا هے ؟

اور (نوح) نے پتھروں کي بارش میں اسکا وعظ کہا - ابراهیم نے اسي کي نشاني کیلئے قربانگاہ بنائي ' اور (اسماعیل) نے اسکے لئے اینٹیں چنیں - (یوسف) نے مصر کے قید خانے میں جب ایک ساتھي نے پوچھا تو اُسي راہ کي اُس نے رهنمائي کي ' اور (موسی) جب وادي ایمن میں روشني کیلئے بیقرار ہوا تو اسي راہ کي تجلي ایک سبز درخت کے اندر نظر آئي - (گلیل) کا اسرائیلي وعظ جب یروشلم کے قریب ایک پہاڑ پر چڑھا تو اسکي نظر اُسي راہ پر تھي - اور پھر جب خداوند (سعیر) سے چمکا اور (فاران) کي چوٹیوں پر نمودار ہوا تو وهي راہ تھي جسکي طرف اُس نے دنیا کو دعوت دي :

شرع لکم من الدین ماوصی به نوحاً و الذی اوحینا الیك وماوصینا به ابراهیم و موسی و عیسے : ان اقیموا الدین ولاتتفرقوا فیه (۴۲ : ۱۱)

اللہ نے تمہارے لئے دین کا وهي راستہ ٹھرایا هے جسپر چلنے کا اُس نے نوح کو حکم دیا اور اے پیغمبر وهي تمہاري طرف اتارا گیا اور اُسي کا هم نے ابراهیم اور موسی اور عیسی کو حکم دیا کہ اس دین کے راستے کو قائم رکھنا اور اسمیں تفرقہ نہ ڈالنا -

یهي وہ راہ هے ' جسکي نسبت (یوسف صدیق) نے قید خانۂ مصر میں یہ کہکر اپنا وعظ ختم کیا تھا کہ :

ذالك الدین القیم ولکن اکثر الناس لایعلمون (۱۲ : ۴۱) -

یهي سیدها راستہ هے ' مگر بہت هیں جو نہیں جانتے -

اور جسکي نسبت (داعي اسلام) کو حکم ہوا تھا کہ کہدے :

هذه سبیلي ' ادعوا الی اللہ ' علی بصیرۃ انا ومن اتبعني (۱۲ : ۱۰۸)

میرا راستہ یہ هے - تم سب کو اللہ کي طرف بلاتا هوں - میں ' اور جو لوگ میرے پیرو هیں سب عقل و بصیرت کے ساتھہ اسي دین کے راستے پر هیں -

الحمدللہ کہ هم " ومن اتبعني " کے زمرے میں داخل هیں اور اسی لئے جناب کي قرار دی ہوئي ان تینوں انساني راهوں سے کوئي واسطہ نہیں رکھتے ' بلکہ اسی چوتھي راہ الہي کي طرف دعوت دیتے هیں - یہ (قرآن) کي بتلائي ہوئي راہ صراط المستقیم هے ' اور همارا عقیدہ هے کہ جو مسلمان اپنے کسي عمل و اعتقاد کیلئے بهي اس کتاب کے سوا کسي دوسری جماعت یا تعلیم کو اپنا رهنما بنائے ' وہ مسلم نہیں ' بلکہ (شرک في صفات اللہ) کي طرح (شرک في صفات القرآن) کا مجرم ' اور اسلئے (مشرک) هے : والحمد للہ الذي هدانا لهذا ' وما کنا لنهتدي لولا ان هدانا اللہ (۷ : ۴۲)

مسلمانوں کے سامنے خود انکي پولیٹکل راہ موجود هے

اب پوچھتے هیں کہ " آجکل هندؤں کے دو پولیٹکل گروہ موجود هیں ' ان میں سے آپ کن کے ساتھہ هیں ؟ " گذارش هے کہ هم کسي کے ساتھہ نہیں بلکہ صرف خدا کے ساتھہ هیں - اسلام اس سے بہت ارفع و اعلی هے کہ اسکے پیروؤں کو اپني پولیٹکل پالیسي قائم کرنے کیلئے هندؤں کي پیروي کرني پڑے - مسلمانوں کیلئے اس سے بڑھکر کوئي شرم انگیز سوال نہیں ہوسکتا کہ وہ دوسرونکي پولیٹکل تعلیموں کے آگے جھک کر اپنا راستہ پیدا کریں - انکو کسي جماعت میں شامل ہونے کي ضرورت نہیں ' وہ خود دنیا کو اپني جماعت میں شامل کرنے والے اور اپني راہ پر چلانے والے هیں ' اور صدیوں تک چلا چکے هیں - وہ خدا کے سامنے کھڑے ہوجائیں تو ساري دنیا انکے آگے کھڑي ہوجائيگي - انکا خود اپنا راستہ موجود هے - راہ کي تلاش میں کیوں اوروں کے دروازوں پر بھٹکتے پھریں ؟ خدا انکو سر بلند کرتا هے تو وہ کیوں اپنے سروں کو جھکاتے هیں ؟ وہ خدا کي جماعت هیں اور خدا کي غیرت (والغیرۃ من شان حضرۃ الربوبیۃ) اسکو کبھي گوارا نہیں کرسکتي کہ اسکي چوکھٹ پر جھکنے والونکے سر غیروں کے آگے بھي جھکیں : ان اللہ لایغفر ان یشرک به ویغفر مادون ذالك لمن یشاء (۴ : ۲۱۷)

مگر وہ راہ کس طرف لیجانا چاهتي هے ؟

پس (الہلال) کي اور تمام چیزوں کي طرح پالیٹکس میں بهي یهي دعوت هے کہ نہ تو گورنمنٹ پر بیجا اعتماد کیجئے اور نہ هندؤں کے حلقۂ درس میں شریک ہوجئے ' صرف اس راہ پر چلئے جو اسلام کي بتلائي ہوئي صراط المستقیم هے -

(۱) اسلام کا اساس اولین اصولِ توحید هے - وہ سکھلاتا هے کہ صرف خدا کو مانو ! اور صرف خدا کے آگے جھکو ! اُسي سے مدد مانگني چاهئے اور اُسي کي اعانت پر اعتماد کرنا چاهئے (ایاک نعبد و ایاک نستعین) جسطرح خدا کي ذات کو ایک ماننا توحید میں داخل هے ' اسي طرح اسکي صفات میں کسي دوسري هستي کو شریک نہ کرنا جزو توحید هے - پس خدا کے سوا کوئي نہیں جسکا حکم انتہائي حکم ہو ' کوئي نہیں جو عاجزي و تذلل کا مستحق ہو ' کوئي نہیں جسکي جبروت و عظمت کے آگے چون و چرا کي گنجائش نہو ' اور کوئي نہیں جو ڈرنے اور خوف کرنے کے لائق هستي ہو -

(۲) اللہ تعالے نے مسلمانوں کو خیر الامم بنایا اور دنیا میں اپني نیابت اور خلافت بخشي ' پس اپنے درجے کو هر مسلمان محسوس کرے اور افسردگي ' بے همتي ' خوف و مرعوبیت کي جگہ اپنے اندر بلندي ' خود داري ' طاقت و استحکام پیدا کرے -

(۳) خدا تعالے نے مسلمانوں کو ایک عادلانہ قوت قرار دیا اور فرمایا کہ (جعلناکم امۃ وسطا) کہ انکا هر کام عدل و اعتدال پر مبني ہوگا ' پس مسلمانوں کو هر موقعہ پر میانہ روي اور اعتدال کو ملحوظ رکھنا چاهئے -

(۴) مسلمان دنیا میں صلح و امن کا پیام هیں ' انہوں نے تلوار بهي اٹھائي هے تو صلح کي حمایت میں - پس فتنۂ و فساد اگر اوروں کیلئے معیوب و جرم هے ' تو انکے لئے تو معصیت اور فسق هے - دنیا میں جن قوموں نے فتنۂ و فساد کو اختیار کیا وہ قہر الہي سے مغضوب و مردود ہوگئے -

ولکن تصدیق الذي بین
یدیه و تفصیل کل شـي
وهدی ورحمة لقوم یومنون
(١٢ : ١١١)

بلکہ جو صداقتیں اس سے پہلے کي موجود
هیں انکي تصدیق کرتا ہے اور اسمیں ارباب
ایمان کیلئے هر چیز کا تفصیلي بیان اور
هدایت اور رحمت ہے

ایک اور جگہ ارشاد هوا :

ولقد ضربنا للنـاس في
هذا القرآن من کل مثل
لعلهم یتذکرون (٣٩ : ٢٩)

هم نے انسان کے سمجھانے کیلئے اس قران
میں سب طرح کي مثالیں بیان کردیں
تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں -

ان آیات میں قرآن کا دعوا بالکل صاف ہے - وہ هر طرح کي تعلیمات کیلئے اپنے تئیں ایک کامل معلم ظاهر کرتا ہے - پھر اسکي تعلیم صاف اور غیر پیچیدہ ہے' بشرطیکہ اسپر تدبر اور تفکر کیا جاے :

الحمد للـه الذي انزل
علی عبده الکتـاب ولم
یجعل له عوجا (١٨ : ١)

تمام تعریفیں اُس خدا کے لئے هین جسنے
اپنے بندے پر قران اتارا اور اسمیں کسي
طرح کي پیچیدگي نہ رکھي -

بس یہ کیونکر ممکن ہے کہ اسکے پیرو اپني زندگي کے ایک ضروري شعبے یعنے سیاسي اعمال کیلئے دوسرون کے دروازوں کے سائل بنیں ' حالانکہ خود قرآن انکے پاس ایک حکَم اور ایک امام مبین ہے -

و کل شـي احصیناه
فـي امام مبیـن
(٣٦ : ١١)

اور هرشے کو هم نے اس کتاب واضح (قران)
میں جمع کردیا ہے

دوسري جگہ اسکو تمام امور کیلئے قول فیصل بیان کیا :

انه لقـول فصل
وما هو بالهـزل
(٨٦ : ١٣)

بیشک یـہ قرآن ایک قول فیصل ہے تمام
اختلافات و اعمال کے لئے - وہ کوئي بے معني اور
فضول بات نہیں -

مسلمانوں کي ساري مصیبتیں صرف اس غفلت کا نتیجہ هیں کہ انہوں نے اس الٰہي تعلیم گاہ کو چھوڑدیا ' اور سمجھنے لگے کہ صرف روزہ و نماز کے مسائل کیلئے اسکي طرف نظر اٹھانے کي ضرورت ہے ورنہ اپنے تعلیمي تمدني اور سیاسي اعمال سے اسے کیا سروکار ؟ لیکن وہ جسقدر قرآن سے دور هوے گئے اتنا هی تمام دنیا ان سے دور هوتي گئي اور جس راہ میں قدم اٹھایا گمراهي کي ظلمت سے دو چار هوے - اس وقت کي پیشین گوئي پہلے هی قرآن نے کردي تھي :

وقال الـرسول یارب ان
قومي اتخـذوا هـذا
القرآن مهجورا (٢٥ : ٣٢)

قیامت کے دن رسول الله عرض کرینگے
کہ خدایا میري امت نے اس قران کو
هذیان سمجھا (اور اسپر عمل نہیں کیا)

هم نہیں سمجھتے کہ نزول قرآن کے وقت مشرکین مکہ اس سے اعراض و اغماض کرتے تھے تو انمیں اس سے زیادہ کیا تمرد اور سرکشي تھي' جتني آج صدیوں سے تمام مسلمانان عالم' اور انکا هر طبقہ ' خواہ وہ مدعیان ریاست دیني کا هو' یا مسند نشینان تخت دنیوي کا' یہ استغنا کررھا ہے ؟ وہ اگر قرآن کي تلاوت کے وقت کانوں میں انگلیاں ڈال لیتے تھے یا کعبے کے اندر شور مچاتے اور تالیاں پیٹتے تھے کہ اسکي اواز کسي کے سننے میں نہ آئے' تو آج خود مسلمان کانوں کي جگہ دلوں کو بند کئے هوے هیں' اور شور مچانے کي جگہ گو خاموش هیں

مگر انکے نفس نے انساني هنگاموں کا ایسا غل مچا دیا ہے' کہ خدا کي آواز کسي کے کان میں نہیں پڑتي :

واذا قرات القـران جعلنـا
بینـک وبیـن الـذین
لا یومنون بالاخـرة حجـاباً
مستورا وجعلنـا علـی
قلـو بهم اکنة ان یفقهـو
وفي آذانهـم وقـرا' واذا
ذکرت ربک في القـرآن
وحده ولوا علی ادبارهم نفورا
(١٧ : ٨٤)

اے پیغمبـر ! جس وقت تـم
قرآن پڑھتےهو' هم تم میں اور ان
لوگوں میں جنھیں آخرت کا یقین
نہیں ایک چھپادینے والا پردا
ڈال دیتے هیں - نیز انکے دلوں پر
غلاف ڈالدیتے هیں تا کہ قرآن
سمجھہ نہ سکیں ' اور انکے کانوں
میں گراني پیدا کردیتے هیں
تا کہ سن نہ سکیں -

پس اگر آپکو یہ خلجان پریشان کئے هوے ہے تو افسوس ہے کہ هم اسے دور نہیں کرسکتے - اگر هم کو اپنے مقاصد کے بالتفصیل بیان کرنے کي مہلت نہیں ملي تو مضائقہ نہیں' وہ نہایت مختصر لفظوں میں بھي آج سنائے جا سکتےهیں - هم باختصار عرض کردیتے هیں کہ الهلال کا مقصد اصلي اسکے سوا اور کچھہ نہیں ہے کہ وہ مسلمانوں کو انکے تمام اعمال و معتقدات میں صرف کتاب الله اور سنت رسول الله پر عمل کرنے کي دعوت دیتا ہے اور خواہ تعلیمي مسائل هوں' خواہ تمدني - سیاسي هوں' خواہ اور کچھہ - وہ هرجگہ مسلمانوں کو صرف مسلمان دیکھنا چاهتا ہے - اسکي صدا صرف یہي ہے کہ تعالوا ! الی کلمة سواء بیننا وبینکم (٣ : ٥٧) اُس کتاب الله کي طرف آو' جو هم اور تم' دونوں میں مشترک ہے' اور جس سے کسي کو اعتقاداً انکار نہیں' مگر عملاً یہ حال ہے کہ :

الذیـن قالـوا امنـا
بافـواههـم ولم تومـن
قلـوبهـم (٥ : ٤٥)

انھـوں نے زبانسے تو کہـدیا کـہ هم
ایمـان لاے هیـں' لیکـن انکے
دلوں میں ایمـان نہیں -

خدا تم کو اپنے کلام کے ذریعے سربلند کرنا ہے ؛ تم کیوں انسے گردن موڑ کر انسانوں کے آگے سر جھکاتے هو؟ اسکے سوا (الهلال) کي کوئي تعلیم اور کوئي مقصد نہیں : ومن احسن قولا ممن دعا الی الله وعمل صالحاً ' وقال انني من المسلمین (٣٤ : ٤١) [اور اس سے بہتر کس کي بات هوسکتي ہے جو خدا کي طرف دعوت دے اور عمل اچھے کرے اور کہے کہ میں مسلمان هوں]

(٢)

آپکا دوسرا سوال یہ ہے کہ هندوستان میں پولیٹکل خیالات کے تین راستے موجود هیں' (الهلال) کس راہ پر قوم کو چلانا چاهتا ہے؟ پھر آپنے انکو گنوا بھي دیا ہے - لیکن افسوس ہے کہ آپ ایک چوتھي راہ کو بالکل بھول گئے - یہ تین راستے تو آج آپکے سامنے نمودار هوے هیں' مگر وہ چوتھي راہ تو وہ قدیمي راہ ہے ' جسپر چلکر هزاروں هستیاں منزل مقصود تک پہنچ چکي هیں - آسمان و زمین کے فاطر نے جس وقت انسانوں کو آنکھیں دیکھنے کیلئے عطا فرمائیں اسي وقت اسکے سامنے یہ راہ بھي کھولدي تھي - (آدم) نے اسپر قدم رکھا'

اور نہ کسي انساني گروہ کا اتباع و تقلید ہے ' بلکہ اس رب العالمین ' نے - جس نے کتاب وحکمت اور عدل و میزان کے ساتھہ اپنے رسولوں کو دنیا میں بھیجا - یہ راہ ہمارے سامنے کھولدي ہے - وہ اگر توفیق بخشے تو اسکي دي هوئي زندگي کو اسي دعوت حق میں ختم کردینا چاهتے هیں - نہ کسي سے جنگ ہے ' نہ کسي سے مناقشہ - نہ صلہ کي توقع ' اور نہ داد کي امید - اس راہ کے (داعي کریم) کو جو حکم دیا گیا تھا وہ ہمارے سامنے موجود ہے :

فادع ' واستقم کما امرت ولاتتبع اھواءھم ' قل امنت بما انزل اللہ من کتاب ' وامرت لاعدل بینکم ' اللہ ربنا وربکم ' لنا اعمالنا ولکم اعمالکم ' لا حجۃ بیننا وبینکم ' اللہ یجمع بیننا والیہ المصیر (۴۲ : ۱۴)

(اے پیغمبر) تو انکو دعوت دے ' اور جو حکم دیا گیا ہے اسپر قائم ہو جا ' انکي خواهشوں پر نہ چل ' اور انکو کہدے کہ تمام اتري هوئي کتابوں پر میرا ایمان ہے اور مجھکو حکم ملا ہے کہ عدل کروں ' وهي اللہ ہمارا اور تمھارا ' دونونکا پروردگار ہے ہمارا عمل ہمارے لئے اور تمھارا عمل تمھارے لئے جھگڑنے کي کوئي بات نہیں ' اللہ ہم سب کو ایک جا جمع کریگا اور سب کو اسي کے طرف جانا ہے -

اگر (مسلم لیگ) مسلمانوںکي پولیٹکل راھنمائي کرنا چاھتي ہے تو اسکو یہي راہ اختیار کرني چاھئے ' : واللہ یھدي من یشاء الی صراط المستقیم -

---

مسلم یونیورسٹي کمیٹي

— * —

ایڈیٹر کامریڈ کي چٹھي

بخدمت جناب ادیٹر صاحب الہلال -

جناب من — جناب والا مجوزہ مسلم یونیورسٹي کے متعلق پیشتر هي بہت کچھہ لکھہ چکے هیں اور گذشتہ نمبر یعني ۲۵ - اگست کے پرچے میں بھي اِس اھم مضمون پر آنجناب نے خامہ فرسائي فرمائي ہے - نہ صرف بہ حیثیت ایک اڈیٹر کے بلکہ بہ حیثیت ایک فرد قوم ہونے کے بھي جناب والا کو پورا حق حاصل ہے کہ اپنے خیالات کا آزادانہ اظہار فرماتے رہیں اور یہ حق آپ جیسے اھل الراے کیلئے فرض کے درجے تک پہنچ جاتا ہے - اس کے تسلیم کرنے کے بعد اتنا عرض کرنیکي جرات کرتا هوں کہ اس مسئلہ کے متعلق مجھے آنجناب کي بعض رایوں سے اختلاف ہے اور گو اس موقعہ پر اس اختلاف کي تشریح کو میں چنداں ضروري نہیں سمجھتا البتہ آنجناب کے ایک خاص اظہار راے کے متعلق جسکا اثر منجملہ چند دیگر افراد قوم کے مجھپر بھي پڑتا ہے مجھے یہ چند سطور لکھنا پڑیں - اور امید ہے کہ الہلال کے ایک گوشے میں ان کو بھي فخر طبع نصیب ہوگا -

۲۵ - اگست کے پرچے میں " نشۂ شام کي نصف شب " کے عنوان سے ایک لیڈنگ آرٹیکل شایع ہوا ہے جسمیں جناب نے ۱۳ - جولائي سنہ ۱۹۱۱ کو مسلمانان ھند کے لئے آتني هي قابل یادگار تاریخ ثابت کرنیکي کوشش کي ہے جتني فرانس کے لئے ۱۸ جولائي سنہ ۱۷۸۹ اور انگلستان کے لئے ۲ جون سنہ ۱۹۴۹ قابل یادگار تاریخیں تھیں - افسوس ہے کہ مجھے یاد نہیں کہ ۱۳ - جولائي سنہ ۱۹۱۱ کو کیا اھم واقعہ مسلمانان ھند کو پیش آیا کہ اس تاریخ کو " نغمۂ شادي " نہیں تو " نوحۂ غم " هي سے تعبیر دیکر ھمیں یاد رکھنا چاھئے - پھر آنجناب فرماتے هیں کہ " ۱۲ تسمبر کو ابھي زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ ۳۱ - جولائي سنہ ۱۹۱۱ کي نمودار هوئي " چونکہ ۱۲ - تسمبر کي خصوصیت اوپر کے فقرے میں یہ بیان فرمائي گئي ہے کہ تقسیم بنگال کي تنسیخ کا اسي دن حکم سنایا گیا اسلئے ضرور ہے کہ مراد ۱۲ - تسمبر سنہ ۱۹۱۱ سے هو - اگر ۱۳ - جولائي اس فقرے کے عنوان میں سھو کاتب یا اس ' دور آھني ' میں سھو کمپوزیٹري سے ۳۱ جولائي کي جگہ چھپ گیا ہے ' تب بھي سمجھہ میں نہیں آتا کہ سنہ ۱۹۱۱ میں ۳۱ جولائي کي تاریخ ۱۲ تسمبر کے کچھہ دن بعد کیونکر نمودار هوئي و اللہ اعلم بالصواب -

بہرحال تاریخ ۱۳ هو یا ۳۱ - جولائي کسي سال میں تسمبر کے پیشتر آے یا بعد ' جس تاریخ کو آنجناب انقلاب فرانس وانگلستان کي تاریخوں کیطرح قابل یادگار تصور فرماتے هیں اسکے متعلق آنجناب نے جو کچھہ تشریح کي ہے وہ اسقدر ہے کہ اسدن مسٹر (اب سر ھار کورٹ) بٹلر نے ایک تحریر مسلم یونیورسٹي کانسٹي ٹیوشن کمیٹي کے صدر کے نام ارسال فرمائي تھي - چونکہ اس تحریر کے متعلق آنجناب کو پے درپے غلط فہمیاں واقع هوئي هیں اور انہیں پر جناب کي رواني عبارت کا دار و مدار ہے اسلئے مناسب ہے کہ اس تحریر کے بارے میں آنجناب نے جو کچھہ ازقلم فرمایا ہے وہ ناظرین کے پیش نظر رہے - آن جناب تحریر فرماتے هیں کہ :

" یہي وہ یادگار تاریخ ہے جس نے گویا ھمارے موجودہ دور زندگي کي سبسے بڑي جد وجہد اور ھمارے وقت اور مال کي سب سے زیادہ قیمتي چیز کا فیصلہ کردیا تھا - مگر حکمراں کمیٹي نے تمام قوم کو اس سے بے خبر رکھا اور برابر یہي چیختي رهي کہ روپیہ لاؤ روپیہ لاؤ ' کیونکہ اسکے سوا اور کوئي رکاوٹ درپیش نہیں واللہ یعلم انھم لکاذبون - انمیں کا ھر فرد ھر واقف کار شخص کي طرح خوب جانتا تھا کہ ایسي یونیورسٹي جو گورنمنٹ کے آھني پنجے میں دبي هوئي نہ ھو نہ ملي ہے نہ مل سکیگي - اور پھر قراین اور حالات سے بڑھکر خود صاف صاف لفظوں میں مسٹر بٹلر نے کہدیا تھا کہ شرط آخري یہ ہے کہ جز وکل ھمارے ھاتھہ میں محفوظ رھیگا ' لیکن باوجود اس کے پرنس کمیونک (کمیونکے) کي اشاعت تک انمیں کا ھر شخص دانستہ دس کروڑ مسلمانان کو دھوکا دیتا رھا اور صرف اسلئے کہ افشاے راز کے بعد چاندي سونے کي لگاتار بارش جو ھو رھي ہے بند ھو جائیگي - کسي کا لب نہ کھلا کہ سماے شملہ کا شدید القوي جو وحي آسپر نازل کر رھا ہے اسکو اپني مظلوم امت تک بھي پہنچادے - صرف ایک نواب وقار الملک کا سچا اور مومن قلب تھا جو ان فریب کاریوں کا متحمل نہ ھوسکا اور علي گڈہ کے علائق کي ظلمت اسکے نور ایمان پر غالب نہ آسکي " -

(۵) قرآن انکو سکھلاتا ھے کہ

تعاونوا على البر — ایک دوسرے کي مدد کرو نیکي
والتقوى ولا تعاونوا — اور پرھیزگاري کے کاموں کیلئے ' گناہ
على الاثم والعدوان — و فساد کیلئے نہیں -

وہ دنیا میں خدا کے پاس اس امر کے ذمہ دار ھیں کہ نیکي کي حفاظت کریں اور فساد کو روکیں ' پس ھر اچھي بات کرنے والونکے وہ مددکار ھوں خواہ وہ گورنمنٹ ھو یا کوئي اور قوم -

(۶) قرآن انتظام عالم کیلئے ضروري سمجھتا ھے کہ شخصي استیلاء و اقتدار کي مخالفت کرے ' اسکي تعلیم یہ ھے کہ خدا کے سوا کوئي نہیں جو انسانوں کو محض اپني رائے اور خواہش کے بنائے ھوے احکام کي تعمیل پر مجبور کرنے کا حق رکھتا ھو :

ما کان لبشر ان یوتیہ — یہ حق کسي بشر کو نہیں پہنچتا
اللہ الکتاب والحکم — کہ اللہ تعالی اسے کتاب اور عدل
والنبوة ثم یقول — اور حکم اور نبوت عطا کرے اور وہ
للناس کونوا عباداً لي — لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر
من دون اللہ (۳ : ۷۳) — میري بندگي کرو

جس چیز کا اختیار انبیاء کرام کو نہیں ' اسکا حق کسي دنیوي طاقت و حکومت کو بھي نہیں ملسکتا - البتہ وہ ملت اور جماعت کے اندر اپني عقل کو مخفي بتلاتا ھے اور کہتا ھے کہ (ید اللہ على الجماعة) اللہ کا ھاتھہ جماعت پر ھے ' پس اسکے نزدیک وھي حکومت جائز ھوسکتي ھے جو شخصي نہو بلکہ کسي ملت اور قوم کے ھاتھہ میں ھو - اسي بنا پر اسنے مشورے کا حکم دیا :

وامرھم شورى بینھم — اور انکو حکم دیا کہ آپس میں
(۴۲ : ۳۶) — مشورہ کرکے تمام کام انجام دیں
و شاورھم في الامر — اے پیغمبر تمام امور و معاملات کو
(۳۳ : ۲۹) — مشورے کے ساتھہ انجام دیا کرو -

پس مسلمانوں کا فرض ھونا چاھئے کہ وہ جائز ازادي کے حصول کیلئے کوشش کریں اور پارلیمنٹري حکومت انہیں جب تک نہ ملجاے اپنے اصول مذھبي کي خاطر چین نہ لیں -

یہ اصول ھیں جنسے ھم اپني پولیٹکل پالیسي طیار کرسکتے ھیں اور جسکے لئے ھمیں نہ تو ماڈریٹ ھندؤں کي کاسہ لیسي کي ضرورت ھے نہ اکسٹریمسٹ کي - اگر ھم ایسا کریں تو ایک اعتدال پسند ' مگر بے خوف جماعت ھونگے ' اور ھم سے کسي فریق کو ضرر اور نقصان کا خوف نہوگا - ھم بالکل اپنے مذھبي اصول کے مطابق ملک کي ملکي ترقي اور آزادي کے لئے سعي کرینگے لیکن ھماري سعي فتنہ و فساد اور شورش و بغاوت سے بالکل پاک ھوگي - قرآن نے ھمکو سکھلا یا ھے کہ : لا تفسدوا في الارض بعد اصلاحھا [امن کے بعد زمین پر فساد نہ پھیلاؤ] برٹش گورنمنٹ نے یقیناً ھمکو امن دیا ھے اور اس امن میں ھم آزادي کے ساتھہ اپنے مذھبي فرائض انجام دیتے ھیں ' پس اب باغیانہ شر و فساد اور مغویانہ قانون شکني اصلاح کے بعد زمین کو آلودۂ فساد کرنا ھوگا ' اور یہ یقیناً خدا کا جرم اور عصیان ھے - قرآن کي یہ تعلیم ھے کہ تعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان پس جو لوگ ملک میں فساد پھیلاتے ھوں ' خواہ وہ ھندو انارکسٹ ھوں یا جرائم پیشہ جماعتیں ' ھمارا فرض ھونا چاھئے کہ انسے دوري ڈھونڈھیں اور بن پڑے تو انکے دفعیے کیلئے کوشش کریں -

گورنمنٹ کو ھم سے مطمئن رھنا چاھئے

گورنمنٹ کو بھي یاد رکھنا چاھئے کہ اگر ھم مسلمان سچے مسلمان ھوجائیں تو جسقدر اپنے نفس کیلئے مفید ھوں ' اتنا ھي گورنمنٹ کیلئے ' نیز اسي قدر اپنے ھمسایوں کیلئے - اسکو بھولنا نہیں چاھئے کہ اگر ھم سچے مسلمان ھوں تو ھمارے ھاتھہ میں قرآن ھوگا ' اور جو ھاتھہ قرآن سے رکا ھوا ھو وہ بم کا گولا یا ریوالور نہیں پکڑ سکتا - البتہ یہ بھي سمجھہ لینا چاھئے کہ اسلام نے ھم کو آزادي بخشنے اور آزادي کے حاصل کرنے دونوں کي تعلیم دي ھے - ھم جب حاکم تھے تو ھم نے آزادي دي تھي ' اور اب ھم محکوم ھیں تو وھي چیز طلب کرتے ھیں - ھم خدا کي مرضي اسي میں یقین کرتے ھیں کہ قوموں اور ملکوں کو اپنے اوپر آپ حکومت کرنے کیلئے آزاد چھوڑ دیا جاے ' اور یورپ خود اسي اصول پر کار بند ھوکر آزاد ھوچکا ھے - ھم انگلستان سے آج اسي شے کے طالب ھیں ' جس شے کیلئے وہ خود کل تک بیقرار تھا -

بیشک اگر اسلام کي بتلائي ھوئي پالیٹکس کي راہ ھمارے سامنے ھوگي تو ھم ایک طاقتور گروہ ھونگے ' بیخوف ھونگے ' اظہار حق میں بے باک ھونگے ' کیونکہ ھم خدا کے سوا کسي سے نہیں ڈرتے ' لیکن اسلام ھي کے بتلاے ھوے اصولوں کي وجہ سے قانون اور حکومت بھي ھماري طرف سے بے خطر ھوگي - چونکہ ھماري راہ صاف اور غیر مشتبہ ھوگي اسلئے ھماري نیت اور ھماري زبان بھي ایک ھوگي - ھم جوش میں بھي آئیں گے ' لیکن ھمارا جوش اور ایجي ٹیشن قانون اور امن کے حدود کے اندر ھوگا ' کیونکہ خدا نے کہا ھے کہ فساد مت کرو - اینک مسلمانوں کے جو پیشوا قوم کو چپ اور غافل رکھنے کي سعي کرتے رھے ' وہ اندر ھي اندر پھوڑے کو پکانا اور راکھہ کے اندر چنگاریوں کو دبانا چاھتے تھے ' لیکن اگر ھم اس راہ پر آئے تو ھمارے زخم دل پر نہیں ' بلکہ کھلے ھوے چہرے پر ھونگے ھماري خواھشوں اور شکایتوں کے پھوڑے اندر پک کر امن کے جسم کو نقصان نہیں پہنچائیں گے ' بلکہ ٹوٹ کر بہہ جائیں گے - ھم شور ضرور مچائیں گے ' مگر پھر دل میں کچھہ باقي نہ رھے گا - فریاد ضرور کرینگے مگر اندر شکایتوں کي آگ کو نہیں پالیں گے - پس گورنمنٹ کي بھي مصلحت یہي ھے کہ ھم کو مسلمان بننے کیلئے چھوڑ دے ' کیونکہ مسلمان ھونے کے بعد ھم اپنے نفس کیلئے اور نیز تمام عالم کیلئے یکساں طور پر مفید ھستي ھوسکتے ھیں -

* * *

یہ الهلال کي پالیسي ھے ' اور یہي دعوت ھے جسکي طرف ھم مسلمانوں کو بلانا چاھتے ھیں - یہ کسي انساني دماغ کي اختراع نہیں '

سنه ١٩١٢ کو سزا دلوانا چاهتے هیں که هم سال بهر تک دهوکا دیتے رهے اور لطف یه هے که چونکه آپ با خدا هیں اسلئے خدا سے بهي گواهي دلواتے هیں که هم لوگ دروغ گو هیں -

امر آخر کے متعلق عرض هے که جو کچهه آنجناب نے نواب وقار الملک بهادر کي ستایش فرمائي هے نواب موصوف اس کے اور اُس سے زاید کے مستحق هیں لیکن علي گڈه کے " علایق " انکا دامن اسطرح پکڑے هوے هیں که ان جیسے " سچے اور مومن قلب والے " کا " نور ایمان " بهي " علي گڈه کے علایق کي ظلمت ' پر غالب نه آسکا " اور کمیٹي کے هر کاذب اور دهوکے باز ممبر کي طرح نواب صاحب قبله بهي ان فریب کاریوں کے نه صرف متحمل هي هوسکے بلکه بقول آپ کے سب سے زیاده رهي " چیختے رهے که روپیه لاو روپیه لاو کیونکه اس کے سوا اور کوئي رکاوٹ در پیش نهیں " -

جب مسٹر بٹلر کي یه تحریر انسٹي ٹیوٹ گزٹ میں شایع هوئي تو اُسي کي پیشاني پر نواب صاحب قبله کي بهي ایک تحریر شایع هوئي جسمیں درج تها که - " نهایت خوشي اور شکریے اور مبارک بادي کے ساتهه ذیل میں آنریبل مسٹر بٹلر بالقابه کا هدایت نامه (جو جناب ممدوح نے آنریبل سر راجه محمد علي محمد خان صاحب بهادر کے - سي - آئي - اے - اوف محمود آباد پریسیڈنٹ مسلم یونیورسیٹي کانسٹي ٹیوشن کمیٹي کے نام ٣١ جولائي سنه ١٩١١ ع کو شملے سے تحریر فرمایا هے) درج کیا جاتا هے اس کو پڑهکر یقین هے که مسلمانوں کا هر فرد قوم گورنمنٹ کا بدل شکر گذار هوگا اور جن صاحبوں کو اس بات کا انتظار تها که گورنمنٹ اوف انڈیا ایک جداگانه قومي یونیورسیٹي کے قایم کرنے پر رضامند هوگي یا نهیں ' وه اب پورے اطمینان کے ساتهه همه تن اس بات کے لئے کوشاں هونگے که جس قدر جلد ممکن هو اس کام کے لئے روپیه فراهم کریں .... باقي تفصیلات هیں جو بعد کو طے هوتي رهینگي معاملے کا تمامتر نچوڑ اور دار و مدار (جیسا که آنریبل مسٹر بٹلر کے مراسلے میں صاف طور پر تحریر هے اور جیسا که اس سے پیشتر بار بار ظاهر کیا جا چکا هے) محض کافي روپے کے وصول هونے پر هے "

آنجناب نے صرف سر هار کورٹ بٹلر کي ٩ - اگست سنه ١٩١٢ کي تحریر کا ترجمه علي گڈه انسٹي ٹیوٹ گزٹ میں پڑها اور اسمیں جو فقره ٣١ - جولائي سنه ١٩١١ کے مراسلے سے ماخوذ تها اسکي غلط تاویل فرما کر بلا غور و فکر اور بے تامل پچاس ساتهه مسلمانوں کو کاذب اور فریبي ٹهیرا دیا اور (آگے آیت) کلام الهي سے اپنے فتوی کي تصدیق بهي حسب معمول فرمادي شاید ظن مومن کي یهي تعریف هو! مگر یه مسایل مذهبي هیں اور میں محض سگ دنیا - البته اتنا ضرور عرض کرونگا که یه طریقه اخبار نویسي خواه لکهنے والے کے لئے کتنا هي دل خوش کن اور عوام کے لئے کیسا هي دلچسپ کیوں نه هو جنپر سب و شتم کي بوچهار پڑتي هے اُن کے لئے ضرور بهت کچهه دل شکن هے - چونکه اس بار کي بوچهار میں میں بهي خشک دامن نه رہ سکا اسلئے محض اپني ذاتي بچاؤ کي غرض سے نه که قومي مفاد کے خیال سے ان سطور کے لکهنے کي ضرورت پیش آئي -

یهاں تک تو صرف اُن واقعات سے استدلال کیا گیا هے جنکا علم هر پڑهے لکهے مسلمان کے لئے ممکن الحصول تها اور جنسے بهت سے پڑهے لکهے مسلمان واقف تهے اب اتنا اور عرض کرنا هے که کانسٹي ٹیوشن کمیٹي کے صدر کے پاس اونهیں مسٹر بٹلر کي ایک اور تحریر بهي اُسي ٣١ جولائي سنه ١٩١١ کي لکهي هوئي بصیغهٔ راز آئي تهي اور اسي وجه سے وه آجتک عام طور پر شایع نهیں هوئي اور اسکا علم عام طور پر مسلمانوں کو نهیں - کانسٹي ٹیوشن کمیٹي کے ممبر هونیکي حیثیت سے اس تحریر اور ملفوفه نوٹ کي نقل میرے پاس بهي آئي تهي اور وه دونوں اسوقت میرے پیش نظر هیں - نوٹ میں اس کانفرنس کي مختصر روئیداد درج تهي جو مئي سنه ١٩١١ میں گورنمنٹ هند کے ممبروں اور کمیٹي کے ایک ڈیپوٹیشن کے درمیان هوئي تهي ' - اور اصل مراسلے میں اُن دو امور کا ذکر تها جنمیں گورنمنٹ هند نے کانفرنس کے بعد تغیر و تبدل کرنا چاها تها - الحاق کا مسئله اِن دو امور میں شامل نه تها اور کانفرنس کي روئیداد کے نوٹ میں اسکے متعلق صاف درج تها که بیروني درسگاهوں کا الحاق هوگا مگر الحاق کے وقت چانسلر کي منظوري لیني لازمي هوگي -

اب اس کے بعد بهي آنجناب کے نزدیک هم هي گالیوں کے مستحق هیں تو شوق سے گالیاں دیجئے :

بدم گفتي و خرسندم عفاک الله نکو گفتي
جواب تلخ مي زیبد لب لعل شکر خارا

لیجئے میں تو " سماے شمله " کے " شدید القوی " کي " وحي " کو اپني " مظلوم امت " تک پهنچاچکا - اب آپکي باري هے که اپني مجهول امت کے لئے اُسکي تفسیر فرمائیں تاکه اسکے بخوبي ذهن نشین هوجاے که اگر گورنمنٹ نے ٣١ جولائي سنه ١٩١١ کو یونیورسٹي کے قایم هونے کو اصولاً علانیه منظور فرمایا اور بصیغهٔ راز الحاق کو قایم رکهنے کي بهي اطلاع دے دي تو در اصل یهي مطلب تها که اُس نے " همارے موجوده دور زندگي کي سب سے بڑي جد و جهد اور همارے وقت و مال کي سب سے زیاده قیمتي چیز کا فیصله کردیا " - اور همارے لئے ٣١ جولائي سنه ١٩١١ کي تاریخ کو (یا ١٣ جولائي کو) جو ١٢ دسمبر سنه ١٩١١ کے کچهه هي دنوں بعد نمودار هوئي تهي ایسا هي قابل یادگار بنادیا جیسا که فرانس کے انقلاب یا انگلستان کي بغاوت عظیم کي تاریخیں هیں -

کچهه هي سهي مگر آنجناب نے مضمون کا عنوان اچها سوچا تها - " نشهٔ شام کي نصف شب " کي سرخي شان نزول کے لئے نهایت موزوں هوتي مگر ذرا قبل از وقت ثابت هوئي معلوم هوتا هے که رمضاني نے اصل وقت سے کچهه گهنٹے قبل هي یه کهکر چونکا دیا که :

زلفش به کمر رسیده باشد

نیاز مند محمد علي
(ایڈیٹر کامریڈ)

آنجناب کي تحرير ميں مفصله ذيل امور فيصله طلب هيں :—

(۱) کيا مسٹر بٹلر کي تحرير مورخه ۳۱ - جولائي سنه ۱۹۱۱ نے کسي طور پر مسلم يونيورسٹي کا فيصله کرديا تها ؟

(۲) کيا مسٹر بٹلر نے " صاف صاف لفظوں ميں " کهديا تها که " شرط آخري يه هے که جز و کل همارے هاتهه ميں محفوظ رهيگا " ؟

(۳) کيا " حکمراں کميٹي نے " (جس سے مراد غالبا کانسٹي ٹيوشن کميٹي هے) " تمام قوم کو اس سے بے خبر رکها " ؟

(۴) کيا يه سچ هے که اس کميٹي کا " هر شخص دانسته دس کروڑ مسلمانوں کو دهوکا ديتارها اسلئے که افشاے راز کے بعد چاندي سونے کي لگاتار بارش جو هو رهي هے بند هوجايگي ؟

(۵) کيا يه سچ هے که اس تحرير کے متعلق نواب وقار الملک نے کميٹي کے اور ممبروں سے مختلف کوئي راسته اختيار کيا اور اُن کا " سچا اور مومن قلب ان فريب کاريوں کا متحمل نه هو سکا " ؟

پيشتر اس کے که ان امور سے بحث کيجاے اتنا عرض کر دينا ضروري هے که مجهے آنجناب کي تحرير کے کسي دوسرے حصے سے اسوقت بحث نهيں' جو کچهه جناب والا نے ۳۱ جولائي کي تحرير کے متعلق ارشاد فرمايا هے اور جو کچهه نتائج اخذ کئے هيں اسوقت وهي معرض بحث ميں هيں اور اگر آنجناب ميري ناچيز تحرير کے متعلق کچهه ارقام فرمائيں تو اميد هے که اپنے آرٹيکل کے اسي حصے اور متذکرۂ بالا پانچوں امور کے متعلق بحث فرمائينگے -

امر اول کي نسبت گذارش هے کے مسٹر بٹلر کي ۳۱ - جولائي سنه ۱۹۱۱ کي چٹهي ميں صرف اسي امر کے فيصلے کا اعلان تها که " گورنمنت هند اور حضور ملک معظم کے وزير هند يونيورسٹي کا قائم هونا منظور فرمائينگے " يونيورسٹي کے دستور العمل کي تفصيلات (جيسا که سر هارکورٹ بٹلر اپني تحرير مورخه ۹ - اگست سنه ۱۹۱۲ - ميں خود فرماتے هيں) وزير هند کي خدمت ميں اسوقت پيش بهي نهيں هوئي تهيں - نه معلوم آنجناب نے اس فيصلے سے کيونکر نتيجه نکال ليا که اسکے اعلان کي تاريخ نے " همارے موجوده دور زندگي کي سب سے بڑي جد و جهد اور همارے وقت و مال کي سب سے زياده قيمتي جز کا فيصله کرديا تها - " ظاهر هے که يه تحرير يا تو آنجناب کي نظر سے نهيں گذري يا سهو هوگي - اسلئے يه امر بديهي هے که آنجناب نے جو نتائج آج اِس سے اخذ کئے هيں وه محض اُس ايک فقرے کي غلط فهمي پر مبني هيں جو سر هارکورٹ بٹلر کي حال کي تحرير ميں دهرايا گيا - اور جسے آنجناب نے اپنے آرٹيکل ميں درج فرماکر ۳۱ جولائي سنه ۱۹۱۱ کي اهميت کے متعلق يه کچهه لکها هے -

امر دوم کے متعلق عرض هے که مسٹر بٹلر کي ۳۱ جولائي سنه ۱۹۱۱ کي تمام تحرير ميں ايک جمله بهي ايسا نهيں جس سے اشارتاً بهي پايا جاتا هو که " جز و کل همارے هاتهه ميں محفوظ رهيگا " - سواے خدا کے علم غيب کسي کو نهيں اور ممبران کميٹي کے پاس سواے مسٹر بٹلر کي تحرير کے " صاف صاف لفظوں کے " دوسرا ذريعه اسرار نهاني کے دريافت کرنيکا نه تها - جيسا امر اول کے متعلق عرض کيا جاچکا هے آنجناب کو اس فقرے کے سمجهنے ميں غلط فهمي هوئي جسميں وزير هند کے " اختيارات کامل کو محفوظ رکهنے " کي نسبت تحرير هے - اسکو آنجناب غالباً مسلم يونيورسٹي ميں گورنمنت کے " اختيارات کامل کي حفاظت " سمجهے - در اصل مسٹر بٹلر نے اسوقت صرف اتنا هي لکها تها که يونيورسٹي کے دستور العمل کي تفصيلات کے متعلق وزير هند نے ابهي کوئي راے نهيں دي هے کيونکه في الحقيقت اسوقت تک مسوده دستور العمل انکي خدمت ميں ارسال بهي نهيں هوا تها - اور اسي لئے وزير هند اسکيم کے هر اک جزو کے متعلق راے دهي کے کامل حق کو محفوظ رکهتے هيں -

امر سوم کے متعلق گذارش هے که کانسٹي ٹيوشن کميٹي نے اس تحرير کے مقابلے ميں اوس بخل سے هرگز کام نهيں ليا جسکا تذکره آنجناب نے نهايت شد و مد سے اپنے خاص اور اچهوتے پيرايے ميں فرمايا هے بلکه اُس " وحي " کو جو نعوذ بالله من ذالک (سماے شمله) کے (شديد القوي) نے انپر نازل کي تهي هر فرد قوم تک اسي وقت پهنچاديا - ظاهر هے که جو تحرير نه صرف کامريڈ اور تمام ديگر انگريزي اخبارات ميں شائع هوچکي هے بلکه جسکا ترجمه متعدد اردو اخبارات ميں چهپ چکا هے ' اڈيٹر الهلال کي نظر دور اس کے دايرے ميں يا تو اب تک داخل نهيں هوئي يا وهاں سے جلد نکلکر وقف طاق نسيان هوگئي - مگر واقعه يه هے که منجمله ديگر اخبارات کے ۹ - اگست سنه ۱۹۱۱ کے علي گڈه انسٹي ٹيوٹ گزٹ ميں يه تحرير معه ترجمے کے چهپ چکي هے اور "امت مظلوم " اور اسکے علماے صغار و کبار (کانبياے بني اسرائيل) کو شمله کي " وحي " کے متعلق شکايت کي مطلق گنجايش نهيں -

بر رسولاں بلاغ باشد و بس

امر چهارم کي نسبت عرض هے که اگر هم سب ايک جو کانسٹي ٹيوشن کميٹي کے ممبر هيں بقول آپ کے کاذب هيں اور سا[illegible] (آپکي مردم شماري ميں دس کروڑ) مسلمانوں کو دهوکا ديتے هے تو تعجب هے که آنجناب جيسے باخبر اور واقف کار مسلمان [illegible] طرح انهيں دهوکا کهانے ديا - گو مسلمان مئے عرفان سے تائب هوچکے هوں مگر يه کيونکر ممکن تها که ساقي کي ترغيب کا اثر کچهه نه هو -

ميں اور بزم مي سے يوں تشنه کام آؤں
گر ميں نے کي تهي توبه ساقي کو کيا هوا تها

[illegible] مانا که الهلال افق عالم پر اسوقت تک نمودار نه هوا تها مگر آزادي کے بدر کامل کو يهه کيسا گهن لگا تها که آج کامل ايک سال بعد ظلمت علي گڈه پر نور ايمان غالب آيا هے - ۳۱ جولائي کي تحرير ۹ - اگست سنه ۱۹۱۱ تک شايع هوچکي تهي مگر آنجناب اسپر بهي قوم کي پنچايت ميں هم بيچاروں کو ۲۵ - اگست

همارے دوست کي نظر کیوں ہے ؟ کیوں اسکي تخصیص و تحدید کا اس درجہ شدید اهتمام ہے کہ تمہید کي تصریح پر بھي قناعت نہ کر کے پھر اصل مضمون میں دوبارہ پیمایش کا فیتہ آپکے هاتھہ میں نظر آتا ہے اور اپنے دائرۂ بحث کیلئے ایک چھوٹا سا ٹکرا ناپ کر بتلا دیتے هیں کہ :

" پیشتر اس کے کہ ان امور سے بحث کیجاے اتنا عرض کردینا ضروري ہے کہ مجھے آنجناب کي تحریر کے کسي دوسرے حصے سے اسوقت بحث نہیں - جو کچھہ جناب والا نے ۳۱ جولائي کي تحریر کے متعلق ارشاد فرمایا ہے اور جو کچھہ نتایج اخذ کئے هیں اسوقت وهي معرض بحث میں هیں اور اگر آنجناب میري ناچیز تحریر کے متعلق کچھہ ارقام فرمائیں تو امید ہے کہ اپنے آرٹیکل کے اسي حصے اور متذکرۂ بالا پانچوں امور کے متعلق بحث فرمائینگے"

تمام بحث کمیٹي کے اُس طرز عمل پر ہے جس نے (یونیورسٹي) کے مسئلے کو خود مختارانہ طریقے سے انجام دینا چاھا ' وہ ایک سلسلۂ مضمون ہے' جسکے پیشتر بھي " بہت کچھہ " لکھا جا چکا ہے' اور اُس سے همارے دوست کو " اختلاف " بھي ہے ؛ لیکن باوجود اسکے وہ اپنا پورا زور قلم و دماغ صرف اسي پر صرف کرتے هیں کہ ۳۱ جولائی کو کمیٹي نے چٹھي شائع کردي تھي - کیا اسکا یہ مطلب تو نہیں ' کہ یونیورسٹي کي تمام بحث میں چونکہ صرف یہي پہلو خامہ فرسائي کیلئے ایک سہارا رکھتا تھا اسلئے آور پوري بحث کو تو غلط انداز نظر بھي نصیب نہ هوئي مگر تمام غضب نگاهیوں کیلئے اِسي کو چن لیا گیا ؟

اگر قوي اعتراضوں میں سے صرف ایک ضعیف اعتراض هي کو لیکر جواب دیجئے گا ' تو ضرور ہے کہ جواب کي تقویت کیلئے اعتراض کو بھي قوي دکھلانے کي کوشش کي جاے - همارے دوست نے بھي اپنے تئیں ایسي حالت میں چھوڑ دیا ہے کہ انکي نسبت اس کوشش کا گمان کیا جاسکتا ہے - وہ تمام بحث میں سے صرف ۳۱ جولائي کے الزام هي پر خامہ فرسائي کي گنجایش دیکھتے تھے' اس لئے پوري بحث کي قوت کو اسي نقطے میں سمیٹنے کي کوشش فرمانے لگے' مگر هم تو اس کوشش کو زیادہ سودمند نہیں پاتے - اصل بحث صرف روپیہ کي طلب' اور قوم کے سامنے رازداري کا حجاب مستور ڈالنا ہے - یہ کیسي مفید بات هوتي اگر همارے دوست چند سطروں میں همیں اس غلطي پر متنبہ کردیتے اور علي گڈہ گزٹ کا حوالہ دیکر باقي تمام وقت اصل مبحث پر صرف کرتے - اگر ایسا هوتا تو شاید هماري اصلي غلطي بھي هم پر منکشف هو جاتي اور بحث کا خاتمہ بھي هو جاتا - جنگ و مناقشہ اور محض الزام و ادعا نہیں' بلکہ پچھلے سفر کا ماتم اور آیندہ راہ کا تعین در پیش ہے - هم بالکل سچ سچ عرض کرتے هیں کہ اپني اس غلطي کے علم کیلئے بھي آپکے شکر گذار هیں' مگر ساتھہ هي متاسف هیں کہ یہ تنبیہ اصل بحث کیلئے بے اثر ہے' اور جو گرہ پڑي تھي وہ ابتک نہیں کھلي -

آپ کہتے هیں کہ آنریبل سر بٹلر کي چٹھي کوئي فیصلہ کن تحریر نہ تھي - اسکي نسبت گذشتہ اشاعت میں هم عرض کرچکے هیں' مکرر ملتمس هیں کہ همارے مقصد سے اتنا تجاهل تو نہ کیجئے - جن تفصیلات کي نسبت حق راے دهي کے اختیارات کو وزیر هند نے محفوظ رکھا تھا یہ وهي تو هیں جنکا استعمال آج آپکو ایسي جنس محبوب و مطلوب کي خریداري سے باز رکھتا ہے اور اس " کالاے بد " کو لوٹا دینے هي کا فیصلہ کرلیا گیا ہے - ایسي حالت میں آپکا نہیں بلکہ آپکي اس قابلانہ وکالت کے موکلوں کا تو یہ فرض ضرور تھا کہ قوم کو صرف روپیہ دینے هي کي دعوت نہ دیتے -

رها (نواب وقار الملک) کا بھي روپیہ کے جمع کرنے پر زور دینا - تو انصاف کیجئے کہ زیر بحث مضمون میں انکو کس لحاظ سے مستثنی کیا گیا ہے اور جناب کس موقعہ پر کمیٹي کي عام صف میں انہیں کھینچتے هیں ؟ نواب صاحب قبلہ کي نسبت هم نے جو کچھہ لکھا تھا اسمیں انکي اُس تحریر کي صداقت کا اعتراف کیا تھا جو کمیٹي کے انعقاد سے پہلے انہوں نے شائع کي تھي اور جسکي اشاعت کے ساتھہ هي غل مچ گیا تھا کہ اب لوگ اپني تھیلیوں کي بندش سخت کردینگے - همارا مقصود یہ تھا کہ وہ بالاخر متحمل نہوسکے' اور اصل حقیقت سے پردہ اٹھادیا - افسوس ہے کہ جناب نے اسکي نسبت ایک حرف بھي نہیں کہا -

* * *

یہاں تک تو همارے دوست کي سنجیدہ بحث تھي' لیکن اسکے علاوہ انکي دلچسپ تحریر میں بہت سے لطائف و ظرائف بھي هیں اور اب سنجیدہ بحث سے اکتاکر همارا بھي جي چاهتا ہے کہ کچھہ دیر کیلئے مزاح و ظرافت سے ذائقہ سخن کا مزہ بدلدیں -

۳۱ جولاي کي چٹھي شائع کرنے کے ذکر کے بعد فرماتے هیں کہ - " امت مظلوم اور اسکے علماے صغار و کبار (کانبیاے بني اسرائیل) کو وحي شملہ کے متعلق شکایت کي مطلق گنجایش نہیں " همارے دوست نے " کانبیا ے بني اسرائیل " کي تشبیہ خوب دي بیشک یہ وحي تو پیغام بران شملہ نے ضرور اپني زر بکف امت تک پہنچادي تھي' مگر فرض ابلاغ سے سبکدوش هونے میں اتني جلدي نہ کیجئے کہ اصلي مطالبہ تو شملہ کے (کوہ طور) کے اُس راز و نیاز کا ہے جو بالاخر " لن تراني " کي صداے هوش افگن پر ختم هوئي - امت کي ساري حیراني اسمیں ہے کہ (کوہ سینا) کي چالیس راتوں کي جگہہ (کوہ شملہ) کي عبادت گذاري اور اطاعت شعاري میں اپنے چالیس سال بسر کردیے - پھر بھي " رب ارني انظر الیک " کے جواب میں " ولکن انظر الی الجبل " هي کا جواب ملا ! ابتو یہ حیراني یہاں تک بڑهگئي ہے کہ خود آپکي شریعت کے " علماے صغار و کبار " بھي اس ترانے پر وجد کر رہے هیں -

عشق اگر مردست مردے تاب دیدار آورد
ورنہ چوں موسی بسے آورد و بسیار آورد

" مس کزور " کي مردم شماري بھي آپ هي لوگوں کے محکمۂ رقابت و مسابقت کي بتلائي هوئي ہے - میري جانب تواتے منسوب نہ کیجئے - آپ لوگ جب هندؤں کے مقابلے میں اپني تعداد کو بڑھاکر زیادہ ملازمتیں یا کونسل میں نشستیں حاصل کرنا چاهتے هیں تو

عرض حال

— * —

بیخود اس دور میں هیں سب حاتم
اندنوں کیا شراب سستي هے

افسوس هے که پچهلے نمبر میں هم اپنے معحب عزیز وجلیل مسٹر محمد علي کي دلچسپ مراسلت درج نه کر سکے - بده کے دن انهوں نے مراسلت لکهلي تهي لیکن علالت کي وجه سے صاف نهو سکي اور جمعه کي رات کو ملي' اس وقت تک تمام اخبار کمپوز هو چکا تها اور صرف آخر کے دو تین صفحے باقي رهگئے تهے - مجبوراً اشاعت ملتوي کر دیني پڑي - اس تحریر کے اصل موضوع کي نسبت جو کچه عرض کرنا تها هم پچهلي اشاعت میں عرض کر چکے هیں لیکن ضمناً بہت سي باتیں ایسي آگئي هیں جنکي نسبت مکرر کچهه نه کچهه عرض کرنا ضروري هے - انکي تحریر کا خلاصه غالباً یهي امور هیں

(۱) تمهید میں بعض حقائق ومعارف (علم الاعداد) اور (علم تقویم) کا انکشاف' که (۳۱) اور (۱۳) باوجود اپنے اجزاے ترکیبي کے اتحاد کے مختلف عدد هیں اور جب سن شمسي کے مهینے جنوري سے گننا شروع کیے جائیں تو جولائي ساتویں انگلي پر' مگر دسمبر ضرور هے که تعداد میں بارهویں پر آے' پس جولائي مقدم هے نه که دسمبر -

(۲) انریبل سر بٹلر کي ۱۳ جولای والي چٹهي میں صرف یونیورسٹي کي منظوري کي اطلاع تهي' یونیورسٹي کي تفصیلات سے اُسے کوئي تعلق نه تها پس وه کوئي فیصله کن تحریر نه تهي -

(۳) یه تحریر پوشیده نهیں رکهي گئي بلکه فوراً شائع هوگئي -

(۴) جن لوگوں کو الزام دیا جاتا هے که انهوں نے اصلیت سے قوم کو بے خبر رکهکر صرف روپیه کے جمع کرنے پر زور دیا (نواب وقار الملک) بهي انمیں شامل هیں -

امر اول کي نسبت تو کچهه عرض کرنے کي گنجائش هي نهیں' سوا اسکے که ان حقائق کے انکشاف کیلئے اپنے دوست کے شکر گذار هوں اور اپني غلطي کا اعتراف کرکے آینده انسے فائده اُٹهانے کي سعي کریں -

البته امر دوم و سوم اصل موضوع بحث هیں - همارے دوست لکهتے هیں که : " افسوس هے که مجهے یاد نهیں که ۳۱ جولائي کو کونسا اهم واقعه پیش آیا که اُس تاریخ کو نغمه شادي نهیں تو نوحهٔ غم هي سے تعبیر کرکے همیں یاد رکهنا چاهیئے ؟ "

همارے دوست کي سي حیراني تو نهیں' مگر تهوڑي سے حیراني همیں بهي هے که جس لیڈنگ ارٹیکل کا حواله دیکر وه ۳۱ جولائي کي اس خصوصیت کو بیان کر رهے هیں وه الہلال کي کس اشاعت میں شائع هوا هے ؟ ۲۵ - اگست کے لیڈنگ ارٹیکل میں هم نے بیشک ۱۳ - یا ۳۱ - جولائي کا تذکره کیا هے لیکن نه تو اسے انقلاب فرانس کي طرح یادگار' اور نه نغمهٔ شادي کي جگه نوحه غم کا یاد آور بتلایا هے - اس مضمون کا عنوان یه تها " مسلم یونیورسٹي اور اس ضمن میں چند متفرق خیالات " یهي وجه هے که درمیان میں زول دیکر چهوٹے چهوٹے نوٹ لکهے گئے تهے اور انهیں کے مجموعے کو ایڈر کے صفحے میں درج کردیا تها - ابتدا کے دو نوٹ جنکے اقتباسات همارے دوست نے دیے هیں اگر متعلق هوسکتے هیں تو صرف تیسرے نوٹ کے' جسمیں تنسیخ تقسیم بنگال کا تذکره هے - بیشک هم ۱۲ - دسمبر کي تاریخ کو مسلمانان هند کیلئے اور قوموں کي یادگاري تاریخوں سے کم اهم نهیں سمجهتے جو مسلمانوں کي پولیٹکل خود کشي کو همیشهٔ یاد دلاتي رهے گي -

اسکے بعد هم نے ۳۱ - جولائي کا ضرور ذکر کیا هے اور جیسا که هم لکهه چکے هیں سلسلهٔ سخن کو قائم رکهنے کیلئے یه ایک سهارا ضرور تها' لیکن کوئي ایسا سهارا نهیں جسکو نکال لیجئے گا تو هم اپني جگه پر قائم نه رهسکیں گے - آپ صرف اس تاریخ کے پیچهے کیوں پڑگئے هیں' یه تو ایک جزئي بحث هے - اصل بحث تو وه طرز عمل هے جو کمیٹي نے ابتداے کار سے اختیار کیا اور روپیه دینے والي قوم کو راز داري کي ظلمت میں رکهکر صرف گورنمنٹ سے اپني پر اسرار صحبتوں میں مصروف رهي - آپ فرماتے هیں که یه چٹهي فوراً شائع کردي گئي تهي - هم تسلیم کرلیتے هیں که خاص اس چهٹي کے اخفا کي نسبت هم نے جو جملے لکهے تهے وه صحیح نه تهے' لیکن اس سے کیا هوتا هے' اصل بحث تو یه هے که کمیٹي نے همیشه صرف روپیه مانگا' حالانکه وه جانتي تهي که جس یونیورسٹي کا قوم کو متوقع بنا رهي هے اسکے لئے صرف روپیه کا جمع کر لینا هي کافي نهیں هے - کیا یه سچ نهیں هے که کانسٹیٹوشن کي ترتیب میں برابر گورنمنٹ سے مشوره کیا جاتا رها' مسودات اسکے پاس بهیجے جاتے رهے' ایک ایک دفعه کي نسبت گفت و شنید کے موقعه پیش آئے' لیکن قوم سے صرف روپیه هي کا تعلق رکها ؟ پهر کیا اسکا سبب یهي نهیں تها که افشاے حال کے بعد چاندي سونے کي بارش رک جائے گي ؟ آپ فرماتے هیں که سب سے پہلے ستمبر میں عدم الحاق کا سوال اٹهایا گیا تها' لیکن جس وقت دهلي کانفرنس میں انریبل سر بٹلر کہه رهے تهے که " روپیه راجه صاحب کے پاس جمع کرو اور یونیورسٹي لو ! " اس وقت تو کمیٹي کو معلوم هو چکا تها که صرف روپیه هي کافي نهیں هے' پهر کیا قوم پر یه ظاهر کیا گیا ؟ مالکم کیف تحکمون ؟ ستمبر کے بعد کئي بار لوگوں کے کانوں میں عدم الحاق کے مسئله کي پهنک پڑي' اور بعض اخبارات نے اس تذکرے کو چهیڑا بهي' لیکن صدای زر طلبي کے هنگامے نے کبهي اسکو آگے بڑهنے نهیں دیا اور همیشه کوشش کي گئي که اسکے متعلق کوی صاف بات قوم کے سامنے نه آجاے - تمام مسلمانوں کو گورنمنٹ کا شکر گذار هونا چاهئے که اپنا فیصله سنا کر انکو هشیار کردیا اور کمیٹي کو اور لیت و لعل کا موقعه نهیں دیا' ورنه (بقول آپ کے) یونیورسٹي تو موجوده صورت سے بهي بدتر حالت میں کب کي لی جا چکي هوتي -

لیکن یونیورسٹي کي تمام بحث میں صرف ۳۱ جولای هي پر

ناموران غزوۂ طرابلس

نامور قہرمان مدافعۂ ملي

ادھم پاشا کمانڈر طبروق

— * —

" اٹلي نے اسلام کا ایک چھوٹا سا افریقي علاقہ لینا چاھا تھا ' مگر في الحقیقت اس نے اسلام کو سب کچھہ دیدیا " یہ پُر واقعات جملہ تھا ' جو (ادھم پاشا) نے (الحق) ازمیر کے نامہ نگار سے کہا -

انہوں نے کہا کہ " آپ غور کیجئے کہ پچھلي صدي ھم پر کیسي افسردہ گذري ؟ ھم جو دنیا سے اپنا ھي جانتے تھے ' اس تمام مدت میں صرف دیتے ھي رھے - جن سر زمینوں کو جانبازان اسلام نے اپني خون کي قیمت دیکر خریدا تھا ' وہ ھم نے غیروں کو ایک نگاہ قہر پر دیدي - ھمارے سپاھیانہ جذبات افسردہ ھوگئے تھے - ھمارا عالمگیر رشتۂ اتحاد ٹوٹ گیا تھا - وطني جانفروشي اور ملي شرف و وقار کے تحفظ کا جوش جسمیں ھم ایک ھزار برس تک پالے تھے ' اب روز بروز ھم میں مفقود ھو رھا تھا ' طبیعتیں بجھہ گئي تھیں ' اور ھمتیں پست ھوگئي تھیں - کریمیا ' پلیونا ' اور یونان کے میدانوں میں ضرور ھمکو جانا پڑا ' لیکن وہ محض حکومت کے تحفظ کا سوال ' اور سپاھیوں کا افسروں کے حکم کي تعمیل کرنا تھا ' کوئي ملي جذبہ اور وطني جوش نہ تھا ' لیکن (جنگ طرابلس) نے ظاھر ھوکر یکایک ھمکو بیدار کردیا ' یہ ایک خدا کا پیام تھا جسکي آواز سے کوئي کان غافل نہیں رھا - یہ ملي زندگي کي ایک آگ تھي ' جس نے بھڑک کر ھمارے ھر سرد جذبے میں حرارت پیدا کردي - اگر غافل قوموں کو ھشیار کرنے کیلئے جنگ و قتال ایسي ھي مفید شے ھے ' جیسي یہ جنگ طرابلس ؛ تو یقین کیجئے کہ میں امن پر جنگ کو ترجیح دینے سے نہیں شرماتا - خونریزي سے بڑھکر دنیا میں کوئي زندگي بخش شے نہیں - (اٹلي) کا حملہ ھمارے لئے ایک پیغام زندگي تھا ' اور اب - جبکہ دنیا میں زندہ رھنے کي امید ھم کھوکر پھر پاچکے ھیں - آرزو کرتے ھیں کہ یہ جنگ ابھي بھي ختم نہو — "

پھر انہوں نے اپني حالت کي طرف توجہ دلائي ' اور کہا : " آپ دیکھتے ھیں کہ میري عمر ساٹھہ سال سے متجاوز ھے ' میرا وطن اصلي (حلب) ھے ' اور خالص عربي النسل ھوں ' ابتدا سے فوجي زندگي اختیار کي اور ساري جواني اسمیں بسر کرکے اب پنشن لي تھي اور آخري ایام حیات وطن میں بسر کر رھا تھا ' لیکن جونہي اٹلي کے حملے کي خبر سني ' بیقرار و مضطر ھوگیا -

حکومت کو خبر بھي نہ دي - ایک عام والنتیر کي حیثیت سے چل نکلا - الحمد اللہ کہ خدا نے میري سعي مشکور فرمائي ' اور سات ماہ تک خدمت وطن و ملت میں مصروف رھا - اب بھي اس سر زمین مقدس کو نہ چھوڑتا ' لیکن افسوس ھے کہ میرے پانوں میں ایک سخت مرض پیدا ھوگیا ' میں نے دیکھا کہ اب میرا قیام وھاں پوري طرح مفید نہ ھوگا ' علاج کیلئے مصر آیا تھا ' اور اب (حلب) جا رھا ھوں - لیکن جب ضرورت ھوگي انشاء اللہ پھر میدان جہاد میں اپنے تئیں حاضر کر دونگا -

انصاف کیجئے کہ ایک پنشنر اور ساٹھہ سال کے بوڑھے سپاھي کیلئے ' جو اب اپنے اھل و عیال میں رھکر آخري ایام حیات بسر کرنا چاھتا ھو ' کونسي چیز تھي ' جس نے سب کچھہ چھڑاکر اسکو میدان جہاد میں پہنچا دیا ؟ کیا ایسے جذبات اشرف و اقدس ھمکو پہلے بھي نصیب ھوتے تھے ؟ مجبوراً کیا موقوف ھے ؟ اس وقت طرابلس میں جسقدر عثماني مجاھد موجود ھیں ' اِن میں ایک بھي ایسا نہیں جسکو حکومت نے بھیجا ھو یا محض ملازمت اور فوجي فرض کے خیال نے پہنچایا ھو - سب کے سب والنتیر ھیں جنہوں نے خود ھي اپنے تئیں اس خدمت کیلئے منتخب کیا ' اور خود ھي تمام مصائب راہ گوارا کرکے وھاں تک پہنچ گئے - صرف فوجي زندگي کے عادي اشخاص ھي نہیں ھیں ' بلکہ تحقیق کیجئے کا تو انمیں بہت سے ارباب قلم نکلیں گے ' بہت سے مدرسوں کے حجروں میں بیٹھنے والے طالب علم ملینگے - پچاسوں ملکي عہدیدار ھونگے جو جنگ کي خبر سنتے ھي اپني اپني جگہ سے چل کھڑے ھوے اور آج ایک معجزہ نما فوجي گروہ کي صورت میں دنیا کو اپنے محیر العقول کارناموں سے مبہوت کر رھے ھیں -

ایسے موقعے قدرت ھمیشہ نہیں دیتي - یاد رکھئے کہ اگر اسلام کو ابھي دنیا میں زندہ رھنا ھے تو جنگ طرابلس اسکے نئے دور حیات کا یوم پیدائش ھے "

نيچ قوموں كي تعداد كا بهي ايك اوسط لگا كر بے دريغ دس كرور تــك اپنا وزن بڑها ليتے هيں -

اسكے بعد آپ پوچهتے هيں كه اگر يونيورسٹي قوم كو دهوكا دے رهي تهي تو اس وقت تم كهاں تهے ؟ بهائي ! كسي اعتراض كے جواب كيلئے يه كوئي دليل تو نهيں هو سكتي' تعجب هے كه آپكے قلم سے يه سطور نكلے - آپنے اس موقعه پر (هلال) كے ضلع كو تو خوب نبهايا ' ليكن چند چيزيں شايد ميرے لئے چهوڑديں - اصل بات يه هے كه يونيورسٹي كے هنگامے كا ابر غليظ ايسا چهاگيا تها كه اگر آفتاب بهي نكلتا ' جب بهي تاريكي سے شكست هي كهاني پڑتي - آپكو خود معلوم هے كه عين اس وقت جبكه يونيورسٹي كے نقارے پر جلد جلد چوبيں پڑرهي تهيں' آپ ميں اور مجهه ميں بارها اسكا تذكره آيا اور كبهي ميں نے اسے كوئي وقعت نهيں دي - رها پبلك ميں آواز بلند كرنا' تو يه اس وقت بالكل لاحاصل تها - لوگوں كو اس درجه متوالا اور سرشار كرديا گيا تها كه اس طرح كي صداؤں سے كوئي هشياري پيدا نهيں هوسكتي تهي' بيچارے (شيخ غلام محمد) مرحوم نے چند اعتراضات كيے تهے تو علي گڈه گزٹ نے گالياں ديں اور اپنے چهل ساله زر طلبانه لهجے ميں كها كه پہلے چنده لاؤ' پهر اعتراض كرنا - (مير ممتاز علي) بار بار پوچهتے رهے كه يونيورسٹي هے كيا شے؟ مگر كسي نے جواب نهيں ديا' اور جواب ديتے كيونكر' جبكه اصل مقصد كو ان صداؤں سے كوئي خلل نهيں پهنچتا تها - (شيخ غلام محمد) مرحوم نے اسي زمانے ميں همين لكها تها كه يونيورسٹي كي نسبت كچهه لكهو' مگر هم نے لكهديا كه اس وقت لكهنے سے كوئي فائده نهيں ' عجب نهيں كه بهت جلد حالات خود متغير هو جائيں - همارا يه خط دفتر وكيل ميں اگر ڈهونڈها جاے تو شايد اب بهي موجود هو -

آپنے " آزادي كا بدركامل " اگر محض (هلال) كا ضلع نبهانے كيلئے لكها هے تو اس زور عبارت سے خود بهي مزه ليتا هوں' ليكن اگر طنزاً هے تو مزاح سے الگ هوكر مجهے كهنے ديجئے كه آزادي اور آزاد بياني كے درجے كو تو اپني بساط سے بهت بلند سمجهتا هوں - اس منزل تك پهنچنے كيلئے جن قربانيوں اور خود فروشيوں كي ضرورت هے وه هر كس و ناكس كو نصيب نهيں هوسكتيں - ميرے دل ميں تو ايك لمحه كيلئے بهي اس دعوے كا خطره نهيں گذرا ' ليكن ميري محرومي سے آزادي كي آواز دنيا سے معدوم نهيں هوسكتي - اسكو مجهه ميں نه ڈهونڈهيے ' البته اسكي آواز آئے تو كانوں كو بند بهي نه كيجئے !

منكر نتوان گشت اگر دم زنم از عشق
اين نشه بمن گر نبود با دگرے هست

آپ متعجب هيں كه " ظن المومنين خيرا " كي كيا يهي تعريف هے كه كميٹي كو ايسے سخت الزام دیے جائيں ؟ ليكن آپنے اسپر غور نهيں كيا كه آخر حسن ظن كي كوئي حد بهي تو هوني چاهئے - برسوں مسلمانوں نے اپنے ليڈروں كے ساتهه حسن ظن سے كام ليا ليكن اس حسن ظن كا جو نتيجه نكلا' وه آپكے دل ميں اور ميري زباں پر هے - اب تو كچهه دنوں سوء ظن هي سے كام لينے ديجئے - آپنے " سگ دنيا " كے لقب كي ٹوپي خود هي اپنے سر اوڑهلي' حالانكه جن سروں كيلئے قطع كي گئي تهي انكو آپ مجهسے بهتر جانتے هيں گو اب اُس طرف اشاره نه كريں - حيران هوں كه آپكو كسي خيال ميں اپنے سے مختلف نهيں پاتا ليكن پهر ديكهتا هوں تو بهت دور هوں - اصل بات يه هے كه جام تو آپكے هاتهه ميں بهي هے مگر " فسق " كے الزام كيلئے ميرا هي وجود موزوں هے :

لاله ساغر گير و نرگس مست و بر ما نام فسق !

آپ لوگ عقلمند هيں - سب كچهه جانتے هيں' مگر بولتے هيں تو مصلحت وقت' اقتضاے زمانه' مصالح قومي' اور معاني زهر آلود مگر الفاظ شهد نما كے ساتهه - ليكن هم بد تميز هيں - بات كرنے كا سليقه نهيں - بد زباں اور بے لگام - جو دل ميں آتا هے بے سونچے سمجهے منه سے نكال بيٹهتے هيں - تميز هو تو زهر كهلا كر شهد كي داد لے ليں' سب كچهه كهه جائيں' مگر هر دلعزيزي كو ٹهيس نه لگے -

آگے چلكر ارشاد هوا هے كه " سب و شتم كا طريقهٔ اخبار نويسي گو دل خوش كن هو مگر جنپر بوچهار هوتي هے انكے لئے دلشكن هے " ليكن يه تو مجهے بهي معلوم هے كه يه طريقه انكے لئے دلخوش كن نهيں بلكه دلشكن هے' مگر تمام قوم كے دل ٹوٹے هوے هيں ' اب ذرا چهوڑ ديجئے كه چند انسانوں كے دلوں كو بهي چوٹ لگے - اسكي زياده فكر نه كيجئے - رهي آپكي شموليت تو آپكو اس گروه ميں هم شامل هي كب كرتے هيں -

آپنے " امت مظلوم " كے مقابله ميں " امت مجهول " كا مركب توصيفي خوب ڈهونڈ نكالا ' ليكن ميں تو جس امت ميں هوں' الحمد لله وه مجهول نهيں بلكه تيره سو برس سے مشهور و معروف هے -

آخر ميں جناب نے عنوان مضمون " نشهٔ شام كي نصف شب " كي داد دي هے' ليكن اب ميں خود تو اس عنوان كو قابل داد نهيں سمجهتا' كيونكه " نصف شب " كي جگه " صبح خمار " نظروں كے سامنے ديكهه رها هوں - البته " زلفش به كمر رسيده " كا مصرعه جناب نے اچها ياد دلا ديا ' اگرچه يونيورسٹي كميٹي كي رازداري كي زلف نيم شبي امر تك نهيں' بلكه ابتو صبح تك كي جمع شده شبنم ميں بهيگ رهي هے -

---

جناب ممدوح نے الهلال كي پچهلي اشاعت كے مضمون كا جواب بهي بهيجديا هے' مگر افسوس هے كه اس نمبر كے تمام صفحے اسي بحث ميں ضائع هوچكے هيں - اب اور گنجايش نهيں' انشاء الله آينده نمبر ميں درج كردي جاے گي -

---

لا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین
القرآن الحکیم

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۰ | کلکتہ : یکشنبہ ۱۵ ستمبر ۱۹۱۲ ع | جلد ۱

قیمت فی پرچہ ساڑھے تین آنہ

کارزار طرابلس

مصر اور قسطنطنیہ کی ڈاک کا خلاصہ

— * —

حالات جنگ بدستور ہیں، مگر خاموشی بڑھتی جاتی ہے - چھوٹے چھوٹے بے اثر واقعات کے سوا کوئی اہم واقعہ سننے میں نہیں آتا - بنغازی میں اٹالین کیمپ کا بڑا حصہ متعدی امراض کی شدت سے ہلاک ہوچکا ہے - فوجی تمرد اور سرکشی کے واقعات سے کوئی دن خالی نہیں جاتا - (مصرطہ) کے قبضے کی خبر جو پچھلے دنوں روما سے شائع کی گئی تھی، ویسی ہی غلط تھی، جیسی روما کی خبرونکو ہونا چاہئے - اس ہفتے کی عربی ڈاک سے معلوم ہوتا ہے کہ (مصرطہ) کے متصل مجاہدین کی ایک طاقتور جماعت مقیم ہوگئی ہے -

اٹالین درندونکا غول، جو شہر کے عربوں کو اپنے اندر لیے ہوے جارہا ہے، تاکہ ساحلی میدانوں میں جمع کرکے گولیوں سے ہلاک کردے

باقاعدہ طور پر تمام معاملات پر غور و بحث کرتی ہیں - اور پھر پوری جمعیۃ خاطر کے ساتھ انکو انجام دیتی ہیں -

---

صلح کی افواہیں گذشتہ ہفتوں میں اڑتی رہی ہیں - اب ریوٹر کی تار برقی ہے کہ عارضی طور پر یہ تحریک ملتوی ہوگئی، اسلئے کہ اٹلی نے بعض ایسی بحثیں چھیڑ دی ہیں جن پر باب عالی کو غور کرنا پڑیگا، تاہم سرکاری حلقوں میں وثوق کے ساتھ یقین کیا جاتا ہے کہ یہ قرار داد امید افزا ہے -

لیکن ترکی کا سرکاری حلقہ تو اس سے بالکل منکر ہے -

روما کی خبریں ابتک بدستور ظاہر کر رہی ہیں کہ دنیا کے تمسخر کی ہمیں خبر نہیں !

اٹالین کیمپ سے کبھی کبھی ہوائی جہاز اڑ کر تھوڑی دیر کیلئے فضا میں نمودار ہوجاتے ہیں، مگر عثمانی کیمپ میں جونہی انگلیاں اٹھتی ہیں، معاً پرواز کا رخ عقب کی طرف ہو جاتا ہے - ۱۵ - اگست کو ایک ہوائی جہاز نے چند گولونکے پھینکنے کی کوشش کی مگر عثمانی کیمپ کی توپوں نے مہلت نہ دی -

---

(الحق) کا نامہ نگار درنہ سے لکھتا ہے : "عثمانی کیمپ بدستور نہایت امن و سکون کی حالت میں ہے، دشمنونکی بزدلی اور نامردی کا افسانہ کہتے کہتے ہم تھک گئے، اور اب اور کہاں تک بیان کریں، حالت روز بروز بدتر ہوتی جاتی ہے اور سمجھہ میں نہیں آتا کہ ایک قوم کیوں اپنے تئیں بیکار ہلاک کرانے کیلئے اڑ گئی ہے ؟

غازی (انور پاشا) آجکل کی فرصت کو بالکل تعلیمی اور انتظامی تجدیدات میں صرف کر رہے ہیں - معلوم ہوتا ہے کہ صحراے افریقہ میں بیسویں صدی کی ایک باقاعدہ جمہوری حکومت قائم ہوگئی ہے، جسکا کوئی صیغہ بھی معطل نہیں، اور (انور پاشا) اس جمہوریت کا پریسیڈنٹ ہے - انتظامی امور کی ہر شاخ کیلئے عرب قبائل اور افسران عثمانی کی مشترک مجلسیں قائم ہیں جو باقاعدہ

۵ - کی تار برقی میں بیان کیا گیا ہے کہ ہم نے طرابلس و طبرق کے ساحلی خط تک قبضہ کرکے لڑائی کا پہلا مرحلہ طے کرلیا ہے - اب حکومت کا ارادہ ہے کہ اندرون ملک کی جانب متوجہ ہو، اسلئے فوج کا ایک حصہ خاص طرابلس، اور ایک حصہ سارانیکا میں خود مختارانہ طور پر متعین کیا جاےگا -

اندرون ملک میں بڑھنے کا ارادہ آج ہی نہیں بلکہ روز اول سے ہے، لیکن جو نتائج اس ارادے کو ابتک نصیب ہوے ہیں، وہی آیندہ بھی نصیب ہونگے -

---

جنرل (کنیوا) کو اب بلا لیا جاےگا اور اسکی جگہ لفٹننٹ جنرل (ریگنی) متعین کئے جائیں گے - اندرون ملک میں بڑھنے کی مہم شاید اب انکے ہاتھوں انجام کو پہنچے، مگر یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ جو جنگی جہاز ساحل طرابلس پر کھڑے ہیں، انکو کسی طرح ریگستان میں تیرا کر لیجانے کی ترکیب پیدا کی جاے -

---

براہ کرم خط و کتابت میں اپنا نام اور پتہ صاف صاف لکھا کیجئے بہت سے خطوط بغیر تعمیل کے پڑے ہیں کیونکہ انکا پتہ ٹھیک پڑھا نہیں جاتا

منیجر

Printed & Published by ABUL KALAM AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRINTING WORKS, 7-1, McLeod Street, CALCUTTA-

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor.

Abul Kalam Azad,

7-1, MacLeod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

نمبر ۱۰ | کلکتہ : یکشنبہ ۱۵ سپٹمبر ۱۹۱۲ ع | جلد ۱

فہرس

تصاویر

اعتذار

اور

اطلاع

— * —

(۱) الهلال کي به لحاظ مضامین اس وقت تک جو کچهه حالت رهي' اسے گو آپنے نظر لطف و کرم سے دیکها هو' مگر حقیقت یه هے که خود اس عاجز نے تو ابتک ایک نمبر کو بهي لائق اطمینان حالت میں نه پایا ' لیکن عرض نهیں کرسکتا که آجتک جتنے پرچے نکلے' وہ کس عالم میں نکلے' اور کیسي حالت میں لکهے گئے ؟

(۲) گو حالت بدستور هے ' مگر اب زیاده عرصے تک اس کوفت کو برداشت نهیں کرسکتا که پرچه نکالوں اور اپنے پیش نظر نمونے سے اسے ناقص پاؤں '

(۳) پس میرے بس کي جو باتیں هیں' انکے لئے اب مستعد هوگیا هوں - ایک بڑا نقص رسالے کے مضامین کي بے ترتیبي اور بے قاعدگي تهي - ضخامت کي قلت کي وجه سے ضروري تها که مضامین پورے اختصار اور انتخاب کے ساتهه لکهے جاتے ' ضروري اور مقدم باتوں کو چن لیا جاتا ' اور اتني هي ضخامت کے اندر تمام ابواب و عنوان اپني اپني جگه پر قائم رکهے جاتے ' لیکن ابتک ایسا نهوسکا ' پهلي بات جو انشاء الله ۳۰ ستمبر کي اشاعت سے آپ دیکهیں گے' وہ اس نقص کا انسداد هوگا -

(٤) ابتک جسقدر تصویریں نکلیں ' ایک هي موضوع یعنے طرابلس کے متعلق تهیں ' ایندہ اس دائرے کو وسعت دي جاے گي -

(۵) پریس کي دقتوں کي وجه سے پرچے کي اشاعت میں بهي تاخیر هو جاتي هے - اب انشاء الله یه شکایت بهي دور هوجاے گي -

(٦) ان نقایص کا علاج میں کر سکتا هوں ' اور کرونگا ' لیکن افسوس که نقص اصلي یعنے قلت ضخامت و تصاویر کا علاج میرے بس کا نهیں هے - اگر ناظرین چاهیں تو ایک ماہ کے اندر دفتر کو طیار کردیسکتے هیں که کم از کم ڈیوڑهي ضخامت کے ساتهه الهلال شائع هوا کرے والامر بیده سبحانه وتعالی - [ایڈیٹر]

(۶) ایک چوتھائي صدي سے زیادہ عرصے تک مسلمانوں نے اپنے رهنماؤں پرتمام کام چھوڑ دیے ' اپنا فرض صرف یه سمجھا که جسقدر روپیه کي ضرورت هو مہیا کردین ' قوي سے قوي اعتقاد اور محکم سے محکم اعتماد جو کوي جماعت اپنے پیشواؤں پرکرسکتي ہے ' اِس سے کوي انکار نہیں کرسکتا - که مسلمانوں نے اپنے پیشواؤں پر کیا - مسلمانوں کو صدیونکي تقلید اور استبداد نے پیشترھي سے اسکا عادي بنا دیا تھا ' فرق صرف اتنا هوا که پہلے هر بڑي پگڑي اور هر طویل الذیل جبّے کي پرستش کرتے تھے' اب فراک کوٹ اور ترکش کیپ کي بھي پوجا شروع کر دي - لیکن الحمد لله که اب لوگوں کي آنکھین کھلي هیں ' اور سمجھنے لگے هیں که قوم کو لیڈروں هي پر سب کچھه چھوڑ دینا نہیں چاهیے - جو لوگ ابتک قوم کے تمام کارو بار کو اپني آبائي وراثت سمجھتے تھے اور اسلئے چند شریک جائداد وارثونکے سوا اور کسي شخص کیلیے حق مداخلت تسلیم نہیں کرتے تھے ؛ اب وہ دیکھتے هیں' تو مطالبات کا هجوم هر طرف سے بڑھرها ہے ' اور پہلي مرتبه مسلمانوں میں طبقۂ خواص کے مقابله میں عام پبلک نے اپنے تئیں نمایاں کیا ہے پس بہتر ہے که یه وقت فیصله کن هو' اور اگر فیصله کن نہیں ہے' تو فیصله کن بنایا جاے - اب اپنے تئیں زمانے کي مرضي پر نہیں چھوڑ دینا چاهئے - تغیرات کي حرکت کسي متنزل قوم کو همیشه نصیب نہیں هوتي - جو حرکت اس وقت پیدا هوگئي ہے ' اگر وہ ضائع کردي گئي' تو پھر ایک بہترین فرصت کے کھودینے کا همارے لئے ماتم هوگا - مقدم امر یه ہے که پچھلے حساب کي غلطیاں صاف کردي جائیں - جب تک یه نہوگا ' آئنده کیلئے آپ کوئي صحیح میزان نہیں لگا سکتے - آج جسقدر صاحبان امر و اقتدار قوم میں موجود هیں ' ان میں سے هر شخص کي اصلي صورت قوم کے سامنے آجاني چاهئے - تاکه ماضي کے تجارب سے مستقبل کي درستگي میں مدد لي جاسکے اور قوم فیصله کرسکے که آئنده کسي پر اعتماد کرنا چاهئے ' اور کون واقعي اصلي عزت کا مستحق ہے ؟

اسي بنا پر میں نے ۲۵ اگست کي اشاعت میں اپنے دوست سے چند سوالات کیے تھے - ناظرین براہ عنایت ان سوالات کو اِس موقعه پر پیش نظر رکھه لیں -

ان سوالوں سے مقصود یه تھا که یونیورسیٹي کا مسئله قومي خدمات کیلیے ایک اچھي ازمائش تھي' قوم کو اب معلوم هوجانا چاهئے که کون کون لوگ اس آزمائش میں ٹھیک اُترے ؟ اور کن کن لوگوں نے گورنمنٹ کے مطالبات کو قوم کي مطالبات پر ترجیح دي ؟ اور یه جبھي ممکن ہے که ایک واقف حال مگر بے لاگ قلم کروروں نفوس ملت کي خاطر چند مخصوص افراد خواص کي پروانه کرے اور اصلیت سے پردا اٹھادے :

یه کہکے رخنے ڈالیے انکي نقاب میں
اچھے برے کا حال کھلے کیا حجاب میں

مین جانتا تھا که عجائب کارو بار انساني میں ایک مقام وہ بھي ہے جہاں مدح پسند انسان اپني براي سن لینا تو گوارا کرلے سکتا ہے' مگر دوسرے لوگونکي نسبت اُسکي زبان نہیں کھل سکتي - اور پھر یه بھي ضرور نہیں که اگر ایک شخص عقل و هوش کھو کر مفت مین سارے جہاں کو اپنا دشمن بنالے' تو اور صاحبان دانش و هوشمندي بھي اپني هر دلعزیزي کو تاراج ناداني کریں - تاهم جي میں آیا که :

غلط سہي اثر آه و ناله' پر ناظم
رہے نه دل میں هوس' آؤ یه بھي کر دیکھو

میرے دوست نے جن لفظوں میں میرے سوالوں کا جواب دیا ہے' انسے معلوم هوتا ہے که ارزو مند ان سوال کیلئے شاید محروم نه هوتي ' مگر کیا کیجیے که " طعن اقربا " اور " شکوۂ رقیب " کا خیال اجازت نہیں دیتا - خیر ! میرے چپ کرانے کیلئے تو شاید یه جواب سر دست کام دیجاے ' مگر حکیم (مومن خان) تو تسلیم نہیں کرتے :

کیسے گلے رقیب کے کیا طعن اقربا
تیرا هي جي نه چاہے تو باتیں هزار هیں

آپ میرے سوالات کو " اها لیاں کمیٹي کي ذاتیات کے متعلق اخبارات میں مضمون نویسي " سے تعبیر کرتے هیں اور پھر اسکو سب سے زیادہ " بے هودہ مشغله " قرار دیتے هیں ' مگر یقین کیجیے که یه ایک نہایت خطرناک اخلاقي غلطي ہے' جس نے اسلام کے احتساب عمومي کي روح اور اعلان حق و صداقت کي قوت کو غارت کردیا ہے - نہیں معلوم کیسا منحوس وقت تھا جب (بني اُمیّه) نے (خدا انسے انصاف کرے) اسلام میں اس غلطي کي بنیاد ڈالي اور پھر یه اسطرح جسم امت میں سرایت کرگئي که آج تک همارے جسم میں " مجراي دم " کے ساتھه موجود ہے - یه کس اخلاق کا فتوا ہے که تعیّن و تشخّص یا اجکل کي اصطلاح میں " ذاتي بحث " هرحال میں جایز نہیں ؟ بیشک ذاتي اغراض کیلئے ایک دوسرے کي برائي کرنا ممنوع ہے ' اور عام برائیوں کے انسداد کي اولین تدبیر یه ہے که بغیر تعین عام طور پر برائیوں کو برا کہا جاے - لیکن جب کسي معاملے میں جماعت اور افراد کا مقابله هو جاے ' تو اس وقت جماعت کے فوائد کیلئے چند افراد کے اعمال پر بحث کرنا ذاتي بحث نہیں ' بلکه صحیح طور پر جماعتي فوائد کي بحث ہے ' اور بعض حالتوں میں اخلاقاً و دنیاً فرائض انساني میں داخل - پھر اسپر بھي غور کیجیے که آپ پبلک زندگي کي نکته چیني کو " ذاتیات کي بحث " سے تعبیر کرنے کي کیسي تعجب انگیز غلطي کر رہے هیں - جو لوگ اپني پرایویٹ زندگي سے نکلکر خود هي پبلک زندگي میں آگئے هیں - انہوں نے ایسا کرکے خود همیں دعوت دي ہے که انکے هر عمل اور هر فعل کا تجسس کریں ' انکي زندگي اب " ذاتي " کب رهي - وہ تو اب قوم کیلیے' اور اسلیے قوم کي هوگئي - آپ جب تک اپنے گھر میں هیں ' کسي کو آپسے بحث نہیں ' لیکن جب آپ بازار میں آکر کھڑے هوگئے تو هر شخص آپکو گھورے گا - آپنے خود اپنے تئیں نمایش گاہ میں رکھدیا ہے ' اب تو هم آپکو کسي طرح نہیں چھوڑ سکتے ' اپکي ایک ایک حرکت کي نگراني کریں گے ' آپکے هر حسن و قبح پر

مسلم یونیورسٹی کمیٹی

— * —

میری وفا کی داد ‘ نہ جرم عدو سے بحث ‘
کیا خوبیاں ہیں میرے تغافل شعار میں !

جناب مسٹر محمد علی نے پہلی ستمبر کا الہلال دیکھنے کے بعد جو دوسری مراسلۃ بھیجی تھی ‘ وہ آج کسی دوسری جگہ درج کی جاتی ہے -

(۱) میں نے پہلی ستمبر کی اشاعت میں آپکی نسبت جو الفاظ لکھے تھے ‘ تعجب ہے کہ آپ انکو " شاعرانہ مدح و ستا " سے تعبیر کرتے ہیں ‘ اور پھر لطف یہ ہے کہ اسکو سنجیدہ لہجے میں فرماتے ہیں اور ایک ایسے سم الود قلم کی طرف " شاعرانہ مداحی " منسوب کرتے ہوے آپکو ہنسی نہیں آتی ‘ جسکے " سب و شتم " سے ایک زمانہ نالاں ہے !

لیکن معاف کیجئے گا - جن اوصاف سے یہاں آپکو بطور " امر واقعہ " کے انکار ہے ‘ یہ تو وہی اوصاف ہیں ‘ جنکا چند سطر کے بعد خود آپکو بھی بجا طور پر ادعا ہے - میں نے آپکی نسبت لکھا تھا کہ " ان میں جوش اور ازادی ‘ دونوں ہیں " یا کمیٹیوں کے سربر اوردہ ممبروں کی نسبت " کا مؤید اظہار حق میں بے پروا ہے " - آپ اپنی تحریر کی تمہید میں تو اسے " شاعرانہ مدح و ستا " سے تعبیر کرتے ہیں ‘ لیکن دوسرے پیرے میں خود ہی لکھتے ہیں کہ " الحمد اللہ ‘ اس وقت تک میں اصول صداقت کے خلاف عمل کرنے کا مجرم نہیں ہوا " ذرا مجھے سمجھا دیجئے کہ دونوں بیانوں میں کیا فرق ہے ؟ آپ خود اپنی نسبت جو کچھہ فرمائیں ‘ وہ تو مورخانہ اظہار واقعہ ہو ‘ اور میں وہی وصف آپکی طرف منسوب کروں تو شاعرانہ مداحی ہو جاے ! ان ہذا لشی عجاب !

مجھے آپسے شکایت ہے کہ آپ نے " شاعرانہ مداحی " کو میری طرف منسوب کیا ‘ جسکو اپنے عقیدے میں ایک مسلمان کیلیے سب سے بڑی معصیت سمجھتا ہوں ‘ حالانکہ آپکے پاس الفاظ کی کمی نہ تھی -

(۲) ۳۱ - اور ۱۳ - جولائی کی بحث چلی ہی جاتی ہے - مجکو تو اسکا خیال بھی نہیں ہوا ‘ اور آپ اسے کہاں لیجاکر دیکھتے ہیں ؟ آپکی پچھلی مراسلت میں اسکا ذکر تھا ‘ لیکن یہ سمجھکر کہ اصل بحث پر کوئی اثر نہیں پڑتا ‘ میں نے اس سے بالکل تعرض نہیں کیا - اب ۲۵ - اگست کے الہلال کو اٹھاکر دیکھتا ہوں تو اصل نوٹ میں تو ۳۱ - جولائی کی تاریخ درج ہے [نمبر ۷ صفحہ ۳ - کالم ۲ -) لیکن اس کی سرخی میں ۳۱ - کی جگہ ۱۳ - ہے - معلوم ہوتا ہے کہ کمپوزیٹر نے ۳۱ - کی جگہ سرخی میں ۱۳ - کمپوز کردینے کی غلطی کی ‘ جو انکی عادت مستمرہ بل طبیعت ثانیہ ہے - عبارت کی غلطی فوراً محسوس ہو جاتی ہے ‘ مگر اسطرح کی غلطیوں کا بغیر مقابلۂ اصل و تحقیق پتہ لگ نہیں سکتا ‘ مصحح صاحب کی نظر بھی نہیں پڑی ‘ اور جب چھپ گئی ‘ تو خود میں بھی اسی کو صحیح سمجھتا رہا - تاہم اب اس بارے میں زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں ‘ آپ دہلی جا رہے ہیں ‘ اور پریس کی مشکلات سے سابقہ پڑنے والا ہے ‘ خوش ہوں کہ انشاء اللہ بہت جلد ۳۱ - اور ۱۳ - کے اختلاف کی علت آپ پر منکشف ہو جاے گی -

(۳) آپنے میری طرف " غلط بیانی " کو بھی منسوب کیا ہے - اگر غلط بیانی کے مفہوم میں عمد اور نیت بھی داخل ہے تو اپنی نسبت ایسا کہہ سکتا ہوں کہ میں جھوٹ نہیں بولتا - شاید اس لفظ کے لکھنے میں بھی اپنے جلدی کی - واللہ یعلم خائنۃ الاعین وما تخفی الصدور ‘ و اللہ علی ما اقول شہید - جو شخص اپنے خدا سے اسدرجہ بے پروا ہو ‘ کہ مصالح ملّی اور خدمت قومی کے مباحث میں " غلط بیانی " کرنے سے نہ شرماے ‘ میں اُسکی شقاوت کو (ابو جہل) اور (مسیلمہ) کی شقاوت سے کم نہیں سمجھتا - جس دن میرے دل میں اسکا خطرہ بھی گذرنے والا ہو (تمام انسانوں سے خواستگار امین ہوں) کہ اس دن سے پہلے خداے منتقم و قہار مجکو دنیا سے اٹھالے :

ویرحم اللہ عبداً ‘ قال امینا

(۴) " آپنے بغیر میری تحریر چھاپے اسپر جرح و تعدیل کیوں شروع کردی ؟ "

یہ بھی صحیح نہیں - آپسے غالباً بدھہ کی شام کو گفتگو ہوی تھی ‘ اس وقت تک اخبار کا پہلا جو صفحہ مکمل ہوچکا تھا اور صرف (شذرات) کے صفحے اور آخر کے چار صفحے باقی تھے - آپنے مراسلت کا مسودہ دکھلا کر کہا تھا کہ کل تک بھیجدونگا میں نے خیال کیا کہ اسکے لیے آخری صفحات میں دو کالم نکل آئیں گے ‘ ابتدائی صفحات میں جواب درج کردیا جاے - مراسلت کا مقصود معلوم تھا ‘ یہ فرض کرکے کہ آپکی مراسلت کل آے گی اور درج ہو جاے گی ‘ اخبار کے کام کو جاری رکھنے کیلیے اسی دن شام کو مضمون لکھکر پریس میں دیدیا ‘ لیکن آپکی مراسلت جمعہ کی رات کو ملی اور پھر اسقدر مبسوط ‘ کہ اسکے لئے کئی صفحے مطلوب تھے - مجبوراً درج ہونے سے رہگئی -

(۵) پھر میں نے جو کچھہ لکھا ‘ صرف اُسی امر کی نسبت لکھا ‘ جسکو آپ مراسلت میں لکھنے والے تھے ‘ اور یہ کوئی پرایویٹ گفتگو نہ تھی اور نہ اسکا حوالہ دینا فرض اخبار نویسی کے خلاف ہو سکتا ہے اگر میں نے کسی ایسی بات کا تذکرہ کیا ہوتا جسکو آپ مراسلت میں درج نہ کرچکے ہوتے تو آپکی شکایت درست ہو سکتی - ۳۱ جولائی کی چٹھی کی اشاعت و عدم اشاعت کی نسبت اپنے جو کچھہ کہا ‘ یہ وہی تھا جو مراسلت میں علانیہ آپ لکھہ چکے ہیں - اگر مجکو پرایویٹ صحبتوں کی باتوں کو لکھنا ہوتا ‘ تو آپکی اور میری اس دو سال کی ہر دوسرے اور تیسرے دن کی صحبتوں میں سیکڑوں باتیں ہر طرح کے معاملات پر ہو چکی ہیں اور ہر شخص سے ہوتی ہیں - لیکن پبلک میں لکھنے اور بولنے کیلئے تو صرف پبلک تحریرات ہی کار آمد ہیں ‘ اور مطمئن رہیں کہ اس اصول سے بے خبر نہیں -

الہلال

۱۰ ستمبر ۱۹۱۲

—*—

عیــــد الفطــــــر

——*——

عیــد آمــد و افــزود غمــم را غم دیگر
ماتــم زدہ را عــید بــود ماتــم دیــگر

—— : ——

دنیا کي ہر قوم کیلئے سال بھر میں دو چار دن ایسے ضرور آتے ھیں' جنکو وہ اپنے کسي قومي جشن کي یادگار سمجھکر عزیز رکھتي ھے' اور قوم کے ھر فرد کیلئے انکا ورود عیش و نشاط کا دروازہ کھولدیتا ھے -

مسلمانوں کا جشن اور ماتم ' خوشي اور غم' مرنا اور جینا ! جو کچھہ تھا خــدا کیلئے تھا :

قل ان صلاتي ونسکي	کہدے کہ میري نماز ' میري تمام عبادت'
ومحیاي ومماتي للہ	میرا مرنا ' میرا جینا ' جو کچھہ ھے اللہ
رب العــالمیــن' لا	کیلئے ھے' جو تمام جہانوں کا پروردگار ھے
شریک لہ' وبـذالک	اور جسکا کوئي شریــک نہیں - مجکو
امرت وانا اول المسلمین	ایسا ھي حکم دیا گیا ھے' اور میں
(۶: ۱۶۲)	مسلمانوں میں پہلا مسلمان ھوں -

اوروںکا جشن و نشاط لذائذ دنیوي کے حصول اور انساني خواھشوں کي کامجوئیوں میں تھا ' مگر انکے ارادے مشیت الہي کے ماتحت' اور خواھشیں رضاے الہي کي محکوم تھیں - انکے لئے سب سے بڑا ماتم یہ تھا کہ دل اُسکي یاد سے غافل ' اور زبان اسکے ذکر سے محروم ھو جاے' اور سب سے بڑا جشن یہ تھا کہ سر اسکي طاعت میں جھکے ھوے اور زبان اسکي حمد و تقدیس سے لذت یاب ھو:

انما یومن بایاتنـــا	ھماري آیتوں پر تو وہ لوگ ایمان لاے ھیں'
الذین اذا ذکروا بھا '	کہ جب انکو وہ یاد دلائـــي جاتي ھیں' تو
خروا سجداً وسبحوا	سجـــدے میں گر پڑتے ھیں' اور اپنے
بحمــد ربھـم وھـم	پروردگار کي حمد و ثنا کے ساتھہ تسبیح
لا یستکبرون' تتجافي	و تقدیس کرتے ھیں' اور وہ کسي طرح کا تکبر
جنــوبھــم عن	اور بڑائي نہیں کرتے - رات کو جب سوتے
المضاجــع ' یدعــون	ھیں تو انکے پہلو بستــروں سے آشنـــا نہیں
ربھــم خوفــاً وطمعــا	ھوتے اور امید و بیم کے عالم میں کروٹیں لیکر
(۳۲ : ۱۶)	اپنے پروردگار سے دعائیں مانگتے رھتے ھیں -

انکو پیشگاہ الہي سے طاعت و شکرگذاري کے جشن کیلئے دو دن ملے تھے - پہلا دن (عیــد الفطـــر) کا تھا - یہ اُس ماہ مقدس کے اختتام اور افضال الہی کے دور جدید کے اولین یوم کا جشن تھا '

جسمیں سب سے پہلے خدا تعالے نے اپنے کلام

شھر رمضان الذي انزل فیھـــا	رمضان کا م
القـــرآن (۲ : ۱۸۱)	ازل اول نا

اسي مہینے کے آخري عشرے میں سب سے پہلے انہیں وہ نور صداقت اور کتاب مبین دي گئي ' جس نے انساني معتقدات و اعمال کي تمام ظلمتوں کو دور کیا اور ایــک روشــن اور سیدھي راہ دنیا کے آگے کھولدي :

لقد جاءکــم من اللہ	بیشک ! خدا کے طرف سے تمہارے پاس
نور وکتـــاب مبیــن	(قرآن) ایک روشني اور کھلي کھلي
یھدي بہ اللہ من اتبع	ھدایت بخشنے والي کتاب بھیجي گئي -
رضوانہ سبـل الســلام	اللہ اسکے ذریعے اپني رضا چاھنے والوں کو
(۵ : ۱۸) -	سلامتي کي راھونپر ھدایت کرتا ھے -

انساني ضمیر کي روشني' جبکہ ظلمت ضلالت سے چھپ گئي تھي' فطرت کے حسن اصلي پر جب انسان نے بد اعمالیوں کے پردے ڈالدیے تھے ' قوانین الہي کا احترام دنیا سے اٹھہ گیا تھا ' اور طغیان و سرکشي کے سیلاب میں خدا کے رسولوں کي بنائي ھوئي عمارتیں بھہ رھي تھیں —— :

ظھر الفســاد في البر والبحــــر	خشـــکي اور تـــري' دونوں میں
بما کسبت ایدي النـــاس	انسانونکے اعمـال بد کي وجہ سے
(۳۰ : ۴۰)	فســاد پھیل گیا -

اُس وقت یہ پیغام صداقت دنیا کیلئے نجات اور ھدایت کي ایک بشارت بنکر آیا ' اس نے جہل و باطل پرستي کي غلامي سے دنیا کو دائمي نجات دلائي' افضال و نعائم الہیہ کے فتح باب کا مژدہ سنایا' نئي عمارت گو خود نہیں بنائي مگر پراني عمارتوں کو ھمیشہ کیلئے مضبوط کردیا - نئي تعلیم گو نہیں لا یا ' لیکن پراني تعلیموں میں بقاے دوام کي روح پھونکدي - مختصر یہ ھے کہ فطرۃ اور نوامیس فطرۃ کي گم شدہ حکومت پھر قائم ھوگئي :

فطــرۃ اللــہ ' الـــتي	یہ خدا کي بنائي ھوي سرشـــت ھے
فطر النـــاس عـــلیــھا	جسپر خدا نے انسان کو پیدا کیا ھے -
لا تبدیل لخلــق اللــہ	خدا کي بنائي ھوئي بناوٹ میں ردّ و بدل
ذالــک الــدین الــقیم	نہیں ھو سکتا' یہي (راہ فطرت) دین
ولکـــن اکثر النـــاس	کا سیدھا راستہ ھے' مگر اکثر آدمي ھیں
لا یعلمون (۳۰ : ۲۹)	جو نہیں سمجھتے -

یہي مہینہ تھا ' جســمیں دنیا کے روحاني نظـام پر ایک عظیم الشـان انقلاب طاري ھوا ' اسي مہیـنے میں وہ عجیب و غریب رات آئي تھي ' جس نے اِس انقـلاب عظیــم کا ھمیشہ کیلئے ایک اندازۂ صحیح کرکے فیصلہ کردیا تھا ' اور اسي لئے وہ (لیلۃ القدر) تھي اسکي نسبت فرمایا کہ وہ گذشتہ رسولونکي ھدایتوں کے ھزار مہینونسے افضل ھے ' کیونکہ اُن مہینوں کے اندر دنیا کو جو کچھہ دیا گیا تھا ' وہ سب کچھہ مع خــدا کي نئي نعمتوں اور عطـا کردہ فضیلتوں کے اس رات کے اندر بخشدیا گیا :

انا انزلناہ في لیلۃ القــدر	قران کریم نازل کیا گیا لیلۃ القدر میں'

بے تامل راے دیں گے' آپکي خوبیوں اور برائیوں کو جانچیں گے - اور آپکا قلم راے زني کرنے کیلیے هماري زبانوں پر چڑهجاے گا - یه عجیب بات هے که کچهه لوگ گهروں کے دروازے بند کرکے بازار کے لین دین کا فیصله کریں ' اور اگر بازار والے تجسس کریں تو کہا جاے که یه گهر کے اندر کے معاملات یعنے " ذاتیات " هیں - آپسے کوي نهیں پوچهتا که آپنے آج اپنے نوکر کو کیوں جهڑکي دي' اور فلاں قصور پر اپنے کسي عزیز کے کیوں طمانچه مارا ؟ لیکن هماري قسمتوں کا فیصله کرنے بیٹھیے گا تو هم ضرور تجسس کرینگے که اندر بیٹھے هوے کیا کر رهے هیں -

جو شخص پیشوائي اور رهنمائي کي زندگي اختیار کرتا هے اسکي زندگي کا کوي حصه پرائیوٹ نهیں هوسکتا ' اور اگر اسکي زندگي میں کوي راز هو تو وہ پیشوائي کا اهل نهیں - وہ جو کچهه گهر کے اندر کرتا هے اس سے بهي بحث کرنے کا پبلک کو حق حاصل هے -

خیر یه تو پهر اصولي بحث چهڑ گئي - موجوده حالت میں تو میں نے اپنے دوست سے جو سوالات کیے تهے' وہ اتنے دور کے نه تهے - ان میں کسي شخص کے ذاتي کار و بار کي نسبت سوال نه تها' بلکه اُس نے جو کچهه قوم کیلئے کیا هے' اسکي نسبت پوچها گیا تها - یه نهیں پوچها تها که ممبران کمیٹي اپنے گهروں میں کیا کرتے هیں ؟ بلکه پوچها تها که شمله میں بیٹهکر کیا کیا کرتے تهے ؟ لیکن میرے دوست کي راے میں یه بهي ذاتیات کي بحث هے' نیز سب سے زیاده بے هوده مشغله ! خیر ! یہاں تک مضائقه نهیں' مگر آگے چلکر فرماتے هیں که اس سے " نه خدا خوش اور نه قوم کا کوي مفاد " آپنے دو فریقوں کا تو ذکر کیا' مگر ایک تیسرے فریق یعنے لیڈروں کو چهوڑ دیا' حالانکه :

همیں ورق که سیه گشته ' مدعا اینجاست

خدا کي خوشنودي و عدم خوشنودگي کا ذکر تو جانے هي دیجئے ' هماري روزمره کي بول چال میں یه ایک ایسا عام جمله هوگیا هے جو زبان و قلم سے نکل جاتا هے' مگر دل کو خبر بهي نهیں هوتي که کیسي عظیم الشان بات منه سے نکل رهي هے ؟ اسکي رضا کي تو همیں اتني فکر بهي نهیں' جتني اپنے کسي خوش پوشاک دوست کے چوبدار کي هوتي هے - اگر کہوں که اسکي رضا جوئي کي تو پهلي شرط الحب في الله والبغض في الله [خدا کي راه میں دوستي اور خدا کي راه میں دشمني] کي قرباني هے ' تو مجهے یقین کرنا چاهئے که میں اس دور عقل و دانش میں پاگل هوگیا هوں' یا کم از کم دماغ اتنا تو ضرور بیمار هے که " اس سے کسي بحث کا صاف هونا محال هے "

بهر حال خدا کي رضامندي کي زیاده ذکر نه کیجئے ' رها قوم کا مفاد ' تو آپ اور هم' دونوں الگ هوے جاتے هیں ' قوم هي کو فیصله کرنے دیجئے که ان سوالونکے صاف هو جانے میں اسکا مفاد تها ' یا انکے ٹالدینے میں ؟ اُسکا تاریکي میں رهنا اُسکے لیے بہتر هے ' یا روشني میں آجانا ؟ و هل یستوي الظلمات و النور ؟ و هل یستوي الا عمي و البصیر ؟

ایک لحاظ سے دیکها جاے تو گو آپنے بظاهر جواب دینے سے اغماض کیا هے ' مگر اچهي طرح کان لگا کر سنتے هیں تو اس اغماض کي زبان پنهاں بهي کچهه کہنا چاهتي هے - آپ لکهتے هیں که "جو صداقت بے محل اور دل شکن هو ' راستي فتنه انگیز کے ذیل میں شمار کي جاتي هے " در اصل آپنے یه جمله کہکر همیں سبهي کچهه بتلا دیا - اس سے معلوم هوگیا که :

(الف) " راستي فتنه انگیز " کے قانون کے واضع کا بتلایا هوا ایک اور اصول بهي هے که " انرا که حساب پاکست از محاسبت چه باک " اس اصول کي بنا پر معلوم هوگیا که یه سوالات جن حضرات کے حساب و کتاب کو جانچنا چاهتے هیں ' انکو اپنا حساب دکهلانے میں ضرور " باک " هے اور اسي لئے میرے دوست نهیں چاهتے که اُن حضرات کا بهي کہاتا دکان کے مقفل صندوق سے باهر نکالا جاے -

(ب) ان سوالات کے جواب میں همارے دوست کو بعض ایسي باتیں کہني پڑینگي' جو هیں تو " صداقت " میں داخل ' لیکن ساتهه هي جن حضرات کي نسبت کہي جاینگي ' انکے لئے دلشکن بهي هونگي - اور یه بالکل قدرتي هے - ایک شخص کے محاسن بیان کیے جائیںگے تو خوش هوگا اور عیوب کہولیے کا تو چین بجبین هوگا -

(ج) نیز جو کچهه جواب دیا جاےگا' اسمیں ایسي "راستي" هوگي جس سے همارے دوست کو کسي فتنے کے پیدا هو جانے کا خوف هے ' اور في الحقیقت ایک برسونکي قابض اور خود مختار جماعت کے طرف سے قوم کا بدظن اور مایوس هو جانا ایک بڑا فتنه هے -

(د) اور سب سے آخر یه که ممبران کمیٹي میں کچهه لوگ ایسے هیں' جنکے کام علانیه پبلک میں لانے کے قابل نهیں ' اور ان میں فتنه انگیزي اور ناراضگي کے پیدا هو جانے کي گنجایش هے ' مگر دنیا کا ایسا خیال هے که سچے کام کرنے والونکي زندگي میں کوئي راز نهیں هونا چاهئے -

میرے تمام مضمون کا ماحصل یه سوالات هي تهے ' مگر میرے دوست " بے هوده مشغله " کہکر اس تیزي سے آگے نکل گئے هیں ' گویا یه بهي " جولائي کے تسمبر سے پہلے انکا " مسئله هے ' جسکے لئے کسي بحث و نظر کي ضرورت هي نهیں - اگر وہ تیزي سے راه کتراسکتے هیں ' تو میرا هاتهه بهي کوتاه نهیں :

گر تو دامن بکشي دست کسے کوته نیست

چاهوں تو دامن کو چهو سکتا هوں ' لیکن مجهه سے بچکر جہاں جانا چاهتے هیں ' وہ راه بهي شاید پیچ و خم نهاد مجهي سے ملجانے والي هے ' اسلئے انکے سفر میں خلل ڈالنا نهیں چاهتا - اور خوش هوں که ایک " غلط بیان " اور " نا قابل بحث دماغ " سے الگ رهکر بهي - الحمدلله - که وہ اسکے ساتهه هي هیں - یه اپني اپني بصیرت اور سمجهه هے ' عجب نهیں کے انهوں نے مقصود تک پهنچنے کیلئے جو راه اختیار کي هے ' وهي زیاده پر امن اور کامیاب هو - باهر بیٹهکر نکته چیني کردینا آسان هے ' مگر کام میں شریک هوکر درستگي کي سعي کرنا مشکل هے -

اور جسم خلعتِ نیابت سے مفتخر هوے کیلئے - عزت و عظمت جب همارے ساتهه تهي ' اور اقبال و کامراني همارے آگے دوڑتي تهي - خدا کي نعمتوں کا هم پر سایه تها ' اور الله کي بخشي هوي خلافت کے تخت جلال پر متمکن تهے - لیکن اب همارے اقبال وکامراني کا تذکره صرف صفحات تاریخ کا ایک افسانۂ ماضي رهگیا هے -

دنیا کي آور قومیں همارے لئے وسیلۂ عبرت تهیں ' لیکن اب خود همارے اقبال وادبار کي حکایت اوروں کے لئے مثال عبرت هے - هم نے خدا کي دی هوي عزت وکامراني کو هواے نفس کي بتلای هوی راه مذلت سے بدل لیا ' اسکے عطا کیے هوے منصب خلافت کي قدر نه پهچاني ' اور زمین کي وراثت ونیابت کا خلعت همکو راس نه آیا - اب همارے عید کي خوشیوں کے دن گئے ' عیش و عشرت کا دور ختم هوگیا هم نے بهت سي عیدیں تخت حکومت و سلطنت پر دیکهیں ' اور هزاروں شادیانے سریر خلافت کے آگے بجواے - هم پر صدها عیدیں ایسی گذریں ' جب دنیا کي قومیں همارے سامنے سر بسجود تهیں ' اور عظمت و شوکت کے تخت الٹے هوے همارے سامنے تهے - اب عید کے عیش وطرب کي صحبتیں آن قوموں کو مبارک هوں ' جنکي عبرت وتنبیه کیلئے ابتک همارا وجود بار زمین هے - ان کو خوش نصیب سمجهئے جو اپنے دور اقبال کے ساتهه خود بهي مٹ گئے - همارا اقبال جا چکا هے مگر هم خود ابتک دنیا میں باقي هیں - شاید اسلئے که غیروں کے طعنے سنیں ' اور اپني ذلت وخواري پر آنسو بها کر قوموں کیلیے وجود عبرت هوں : -

در کار ماست نالۂ و من در هواے او
پروانۂ چراغ مزار خودیم ما

* * *

اس دن کي یادگار همارے لیے جشن و طرب کا پیام تهي ' کیونکه یهي دن همارے صحیفۂ اقبال کا صفحۂ اولین تها ' اور اسي تاریخ سے همارے هاتهوں قرآني حکومت کا دورجدید قلوب و اجسام کي زمین پر شروع هوا تها - اس دن کا طلوع همکو یاد دلاتا تها که بد اعمالیوں نے کیونکر بني اسرائیل کو دوهزار ساله عظمت سے محروم کیا ' اور اعمال حسنه کے شرف و افتخار نے کیونکر همیں برکاتِ الهي کا مهبط و مورد بنایا ؟ اس دن کا آفتاب جب نکلتا تها ' تو همیں خبر دیتا تها که کس طرح خدا کي زمین نافرمانیوں کي ظلمت سے تاریک هوگئي تهي ' اور پهر کس طرح همارے اعمال کي روشني افق عالم پر نیر درخشاں بنکر نمودار هوي تهي ؟ لیکن :

فخلف من بعدهم	پهر انکے بعد ایسے نا خلف پیدا هوے
خلف ' اضاعوا الصلوٰة '	جنهوں نے خدا کي عبادت کو ضائع کردیا
واتبعوا الشهوات ' فسوف	اور نفساني خواهشوں کے پیچهے پڑگئے ' پس
یلقون غیا (۱۹ : ۶۰)	بهت جلد انکي گمراهي انکے آگے آے گي

اب یه روز یادگار اگر یادگار هے ' تو عیش وشادماني کیلیے نهیں ' بلکه حسرت ونامرادي کیلیے - اگر یاد آور واقعات هے ' تو عطاؤ بخشش کي فیروز مندي کیلئے نهیں ' بلکه ناقدري و کفران نعمت کي مایوسي و حسرت سنجي کیلیے - پہلے اس کامراني کي قبولیت سے سرفراز هوے ' مگر اب اس نا مرادي کو یاد دلاتا هے که هم نے اسکي قدر نه کي اور ذلت و ... پہلے اُس وقتِ سعادت کي یاد تازه کرتا تها ' جو آغاز تها ' اور اب اس دور مسکنت و ذلت کا زخم تازه کرتا هے ' جو هماري عزت و کامراني کا انجام هے - پہلے یکسر جشن ونشاط تها ' مگر اب یکسر ماتم و حسرت هے - جشن تها ' تو (قرآن کریم) کے نزول کي یادگار کا ' جس نے پہلے هي دن اعلان کردیا تها که :

یا ایها الذین	مسلمانو ! اگر تم خدا سے ڈرتے
امنوا ! ان تتقوا	رهے (اور اسکے احکام سے سرتابي نه کي) تو وه
الله یجعل لکم	تمام عالم میں تمهارے لئے ایک امتیاز
فرقانا (۸ : ۳۰)	پیدا کردیگا -

اور اب ماتم هے تو اُسي قرآن کي اس پیشین گوئي کے ظهور کا که :

ومن اعرض عن ذکري	اور جس نے همارے ذکر سے روگرداني
فان له معیشة ضنکا	کي ' اُس کي زندگي دنیا میں تنگ
(۲۰ : ۱۲۳)	هوجاے گي -

پہلے اسکي (بشارت) کو یاد کرکے جشن مناتے تهے ' اور اب وه وقت هے که اسکي (وعید) کے نتائج کو گرد و پیش دیکهکر عبرت پکڑیں - اب عید کا دن همارے لیے عیش و نشاط کا دن نهیں رها ' البته عبرت اور موعظة کي ایک یادگار ضرور هے :

وکذالك انزلنا قرانا	ایسا هي هم نے قران کو عربي زبان
عربیا وصرفنا فیه من	میں نازل کیا اور اسمیں طرح طرح
الوعید ' لعلهم یتقون	کي وعیدیں درج کیں ' تاکه لوگ
او یحدث لهم ذکرى	پرهیزکاري اختیار کریں یا اسکے ذریعے سے
(۲۰ : ۱۱۳)	انکے دلوں میں عبرت اور فکر پیدا هو -

* * *

دنیا میں عیش کي گهڑیاں کم میسر آتي هیں ' پهر سال بهر کے اس تنها جشن کو کیوں نه عزیز رکها جاے ؟ میں بهي نهیں چاهتا که آپ عید کي خوشیوں میں سرمستِ عیش ونشاط هوں ' اور میں افسانۂ غم چهیڑ کر آپکے لذت عیش کو منغص کردوں - مگر یقین کیجیے که اپنے دلِ اندوه پرست کي بیقراریوں سے مجبور هوں - قاعده هے که ایک غمگین دل کیلئے عیش کي گهڑیوں سے بڑهکر اور کوي وقت غم کے حوادث کا یاد آور نهیں هوتا - ایک غمزده ماں ' جو سال بهر کے اندر اپنے کئي فرزندوں کو کهو چکي هو ' اگر عید کے دن اسکو اپني بقیه اولاد کے چهرے دیکهکر خوشي هوگي تو ایک ایک کرکے اسکے گم گشته لخت جگر بهي سامنے آجائیں گے - ایک بد بخت ' جو اپنا تمام مال ومتاع غفلت وبے هوشي میں ضائع کر چکا هو ' عید کے دن جب لوگونکي زرین قباؤں اور پر جواهر کلاهوں کو دیکهے گا ' تو ممکن نهیں که اسکو اپني کهوي هوي دولت کے ساز وسامان یاد نه آجائیں - دیکهتا هوں تو یه جشن کي عیدیں عیش و مسرت کا پیام نهیں ' بلکه یاد آور درد و حسرت هیں - آه ! کیا دنیا میں غفلت و سرشاري کي حکومت همیشه سے ایسي هي هے ؟ کیا دنیا میں همیشه

۱۱
ع هیں '

وما ادراک ما لیلة القدر؟ لیلة القدر خیر من الف شهر (٩٧ : ١) — اور تم جانتے ہو کہ لیلة القدر کیا ہے ؟ وہ ایک ایسی رات ہے جو دنیا کے ہزار مہینوں پر افضلیت رکھتی ہے -

یہی رات تھی جسمیں ارضِ الہی کی روحانی اور جسمانی خلافت کا ورثہ ایک قوم سے لیکر دوسری قوم کو دیا گیا ' اور یہ اُس قانون الہی کے ماتحت ہوا ' جسکی خبر (داؤد) علیہ السلام کو دی گئی تھی :

و لقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ' ان الارض یرثها عبادی الصالحون (٢١ : ١٠٦) — اور ہم نے (زبور) میں پند و نصیحت کے بعد لکھدیا تھا کہ بیشک زمین کی خلافت کے ہمارے صالح بندے وارث ہونگے -

اس قانون کے مطابق دو ہزار برس تک (بنی اسرائیل) زمین کی وراثت پر قابض رہے ' اور خدا نے انکی حکومتوں ' انکے ملکوں ' اور انکے خاندان کو تمام عالم پر فضیلت دی :

یا بنی اسرائیل ! اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم وانی فضلتکم علی العالمین (٢ : ٤٤) — اے بنی اسرائیل ! اُن نعمتوں کو یاد کرو ' جو ہم نے تم پر انعام کیں ' اور (نیز) ہم نے تمکو (اپنی خلافت دیکر) تمام عالم پر فضیلت بخشی -

یہی مہینہ ' اور یہی لیلة القدر تھی ' جسمیں اسی الہی قانون کے مطابق نیابت الہی کا ورثہ (بنی اسرائیل) سے لیکر (بنی اسماعیل) کو سپرد کیا گیا - وہ پیمانِ محبت جو خداوند نے بیابان میں (اسحاق) سے باندھا تھا ' وہ پیغام بشارت جو (یعقوب) کے گھرانے کو کنعان سے ہجرت کرتے ہوے سنایا گیا تھا ' وہ الہی رشتہ جو (کوہ سینا) کے دامن میں خدائے ابراہیم و اسحاق نے (بزرگ موسی) کی امت سے جوڑا تھا ' اور سر زمین فراعنہ کی غلامی سے انکو نجات دلائی تھی - خدا کی طرف سے نہیں بلکہ خود انکی طرف سے توڑ دیا گیا تھا - (داؤد) کے بنائے ہوے (ہیکل) کا دورِ عظمت ختم ہو چکا تھا ' اور وہ وقت آگیا تھا کہ اب (اسماعیل) کی چنی ہوئی دیواروں پر خدا کا تختِ جلال و کبریائی بچھایا جائے - یہ نصب و عزل ' عزت و ذلت ' قرب و بعد ' اور ہجر و وصال کی رات تھی ' جسمیں ایک محروم اور دوسرا کامیاب ہوا ' ایک کو دائمی ہجر کی سرگشتگی ' اور دوسرے کو ہمیشہ کیلئے وصل کی کامرانی عطا کی گئی ' ایک کا بھرا ہوا دامن خالی ہوگیا ' مگر دوسرے کی آستینِ افلاس بھر دی گئی ' ایک پر قہر و غضب کا عتاب نازل ہوا :

ضربت علیهم الذلة والمسکنة ' وباؤا بغضب من الله (٢ : ٥٩) — بنی اسرائیل کو (انکی نا فرمانیوں) کی سزا میں ذلت اور محتاجی میں مبتلا کردیا گیا اور الله کے بھیجے ہوے غضب میں آگئے -

لیکن دوسرے کو اس محبت کے خطاب سے سرفراز کیا :

وعد الله الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات — تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور عمل بھی اچھے کیے ' خدا کا اُنسے وعدہ ہے کہ

لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبل (٢٤ : ٥٤) — انکو زمین کی خلافت بخشے گا جسطرح ان سے پیشتر کی قوموں کو اُسنے بخشی تھی -

یہ اسلئے ہوا کہ زمین کی وراثت کیلئے " عبادی الصالحون " کی شرط لگادی تھی - بنی اسرائیل نے خدا کی نعمتوں کی قدر نہ کی ' اسکی نشانیوں کو جھٹلایا ' اسکے احکام سے سرتابی کی ' اسکی بخشی ہوی اعلے نعمتوں کو اپنے نفسِ ذلیل کی بتلائی ہوی ادنا چیزوں سے بدلدینا چاہا :

اتستبدلون الذی هو ادنی بالذی هو خیر ؟ (٢ : ٥٨) — خدا کی دی ہوی اعلے نعمتوں کے بدلے تم ایسی چیزوں کے طالب ہو جو انکے مقابلے میں نہایت ادنا ہیں ؟

خدائے قدوس کی زمین کثافت اور گندگی کیلئے نہیں ہے - وہ اپنے بندوں میں سے جماعتوں کو چن لیتا ہے ' تاکہ اسکی طہارت کیلئے ذمہ دار ہوں - لیکن جب خود انکا وجود زمین کی طہارت و نظافت کیلئے گندگی ہوجاتا ہے ' تو غیرت الہی اس بار آلودگی سے اپنی زمین کو ہلکا کردیتی ہے - بنی اسرائیل نے اپنے عصیان و تمرّد سے ارض الہی کی طہارت کو جب داغ لگادیا ' تو اُسکی رحمتِ غیور نے (کوہ سینا) کے دامن کی جگہ (بوقبیس) کی وادی کو اپنا گھر بنایا ' اور (شام) کے مرغزاروں سے روٹھکر (حجاز) کے ریگستان سے اپنا رشتہ قائم کیا ' تاکہ آزمایا جائے کہ یہ نئی قوم اپنے اعمال سے کہانتک اس منصب کی اہلیت ثابت کرتی ہے ؟ :

ثم جعلناکم خلائف فی الارض لننظر من بعدهم کیف تعملون ؟ (١٠ : ١٥) — اور بنی اسرائیل کے بعد پھر ہم نے تم کو زمین کی وراثت دی تاکہ دیکھیں کہ تمہارے اعمال کیسے ہوتے ہیں ؟

پس یہ مہینہ بنی اسرائیل کی عظمت کا اختتام ' اور مسلمانوں کے اقبال کا آغاز تھا ' اور اس نئے دورِ اقبال کا پہلا مہینہ (شوال) سے شروع ہوتا تھا ' اسلئے اسکے یومِ ورود کو (عید الفطر) کا جشنِ ملّی قرار دیا ' تاکہ افضال الہی کے ظہور اور قران کریم کے نزول کی یاد ہمیشہ قائم رکھی جائے ' اور اس احسان و اعزاز کے شکریے میں تمام ملت مرحومہ اسکے سامنے سر بسجود ہو :

واذکروا اذ انتم قلیل مستضعفون فی الارض تخافون ان یتخطفکم الناس فاواکم وایدکم بنصره ورزقکم من الطیبات لعلکم تشکرون (٨ : ٢٦) — اور اس وقت کو یاد کرو ' جب مکہ میں تم نہایت کم تعداد اور کمزور تھے ' اور ڈرتے تھے کہ کہیں لوگ تمہیں زبردستی پکڑ کے اڑا نہ لیجائیں ' لیکن خدا نے تمکو جگہدی ' اپنی نصرت سے مدد دی ' عمدہ رزق تمہارے لئے مہیا کردیا ' اور یہ اسلئے تھا تاکہ تم شکر ادا کرو -

* * *

مگر یہ عید الفطر کا جشن ملّی ! یہ ورود ذکر و رحمت الہی کی یادگار ! یہ سربلندی و افتخار کی بخشش کا یاد آور ! یہ یومِ کامرانی و فیروزی و شادمانی ! ! اُس وقت تک کیلئے عیش و سرور کا دن تھا ' جب تک ہمارے سر تاج خلافت سے سر بلند ہونے کیلئے

الہلال

۱۰ ستمبر ۱۹۱۲

عید الفطر

عید آمد و افزود غمم را غم دیگر
ماتم زده را عید بود ماتم دیگر

دنیا کی ہر قوم کیلئے سال بھر میں دو چار دن ایسے ضرور آتے ہیں، جنکو وہ اپنے کسی قومی جشن کی یادگار سمجھکر عزیز رکھتی ہے، اور قوم کے ہر فرد کیلئے انکا ورود عیش و نشاط کا دروازہ کھولدیتا ہے -

مسلمانوں کا جشن اور ماتم، خوشی اور غم، مرنا اور جینا، جو کچھہ تھا خدا کیلئے تھا :

قل ان صلاتي ونسكي ومحياي ومماتي لله رب العالمين، لا شريك له، وبذالك امرت وانا اول المسلمين (۶ : ۱۶۲)

کہدے کہ میری نماز، میری تمام عبادت، میرا مرنا، میرا جینا، جو کچھہ ہے اللہ کیلئے ہے، جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور جسکا کوئی شریک نہیں - مجھکو ایسا ہی حکم دیا گیا ہے، اور میں مسلمانوں میں پہلا مسلمان ہوں -

اوروں کا جشن و نشاط لذائذ دنیوی کے حصول اور انسانی خواہشوں کی کامجوئیوں میں تھا، مگر انکے ارادے مشیت الہی کے ماتحت، اور خواہشیں رضاے الہی کی محکوم تھیں - انکے لئے سب سے بڑا ماتم یہ تھا کہ دل اسکی یاد سے غافل، اور زبان اسکے ذکر سے محروم ہو جاے، اور سب سے بڑا جشن یہ تھا کہ سر اسکی طاعت میں جھکے ہوے اور زبان اسکی حمد و تقدیس سے لذت یاب ہو :

انما يؤمن باياتنا الذين اذا ذكروا بها، خروا سجداً وسبحوا بحمد ربهم وهم لا يستكبرون، تتجافى جنوبهم عن المضاجع، يدعون ربهم خوفاً وطمعاً (۳۲ : ۱۶)

ہماری آیتوں پر تو وہ لوگ ایمان لاے ہیں، کہ جب انکو وہ یاد دلائی جاتی ہیں، تو سجدے میں گر پڑتے ہیں، اور اپنے پروردگار کی حمد و ثنا کے ساتھہ تسبیح و تقدیس کرتے ہیں، اور وہ کسی طرح کا تکبر اور بڑائی نہیں کرتے - رات کو جب سوتے ہیں تو انکے پہلو بستروں سے آشنا نہیں ہوتے اور امید و بیم کے عالم میں کروٹیں لیکر اپنے پروردگار سے دعائیں مانگتے رہتے ہیں -

انکو پیشگاہ الہی سے طاعت و شکر گذاری کے جشن کیلئے دو دن ملے تھے - پہلا دن (عید الفطر) کا تھا - یہ اس ماہ مقدس کے اختتام اور افضال الہی کے دور جدید کے اولین یوم کا جشن تھا، جسمیں سب سے پہلے خدا تعالے نے اپنے کلام سے

شهر رمضان الذي انزل فيه القرآن (۲ : ۸۱)

رمضان کا م... اول اول ناز...

اسی مہینے کے آخری عشرے میں سب سے پہلے الہیں وہ نور صداقت اور کتاب مبین دی گئی، جس نے انسانی معتقدات و اعمال کی تمام ظلمتوں کو دور کیا اور ایک روشن اور سیدھی راہ دنیا کے آگے کھولدی :

لقد جاءكم من الله نور وكتاب مبين يهدي به الله من اتبع رضوانه سبل السلام (۵ : ۸۱)

بیشک ! خدا کے طرف سے تمہارے پاس نور (قرآن) ایک روشنی اور کھلی کھلی ہدایت بخشنے والی کتاب بھیجی گئی - اللہ اسکے ذریعے اپنی رضا چاہنے والوں کو سلامتی کی راہوں پر ہدایت کرتا ہے -

انسانی ضمیر کی روشنی، جبکہ ظلمت ضلالت سے چھپ گئی تھی، فطرت کے حسن اصلی پر جب انسان نے بد اعمالیوں کے پردے ڈالدیے تھے، قوانین الہی کا احترام دنیا سے اٹھہ گیا تھا، اور طغیان و سرکشی کے سیلاب میں خدا کے رسولوں کی بنائی ہوئی عمارتیں بہہ رہی تھیں — :

ظهر الفساد في البر والبحر بما كسبت ايدي الناس (۳۰ : ۴۰)

خشکی اور تری، دونوں میں انسانوں کے اعمال بد کی وجہ سے فساد پھیل گیا -

اس وقت یہ پیغام صداقت دنیا کیلئے نجات اور ہدایت کی ایک بشارت بنکر آیا، اس نے جہل و باطل پرستی کی غلامی سے دنیا کو دائمی نجات دلائی، افضال و نعائم الہیہ کے فتح باب کا مژدہ سنایا، نئی عمارت گو خود نہیں بنائی مگر پرانی عمارتوں کو ہمیشہ کیلئے مضبوط کردیا - نئی تعلیم گو نہیں لا یا، لیکن پرانی تعلیموں میں بقاے دوام کی روح پھونکدی - مختصر یہ ہے کہ فطرة اور نوامیس فطرة کی گم شدہ حکومت پھر قائم ہوگئی :

فطرة الله التي فطر الناس عليها لا تبديل لخلق الله ذالك الدين القيم ولكن اكثر الناس لا يعلمون (۳۰ : ۲۹)

یہ خدا کی بنائی ہوئی سرشت ہے جسپر خدا نے انسان کو پیدا کیا ہے - خدا کی بنائی ہوئی بناوٹ میں رد و بدل نہیں ہو سکتا، یہی (راہ فطرت) دین کا سیدھا راستہ ہے، مگر اکثر آدمی ہیں جو نہیں سمجھتے -

یہی مہینہ تھا، جسمیں دنیا کے روحانی نظام پر ایک عظیم الشان انقلاب طاری ہوا، اسی مہینے میں وہ عجیب و غریب رات آئی تھی، جس نے اس انقلاب عظیم کا ہمیشہ کیلئے ایک اندازہ صحیح کرکے فیصلہ کردیا تھا، اور اسی لئے وہ (لیلة القدر) تھی - اسکی نسبت فرمایا کہ وہ گذشتہ رسولوں کی ہدایتوں کے ہزار مہینوں سے افضل ہے، کیونکہ ان مہینوں کے اندر دنیا کو جو کچھہ دیا گیا تھا، وہ سب کچھہ مع خدا کی نئی نعمتوں اور عطا کردہ فضیلتوں کے اس رات کے اندر بخشدیا گیا :

انا انزلناه في ليلة القدر

قران کریم نازل کیا گیا لیلة القدر میں،

٦ - زیادہ اور بیداري کم رہي ہے ؟ یہ لوگوں کو کیا ہوگیا کہ ایک دن کي خوشیوں میں بیخود ہوکر ہمیشہ کے ماتم واندوہ کو بھول گئے ہیں ؟ بزم جشن کي طیاریاں کسکے لیے ' جبکہ دنیا اب ہمارے لیے ایک دائمي ماتمکدہ بنگئي ہے ؟ عیش و نشاط کي بزموں کو آگ لگائیے ' عید کے قیمتي کپڑوں کو چاک چاک کرڈالیے ' عطر کي شیشیوں کو اپنے بخت زبون کي طرح اولٹ دیجیے ' اور اسکي جگہ متھیوں میں خاک وگرد بھر بھر کر اپنے سر و سینے پر اوڑائیے - زرین کلاہوں اور ریشمین قباؤں کے پہننے کے دن اب گئے :

ما خانــہ رمیــدگان ظلـــمیم
پیغـــام خوش از دیار ما نیست

* * *

لیکن اس طلسم سراے ہستي کي ساري رونق انسان کي غفلت و سرشاري سے ہے - ممکن ہے کہ جشن عید کے ہنگاموں میں غم و اندوہ کي یہ آہیں آپکے کانوں تک نہ پہنچیں - تاہم اسکو تو نہ بھولیے کہ پیروان اسلام کا حلقہ صرف آپ ہي کے وطن و مقام پر محدود نہیں ' وہ ایک عالمگیر برادري ہے ' جسمیں چین کي دیوار سے لیکر افریقہ کے صحرا تک چالیس کرور انسان ایک ہي رشتے کي زنجیر میں منسلک ہیں - اگر (طرابلس) میں قتیلانِ ظلم و ستم کي لاشیں تڑپ رہي ہیں تو یہ عیش پرستي ایک لعنت ہے ' جو آپکو عید کي خوشیوں میں سرمست کر رہي ہے - اگر (ایران) میں آپکے اخوان ملت کو جرم وطن پرستي میں پھانسیاں دي جا رہي ہیں ' تو وہ آنکھیں پھوٹ جائیں جو ہندوستان میں اشکبار نہوں - اگر (مراکو) میں (اسلام) کا آخري نقش حکومت مٹ رہا ہے ' تو کیوں نہیں ہندوستان کے عیشکدوں میں آگ لگ جاتي ؟ اسلام کي اخوتِ عمومي تمیزقوم و مرزبوم سے پاک ہے ' اور اسکا ایک ہي خدا اپنے ایک ہي آسمان کے نیچے تمام پیروان توحید کو ایک جسم واحد کي صورت میں دیکھنا چاہتا ہے : ان ہذہ امتکم امۃ واحدہ و انا ربکم فاتقون - پس جسم اسلام کا ایک عضو درد سے بیقرار ہے ' تو تمام جسم کو اسکي تکلیف محسوس ہوني چاہئے - اگر زمین کے کسي حصے میں مسلمانوں کا خون بہہ رہا ہے تو تعجب ہے ' اگر آپ کے چہرے پر آنسو بھي نہ بہیں - اگر غفلت کي سرمستیوں نے پچھلے حوادث بھلادیے ہیں ' تو آج بھي جو کچھہ ہو رہا ہے آپکے وقفِ ماتم ہو جانے کے لیے کافي ہے -

* * *

قومي زندگي کي مثال بالکل افراد و اشخاص کي سي ہے - بچپنے سے لیکر عہد شباب تک کا زمانہ ترقي و نشو و نما و عیش و نشاط کا دور ہوتا ہے - ہر چیز بڑھتي ہے ' اور ہر قوت میں افزایش ہوتي ہے - جو دن آتا ہے ' طاقت و توانائي کا ایک نیا پیام لاتا ہے طبیعت جوش و امنگ کے نشے میں ہر وقت مخمور رہتي ہے ' اور اس سرخوشي و سرور میں جس طرف نظر اٹھتي ہے ' فرحت و انبساط کا ایک بہشت زار سامنے آجاتا ہے - اس طلسم زار ہستي میں انسان سے باہر نہ غم کا وجود ہے اور نہ نشاط کا ' البتہ ہمارے پاس دو آنکھیں ضرور ایسي ہیں جو اگر غمگین ہوں ' تو کائنات کا ہر ظہور غم آلود ہے ' اور اگر مسرور ہوں ' تو ہر منظر مرقع انبساط ہے - عہد شباب و جواني میں آنکھیں سرمست ہوتي ہیں ' اور دل جوش و امنگ سے متوالا - غم کے کانٹے بھي تلوے میں چبھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ فرش گل پر سے گذر رہے ہیں - خزاں کي افسردگي بھي سامنے آتي ہے ' تو نظر آتا ہے کہ عروسِ بہار سامنے آکر کھڑي ہوگئي ہے - دل جب خوش ہو ' تو ہر شے کیوں نہ خوش نظر آے ؟

لیکن بڑھاپے کي حالت اس سے بالکل مختلف ہوتي ہے - پہلے جو چیزیں بڑھتي تہیں ' اب روز بروز گھٹنے لگتي ہیں - جن قوتوں میں ہر روز افزائش ہوتي تھي ' اب روز بروز اضمحلال ہوتا ہے - طاقت جواب دیدیتي ہے ' اور عیش و مسرت کنارہ کش ہوجاتے ہیں - جو دن آتا ہے ' موت وفنا کا ایک نیا پیغام لاتا ہے - اور جو دن گذرتا ہے ' حسرت و آرزو کي ایک یاد چھوڑ جاتا ہے - دنیا کے سارے عیش و عشرت کے جلوے دل کي عشرت کامیوں سے تھے ' لیکن دل کے بدلنے سے آنکھیں بھي بدل جاتي ہیں - پہلے غم کي تصویر بھي شادماني کا مرقع نظر آتی تھي ' اب خوشي کے شادیانے بھي بجتے ہیں ' تو انمیں سے درد و اندوہ کي صدائیں سنائي دیتي ہیں -

قوموں کي زندگي کا بھي یہي حال ہے - ایک قوم پیدا ہوتي ہے ' بچپنے کا عہد بے فکري کاٹ کر جواني کي طاقت آزمائیوں میں قدم رکھتي ہے - یہ وقت کاروبار زندگي کا اصلي دور اور قومي صحت و تندرستي کا عہد نشاط ہوتا ہے - جہاں جاتي ہے اوج و اقبال اسکے ساتھہ ہوتا ہے - اور جس طرف قدم اٹھاتي ہے ' دنیا اسکے استقبال کے لیے دوڑتي ہے - لیکن اسکے بعد جو زمانہ آتا ہے ' اسکو " پیري و صد عیب " کا زمانہ سمجھیے کہ قوتیں ختم ہونے لگتي ہیں ' اور چراغ میں تیل کم ہونا شروع ہو جاتا ہے - طرح طرح کے اخلاقي و تمدني عوارض روز بروز پیدا ہونے لگتے ہیں ' جمعیت و اتحاد کا شیرازہ بکھر جاتا ہے ' اجتماعي قوتوں کا اضمحلال نظام ملت کو ضعیف و کمزور کر دیتا ہے - وہي زمانہ جو کل تک اسکي جواني کي طاقت کے آگے دم بخود تھا ' آج اسکے بستر پیري کے ضعف و نقاہت کو دیکھتا ہے ' تو ذلت و حقارت سے ٹھکرا دیتا ہے - (قران کریم) نے اسي قانون خلقت کي طرف اشارہ کیا ہے :

اللہ الذي خلقکم من ضعف ' ثم جعل من بعد ضعف قوۃ ' ثم جعل من بعد قوۃ ضعفا وشیبہ - یخلق ما یشــاء وھو العلیم القدیر (۳۰ : ۴۳)	اللہ وہ قادر مطلق ہے جس نے تم کو کمزور حالت میں پیدا کیا ' پھر بچپنے کي کمزوري کے بعد جواني کي طاقت دي ' پھر طاقت کے بعد دوبارہ کمزوري از بڑھاپے میں ڈالدیا - وہ جس حالت کو چاہتا ہے پیدا کردیتا ہے ' اور وہي تمہاري تمام حالتوں کا علیم اور ہر حال کا ایک اندازہ کردینے والا ہے

شاید ہماري جواني کا عہد ختم ہوچکا ' اب " صد عیب " پیري کي منزل سے گذر رہے ہیں - ہمارا بچپن جسقدر حیرت انگیز اور جواني کي طاقتین جس درجہ زلزلہ انگیز تھیں ' دیکھتے ہیں تو

اور جسم خلعتِ نیابت سے مفتخر ہوے کیلئے - عزت و عظمت جب ہمارے ساتھہ تھی ' اور اقبال و کامرانی ہمارے آگے دوڑتی تھی - خدا کی نعمتوں کا ہم پر سایہ تھا ' اور اللہ کی بخشی ہوی خلافت کے تخت جلال پر متمکن تھے - لیکن اب ہمارے اقبال وکامرانی کا تذکرہ صرف صفحات تاریخ کا ایک افسانۂ ماضی رہگیا ھے -

دنیا کی اور قومیں ہمارے لئے وسیلۂ عبرت تھیں ' لیکن اب خود ہمارے اقبال وادبار کی حکایت اوروںکے لئے مثال عبرت ھے - ہم نے خدا کی دی ہوی عزت وکامرانی کو ہواے نفس کی بتلای ہوی راہ مذلت سے بدل لیا ' اسکے عطا کیے ہوے منصب خلافت کی قدر نہ پہچانی ' اور زمین کی وراثت ونیابت کا خلعت ہمکو راس نہ آیا - اب ہمارے عید کی خوشیوں کے دن گئے ' عیش و عشرت کا دور ختم ہو گیا ہم نے بہت سی عیدیں تخت حکومت و سلطنت پر دیکھیں ' اور ہزاروں شادیانے سریر خلافت کے آگے بجواے - ہم پر صدہا عیدیں ایسی گذریں ' جب دنیا کی قومیں ہمارے سامنے سر بسجود تھیں ' اور عظمت و شوکت کے تخت الٹے ہوے ہمارے سامنے تھے - اب عید کے عیش وطرب کی صحبتیں اُن قوموں کو مبارک ہوں ' جنکی عبرت وتنبیہ کیلئے ابتک ہمارا وجود بارِ زمین ھے - ان کو خوش نصیب سمجھئے جو اپنے دور اقبال کے ساتھہ خود بھی مٹ گئے - ہمارا اقبال جا چکا ھے مگر ہم خود ابتک دنیا میں باقی ہیں - شاید اسلئے کہ غیروں کے طعنے سنیں ' اور اپنی ذلت وخواری پر آنسو بہا کر قوموں کیلیے وجود عبرت ہوں : -

در کار ماست نالۂ و من در ہواے او
پرانۂ چراغ مزار خودیم ما

* * *

اس دن کی یادگار ہمارے لیے جشن و طرب کا پیام تھی ؛ کیونکہ یہی دن ہمارے صحیفۂ اقبال کا صفحۂ اولین تھا ' اور اسی تاریخ سے ہمارے ہاتھوں قرآنی حکومت کا دورجدید قلوب و اجسام کی زمین پر شروع ہوا تھا - اس دن کا طلوع ہمکو یاد دلاتا تھا کہ بد اعمالیوں نے کیونکر بنی اسرائیل کو دوہزار سالہ عظمت سے محروم کیا ' اور اعمال حسنہ کے شرف و افتخار نے کیونکر ہمیں برکاتِ الہی کا مہبط و مورد بنایا ؟ اس دن کا آفتاب جب نکلتا تھا ' تو ہمیں خبردیتا تھا کہ کس طرح خدا کی زمین نافرمانیوں کی ظلمت سے تاریک ہوگئی تھی ' اور پھر کس طرح ہمارے اعمال کی روشنی افق عالم پر نیردرخشاں بنکر نمودار ہوی تھی ؟ لیکن :

فخلف من بعدھم	پھر انکے بعد ایسے نا خلف پیدا ہوے
خلف ' اضاعوا الصلوٰة '	جنہوں نے خدا کی عبادت کو ضائع کردیا
واتبعوا الشھوات ' فسوف	اور نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑگئے ' پس
یلقون غیا (۱۹ : ۶۰)	بہت جلد انکی گمراہی انکے آگے آے گی

اب یہ روز یادگار اگر یادگار ھے ' تو عیش و شادمانی کیلیے نہیں ' بلکہ حسرت و نامرادی کیلیے - اگر یاد آور واقعات ھے ' تو عطاؤ بخشش کی فیروز مندی کیلئے نہیں ' بلکہ ناقدری و کفران نعمت کی مایوسی و حسرت سنجی کیلیے - پہلے اس کامرانی و قبولیت سے سرفراز ہوے ' مگر اب اس نا[...] کرتا ھے کہ ہم نے اسکی قدر نہ کی اور ذا[...] پہلے اُس وقتِ سعادت کی یاد تازہ کرتا تھا ' آغاز تھا ' اور اب اس دور مسکنت و ذلت کا زخم تازہ کرتا ھے ' جو ہماری عزت و کامرانی کا انجام ھے - پہلے یکسر جشن و نشاط تھا ' مگر اب یکسر ماتم و حسرت ھے - جشن تھا ' تو (قرآن کریم) کے نزول کی یادگار کا ' جس نے پہلے ہی دن اعلان کردیا تھا کہ :

یا ایھا الذین	مسلمانو ! اگر تم خدا سے ڈرتے
امنوا ! ان تتقوا	رھے (اور اسکے احکام سے سرتابی نہ کی) تو وہ
اللہ یجعل لکم	تمام عالم میں تمہارے لئے ایک امتیاز
فرقانا (۸ : ۳۰)	پیدا کردیگا -

اور اب ماتم ھے تو اُسی قرآن کی اس پیشین گوئی کے ظہور کا کہ :

ومن اعرض عن ذکری	اور جس نے ہمارے ذکر سے روگردانی
فان لہ معیشة ضنکا	کی ' اُس کی زندگی دنیا میں تنگ
(۲۰ : ۱۲۳)	ہوجاے گی -

پہلے اسکی (بشارت) کو یاد کرکے جشن مناتے تھے ' اور اب وہ وقت ھے کہ اسکی (وعید) کے نتائج کو گرد و پیش دیکھکر عبرت پکڑیں - اب عید کا دن ہمارے لیے عیش و نشاط کا دن نہیں رہا البتہ عبرت اور موعظة کی ایک یادگار ضرور ھے :

وکذالک انزلنا قرانا	ایسا ہی ہم نے قران کو عربی زبان
عربیا وصرفنا فیہ من	میں نازل کیا اور اسمیں طرح طرح
الوعید ' لعلھم یتقون	کی وعیدیں درج کیں ' تاکہ لوگ
او یحدث لھم ذکری	پرہیزگاری اختیار کریں یا اسکے ذریعے سے
(۲۰ : ۱۱۳)	انکے دلوں میں عبرت اور فکر پیدا ہو -

* * *

دنیا میں عیش کی گھڑیاں کم میسر آتی ہیں ' پھر سال بھر کے اس تنہا جشن کو کیوں نہ عزیز رکھا جاے ؟ میں بھی نہیں چاہتا کہ آپ عید کی خوشیوں میں سر مستِ عیش و نشاط ہوں ' اور میں افسانۂ غم چھیڑ کر آپکے لذت عیش کو منغص کردوں - مگر یقین کیجیے کہ اپنے دلِ اندوہ پرست کی بیقراریوں سے مجبور ہوں - قاعدہ ھے کہ ایک غمگین دل کیلئے عیش کی گھڑیوں سے بڑھکر اور کوی وقت غم کے حوادث کا یاد آور نہیں ہوتا - ایک غمزدہ ماں ' جو سال بھر کے اندر اپنے کئی فرزندوں کو کھو چکی ہو ' اگر عید کے دن اسکو اپنی بقیہ اولاد کے چہرے دیکھکر خوشی ہوگی تو ایک ایک کرکے اسکے گم گشتہ لخت جگر بھی سامنے آجائیں گے - ایک بد بخت ' جو اپنا تمام مال ومتاع غفلت وبے ہوشی میں ضائع کر چکا ہو ' عید کے دن جب لوگونکی زرین قباؤں اور پر جواہر کلاہوں کو دیکھے گا ' تو ممکن نہیں کہ اسکو اپنی کھوی ہوی دولت کے ساز وسامان یاد نہ آجائیں - دیکھتا ہوں تو یہ جشن کی عیدیں عیش و مسرت کا پیام نہیں ' بلکہ یاد آور درد و حسرت ہیں - آہ ! کیا دنیا میں غفلت و سرشاری کی حکومت ہمیشہ سے ایسی ہی ھے ؟ کیا دنیا میں ہمیشہ

وما ادراک ما لیلة القدر ؟ لیلة القدر خیر من الف شهر (۹۷ : ۱)

اور تم جانتے ھو کہ لیلة القدر کیا ھے ؟ وہ ایک ایسي رات ھے جو دنیا کے ہزار مہینوں پر افضلیت رکھتي ھے -

یہي رات تھي جسمیں ارضِ الہي کي روحاني اور جسماني خلافت کا ورثہ ایک قوم سے لیکر دوسري قوم کو دیا گیا ' اور یہ اُس قانون الہي کے ماتحت ھوا ' جسکي خبر (داؤد) علیہ السلام کو دي گئي تھي :

ولقد کتبنا في الزبور من بعد الذکر ' ان الارض یرثها عبادی الصالحون (۲۱ : ۱۰۶)

اور ھم نے (زبور) میں پند و نصیحت کے بعد لکھدیا تھا کہ بیشک زمین کي خلافت کے ھمارے صالح بندے وارث ھونگے -

اس قانون کے مطابق دو ہزار برس تک (بني اسرائیل) زمین کي وراثت پر قابض رھے ' اور خدا نے انکي حکومتوں ' انکے ملکوں ' اور انکے خاندان کو تمام عالم پر فضیلت دي :

یا بني اسرائیل ! اذکروا نعمتي التي انعمت علیکم واني فضلتکم علي العالمین (۲ : ۴۴)

اے بني اسرائیل ! اُن نعمتونکو یاد کرو ' جو ھم نے تم پر انعام کیں ' اور (نیز) ھم نے تمکو (اپني خلافت دیکر) تمام عالم پر فضیلت بخشي -

یہي مہینہ ' اور یہي لیلة القدر تھي ' جسمیں اسي الہي قانون کے مطابق نیابت الہي کا ورثہ (بني اسرائیل) سے لیکر (بني اسماعیل) کو سپرد کیا گیا - وہ پیمانِ محبت جو خداوند نے بیابان میں (اسحاق) سے باندھا تھا ' وہ پیغامِ بشارت جو (یعقوب) کے گھرانے کو کنعان سے ھجرت کرتے ھوے سنایا گیا تھا ' وہ الہی رشتہ جو (کوہ سینا) کے دامن میں خدائے ابراھیم و اسحاق نے (بزرگ موسی) کي امت سے جوڑا تھا ' اور سر زمین فراعنہ کي غلامي سے انکو نجات دلائي تھي - خدا کي طرف سے نہیں بلکہ خود انکي طرف سے توڑ دیا گیا تھا - (داؤد) کے بنائے ھوے (ھیکل) کا دورِ عظمت ختم ھو چکا تھا ' اور وہ وقت آگیا تھا کہ اب (اسماعیل) کي چني ھوئي دیواروں پر خدا کا تختِ جلال و کبریائي بچھایا جاے - یہ نصب و عزل ' عزت و ذلت ' قرب و بعد ' اور ھجر و وصال کي رات تھي ' جسمیں ایک محروم اور دوسرا کامیاب ھوا ' ایک کو دائمي ھجر کي سرگشتگي ' اور دوسرے کو ھمیشہ کیلئے وصل کي کامراني عطا کي گئي ' ایک کا بھرا ھوا دامن خالي ھوگیا ' مگر دوسرے کي آستینِ افلاس بھر دي گئي ' ایک پر قہر و غضب کا عتاب نازل ھوا :

ضربت علیهم الذلة والمسکنة ' وباؤا بغضب من الله (۲ : ۵۹)

بني اسرائیل کو (انکي نا فرمانیوں) کي سزا میں ذلت اور محتاجي میں مبتلا کردیا گیا اور الله کے بھیجے ھوے غضب میں آگئے -

لیکن دوسرے کو اس محبت کے خطاب سے سرفراز کیا :

وعد الله الذین امنوا منکم وعملو الصالحات لیستخلفنهم في الارض کما استخلف الذین من قبل (۲۴ : ۵۴)

تم میں سے جو لوگ ایمان لاے اور عمل بھي اچھے کیے ' خدا کا اُنسے وعدہ ھے کہ انکو زمین کي خلافت بخشے گا جسطرح ان سے پیشتر کي قوموں کو اُسنے بخشي تھی -

یہ اسلئے ھوا کہ زمین کي وراثت کیلئے " عبادی الصالحون " کي شرط لگادي تھي - بني اسرائیل نے خدا کي نعمتوں کي قدر نہ کي ' اسکي نشانیوں کو جھٹلایا ' اسکے احکام سے سرتابي کي ' اسکي بخشي ھوي اعلے نعمتوں کو اپنے نفسِ ذلیل کي بتلائي ھوي ادنا چیزوں سے بدلدینا چاھا :

اتستبدلون الذي ھو ادنی بالذي ھو خیر ؟ (۲ : ۵۸)

خداکي دي ھوي اعلے نعمتوں کے بدلے تم ایسي چیزونکے طالب ھو جو انکے مقابلے میں نہایت ادنا ھیں ؟

خدائے قدوس کي زمین کثافت اور گندگي کیلئے نہیں ھے - وہ اپنے بندوں میں سے جماعتوں کو چن لیتا ھے ' تاکہ اسکي طہارت کیلئے ذمہ دار ھوں - لیکن جب خود انکا وجود زمین کي طہارت و نظافت کیلئے گندگي ھوجاتا ھے ' تو غیرت الہي اس بارآلودگي سے اپني زمین کو ھلکا کردیتي ھے - بني اسرائیل نے اپنے عصیان و تمرّد سے ارض الہي کي طہارت کو جب داغ لگادیا ' تو اُسکي رحمتِ غیور نے (کوہ سینا) کے دامن کي جگہ (بو قبیس) کي وادي کو اپنا گھر بنایا اور (شام) کے مرغزاروں سے روٹھکر (حجاز) کے ریگستان سے اپنا رشتہ قائم کیا ' تاکہ آزمایا جاے کہ یہ نئي قوم اپنے اعمال سے کہانتک اس منصب کي اھلیت ثابت کرتي ھے ؟ :

ثم جعلناکم خلائف في الارض لننظر من بعدهم کیف تعملون ؟ (۱۰ : ۱۵)

اور بني اسرائیل کے بعد پھر ھم نے تم کو زمین کي وراثت دي تاکہ دیکھیں کہ تمہارے اعمال کیسے ھوتے ھیں ؟

پس یہ مہینہ بني اسرائیل کي عظمت کا اختتام ' اور مسلمانوں کے اقبال کا آغاز تھا ' اور اس نئے دورِ اقبال کا پہلا مہینہ (شوال) سے شروع ھوتا تھا ' اسلئے اسکے یومِ ورود کو (عید الفطر) کا جشنِ ملّی قرار دیا تاکہ افضالِ الہي کے ظہور اور قران کریم کے نزول کي یاد ھمیشہ قائم رکھي جاے ' اور اس احسان و اعزاز کے شکریے میں تمام ملت مرحومہ اسکے سامنے سر بسجود ھو :

واذکروا اذ انتم قلیل مستضعفون في الارض تخافون ان یتخطفکم الناس فاواکم وایدکم بنصره ورزقکم من الطیبات لعلکم تشکرون (۸ : ۲۶)

اور اس وقت کو یاد کرو ' جب مکہ میں تم نہایت کم تعداد اور کمزور تھے ' اور ڈرتے تھے کہ کہیں لوگ تمھیں زبردستي پکڑ کے اڑا نہ لیجائیں لیکن خدا نے تمکو جگہ دي ' اپني نصرت سے مدد کي ' عمدہ رزق تمہارے لئے مہیا کردیا ' اور یہ اسلئے تھا تاکہ تم شکر ادا کرو -

● ● ●

مگر یہ عید الفطر کا جشن ملّي ! یہ ورود ذکر و رحمتِ الہي کي یادگار ! یہ سربلندي و افتخار کي بخشش کا یاد آور ! یہ دورِ کامراني و فیروزي و شاد ماني ! ! اُس وقت تک کیلئے عیش و سرور کا دن تھا ' جب تک ھمارے سر تاجِ خلافت سے سربلند ھونے کیلئے

مقالات

بڑھاپے کے ضعف و نقاہت کو بھی اتنا ہی تیز پاتے ہیں - شاید اسکے بعد اب منزل فنا درپیش ہے - چراغ تیل سے خالی ہوتا جاتا ہے ' اور چولہا خاکستر سے بھرتا جاتا ہے - گذشتہ باتوں کی صرف ایک یاد رہگئی ہے ' اور جوانی کے افسانے خواب و خیال معلوم ہوتے ہیں - لیکن اگر ہمیں مٹنا ہی ہے تو مٹنے میں دیر کیوں ہے ؟ صبح فنا آگئی ہے تو شمع سحر کو بجھ ہی جانا چاہئے - جس بزم اقبال و عظمت میں اب ہمارے لیے جگہ نہیں رہی ' بہتر ہے کہ اوروں کیلئے اُسے خالی کردیں - ہم نے ایک ہزار برس سے زیادہ عرصے تک دنیا میں زندگی کے اچھے برے دن کاٹے ' اور ہر طرح کی لذتیں چکھ لیں - حکمرانی کے تخت پر بھی رہے ' اور محکومی کی خاک پر بھی لوٹے - علم کی سرپرستی بھی کی ' اور جہل کی رفاقت میں بھی رہے - جب عیش و عشرت کی بزم آرائیوں میں تھے تو اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے ' اور اب حسرت و ارزو کے غمکدے میں ہیں ' تو اسمیں بھی ایک شان یکتائی رکھتے ہیں - زمانہ نے ہمارے مٹانے کا فیصلہ کر لیا ہے تو اب دیر نہ کرے - لیکن گو ہم مٹ جائینگے مگر ہمارے بٹھائے ہوے نقشوں کا مٹانا آسان نہوگا - تاریخ ہمکو کبھی نہ بھلا سکے گی ' اور ہمارا افسانۂ عبرت ہمیشہ مسافران عالم کو یاد آ آ کر خون کے آنسو رلاے گا :

گو کہ ہم صفحۂ ہستی پہ تھے ایک حرف غلط
لیک اٹھے بھی تو ایک نقش بٹھا کے اٹھے :

* * *

رات کے پچھلے پہر کی تاریکی اور سناٹے میں یہ سطریں لکھ رہا ہوں - میرا قلب مضطر ' اور آنکھیں اشکبار ہیں - آفتاب عید کے اشتیاق میں خفتگان انتظار کروٹیں بدل رہے ہیں ' مگر میری نظر ایک جھلملاتے ہوے تارے پر ہے - دیکھتا ہوں تو یاس و نا امیدی کی رات گو تاریک ہے ' مگر پھر بھی ہماری امید کے افق پر ایک آخری ستارہ جھلملا رہا ہے - جن آنکھوں سے ہم نے خشک درختوں کو کٹتے دیکھا ہے ' انہیں انکھوں نے خشک درختوں کو سرسبز و شاداب بھی ہوتے دیکھا ہے - :

ومن آیاته یریکم البرق خوفاً وطمعاً وینزل من السماء ماء فیحیی به الارض بعد موتها ' ان فی ذلک لایات لقوم یعقلون (۳۰ : ۱۵)

اور خدا کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک یہ نشانی بھی ہے کہ وہ تمکو ڈرانے اور امید کرنے کیلئے بجلی دکھلاتا ہے ' پھر آسمان سے پانی برساتا ہے اور اسکے ذریعے سے زمین کو اسکے مرنے کے بعد زندہ کردیتا ہے - بیشک عقلمندوں کیلئے ان باتوں میں قدرت الہی کی بڑی بڑی نشانیاں ہیں

تمدن خطرہ میں

[از خامہ : مسٹر عبد الماجد (لکھنؤ)]

ذیل کا مضمون ایک فرنچ عالم مسیو گرڈ (M. Rem - L. Gerard) کے اس مضمون کا ترجمہ ہے ' جو اُس نے عنوان بالا سے انگلستان کے مشہور علمی سہ ماہی رسالہ (ہبرٹ جرنل) بابت جنوری سنہ ۱۹۱۲ ع میں شایع کیا تھا - گذشتہ جون اور جنوری کے الندوہ میں میں نے ایک مضمون لکھا تھا ' اسکے مطالعہ سے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ مل نے سنہ ۱۸۳۶ ع میں جو خواب دیکھا تھا ' اسکی تعبیر کن کن حیثیات سے آج پوری ہو رہی ہے - فاضل مضمون نگار کی دقت نظر کے اعتراف کے ساتھ ہمکو مجبوراً یہ بھی کہنا پڑتا ہے ' کہ وہ قدامت پرستی کی جوش میں کہیں کہیں واقعات سے بہت دور جا پڑا ہے - امید نہیں کہ دلدادگان تہذیب جدید اس مضمون کو پڑھکر خاموش رہیں - اگر ناظرین کو اس مسئلہ سے دلچسپی ہوئی تو ممکن ہے کہ بحث کا دوسرا رخ بھی اردو میں منتقل کردیا جاے -

(۱)

آج کل فرانس اور اسکے ساتھ کل لاطینی نسل (۱) کے زوال پر راے زنی کرنا کچھ فیشن سا ہوگیا ہے ' لیکن زیادہ غور کے بعد یہ معلوم ہوگا ' کہ وہی علامات زوال جو فرانس میں اسقدر واضح طور پر نمایاں ہیں ' اُنکا وجود بہ اختلاف مدارج یورپ کے دیگر متمدن ممالک میں بھی ہے ' اور ان سے غیر لاطینی قومیں یعنی انگریز اور جرمن بھی مستثنی نہیں - بہ خلاف اسکے اُن ممالک میں ' جنہوں نے دو چار صدیوں سے سطح تمدن کے بلند کرنے میں کوئی خاص حصہ نہیں لیا تھا ' اب پھر کچھ بیداری کے آثار پیدا ہو چلے ہیں - اس بنا پر انحطاط تمدن پر بحث کرتے ہوے بجاے فرانسیسی تمدن کو مختص کر لینے کے عام مغربی تمدن کے اسباب زوال کو پیش نظر رکھنا زیادہ مناسب ہوگا - ان اسباب کا وجود تقریباً ہر متمدن ملک میں ہے ' لیکن فرانس میں انکے زیادہ نمایاں ہونے کی وجہ یہ ہے کہ فرانس اپنے رفتار ارتقاء میں دیگر ممالک سے کئی منزل آگے ہے ' اور اسکا لازمی نتیجہ یہ ہے ' کہ زوال

(۱) لاطینی نسل سے مراد اُن ممالک کے باشندوں سے ہے جو مغربی یورپ میں واقع ہیں اور جنکی زبانوں کا اصل ماخذ لاطینی زبان ہے - مثلاً اٹلی ' فرانس ' اسپین ' وغیرہ - اسکے مقابلہ میں جرمن نسل ہے ' جس سے مراد انگریز و جرمن قوم سے ہے - مترجم

زیادہ اور بیداری کم رہی ہے؟ یہ لوگوں کو کیا ہوگیا کہ ایک دن کی خوشیوں میں بیخود ہوکر ہمیشہ کے ماتم واندوہ کو بھول گئے ہیں؟ بزم جشن کی طیاریاں کسکے لیے، جبکہ دنیا اب ہمارے لیے ایک دائمی ماتمکدہ بنگئی ہے؟ عیش و نشاط کی بزموں کو آگ لگائیے، عید کے قیمتی کپڑوں کو چاک چاک کرڈالیے، عطر کی شیشیوں کو اپنے بخت زبون کی طرح اولٹ دیجیے، اور اسکی جگہ مٹھیوں میں خاک وگرد بھر بھر کر اپنے سر و سینے پر اوڑائیے - زرین کلاہوں اور ریشمین قباؤں کے پہننے کے دن اب گئے:

ما خانہ رمیدگان ظلمیم
پیغام خوش از دیار ما نیست

* * *

لیکن اس طلسم سراے ہستی کی ساری رونق انسان کی غفلت و سرشاری سے ہے - ممکن ہے کہ جشن عید کے ہنگاموں میں غم و اندوہ کی یہ آہیں آپکے کانوں تک نہ پہنچیں - تاہم اسکو تو نہ بھولیے کہ پیروان اسلام کا حلقہ صرف آپ ہی کے وطن و مقام پر محدود نہیں، وہ ایک عالمگیر برادری ہے، جسمیں چین کی دیوار سے لیکر افریقہ کے صحرا تک چالیس کرور انسان ایک ہی رشتے کی زنجیر میں منسلک ہیں - اگر (طرابلس) میں قتیلان ظلم و ستم کی لاشیں تڑپ رہی ہیں تو یہ عیش پرستی ایک لعنت ہے، جو آپکو عید کی خوشیوں میں سرمست کر رہی ہے - اگر (ایران) میں آپکے اخوان ملت کو جرم وطن پرستی میں پھانسیاں دی جا رہی ہیں، تو وہ آنکھیں پھوٹ جائیں جو ہندوستان میں اشکبار نہوں - اگر (مراکو) میں (اسلام) کا آخری نقش حکومت مٹ رہا ہے، تو کیوں نہیں ہندوستان کے عیشکدوں میں آگ لگ جاتی؟ اسلام کی اخوت عمومی تمیز قوم و مرزبوم سے پاک ہے، اور اسکا ایک ہی خدا اپنے ایک ہی آسمان کے نیچے تمام پیروان توحید کو ایک جسم واحد کی صورت میں دیکھنا چاہتا ہے: ان ہذہ امتکم امۃ واحدہ و انا ربکم فاتقون - پس جسم اسلام کا ایک عضو درد سے بیقرار ہے، تو تمام جسم کو اسکی تکلیف محسوس ہونی چاہئے - اگر زمین کے کسی حصے میں مسلمانوں کا خون بہہ رہا ہے تو تعجب ہے، اگر آپ کے چہرے پر آنسو بھی نہ بہیں - اگر غفلت کی سرمستیوں نے پچھلے حوادث بھلادیے ہیں، تو آج بھی جو کچھ ہو رہا ہے آپکے وقف ماتم ہو جانے کے لیے کافی ہے -

* * *

قومی زندگی کی مثال بالکل افراد و اشخاص کی سی ہے - بچپنے سے لیکر عہد شباب تک کا زمانہ ترقی و نشو و نما و عیش و نشاط کا دور ہوتا ہے - ہر چیز بڑھتی ہے، اور ہر قوت میں افزایش ہوتی ہے - جو دن آتا ہے، طاقت و توانائی کا ایک نیا پیام لاتا ہے - طبیعت جوش و امنگ کے نشے میں ہر وقت مخمور رہتی ہے، اور اس سرخوشی و سرور میں جس طرف نظر اٹھتی ہے، فرحت و انبساط کا ایک بہشت زار سامنے آجاتا ہے - اس طلسم زار ہستی میں انسان سے باہر نہ غم کا وجود ہے اور نہ نشاط کا، البتہ ہمارے پاس دو آنکھیں ضرور ایسی ہیں جو اگر غمگین ہوں، تو کائنات کا ہر ظہور غم آلود ہے، اور اگر مسرور ہوں، تو ہر منظر مرقع انبساط ہے - عہد شباب و جوانی میں آنکھیں سرمست ہوتی ہیں، اور دل جوش و امنگ سے متوالا - غم کے کانٹے بھی تلوے میں چبھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ فرش گل پر سے گذر رہے ہیں - خزاں کی افسردگی بھی سامنے آتی ہے، تو نظر آتا ہے کہ عروس بہار سامنے آکر کھڑی ہوگئی ہے - دل جب خوش ہو، تو ہر شے کیوں نہ خوش نظر آے؟

لیکن بڑھاپے کی حالت اس سے بالکل مختلف ہوتی ہے - پہلے جو چیزیں بڑھتی تھیں، اب روز بروز گھٹنے لگتی ہیں - جن قوتوں میں ہر روز افزائش ہوتی تھی، اب روز بروز اضمحلال ہوتا ہے - طاقت جواب دیدیتی ہے، اور عیش و مسرت کنارہ کش ہوجاتے ہیں - جو دن آتا ہے، موت وفنا کا ایک نیا پیغام لاتا ہے - اور جو دن گذرتا ہے، حسرت و آرزو کی ایک یاد چھوڑ جاتا ہے - دنیا کے سارے عیش و عشرت کے جلوے دل کی عشرت کامیوں سے تھے، لیکن دل کے بدلنے سے آنکھیں بھی بدل جاتی ہیں - پہلے غم کی تصویر بھی شادمانی کا مرقع نظر آتی تھی، اب خوشی کے شادیانے بھی بجتے ہیں، تو انمیں سے درد و اندوہ کی صدائیں سنائی دیتی ہیں -

قوموں کی زندگی کا بھی یہی حال ہے - ایک قوم پیدا ہوتی ہے، بچپنے کا عہد بے فکری کاٹ کر جوانی کی طاقت آزمائیوں میں قدم رکھتی ہے - یہ وقت کار و بار زندگی کا اصلی دور اور قومی صحت و تندرستی کا عہد نشاط ہوتا ہے - جہاں جاتی ہے اوج و اقبال اسکے ساتھہ ہوتا ہے - اور جس طرف قدم اٹھاتی ہے، دنیا اسکے استقبال کے لیے دوڑتی ہے - لیکن اسکے بعد جو زمانہ آتا ہے، اسکو "پیری و صد عیب" کا زمانہ سمجھیے کہ قوتیں ختم ہونے لگتی ہیں، اور چراغ میں تیل کم ہونا شروع ہو جاتا ہے - طرح طرح کے اخلاقی و تمدنی عوارض روز بروز پیدا ہونے لگتے ہیں، جمعیت و اتحاد کا شیرازہ بکھر جاتا ہے، اجتماعی قوتوں کا اضمحلال نظام ملت کو ضعیف و کمزور کر دیتا ہے - وہی زمانہ جو کل تک اسکی جوانی کی طاقت کے آگے دم بخود تھا، آج اسکے بستر پیری کے ضعف و نقاہت کو دیکھتا ہے، تو ذلت و حقارت سے ٹھکرا دیتا ہے -

(قرآن کریم) نے اسی قانون خلقت کی طرف اشارہ کیا ہے:

اللہ الذی خلقکم من ضعف، ثم جعل من بعد ضعف قوۃ، ثم جعل من بعد قوۃ ضعفا وشیبہ - یخلق ما یشاء وہو العلیم القدیر (۳۰ : ۴۳)	اللہ وہ قادر مطلق ہے جس نے تم کو کمزور حالت میں پیدا کیا، پھر بچپنے کی کمزوری کے بعد جوانی کی طاقت دی، پھر طاقت کے بعد دوبارہ کمزوری اور بڑھاپے میں ڈالدیا - وہ جس حالت کو چاہتا ہے پیدا کردیتا ہے، اور وہی تمہاری تمام حالتوں کا علیم اور ہر حال کا ایک اندازہ کردینے والا ہے

شاید ہماری جوانی کا عہد ختم ہوچکا، اب "صد عیب" پیری کی منزل سے گذر رہے ہیں - ہمارا بچپن جسقدر حیرت انگیز اور جوانی کی طاقتیں جس درجہ زلزلہ انگیز تھیں، دیکھتے ہیں تو

اسکا حقیقي اور اصلي سبب نفس پرستي هے ' جس کا روکنا کسي قانون کے بس میں نهیں - جب مرد کي عیش پرستي اس درجه بڑھ جاے که اهل و عیال کي پرداخت درد سر معلوم هونے لگے ' اور عورت پر فرایض اُمومة بار هونے لگیں [illegible] سیاسي کیا کرسکتے هیں ؟

اسي ضمن میں [illegible] بھي قابل لحاظ هے ' که (جیسا که مسیو پال فگیت نے لکھا هے) اب مصنفه عورتوں کے تخیلات میں انقلاب عظیم هوگیا هے - پہلے انکا مطمح نظر بلند و شریفانه تھا ' مگر اب محض دلچسپي و حظ نفس رہ گیا هے - اب عورت کسي موقع پربھي مرد کے مقابله میں ضبط نفس گوارا نهیں کرسکتي ' وہ مرد سے اپنے حقوق کا شدید مطالبه کرتي هے ' لیکن اسکے معاوضه میں اپني جانب سے ایک ذرّہ ایثار کرنے کے لئے تیار نهیں - بے شبه نسواني انفرادیّت کا یه زور' انتہاے تمدن کي علامت هے (اسلئے که نیم متمدن ممالک میں ایک ضعیف طبقه کے لئے اتني آزادي ممکن نهیں) لیکن اسي کے ساتھه' یهي چیز اسکے زوال کا بھي پیش خیمه هے - یه غیر معتدل حریت ' یه مطلق العناني ایک طرف تو تمدن کے معراج کمال کي دلیل بین هے ' دوسري طرف صداے جرس هے ' که قافلهٔ قوم اب منزل تمدن سے کوچ کرے - یه اچھي طرح یاد رکھنا چاهئے که جس قوم کے طبقهٔ اناث کو فرایض اُمومة سے عار آتا هے ' وہ قوم اپنے هاتھوں اپني قبر کھود رهي هے -

اعتقادي اور معاشرتي بد نظمیوں کے ساتھه ایک تیسري بدنظمي سیاست کے متعلق بھي هے - آزادي کي اُس تحریک سے ' جس نے مذهب اور معاشرت کي بنیادیں متزلزل کردي هیں' یه کیونکر ممکن تھا ' که نظام سیاسي کو صدمه نه پهنچتا ؟ اس سیاسي بد نظمي کا نام (انارکزم) هے - اس سے سلطنت کے قوت و اقتدار میں بہت کچھه فرق آگیا هے - فرانسیسي گورنمنٹ' جو غیر معتدل جمہوریّت اور ضعف شدید کي جامع هے' اسکا کل سہارا پارلیمنٹ هے' حالانکه اسکے ارکان میں نه قابلیت هے اور نه قوم کا اعتماد عام انهیں حاصل هے -

موسیو اِمیل فگیت کا یه محض دعوی نهیں' بلکه بد قسمتي سے ایک ثابت شدہ مسئله هے که جمهوري حکومت کا لازمي نتیجه افراد میں ناقابلیت ' اور ذمه داري کا خوف پهیلانا هے - چنانچه آج قوم کے مقاصد عالیه نه صرف نظر انداز کئے جارهے هیں' بلکه گورنمنٹ اور اهل حرفه و تجارت پیشه گروهوں کے درمیان' جنکے اوپر حقیقةً فلاح ملک کا انحصار هے' ایک هنگامهٔ مخالفت برپا هے - اس کشمکش کا نتیجه یه هے' که هڑتالیں' فسادات' بلوے' روزمرہ کے معمولي واقعات بن گئے هیں' جنکے سامنے گورنمنٹ بے دست و پا هے - ریلوے ملازمین کي هڑتالوں سے سارے ملک کے کاروبار رک جاتے هیں' اور گورنمنٹ انکے انسداد سے عاجز هے - حال میں جو سنڈیکلسٹ تحریک پیدا هوي هے' اسکا مقصد علانیه انارزم (فوضویّت) پهیلانا (۱) هے - سوشلسٹ پھربھي غنیمت هے که گو وہ سوسایٹي کے موجودہ نظام کو بدلکر ایک نیا نظام بنانا چاهتے هیں' تاهم اس مقصد کے حصول کے لئے وہ افراد پر سخت سے سخت ذمه داریاں عاید کرنے کے لئے بھي تیار هیں- به خلاف اسکے سنڈیکلزم کي صداے بے هنگام کا ماحصل محض یه هے که " اوقات محنت گھٹاؤ ' اور کام کي اُجرت بڑھاؤ " یه لوگ اس عام شور میں اسکا بھي خیال نهیں کرتے' که علم الاقتصاد کے اصول سے انکا مطالبه کس حد تک حق بجانب هے ؟

گورنمنٹ کي کمزوري سے فایدہ اُٹھا کر لوگ روز بروز اپنے مطالبات میں اضافه کرتے جاتے هیں' اور مزدوري پیشه گروہ کي کامیابي دیکھکر دیگر باشندگان ملک بھي اپنے اپنے جتھے بنا کر گورنمنٹ سے اپنے لئے خاص مراعات چاهتے هیں - ایسي حالت میں گورنمنٹ سخت دقت میں پڑجاتي هے' اگر ان درخواستوں کو نامنظور کرتي هے' تو درخواست دهندگان کي طرف سے شورش کي دهمکي هے' اور اگر منظور کرتي هے' تو دوسرے گروہ ' جنکے علی الرغم یه مراعات کئے گئے هیں' آمادهٔ سرکشي هوجاتے هیں - در حقیقت اب وہ زمانه قریب آرها هے جبکه همارے ارباب وطن' تقلیل مشقت و تکثیر معاوضه کے مطالبات پر قانع نه هوکر گورنمنٹ سے یه بھي درخواست کرنے لگیں گے - که وہ بلا معاوضه همارے مشاغل تفریح کا بھي سامان کردے' اسوقت قدیم رومن زندگي کا نمونه دنیا ایک بار پھر دیکھه لیگي ' اور اسوقت لوگوں کو یه نظر آجایگا که قوموں کے عروج و زوال کا نقشه پیش کرتے هوے تاریخ کیونکر اپنا اعادہ کرتي هے - لیکن یقین رکھنا چاهئے که جس دن اس قسم کي کوئي صدا فرانس سے بلند هوئي وہ ساعت اسکے حیات اجتماعي کي آخري سانس دیکھیگي -

مذکورہ بالا علامات زوال ' جیسا که هم اوپر کهه آئے هیں ' فرانس کے علاوہ مغربي یورپ کے اور ممالک میں بھي موجود هیں' جن میں سے هم انگلستان کا انتخاب کرتے هیں جو آثار سلف پر چلنے اور قدیم مذهبي روایات کي پاسداري میں خاص طور پر مشهور هے -

مذهب کا جوا سرے سے اپني گردن سے اتار ڈالنا ' چونکه انگریزي نسل کے خصایص قومي کے منافي هے ' اسلئے الحاد و دهریّت کو انگلستان میں پوري کامیابي نهیں هوئي' تاهم اتنا ضرور هوا که حیات منزلي پر مذهب کا اثر' جو کچھه عرصه پیشتر تھا ' اب باقي نهیں رها - پروٹسٹنٹ مذهب میں (جو انگریزوں کا ملکي مذهب هے) جوں جوں پاپائیت آتي جاتي هے ' اسي قدر حیات منزلي پر اسکا اثر هلکا پڑتا جاتا هے - پھر دولت کي افزایش - ممالک غیر کا سفر (جو من حیث القوم انگریزوں کي طبیعت ثانیه

(۱) - سنڈیکلازم کي جدید تحریک کا خاص منشا یه هے' که هر پیشه کے لوگ اپني اپني مجلس قایم کرکے ' باهمي رضامندي سے

[بقیه نوٹ پہلے کالم کا]

ایسے قوانین بنالیں ' جن سے انکا کوئي فرد انحراف نه کرسکے - مثلا تجارت پیشه گروہ کي جو مجلس هوگي وہ اسباب تجارت کا ایک خاص نرخ مقرر کردیگي ' جس میں کوئي تاجر کمي و بیشي نه کرسکیگا - اور ایک هي تمام شهر بلکه تمام ملک میں ایک هي نوعیت اور ایک هي قیمت کي مل سکیگي - مترجم

سب سے پہلے اسی کا ہوا - اگلے صفحات میں ہم پہلے علامات زوال کا استقصاء کرینگے ' پھر انکے اسباب پر غور کرینگے ' اور اسکے بعد یہ بتاینگے کہ آیا اِن خرابیوں کی اصلاح ممکن ہے -

علامات

اجتماعیت ' اور خصوصاً انگلستان و فرانس جیسی عظیم الشان جماعتوں کی امتیازی خصوصیت یہ ہے ' کہ افراد کی ہستی اور شخصیت سے قطع نظر کرکے خود اس جماعت کی ہی ایک مستقل زندگی ' ایک مستقل ہستی ہوتی ہے ' اور کسی قوم کی عظمت و پستی کا صحیح معیار بھی حیات اجتماعی ہے ' لیکن اجتماعی زندگی اسوقت تک ممکن نہیں ' جبتک کہ افراد میں اشتراک عمل نہ ہو ' اور یہ صرف اس صورت میں ہوسکتا ہے ' کہ افراد کے اغراض ' افراد کی دلچسپیاں ' عام و مشترک ہوں ' اور وہ اپنی متفرق قوتوں کو متضاد سمتوں میں منتشر کرنے کے بجاے اپنی مقاصد عامہ کے حصول میں صرف کریں - گویا ہیئت اجتماعی کی روح یا مایۂ خمیر جو کچھہ ہے ' مشارکت و اتحاد عمل ہے - اور اسی کے برعکس بد نظمی ' نفاق ' تفرقہ پسندی ' یہ سب زوال تمدن کے مقدمات ہیں -

فرانس کی موجودہ حالت کو ہم جب اس معیار پر جانچتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بد نظمی کے شواہد نہایت واضح صورت میں موجود ہیں - اس سلسلہ میں سب سے پہلے میں مذہبی بدنظمی کا ذکر کرونگا -

فرانس میں مذہب کا ذہنی اثر تو خیر ایک بڑی حد تک ابھی باقی ہے ' لیکن معاشرتی اثر یعنی وہ اثر جو نظام اخلاق کی محافظت و نگرانی کرتا ہے ' بہت کچھہ فنا ہوگیا ہے - اگلے زمانے میں مذہب اور سلطنت گویا توام تھے ' ایک کو دوسرے کی مدد سے تقویت تھی ' لیکن اب جبکے ان میں افتراق ہوگیا ہے ' دونوں کی قوت کمزور ہوگئی ہے ' گو نسبتاً زیادہ نقصان مذہب ہی کو پہنچا ہے - چنانچہ آج حیات اجتماعی میں تو مذہب کا پتہ تک نہیں چلتا ' ہاں افراد کی پرایوٹ زندگی میں بعض سنجیدہ مواقع پر (شادی و غم کے مراسم کے ساتھہ) کہیں مذہب کی جھلک نظر آجاتی ہے - اور یہ بالکل ممکن ہے کہ آدمی بہ فراغت تمام ساری عمر مذہب سے بیگانہ ہوکر رہے - لیکن ملکی و سیاسی قوت بھی اس افتراق سے بجاے فائدہ کے نقصان ہی میں رہی - اسلئے کہ اختلال عقاید ' اختلال معاشرت کا پیش خیمہ ہے ' اور نظام معاشرت میں اختلال ' ملکی قوت کے حق میں سخت خطرناک ہے -

فرانس میں یوں تو مذہب کا معاشرتی اثر بہت زیادہ کبھی بھی نہیں رہا تھا ' تاہم پہلے اتنا ہوتا تھا ' کہ مذہب اکثر لوگوں کو ایک ضابطۂ اخلاق کی یاد دلادیا کرتا تھا ' لیکن اب چونکہ مذہب رخصت ہوگیا ہے ' عوام مطلق العنان ہوگئے ہیں ' وہ اپنے اوپر حقوق ہمسایہ ' حقوق جماعت ' حقوق وطن ' غرض کسی شے کو واجب نہیں سمجھتے - وہ ہر قسم کی پابندی ' ہر قسم کی قید ' ہر قسم کی بندش سے آزاد ہونا چاہتے ہیں ' اور حقوق طلبی کے ہنگامۂ شدید میں فرض شناسی کو بالکل فراموش کرگئے ہیں - انہی وجوہ سے آج فرانس کی اخلاقی حالت ناگفتہ بہ ہے - میں اسکا اس موقع پر کچھہ ذکر کرتا لیکن یہ واقعات اس کثرت سے معرض تحریر میں آچکے ہیں ' کہ اب کچھہ لکھنا تحصیل حاصل ہے -

ایک اور اہم علامت زوال ' شرح پیدایش کا روز افزوں تنزل ہے - اتنی بات ہر شخص جانتا ہے کہ فرانس کی آبادی بجاے بڑھنے کے اب ایک حالت پر منجمد ہوکر رہ گئی ہے ' بلکہ اکثر مقامات میں تو شرح اموات شرح پیدایش سے بہت زیادہ ہے ' اور یہ عین دلیل ادبار ہے - جس قوم کی آبادی میں اضافہ نہیں ہوتا ' اسکی مثال اس فوج سے دی جاسکتی ہے ' جو میدان کارزار میں غیر مسلح جاتی ہے - ایسی قوم خطرات میں گھری ہوئی ہے ' گو یہ خطرات بیرونی غنیم کے مقابلہ میں نہیں ' بلکہ اجانب کے اندرونی حملوں کے پیدا کردہ ہیں - (مسیولی بان) اپنی تصنیف "سایکالوجی آف دی پیپلس" میں یہ دلایل ثابت کر چکے ہیں کہ قومیت و تمدن کے فنا کرنے میں بیرونی دشمنوں کی کوششیں اتنی کارگر نہیں ہوتیں جتنی اندرونی غنیم کی - ایک زمانہ میں رومۃ الکبری میں بھی شرح پیدایش ایسی ہی گھٹ گئی تھی ' اور نتیجہ یہ ہوا کہ چند روز کے عرصہ میں تمدن رخصت تھا - (لی بان) کہتے ہیں :

" اگر بار بیرینس (فاتحین روم) بجاے حملۂ جنگ کے صرف اتنا ہی کرتے ' کہ روم کی گھٹتی ہوئی آبادی میں رفتہ رفتہ اپنے افراد کو زیادہ تعداد میں شامل کرتے جاتے ' تو بھی تاریخ پر کچھہ اثر نہ پڑتا - فرق محض اسقدر ہوتا ' کہ یوں تو معرکہ آرائی میں انہوں نے سلطنت روم کو شکست دی ' اور اس صورت یعنی تدریجی اختلاط ' میں وہ رومی قومیت کی عمارت کو بنیاد سے ہلادیتے "

یہی مصنف پھر ایک جگہ لکھتا ہے :

" آج یورپ میں ایک سلطنت فرانس ایسی ہے ' جسکو پھر اسی خطرہ کا سامنا ہے - یہ ملک گو متمول ہے ' مگر اسکی آبادی میں انجماد پیدا ہوگیا ہے - اور اسکے حوالی میں ایسے ممالک ہیں - جنکی آبادی بڑھتی جاتی ہے - اسکا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اگر اس خرابی کی روک تھام نہ ہوئی ' تو کوئی دن جاتا ہے ' کہ فرانسیسی آبادی کا ایک ثلث جرمن قومیت میں مخلوط ہو جائگا ' اور ایک ثلث اٹالین میں - اِن خطرات کے ساتھہ کسی قوم کے توحد بلکہ اسکی ہستی کا خدا ہی حافظ ہے - اصل یہ ہے کہ مہلک سے مہلک معرکۂ جنگ کے نقصانات بھی اس تدریجی اور اندرونی حملے کے خطرات کے مقابلہ میں ہیچ ہیں "

شرح پیدایش میں اضافے کیلیے ہمارے مقنن طرح طرح کے منصوبے باندھرہے ہیں ' لیکن یہ تدابیر فرانس میں ویسی ہی بے اثر رہینگی ' جس طرح رومائے قدیم میں رہی تھیں - اس میں شبہ نہیں ' کہ شرح پیدایش میں تنزل کے بعض اسباب اقتصادی ہیں ' جنکا علاج ہمارے واضعین قانون کرسکتے ہیں ' لیکن

مراسلات

مسلم یونیورسٹي

— * —

ایڈیٹر کامریڈ کي دوسري چٹھي

بخدمت اڈیٹر صاحب الہلال

جناب من — پہلي ستمبر کا الہلال نظر سے گزرا - میري نسبت جو کچھہ آپنے تحریر فرمایا ھے میں اسکا شکریہ بھي اُسي جوش و شوق سے ادا کرتا مگر اپنے پر جو نظر ڈالي تو وہ شاعرانہ مدح و ستا کسي اور ھي کي معلوم ھوئي - کاش میں اسکا اھل ھوتا اور آپکي تعریف کا تھوڑا بہت حق بھي ادا کردیتا ! اور اسمیں کچھہ کسر نفسي یا خواہ مخواہ کا تصنع نہیں ایک امر واقع ھے جو عرض کیا -

مگر میري سمجھہ میں یہ نہیں آیا کہ آپنے بغیر میري تحریر چھاپے اُسپر جرح و تعدیل کیونکر شروع کردي - یہ تو بڑے غضب کي بات ھے کہ آپ پرائیوٹ گفتگو کا حوالہ اخبار میں دیکر اسپر تنقید کرتے ھیں جو کہ اصول جراید نویسي کے سر تا سر خلاف ھے - اور پھر اسپر مصر ھیں کہ میں اھالیان کمیٹي کي " ذاتیات " کے متعلق اخبارات میں مضمون نویسیاں کروں - جس سے زیادہ بیہودہ مشغلہ کوئي ھو نہیں سکتا - کہ نہ خدا خوش اور نہ قوم کا کوئي مفاد - راست گفتاري کا بیشک میں قایل ھوں اور الحمد للہ کہ اسوقت تک اصول صداقت کے خلاف عمل کرنے کا مجرم نہیں ھوا لیکن وہ صداقت جو بے محل ھو اور دل شکن ھو راستئي فتنۂ انگیز کي ذیل میں شمار کي جاتي ھے اور اسے میري بے اصولي سمجھئے یا کمزوري میں اس قسم کي راستي کو پسند نہیں کرتا -

میں اس بات پر سخت متاسف ھوں کہ آپنے اس پچھلے پرچے میں بھي اس قسم کي غلط بیانیاں (گو صورت بدلکر) قائم رکھیں جو پہلي مرتبہ کي تھیں - ۱۳ جولائي جسکا آپنے پھر اعادہ کیا ھے اصل میں ۳۱ جولائي ھے اور اسدن سر ھار کورٹ نے خط تحریر کیا ھے جو راجہ محمود آباد کے پاس سے ھوتا ھوا تین چار روز کے بعد علي گڈہ پہنچا ھوگا - اسکي اشاعت اسي ھفتے کے انسٹي ٹیوٹ گزٹ کے ذریعے کردي گئي یعنے ۹ - اگست کے اخبار میں جگہ دي اور بغیر تلخیر چھاپ دیا گیا پھر بھي آپ یکم ستمبر کو یہي لکھتے ھیں کہ :

" ھم نے گذشتہ نمبر میں آنریبل سر بٹلر کي چٹھي کا اقتباس دیکر لکھا تھا کہ انہوں نے جو کچھہ لکھا کمیٹي نے اپنے عام اصول رازداري کے مطابق قوم کو اس سے بے خبر رکھا ' لیکن ھمارے دوست مسٹر محمد علي فرماتے ھیں کہ یہ صحیح نہیں دو مہینے بعد تو سر بٹلر کي چٹھي تمام اخبارات میں چھاپدي گئي تھي ' ھم تسلیم کرتے ھیں کہ ایسا ضرور ھوا تھا لیکن ھمارے مقصود بحث پر اس سے کوئي اثر نہیں پڑتا بیشک کمیٹي نے اس چٹھي کو دو مہینے بعد اسلئے چھاپدیا تھا کہ اُس سے یونیورسٹي کي منظوري کي بشارت سنانے کا کام لے - لیکن بحث صرف اِسمیں ھے کہ قوم کو جس قسم کي یونیورسٹي کا متوقع بنا کر روپیہ لیا جا رھا تھا ابھي اسکي کوئي منظوري نہیں ملي تھي اور نہ ان پہلوؤں کو بظاھر چھیڑا گیا تھا - یہہ وھي امور تھے جنکي نسبت وزیر ھند کے حق رائے دھي کے کامل اختیارات آخر تک محفوظ تھے جو بالآخر عدم الحاق اور وایسرائے کے اختیارات چنسلر کي صورت میں استعمال کئے گئے اور ابھي داستان کے اور ابواب باقي ھیں پس في الحقیقت مجوزہ یونیورسٹي کي توقعات کا تو اُسي وقت فیصلہ ھوگیا تھا کہ روپیہ کي فراھمي کے بعد اُن کي نسبت فتوی دیا جائے گا لیکن کمیٹي نے پریس کمیونک کي اشاعت تک قوم کے سامنے سے پردا نہیں ھٹایا ...... الخ "

اب پچھلي مرتبہ ۲۵ - اگست کے الہلال سے مقابلہ کیجئے - جسمیں آپ نے صاف صاف لکھدیا ھے کہ " کمیٹي نے تمام قوم کو اِس سے (سر بٹلر کے خط سے) بے خبر رکھا " - اب آپ تسلیم کرتے ھیں کہ دو ماہ بعد چھاپا گیا تھا - مگر یہ تسلیم نہیں کرتے کہ پہلي دفعہ جو ھم نے چھاپا وہ بالکل بے بنیاد ھے - دوسرے جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا دو ماہ بعد چھاپنا بھي جناب کي اختراعي سہو ھے کیونکہ خط مذکور کي اشاعت میں ایک ھفتے سے بھي کم لگا اور جلدي سے جلدي اسکو طبع کردیا گیا - [اسکا تو دو مرتبہ اعتراف کرچکا ھوں - الہلال]

دوسري بات کہ " قوم کو جس قسم کي یونیورسٹي کا متوقع بنا کر روپیہ لیا جا رھا تھا ابھي اسکي کوئي منظوري نہیں ملي تھي " سو اسکا یونیورسٹي کمیٹي نے کبھي دعوی نہیں کیا اور نہ اس قسم کا دعوی ممکن تھا - بے شک منظوري نہیں ملي تھي اور شاید جناب ھي کمیٹي کي کوئي تحریري یا تقریري سند اس قسم کي پیدا کریں جسمیں اُس نے یہ کہا ھو کہ منظوري ملگئي ھے -

آپ کہتے ھیں کہ " ان پہلوؤں کو نہیں چھیڑا گیا تھا " اسکا جواب وہ طومار ھے جو اخباروں میں برابر چھپتا رھا ھے - پبلک پلیٹ فارموں پر بارھا جس کے متعلق تقریریں ھوئیں اور جس سے ھر خواندہ مسلمان واقف ھے - [لیکن خود کمیٹي نے کیا کیا ؟ الہلال]

آپ لکھتے ھیں " یہ وھي امور تھے جنکي نسبت وزیر ھند کے حق رائے دھي کے کامل اختیارات آخر تک محفوظ تھے. " اس کو پچھلے پرچے سے ملائیے جسمیں سر بٹلر کي چٹھي کے اقتباس میں آپ نے تحریر فرمایا ھے کہ " جو اسکیم صاحب وزیر ھند کے سامنے پیش ھوگي اسکي تمام تفصیلات کے متعلق وہ اپنے اختیارات کامل کو محفوظ رکھتے ھیں " [یہ تو خود مسٹر بٹلر کے الفاظ ھیں -]

کیا حق رائے دھي کا محفوظ رکھنا اور تمام تفصیلات کے متعلق

بنتا جاتا ہے) باہر والوں اور خصوصاً جرمني و امریکہ کے باشندوں کي انگلستان میں کثرت ' یہ سب چیزیں اور اس اثر کو زایل کرنے میں معین ہو رہي ہیں - چنانچہ کچھہ روز پیشتر یہاں کے طبقۂ اعلی کي زندگي میں جو پاکیزگي تھي' اب بجاے اسکے اخلاقي حیثیت سے آثار انحطاط نمایاں ہیں - روز مرہ کے جزئي واقعات علحدہ علحدہ تو بہت معمولي معلوم ہوتے ہیں ' لیکن انکا مجموعہ ایک خاص اہمیت رکھتا ہے ' اور اس سے صاف پتہ چلتا ہے ' کہ ایک ربع صدي میں ملک نے کتنا تنزل کیا - غور کرو کہ اس ملک میں طلاق کے مقدمات کس کثرت سے دایر ہوتے ہیں ' انکي اشاعت کا پبلک کس بیتابي سے انتظار کرتي ہے' اور پھر پبلک کے اس مذاق کو دیکھکر اسي قسم کے واقعات کا پلاٹ لیکر کتنے ناول تیار کئے جارہے ہیں ' جو اب سے چند سال پیشتر مخرب اخلاق تصور کیے جاتے ' مگر آج شایقین کي قدرداني اُنکو ملک کے اس سرے سے اُس سرے تک پھیلادیتي ہے ! یا مثلاً یکشنبہ کا روز پہلے عبادت اور مذہبي مشاغل کے لئے مخصوص تھا ' مگر اب انگریزوں کے دل میں اسکا تقدس و احترام بالکل باقي نہیں رہا ' اب وہ اتوار کو بھي مثل ہفتہ کے دیگر ایام کے معمولي لہو و لعب میں صرف کردیتے ہیں -

عواید رسمي و عقاید مذہبي کي بندشوں میں یہ رخاوت پیدا ہوجانا اپنے نتایج کے لحاظ سے نہایت اہم ہے ' اسلئے کہ بہ ظاہر تو یہ نظر آتا ہے کہ اب بہت سي بیڑیاں پیر سے کٹ گئیں ' اور قدامت پرستي کے بجاے روشن خیالي کے آثار زیادہ شایع ہوگئے ہیں' لیکن در حقیقت یہي چیزیں جو بادي النظر میں اسقدر خفیف معلوم ہوتي ہیں ' اس بدنظمي و بغاوت کا پیش خیمہ ہیں ' جسکي روک تھام کسي کے بس میں نہیں - اس بنا پر امر تنقیح طلب یہ ہے کہ ان تغیرات اور ان آزاد خیالیوں کا اثر باشندگان انگلستان کي زندگي پر کیا پڑا ہے ؟ یہ سوال گو اہم ہے' مگر بحث طلب نہیں ' اسلئے کہ یہ ایک ناقابل انکار واقعہ ہے کہ انگریزي نسل نے حیات اجتماعي کو قیمت میں دیکر اپنے افراد کے لئے لطف و مسرت حاصل کي ہے - ایک بڑي بات یہ ہے کہ انگریزوں کو اب اعتمادِ نفس نہیں رہا ' انحطاط قومیت کا خوف انکي رگ رگ میں سرایت کرگیا ہے اور یہ خاص علامت زوال ہے - لیکن اس سے بھي زیادہ خطرناک علامت یہ ہے کہ شرح پیدایش میں بھي تنزل شروع ہوگیا ہے - چنانچہ سنہ ۱۸۷۸ میں في ہزار - ۳۶،۳ کي شرح تھي جو سنہ ۱۹۱۰ میں گھٹ کر ۲۴،۸ رہ گئي - اسکا نتیجہ یہ ہونا ہے ' کہ انگریزي نسل جو صدہا سال کي ارتقاء ترقي کي پیداوار ہے' چند روزوں ہي میں مختلط النسب ہوجاے گي' اور یہ خلط نسل ' اسکي اخلاقي و مادي زندگي کے زوال کي بین دلیل ہے -

اسي طرح علامات زوال' یورپ کے تمام ملکوں میں موجود ہیں - چنانچہ بلجیم کے اکثر حصوں میں اوسط شرح پیدایش فرانس کے مقابلہ میں بھي کم ہے' اور یہي کیفیت جرمني میں بھي شیرازۂ اخلاقي کے انتشار کے ساتھہ پیدا ہو چلي ہے - بے شبہ جرمني کا آفتاب عروج اسوقت نصف النہار پر ہے' لیکن موجودہ رفتار تمدن کو دیکھکر کون انکار کر سکتا ہے کہ جو حالت آج فرانس کي ہے' وہي ایک نصف صدي کے بعد جرمني کي بھي نہ ہوگي ؟

ایک اور علامت زوال ' جمہوري حکومت کا دور دورہ ہے - جمہوري اور دستوري سلطنت آج اکثر ممالک یورپ میں قایم ہے ' لیکن اِسطرح کے طریق جہانباني میں جہاں تقریباً ہر شخص کو ووٹ دینے کا حق حاصل ہوتا ہے' پارلیمنٹ میں عموماً ناقابل ممبر منتخب ہونے لگتے ہیں' ذہني حیثیت سے اسکي وقعت باقي نہیں رہتي' اور آخر کار یہي ملک کي تباہي کا باعث ہوتا ہے - چنانچہ آسٹریا و بلجیم کي دستوري حکومتوں کے واقعات ہمارے دعوی کے شواہد قوي ہیں - ہاں انگلستان بے شبہ ایک مستثنی مثال ہے' جسکي وجہ یہ ہے' کہ انگلستان کي پارلیمنٹ ارکان کي قابلیت اور انکے مفید عملي کارناموں کے لحاظ سے دنیا کي بہترین پارلیمنٹ ہے' تاہم انگریز بھي اپني خوبیوں کو اس تجویز سے غارت کر رہے ہیں کہ آیندہ سے ہاوس آف کامنز کے ارکان تنخواہ دار ہونگے - اس تجویز پر عملدر آمد کے یہ معنے ہونگے کہ جن لوگوں نے پالیٹکس کو بہبود ملک کے لئے نہیں' بلکہ محض روپیہ کمانے کي غرض سے اختیار کیا ہے' وہ بھي پارلیمنٹ میں در آینگے -

انحطاط کي آخري علامت غیر معتدل مساوات پسندي ہے' جسکا ماحصل یہ ہے کہ سوسایٹي کے موجودہ طبقات کا فرق مراتب مٹادیا جاے اور تمام افراد کے حقوق ہر حیثیت سے مساوي ہوجائیں ؛ حالانکہ تاریخ علانیہ شہادت دے رہي ہے کہ دنیا میں ابتک جتنے عظیم الشان کام ظہور میں آچکے ہیں' انکے انجام دینے والے عام افراد نہ تھے ' بلکہ خاص خاص افراد کے ہاتھہ تھے - ہم اس موضوع پر اپنے ایک اور مضمون میں مفصل بحث کر چکے ہیں اسلئے یہاں اسکي تفصیل غیر ضروري ہے -

یہانتک علامات کا ذکر تھا' اب ہم دوسرے نمبر میں انکے اسباب پر غور کرینگے -

---

ضروري اطلاع

(۱) الہلال ہر اتوار کو شائع ہوتا ہے' اور اتوار ہي کے دن' ورنہ پیر کے دن تو ضرور ڈاک میں پڑجاتا ہے - ڈاک کي روانگي میں بھي ہر ممکن احتیاط سے کام لیا جاتا ہے - پس اگر ٹھیک وقت پر رسالہ نہ پہنچے تو اُسي وقت دفتر کو اِطلاع دي جاے ' اگر اُس ہفتے کے گذر جانے کے بعد مکرر طلب کیا جاے گا تو بلا قیمت روانہ نہوگا -

(۲) یہ اتفاقي صورتیں ہیں' لیکن اگر ہر ہفتے اس طرح کي صورتیں آپکو پیش آتي ہیں ' تو دفتر کو اطلاع دینے کے ساتھہ اپني ڈاک کے انتظام اور مقامي پوسٹ آفس پر توجہ فرمایئے - ممکن ہے کہ کسي طرح کي بد نظمي ثابت ہو - اکثر حضرات جو ہمیشہ رسالے کے نہ ملنے کي شکایت کرتے تھے ' اب خود لکھتے ہیں کہ دفتر سے رسالہ ضرور جاتا ہے لیکن ڈاک کي بد نظمي ' چٹھي رسانوں کي غفلت یا دانستہ بے عنواني ' بعض ہمسایوں اور ہم محلہ اشخاص کي دست برد' اور اسي طرح کے اسباب مقامي سے ضائع ہو جاتا ہے - یہاں تک کہ بعض قدر دانوں نے تو لکھدیا ہے کہ پرچہ بیرنگ بھیجا جاے !

[منیجر]

اس وقت زمین یکسر مرقع موت و ہلاکت ہوجاتی ہے - لیکن پھر جب "حیات بعدالممات" کا قانون رونما ہوتا ہے' تو موسم بہار رحمت الہی کا پیغام لیکر آتا ہے - خزاں کی تمام علامتیں ایک ایک کرکے رخصت ہونے لگتی ہیں' خشکی کی جگہ ترو تازگی' افسردگی کی جگہ شگفتگی' اور موت کی جگہ زندگی کے اثار ہرطرف نظر آنے لگتے ہیں - پھر کیا یہ اموات کی حیات' اور اجساد کا حشر نہیں ہے ؟

اس سے بھی بڑھکر اس قانون الہی کے وہ مظاہر ہیں جنمیں زندگی موت کے بعد نہیں' بلکہ موت سے زندگی' اور زندگی سے موت پیدا ہوتی ہے : یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی - غور کرکے دیکھا جاے تو دنیا میں اسکی ہزاروں مثالیں ملینگی - کتنی گمراہیاں ہیں' جنسے رہنمائی کی حرکت پیدا ہوتی ہے ؟ کتنی تاریکیاں ہیں' جنکی شدت روشنی کو دعوت دیتی ہے ؟ اور پھر کتنی خونریزیاں ہیں' جنمیں گو خون کی ندیاں بہتی ہیں' لیکن انہیں سے حیات و زندگی کی روح پیدا ہوکر دنیا میں پھیل جاتی ہے - بنی اسرائیل کی سخت و شدید ضلالت ہی نے ظہور (مسیح) کا سامان کیا - کعبے کی دیواروں پر سیکڑوں بتوں کی تصویریں کیسی سخت تاریکی تھی ؟ لیکن یہی تاریکی جب حد درجہ تک پہنچ گئی' تو آفتاب توحید کعبے کی چھت پر طلوع ہوا - صلیبی لڑائیوں نے صدیوں تک یورپ اور ایشیا کے امن کو تاراج کیا' لیکن یہی لڑائیاں تھیں' جنھوں نے یورپ کے دور جدید کی بنیاد رکھی' اور سیکڑوں تمدنی اور اخلاقی فوائد تمام اقوام مغرب نے حاصل کیے -

* * *

پچھلے نمبر میں (ادھم پاشا) کی ایک تقریر ہم نے انہیں کالموں میں درج کی تھی - انہوں نے (الحق) کے نامہ نگار سے کہا تھا کہ اٹلی نے ہم سے ایک چیز لینی چاہی تھی' مگر اس نے سب کچھہ ہمیں دیدیا - در حقیقت جنگ طرابلس بھی اس قدرت الہی کی ایک بہت بڑی مثال ہے کہ :

یخرج الحی من المیت — وہ موت سے زندگی' اور زندگی سے
و یخرج المیت من الحی — موت پیدا کرتا ہے -

جنگ طرابلس ایک خونریزی تھی' لیکن غور کیجیے تو اسی خونریزی نے اسلام کے نئے دور حیات کی بنیاد رکھدی ہے - دنیا میں اصلی طاقت اخلاقی طاقت ہے' اور اصلی فتح' اخلاقی فتح ہے - اس جنگ کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے مردہ جذبات میں روح پھونکدی' اور ایک اصلی اور حقیقی اخلاقی حرکت تمامی عالم اسلامی میں پیدا کردی -

اس اثر کی سب سے بڑی مثال اسلام پرستی کا وہ غیرت طرازانہ جوش ہے' جو اعلان جنگ کے ساتھہ ہی تمام عالم اسلامی اور علی الخصوص تمام عثمانی ممالک میں پیدا ہوگیا - ترکوں کا کوئی طبقہ اور کوئی جماعت ایسی نہیں ہے جو آج طرابلس کے مختلف میدانوں میں سرگرم قتال ودفاع نہو - سب سے زیادہ گروہ طلبا اور اہل قلم کا ہے' جنھوں نے تلوار کو بلند ہوتے دیکھا' تو خود بھی اپنے قلم کو تلوار سے بدل لیا - اس سے پیشتر ہم متعدد اشخاص کا ذکر کرچکے ہیں' لیکن آج جو تصویر آپکے سامنے ہے' اسکی عزت و احترام میں کمی نہ کیجیے کہ یہ اسلام پرستی اور ملی فدا کاری کے شرف و تقدیس کی ایک مقدس تمثال ہے -

* * *

سب سے پہلے (ابراہیم ثریا بک) کے چہرے پر ایک نظر ڈالیے' اپکے لیے یہ کوئی نئی وضع اور قطع نہیں ہے - ہندوستان میں نئی صحبت کے سیکڑوں نوجوان اس قطع کے آپنے دیکھے ہونگے - اگر آپکو معلوم نہ ہوتا کہ ایک تعلیم یافتہ ترک کی تصویر ہے' تو عجب نہیں کہ آپ اسے (علی گڈہ کالج) کا ایک فیشن ایبل گریجویٹ قرار دیتے - لیکن :

لشتان ما بین الیزیدین فی الندی
یزید سلیم و الاعز ابن حاتم

یہی چہرہ جو زیب و ارائش اور وضع و قطع کی تزئین کا نمونہ نظر آتا ہے' یہی گردن جسمیں باوضع کالر کے حلقے اور نکٹائی کی چست اور صحیح بندش سے خوشنمائی اور رعنائی پیدا کی گئی ہے' یہی جسم جو قیمتی اور خوش قطع کپڑوں کے اندر راحت جوئیوں اور آرام پسندیوں کا ایک مرقع معلوم ہوتا ہے ؟ آج مہینوں سے ریگستان افریقہ میں تپتی ہوئی زمیں' پر غبار آسمان' موسم زدہ فضا' اور بسا اوقات کسی پرانے کمل کے بنائے ہوے خیمے' یا نخلستان سے گھرے ہوے جھنڈ' اور گولیوں کی بارش' اور توپوں کی آتشباری کے اندر ایک سخت جان اور عادی سپاہی کی طرح مصروف قتال و دفاع ہے ! جو سر کل تک خوشنما فیز سے محفوظ تھا' آج میدان قتال کی گرد و غبار کیلیے برہنہ کردیا گیا ہے - جن آنکھوں پر کل تک نازک کمانیوں کی عینک چڑھی ہوئی تھی - آج مجاہدین کے گھوڑوں کی اوڑائی ہوئی خاک کے سرمے کے انتظار میں کھلی ہوئی ہیں - جو گردن کل تک رنگین نکٹائی کے حلقے سے خوبصورت بنائی گئی تھی' آج راہ اسلام پرستی میں نکلے ہوے خون کی چھینٹوں سے رنگین ہو رہی ہے - اور جو سینہ کل تک خوش قطع ویسٹ کوٹ سے ملبوس تھا' آج دشمنان ملت کی گولیوں کے زخم کیلیے کھولدیا گیا ہے ! !

* * *

اسلامی خصایص کی یہ اصلی تصویر ہے' جو آج صدیوں کے بعد نظر آرہی ہے - اسلام دین اور دنیا' دونوں کو ایک ہی زندگی کے اندر جمع کرنا چاہتا ہے - وہ پہلے دل سے اجازت دیتا ہے کہ قانون فطرت و اعتدال کے ساتھہ جس قدر جایز عیش اور ارام و راحت تم دنیا میں حاصل کرسکتے ہو' کرو - قیمتی کپڑے پہنکر حسین بننے کا شوق ہے تو یہ کوئی جرم نہیں - زیب و آرائش سے اپنے چہروں کو خوشنما بنانا چاہتے ہو تو اسکی کوئی پرسش نہیں - دنیا میں لذتیں برتنے کیلیے' اور آرام و راحت حاصل کرنے کیلیے ہی پیدا کی گئی ہیں - لیکن ساتھہ ہی صرف لذائذ حیات ہی کے نہوجاؤ' کہ یہ پھر شرک اور ما سوا پرستی میں داخل ہوجاتا (انکم و ما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم) - تمہارے جسم

اختیات کا محفوظ رکهنا ایک هي معني رکهتا هے ؟ اگر آپ کي حس انصـــاف شناسي اس عظیم الشان فرق کے امتیاز سے قاصر هے تو یقیناً کسي بحث کا آپ سے صاف هونا محال هے گستاخي نهو تو ایک اخبار نویس بهـائي کي حیثیت سے عرض کروں که آپ کا پهـلا فرض اس اصولي غلطي کا اعتراف هونا چاهئے تها جس نے مطلب کو کهیں سے کهیں پهنچادیا - [مجهے غلطي کے اعتراف سے کبهي گریز نهیں - و اني لاستغفر الله في کل یوم سبعین مرة] آپ کا یه فرمانا " پس في الحقیقت مجوزه یونیورسٹي کي توقعات کا تو اسي وقت فیصله هوگیا تها " ایک ایسـا الهـــامي نتیجه هے جو جنـــاب کے سوا کسي متنفس پر منکشف نهیں هوا - ۳۱ جولائي کو بهي مسلم پبلـک زنده تهي اور بقول آپ کے " دس کروڑ " مسلمـان بهي موجود تهے - [لیکن کیمبرج یونیورسٹي کے جلسے میں تقریر کرتے هوے تو خود آنریبل سید امیر علي " دس کروڑ " کي آبادي بتلاتے هیں - ۱۲ اگست والي تقریر کا حواله دیکر انسے بازپرس کیجئے - الهلال] انمیں سے کسي خدا کے بندے نے سر هارکورٹ کے مذکوره خط سے اس قسم کا مطلب نهیں نکالا جو اسوقت جناب کو سوجها هے - پس درحقیقت اِس اعتراض کا یه وقت هي نهیں - اگر کسي صاحب کو اس خط سے مایوسي هوتي تهي تو انکو اسي وقت اپنا احتمال ظاهر کردینا تها - [اسکا جواب دیچکا هوں - الهـلال]

افسوس هے که مجهے دوباره سمع خراشي کرنے کی ضرورت پیش آئي اسکي معافي مانگتا هوں اور دو جملے عرض کرکے اپني مراسلت ختم کرتاهوں - کامریڈ کے متعلق جو آپ نے لکها که اسکي تحریریں کمیٹي کي روئیدادیں نهیں هوسکتیں بلکه وه ایک فرد کي راے سمجهي جائیگي ' درست هے - لیکن اپنے تکلیف ده الزام کو فراموش نه کیجئے جسمیں جناب نے کمیٹي کے هر فرد پر فریب دهي اور اخفا کا جرم عاید کیا تها اور والله یعلم انهم لکاذبون کي مهر بهي لگا دي تهي - [میرا مقصـــود کمیٹي کے مخصوص حکمراں طبقے سے تـها - اس ارتیکل میں جابجا حکمران طبقے پر زور دیا گیـــا هے اور اس سے پہلے بهي تصریح کر چکا هوں - یونیورسٹي کي ذمه داریوں کا اصلي حلقـه همیشه محدود رها هے - عام ممبر - جنکي پچاس ساٹهه کي تعداد پر آپ بار بار زور دیتے هیں - انصاف فرمایئے که اُن میں کتنے هیں جنکو ابتدا سے تمام معاملات کي خبر رهي هے ؟ الهـلال]

ناموران [illegible]

نامور ملت پرست غیور :

ابـراهـــیـــم ثـــریا بک

— : —

حیات بعد الممات

قدرت الهي کے مظاهر و آیات میں سب سے بڑي نشاني احیاے اموات هے' اور اسکے لیے کسي مافوق الفطرة معجزے کي ضرورت نهیں' کار و بار فطرت میں روز مره قدرت الهي اپنا یه اعجاز دکهلاتي هے ' اور کائنات عالـم کي کوي هستي نهیں' جسکے اندر هر وقت اور هر لمحے حیات بعد الممات کا قانون جاري و ساري نهو - هزاروں هستیاں هیں جو اس حیات سراے عالم میں روز مرتي هیں اور پهر زنده هوتي هیں : و لکن اکثرهم لا یعلمون -

قران کریم هر جگه اثار قدرت اور آیات فطرة کے بیان سے وجود الهي پر استدلال کرتا هے مگر شاید سب سے زیاده اس نے زور اسي نشاني پر دیا هے :

یخرج الحی من المیت	خدا تعالی زندگي سے موت' اور موت
ویخرج المیت من الحی	سے زندگي کو پیـدا کرتا هے اور جب
ویحي الارض بعد موتها '	زمین پر موت چهاجاتي هے' تواسے پهر
و کـذالـک تخـرجـون	زنده کردیتا هے - اور (سونچو تو) اسي
(۳۰ : ۱۸)	طرح تم کوبهي موت کے بعد زندا کهڑا کردیگا-

لیکن انسان کي ایک قدیمي ناداني یه هے که گوشت اور خون سے بنے هوے جسم کي حرکت هي کو زندگي ' اور اسکے جمود هی کو موت سمجهتا هے - حالانکه اس جسم کي موت و حیات بهي ایـک بالا تر قانون حیات و ممات کے ماتحت هے - آسمان اس سے دور هے ' مگر زمین تو قدموں کے نیچے هے' اگر نظروں کو اوپر نهیں اٹهاتا تو تعجب هے که نیچے بهي نهیں دیـکهتا ؟ زمین جب اپني زندگي کي تمام علامتوں سے محروم هو جاتي هے- اسکي سطح پر کهیلنے والي وه دلفریب روحیں ' جنکے العاب حیات سے اسکي ساري رونق اور دلـکشي هے ؛ ایـک ایـک کرکے اِس سے رخصت هو جاتي هیں - عالم نباتات کي وه ارواح طیبه ' جنـکے مظاهر جمال کے الوان مختلفه سے اسکا چهره اجرام سماوي کے حسن کو بهي شرمنده کر دیتا هے؛ خزاں کے لطمات هلاکت کي تاب نه لاکر اسکي گود میں تڑپ تڑپ کر جان دیدیتي هیں- روح بناناتي کا کوي اثر اسمیں باقي نهیں رهتا- کهیت خشک هوجاتے هیں' باغ جنگل نظر آتے هیں- اور سر چشمۂ حیات یعنے پاني بهي اپني بخشایشوں کو روک دیتا هے -

کارزار طرابلس

قیمتي ملبوسات میں رهیں تو مضائقه نہیں' لیکن پهٹے هوے کمل کے اوڑهلینے سے بهي انهین عار نهو - تمهارے پاؤں قیمتي قالینوں پر چلیں تو کیا هرج هے - لیکن کبهي کانٹوں اور تپي هوي ریگ پر بهي چهل قدمي کرلیں - ان چیزوں میں سے کوئي شے تمهیں خاکساري اور خاک نشیني سے مانع نه آے' اور کوي لذت صرف اپنا هي پرستار نه بنالے -

مصر اور قسطنطنیه کي ڈاک

کا خلاصه

— : —

اس هفتے بهی کوی اهم خبر نہیں' حالات بدستور اور خاموشي چهاى هوى هے - اٹالین اپني قلعه بند چهاؤنیوں اور مورچوں کے اندر بند رهکر زیاده سے زیاده یه کرسکتے هیں' که هوای جهازوں پر چند بم کے گولے لیکر بیٹهه جائیں لیکن عثماني نشانه اندازوں کے خوف سے نه صرف زمین ' بلکه اب اسمان کي محفوظ فضا بهي اُن پر تنگ هوگئي هے - ابتداے جنگ سے لیکر اس وقت تک سیکڑوں مرتبه هوائي جهاز کي آزمایش کي گئي' لیکن هر مرتبه ناکامي هوي - جس وقت هوائي جهازوں کا اٹلي نے بند و بست کیا هے' تو اٹالین اخبارات نے اپنے معمولي فخر و غرور کے لهجے میں کہا تها که اس عجیب و غریب ایجاد سے جنگ میں عملي کام لینے کا اولین شرف اٹلي کو حاصل هوگا - لیکن ابتک اس تمام شرف و افتخار کے کارنامے کا خلاصه یه هے که چند جهاز فضا میں اوڑے اور پهرلوٹ کر چلے آئے' بعض نے چهپے هوئے پمفلت اور کاغذ عربي چهاؤنیوں کے آگے پهینکدیے ' اور اس کو انتهای بهادري سے تعبیر کیا - شجاعت و کاردانی کا بہت هیجان هوا تو چند بم کے گولے بهي اوپر سے پهینکدئے ' لیکن قبل اسکے که انکا نتیجه دیکهنے کي خوشي حاصل کریں کسي عربي سوار کي بندوق ' یا کسي عثماني توپچي کے نشانے سے خود هي شکار هوگئے ! !

اخبار (الزهرہ) تیونس کا نامه نگار لکهتا هے " غالباً سب سے پہلا هوائي جهاز اغاز جنگ سے تین هفتے کے بعد طرابلس پهنچا تها اور اسکے بعد متعدد جهاز چند مهینوں کے اندر پهنچ گئے ' لیکن اگر اس حیرت انگیز ایجاد کے موجدوں کو معلوم هوتا که یورپ کي ایک انتهائي ایجاد کو اس طرح افریقه میں جاکر ذلیل هونا پڑے گا ' تو میں سمجهتا هوں که وه قدیم زمانے کے کاهنوں کي طرح اپنے عملیات کي تعلیم کیلیے یه شرط لگا دیتے که " نا اهلوں کو نه سکهلایا جاے " - آجتک ایک واقعه بهي تاریخ جنگ میں ایسا نہیں هوا ' جسمیں اٹالین هوائي جهازوں نے همارے کیمپ کے ایک کتے کو بهي زخمي کیا هو - ابتدا میں تو ساده لوح عرب دیکهکر کسي قدر حیران هوگئے تے لیکن جب غازي (انور پاشا) نے انکو هوائي جهاز دکهلا کر سمجها دیا که یه ایک معمولي شے هے جس سے هم بهي کام لے سکتے هیں ' تو پهر انکے لیے ایک معمولي تماشا هوگیا ' اور ابتو انکي بندوقیں هر وقت فضا میں اپنا بالائي شکار ڈهونڈ هتي رهتي هیں -

اجتک کتنے هي مرتبه هوائي جهازوں کو مضروب هونا پڑا هے اور کتنے جهاز ران زخمي هوکر صحرا میں یا اطراف و حوالي کے کهیتوں اور باغوں میں گرے هیں - "

اٹالین هوائي جهاز اپني چهاوني کي طرف بهاگا جارها هے ' اور قبیله (براعصه) کا شیخ بندوق سے فیر کر رها هے -

(بنغازي)

ایک اٹالین هوائي جهاز کي گرفتاري

خود (ریوٹر) نے بهي اس هفتے اٹالین هوای جهازوں کے ایک ایسے هی کارنامے کي خبر دي هے : " اٹالین کپتان (موئزو) جسوقت اپنا هوائي جهاز (زواره) سے آڑاتا هوا طرابلس کي راه جارها تها بدقسمتي سے عربوں میں گر پڑا - لیکن خوش قسمتي یه تهي که نه جهاز کے چوٹ آئي ' نه جهاز ران زخمي هوا ' دونوں صحیح سلامت ترکي هیڈ کوارٹر میں پهنچا دے گئے - "

تعجب هے که (ریوٹر) کو یه خبر شائع کرنے کیلیے کیونکر معلوم هوی ؟

(بنغازي) میں شهر کے ارد گرد عارضي قلعے بنالیے هیں ' اور (بقول نامه نگار المؤید) ان میں شب و روز چهپے رهتے هیں - عرب اور ترک لاکهه لاکهه کوششیں کرتے هیں که کسي طرح باهر نکل کے مقابله کریں مگر کبهي کبهي مورچوں کے اندر سے گولوں کو ضائع کر دینے کے سوا انهوں نے هر طرح کے جنگي کاموں کي قسم کهالي هے -

مجاهدین ترک و عرب سے تو مقابله کرنے کي جرات نہیں هوتي مگر بے قصور شهر کے باشندوں پر اپنے بزدلانه مظالم شروع کر دیتے هیں کوي هفته ایسا نہیں جاتا جسمیں ایک گروه باشندگان شهر کا بغیر قصور کے گرفتار نه کرلیا جاتا هو ' اور اُسے پهر جلاوطني کي سزا دیکر اٹلي نه بهیجدیا جاتا هو - اٹلي بهیجنے سے شاید یه مقصود هوگا که جس طرح ابتداے جنگ میں شفاخانوں کے بیمار ترکوں کو اسیران جنگ کے نام سے اٹلي بهیجدیا تها اور انکو روما کے گلي کوچوں میں پهرا کر ملکي فتح و نصرت کے شادیانے بجاے گئے تهے ' اسي طرح اب شهر کے کاروباري عربوں کو گرفتار کر کے روما میں یه دکهلایا جاے که هم آجکل بهي اپني عدیم النظیر فتوحات میں سرگرم هیں اور جماعتوں کي جماعتیں دشمن کي قید هو رهي هیں ! !

Printed & Published by Abul Kalam Azad, at The Hilal Electrical Printing Works, 7-1, McLeod Street, Calcutta.

آئندہ نمبر میں غازي انور پاشا کي دوسري رنگین تصویر مع مناظر جنگ کے شائع هوگي

لا تهنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مومنین - القرآن الحکیم

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul-Kalam Azad.

7-1 McLeod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

الهلال

ایک هفته وار مصور رساله

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد الکلام الدهلوی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکته

قیمت

سالانه ۸ روپیه

ششماهي ٤ روپیه ۱۲ آنه

نمبر ۱۱ | کلکته : یکشنبه ۲۲ سپتمبر ۱۹۱۲ع | جلد ۱

Calcutta: Sunday, September 22, 1912.

فهرس -

لـــوحـــۂ امـــیـــد

— * —

اس هفتے جب هم نے " صبح امید " کے عنوان سے لیڈر لکھا ' تو خیال هوا که مستقل تصاویر کے سلسلے میں کوئي ایسي تصویر شائع کریں جسکا نظارہ اس صبح امید کیلیے نسیم بشارت کا کام دے' اور یه اشاعت هر حیثیت سے (صحیفۂ امید) کي مصداق ثابت هو-

(الهلال) جب هم نے شائع کیا' تو ابتدا هي میں خیال هوا تها که اعلی حضرت (ملک معظم) کي تصویر کسي نه کسي اشاعت میں شائع کریں ' لیکن عمده بلاک بغیر عمده عکسي تصویر کے بن نهیں سکتا تها - یه حسن اتفاق هے که اسي هفتے بلاک طیار هوگیا ' اور یه لوحۂ امید ناظرین کے سرور وانبساط کیلیے انکے سامنے هے -

هم نے ملک معظم کي تصویر کو (لوحۂ امید) کہا ' اسلیے که وہ گذشته سیاحت هند میں جو (پیغـــام امید) هندوستان کو دے گئے هیں ' اس نے همیشه کیلیے انکي یاد کو ایک لوحۂ امید کي صورت میں پائدار کردیا هے - هندوستان کو یقین هے که جلد یا بدیر' مگر اس پیغام امید کے بعد وہ شاهد مقصود کو ضرور اپنے سامنے دیکھے گا - هم کو هندوستان کي گورنمنٹ اور اسکے ماتحت حکام سے خواہ کتني هي شکایتیں هوں ' مگر دنیا کو یاد رکھنا چاهیے که اس پیغام بر امید کي محبت اور وفاداري سے کوئي دل خالي نهیں -

اس هفتے کي اشاعت کو ایک خاص مناسبت اس تصـویر کے ساتهه یه بهي هے که هم نے لیڈنگ آرٹکل میں مسلمانان هند کي ایک امید افزا حرکت کا ذکر کیا هے ' هم کو امید هے که (ملک معظم) کا عهد امید جهاں هندوستان کے گذشته سیاسي انقلابات کے لحاظ سے یادگار رهے گا ' وهاں یه بهي هم کبهي نه بهولیں گے که انهیں کے سایۂ عاطفت میں هم نے برسوں کي غفلت کے بعد هشیاري کي کروٹ لي- اور ایک سچي مگر وفادارانه سیاسي تحریک کا هم میں آغاز هوا-

هم مسلمان هیں ' همارے سر صرف خداے واحد و ذوالجلال کے آگے جهکتے هیں ' مگر همارے دل کے دروازے محبت اور وفاداري کیلیے کهلے هوے هیں -

---

گذشته اشاعت میں " تمدن خطرے میں " کے عنوان سے جو تحریر درج کي گئي تهي ' اسکا دوسرا ٹکڑا بهي آجکي اشاعت میں شائع کیا جاتا هے - امید هے که ناظرین نے اسے سرسري نظر کے حوالے نه کیا هو گا - اس مضمون میں یورپ کے ایک مستند اهل قلم نے موجوده تمدن کے جو عوارض و مهالک بیان کیے هیں ' وہ موجوده دور کا في الحقیقت ایک فتنۂ عظیم هے -

اسکا ترجمه همارے لائق دوست مسٹر عبد المـــاجد صاحب بي - اے - نے رساله (الندوه) لکهنؤ کیلیے کیا تها ' چونکه الندوه بند هوگیا هے (اور نهـــایت افســوس کے ساتهه یه کهنا پڑتا هے) اسلیے اسکے دفتـــر سے یه ترجمه همارے پاس بهیجدیا گیا تها ' جسے نهایت خوشي کے ساتهه هم نے شائع کردیا -

---

بے چینی هوئی تھی - وہ اس شورو غوغا میں بالکل دب کر رهگئے -

پس یہ آپسے کس کمبخت نے کہا ہے کہ میں " یونیورسٹی اله آباد یونیورسٹی کے نمونے پر بنانا چاهتا هوں " ؟ میں تو بنانا هی نہیں چاهتا ' خواہ کسی نمونے پر هو - سر بٹلر کی چٹھی میں جتنی باتیں ظاهر کی گئی تھیں ' مجھے مہمل اور بے معنی نظر آئیں تو میں نے انکی رد میں چند سطریں لکھدیں - البتہ لوگوں کی عام خواهش یہی ہے ' اور میں بھی مسلمانوں کی ضروریات کے لحاظ سے ایک مقامی یونیورسٹی کو - جو زیادہ سے زیادہ دو تین هزار طلبا هی کو تعلیم دیسکے - کافی نہیں سمجھتا -

(۳) یہ سوال آپ لوگوں کے مذهب میں " ذاتیات " کی بحث ہے اور جائز نہیں ' مگر میرا یہ مذهب نہیں ' اسلیے جواب دیتا هوں - آپ پوچھتے هیں کہ مغرب و مشرق کے کن دارالعلوموں میں میں نے ادنی یا اعلی تعلیم حاصل کی ہے ؟ گذارش ہے کہ الحمد للہ کسی میں نہیں ' البتہ (رب المغربین و رب المشرقین) کی اُس درس گاہ سے فیضیاب هوں ' جس نے اپنی نسبت کہا ہے کہ :

قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین ' یهدي به اللہ من اتبع رضوانه سبل السلام و یخرجهم من الظلمات الی النور باذنه و یهدیهم الی صراط مستقیم (۵ : ۱۸)

بیشک اللہ کی طرف سے تمهارے پاس ایک نور علم و هدایت اور هر بات کو بیان کرنے والی کتاب آئی ہے - اللہ اُس سے سلامتی کے رستوں کی اس شخص کو هدایت کرتا ہے ' جو اُسکی رضامندی پر چلتا ہے ' اور ان کو اپنے حکم کے ذریعہ جہل و ضلالت کی تاریکی سے نکالکر علم کی روشنی بخشتا ہے اور (مختصر یہ ہے کہ) صراط مستقیم پر چلاتا ہے

اور جسکا معلم الہی وہ ہے کہ :

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیهم رسولا من انفسهم یتلوا علیهم ایاته و یزکیهم و یعلمهم الکتاب و الحکمة ' و ان کانوا من قبل لفي ضلال مبین (۳ : ۱۵۸)

بیشک اللہ تعالی نے مسلمانوں پر بڑا احسان کیا کہ انهیں میں سے انکی طرف اپنا معلم (رسول) بھیجا ' جو انکو احکام الہی پڑھکر سناتا ہے اور انکے نفوس کا تزکیہ کرتا ہے ' اور ان کو علم و حکمت کی تعلیم دیتا ہے ' حالانکہ اس سے پہلے وہ سخت جہل و گمراهی میں گرفتار تھے -

جب سے اس درس گاہ الہی کا دروازہ مجھپر کھل گیا ہے ' تمام کاغذ کی سندیں دینے والے انسانی دار العلوموں سے بے نیاز هوگیا هوں :

راهے کہ خضر داشت ' ز سر چشمہ دور بود
لب تشنگی ز راہ دگر بردہ ایم ما

والحمد للہ الذي هدانا لهذا ' وما کنا لنهتدي ' لولا ان هدانا اللہ (۷ : ۴۲)

رها یونیورسٹی کے کلنڈروں کا مطالعہ ' تو مجھے تو قرآن هی پڑھنے کیلیے چھوڑ دیجیے ' میں نے یونیورسٹی کا کانسٹیٹوشن بنانے کا کام اپنے ذمے نہیں لیا ہے ' اور نہ مجھکو وایسراے کی کونسل میں اسکا ایکٹ پیش کرنا ہے ' کمیٹی کے ممبروں نیز عہدہ داروں سے پوچھیے کہ انهوں نے اس وقت تک کتنے کلنڈر ملاحظہ فرمالیے هیں -

جی چاهے ' تو مسٹر محمد علی سے بھی پوچھہ سکتے هیں ' جو کم سے کم اکسفورڈ یونیورسٹی کے کلنڈرسے تو بے خبر نہونگے - فن تعلیم و تربیت کے مطالعے کی بھی مجھے کوئی ضرورت نہیں ' آپ حضرات نے اس فن کے علم و عمل کے جو نمونے پیش کردیے هیں ' وہ مطالعے کیلیے کافی هیں - میرے پاس تو اسلامی تربیت کی ایک کتاب موجود ہے ' اور اسکے سوا اور کچھہ نہیں جانتا -

(٤) بیشک میرا تو یہی اعتقاد ہے ' مگر میں جانتا هوں کہ آجکل جو لوگ تعلیم یافتہ ' اور جدید فنون تربیت و تعلیم کے امثال نمایاں هیں ' انکے لیے قرآن اور اسلام کے ذکر سے بڑھکر کوئی گالی نہیں ' جسکو سنتے هیں ' تو اکراہ و نفرت کے هیجان سے مضطرب هو جاتے هیں :

و اذا ذکر اللہ وحده اشمأزت قلوب الذین لا یومنون بالاخرة ' و اذا ذکر الذین من دونه ' اذا هم یستبشرون (۳۹ : ۴۶)

اور جب خداے واحد کا ذکر کیا جاتا ہے ' تو جن لوگوں کو حیات اُخروی پر ایمان کامل نہیں ' انکے دل نفرت کرنے لگتے هیں - اور جب خدا کے سوا دوسروں کا ذکر کیا جاتا ہے ' تو یکایک ان میں خوشی پیدا هو جاتی ہے -

رهی آپکی یہ فرمایش کہ یونیورسٹی کے الحاقی اور عدم الحاقی هونے کی نسبت کوئی نص پیش کروں ' تو اسپر مجھے هندوستانی ضرب المثلونکی ایک مشهور عقلمند قوم یاد آگئی ' جسکے ایک دانشمند ترین فرد نے قرآن سنانے والے واعظ سے فرمایش کی تھی کہ " میرے تانے بانے کا ذکر بھی قرآن میں دکھلا دیجیے " میرا نہیں ' بلکہ خود قرآن کریم کا یہ دعوی ہے کہ لا رطب ولا یابس الا في کتاب مبین - لیکن اگر آپنے اسکا یہی مطلب سمجھا ہے ' تو معاف کیجیے ' میں نے قرآن مجید کے انسانی اعمال و اعتقادات کیلیے ایک کامل تعلیم هونے کا ضرور دعوی کیا ہے ' مگر آپکے تانے بانے کی نسبت دعوا نہیں ہے - ممکن ہے کہ میں کوئی نہ کوئی استدلال اسکے لیے بھی پیش کردیتا ' مگر ڈرتا هوں کہ آپکی فرمایشوں کا دوسرا قدم اٹھے گا تو کیا کرونگا ' کل کو آپ کہیں گے کہ یونیورسٹی کمیٹی کے تمام ممبروں اور عہدہ دارونکا نام قرآن سے نکالدیجیے ' پرسوں فرمایش هوگی کہ یونیورسٹی ایکٹ کی ایک ایک دفعہ کو نصوص قرانی سے منطبق کیجیے ' اور پھر اگر کہیں آپنے یہ فرمایش کردی کہ " میں بھی یونیورسٹی کے معاملات سے گہرا متعلق رکھنے والا هوں ' میرا اور میرے خاندان کے تمام ممبروں کا نام بھی قرآن سے ثابت کردیجیے " تو پھر تو مجھے واقعی تعلیم قرانی کی خدمت سے مستعفی هی هو جانا پڑے گا -

(۵) نہیں سمجھہ سکتا کہ اِس سے آپکا مطلب کیا ہے ؟ بیشک مولانا شبلی نعمانی کی خدمت میں مجھے برسوں سے نیاز حاصل ہے ' اور ارباب فضل و کمال کی صحبت هر حالت میں فوائد بخش ہے ' مگر الحمد للہ کہ میں اپنی آرا و معتقدات میں کسی انسانی صحبت سے مستفید نہیں ' بلکہ صرف اس هادي حقیقی کی هدایت بخشیوں سے کامیاب فیضان هوں ' جسکی

لــكهنؤ سے ايک گمنام مراسلت

* * *

لكهنؤ سے ايک صاحب نے مراسلت بهيجي هے ' جو كسي دوسري جگه درج كردي گئي هے - اس مراسلت كے نيچے نام نهيں ديا گيا هے' اسكے ساتهه جو خط تها ' اسميں ايک شخص كا نام مع ايـک بيرسٹر صـاحب كي كوٹهي كے پتے كے درج هے' مگر جانتـاهوں كه مراسلت كي گمنامي اور خط كي صراحت ' دونوں يكسان هيں - پہلے تو خيال هوا كه جو شخص اپنے اندر اتني جرات بهي نهيں پاتا ' كه علانيه آكر مجهسے سوال كرے' وہ كسي طرح تخاطب كا اهل نهيں' ليكن پهر خيـال هوا كه اس تحرير ميں ايک سوال ميرے ذاتي علم و جهل كي نسبت بهي هے ' اور شايد ميرا نفس اس پردے ميں اپني تنقيص و مذمت كے سوال كو ٹالنا چاهتا هو' اسلئے باوجود اس افسوس كے كه اسكي اشاعت اور جواب ميں جسقدر صفحے صرف هونـگے' وہ كار آمد مضامين كيليے ظلم هوگا' اس تحرير كو شائع كركے مجبوراً چند سطريں يهاں لكهديتا هوں - ليكن انساني اخلاق كي بوالعجبي كي يه كيسي عمدہ مثال هے ! ايک شخص باوجود فقير بے نوا هونے كے ملـک كے سب سے بڑے متمول ' بارسوخ' صاحب نفوذ و اقتدار' اور حكام رس گروہ كو علانيه اسكي غلطيوں پر ٹوک رها هے' اپنے عقيدے اور بصيرت كے مطابق انكے جس خيال و عمل كو خلاف صواب سمجهتا هے ' سخت سے سخت الفاظ اور شديد سے شديد لب و لهجه ميں صاف صاف ظاهر كرديتا هے ' اور اعلان حق كي راہ ميں كسي دنيوي اثر اور انساني طاقت كا اپنے اندر خوف نهيں پاتا - مگر اسكے مقابـلے ميں زمانے كا يه حال هے كه اول تو سرگوشيوں اور گهر كي صحبتوں ميں برا بهلا كهه لينے كے سوا كوئي باهر نـكلـكر مشورہ و مبادلۂ خيالات سے غلطيوں كو سلجهانے كي سعي نهيں كرتا' اور اگر (بنغازي) كے اٹالين كيمپ سے گاہ گاہ آجانے والي صداے توپ كي طرح ' كبهي كوئي صدا اٹهتي بهي هے' تو اسكا يه حال هوتا هے' كه ايـک شخص مسودہ لـكهتا هے' دوسرے سے صاف كرايا جاتا هے ' تيسرا خط لـكهتا هے ' اور پهر اتني جرأت بهي نهيں هوتي كه علانيه اپنا نام ظاهر كريں !

خيال كن تو كجائي و ما كجا واعظ !

اس سے بهي عجيب تر يه هے كه ميں جو كچهه لكهتا هوں ' قوم كے سب سے بڑے طبقے كے خلاف لكهتا هوں - اسليے انساني كمزوري سے اپنے تئيں چهپا سكتا تها' ليكن جو حضرات ميري مخالفت ميں قلم اٹهاتے هيں' وہ تو گويا عام شاهراہ پر قدم اٹهاتے ' اور هر دل عزيزي كا ايک نيا استحقاق پيدا كرتے هيں - انكے ليے چهپنے كي كيا وجه هوسكتي هے ؟ كيا حق و صداقت كي طاقت بخشي اور گمراهي كے قدرتي تذلل و بے همتي كي يه ايک كهلي نشاني نهيں هے ؟ پهر كوئي آنكهه هے جو ديكهے ' اور دل هے جو سونچے ! ان في ذلك لذكرى ' لمن كان له قلب' او القى السمع و هو شهيد (۵۰ : ۳۷)

تاهم اپنے نقاب پوش دوست كا ان سوالات كيليے بهي ممنون هوں - ممكن هے كه ان سوالات سے كوئي مفيد نتيجه انكے پيش نظر كو' اور جيساكه وہ كهتے هيں - اسكا انكشاف قوم كو فائدہ پهنچاے، انكو اور الهــلال كے تمام ناظرين كو بهولنا نهيں چاهيے كه خلوص اور اور نيک نيتي كے ساتهه عرض حال كرنے كي سعي كرتا هوں ' عصمت اور غلطيوں سے پاک هونے كا تو ميں نے كبهي بهي دعوا نهيں كيا - وہ يقين فرمائيں كه ميں اپني غلطيوں كو دكهلا نے والے قلـم كا نهايت بے چيني كے ساتهه منتظر رهتا هوں : كما يتمنى البارد الماء صائم

اب ميں چند سطريں هر سوال كے جواب ميں دفعه وار عرض كركے دوسرے كاموں ميں مشغول هوتا هوں -

(۱) يونيورسٹي كے مسئلے كو ميں تو تعليمي هي سمجهتا هوں ليكن آپـكي ليگ اس سے متفق نهيں ' امرتسر ميں جو رپورٹ سكريٹري صاحب نے پيش كي تهي ' اسكي تمهيد ميں لـكها تها كه " تعليم سے بڑهكر اور كوئي پالـيٹكس نهيں هے - مسلمان گو ابتـک پاليٹكس سے الگ رهے' مگر وہ تعليم كے مسئله ميں مصروف تهے ' اور يه ايک نهايت دقيق اور غامض پوليٹـكل مسئله هے " اب آپ جس راے كو مفيد مطلب ديكهيں ' اختيار فرمائيں -

(۲) مجهے معلوم نهيں كه همارے قوم كے " رهے سهے ماهرين فن " كي ' الحاق و عدم الحاق كي نسبت كيا راے هے' اور نه معلوم كرنے كي ضرورت ' آپ يونيورسٹي كے ان جهگڑوں كو مجهسے اسطرح پوچهه رهے هيں' گويا ميں يونيورسٹي كے معاملات كا ذمه دار هوں ! ميں نے هي لوگوں كو يونيورسٹي كي طرف دعوت دي هے ' لاكهوں روپيه اسے وصول كيا هے ' اور پهر ميں نے هي ۱۱ - اگست كو لكهنؤ ميں مجلس منعقد كي هے' اور عدم الحاق كي صورت ميں يونيورسٹي كے لينے سے انكار كرديا هے ! !

اگر آپكے اندر ان دقائق و رموز تعليـــم كيليے كوئي بے چيني هے تو براہ كرم ميرے وقت كو تو ضائع نه كيجيے' سب سے پہلے اپنے مرشـد كل اور هادي سبل سے پوچهيے ' جو علانيـه الحـــاق كي تائيـد ميں تار ديتے هيں ' پهر نواب وقار الملـک ' راجه صاحب محمود آباد ' مياں محمد شفيـــع اور سب سے بڑهكر " همدرد قوم " مسٹر محمد علي سے پوچهيے ' جو الحاق كي تائيد ميں " مدلل اور معقـــول " تحريروں كا ايک سلسله قائم كيے هوے هيں ' اور ررتڈنـگ پيپر چهاپ چهاپ كر اس مسئلے كي نسبت قوم ميں ايک عام ايجي ٹيشن پهيلا رهے هيں -

مجهے ان معاملات سے كيا تعلق ؟ ميں تو ۱ - ستمبر كي اشاعت ميں اپني اصلي راے ظاهر كرچكا هوں كه الحاق اور عدم الحاق كيا معنے' سرے سے يونيورسٹي كے وجود هي كو قابل بحث سمجهتا هوں !

دهن كا ذكر كيا ياں سر هي غائب هے گريباں سے

ميرا عقيدہ تو يه هے كه يونيورسٹي خواہ الحاقي هو يا غير الحاقي مسلم كے نام سے هو' خواہ علي گڈہ كے ' جتني قيمت ميں لي جاتي هے ' اتني قيمت كي متاع كسي صورت ميں نهيں :

فاش مي گويم و از گفتۂ خود دلشادم

مجهكو تو بعض اوقات يونيورسٹي كميٹي كي اس خوش قسمتي پر هنسي آجاتي هے كه پريس كميونـک كي بے وقت اشاعت نے لوگوں كو الحاق و عـدم الحاق كي بحث ميں اولجهاديا ' اور اصلي معاملات جو بمنزلۂ بنياد كار هيں ' اور جن پر اصلي شـورش اور

۲۲ ستمبر ۱۹۱۲

صبح امید

وهو الذي ينزل الغيث من بعد ما قنطوا وينشر رحمته وهو الولي الحميد (۴۲ : ۲۷) - (۱)

به بدمستی سزد، گر متهم سازد مرا ساقی
هنوز از بادۀ پارینه ام پیمانه بر دارد

(۱)

نزول رحمت الهي وحيات بعد الممات

قدرت الهي كي بخشائشوں كو كون شمار كر سكتا هے ؟

و ان تعدوا نعمة الله لاتحصوها (۴ : ۱۶۳)	اگر تم الله كي نعمتوں كا شمار كرنا چاهو تو كبهي نه كرسكوگے -

عالم كائنات كي كونسي شے هے جو اپنے اندر قدرت الهي كي كوئي نشاني نه ركهتي هو ؟

وكاين من ايت في السماوات و الارض يمرون عليها وهم عنها معرضون (۲۱ : ۱۰۵)	اور آسمان و زمين ميں الله كي قدرت و عظمت كي كتني هي نشانياں هيں، جن پر سے غافل انسان گذر جاتا هے، اور غور نهيں كرتا -

(۱) اور وهي خدا تو هے كه جب خشك موسم ميں لوگ بارش كي طرف سے بالكل نا اميد اور مايوس هو جاتے هيں، تو وه اپني رحمت كے بادلونكو پهيلاديتا هے، اور مينه برسنا شروع هو جاتا هے - وهي كارساز حقيقي اور سزاوار حمد و تقديس هے -

[قران مجيد ميں آثار قدرت الهي كو بيان كرتے هوے بارش كے نزول اور زمين كي حيات نباتاتي پر جا بجا زور ديا گيا هے، مگر في الحقيقت يه ايك تمثيل هے، جسكے ذريعے هر طرح كي اخلاقي اور روحاني هلاكت اور حيات بخشي كا سمجهانا مقصود هے - تمام آيتوں اور انكے سياق و سباق پر غور كيا جاے، تو يه مطلب واضح هو جاتا هے - عربي ميں " ياس " اور " قنوط " نا اميدي كے معنوں ميں مرادف الفاظ هيں - مگر " قنوط " كا اطلاق اس نا اميدي پر هوتا هے جو ياس سے بهي زياده سخت و شديد هو، اور نيز جسميں نيك توقعات سے مايوسي هو (القنوط اعظم الياس، والياس من الخير - مفردات امام راغب) اس آيت ميں " ياس " كي جگهه " قنوط " كا لفظ اسي ليے فرمايا هے كه رحمت الهي كا نزول انتها درجه كي نا اميدي اور قطعي ياس كے بعد هوتا هے -]

ليكن عالم سماوي كے آثار و آيات ميں ايك بهت بڑي نشاني بارش كا نزول، اور زمين كي نباتاتي حيات و ممات هے :

الله الذي يرسل الرياح	الله هي هے جو هواؤں كو بهيجتا هے،
فتثير سحابا	اور وه بادلوں كو انكي جگهه سے ابهارتي
فيبسطه في السماء	هيں، پهر خدا جس طرح چاهتا هے انسے
كيف يشاء ويجعله	كام ليتا هے، كبهي بادلوں كو آسمان پر
كسفا، فترى الودق	پهيلا ديتا هے، كبهي انكے ٹكڑے ٹكڑے
يخرج من خلاله	كرديتا هے اور تم كو ايسا نظر آتا هے كه
فاذا اصاب به من	گويا انكے بيچ سے مينه نكلا چلا آتا هے -
يشاء من عباده،	پهر جب خدا اپنے بندوں ميں سے جن
اذا هم يستبشرون	پر چاهتا هے اُسے برسا ديتا هے، تو وه
(۳۰ : ۷۴)	خوشياں منانے لگتے هيں -

اس خاكدان حيات كي ساري زندگي پاني كے وجود سے هے :

وجعلنا من الماء كل	اور هم نے دنيا كي هر چيز ميں پاني سے
شي حي (۸ : ۴۴)	زندگي اور زندگي كي شادابي ركهي -

جب زمين آفتاب كے آتشكدۂ حرارت سے قريب هوجاتي هے، اُسكي شعله باريوں سے سطح زمين كا ذره ذره تپنے لگتا هے، زندگي كي تمام علامتيں مفقود هو جاتي هيں، هر شے پر مردني، اور هر چهرے پر افسردگي چها جاتي هے، دريا اتر جاتے هيں، نديان خشك هوجاتي هيں، زمين كے اندر كا خزانۂ رطوبت بهي خالي هوجاتا هے، اور سبزه و گل كي ترو تازگي اور كهيتوں كي شادابي، دونوں خشك سالي كي تيغ سے هلاك هوجاتي هيں، تو اُس وقت زمين اور زمين پر بسنے والي هر نباتاتي اور حيواني روح پاني كيليے بيقرار هوتي هے اور كوئي آنكهه نهيں هوتي، جو آسمان كي طرف اميد سے نه اٹهتي هو اور پهر مايوس هوكر العطش ! العطش ! نه پكارتي هو - ليكن جب مايوسي انتها درجے تك پهنچ جاتي هے، اور اميد كا كوئي سهارا باقي نهيں رهتا، تو پهر يكايك عالم سماوي ميں ايك انقلاب عظيم نمودار هوتا هے اور بجلي كي چمك، اور بادل كي گرج، صداے اميد بنكر دنيا ميں پهيل جاتي هے :

فانظر الي اثار رحمت الله	پس رحمت الهي كي ان نشانيوں كو
كيف يحيي الارض بعد	ديكهو، كه كيونكر وه زمين كو موت كے
موتها، ان ذلك لمحيي	بعد دوباره حيات بخشتا هے ؟ بيشك
الموتي، وهو علي كل	وه مردونكو جلانے والا هے اور هر شے
شي قدير (۳۰ : ۴۹)	پر قادر هے -

اخلاقي و قلبي حيات و ممات

انساني قلوب كي حيات و ممات، اور قوموں كي اخلاقي زندگي اور موت كا بهي يهي حال هے - مايوسياں جب حد درجے تك پهنچ جاتي هيں، اور انساني سعي اميد كي كوئي راه اپنے سامنے نهيں ديكهتي، تو وه خدا، جو انسانكي جسماني زندگي كيليے اپنے آسمان كو حكم ديتا هے كه باران رحمت كا دروازه كهولدے - ضرور هے كه انسان كي قلبي زندگي كيليے بهي اپني ملائكۂ رحمت كو بهيجدے، تاكه پيغام اميد سے مرده دلوں ميں زندگي كي حركت پيدا كرديں -

توفیق کا نور مبین تاریکیوں میں مشعل راہ نما ' اور گمراہیوں میں دست ہدایت ہے :

الذي خلقني فهو يهدين ' و الذي هو يطعمني و يسقين ' و اذا مرضت فهو يشفين ' و الذي يميتني ثم يحيين ' و الذي اطمع ان يغفر لي خطيئتي يوم الدين (۲۲ : ۸۳)	وہ ' جس نے مجکو پیدا کیا ' اور پھر ہدایت کي راہیں میرے آگے کھولدیں- وہ ' کہ میں بھوکا ہوتا ہوں تو مجھے کھلاتا ' اور پیاسا ہوتا ہوں تو پلاتا ہے - اور وہ ' کہ جب اپني بداعمالیوں سے بیمار پڑتا ہوں ' تو اپني رحمت سے شفا دیتا ہے - جو مجکو موت کے بعد حیات بخشے گا ' اور جسکي رحمت سے اُمید رکھتاہوں کہ قیامت کے دن میري خطاؤں سے درگذر کریگا -

مسلمانوں کي گذشتہ یونیورسٹیوں کي وجہ تسمیہ کي نسبت بھي آپکا سوال نا قابل فہم ہے ' اور نہیں معلوم اس سوال سے کیا مقصد ہے ؟ اول تو یہ بھي صحیح نہیں کہ تمام یونیورسٹیاں شہر اور باني کے نام سے مشہور ہوئیں ' اور بالفرض ہوئي بھي ہوں ' تو مشہور ہوجانا دوسري چیز ہے اور نام رکھنا دوسري بات - پھر کیا آپکا یہ ارادہ ہے کہ مجوزہ یونیورسٹي کو بھي " سرآغا خاں یونیورسٹي " کے لقب سے سرمایہ اندوز فخر کرنیں بنایا جاے ؟ اگر یہي مقصد ہے تو اسکے لیے اس تلاش و جستجو کي ضرورت نہیں ' یہاں پہلے ہي سے سمجھہ لیا گیا ہے کہ اسکا نام مسلم یونیورسٹي ہو خواہ اور کچھہ ' وہ بہر حال ویسي ہي مسلم یونیورسٹي ہوگي ' جیسا اس وقت علي گڈہ کا محمڈن کالج ہے - پس نفاق کي جگہ یقیناً اس راست بیاني میں زیادہ خوبي ہے کہ " مسلم " کي جگہ آغا خاں " یونیورسٹي " ہي اسکا اسم مبارک تجویز کیا جاے -

(٦) آپکو کیا معلوم ' یونیورسٹي کا ابھي غلغلہ بلند بھي نہیں ہوا تھا کہ میں انہیں اغراض و مقاصد سے ایک اخبار نکالنے کي فکر میں تھا ' کیونکہ جب تک ذاتي اخبار نہوتا ' ان خیالات کي اشاعت مشکل تھي - کوئي اخبار بھي اسے گوارا نہ کرتا کہ میرے مضامین شائع کرکے اپنے تئیں ارباب حل و عقد کي نظروں میں مبغوض بناے - لیکن اللہ کي مشیت نے مجھے مہلت نہ دي اور کئي سال اسمیں نکل گئے - میرے محب و محبوب دوست مسٹر محمد علي اور بیسیوں احباب کو اسکي خبر ہے - پس یونیورسٹي کے ہنگامے پر میں کوئي تحریر شائع نہ کرسکا ' اور اب الہلال نکلا تو اپنے خیالات ظاہر کرنے لگا -

یہ اصلي واقعہ ہے - رہا اُس تحریر کا وہ جملہ ' جسے آپنے نقل کیا ہے ' تو افسوس ہے کہ آپ عبارت کا محل اور موقعہ سمجھنے سے بے پروائي کرتے ہیں ' وہاں تو بطور الزامي حجت کے کہا گیا ہے کہ اگر کوئي آواز بلند بھي کي جاتي تو " لوگوں کو اس درجہ متوالا کردیا گیا تھا کہ اس طرح کي صداؤں سے کوئي ہشیاري پیدا نہیں ہوتي "

اور بالفرض اسے تسلیم بھي کرلیاجاے ' تو بھي نہیں معلوم کہ آپ کے استدلال کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے ؟ کیا اصلاح و ہدایت کو طبائع کي صلاحیت اور مستعدي کے وقت شروع کرنا ' اور اپنے قرار دادہ مصالح کي وجہ سے حق گوئي کي جگہ باطل پرستي کو اختیار کرنا ' دونوں ایک ہیں ؟ :

افمن كان على بينة من ربه ' كمن زين له سوء عمله و اتبعوا اهواءهم ؟ (۴۷ : ۱۶)	کیا وہ لوگ ' جو اپنے پروردگار کے بتلاے ہوے کھلے رستے پر ہیں ' اُن لوگوں کي طرح ہوسکتے ہیں ' جنکواپنے اعمال بدمیں خوبي نظر آتي ہے اور اپنے ہواے نفس پر چلتےہیں ؟

یقین کیجیے کہ میں اظہار خیال میں کسي سہارے کا محتاج نہیں ' اگر تمام ملک و قوم میري راے کا مخالف ہو اور ایک انسان بھي ساتھہ نہ دے ' جب بھي توفیق الہي کي نصرت بخشیوںسے میں اپنے تئیں ایک مسلح فوج اور ایک پوري قوم سمجھتا ہوں -

آپ " امر بالمعروف و نہي عن المنکر " کو - کہ ایک اسلامي فرض ' اور قرآن کریم کے قائم کیے ہوے الفاظ ہیں - بغیر کسي تامل کے " مشتبہ الحقیقۃ " اور " مرعوب کن دعاوي " لکھتے ہیں ' اور اسطرح اصطلاحات قرآنیہ کا علانیہ استہزا کرتے ہیں - آپ میري نسبت جو جي چاہے لکھیں ' میں بخوشي سن لونگا ' لیکن شعائر الہیہ کے استہزا اور استخفاف کا کسي طرح متحمل نہیں ہو سکتا : و من یعظم شعائر اللہ ' فانہا من تقوی القلوب (۸ : ۳۳)

بھائي ! امر با لمعروف اور نہي عن المنکر پر کیا موقوف ہے - یہ تو بہت اونچے درجے کي باتیں ہیں ' اسلام کي جو عام اور روزانہ اعمال کي تعلیمات ہیں ' وہ بھي تم لوگوں کیلیے بے معني اور " مشتبہ الحقیقۃ " ہیں ' اعتقاداً بھي اور عملا بھي -: کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم ' ان یقولون الا کذبا (۱۶ : ۷۲)

غالباً آپ میري تحریرات میں جس " افراط ضلع گوئي و استعارات " کے شاکي ہیں ' اُس سے بھي جا بجا قرآن مجید کي آیات سے استشہاد ' اور اسکي تلمیحات مراد ہونگي ' ورنہ میرے مذاق تحریر کا تو یہ حال ہے کہ اگر چاہوں بھي ' تو ضلع گوي پر قادر نہیں ہو سکتا -

آخر میں آپ سے بمنت التماس ہے کہ اگر خامہ فرسائي کا ارادہ ہے تو اسطرح کي لا حاصل بحثوں میں اوقات خراب نہ کیجیے ' یہ کونسا مفید طریق بحث ہے کہ جن چیزوںسے مجھے کوئي تعلق نہیں ' اور کبھي اُنکي نسبت کوئي دعوی نہیں کیا ' انکا سوال بیکار آپ مجھسے کرتے ہیں - کیا یہ بہتر نہوگا کہ آپ الہلال کے اصلي مباحث مذہبي و سیاسي پر نظر ڈالیں ' اور اونکي غلطیوں پر مجکو متنبہ کرکے ایک صحیح خدمت ملي کي راہ قائم کرنے میں ساعي ہوں ؟

اور ہاں اگر آئندہ بھي آپکو اسي طرح شان تبرقع و نقاب آرائي میں آنا ہو تو اسکا خیال رہے ' کہ یہ جالي دار نقاب تو میري نظروںکو دھوکا دینے کیلیے کافي نہیں - اتقوا من فراسۃ المومن ' فانہ ینظر بنور اللہ - یہ بھي کوئي نقاب میں نقاب ہے کہ نہیے ' کہ پیشاني پہ چڑھي ہوئي شکنیں تک ایک ایک گن دوں ! پھر کبھي آئیے تو حریر و کمخواب کا کوئي نقاب ڈالکر آئیے ' زیب و زینت میں بھي افزایش ہو جاے گي ' اور پردا بھي ڈھنکا رہجاے گا -

[ناظرین سے معافي خواہ ہوں کہ کئي صفحے اس سوال و جواب میں غارت گئے ' لیکن اسمیں بھي چند مصلحتیں تھیں - اب آئندہ اشاعت سے تو قطعي ارادہ کرلیا ہے کہ سوا مفید منتخب ' ضروري اور مختصر مضامین کے اور تمام بحثوں سے بالکل غض بصر کرلونگا]

ولولوں کو دبا دیا جاتا ہے ' اور یا پھر ایک غلط راہ پر لگا کر راہ مقصود سے غافل کردیا جاتا ہے -

قدرتي ولولوں کو روکنا ممکن نہیں

لیکن تاہم دل کے جوش اور ولولے کو باہر کي کوئي طاقت نہیں دباسکتي' قدرتي نشوونما کو خواہ کتناھي روکیے' وہ ابھر ھي کر رہے گا - آپ نے بارھا اپنے دروازے کے آگے کسي بے موقعہ درخت کے پودے کو بڑھتے دیکھکر کچل دیا ہوگا ' مگر چند دنوں کے بعد پھر دیکھا ہوگا ' تو اسکي جگہ خالي نہوگي - یہ قدرت کے کار و بار ھیں اور انمیں کوئي خلل نہیں ڈال سکتا - مسلمانوں کے دلوں کو برسوں تک زمانے کي آوازوں سے غافل رکھا گیا ' لیکن یہ ایک زبردستي کي پٹي تھي جوانکي آنکھوں پر باندھي گئي تھي - ممکن تھا کہ ابھي کچھہ اور زمانہ غفلتوں اور گمراھیوں کو فرصت کا ملجاتا ' لیکن ہم نے جاگنے میں دیر کي تھي ' تو قدرت نے جگانے میں اور زیادہ دیر نہ کي - یکے بعد دیگرے چند واقعات و تغیرات نے بھي ظہور کر کے تنبیہ اور غفلت شکني میں مدد دي ' اور الحمد للہ کہ اب موجودہ حالات کو دیکھتے ھیں ' تو مایوسي کي جگہ امید کے اثر کو غالب پاتے ھیں - گو ابتک کوئي اصلي حرکت پیدا نہیں ہوئي ہے' نہ تو پچھلي راہ سے پورے قدم ہٹے ھیں ' اور نہ آیندہ کیلیے کوئي نئي راہ متعین ہوئي ہے - ابتک جو کچھہ تغیرات ہوے ھیں ' صرف ذھن و دماغ تک محدود ھیں' اور وہ بھي کوئي کامل تغیر نہیں ' بلکہ صرف ایک جنبش ہے جو دماغوں کے جمود نے محسوس کي ہے' پھر جو کچھہ بھي ہے' کسي متحد رشتے میں منسلک نہیں ' اور ابتک اتحاد و مبادلۂ آراء کي قوت سے محروم ہے - تاہم ہر حرکت کي ابتدا جنبش سے' اور ہر عمل کا آغاز ذھن و خیال سے ہوتا ہے - برسوں کي نیند کے متوالے اگر ابھي کروٹ ھي لے رہے ھیں ' تو اٹھکر بیٹھہ جانے کیلیے جلدي نہ کرني چاھیے - شب کي سر مستیوں کا ابھي کچھہ عرصے تک تو خمار رہے ھي گا ' عجب نہیں کہ نئے موسم کے آنے تک کچھہ زمانہ تداخل کي بے عنوانیوں کا بھي گذرے ' لیکن ہر حال میں عقل و ھوشمندي ' حزم و احتیاط ' اور اعتدال و توسط کے ساتھہ نظر عواقب امور پر رھني چاھیے : وھو الذي ینزل الغیث من بعد ما قنطوا ' و ینشر رحمتہ' وھو الولي الحمید (۴۲ : ۲۷)

انساني ضلالت کا اصلي مبدء

ہر اصلاحي تحریک و دعوت کیلیے پہلي منزل " تقلید " کي بندشوں کو توڑنا ہے ' کیونکہ تقلید کے اھرمن سے بڑھکر انسان کي تمام یزداني خصائل کا اور کوئي دشمن نہیں - انساني اعمال کي جسقدر گمراھیاں ھیں ' اُن سب کي تخم ریزي صرف تقلید ھي کي زمین میں ہوتي ہے - اسلیے راہ اصلاح کا اولین منظر یہ ہے کہ تقلید پرستي کے سلاسل و اغلال سے انسان کو نجات حاصل ہو - خدا تعالی نے ہر انساني دماغ کو سونچنے والا ' اور ہر آنکھہ کو دیکھنے والا بنایا ہے :

الم نجعل لہ عینین ؟ — کیا ہم نے انسان کو دیکھنے کیلیے دو آنکھیں

ولسانا و شفتین — نہیں دي؟ اور بولنے کیلیے زبان اور لبیں

وھدیناہ النجدین ؟ — نہیں عطا کیں؟ اور پھر ھدایت و ضلالت کي

(۹۰ : ۸) — دونوں راھیں اسکے سامنے نہیں کھول دیں ؟

اسلیے ہر انسان اپني ھدایت و گمراھي کا ذمہ دار' اور اپنے فکر و دماغ سے کام لینے کیلیے خود مختار ہے - لیکن انسان کي تمام قوتیں نشو و نما کي محتاج ھیں ' اور نشو و نما ہو نہیں سکتي ' جب تک قوتوں کو بغیر کسي سہارے کے خود ورزش کرنے کیلیے چھوڑ نہ دیا جاے - انسان چلنے کي قوت اپنے ساتھہ لیکر آتا ہے ' مگر بچے کو جب تک خود کھڑا ہونے اور پانؤں پر زور دینے کیلیے چھوڑ نہ دیجیے گا ' کبھي اسکے پانؤں نہیں کھلیں گے - تقلید سے پہلي ھلاکت جو انساني دماغ پر چھا جاتي ہے - وہ یہي ہے کہ انسان اپنے چند پیشواؤں او ر مقتداؤنکي تعلیم یا آبا و اجداد کے طریق و رسوم پر اپنے تئیں چھوڑ دیتا ہے ' اور صرف انہیں کا تعبد کرتے کرتے خود اپني قوتوں سے کام لینے کي عادت بھول جاتا ہے - اس عالم میں پہنچکر اسکي حالت بالکل ایک چار پائے کي سي ہو جاتي ہے' اور انساني ادراک و تعقل کي تمام علامتیں مفقود ہونے لگتي ھیں - انسان کا اصلي شرف نوعي اور ما بہ الامتیاز ' اسکے دماغ کا تدبر و تفکر اور اجتہاد و تجسس ہے - دنیا میں جسقدر علوم و فنون کا انکشاف ہوا ' قوانین الہیہ اور نوامیس فطریہ کے چہروں سے جسقدر پردے اٹھے ' اشیاے کائنات کے خواص کا جو کچھہ سراغ لگا ' تمدن و مصنوعات میں جس درجہ ترقیاں ہوئیں' نئے نئے آلے اور نئے نئے وسائل راحت جسقدر ایجاد ہوے ' غرضکہ انسان کے ارتقاے ذھني و فکري کے جسقدر کرشمے دنیا میں نظر آرہے ھیں ' یہ تمام تر اسي انساني تفکر و تدبر کے نتائج ھیں - لیکن تقلید پرستي کي عادت ھلاکت و بربادي کي ایک چٹان ہے ' جو انساني تفکر و تدبر اور ادراک و تعقل کي تمام قوتوں کو کچل ڈالتي ہے' اور اسکي قوت نشو و نما کا دائمي سدباب کردیتي ہے - (قرآن کریم) جس دعوت کو لیکر آیا ' في الحقیقت اسکا اصلي مقصد یہي تھا کہ تقلید اور استبداد فکري کي زنجیروں سے انسان کو نجات دلاے - بت پرستي اور انسان پرستي کي تمام شاخیں بھي اسي تقلید آبا و رسوم سے پیدا ہوتي ھیں' اسلیے قران نے اپني تعلیم توحید کا اساس بھي انسان کي اجتہاد فکري پر رکھا اور تفکر پر زور دیا :

افلا یتدبرون — کیا لوگ اپنے دماغ سے قرآن پر غور

القران ' ام علي قلوب — نہیں کرتے ' یا انکے دلوں پر قفل

اقفالھا ؟ (۴۷ : ۲۶) — لگ گئے ھیں ؟

مقلدین محض کو چار پایوں اور حیوانوں سے تشبیہ دي' اور پھر اسکو بھي اظہار ضلالت کیلیے نا کافي قرار دیکر انسے بھي بدتر فرمایا :

لھم قلوب لایفقھون — انکے پاس دل و دماغ ھیں ' مگر نہیں

بھا ' ولھم اعین لایبصرون — دیکھتے - کان ھیں' مگر نہیں سنتے - خود

بھا' ولھم اذان لایسمعون — اپنے ذھن سے کام نہ لینے اور مقلد

بھا' اولائک کالانعام بل — محض ہونے میں وہ مثل چار پایوں

ھم اضل (۷ : ۱۷۸) — کے ھیں ' بلکہ انسے بھي گمراہ تر -

صـــبـح أمـــيـــد

گذشته چند سالوں سے تمام عالم اسلامي ميں ايک اخلاقي بيداري کے جو آثار نماياں هو رهے هيں ' وہ اميد دلاتے هيں که شايد هماري مايوسيوں کي انتہا سے اميد کا آغاز شروع هو ' ليکن آج هم صرف مسلمانان هند کے موجودہ حالات پر نظر ڈالنا چاهتے هيں -

هم نے ابتداے اشاعت سے (الهلال) ميں مسلمانونکي گذشته اور موجودہ حالت پر مرثيه خواني کي هے ' اور انکے اعمال زندگي کي هر شاخ کو مايوسي کي نظر سے ديکھا هے ' ليکن حضرت (يعقوب) نے اپنے لڑکوں کو نصيحت کي تهي که : لا تائسوا من روح الله - الله کي روح رحمت سے مايوس نهو - اور (اسلام) پهلي چيز جو اپنے پيرو کو بخشتا هے ' وہ (اميد) هي هے -

ومن يقنط من رحمة ربه الا الضالون (١٥ : ٥٦)
اور الله کي رحمت فرمائي سے کافروں کے سوا اور کون نا اميد هوسکتا هے ؟

نو ميد مشو ' که نا اميدي کفرست

ديکھتے هيں ' تو باوجود اين همه اسباب مايوسي ' پھر بھي اميد نے هميں بالکل چھوڑ نهيں ديا هے ' اور هندوستان ميں جو تغيرات و انقلابات پچھلے دنوں کے اندر ظاهر هوے هيں ' انهوں نے مسلمانوں کے موجودہ حالات ميں اميد کي ايک جھلک نماياں کردي هے - گو بارش کے برسنے ميں دير هو ' مگر موسم آثار و علائم سے خالي نهيں -

بـــيـــداري کي ايک کـــروٹ

انسان کي تمام اندروني قوتيں اور جذبات خارجي محرکات کي محتاج هوتي هيں ' اور انکي مثال سوئے هوے انسان کي سي هوتي هے ' جو گو زندہ هے ' مگر حرکت کرنے کيليے کسي بيدار کن صدا کا محتاج هے - هندوستان ميں مسلمانوں کي تمام نشو و ارتقا کي قوتيں ابتدا سے وقف غفلت رهيں ' انکو کوئي جگانے والا هاتھه ' اور کوئي هشيار کرنے والي صدا نصيب نهيں هوئي - قوموں کي زندگي کي اصلي قوت عوام کا طبقه هے ' مگر اس طبقه کي قوت چند نفوس خواص کے هاتھه ميں هوتي هے ' انکي بيداري سے تمام ملت بيدار رهتي هے ' اور انکي غفلت سے تمام ملت پر غفلت چھا جاتي هے - ليکن بد بختي سے مسلمانوں کے رهنماؤں کا يه حال رها که :

او خويشتن گم است ' کرا رهبري کند

خدا کي بخشائش عام هے ' فطرت کي فياضيوں ميں نسل و قوم کي تميز نهيں ' اور اوروں کے جسم کے اندر جو خون هے ' وهي هماري رگوں کے اندر بھي دوڑ رها هے - هندوستان ميں گذشته نصف صدي کے اندر بيسيوں تغيرات هوے ' تعليمي رفتار کو خواہ کتنا هي سست کها جاے ' مگر ترقي رفتار سے تو کوئي انکار نهيں کرسکتا ' سب سے بڑي چيز شب و روز کے ساتھيوں کي حرکت تهي اور کوئي نظر ايسي نه تهي جسکے سامنے سے قافلے نه گذرتے هوں اور شهسواروں کي اڑائي هوئي گرد سے غبار آلود نهوتي هو - ضرور تها غافل دلوں ميں امنگ اور حرکت کي گدگدي پيدا هوتي ' اور ساتھيوں کو دوڑتے ديکھکر بلا قصد بھي پانوں حرکت کرنے لگتے - مگر بد بختي يه تهي که لگام ان هاتھوں ميں تهي ' جو لگام سے لگام کا نهيں ' بلکه زنجير کا کام ليتے تھے ' اور بيداري کے قدرتي ولولوں اور امنگوں کو هميشه اپني مصنوعي خواب مقناطيسي کے عمل سے دبا دينا چاهتے تھے - دلوں ميں جوش اٹھتا تها ' اور آنکھيں راہ مقصود کو ڈھونڈھتي بھي تھيں ' ليکن جوش يا تو دبا ديا جاتا تها ' يا اسکے ليے ايک غلط مصرف پيدا کرديا جاتا تها ' جس ميں خرچ هوکر ضائع هوجاتا تها - اور تلاش راہ کي خواهش کو يا تو بڑھنے سے روکديا جاتا تها ' يا پھر ايک پر پيچ و خم راہ ضلالت سامنے کردي جاتي تهي ' تاکه جستجوے منزل کا قدم اسي ميں بھٹک کر رهجاے !

مسلم يونيورسٹي کا هنـــگامه

اسکي کتني صاف اور بين مثال همارے سامنے هے ! مسلمانوں کي افسردگي اور بے همتي کے افسانے نصف صدي سے هماري انجمنوں کا دائمي مرثيه هيں ' ليکن مسلم يونيورسٹي کي صداے تحريک کے بلند هوتے هي تمام ملک ميں ايک عام جوش و خروش پيدا هوگيا - ملک کا کوئي حصه اور قوم کا کوئي طبقه نهيں جسکے اندر اس صدا نے حرکت پيدا نه کردي هو ' علي الخصوص صوبجات متحدہ اور پنجاب ميں تو جان نثارانه فدا کاريونکے ولولے نظر آنے لگے ' اور بازار کے دکاندار اور ديهاتوں کے کاشتکار تک پوري دلچسپي اور شغف کے ساتھه اسکے چندے ميں شريک هوے - غور کيجيے که يه کيا بات تهي ؟ بار بار کها گيا هے که مسلمانوں کي عام تعليمي خواهش اور جستجو کا يه نتيجه تها ' ليکن اس سے بڑھکر اور کوئي غلط بيان نهيں هوسکتا - جن لوگوں نے لاهور ميں يونيورسٹي ڈيپوٹيشن کي گاڑياں کھينچي هيں ' راہ ميں جلوس کو روک کر شربت کے گلاس تقسيم کيے هيں ' اور کوٹھوں اور برآمدوں پر سے پھولوں کے گلدستے پھينکے هيں ' اور پھر سب سے زيادہ يه که قصبوں اور ديهاتوں ميں جن لوگوں نے سيکڑوں روپيونکي رقميں چندے ميں شامل کي هيں - همکو بتلايا جاے که ان ميں کتنے آدمي تھے جو يونيورسٹي کي ضرورت کو محسوس کرنا ايک طرف ' اسکي حقيقت سے بھي واقفيت رکھتے تھے ؟

اصل يه هے که يه تمام جوش و هنگامه اس امر کا ايک بين ثبوت تها که لوگ سوتے سوتے اب تھک گئے هيں ' اور قلوب حرکت اور جد و جهد کے قدرتي ولولوں کو اور زيادہ نهيں روک سکتے ' طبيعتوں ميں جوش بيقراري پيدا کر رها هے ' قوتيں أبھرنے کيليے بے چين هيں ' اور جذبات مضطرب هيں ' که باهر سے کوئي صدا سنيں ' اور ليبک کهکر اٹھه کھڑے هوں - يونيورسٹي کي صدا غير معمولي بلند آهنگي سے بلند هوئي ' تو جوش و قوت کا سيلاب اسي رخ بهنے لگا - پانوں چلنے کيليے بيقرار تھے ' جو راہ سامنے نظر آگئي ' اسي پر دوڑنے لگے - يه کام کرنے والوں کا کام تها که طاقتوں اور امنگوں کيليے ايک صحيح مصرف تجويز کرتے ' اور انجن کو پٹري کي لائن پر چلاتے ' اسکي اسٹيم کو جنگل ميں دوڑا کر ضائع نه کرديتے - ليکن وہ روز اول سے اس کوشش ميں معين هونے کي غلطي کر رهے هيں ' که يا تو قدرتي

مقالات

تمدن خطرہ میں

— * —

(٦)

اسباب

مذکورہ بالا علامات کو ایک سرسري نظرسے دیکھنے کے بعد جو عاجلانه خیال پیدا هوتا هے وہ یه هے ' که اِن تمام خرابیوں کي جڑ قدیم مذهبي احکام سے عدول اور الحاد کي ترقي هے ؛ اور اس راے تائید کي به ظاهر اس مشاهده سے بهي هوتي هے ' که آج جو قومیں قعر زوال کے دهانے تک پهنچ چکي هیں ' وہ وهي هیں ' جو بند مذهب سے آزاد هونے میں سب سے پیش پیش هیں -

لیکن ایک غایر نظر بتاتي هے که یه نتیجه نکالنا ' واقعات کي صحیح ترتیب اُلٹ دینا هے - بے شبه یه خیال عام طور سے شایع هے ده تمدن و اخلاق کو معرض وجود میں لانے کے اصل اسباب مذهب و الهیات هوتے هیں ' مگر یه خیال جسقدر عام هے ' اُسي قدر غلط وگمراہ کن بهي هے - همارے نزدیک کسی وحشي قوم کے متعلق یه توقع رکهنا ' که اگر ایک متمدن قوم کے معتقدات وآداب اسکے درمیان لاکر پهیلادیے جائیں ' تو وہ بهي ویسي هي متمدن و شایسته هوجایگي ' صرف غلطي هي نهں بلکه حماقت هے - اسلئے که عقاید ' تمدن کے اجزا هوتے هیں له که اسکي علت - اِن

اصل یه هے که کسي قوم کے عروج کا انحصار محض اسکے بقاء وحیات کے ایک احساس طبعي پر هے ' یعني صرف اس امر پر که اُس قومیں تطابق ماحول کي فطري صلاحیت کس حد تک موجود هے - زندہ قومیں وہ هیں جن مین گرد و پیش کے موثرات کے تغیر کے ساتهه خود بهي متغیر هوجانے کي اضطراري تحریک پیدا هوتي هو ' اور جس قوم میں یه استعداد باقي نهیں ' اسکي نفس شماري کرنا چاهیے - اس لحاظ سے یه کهنا درست نهیں که کوئي قم اسلئے زندہ هے که وہ فلان فلان مناسب وقت عقاید کي پابند هے ' بلکه یه کهنا زیادہ قریں صحت هے ' که " کوئي قوم فلاں فلاں مبني علے المصالح عقاید کي اسلئے پابند هے که زندہ هے " علي هذا کوئي قوم اسلیے مردہ نهیں هوجاتي که وہ چند متعین عقاید سے منحرف هوگئي هے ' بلکه چونکه وہ مردہ هوگئي هے ' اسلئے اُن متعین عقاید سے منحرف هوجاتي هے - اس کلیه کي عملي تشریح سب سے زیادہ جرمن نسل (یعني باشندگان انگلستان و جرمن) نے کي - اصلاح کلیسا کي تحریک کے ساتهه هي یه نسل تاڑگئي ' که یه تحریک مصالح وقتي کے لحاظ سے کتني ضروري هے ' اور فوراً اسنے -

چلو تم اُدهر کو هوا هو جدهر کي

پر عمل کرکے اپنے تئیں اقتضایات زمانه کے مطابق بنالیا ' یعنے رومن کتهولک کے بجاے پروٹسٹنٹ مذهب اختیار کرلیا - اسي طرح آج بهي جو قومیں تنزل کي راہ میں قدم زن هیں ' انکے انحطاط کا اصلي راز یه هے ' که ایک صدي کے عرصه میں زمانے نے جو ترقي کي هے ' اور اب جو مقتضیات زمانه هیں ' انکے مطابق یه قومیں ابهي اپنے آپ کو نهیں ڈهال سکي هیں ' بلکه ابتک اپني پراني روش پر قایم هیں - اس عدم تطابق کا پہلا نتیجه عقاید و اخلاق میں اختلال ' اور آخري نتیجه ' حیات سیاسي و حیات منزلي کا اختلال هے ' یهانتک که اُس قوم کے قدم نقطه زوال تک پهنچ جائیں - [مگر یه خیال صحیح نهیں اور هم آئیندہ اسپر بالتفصیل بحث کرینگے - الهلال]

میں جس شے پر خصوصیت کے ساتهه زور دینا چاهتا هوں ' وہ اس تطابق ماحول کي وحدانیت هے - یعني هم اس نتیجه پر کسي برهان و استقرء کي مدد سے نهیں پهنچتے ' بلکه خود همارا ذوق و وجدان اسکي جانب همیں لے جاتا هے - رومة الکبری کي عظیم الشان سلطنت کو فتح کرکے جب وحشیوں نے مذهب عیسوي اختیار کیا ' تو ظاهر هے ' که اس مذهب کي تعلیمات انکي سفاکی و خون ریزي کے بالکل منافي تهیں ' مگر انهوں نے اپنے ان سفاکانه جذبات کو دبا ڈالا ' اور دفعة تمدن کے مدارج عالیه طے کرنا شروع کردیے ' لیکن کیا انهوں نے اس نتیجه کے لیے کچهه مقدمات ترتیب دیے تھے ؟ کیا قوانین استقرء سے مدد لي تهي ؟ نهیں ' یه کچهه نه تها ' بلکه انکا رهبر محض ذوق سلیم اور صحیح احساس طبعي تها - وجدان کي اس اهمیت پر لوگوں کو تعجب هوگا ' لیکن میں انکي حیرت رفع کرنے کي غرض سے یه کهنا چاهتا هوں ' که وجدان کوئي حقیر شے نهیں ' بلکه وہ نه صرف همارے انفرادي ' بلکه همارے تمام اسلاف کے متحدہ تجارب کا لب لباب هے - قوانین ارتقاء کي رو سے هم اپنے اسلاف کي غیر مدرک خصوصیات هي کے وارث نهیں هوتے ' بلکه انکے تمام مدرکات ' محسوسات ' جذبات ' وغیرہ بهي توارث کے ذریعه سے هم تک منتقل هوتے هیں ' اور اس لحاظ سے همارا وجدان گویا ایک رجسٹر هے ' جس میں نهایت اختصار کے ساتهه گذشته نسلوں کے کل تجارب محفوظ هیں - (۱)

با این همه هم کو استدلال کي اهمیت سے انکار نهیں - هم جو کچهه کهنا چاهتے هیں وہ یه هے ' که استدلال اور وجدان کے حدود عمل جداگانه هیں - اصناف حکمت (مثلاً ریاضي طبعیات ' وغیرہ) میں تو بے شبه همیں هر وقت استدلال کا سهارا ڈهونڈهنا چاهیے ' اسلیے که ان چیزوں میں مقدمات بالکل معروف ' متعین ' و قطعي هوتے هیں ' اور اُن میں شک و شبه کي گنجایش نهیں هوتي ؛ لیکن اُن

---

(۱) - ناظرین کو خیال رکهنا چاهئے ' که یه کوئي سائنس مسلمه مسئله نهیں ' بلکه هربرٹ اسپنر اور اسکے اتباع کا ' جس میں همارے مضمون نگار کا بهي شمار هونا چاهئے ' ایک نظریه هے ' اور اسکے مخالف سائنس دانوں کي ایک جماعت کثیر موجود هے - مترجم

[یہ مضمون نہایت وسیع ہے - انشاءالله تعالی (الحریت والاسلام) کے سلسلے میں هم عنقریب (تقلید) پر ایک مستقل مضمون لکھینگے اور اسمیں پورے بسط کے ساتھہ دکھلائینگے که اصطلاح قرانی میں درحقیقت (اغلال و سلاسل) سے بھی مقصود یہی تقلید و استبداد فکر ہے اور غالباً وہ اس موضوع پر ایک نئی نظر ہوگی]

تقلید کے سلاسل و اغلال سے رهائی

پس خواہ مذهبی اصلاح هو' یا اخلاقی - تمدنی هو یا سیاسی - هر راہ میں پہلا پتھر تقلید کا حائل هوتا ہے ' اور یه اگر هٹ جاے تو پھر آگے کیلیے راہ صاف ہے - هم کو مسلمانوں کے موجودہ سیاسی تغیرات میں سب سے پہلی علامت امید جو نظر آتی ہے' وہ یہ ہے که اس راہ میں لیڈرونکی تقلید و اتباع کی جو بیڑیاں برسوں سے قوم کے پانوں میں پڑی تھیں - الحمد لله - که انکو توڑکر پھینکدینے کیلیے هر پانوں بیقرار ہے - اور اب آور زیادہ اس بوجھه کو برداشت کرنا نہیں چاهتا - ابتک فی الحقیقت پالیٹکس میں نه تو قوم کی کوئی پالیسی تھی اور نه کوئی راے ' صرف چند ارباب رسوخ و اقتدار تھے ' جو اپنے محلوں میں بیٹھکر تجویز بافی کرلیا کرتے تھے اور پھر تمام قوم کی آنکھوں پر پٹی باندھکر انکے هاتھوں میں اپنی چھڑی پکڑا دیتے تھے' اور وہ کولھوکے بیل کی طرح انکے بناے هوے مرکز ضلالت کا طواف کرتی رهتی تھی - اصلی قوت عام قوم کی ہے' اور سچی پالیسی وهی ہے جو خود قوم کے دماغوں میں پیدا هوئی هو' لیڈرونکا کام یه هوتا ہے که اسکی نگہداشت کریں' اور اسکو ایک صحیح اور باقاعدہ تنظیم کے ساتھہ همیشه قایم رکھیں - مسلمان لیڈروں نے نه تو کبھی خود قوم کو سوچنے اور سمجھنے کا موقعه دیا اور نه خود قوم کو اپنے ذاتی اجتهاد فکری اور قوت تفکر و تدبر سے کام لینے کی مہلت ملی - ابتدا سے لیڈروں کی یہی تعلیم رهی که تقلید و اتباع پر قناعت کرو' اور جوکچھه کہا جاے اسپر چوں و چرا مت کرو کیونکه ابھی تم میں تعلیم نہیں ' اور کئی صدیوں تک چارپایوں کی زندگی بسر کرنے کیلیے مجبور هو - گویا (نعوذ با لله) پیشوایان قوم کا صحیفۂ تعلیم بھی کلام الهی تھا که :

و اذا قری القران فاستمعوا له و انصتوا لعلکم ترحمون (۷:۲۰۳) جب قرآن کریم پڑھا جاے' تو پوری توجه اور انقطاع کے ساتھہ سنو اور چپ رهو تا که تم پر الله کی نظر ترحم مبذول هو - (۱)

(۱) احناف اس آیت سے (قراۃ فاتحه خلف الامام) کے خلاف استدلال کرتے هیں - همارے لیڈروں کا بھی یہی حکم ہے که جب هم اپنے معبود کے آگے سر بسجود هوے کیلیے محراب عبادت میں کھڑے هوں ' تو تم هماری امامت کے پیچھے مقتدی بنکر کھڑے هو جاؤ - لیکن شرط یه ہے که جو کچھه هماری قرات هو' خاموشی کے ساتھه سنتے رهو' خود تمہاری لبیں تک نه هلیں - اور پھر اسمیں یہاں تک شدت ہے که صرف نماز کی قرات جہری هی کیلیے یه حکم نہیں ہے ' جو اسٹیج کی عبادت گاهوں میں پڑھی جاتی ہے ' بلکه راز دارانه مشورت گاهوں کی ان نمازوں میں بھی ' جنمیں امام آهسته قرات پڑھتا ہے !

همارے سلف صالحین کی تو تعلیم تھی که الله پر توکل کرو اور مقام تفویض حاصل کرو ' لیکن لیڈرونکی تعلیم یه تھی که گورنمنٹ پر توکل و تفویض کی عادت ڈالو که وهی کارساز حقیقی اور مجیب الدعوات و قاضی الحاجات ہے !

و اتخذوا من دون الله الهة لیکونوا لهم عزا ' کلا ' سیکفرون بعبادتهم و یکونون علیهم ضدا (۱۹ : ۸۴)

اور انهوں نے خدا کو چھوڑ کر اوروں کو اپنا معبود بنا رکھا ہے تاکه انکے لیے عزت هو لیکن یه تو کبھی هونے کا نہیں ' عزت کی جگه یه معبود انکی بندگی سے انکار کرینگے اور الٹے انکے دشمن هو جائینگے -

لیکن اب حالات بدل گئے هیں' اور قوم ان احکام کی تعمیل کرتے کرتے اکتا گئی ہے - یه پہلا موقعه ہے که عوام نے اپنی قوت کو محسوس کیا ہے ' اور لیڈروں کی تقلید محض کی جگه خود اپنے دماغ اور فکر سے اپنے مصالح پر غور کرنا چاها ہے ' پس فی الحقیقت یه قومی زندگی کیلیے سب سے بڑی بشارت اور روح ملی کا پیغام حیات ہے ' اور هم اسکو کوئی معمولی حرکت نہیں سمجھتے -

ڈھاکه یونیورسٹی اور مسئلۂ الحاق علی گڈہ

بلکه اگر مذهب امید کی تعلیمات کو زیادہ کشادہ دلی کے ساتھه قبول کیا جاے ' تو کہا جا سکتا ہے که جتنے قلیل عرصے کے اندر خیالات میں تغیرات کی روشنی پیدا هوئی ہے ' وہ گذشته تاریکی کو دیکھتے هوے تعجب انگیز ہے - یا تو لوگوں کا یه حال تھا که لیڈرونکے هر حکم کے آگے " سمعنا و اطعنا " کہتے هوے سر بسجود هو جاتے تھے ' یا یکایک دلونکی کل اسطرح بگڑ گئی که هز هائنس سر (آغا خاں) ڈھاکه یونیورسٹی کو تقسیم بنگال کا نعم البدل قرار دیکر حکم دیتے هیں که " تنسیخ تقسیم پر اظهار ناراضی کی جگه گورنمنٹ کا شکریه ادا کرو " اور لیگ کے دفتر میں جلسه منعقد کیا جاتا ہے ' لیکن نه تو کوئی بندۂ خدا (مولوی عزیز مرزا مرحوم) کی سنتا ہے ' اور نه اس فرمان عالی کی تعمیل کیلیے آمادہ هوتا ہے !

هیں آج کیوں ذلیل ' که کل تک نه تھی پسند
گستاخی فرشته هماری جناب میں

اس سے بھی بڑھکر یونیورسٹی کے الحاق کا مسئله ہے - یه مسئله فی نفسه خواہ اهم هو یا نهو' لیکن قوم کی خواهشوں کے صریح خلاف تھا ' اگر پچھلے وقتوں کی صحبتیں هوتیں ' تو لوگ اسپر غور کرنے کی زحمت بھی گوارا نه کرتے ' لیکن پریس کمیونک کی اشاعت کے ساتھه هی تمام ملک میں ایک عام جنبش پیدا هوگئی ' اور لیڈروں نے قوم کی قوت کو اسقدر محکم دیکھا که خود اپنے آگے جھکانے کی جگه ' پہلی مرتبه خود اسکے آگے جھک گئے ! یه حالات یقیناً مایوسیوں کی شب تاریک میں ایک " صبح امید " کی آمد کے آثار هیں پہلی شے یہی تھی که تقلید کی بندشیں ڈھیلی هوں اور پانوں خود چلنے کیلیے حرکت کریں الحمد لله که اس اولین منزل کو اپنے سامنے پاتے هیں -

مراسلات

تشخیص اور اسکا علاج - میں دوبارہ کہتا ہوں ' کہ قوم کي زندگي صرف ہمارے اطبا کے ہاتھہ میں ہے ' اگر وہ ہماري اولاد حفظان صحت کي خبرگیري رکھیں ' تو مستقبل قریب میں کسي خطرہ کا اندیشہ نہیں - یہ امر باعث مسرت ہے کہ بعض بعض جگہہ اس اصول پر عمل شروع ہوگیا ہے ' اور وہاں ایک محدود پیمانہ پر اسکے حوصلہ افزا اثرات بھي ظاہر ہو رہے ہیں ' لیکن ضرورت ہے ' کہ اس اصول کو کافي وسعت دي جاے ' تاکہ اسکا فائدہ ہر جماعت اور ہر گوشۂ ملک کے افراد تک پہنچ سکے -

مسلم یونیورسٹي

—*—

گو خاموشي سے فائدہ اخفاے حال ہے
خوش ہوں کہ میري بات سمجھني محال ہے

* * *

الحاق کي جو شرط نہ مانــي جناب نے * کیا جانے کیا حضور کے دل میں خیال ہے
"مسلم" کے لفظ میں تو کوئی بات ہي نہ تھي * کیا اس میں بھي حضور کو کچھہ احتمال ہے ؟
اسباب سوء ظن کے نئے کچھہ عیاں ہوے * یا پہلے ہي سے شیشۂ خاطر میں بال ہے ؟
ہم تو ازل سے حلقہ بگوش نیاز ہیں * یہ سر ہمیشہ زیر قدم پایمال ہے
ہم نے تو وہ ثنا و صفت کي حضور کي * جو خاص شیوۂ صفت ذوالجلال ہے
آیا کبھي نہ حرف تمنا زباں پر * یاں تک تو ہم کو پاس ادب کا خیال ہے
کم بخت غیر کو ہے خوشامد کا سوء ظن * آئین بندگي میں جو مجھکو کمال ہے
اُردو کے باب میں جو ذرا کھل گئي زبان * اب تک جبین پر عرق اِنفعال ہے
دامن غبار حق طلبي سے رہا ہے پاک * یہ فیض خاص رہبر دیرینہ سال ہے
آیا جو حریت کا کبھي دل میں وہم بھي * سمجھادیا کہ جوش جنوں کا اُبال ہے
اب تک اِسي طریق پہ ہیں بندگان خاص * گو صحبت عوام میں کچھہ قیل و قال ہے
گردن جھکي ہوي ہے ' زبان گو ہے شکوہ سنج * باطن ہے انقیاد ' جو ظاہر ملال ہے

* * *

الحاق سے کچھہ اور نہ تھا مدعاے خاص * بس اک عموم درس وفا کا خیال ہے
یعني کہ پھیل کر یہ زمانے کو گھیر لے * اب تک جو مختصر یہ علیگدہ کا جال ہے
یہ پالسي ہے شاہرہ عام ' قوم کي * اس سے کوئي الگ ہے تو وہ خال خال ہے
پھر بھي حضور کي نہ گئیں سر گرانیاں * پھر بھي گناہگار مرا بال بال ہے
اتني سي آرزو بھي پذیرا نہ ہو سکي * اب کیا کہیں کہ اور بھي کچھہ عرض حال ہے

* * *

سنتے رہے وہ غور سے یہ داستان غم * جب ختم ہو گئي تو یہ لب پر مقال ہے
"حد سے اگر بڑھے گا تو ہو جاے گا مسدہ * وہ درسگاہ ' روے وفا کا جو خال ہے"

(کشاف)

خاتمہ پر پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے ' کہ کیا اس تدبیر پر عمل پیدا ہونے سے قوم کو حیات ابدي حاصل ہو جائیگي ؟ کیا وہ خطرۂ زوال سے ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو جائیگي ؟ اس سوال کا اثبات میں جواب دینا ' توقعات جایز کے حدود سے باہر نکل جانا ہے ' تاہم یہ ضرور ہے ' کہ اس طرح وہ اپني ہستي ایک عرصۂ دراز تک قایم رکھہ سکتي ہے ' اگر اس کوشش میں کامیابي ہوگئي ' اور ہم نے اپنے زمانۂ تمدن کو زیادہ وسیع کر کے کچھہ اور کارہاے نمایاں کرلیے ' تو یقین رکھنا چاہیے ' کہ ہمارے اخلاف ' جو ہم سے دانشمند تر ہونگے ' ہمارے کارناموں کو ہرگز نظر انداز نہ کرینگے ' اور جس طرح آج ہم میں سے کوئي تعلیم یافتہ فرد یونان و روم کي منت پذیري سے بے نیاز نہیں رہ سکتا ' اسي طرح وہ لوگ بھي ہمارے احسانات کے اعتراف سے دریغ نہ کرینگے -

علوم میں جنکی بنیاد قیاسات و نظریات پر ہو' اور جنکے مسایل اسقدر پیچیدہ و غامض ہوں کہ تحقیقات کنندہ کے لیے قدم قدم پر لغزش پا کا اندیشہ ہو' یا الفاظ دیگر اُن علوم میں جنکا موضوع بحث ماوراء مادیات ہوتا ہے' ہمکو اپنے تئیں بجاے دلایل و براہین کے احساسات طبعي کے هاتھہ میں دیدینا' بدرجها بہتر ہے - ایسي حالتوں میں ہمیں وجدان کے آگے گردن ڈال دینا چاهیے' اور اسکے احکام پر بے چوں و چرا کار بند ہونا چاهیے - اسي کے ساتھہ یہ بھي یاد رکھنے کي بات ہے کہ ایک زندہ قوم کے احساسات طبعي کبھي گمراہ کن نہیں ہوسکتے' اور جو قوم مریض نہیں' اسکا وجدان ترقي و عروج کے راستے کي جانب از خود رهنمائي کریگا - هاں جب ہمکو وجدان کے توسط سے اعتقاد و عمل کے اصولي مسایل مل جائیں' تب البتہ عقل و منطق کو هاتھہ لگانا چاهیے' اور اسوقت انکا کام یہ ہوگا کہ انہیں اصولي مسایل کي داغ بیل پر قوانین' نظامات' وغیرہ تمدن کي پوري عمارت قائم کریں - لیکن اس عمارت کا استحکام اسي وقت تک ہے' جبتک کہ اسکي بنیاد چشم تنقید سے پوشیدہ ہے - ادھر اس پر منطقي نکتہ چیني' اور علمي رد و قدح شروع ہوئي' اور ادھر ساري عمارت منہدم ہوگئي -

خلاصہ یہ ہے' کہ انحطاط اقوام کي حقیقي علت' فساد ذوق ہے' نہ کہ ضعف عقل - بلکہ قرب زوال میں تو قوت استدلال اور منطقي موشگافیوں کا عین شباب ہوتا ہے - زوال پذیر قوم کے افراد یہ تو دلایل کي مدد سے بتادیتے ہیں' کہ قدیم عقاید میں یہ نقایص تھے' یہ توہم پرستي تھي' یہ تناقضات تھے' لیکن چونکہ ذوق خاسد ہوتا ہے' اسلئے یہ نہیں بتاسکتے کہ قدیم عقاید کا نعم البدل کیا ہونا چاهیے ؟

قوموں کا انتہاے عروج اور انکے فساد ذوق کا تلازم' ہمیں یہ کہنے پر مجبور کرتا ہے کہ کہیں یہ تمدن کا لازمي نتیجہ تو نہیں ؟ اس سوال کا عام طور سے یہ جواب دیا جاتا ہے کہ تمدن ضد فطرت ہے' یعني ہم تمدن میں جتني زیادہ ترقي کرتے جاتے ہیں' اتنا ہي فطري حالت سے دور پڑتے جاتے ہیں' اور اسکا لازمي نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ فطرت کي متواتر خلاف ورزیاں آخر ایک روز رنگ لاتي ہے' اور آخر کار ہمیں زوال کا منہ دیکھنا نصیب ہوتا ہے - لیکن یہ جواب میرے نزدیک صحیح نہیں' کیونکہ اصولا تو تمدن و فطرت میں کوئي نقیض نہیں' ایک متمدن فرد کي ضروریات زندگي بھي ویسي ہي فطري ہوتي ہیں' جیسي کہ ایک وحشي انسان کي' ثانیاً یہ کہ تمدن کي رفتار برابر ترقي کي جانب ہے - خاص خاص تمدن مٹ گئے' لیکن نفس تمدن میں برابر نشو و نما ہو رہا ہے - اس درخت کے برگ و بار ہزارها مرتبہ کاٹ ڈالے گئے' لیکن اسکي جڑ روز بروز مضبوط ہوتي جاتي ہے - اگر فطرت رفتار تمدن کي مزاحمت کرتي رہتي' تو یہ کیونکر ممکن تھا ؟

اصل یہ ہے' کہ جس طرح افراد کي زندگي ہوتي ہے' ویسي ہي جماعات کي بھي ہوتي ہے' اور جس طرح افراد کے لیے موت لازمي ہے' ویسے ہي جماعت کے لیے بھي ایک میعاد مقرر ہے - جب کوئي تمدن اپني عمر طبعي کو پہنچ چکتا ہے' تو افراد کي طرح اسکے اعضا و جوارح کي قوت میں بھي خود بخود انحطاط و اضمحلال پیدا ہوجاتا ہے - هاں فرق اتنا ہے' کہ کوئي تمدن سرے سے فنا نہیں ہو جاتا' بلکہ اپنے آثار چھوڑ جاتا ہے - آیندہ تمدن اسي کے آثار قدم پر چلتے ہیں' اور اخلاف اپنے اسلاف کے روشن کردہ چراغ کي رهبري میں منازل ترقي طے کرتے ہیں - ان حالات کے ساتھہ یہ توقع رکھنا کہ ہمارا موجودہ تمدن فنا و زوال کے قوانین سے مستثنی ہے' خود ہماري خیرہ سري ہے' تاہم ہمیں مایوس ہوکر جد و جہد سے غافل نہ ہو جانا چاهیے بلکہ حتی الامکان تدابیر بقا پر غور کرنا چاهیے -

تدابیر اصلاح

موجودہ متمدن اقوام ایک ایسے حربے سے مسلح ہیں' جس سے متقدمین کے اسلحہ خالي تھے' اور یہ قانون ارتقاء اور مسایل علم النفس کا علم ہے - ان چیزوں کي اعانت سے ہم ایسے ایسے علاج سوچ سکتے ہیں' جن تک قدما کے ذہن کي بھي رسائي نہیں ہوسکتي تھي -

یہ مان لینے کے بعد کہ اصل مرض عقل میں نہیں بلکہ وجدان میں ہے' یہ تسلیم کرنا بداهۃ لازم آتا ہے کہ جو جو طرز علاج' نقایص عقل کي اصلاح کرنا چاهتے ہیں' وہ یہاں سرے سے بے محل ہیں' اصل میں اصلاح ذوق کي کوشش ہونا چاهیے - احساس طبعي کے اجزاء ترکیبي حسب ذیل ہیں :-

قوت ارادي' عزم' شوق بقا' مبادلات - اور ہمیں انہي چیزوں کو قوي کرنے کي حاجت ہے' اسکے بعد ضروریات زمانہ کے مطابق معتقدات خود ہي پیدا ہوجاینگے - یہ ظاہر ہے کہ اس کوشش میں کامیابي نہیں ہوسکتي' تاوقتیکہ ہمارے بچے ابتدا ہي سے اسکے خوگر نہ لیے جائیں' یا دوسرے الفاظ میں' جبتک ہماري ابتدائي تعلیم انہیں اصول پر مبني نہ ہو - یہاں مجھے یہ بھي کہنا ہے کہ انگریزي تعلیم میں یہ نکتہ ایک بڑي حد تک ملحوظ رکھا جاتا ہے' مگر افسوس ہے کہ فرنچ تعلیم میں نہیں -

نصاب و طرز تعلیم میں اصلاح کے پہلو بہ پہلو ایک دوسري اہم اصلاح ہماري جسماني تربیت کے بارے میں ہونا چاهئے' اور جسماني ضعف کو' جو ہم میں روز افزوں ترقي کرتا جاتا ہے' روکنا چاهیے' اخلاقي زندگي اور مادي زندگي : اور دماغي صحت' اور جسماني صحت' سب کي قدیم تفریقات آج مٹ گئي ہیں' اور اب یہ تقریباً مسلم ہوگیا ہے' کہ کوئي اخلاقي مرض' کوئي دماغي فتور' کوئي ذہني نقص' ایسا نہیں' جسکي علت کوئي جسماني کمزوري اور بیماري نہ ہو - اسي بنا پر ہمارے احساسات کے مریض ہونے کے یہ معني ہیں' کہ ہمارے اجسام مریض ہیں' اور اسلیے اصلاح وجدان کا بہترین ذریعہ جسم اور جسماني صحت کي فکر و پرداخت ہے - ایک صحیح الجسم شخص میں شوق حیات ہوتا ہے' اعتماد نفس ہوتا ہے' اور سب سے بڑھکر یہ' کہ اسکے مزاج میں اعتدال ہوتا ہے' اور یہي چیزیں اخلاقي و دماغي زندگي کي روح ہیں -

الغرض یہ ہے مختصر الفاظ میں ہمارے قومي مرض کي

که ایران کے روسي پنجے میں پھنس جانے اور طرابلس پر اٹلي کے قبضه هوجانے اور مسلم یونیورسٹي کا چارٹر نه ملنے اور تقسیم بنگاله کے منسوخ هوجانے سے اب مسلمانوں کو هندؤوں کي رفاقت یاد آئي هے - گویا ان سب باتوں کي تلافي هنـــدؤوں کي حلقه بگوشي سے ممکن هے -

استاذنا ! میں بار بار یہي کہونگا که آه ! یه صریحاً اسلام کي توهین تضحیک اور آبرو ریزي هے - مسلمان اسوقت جو کچهه ذلیل هورهے هیں وه محض اسوجه سے که انهوں نے اسلامي اوصاف چهوڑ دیے هیں' ورنه آج بهي خدا کا پاک مذهب اور خدا کے پاک مذهب کے پیرو پهر قرون اولی کي طرح دنیا میں سرفراز' فتحمند' اور مظفر و منصـــور هوجائیں ' اخیر میں اسقـدر میں مکرر عرض کرونگا که مسلمانوں کو کافروں کي دوستي سے کوئي فائده هرگز نهوگا ' بلکه وه رهي سهي عزت بهي کهو بیٹهیں گے - کفر و اسلام کا اتحاد اجماع ضدین هے - اور یه ناممکن هے -

نه پکڑیں دامن الیـــاس گرداب بلا میں هـم
که بدتر توب مرنے سے هے جینا اس سهارے کا

راقـــم محمد حسین - آزاد - ار اٹاوه -

لـکھنؤ سے ایک گمنام چٹھي

— * —

جناب اڈیٹر صاحب الهـــلال

چونکه جناب کو مسلم یونیورسٹی کے مسئله سے نهایت گهري دلچسپي معلوم هوتي هے' یہاں تـک که بعض مرتبه الهلال کا پورا نمبر اسي بحث کی نذر هوجاتا هے' اسلئے اس مسئله سے متعلق سوالات ذیل با ادب تمام خدمت عالي میں عرض کیے جاتے هیں' اُمید هے که الهلال کے ذریعه سے اِنکے جوابات جلد مرحمت هونگے -

(۱) یونیورسٹي کا مسئله ایک تعلیمي مسئله هے یا پولیٹـکل ؟ اگر سیاسي هے - تو تـکلیف فرماکر اُسکے وجوه عنایت هوں ' اور اگر تعلیمي هے تو یه فرمائیے که فن تعلیم کے موجوده یوروپین علماء خصوصي ' اصولي حیثیت سے اقامتي یونیورسٹیوں کو کیمبرج - آکسفورڈ - کولمبیا - پرسٹن وغیره کے نمونه پر زیاده پسند کرتے هیں یا الحاقي یونیورسٹیونکو ' جیسي که الهاباد یونیورسٹي هے اور جسکے نمونه پر آپ مجوزه مسلم یونیورسٹي کو بنـانا چاهتے هیں ؟

(۲) نیز یه فرمائیے - که اسوقت هندوستـــان میں رهے سهے جو کچهه ماهرین فن تعلیـم هیں - مثلاً مسلمـانونمیں سید حسین بلگرامي - سید علي بلگرامي مرحوم - ڈاکٹر ضیاء الدین - اور انگریزونمیں مسٹر ڈسي - لفروس - ڈاکٹر رینس - مسٹر کیمرن - مسٹر میکنزي - کیا یه لوگ تعلیمي نقطهٔ خیال سے الحاقي یونیورسٹي کے قیام کي تائید کرتے هیں ؟

(۳) اسي سلسله میں اگر جناب اسکي بهي تصریح فرمادیں تو عین عنایت هوگي که خود جناب والا کو مغرب یا مشرق کي کن کن یونیورسٹیوں میں اعلی یا ادنی تعلیم حاصل فرمانے کا اتفاق هوا هے ؟ یا کن کن یونیورسٹیوں کے کلنڈر ملاحظه سے گذر چکے هیں ؟ یا فن تعلیم واصول تربیت کتنے عرصه تـک زیر مطالعه رهے هیں؟ تاکه پبلک کو یه فیصله کرنے میں آساني هو که جناب کي رائیں اس مسئله میں کہاں تـک قابل وقعت هیں ؟

(۴) چونکه جناب والا هر شے کو مذهبي نقطهٔ خیال سے دیکهتے اور دوسرونکو دکهاتے هیں اور اس امر کے مدعي هیں که " مسلمانوں کي اخلاقي زندگي هو یا علمي - سیاسي هو یا معاشرتي - دیني هو یا دنیوي - حاکمانه هو یا محکومانه - قرآن هر زندگي کیلئے ایک اکمل ترین قانون اپنے اندر رکهتا هے " نیز یه که آپکے عقیده میں " هر وه خیال جو قرآن کے سوا اور کسي تعلیم گاه سے حاصل کیا گیا هو' وه ایک کفر صریح هے " اس بنا پر یه التماس هے که یونیورسٹي کے الحاقي هونیکي تائید میں جناب کوئي نص صریح پیش فرماکر قوم کو ممنون احسان بنائیں -

(۵) جناب والا کو بذات خود تو مشـــاغل کي وجه سے شاید مطالعه کي فرصت کم ملتي هو لیکن علامه شبلي کے فیض صحبت سے غالباً تاریخ اسلام کے متعلق آپکو کافي معلومات حاصل هوگئے هوں - پس مهرباني کرکے فرمائیے که مسلمانوں نے اپنے عهد عروج میں جو یونیورسٹیاں قائم کي تهیں' کیا ان میں سے کسي ایک کا بهي نام جامعهٔ اسلامیه یا اسکے مثل تها ؟ یا وه یونیورسٹیاں همیشه اِسماً اپنے باني یا مقام کي جانب منسوب هوتي تهیں - مثلاً نظامیه بغداد - حلبیه - مرادیه - عزیزیه - وغیره ؟

---

(۶) ۸ ستمبر کے الهلال میں آپنے همدرد قوم مسٹر محمد علي کي معقول و مدلل تحریر کے جواب میں ایک جگهه یه فرمایا هے - که سالگذشته میں جب مسلم یونیورسٹي کا غلغله نهایت بلند آهنگی سے برپا تها' اسوقت آپنے پبلک کو اس مهلک غلط فهمي پر متنبه کرنا صرف اسلئے مناسب نہیں خیال کیا که آپکي آواز بے اثر رهتي' لیکن کیا اس عبارت سے یه مفهوم نہیں نکلتا که جناب والا صرف هوا کے رخ پر چلتے هیں - جبتک دیکها که کوئي اپنا هم آواز نہیں ملتا هے اسوقت تـک احقاق حق - امر بالمعروف - نهي عن المنکر - اور اسي قسم کے تمام مشتبه الحقیقت لیکن مرعوب کن دعاوي پردهٔ خفا میں مستور رهے - لیکن جب یه نظر آیا که پبلک کي تائید کا کچهه سهارا ملجائیگا - اسوقت یه دریا بے اختیار اُبل پڑا -

اس ضمن میں اس امر کا بهي به ادب مستفسر هوں که اگر دوسرے لوگ بهـي آپ هي کے مثـــل مصلحت اندیشي و زمانه شناسي کے ساتهه الفاظ زبان سے نکالتے هیں تو کونسا اخلاقي جرم کرتے هیں ؟ اُمید هے که جناب والا ان سوالات کے جواب کي زحمت جلد گوارا فرمائینگے - لیکن اسکے ساتهه یه بهي التجا هے که کرم فرماکر بجاے استعارات اور ضلع گوئي کي افراط کے - واقعات و دلایل پر زیاده توجه مبذول رهے -

راقـــم

تیري رسوائي کے خون شهدا درپے هے
دامن یار خدا ڈهانپ لے پرده تیـــرا

ہماري قومي صلاحکار

— * —

ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

استاذنا ابو الکلام آزاد [براہ کرم آیندہ اس طریق تخاطب سے معاف فرمائیں کہ اسکا اہل نہین - الہلال] میں بیان نہیں کرسکتا کہ آپکے بیش بہا خیالات کو کس وقعت کي نظر سے دیکھتا ہوں اور میں زبان قلم سے یہ ادا کرنے میں قاصر ہوں کہ آپ کي ہر صائب رائے کي میں کسقدر عزت و احترام کرتا ہوں مگر میں اپنے تحیر و استعجاب کي بھي کوئي حد نہیں بتلا سکتا جسوقت میں نے بالکل دو متضاد باتوں کو ہم آغوش پایا ' یعنی ایک جانب تو یہ ارشاد ' کہ مسلمانوں کو قلت کے باعث ہندؤں سے ڈرنے کي کوئي ضرورت نہیں ' تمثیلاً آپ نے واقعہ جنگ بدر کي جانب اشارہ فرمایا ہے اور پھر دوسري طرف اسکے برعکس مسلمانوں کو یہ تلقین کي ہے کہ :

" تمکو ہندوستان میں رہنا ہے تو اپنے ہمسایوں سے معانقہ کر لو اور زندہ رہنا ہے تو اُنسے الگ رہنے کا نتیجہ دیکھہ چکے ' اب انسے مل جاؤ ' اگر انکي طرف سے رکاوٹ ہے تو اسکي پروا مت کرو "

اللہ اللہ کہاں تو یہ عالي ہمتي کي باتیں ' کہ تم خدا کي فوج کے سپاہي ہو ' تمہارے ہي تو سلف صالحین تھے جنہوں نے بحر و بر میں اپنے سکے بٹھادیے ' ایک عالم کو مسخر کرلیا ' ساري دنیا کے روبرو دعوت اسلام کا دسترخوان بچھادیا ' فتح و نصرت کے علم کو یہاں تک بلند کیا کہ اپنے حوصلوں سے بھي زیادہ اونچا کردیا - یا یہ پست ہمتي کي تعلیم کہ اگر زندگي چاہتے ہو تو حلقہ بگوش کفر ہو جاؤ ' وہ تغافل شعاري سے کام لیں ' اغماض بھي کریں ' ہماري جبیں نیاز کو ٹھکرائیں بھي ' مگر ہم اسپر بھي کلیجہ چیر کر ایک مسلمان دل کو بت نا آشنا کي مٹھي میں دیدیں - افسوس جب خضر ہي کعبۂ مقصود کا راستہ بتانیکے بجاے صنم خانہ کي گلیوں میں لیجا کر کھڑا کردیں بلکہ آستانہ بوسي کا فتوی دیدیں ' تو پھر کہئیے کہ اب راہ راست کا پتہ کون دے -

' یہ میں نے مانا کہ ' مسلمان دنیا میں خدا کے خلیفہ ہیں اور انکو اوسي حیثیت سے ہر کہ و مہ پر نظر کرني چاہیے اور اسکا بہتر استنباط اس آیت سے ہوسکتا ہے : لا ینھکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم في الدین و یخرجوکم من دیارکم ان تبرو ہم و تقسطوا الیہم - اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام اقوام غیر اسلام سے نیکي کرنا اور منصفانہ برتاؤ کرنا جائز ہے ' مگر اسوقت جب کہ وہ بر سر صلح ہوں اور اس بات کو آپ نے بھي قبول فرما لیا ہے کہ ہندو مسلمانوں سے بیگانہ وار ہیں اور پھر بیگانہ واري بھي کیسي ' العظمۃ للہ ' جسکا کچھہ ٹھکانا ہي نہیں ' کلام مجید میں اگر دیني جنگ کي شرط ہے تو اب ہندو مسلمانوں کے درمیان پولیٹکل جنگ جاري ہے جو اُس دیني جنگ سے زیادہ خطرناک اور مہلک ہے ' سنان و خنجر کے بجاے اب زبان کي تلوار سے دلوں کو دو نیم کیا جا رہا ہے جسکي نسبت جناب علي مرتضی نے فرمایا ہے :

جراحات السنان لہا التیام ولا یلتام ما جرح اللسان

تیر کے زخم بھر آتے ہیں مگر زبان کے بناے ہوے زخم کبھي نہیں بھرتے الغرض اسوقت اگر صریحاً نہیں ' تو معناً ایک خطرناک تصادم خیالات ہو رہا ہے جو فی الواقع ایک قسم کي جنگ ہے اور جب یہ کیفیت ہے تو پھر اس آیت کریمہ کے عمل کا بھي وقت نہیں ہے -

ہندؤں سے دوستي کرنا اور وہ بھي دنیاوي عزت کے لیے جسکے استاذنا آپ متمني ہیں ' میرے نزدیک تو منشاے الہي کے بالکل خلاف ہے - کیونکہ صاف الفاظ میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید اسي وقت کیلیے یہ آیت پاک نازل ہوئي - الذین یتخذون الکافرین اولیاء من دون المومنین - ایبتغون عندہم العزۃ ' فان العزۃ للہ جمیعاً (۴ : ۱۳۹) جو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں کیا انکے پاس وہ عزت چاہتے ہیں (پس یاد رکھو) کہ تمام عزت اللہ کے واسطے ہے - کلام مجید میں اسي قسم کي اکثر آیات ہیں ' مگر استاذنا ! تعجب ہے کہ آپ سا قران مجید کا ماہر جو ہر طرح کے مضمون کو زباني کلام سے زینت دینے والا ہو ' جو مسلمانوں میں اسلامي روح کے پھونکنے کا عزم بالجزم رکھتا ہو ' جو مسلمانوں کو قرون اولی کے عادات و اطوار کا وعظ کرتا ہو اور وہ کفر کي تاریکي میں ایسا صراط مستقیم سے بھٹک جائے ' کہ دوسروں کو بھي اوسي جانب لیجانے کي کوشش کرے -

استاذانا ! مسلمانوں کا ابھي کچھہ بھي نہیں بگڑا ' وہ جیسے شیر پہلے تھے ویسے ہي اب بھي ہیں ' ہاں غفلت و جہالت کا خمار ہے اور نشہ شام کي گو اب صبح ہوئي ہے مگر دراصل صبح تو ہوئے مدت ہوئي ' ترقي کا آفتاب نصف النہار پر آپہنچا - لیکن اس آفتاب کو تقسیم بنگالہ اور مسلم یونیورسٹي کے دو زبر دست تاریک بادل چھپائے ہوے تھے جنہوں نے روز روشن کو شب دیجور بنا رکھا تھا ' للہ الحمد کہ وہ نہ برسنے والے بادل جنکو مسلمان ابر مطیر سمجھے ہوئے تھے ہٹ گئے ' اور مسلمانوں کو معلوم ہو گیا کہ واقعي وہ بڑي غفلت میں تھے ' اب قوم میں ایک تازہ جوش ہے ' قوم اپني قوت بازو پر بھروسا کرے اپني جمودي حالت کو خیر باد کہے اور ہاتھہ پاؤں چلاے تو سب کچھہ کرسکتي ہے - مسلمانوں ضرورت نہیں ہے کہ وہ دوسروں پر سواے ذات باري تعالی کے بھروسہ کریں ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ - مسلمان اگر اپني پوري قوت سے کام لیں تو وہ کانگریس سے زیادہ زبردست ایک پولیٹکل انجمن قایم کرسکتے ہیں وہ اپني آواز کو کانگرسیوں سے زیادہ بلند کرسکتے ہیں مگر یہ سب کیوں نہیں ہوتا ؟ محض اسي وجہ سے کہ مسلمانوں میں متحد الخیالي نہیں ' ہم آوازي نہیں ' یگانگت و یکجہتي سے واقف نہیں ' اور یہ سب سے بڑا مرض اُن مسلمانوں میں ہے جو زیور علم و فضل سے آرستہ ہیں - جاہل مسلمانوں میں اسوقت بھي ایسے مضبوط موجود ہیں کہ اُنکو اگر رسي کا سانپ بتلادیا جاے تو مشکل سے اسکو پھر کوئي دوسري چیز کہینگے -

استاذانا ! آپ ہي کے اس فرمانے سے اور نیز مسلم لیگ کي صداے اتحاد سے نا مسلمانوں کو یہ جراءت ہوئي ہے کہ وہ کہنے لگے ہیں

ناموران غزوۂ طرابلس

میدان جہاد سے

جنگ کے تازہ ترین کوائف کے متعلق ایک چٹھی

(از مقام عزیزیہ - ۱۶ - اگست)

ماہ رواں میں ادھر کوئی غیر معمولی جنگی حرکت وقوع میں نہیں آئی ' میں نے خیال کیا که اسلامی کیمپوں کا ایک دورہ کرکے تازہ حالات کا مشاہدہ کروں - چنانچہ ۴ - اگست کو (غریان) سے روانہ ہوا ' اور آج یہاں سے آپکو خط لکھہ رہا ہوں - میں نے جنزور فندق ابن عشیر اور عزیزیہ کی اسلامی چھاؤنیوں کو دیکھا ' اور الحمد للہ بالعموم ہر جگہہ امن و اطمینان اور کامل درجہ کا انتظام و اہتمام نظر آیا - ادھر جو کچھہ عرصے سے کسی عظیم الشان معرکے کی خبر نہیں آئی ' تو اسکا سبب اسلامی لشکر کا فرض جہاد سے تساہل نہیں ہے ' بلکہ تمام اٹالین چھاؤنیوں نے جو ایک جدید طریقہ جنگ پر عمل در آمد شروع کردیا ہے - یعنے اپنی گڑھیوں اور استحکامات مشیدہ میں موت کی خاموشی کے ساتھہ چھپے رہنا ' اور مجاہدین کے سخت سے سخت غیرت دلانے اور شرمانے پر بھی نہ نکلنا - اسکی وجہ سے ہمارے مجاہدین کی سیف خون آشام جہاد کو اپنے جوہر دکھلانے کا موقع ہی نہیں ملتا -

تاہم مجاہدین انکو اس حال میں بھی چین سے بیٹھنے نہیں دیتے ' اٹالین مخلوق کیلیے سرزمین طرابلس میں کسی طرح راحت اور چین نہیں - ہمیشہ مجاہدین کی چھوٹی چھوٹی ٹولیاں معمولی بندوقیں کاندھوں پر لیکر نکل جاتی ہیں' اور بے خطر انکی گڑھیوں اور مورچوں کے سامنے جاکر انپر حملہ کرتی ہیں' اور غیرت دلاتی ہیں که کسی طرح باہر نکلیں - آپ شدت تعجب سے شاید باور نہ کریں که شجاعت وعزیمت کے یہ الہی پیکر ایسے بیخوف و جانفروش ہیں که اکثر مرتبہ انکے مورچوں کے اندر گھس گئے ہیں اور انکے سامان و ذخیرے کو غارت کردیا ہے - کئی بار ایسا ہوا ہے که انکی نظروں کے سامنے بیسیوں لاشیں تڑپاکر اور انکے مفید و قیمتی حیوانات لیکر صاف نکل آئے ہیں! دنیا مانے یا نہ مانے مگر میں اپنے مشاہدات کو کیا کروں ؟

کل کا تازہ ترین واقعہ ہے که میں نے تیس مجاہدوں کی ایک جماعت دیکھی جو اٹالین مورچے سے فتحیاب آرہی تھی ' انکے ہاتھوں میں وہ قیمتی گیس کی مشعلیں تھیں جو اطالی اپنے یہاں استعمال کرتے ہیں اور کاندھوں پر انکی طرح طرح کی وردیاں اور کپڑے پڑے تھے اور چار تنومند گایوں اور ۹ - بکریوں کو اپنے آگے ہنکاتے ہوے لا رہے تھے - یہ تمام چیزیں انہوں نے ابھی ابھی اٹالین چھاؤنی میں لوٹی تھیں ! !

ناصیۂ غیرت و حمیت

اٹھارہ برس کا ایک عثمانی مجاہد :

احمد حلمی بک

یہ قسطنطنیہ کے مدرسۂ حربیہ کا ایک سند یافتہ نوجوان ہے' جو جزائر بحر سفید میں متعین تھا' اٹلی کے اعلان حرب کے ساتھہ ہی غیرت و حمیت ملی سے بیقرار ہوگیا' اور اپنی خدمات راہ جہاد کیلیے وقف کردیں - جزیرہ روڈس کے مدافعہ میں اسکے کارنامے نمایاں تاریخ عثمانی میں یادگار رہینگے - اللہم انصر من نصر دین محمد و جعلنا منہم' واخذل من خذل دین محمد ولاتجعلنا منہم !

ایک عظیم الشان امدادی قافلے کی روانگی

عالم اسلامی کیلیے ایک بہت بڑی خوش خبری یہ ہے که ایک عظیم الشان امدادی قافلہ (فزان) سے روانہ ہوا ہے ' جسمیں چار ہزار اونٹ لشکر مجاہدین کے لیے ذخیرۂ رسد اور آلات جنگ سے لدے ہوے ہیں ' اور اسکا ایک ابتدائی حصہ ۳۶ - اونٹوں کا ۴ - اگست کو (غریان) پہنچ گیا - یہ وہ الہی انتظامات ہیں ' جنسے خدا اپنے مجاہدوں کی مدد فرمایا کرتا ہے -

اٹالین جنگ مکر و خداع

قیمتی توپوں اور انکے آتشبار دہانوں سے تو اب غریب اٹلی

علامة رشيد رضا اور مدرسة عاليه ديوبند

— * —

مكرمي جناب ايڈيٹر صاحب " الهـــلال " السـلام عليكـــم - تازه مصر كي ڈاک سے جو رساله المنار مورخهٔ ۳۰ شعبان ۱۳۳۰ ھ (۱۳ اگست سنه ۱۹۱۲) وصول هوا هے' اوسكے صفحه ۹۲۱ پر علامه رشيد رضا صاحب نے مدرسه عاليه ديوبند كے متعلق حسب ذيل خيالات ظاهر كيے هيں - اميد هے كه آپ اخبار ميں ان چند سطور كو جگه ديكر ممنون فرمائينگے -

ترجمـــه مضمـــون

...... ميں نے مدرسه ديوبند ميں جو - ازهر هند كے لقب سے مشهـــور هے - ايک جديد علمي و ديني ترقي ديكهي ' اور مجهے اميد هے كه اوس سے عظيـــم الشان نفع هے ...... ميں نے اوسكے متعلق چند مشورے ديے ' اون ميں بعض مشورے ايسے پائے گئے جو پہلے هي سے اون كے خيال ميں آچكے تهے اور اون پر عمل شروع هوگيا تها - ...... هندوستان كي كسي چيز كو ديكهه كر ميري آنكهه ايسي ٹهنڈي نهيں هوئي ' جيسي مدرسه ديوبند كو ديكهكر ٹهنڈي هوئي ' اور وهاں مجهكو كسي چيز سے اسقدر خوشي نهيں هوئي ' جسقدر كه اس مدرسه كے علماء كي غيرت اور اخلاص كو ديكهه كر خوشي هوئي [ماقرت عيني بشي في الهند ' كما قرت برؤية مدرسه ديوبند ' ولا سرت بشي هناک ' كسرورها بمالاح لها من الغيرة والاخلاص في علماء هذه المدرسة] هنـــدوستـــان كے مختلف شهـــروں ميں ميرے مسلمان بهائيوں نے اس مدرسه كا مجهه سے تذكره كيا تها اور اكثر دنيا دار لوگ اس مدرسه كے علماء كو جمود اور تعصب كے ساتهه متهم كرتے تهے اور رغبت ظاهر كرتے تهے كه اس مدرسه كا نفع زيـــاده عام هونا چاهئے - الحمد لله كه ميں نے اونكو اون تمـــام چيـــزوں سے بالا تر پايا جو بطـــور اون كي تعريف يا تنقيد كے ميں نے سني تهيں ' اور مجهے اميد هے كه ميرا جو گمان اون كي نسبت هے ' وه صحيح ثابت هو ' كيونكه منجمله ان مسلمان علماء دين كے جنسے كه ميں واقف هوا هوں ' وه ايسے هيں جو " جمود " اور " غرور " سے سب سے زياده دور هيں [وقد رأيتهم ولله الحمد فوق جميع ما سمعت عنهم من ثناء و انتقاد ' و ارجو ان يصدق ظني فيهم بانهم من بعد جميع من عرفت من علماء الاسلام الدينيين عن الجمود و الغرور] ...... ميں اپنے سفر نامه ميں تفصيل كے ساتهه اس كے معائنه كا حـــال لكهـــونگا اور جو تقريريں وهاں كي گئيـــں اون كو درج كرونگا اور خاصكر وه تقرير جو مدرسه كے ايـــک عالم نے مدرسه كي تاريخ اور علم كي رفتار كے متعلق كي تهي ...... -

نوٹ — علامه رشيد رضا نے مدرسه عاليه ديو بند كے مشتهره جمود اور تعصف كے متعلق جو كچهه سنا تها ' وه كوئي نئي بات نه تهي ' اس قسم كي رائے هميشه سني جاتي هے - ان اهل الرائے حضرات كي خدمت ميں به ادب التماس هے كه وه بهي اگر اس قسم كي رائے قائم كرنے سے پہلے براه راست مدرسه سے واقفيت حاصل فرما ليا كريں ' تو عجب نهيں اون كے قلب كو بهي وهي ٹهنڈک پهونچ سكے ' جو علامه جمال الدين افغاني اور علامه شيخ عبده مصري كے جانشين رشيد كي آنـــكهوں كو پهنچي - والسلام

خاكسار انيس احمد بي - اے - (عليـــگ)
طالب علم مدرسه عاليه ديوبند

از دفتر كانفرنس علي گڈه

— * —

جناب من تسليم - رساله اتاليق جو بطور رساله كانفرنس طبع هوا هے ' آپكي خدمت ميں بهيجتا هوں - اوسكے ملاحظه سے آپ كو معلوم هوگا كه وه خاص طور پر بچوں كے ليے تيار كيا گيا هے - اصلي غرض يه هے كه ايک سلسله اس قسم كے رسالوں كا هو ' جس ميں اسلام ' اسلام كے باني ' اور اسلام كے قابل ياد گار حاميوں كے حالات اور اخلاق كے متعلق مضامين مختصر اور سهل طور پر لكهے جاويں - اور نيز انميں اسلامي تاريخ كے خاص خاص حالات بطور قصوں كے لكهے جاويں - تاكه اسلامي گهروں ميں ابتدا سے وه پڑهائے جائيں - اور بجائے اسكے كه هماري مائيں اور بهنيں اپنے بچوں اور چهوٹے بهائيوں سے چڑے اور چڑيا كهاني كهيں ' وه باني اسلام اور قرون اول [اولی] كے مسلمانوں كے حالات اونكے كانوں ميں ڈاليں - اور بجائے اسكے كه هماري مائيں بچوں كے ليے سونے كے سهرے كي دعائيں مانـــگيں - وه ابتدا سے انكے متعلق اولو العزمانه منصوبے قرار ديں ' اور بزرگان سلف كے نمونے اونسے پيدا كرنيكي خواهش كريں - رسالوں كا جو سلسله كانفرنس كي طرف سے طبع كرنا مقصود هے ' اوسكا يه پهلا رساله هے -

مجهكو اميد هے كه يه مفيد ثابت هوگا - اب قوم كے اون بزرگوں سے جو نه صرف اهل قلم هيں ' بلكه اسلامي اور اخلاقي مضامين پر بهي جنكو عبور هے استدعا هے كه وه اسپر توجه كريں اور ان رسالونكي تكميل ميں مدد فرمائيں -

مولوي مخـــدوم عالم صاحب نے اس رساله كو نهايت توجه اور قابليت سے لكها هے اور اس رساله كے ليے جو انعام قرار پايا تهـــا - كميٹي نے وه انعام اونكو ديا هے - آينده جو رسالے لكهے جاويں اور پسند هوں اونكے ليے هر ايک رسالے كے مطابق انعامات ديے جائينـــگے -

رسالوں ميں يهه لحاظ ركها جاوے كه اوسكے مضامين اور طرز عبارت ميں تدريجي ترقي هو - ميں اميد كرتا هوں كه اس مسئله پر بهت جلد هماري قوم كے اهل قلم توجه فرمائينگے - خاكسار آفتاب احمد

[الهلال] رسالے كے ديكهنے كي مهلت نهيں ملي ' مگر آپكے اس ارادے كا خير مقدم كرتا هوں - جزاكم الله ! ميرا ايک عرصے سے يه خيال هے كه مسلمانوں كي موجوده مذهبي تعليم كبهي درست نهيں هوسكتي جب تـــک ابتدا سے ليكر آخر تک انكے نصاب تعليم كا مركز قران نهو ' اور جب تـــک تمام علوم اسي مركز كے گرد جمـــع نه كيے جائيں - ضرورت هے كه بچوں كي ابتدائي تعليم كيليے ايسے رسالے لكهے جائيں - جنميں هر مضمون قران سے ماخوذ هو ' مگر اسطرح اخذ كيا جاے ' كه محسوس نهو ' اور پڑهنے والے كے دل پر اندر هي اندر عمل كرجاے - اگر كانفرنس چاهے تو ميں بغير كسي معاوضے كے ايک دو رسالے مرتب كرديسكتا هوں ' مدت سے اسكا نقشه ذهن ميں محفوظ هے -

عرق ما اللحم انگوری دو آتشہ

ہ قسم کے گوشت طیور اور انگور سیب و ناشپاتی وغیرہ سات قسم کے میوہ جات اور ایک سو دس ادویہ وجڑی بوٹیوں کا جوہر جنکی مختصر تفصیل حسب ذیل ہے

(۱) وہ جڑی بوٹیاں جو رگ پٹھوں میں طاقت بخشتی ہیں - اور اصل فعل کے پورا کرنے کی خواہش پیدا کرتی ہیں - جیسے سیب وغیرہ -

(۲) وہ ادویہ شامل ہیں جو خراب شدہ مثانہ ، تباہ شدہ معدہ ، کمزور شدہ دماغ ، صدمہ رسیدہ جگر ، زائل شدہ قوت اور اسی قسم کے امراض کو فائدہ بخشنے میں مفید ثابت ہوئی ہیں -

(۳) وہ ادویہ شامل ہیں جن سے خون صالح بکثرت پیدا ہوتا ہے - یہی وجہ ہے کہ لاغری و کمزوری تھوڑے دن کے استعمال کرنے سے دور ہوجاتی ہے - انسان فربہ اور موٹا تازہ ہوجاتا ہے -

(۴) ایسی نایاب ادویہ شامل کی گئی ہیں - جن سے کمزور پھیپھڑہ مضبوط ہوتا ہے وہ طالبعلم اور وہ لوگ جنکے خاندان میں تپ دق اور سل سے مرے ہوں اسکے استعمال سے تپ دق ، سل اور چھاتی سے خون آنے سے محفوظ رہتے ہیں - تپ دق نابود اور سینہ سے خون آنا بند ہوجاتا ہے -

(۵) ایسی نایاب دوائیں بھی موجود ہیں جنکے استعمال سے وہ امراض جو ایام سرما میں سردی لگنے سے پیدا ہوتے ہیں - مثل نمونیا ، ذات الجنب ، ضیق النفس (دمہ) ، کھانسی ، نزلہ اور زکام دور ہوجاتے ہیں اور اگر کثرت دمہ یا کھانسی سے بلغم نکلتا ہو تو اسے آزماؤ -

(۶) وہ اجزا شامل ہیں جو پژمردہ دل اور سست خون کو چلاتے ہیں ، روح کو تازگی بخشتے ہیں اور سب سے بڑھکر مقوی اعضاے رئیسہ ہیں - یہی وجہ ہے کہ اسکی دو خوراک کے پینے سے طبیعت میں سرور اور غم کافور ہوجاتا ہے - بز دل جوانمرد اور بوڑھا جوانوں کی طرح خم ٹھوکنے لگتا ہے -

(۷) اس میں وہ دوائیں بھی شامل ہیں جنسے وہ زائل شدہ قوتیں پھر عود کر آتی ہیں جو کثرت مسکرات سے زائل ہوگئی ہوں یہی باعث ہے کہ یہ عرق ماء اللحم عجیب الاثر مانا گیا ہے -

(۸) اس میں ایسی تریاقی ادویہ شامل ہیں کہ جو لوگ کثرت شراب سے جگر اور پٹھوں کو خراب کرکے رعشہ میں مبتلا ہو بیٹھے ہوں - اگر اسکو استعمال کریں تو مہلک بیماریوں سے بچ سکتے ہیں -

(۹) اگر آپ شراب اور افیون کو ترک کرنا چاہیں تو اس کے استعمال سے وہ بد عادتیں بھی چھوٹ جاتی ہیں

الغرض یہ عرق مؤلد خون صالح اور مصفی خون غم ربا راحت افزا خوش مزہ ، خوش رنگ ، خوشبودار قابل اسکے ہے کہ اسکو ایک دفعہ آزما کر فیصلہ کیا جاے کہ اس کو واقعی انگریزی ادویات پر فوقیت ہے یا نہیں انگریزی ادویات کے مرکبات جس قدر اسوقت مروج ہیں ان میں مندرجہ ذیل نقص ہیں جو خالی از خوف و خطرہ نہیں - علاوہ اسکے بدمزہ ہوتے ہیں - اول ان میں اکثر زہریلے اجزاء شامل ہیں جو کم و بیش خوراک ہوجانے سے ہلاکت پر نوبت پہنچاتے ہیں گویا بجاے فائدہ کے نقصان پہنچاتے ہیں اور نیز ہماری طبائع کے اکثر موافق نہیں ہوتے - دوم ان میں شراب کی طرح صرف اعضاء کو تحریک ہوتی ہے جب انکو چھوڑ دیا جاے کچھ اثر باقی نہیں رہتا برخلاف اسکے یہ ماء اللحم مرض کو جڑ سے دور کرکے دوا چھوڑنے کے بعد فائدہ مستقل رہتا ہے اور غذا و دوا دونوں کا کام دیتا ہے

فی بوتل ۲ روپیے - ۲ بوتل گیارہ روپیے درجن ۲۰ روپیہ

(۱) نئے خریدار قیمت پیشگی روانہ کریں وبلو پے ایبل روانہ نہ ہوگا -

(۲) تین بوتل سے کم باہر روانہ نہ ہوگا - (۳) بذریعہ ریل منگانے میں محصول کم لگیگا اسلئے قریب کے ریلوے سٹیشن اور لائن کا نام خوشخط لکھیں

جوہر عشبہ مغربی

مع چوب چینی وغیرہ

جس کو انگریزی میں سارس اپریلا کہتے ہیں

جن امراض کا عروج شد و مد سے سلطنت جسم میں تباہی کرنیوالا ہوتا ہے انکو غروب کرنے کا الہ (تاریپیڈو) اگر کوئی ہے تو یہ جوہر ہے - جب بگاڑ خون انتہا درجہ تک پہنچکر خون کو ردی کردے اس وقت اسکو درست کرنا چاہو تو اس جوہر عشبہ کو استعمال کرو - یہ مرض کو قبول تاہی نہیں بلکہ عالم وجود سے کہوتا ہے - جوہر عشبہ انسان کے خون کو صاف کرنے کی مسلمہ دوا ہے - اسکے استعمال سے خون گندہ نہیں ہوتا - اس واسطے یہ محافظ صحت ہے - جوہر عشبہ کو میڈیکل افیسر - پروفیسر علوم طب اور حکما نے خون سے سمیت دور کرنے کا علاج قرار دیا ہے - جوہر عشبہ تبدیلی موسم کی وجہ سے جو جسم پر پھوڑے ، پھنسیاں ، دھبے وغیرہ ہوتے ہیں ان سب کو دور کرتا ہے - جوہر عشبہ خنازیر کے باعث جب زخم یا ناسور یا بھگندر یا چنبل یا سیاہ داغ جس پر سے چھلکے اترتے ہوں یا زرد آب نکلتا ہو یا خارش زیادہ ستاتی ہو یا خاص موسموں میں زخم یا جسم پر دانے پیدا ہوتے ہوں - ہوائے سرد سے سر بھاری ہو جاتا ہو یا جسم پر دھپڑ نکلتے ہوں ، سب کے لئے اکسیر ہے -

انگریزی دوکانوں اور ولایت کے تیار کردہ

عشبے بوجہ آمیزش شراب ایک تو مذہباً ناپاک دوسرے خون کو گرم کردیتے ہیں کیونکہ وہ سرد ملکوں کے لئے گرم اجزاء سے بنائے جاتے ہیں -

ہمارے جوہر عشبہ وچوب چینی کی فضیلت

یہ ہے کہ یہ اس دیس کی طبائع کے خیالات کو ملحوظ رکھہ کر سرد و ٹھنڈی ، جوش خون کو روکنے والی ادویہ سے مرکب کیا گیا ہے - جس سے خون میں ٹھنڈک پیدا ہوتی ہے اور جوش خون دور ہو جاتا ہے -

— * —

تجربہ کرکے دیکھہ لو! } جب ہاتھہ پاؤں میں سوزش ہو - جب جوڑوں میں درد ہو - جب چہرہ پر سیاہی معلوم ہو - جب ہڈیاں پھول جائیں اور رات کو درد ستائے - جب سر یا داڑھی کے بال گرنے لگیں - جب سر پر تملم کھرنڈ بنکے گنج کی صورت بنجائے تو اسکو پلانے سے تملم شکائتیں دور ہو جاتی ہیں - برسوں کے زخم ، ناسور ، بھگندر دنوں میں بھر جاتے ہیں -

— * —

بڑی مستند شہادت } اس جوہر کے مؤثر ، سریع العمل اور مفید ہونے کی یہ ہے - کہ موجودہ اور گذشتہ اطباء یکزبان ہوکر لکھتے ہیں - اگر یہہ جڑی بوٹی دنیا میں ظاہر نہ ہوتی تو ہم نہیں کہہ سکتے ہزاروں مریض ہر ملک اور شہر میں لاعلاج ہوکر زندہ درگور ہوجاتے - مگر چوب چینی و عشبہ کے ظاہر ہونے سے پھوڑے پھنسیاں اور خون میں سمیت حیوانی یا نباتی سرایت کرنے سے جو ردی و موذی امراض پیدا ہوں سب دور ہو جاتے ہیں - جب تملم جسم پر خارش ہو - خراب اور مرطوب آب وہوا میں رہنے سے بھوک بند ہوجائے - درد عرق النسا ستائے تو اسے آزمائیے -

قیمت فیشیشی تین روپے

پتہ :-

حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما - لاہور

کارزار طرابلس

مایوس ہوگئی ہے ' اسلیے جتنی قوت ہے - صرف اندر بیٹھے بیٹھے مکر و فریب کی تدبیر بافیوں پر خرچ کی جاتی ہے - ابتداے جنگ سے طرح طرح کے پر فریب و کاذب رسالے چھاپکر عربوں میں تقسیم کراتے ہیں ' اور طرح طرح کی روشنوں کی طمع دلا کر رام کرنا چاہتے ہیں ' مگر انکی تلوار روز بروز اور زیادہ مہلک ہو رہی ہے - حال میں جو نئے خطوط چھاپکر اطالیوں نے تقسیم کیے ہیں' انکی چند کا پیاں اس خط کے ساتھہ بھیجتا ہوں - اس سے آپ اندازہ کرسکیں گے کہ اب انکی جبن و نا مردی کہاں تک پہنچ گئی ہے ' اور عربوں کے استقامت و شجاعت سے مجبور و تنگ حال ہوکر کسی طرح ذلت و عاجزی کے ساتھہ انکے آگے گڑگڑا رہے ہیں ؟

ان خطوں سے اسکا بھی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ یہ لوگ علاوہ اور تمام رذائل انسانی کے جھوٹ بولنے میں بھی کیسے بے باک ہیں ' جبکہ تمام عالم اور دوست و دشمن اطالیوں کی ناکامی پر ہنس رہا ہے - یہ حیا فروش عربوں کو لکھتے ہیں کہ " ابتک ہم نے ہمیشہ فتح و نصرت پائی اور آئندہ بھی اُمید ہے کہ تمہارے دشمن ترکونسے تمہارا ملک خالی کردینگے "

ان احمقوں نے سمجھہ لیا ہے کہ عرب بالکل وحشی ہیں اور انہیں دنیا کی کچھہ خبر نہیں چنانچہ اِن چٹھیوں میں لکھا ہے کہ ہم نے طُرابلس سے باہر بھی ترکوں کو ہر جگہہ شکست دی ' انکے ملک چھین لیے ' عنقریب ترکی حکومت کا خاتمہ ہو جاے گا ! [کبرت کلمة تخرج من افواههم ان يقولون الا كذبا - الہلال] - (نامہ نگار خصوصی العلم)

ساحل برقہ اور سیدی عبد الجلیل

میں بھی پچھلے دنوں دو سخت معرکے ہوے ' جسکی خبر اٹلی نے اپنی عادت مستمرہ کے مطابق پوشیدہ رکھی - اخبار (الزہر) کا نامہ نگار تار دیتا ہے کہ "ساحل برقہ میں مجاہدین عرب نے حملہ کرکے دشمنوں کو پھر جنگی جہازوں میں محصور کردیا ' ۲۵۰ لاشیں انہوں نے میدان میں چھوڑیں اور ہمارے صرف ۵۱ - شہید اور ۹ مجروح ہوے - مال غنیمت میں ۳۰۰ بندوق ۹۰۰۰ گولیاں ' اور دو اونٹ کپڑونسے لدے ہوے ہاتھہ آے - اسکے بعد (سیدی عبد الجلیل) میں مقابلہ ہوا ' الحمد للہ اب فتح و نصرت کے ساتھہ اس پر عثمانی جھنڈا لہرا رہا ہے - اس مقابلے میں بھی ۱۵۰ - بندوقیں اور نصف ملین کے قریب گولیاں ہاتھہ آئیں -

زوارہ ' ابو کماش ' اور سیدی سعید میں انشاء اللہ ۱۰ - یا ۱۵ رمضان کو ایک فیصلہ کن متفقہ حملہ تمام اسلامی چھاؤنیوں سے کیا جاے گا ' جسکے انتظامات ہو رہے ہیں -

ریوٹر کی روایات

میں اس ہفتے (علاوہ روما کی مکذوبات و مفتریات کے) مسئلہ صلح کی مضطرب خبریں تھیں - جنکی یکے بعد دیگرے تصدیق و تغلیط ہوتی رہی اور سلسلہ جاری ہے - جب کبھی صلح کے خلاف کوئی خبر شائع ہوتی ہے' تو روما سے فوراً اسکی تغلیط کی جاتی ہے ' اور قرار صلح پر زور دیا جاتا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشاعت اخبار صلح بھی ایک سخت پر فریب مصلحت پر مبنی ہے تاہم اسقدر ضرور صحیح ہے کہ موجودہ وزارت عثمانی صلح کی قرار داد میں نیم سرکاری طور پر کچھہ شرکت ضرور رکھتی ہے - اور اگر خدا نخواستہ اس نے حفظ طرابلس کے خلاف کسی قرار داد منظور کرلیا ' تو یہ سب سے بڑی اسلامی مصیبت ہوگی ' دولت عثمانیہ خود اپنے ہاتھوں فتح و کامیابی کے بعد مول لے گی - اللہ تعالے دولت و وزارت کے ولات امور کو نیک توفیق عطا فرماے -

مصراطہ

کی نسبت اواخر جولائی میں روما سے خبر دی گئی تھی کہ ایک سخت جنگ کے بعد ہم نے اسپر قبضہ کرلیا - لیکن اب تازہ عربی ڈاک سے اچھی طرح اسکی تکذیب ہوگئی ہے اور حالت بالکل برعکس ہے - اخبار (الزہرہ) کا نامہ نگار خبر دیتا ہے کہ " مصراطہ میں ایک سخت و شدید جنگ کے بعد مجاہدین نے دشمنوں کو فرار پر مجبور کردیا ' ۵ - ہزار کے قریب انکے آدمی مقتول' اور ۴۰ مجروح ہوے - ہمارے صرف ساڑھے تین سو شہید ' اور ۶۰ مجروح - مال غنیمت بکثرت ہاتھہ آیا - اب دشمن سے مصراطہ بالکل خالی ہوگیا ہے ' اور عثمانی حکومت قائم ہے "

حضرة شیخ سنوسی کا ورود

— : —

۷ - ستمبر کو (سیوہ) سے شیخ (علی بک فہمی کامل) مالک اللوا کے نام انکے نامہ نگار خصوصی کا تار پہنچا ہے کہ :

" شیخ سنوسی الکبیر اپنی فوج جرار کے ساتھہ جربوب پہنچ گئے - اور میدان جہاد کی طرف متوجہ ہوے - استقبال کا منظر نہایت عظیم الشان تھا - تفصیلی حالات خط میں جاتے ہیں "

RE-PRINTED & Published by A. K. AZAD, at The Al-Hilal Electrical Ptg. Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA.

لا تهنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مومنین (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

جلد ۱

کلکتہ : یکشنبہ ۲۹ سپٹمبر ۱۹۱۲ع

نمبر ۱۲

آنچہ خوبان ہمہ دارند، تو تنہا داری

شیخ المجاہدین ، آیۃ اللہ فی الارضین ، قہرمان مدافعۂ
ملی ، بلند ساز لوائے اسلامی ، البطل العظیم :

غازی انور بے

اللہم انصرہ و انصر عساکرہ !

قیمت فی پرچہ

سات ہر تین آنہ

یوروپین ترکي اور ریاست هاے بلقان

— * —

فرهنگ بعض الفاظ عربیه

— * —

(آستانه) قسطنطینیه

(ادرنه) ایڈریا نوپل

(بحر مرمرا) مار مورا

(بحر ایجه) ایجین سي (جس میں جزائر ساموس وغیرہ واقع هیں)

(نهر الدانوب) دریاے ڈینیوب (جو کسي وقت ترکي روسي سرحد تها)

(النمسا والمجر) آسٹریا هنگري

(البوسنه والهرسک) بوسینیا، هزریگونیا

(الجبل الاسود) مانٹي نیگرو

(اثینا) ایتهنس دار الحکومت یونان

(سکک حدید) یعنے ریلوے لائن کا خط - (حدود) یعنے رو مرئي جدول، جو ترکي حدود حکومت کو ریاست هاے بلقان ویونان سے علحده کرتي هے -

(یه نقشه قسطنطینیه کے مکتب حربیه کے جغرافیے سے طیار کیا گیا هے، اور اصل نقشے کا بجنسه عکس هے)

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

Al-Hilal,
Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam Azad,
7-1, MacLeod street,
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.
Half-yearly " " 4-12.

نمبر ۱۲ — کلکتہ : یکشنبہ ۲۹ سپٹمبر ۱۹۱۲ع — جلد ۱

فہرس

اطلاع ضروری

—*—

(۱) جن صاحبوں کو دفتر الہلال کی بعض بد نظمیوں کی شکایت تھی ، یا خطوط کے جواب کے بدیر ملنے کی شکایت کرتے تھے ، وہ اب مطمئن رہیں کہ نئے ماہ سے تمام انتظامات سابقہ بدلدیے گئے ہیں ، اور آیندہ کیلیے وسیع پیمانے پر انتظام ہورہا ہے ، انشاء اللہ آیندہ انہیں کسی قسم کی شکایت پیش نہیں آے گی -

(۲) جو خطوط خاص ایڈیٹر صاحب کے جواب لکھنے کیلیے الگ رکھہ لیے جاتے تھے ، اب انشاء اللہ عنقریب انکے جوابات ، دفتر سے روانہ ہونا شروع ہو جائینگے - (منیجر)

— : —

گذشتہ نمبر کے ساتھہ جو مطبوعہ چٹھی شائع ہوئی تھی ، اسکے جوابات آنا شروع ہوگئے ہیں ، لیکن جن حضرات نے ابتک توجہ نہیں فرمائی ہے ، امید ہے کہ جلد متوجہ ہونگے - (ایڈیٹر)

اعلان

—*—

(۱) دفتر الہلال کے موجودہ انتظامات کیلیے گو اس ماہ سے چند نئے اشخاص کا تقرر ہوگیا ہے - مگر اور جو نئے کام عنقریب پیش آنے والے ہیں - انکے لیے انتظامی ، اور ایڈیٹوریل ، دونوں صیغوں کیلیے کثیر التعداد معاونین کی ضرورت ہے -

(۲) ایڈیٹوریل اسٹاف ، اور صیغۂ تصنیف و تالیف کیلیے علوم عربیہ کے فارغ التحصیل ، یا مستعد قریب تکمیل طلبا ، نیز لائق انگریزی داں اصحاب کی اعانت مطلوب ہے ، تنخواہ ٥٠ سے ۱٥٠ تک باختلاف حالت دی جاے گی ، اور اسکے لیے سند اور ڈگریوں ہی کی نہیں ، بلکہ لیاقت ، صلاحیت ، اور خدمت ملی کے تہوڑے ولولے اور جوش کی بھی ضرورت ہے ، البتہ فارغ التحصیل عربی داں اور گریجوایٹ ضرور ترجیح کا حق رکھتے ہیں -

(درخواستیں ۱٥ اکتوبر سے پہلے آنی چاہئیں)

الہلال کا یوم اشاعت

—*—

الہلال کی اشاعت کا دن بعض سہولتوں کے خیال سے اتوار رکھا گیا تھا ، لیکن اسمیں ایک سخت غلطی یہ ہوئی تھی کہ اتوار کے دن کلکتہ میں ولایت کی ڈاک پہنچتی ہے اور اسی میں مصر اور ترکی وغیرہ کے اخبارات ہوتے ہیں - اتوار کے دن شائع ہونے کے یہ معنے ہیں کہ سنیچر کی شام تک اخبار مکمل ہوجاے ، پس یہ نا ممکن ہے کہ نئی ڈاک کے مضامین کے تراجم و اقتباسات اسمیں درج ہوسکیں ، پچھلی ڈاک کے ترجمے دے جائیں تو وہ ایک ہفتے کی پرانی خبریں ہوجاتی ہیں - اس بنا پر فیصلہ کرلیاگیا ہے کہ آئندہ سے رسالہ اتوار کی جگہ بدھہ کے دن شائع ہواکرے تاکہ تازہ ترین ولایت کی ڈاک کے مضامین درج کیے جاسکیں آئندہ پرچہ بدھہ کے دن نکلیگا ، اور انشاء اللہ کبھی اسکی اشاعت میں تاخیر نہ ہوگی -

بہترین کتابیں

نام لیتے هیں مگر عملاً اسلام کي اصلي روح وقوت کو مٹانا چاهتے هیں - قرون اولی میں جب ایک راہ چلتي بڑهیا خلیفۂ اعظم کو سر راہ ٹوکتي تھي ' تو کیا اس سے یہ پوچھا جاتا تھا کہ خود تو نے بیت المال میں کتنا روپیہ داخل کیا ہے ؟ جب مسجد نبوي میں ایک شخص فاروق اعظم کو منبر پر خطبہ دیتے ہوے روکدیتا تھا ' تو کیا بتلایا جا سکتا ہے کہ اس سے اسلامي معاملات پر حق راے دهي کا ٹکٹ مانگا جاتا تھا ؟ علي گڈہ کالج کي تاریخ کورٹ لینا ' اور اسکے ایڈرسوں اور وایسراے اور گورنروں کے جوابوں کو حفظ کرلینا دوسري شے ہے ' اور اسلام کو جاننا دوسري شے ہے - یہ کیا کفر آمیز استبداد و تحکم ہے ' جسکي زنجیریں برسوں سے قوم کے پانوں میں ڈالي جارهي هیں ؟ غریب مسلمان ایک کھیلنے کا گیند بنگئے هیں ' جس نے چاها لیڈري کي ایک ٹھوکر لگائي ' اور اپني طاقت کي نمایش کردي - آخر ان بر خود غلط نادانوں نے اسلام ' اور سلام کے پیروؤں کو کیا سمجھ لیا ہے ؟ هل عندکم من علم فتخرجوہ لنا ؟ ان تتبعون الا الظن ' و ان انتم الا تخرصون (۶ : ۸۲) (۱)

کاش یہ معاصرین جس عقیدت ونیازمندي سے علي گڈہ کالج کے ایڈرسوں کے مجموعے کي تلاوت کرتے هیں ' اسکے عشر عشیر توجہ سے کبھي قرآن اور تاریخ پیروان قرآن کو بھي پڑہ لیتے -

یونیورسٹي اگر مسلمانوں کي ہے ' اگر انکے روپیہ سے بنائي جا رهي ہے ' اور اگر مسلمانوں میں اسلام کي روح کا ایک ذرہ بھي باقي ہے تو یاد رکھنا چاهیے کہ ایک نو مسلم چمار - جس نے ایک پھوٹي کوڑي بھي کبھي لیڈروں کے سپرد نہیں کي ہے - یہ حق رکھتا ہے کہ بلا استثنا ہر اسلامي اور قومي معاملے کي نسبت راے دے ' اور اگر لیڈر مسلمانوں کے لیڈر هیں تو مجبور هیں کہ اسکي آواز پر کان دھریں - یہ حق ہر قائل کلمۂ لا الہ الا اللہ کو حاصل ہے - اسمیں تمهاري بنائي هوئي شرطوں کو کوئي دخل نہیں - چندہ دینے یا نہ دینے کا کوئي سوال نہیں - یہ حق خدا کا ' اسکے قران کا ' اور اسکے رسول کریم کا دیا هوا ہے ' پھر کیا تم میں کسي کو طاقت ہے جو آگے چھین لے ؟ -

---

اسلام کي روح حریت

اس بارے میں اسلام کي تعلیم اور اسکے نظایر بالکل صاف اور غیر مشتبہ هیں - اسلام نے امر بالمعروف و نہي عن المنکر کو ہر مسلمان پر فرض کردیا ہے ' اور اس اصول کو اعمدۂ دین متین و اکبر اساطین قوام ملۃ سے قرار دیا ہے ' بلکہ اصل شرف و امتیاز ملت مرحومہ : کنتم خیر امۃ اخرجت للناس ' تامرون بالمعروف وتنهون عن المنکر - احادیث کو دیکھا جاے تو منجملہ صدها احادیث کے ایک مشہور حدیث (صحیح مسلم) میں ملتي ہے ' جسکو حضرت (ابو سعید) خدري نے روایت کیا ہے :

من رای منکم منکرا فلیغیرہ	تم میں سے جو مسلمان کوئي خلاف حق بات دیکھے
بیدہ فان لم	تو اسے چاهیے کہ اپنے هاتھہ کے زور سے اسکا انسداد کرے '
یستطع فبلسانہ	اگر اسکي طاقت نہ پاے تو زبان سے اسکي برائي ظاهر کردے '
فان لم یستطع	اور اگر اسکي بھي قدرت نہ دیکھے تو خیر ' دل هي دل میں اسکو برا سمجھے '
فبقلبہ ' وذلک اضعف الایمان	مگر یہ آخري صورت ایمان کا نہایت ضعیف درجہ ہے -

(۱) آیا تمهارے پاس کوئي اور علم شریعت ہے جو تم دکھا سکتے هو ؟ حقیقت یہ ہے کہ کچھہ بھي نہیں ' صرف اپنے نفس کے واهموں پر چلتے هو اور خالي اٹکلیں دوڑاتے هو -

نسائي ' ترمذي ' اور ابن ماجہ - بھي [illegible] ت کو لیا ہے ' اور نسائي کي روایت میں ہر صورت کے [illegible] " کا لفظ بھي موجود ہے ' کہ اگر اتنا بھي اس نے کردیا تو [illegible] بري هوا -

اسکے بعد خود آنحضرت اور صحابۂ کرام کا طرز عمل ہے - اسد یہ حال ہے کہ نہ صرف خلفاے اربعہ ' بلکہ خود مهبط وحي ' اور مورد " ماینطق عن الهوی " کے سامنے صحابہ بے دھڑک اپنے اعتراضات و شبهات پیش کرتے تھے ' اور انکي جرأت افزائي کي جاتي تھي - حضرت عمر نے (صلح حدیبیہ) کے موقعہ پر جس سختي سے اپنا اعتراض پیش کیا تھا ' وہ ہر تاریخ میں ملسکتا ہے -

خلفاے اسلام کا اس بارے میں جو طرز عمل تھا ' وہ آجکل بار بار دهرایا جا چکا ہے - حضرت (عمر) کے زمانے میں جس شخص کا جي چاهتا تھا " و اللہ ما عدلت یا عمر " کہکر سر راہ ٹوکدیتا تھا ' اور وہ اس سے خوش هوتے تھے کہ اسلام اور عربي خون کي آزادي کا اصلي جوهر ہے - البتہ (بني امیہ) نے اس روح حریت کو غارت کیا اور لوگوں کي زبانوں پر تلوار کي ضرب سے مہر لگادي -

یا سبحان اللہ ! ! جس قوم کے ہر فرد کو سید المرسلین کے جانشینوں سے بیت المال کے حساب لینے کا حق تھا ' اور وہ جب چاهتے تھے ' خلیفہ اسلام کي دیانت داري کو جانچ سکتے تھے ' آج انکو کہا جاتا ہے کہ ان لیڈروں کے آگے قوم کے روپیے کي نسبت کوئي راے نہ دو ' جنکو آور تو آور ' آجتک اسلام کے عام احکام صوم و صلوۃ پر بھي عمل کرنے کي توفیق کبھي نہیں ملي ! ! فما لھا ولاء القوم ' لا یکادون یفقهون حدیثا -

اصل بات یہ ہے کہ مسلمانوں نے اپني خاموشي اور غلط اصول اعتماد سے کام کرنے والوں کو جس مطلق العناني کا عادي بنا دیا تھا ' اسکا یہ لازمي نتیجہ ہے - تاهم هم دیکھتے هیں کہ خود کام کرنے والے تو اب اسطرح کي کوئي بات زبان سے نہیں نکالتے ' ان میں بعض ایسے لوگ بھي هیں ' جو قوم کي مداخلت کو بنظر استحسان دیکھتے هیں ' لیکن یہ انکے خواہ مخواہ کے دوست اسطرح کے خیالات ظاهر کرکے پبلک میں لیڈروں کو اور زیادہ بد نام کر رہے هیں -

---

قومي مصالح کار کے عنوان سے گذشتہ نمبر میں ایک مراسلۃ شائع هوئي تھي ' اسکي نسبت چند الفاظ عرض کرنا ضروري تھے مگر هم کو خیال نہیں رها -

همارے لایق دوست کے تمام مضمون کا خلاصہ یہ تھا کہ مسلمانوں کو صرف خدا پر اعتماد ' اور اسي کا سهارا ڈهونڈهنا چاهیے ' اور کسي پر بھروسہ کرنے کي ضرورت نہیں ' اور اسي کي [illegible] همیں دعوت دیتے هیں ' لیکن تعجب ہے کہ اگر خود همیں اس دعوت کے دینے کي ضرورت ہے ' تو پھر الهلال یوم اشاعت سے لیکر آجتک کیا لکھتا رها ؟ برادر من ! آپنے یہ تو کمال هي کیا کہ الهلال کي آوازکي بازگشت خود اسکے هي آگے دهرا دي ' همارا تو اصلي رونا هي یهي ہے کہ مسلمان ساري دنیا میں ذلیل وعاجز هو رہے هیں مگر خدا کے دروازے پر نہیں جھکتے - باقي رها الهلال کا وہ نوٹ ' جسپر آپ بہت برهم هیں ' تو براہ عنایت اسپر ایک نظر اور ڈال لیجیے ' هم کو تو اس نوٹ کے اندر کوئي متضاد خیال نظر نہیں آتا - بیشک مسلمانوں کو نہ تو محض گورنمنٹ پر اعتماد کرنا چاهیے اور نہ هندوں کا اتباع کرنا چاهیے مگر ملنا سب سے چاهیے - آپنے " اتباع و اعتماد " اور " اتحاد " میں فرق نہیں کیا -

حیرت ہے کہ الهلال نے جس چیز کو اپني دعوت کا اصل [illegible]

شذرات

گذشتہ نمبر میں (ملک معظم) کي جو تصویر شائع هوئي هے ' اسکے دیکھہ لینے کے بعد هم ناظرین کو الہلال پریس کي طرف توجه دلانا چاهتے هیں -

ابتداے اشاعت سے بعض احباب نے اسکي شکایت کي هے که الہلال میں تمام تصویریں یکساں نہیں چھپتیں - ادهر عرصے سے جسقدر تصویریں چھپ رهي هیں ' ان میں یه نقص نہیں پایا جاتا ' تاهم اس تصویر کے شائع هوجانے کے بعد هم سمجھتے هیں که ان حضرات نے الہلال کو باعتبار تصاویر عام انگریزي رسائل سے کم نه پایا هوگا -

اصل بات یه هے که اِن چیزوں کا آپ حضرات کو تجربه نہیں ' الہلال پریس میں تصاویر اور چھپائي کا جو انتظام کیا گیا هے ' وہ انگریزي رسائل کے پریسوں سے کسي بات میں کم نہیں هے ' لیکن اگر سرے سے تصویر کي اصلي کاپي هي خراب هو ' تو پریس اسکے لیے کیا کرسکتا هے ؟ احباب زیادہ تر طرابلس کے مناظر کے شائق هیں ' هم نہایت کوششوں سے مہیا کرتے هیں ' لیکن ان میں عمدہ عکسي تصاویر جنکا عمدہ بلاک طیار هوسکتا هے ' بہت کم هوتي هیں - اٹالین ذرائع کي تصاویر تو هزاروں لنڈن نیوز ' اسکیچ ' اسفیر ' گریفک وغیرہ میں چھپ چکي هیں - لیکن جو صحیح تصویریں عثماني ذرائع سے ملتي هیں ' وہ عموماً نہایت بے سروساماني کي حالت میں کھینچي هوئي هوتي هیں ' پھر بھي هم ایک ایک تصویر کو صرف قابل نقل بنانے کیلیے ایک پورے بلاک کي بنوائي خرچ کردیتے هیں -

چونکه (ملک معظم) کي تصویر عمدہ عکسي تصویر سے لي گئي ' اسلیے کس قدر روشن اور نمایاں هے ؟

اب عنقریب جب علمي و تاریخي مضامین با تصویر شروع هونگے اور دیگر ابواب کے متعلق تصویریں شائع کي جائیں گي ' اس وقت ناظرین کو پریس کے انتظامات کا اندازہ هوگا -

---

غازي انور بے کي دوسري رنگین تصویر اس اشاعت میں شائع کي جاتي هے - یه تصویر ابسے آٹھه برس پیشتر کي هے اور جو تصویر اس سے پہلے شائع کي گئي تھي ' وہ حال کي تھي - عمر کا فرق دونوں تصویروں سے صاف نمایاں هے - انشاء الله عنقریب غازي موصوف کي تیسري تصویر بھي شائع کي جاے گي ' جو بالکل عربي لباس میں هے اور اُس وقت کي هے ' جب که آغاز جنگ طرابلس کے زمانے میں وہ تمام صحراے لیبیا کے قبائل میں دورہ کر رهے تھے -

الہلال روز بروز قدم آگے بڑھا رها هے ' اور یوم اشاعت کے دن جہاں تھا ' اس سے ایک منزل آگے هي هے (والحمد الله علی احسانه) لیکن اب دیکھنا یه هے که ناظرین بھي اپنے فرض کو محسوس فرماتے هیں یا نہیں ؟ همنے تو سربستہ خموشي هي کي ٹھان لي هے اور همارے جمع و خرچ کا جو حال هے ' وہ دفتر میں آکر کوئي صاحب دیکھیں تو معلوم هو -

---

اصبروا ! و رابطوا ! یه بحث عام طور پر کي جارهي هے که جب وزیر هند کا فیصله مسلم یونیورسٹي کي امیدونکے خلاف صادر هوچکا هے ' تو اب یونیورسٹي لي جاے یا نہیں ؟ باستثناے بعض اشخاص عام پبلک کي راے یہي معلوم هوتي هے که نه لي جاے - اسکے بعد اب اسپر بحث شروع هوئي هے که نه لي جاے تو روپیے کو کیا کیا جاے ؟ اسکے جواب میں بھي مختلف رائیں ظاهر کي جارهي هیں ' اور بظاهر قوم کا رجحان اسطرف بڑھ رها هے که اُس روپیے کو کسي زیادہ وسیع المنفعة کام میں لگادیا جاے -

هم ایک لمحه کیلیے پسند نہیں کرینگے که عام پبلک کو اپنے خیالات کے اظہار سے کسي عنوان بھي روکا جاے ' اس قسم کے کاموں کیلیے في الحقیقت اصلي حق راے دهي عام پبلک هي کو هے اور اگر اسکو نہیں هے تو پھر کسي کو نہیں - لیکن یه ضرور کہیں گے که کاموں میں اگر تقدیم و تاخیر کي قدرتي ترتیب قائم رکھي جاے تو بہتر هے - سب سے پہلے مسلمانوں کو ایک مرتبه اسکا فیصله کرلینا چاهیئے که آیا انہوں نے اپنے اندر عام قومي راے کي قوت پیدا کرلي هے ' اور وہ اسکے لیے پورے طور پر مستعد هوگئے هیں که ایک متفق اور متحدہ عام آواز قائم کرکے کارفرما طبقے کو تعمیل پر مجبور کردیں ؟ اگر اسکا جواب اخباروں کے صفحوں پر نہیں ' بلکه دل کے صفحوں پر اثبات میں ملے ' تو پھر یه روح ملي کے عود کرنے کي پہلي تاریخ هوگي - اُس وقت قوم کو چاهیے که جو اسکي راے میں آے اور جس خیال پر سب متفق هوجائیں اس پر جم کر کھڑي هوجاے ' اور وهي کرگذرے جو اسکي راے میں بہتر هو - لیکن اگر ایسا نہیں هے تو صرف چند دنوں کیلیے اخبارات میں گرمي طبع کي نمایش کرنا لا حاصل هے اور نیا موسم سرما عنقریب آنے والا هے ' بہتر هے که کل جو نتیجه نکلنا هے وہ آج هي نکل آے ' جہاں برسوںتک اپنے جوش اور روپیے کي قسمت لیڈروں کے هاتھه میں دیکھ چکے هو ' وهاں ایک یونیورسٹي کا مسئله اور سہي - جسطرح ' اور جن شرطوں پر انکا جي چاهے لینے دو - البته آئندہ کیلیے کوشش کرو که تمہارے اندر اسلام کے معتقدات اور اعمال کي اصلي روح پیدا هوجاے - اگر تم نے ایسا کرلیا ' تو تم میں سے هر فرد ایک زندہ مسلم یونیورسٹي هوگا ' جسکو علي گڈہ کي چونے اور اینٹ کي بني هوئي یونیورسٹي کي کوئي پروا نہوگي - اصلي یونیورسٹي ایک مسلمان کا مومن قلب هے ' جو چاهے تو سارے عالم کو اپنے مرکز سے ملحق کرلے -

---

حب الدنیا راس کل خطیئة بعض اشخاص کي راے هے که " جو لوگ یونیورسٹي کے روپیے کے بارے میں راے دے رهے هیں ' پہلے بتلائیں که انہوں نے خود کتنا چندہ دیا هے ؟ ورنه انھیں راے دینے کا کوئي حق نہیں "

هم دیکھتے هیں که ملک کي بعض جماعتیں دولت کو پوجتے پوجتے اب اسدرجه فنا في المعبود هوگئي هیں ' که انہیں روپیه کے سوا اور کچھه نظر هي نہیں آتا :

آخر این صفرا به سودا مي کشد

یه سب نتائج اس جماعت کے عملي الحاد اور اسلام سے بیگانگت کے هیں - یا للعجب ! آج ایک مسلمان کو باوجود ادعاے اسلام و توحید یه کہتے هوے کوئي ندامت نہیں رهي که پیروان اسلام کے مفاد پر بحث کرنے کا صرف ایک محدود گروہ کو حق حاصل هے اور جس نے هماري چندے کي مٹھي نہیں گرمائي ' اُسے زبان کھولنے کا کوئي حق نہیں ؟ ساء ما یحکمون

هم نے ادهر ارادہ کرلیا تھا که هر طرف سے کان بند کرکے صرف اپنے خیالات و مقاصد کي اشاعت میں مصروف هوجائیں ' مگر کیا کریں ' اس قسم کے هفوات و ترهات کو سنکر اپنے اندر اصلا ضبط کي طاقت نہیں پاتے اور مجبوراً کہنا پڑتا هے که یه لوگ منہه سے تو قومي خدمت کا

۲۹ ستمبر ۱۹۱۲

— * —

صبح امید

— * —

وهو الذي ينزل الغيث من بعد ما قنطوا وينشر رحمته وهو الولي الحميد (۴۲ : ۲۷) -

(۲)

کسیکه محرم راز صبا ست ' مي داند
که با وجود خزان بوے یاسمن باقیست

دوسري علامت : رهبتي اقتدار کا خاتمه

ایک بهت بڑي امید افزا علامت یه بهي هے که همارے لیڈرونکي اُس احباري اور رُهباني سطوت وتسلط (۱) کا خاتمه هوگیا ' جس نے قوم کے قلوب و اذهان کي ذاتي خوت سلب کردي تهي ' اور کسي متنفس کو اسکے آگے چوں و چرا کرنے کي جرات نهیں هوتي تهي - اسطرح کے پر خوف رعب کا کسي ایک گروه کے قبضے میں رهنا ' همیشه سے قوموںکے دماغي تنزل کي ایک حقیقي علت رها هے ' اور تقلید کي جسقدر گمراهیاں هیں ' وه اسي رعب و جبروت کي هوا میں نشو نما پاتي هیں - هم نے گذشته نمبر میں کہا تها که هر اصلاح کي اولین منزل تقلیدي بندشوں سے رهائي هے ' لیکن تقلید کے قید خانے سے آدمي نکل نهیں سکتا ' جب تک پیشواؤں کے رعب و جبروت کي زنجیروں سے رهاي نه پاے - انسان کے نظام دماغي پر صرف اعتقادات کي حکومت هے ' اسکے تمام حاسے اسي شے کے ماتحت ' اور تمام اعمال و افعال اسي سے وابسته هیں ' پس جب اسکا دماغ کسي خارجي عظمت و جبروت کے اثر سے مرعوب هو جاتا هے ' تو اسکے تمام اعمال و معتقدات میں اس مرعوبیت کا اثر سرایت کر جاتا هے ' بلکه وه جو کچهه دیکهتا اور سنتا هے ' وه بهي اس مرعوبیت کے اثر سے خالي نهیں هوتا - چونکه اسکي قوت فکري بیکار هو جاتي هے ' اسلیے یه مرعوبیت جو کچهه دکهاتي هے ' دیکهتا هے ' اور جو یقین دلاتي هے ' یقین کرتا هے -

ایک بت پرست جب انتها درجے کي عاجزي کے ساتهه ایک پتهر کي مورت کے آگے سر ٹیکتا هے ' تو کیا اسکا دماغ مختل هو جاتا هے ؟ کیا اسکي قوت بصارت جواب دیدیتي هے ؟ کیا سوچنے اور سمجهنے والي قوت اسکے دماغ سے اُس وقت چهین لي جاتي هے ؟ اور کیا کوئي خاص قوت تفکر موحد و اِله پرست انسان کو نصیب هے ' جو بت پرستوں کو نصیب نهیں ؟ پهر کیا بات هے که هم کو جو شے محض پتهر کا ایک ٹکڑا نظر آتي هے : ما لا ینفعهم و یضرهم ' اُسي شے میں بت پرست الهي طاقتوں اور عظمتوں کا کرشمه دیکهتا هے ' اور جو قوت فکري همیں اسپر هنساتي هے ' وهي اُسکي طاقتوں کا اُسے یقین دلاتي هے ؟

اسکا اصلي سبب یهي هے که تقلید آباؤ رسوم نے اُن بتوں کي عظمت و جبروت سے اسکے دماغ کو مرعوب کردیا هے ' اور تمام قوتیں

---

(۱) عربي میں عیسائیوں اور یهودیوں کے روحاني مقتداؤں اور علما کو احبار و رهبان کهتے هیں - احباري و رُهباني تسلط سے انکا وه مشرکانه اقتدار مقصود هے ' جو چوتهي صدي عیسوي میں تمام اقوام بني اسرائیل پر چهایا هوا تها ' اور جسکي وجه سے انکے هاتهه میں تمام الهي احکام و قوانین چلے گئے تهے - جس چیز کو چاهتے تهے قوم پر حرام کردیتے تهے ' اور جسکو چاهتے تهے حلال کردیتے تهے - کسي عام فرد قوم کو حق حاصل نه تها که اپنے ذاتي تفکر اور اجتهاد سے کسي مسئلے پر غور کرے ' اور اپني زندگي کے اعمال و معتقدات کا خود فیصله کرے - قرآن کریم نے تقلید کي پرستش کا استیصال کرتے هوئے سب سے بڑي توحیدي ضرب اس اقتدار پر لگائي ' اور فرمایا که اتخذوا احبارهم و رهبانهم اربابا من دون الله [یهود و نصارا نے اپنے پیشواؤں کو خدا کا شریک بنا لیا هے - ۹ : ۳۱] عدي بن حاتم نے جب اس آیت کے نزول پر اعتراض کیا که "یهود و نصاری اپنے مذهبي پیشواؤں کو خدا کب سمجهتے هیں ؟ " تو آنحضرت (صلعم) نے فرمایا که " کیا وه جس چیز کو حلال کردیں ' تم انکو حلال ' اور جسکو تم پر حرام کردیں ' اسکو حرام نهیں یقین کرلیتے ؟ حالانکه اسکا اختیار صرف خدا تعالی کو حاصل هے "

لوتهر کے زمانے تک تمام مسیحي دنیا پر یه رهباني تسلط قائم رها ' رومن کیتهولک عیسائیوں میں اب تک قائم هے ' اور مسلمانوں میں تو آج صدیوں سے همارے فقهاے متاخرین ' و علماے حال ایک مستقل التسلط ربي کا حکم رکهتے هیں ' اور قرآن کریم جن بیڑیوں کو کاٹنے آیا تها ' وهي آج اسکے پیروؤں کے پاؤں کا زیور هیں - وه جس شے کو چاهیں ' حلال کردیں ' اور جس کو چاهیں حرام - گویا قرآن اور حدیث هندؤں کي مقدس کتابوں کے طرح صرف پنڈتوں کے دماغ و فهم کیلئے نازل هوا هے ' کسي عام فرد قوم کو اسپر تدبر و تفکر و فهم و ادراک کا حق حاصل نهیں - یهي تقلید اور سد باب اجتهاد کا مرض هے ' جس نے صدیوں سے مسلمانوں میں هر طرح کے ارتقاے ذهني اور اجتهاد فکري کا دروازه بند کردیا هے - ابتک یه تسلط مسلمانوں میں صرف همارے علما هي کو حاصل تها ' لیکن اب انکو هٹا کر انکي مسند پر قبضه کرنے والے بعض فرنگي مآب لیڈروں کو بهي حاصل هوگیا هے - جبه و دستار کا اقتدار صرف مذهبي معاملات میں محدود تها ' لیکن فراک کوٹ اور آرکش کیپ کي طاقت غیر محدود و لا انتها هے - نه صرف پولیٹکل معاملات میں ' بلکه مذهب کي قطع و برید کي بهي جب کبهي (حسب مصالح جدیده و مقتضیات حالیه) ضرورت پیش آجاے - وه هرطرح کے احکام الهیه جاري کرنے کیلیے انتهائي قوت هیں ! !

پولیٹکل معاملات میں تو انکے احکام سے سر مو تجاوز کرنا بهي بالکل فسق و کفر هے : یا ایها الذین امنوا ! ان کثیرا من الاحبار و الرهبان لیاکلون اموال الناس بالباطل و یصدون عن سبیل الله (۹ : ۳۴) -

قرار دیا ہے ' اسي کي طرف آپ اسے دعوت دیتے ہیں " الهلال کي پرایٹکل تعلیم " کے عنوان سے جو لیڈر نکل چکا ہے شاید آپکي نظر سے نہیں گذرا ' ہم تو خود اسے مسلمانوں کي سب سے بڑي غلطي سمجھتے ہیں کہ ہمیشہ انہوں نے اپنے سامنے دو راستے ہي دیکھے - یا گورنمنٹ پر اعتماد ' اور یا ہندوں اور کانگریس کي شرکت - یعنے ہمیشہ آزادي سیاسي کو ہندوں کا مرادف سمجھا ' مگر خود اپنے تئیں بھولے رہے ' اور اسلیے بھولے رہے کہ خدا کو بھلا دیا : ولا تکونوا کالذین نسوالله فانساهم انفسهم [ان لوگوں کي طرح گمراہ نہو جاؤ ' جنھوں نے خدا کو بھلا دیا تھا ' نتیجہ یہ نکلا کہ خود اپنے ھي کو بھول گئے - ۵۹ : ۲۰] اسي لیے ہماري تمام سعي وجہد کا ماحصل یہ ہے کہ مسلمانوں کو یاد دلادیں کہ دنیا میں رہنے کیلیے جتني چیزیں مطلوب ہیں ' وہ خود انکے پاس موجود ہیں ' آوروں کے دروازوں کو دریوزہ گري کیلیے کیوں تک رہے ہیں ؟

شاید آپکي راے ہے یہ کہ ہندؤں کے ساتھہ اتحاد بھي مسلمانوں کیلیے مضر ہے ' مگر افسوس کہ ہم اس سے متفق نہیں ہو سکتے اور یہ ایک قصۂ طویل ہے جسکے لیے یہ موقعہ موزوں نہیں -

---

مسلم گزٹ کي گذشتہ اشاعت میں ہمارے لائق اور پرجوش دوست جناب مولوي ابو الکمال عبد الودود صاحب بریلوي کي ایک تحریر نکلي ہے ' جس میں انھوں نے نہایت سنجیدگي اور اصابت راے کے ساتھہ مسلم یونیورسٹي کے گذشتہ واقعات پر نظر ڈالي ہے ' اور پھر اس سے نہایت قابل غور نتائج اخذ کیے ہیں ' گویا اُن امور سے اتفاق کیا ہے جو ہم عرصے سے لکھہ رہے ہیں -

ہمکو خاص طور پر اس تحریر کے ذکر کي ضرورت یہ پیش آئي کہ ہم مولوي ابو الکمال صاحب کو برسوں سے ہر طرح کے قومي خدمات کا کامل درجہ شائق ' اور ان میں اپنے وقت و مال کو خرچ کرنے کا سچا اور مخلصانہ جوش پاتے ہیں - وہ علي گڈہ پارٹي سے ہمیشہ حسن ظن رکھتے تھے ' اور کوئي صحبت ایسي نہیں ہوتي تھي جسمیں شریک نہوتے ہوں - غالباً بریلي کي مسلم لیگ کے وہ سکریٹري بھي ہیں - لیکن چونکہ وہ جو کچھہ کرتے تھے ' بالکل مخلصانہ ' اسلیے جب انھوں نے یونیورسٹي کے معاملے میں اعلی طبقہ کے کاموں کو قابل اعتراض پایا ' تو صاف صاف مخالف ہوگئے -

آج جو لوگ محض ہٹ اور ضد کي بنا پر اپنے تئیں تغیرات سے غیر موثر ظاہر کرتے ہیں ' کیا اچھا ہو کہ مولوي صاحب کي مثال سے فائدہ اٹھائیں -

---

مسئلۂ مصر لارڈ کیچنر اپنے مقصد تقرر مصر کو جلد سے جلد حاصل کرنے کیلیے تیزي سے چلتے ھي نہیں بلکہ بے تحاشا دوڑ رہے ہیں ' لیکن دریاے نیل کي ساحلي سرزمین میں ریت بھي ہے اور ترائي بھي ' پانوں دھنس بھي جاسکتا ہے اور پھسل بھي سکتا ہے ' تاہم انکے ہاتھہ میں آھني عصا بھي موجود ہے -

شمالي افریقہ میں جس ٹریجڈي کا تماشا ابھي ختم نہیں ہوا ہے ' قسطنطنیہ میں نئے احزابي انقلاب کا جو پراسرار کھیل کھیلا جارہا ہے ' سوئٹزرلینڈ میں صلح کا جو نامہ و پیام جاري کیا جا رہا تھا ' یہ سب دور دراز کے گوشے ایک ھي سیاسي حکمت عملي کے جال کے ہیں ' اور انہیں تین گوشوں کا جوڑتا ' لارڈ کیچنر کا مصر میں تقرر تھا - آج جو واقعات مصر میں ہو رہے ہیں ' انکو بھي انہیں کے ساتھہ ملاکر دیکھنا چاہیئے :

تو خود حدیث مفصل بخواں ازیں مجمل

نئي وزارت نے زمام حکومت ہاتھہ میں لیتے ھي سب سے پہلا کارنامۂ شرف جو انجام دیا ' وہ مسئلۂ صلح کي سلسلہ جنباني میں شرکت تھي اور اسکے بعد دوسرا کارنامہ یہ تھا کہ شیخ عبد العزیز چاویش کو بغیر کسي انکار کے گورنمنٹ مصر کي انگریزي سیاست کے حوالے کردیا :

تو داني حساب کم و بیش را

اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مختار پاشا کي وزارت اور انگلستان کے اندروني تعلقات کیسے ہیں ؟

مصر کا انگریزي آرگن (ایجپشین گزٹ) اس واقعہ پر ظنطنۂ مسرت بلند کرتے ہوے لکھتا ہے کہ مصر اور ترکي کے باھمي تعلقات میں اس پہلے واقعہ نے مستقبل کیلیے ایک ایسي نظیر قائم کردي ہے جس سے ہماري سیکڑوں گتھیاں سلجھہ جائیں گي - قسطنطنیہ جو کچھہ دنوں سے مصري سازشوں کا ھیڈ کوارٹر بن رہا تھا ' بلا شبہ نئي وزارت نے اپنے منصفانہ اور قانون پرورانہ عمل سے ثابت کردیا کہ وہ بہت جلد مصر کیلیے صاف کردیا جاے گا ' لیکن ھمکو موجودہ فرصت سے بہت جلد فائدہ اٹھانا چاھیے ' کیونکہ ترکي کي وزارت گردي کے مستقبل کي کس کو خبر ہے ' اگر آیندہ انتخاب میں انقلاب ہوگیا ' تو شاید ہم کو اسکا بآساني کا موقعہ نہ ملے -

پچھلي ڈاک میں الهلال العثماني کے جو نمبر آئے ہیں ' ان سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ چاویش انے والي خصوصیت سے باخبر ہوچکا تھا اور انقلاب وزارت سے گو حالات بدل گئے تھے مگر تاہم اسکو معلوم سمجھتا تھا کہ گورنمنٹ عثماني اسکے حوالہ دینے کو میں اسقدر جلدي کرے گي - کہا جاتا ہے کہ سعید پاشا نے کئي ہزار روپیہ اسکو ٹائپ اور پریس کیلیے دیا تھا اور دو سو پانڈ ماہوار دیتي تھي مگر مختار پاشا نے اس اعانت سے انکار کردیا ' المقطم اور لسان الحال اس واقعہ کو اسطرح لکھتے ہیں گویا انہوں نے سعید پاشا کا کوئي بہت بڑا پوشیدہ جرم فاش کردیا ' حالانکہ اگر یہ واقعہ سچ بھي ہو ' تو دار الخلافۂ عثماني میں ایک عمدہ عربي اخبار کے اجرا کیلیے مدد دیني قابل صد تعریف جرم ہے - (طنین) جسکو بند کردیا گیا تھا ' (جنین) کے نام سے نکلا ' اور آج جو پرچے آئے ہیں اُن پر (سنین) کا نام ہے - جاھد بک بدستور ایڈیٹر اور بابان حقي پرو پرائٹر ہیں - الهلال عثماني میں اب ترکي حصہ بڑھا دیا گیا ہے اور (جلال نوري بک) چیف ایڈیٹر (جون ترک) اسکا ایڈیٹر مقرر ہوا ہے -

سعدیہ جہاز جس پر شیخ چاویش مصر کو روانہ کیا گیا تھا ۹ - ستمبر کو اسکندریہ پہنچ گیا ' ابتک اسکا فیصلہ نہیں ہوا ہے کہ کس قسم کي عدالتي کارروائي کي جاے گي -

---

بلقان کي مشکلات میں ابتک کوئي کمي نہیں ہوئي بلکہ حالات مخدوش تر ہوتے جاتے ہیں ' بظاہر ینیہ یورپین ترکي کے فیصلے کیلیے اس وقت سے فتنہ اٹھانے کا بلقان سے باہر بھي ارادہ پیدا ہو رہا ہے - ایم سازا نوف روسي وزیر خارجہ اور سر ایڈ ورڈ گرے کي ملاقات ' کونٹ برچیولڈ کي تجویز کي از سر نو تازگي ' اسٹریا کي باب عالي کو اجراے اصلاحات کیلیے دھمکي ' صوفیا کے پے در پے جلسے ' یہ واقعات ابتک بدستور پیچیدگي اور انتشاش ظاہر کر رہے ہیں -

مگر باب عالي نے ایک بڑي فوجي نمایش ایڈریانوپل میں شروع کردي ہے اور خواہ طرابلس کے اندر کچھہ ھي ہورہا ہو ' اور اندروني نزاعات کتنے ھي شدید ہوں ' مگر الحمد الله کہ ترک مسلمان اور سپاہي ہیں ' اور بلقان کے ساتھہ جو کچھہ ہوگا ' وہ دریا میں نہیں ' بلکہ خشکي پر ہوگا جس کیلیے دنیا بھر میں انکو کسي فوج سے خوف نہیں

ہے - علی الخصوص یونیورسٹی کے معاملے میں تو تقریباً تمام اسلامی پریس ازادانہ روپے پر متعقد ہوگیا ہے اور کوئی اخبار بھی ایسا نہیں' جس نے نہایت سخت لفظوں میں نکتہ چینی نہ کی ہو شکر اللہ سعیهم و وفقنا اللہ سبحانہ و ایاہم کما یحبہ و یرضاہ -

مسلم گزٹ لکھنؤ

مگر در حقیقت موجودہ تغیرات کے ذکر میں سب سے زیادہ خصوصیت کے ساتھہ مسلم گزٹ لکھنؤ کا ذکر کرنا چاہیے ' جس نے موجودہ سیاسی تغیراتِ خیالات کی تولید میں سب سے زیادہ نمایاں حصہ لیا ' اور اس خدا پرستانہ دلیری ' اور حق گویانہ ازادی کے ساتھہ صدا بلند کی ' کہ فی الحقیقۃ " لا یخافون لومۃ لائم " کے نفوس خاص میں اسکا شمار ہے - ہم اپنے مخدوم رمیف سے متمنی ہیں کہ اپنے قلمی جہاد کو اور زیادہ محکم و شدید کریں - اور آگے چلکر ہم جن امور کا ذکر کرنے والے ہیں انسے غفلت نہ فرمائیں ' وہ یقین کریں کہ حق اور سچائی کیلیے فتح ہے' باطل اور باطل پرستی کیلیے نہیں کہ ان الباطل کان زھوقا -

موجودہ لیڈرونکے خیالات میں تغیر

اس سلسلے میں اس تغیر کو بھی فراموش نہیں کرنا چاہیے جو آجکل خود کار فرمایان ملت کے خیالات میں بھی صاف صاف نظر آرہا ہے' اور اگر یہ تغیر محض مصالح وقت' اور اضطرار حالات کی بنا پر نہیں' بلکہ سچے طور پر دل اور دل کے اندر تک پہنچا ہوا ہے تو فی الحقیقت اسکو ایک بہت بڑی فال نیک سمجھنا چاہیے - ہم نے ہمیشہ اپنی تحریروں میں سختی سے سخت الزام انکو دیے ہیں اور اکثر ایسا بھی ہوا ہے کہ ہم نے انکی نیتوں تک کو بھی مشتبہ قرار دیا ہے' مگر وہ یقین کریں کہ ہم انسے بالکل مایوس نہیں ہیں - ہمارے بعض دوستوں نے ہمکو الزام دیا ہے کہ ہم لیڈرونکی پوری جماعت کو یکساں تاریکی میں ظاہر کرتے ہیں - حالانکہ یہ بھی صحیح نہیں ' ہمارا تو انکی نسبت ابتدا سے یہ خیال ہے کہ :

منھم ظالم لنفسہ' ومنھم مقتصد ' ومنھم سابق بالخیرات (۳۵ : ۳۱)

بعض ان میں سے طرق ہدایت کو چھوڑ کر اپنے نفوس پر ظلم کر رہے ہیں ' بعض ان میں سے درمیانی راہ چلتے ہیں ' اور پھر انہیں میں سے ایسے بھی ہیں' جو واقعی اعمال نیک میں پیش قدمی کرنا چاہتے ہیں -

لیڈروں سے ہماری صرف یہ التجا ہے کہ وہ گذشتہ باتوں کو بھول جائیں تو ہم بھی بھول جانے کیلیے طیار ہیں - انکو موجودہ تغیرات سے عبرت پکڑنی چاہیے اور سونچنا چاہیے کہ انکی برسوں کی عزت و نیک نامی کی کمائی کس طرح یکایک خاک میں ملگئی ؟ انکو چاہیے کہ آیندہ کیلیے اپنا معاملہ اپنے خدا سے درست کرلیں ' اور اپنی نیتوں اور ارادوں کو صرف رضاے الہی کے تابع کردیں - جس دن وہ ایسا کرلیں گے پھر انسے بڑھکر قوم کیلیے اور کوئی مفید وجود نہوگا - یہ کیسی سخت غلطی ہے کہ خدا انکو دین اور دنیا ' دونونکی عزت دینا چاہتا ہے' مگر وہ بے ہمتی سے صرف دنیا کو پوچتے اور اسی کے پیچھے سرگرداں ہیں ؟

ومن کان یرید ثواب الدنیا فعند اللہ ثواب الدنیا والاخرۃ (۷۸ : ۹) ومن کان یرید العزۃ فللہ العزۃ جمیعا (۳۵ : ۱۰)

جو شخص دنیا کی بہتری چاہتا ہے اس سے کہدو کہ خدا کے پاس دنیا اور دین' دونوں کی بہتری ہے - وہ دونوں کا کیوں نہیں طالب ہوتا ؟ اور جو عزت کا طلبگار ہے اسے یاد رکھنا چاہیے کہ عزت اللہ کیلیے اور اسی کے ہاتھہ میں ہے -

لیکن اس فرصت کو ضائع نہیں کرنا چاہیے

یہ حالات یقیناً امید افزا ہیں ' اور تغیرات نے نئی بنیادیں رکھنی شروع کردی ہیں' مگر اب سب سے مقدم بات یہ ہے کہ اس انقلاب و تغیر کی اہمیت و نزاکت کو نظر انداز نہ کیا جاے اور کمال حزم و احتیاط کے ساتھہ آیندہ اقدامات کا ایک نقشہ مرتب ہو - اگر خدانخواستہ یہ فرصت محض اخبار کی قلم فرسائیوں اور ذہنی نقشہ آرائیوں میں ضائع کردی گئی ' تو پھر یاد رہے کہ ہمارے لیے ہمیشہ ایک طلائی فرصت کے کھودینے کا ماتم ہوگا - قدرت اپنی بخششوں میں جسقدر فیاض ہے ' اتنی ہی غافلوں اور کافران نعمت کی تعذیب میں شدید بھی ہے - بہت ممکن ہے کہ پھر ایک مدت تک کیلیے ہمارے دل ہم سے روٹھہ جائیں ' اور زمانہ ہماری ملی قوت کو محض ایک عارضی ہیجان سمجھکر ہمیشہ کیلیے ناقابل التفات سمجھہ لے - اس وقت تک نئے قافلے کے ساز و سامان کی فراہمی کیلیے جتنی دوڑ دھوپ ہوچکی ہے ' کافی ہے - اب وقت آگیا ہے کہ الرحیل ! الرحیل ! کی صدا بلند کردی جاے - اور قافلہ منزل مقصود کی طرف روانہ ہوجاے

فکر مستقبل

پس گذشتہ افسانے کو ختم کرکے آیندہ کی فکر کرنی چاہیے - یہ اب ہر شخص محسوس کرنے لگا ہے کہ پچھلی راہ صحیح نہ تھی ' اور گو : ما وجدنا علیہ اباءنا الاولین کی صدائیں اب بھی کہیں کہیں سے آرہی ہیں' اور گو ایسے بھی ہیں' جو اب بھی زبان سے اپنی پچھلی ضلالت کا اقرار کرتے ہوے شرماتے ہیں ' لیکن اگر دلوں کو ٹٹولا جاے' تو کوئی بھی نہیں جو تزلزل اور جنبش محسوس نہ کرتا ہو - اسلیے اب تمام قوتِ غور و بحث اسمیں صرف کرنی چاہیے کہ اینده کیلیے کونسی راہ اختیار کی جاے' اور اسکا نظام اور مقصد کیا ہوگا ؟ جن لوگوں نے موجودہ تغیرات کے پیدا کرنے میں سعی مشکور کی ہے ' انکو خدا کا شکر کرنا چاہیے کہ وہ ناکام نہیں رہے ' مگر ساتھہ ہی اب انکا یہ بھی فرض ہے کہ اگر ایک راہ سے انکو ہٹایا ہے تو دوسری راہ پر لگا بھی دیں - اگر اس وقت قوم کے آگے کوئی نئی راہ پیش نہ کی گئی ' تو خوف ہے کہ کہیں بے خانماں ہوکر اور زیادہ بھٹک نہ جاے - بیشک ابتک قوم کے پاس کوئی محفوظ گھر تھا ہی نہیں ' پھر اگر بنے گا ' تو اب بنے گا ' تاہم ایک گرے ہوے گڑھے میں تو ضرور پڑی تھی' جب اس سے نکل آئی ہے ' تو زیادہ دیر تک کھلی زمین پر آوارہ نہ رکھیے -

ہم اس نکتے سے بے خبر نہیں ہیں کہ ہر اصلاح و تغیر کیلیے اصلی کام جنبش کا پیدا کردینا' اور گمراہی کے قفس کا دروازہ

اور حواس گو قایم و صحیح هیں ' مگر اس رعب و سطوت کے بوجهه سے اسطرح دب گئي هیں ' که انکو اپنے اعمال کا موقعه هي نهیں ملتا - قوت فکري ضرور اسکے دل میں شک اور تزلزل پیدا کرے که اِن بتوں میں دهرا هي کیا هے ؟ مگر مرعوبیت اسکی مہلت هي نهیں دیتي - آنکهیں ضرور اسکو دکهلائیں که یه ایک حقیر و ذلیل پتهر هے ' مگر مرعوبیت کي بند هي هوئي پٹي دیکهنے هی نهیں دیتي - اسکے پاس غور اور فکر کي وه تمام قوتیں موجود هیں ' جو ایک موحد اور " ملکوت السماوات والارض " پر غور کرنے والے حکیم کے پاس هیں ' مگر اعتقاد و عظمت کا دیو انهیں اپنے پنجے کي گرفت سے نکلنے نهیں دیتا - قرآن کریم نے اسي حالت کي نسبت فرمایا هے که :

فانها لا تعمی الابصار ' ولاکن تعمی القلوب ' التی في الصدور - (۲۲ : ۴۵)

گمراهونکي آنکهیں اندهي نهیں هو جاتیں ' بلکه وه دل اندهے هو جاتے هیں ' جو انکے سینوں میں هیں -

یه حالت عام هے اور اسکي نظیریں انساني اعمال کي هر شاخ میں ملسکتي هیں - مذهب کي طرح پالیٹکس میں بهي مسلمانوں پر اپنے پیشواؤں کي عظمت و جبروت کا رعب اسطرح چهایا هوا تها که انکو کبهي خود غور کرنے اور اپني حالت کو سمجهنے کي جرات هي نهیں هوتي تهي - اگر کبهي کسي شخص کے دل میں شک و شبه پیدا بهي هوتا تها ' تو اس مرعوبیت کے استیلا سے شکست کها جاتا تها - مگر الحمد لله که اب تقلید کي بندشوں کي شکست نے اس الهي رعب و سطوت کي زنجیروں سے بهي مسلمانوں کے دماغوں کو نجات دلادي هے ' اور هماري نظر میں یه اصلاح و تغیر کي دوسري بنیاد هے ' جسکو هر طرح کے اصلاحي تغیرات کا دیباچه سمجهنا چاهیے - یه کوئي معمولي انقلاب نهیں هے که کل تک جن لیڈرونکے خلاف ایک لفظ بهي منه سے نکالنا ' سب سے بڑا انساني جرم سمجها جاتا تها ' آج تمام قوم علانیه اخبارات میں انپر سخت سے سخت نکته چینیاں کر رهي هے اور شدید سے شدید الزام دینے میں بهي کوئي گناه نهیں سمجهتي - اب لیڈروں کي بنائي هوئي سیاسي شریعت کے احکام میں عقل کو دخل دینا کفر نهیں رها ' بلکه صرف بدعت هے ' اور بهتوں کے عقیدے میں تو بدعت حسنه - اب آزادانه حقوق طلبي اور پولیٹکل جد و جهد کي دعوت دینے والے کو گذشته سیاسي اصطلاح کي سب سے بڑي گالي دینے یعني " کانگرسي " کہنے میں جلدي نهیں کي جاتي ' حالانکه یه وه گالي تهي ' جسمیں گویا اخلاقي ' تمدني ' اور مذهبي رذائل و عیوب کي ایک دنیا پوشیده تهي ' غرضکه اب مسلمان لیڈروں اور انکي " مسلمه پالیسي " کي عظمت و رعب کا بیت عنکبوت هباء منثورا هوگیا هے : وان اوهن البیوت لبیت العنکبوت لوکانوا یعلمون (۲۹ : ۴۱) نعرهٔ انالحق کہنے پر منصور کو سولي پر چڑهایا جاتا تها ' اب بهت سے منصور پیدا هو گئے هیں جو دار و رسن کي سطوت سے بے خوف و نڈر هیں ' اور خود لیڈروں نے بهي اس تغیر کي قوت کو محسوس کرکے اپنے " ما انزل الله بها من سلطان " کي گرفت ڈهیلي کردي هے ' بلکه زیاده غور کے ساتهه دیکها جاے تو لیڈروں کے رعب و سطوت کي جگهه اب خود لیڈر قوم کے رعب سے مرعوب هو رهے هیں - اس سے صاف معلوم هوتا هے که اگر اس تغیر کي فرصت کو ضائع نه کردیا گیا تو انشاء الله بهت جلد قوم میں زندگي کي حرکت پیدا هونے والي هے :

و یحق الله الحق بکلمته ' ولو کره المجرمون (اور خدا اپنے کلام سے حق بات کو حق کر دکهائے گا ' اگرچه منکروں کو برا لگے - (۱۰ : ۸۲)

اسلامي پریس کا تغیر

اگرچه اس تغیر حالت کا اصلي سبب ' قدرتي ولولوں کا اضطراب ' اور پهر اسکا جلد ظهور ' تنسیخ تقسیم بنگال کو سمجهنا چاهیے - لیکن اسمیں کچهه شک نهیں که اسلامي پریس کے ایک دانشمند اور اثر پذیر حصے نے بهي اس تغیر کي تشکیل میں بهت مدد دي ' اور یه سخت نا انصافي هوگي اگر اب ' اور آئنده بهي اس تغیر کے تذکرے میں انکے ذکر کو نظر انداز کردیا جاے -

اس سلسلے میں بلحاظ تقدیم اشاعت سب سے پہلے کامرید کا ذکر کرنا چاهیے ' جس نے گو قدیمي اصطلاحات و اسما کو همیشه قائم رکهنے کي سعي لاحاصل کي (لاحاصل اسلیے که اب ان میں حرارت غریزي باقي نهیں رهي) لیکن تاهم معاني بهت کچهه بدل دئے ' اور گو تغیر کي رفتار مصلحةً سست رکهي ' مگر پچهلي منزل سے آگے بڑهتا رها ' اور مسلمانوں میں بتدریج ملکي معاملات سے دلچسپي لینے کے مذاق اور هر پولیٹکل مسئلے میں لیڈروں کے فتوؤں کي جگه قومي آرا کے ظهور و نشوؤنما کا ایک موثر محرک هوا - اصلاح و تغیر کے مختلف طرق میں سے یه بهي ایک بے خطر اور آسان تر طریقه هے - کامرید کے ساتهه هي مسلم گزٹ لکهنو اور زمیندار لاهور کے نام نظر آتے هیں ' جنکي آزادانه پالیسي کو في الحقیقت اس نئي بیداري کے ظهور میں نمایاں دخل هے - پرانے اخباروں میں وکیل امرتسر بهي قابل تذکره هے ' جس نے یونیورسٹي کے متعلق ابتدا سے آزادانه رائیں ظاهر کیں - اسي سلسلے میں خاص طور پر البشیر کا بهي ذکر کرنا چاهیے ' جس نے سچائي اور قابل تعریف دلیري سے نئے تغیرات کا ساتهه دیا هے ' اور پچهلي پالیسي سے دست بردار هوجانے کا اعلان کردیا هے - یونیورسٹي کمیٹي کي نسبت بهي جو مضامین آجکل وه لکهه رها هے ' وه آزادي اور راست بیاني سے خالي نهیں - اور گو وه هم " قدیمي دشمنان کالج " اور " اعداے قوم " سے کتنا هي ناراض هو ' مگر جب وه اپني جگهه چهوڑ کر حرکت کرچکا هے - تو اب هم کو اُس سے کوئي ناراضگي نهیں ' بلکه خوش هیں که :

اندک اندک عشق درکار آورد بیگانه را

انکے علاوه اب تو عام طور پر اکثر معاصرین کو اس تغیر سے متاثر ' اور راه حق گوئي و آزادي کے قریب قریب پاتے هیں ' نئے نئے پرچے بهي جو نکل رهے هیں ' وه بهي الحمد لله نئے خیالات لیکر نکلتے هیں اور پرانے طریق کو چهوڑ رهے هیں - اکثر صاحبوں نے تو علانیه نئے خیالات کا اظهار شرع کردیا هے اور بعض مصلحةً صرف تغیر لب و لهجه سے نئي پالیسي کي ابتدا کرني چاهتے هیں اور نتیجه دونوں کا ایک

نے اسکے لئے کوئي وظیفه مقرر نہیں کیا) هندوستان کے بعض اخبارات اسکے مضامین کے اردو ترجمے شائع کر رهے هیں اور نہیں سمجھتے که اسطرح وہ اجانب و اغیار کي اُس سازش کا شکار هو رهے هیں ' جس نے خود اتحاد و ترقي کے ایک حصے کو توڑ کر حزب الائتلاف کے نام سے شکار کر لیا ہے -

انجمن اتحــــاد و تــرقي

لیکن خواه کچھه هو ' انجمن اتحـــاد و ترقي مر نہیں سکتي ' جس جماعت کے هاتھونسے تاریخ عالم کا ایک عظیم الشـــان اور عدیم النظیر واقعه انجــام پایا هو ' اسکو انـگلستان کي سیاسي مکذوبات سے کوئي خوف نہیں هو سکتا - انجمن کیلیے یه شرف کم نہیں ہے که اُس نے صدیوں کي شخصي اور استبدادي حکومت کا بغیر کسي کشت و خون کے خاتمه کردیا ' اُس نے خلافت عثماني کو' جو باوجود شخصي حکومت هونے کے خلافت اسلامي هونے کي مدعي تهي ' (حالانکه شخصي استبداد اور توحید اسلامي ضد حقیقي هیں جو جمع نہیں هو سکتے) دستوري حکومت میں تبدیل کر کے صحیح معنوں میں خلافت سے تعبیر پانے کا مستحق کردیا ' اُس نے پانچ سال تک انقلاب کے بعد کے پر اختلال و اغتشاش دور میں عثماني شرف کي حفاظت کي ' کریت کے مسئلے میں اس دلیري اور جرأت کے ساتھه دول کو جواب دیا که نصف صدي کے بعد یورپ نے عثماني خون کي گرمي محسوس کي ' روسي مداخلت کے وقت جب که خود انجمن اندروني دشمنوں سے گهري هوئي تهي ' اس سختي کے ساتهه روسي قنصل کو باب عالي سے واپس کردیا که پهر اسکو دوبارہ لب هلانے کي جرأت نه هوئي ' اور سب سے زیاده یه ' که جنگ طرابلس کے موقعه پر جبکه اسلامي شرف و عظمت کا گویا یوم الفصل سر پر آگیا تها یہي اتحاد و ترقي کي پارٹي تهي ' جس نے ایک طرف خود باب عالي کے اندر عزم اور استقلال قائم رکها ' اور دوسري طرف اپنے جانفروشوں کے اسلام پرستانه اقدامات و مجاهدات سے تمام مغرب و مشرق کو حیران و متحیر کردیا !

له حسنـــات و سیئــــات

اسمیں شک نہیں که اتحاد و ترقي کے مخالفوں کے اعتراضات و الزامات کو اگر انصافاً چهانتا جاے ' تو انکا جهوٹ سچ کي آمیزش سے خالي نه نکلیگا - انجمن نے زمام حکومت هاتهوں میں لیتے هي حکومت کي تمام شاخوں کو اپنے ممبروں سے بهردیا ' فوج کو همیشه اپنے هاتهوں میں رکها ' اور فوجي حکومت کے نتائج و خیمه همیشه ظاهر هوتے رهے ' اسکے اثر و اقتدار میں شدت گرفت سے استبداد اور تحکم پیدا هوگیا تها ' اور اسکے دعاوي اور اقدامات غرور و کبر اور خود مختاري و خود رائي سے آلوده هوگئے تهے - فوج کا سیاسي اشتغال ' دفعه (۳۹) کي عدم ترمیم ' عربي عنصر کي خواهشوں کي تحقیر ' عموماً نوجوان اور یوروپین تهذیب سے مرعوب ممبروں کي بے اعتدالیاں ' بعض ملکي اور تمدني تغیرات کیلیے خلاف مصلحت جلد بازي ' اور سب سے زیاده قابل تسلیم الزام یه که چند متفرنج اور فرنگي مآب شرکا کا الحاد اور یورپ کي تقلید و اتباع کي هوس ' یه تمام الزامات هیں ' جنکو به نسبت بے خبر مخالفین انجمن کے اُنکے دانشمند هوا خواه زیاده بہتر طریقه سے جانتے هیں - لیکن جن لوگوں نے اسطرح کے انقلابات کي تاریخ پر ایک سرسري نظر بهي ڈال لي ہے ' وہ ساتهه هي یه بهي جانتے هیں - که یه جو کچهه هوا ' اس سے بہت کم تها ' جسقدر دو موسموں کے درمیاني تداخل میں هونا چاهیے - ملکوں میں جب کبهي سیاسي انقلابات هوے هیں ' تو برسوں تک اسطرح کي بد نظمیاں بلکه قتل و غارت کا بازار گرم رها ہے - فرانس میں شخصي حکومت کا اُسي دن خاتمه هوگیا تها جس دن باستیل کے قید خانے کے دروازے توڑے گئے ' لیکن باوجود اسکے نصف صدي تک فرانس کو امن و نظم کي جمهوري حکومت نصیب نہیں هوئي ' اور بقول ویکٹور هیوگو (Victor Hugo) " برسوں تک خون کو بوتے رهے ' تاکه اس سے زندگي کا پهل پیدا هو "

انگلستان میں پارلیمنٹري حکومت کي بنیاد في الحقیقت سنه ۱۲۱۵ ء میں پڑگئي تهي ' جب (رچرڈ) شیردل کے جانشین نے (نورمنڈي) کو هاتهه سے کهودیا تها اور رعایا شورش و اضطراب پیدا کرکے آزادانه حکومت کے حصول میں کامیاب هوگئي تهي - لیکن اسکے بعد پهر تین صدیوں تک کیا هوتا رها ؟ (چارلس) اول کي قرباني بهي ملک کو امن نه دلا سکي ' شورش و اضطراب ' قتل و غارت ' اختلال و اغتشاش ' انگلستان میں (ولیم) ثالث کے آغاز عهد تک قایم رها -

یه نتائج قدرتي هیں - صدیوں کي بني هوئي عمارت جب گرے گي ' تو نئي عمارت کے بنتے تک درمیاني زمانه آسمان کے نیچے هي بسر کرنا پڑےگا - اتحاد و ترقي نے اگر حکومت پر صرف اپنا هي اقتدار قائم رکها ' تو ایک فتحیاب جماعت سے ایسي خود غرضي کي غلطي کا هونا کوئي سنگین جرم نہیں ' فوج هي نے حکومت کو ابتدا سے نجات دلائي تهي ' اسلیے فوجي اقتدار کا حاوي هوجانا بهي لازمي تها - اتحاد و ترقي اگر فوج کو اپنے هاتهه میں نه رکهتي تو کیا کرتي ' جبکه اسکا هر ممبر انقلاب کے بعد بهي ارتجاعي تلوار کو اپنے سر پر چمکتا دیکهه رها تها - قدیمي عهده داروں سے انکا بدظن رهنا بهي بیجا نه تها ' اسلیے که عهد حمیدي کے واقعات کو ابهي زیاده مدت نہیں گذري تهي - یه بالکل سچ ہے که انمیں مقلدین فرنج ' اور الحاد خیال نوجوانوں کي بهي ایک جماعت ہے ' لیکن اسکے ساتهه هي نیازي بے ' شریف بے ' یوسف فکري بے ' نوري بے ' اور خود صادق بے جیسے اسلام پرست اور غرق جذبات دیني نوجوان بهي شامل هیں ' اور پهر دنیا یه تو کبهي نہیں بهول سکتي که موجوده اسلامي نسل کا سب سے زیاده محترم اور محبوب وجود ' غــازي انــور بے بهي اسي اتحاد و ترقي کا ایک والنٹیر ہے -

هم نے آغاز انقلاب دستور سے لیکر اس وقت تک اتحاد و ترقي اور اسکے مخالفین کي تحریرات و حالات - جسقدر یہاں بیٹهکر حاصل کي جا سکتي هیں - حاصل کیں اور همیشه غور و فکر کے ساتهه پڑهتے رهے - همارا یه عقیده ہے (والله اعلم بحقیقة الحال) که ٹرکي میں آج اصلي کارکن گروہ اتحاد و ترقي کے سوا کوئي نہیں ' وہ ملک کا

کھولدینا ہے - جب حرکت پیدا ہوگی اور قفس کی قید سے باہر نکلیں گے ' تو پھر خود ہی اپنے لیے کوئی نہ کوئی آشیانہ ڈھونڈھ لیں گے - یہ بالکل سچ ہے ' اور جو لوگ آج قوم میں حرکت پیدا کرنا چاہتے ہیں ' انکو ہرگز اسکا ذمہ دار نہیں سمجھتے کہ وہ قوم کو گڑھے سے نکالکر اسکے لیے کوئی نیا محل بھی طیار کردیں - یہ کام انکا نہیں ہے ' انکا اصلی فرض یہاں تک پہنچکر ختم ہوجاتا ہے کہ پانی بند ہے ' اسکا بند توڑ دیں ' جب وہ چلے گا تو خود اپنا راستہ نکال لے گا ' اور اگر خود نہ نکال سکے گا تو پھر انجینیر آئیں گے اور اسکے لیے ایک مستقیم نہر کا خط کھینچیں گے -

یہ اصلاح کے تقسیم عمل کا ایک سچا اصول ہے ' مگر ساتھہ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اسکے لیے وہ قومیں موزوں ہیں ' جنکے یہاں تقسیم عمل کیلیے دماغوں اور ہاتھوں کی کمی نہیں ' انکے یہاں ایک دماغ صرف نقاد ہوتا ہے جو صرف نکتہ چینی کرتا ہے اور بتلا دیتا ہے کہ عمارت کی دیوار میں اس جگہہ کجی ہے - پھر دوسری جماعت معماروں کی ہوتی ہے ' وہ دیوار کو ڈھاکر از سرنو اٹھاتی ہے - مگر مسلمانوں میں اصلی سوال دماغ اور راے ہی کا نہیں ' بلکہ آدمیوں کا ہے - بڑی مصیبت یہ ہے کہ ہم میں آدمی نہیں ' اور آدمی مشینوں میں ڈھل نہیں سکتے - پس ہمکو ہمیشہ اپنی بے بضاعتی پر نظر رکھنی چاہیے ' اور اسلئے ہر شخص کو صرف اپنا فرض ہی نہیں دیکھنا چاہیے ' بلکہ اپنے اِمکان اور مقدور پر نظر رکھنی چاہیے - امن کے زمانے میں جب فوج اپنی اپنی بارکوں میں رہتی ہے ' تو توپ چلانا سیکھتی ہے ' انکو اٹھا کر اپنے پیٹھہ پر لیے ہوے نہیں پھرتی ' لیکن جب جنگ کی نازک گھڑیاں آجاتی ہیں تو پھر اس وقت صرف فرض اور ذمہ داری ہی ہر شخص کی نہیں دیکھی جاتی ' بلکہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ اپنے اپنے مقدور اور اپنی اپنی طاقت بھر جو سپاہی جسقدر کام کر سکتا ہے اس سے دریغ نہ کرے - اگر پہاڑ سامنے آکر حائل ہوجاتے ہیں ' تو سپاہی خچروں اور مزدوروں کا انتظار نہیں کرتے - خود ہی توپوں کو کھولتے ہیں ' خود ہی اپنی پیٹھوں پر لاد بھی لیتے ہیں ' اور پھر خود ہی وقت پر انسے کام بھی لیتے ہیں - اسلام کیلیے درحقیقت یہ ایک جنگ کی نازک گھڑی ہے ' جسمیں وہ اپنے ہر سپاہی سے صرف اسکی ڈیوٹی ہی کا نہیں ' بلکہ وہ جو کچھہ کر سکتا ہے ' اسکا طالب ہے - اس وقت کام کرنے والوں کو خود ہی تجویز پیش کرنی چاہیے ' خود ہی قوم میں اسکی دعوت پھیلانی چاہیے ' اور پھر کوشش کرنی چاہیے کہ ہوسکے تو خود ہی اس تجویز کو عمل تک پہنچائیں اور اگر نئی تلاش کی دعوت دی ہے ' تو خود ہی اسکو ڈھونڈھکر سامنے بھی کردیں -

اسی بنا پر اب ہم گذشتہ کے ذکر و افسوس کو بالکل بیکار سمجھتے ہیں - اصلی کام یہ ہے کہ پچھلی راہ سے ہٹانے کے بعد اب قوم کے آگے ایک نئی راہ کھولدی جاے اور انشاء اللہ تعالی اس بارے میں رب کریم و عزیز و حکیم نے جو خیالات ہمارے دل میں ڈالے ہیں ' انکو آیندہ نمبر میں پیش کرینگے - اور تمام باتیں اسی کے فضل و توفیق پر موقوف ہیں - واللہ المستعان وعلیہ التکلان

شئون عثمانیہ

— * —

تزاحم اغراض ' تنافس اقلام ' و تصادم احزاب

— : —

الحاقة ما الحاقه ' و ما ادراک ما الحاقة ؟ (۱) وہ تزاحم اغراض ' تصادم احزاب ' تضارب اقدام ' اور تنافس افکار و اقلام کی ایک سخت و شدید ابتلا تھی ' جو حفظ خلافت اسلامی ' اور لواے توحید کلمۂ اسلام کے اس نازک فیصلہ کن ساعت میں بالآخر دولت عثمانیہ پر نازل ہوگئی :— ھنالک ابتلی المسلمون ' و زلزلوا زلزالا شدیدا (۳۳ : ۱۲)

اتحاد و ترقی کا عارضی عزل

دو سال سے حزب الحریة و الائتلاف کی سازش کا جو نیا جال قسطنطنیہ کے برٹش قنصل خانے میں بنا جا رہا تھا ' جسکے بننے کیلیے (کامل پاشا) کے بستر پیری کی چادر سے تار نکالے گئے تھے ' جسمیں استعمال کرنے کیلیے (اسماعیل کمال بے) انگلستان جاکر وہاں کی مضبوط آہنی سلائیاں لایا تھا ' جسکی جال کے خانوں میں البانی زنبوروں کی ڈنک کا زہر (۲) پیوست کیا گیا تھا ' جسکی طیاری میں عہد استبداد کے پرورش یافتہ : مصطفی صبری ' لطفی فکری ' اور عیسنے بولاتین کی انگلیاں بھی شریک کی گئی تھیں ' اور جسکی تکمیل کیلیے مصری کپاس کی گھٹریاں کھولنی پڑی تھیں ' بالآخر پیرا کے اینگلو ٹرکش کارخانے میں بنکر طیار ہوگئی اور اسکے اندر اتحاد و ترقی کے پانوں اولجھکر رہگئے - یہ گو اتحادی پارٹی پر ایک عارضی فتح یابی ہے ' مگر چونکہ عارضی ہے ' اسلیے اور زیادہ مخدوش اور خطرناک ہے - کچھہ بعید نہیں کہ اس تصادم و تضارب میں تسلسل و امتداد پیدا ہوجاے ' اور اتحاد و ترقی پھر دوبارہ اپنے پانچ سال پیشتر کے کارنامے تازہ کردے -

اس وقت ترکی میں صرف پارٹیوں کی سازشوں اور خفیہ تدابیر ہی کا نہیں ' بلکہ افکار و اقلام کا بھی ایک سخت تزاحم برپا ہے - اتحاد و ترقی گو شکست کھا چکی ہے ' مگر اسکی آواز ہر گوشے سے بلند ہے - حزب الائتلاف کے اخبارات خوشیاں منا رہے ہیں ' اور اتحادی اخبارات نئی وزارت کی قلعی کھول رہے ہیں - مصر کے اخبارات بھی ابتداے انقلاب سے دونوں جماعتوں میں منقسم ہوگئے ہیں ' اور اپنی اپنی جماعتوں کی حمایت اسطرح کرتے ہیں ' گویا خود انکی وزارت کو شکست و ظفر سے سامنا ہے - ان میں مشہور (المؤید) جسکو عہد گذشتہ کے تمغوں اور انعامات کی حسرت و ماتم سے آجتک مہلت نہیں ملی ' ابتداے انقلاب دستوری سے اتحاد و ترقی کا مخالف ہے ' (کیونکہ دستوری حکومت

---

(۱) یہ ایک شدنی اور ہونے والی بات تھی اور تم جانتے ہو کہ وہ کونسی شدنی بات تھی ؟ (سورۃ الحاقہ)

(۲) البانیا میں ایک خاص طرح کا نہایت زہریلا زنبور ہوتا ہے جسکے ڈنک کی ہلاکت مشہور ہے - البانیا کو اس سازشی کارروائی میں شریک کرنے کی طرف اس سے اشارہ مقصود ہے -

ناموران غزوۂ طرابلس

آیۃ من آیات الملیۃ

— * —

اقتلوني اقتلوني یا ثقات   ان في قتلي حیات لامنات

— : —

اٹلي نے جب ساحل بیروت پرگولہ باري کي نیت سے جنگي جہاز بھیجے ' تو وہاں ایک عثماني جنگي جہاز (عون اللہ) نامي موجود تھا - اطالي افسر بحري نے (عون اللہ) کا محاصرہ کرلیا ' اور اسکے تمام عثماني سپاہیوں اور افسروں کو پیغام بھیجا کہ اب بچنے کي کوئي صورت باقي نہیں رھي ' ھتیار رکھدیں ' ورنہ توپونکے دہانے آتش باري شروع کردینگے -

لیکن دنیا اِس واقعہ کو کبھي بھول نہ سکے گي کہ (عون اللہ) کے اعلے سے لیکر ادنے تک ' ہر سپاھي اور افسر نے اٹالین مریم پرستوں کي غلامي سے صاف انکار کردیا ' اور توحید اسلامي اور شرف عثماني کے آگے اپني جانوں کي حفاظت کي کچھہ پروا نہ کي - اس جہاز کے ایک افسر فواد بک نے جہاز کي تباھي کي آخري گھڑیوں میں ' جبکہ چاروں طرف سے اٹالین توپونکے گولے آ آکر اسکے سامنے پھٹ رہے تھے ' اپنے وطن عزیز ' اور اپنے اعزا و خاندان کے نام مندرجہ ذیل وصیت لکھي تھي ' جو ایک پاک اور مقدس زندگي کا آخري پیغام حیات تھا : -

" وطن عزیز اور میرے خاندان محبوب کے نام :—

آج میں مر رہا ھوں ' اور یہ میري زندگي کي آخري گھڑیاں ھیں ' جو نہیں معلوم اس وصیت کے اختتام تک باقي رھیں گي یا نہیں ؟ لیکن میرا قلب ' خوفِ موت سے مضطر ہونے کي جگہہ مطمئن ' اور ھجر حیات کے غم سے غمگین ھونے کي جگہ شاداں و فرحاں ھے ' اسلیے کہ میں اپنے بلاد محبوب اور ملت عزیز کے شرف و عزت کي راہ میں مر رہا ھوں -

اٹالین نامردوں نے ھمکو ورغلانا چاھا ' انھوں نے اپني حالت پر ھمارے دل و دماغ کا قیاس کیا ' اور وہ سمجھے کہ ھم موت کي تلخي سے ڈر کر انکي غلامي اور قید کو منظور کرلیں گے اور انسانیۃ کي اس انتہائي ذلت و حقارت پر راضي ھو جائیں گے - مگر یہ کیسا سخت دھوکا تھا جسمیں وہ مبتلا تھے ؟ اگر وہ خود شرف انساني کے جذبات سے محروم ھیں ' تو کیا انھوں نے تاریخ کے صفحوں اور قوموں کي روایتوں میں بھي کبھي انسانیۃ کي آواز نہیں سني ھے ؟ عنقریب ھمارا خون سمندر کے پاني میں ملکر محو ھو جاے گا ' اور لاشیں شکستہ جہاز کے تختوں کے ساتھہ موت و گمنامي کي موجوں میں چھپ جائیں گي - ھماري قبر سمندر کي بڑي بڑي مچھلیوں کے پیٹ میں ھوگي ' یا مرغان صحرائي کے معدوں میں تقسیم ھو جائے گي - خشکي پر بسنے والے اب ھمکو کبھي نہ دیکھیں گے ' اور مٹي کا ایک نشان بھي ھمکو نصیب نہوگا ' لیکن پھر بھي ھم مطمئن ھیں - سمندر اور سمندر کے اوپر آنے والے خون و ھلاکت کے آلات ' دونوں طلاطم میں ھیں ' مگر ھمارے دلوں کے اندر سکون ھے - ھم کو یقین ھے کہ ھم عالم انسانیت کا سب سے بڑا فرض ادا کر رھے ھیں - ھماري روح اپنے خداے حي و قیوم سے شرمندہ نہیں ھے ' جو اس وقت اٹالین توپونکے گولوں ' اور تختۂ جہاز پر ھماري تڑپتي ھوئي لاشوں ' دونوں کو دیکھہ رہا ھے -

چونکہ ھم گمنامي کے عالم میں دنیا سے رخصت ھو رھے ھیں ' اسلیے ڈرتے ھیں کہ شاید ھمارے بعد دشمن ھماري نسبت غلط خبریں مشہور کردیں - اسلیے اپنے وطن مقدس اور ملت محبوب کے نام یہ پیغام چھوڑ جاتے ھیں ' شاید ان تک کسي طرح پہنچ جاے ' اور انکو معلوم ھو جاے کہ دنیا کي کوئي دلفریبي اور زندگي کي کوئي دلربائي ھمکو اپني ملت مقدس کے شرف سے دست بردار ھونے پر آمادہ نہ کرسکي - ھم نے عزت کي موت کو ذلت کي زندگي پر ترجیح دي ' اور الحمد للہ کہ اپنے آباؤ و اجداد و شہداے کرام کے زمرے میں شریک ھونے کیلیے پا برکاب ھیں -

میں یہ خط لکھہ رہا ھوں ' اور دشمنوں کے گولے میرے یمین و شمال آ آکر پھٹ رھے ھیں اور خبر دیتے ھیں کہ میري زندگي کي آخري ساعات میں اب بہت کم لمحے باقي رھگئے ھیں - پس الوداع ! الوداع ! ! اے ملت محبوب ' اور اے وطن مقدس ! الفراق ! الفراق ! ! اے خاندان عزیز ! اور اے خاک مھجور ! !

ھاں میري عزیز اولاد ' تو انکي نسبت میري وصیت ھے کہ تم انکي تربیت و تعلیم سے غفلت نہ کرنا

قبحات دهندہ ہے' اور ایثار و قربانی کی جو سچی اور غیر مشتبہ مثالیں اپنے اندر رکھتا ہے - اسکی نظیر دنیا میں ہمیشہ نہیں ملسکتی - البتہ اسمیں ہر طرح کے لوگ ہیں' بعض خود غرض اور نفع پرست اشخاص بھی شامل ہیں اور ملاحدہ و متبعین یورپ بھی : فمنهم ظالم لنفسه و منهم مقتصد' و منهم سابق بالخیرات - انکے گذشتہ پنج سالہ عہد حکومت کے اکثر اعمال قابل تحسین ہیں' اور بہت سے اعمال قابل اصلاح' اور بعض قابل نفرین : خلطوا عملاً صالحاً و اخر سئیاً [انہوں نے ملے جلے عمل کیے' اچھے بھی اور برے بھی - ۹ : ۱۰۳] لیکن ساتھہ ہی انکے پاس اسقدر ذخیرہ حسنات کا موجود ہے کہ وہ ان سئیات سے درگذر کرنے کیلیے کافی ہے : ان الحسنات یذهبن السئیات (۱) -

پس ہمارے خیال میں جو لوگ آج نئی وزارت کے قیام اور پارلیمنٹ کی برهمی پر شادمانی و نشاط ظاہر کر رہے ہیں' وہ یا تو حالات سے بے خبر ہیں ' یا سرے سے انہیں عثمانی دستور ہی سے کوئی ہمدردی نہیں - اگر یہ محض ایک احزابی نزاع ہوتا ' یا اندرونی جماعت گردی کی وجہ سے اتحاد و ترقی کی جگہہ اسکی ایک مخالف جماعت کامیاب ہو جاتی ' تو ہمیں کچھہ بھی افسوس اور رنج نہ ہوتا - مقصود حفظ خلافت سے ہے' اور دستوری حکومت میں احزابی فتح و شکست ناگزیر ہے - لیکن بدبختی یہ ہے کہ انجمن اتحاد و ترقی کو ملک کی کسی اصلی جماعت نے شکست نہیں دی ہے ' بلکہ اجانب کی سازشوں نے اپنے ابلیسانہ اغراض کیلیے انجمن کو راہ سے ہٹانا ضروری سمجھکر حزب الائتلاف کا بھیس بدلا ہے ' اور ارتجاعی گروہ کو ساتھہ لیکر ایک خطرناک چال چلی ہے - اس وقت اتحاد و ترقی کی شکست کا افسوس نہیں ہے ' بلکہ غیروں کی فتح یابی کا :

دوست نے خاطر دشمن سے کیا مجکو ہلاک
رنج یہ ہے کہ وہ کم حوصلہ نازاں ہوگا

ہمارے بعض معاصرین کی سخت غلطی

ہندوستان کے بعض اردو اخبار جو حالات سے نا واقفیت کی وجہ سے یا کسی اور سبب سے انجمن اتحاد و ترقی کی شکست پر اظہار شادمانی کر رہے ہیں ' اور انجمن کے مخالفین کی تحریرات کے اقتباسات و تراجم کی اشاعت میں غور و فکر سے کم نہیں لیتے ' وہ درحقیقت اسطرح علاوہ مکذوبات و اتہامات کی اشاعت میں معین و مددگار ہونے کے ہندوستان کے مسلمانوں کو موجودہ عثمانی خلافت سے مایوس و بدظن کردینے کی بھی سخت غلطی کر رہے ہیں - ان لوگوں کے ذرائع معلومات زیادہ تر مصر کے عربی اخبارات ہیں ' یا پھر انگریزی اخبارات کے نامہ نگاروں کی چٹھیاں ' اول الذکر اخبارات کا یہ حال ہے کہ المؤید' الجریدہ' العدل' الاهرام' الرای العام' المنبر' اور اسی طرح کے اکثر اخبارات اپنے خاص اغراض ذاتی کی وجہ سے انجمن کے اشد شدید مخالف ہیں ' اور اگر اسکے وجوہ ہم بیان کریں تو کئی صفحے مطلوب ہیں ' جو لوگ آغاز دستور کے زمانے میں مصری پریس کے باہمی مناقشات و مزاحمات سے واقف ہیں ' وہ اچھی طرح اس سے باخبر ہونگے - البتہ اللوا ' (اب بند ہوگیا ہے) اور العلم ' یہ دو اخبار اتحاد و ترقی کے موافق ہیں ' اور الحقیقۃ بیروت کا ' الزهرہ تیونس کا ' اور الاتحاد و الترقی طرابلس الشام کا بھی انکے ساتھہ ہے' مگر یہ اخری اخبارات ہمارے معاصرین کے ہاں کم آتے ہیں اور زیادہ تر انکا المؤید اور العدل وغیرہ پر دار و مدار ہے ' اسلیے وہ بے خبری میں انکے بیان کردہ حالات پر وثوق کر لیتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ یہ اخبارات خود ایک فریق کی حیثیت رکھتے ہیں - یہاں تک کہ اس ہفتے ہم نے ایک اخبار میں (المقطم) کے نامہ نگار کے طومار مکذوبات تحریر کا ترجمہ دیکھا ' جسکو مترجم نے نہایت توثیقی اور توصیفی الفاظ کے ساتھہ شائع کیا ہے' لیکن ہمارے معاصر کو معلوم نہیں کہ (المقطم) قاهرہ میں (حزب الاحتلال) کا مسلم ارگن ہے ' اور ڈاکٹر یعقوب اور ڈاکٹر صروف نمرو دو شامی عیسائی (جو تمام مصر میں شیخ الاحتلال کے لقب سے پکارے جاتے ہیں) اسے شائع کرتے ہیں - اسکو انگریزی حکومت نے اپنی سرپرستی اور نگرانی میں صرف اسلیے جاری کرا یا ہے کہ ملک میں انگریزی اثر کی توسیع و استحکام کا ذریعہ ہو' اور وہ ۲۵ برس سے اسلامی ترقیات اور عثمانی مقاصد کا اعدٰ عدو دشمن ہے - پس اسکی مخالفانہ تحریریں تو اس سے زیادہ معتبر نہیں ہوسکتیں ' جتنی پاینیر کے نامہ نگار کی چٹھیاں - باقی رہیں انگریزی اخبارات کی اشاعات ' تو یہ ظاہر ہے کہ جو لوگ اس نزاع میں خود ایک فریق کی حیثیت رکھتے ہیں وہ اسکے لیے کیونکر حج ہو سکتے ہیں؟ درحقیقت انجمن اتحاد و ترقی کی مذمت اور حزب الائتلاف کی مدحت سرائی میں سب سے زیادہ انگلستان کا حصہ لینا ہی اس امر کا ثبوت بین ہے کہ اتحاد و ترقی انگریزی سازش کا شکار ہوئی ہے ' نہ کہ کسی ملکی فتح یابی کا -

جو لوگ بے تامل اتحاد و ترقی کے متعلق طرح طرح کے مخالفانہ قصص مشہور کر رہے ہیں' انکو سمجھہ لینا چاہیے کہ اتحاد و ترقی ہی نے موجودہ عثمانی حکومت قائم کی ہے' ابتک رہی قابض رہی تھی' اور پھر عنقریب چھہ ماہ کے بعد آنے والی ہے - اسکی طرف سے نا واقف ہندوستانی مسلمانوں کو بدظن کرنے کا یہ نتیجہ نکلے گا کہ جو محبت و عظمت انکے دلوں میں دولت عثمانی کی موجود ہے ' اور جو فی الحقیقت اتحاد اسلام ' اور استحکام کلمۂ خلافت کا ذریعہ ہے ' وہ مایوسی سے بدل جاے گی - کیونکہ اتحاد و ترقی اور موجودہ دستوری حکومت مرادف الفاظ ہیں' اور ہمیشہ مرادف رہیں گے - ہم نے اس وقت تک نئے انقلاب پر کچھہ لکھنے سے اسی لیے پرہیز کیا تھا کہ لازمی طور پر نئی حکومت کے بعض سرائر فاش کرنے پڑیں گے اور اسکا اثر عام مسلمانوں پر اچھا نہیں پڑے گا ' کیونکہ احزابی انقلابات سے اصل دولت عثمانی کو الگ کرکے دیکھنے کی سمجھہ نہیں رکھتے - لیکن چونکہ عام طور پر تمام معاصرین ایک غلطی کے مرتکب ہو رہے ہیں اسلیے اسکے ازالے کیلیے مجبوراً ہمیں بھی غلطی میں پڑکر احدی البلیتین کو اختیار کرنا پڑیگا - ہم آئندہ نمبر میں اس اجمال کی تفصیل کرینگے -

---

(۱) نیکیاں برائیوں کو محو کر دیتی ہیں

ارض طرابلس

نصر من اللہ

— * —

۲ - اگست کا معرکہ " زوارہ "

— * —

مقتبس از مراسلۂ شیخ بارونی

— : —

شیخ سلیمان البارونی جو جبل مغربی (طرابلس) کے طرف سے عثمانی پارلیمنٹ میں ممبر ہیں ' اور جنکی تصویر اور بعض مراسلات الہلال میں شائع ہوچکے ہیں ' اغاز رمضان المبارک کے ایک تازہ معرکے کی نسبت میدان جہاد سے لکھتے ہیں :

" گذشتہ چٹھی میں نے آپکو (طریلہ غزالہ) سے لکھی تھی - اسکے لکھنے سے فارغ ہی ہوا تھا کہ میری طلبی میں زوارہ سے دو سوار پہنچے اور میں روانہ ہوگیا - وہاں پہنچکر معلوم ہوا کہ مدتوں کے بعد دشمنوں نے اپنے آشیانوں سے سر نکالا ہے ! "

" (زوارہ) کے سامنے ہی (سیدی عبد الصمد) واقع ہے - ۲ - رمضان کی صبح کو دشمن کا ایک گروہ کامل سوار و پیادہ پلٹنوں اور سامان حرب کے ساتھہ اسکی طرف روانہ ہوا ' ہمارے سامنے کی چوکیوں نے ہمیں اطلاع دی کہ دشمن کا قصد اس طرف جانے کا ہے ' یہ خبر سنتے ہی میں نے اپنے دل میں فیصلہ کر لیا کہ اس موقعہ پر کیا کام کرنا چاہیے - بلا ایک لمحہ بھی ضائع کیے ہوے مجاہدین کی ایک جماعت ساتھہ لی اور (مقبرۂ سیدی عبد الصمد) کی شرقی جہت کی طرف روانہ ہوگیا - جو عین دشمن کی رہ گذر پر واقع تھا - وہاں پہنچنے کے بعد کمانڈر عبد القادر بک اور قائم مقام سلطان بک بھی آکر مجھسے ملگئے - جب ہمکو پورے طور پر تحقیق ہوگیا کہ دشمن مقبرۂ عبد الصمد کی جانب جا رہا ہے ' تو مجاہدین کو کمال سرعت کے ساتھہ بڑھنے کا حکم دیا ' چونکہ عرصے کے بعد دشمن کے نکلنے کی خبر معلوم ہوئی تھی اور مدت سے تمام مجاہدین کسی ایسے موقعہ کیلیے بیقرار ہورہے تھے ' اسلیے ہر شخص جوش و خروش سے بیخود ہو رہا تھا - بے اختیار نعرۂ اللہ اکبر کی صدائیں ہر شخص کی زبان پر جاری ہوگئیں ' نتیجہ یہ نکلا کہ وقت سے پہلے دشمن خبردار ہوگیا اور تمام اٹالین فوج بد حواس ہوکر (حملہ ! حملہ !) پکارنے لگی - ہم نے دیکھا کہ چند گولیاں ہماری جانب چلائی گئی ہیں مگر ہم بے خطر بڑھتے رہے ' نزدیک جاکر معلوم ہوا کہ دشمن نے مقبرے پر قبضہ کرلیا ہے ' اور مقبرے کے گنبد پر اٹالین جھنڈا کھڑا کرکے محصور ہوگئے ہیں "

مجاہدین کا حملہ

مجاہدین کے نمودار ہوتے ہی دشمن نے مدافعت شروع کردی اور توپوں کے دہانے ایک ساتھہ آتش باری کرنے لگے ' مگر یہ آگ اور دھویں کا کھیل اب ہمارے لیے کچھہ زیادہ خوف انگیز نہیں رہا ہے - بغیر کسی تامل اور جھجک کے ہم نے بھی آگے بڑھکر جواب دینا شروع کردیا اور معرکۂ کارزار گرم ہوگیا - اس لڑائی میں ایک عجیب و غریب واقعہ یہ ہوا کہ اطالی اپنی ایک سالہ عادت قدیمی کے خلاف کئی گھنٹے تک جمے ہوے قائم رہے ' اور صبح سے لیکر شام تک برابر جنگ جاری رہی ' تاریخ جنگ طرابلس میں یہ واقعہ ایک مستقل عنوان پانے کا مستحق ہے "

" دوپہر تک یہ لڑائی یمین و یسار اور قلب میں محدود رہی ' لیکن جب ہم نے دیکھا کہ کوئی فیصلہ کن نتیجہ نہیں نکلتا تو اپنی جماعت کے چند نظامی سپاہیوں اور مجاہدین عرب کو انکے لفٹنٹ جنرل کے ماتحت بھیجکر شرقی جانب کو قوت دی ' اور عثمانی توپ کو غربی جانب سے آتشباری کا حکم دیدیا ' اس تدبیر سے یکا یک حالات جنگ بدل گئے ' مجاہدین نے ایک نئی قوت اور ہمت اپنے اندر محسوس کی اور بے باکانہ صدائے رعد آسائے تکبیر بلند کرکے تیز قدمی سے بڑھنا شروع کردیا - "

نزول ملائکۂ نصرت و ہزیمت کفار

میدان قتال میں ہر وقت جنگ و قتال ہی سے سابقہ رہتا ہے ' مگر میرا تجربہ ہے کہ ہر جنگ میں خدا تعالی کے ملائکۂ نصرت ... قوم نبی کا ایک خاص وقت ہوتا ہے ' اور وہی وقت جنگ کا فیصلہ کردیتا ہے - غروب آفتاب کے بعد مجاہدین کے جوش و قوت اقدام کی کوئی انتہا نہ تھی ' ہر مجاہد اس طرح جانفروشانہ دشمنوں کی صفوں کے قلب میں گھس جاتا تھا ' گویا ملائکہ الہی کی صفیں آسمان سے اترکر اسکو اپنے حلقے میں لیے ہوئی ہیں ' اور وہ انکی حفاظت میں آگ اور لوہے کے حربوں سے بے خطر ہوگیا ہے ' ابتدا میں تو چند لمحوں تک دشمن کے قدم جمے رہے ' اور مجاہدین نے بھی اپنے اندر ضعف محسوس کیا مگر اسکے بعد پھر مجاہدین کی بندوقوں سے مقابلہ نہ رہا تھا ' بلکہ قہر الہی کا ہاتھہ کام کر رہا تھا ' یکایک ہزیمت کے آثار نمایاں ہوگئے ' اور اطالیوں کو گویا اپنی بھولی ہوئی عادت یاد آگئی - پھر کیا تھا ' ہر طرف سے لوگ بد حواس ہو ہوکر بھاگنے لگے ' افسر اور سپاہی ' دونوں شدت اضطراب سے پاگل ہوگئے ' اپنے ہاتھہ کے اسلحہ و آلات تک کا کسی کو ہوش نہ رہا ' ایک دوسرے پر گرتا تھا ' اور اپنے گھوڑوں سے اپنے ہی بھائیوں کو پامال کرتا تھا - تھوڑی دیر کے اندر انہوں نے اپنی جگہ خالی کردی ' اور مجاہدین نعرہاے تکبیر و تہلیل کی گونج میں اسپر قابض ہوگئے "

فانزل جنوداً لم تروها و عذب الذین کفروا

اگر وہ خداے حی و قیوم زندہ ہے جس نے (بدر) کے

اور سب سے پہلے انکو خالص اور بے میل اسلامی تربیت دلانا ' تاکہ وہ سیکھہ جائیں کہ دین کیا ہے ؟ اور ملت و وطن کیا شے ہے ؟ اور پھر اپنی زندگیوں اور اپنی جانوں کو اسی راہ میں قربان کردیں -

جب ان میں تعلیم اسلامی کی روح راسخ ہوجاے ' تو پھر تمہیں اختیار ہے کہ جس زبان کو چاہو' انہیں سکھلاؤ' اور جس علم کی چاہو انہیں تعلیم دو -

اسکے سوا دنیا کیلیے میرا کوئی پیغام نہیں' اور دنیا سے کوئی آرزو نہیں ——— "

میں نے اس وصیت کے ترجمے کو دو بار لکھا' مگر دونوں مرتبہ آنسوؤں کے سیلاب میں حرفوں کی سیاہی بہہ گئی - اب تیسری مرتبہ لکھکر چھپنے کیلیے بھیج رہا ہوں -

لیکن آہ ! اے فواد بک ! اے اسلامی شرف و عظمت کے شہید ! اے محبوبیت الہی کے تاجدار ! ! یہ تونے کیا کہدیا کہ " میں مررہا ہوں " ؟ اگر موت تیرے لیے ہو' تو پھر بتلا کہ دنیا میں زندگی کو کہاں ڈھونڈ ہیں ؟ اگر یہ موت ہے ' تو چالیس کرور مسلمانوں کی زندگیاں اس موت پر قربان - اگر تیرے مقدس وجود پر ظلم و عیصان سے بھری ہوئی زمین تنگ ہوگئی ' تو دلگیر مت ہو کہ ہم تیرے مقبرے کو اپنے دلوں میں بنائیں گے - اگر تیرے جنازے کو پھولوں کی چادر نصیب نہیں ہوئی تو کیا مضائقہ' ہم اپنی انکھوں کو پھوڑ ڈالیں گے ' اگر انہوں نے ہمیشہ اپنے انسوؤں کی چادریں تیری یاد میں نہ بہائیں - تو اپنی موت کو کیوں گمنامی کی موت کہتا ہے ؟ عالیشان گنبدوں اور مقبروں میں سونے والوں کی نشانیاں مٹ جائیں گی' مگر تیری سمندر پر بہنے والی لاش کو دنیا کبھی نہ بھول سکے گی - جا ! اے پیکر قدس و عظمت جا ! دنیا تیرے رہنے کی جگھہ نہ تھی ' خدا کا آغوش محبت ہمیشہ کیلیے تجھے مبارک ہو ! ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا ' بل احیاء عند ربہم یرزقون

بیروت پر اٹلی کی گولہ باری اور بیروت بینک کی شکستہ دیواریں

مجوزہ مسلم یونیورسٹی

— * —

کامریڈ جلد ۴ نمبر ۱۰ مورخہ ۷ ستمبر میں کسی بندۂ خدا کا ایک مراسلہ مجوزہ مسلم یونیورسٹی کے متعلق چھپا ہے - میرا خیال ہے کہ کوئی کانفرنس' کوئی کمیٹی' کوئی لیڈر' کوئی اخبار نویس' غرض کوئی مدعی خدمت قوم مسلمانوں کو موجودہ حالت میں اس سے بڑھکر مفید اور مخلصانہ صلاح دے نہیں سکتا جو اس بندۂ خدا نے دی ہے - ہر اخبار نویس کا فرض ہے کہ اس خاموش مگر سچے مسلمان کی صلاح کو قوم کے ہر فرد کے کانوں تک پہنچانیکی کوشش کرے - خاصکر ان کانوں تک ' جو زبان انگریزی سے نا بلد ہیں - یونیورسٹی فاونڈیشن کمیٹی کے ممبروں کو قبل اسکے کہ وہ مجوزہ یونیورسٹی کے قبول کرنے یا نہ کرنے پر اپنی آخری راے دیں ' یہ سونچ لینا چاہئے کہ آیا ہمارے خاموش مسلمان کی اس راے کے معلوم کرنیکے بعد اب انہیں بحث مباحثہ کرنے اور غریب مسلمانوں کے روپیوں کو بے جا صرف کرنیکی کوئی ضرورت باقی رہ گئی ہے یا نہیں - میرا تو خیال ہے کہ کوئی بھی ضرورت باقی نہیں رہی - کیا اچھا ہوتا کہ مسلمانوں کے لیڈر اور اسلامی اخبارات اپنے گراں بہا وقت کو موہومہ مسلم یونیورسٹی کے تذکرے اور بحث میں ضائع نہ کرکے ان ذرائع پر غور کرتے جنسے اس پاک باطن اور خاموش مسلمان کے خیالات کی تکمیل کی صورت پیدا ہوتی -

(حبیب النبی خان صولت)

کو اپنے اندر لے لیتي ہے ' دشمنوں کے پاس ایک وسیع مقبرے کي عمارت عمدہ حفاظت گاہ ہے اسلیے وہ بڑي حد تک تپش سے محفوظ هیں ' مگر جاں بازان جہاد کے سروں پر آفتاب بھي آگ برسا رها ہے - یہاں تک کہ پورا دن بغیر وقفے کے اسي حالت میں بسر هوجاتا ہے ' اور شام قریب آجاتي ہے - یہ وہ وقت هوتا ہے ' جب تمام عالم اسلامي میں روزہ رکھنے والے افطار کے خوانہاے پر تکلف کے سامنے بیٹھے هوتے هیں ' لیکن ان مجاهدوں کو اب بھي اتني مہلت نہیں ملتي کہ ایک قطرۂ آب سے اپنے صائم حلق کو تر کرلیں - چہروں پر گرد جہاد کي تہیں پڑي هوئیں ' جسم خون کي چھینٹوں سے لالہ گوں ' اعضا زخموں کي کثرت سے چور ' هونٹ خشک ' اور حلقوں میں کانٹے پڑے هوے - پورے اٹھارہ گھنٹے کا فاقہ اور شب بیداري - یہ صورت اور یہ حالت اس غزا في سبیل اللہ جماعت میں سے هر فرد کي تھي ' جبکہ عین افطار کے وقت وہ مصروف دفاع و پیکار تھے - پس ظاهر ہے کہ اگر اس وقت رحمت الہي کي جنود مخفي کا ظہور نہ هوتا ' تو اور کونسا وقت موزوں هوسکتا ہے ؟

بجرم عشق توام مي کشند و غوغائیست
تو نیز بر سر بام آ کہ خوش تماشائیست

شیخ سلیمان بارونی اسکے بعد لکھتے هیں :—

" یہ فتح و نصرت جو اس یادگار موقعہ پر حاصل هوئي ' اسکے لیے اگرچہ عین موقعہ پر فوج نظام اور مجاهدین کي ایک جماعت کو الگ کرکے بھیجدینا ' ایک بہت بڑا سبب هوا ' مگر في الحقیقت یہ واقعہ اسکي اصلي علت نہیں هوسکتا ' کیونکہ جنگ کا اصلي فیصلہ کن موقعہ جناح مشرقي تھا ' جہاں دشمنوں کي سب سے بڑي قوت اور اتشبار توپخانہ موجود تھا - دوپہر کے وقت میں نے نظامي سپاهیوں کو انکے افسر کے ماتحت بھیجا - بیشک اس سے وهاں کے مجاهدین کو بڑي تقویت ملی - مگر مشکل یہ تھی کہ نئی کمک بھي کوئي تازہ دم جماعت نہ تھی - بلکہ انھی کي طرح بھوکي پیاسي اور مسلسل اٹھارہ گھنٹے سے مبتلاے مشقت تھي - دو گھنٹے تک تو پوري جمعیت کے ساتھ آگے بڑھتي رهي ' لیکن جب آفتاب غروب هوگیا - اور افطار اور نماز کا وقت آگیا ' تو یہ کہنا ضرور نہیں کہ ان روزہ داروں کا کیا حال هوگا ؟ دشمنوں نے بھي اچھي طرح سمجھہ لیا تھا کہ تمام مجاهدین ماہ صیام کي وجہ سے بھوکے پیاسے هیں ' اور اسي لئے انھوں نے شام کے وقت اپني آخري قوت کو خرچ کردینا چاها - درحقیقت یہ وقت همارے لیے نہایت نازک هوگیا تھا ' اور شدت ضعف و نقاهت اور جوع و عطش کي وجہ سے قریب تھا کہ مجاهدین کے هاتھ سست پڑجاتے - لیکن یکایک اس وقت ایک تعجب انگیز واقعہ ظہور میں آیا ' چونکہ نماز مغرب کا وقت آگیا تھا ' همارے ساتھ شریک جنگ عورتوں نے هلال احمر کے آدمیوں سے کہا کہ وقت گذرا جارها ہے ' مغرب کي اذان دو " چنانچہ ایک بلند آواز عرب نے پکار کر کہا اور بلند آواز سے اللہ اکبر ! اللہ اکبر ! ! کي صدا هنگامۂ کارزار میں ملکر بلند هوگئي - باوجودیکہ جنگ میں یہ کلمہ برابر صدا دے رها تھا ' لیکن نہیں معلوم اس وقت کونسي معجزانہ قوت اس مختصر کلمے میں آگئي تھي ' کہ جونہي مجاهدین کے کانوں میں پڑا ' معاً جس طرح مردہ نعشیں زمین سے زندہ هوکر اٹھہ کھڑي هوں ' هر متنفس کے اندر طاقت و شجاعت کي ایک نئي روح حلول کرگئي - بے اختیار هر شخص اس کلمے کو دهرانے لگا اور پھر اس معجزانہ طاقت ' اور بے جگري کي شجاعت کے ساتھہ آخري حملہ کردیا ' کہ چند لمحوں کے اندر میدان دشمنوں سے صاف تھا !

جنگ کے بعد جب هم اس وقت پر غور کرتے هیں تو هر شخص حیران رهجاتا ہے کہ " اللہ اکبر کے لفظ میں اس وقت کیا سحر پیدا هوگیا تھا ؟ "

یہي طاقت بخشي وہ جنود مخفي ہے ' کہ خدا جب چاهتا ہے اسکے ذریعے اپني راہ میں لڑنے والوں کو فتح یاب کردیتا ہے - بیشک اسکے بندے بھوک اور پیاس سے بے دم هوگئے تھے ' مگر وہ قادر و توانا تو بھوک اور پیاس سے پاک و منزہ ہے اور هر وقت نصرت بخشي کي قدرت رکھتا ہے - اس نے اپني قدرت کا کرشمہ دکھانے کیلیے صداے تکبیر کو وسیلہ بنا دیا : فقطع دابر القوم الذین ظلموا ' و الحمد للہ رب العالمین - (۳ : ۸۳)

للہ نساء زوارہ ! ! !

شیخ موصوف آگے چلکر لکھتے هیں :— " یہ حالت دیکھکر هم نے آیندہ کیلیے حالت جنگ میں روزہ نہ رکھنے کا اعلان کردیا جسکو بعد میں شیخ الاسلام نے بھي جایز قرار دیا - اعلان کے بعد میں جناح شرقی سے مغربی حصے کیطرف آرها تھا اور میرے ساتھ ڈاکٹر عبد السلام طرابلسی تھے - کہ راہ میں هم کو مجاهد عورتوں کی ایک جماعت ملی - ان میں کسی رئیس کي ایک نوجوان اور حسین لڑکی بھی تھی جسے بچپن سے لیکر اس وقت تک ناز و نعمت کي گودوں میں پرورش پائي تھي ' اور شاید جب سے پیدا هوئي ہے آجتک سواے حریر کے کرتے کے اور کوئي شے اسکے کاندھوں پر نہیں پڑي هوگي - لیکن هم نے دیکھا کہ کاندھے پر مشک اٹھاے هوے پھر رهي ہے ' تاکہ زخمیوں کي خدمت انجام دے - هم کو دیکھتے هي بولي کہ " جسطرح تم نے مردوں کو افطار کا حکم دیدیا ہے ' اسي طرح هم عورتوں کو بھي دیا ہے یا نہیں ؟ " میں نے کہا کہ " کیوں نہیں ' تم بھي تو مجاهد هو " بولي " هاں لیکن همارا دل اسے نہیں قبول کرتا ' کیونکہ مرد تو تلواروں اور گولوں کے نیچے لڑیں گے ' وہ افطار کردیں تو انہیں حق ہے ' هم تو صرف انکي خدمت کیلیے هیں ' همارے لئے جائز نہیں " ! !

في الحقیقت اس جنگ میں مجاهدین کے ساتھہ مجاهدات عرب کے کارنامے بھي یاد رهیں گے - جنگ کے شدید موقعوں میں جب مجاهدین دشمنوں کے مورچوں میں گھس جاتے هیں ' تو اکثر ایسا هوا ہے کہ عورتیں بھي اپني مشکیں لیکر بے باکانہ دشمنوں کي صفوں میں پہنچ گئیں ' اسلیے کہ شاید کوئي مجاهد وهاں زخمي هوکر گر پڑے اور اسے پاني کي ضرورت هو ' پھر اسپر کمال یہ ہے کہ وهاں سے زخمیوں کو پاني پلاکر اور هوسکا تو ساتھہ اٹھا کر صحیح و سالم نکل بھي آتي هیں ! فللہ نساء زوارہ ! !

(الزهرہ)

(یوم البطشۃ الکبری)(۱) کے دن اپنی جنود نصرت بھیجکر مغلوبوں کو غالب اور غالبوں کو خاسر کردیا تھا : ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ (۲) اگر وہ منتقم و قہار اب بھی موجود ہے ' جسنے (اُحد) کے دامن اور (حنین) کے اطراف میں ایک مشتِ فقرا و صعالیک کو دنیوی شوکت و عظمت کے ساز و سامان رکھنے والوں پر فتح و نصرت دی تھی : لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ ویوم حنین (۳) اور اگر اسلام کا خداے " حیّ لا یموت " مسیحی خدا نہیں ہے ' جسکو دو ہزار برس ہوے یہودیوں نے نہایت بے دردی سے ہتیلیوں میں میخیں ٹھونک کر مصلوب کردیا تھا ' تو کیا آج وہ طرابلس کے میدان میں اپنی ملائکۂ نصرت کے بھیجنے سے عاجز ہوگیا ہے ؟

بلی ! ان تصبروا وتتقوا ویاتوکم من فورھم ھذا یمددکم ربکم بخمسۃ الاف من الملائکۃ مسومین (۳ : ۱۲۲) کبھی نہیں ' بلکہ اگر تم ثابت قدم رہو اور پرہیزگار بن جاؤ ' پھر اگر دشمن اسی دم تم پر چڑھ آئیں ' تو بیشک تمہارا پروردگار اپنے پانچ ہزار ملائکہ سے تمہاری مدد کریگا

خداتعالی نے اس آیت میں ارسالِ جنودِ نصرت کے لیے صبر و اتقا کی دو شرطیں لگائی ہیں ' یہ سچ ہے تو مجاہدین طرابلس سے بڑھکر اس کی نصرت فرمائی کا کون مستحق ہوسکتا ہے ؟ انکا ثبات تو دوست اور دشمن ' سب کو معلوم ہوچکا ہے - رہا اتقا ' تو اول تو جہاد فی سبیل اللہ سے بڑھکر اتقا کی اور کیا علامت ہوسکتی ہے ' اور پھر یہ حملہ ۵ - رمضان المبارک کو ہوا تھا ' جبکہ تمام مجاہدین " لقاے وجہ رب " کے شوق و ذوق میں روزہ سے تھے ' اور روزہ فی الحقیقت مقام اتقا کی اصلی منزا ہے :

یا ایھا الذین امنوا ! کتب علیکم الصیام ' کما کتب علی الذین من قبلکم ' لعلکم تتقون (۲ : ۱۷۹)	مسلمانو ! تم پر روزہ قرآن کریم میں فرض لکھدیا گیا ہے جیسا کہ پچھلی قوموں پر لکھا گیا تھا ' اور اس سے مقصود یہ ہے کہ تم متقی بن جاؤ -

ذرا چشم تصور سے کام لیجیے ' اور دیکھیے کہ یہ جانفروشان راہ الٰہی کس عالم میں تھے ؟ رمضان المبارک کا مہینہ ہے ' رات شب بیداری اور سماعتِ قران میں گذاری (۴) صبح سویرے اٹھتے ہی دشمنوں کی تلاش میں نکل گئے - آفتاب نے ابھی کھجوروں کے درختوں اور جبل مغربی کے سلسلے سے سر نکالا ہی تھا ' کہ میدان کارزار گرم ہوگیا - دشمن ایک وسیع تعداد اپنے ساتھہ رکھتا ہے ' عقب سے برابر کمک آرہی ہے ' بالکل تازہ دم ہے ' قیمتی کھانوں سے شکم سیر ' اور مقوی شرابوں کے نشے میں چور ہے - انکے ساتھہ آتشیں اسلحوں کی بھی کمی نہیں ' میدانی اور پہاڑی ' دونوں طرح کے توپخانے بارش کی طرح گولے برسا رہے ہیں ' پھر یہ معرکہ دن بھر جاری رہتا ہے ' عین دوپہر کی ریگستانی دھوپ تمام میدان

الله اکبر ! سونچتا ہوں ' تو اپنے سامنے خدا پرستی و خدا پرستانہ زندگی کا ایک عجیب منظر پاتا ہوں - ریت کے ٹیلوں اور نخلستاں کے جھنڈ سے گھرے ہوے میدان میں دور تک انسانوں کی ایک آبادی چلی گئی ہے ' دینوی عیش و ارام اور شان و شوکت کی علامتوں سے یہ پوری آبادی اسطرح خالی ہے گویا اس عالم سے اُسے کوئی تعلق ہی نہیں - پھٹے ہوے کملوں کو کہیں کسی ٹوٹے ہوے نیزے کے سہارے تان لیا ہے ' اور کہیں یہ بھی میسر نہیں - دس دس اور بیس بیس آدمیوں کی جماعتیں ہر طرف بیٹھی ہوئی ہیں ' وسط میں ایک قاری ہے ' جو اپنی دلدوز اور خالص عربی قرأت میں سورہ (ال عمران) پڑھ رہا ہے لوگ اُسکے اس رکوع کو اسطرح محویت کے ساتھہ سن رہے ہیں گویا آج ہی نازل ہوا ہے ' اور یہی دوستان الٰہی خدا کی اس صداے محبت کے مخاطب ہیں کہ :—

والذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم واوذوا فی سبیلی وقاتلوا وقتلوا ' لاکفرن عنھم سیاتھم ولادخلنھم جنات تجری من تحتھا الانھار ' ثواباً من عند اللہ ' واللہ عندہ حسن الثواب (۳ : ۱۹۴)	اور جن لوگوں نے ہماری راہ میں اپنے وطن چھوڑے اور ہمارے ہی لیے اپنے گھروں سے نکالے اور ستاے گئے ' پھر انہوں نے میدان جہاد میں قدم رکھا ' اور ظالموں کو قتل کیا اور خود شہید ہوے ' تو ہم انکی زندگی کی تمام خطاؤں کو محو کردیں گے ' اور انکو جنت میں داخل کرینگے - یہ انکا اللہ کے یہاں سے بدلہ ہے اور اچھا بدلہ اسی کے یہاں ہے -

اگر خدا تعالی نے اپنے سوا کسی دوسری ہستی کے آگے سجدہ کرنا جائز رکھا ہوتا ' تو سچ یہ ہے کہ ان لوگوں میں سے ہر فرد اسکا مستحق تھا کہ انکے آگے ہم سجدہ کرتے ' اور انکے برہنہ پانوں کی گرد کو انکھوں کا سرمہ بناتے ' اور پھر بھی افسوس کرتے کہ حق احترام ادا نہ ہوسکا - اس ضمنی ذکر نے میرے قلب و دماغ کے ساکن خیالات میں ایک عجیب طلاطم پیدا کردیا ہے ' اور زیادہ لکھہ نہیں سکتا کہ الن یضیق صدری ' ولا ینطلق لسانی (۲۶ : ۱۲) جس قران کی اواز طرابلس میں قتل و شہادت کے ساتھہ دلوں کو مطمئن کر رہی ہے ' (الا بذکر اللہ تطمئن القلوب) حیف ہے اگر ہمارے دلوں کی سختی کو نرم نہ کرسکے - و تلک الامثال نضربھا للناس لعلھم یتفکرون (۵۹ : ۲۲)-

---

(۱) قیام مکہ کے زمانے میں اللہ تعالے نے کفار قریش کی تہدید کی تھی کہ : یوم نبطش البطشۃ الکبری ' انا منتقمون (۴۴ : ۱۵) یعنے ہم کفار کے تمرد وعصیاں کا بدلہ اُس دن لیں گے جس دن انکو ایک سخت پکڑ پکڑیں گے ' کیونکہ ہم رحیم ہونے کے ساتھہ منتقم بھی ہیں - یہ پیشیں گوئی بدر کے دن پوری ہوگئی ' جس نے ہمیشہ کیلیے کفار مکہ کی طاقت کا استیصال کردیا - اسی لیے جنگ بدر کو ہم نے یوم البطشۃ الکبری لکھا ہے -

(۲) اور بیشک خداتعالی نے تمہیں بدر کے دن نصرت بخشی حالانکہ تم گرے ہوے تھے -

(۳) بیشک اللہ تعالے نے تمکو کتنے ہی معرکوں میں فتح یابی بخشی اور علی الخصوص جنگ حنین کے دن -

(۴) یہ محض قیاس نہیں بلکہ واقعہ ہے - انہیں سلیمان بارونی کی ایک چٹھی کا ترجمہ اخبار (روم ایلی) میں چھپا تھا ' جسمیں انہوں نے لکھا تھا کہ " ہم مجاہدین عرب جہاد کے میدانوں میں سونا نہیں جانتے ' عربی پڑاؤ میں چھوٹی چھوٹی جماعتیں اپنے اپنے اونٹوں کے قریب بیٹھہ جاتی ہیں ' اور یا تو غزواتِ عہدنبوی کے واقعات اور اشعار تحمید و تسبیح کے سننے میں رات بسر کردی جاتی ہے ' یا کوئی خوش قرأت قاری سورہ عمران اور برات یا انفال کی تلاوت شروع کر دیتا ہے اور تمام لوگ اسکی سماعت میں محو ہوکر صبح کردیتے ہیں " مسٹر بینٹ نے بھی اپنے سفرنامے میں ایسا ہی لکھا ہے -

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۴ — کلکتہ : چہارشنبہ ۹ اکتوبر ۱۹۱۲ع — جلد ۱

ساڑھے تین آنہ

حضرة شیخ سنوسي
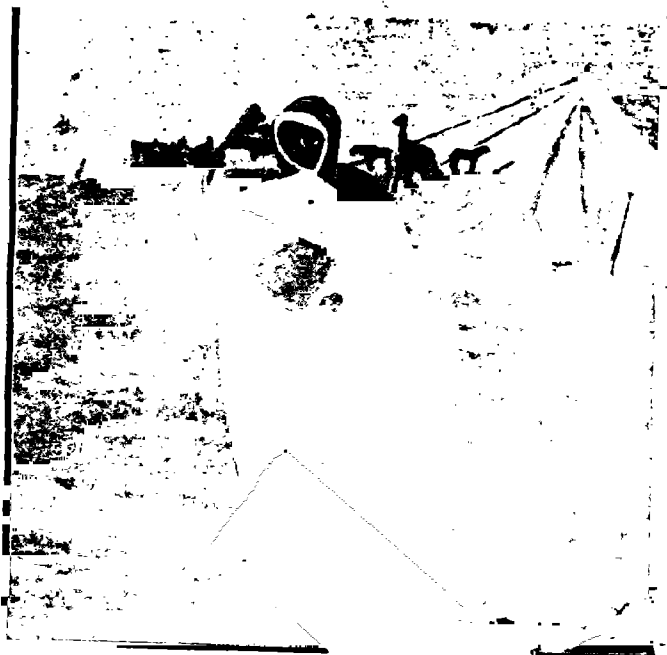
کا جربوب میں ورود

—*—

عالم اسلامي کے لیے بشارت عظمی

—*—

هو الذی انزل السکینة فی قلوب المومنین لیزدادوا ایمانا مع ایمانهم ، و لله جنود السماوات والارض ، وکان الله علیماً حکیما (۴۸ : ۴) (۱)

حضرت شیخ سنوسي کے ورود جربرب کي نسبت پچهلے نمبر میں همنے تار برقي درج کردي تهي ' لیکن اس هفتے کي ڈاک میں اسقدر کثرت سے تفصیلي حالات اگئے هیں که ایک نمبر میں ان سب کا اقتباس دینا مشکل هے - اس موقعه پر صرف اس تفصیلي تار کا اقتباس درج کردیتے هیں ' جو نامه نگار (العلم) نے (سیوه) سے ۱۳ ستمبر کو روانه کیا هے [سیوه اور دیهیبات دو صدر تار آفس هیں جهاں آکر نامه نگاروں کو تار بهیجنے پڑتے هیں ' ورنه نامه نگار العلم وغیره خود جربوب میں موجود هیں] :—

" میں آپکو یه خوشخبري سناتا هوں که حضرة الاستاذ الاکبر سیدي احمد الشریف ۲۶ رمضان کو جربوب پهنچ گئے - اس سفر میں انهوں نے جو مشقتیں اٹهائی هیں - انکا اندازه اس سے کیجیے که ۲۸ - جمادی الثانیه کو (کفره) سے چلے - ۱۵ شعبان کو (جالو) پهنچے ' یهاں اوجله قطیر اور سخره وغیره مقامات کیطرف حرکت کي ' پهر وهاں سے اوائل رمضان میں جربوب کی طرف روانه هوے ' اسطرح گویا تین مهینے کي مسافت انکو طے کرني پڑي پهر جن مقامات سے گذر هوا انکا یه حال هے ' که کفره سے جالو تک پورے سترہ دن کي مسافت میں پاني صرف ایک هي جگه میسر آسکتا هے ' جهاں (الزلفین) نامي کنواں واقع هے ' اور تمام صحرا محض ریگستاني دنیا هے ' جهاں پاني کا ایک قطره نظر نهیں آسکتا - اس سے بهي بڑهکر یه که انهوں نے یه پورا سفر ایسے سخت و شدید گرم موسم میں کیا ' جب صحرا کا ریگستان نمونۂ دوزخ هو جاتا هے ' اور ریگ کے گرم طوفانوں اور بگولوں کے مهلک حملوں سے زندگي خطرے میں پڑجاتي هے - في الحقیقت حضرة شیخ کا یه سفر دنیا کا ایک یادگار تاریخي واقعه هے ' جسکي نظیر آجکل کے بڑے بڑے سیاحان یورپ بهي پیش نهیں کر سکتے - اور پهر اسکي عظمت اس وقت ظاهر هوتي هے ' جب خیال کیا جاے ' که یه محض خدمت اسلام و ملت و حفظ کلمۂ توحید کیلیے کیا گیا -

احتفال استقبال

میں نے اپني زندگي میں بڑے بڑے عظیم الشان هجوم استقبال اور اکرام و احترام کے جلسے دیکهے هیں ' جو بڑے بڑے پادشاهوں کي آمد پر منعقد هوے ' لیکن میں نے کوئي مجمع اور مظاهره ایسا نهیں دیکها ' جسمیں زبان اور قلب ' دونوں نے حصه لیا هو ' اور روح اور جسم دونوں متفق هوگئے هوں ' الا انساني عظمت و جلال کا وه ایک الهي منظر ' اور هیبت و جبروت کا وه مجمع استقبال ' جو جربوب میں حضرة الشیخ کي آمد پر منعقد هوا تها - تمام صحرا اور اسکے اطراف میں کوئي انسانوں کا طبقه ایسا نهیں تها جو اسمیں شریک نه هوا هو ' کئي کئي دنوں کي راه سے لوگ متصل دن اور راتیں سفر کي صعوبتوں میں بسر کرکے اُس شیخ عظیم کي زیارت کیلیے آئے تهے ' جو افریقه کي ریاست روحاني اور ملکي ' دونوں پر یکساں اقتدار رکهتا هے - وه انسانوں کا ایک ناپیدا کنار صحرا تها ' جسمیں انساني عمر اور درجے کے تمام مناظر ' رنگ برنگ کی جهنڈیوں اور مقدس کلمات سے منقش علموں کے نیچے مختلف الصوت طبول بجاتے هوئے ' بندوقیں چهوڑتے هوے ' برهنه تلواریں چمکاتے هوئے نحن اولاد السید " (هم سید سنوسی کی اولاد هیں) کے پیهم نعرے لگاتے هوے ' ایک سمندر کي طرح گزر رهے تهے اور خاموش صحراے لیبیا کے اندر ایک دوسرا نئي روح اور متحرک صحرا پیدا هوگیا تها :-

یه استقبالي مجمع جربوب سے باهر مقام (سید علي) تک (جو جربوب سے چهه گهنٹے کی مسافت پر واقع هے) پهنچاهي تها که صحرا کے مختلف قبائل کی فوج جرارا نمودار هوئي جو شیخ کا گویا مخصوص باڈی گارڈ هے - پیچهے غلاموں کي فوج کي قطار تهي ' جنکے سیاه چهروں پر وحشت و خونخواري کي جگه عظمت و وقار کے آثار نمایاں تهے - اُن کے بعد خود حضرة الشیخ کي سواري گرد کے اندر سے متجلي و طلوع هوئی اور معًا هزاروں بندوقوں نے ایک ساتهه متصل و غیر منقطع فائر شروع کردیا - تمام دشت و جبل اس آواز سے گونج رها تها ' اور گویا اس مطابقت کے خیال سے کانپ رها تها ' جو عنقریب اطالیوں پر نازل هونیوالی تهی - اُس گونج اور هنگامے کا اس سے اندازه کیجیے که کامل چار گهنٹے تک بندوقیں برابر چهوٹتي رهیں اور کم از کم ایک لاکهه گولیاں صرف کی گئیں - کانوں کے پردے پهٹے رهے تهے اور تمام دنیا ایک غوغاے و شتاخیز طوم هوتي تهي ' مگر لوگ جوش و خروش میں ایسے بیخود تهے که کسي طرح بندوق کے گهوڑوں کو انگلیاں نهیں چهوڑتی تهیں بالآخر خود حضرة الشیخ نے لوگوں کو باصرار اس سے روکا اور فرمایا - که کیا کر رهے هو ' حالانکه ان قیمتي گولیوں کے زیاده مستحق دشمنان دین و ملت کے سینے هیں " -

باقي آینده)

(۱) وه خدا هي تو تها جس نے مسلمان مجاهدوں کے دلوں میں اپنے طرف سے قوت اور اطمینان پیدا کر دیا ' تا که ان میں پہلے ایمان کے ساتهه اور تازه قوت ایماني پیدا هو جاے ' اور زمین و آسمان کي فوجیں الله هي کے هاتهه میں هیں ' بیشک وه علیم و حکیم هے -

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین (القرآن الحکیم)

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad

7-1, MacLeod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۷ – ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۳ | کلکتہ : چہارشنبہ ۹ اکتوبر ۱۹۱۲ع | جلد ۱

فہرس

ٹائیٹل پیج کا آخری صفحہ ملاحظہ فرمالیجیے

ہلال کی قیمت میں اینده سے کوئی رعایت نہیں ' صفحہ (۲)
ین اسکے وجوہ درج ہیں -

الہلال کی توسیع اشاعت

— * —

کے لیے ابتدا سے بغیر کسی تحریک اور طلب کے جو احباب سعی فرما رہے ہیں ' دفتر انکا شکرگذار ہے - ایسے حضرات تو بکثرت ہیں ' جنھوں نے ایک ایک دو دو خریدار بہم پہنچاے ' مگر جن احباب نے خاص طور پر اس بارے میں سعی کی ہے ' انکے اسماے گرامی شکریے کے ساتھہ درج ذیل ہیں - اللہ تعالی کا سب سے بڑا فضل یہ ہے کہ وہ اپنے کسی بندے کو مخلص اور بغیر منت و طلب احسان کرنے والے احباب عطا فرماے -

دہلی سے ایک بزرگ جنھوں نے اپنا نام ھم پر بھی ظاھر نہیں کیا ہے - ۱۲
جناب شیخ محمد اقبال صاحب - اقبال بیرسٹرایٹ لا (لاھور) ۱۰
جناب مولانا سید عبدالحق صاحب بغدادی نائب پروفیسر عربی محمدن کالج علی گڈہ ۱۰
جناب مولوی شاہ وکیل احمد صاحب ۶
جناب مولوی اشفاق النبی صاحب سب انسپکٹر پولیس شاہ اباد (رامپور) ۶
جناب مولوی علی اکبرخاں صاحب ملیح اباد (لکھنو) ۵
جناب منشی محمد امین صاحب (بھوپال) ۵
جناب شیخ سلطان محمد صاحب رئیس (ھوشیارپور) ۵
جناب مولوی محمد یاور حسین صاحب انصاری (ناندیر سرکار نظام) ۷
جناب سید ریاض احمد صاحب ریاض خیرابادی ۵
جناب مولانا عبد السبحان صاحب تاجر و رئیس مدراس ۴
جناب مولوی محمد اسحاق صاحب سوداگر (مرزاپور) ۴
جناب صاحبزادہ مصطفی خاں صاحب ھوم سکریٹری ریاست رامپور ۴
جناب صاحبزادہ عبدالصمد خاں صاحب - چیف سکریٹری ریاست رامپور ۴

(باقی اینده)

قنـــد مـــکـــرر

لکهنـــوسے دوســري گمنـــام مراسلـــة

— * —

يا قوم ! إن كان كبر عليكـــم مقامي و تذكيري بآيات الله فعلى الله توكلت فاجمعوا امركم و شركاءكم ثم لا يكن امركم عليكم غمة ثم اقضوا الي ولا تنظرون - فان توليتـم فمـــا سالتكم من اجر إن اجري الا على الله و امرت ان اكون من المسلمين - (۱۰ : ۷۲)

اے لوگو !! اگر میرا رهنا اور الله کے کلام کا ذکر کرنا تم پر گراں گذرتا هے ' تو گذرے ' میرا بهروسه تو صرف الله هي پر هے - اگر ایسا هي هے تو تم اور تمهارے تمام شریک سازش کرکے میري مخالفت پر جمع هوجاؤ ' اور اپسمیں اسکا اعلان بهي کردو ' پهر جو کچهه تم کرسکتے هو میرے ساتهه کرچکو ' اور اپنا سارا زور لگادو که مجهے مهلت نه ملے ' اور دیکهو که خدا کیا کرتا هے ؟ اگر میرے ذکر سے تم اپني راه نه چهوڑو گے ' تو میں نے کچهه تم سے اپني خدمت کي مزدوري تو مانگي نه تهي ' میرا اجر صرف الله هي پر هے ' اور اسي کي طرف سے مجهکو حکم دیا گیا هے که اسکے فرمان برداروں میں شامل رهوں -

کوئي هفته گمنام چٹهیوں سے خالي نهیں جاتا ' اور الهلال کي اشاعت کے بعد سے هي نهیں ' بلکه اس سے پہلے بهي اس طرح کے خطوط میري ڈاک کا ایک ضروري جزو رهے هیں - لیکن ساتهه هي ردّي کا ٹوکرا بهي همیشه میرے قریب رها کرتا هے -

مگر اس هفتے ایک رجسٹرڈ گمنام چٹهي لکهنو سے پہنچي هے ' جسکو بوجوه شائع کرنا ضروري سمجهتا هوں ' کیونکه اسمیں چند باتیں ایسي بهي هیں ' جنکا مطالعه شاید قوم کیلیے بهت سي عبرتوں اور بصیرتوں کا ذریعه ثابت هو ' اور وه چونکه موجوده تعلیم و تربیت اور جدید تهذیب و شائستگي کا ایک کامل ترین نمونه هے ' اسلیے اسکي چاروں طرف جدول دیکر نمایاں صورت میں شائع کیا جاتا هے ' تاکه عام مضامین میں ممتاز اور مخصوص جگهه پائے -

الله تعالی کے نعائم خصوصیه میں سے ایک بهت بڑا فضل اس عاجز پر یه بهي هے که وه همیشه میرے نفس خبیث کي تنبیه و تادیب کے لیے کوئي نه کوئي بهانه پیدا کردیتا هے - اس قسم کے خطوط کا نهایت شکر گذار هوں که یه مجهکو کبر و غرور کے استیلا سے محفوظ رکهتے هیں ' اور میري اصلیت و حقیقت مجهکو یاد دلا کر غفلت و سرکشي سے هشیار کردیتے هیں - فجزاهم الله عني خیر الجزا و نحمد الله سبحانه على احسانه و لطفه و کرمه -

صاحب مراسلة سے صرف چند امور عرض کرتے هیں :

(۱) آپنے مراسلة " او فرعون زماں " کے خطاب سے شروع کي هے اور پهر اسکے بعد " تم سمجهتے هو " ارقام فرمایا - لیکن " او " کے ساتهه تو " تم " کي جگهه " تو " زیاده موزوں تها - اس شتر گربه سے آینده احتراز فرمایے -

(۲) آپ نے اپنے خط میں جابجا مختلف القاب و خطابات سے مجهے یاد کیا هے - شاید آپ خوش هونگے که اسطرح میري اور میرے اعمال کي سختي سے سخت سرزنش کردي - لیکن حقیقت یه هے که ابهي آپکو میرے نفس خبیث کي اصلي حالت ' اور میري پر فسق و معصیت زندگي کے اعمال سیاه معلوم نهیں ' اگر معلوم هوتے تو شیطان اور نابکار کا لفظ بهي اسکے لیے کافي نهوتا - والله لو ان ذنوبي قسمت على اهل الارض لوسعتهم ' و استحقوا بها الخسف و الهلاک ' فسبحان من غلبت رحمته غضبه (۱) - تاهم سچے دل سے علانیه اعتراف کرتاهوں که میري ذات کي نسبت آپنے جو کچهه لکها هے ' بالکل سچ اور صحیح هے - اور یه اعتراف انکساراً نهیں بلکه ایک گنهگار کا حقیقي اقرار هے -

(۳) آپنے " اولاد ابلیس " بهي ایک جگه لکها هے - البته یه سچ نهیں هے ' کیونکه میرا مرحوم باپ تو ایک متقي اور نیک اعمال انسان تها - خدا تعالے نے دنیا اور دنیا والوں کي عظمت و جبروت کو اسکے قدموں پر گرادیا ' مگر اس نے کبهي اُن پر غلط انداز نظر بهي نه ڈالي ' اور همیشه " ان عبادي لیس لک علیهم سلطان " کے نهاں خانهٔ محفوظ میں زندگي بسر کي - پهر میرے موجوده جرائم میں اسکي کوئي شرکت بهي نهیں : ولا تزر وازرة وزر اخرى - (۳۵ : ۱۵)

(۴) ایسا هي اختلاف مجهکو جناب کي ایک اور لقب بخشي سے بهي هے - سلسلهٔ سخن میں کئي بار ارشاد هوا هے که " تم کتے هو " ' لیکن معاف فرمایئے گا ' یه تو میرے لیے کوئي سرزنش نه هوئي - کیونکه سونچتا هوں " تو کتے " کو اپنے نفس کي سطح سے بدرجها ارفع و اعلی پاتا هوں - آه ! آپکو کیا معلوم ! آج بڑي سے بڑي تڑپ اور بے چیني جو میرے اندر هے ' وه یهي هے که کاش اس وفا سرشت جانور کے اوصاف و خصائل کا ایک ادنا حصه بهي میرے نفس کو ملجاتا ! کتا سوکهي روٹي کا ایک ٹکڑا کها کر اپنے ظالم آقا کے هاتهه همیشه کیلیے بک جاتا هے ' مگر ایک رحیم و کریم ولي نعمت هے ' جسکي بخشي هوئي نعمت و رزق میرے جسم کے ایک ایک ریشے میں موجود هے ' مگر میں همیشه اسکے دروازے سے بهاگتا رها ' اور کبهي اسکے آگے وفا داري کا سر نه جهکایا - کاش آپکا فرمان میرے حق میں فال نیک ثابت هو -

(۵) جناب نے مصلح یا باصطلاح حال " لیڈر " بننے کي سعي کو بهي میري طرف منسوب کیا هے ' مگر شاید آپکو میرے حالات کا علم نهیں - الحمد الله که میرے لیے آجکل کي لیڈري کوئي قابل آرزو شے نهیں هوسکتي ' خدا تعالے نے اپنے لطف ذره نواز سے مجهکو هزاروں انسانوں کي جو پیشوائي پہلے سے دے رکهي هے ' دنیا جانتي هے که اسکے اقتدار اور نفوذ کے آگے اسٹیجوں اور کانفرنسوں کي زریں پتلیاں کچهه حقیقت نهیں رکهتیں - ممکن هے که اجکل کے لیڈروں کے ساتهه کچهه لوگ اپني نوکریوں کي سفارشوں یا بعض اور اغراض ذاتي کي وجه سے جمع هو جائیں ' مگر یه وه ریاست روحاني هے ' جو بغیر کسي غرض دنیاوي کے هزاروں نفوس انساني کے دلوں پر حکومت رکهتي هے ' اور انکے جان و مال تک کا فیصله کرسکتي هے - پهر اس لیڈري کیلیے ابتدا میں کسي بڑے کالج کو تیس چالیس لاکهه روپیه چنده دینا ' قیمتي لباس و مکان مهیا کرنا ' فسٹ کلاس میں سفر کرنا ' اور کسي هوٹل کي قیمتي منزل میں مقیم هونا ضروري هے - مگر اس لیڈري کیلیے تو ایک پهٹي هوئي چٹائي اور پرانا کمل بهي بهت هے - لیکن جب میرے واقف حال جانتے هیں که ایسي بني بنائي اور صاحب نفوذ حقیقي

---

(۱) میرے گناهوں کا تو یه حال هے که قسم خدا کي ' اگر میرا گناه تمام زمین والوں کو بانٹ دیا جائے ' تو وه اتنا هے که هر شخص کے حصے میں کچهه نه کچهه آجائےگا - لیکن سبحان الله اس رحیم و ستار کي ذات ' جسکا غضب اسکي رحمت سے مغلوب هے -

شذرات

الہلال کي قيمت ميں مجبوراً آخري رعايت بهي موقوف کي جاتي هے -

الہلال کي اشاعت سے اصل مقصود قوم ميں ايک خاص تحريک کي دعوت تهي اور يه بغير عموم اشاعت ممکن نہيں - اسليے ابتدا سے همارے کوشش رهي که جو قيمت رکهي گئي هے غير مستطيع طلبا کيليے اس سے بهي کم قيمت رکهي جاے' کيونکه اصلي مخاطب ان امور کے طلبا هي هيں - چنانچه ابتک تقريباً ۵ سو خريداروں کو باسم طلبا رعايتي قيمت پر اخبار بهيجا جاچکا هے - اسميں دفتر کا جسقدر اشد شديد مالي نقصان هے' شايد هم ابهي کچهه عرصے تک اور کسي نه کسي طرح جهيل ليتے' مگر نہايت درد اور شرمندگي کے ساتهه کہنا پڑتا هے که لوگ دفتر کي اس مال و وقت کي قرباني سے بيجا فائده آٹهانے ميں تامل نہيں کرتے' اور اس رعايت کے معني يه سمجهتے هيں که هر شخص اپنے لڑکے يا چهوٹے بهائي يا بهتيجے کے نام اخبار جاري کرالے' کيونکه وه طالب علم هے' اور اسکے نام منگوانے سے الہلال کے مطالعه ميں کوئي نقصان لازم نہيں آتا !

اسکا نتيجه يه هے که بڑي تعداد رعايت کي غير مستحق اصحاب کي نذر هوگئي' اور غير مستطيع طلبا کا کوئي امتياز نہيں رها - اکثر احباب اب يہي راے ديتے هيں که آينده کيليے اس طريقے کو بالکل بند کرديا جاے - پس آينده سے عام قيمت کے سوا کوئي رعايت نہيں هے - کوئي صاحب درخواست بهيجنے کي زحمت گوارا نه کريں -

---

جنرل بوتهه کا انتقال گذشته ماه کا ايک غير معمولي واقعه تها - پچهلي ولايت کي ڈاکوں ميں جو رسائل آئے هيں - وه اس واقعه کے تذکرے سے لبريز هيں - اکثر مصور رسالوں نے خاص خاص نمبر نکالے هيں' جنميں جنرل بوتهه کي متعدد شاندار تصويريں دي هيں' اور انتقال کے بعد جس عظيم الشان احتفال کے ساتهه تجهيز و تکفين کي رسميں ادا هوئيں' انکے مختلف مواقع و مناظر کے گروپ شائع کيے هيں - فطوبیٰ لرجل' يعيش و يموت في قوم' يعرف اقدار الرجال -

۲۳ اگست کے (گريفک) ميں مسٹر فلپ گب کا جنرل بوتهه پر ايک دلچسپ مضمون نکلا هے' جسکے ساتهه اس کي آخري ساعت نزع کي تصوير بهي دي هے' اور صفحه کو اس موثر سرخي سے شروع کيا هے که: SOLDIER, REST; THE WARFARE O, ER (سپاهي ! آرام کر! کيونکه تيري جنگ اب ختم هوگئي) همارے دل پر اس عنوان سے ايک عجيب اثر پڑا' اور مشہور ترک شاعر (نامق کمال بے) ياد آگيا' جو کہتا هے که " زندگي ايک جنگ هے' اور اسکي صلح موت کے سوا اور کبهي نہيں "

در حقيقت غور کيجيے تو زندگي هر ذي روح کے ليے ايک ميدان کارزار هے - عالم وجود ميں قدم رکهتے هي يه لڑائي شروع هوجاتي هے' اور انسان کے اندر' اور باهر يا (باصطلاح شيخ اکبر) عالم صغير اور عالم کبير' دونوں ميں معرکۂ جدال گرم هوجاتا هے - باهر جسماني موانع حيات' اور مادي جد وجهد کي جنگ هوتي هے' ليکن اندر اس سے بهي شديد تر پيکار' جذبات و اميال کے متضاد عناصر ميں شروع هوجاتا هے' جسکو حضرات صوفياے کرام اپني اصطلاح ميں قلب و نفس کے باهمي قتال سے تعبير کرتے هيں - پهر يا تو انساني زندگي سرتا سر شکست و هزيمت بنکر رهجاتي هے' يا دونوں اقليموں ميں اسکي فتح و نصرت کا پرچم اقبال لہرانے لگتا هے' يہي معرکه هاے حيات هيں' جو انساني زندگي کيليے دنيا ميں اصلي آزمايش اور ابتلا هيں' اور يہي وه آزمايش هے' جسکي وجهه سے انسان نے اس امانت الہي کو' جسکے اٹهانے کي آسمانوں اور زمينوں کو بهي همت نہيں هوئي تهي' اپنے دوش محبت پر اٹهاليا تها: انه کان ظلوماً جهولا -

ليکن في الحقيقت اصلي کارزار حيات انسان کے باهر نہيں' بلکه اسکے اندر هي هے' جنهوں نے اپنے اندر کے ميدان ميں فتح پالي هے' انکو باهر کے معرکے ميں کوئي خطره نہيں -

---

ايک اور خيال جو جنرل بوتهه کے حالات پڑهکر پيدا هوا' وه يه تها' که يہي چيزيں کسي زمانے ميں هماري زندگي کي خصوصيات تهيں - ايک بوڑهے باغبان کو (ابو نواس) نے بصرے ميں ديکها تها' جو جب کبهي کسي سبز پتے يا شگفته ورق گل کو ديکهتا' تو چيخ اٹهتا که " آه ميرا اجڑا هوا باغ " يہي حال همارا هے - جب کبهي کسي قوم ميں قومي زندگي کي شگفتگي ديکهتے هيں' تو اپنا خزاں رسيده باغ ملت ياد آجاتا هے -

جنرل بوتهه کي زندگي کا اصلي کار نامه يه هے که اپنے مذهب اور ملت کي زندگي کے پيچهے اس نے اپني تمام زندگي صرف کردي' اور آج يورپ کے هر طبقے ميں ايسے هزارها نفوس مليں گے - هزاروں هيں جو طرح طرح کے علمي انکشافات و ايجادات کے پيچهے اپني جانيں ضائع کر رهے هيں - ايک هوائي جهاز هي کو ليجيے' سينکڑوں انسان اسکے ليے اپني قربانياں کرچکے هيں' اور اب تک کوئي مہينه بلکه هفته حوادث سے خالي نہيں جاتا - قطب جنوبي و شمالي کي دريافت ميں کتنے قافلے ابتک گئے' اور کتنے هي واپس نه آئے - اشاعت مذهب کي تاريخ پڑهيے تو اندرون عرب اور افريقه اور شمالي نائجريا ميں جن پادريوں نے اپني جانيں يکے بعد ديگرے کهوئي هيں' ان ميں سے هر شخص ايثار و فدويت کي ايک مثال هے - (جيسوئٹ) فرقے کے راهبوں کو آج هندوستان کے هر شهر ميں هم اپني آنکهوں سے ديکهه رهے هيں - يہي تفاني و قرباني کا جذبه هے' جس نے آج يورپ کي قوموں کو تمام عالم ميں سر بلند کرديا هے - ليکن ياد کيجيے تو کسي وقت يه متاع صرف همارے هي بازار ميں بکنے آتي تهي' اور اسکا خريدار بهي همارے سوا دنيا ميں کوئي اور نه تها -

---

"ابتغاء مرضات الله" مذهب کي خصوصيت يه هے که وه هر چيز کے ليے ايک الہي رشته قائم کرديتا هے -

آج اس جذبے کو يورپ علمي اور قومي و وطني قرباني کہتا هے' مگر قرآن کريم نے اسطرح کي تمام چيزوں کيليے ايک جامع اصطلاح " لقاء وجه رب " اور " ابتغاء مرضات الله " کي رکهدي هے' يعنے انساني اور مادي اغراض سے بکلي قطع نظر کرکے' صرف ايک بالا تر اور وراء الورا هستي کيليے اپني قوتوں اور جذبات کو صرف کرديتا:

و من الناس من يشري نفسه ابتغاء مرضات الله والله رؤف بالعباد (۲ - ۳ - ۱۱)	اور الله کے ايسے بندے بهي هيں' جو اسکي رضا جوئي کي راه ميں اپني جان تک ديديتے هيں' اور الله اپنے بندوں پر بڑي شفقت رکهتا هے -

خدا کا خيال تمام مادي اغراض سے بالا تر هے' اسليے اسکي رضا جوئي کے تصور سے بڑهکر کوئي خيال جذبات انساني کو بے غرضانه خدمت خلائق و عالم پر آماده کر نہيں سکتا - سلف صالحين ميں جو لوگ ايک ٹوٹي هوئي تلوار ليکر جهاد کے ليے نکل کهڑے هوتے تهے' ايک ايک حديث کے جمع کرنے کيليے مشرق سے مغرب تک کا پيدل سفر کرتے تهے - بغير کسي مزد و معاوضه کے اپني بڑي بڑي عمريں کسي صحن مسجد کے کهمبے کے نيچے' يا کسي تنگ حجرے کي گرد آلود چٹائي پر بسر کرديتے تهے' وه في الحقيقت يہي " ابتغاء مرضات الله " کا پيدا کيا هوا جوش تفاني و خود فروشي تها - فاعتبروا يا اولي الابصار ! !

۹ اکتوبر ۱۹۱۲

—*—

—*—

هل ننبئـكم با لاخســرين اعمالا ؟؟ (۱)

الذين ضل سعيهم في الحيواة الدنيا ' وهم يحسبون انهم يحسنون صنعا -

(۱)

مسلمانوں كي آيندہ شاهراہ مقصود كيا هوني چاهيے ؟

—*—

مرادر خضر عنـان گير بايد از چپ و راست
كه كج روي نه كـنم ورنه عزم راه خطاست

اللهم ارنا الحق حقا - و ارزقنا اتباعه - و ارنا الباطل باطلاً و ارزقنا اجتنابه -

هم نے گذشتہ دو نمبروں میں مسلمانوں کے موجودہ تغیر خيالات كو " صبح اميد " كے لفظ سے تعبير كيا هے اور چونـكه هر اصلاح كي بنياد اولين تغير خيالات و جنبش افكار هے ' اسليے اس تعبير ميں كوئي مبـــالغه و اغراق نه تها ' ليكن آج جن امور پر هم توجه دلانا چاهتے هيں ' يه وہ امور هيں ' جن سے اگر بے پروائي كي گئي ' تو ياد ركهنا چاهيئے كه يهي تغير صبح اميد نهيں ' بلكه گمراهيوں اور باطل پرستيوں كي ايک سخت خطرناک شب يلدا هوجاے گا -

جمود اور حركت

حقيقت يه هے كه خيالات كي جنبش اور حركت في نفسه كوئي مفيد شے نهيں هے جب تـک كه وہ كسي آيندہ صحيح انجماد افـكار سے متصل نهو جاے - اگر ايسا نهوا ' تو حركت محض بعض حالتوں ميں بيكار و لاحاصل ' اور اكـثر حالتوں ميں جمود سے زيادہ مهلـک اور خطرنـاک ثابت هوتي هے -

بالفـاظِ سادہ تر- اسكو يوں سمجهيئے كه ايک شخص مدتوں سے ايک جگهه بيٹها هے - با لكل بيٹهـا رهنا زندگي كيليے نهايت مضر اور اعضا و جوارح كو معطل كرديـنے والا هے ' اسليے آپ چاهتے هيں كه وہ حركت كرے ' يه نهايت عمدہ خيال هے ' ليكن يه حركت اسي وقت مفيـد هوگي جب آپ اُسے چلاكر كسي عمـدہ باغ كي روش پر لاكهڑا كرديں گے - ليكن اگر آپنے اسميں حركت پيدا كركے سامنے كے گڑهوں سے اُسے نه بچايا ' اور وہ غريب اسميں گرگيا ' تو اس حركت سے تو اسكا بيٹها رهنا هي بهتر تها -

مسلمانوں كيليے خطرات حيات اب شروع هونگے

ليڈرونـكا طبقه اپنے گذشتـه عهد كو خواہ جد و جهد كي ايک شاندار تاريخ سمجهے ' مگر همارے نزديک مسلمانوں كي حركت كي تاريخ اگر شروع هوگي تو ابسے شروع هوگي - وہ في الحقيقت ابتـک سورهے تهے ' زندگي كي ان ميں كوئي حركت نه تهي ' اور نيند نے ان پر موت كا جمود طاري كرديا تها (و هو الذي يتوفا كم با لليل) - ايک سوے هوے انسان كيليے اسكي كوئي بحث نهيں هوتي كه دوڑنا بهتر هے يا آهسته چلنا ؟ تـكيه لگا كر بيٹهنا بهتر هے يا دو زانو هوكر بيٹهنا ؟ كيونكه يه حالتيں اُسے پيش هي نهيں آتيں - ليكن اب وہ جاگے هيں ' انكو بيٹهنا بهي پڑے گا ' اٹهنا بهي پڑے گا ' اور كبهي آهسته خرامي اور كبهي تيز قدمي سے چلنا بهي پڑے گا - پس اب اُنكي حالت پيشتر كي سي بے خطر نهوگي ' كيونكه امن موت ميں ' مگر خطرہ صرف زندگي هي ميں هوتا هے - جب تـک غافل پڑے هوے اينٹهه رهے تهے تو نه انـكو فرش گل پر چلنا تها ' اور نه جنـگل كے خارزار پر ' ليكن اب دونوں طـرح كي زمينوں پر انكے قدم پڑسكتے هيں - اسليے في الحقيقت سونچنے ' غور كرنے ' اور حزم و احتياط كا وقت اب آيا هے - بهت ممكن هے كه بيٹهنے كي جگهه اٹهه كهڑے هوں ' كچهه بعيد نهيں كه آهسته چلنے كي جگهه بے اختيار دوڑ نے لگيں - ٹهوكريں بهي كها سكتے هيں ' اور در و ديوار سے ٹـكرا بهي سكتے هيں ' كيونكه اب وہ سوے هوے نهيں هيں بلـكه زندہ اور متحرک هيں - خطرات سے مقابله زندگي اور حركت ميں هوتا هے - جمود اور سكوں ميں نهيں هوتا -

پس پہلے نهيں ' تو اب ضرورت هے كه ايـک ايسي حقيقي رهنمائي كے هاتهه ميں انـكا هاتهه هو ' جو انهيں معطل بيٹهے نه دے - چلاتا رهے ' ليكں ساتهه هي نگران بهي رهے كه كهيں راہ كے اِدهر اُدهر گڑهوں اور غاروں ميں پهسل نه پڑيں -

مرا دو خضر عناں گير بايد از چپ و راست
كه كج روي نكنـم ' ورنه عزم راه خطاست

بارها گفته ام و بار دگر مي گويم

كه مسلمانوں كيليے تمام عالم ميں طرف ايک هي هاتهه هے جو رهنما هوسكتا هے ' اور ايک هي چشم نگران هے ' جو لغزشوں سے بچاسكتي هے - يه وهي هے جو كبهي (كوہ سينا) پر تجلي حق بنكر چمكي ' كبهي (فاران) پر ابر رحمت بنكر نمود ار هوري - كبهي (غار ثور) ميں لا تحزن ان الله معنا (۱) كي صدا ميں تهي ' كبهي (بدر) كے كنارے ان ينصركم الله فلا غالب لكم (۲) كے پيغام ميں تهي ' كبهي

يه ايک ٹكرہ هے سورہ كهف كے آخري ركوع كي ايک آيت كا جسـكا ترجمـه يه هے - تم كو بتلاؤں كه سب سے زيادہ كهاٹے ٹوٹے ميں رهنے والے اعمال كن لوگوں كے هيں - انكے - جن كي تمام كوششيں صرف دنيوي زندگي كے پيچهے بهٹک گـئيں - اور اسپر طرہ يه كه وہ سمجهے كه هم كوئي عمدہ كام كر رهے هيں - (في الحقيقت مسلمانونكے موجودہ ليڈرونكي رهنمائي كي پوري تاريخ اس آيت ميں مضمر هے -)

(۱) غار ثور ميں جب كفار كي جستجو سے حضرت صديق رضي الله عنه پريشان خاطر هوے - تو آنحضرت نے وحي رباني سے فرمايا كه خوف مت كرو - الله همارے ساتهه هے - (۲) اگر خدا تم كو نصرت دے تو كوئي تم كو مغلوب نهيں كرسكتا -

ليڈري سے بهي دست بردار هوگيا هوں' اور اگراسکو باقي رکها بهي هے تو صرف اسي حد تک ' که ايک جماعت کثيره کے بقدر امکان اصلاح و هدايت کا ذريعه هو' تو ظاهر هے که اجکل کي نمايشي اور تار عنکبوت کي طرح هوا کے ايک طمانچے سے فنا هو جانے والي ليڈري کا کيا خواهشمند هو سکتا هوں ؟ الحمد لله که اپ لوگ جس چيزکو اپنے سامنے ديکهتے هيں ' مدت هوئي اسے اپنے پيچهے چهوڑ آيا هوں - البته اجکل کے زمانے ميں جبکه قومي خدمت کا هر قدم هزاروں خود غرضيوں اور نفع جوئيوں کي غلاظت سے آلوده هورها هے ' يه سمجهه ميں آنا بهت مشکل هے که بغير کسي غرض ذاتي کے بهي کوئي آواز بلند کي جاسکتي -

ميرا يه عقيده هے که جو شخص ملک ميں اصلاح اور ارشاد کي کوئي آواز بلند کرے ' اسکا اولين فرض يه هے که پيشوائي و رهنمائي سے بکلي دست برداري کا اعلان کردے ' اور اگر اس نے ايسا نه کيا تو سب سے پہلے وه خود اس نکته چيني کا مستحق هے ' جو وه اوروں پر کرتا هے -

(۶) جناب نے ميرے غرور و تکبر کے اسباب کي نسبت بهي بحث کي هے ' ليکن آپکو معلوم نهيں که ميں نے اُن گودوں ميں پرورش پائي هے' جنکا فخر زخرف حيات دنيوي پر نهيں' بلکه فقر و مسکيني پر رها هے - پس اول تو دولت حاصل هي نهيں جس کا نشه هو' اور پهر الحمد الله که اگر ملے بهي تو اس سے استغنا تو اپنا خانداني ورثه هے - " ليڈروں کے خانساموں " کو اگر مجهسے زياده مال و جاه حاصل هے ' تو مجهے کيوں سنايا جاتا هے ؟ ميں ابهي گودوں ميں پرورش پا رها تها' جب اس دعا کي اواز پانچ وقت ميرے کانوں ميں آتي تهي :

اللهم احيني مسکيناً ' و امتني مسکيناً ' و احشرني في زمرة المساکين (۱) - فنسال الله سبحانه ان يجعلني من الذين لا يطلب السلطان منهم في الدنيا الخراج ' و لا الجبار في الاخرة الحساب ' و لنعم ما قيل في هذ الباب :

هنيأً لا رباب النعيم نعيمها * وللعاشق المسکين ما يتجرع

(۷) تعجب هے که آپ پانوں ميں بيڑياں ڈلواديئے کي مجهے دهمکي ديتے هيں؟ جس دن دنيوي نام و ناموس کي بيڑي پانوں سے اُتري هے' اسي دن سے دوسري بيڑي کي جگهه خالي هوگئي هے اور پانوں اسکے ليئے بيقرارانه منتظر هے - جس شخص نے الهلال کو جاري کيا هے' شايد وه زنجير و سلاسل کي نسبت پہلے هي دن کوئي فيصله ضرور اپنے دل ميں کرچکا هوگا - و لمثل هذا' فليعمل العاملون - (۲)

(۷) آپنے " مذهبي پيشوائي " کي مجهے دعوت دي هے که ملکر کام کروں تو آپ ميري پيشوائي کا اعلان فرمادينگے (ودوا لوتدهن فيدهنون(۳)) اس دعوت کيليے معذور هوں ' مگر براه کرم تهوڑاسا توقف کيجيے - خدا کے ساتهه ملکر کام کرلينے کا اراده کرليا هے' اُسکو چند دنوں آزمالوں - اگر يهاں نا کامي هوئي تو پهر آپ کے ساتهه شامل هوجاؤنگا - ميرے کانوں ميں تو ابهي يه آواز آرهي هے : - ولا يحزنک قولهم' ان العزة لله جميعا و هوالسميع العليم

---

(۱) خدايا مجکو فقر و مسکيني کي حالت ميں زنده رکهه ' اور مسکيني هي کي حالت ميں دنيا سے اُٹها ' اور قيامت کے دن مسکينوں هي کے زمرے ميں ميرا حشرکر! [يه دعا ادعيۂ نبويه ميں سے هے - اور اسے ترمذي اور ابن ماجه نے حضرت انس سے روايت کيا هے]

(۲) ايسي هي چيزيں اور حالتيں هيں ' جنکے ليے سچے کام کرنے والے کام کرتے هيں

(۳) اے پيغمبر ! مخالف چاهتے هيں که تو آنکے ساتهه خلاف حق نرمي کريں تاکه وه بهي تيرے ساتهه نرمي کريں

(۸) آخر ميں آپنے لکهنو آنے کي دعوت دي هے - ميں تو خود عنقريب لکهنو جانے کا اراده کررها تها - انشاء الله اسٹيشن پر اُترتے هي آپکو تلاش کرونگا - برسوں سے خود کلکته ميں بهي بارها بعض مقامي احباب نے اسطرح کے ارادوں کي اطلاع دي' مگر مجهے افسوس هے که اپنے قول و عمل کو يکساں نه کرسکے - الله تعالى آپکو توفيق دے که علم و شرافت کے اس ارادے کي بروقت تعميل کرسکيں

(۹) آپنے اور جو خيالات مذهب و قرآن ' علماے اسلام ' نيز بعض اور صاحبوں کي نسبت ظاهر کيے هيں ' انکے جواب کي کوئي ضرورت نهيں ديکهتا : فسيعلمون من هو شر مکانا واضعف جندا (۱) و تلک الدار الاخرة نجعلها للذين لا يريدون علواً في الارض ولا فسادا ' والعاقبة للمتقين - (۲)

الهلال کے اصلي مخاطب

علي گڈه سے همارے ايک عزيز دوست کو جو طالب العلم هيں' اور اسي کي شرح پر الهلال کي قيمت ادا کي هے - کسي هفتے کا پرچه نهيں پهنچا - اسپر وه لکهتے هيں : " رعايتي قيمت پر الهلال ميں نے ليا هے ' يهي سبب هے که ميري فريادوں پر توجه نهيں کي جاتي حالانکه آپکو کيا معلوم که الهلال کا انتظار ميرے ليے کيسا کچهه تکليف ده هے ؟ سچ هے' هم نادار طالب علموںکو کون پوچهتا هے ؟ - "

ميرے عزيز اور قابل صد احترام بهائي ! تم نے دفتر کي بد نظمي يا ڈاک کي بد انتظامي کو بهولکر اسقدر دور کا بيجا سوء ظن کيوں قائم کرليا ؟ تم تو الهلال کے اصلي مالک اور اس خادم کے اصلي مخدوم هو - يقين کرو که ميرے دل ميں جسقدر تمهاري عزت اور احترام هے ' ملک کے کسي طبقے کا نهيں ' کيونکه زمانے نے تمهيں کو قوم کي قسمت کا مالک بنايا هے ' اور اب جو کچهه کروگے تمهيں کروگے - تم هي الهلال کے مخاطب اور تم هي اسکي اميدوں کے مرکز هو - علي الخصوص تم' جو موجوده زمانے کے سب سے بڑے مسلمانوں کے قائم کيے هوے کالج ميں تعليم پا رهے هو' سب سے زياده حق رکهتے هو که توقعات اور اميدوں کا تمهارے گرد هجوم هو - علي گڈه کالج گو آجتک مسلمانوں کے اولو العزمانه اقدامات کے سينے پر ايک طلائي چٹان رها هے ' مگر ميرا دلي يقين هے که ايک دن وهيں سے اُن نوجوانوں کي فوجيں طيار هوکر نکليں گي' جو اسر و استعباد کي ڈهالي هوئي زنجيروں اور طوقوں کو اسي کي بهٹي ميں گلا کر' انسے استبداد شکن آلات طيار کرينگي - اور يه ابتک کب کا هوچکا هوتا ' مگر افسوس که جن لوگوں کے هاتهه ميں تمهاري تعليم و تربيت کي باگ تهي ' انهوں نے تمهاري قوتوں کو هميشه ابهرنے سے روکا - البته مقدم امر يه هے که تمهارے چاروں طرف جو الحاد کي هوا پهيلي هوئي هے' اس سے تم کو نجات ملے ' اور تمهارے اندر مذهب کي ايک حقيقي تبديلي پيدا هوجاے و ما ذلک علي الله بعزيز -

بغير کسي شخص سے مالي مدد ليے هوے ابتک سينکڑوں طلبا کے نام نصف قيمت پر الهلال جاري هوچکا هے' اور يه وه قيمت هے جسميں سال بهرکي صرف تصويروںکي بهي اجرت نهيں نکل سکتي - اس سے جو مقصود هے' وه ظاهر هے اور محتاج بيان نهيں -

---

(۱) عنقريب انکو معلوم هوجاےگا که کس کا وجود اپني جگه پر شرو فساد هے اور کس کي فوج ضعيف تر هے ؟

(۲) اور يه دار آخري انکے ليے هے جو دنيا ميں بڑائي نهيں چاهتے اور نه فساد پهيلاتے هيں' اور انجام کار الله سے ڈرنے والوں هي کيليے هے -

منـــزه عن شريـک في محـــاسـنـه
فجوهر الحسن فيـه غير منقسـم (۱)

ھمارے نزدیک اسلام کے دامن تقـدیس پر اس سے بڑھکر آور کوئي بدنما دھبه نہیں ھوسکتا که انساني حریّت اور ملکي فلاح کا سبق مسلمـان دوسري قوموں سے لیں - اس بارے میں ھمارے خیالات - الحمد لله - عام خیالات کي سطح سے بہت بلند ھیں - اور گو موقعه نہیں ' مگر ضمناً انـکي طرف اشارہ کردینا ضروري ھے - ھمارا عقیدہ ھے که جس طرح اسلام کا خدا اپني ذات و صفات میں " وحدہ لاشریک " ھے ' کوئي ھستي اور وجود اسمیں شریک نہیں ' اسي طرح اسکا " قران کریم " اپني جامعیّت اور کمالِ تعلیـم میں " وحدہ لاشریک " ھے ' اور با لـکل اسي طرح اسکا لانے والا رسول کمالِ انسانیت و تعبّد ' اور قواے نبوت و اصلاح میں بھي " وحدہ لاشریک " ھے ' انـکي صفات و خصائص میں کوئي انـکا شریک نہیں : —

راہ نسبت طلبي بین که چه شایان رفتم

پس ضرور ھے که جو امت اس خداے واحد ' اس قران واحد ' اور اس رسول واحد کے دامن تعلیـم سے وابسته ھو ' وہ بھي اپنے اندر اس شان وحدت و یکتائي کا جلوہ رکھے ' وہ بھي اپنے اعمال زندگي کي ھر شاخ میں " وحـدہ لاشـریک " ھو - اسکے اعمال و خصائص بھي " من رآني فقد راء الحـق " کي صداے اتحاد سے غلغله انداز عالم ھوں (۲) تمـام دنیا کي قومیں اسکے اعمـال کا اتباع کریں ' زندگي کے ھر حسن و جمال میں اسکے خال و خط مرقع عالم کیلیے نمونه بنیں - وکذلـک جعلنـــاکم امة وسطاً کے یہي معنے ھیں ' اور اسي لیے مسلمانوں سے وعدہ کیا گیا تھا که :

یا ایھـــا الذین امنـــوا ان	مسلمـــانوں - اگر تم الله کا خوف اپنے اندر پیدا کرکے
تتقـــوا اللـه - یجعـــل	متقي بن جارگے تو وہ تمہارے لیے تمام دنیـا میں
لـکم فرقانـا (۸ - ۲۹)	ایک خاص امتیاز اور خصوصیت پیدا کردے گا -

جس قوم کو اس صداے الہي نے مخاطب بنایا ھو ' اسکے لیے اس سے بڑھکر کیا بدبختي ھوسکتي ھے که وہ اپني زندگي کي ھر شاخ میں غیروں کے لیے نمونه بننے کي جگھـه ' خود دوسروں کو اپنا کعبـۀ مقصود اور قبلۀ آمال بنا رھي ھے ؟ سیاسي بحث تو ضمني ھے ' ھمارا اصلي ماتم صرف اتنے ھي پر موقوف نہیں ' ھم کو تو یه نظر آرھا ھے که آج مسلمـــانوں کیلیے تعلیـم ' اخلاق ' معاشرت ' سیاست ' بلـکه مدني زندگي کي ھر شاخ میں انکے لیڈر صرف اسي کو فرض رھنمائي سمجھتے ھیں که انکے آگے دوسري قوموں کے اعمال پیش کردیں - تہذیب و انسانیت کي ضرورت ھے تو مسلمان یورپ کي شاگردي کریں ' پولیٹکل آزادي کي ضرورت ھے تو اپني ھمسایه قوموں سے بھیک مانگیں ' پھر ھمیں بتلا یا جاے که خود بدبخت مسلمـانوں کے پاس بھي کچھه ھے یا نہیں ؟ جو مسلمانوں کے رھنما قوم کے جابِ قلوب کیلیے مذھب کے ذکر کو ناگزیر دیکھکر ' اپنے شاندار اسٹیجوں پر مذھب ! مذھب ! اور اسلام ! اسلام ! پکارتے ھیں ' قطع نظر اسکے که خود انکي زندگي میں اس اسلام کا اثر کہاں تک موجود ھے - ھم پوچھتے ھیں که انھوں نے کبھي قوم کو یه بھي بتلایا ھے که زندگي کي ھر شاخ میں خود اسلام کا نمونه کیا کیا ھے ؟ اور اگر نہیں بتلایا ھے تو قوم کیلیے ایک مسیحي رھنما اور ایک مسلمان لیڈر میں کیا فرق ھے ؟ سچ یه ھے که وہ غریب خود جس متاع سے تہي دست ھیں - دوسروں کے آگے کیا پیش کرینگے ؟

خفتـه را خفتـه کے کنـد بیـدار ؟

یہي بنیادي گمراھي ھے ' جس نے جسم ملت کي ریڑھه کي ھڈّي تک کو گھلادیا ھے - مسلمان اگر مسلمان ھوتے ' تو سمجھتے ' که انکے لیے خود انکے سوا دنیا میں آور کوئي نمونه نہیں ھوسکتا - اگر في الحقیقت دنیا کي کسي قوم کے پاس کوئي عمدہ خیال ' کوئي واقعي سچائي ' اور کوئي اچھا عمل پا یا جاتا ھے ' تو اسکے یه معنے ھیں که وہ بدرجۀ اولی اسلام میں موجود ھے ' اور اگر نہیں ھے ' تو اسکي اچھائي بھي قابل تسلیم نہیں - اسلام کے معني کي اصلي وسعت سے دنیا بے خبر ھے - اسلام تو اعتقاد و عمل کي ھر صداقت اور کائنات کے ھر حسن وجمال کا نام ھے - جہاں کہیں صداقت اور جمال موجود ھے ' یقین کرنا چاھیئے که وہ اسلام ھے ' گو دنیا کو اسکي خبر نہو - ولله در ما قال :

عبـارا تنا شتی ' وحسنک واحـد
وکل الی ذاک الجمـــال یشیـر

الله الله ! خدا تو مسلمانوں سے چاھتا ھے که مجکو نمونه بناؤ ' اور میري صفات کامله سے مشابہت پیداکرو (تخلقوا باخلاق الله) (۱) اور آج مسلمان ھیں که انسانوں کو اپنا اسوۂ حسنه بناتے ھیں ' که (تخلقوا باخلاق الافرنج) اور اگر کوئي انکي نقالّي بن آتي ھے تو " انا الافرنج " کا نعرہ لگا کر اسقدر نازاں ھوتے ھیں ' که حسین بن منصور کو " انا الحق " پر بھي اتنا ناز نہوگا ! ! کذالک یجعل اللـه الرجس علی الذین لایومنون (۱۷:۵۱۲) (۲)

اسي کا نتیجه ھے که مسلمان جس قدر اصلاح کي طرف قدم بڑھاتے ھیں ' اتنا ھي ضلالت انسے قریب تر ھوتي جاتي ھے - وہ جسقدر ترقي ! ترقي ! پکارتے ھیں ' اتني ھے تنزل ! تنزل ! کي آواز سنائي دیتي ھے - وہ گویا دلدل میں پھنس گئے ھیں ' جسقدر زور کرتے ھیں ' اتنا ھي پاؤں اور دھنستا جاتا ھے - یا انکے رشتۀ فلاح میں بدبختي کي گرہ پڑگئي ھے ' جسقدر کھینچتے ھیں ' اتني ھي وہ اور زیادہ کستي جاتي ھے ' او کظلمات في بحر لجي یغشاہ موج ' من فوقه موج ' من فوقه سحاب ' ظلمات بعضها فوق بعض ' اذا اخرج یدہ

(۱) وہ اپنے تمـام محاسن اور کمالات میں فرد اور یگانه ھے - اسي لیے اسکے جوھر حسن میں تقسیم نہیں ھوسکتي - (قصیدہ بردہ)

(۲) اس موقعه پر ناظرین صحیح بخاري کي (حدیث ولي) کو پیش نظر رکھیں - جسے حضرت ابو ھریرۃ نے روایت کیا ھے اور جو (الامر بالمعروف) کے تیسرے نمبر میں ھم درج کي تھي که لایزال عبدي یتقـرب الي با لنوافل حتي احببتـه فاذا احببتـه کنت سمعـه الذي یسمع به (الي آخرہ) -

(۱) یه ایک مشہور حدیث ھے که اپنے اندر خدا کا اخلاق اور صفات پیدا کرو - مطبع الهلال کے سلسلۀ تالیفات کي ایک کتاب (خصائص مسلم) زیر طبع ھے - جسکا موضوع بحث یه ھے که ایک مسلم زندگي کي تصویر کیسي ھوني چاھیئے - شاید عند الاشاعة ناظرین اسے ایک نئي قسم کي تصویر پائیں - (۲) ایسي ھي قلبي گمراھي کي گندگي میں وہ لوگ گرفتار ھوجاتے ھیں - جنکو الله پر ایمان کامل نصیب نہیں -

(ابعد) کے دامن میں وکان حقاً علینا نصرالمومنین (۱) کي بشارت تھي - اور آج بھي ایک لٹے ہوے کار روان ' ایک برباد شدہ قافلے' اور ایک برہم شدہ انجمن کے لیئے امید کا آخري سہارا اور زندگي کي آخري روشني ہے :—

امن یجیب المضطر اذا دعاہ و یکشف السوء و یجعلکم خلفاء الارض - ء الہ مع اللہ قلیلاً ما تذکرون - امن یھدیکم في ظلمات البحر والبر و من یرسل الریاح بشراً بین یدي رحمتہ ء الہ مع اللہ - تعالی اللہ عمایشرکون (۲۷ - ٦٥)

کون ہے کہ جب ایک مضطر اور بیقرار روح اس کو پکارتي ہے تو اسکي فریادونکو سنتا ہے اور اسکي مصیبت کو دور کرتا ہے ؟ اور کون ہے کہ اس نے تم کو زمین پر اپنا نائب بنایا اور اس کي وراثت بخشي ' کیا خدا کے سوا کوئي اور ہے ؟ پھر بتلاو ' کون ہے جو خشکي اور تري کي تاریکیوں میں ہدایت کرتا ہے اور باران رحمت سے پہلے ہواؤنکو بشارت کے لیے بھیجدیتا ہے - کیا خدا کے سوا کوئي دوسرا ہے ؟

دنیا میں جب کبھي کسي بني آدم نے اصلاح حیات کي کوئي منزل طے کي ہے ' تو صرف اسي ہاتھہ کي رہنمائي سے ' اور جو اسکي رہنمائي میں آ گیا ' پھر اسکے لیے گمراھي نہین -

فمن یرد اللہ ان یھدیہ ' یشرح صدرہ للاسلام (٦ - ٣٧) افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ - فویل للقاسیۃ قلوبھم من ذکر اللہ (٣٩ - ٢٣)

خدا جب کسي شخص کو راہ راست پر چلانا چاھتا ہے تو اسکا دل اسلام کے لیئے کھولدیتا ہے - اور جس کا دل کھولدیا گیا ' تو پھر وہ اپنے پروردگار کي روشن کي ہوي مشعل ہدایت اپنے سامنے پاتا ہے - مگر افسوس ان لوگوں پر ' جنکے دل ذکر الہي سے غافل ہو کر سخت ہو گئے ہیں -

اولین اور بنیادي مسئلہ

سب سے پہلے اس امر پر غور کرنا چاھیئے کہ اس تغیر خیالات کا منشا کیا ہے' اور رخ کسطرف ہونا چاھیئے؟ ہمکو نہایت رنج اور قلق کے ساتھہ کہنا پڑتا ہے کہ اس لحاظ سے موجودہ تغیرات خیال کا منظر زیادہ اطمینان بخش نہیں ہے - ہم صاف صاف اور باواز بلند کہدیتے ہیں کہ اگر مسلمان اپني قدیمي پالیسي کو صرف اسلیے چھوڑتے ہیں کہ تنسیخ بنگال ' اور مسئلہ یونیورسٹی کي وجہ سے وہ گورنمنٹ سے روٹھہ گئے ہیں '، یا یہ تغیر صرف اسلیے پیدا ہوا ہے کہ ازاد خیال ہندؤں کي دیکھا دیکھي اب مسلمان بھي پالیٹکس ! پالیٹکس ! ! پکارنے کیلیے مضطرب ہیں ' تو وہ یاد رکھیں کہ اس نئے تغیر اور انقلاب میں انکے لیے کوئي برکت نہیں ہے - بہتر ہے کہ ابتک جہاں پڑے سسک رہے تھے' وہیں بقیہ ایام ذلت وخواري اور کاٹ لیں - تاریکي ھي میں رہنا ہے ' تو پھر اس سے کیا بحث کہ وہ کوئي گڑھا ہے' یا عمدہ بنایا ہوا تہہ خانہ ؟ اجتک انکي تمام ناکامیوں کي علت حقیقي یہ رہي ہے کہ انھوں نے اپنے اعمال زندگي کي کسي شاخ کو " سلطان قران " کے ماتحت نہیں رکھا ' اور جب کبھي کوئي تحریک شروع کي ' یا اپنے لیے کسي پالیسي کا پروگرام مرتب کیا ' تو قران کریم کو اسطرح بھولے رہے' گویا اسکا نزول تاریخ عالم کا کوئي واقعہ ہے ھي نہیں ' اور یہ بھي سچ نہیں کہ وہ اس نام کي کسي کتاب کے پیرو ہیں - اگر مسلمان اس تغیر کے بعد پھر اسي گمراھي میں پڑنا چاھتے ہیں تو یہ ایک دلدل سے نکلکر دوسري دلدل میں پھنسنا ' اور ایک دام سے نجات پاکر دوسرے میں گرفتار ہونا ہوگا - پھر اگر انھیں کے قفس ھي میں ہمیشہ مقید رہنا ہے تو موجودہ قفس میں کونسي برائي ہے کہ نئے پنجرے کي جستجو کي جاے ؟

بیشک تقسیم بنگال کي تنسیخ اور یونیورسٹي کا مسئلہ ہمارے جمود و غفلت کیلیے ایک تازیانۂ تنبہ ضرور ہے' اور ہم یقیناً شر الدواب عند اللہ (۱) ہونگے ' اگر اس سے عبرت نہ پکڑیں ' لیکن ہماري آیندہ پالیسي کي بنیاد کوئي وقتي یا فوري واقعہ نہیں ہونا چاھیئے' بلکہ وہ ایک مستقل اور دائمي اعتقاد ہونا چاھیئے ' جو اپنے قیام کیلیے کسي بیروني سہارے کا محتاج نہو - فرض کیجیے کہ کل گورنمنٹ نے پھر بنگال کے دو نہیں بلکہ دس ٹکرے کردییے ' اور وزیر ہند نے اعلان کردیا کہ یونیورسٹي کا نام علي گڈہ نہیں بلکہ مسلم ہوگا ' کیونکہ جو گورنمنٹ ایک مرتبہ تقسیم کرکے اسے منسوخ کرسکتي ہے ' وہ اب سب کچھہ کرسکتي ہے' پھر کیا اس حالت میں مسلمانوں کي پالیسي پر ایک تیسرا انقلاب طاري ہوجاے گا ؟ اور پھر تغیر! تغیر!! کي صدا بلند کي جاے گي ؟ اسکے تو یہ معنے ہوے کہ اپکا کوئي عقیدہ ' کوئي خیال' کوئي مقصود ' کوئي نصب العین' اور کوئي اصلي پالیسي نہیں' اپ صرف گورنمنٹ کے چشم و ابرو کي حرکت کا نام ہیں ' اور صرف اسي کو تکتے رہتے ہیں - اگر مصلحۃً لطف و مہر کي علامتیں نمایاں ہولیں' تو " سمعنا و اطعنا " کہکر سر بسجود ہو گئے ' اور اگر مصلحت نے گوشۂ چشم رقیبوں کي طرف پھیر دیا ' تو لگے منھہ بسورنے اور آنسو بہانے - سوال یہ ہے کہ خود آپ کے پاس بھي کوئي شے ہے یا نہیں ؟

ہم نہایت حسرت کے ساتھہ یہ بھي دیکھہ رہے ہیں کہ جو لوگ تقسیم بنگال کي تنسیخ سے نہیں' بلکہ پیشتر سے اپنے اندر آزادي اور حقوق طلبا نہ پالیسي کا ولولہ رکھتے ہیں - گو عام راہ ضلالت سے الگ رہنے کا انھیں الاؤنس دینا چاھیئے' لیکن افسوس ہے کہ انکے سامنے بھي ہندؤں کي پولیٹکل جد و جہد کے سوا کوئي مستقل اور علحدہ راہ نہیں ہے - وہ بھي اپني ترقي کا سدرۃ المنتہی صرف یہ سمجھتے ہیں کہ کسي نہ کسي طرح ہندؤں کے قدم بقدم چلنا سیکھہ جائیں - بیشک ہمارے عقیدے میں بھي آجکل مسلمانوں کیلیے عبرت اور تنبیہ کا سب سے بڑا سبق ہندؤں کے سیاسي اعمال میں ہے ' اور بڑي بدبختي یہي تھي کہ آجتک اس سے عبرت حاصل نہیں کي گئي - لیکن پیروان " اسلام مبین " کیلیے اس سے بڑھکر کوئي مذہبي موت نہیں ہوسکتي کہ اعمال زندگي کے ایک ضروري شعبے میں انکو اسلام تعلیم دینے سے مجبور ولاچار ہوگیا ہو ' اور اسکي طرف سے مایوس ہوکر انھیں ایک دوسري قوم کے دستر خوان کي چچھوري ہوئي ہڈیوں پر للچانا پڑے - اگر ایسا ھي ہے ' تو بہتر ہے کہ سرے سے اسلام ھي کو خیرباد کہدیا جاے - دنیا کو ایسے مذہب کي کیا ضرورت ہے' جو صرف خطبۂ نکاح میں چند آیتیں پڑھدینے ' یا بستر نزع پر سورۂ یاسین کو دھرا دینے ھي کیلیے کارآمد ہوسکتا ہے ؟

(۱) مومنوں کو فتح ونصرت دینا ہمارے لیے ضرور ہے -

(۱) ان شرالدواب عند اللہ الصم البکم الذین لا یعقلون - سب سے زیادہ بدتر چار پاے خدا کے آگے وہ انسان ہیں - جو بہرے اور گونگے ہوگئے ہوں اور اپني عقل سے کام نہ لیتے ہوں (اسي سورہ میں دوسري جگہ فرمایا ہے ان شر الدواب عنداللہ الذین کفروا فھم لایؤمنون - اس سے ثابت ہوا کہ کفر کي بنیاد بھي دراصل عدم تفکر وتدبر وتقلید محض ھي ہے)

مقدونیا کي مسیحي جماعتوں کي انجمنیں امریکه ' پیرس ' جنیوا ' صوفیا ' اتھینس ' اور وارسا میں برسوں سے قائم ھوگئي ھیں - قوموں اور ملکوں کو آزاد کرانے کا یورپ میں اصلي وسیله اندروني بغاوت ' خفیه سازشین قتل و غارت ' اور تمرد و سرکشي ھے ' اورگو روس پولینڈ میں اور انگلستان مصر میں اسکو پسند نه کرے ' لیکن مقدونیا کي مسیحي آبادیوں میں (جو عھد گذشته میں بھي یقیناً مظلوم رعایائے ترک سے زیادہ ازاد اور امن و امان میں تھیں) ان تمام وسائل کو عمل میں لانے کیلیے تنخواہ دار ایجنٹوں اور واعظوں پرکروروں روپیه صرف کرچکا ھے - سلطان عبد الحمید کے زمانے مین آخري تدبیر دول ثلاثه کے ھائي کمشنروں اور انکے ماتحت ایک علحدہ فوجي پولیس کي ترتیب کا قیام تھا ' لیکن اس سے بھي مقصود یھي تھا که اندروني بغاوتیں آور زیادہ بھڑکائیں جائیں ' اور مختلف مسیحي کلیساؤں کے معتقد ھونے کي وجه سے جو قدرتي باھمي نفاق وھاں موجود ھے ' اسے مشتعل کرکے عام بد نظمي اور طوائف الملوکي کي حالت پیدا کردي جاے - چنانچه سنه ۱۹۰۷ کے اواخر میں ایک سخت اتش فساد تمام مقدونیا میں بھڑک اٹھي - سرویا ' بلگیریا ' اور یونان نے اپنے اپنے مسلح گروہ علانیه بھیجدیے ' اور ھر جماعت نے ایک جنگي گروہ کي صورت اختیار کرکے اطراف و جوانب کو لوٹنا شروع کردیا ' نتیجه یه نکلا که مقام (ریوال) پر شھنشاہ ایڈورڈ اور زار روس میں مشہور راز دارانه ملاقات ھوئي ' اور اسکے بعد ھي انگلستان اور روس مقدونیا کي ازادي کیلیے ایک متحدہ یاد داشت (انگلورشین اسکیم) بیھجکر مستعد ھوگئے که سلطان عبد الحمید کي ھر موقعه پر لچک جانے والي پالیسي کي آخري آزمایش کرلیں - یه وقت بقیه یورپین ترکي کیلیے نہایت نازک اور فیصله کن تھا ' لیکن عین اسي وقت مناستر کي مرکزي انجمن اتحاد و ترقي نے جو وقت مناسب کي منتظر تھي - یورپین ترکي کے آخري فیصله کن وقت کو دیکھکر اپني کار روائی شروع کردي ' اور ۲۷ - جون سنه ۱۹۰۸ - کو (نیازي بے) نے (رسنه) سے ' اور ۵ جولائي کو قھرمان حریت (انور بے) نے (پرسي پي) سے علم حریت ودستور بلند کردیئے - جسکا نتیجه یه نکلا که ۲۴ جولائي کو دنیا کے دستوري انقلابات کا سب سے زیادہ اعجوبه خیز واقعه ظاھر ھوگیا ' یعنے یلدیز کي گورنمنٹ دستوري حکومت کي صورت مین منتقل ھوگئي -

اس انقلاب نے یکایک یورپ کي امیدوں پر ایک وقتي موت طاري کردي - پیرس کانفرس سے لیکر برلن کے اجتماع تک برابر یورپین ترکي کي آزادي کیلیے یه دلیل بیان کي گئي تھي ' که باب عالي کانسٹي ٹیوشنل گورنمنٹ نہیں ھے ' اور اسلیے مسیحي رعایا کے امن و امان اور آزادي کیلیے کوئي ضمانت نہیں - برلن کانگرس میں جب اسٹرین وکیل (کونٹ انیڈرسي) نے الحاق بوسینیا اور ھرزي گونیا پر زور دیا تھا ' تو لارڈ (سالسبري) اور لارڈ (بیکنس فلیڈ) نے اسکي سازشي تائید کیلیے یھي سہارا ڈھونڈھا تھا که " اس طرح یه یورپین صوبے بجا طور پر ایک کانسٹي ٹیوشنل گورنمنٹ کي زیر نگراني آجائیں گے - لیکن اگر باب عالي اپني اصلاحات کي رفتار میں متوقع تیز رفتاري حاصل کرکے دستوري گورنمنٹ کے قیام پر کامیاب ھوگیا ' تو دول عظیمه کي کانگرس یه کہتے ھوے اپنے دلي مقصد کے اظہار میں بالکل صاف ھے که وہ انکو دوبارہ اپنے جغرافیے میں شامل کرلینے کیلیے کوئي رکاوٹ نہیں پاے گا "

پس دستوري گورنمنٹ کے قیام کے بعد کچھه دنوں کیلیے مطالبات کا دروازہ بند ھوجانا نا گزیر تھا ' تمام یورپ پر اس غیرمتوقع انقلاب نے ایک سکتے کا عالم طاري کردیا ' اور بظاھر ھرطرف سے اظہار مسرت و شادماني کے غلغلوں میں نئي حکومت کا استقبال کیاگیا -

مسئله مقدونیا بعد دستور

یه گویا مقدونیا کي قبل از دستور حالت کي طرف ایک سرسري اشارہ تھا - اعلان دستور کے بعد کچھه دنوں تک تو بظاھر تمام یورپ نے به تکلف اپنا چھرہ ایسا بنالیا ' گویا واقعي طور پر انقلاب کے متوقع نتائج کا انتظار کر رھا ھے - مگر یه انتظار بالکل بے معني تھا ' کیونکه جن چیزوں کو " اصلاحات " کے عظیم الشان لقب کے دینے کا تمسخر کیا جاتا تھا ' وہ ترکي کے تاریک سے تاریک عھد میں بھي یورپین ترکي کے ھر مسیحي باشندے کو حاصل رھي ھیں -

تاھم یه تصنع کا چھرہ زیادہ عرصے تک بناوٹ نه نبھا سکا ' اور اب پچھلے مطالبات کو اس لہجے میں دھرانا شروع کردیا گیا که دستوري انقلاب کے نتائج مقدونیا کي حالت میں بالکل ظاھر نہیں ھوتے - اسمیں سب سے زیادہ حصه انگلستان کے پریس نے لیا اور عام طور پر دستوري گورنمنٹ کو نا کامي اور بے اثري کا طعن دینا شروع کردیا - نوجوان ترکوں کو معلوم تھا که یه الزام ایک ایسے ملک کي طرف سے دیا جا رھا ھے ' جھاں پارلیمنٹ قائم ھوکر متصل چار سو برس تک فتنۂ و فساد اور قتل و غارت کا موجب رھي ' اور نظم و امن کي جگھه اس نے یورپ کے امن کو صدیوں تک خطرے میں رکھا - لیکن انھوں نے پوري خاموشي کے ساتھه ان تمام طعنوں کو برداشت کیا اور صرف ڈھونڈھتے رھے که کسي طرح دستوري انقلاب کي ابتدائي مشکلات سے ملک گذر جاے - انگلستان کي یھي سرد مھري تھي ' جس نے اتحاد و ترقي کو پھر جرمني کي طرف مائل کر دیا تھا ' اور اسي جرمن اثر کا نتیجه تھا که انگستان نے (کامل پاشا) کو ھاتھه میں لیکر اتحاد و ترقي کي مخالفت شروع کي تھي -

دستوري انقلاب پر اظھار مسرت و استقبال اگر اخبار کے صفحوں پر تھا تو دوسري طرف تھوڑے وقفے کے بعد روس و اسٹریا اور بلقاني ریاستوں نے اپني قدیمي کارروائیاں بھي شروع کردي تھیں - اسکا پہلا ظھور البانیا کي پہلي شورش تھي ' جسمیں روسي ' یوناني ' سروین ایجنٹوں کا اسلحه تقسیم کرنا ' اور خفیه کمیٹیوں کو بکثرت روپیے سے مدد دینا جرمن اخبار کے وقائع نگاروں نے ثابت کر دیا تھا - اسکے بعد ھي جنگ طرابلس کا آغاز ھوگیا ' اور ترکي نے مالیسوریوں کے مطالبات ایک حد تک منظور کرکے پوري توجه طرابلس پر صرف کردي - اب یه موقعه بلقاني ریاستوں کو مطلب براري کیلیے بہت اچھا ملگیا - سرویا جو ایک عرصے سے بڑي حکومت بننے کا خواب دیکھه رھي [illegible] - کوئي وجه نه تھي که اس موقعه سے فائدہ نه اٹھاتي - اسٹ[illegible] اور روس و یونان نے اسکو آور بھڑکایا - بد قسمتي سے اتحاد و ترقي کے نادان دشمن اس موقعه پر غیروں کے ھاتھه ایک[illegible]

لم يكد يراها - و من لم يجعل الله له نور فماله من نور (۲۴ : ۴۰) (۱)

جو قوم خدا سے اپنا رشتہ کاٹ دیتي ہے ' اور اسکے فرمانوں و احکام سے روگرداني کرتي ہے ' اسکے اعمال نور الہي سے خالي ہوجاتے ہیں ' اسپر ضلالت و گمراہي کا ایک شیطان مسلط ہوجاتا ہے ' اور وہ اسکو اپنا مرکب بنا کر اسکے گلے میں اپني اطاعت کي زنجیریں ڈالدیتا ہے :

ومن يعش عن ذكر الرحمن نقيض له شيطانا فهو له قرين (۴۳ - ۳۶) — اور جو شخص خدا کے ذکر سے روگرداني کرتا ہے ہم اسپر ضلالت کا ایک شیطان متعین کردیتے ہیں جو اسکے ساتھہ رہتا ہے

پھر وہ یکسر گمراہي اور ضلالت ہو جاتي ہے ' اسکي زندگي ناکامي و نا مرادي کي تصویر بن جاتي ہے - وہ طلب مقصود میں آوارہ گردي کرتي ہے ' مگر چونکہ مقصود تک پہنچانے والے ہاتھہ میں اسکا ہاتھہ نہیں ہوتا ' اسلیے کبھي مقصود تک نہیں پہنچتي - مسلمانوں کے تمام ترقي کے ولولوں اور اصلاح کي کوششوں کا بھي یہي حال ہورہا ہے - نامرادي کے سوا انہیں کچھہ حاصل نہیں ' انکے لیڈر پاني کو ڈھونڈھتے ہیں ' مگر دوڑتے ہیں ریگ زار کي طرف :

اعمالهم كسراب بقيعة يحسبه الظمان ماء - حتى اذا جاءه لم يجده شيئا (۲۴ - ۳۹) — انکے اعمال کي مثال ایسي ہے - جیسے چٹیل میدان میں چمکتا ہوا ریت ہوتا ہے - کہ پیاسا دور سے اسکو پاني سمجھکر چلا - مگر جب پاس آیا تو کچھہ بھي نہ تھا

عــــود الى المقصــــود

پس اگر مسلمان زندگي حاصل کرسکتے ہیں ' تو مسلمان بنکر ' ہندو یا مسیحي بنکر نہیں - آپکے ہاں اگر شمع کافوري جل رہي ہے تو آپکو کسي فقیر کے جھونپڑے سے اسکا ٹمٹماتا ہوا دیا چرانے کي کیا ضرورت ہے ؟ پھر یہ بھي ہے کہ فرض کر لیجیے ' کل ہندؤں کو اپني پالیسي بدل دیني پڑي - جتني راہیں انساني دماغ کي پیدا کردہ ہیں ' ان میں تغیر و تبدل ہروقت ممکن ہے ' البتہ خدا کي تعلیم میں ممکن نہیں کہ لاتبديل لكلمات الله - پھر کیا اس حالت میں مسلمان بھي اپنے اماموں کے ساتھہ اپني نمازیں توڑ دیں گے ؟ ذرا غور سے کام لیجیے کہ گہري اور تفکر طلب باتیں ہیں - ہم مسلمانوں کے ذہن نشین کرنا چاہتے ہیں کہ خواہ کسي اصول پر مبني ہو ' لیکن وہ ایک ایسي راہ پیدا کرلیں جو انکي مستقل اور مخصوص راہ ہو ' جسمیں کبھي تغیر کي ضرورت نہو ' تمام خارجي اثرات تغیرے محفوظ ہو ' نیز کہا جا سکے کہ وہ مسلمانوں کي راہ ہے - ایسا نہو کہ محض خارجي حالات کے تابع ہوکر آپ اپنے تئیں بالکل بدل جائیں - یہ نہو کہ آپکي پالیسي صرف گورنمنٹ کے انداز نظر کا نام ہو - لطف و مہر کي بہار آے ' تو آپکي پالیسي دوسري ہو ' اغماض و اعراض کي باد خزاں چلے ' تو اپکا آشیانہ دوسري جگہ بن جاے - تقسیم بنگال کي تقسیم و ترکیب ' اور یونیورسٹي کا الحاق و عدم الحاق آپکي پالیسي کو طیار نہ کرے - بلکہ آپکے منقسم اقلیم دل کا اتصال ' اور آپکے شکستہ رشتۂ الہي کا الحاق ' آپکے لیے ایک دائمي اور ناممکن التبدیل پالیسي مہیا کردے -

(۱) یا پھر انکے اعمال کي مثال ایک بڑے گہرے دریا کے اندر کي تاریکیوں کي سي ہے کہ دریا کو لہرنے ڈھانک رکھا ہے - لہرے اوپر لہر - اور اسکے اوپر بادل - اسطرح ایک تاریکي کے اوپر دوسري تاریکي ہے - اگر دریاکي تہہ میں کوئي اپنا ہاتھہ نکالے - تو امید نہیں کہ اسکو دیکھہ سکے - اور اصل یہ ہے کہ جسکو الله هي کا نور نہ ملے تو پھر اسکے لیئے روشني کہاں -

شئون عثمانیہ

— * —

كتب عليكم القتال و هو كره لكم - و عسى ان تكرهوا شيئاً وهو خير لكم ' و عسى ان تحبوا شيئاً و هو شر لكم - والله يعلم و انتم لا تعلمون (۲ - ۲۱۲) (۱)

اس ہفتے ہمنے چاہا کہ ترکي کے موجودہ احزاني انقلابات کے اغراض و علل پر حسب وعدہ اشاعت گذشتہ ایک مفصل افتتاحیہ (لیڈنگ آرٹکل) لکھیں ' لیکن چند سطریں لکھیں تھیں کہ ترکي کي موجودہ مشکلات سامنے آگئیں - خیال ہوا کہ سب سے پہلے موجودہ کوائف پر متوجہ ہونا چاہیے ' اس سے اگر وقت بچا ' تو اندروني نزاعات کي افسانہ گوئي کیلیے بہت سي راتیں باقي ہیں -

یورپ نے اپنے موجودہ صلیبي جہاد (کروسیڈ) کا جو پروگرام مرتب کیا ہے - اسکي پہلي دفعہ مسئلۂ مشرقي کا انفصال ' یا بقیہ یوروپین ترکي کي تقسیم ہے - نہیں معلوم یہ تقسیم کب کي ہوچکي ہوتي ' لیکن :

فاغرينا بينهم العداوة والبغضاء الى يوم القيامة و سوف ينبئهم الله بما كانوا يصنعون (۵ - ۱۷) — ہمنے عیسائیوں کے اندر باہمي عداوت اور بغض کو قیامت تک کیلیے ڈالدیا ہے اور آخر کار خدا انکو بتا دیگا کہ دنیا میں انکے کام کیسے رہے ہیں

دول یورپ کي باہمي رقابت کو خدا تعالی نے اسکا ذریعہ بنادیا کہ اسلامي حکومت کا آخري نقش قدم یورپ میں ابھي عرصے تک باقي رہے - اسي رقابت سے قسطنطنیہ کے بحالت خود بقاکا مسئلہ پیدا ہوا - اور پہلي (پیرس کانفرنس) میں تمام دول یورپ نے اسکي توثیق اور ذمہ داري پر دستخط کر دیے -

لیکن یہ رقابت بلقاني ریاستوں کي خود مختاري کي مانع نہ تھي - کیونکہ انکي آزادي سے دول کے باہمي توازن قوا پر کوئي اثر نہیں پڑتا تھا - اسلیے بظاہر دماغ کو کامل اور سالم رکھکر ' صرف اعضا کي قطع و برید کا عمل شروع کردیا گیا ' اور برلن کانگرس نے بلقاني قطع بعنوان مختلف ازاد کرادیے - یہ وہ یوروپین قطعات تھے جو ایک صدي سے زیادہ عرصے تک ترکي کے محکوم صوبے رہچکے تھے ' اور انہي میں سے ایک ریاست آج ترکي کے مقابلے میں مغرورانہ اعلان جنگ کر رہي ہے : وتلك الايام نداولها بين الناس -

بلقاني صوبوں میں صرف ایک آخري صوبہ (مقدونیا) باقي رہگیا ہے - سنہ ۱۸۷۰ سے اجتک روس اور اسٹریا اور تمام ریاست ہاے بلقان مال و قوت اور سازش کي سختي سے سخت طاقتیں اسکے لیے صرف کررہي ہیں ' اور بقیہ دول ستہ کا اتحاد و اشتراک عمل ہر موقعہ پر انکے ساتھہ ہے - باہر کے اغوا اور سازش کے بل پر خود

(۱) مسلمانوں - تم پر جنگ و قتال میں پڑنا لکھدیا گیا ہے - یہ تمکو ناگوار گذرےگا - لیکن عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بري لگے - اور وہ تمہارے حق میں اچھي ہو - اور کسي چیز کو تم اچھا سمجھو اور وهي تمہارے حق میں بري نکلے - کیونکہ الله جانتا ہے مگر تم نہیں جانتے -

مخفي دشمنوں کے هجوم و انبوہ کا نقاب منہہ پر ڈالکر هر طرف سے نازل هونا شروع هوگئي - یہ مقدونیا کے مسئلے کي تجدید نہیں هے' بلکہ في الحقیقت تائید الهي کے عهد قدیمي کي تجدید هے - یہ بلقاني کانفیڈریسي کا اعلان جنگ نہیں هے - بلکہ ترکي کے نئے دور کیلیے ایک پیغام حیات هے - ترکي کو انقلاب دستور کے بعد ایک سخت خونریزي کي ضرورت تھي ' اسکي تلوار زنگ آلود هورهي تھي' اور اسکے جسم پر مدتوں سے خون کے چھینٹے نہیں پڑے تھے - طرابلس کي جنگ نے دلوں کو زندہ کیا' مگر عثماني تلوار کے قبضوں میں زندگي پیدا نہیں هوئي - یہ جنگ صرف اندرون طرابلس میں محدود تھي ' معدودے چند جاں باز ترکوں کے سوا اسمیں عثماني تلوار کو کوئي حصہ نہیں ملا - لیکن اب جو کچھہ هوگا ' اُس سر زمین پر هوگا ' جہاں کي مٹي نصف صدي سے یورپ کے خون کے لیے تشنہ هورهي هے ' جہاں کي خاک کو مدتوں سے خون کي بارش نصیب نہیں هوئي' اور شدت خشک سالي سے اسکے تمام جوهر نشوونما ضایع جارهے هیں - جہاں اتک (محمد فاتح) اور (سلیمان صاحبقران) کے برچھوں کے پیدا کیے هوے گڑھے بھرے نہ جا سکے - اور جہانکے ایک ایک ذرے کو خاندان آل عثمان نے اپنا سیروں اور منوں خون پلا پلاکر پالا هے' اور پرورش کیا هے -

پس اگرچہ عین اندروني مناقشات اور طرابلس کي مصروفیت کے موقعہ پر ایک متحدہ یورپین جنگ کا اعلان تشویش و اضطراب پیدا کرتا هے' مگر في الحقیقت اضطراب کا نہیں ' بلکہ شکر الهي کا موقعہ هے - بہت قریب هے کہ جنگ طرابلس سے زیادہ تعجب انگیز اور غیر متوقع نتائج سے اس جنگ کا مستقبل شروع هو - اسلام کي فتح و شکست کا دار و مدار کبھي بھي مادي اسباب و ذرائع نہیں رهے هیں - تاریخ شاهد هے کہ هم نے همیشہ مایوسیوں میں سے امید ' اور ناکامیوں میں سے کامیابي حاصل کي هے - اگر بلغاریا هوائي جہازوں کو فراهم کررهي هے' اگر انگلستان چار تباہ کن جہاز یونان کے هاتھہ فروخت کر رها هے - اگر اسٹریا نے فوجي طیاري کا حکم دیدیا هے ' اور بلقان کي متحدہ قوت کے قواے جنگ کي فہرست بہت مہیب اور دهشت ناک هے' تو هو ' کوئي مضائقہ نہیں - کیونکہ ایک هستي هے ' جسکي محیط کل قوت ان انساني دلیریوں سے مرعوب نہیں هوسکتي ' اور جسکي عجائب آفرینیوں کے آگے مادي اسباب و وسائل نے کبھي بھي فتح نہیں پائي هے - اگر یورپ اپنے آلات خون و خوں ریزي کے هجوم میں اُسکو بھول گیا هے ' تو هم اپني محتاجي و مظلومي کي بیکسي میں تو اُسے نہیں بھول سکتے :

وکم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة باذن اللہ ' واللہ مع الصابرین (٢ : ٩٦)

مسلمانوں کو یاد رکھنا چاهیئے کہ آج مسیحي کروسیڈ اسلام کو یورپ سے نکالنے کیلیے اپني تمام قوتیں خرچ کررها هے ' مگر ایسا ارادہ اسلام کیلیے کوئي نیا ارادہ نہیں هے - اسلام نے اپنے ظهور کے ساتھہ هي اس طرح کے ارادوں کو اپنے سامنے پایا هے - اس وقت تو اسلام الحمدللہ - تیرہ سو برس کي ایک پراني جڑ هے - اسکے ریشے اسقدر دور تک پھیلے هوے هیں ' کہ انکے اکھاڑنے کیلیے مسیحي یورپ اپنے هاتھوں پر فولادي دستانے چڑھارها هے ' پھر بھي خائف هے کہ اس درخت تناور کو هلانا آسان نہیں - لیکن جبکہ اسکا آغاز هي آغاز تھا' اس وقت بھي خدا کے مقابلے میں انسان نے ایسا هي ارادہ کیا تھا ' مگر مشیت الهي نے انساني غرور کو شکست دي :

و اذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک و یمکرون و یمکر اللہ ' و اللہ خیر الماکرین (٨ - ٣٠)

اور اے پیغمبر ! وہ وقت یاد کرو جب کفار مکہ تمہارے ساتھہ ایک چال چل رهے تھے تاکہ تم کو گرفتار کر رکھیں یا مارڈالیں یا جلا وطن کردیں - اور حال یہ تھا کہ وہ اپنا داؤ کر رهے تھے اور خدا اپنا داؤ کر رها تھا ' اور اللہ سب داؤ کرنے والوں سے بہتر داؤ کرنے والا هے -

وہ خدا ' جس نے اپنے کلمۂ توحید اور اسکے داعي کو اُس وقت نازک میں بچا یا تھا ' اور واللہ یعصمک من الناس کہکر مطمئن کردیا تھا ' تو گو دنیا کے ساز وسامان بدل گئے هوں' مگر خدا نہیں بدلا هے - وہ اب بھي اپنے عجائب کار و بار قدرت کي نیرنگیاں دکھلا سکتا هے

یریدون لیطفؤا نوراللہ بافواههم' واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون (٦١ : ٩٨)

انجمن اتحاد و ترقي کا اعلان

چنانچہ - الحمد للہ - کہ سب سے پہلا عظیم الشان نتیجہ آثار جنگ کا ظاهر هوگیا هے - یعني انجمن اتحاد و ترقي نے بلقاني ارادہ سے دیکھتے هي اعلان کردیا کہ " وہ اپني پوري قوت سے گورنمنٹ کي تائید کرنے کے لیئے طیار هے' اور حفظ ملک کے اس نازک موقعے پر اندروني منافشات کو بھول گئي هے" - اتحاد و ترقي کے مشہور افراد: طلعت بے' جاوید بے' اور خلیل بے - جنکو موجودہ وزارت ملک کا اشد ترین دشمن ظاهر کرتي تھي - اور جنکي گرفتاري کے لیے پوري قوت خرچ کرچکي تھي' اسوقت تمام پچھلي وحشیں فراموش کرکے پھر پبلک میں آگئے هیں - اور مع ایک بڑي اتحادي جماعت کے "گروہ مجاهدین" میں اپنا نام لکھوارهے هیں - في الحقیقت یہي آثار هیں جنکو دیکھکر یقین کرنا پڑتا هے کہ موجودہ ترکي گورنمنٹ میں خواہ کتناهي بے اعتدالانہ احزابي نزاع هو' مگر حفظ ملت کے نقطے پر سب مجتمع هیں' اور وطن پرستي کي غیرت سے کوئي خالي نہیں - ملک کي تیس سب کے دلوں میں هے' اور خاک وطن کے دردکي امانت سب کے سینوں میں محفوظ هے - اتحاد و ترقي کا یہ رویہ اسکي صداقت اور اسلام پرستي کي ایک نئي آیت عظیمہ هے' اور اُن حیا دشمنوں کے لیے ایک تازیانۂ محکم و شدید هے ' جوایک صادق الاعمال و النیة گروہ کو بدنام کرتے هوے خدا سے بالکل نہیں شرماتے :

والا ان حزب اللہ هم الغالبون [اور یاد رکھو کہ حزب الهي همیشہ غالب رهیگا]

یہ اسلام کي هیئۂ جامعہ کي اصلي خصوصیت تھي' اور اسي سے محرومي آج همارے تمام کاروبار ملي کے خسران کي علت حقیقي هے - اختلاف و نزاع احزاب کا مٹنا محال هے - انساني دماغ میں جب تک قوت فکري رهے گي' اس وقت تک مختلف دماغوں کا مختلف الا فکار هونا بھي ضرور هے' لیکن زندہ قومیں ان اختلافات کے حدود کو انکے دائرے سے بڑھنے نہیں دیتیں اور ایک متحد اور مشترک نقطۂ اتحاد همیشہ اپنے پاس رکھتي هیں -

فتدبروا و تفکروا واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا ولا تکونوا کالذین تفرقوا و اختلفوا من بعد ما جاءهم البینات اولئک لهم عذاب عظیم

آله کار بنگئے ' اور اتحاد و ترقي کو شکست دینے اور بد نام کرنے کیلیے البانیا میں بغاوت پهیلانے کا سامان کرنے لگے - اٹلي طرابلس کے اندر مجبور ہو کر صلح کیلیے ترکي کو دبانا چاهتي تهي ' اسلیے وہ اور اسکے حلیف بهي آمادہ ہوگئے که بلقان میں جلد سے جلد شورش پیدا کردینے کے وسائل عمل میں لے آئیں - یه اسباب تهے جنهوں نے ایک بلقاني متحدہ سازش کي صورت اختیار کرکے باهر کي اعانت بهي بہت جلد حاصل کرلي ' اور " مسئلۂ مقدونیا " پهر زندہ کرکے کهڑا کردیا گیا - افسوس که تفصیل کي گنجائش نہیں ' ورنه اس سرگذشت میں بہت سي باتیں خصوصیت کے ساتهه لکهنے کي تهیں -

کوچنه کا حادثه

بظاهر موجودہ شورش کي ابتدا ۲ - اگست کے " حادثۂ کوچنه " کو بیان کیا جاتا هے ' جسمیں حسب روایت (صوفیا) ۳۲ - بلغاري دو بم کے گولوں کے پهٹنے سے هلاک هوگئے تهے ' اور اسکے بعد ۴ - اور ۵ - کو ایک مسیحی قتل عام کي خبر تمام عالم میں مشتهر کي گئي تهي - لیکن یه حادثه في الحقیقت خود بلقاني ریاستوں کي ایک متحدہ کوشش سے عمل میں آیا تها ' تاکه بهانه جوئي اور مسئلۂ مقدونیه کو از سر نو اٹهانے کا موقعه هاتهه آجاے - یوروپین ترکي میں همیشه اسي طریق پر عمل درآمد رها هے - مشهور جرمن اخبار (رش) کا نامه نگار اس حادثے کي نسبت لکهتا هے :-

" کوچنه کا واقعه کوئي اتفاقي حادثه نه تها - یه ایک قدیمي اور طے شدہ پالیسي کا عملي ظهور تها - یه خونریزي کامل غور و فکر کے بعد خود کرائي گئي تهي - متمدن یورپ کو شاید یقین نه آے که اسطرح کوئي خونریزي خود اپني جانوں کیلیے کرائي جاسکتي هے ' مگر یه ایک ایسي حقیقت هے ' جسکا علانیه اقرار حلف اٹها اٹها کر خود مقدوني انقلاب خواہ کر رهے هیں - اس سے مقصود یهي تها که ترکي کے مظالم اور مذابح کا افسانه ایک مرتبه پهر دهرادیا جاے ' اور دول کي مداخلت اور مقدونیا کي ازادي کا راسته صاف هو جاے "

ناظرین کو یاد هوگا که هم نے اس زمانے میں اخبار (ٹمیس) اور (فرنک فرٹر زیٹنگ) کے ایک نوٹ کا ترجمه شائع کیا تها ' جنکے نامه نگاروں نے بهي اسي کے قریب قریب حالات ظاهر کیے تهے -

ترکي کي مشکلات

جو حکومت ایک صدي سے متصل مشکلات کي زندگي بسر کر رهي هو ' اسکے لیئے موجودہ مشکلات میں کوئي ندرت نہیں - تا هم اس وقت طرابلس کي مصروفیت کے ساتهه اسکو یوروپي پانچ طاقتوں سے نبرد آزمائي کرني پڑے گي - بلقاني کانفیڈریسي اور سازشي اتحاد کے ساتهه یونان اور آسٹریا کي فوجي طیاریاں بهي اسکے سامنے هیں ' اور کریٹ بهي ضرور هے که اپنے یوناني الحاق کے پرانے خواب کي تعبیر موجودہ حالات هي میں ڈهونڈهے - موجودہ وزارت نے صلح کے معاملات میں جو باقاعدہ شرکت کي هے ' اور جسکا خدا نکرے که کوئي اسلام سوز نتیجه ۸ - اکتوبر کو سننا پڑے - وہ بهي یقیناً از مشکلات کے قدرتي اثر کا نتیجه هے ' اور ان شورشوں کا ایک بہت مقصود یه بهي تها - تا هم اسلام کیلیے جو فیصله کن گهڑیاں گذر هیں انکا

اب یهي اشارہ هے که جو کچهه هونا هے ' ایک مرتبه هوجاے - کچهه عجب نہیں که الله تعالے نے (جو یقیناً مسلمانوں کي بد عملیوں کي نحوست سے اپنے کلمۂ توحید کي حفاظت چهوڑ نه دیگا) ترکي کي زندگي کیلیے ایک سیلاب خون کو طے کرنا مقدر کردیا هو -

عسى ان تكرهوا شيئاً و هو خير لكم

دستوري حکومت نے همیشه جنگ میں پڑنے سے دامن بچایا ' اور همیشه اصلاحات و تغیرات کیلیے فرصت اور سکون ڈهونڈهتي رهي ' مگر یهي فرصت درحقیقت اسکے لیے عهد جدید کے تمام نقائص کا سرچشمه بن گئي - انقلاب دستوري کے بعد ملک میں احزابي نزاعات ' عاجلانه نفع کي توقعات ' اعراض و مقاصد کے تصادم ' اور ناتجربه کارانه سیاسي خود مختاري کي مضرات کا ظهور همیشه سے لازمي رها هے - ایسي حالت میں انقلاب کے بعد کسي بیروني مصروفیت کا پیدا هو جانا رحمت الهي سے کم نہیں هوتا ' کیونکه ملک کے تمام منتشر قوا جمع هو جاتے هیں ' باهمي عداوتیں اور دشمنیاں عهد مودت و اخوت سے مبدل هو جاتي هیں - جنگي اشتغال خانگي جهگڑوں کو بهلا دیتا هے ' اور جو ملکي قوت اندروني منافشات میں ضائع هو رهي تهي ' وہ ایک عمدہ مرکز پر جمع هو کر مفید طریقے سے خرچ هونے لگتي هے - عثماني انقلاب کے بعد اندروني نزاعات کا ایک سخت طوفان اٹها ' لیکن خدا تعالی نے بوسینیا اور هرزي گونیا کا معامله پیدا کردیا ' تاکه باهمي تباغض و تناقش کي قوتیں آسٹریا کے مقابلے میں صرف هوں - اسکے بعد سکون طاري هوا تو ابتدائي قضیے پهر تازہ هوگئے ' علي الخصوص حزب الحریة و الائتلاف اور اتحاد و ترقي کي پهلي معرکه آرائي اور (صادق بے) کي پارٹي کا اعلان - بہت ممکن تها که یه وقت ترکي کے داخلي امن کیلیے سخت مخدوش ثابت هوتا ' لیکن قدرت الهي نے اسي وقت اٹلي کو بهیجدیا ' اور ایک اعدٰعدو دشمن کے هاتهوں خلافت عثمانیه ' اور قواے بقیۂ اسلامیه کو وہ فوائد عظیمه پهنچادیئے ' جسکي نظیر اسلام کي پچهلي کئي صدیوں کي تاریخ میں نہیں مل سکتي -

ان الله ليويد هذالدين بالرجل الفاجر (۱)

اس وقت پهر ترکي ایک نهایت شدید اندروني فتنے میں مبتلا هوگئي تهي ' گویا آل عثمان کے خاندان کے تمام اعضا باهمي نزاعوں سے بے قابو هو کر دست و گریباں هونے کیلیے طیار تهے - کچهه عجب نه تها که عنقریب اتحاد و ترقي کا نیا پروگرام حسب اعلان آخري اپنا عمل درآمد شروع کردیتا اور خلافت اسلامي کیلیے في الحقیقت وہ ایک فزع الاکبر کا دن هوتا - لیکن الله تعالے نے پهر ایک نیا سامان اس فتنے کے انسداد کا بهم پهنچادیا ' اور اسکي رحمت و نصرت کي جنود

---

(۱) بخار و مسلم نے حضرت ابو هریرہ سے روایت کیا هے که ایک جنگ کے موقعه پر آنحضـ ... ـے ... شخص کي نسبت کہا که وہ اهل نار میں سے هے - مگر دوسرے دن اس نے ... کارهاے نمایاں انجام دیے ' اسپر صحابه متعجب هوے که ایسا جانباز کیونکر ... ي ... سکتا هے ؟ لیکن اسکے بعد هي معلوم هوا که کثرت زخم سے مضطرب هو کر ... نے ... کشي کرلي اور اس طرح واقعي اهل نار کي موت مرا - جب انحضرت کو خبر ... ي تو ... یه جمله فرمایا ' یعنے خدا تعالے اس دین کي مدد ایک فاجر انسان سے کر ... گا -

لکھنو سے ایک دوسري گمنام چٹھي

— : —

نقاش نقش ثاني بهتر کشد ز اول

— * —

او فرعون وقت اور نمرود زمان ! او ابلیس ابن ابلیس ! تم سمجتے هو که الهلال نکالکر اور اسمیں قران کي آیتیں بهر کر قوم کے مصلح بن جاؤگے ؟ یه منه مسور کي دال ! چلے ذرا یه تو بتلایے که آپنے ابتک کسي کالج تو خیر کسي انگریزي کے اسکول میں ابجد خواني بهي کي هے ؟ تم کو شرم نہیں آتي که قوم کے اُن مسلّم اور واجب الاحترام سچے لیڈروں کو گالیاں دیتے هو' جو تمهارے جیسے قل اعوذیے اور قران خوان ملا خرید کر تقسیم کر دیسکتے هیں ؟ بد معاش ! بے حیا ! شیطان ! آخر تو نے اپنے تئیں سمجها کیا هے ؟ تیرے جیسے لاکھوں عربي پڑھے هوے ملانے قران بغل میں دابے مارے مارے پھر رهے هیں' اور انکو اب کوئي شریف اپنے گھر میں گھسنے بهي نہیں دیتا - بہت کسي نے عزت دي تو اتنا کیا که اپنے کسي عزیز کي قبر پر یاسین پڑھنے کے لیئے بٹها دیا - اب وہ زمانه گیا جبکه قل اعوذیوں کي قوم پر حکومت تهي - اب تعلیم اور روشني کا زمانه هے' اور اسکول کا ایک لونڈا بهي مولویوں کي جہالت پر هنستا هے ابتو کسي ملا کو منهه دکهلانے کي جرأت هي نه تهي' اور مذهب مذهب کہکر شیطاني گمراهي پهیلانے کا جادو چل نہیں سکتا تها' مگر اب برسوں کے بعد تم قران کے نئے عالم اور مفسر بنکر آے هو که قوم کو از سر نو مذهبي تعلیم دو' اور یه صرف تمهیں کو سوجها هے که پولیٹکل پالیسي بهي قران سے نکالني چاهیے' اور ساري دنیا قران هي میں هے - الحمد لله که اب قوم تعلیم یافته هے اور تم ایسے کتوں کے بهونکنے سے اپني راه چهوڑ نہیں سکتي - تم سمجهتے هو که الهلال نکالکر اور ظاهر فریب اور ذرا دل کو گرمانے والي عوام پسند باتیں طرابلس اور مجاهد و مدافع کي لکهکر قوم کو پرچا لوگے' مگر میں تم کو وقت سے پہلے نصیحت کرتا هوں که اسکا نتیجه سواے ذلت اور خواري کے کچهه نه هوگا - جاهل تو همیشه مذهب کي روٹي کهانے والوں کے هاتهه میں رهے هي هیں' انکے قبله و کعبه کہدینے پر فرعون بے سامان نه بن جانا' یاد رکهو که اب زمانه تم لوگوں کے مذهبي دام میں نہیں آسکتا - اب مذهب کا دور گیا - دیکهه لینا اور پهر کهتا هوں که دیکهه لینا که هر پڑها لکها شریف آدمي تمهارے منهه پر تهوکے گا اور تمهارے تمام امر بالمعروف اور نهي عن المنکر اور دعوت قران وغیره وغیره خرافات کي هڈیاں پسلیاں چور کردیگا تم بڑے عالم اور مقدس بنتے هو اور لوگوں کو نماز روزه نه کرنے پر وعظ کرتے هو' اور کهتے هو که شیطان نے قوم کو گمراه کردیا - نابکار ! یه بهول گئے که تم هي تو اولاد شیطان هو - میں پوچهتا هوں که آخر تمهیں اتنا غرور کس چیز کا هے ؟ شاید چار پیسے کا نشه هے لیکن جن بزرگ اور عظیم الشان لیڈران قوم کو تم برا کهتے هو' انکے خانساماں عجب نہیں که تم سے زیاده روپیه رکهتے هوں - یا پهر شاید تم کو اسکا غرور هو که میں نے عربي علوم کي بہت سي کتابیں چاٹ لي هیں اور میري زبان نہایت تیز اور فصیح اور قلم میں بہت زور هے' تو ایسا سمجنا بهي تمهارا شهدا پن هے - اپني عربي داني کو تو کسي مسجد یا قبرستان میں لیجاؤ' یہاں درکار نہیں' رها زور قلم و زبان' تو اس سے هوتا هي کیا هے - هم خوب جانتے هیں که تم لوگوں نے مسلمانوں کے سچے لیڈروں کے اثر کو نیست و نابود کر دینے کیلیے ایک گهري سازش کر رکهي هے اور اسمیں تمهارے ساتهه ایک آور پرانا ملا بهي شریک هے اور وه بهي مولویت کي چٹائي سے اوچک کر لیڈري کي کرسي پر آنا چاهتا هے ایک آور مولوي بهي اب ملگیا هے' جس نے ساري عمر علي گڈه کا نمک کها کر اب حق نمک ادا کرنا چاها هے - پہلے تم لوگوں نے (مسلم گزٹ) نکالا' اور جب لوگوں کو ذرا کنٹرول لیا تو اب الهلال جو در اصل تمهاري قرآني بولي میں الضلال هے' شائع کرکے کهلے بندوں ناچنا شروع کر دیا - امین آباد پارک کے سامنے کے کوٹهوں میں تم شیطانوں کا مجمع هوا کرتا تها' هم کو رتي رتي حال معلوم هے' ظفر علي کو بهي تم نے لاهور کے جهگڑوں سے فائده اٹها کر ملا لیا تها' مگر خیر هے که وه پوري طرح شریک نہیں هوا - کامرید بهي دو رخي چال چلکر اپني لیڈري کو دونوں جگهه چمکانا چاهتا هے' اور عجب نہیں که اس سازش میں کچهه شریک هو - لیکن اب تک تمهارا یه مذهبي اور قرآني لٹکا تو کسي کو نہیں سوجها تها - تمهاري اس شیطاني قابلیت کي تو هم ضرور داد دیں گے که قرآن اور اسلام کے نام سے اپني اواز کو دلفریب بنانے کا خیال تمهارا اختراع هے - هم اب بهي سمجهاتے هیں که اس شیطاني شرارت سے باز آجاو - ان بڑے آدمیوں کو - جو ادنا اشارے پر تمهارے پانوں میں بیڑیاں ڈلوا دے سکتے هیں - اسطرح چهیڑنا اچها نہیں - اگر ذرا بهي انکے لب هلگئے' تو تم مع اپني مولویت اور عربي کے کتب خانے اور قران کي تعلیموں اور دفتر الهلال کے طمطراق کے في النار والسقر هوجاوگے اور ساري "نبي جي روزي بهیجو" بهول جاوگے - یه بهي اسلیے کهتے هیں که تم میں ایسي قابلیتیں اور جوهر ضرور هیں که اگر شیطنت سے باز آجاؤ اور کام کرنے والوں کے ساتهه ملکر کام کرو تو بیشک بڑي عزت اور ناموري حاصل کرسکتے هو' اور قوم میں سربلند هوسکتے هو - یاد رکهو که تم علي گڈه کے لیڈروں کے مخالف بنکر کچهه نیک نامي نہیں کما سکتے - یونیورسٹي میں تمهارے باپ کا کچهه چنده ملا هوا نہیں هے' جن لیڈروں نے ایک ایک لاکهه اور دو دو لاکهه روپیه دیا هے' وه پوري طرح مالک هیں' جو چاهیں کریں' اگر قوم کے چند دهنیے اور نیچه بندوں میں طاقت هے تو دیکهیں کس طرح دخل در معقولات پر قائم رهتے هیں ؟ تم ناپاک کتوں کے بهونکنے کو کوئي نہیں سنے گا - لیکن اگر تم انکے ساتهه ملکر کام کروگے تو قوم کو بهي فائده پہنچاوگے اور خود هم بهي تم کو اپنا ایک مذهبي لیڈر اور پیشوا بنالیں گے' جسکي واقعي هم کو ضرورت هے -

یاد رکهو که میں کوئي ایسا ویسا ادمي نہیں هوں' جو کهتا هوں بالکل پتهر کي لکیر هے - یه آخري نصیحت هے جو تم کو بهیجدي گئي - اگر تم نے بہت جلد الهلال کي پالیسي بدلدي تو خیر - اگر تم یکایک بدلنے میں بد نامي سے ڈرتے هو تو اهسته اهسته بدلدو' هم خود سمجهه جائیں گے اور پهر کوئي شکایت نہیں کرینگے - ورنه اس جملے کو قضا و قدر کے فیصلے کي طرح سمجهو که بہت جلد مجبوراً هم کو فتنه دبانے کیلیے هاتهه پیر هلانا پڑیگا اور پهر جو کچهه هوگا اسکے لیے یه اشاره کافي هے که تم کو همیشه کیلیے نیست و نابود کر دیا جاے گا - تم ابهي بالکل نوجوان هو' خدا کیلیے اپني نوجواني پر رحم کرو اور اپنے آپ کو برباد نه کرو -

یه بهي کهدیتے هیں که اگر تم باز نه آے' تو آور باتوں کے ساتهه تمهاري پتلي دبلي هڈیاں بهي ذرا گرمادي جائیں گي - اب ذرا کلکته سے نکلکر لکهنو آو' تو حقیقت معلوم هو - اگر بغیر توبه کیے هوے تم ابکے لکهنو آے' تو اگر هم لوگ علم اور شرافت کا ایک ذره بهي رکهتے هیں تو اپنے سامنے لکهه رکهو' که چارباغ سے تم اپنے امین آباد پارک کے اڈے تک زنده و سلامت نه پهنچ سکوگے اور یا تو همیشه کیلیے جہنم رسید کردیے جاؤگے یا کم از کم ایک ٹانگ مبارک تو ضرور شهید کردي جایگي تاکه تمهاري پوري ٹولي "لنگڑی ٹولي" بن جاے

راقم اگر توبه کرلو تو تمهارا سچا عقیدت مند اور معتقد - ورنه تمهارے لیے عزرائیل

مراسلات

مسئلۂ تعلیم و الحاق

— * —

لکھنؤ کي گمنام چٹھي اور الہلال کے ریمارک

(اثر خامہ مبارک عالي جناب حضرت خان بہادر سید اکبر حسین صاحب الہ آبادي مد ظلہ العالي)

— * —

جناب اڈیٹر صاحب! الہلال میں ان مضامین کو پڑھکر مجھکو یہ خیالات پیدا ہوے -

(۱) کیا الہلال کا یہ دعوي ہے کہ قرآن مجید مسلمانوں کي تمام دیني اور دنیاوي ضرورتوں کے لیے کافي ہے ؟ اگر ہے تو کیا یہ دعوي صحیح ہے ؟

(۲) کیا " نامہ نگار لکھنوي " کا یہ کہنا صحیح ہے کہ موجودہ مسئلۂ تعلیم و الحاق پر قرآن کوئي پرتو نہیں ڈالتا ؟

بہ نسبت امر اول - نئي روشني کے مسلمانوں نے جو تفصیل اپني ضرورتوں کي بیان کي ہے' اور جو شرح قرآن مجید کي کي ہے' اسکي رو سے الہلال کا دعوي صحیح نہیں ہے' اور اگر صحیح ہے' تو یہ اشعار متعلق ہیں :

طرح مغرب کو دیکھکر جو کہے باہمین طرحہا بباید ساخت
تو وہ قرآن سے بھي کہدے صاف باہمین شرحہا بباید ساخت

لیکن الہلال نے جو ریمارک کیے ہیں' وہ ظاہر کرتے ہیں' کہ وہ نئي روشني کي تفصیل و تشریح و تفسیر کو نہیں مانتا - اور ہر گاہ یہ صورت ہے' تو یونیورسٹي کي شکل و ساخت اور ترکیب کي بھي اُس پر کچھہ ذمہ داري نہیں - وہ تو اپني ترنگ میں کہہ سکتا ہے :

ابتدا کي جناب سید نے جنکے کالج کا اتنا نام ہوا
انتہا یونیورسٹي پہ ہوی قوم کا کام اب تمام ہوا

ایک طوائف محفل میں ناچ رہي تھي - ایک نادان نے اسکي کسي ادا کي نسبت کہا کہ بالکل خلاف شرع ہے - اسنے کہا درست ہے' لیکن یہ مجلس اور میرا ناچنا ہي کونسا موافق شرع ہے ؟

اختیار الحاق ہوجانے پر بھي کونسے چار چاند لگ جائیں گے ؟

ترقي کي تہیں ہم پر چڑھا کیں گھٹا کي دوات اسپیچیں بڑھا کیں
رہیں ہر پھر کے آیا بي نصیبن وہ گو اسکول میں برسوں پڑھا کیں

بہ نسبت امر دوم - اگر یونیورسٹي اور اُسکے کلنڈر کي صورت خاص مقصود ہے تو جواب ہوچکا - اور اگر عام طور پر مذاق اسلامي کي رو سے تعلیم مقصود ہے' تو تعلیم و الحاق کا مسئلہ ایک اسي آیت میں موجود ہے : ھوالذي بعث في الامیین رسولا منہم یتلوا علیہم آیاتہ ویزکیہم و یعلمہم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفي ضلل مبین و آخرین منہم لما یلحقوا بہم وھو العزیز الحکیم (۱)

دیکھیے ! تعلیم و الحاق کے الفاظ موجود ہیں' یعني جو تعلیم اسلامي حضرت پیغمبر (صلعم) کو دیني تھي' وہ اُنکے لیے بھي مقصود تھي' جو ہنوز ملحق نہیں ہوے تھے - ظاہر ہے کہ اُنکا الحاق بھي منظور تھا اور بالآخر اُنکا الحاق ہوا -

---

(۱) وہ خدا ہي تو ہے جس نے ان پڑھہ لوگوں میں انھي میں سے ایک شخص کو پیغمبري کیلیے چن لیا - جس نے اُنکو اللہ کي آیتیں پڑھکر سنائیں - اور انکے زنگ آلود روح و قلب کو صاف اور چمکیلا کردیا - نیز انکو کتاب الہي اور علم و دانائي کي تعلیم دي - ورنہ اس سے پہلے یہ لوگ کھلي گمراہي میں مبتلا تھے - نیز وہ انکي طرف بھي بھیجا گیا ہے - جو ابتک ان سے ملحق نہیں ہوے ہیں - لیکن آگے چلکر ملحق ہوجائیں گے

لکھنوي بھائي صاحب نے دنیا کا رنگ دیکھکر ایسے خیالات ظاہر کردیے' ورنہ کیا وہ نہیں سمجھتے :-

ہم تنر خواہي و ہم آروغ صاف
این خیال است و محال است و گزاف

* * *

ہم اگر قناعت نہ کرینگے' بے رونقي پر صبر نہ کرینگے' تو حضرت پیر فلک کي چال سے پامال ہوجانے کو غالباً نہ روک سکینگے - اخلاقي اور قومي پامالي مقصود ہے :

اُنکي چالوں کا سمجھنا نہیں آسان اکبر
کہ ترقي کو تنزل کا سبب کرتے ہیں
انھیں غمزوں نے مچا رکھا ہے قومي اندھیر
یہي عشوے ہیں کہ جو روز کو شب کرتے ہیں

میں نے ایک مولوي صاحب سے کہا کہ آپ امرا و حکام سے زیادہ میل اور لگاوٹ کرتے ہیں' یہ غیر ضروري ہے' اُن پر زیادہ التفات فرمایے جو قانع اور خاموش ہیں اور اللہ اللہ کرتے ہیں -

گدایا نے از بادشاہي نفور بہ آمیدش اندر گدائي صبور

دیکھئے اللہ تعالی حضرت پیغمبر سے ارشاد فرماتا ہے : ولا تمدن عینیک الی ما متعنابہ ازواجا منہم ولا تحزن علیہم واخفض جناح الذل للمومنین - بولے' کیا میں پیغمبر ہوں - اُنکے آگے حکومت تھي اور جلال خداوندي' میرے آگے کیا ہے ؟ ٹوٹي پھوٹي گروہ بندي - میں نے دل میں کہا کہ ایمان کي کہي' قناعت اور غیرت اور خود داري کے نہ ہونے سے یہ انداز طبعیت ہوگیا ہے :-

شیخ جي بھي وہي کرتے ہیں جو سب کرتے ہیں
اب تو ہم مصلحۃً اُنکا ادب کرتے ہیں

در حقیقت ان روزوں کچھہ ایسا طوفان بے اصولي برپا ہے کہ عقل حیران ہے :

گئے وہ دن کہ جنون تھا مجھے پري کیلیے
حواس باختہ ہوں اب تو ممبري کیلیے

خدا الہلال کے دائرے کو روشن دلوں سے بھردے اور اُسکو بدر کامل بنادے - میں تو یہي کہتا ہوں - ھوالرحمن آمنا بہ و علیہ توکلنا' فسیعلمون من ھو في ضلل مبین ؟ خدا اس پر قائم رکھے - ایک دوسرے کے لیے دعا کیجیے -

(اکبر)

آیندہ سالانہ اجلاس آل انڈیا محمڈن کانفرنس کیلیے رزولیوشن

یہ امر محتاج بیان نہیں ہے کہ موجودہ حالات اور واقعات نے مسلمانان ہند کي تعلیمي پالیسي پر ایک خاص اثر ڈالا ہے اور قومي تعلیم کے مسئلہ کو ایک خاص اہمیت دي ہے - اسي لحاظ سے آیندہ سالانہ اجلاس کانفرنس بمقام لکھنؤ منعقد ہونا قرار پایا ہے - اس لئے بزرگان و ہمدردان قوم کي خدمت میں التماس ہے کہ وہ اپنے [illegible] صوبہ کے مسلمانوں کي تعلیمي مسائل کے متعلق جسقدر جلد [illegible] سکے رزولیوشن ترتیب فرماکر صدر دفتر کانفرنس میں بھیجدیں [illegible] زولیوشن کے متعلق تمام واقعات اور حالات اعداد و شمار بطور [illegible] کے ارسال فرمائیں - ترتیب پروگرام کے لیئے ضرورت ہي کہ [illegible] پر جلد توجہ کي جاوے - فقط

خاکسار

انریري جاینٹ سکریٹري کانفرنس

کارزار طرابلس

مسئلۂ صلح

— * —

یا ایہا الذین آمنوا ان تطیعوا الذین کفروا یردوکم علی اعقابکم فتنقلبوا خاسرین - بل اللہ مولاکم ، و ھو خیر الناصرین (۳ - ۹۹) (۱)

یورپ کے اثار جنگ سے بھي بڑھکر تشویش انگیز خبریں جو اس ھفتے آئي ھیں ' وہ اٹلي اور ترکي کي صلح کي تصدیق و توثیق ھے - نئي وزارت پہلے ھي سے صلح کي سلسلہ جنبانیوں کو رد کردینے کے لیے کوئي استحکام اپنے اندر نہیں رکھتي تھي ' اسپر مسئلۂ مقد دنیا کي پیچیدگیوں نے اور زیادہ صلح کي راہ صاف کردي - آخري خبر جو ریوٹر نے دي ھے ' یہہ تھي کہ شرائط کا فیصلہ ھو چکا ھے ' اور آخري دستخط ۸ اکتوبر کو ھو جائیں گے -

لیکن یہہ کیسي عجیب اور خطرناک بات ھے ! جو قوم طرابلس میں بر سر پیکار ھے ' جن کو خود ترکوں نے دشمنوں کے سامنے لاکر کھڑا کردیا ھے ' اور صلح کے بعد جنکے گلوں میں روما کے صلیب پرستوں کي غلامي کا طوق پڑنے والا ھے ' خود اُس کي خواھشوں اور درخواستوں کو اس قرار داد صلح کے موقع پر بالکل نظرانداز کیا جارھا ھے ! گذشتہ مہینوں میں صلح کي افواہ سنکر مجاھدین عرب اور قبائل سنوسیہ نے جو متواتر پیغامات بھیجے تھے ' وہ اخباروں میں شائع ھوچکے ھیں ' لیکن اس مرتبہ ترکي کي تازہ ڈاک سے اس بارے میں آخري اور فیصلہ کن خبر معلوم ھوتي ھے -

ھم نے الہلال کے دوسرے نمبر میں (فرھاد بک) مبعوث طرابلس کي تصویر شایع کي تھي - ۷ اگست کو بک موصوف نے مقام (نکردن) سے ترکي کي وزارت کے نام حسب ذیل مضمون کا تار بھیجا ھے :

" طرابلس میں مجاھدین نے اجتک جسقدر مدافعت کي ھے ' وہ حکومت کي مدد اور طاقت پر نہیں ' بلکہ صرف في سبیل اللہ حمیت ملي اور غیرت وطني کے جوش سے ' پس اگر حکومت نے خدا نخواستہ کسي اپني قرار دادہ تجویز کي بنیاد پر صلح کرلي ' توبہ غلطي اُس غلطي سے بھي زیادہ خطرناک ھوگي ' جو حقي پاشا کي وزارت سے طرابلس کي حفاظت و تحصین میں ھوئي تھي اور جسکا نتیجہ اٹلي کا اعلان جنگ ھوا - ایتک پوري طرح صلح کي خبریں تمام مجاھدین تک نہیں پہنچي ھیں ' مگر عنقریب پہنچ جائیں گي ' اور اِس سے دولت عثمانیہ کي جدید عربي مقبولیت و عقیدت کو ناقابل تلافي نقصان پہنچے گا - یہاں جسقدر باشندہ شہر ' ترکي حکام ' ترکي فوج ' اور اُسکے افسر موجود ھیں ' وہ بھي مجاھدین کي آراء کے تابع اور انکي خواھشوں کے خلاف قدم اٹھانے کي اصلا طاقت نہیں رکھتے ' پس اُن پر بھي صلح کا کوئي اثر نہیں پڑسکتا - اگر آپ لوگوں نے ان تمام خطرات کي پروانہ کي ' اور صلح ایسي شرائط پر کرلي ' جسکي وجہ سے اٹلي کا جزئي اثر بھي خاک طرابلس پر قائم رہا ' تو مجکو اس بد شگوني کیلیے ملامت نہ کیجیے کہ یہ ایک اشد شدید اسلامي ماتم کا دن ھوگا - (فرھادبک "

حضرۃ الشیخ احمد السنوسي کا ورود

(۲)

شیخ کا حلیہ اور عمر

شیخ کي عمر تیس اور چالیس کے درمیان ھوگي ' قد متوسط ھے ' چہرہ گورا ' رنگ بالکل سپید ' آنکھیں سیاہ ' سینہ عریض ' ڈاڑھي چھوٹي ' اور مونچھیں باریک ھیں - اکثر اوقات خالص بدوي لباس زیب جسم فرماتے ھیں اور کبھي کبھي مصري لباس بھي پہن لیتے ھیں - کاندھے پر ایک زرد چادر پڑي رھتي ھے ' جسپر روپہلي زنجیروں سے (قصیدۂ) بردہ کے بعض اشعار تبرکا منقش ھیں - اسلحہ کے قسم سے صرف ایک تلوار کمر میں لٹکتي رھتي ھے اور ایک فرانسیسي بندوق (لبل) قسم کي پاس رھتي ھے - انکي خاص سواري کا گھوڑا سرخ رنگ کا ھے اور اُسپر ایک ریشمیں چادر پڑي رھتي ھے جو طلائي اور روپہلي کارچوبي کام سے زریں ھے -

وسعت نظر و تبحر علمي

تمام علوم اسلامیۂ دینیہ پر انکي نظر نہایت وسیع ھے - مجکو سخت تعجب ھوا ' جب اندرون صحرا کے ایک شیخ کو یورپ کے موجودہ پولیٹکل مسائل و معاملات ' اور مسیحي حکومتوں اور مشرقي مسئلہ پر نہایت باریک بیني کے ساتھہ بحث کرتے ھوے پایا - انکي دیني غیرت و حمیت اور جوش روحاني کي نسبت تفصیل غیر ضروري ھے ' کیونکہ جوشخص کئي ماہ کا متصل سفر کرکے جہاد في سبیل اللہ میں شرکت کے لیے آیا ھو ' ظاھر ھے کہ اسکے جذبات دیني کس قسم کے ھو سکتے ھیں ؟

ترکي کي موجودہ حالت کي نسبت گفتگو ھوئي تو انھوں نے زور دیکر کہا کہ " اصل شے داخلي سکون و اتحاد ' اور علي الخصوص حکام و امرا کا عدل و اتباع شرع ھے - جب تک یہ بات پیدا نہوگي محض فوجي طاقت کا حصول اور قواے جنگ کي افزایش کچھہ مفید نہیں ھوسکتي - عثماني جنگي قوا کي نسبت فرمایا کہ صرف بري فوج کي عمدگي اور قابلیت کارآمد نہیں ھوسکتي ' سب سے زیادہ ضروري شے بحري قوا کي ترقي اور سمندر میں اقتدار و نفوذ حاصل کرنا ھے اور یہي شے ھم میں نہیں ھے '

موجودہ جنگ کي نسبت انکي راے یہ ھے کہ " یہ ایک عجیب و غریب فرصت ھے جو اسلام کو یورپ کے مقابلے میں حاصل ھوئي ھے - اسکو ضائع نہیں کرنا چاھیے - صلح و غیرہ کا خیال نہایت سخت خطرناک غلطي ھے - ابتو یہي چاھیے کہ اھل عرب کي دہم شدہ دعوت جہاد کو بالکل قائم رکھا جاے ' اور طرابلس کي جنگ اُسوقت تک جاري رھے ' جب تک ایک اطالي سپاھي بھي طرابلس اور برقہ میں باقي نظر آے " شرائط صلح کا تذکرہ نکلا تو ارشاد فرمایا کہ " کسي یوروپین طاقت کا جزئي قبضہ بھي آجکل مشرق میں گویا کلي استیلا ھے - دولت علیہ کو چاھیے کہ خواہ کیسي ھي شرطیں ھوں مگر ابداً راضي نہو : فقاتلوھم ' حتی لا تکون فتنۃ ' و یکون الدین للہ "

---

(۲) مسلمانوں ! اگر تم کافروں کے کہنے میں آجاؤگے تو وہ تم کو اُلٹے پاؤں لوٹا کرلے جائیں گے پھر تم ھي اُلٹے قتل کے بعد ناکامي کے گھاٹے میں پڑجاؤگے - انکي ظاھري دوستي سے متاثر ھوگئے ھو تو یاد رکھو کہ تمھارا اصلي دوست تو خدا ھے اور وھي سب مددگاروں سے بہتر مددگار ھے -

ناموران غزوۂ طرابلس

منصور پاشا (جالو) کے مجمع قبائل عرب کے سامنے تقریر کر رہے ہیں -

منصور باشا الطرابلسي

— * —

ایام طرابلس کا ایک " یوم الذہب "

— * —

ترکی پارلیمنٹ جب قائم ہوئی ' تو اکثر لوگوں کو شک تھا کہ ممالک عربیہ سے جو مبعوث (ڈیپوٹی) منتخب ہونگے ' ان میں پولیٹکل مسائل پر رائے دینے کی قابلیت بھی ہوگی یا نہیں ؟ لیکن پارلیمنٹ کی پہلی ہی نشست میں بالعموم عرب ممبروں نے جس قابلیت اور کاردانی کا ثبوت دیا ' اس نے تعجب انگیز طور پر اس خیال کو غلط ثابت کردیا - منجملہ نامور عرب مبعوثین کے ایک مشہور پرجوش اور سحر بیان ممبر منصور پاشا طرابلسی تھے ' جو خاص شہر (بنغازی) کی طرف سے پہلی اور دوسری پارلیمنٹ میں مبعوث منتخب ہو کر گئے تھے -

جنگ طرابلس کے اعلان کے وقت یہ پایہ تخت میں تھے ' مگر فوراً براہ تیونس طرابلس واپس گئے - انکا سب سے بڑا کارنامہ قبائل عرب کے اجتماع اور ولولۂ جہاد کی تولید میں (غازی انور) پاشا کا دست بازو ہونا ہے - جب یہ طرابلس پہنچے تھے ' تو اعلان جنگ کو کئی ہفتے گذر چکے تھے ' مگر تاہم (نشانات ہے) صرف ایک جماعت قلیل عربوں کی فراہم کر سکے تھے ' اور بقیہ ترکی فوج کے سوا آور کوئی طاقت انکے پاس نہ تھی - غازی انور پاشا نے صحرا کے قبیلوں میں دورہ شروع کردیا تھا ' مگر عربوں کی دیر اثری اور بے فکری سے گھبرا گھبرا اٹھتے تھے - لیکن انھوں نے یہ چنتے ہی غازی موصوف کا ساتھہ دیا ' اور کامل ایک ماہ صحرا کی تپش اور اونٹ کے پر مشقت سفر میں صرف کردئیے - انکی مادری زبان عربی ہے ' خود عرب نژاد ہیں ' اسکے ساتھہ ہی قوت فصاحت و سحر بیانی میں مسلم و یگانہ - جہاں جہاں گئے ' اپنی آتش بیانی سے دلوں میں جوش جہاد کی آگ بھڑکادی ' علی الخصوص وہ عظیم الشان عربی اجتماع ' جو ۲۰ نومبر سنہ ۱۹۱۱ کو (جالو) کے نخلستان میں ہوا تھا - چونکہ اس اجتماع میں انکی تقریر نے پانچ بڑے بڑے قبیلوں کے تمام افراد کو آمادۂ جہاد کردیا ' اور انکی شرکت نے آگے چلکر میدان کارزار کی حالت بالکل پلٹ دی ' اسلیے تمام عرب اس اجتماع کے دن کو " یوم الذہب " کے لقب سے یاد کرتے ہیں -

انہوں نے خطبۂ ماثورہ کے بعد کہا:

اے اخوان وطن عزیز ! اے بقیۂ اسلاف ابطال ! اور اے وہ صحرائے افریقہ کے آزاد باشندو ' جواب تک انقلاب زمانہ کے تغیر اور یورپ کے فتنۂ عظام سے محفوظ ہو ! یہ تم کو کیا ہوگیا ہے کہ بے فکری کے ساتھہ صبح کو اپنے اونٹوں کی طرف جانے کیلیے عصا اٹھاتے ہو ' حالانکہ وہ دشمن قریب ہیں ' جنکے فاتح گھوڑوں کے سم تمھارے سرسبز مرغزاروں کو پامال کردینگے - یہ کیسی غفلت کی مستی ہے کہ تم نے اپنی معصوم لڑکیوں اور چھوٹے چھوٹے بچوں کو میدانوں میں کھیلنے کیلیے چھوڑ دیا ہے - حالانکہ وہ دور نہیں ہیں ' جنکی بندوقوں میں انکو زخمی و خون آلود کردینے کیلیے گولیاں بھری جارہی ہیں - تم کیسی فارغ البالی کے ساتھہ راتوں کو اپنی آزاد سرزمین اور حریت کی فضا رکھنے والے آسمان کے نیچے سوتے ہو ' حالانکہ اب وہ وقت نزدیک ہے کہ تمھارے پاؤں میں غلامی کی بیڑیاں پڑجائیں گی ' اور تمھاری عورتیں آزاد عرب بچہ جننا چھوڑ دیں گی - شہر طرابلس میں جب کہ تمھارے بھائیوں کی لاشوں سے تمام نخلستان خون آلود ہورہا ہے ' مجھے خدا کے لیے سمجھا دو کہ تمھاری آنکھوں میں کیونکر نیند آتی ہے ؟ تم یہاں کی آزاد ہوا میں اپنے بچوں کو اونٹنی کا تازہ دودھ پلاتے ہو ' حالانکہ چھہ دن کے فاصلے پر تمھارے بہت سے بھائی ہیں ' جنکے بچوں کے سامنے اپنے زخمی عزیزوں اور باپوں کے خون کے سوا اور کوئی شے پینے کیلیے نہیں ہے - وہ تمھارے آباؤ اجداد کرام ' جنھوں نے کلمۂ توحید کے علم کو اپنے ہاتھوں کے اوپر اٹھایا تھا ' آج قبروں کے اندر سے تمھیں پکار رہے ہیں کہ انکے وقت سے زیادہ آج تمھارے دین مبین کو تمھاری جاں نثاری کی ضرورت ہے - اگر انکی آواز تمھارے کانوں میں نہیں آتی ' تو کیا اپنے خدائے عزوجل کی اس آواز کو بھی نہیں سنتے ؟ وما لکم لاتقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان الذین یقولون ربنا اخرجنا من ہذہ القریۃ الظالم اہلہا واجعل لنا من لدنک ولیا واجعل لنا من لدنک نصیرا [اے مسلمانو ! تم کو کیا ہوگیا ہے کہ اللہ کی راہ میں اور ان بے بس مردوں ' عورتوں ' اور بچوں کیلیے جہاد نہیں کرتے ' جو عاجز آکر خدا کی جناب میں دعائیں مانگ رہے ہیں کہ ہمکو اس آبادی سے نجات دے ' جہاں ہم پر ظلم کیا جارہا ہے ' اور خود ہی اپنے طرف سے کسی کو ہمارا حامی بنا ' اور مدد کیلیے بھیجدے]

اسکے بعد انہوں نے اٹالین مظالم اور ۲۶ اکتوبر کے قتل عام کی تصویر ایسے جگر خراش اور دلدوز لفظوں میں کھینچی ' کہ تمام مجمع میں شور آہ و بکا شروع ہوگیا ' لوگ بے اختیار ہو ہوکر رونے لگے ' اور تمام مجمع چلا اٹھا کہ " جس وقت تک ہم اپنے بدلوں کا انتقام نہ لے لینگے ' اور کفار کا ایک متنفس بھی سرزمین طرابلس میں باقی رہے گا ' اس وقت تک ہم پر اس صحرا کی فضا حرام ہے " و ان من الشعر لحکمۃ و ان من البیان لسحرا -

(جالو) میں " یوم الذہب " کا عظیم الشان اجتماع - جسمیں منصور پاشا تقریر کررہے ہیں -

صداے ملت

— * —

الہلال کی دعوت کی نسبت

— : —

گذشتہ مطبوعہ چٹھی جو گیارھویں نمبر کے ساتھہ شائع کی تھی - اسکے جوابات بکثرت آرہے ہیں - بوجوہ آئندہ انکو شائع کرنا مناسب سمجھتا ہوں - (۱) ان تحریرات کی اشاعت سے لوگ اندازہ کرسکینگے کہ مسلمانوں کے خیالات میں کس درجہ تغیر ہوگیا ہے اور وہ پچھلے جمود اور العاد سے کس درجہ اکتا گئے ہیں - اگر انکو شائع نہیں کیا گیا - تو قوم کے اصلی خیالات پر پردہ پڑجاے گا (۲) فی الحقیقت الہلال اسکے سوا کچھہ نہیں ہے کہ اسلام کی قدیمی دعوت کا احیاء کرنا چاہتا ہے - پس جو لوگ اسکے معرف ہیں وہ اسکے نہیں - بلکہ اُس دعوت کے معرف ہیں - انکے خیالات کے شائع ہونے سے اس اُمید کو تقویت ہوگی کہ قوم قدیمی العاد آمیز رهنمائیوں سے نکلکر اعتصام بکتاب اللہ و سنۃ رسولہ کیلیے بہمہ وجوہ مستعد ہے - (۳) ان میں بعض خطوط ایسے بزرگوں کے بھی ہونگے جنکی تحریر بجاے خود ایک دلچسپ مراسلے کا حکم رکھتی ہے - (۴) سب سے زیادہ یہ کہ طبقہ عوام و متوسط کی آواز خواص کے مقابلے میں بلند ہوگی جو حیات ملی کی بنیاد ہے - (۵) لاهور سے ایک صاحب لکھتے ہیں کہ (آپنے مطبوعہ چٹھی کے آخر میں جو خطوط کو بصیغۂ راز رکھنے کی نسبت لکھدیا ہے - یہ شاید اسکی تمہید ہے کہ تمام جوابات چھپاکر رکھدیے جائیں اور اسطرح آپکی دعوت کی نا کامی کی دنیا کو خبر نہو - لیکن اگر آپنے تمام خطوط چھاپ نہ دیے تو بذریعہ پیسہ اخبار میں مطالبہ کرونگا) لیکن میں انکو یقین دلاتا ہوں کہ میرا مقصود یہ نہ تھا - لوگوں میں ایمانی جرات باقی نہیں رہی ہے - آغاز اشاعت سے دیکھہ رہا ہوں کہ ملک کے بعض سر براوردہ اشخاص تک الہلال کی دعوت کی تعریف و توصیف میں خط لکھہ رہے ہیں اور انکی اشاعت پر بھی مصر ہیں مگر ساتھہ ہی لکھتے ہیں کہ ہمارا نام پوشیدہ رکھا جائے - میں نے انکو شائع کرنا ضروری نہ سمجھا - پس خیال ہوا کہ مقصود مشورہ و علم ارا ہے - ایسے اصحاب کو مطمئن کردیا جاے کہ انکے نام شائع نہونگے - باقی رہی دعوت الہلال کی نا کامی - تو الحمد للہ کہ نا کامی و کامیابی کیلیے مجکو جس ذات ذوالجلال کی راے لینی تھی - وہ پہلے دن ہی لے چکا ہوں - اب کسی آور راے کا محتاج نہیں - اگر قرآن کی دعوت آپکے عقیدے میں نا کام ہے تو الہلال کو بھی نا کام سمجھئے (نوٹ) ان خطوط میں کسی طرح کی تبدیلی نہیں کی گئی ہے - مگر صرف دوباتوں میں - ایک تو سر نامے سے القاب کے الفاظ نکالدیے ہیں - دوسرے بعض ایسے جملوں کو - جن میں حد سے زیادہ محض شخصی تعریف تھی - یا بعض معاصرین ۔ اشخاص کے متعلق بہ تصریح اسا کچھہ لکھا گیا تھا - امید ہے کہ احباب اتنی تبدیلی کیلے معاف فرمائیں گے - (ایڈیٹر)

(جناب محمد عبد الرحیم صاحب بی اے (علیگ) و پریسیڈنٹ)

(یونین کلب علیگڈہ کالج)

مجھے جناب کے اخبار کے مقاصد سے اصولاً دلی اتفاق ہے - میں اسکے اجرا کو - خصوصاً ایسے وقت میں جیسا کہ موجودہ وقت - ہے قوم و ملک کیلیے بے انتہا مفید خیال کرتا ہوں -

(۱) هندوستان میں ایک بہمہ وجوہ مکمل مسلم یونیورسٹی کی ضرورت میں مجھے کلام نہیں ' البتہ آپکی طرح ایسی یونیورسٹی کی نظر بحالات موجودہ ملنے کے امکان میں مجھے بھی شک تھا اور رهیگا -

(۲) پالیٹکس میں آپکی تعلیمات نوجوانان قوم کے دلی خیالات کا آئینہ ہیں ' مگر بہتر ہو اگر ان تعلیمات کا صحیح پروگرام بھی اصول قرانی کے بموجب تیار کرکے پیش کردیا جاوے - اصولاً آپسے بالکل اتفاق ہے -

---

جناب ظفر حسن علوی سفیر محمدن کانفرس علی گڈہ

(۱) آپکی یعنے الہلال کی دعوت (پالیسی) سے مجکو کلی و جزی اتفاق ہے - اصول میں بھی ' فروع میں بھی ' بلا کسی ترمیم کے - میری یہ راے گذشتہ گیارہ نمبرونکے مطالعہ پر مبنی ہے -

(۲) لب و لہجہ کی نسبت میں آپ سے بھی زیادہ سخت ہوں میرے نزدیک الہلال کا لب و لہجہ نرم ہے ' سخت نہیں ہے -

میں بذات خود اس خیال کا آدمی ہوں کہ قوم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے اور اسکو اسقدر اقتدار حاصل ہونا چاہیے کہ ہر فرد قوم سے خلاف کتاب و سنت افعال پر سختی کے ساتھہ محاسبہ کرسکے ' اور اس ناپاک آزادی کو جسنے تمدن و معاشرت میں اسلام کی کہول ازادی ' عام طور پر معصیات و بدعات کا دروازہ کہول دیا - اسلامی سوسائٹی سے خارج کردیا جاے - میں بھلا کب کہہ سکتا ہوں کہ الہلال کا لب و لہجہ سخت ہے - میں تو نام بنام علی الاعلان بہ بانگ دہل محاسبہ کو آجکل نہایت مفید سمجھتا ہوں -

(۳) حق اور نیک نیتی سے زیادہ قوی کوئی چیز نہیں - اسکی کرسی اسقدر اونچی ہے کہ اہل وجاہت کی مخالفت کا ہاتھہ وہاں تک پہونچ نہیں سکتا - فتح آخر میں صداقت ہی کے لیے ہے -

---

- مسٹر محمد عبد اللہ حسین صاحب سوداگر چرم از تیناڑا (مارواڑ)

الہلال کی دعوت کا اصول تعلیم کتاب اللہ و سنت رسول سے تو کسی مسلمان کو اختلاف نہیں ہوگا اور نہ ہوسکتا ہے - اگر اسمیں کسے کو شک اور اختلاف ہو تو اسکے اسلام میں شک سمجھئے پولیٹکل پالیسی کا ماخذ بھی قران و سنت ہونا چاہیے - اسمیں کوئی شک نہیں کہ مسلمانوں نے قرآن کو بالکل بھلا دیا ہے اور ہر شعبۂ زندگی میں زید و عمر و کی ذاتی رائونکو بجائے قرآن اور سنت کے اپنا طریق عمل بنا رکھا ہے - خدا آپکو اپنے ارادہ میں کامیاب کرے اور آپکی کوششیں مشکور ہوں - نیز آپکو جزاے خیر دے کہ اسوقت اخباری دنیا میں یہ پہلی آواز ہے جو آپنے بلند کی ہے -

رہا طریق دعوت اور پیرایۂ بیان - تو گو یہ فروعی امر ہے اور بعض احباب کو الہلال کا لب و لہجہ سخت معلوم ہوتا ہو ' مگر میری راے میں تو اسوقت جو حالت خراب ہم لوگونکی ہو رہی ہے اوس سے بیدار کرنے کے لیے اس سے بھی زیادہ آواز سخت کرنیکی ضرورت ہے -

برسوں کے سوئے ہوے معمولی اور نرم آواز سے تھوڑے ہی بیدار ہو سکتے ہیں -

یونیورسٹی کے مسئلہ کے متعلق جو آواز آپ نے اٹھائی اور اپنے منہہ میاں مٹھو بننے والے لیڈرونکی جو قلعی آپ نے کھولی ہے اسکے لیے آپ تمام قوم کے شکریہ کے مستحق ہیں مگر آپکو تو اس سے کچھہ بحث ہی نہیں ' قوم شکر کرے یا نکرے میں تو ہزار شکرگذار ہوں خدا آپکو جزاے خیر دے -

مکرر آنکہ اجکل خود ساز لیڈرونسے احتساب کا سلسلہ اس سے بھی زیادہ سخت لہجہ میں جاری رکھیے -

---

جناب علی اکبر خان صاحب ملیح آباد ضلع لکھنؤ

پالیسی اخبار کی بہت مناسب ہے ' اگر اسدرجے سے اخبار گر گیا تو پہلا شخص میں ہونگا جو اسکے پڑھنے سے اعلحدگی اختیار کرلے گا - میں آپکی زیادہ تعریف کیا لکھوں کہ کس قابلیت کے ساتھہ جنابکا پرچہ نکلتا ہے ' بخدا مجھے الہلال دیکھنے کا کمال شوق ہے - میں نے بہت پرچہ دیکھے ' مگر ایسا پرچہ ابھی تک

جنگ ترکی و یورپ

(از ڈیلی ٹیلی گراف لندن)

ترکی اور بلغاریا کی فوجی طاقت کا مقابلہ

گذشتہ چند سالوں میں بلغاری فوج نے معتدبہ ترقی کی ہے پہلے پہل سنہ ۱۸۷۹ - سے لیکر سنہ ۱۸۸۵ - تک کیلیئے روسی افسروں نے اسکی نظم و ترتیب کی ذمہ داری اپنے ہاتھوں میں لی تھی - بلغاری کسانوں میں جنگی استعداد کافی ہے' اور جنگ کی مشقتوں سے یکایک خائف و بیدل نہیں ہو جاتے - فوجی خدمت جبری ہے' اور مسلمان آبادی تین سو روپیے کی ادائگی اور چند مشکل سے مشکل شرایط طے کرلینے کے بعد اس سے نجات پاسکتی ہے - بلغاری فوج میں دائمی و مستقل ' اصلی مستحفظ ' مستحفظ' اور بے قاعدہ' تینوں طرح کے گروہ ہیں - امن و سکون کے دنوں میں صرف مستقل فوج رکھی جاتی ہے - لیکن اگر ضرورت پیش آجاے ' تو تمام فوج کام کے لیئے بلائی جاسکتی ہے - بے قاعدہ فوجیں صرف سرحد کی حفاظت اور پاسبانی کے لیئے متعین ہیں - ہر سال ۲,۴۰۰۰ نوجوان فوج میں داخل ہوتے ہیں - کل فوج ۹ ڈویژنوں میں منقسم ہے - ہر ڈویژن کے دو بریگیڈ - ہر بریگیڈ کی ۴ رجمنٹیں اور ۹ بیٹریاں ہوتی ہیں - اسپ سواروں کی ۶ رجمنٹیں ہیں ' انکے ہڈکوارٹر صوفیا ' فیلی پولس ' سلیوین ' شملہ ' رسچک ' ورازا ' دبنیزا ' اسکیز گرد ' اور پلونا میں ہیں - بلغاریا کی فوج میں اصلی کمزوری اسلحہ کی ہے - اس زمانے میں اُنکی ریفلیں زیادہ مفید نہیں - ہر پیادہ فوج کے ساتھہ مشین گن کا بھی ایک صیغہ لگا رہتا ہے - توپ خانوں میں تیزرو توپیں بھی ہوتی ہیں - ایک حد تک بار برداری کا انتظام جدید ضروریات کے مطابق بنالینے میں بھی سعی کی گئی ہے' تاہم آلات جنگ کی کمی نمایاں اور مسلم ہے - ذیل میں بلغاریا کی حالت امن کی فوجی قوت کی ایک فہرست درج کی جاتی ہے :—

پیادہ فوج	۳۵,۵۰۵	انجینئر	...... ۳,۴۱۲
سوار	۵,۶۶۰	متفرق	...... ۴,۰۷۹
توپخانوں کی فوج	۷,۹۳۷ ...	میزان	...... ۵۶,۵۹۳

اس تعداد پر مستحفظ کا اضافہ کیجئے تو ۲,۲۰,۰۰۰ کا شمار آتا ہے - اسکے علاوہ بیقاعدہ فوج کی تعداد ۵۸,۰۰۰ ہے - اس سے واضح ہوا کہ بلغاریا میں کل ۲,۷۵۰۰۰ آدمی لڑنیوالے ہیں - انکے علاوہ نیم تربیت یافتہ قاقاوں سے بھی ۲۰,۰۰۰ آدمی کی توقع کی جاسکتی ہے -

---

موجودہ عثمانی قواے جنگ

ترک کہتے ہیں کہ ہمارے پاس دشمن کے مقابلے کیلیے ۱۰ لاکھہ سے زیادہ فوج ہے - پہلے عیسائی رعایا اور قسطنطنیہ کی آبادی ٹیکس کی ادائگی کے بعد فوجی خدمت سے آزاد تھی' لیکن اب جبری خدمت کے لیے تمام عثمانی رعایا مجبور ہے' جب سے فوجی تنظیم جاری ہوئی ہے' عثمانی شہنشاہی ۷ فوجی اضلاع میں منقسم ہے' لیکن گذشتہ سال سے فوجوں کی ترتیب ۱۴ آرمی کوروں (فوجی حصے) میں شروع کی گئی ہے - ترکوں کے ہاں فوج کے ۴۲ ڈویژن ہیں - ان میں سے بعض امن کی حالت میں ۱۰ - بٹالین کی ہوتی ہیں' اور لڑائی کے دنوں کی بھی اکثر یہی صورت رہتی ہے - اگر وقت شدید پیش آجائے' تو ۷۹ برس کا بوڑھا ترک بھی عثمانی علم کے نیچے موجود ہو جاتا ہے - جو رنگروٹ خدمت کے قابل سمجھے جائیں ' انکی تقسیم نظام ' ردیف ' اور مستحفظ کی صورت میں ہوگی - حالت اول میں ۳ برس ' حالت دوم میں ۹ برس ' اور حالت سوم میں ۲ برس کی خدمت درکار ہوتی ہے -

فوج نظام کی ۲۲ ڈویژن ہیں - جن میں ۳۵۷ بٹالین ہوتی ہیں - ۲۰ اسپ سوار بریگیڈ ' جنمیں ۲۰۷ اسکوڈرن ' ۱۶ آرٹیلری بریگیڈ (توپ خانے) ' جنمیں ۲۷۱ باٹریاں شامل ہیں - ان فوجوں کی تعداد ۲,۶۰,۰۰۰ ہے - اور ۱,۲۰,۰۰۰ مستحفظ فوج کا بھی اسپر اضافہ کرنا چاہئیے - علحدہ علحدہ ردیف اور مستحفظ کی تعداد ۶,۰۰۰۰۰ سے ۷,۰۰۰۰۰ تک ہے -

تمام فوجیں اعلی درجے کی ماسر ریفلوں اور مارٹینی ہنری ریفلوں سے آراستہ کرلی گئی ہیں - توپخانے سب کے سب فوج نظام کے ہاتھہ میں ہوتے ہیں ' اور متفرق اقسام کی کرپ توپوں کا ذخیرہ وافر جمع ہے -

پچھلے برسوں میں فی الحقیقت اگر ترکوں نے کوئی عظیم الشان کام کیا ہے' تو وہ فوج کی ترقی اور نظام ہے - جرمنی تعلیم گاہوں کے تعلیم یافتہ ماہر ' اور یورپ کے اعلی ترین فن حرب جدید کے مشاقوں سے عثمانی فوج بھری ہوئی ہے -

یونان اور مانٹی نگرو کی قوت

اگر جنگ ہوئی تو یونان اور مانٹی نگرو کی مشترکہ فوج ۱,۰۰۰۰۰ کی تعداد تک پہنچ جائگی - یونان کی جنگی طاقت ۵۰,۰۰۰ سپاہ کی ہوگی - اِسکی فوج کی ۳ ڈویژن ' ہر ایک ڈویژن میں تین تین انفنٹری بریگیڈ کی ہیں - اور بریگیڈ چار بٹالین کی ہوتی ہیں - ایک بٹالین لائٹ انفنٹری (سبک پیادہ فوج) کی بھی ہے -

ایک میدانی توپخانہ ۸ باٹریوں کا ' ایک اسپ سوار رجمنٹ ۶ اسکواڈرن کی ' ایک بٹالین انجینیروں کا ' اور دو بار بردار کمپنیاں بھی ہیں -

فوجی خدمت ۳۶ برس کی ہوتی ہے - میدانی فوج کے پیچھے دو قسم کی مستحفظ فوجیں اور ایک نیشنل گارڈ رہتی ہے -

خلیل بک مبعوث قسطنطنیہ

انجمن اتحاد و ترقی کا نامور ممبر - اور پہلی پارلیمنٹ کا صدر - جنگ کے آثار دیکھکر اس نے اعلان کردیا ہے کہ تمام ملک میں مجاہدین عثمانی کی جماعتیں طیار کی جائیں اور سب سے پہلے خود اپنے تئیں پیش کیا ہے' حالانکہ یہ موجودہ گورنمنٹ کا شدید ترین مخالف تھا

میرے مخدوم ! اگر همارے قوم کا هر خاکروب بهی با لفرض گریجوئٹ هوجائے ' تو بهی همارا وه مرض دور نہیں هوسکتا ' جسنے همیں تباه و برباد کردیا ' اور همارے ساری قوتیں سلب کرلیں - همیں سگ دنیا بننے کي ضرورت نہیں ' بلکه مسلمان کامل بننے کي حاجت هے ' اور وه بغیر اتباع کتاب الله و سنت رسول الله ممکن هي نہیں ' چونکه همارا ادبار اب انتہا کو پہنچ چکا هے ' کیا عجب که مسلمان خواب غفلت سے بیدار هوکر کروٹ هي نه بدلیں بلکه بسم الله کہکر اٹهه کهڑے هوں -

بسر کرتے هیں اک امید پر هم زندگي اپني
خدا وه دن نه دکهلائے که ٹوٹے آسرا دل کا

میرے اس عریضه کو جسمیں میرے دلي خیالات کا کچهه اظہار هے الهلال میں شائع فرمادیں مجهے الهلال کے پالیسي سے کامل اتفاق هے -

جناب محمد منسوب حسن خاں صاحب آنریري مجسٹریٹ شاهجہاں پور

مکرمي ! مجهے جناب سیف کي تحریر کے هر لفظ سے پورا اتفاق هے - الهـــلال کي پالیسي نہایت مفید پالیسي هے -

جناب چودهري تاج الدین صاحب از امرتسر

مجهے اصولاً الهلال کي دعوت سے بالکل اتفاق هے - مسلمانوں کي ترقي کا راز قرآن کریم کے احکام پر چلنے میں هے - چونکه هم لوگوں نے قرآن کریم پر چلنا چهوڑدیا هے ' لہذا سب سے بڑي وجه همارے ادبار و ذلت کي یہي هے - چونکه آپکي دعوت کا اصل اصول کتاب الله و سنت رسول الله کا اتباع کرانا هے - لہذا اس عاجز کو بکلي اتفاق هے - اور یه راے اگر ضرورت هو تو شائع کیجا سکتي هے - جو قرآن کریم کي تعلیم هے اور جس پالیسي کي طرف وه بلاتا هے ' آپکو بے با کانه اسي کي طرف دعوت دیني چاهیے - اسمیں کسي سچے مسلمان کو اعتراض نہیں هو سکتا -

یہاں عام لوگ اس بات کے شاکي هیں ' که تمام اخبار یونیورسٹي کے هي نذر کردیا جاتا هے - حالانکه اب لوگوں کو یونیورسٹي کے نام سے نفرت هوگئي هے ' لوگ تو چاهتے هیں که یونیورسٹي کا ذکر بهي اخبار میں نه هو - اسکي بجاے اور مفید مضامین کي طرف توجه کیجاوے - لوگوں کو انتظار هے که ترکي کي موجوده سیاسي حالت پر آپکے مضامین دیکهے جاویں - جنگ طرابلس کے حالات پڑهے جاویں - اور ان نامور اشخاص کے حالات ' جو بوجه فداے حریت هونے کے شیخ الاحرار کہلانے کے مستحق هیں ' جیسا که آپنے شروع میں وعده کیا تها اور جسکے لیے تمام پبلک نہایت بیقرار هے -

جناب مولانا عبد العلیم خاں صاحب ناظم قاسم المعارف

مجهے افسوس هے که آپ کے جولانگاه قلم کو اسوقت تک وسعت نہیں ملي - تاهم اسوقت تک جو کچهه بهي لکها گیا ' قابل صد تحسین هے - جو مقاصد و اصول الهلال کے آپ نے اپنے مطبوعه خط میں بالتفصیل ظاهر کیے هیں ' میرے نزدیک نہایت پسندیده و اعلى اور سبق آموز هیں - جس اصول پر الهـــلال دعوت دینا چاهتا هے ' وه اصلي حقیقت هے - اسکي مثال قرن اولى کي صدیوں میں پائي جاتي هے - خدا سے دعا هے که الهلال کے هاتهوں حقیقي اور سچي قران کي تعلیم کي عام دعوت هو ' اور صحیح اور سچي راه کهول دینے میں وه هر طرح کامیاب هو -

جناب ایم کبیر احمد خاں برادرس - از بہار کلچرر سٹي (بہـــار)

الهلال کے نئے پرچه میں آپ نے جمله ناظرین سے راے دریافت فرمائي هے که الهلال کي پالیسي سے اتفاق هے یا نہیں ؟ جواباً میں عرض کرتا هوں که مجهے الهلال کي پالیسي از لب و لہجه سے کلي اتفاق هے -

الله تعالى آپکو عرصه دراز تک صحیح و سالم رکهے اور تمام آفات ارضي و سماوي سے محفوظ و مامون ' تاکه آپ اس بے نظیر اور اصلي ملکي و قومي خدمت کو بخوبي انجام دیں آمین -

اسمیں کوئي شک نہیں که اوسکے مطالعه سے ایک روح تازه پیدا هوتي هے اور اسلامي حمیت کے ایک نئے جوش کا خون تمام جسم میں دوڑ جاتا هے -

جناب مولانا محمد عبد القیوم صاحب عباسي پاني پتي

الله کا هزار هزار شکر هے که هندوستان میں ایک اخبار ایسا نکلنا شروع هوا جسکي دعوت کا اصل اصول مسلمانوں کو انکي زندگي کے هر عمل و عقیدے میں اتباع کتاب الله و سنت رسول الله کي طرف بلانا هے ' میرے خیال ناقص میں یه مضمون نہایت قابل التفات هیں - واقعي مسلمانوں میں قرآني تعلیم اور اتباع سنت رسول الله مفقود هوگئي هے ' جسکي وجه سے ان تکالیف اور مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑرها هے - اگر تعلیم قراني کي روح پهر هم مسلمانوں میں پیدا هو جائے ' تو هم اپنے اندر هر چیز کامل و اکمل پاسکتے هیں ورنه اسکے بغیر نا ممکن هے - اصل معامله یه هے که سچ همیشه سے تلخ و نا گوار رها هے - اگر الهلال کي باتیں لوگوں کو کڑوي لگتي هیں تو یه اسکي صداقت کي دلیل هے - اس عاجز کے خیال ناقص میں اسکا لہجه بدستور قائم رهے اور کبهي بزدلانه طور سے حق کو نه چهپایا جاے -

جناب مولانا عبد الرحیم صاحب از عدالت ججي باندا

الهلال کي دعوت کے اصل اصول " مسلمانوں کو انکي زندگي کے هر عمل اور هر عقیده میں اتباع کتاب الله و سنت رسول الله (صلى الله علیه و سلم) کي طرف بلانا ' اور اسطرح انمیں انکي گم شده قرآني روح پهر پیدا کرنے " سے مجهکو پورا اتفاق هے -

میں ایک عامي شخص هوں ' جسے علم سے کوئي بهره نہیں ' تاهم اصل مذکور کے متعلق اپني متفقانه راے دیتے هوے یه ظاهر کرنا ضروري سمجهتا هوں که یه راے علی وجه البصیرت هے ' اور یه که یه کوئي نیا خیال نہیں ' بلکه ایک دیرینه خیال هے ' جسے اب الهلال نے اپنے ممتاز صبغة اللهي تصبیغ سے اور گہرا رنگ دیدیا هے -

الهلال کا طریق دعوت و پیرایه بیان بهي نہایت پسند کرتا هوں - اس سے انکار نہیں هوسکتا که موجوده لیڈران قوم میں سے اکثر خدا و رسول سے بے پروا - قومي درد سے معري - نفس پرستي و خود غرضي میں مبتلا ' اور اس منصب جلیل کیلیے جن امور کي ضرورت هے ان سے بے بہره هیں - تاهم عام افراد قوم جو عموماً نور فراست و تمیز حق و باطل سے محروم هونے کي وجه سے بجاے خدا پرستي کے دولت و جاه پرستي میں گرفتار هیں ' انکو اپنا قبله آمال و کعبهٔ مقصود بنائے هوئے هیں - انہیں انکي ریاکاریوں ' فریب عملیوں ' خود غرضیوں ' اور غداریوں کي مطلقاً خبر نہیں - ان حالات میں نہایت ضروري هے که ان خود ساخته لیڈروں کي تمام ایسے حرکات و سکنات کو پبلک میں لاکر انپر آزادانه تنقید کیجاے جو قومي معاملات سے تعلق رکهتے هوں یا جنکا اثر کسي بعید ترین واسطه سے بهي قوم پر پڑتا هو - جب تک عام افراد قوم کو افراد طبقـــه اعلى کي دیني - اخلاقي - ذهني ' اور عملي قواے ارشـــاد و هدایت کماهي معلوم نه هونگے تب تـــک [illegible] قبول اور مســـتوجب رد میں تمیز کرنا انکے لئے نا ممکن - هر شخص جو قومي معاملات میں حصه لے رها هو یا آینده حصه

ميري نظر سے نهيں گذرا ' اپکو سوايے دعا دينے کے آور کچهه همارے پاس نهيں هے ' آپکو بخوبي معلوم هے که مجهے اس اخبار سے خاص محبت هے - مين نے بڑي کوشش اسکي ترقي کے واسطے کي اور اکثر خريدار بهم پهنچائے - مگر کمزور پاليسي اگر اختيار کي گئي تو پهر افسوس کے ساتهه مجهے الهـــلال سے قطع تعلق کر لينا پڑيگا آپکو کسي قسم کا مشورہ دينا حماقت هے اپ خود اِن امور کو بهتر سمجهه سکتے هيں اگر کسي کو دعوت الهلال سے انکار هے جيسي دعوت که الهلال دينا چاهتا هے ' تو اسکا جواب هم تو کيا دے سکتے هيں - اگر حضرت عمر زنده هوتے تو دو بالشت کا دره انکو بخوبي جواب دے سکتا تها -

---

چاندني کا عاشق از هوشيارپور

کهتي هے تجهکو خلق خدا غائبانه کيا ؟

(۱) کلين جب بنکر تيار هوتي هيں تو آزما کر اور ذرا چلا کر ديکهه لي جاتي هيں ' اور انکي چال ميں اگر کوئي نقص هو تو نکال ديا جاتا هے - مگر کلون کے موجد کا معصوم بچه جب کهڑا هونا اور چلنا سيکهتا هے تو بلا روک ٹوک چلنے ديا جاتا هے - اسوقت اسکا نقص نکالنا گويا اوس ميں نقص پيدا کرنا هوتا هے -

(۲) همارا الهلال بے جان اور دن بدن گهٹنے والي مشين نهيں هے ' بلکه دمبدم بڑهنے والا - ايک زنده انسان -

الهلال کو ديکهکر اگر زبان سے کوئي کلمه نکالا جاسکتا هے تو بس ايک " احتياط " کا کلمه هے مگر دل ڈرتا هے که کهيں اسکي اصليت اور سادگي ميں بناوٹ ' اسکي وارفتگي ميں تصنع - اسکي لطافت ميں کثافت ' اسکي حرارت ميں خنکي ' اور اسکي حريت ميں فرق نه آجاے

(۳) جس چاند کا مدار خدا نے مقرر کر ديا هو - اور جس چاند کو ضياء خدا نے دي هو ' انسان کي طاقت سے باهر هے که اُس ميں نقص نکالے ' همارے الهلال کا دار مدار هي جب خدا کے کلام (قرآن) پر هے ' اور جب يه روشني بهي اسي نور هدايت (قرآن) سے حاصل کرتا هے تو بس ايک يهي مشير اعظم اسکے ليے کافي هے - انساني مشوروں پر جو غلطي کے احتمال سے خالي نهيں هوسکتے اسکو اپنا زياده انحصار نهيں رکهنا چاهيئے -

(۴) الهلال کي پوليٹکل يا قرآني تعليم کي شعائيں جو ايک ليڈنگ آرٹيکل کي شکل ميں نکل چکي هيں ' واقعي انهوں نے الهلال کو چار چاند لگا ديے هيں اور اسکو قابل رشک بنا ديا هے - دعا هے که خدا اسکو حاسدوں کي نظر بد سے بچاے - يهه ارٹيکل جب ميں پڑه رها تها ' اندرون قلب سے بے اختيار مرحبا مرحبا کي آوازيں آرهي تهيں - اور لب چاهتے تهے که لکهنے والے هاتهه کو چوم لوں - يقين هے که الهلال کے اور بهي سب ديکهنے والونکے دل اس قابلانه مضمون کي بے انتها سچائي سے متاثر هوے هونگے - زبان سے اگر کوئي نه کهے تو اور بات هے -

(۵) مجهسے اگر کوئي پوچهے که الهلال کيسا هے ؟ تو کهونگا بس [illegible]ند هے ' جو دل کو بهي بهاتا هے اور آنکهونکو بهي -

بهار عالم حسنش دل و جاں تازه ميدارد
ب[illegible] اصحاب صورت را ببو ارباب معني را

جناب مولانا سيد عبد الحکيم صاحب سيف از شاهجهاں پور

الهـــلال کا گيارهواں نمبر معه ضميمه پهنچا - هر نمبر چشم دل سے بار بار ديکها گيا هے اور تا حد امکان هر مضمون پر غائر نظر ڈالي گئي هے - آپ همارے اُس مرض کا عــلاج کرنا چاهتے هيں جسنے [illegible] بنا کر [illegible] هے - آپکي تشخيص و حذاقت کي مدح کا ابهي موقع نهيں ' زندان هـــلاکت کے گرفتار جب رهائي پائيں گے ' تو انکا دل خود دعائيں ديگا - صديوں سے جس تعليم پر اسلامي تعليم کا اطلاق کيا جاتا هے ' وه صرف رسوم و بدعات و مشرکانه خيالات کا اک دفتر هے ' جسپر غور کرنے سے دل کو پريشاني هي نهيں هوتي بلکه روح کو صدمه پهنچتا هے - اپکا يه ارشاد اصل حقيقت هے که " جس دن مسلمانوں ميں اُنکي گم شده بلکه فنا گشته قراني تعليم کي روح پهر پيدا هو جاےگي اُسدن وه اپنے اندر هر چيز کو کامل و اکمل پائيں گے "

کون سي وه بري گهڑي تهي جب مسلمان دام تقليد ميں گرفتار هوے تهے - اِسي موذي مرض نے شيروں کو روباه بنا کر اس قعر مذلت و هـــلاکت ميں گرا يا هے ' جس سے اُبهرنا محال هے تقليد هي نے جمله آثار ترقي کو رفـته رفـته مٹايا ' يهانتک که اب قوت سماعت و بصارت بهي سلب هو گئي - يهي وه تيغ زهر آلود هے جسنے مسلمانوں کي مجموعي قوت کو پارپاره کرکے دلوں ميں سم نفاق بهر ديا -

هر کس از دست غير ناله کند سعدي از دست خويشتن فرياد

اگر کوئي غريب مسلمان حق گوئي اپنا شعار کرے تو اُسے يه بد نصيب بيوقوف و ديوانه هي نهيں بنا تے ' بلکه قابل نفرت خيال کرتے هيں ' اور حق بات سنکر تو اسدرجه گهبرا تے هيں ' جسطرح ايک سيه دل دنيا دار موت کے نام سے -

مولانا ! آپکو معلوم هے که اب ايسي نازک حالت هو چلي هے که راست باز اور حق جو مسلمان اس رائج الوقت اسلامي تعليم سے والله بالکل بيزار هيں - اگر کلام الهي کي تعليم نے انکي مدد نکي تو وه دن قريب آگيا هے که اُکتا کر کوئي دوسري راه نجات تلاش کرينگے اور يه شعـــر پڑهکر اپنے برادران يوسف سے هميشـه کيليے جدا هو جائيں گے -

تو بخويشتن چه کردي که بما کني نظيري
بخـدا که لازم آمـد ز تو احتـراز کردن

اس حالت کو جناب نے پوري طرح محسوس فرما ليا هے اور اسي کے علاج پر متوجه هوے هيں -

همارے روحاني عوارض کا علاج تعليـم قراني کے سوا هو هي نهيں سکتا - يهي وه مجرب علاج هے جسنے عرب کے جاهل وحشيوں کو کامل بنايا ' بڑے بڑے قيصران کج کلاه نے اُنکے سامنے سر نياز خم کيے ' يه بيمار نادا ني اگر اب بهي اسي مجرب دوا کو استعمال کرنا شروع کرديں ' تو بهت جلد انشـاء الله انکے سارے روگ دور هو جائيں - جب تـک آپکي پيش کرده دوا کو - جو در حقيقت تيره سو برس پہلے [illegible]ب حکيـم الهي کا معجزه اور مجربه هے - بسـم الله کرکے نه پي جائيں گے ' يه سوداے جنون زا ' جس نے انهيں مجنون محض بنا ديا هے ' دور نهو گا -

کون کهتا هے که آپکے لهجه ميں تلخي هے ؟ يه تو همارے کانوں کي خطا هے که حق بات نهيں سن سکتے ' اگر بالفرض ايک گونه تلخي کو مان بهي ليا جاے ' تو هم اُسے فصاد کا تيز نشتر کيوں نه سمجهيں - مريض نادان بے فائده گهبراتے هيں ' جب تـک او پريشن کي زحمت نه اُٹهائيں گے ' پرانے بگڑے هوئے زخم کيونکر اچهے هونگے - ميں الهـــلال کو صبح اميد کا درخشنده آفتاب سمجهتا هوں ' اُسي کي حرارت سے همارے ٹهرٹهراتے هوے دل ' جن پر صديوں سے غفلت و گمراهي کي برف گر رهي هے ' قوي و توانا هو چلے هيں - اگر بعض شپپر چشم اس آفتاب صبح اميد کي روشني سے چوندهيا کر اپنا سر پهوڑ ليں ' تو بالـکل مجبوري هے - خداے ذوالجـــلال آپکي اس محنت کو مشکور فرماے -

لینے کا خواہشمند و امیدوار ہو یا بنایا گیا ہو' اس امر کا مستوجب ہے کہ اسکے تمام پرائیوٹ و ذاتی افعال جو انسانی افعال کی تحت میں آتے ہیں اور جو انسان کی سیرت کے بننے میں دخل رکھتے ہیں' پردہ خلوت سے باہر لائے جاویں اور انپر آزادانہ نکتہ چینی کیجاوے تاکہ پبلک لیڈری کے مناسب سیرت رکھنے والے اشخاص کو صحیح طور پر جان سکے اور نالائق و ناسزا اشخاص کے انتخاب سے محفوظ رہ سکے -

ابتک الہلال میں کوئی بحث ایسی نہیں ہوئی جو قومی مفاد سے متعلق نہ ہو اور نہ اسکا لہجہ غیر متین و غیر مہذب رہا ہے - یہ ایک نہایت ضروری فرض ہے کہ نا قابل عبادت کمزور ہستیوں کی کمزوریاں نہایت بلند آہنگی کے ساتھہ منظر عام پر لائی جاویں تاکہ انکی معبودیت و مطاعیت کا طلسم ٹوٹے اور خدا کے بندے محض خدا کے عابد و مطیع بنکر صرف بے ریا اور مخلص اشخاص کو اپنی رفاقت و اعتماد کے لیے منتخب کرنیکے قابل ہوسکیں - میرے خیال میں الہلال اپنی موجودہ شان میں ان تمام فوائد کا جامع ہے جو حکیم الامة علامہ سید جمال الدین الافغانی المصری (رح) نے اپنے خطبہ فوائد جریدہ میں جرائد کی طرف منسوب کیے ہیں اور وہ بہمہ وجوہ مستحق ہے کہ اوسے علامہ ممدوح کی زبان میں "سائق الی الفضائل وزاجر عن الرذائل" اور "موجب سعادت امت" کہا جاوے - لیکن افسوس ہے کہ استبداد و جاہ پسند طبیعتیں اسکو اسی شرف سے معری کرانا چاہتے ہیں - آخر میں پھر عرض کرتا ہوں کہ میں نے الہلال کے تمام نمبر دو دوبار استیعاباً پڑھے مجھے اسکا ہر خیال - ہر راے' اور نیز پیرایہ بیان بغایت پسند ہے -

اس عریضہ کو ختم کرنے سے قبل میں بعض حضرات کے اس پر اصرار ادعا کی نسبت بھی کہ (انریبل سرھارکورٹ بٹلر کی مراسلة مورخہ ۹ اگست سنہ ۱۹۱۲ سے پہلی کارکنان مسلم یونیورسٹی کو گورنمنٹ کے ارادہ عدم الحاق کا علم نہ تھا) کچھہ عرض کردینا چاہتا ہوں :-

(۱) مسلم یونیورسٹی کا ڈیپوٹیشن سرھارکورٹ سے شملہ میں پہلے مئی سنہ ۱۱ میں اور پھر ستمبر سنہ ۱۱ میں ملا

(۲) گورنمنٹ ہند کی مراسلات انہیں جولائی سنہ ۱۱ و اگست سنہ ۱۲ میں موصول ہوے -

(۳) صاحبزادہ آفتاب احمد خانصاحب مسلم گزٹ مورخہ ۱۸ ستمبر سنہ ۱۲ میں تسلیم فرماتے ہیں کہ قبل از وصول مراسلة ۹ اگست سنہ ۱۲ انکو "یہ اطلاع تھی کہ گورنمنٹ الحاق کا اختیار نہیں دینا چاہتی"

(۴) مسلم پیپر مورخہ ۱۸ - اگست سنہ ۱۲ آخری مراسلة کے متعلق عدم الحاق پر بحث کرتا ہوا لکھتا ہے کہ "نواب صاحب نے شملہ میں سرھارکورٹ کے موجودگی میں کہدیا تھا کہ ایسی یونیورسٹی کو سلام ہے"

(٥) خود نواب صاحب اپنے پہلے اعتراضی مضمون میں جو علیگڈہ گزٹ مورخہ ۲۲ مئی سنہ ۱۲ میں اور روزانہ زمیندار مورخہ یکم جون سنہ ۱۲ میں شائع ہوا' فرماتے ہیں "اور اگر کسی معاملہ میں ہمارے اور گورنمنٹ کے درمیان اختلاف ہے یا آیندہ ہو تو اسپر ہم آخر وقت تک پوری طرح گورنمنٹ سے جھگڑ سکتے ہیں مثلا ایک افلی ایشن کا مسئلہ ہے - اس میں کہا جاتا ہے کہ گورنمنٹ ہمارے ساتھہ متفق نہیں ہے جسکے کوئی اطلاع ابھی تک باضابطہ ہمکو گورنمنٹ کے طرف سے نہیں ملی"

یہ آخری دونوں اقتباسات بھی واضح طور ظاہر کرتے ہیں کہ کارکنان یونیورسٹی کے روبرو گورنمنٹ کا یہ ارادہ کہ مطلوبہ یونیورسٹی صرف غیر الحاقی اور غیر آزاد شکل میں دی جاویگی بے ضابطہ طور پر یعنی بموقعہ ملاقات شملہ واقعہ ستمبر سنہ ۱۱ ع پیش کردیا گیا تھا' مگر ساتھہ ہی اسکی شدت تلخی کو کم کرنے کیلیے محض بطور طفل تسلی صاحب وزیر ہند کے آخری فیصلہ پر یہ امر معول کردیا گیا تھا - باوجود ان سب باتوں کے باصرار تمام دعوی کیا جاتا ہے کہ اخفاے واقعات معلومہ کا الزام درست نہیں - چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد - اللہم اہد قومی فانہم لا یعلمون والسلام علیکم وعلی من لدیکم -

---

جناب ظفر الحق صاحب وٹرینری اسسٹنٹ بادہ

اس مضمون سے میں بھی بالکل متفق ہوں

جناب مولوی سید علی محسن صاحب

(۱) الہلال کا آخری نمبر دیکھکر طبیعت بہت مسرور ہوئی الہلال کے تعلیم کے متعلق جناب نے جو کچھہ تحریر فرمایا ہے میں اسکے ایک ایک لفظ سے متفق ہوں - اگر الہلال کی تعلیم اسی اصول پر جاری رہی تو البتہ آزادی کا بدر کامل بنکر اپنی تہذیبی روشنی کے سایہ میں امت مظلوم کی ہدایت اور دستگیری کر سکتا ہے -

(۲) افسوس اسکا ہے کہ جب آپکا قلم میدان طرابلس پر اٹھتا ہے تو اپنے حدود کی خبر نہیں رہتی اور جب آپ اپنے سرحد میں زور طبع دکھاتے ہیں تو ناموران طرابلس کو بھول بیٹھتے ہیں کوئی ایسی ترکیب ہوتی جس سے آپکی توجہ دونوں طرف برابر پڑتی -

(۳) الہلال جسوقت دیکھنا شروع کرتا ہوں اوسوقت جسقدر مسرت ہوتی ہے اوس سے زیادہ افسوس اوسوقت ہوتا ہے جبکہ فوراً ہی اسکو تمام کر بیٹھتا ہوں - یہ بھی طبیعت نہیں چاہتی کہ تھوڑا تھوڑا کرکے ایک ہفتہ میں تمام کروں اور اس سے بھی طبیعت گھبراتی ہے کہ ایک ہی پرچے کو بار بار دیکھوں لہذا جناب کوئی ایسی ترکیب نکالیں جو تسکین بخش ثابت ہو -

(۴) ہمارے ایک مہربان نے الہلال کے متعلق ایک راے دی ہے جس سے جناب کو مطلع کرتا ہوں ممکن ہے کہ جناب پسند فرمائیں وہ یہ کہ الہلال کے ہر نمبر میں ترکی مقبوضات کا ایک مفصل نقشہ ہونا چاہیے جس سے ناظرین کو واقعات کا علم بہت آسانی سے ہو جایا کرے -

(٥) تصاویر بہت صاف نہیں آتی غالباً بلاک بننے میں کوئی خرابی رہجاتی ہے - امید ہے کہ جناب اپنی توجہ اسطرف خصوصاً مناظر کے تصاویر کیطرف جلد مبذول فرماینگے -

(۶) مسلم یونیورسٹی کے متعلق علم راے حاصل کرنے کیلئے بھی میرے خیال میں جناب کو ورکنگ پیپر شائع کرنا چاہیے والسلام -

---

غازی (انور بے) کی رنگین تصویر جن حضرات کو مطلوب ہو وہ طلب فرمائیں' صرف چند کاپیاں باقی رہگئی ہیں قیمت فی تصویر ۴ - آنہ - الہلال کے گذشتہ ۸ نمبروںکا مجموعہ مع تصویر انور بے جسکی اصلی قیمت ۲ روپیہ ہوتی ہے - صرف ۱ - روپیہ ۴ آنے میں بطور نمونہ کے بھیجا جا سکتا ہے -

منیجر

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad

7-1, McLeod Street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و خصوصی

احمد المکلف بابی الکلام الدهلوی

مقام اشاعت

۷ – ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱٤ — کلکتہ : چہارشنبہ ٤ ذیقعدہ ۱۳۳۰ ہجری — جلد ۱

Calcutta : Wednesday, 16 October, 1912.

فہرس

ضروري اطلاع

" الہلال " کے خریداروں کو اطلاع دي جاتي هے کہ وہ اپنے خط و کتابت میں ضرور خریداري کا نمبر جو چٹ پر لکھا هوتا هے اپنے نام کے ساتھہ لکھدیا کریں - ورنہ دفتر تعمیل جواب سے معذور سمجھا جاے -

نام کے ساتھہ " الہلال " کا رجسٹرڈ نمبر (644 — C .) هرگز نہ لکھا جاے - کیونکہ یہ خریداري کا نمبر نہیں هے -

الہلال کي توسیع اشاعت

— * —

ایک بزرگ دوست ' جو اپنا نام ظاهر نہیں کرنا چاهتے	۱۵
دهلي کے وهي بزرگ ' جنکا نام خود همیں معلوم نہیں - عذرر	۵
جناب مولانا سید شاہ برهان الدین صاحب حسیني رفاعي قادري سجادہ نشین درگاہ حضرت مشکل آسان	۵
جناب مسٹر اظہر علي صاحب ازاد ایم - ار - ایس تحصیل دار خلیل آباد - ضلع بستي -	۵
جناب مولوي عنایت اللہ خاں صاحب انسپکٹر کو اپریٹو سوسائٹي (گوجرانوالہ)	۵
جناب مسٹر ظفر حسن صاحب علوي سفیر علي گڈہ کانفرس	۵
جناب مسٹر محمد یوسف بھائي میاں صاحب رئیس رنگون	۵
جناب محمد صدیق صاحب محمڈن پریس (مانڈلے)	۵
جناب مولوي برکت علي صاحب بي - اے (لاهور)	۵
جناب مسٹر ایم - اے - ذررا (بھاگلپور)	۵
جناب مولانا محمد مبارک کریم صاحب مدرس اعلی مدرسہ اسلامیہ (پٹنہ)	۳
جناب مولوي محمد کامل صاحب (شاهپور)	۳

عن انصاری الی اللہ ؟؟

— * —

ملک کے قدیم و جدید تعلیم یافتہ اصحاب کی خدمت میں

ایک التماس

— * —

الہلال نمبر (۱۲) کے پہلے صفحہ پر ایک اعلان شائع کیا گیا تھا اسکی نسبت متعدد درخواستیں آچکی ہیں' لیکن ضرورت دیکھتا ہوں کہ ایک مرتبہ تفصیلی طور پر اپنے مقصد دلی کو ظاہر کردوں :—

(۱) شخصی کاموں پر مشترک اور جماعتی کاموں کی ترجیح اور تفوق ظاہر ہے - آج دنیا میں تمام بڑے بڑے کام انجمنوں اور کمپنیوں کی صورت میں انجام دیے جاتے ہیں - لیکن تجربہ شاہد ہے کہ مسلمانوں کو ابتک یہ اصلی طریق عمل راس نہ آیا - اس وقت تک علمی اور قومی خدمات کے لیے جسقدر انجمنیں قائم ہوئیں' تجارتی کاموں کے لیے جسقدر کمپنیاں بنائی گئیں' سب کا نتیجہ یا تو شکست کار اور برہمیے صحبت نکلا' یا گو کسی نہ کسی طرح قائم رکھی گئیں' لیکن انکا وجود' عدم سے زیادہ مفید نہ ہوا - فی الحقیقت یہ ہماری ایک سخت بدبختی' اور اہم کاموں کے آغاز میں ایک سخت روک ہے' لیکن کیا کیجیے کہ بدقسمتی ہے' اور اس سے انکار کرنا نہایت خوش آیند تھا' لیکن نہیں کیا جا سکتا -

(۲) پس اس بنا پر ایک عرصے سے اس عاجز کا یہ خیال ہے کہ بڑے بڑے ارادوں کو ترک کر کے سر دست صرف یہ کرنا چاہیے' کہ ہر شخص اپنے مقدور اور امکان کے مطابق اپنے لیے ایک دائرۂ عمل بنالے' اور جس قدر شخصی طور پر کر سکتا ہے' بغیر اور لوگوں کے وقت اور مال کی ذمہ داری اپنے سر لیے' کرنے کے لیے مستعد ہو جاے - اپنا معاملہ خدا سے رکھے' اور اپنی نیتوں کو درست رکھنے کیلیے نفس سے برسر پیکار ہو جاے - عجب نہیں کہ اشخاص کی سعی جماعت اور قوم کیلیے مجموعی طور پر جماعتی کاموں سے زیادہ مفید ہو جاے' اور در حقیقت دنیا میں تمام بڑے بڑے کام شخصوں ہی نے کیے ہیں' جماعتوں نے نہیں کیے ہیں -

(۳) جس کام کو میں نے شروع کیا ہے' یہ اسی خیال کی عملی صورت ہے - میرے پاس دولت نہیں ہے' اور تندرستی و جمعیۃ اور طول عمر کیلیے کوئی ذریعۂ علم بھی نہیں - نہیں جانتا کہ کل کیا ہو ؟ تاہم اعتماد اللہ پر' تھوڑی سی امید اپنی نیت سے - اور یہ وعدۂ الہی ہر وقت پیش نظر ہے کہ : انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر و انثی [میں کسی کام کرنے والے کے کام کو ضائع نہیں کرتا - ۳ : ۱۹۳]

(۴) انسان کے قلب و دماغ پر بہت سی باتیں ایسی گذرتی ہیں' جنکو وہ مرئیات و حسیات مادیہ کی طرح دیکھتا اور محسوس کرتا ہے' مگر اسکو دلائل سے ثابت نہیں کرسکتا - میں دیکھتا ہوں کہ دنیا میں خلوص و صداقت اور سچا توکل ایک ایسی طاقت ہے' جو کبھی ضائع اور برباد نہیں ہوتی' گو اسکے لیے میں کوئی دلیل حسی پیش نہ کرسکوں مگر میرا دلی اذعان اسکو ایک قانون الہی کی صورت میں دیکھتا ہے' اور اسپر اس سے کم یقین نہیں رکھتا' جسقدر آپکو آگ کے جلانے اور پانی کے ڈبانے پر ہے - ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا - کہہ نہیں سکتا کہ جس دن سے میرا دل اپنی نیت اور مقاصد کے متعلق مطمئن ہوگیا ہے' اس دن سے کیسی لازوال قوت اور کیسی مغلوب نہونے والی طاقت بخشنے والے نے مجکو بخش دی ہے ؟ البتہ مضطرب ہوں کہ میری نیتوں کو رب کریم آزمایشوں میں پڑنے کے بعد پاک و صاف رہنے کی توفیق عطا فرماے -

(۵) ناظرین کو یاد ہوگا کہ الہلال کی پہلی اشاعت میں اس عاجز نے لکھا تھا :

" الہلال " کی اشاعت ہمارے قدیمی ارادوں کے سفر کا آغاز ہے' اور فضل الہی سے امید ہے کہ اب بہت جلد اپنے ارادے کے اعمال مہمہ میں مصروف ہو سکیں گے' ایک اردو ہفتہ وار رسالے کی اشاعت کے لیے برقی طاقت سے چلنے والی مشینوں کی ضرورت نہ تھی' اور نہ کسی وسیع پریس کے متعلقات و آلات کی - اور نہ ایک اردو کا ہفتہ وار اخبار ملک کی موجودہ حالت کے لحاظ سے اتنی حیثیت پیدا کر سکتا ہے کہ کسی بڑے پریس کو اپنے اعتماد پر قائم رکھہ سکے پھر وہ خواہ کتنے ہی وسیع پیمانے پر جاری کیا جاے' لیکن کوئی ایسا مقصد زندگی نہیں ہو سکتا جسکا انتظار شب ہاے امید کی بے چینیوں' اور روز ہاے تلاش کے اضطراب کا حقدار ہو - خدا کے بخشے ہوے دل و دماغ کی یہ ناقدری و تحقیر ہے' اگر اسکے مقاصد کا سدرۃ المنتہی اس سے زیادہ بلند نہو سکے - پس یہ جو کچھ کیا جارہا ہے' در حقیقت چند عزائم عظیمہ ہیں' جنکی طرف بتدریج متوجہ ہونا ہے' اور میں نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا ؟ : وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ' ان اللہ کان علیماً حکیما -

پہلے نمبر کی اشاعت کو تین ماہ سے زیادہ زمانہ گذر گیا' بعض احباب نے تفصیلی طور پر ان ارادوں کو دریافت بھی فرمایا' مگر اس عاجز نے ایک حرف بھی کہنا پسند نہیں کیا - کیونکہ نہیں چاہتا تھا کہ ان کاموں کی عملی صورت کے شکل پذیر ہونے سے پہلے محض منصوبوں اور خیالوں کا اعلان کردوں - اعلان کے لیے صحیح اواز عمل کی ہے' نہ کہ دعوے کی -

(۶) الحمد للہ کہ توفیق الہی کی اعانت سے اب وقت آگیا ہے کہ ان کاموں کی طرف بہ ترتیب و بہ تدریج متوجہ ہوں - وہ کام کون کون سے ہیں ؟ انکی تفصیل کیا ہے ؟ اغراض و مقاصد اور طریق عمل کیا ہوگا ؟ ان امور کی نسبت انشاء اللہ رفتہ رفتہ الہلال میں عرض حال کرونگا - لیکن مختصر لفظوں میں اگر اشارہ کرنا چاہوں تو عرض کرسکتا ہوں کہ " اپنے مکان اور مقدور کے مطابق احیاء دعوت الہی اور خدمت علم و دیانۃ کیلیے ایک باقاعدہ اور منظم (دار الدعوۃ) کا قیام " و السعی منی و الاتمام من اللہ تعالی -

(۷) لیکن اسکے ساتھہ ہی جب اپنی حالت کی طرف نظر ڈالتا ہوں تو علاوہ ان تمام مشکلات کے (جو ہر ایسے کام کیلیے ناگزیر ہیں) خود اپنی طرف سے بھی حسب حالات ظاہری مطمئن نہیں ہوسکتا - اپنے پیچ در پیچ ہموم و غموم اور اسباب اختلال سکون و دل جمعی کے سوا اپنی صحت کی نسبت بھی دائم المرضی کا فیصلہ کرچکا ہوں - اور اب ایک نئی شکایت اختلاج قلب اور نزف دم

شذرات

ایک لطف فرما اپنے عنایت نامے میں تحریر فرماتے ہیں

مسلمانوں کا سچا لیڈر کون ہوسکتا ہے ؟

"" اپنے اب تک مسلمانوں کی گذشتہ مذہبی و سیاسی گمراہی کی نسبت جو کچھہ لکھا ہے ، اور آئندہ کے لیے جو کچھہ لکھہ رہے ہیں ، اسکا حرف حرف صداقت اور حقانیت ہے - علی الخصوص اپنے "" الہلال کی پولیٹکل تعلیم "" کے عنوان سے جو آرٹکل لکھا ہے ، اور اسمیں تعلیم قرانی کی بنا پر ایک پولیٹکل پالیسی تجویز فرمائی ہے ، وہ تو آپ کا قوم پر ایک ایسا احسان عظیم ہے ، جسکی توفیق آجتک کسی کو نہیں ملی تھی - لیکن سوال یہ ہے کہ کوئی پالیسی خواہ کتنی ہی اعلی درجہ کی اور ازادانہ ہو ، مگر جب تک اسکو قائم رکھنے والے لیڈر نہ ہوں اس وقت تک کچھہ نہیں ہوسکتا - پس اب مقدم بات یہ ہے کہ آپ یہ بھی بتلا دیں کہ اب قوم کس کو اپنا لیڈر بنائے ؟ اور قوم کا سچا لیڈر کون ہے ؟ ""

اسکا تفصیلی جواب تو انشاء اللہ آئندہ نمبر میں دینگے ، کیونکہ یہ نمبر پورا ہو چکا اور مسئلہ تفصیل طلب ، تاہم مختصر گذارش یہ ہے کہ ہمارے عقیدے میں مسلمانوں کا دائمی اور حقیقی لیڈر تو صرف ایک ہی ہے ، اور وہ قران حکیم ہے ، وکل شی احصیناہ فی امام مبین (۳٦ - ۱۲) دینی اور دنیوی دونوں قسم کے اعمال کے لیے یہی ایک الہی امام ہے ، پس مسلمانوں کو کسی لیڈر کی تو ضرورت نہیں ہے ، البتہ ایسے نفوس قدسیہ کی ضرورت ہے ، جو اس لیڈر کے نائب ہوسکیں ، اور اسکی تعلیمات پر قوم کو چلا سکیں -

---

ورثۂ امامت کی جدید تقسیم

بد بختی سے مسلمانوں نے دین اور دنیا میں تفریق و امتیاز کا ایک خط کھینچ دیا ، اور مسلمانوں نے نہیں ، بلکہ کہنا چاہیے کہ اسلام کے قدیمی دشمن شیطان رجیم نے اس تفریق کی بنیاد ڈالدی ، وان الشیطان للانسان عدو مبین - اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ خدا کی قائم کی ہوئی وحدت کو مٹاکر ایک انسانی تقسیم کے ذریعہ دو جماعت لیڈروں کی مقرر کردی گئی - نماز اور روزے کے مسائل تو باسم دین علماے دین کے سپرد کردیے گئے کہ فتوا نویسی کے قلم و سیاہی پر قناعت کرلیں ، باقی تمام اعمال زندگی کی اصلاح و فلاح کو باسم دنیا نئے لیڈروں نے اپنے قبضے میں لے لیا ، کہ ان رموز جدیدہ اور مقتضیات حاضرہ کو مسجد نشینوں کو کیا خبر ؟ یہ تقسیم ایسی ہی تقسیم تھی ، جیسی ایک ایرانی شاعر نے اپنے آبائی ترکے کے اسہام (حصص) مقرر کرتے ہوے کی تھی :

از فرش خانہ تا بہ لب بام ازان من

وز صحن خانہ تابہ ثریا ازان تو !

مگر فی الحقیقت اسلام کے نزدیک ایسی تفریق کا کوئی اعتبار نہیں ، اسکی دنیا دین سے الگ نہیں ، بلکہ دین ، دنیا ہی کا دوسرا نام ہے - پس مسلمانوں کے دینی معاملات ہوں خواہ دنیوی ، انکے قدرتی لیڈر صرف دینی پیشوا یعنے علماہی ہوسکتے تھے اور تاریخ شاہد ہے کہ ہمیشہ علما ہی رہے -

تاہم بدبختی پر بد بختی یہ ہے کہ ہمارے علما نے بھی دنیا کی طرف سے آنکھیں بند کرلیں ، اور جس مسند پر انکو خدا و رسول نے بٹھایا تھا ، اسکی اہلیت کی تحصیل سے بے پروا ہوکر نا اہلوں کیلیے چھوڑدی ، ایسی حالت میں اگر دوسرے قبضہ نہ کرلیتے تو کیا کرتے ؟

من ہمہ داغدار شد ، پنبہ کجا کجا نہم ؟

انہوں نے بھی اپنا منصب صرف اتنا ہی سمجھہ لیا کہ

رموز مملکت خویش خسروان دانند

گداے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

یقیناً اس سوال کا پیدا ہونا قدرتی ہے کہ موجودہ تغیرات حالات کے بعد اب مسلمانوں کا لیڈر ، یا ہمارے اعتقاد کے مطابق امام مبین کا نائب کون شخص ہو ؟ سچ یہ ہے کہ اسکے جواب میں بہت سی مایوسیاں مضمر ہیں ، اور چونکہ ہم کو دونوں جماعتوں کی خبر ہے اور دونوں کے رنگ دیکھہ چکے ہیں ، اسلیے ہماری مایوسیاں عام نظروں کی مایوسیوں سے زیادہ درد افزا ہیں :

رہا ہوں رند بھی میں ، اور پارسا بھی میں

میری نظر میں ہیں رندان و پارسا ایک ایک

تاہم اللہ کی زمین اسکے بندوں سے خالی نہیں ، اور اسلام پر اسکی نصرت فرمائیوں کی ایک بہت بڑی نعمت یہ بھی ہے ، کہ وہ عین وقت پر اپنی قدرت کاملہ سے ایسے بندوں کو بھیج دیتا ہے ، جو اسکے کلمۂ حق کی حفاظت ، اور ملت مرحومہ کی ہدایت کا وسیلہ بن جاتے ہیں - پس ہم کو سچے دل سے اسکا یقین ہے کہ خدا تعالی اسکا ضرور سامان کردیگا - اور کسی فرشتۂ غیبی کو بھیج دیگا - لیکن مسلمانوں کے لیے اسکے انتظار میں معطل ہوکر بیٹھنا ضروری نہیں ، انکے لیے راہ صاف ہے ، اور جو کچھہ کرنا ہے ، وہ کسی لیڈر کی ماتحتی ہی پر موقوف نہیں -

---

بحالت موجودہ

اگر ہم سے پوچھا جاے کہ جب کوئی ایسا جامع الاوصاف شخص سامنے نظر نہیں آتا ، تو معیار انتخاب کو کسی قدر ہلکا کرکے کیسے شخص کو ڈھونڈھنا چاہیے ؟ تو ہم کچھہ ہرج نہیں سمجھتے کہ مندرجۂ ذیل شرائط کو کسی شخص میں جمع دیکھکر ، اسی سے سردست کام لیا جاے ، اور پولیٹکل امور میں اسکی راہنمائی منظور کرلی جاے ، خواہ وہ موجودہ سربراوردہ اصحاب میں سے ہو ، یا کوئی نیا شخص :

(۱) مسلمان ہو ، نہ صرف ادعاءً ، بلکہ اعتقاداً و عملاً - اور در اصل یہی ایک شرط سب باتوں کے لیے کافی ہے -

(۲) اگر علوم دینیہ کا متورع عالم نہو (کیونکہ ہمارے اعتقاد میں جو شخص علوم و اداب اسلامی کا ماہر نہیں ہے ، وہ اس ملت کا پیشوا کیونکر ہو سکتا ہے جسکی ہستی اسلام سے وابستہ ہے) تو کم از کم اتنا تو ہو کہ مذہب اور مذہبی تعلیم سے بے خبر نہو ، اور کسی مذہبی صحبت کا صحبت یافتہ ہو -

(۳) انگریزی زبان میں قوت تحریر و تقریر رکھتا ہو ، کیونکہ موجودہ عہد میں بغیر اس کے ایک شخص گورنمنٹ اور رعایا کے درمیان ترجمان نہیں ہوسکتا -

(۴) اسطرح کے تمام علائق و تعلقات سے ازاد ہو ، جنکے تحفظ کا خیال اسکو کسی حالت میں بھی رسم و رواج ، سوسائٹی ، خاندان ، یا گورنمنٹ کے دباؤ سے مرعوب کرسکے -

ہم نے بے غرضی ، ازادی ، حق گوئی ، دلیری ، اور عدم خوف لومۃ لائم وغیرہ کی اسلیے کوئی دفعہ قرار نہ دی ، کہ یہ تمام اوصاف پہلی شرط میں آگئے - جو شخص مسلمان ہوگا ، ضرور ہے کہ وہ بے غرض ہو ، راہ الہی میں حب جان و مال ، اور الفت اولاد و عیال کی زنجیروں سے ازاد ہو ، ظالم و مستبد نہو ، اور عبادت الہی کی محراب کے سوا زمین کے کسی اونچے سے اونچے ٹکڑے پر بھی اسکا سر نہ جھکے -

اگر پوچھا جاے کہ موجودہ لیڈروں میں کوئی شخص ایسا بھی ہے ؟ تو بظاہر حالات جواب نفی میں ہے ، اور اگر پوچھا جاے کہ ایک دو شرطوں کے الگ کردینے کے بعد کوئی شخص نظر آتا ہے ؟ تو جواب ہے کہ ہاں صرف ایک ، یعنے (نواب وقار الملک) - ان میں صرف دو شرطوں کی کمی ہے - انگریزی سے نابلد ہیں اور علائق سے بکلی ازاد نہیں - تاہم اگر کوئی ہے تو وہی ہیں - افسوس اب انکا وقت خانہ نشینی اور سکون و راحت کا ہے - نہ کہ محنت و جدوجہد

احبـــاب کی رائیں الہلال کی پالیسی کے متعلق بکثرت آچکی ہیں اور آرہی ہیں - ہم نے گذشتہ اشاعت کے ساتھہ بطور ضمیمہ کے چار صفحے دیے تھے ، کیونکہ اصل رسالے کے صفحات کو انسے روک دینا ہمیں اچھا معلوم نہیں ہوا - یہ سلسلہ انشاء اللہ برابر جاری رہیگا ، اس ہفتے کے لیے بھی چار صفحے کمپوز کیے ہوے پچھلے ہفتے سے پڑے ہیں اور اگر آخری فرمے کے چھپ جانے کے بعد وقت نکلا تو چھاپ کر لگا دیے جائیں گے ورنہ آیندہ ہفتے پر انکی اشاعت ملتوی ہو جاے گی -

اگر بعض حضرات نے اب تک رائیں نہیں بھیجی ہیں ، بہتر ہے کہ موافق مخالف جو کچھہ راے ہو ، جلد بھیجکر ممنون فرمائیں -

١٦ اکتوبر ١٩١٢

— * —

— * —

یعني مسلمانوں کي ایندہ شاھراہ مقصود

ان ھـذا صراطي مسـتـقيما ، فاتبعـوہ ، و لاتتبعوا السبـل ، فتفرق بکـم عن سـبيله ذالکم وصاکم بہ ، لعلکم تتقون (٦ - ١٥٥) (١)

(٢)

میں شاید اپنے مطلب کو اب تـک ٹھیک ٹھیک ادا نہ کرسکا - اسلیے زیادہ واضح طور پر آج عرض کرتا ھوں - مشکل یہ ھے کہ مضمون وسیع اور شاخ درشاخ ضمني مطالب پر مشتمل ھے ' جب لکھنے کیلیے قلم اٹھاتا ھوں' تو مجبوراً تفصیل و اطناب سے کام لینا پڑتا ھے - تاھم مطمئن ھوں کہ کوئي غیر ضروري بیان زبان قلم پر نہیں گذرتا -

مسلمانوں کا نصب العین کیا ھونا چاھیے ؟

پالیٹکس جسکي طرف اب مدتوں کي غفلت کے بعد مسلمانوں نے شیفتگي کي نظر اٹھائي ھے ' قومي زندگي کے اعمال کا ایک سب سے بڑا شعبہ ھے - لیکن ھم اسے مسلمانوں کیلیے کوئي اصلي مقصود اور بنیادي شے نہیں سمجھتے - اور قوموں کے لیے اگر سیاست انکے تمام اعمال کي بنیاد ھے' تو اس لیے ھے کہ زندگي کي حرارت پیدا کرنے کیلیے وہ سیاسي جذبات سے ایک گرم انگیٹھي کا کام لیتے ھیں - لیکن جس قوم کے پاس ایک شعلہ فشاں آتشکدہ موجود ھو' اسے انگیٹھي کي کیا ضرورت ھے ؟

جب تنور گرم ھوجاتا ھے تو بہت سي انگیٹھیاں اس سے گرم کرلي جاسکتي ھیں ' لیکن انگیٹھي تنور کا کام نہیں دیسکتي -

اس وقت برسوں کے جمود نے کروٹ لي ھے' اور گویا انقلاب و تغیر کا ایک اچھا موسم مسلمانوں پر گذر رھا ھے - اس وقت جس چیز کي تخم ریزي کردي جاے گي ' آگے چلکر اسي کے پھل کو اپنے دامن میں دیکھہ سکیں گے - پس اس بارے میں میري دعوت کا اب لباب یہ ھے کہ مسلمان محض پالیٹکس ھي کو اپنا مقصود حقیقي نہ بنالیں ' اور اسطرح ایک عمدہ موسم کو ' جسمیں وہ شاید ایک پورا باغ لگاسکتے ھیں' صرف ایک درخت ھي کے بونے میں ضائع نہ کردیں-

دوسري قوموں کي نظیروں پر نظر رکھنا انکے لیے کچھہ سود مند نہیں ھوسکتا - انکو صرف اپنے اوپر نظر رکھني چاھیے' کیونکہ انکے پاس ایک شے ھے' جو اوروں کے پاس نہیں ھے اور جس کو اپنا مقصود بناکر وہ ان تمام چیزوں کو بھي بوجہ احسن و اکمل لے سکتے ھیں ' جو اور قومیں حاصل کر رھي ھیں - انکو چاھیے کہ ھر طرف سے آنکھیں بند کرکے اس شے کو اپنا اصل مقصود اور نصب العین بنائیں' جسکي تلاش میں انھیں گھر سے نکلنے کي ضرورت نہیں ' بلکہ ھمیشہ سے وہ خود انکے گھر کے اندر موجود ھے - یعنے صرف اتباع دین مبین اور اعتصام بحبل اللہ المتین انکے لیے انکے خدا کے طرف سے ایک دائمي مقرر کردہ نصب العین ھے ' اور ایک مسلم ھستي کے لیے اسکے سوا کوئي مقصود حقیقي نہیں ھوسکتا - نہ پالیٹکس ' نہ تعلیم ' نہ اخلاق ' اور نہ معاشرت ' کیونکہ زمین پر جسقدر " کمال " اور " جمال " ھے ' وہ سب اس سے ھے ' یہ کسي چیز سے نہیں ھے - دنیا میں جسقدر خوبیاں اور محاسن ھیں ' سب اسکے نیچے ھیں ' کیونکہ اسکے اوپر الوھیت کے درجے کے سوا اور کوئي درجہ نہیں - دنیا میں جس وقت سے انساني ھدایت و شقاوت کا سلسلہ شروع ھوا ھے ' صرف یہي ایک صراط مستقیم اور ملة قویم تمام انساني فلاح و اصلاح کا وحدہ لاشریک وسیلہ رھي ھے :

وقالـوا کونـوا ھـوداً اونصـاری تھتـدوا ، قل بل ملـة ابراھیم حنیـفـا ، ومـا کان من المشرکین - قولوا امنا باللہ وماانزل الینا وما انزل الی ابراھیم واسماعیل و اسحـاق و یعقوب واسباط ، وما اوتی موسی وعیسی ، وما اوتی النبیون من ربھم ، لا نفرق بین احد منھم ونحن لہ مسلمون (٢:)

اور یہود و نصارا کہتے ھیں کہ یہودي یا عیسائي بن جاؤ تو ھدایت پاؤ گے - (یعنے اسلام کے سوا اور طریقے اختیار کرو) اے پیغمبر کہدے کہ کبھي نہیں ! ھمارے لیے تو صرف ابراھیم ھي کا طریقہ طریق ھدایت ھے - اور اے مسلمانوں تم بھي کہدو کہ ھمارا طریق یہی ھے کہ اللہ پر ایمان لاے ھیں اور قرآن پر ' جو ھم پر اترا ' اور اس تعلیم پر جو ابراھیم ' اسماعیل ' اسحاق ' یعقوب اور اولاد یعقوب پر اتري ' اور موسی اور عیسی کو جو تعلیم دي گئي ' اور انھیں پر موقوف نہیں ' بلکہ در اصل اور تمام پیغمبروں اور رسولوں کو انکے پروردگار کے طرف سے جو تعلیم دي گئي - ان سب کي تعلیم ایک ھي طریق اسلام کي تھي - پس ھم انمیں کوئي تفریق اور امتیاز نہیں کرتے ' اور کہتے ھیں کہ ھم مسلمان ھیں -

ترجوا النجات ولم تسلك مسالكھا
ان السفینة لا تجري علی الیبس (١)

اگر مسلمانوں نے اپنے لیے ایک نہایت آزادانہ پولیٹکل پالیسي طیار کرلي ' کانگریس سے بھي بہتر ایک پروگرام انکے ھاتھہ میں ھوا ' ائرلینڈ کے حکومت طلبوں سے بھي بڑھکر جوش اور سرگرمي پیدا کرلي ' پالیٹکس میں وہ از سرتا پا غرق ھوگئے ' انکا ھر فرد گلیڈاسٹون اور مارلے ھوگیا ' لیکن ساتھہ ھي اگر انھوں نے اپنے معتقدات اور اعمال کے اندر اسلام کي عملي روح پیدا نہ کي' اپنے تئیں دین الھي کي سلطنت کے ماتحت داخل نہ کیا ' اور خشیة الھي اور زاد تقوی سے محروم رھے' تو میں اس یقین کي لا زوال طاقت کے ساتھہ' جسکے لیے کبھي موت اور شکست نہیں - اس بصیرت الھي کے ساتھہ ' جسمیں کبھي تزلزل اور تذبذب نہیں - از سرتا پا صداے رباني بنکر کہتا ھوں کہ اگر

---

(١) یعني میرا (دین الھي کا) سیدھا راستہ ھے ' پس صرف اسي کے ھو رھو ' اور راستوں میں نہ پڑو ' کیونکہ وہ تم کو خدا کي راہ سے بھٹکا کر تتر بتر کردینگے - یہ خدا کي تمہارے لیے وصیت ھے ' تاکہ تم متقي بن جاؤ -

(١) دین و دنیا میں نجات کي طلب ' اور ساتھہ ھي راہ الھي سے روگرداني !! بھلا کبھي خشکي میں بھي کشتي کو چلتے دیکھا ھے ؟

کي بهي پيدا هوگئي هے - علم الله کو هے ' ليکن به حسب اسباب ظاهري شايد زياده دنوں تک اپنے کاموں کو جاري نه رکهه سکوں گا -

(۴) ايسي حالت ميں مقدم تر امر يه هے که کچهه لوگ ايسے پيدا کيے جائيں ' جو ايک مخصوص صحبت قائم کرليں ' اور پهر ان تمام کاموں کو (جنميں سے اکثر کو الحمد لله شروع کرديا گيا هے) بطور خود جاري رکهه سکيں - تاکه تمام ارادے صرف ايک شخص کي حيات و ممات پر موقوف نه رهيں اور ايک خاص رنگ اور قابليت کي جماعت قوم ميں پيدا هو جاے -

( ) پس آج ميں آواز بلند کرتا هوں که " من انصاري الى الله " ؟ کوئي هے جو راه الهي ميں ميرا مددگار هو ؟ کوئي هے جو اپنے چند اغراض و منافع قرباني کي خدمت ملت اور اعلاے کلمه حق کي خاطر گوارا کرلے ؟ اور پهر کوئي هے جو ايک شکسته دل ' اور ايک اشکبار چشم کي فرياد پر لبيک کہے ؟ ميں يه نہيں چاهتا که لوگ اپني قابليت اور زندگي کو بغير کسي معاوضے کے ميري معيت ميں صرف کر ديں ' اسکا طلبگار نہيں هوں که اپني دنيوي اميدوں اور توقعات کو خدمت ملت کي راه ميں بالکل قربان کرديں - ميں ان لوگوں ميں نہيں هوں جو خود کسي طرح کا معاش کي طرف سے اطمينان حاصل کر کے هر شخص کو الزام ديتے هيں که وه بهي انکي طرح اهل و عيال کي فکر سے بے فکر هوکر کيوں نہيں ايثار کرتا ؟ ميں جانتا هوں که ضروريات زندگي اور پابندي علائق کي زنجير هر شخص کے پانوں ميں هے ' اور سچا ايثار صرف مال هي کے ايثار ميں نہيں هے ' بلکه سب سے بڑا ايثار دل اور ارادے کا ايثار هے - پس مالي معاوضے اور تنخواه کا لينا ايثار و صداقت ميں حائل نہيں هو سکتا - مالي خدمت جسقدر ممکن هے ' اس سے دريغ نہيں - ليکن ساتهه هي ايسے لوگوں کا طالب هوں ' جو اس تعلق کو محض ايک کاروباري تعلق اور تجارتي لين دين نه سمجهيں ' بلکه اپنے دل ميں ايک هلکا سا زخم بهي درد ملت کا ليکر آئيں ' اور علم و خدمت علم کے سچے ولولے سے خالي نهوں - تيس راتيں انهوں نے فکر ملازمت و حصول معاش کي بے چيني ميں کاٹي هوں ' تو کم از کم ايک رات کا بارهواں حصه کبهي اپنے اخوان ملت کے درد ميں بهي بسر کيا هو - علم کو هميشه حصول معاش کا وسيله سمجهکر پڑها هو ' مگر علم کو علم کے ليے اختيار کرنے کي دبي دبائي پهانس بهي کبهي کبهي انکے پہلو ميں چبهه جاتي هو -

" لقاء وجه رب " کي سعي اور " ابتغاء مرضات الله " کا مقام بہت اونچا هے ' وهاں تک رسائي هم آلودگان هواے نفساني کو کہاں حاصل ؟ تاهم اگر هزاروں تعليم يافته مسلمانوں ميں چند اشخاص اتنے ايثار کے ليے بهي طيار نهوں که تنخواه لے ليے کے ساتهه اپني زندگيوں کو با ارادۂ محکم خدمت ملي کے ليے وقف کرديں ' تو پهر ان زباني هنگاموں ' اور ادعائي شور و شغب کو بهي کيوں نه بند کر ديا جاے جو اخبار کے صفحوں اور انجمنوں اور صحبتوں کي روئدادوں ميں هميشه دکهلايا جاتا هے -

( ) ميرا دل اور گهر ' دونوں کا دروازه کهلا هے ' تاکه هر سچے ارادے کے ساتهه آنے والے کا استقبال کرے اور اپني اچهي بري زندگي کا شريک مساوي بنالے - مجهکو جو کچهه اب کرنا هے برسوں تک خاموش رهکر اور تمام پہلووں پر غور کر کے اسکا فيصله کر ليا هے ' اور زندگي جب تک هے ' اس سے کناره کش نہيں هو سکتا - ليکن اُن ارباب علم کے ليے جو تصنيف و تاليف ' تحرير و تقرير ' اور خدمت ملت و ديانت کا اپنے اندر کوئي ولوله رکهتے هوں ' يه ايک عمده فرصت هے ' جو شايد پهر هاتهه نه آئے -

---

مسئلۂ صلح

— * —

جس خبر کے سننے کيليے **جف القلم وقد سبق السيف العزل!** تقريباً تمام عالم اسلامي طيار نه تها ' جسکے تصور سے طرابلس ميں غيظ و غضب ' مصر ميں ماتم ' اور هندوستان ميں حسرت اور مايوسي چها جاتي تهي ' بالاخر اس وقت که الہلال کا آخري چوصفحه مشين پر چڑهچکا هے ' ريوٹر نے منادي ' يعنے بمقام آوچي (سوئيزرلينڈ) اٹلي اور ٹرکي کي صلح کے کاغذات پر آخري دستخط هوگئے انا لله و انا اليه راجعون -

گو اِس وقت کچهه نہيں کہا جا سکتا که اصلي شرائط صلح کيا قرار پائے ؟ بلکه ابتدا سے مسئله صلح کي نسبت خبروں ميں جو اضطراب رها هے ' اسکو پيش نظر رکهتے هوے يه بهي نہيں کہا جا سکتا که يه خبر بالکل قابل تسليم هے ' تا هم اگر صلح هوئي هے ' تو يه بهي يقيني هے که اٹلي کا قدم طرابلس اور برقه ميں جم گيا ' گو اسکا نام يورپ کي معاهدات و قوانين کي اصطلاح ميں کچهه هي هو - موجوده بلقاني مسئله درپيش نه هوتا تو اٹلي کو قطعاً بري طرح دب کر صلح کرني پڑتي ' مگر اب تو کوئي وجه نہيں که اُس نے موجوده وزارت کي کمزوري سے فائده نه اُٹهايا هو -

تا هم مقتضاے احتياط يه هے که جب تک تفصيلي حالات معلوم نهو جائيں ' کوئي راے قائم نه کريں - کل کي تفصيلي خبروں کا انتظار هے ' اور خداے برتر و حکيم سے اميد هے که وه اس نازک ترين اسلامي موقعه پر خلافت اسلامي کو کسي اور سخت خطرے سے دو چار نه کريگا - و ما تشاؤن الا ان يشاء الله ' ان الله کان عليما حکيما -

---

کائنات میں حیات و قیام صرف مسلم کے لیے ہے

اور غور کیجیے تو یہ کوئی ایسا دعوا نہیں ہے' جسکے لیے زیادہ دلائل آرائی مطلوب ہو' اور اگر مطلوب ہے تو اسلیے کہ دنیا میں آج اسلام کے پیروؤں ہی کے لیے سب سے زیادہ اسلام کی دعوت معما ہو رہی ہے - اسلام تو فی الحقیقت اُن قوائے فطریہ کے صحیح استعمال کا نام ہے' جنکی حکومت سے دنیا کی کوئی شے خارج نہیں - مچھلی کے لیے پانی میں تیرنا' پرندوں کیلیے ہوا میں اڑنا' نباتات کا زمین میں نشوؤ نما پانا' اور انسان کا زمین کے اوپر رہنا؛ یہ سب چیزیں اسلام کے مفہوم حقیقی میں داخل ہیں' کیونکہ اس کا دوسرا نام "سنۃ اللہ" اور "فطرۃ اللہ" ہے' پھر کیا مچھلی پانی کی جگہہ ہوا میں' پرند ہوا کی جگہہ پانی میں' اور انسان زمین کو چھوڑ کر سمندروں میں زندہ رہ سکتا ہے؟ اگر نہیں رہسکتا' تو اسکے یہ معنے ہیں کہ دنیا میں کوئی شے غیر مسلم ہوکر زندہ نہیں رہسکتی - حیات اور زندگی صرف مسلم کے لیے ہے' اور جو قومیں زندہ ہیں' گو انکو معلوم نہو' مگر ہم کو معلوم ہے کہ وہ اسلام ہی کے سر چشمے سے سیراب ہو رہی ہیں - یہ اپنی بدبختی ہے کہ پاس رہکر بھی ہم تشنہ لب ہیں :

افغیر دین اللہ یبغون حکماً وله اسلم من فی السموات والارض طوعاً و کرھا' و الیه یرجعون (٣ : ١٤٢) ادخلوا فی السلم کافه! (١)

کیا وہ لوگ دین الہی کو چھوڑ کر کسی اور تعلیم کو اپنا حاکم بنانا چاھتے ہیں؟ حالانکہ اس آسمان اور زمین میں کوئی نہیں' جو چار و ناچار اسی دین اللہ کا مسلم' یعنے حکم بردار نہو -

پس باوجود اسکے کہ ہم پولیٹکل زندگی کو حیات ملی کا ایک ضروری شعبہ سمجھتے ہیں' باوجود اسکے کہ ہمارے نزدیک کوئی قوم زندہ نہیں رہسکتی' جب تک اسکے اندر سیاسی جذبات مشتعل نہوں' اور باوجود اسکے کہ ہم روز اول سے مسلمانان ہند کی ایک بڑی بدبختی یہ قرار دے رہے ہیں کہ انکے لیڈروں نے غلامی و خوشامد کی داروے بے ہوشی سے قوم کی قوم کو مرض النوم میں مبتلا کردیا؛ ہم مسلمانوں کو کبھی یہ صلاح نہیں دینگے کہ وہ صرف پولیٹکل ازادی کے ولولے ہی کو پیدا کرکے اصلاح و تغیر کی طرف سے فارغ البال ہوجائیں - کیونکہ ہمارے نزدیک مسلمانوں کیلیے پولیٹکل پالیسی کے تغیر میں کوئی برکت نہیں ہوسکتی' اگر انکے اندر مذہبی تبدیلی پیدا نہ ہوئی - بخار کے مریض کے لیے ڈاکٹر کے آگے یہ سوال نہیں ہوتا کہ اسکا جسم گرم کیوں ہے' اور آنکھوں میں سرخی کیوں ہے؟ بلکہ اسپر غور کرتا ہے کہ بخار کی تولید کی اصلی علت کیا ہے؟ اگر آپ صرف مریض کے جسم کی حرارت ہی کے شاکی ہیں' تو زیادہ پریشانی کی ضرورت نہیں' ایک من برف منگوا کر اسکے ریزوں میں آپ بٹھا دیجیے - امید ہے کہ سارا جسم ٹھنڈا ہو جاےگا - آپ کہتے ہیں کہ مسجد کا منارہ سیدھا نہیں' میں روتا ہوں کہ بنیاد ٹیڑھی ہے - آپ صرف پالیٹکس کو کیوں ڈھونڈھتے ہیں' جبکہ ایک ایسی مضبوط اور لا زوال کرسی آپکو ملتی ہے' جس پر نہ صرف پالیٹکس' بلکہ قومی زندگی کی عمارت کے تمام ستون کھڑے ہوسکتے ہیں' اور ستون کیلیے کرسی ناگزیر ہے -

مسلمانوں کیلیے اولین کام

پس موجودہ تغیر کے بعد اب مسلمانوں کو سفر اسی منزل سے شروع کرنا چاہیے' جو انکے سفر کا قدرتی مبدء ہے' اور جہاں سے انکو پچھلا سفر شروع کرنا تھا' مگر انھوں نے نہیں کیا - انکو نہ تو پولیٹیکل پالیسی کی تلاش و جستجو میں وقت ضائع کرنا چاھیے' نہ اعلی تعلیم کے افسانۂ لامتناہی میں پڑنا چاھیے' نہ لیگ کے غلامانہ اور و صورت آرا پالیٹکس پر توجہ کرنی چاہیے' اور نہ کانگریس کی رپورٹوں میں اپنے لیے نسخۂ فلاح ڈھونڈھنا چاھیے - انکو صرف ایک ہی کام کرنا چاھیے' یعنی بلا یہ سوچے ہوے کہ ہم کیا کر رہے ہیں اور کہاں جا رہے ہیں' اپنا ہاتھہ دست الہی میں دیدینا چاھیے :-

می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

نہ وہ پالیٹکس کو سوچیں اور نہ تعلیم کو' نہ ازادی کی مدح کریں اور نہ غلامی کا طوق پہنیں - یہ باتیں انکے سوچنے فیصلہ کرنے کی نہیں ہیں - انکا فیصلہ خدا کو کرنا تھا' اور اس نے کر ایا - انکا کام صرف یہ ہے کہ اتباع کلمات اللہ و جمیع "ما جاء به القران" کیلیے طیار ہو جائیں' اور اپنے تئیں تمام انسانی تعلیمون اور اقوام کے اتباع و معتقدات کے ولولوں سے خالی کرکے' صرف اس ایک ہی معلم کی تعلیم پر چھوڑ دیں - اگر اسلام انکو پالیٹکس میں بلانا چاھے' تو لبیک کہکے دوڑ جائیں - اگر وہ اس سے اجتناب کی تعلیم دے' تو اشارے کے ساتھہ ہی مجتنب ہوجائیں - اگر وہ کہے کہ غلامی اور خوشامد' دو ہی چیزیں اصلی ذریعۂ فوز و فلاح ہیں' تو وہ سر سے پاؤں تک غلامی کی تصویر بن جائیں - اگر وہ کہے کہ ازادی اور حقوق طلبی ہی میں قومی زندگی اور عزت ہے' تو انکا وجود یکسر پیکر حریت و جسد حریت ہوجاے - اخلاق' تعلیم' تمدن شائستگی' اصلاح معاشرت' غرضکہ ایک متمدن زندگی کے جتنے اجزا ہیں' ان میں وہ جس طرف بلاے' اسی طرف جھک جائیں - خود انکی کوئی خواہش' کوئی ارادہ' کوئی تعلیم' کوئی پالیسی نہو - انکی خواہش اور پالیسی صرف اتباع قران ہو - وہ اس تنکے کی طرح' جس کو کسی بحر طوفان خیز میں ڈالدیا گیا ہو' اپنے تئیں تعلیم الہی کے سمندر میں چھوڑ دیں - جسطرف وہ چاھے' اسے جاے' اور جس کنارے سے چاھے' انہیں لگادے - جب خدا اُنکا تمام بوجھہ اپنے سر لیتا ہے' تو وہ خود اپنے کاندھوں کو کیوں تھکاتے ہیں؟

اگر مسلمانوں نے ایسا کرلیا' [اور وعدہ الہی ہے کہ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا (١)] تو وہ یاد رکھیں کہ آج جن چیزوں کے لیے بھٹک رہے ہیں' اور نہیں ملتیں' اگر انکا مطلب حقیقی یعنی اسلام انکو مل گیا' تو وہ خود بخود انکے قدموں پر آکر گرجائینگی - ان میں سے ایک ایک کی تلاش و جستجو کی ضرورت نہیں - وہ بہت گمراہ ہوچکے' جو سر عزت کی سر بلندی کیلیے بنا تھا'

(١) پوری آیت یہ ہے - یا ایها الذین آمنوا! ادخلوا فی السلم کافه' ولا تتبعوا خطوات الشیطان' انه لکم عدو مبین (٢ : ١٣٦) [مسلمانو! صرف دعوئے اسلام کافی نہیں ہے' اسلام میں پورے پورے آجاؤ' اور شیطان کے قدم بقدم نہ چلو' وہ تو تمہارا بالکل کھلا دشمن ہے]

(١) غالباً سورۂ عنکبوت کے آخری رکوع میں ہے - اگر ڈھونڈھونگا تو سلسلۂ خیالات ٹوٹ جاےگا - یعنی جو لوگ تلاش راہ حق میں سچی طلب کے ساتھہ کوشش کرتے ہیں' ہم انکی طلب کو ضائع نہیں کرتے' اور اپنا راستہ اُن پر کھولدیتے ہیں -

آگ جلاتی ہے، اور پانی ڈباتا ہے - اگر آفتاب مشرق سے نمودار ہوتا، مگر مغرب کی جانب غروب ہوتا ہے - اگر مچھلی خشکی میں اور پرند دریا میں زندہ نہیں رہسکتا - اگر قوانین فطریہ اور نوامیس طبیعیہ میں تبدیلی نہیں ہوسکتی - اور اگر یہ سچ ہے کہ دو اور دو پانچ نہیں بلکہ ہمیشہ چار ہوتے ہیں - تو یہ بھی کبھی نہ مٹنے والی صداقت اور صحیفۂ کائنات پر نقش سنت ہے کہ مسلمانوں کو یہ تمام دنیوی سیاسی ہنگامہ آرائیاں، تعلیم و تہذیب کا دعواے مصنوعیہ، اور پولیٹیکل پالیسی کے تغیر و تبدل کا ہیجان طوفان اور ایک لمحہ ایک دقیقہ، ایک عشر دقیقہ تک کیلیے بھی کچھ نفع نہیں پہنچا سکے گا - انکی تمام جد و جہد بیکار جائے گی، تغیر کا ابر اٹھے گا بغیر ایک قطرۂ بارش کے گذر جائے گا، انکی امیدوں کی خشک سالی بدستور باقی رہے گی، وہ جسقدر سعی زیادہ کرینگے اتنا ہی چاروں طرف کی لپٹی ہوئی زنجیروں کی بندش سخت تر ہوتی جائے گی، گمراہی و ضلالت کا شیطان کبھی انسے الگ نہوگا، انکے گلوں میں جو طوق مذلت، اور پانوں میں جو زنجیر ادبار و تسفل پڑی ہوئی ہے، وہ قیامت تک نہ ٹوٹے گی، جہالت و ضلالت، اسر و غلامی ذلت و خواری کی صفوں میں ہمیشہ محصور رہیں گے، اور دنیا میں ایک لمحہ کیلیے بھی انکو قومی عزت کا چہرہ دیکھنا نصیب نہوگا : خسر الدنیا والاخرہ، ذالک ہو الخسران المبین :

ان الذین کذبوا بایاتنا، واستکبروا عنہا، لا تفتح لہ ابواب السماء ولا یدخلون الجنۃ، حتی یلج الجمل فی سم الخیاط، وکذالک نجزی مجرمین (٧ -)

جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا، اور جھکنے کی جگہہ غرور سے اتر بیٹھے، تو یاد رکھو کہ انکے لئے نہ تو آسمانی برکت کا دروازہ کبھی کھلے گا اور نہ تو بہشت کی زندگی انہیں نصیب ہوگی - ہاں اگر ایسا ہو سکتا ہے کہ سوئی کے ناکے میں سے اونٹ گذر جاے تو یہ بھی ممکن ہے کہ وہ ہماری آیات کو جھٹلاکر پھر فلاح و برکت بھی حاصل کرسکیں -

میں نے کہا کہ "اگر آگ جلاتی اور پانی ڈباتا ہے" نہیں، بلکہ میں کہتا ہوں کہ یہ تو ممکن ہے کہ آگ نہ جلاے اور پانی نہ ڈباے، مگر یہ تو کسی طرح ممکن نہیں، کہ خدا کا وہ قانون شقاوت و ہدایت بدل جاے (١) جس کے لیے ابتداے خلقت بنی ادم سے آجتک تاریخ میں کوئی مستثنی شہادت موجود نہیں - یہ میں لکھہ رہا ہوں، اور میرے اندر یقین اور اعتقاد کی ایک اواز بے چین و مضطرب ہے، مگر افسوس کہ اسکی ترجمانی کے لیے مجھے الفاظ نہیں ملتے - حیران ہوں کہ کیونکر، اور کن لفظوں میں اپنا دلی یقین آپکے دلوں میں بھی پیدا کردوں ؟ تاہم میں یہ کہنے سے کبھی نہ تھکوں گا، کہ جن احکام اسلام کو آپ نہایت بے پروائی سے ایک مذہبی بندش کہکر گذر جاتے ہیں، وہ بندش تو ضرور ہے مگر ایک ایسے قانون کی بندش ہے، جسکی سلطنت تمام قوانین مادیہ کے نظام حکومت سے بالاتر اور وراء الوری ہے، اور نظم کائنات کے تمام اجزا اسی بندش سے بندھکر مرتب اور منظم ہوتے ہیں - یہی بندش ہے کہ لسان الہی نے اسکو کہیں "حدود اللہ" کے لفظ سے یاد کیا ہے، کہیں "سنۃ اللہ" کے لفظ سے تعبیر کیا ہے، کہیں "فطرۃ اللہ" اسکا نام رکھا ہے، کبھی "صراط مستقیم" کہا ہے، اور کبھی "دین قویم" کے خطاب سے یاد کیا ہے - وہ فی الحقیقت ایک روحانی حکومت کا انتظام ہے، اور جب کوئی فرد یا قوم اس تحت و تسلط سے نکلنا چاہتی ہے، تو گویا وہ خدا کے ساتھہ اعلان جنگ کردیتی ہے - پھر اسکی زندگی اور زندگی کے تمام اعمال یکسر بغاوت اور سرکشی ہوجاتے ہیں، اور وہ رحمانی سلطنت سے نکل کر شیطانی حکومت میں داخل ہوجاتی ہے :

یا ایہا الانسان ! ما غرک بربک الکریم (٨٢ - ٦)

خدا کہتا ہے کہ اے انسان حقیر! بتلا کہ کس چیز نے تجکو اس پر آمادہ کردیا کہ اپنے رب کریم سے بغاوت کردے ؟

دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک باغی انسان کو کوئی گورنمنٹ پناہ نہیں دیسکتی - اسی طرح رب السماوات والارض کی بغاوت اور قانون شکنی کے بعد بھی کائنات کا ہر دروازہ اس پر بند ہوجاتا ہے - کسی سعی میں وہ کامیاب نہیں ہوتا، اور کوئی کوشش اسکی فلاح یاب نہیں ہوتی :

ومن یبتغ غیر الاسلام دینا، فلن یقبل منہ وہو فی الاخرۃ من الخاسرین (٣ - ٧٩)

جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسری تعلیم کو دلپسند کریگا، اسکی سعی و تلاش کبھی مقبول نہوگی اور اسکے تمام کاموں کا آخری نتیجہ ناکامی و نامرادی ہوگا -

قران مجید نے امم سابقہ و اقوام پیشین کا تذکرہ بار بار کیا ہے - یہ صرف اس لیے ہے کہ اس "قانون ہدایت و شقاوت" کے نتائج پر انسان کو توجہ دلائی جاے - جابجا ان اقوام متمدنہ و عظیمہ کے طرف اشارہ کیا ہے، جو آنے والی اقوام سے زیادہ قوی اور مستحکم تمدن رکھتی تھیں - لیکن جب انہوں نے احکام الہیہ کو پس پشت ڈالدیا، اور خدا کی حکومت میں رہکر اس سے بغاوت اور سرکشی شروع کردی، تو کوئی انسانی سعی و تلاش فلاح انکو ہلاکت و بربادی سے نہ بچا سکی - یہاں تک کہ آج انکے اثار و اطلال بھی دنیا میں باقی نہیں :—

اولم یسیروا فی الارض فینظروا کیف کان عاقبۃ الذین من قبلہم، و کانوا اشد منہم قوۃ و اثاروا الارض وعمروہا اکثر مما عمروہا، و جاءتہم رسلہم بالبینات، فما کان اللہ یظلمہم، ولکن کانوا انفسہم یظلمون (٣٠ - ٨)

کیا یہ لوگ زمین پر چلتے پھرتے نہیں ؟ اگر پھرتے تو دیکھتے کہ جو قومیں ان سے پہلے ہو گذری ہیں، انکا کیا انجام ہوا ؟ یہ وہ قومیں تھیں، جو انسے تمدن و ترقیات اور قواے جسمانی میں بڑھکر قوی تھیں، انہوں نے زمین پر اپنے کاموں کے نشان چھوڑے، اور جسقدر تم نے اسکو متمدن بنایا ہے اس سے کہیں زیادہ انہوں نے تمدن پھیلایا - لیکن جب ہمارے رسول ان میں بھیجے گئے اور ہماری نشانیاں انکو دکھلائی گئیں تو انہوں نے سرکشی اور بغاوت سے جھٹلادیا، اور برباد و فنا ہوگئے - خدا ظلم کرنے والا نہ تھا، لیکن خود انہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا -

یہی اسلام وہ قانون "حیات و ممات اقوام" ہے، جسکی طرف قران نے جا بجا اشارہ کیا ہے :—

ما اصاب من مصیبۃ فی الارض ولا فی انفسکم، الا فی کتاب من قبل ان نبراہا، ان ذالک علی اللہ یسیر (٥٧ - ٢٢)

جتنی مصیبتیں اقوام و ممالک پر نازل ہوتی ہیں اور جو خود تم پر نازل ہوتی ہیں، وہ سب ہم نے پہلے سے ایک کتاب میں لکھہ رکھی ہیں (یعنے پہلے سے وہ بصورت ایک قانون منضبط موجود ہے) اور ایسا کرنا اللہ کے لیے کوئی مشکل بات نہ تھی -

(١) فقیر نے ایک مستقل رسالہ اس موضوع پر لکھا ہے کہ مراتب ہدایت و شقاوت امم و ملل از روے قران کیا ہیں ؟ مطبع الہلال میں زیر طبع ہے اور عنقریب شائع ہوگا

اور منتشر ہونا ' خواہ وہ دینی معاملہ سے علاقہ رکھتی ہوں یا دنیوی معاملہ سے' نہایت ہی عمدہ اور مفید ہے - دونوں قسم کی رایوں پر جدا جدا غور کرنے کا موقع ملتا ہے کہ اُن میں سے کونسی بہتر ہے ؟ یا اُن دونوں کی تائید ایسے دلایل سے ہوتی ہے جو جداگانہ ہر ایک کے مناسب ہیں - ہمکو اسبات کا کبھی یقین کامل نہیں ہو سکتا کہ جس راے کی مزاحمت میں یا بند رکھنے میں ہم کوشش کرتے ہیں وہ غلط ہی ہے - اور اگر یقین بھی ہو کہ وہ غلط ہے' تو بھی اُسکی مزاحمت اور اسکا انسداد برائی سے خالی نہیں -

فرض کرو کہ جس راے کا بند کرنا ہم چاہتے ہیں ' حقیقت میں وہ راے صحیح و درست ہے ' اور جو لوگ اس کا انسداد چاہتے ہیں وہ اسکی درستی اور صحت سے منکر ہیں' مگر غور کرنا چاہیئے کہ وہ لوگ یعنی اس راے کے بند کرنے والے ایسے نہیں ہیں جنسے غلطی اور خطا ہونی ممکن نہو' جب ایسا ہے تو انکو اسبات کا حق بھی نہیں ہے کہ وہ اس خاص معاملہ کو تمام انسانوں کے لیے خود فیصل کرایں' اور اور شخصوں کو اپنی راے کام میں لانے سے محروم کردیں - کسی مخالف راے کی سماعت سے اس وجہہ سے انکار کرنا کہ ہمکو اسکے غلط ہونے کا یقین ہے ' گویا یہہ کہنا ہے کہ ہمارا یقین' یقین کامل کا رتبہ رکھتا ہے' اور اُسپر بحث و گفتگو کی ممانعت کرنا انبیا سے بھی بڑھ کر اپنا رتبہ ٹھہرانا ہے' اور اپنے تئیں ایسا سمجھنا ہے کہ ہم سے سہو و خطا کا ہونا نا ممکن ہے -

انسانوں کی سمجھہ پر بڑا افسوس ہے کہ جسقدر وہ اپنے خیال و قیاس میں اس مشہور مقولہ کی سند پر کہ " الانسان مرکب من الخطاء و النسیان " اپنے سے سہو و خطا ممکن سمجھتے ہیں ' اُسقدر اپنی رایوں اور باتوں کے عمل درآمد میں نہیں سمجھتے - اُنکی عملی باتوں سے اُسکی قدر و منزلت نہایت ہی خفیف معلوم ہوتی ہے - گو خیال و قیاس میں اُسکی کیسی ہی بڑی قدر و منزلت سمجتے ہوں - اگرچہ سب اسبات کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم سے سہو و خطا ہونی ممکن ہے ' مگر بہت ہی کم آدمی ایسے ہونگے جو اُسکا خیال رکھنا اور از روے عمل کے بھی اُسکی احتیاط کرنا ضروری سمجھتے ہوں ' اور عملی طور پر اسبات کو تسلیم کرتے ہوں کہ جس راے کی صحت کا اُنکو خوب یقین ہے ' شاید وہ اُسی سہو وخطا کی مثال ہو ' جسکا ہونا وہ اپنے سے ممکن سمجھتے ہیں -

جو لوگ کہ دولت یا منصب اور حکومت یا علم کے سبب سے غیر محدود تعظیم و ادب کے عادی ہوتے ہیں' وہ تمام معاملات میں اپنی رایوں کے صحیح ہونے پر یقین کامل رکھتے ہیں' اور اپنے میں سہو و خطا ہونے کا احتمال بھی نہیں کرتے ' اور جو لوگ اُن سے کسیقدر زیادہ خوش نصیب ہیں' یعنی وہ جو کبھی کبھی اپنی رایوں پر اعتراض اور حجت اور تکرار ہوتے ہوے سنتے ہیں اور کچھہ کچھہ اسبات کے عادی ہوتے ہیں کہ جب غلطی پر ہوں تو متنبہ ہونے پر اُسکو چھوڑ دیں ' اور درست بات کو مان لیں' اگرچہ اُن کو اپنی ہر ایک راے کی درستی پر یقین کامل تو نہیں ہوتا مگر اُن رایوں کی درستی پر ضرور یقین ہوتا ہے جنکو وہ لوگ جو اُن کے ارد گرد رہتے ہیں' یا ایسے لوگ جنکی بات کو وہ نہایت ادب و تعظیم کے قابل سمجھتے ہیں' اُن رایوں کو تسلیم کرتے ہیں - یہہ ایک قاعدہ کلیہ ہے کہ جو شخص جسقدر اپنی ذاتی راے پر اعتماد نہیں رکھتا وہ شخص اُسیقدر دنیا کی راے پر عموماً زیادہ تر اعتماد رکھتا ہے' جسکو بعض اصطلاحوں میں جمہور کی راے یا جمہور کا مذہب کہا جاتا ہے -

مگر یہہ بات سمجھنی چاہیئے کہ ایسے لوگوں کے نزدیک دنیا سے یا جمہور سے کیا مراد ہوتی ہے ؟ ہر ایسے شخص کے نزدیک دنیا سے اور جمہور سے وہ چند اشخاص معدودے چند مراد ہوتے ہیں جن' پر وہ اعتماد رکھتا ہے' یا جنسے وہ ملتا جلتا ہے - مثلاً اُس کے دوستوں یا ہم رایوں کا فریق یا اُسکی ذات برادری کے لوگ ' یا اُس کے درجہ و رتبہ کے لوگ - پس اُس کے نزدیک تمام دنیا اور جمہور کے معنی اُنھی میں ختم ہو جاتے ہیں ' اور اس لیئے وہ شخص اس راے کو دنیا کی راے سمجھکر اسکی درستی پر زیادہ تر یقین کرتا ہے - اس ہیئت مجموعی کی راے کا جو اعتماد اور یقین اُس کو زیادہ ہوتا ہے اور ذرا بھی اس میں لغزش نہیں آتی ' اس کا سبب یہہ ہی ہوتا ہے کہ وہ اسبات سے واقف نہیں ہوتا کہ اس کے زمانہ سے پہلے اور زمانوں کے ' اور ملکوں کے ' اور فرقوں کے اور مذہبوں کے ' لوگ اس میں کیا راے رکھتے تھے' اور اب بھی اور ملکوں اور مذہبوں کے لوگ کیا راے رکھتے ہیں ' ایسے شخص کا یہہ حال ہوتا ہے کہ وہ اسبات کی جوابدہی کو کہ در حقیقت وہ راہ راست پر چلتا ہے' اپنی فرضی دنیا یا جمہور کے ذمہ ڈالتا ہے پس جو کچھہ اسکی راے یا اس کا خیال ہو' کچھہ بھی اعتماد اور یقین کے لایق نہیں ہے' اسلیئے کہ جن وجوہات سے وہ شخص بسبب مسلمان خاندان میں پیدا ہونے کے اسوقت بڑا مقدس مسلمان ہے' انھی وجوہات سے اگر وہ عیسائی خاندن یا بت پرست خاندان یا ملک مین پیدا ہوتا تو وہ بھلا چنگا عیسائی یا بت پرست ہوتا - وہ مطلق اسبات کا خیال نہیں کرتا کہ جسطرح کسی خاص شخص کا خطا میں پڑنا ممکن ہے اُسیطرح اسکی فرضی دنیا اور خیالی جمہور کی تو کیا حقیقت ہے زمانہ کا اور اس سے بھی بہت بڑی دنیا کا خطا میں پڑنا ممکن ہے - تاریخ سے اور علوم موجودہ سے بخوبی ظاہر ہے کہ ہر زمانہ میں ایسی ایسی رائیں قایم ہوئیں' اور مسلم قرار پائیں جو اس کے بعد کے زمانہ میں صرف غلط ہی نہیں' بلکہ سراسر لغو و مہمل سمجھی گئیں' اور یقیناً اس زمانہ میں بھی بہت سی ایسی رائیں مروج ہونگی ' جو کسی آیندہ زمانہ میں اسیطرح مردود اور نامعقول ٹھہرینگی - جیسے ' کہ بہت سی وہ رائیں ' جو اگلے زمانہ میں عام طور پر مروج تھیں اور اب مردود ہوگئی ہیں -

اس تقریر پر یہہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ جو لوگ مخالف راے کو غلط اور مضر سمجھکر اسکی مزاحمت کرتے ہیں' اس سے ان کا مطلب اسبات کا دعوی کرنا ' کہ وہ غلطی سے آزاد و بری ہیں' نہیں ہوتا ' بلکہ اس سے فرض کا ادا کرنا مقصود ہوتا ہے ' جو اُن پر باوصف قابل سہو و خطا ہونے کے اپنے ایمان اور اپنے یقین کے مطابق عمل کرنے کا ہے' اگر لوگ اس وجہہ سے اپنی رایوں کے موافق کار بند نہوں' کہ شاید وہ غلط ہوں ' تو کوئی شخص اپنا کوئی کام بھی نہیں کرسکتا لوگوں کا یہہ فرض ہے کہ حتی المقدور اپنی نہایت درست رائیں قایم کریں ' اور بغور ان کو قرار دیں ' اور جب انکی درستی کا بخوبی یقین ہو جاوے' تو اس کی مخالف رایوں کے بند کرنے میں کوشش کریں - آدمیوں کو اپنی استعداد و قابلیت کو نہایت عمدہ طور سے برتنا چاہیئے - یقین کامل کسی امر میں نہیں ہوسکتا' مگر ایسا یقین ہوسکتا ہے جو انسان کے مطالب کے لیئے کافی ہو - انسان اپنی کارروائی کے لیئے اپنی راے کو درست و صحیح سمجھہ سکتے ہیں اور ان کو ایسا ہی سمجھنا چاہیئے ' اور وہ اس سے زیادہ اور کوئی بات اس صورت میں اختیار نہیں کرتے جب کہ وہ خراب آدمیوں کو ممانعت کرتے ہیں کہ ایسی رائوں کے شایع کرنے سے' جو ان کے نزدیک فاسد اور مضر ہیں' لوگوں کو خراب یا بد اخلاق یا بد مذہب نکریں -

مگر مخالف راے کے بند کرنے میں صرف اتناھی نہیں ہونا کہ اُنھوں نے اپنے قابل سہو و خطا سمجھکر اپنے ایمان اور اپنے

مقالات

بہت ٹھکرایا جاچکا - اب بھی سنبھل جائیں ' کہ خدا کا ہاتھ بیعت لینے کے لیے بڑھا ہوا ہے ' وہ اسے چھوڑ کر شیطان کے ہاتھ پر کیوں بیعت کرتے ہیں ؟ انکے تمام اعضا مردہ و غیر متحرک ہو رہے ہیں لیکن اسکے لیے سر میں تیل کی مالش یا تلوے کا سہلانا اصلی علاج نہیں ہے - انکو روح کی ضرورت ہے - جس دن ' جس آن ' جس لمحے ' ان میں اسلام کی گم گشتہ حرارت غریزی عود کر آے گی ' اسی وقت پانوں کے انگوٹھے سے لیکر سر کے بالوں کی جڑ تک ' انکا تمام جسم زندہ ہو جاے گا - انکا اخلاق ' انکا تمدن ' انکی سوشیل حالت ' انکی سوسائٹی کا نظام ' اور سب سے آخر مگر سب سے پہلے یہ ' کہ انکی پولیٹکل حالت ' غرضکہ حیات ملی کا کوئی شعبہ ایسا نہوگا ' جو باحسن شکل و باکمل حال انکے پاس موجود نہو جاے :

ومن يسلم وجهه الى الله وهو محسن فقد استمسك بالعروة الوثقى - والى الله عاقبة الامور (۳۱ - ۲۱) اور جو شخص ہمہ طرف سے منہ موڑ کر ... اللہ کی طرف متوجہ ہوگیا اور ساتھ ہی اعمال ... تو بس یقین کرو کہ اس نے ... مضبوط رسی پکڑ لی اور انجام کار اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے

آزادی راے

— * —

(اثر : سر سید مرحوم)

ایک ضروری کام یہ بھی ہے کہ ان مفید اور کار آمد مضامین کو جو کسی وقت شائع ہوچکے ہیں مگر عام طور پر مطالعہ میں نہ آے ' مکرر شائع کرکے محفوظ کردیا جاے - (تہذیب الاخلاق) کی اشاعت دوم کی دوسری جلد (یعنی سنہ ۱۲۹۸ ہجری مطابق سنہ ۱۸۸۱ ع) میں سر سید مرحوم نے ایک نہایت مفید اور دلچسپ مضمون آزادی راے پر لکھا تھا - ہم بہت ضروری سمجھتے ہیں کہ آجکل وہ لوگ جو سید صاحب کے اتباع و تقلید کے مدعی ہیں ' اور انکی سجادۂ پیشوائی کا اپنے تئیں وارث قرار دیتے ہیں ' اس مضمون کو غور سے پڑھیں اور سونچیں کہ قوم کی جس آزادی راے کے ولولے کو وہ دبانا چاہتے ہیں ' اسکے متعلق انکے رہنما اول کی تعلیم کیا ہے ؟

سید صاحب مرحوم نے اس مضمون میں ایک مشہور انگریزی مصنف کی تحریر سے مطالب اخذ کیے ہیں - مگر درحقیقت جس " آزادی راے " کو پیش کیا گیا ہے ' قرآن کریم نے اسے اپنے ہر مقدم مسلمے فرض کردیا ہے - اسکی اشاعت سے ہمارا مقصود یہ بھی ہے کہ اپنی ایک سخت غلطی کی کسی طرح کفارہ کردیں - ہم نے ابتدا سے ہر خیال مسلمے قرآن کریم کی تعلیمات سے استدلال کیا ' حالانکہ ہمارے مخاطب گروہ کے لیے کہ تیرہ سو برس پیشتر کی ایک قابل قطع و برید تعلیم چنداں لائق التفات نہیں ہے ' کچھ شک نہیں کہ یہ ہماری سخت غلطی تھی ' آج ہم اسی خیال سے سید صاحب کے خیالات شائع کرتے ہیں ' اور امید کرتے ہیں کہ انکو تو ضرور قابل التفات سمجھا جاے گا - (اڈیٹر)

ہم اپنے اس آرٹیکل کو ایک بڑے لایق اور زمانہ حال کے فیلسوف کی تحریر (ملزابرٹی) سے اخذ کرتے ہیں - راے کی آزادی ایک ایسی چیز ہے ' کہ ہر ایک انسان اسپر پورا حق رکھتا ہے - فرض کرو کہ تمام آدمی بجز ایک شخص کے کسی بات پر متفق الراے ہیں ' مگر صرف وہی ایک شخص انکے برخلاف راے رکھتا ہے ' تو تمام آدمیوں کو اس ایک شخص کی راے کو غلط ٹھہرانے کے لیے اس سے زیادہ کچھ استحقاق نہیں ہے ' جتنا کہ اس ایک شخص کو ان تمام آدمیوں کی راے کے غلط ثابت کرنے کا (اگر وہ ثابت کرسکے) استحقاق حاصل ہے - کوئی وجہ اسبات کی نہیں ہے کہ پانچ آدمیوں کو تو بمقابلہ پانچ آدمیوں کے رایوں کے غلط ٹھہرانے کا استحقاق ہو ' اور ایک آدمی کو بمقابل نو آدمیوں کے یہ استحقاق نہو - راے کی غلطی آدمیوں کی تعداد کی کمی بیشی پر منحصر نہیں ہے - جیسے کہ یہ بات ممکن ہے کہ نو آدمیوں کی راے بمقابلہ ایک شخص کے صحیح ہو ' ویسے ہی یہ بھی ممکن ہے کہ ایک شخص کی راے بمقابل نو آدمیوں کے صحیح ہو -

رایوں کا بند رکھنا خواہ بسبب کسی مذہبی خوف کے ' خواہ بسبب اندیشہ برادری و قوم کے ' خواہ بدنامی کے ڈر سے ' یا گورنمنٹ کے ظلم سے ' کسی سبب سے ہو ' نہایت ہی بری چیز ہے - اگر راے اس قسم کی کوئی چیز ہوتی ' جسکی قدر و قیمت صرف اس راے والے کی ذات ہی سے متعلق اور اسی میں محصور ہوتی ' تو رایوں کے بند رکھنے سے ایک خاص شخص کا یا معدودے چند کا نقصان متصور ہوتا - مگر رایوں کے بند رکھنے سے تمام انسانوں کی حق تلفی ہوتی ہے اور کل انسانوں کو نقصان پہونچتا ہے ' اور نہ صرف موجودہ انسانوں کو ' بلکہ انکو بھی جو آیندہ پیدا ہونگے -

اگرچہ رسم و رواج بھی اسکے برخلاف رایوں کے اظہار کے لیے ایک بہت قوی مزاحم کار گنا جاتا ہے ' لیکن مذہبی خیالات مخالف مذہب کی راے کے اظہار اور مشتہر ہونے کے لیے نہایت قوی مزاحم کار ہوتے ہیں - اس قسم کے لوگ صرف اسی پر اکتفا نہیں کرتے کہ اس مخالف راے کا ظاہر ہونا انکو ناپسند ہوا ہے ' بلکہ اسی کے ساتھ جوش مذہبی اومنڈ آتا ہے ' اور عقل کو سلیم نہیں رکھتا ' اور اس حالت میں انسے ایسے افعال و اقوال سرزد ہوتے ہیں ' جو انہی کے مذہب کو جسکے وہ طرفدار ہیں ' مضرت پہونچاتے ہیں - وہ خود اسبات کے باعث ہوتے ہیں کہ مخالفوں کے اعتراض لا معلوم رہیں - وہ خود اسبات کے باعث ہوتے ہیں کہ بسبب پوشیدہ رہنے ان اعتراضوں کے انہیں کے مذہب کے لوگ انکے حل پر متوجہ نہوں اور مخالفوں کے اعتراض بلا تحقیق کیے اور بلا دفع کیے باقی رہ جاویں - وہ خود اسبات کے باعث ہوتے ہیں کہ انکی آیندہ نسلیں بسبب ناواقف رہنے کے ان اعتراضوں کے ' جسوقت ان اعتراضوں سے واقف ہوں ' اسیوقت مذہب سے منحرف ہو جاویں - وہ خود اسبات کے باعث ہوتے ہیں کہ وہ اپنی نادانی سے تمام دنیا پر ' یہ بات ظاہر کرتے ہیں کہ اس مذہب کو جس کے وہ پیرو ہیں مخالفوں کے اعتراضوں سے نہایت ہی اندیشہ ہے - اگر انہی کے مذہب کا کوئی شخص بغرض حصول اغراض مذکورہ انکا پھیلانا چاہے ' تو خود اسکو معترض کی جگہہ تصور کرتے ہیں اور اپنی نادانی سے دوست کو دشمن قرار دیتے ہیں -

کیا عمدہ راے اس فیلسوف کی ہے کہ " کسی راے کے حامیوں کا اس راے کے برخلاف راے کے مشتہر ہونے میں مزاحمت کرنے سے خود ان حامیوں کا بہ نسبت انکے مخالفوں کے زیادہ تر نقصان ہوتا ہے اسلیے کہ اگر وہ راے صحیح و درست ہو ' تو اسکی مزاحمت سے غلطی کے بدلے صحیح بات حاصل کرنے کا موقع انکے ہاتھ سے جاتا ہے - اور اگر وہ غلط ہے ' تو اسبات کا موقع باقی نہیں رہتا کہ غلطی اور صحت کے مقابلہ سے جو صحت کو زیادہ استحکام اور اسکی سچائی زیادہ تر دلوں پر موثر ہوتی ہے اور اسکی روشنی دلوں میں بیٹھ جاتی ہے ' اس نتیجہ کو حاصل کریں - حالانکہ فی الحقیقت یہ نہایت عمدہ فائدہ ہے " -

کچھ شبہہ نہیں ہے کہ عموماً مخالف اور موافق رایوں کا پھیلنا

ہندوستان میں پین اسلامزم

— * —

پروفیسر ویمبرے کے خیالات

از لنڈن ٹائمز

جناب من -

مجھکو ہمیشہ سے ترکی، فارسی، عربی، اور تاتاری اخبارات دیکھنے کا شوق ہے، اور مشرق اسلامی میں مسلمانوں کی تہذیب و معاشرت و سیاست کے ارتقائی سفر کو بنگاہ دلچسپی دیکھتا رہتا ہوں - حال میں آپکے کالموں میں ہندوستان سے کسی نامہ نگار کی چٹھی جسمیں ہندوستان کے اندر پین اسلامی خیالات کی افزایش و عالمگیری کا ذکر چھپا ہے میری نظر سے بھی گزری، میں بھی اُن خیالات کی اصابت و صحت پر صاد کرتا ہوں - اس خیال کی افزایش سے مجھکو انکار نہیں، لیکن اسکی اصل اور اُس تحریک کی نیت کے بارے میں مجھکو ضرور آپکے لایق مضمون نگار سے اختلاف ہے - یہ میں تسلیم کرتا ہوں کہ مراکش، طرابلس، اور ایران میں یورپ کے اغتصاب نے عیسائیوں اور مسلمانوں کی قدیم الاصل دشمنی کو اور بھی سخت کردیا ہے - یہ ساری باتیں ضرور افسوسناک ہیں، لیکن ایشیائی مسلمانوں کی روح پر انکا کوئی گہرا اثر نہیں پڑ سکتا - اس خیالی پین اسلام ازم کا میرے آگے بہت زیادہ وزن نہیں، اسلیے کہ سابق سلطان عبد الحمید کے عہد حکومت سے اسپر نظر دوڑا چکا ہوں جن دنوں وہ جملہ ایشیا کے اسلامی درباروں میں اپنے خفیہ آدمی لگاکر ان خیالات کو پھیلا تے تھے -

مجھکو تو اس بات پر حیرت ہے کہ امیر حبیب اللہ جسوقت ہندوستان آے، تو "اسلامی پادشاہ" کی حیثیت سے انکا ہر جگہہ استقبال کیا گیا حالانکہ سرکاری طور پر اگر کوئی موثر طریقے سے پین اسلامی شاہراہ پر چل سکتا تھا تو وہ ترک تھا نہ کہ اور کوئی دوسرا - لیکن اس جانب اب ترکوں کا جوش بہت ہی کم ہوگیا ہے - چند سال کا عرصہ ہوا، جب ایک روشن دماغ تاتاری مصنف اسمعیل غصبرنسکی ایک اسلامی کانگریس کا خیال لیکر آیا جس سے اُسکی غرض مسلمانوں میں ترقی تہذیب تھی، اسوقت نوجوان ترکوں نے جلسہ کرنے کی ممانعت کردی اور وہ آزادی پرست انگلستان ہی تھی، جسنے قاہرہ میں اسکی مہمانی و تواضع کو قبول کیا (١) -

ایران نے کبھی "پین اسلام ازم" تحریک کی تائید میں کوئی علامت نظر نہیں آئی، اسلیے کہ اسکا تمام زور شیعہ و سنی کے مناقشے میں صرف ہونیکے لیے ہے (٢) -

ہاں افغانستان کے بارے میں آپکے مضمون نگار نے صحیح تصویر پیش کردی ہے، کہ ممکن ہے موجودہ امیر اور اُسکا متورع بھائی نصر اللہ خاں کسی بلند منصوبے کے خواب دیکھتے ہونگے، تاہم اُن اطراف سے کچھہ ایسا زیادہ خدشہ میں تسلیم نہیں کرتا -

اگر ہم اِس روز افزوں پین اسلام ازم کی اصل ماہیت کو بہت متفکر ہو کر ڈھونڈ ھتے ہیں، تو اُسکو مسلمانوں کی روحانی بیداری اور تہذیبی ترقی کے اندر ڈھونڈھنا چاہیے - انکا مذہبی برادری کا اتحاد اتنا ہی پیرانہ سال ہے، جتنا کہ خود اسلام - چنانچہ قران کہتا ہے کہ سب مسلمان بھائی بھائی ہیں - پس اسلام کی اخوت جدید زاد نہیں ہے، جسکو کوئی نیا خطرہ سمجھکر خوف کیا جاے - جدید زاد اگر ہے تو مسلمانوں کی مدنی و عمرانی بیداری اور وہ کوششیں، جو عیسائی فرماں رواؤں کے ماتحت رہکر اور تعلیم حاصل کرکے مغربی دنیا کے مقابلے میں آنیکے لیے کی جاتی ہیں - اور جو در اصل تاتاری مسلمان اور خود آپکے ہندوستان کے مسلمانوں کے اندر موجود ہے - میں ہرگز روس کے عشاق میں سے نہیں ہوں، لیکن اِس امر کا ضرور اعتراف کرونگا کہ روس کی تاتاری رعایا ترکوں کی قومی بیداری کے باب میں پیشوایانہ حصہ لے رہی ہے - چنانچہ (اکچورن) کی تصنیف کسقدر مفید ہے، جو قسطنطنیہ میں لکچرر بھی ہے، اور اسمعیل غصبرنسکی، جس نے تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے کہ اپنے ہم مذہبوں کے قلوب کو بہتر طریقۂ تعلیم سے (جسکو وہ اصول صوتی کے نام سے تعبیر کرتا ہے) موثر کرنیکے لیے ہندوستان تک کا سفر سفر کیا - اسی طرح ہندوستانی مسلمان بھی اس لحاظ سے ایک روشن مثال ہیں - علی الخصوص ہزہائنس آغا خاں، جنکا ذکر اسلامی عالم کے گوشے گوشے میں سنا جاتا ہے -

مجھے افسوس ہے کہ میں نے آپ کے بہت سے عزیز کالم خراب کردیے لیکن مجھکو مسلمانوں کی تہذیبی ترقی کے طریق و ذرائع کے متعلق کچھہ کہنا ہے - یہاں میں اُس نوجوان اسلامی پریس کیطرف اشارہ کرونگا، جسکے وجود و اثر کو یورپ خاطر خواہ طور پر جانتا ہے اور جسکا اثر اسلامی ایشیا کے معاشرتی و سیاسی تغیرات کے اسباب عاملہ میں سے ہے، روزانہ، ماہانہ رسالہ جات نے گھانس پات کیطرح آگ کر روس کی جان کو عذاب میں ڈالدیا ہے - روس اپنی پر جوش رعایا کے ترقی و اقدام کو دبانے کے لیے بیتاب ہے - میں دیکھتا ہوں کہ صدر الدین مسکو ڈوف نے، جو (ڈوما) میں اوفا کا ممبر ہے، تاتاری معلموں کو قید اور مدارس کے بند کردینے کے سوالات کر کرکے روسی گورنمنٹ کو پریشان کردیا ہے - مجھکو یقین نہیں کہ انگلستان کبھی روس کی تقلید پر آمادہ ہوگی - بلکہ وہ اپنی مسلمان رعایا کی ترقی کے واسطے ہمیشہ روشنی و تہذیب کی صف اول پر نظر رکھے گی اور خود مسلمان برطانی حکومت کو اللہ تعالی کی خاص مہربانی سمجھتے ہیں کہ ایسے فرمانروا کے ماتحت زندگی کرنی نصیب ہوی - انگلستان کبھی اپنی شاہراہ حکمت عملی کے باہر قدم رکھنا گوارا نکریگی جب تک کہ اُسکے ہاتھہ میں حریت و انصاف و روا داری کی جھنڈی ہے - پس مجکو پین اسلامی تحریک سے ہرگز ہرگز اندیشہ نہیں - آپکے ان کلمات سے بالکل متفق ہوں کہ ہم پین اسلام ازم کو اول درجے کا خطرہ نہیں تصور کرتے، اور یہ نہ " برطانیہ اعظم بجاے خود اسلام کی مضبوط ترین فصیل ہے " لیکن مجکو اور بھی مسرت ہوتی، اگر ایران کے بدشگون حوادث وقوع پذیر نہوتے - کیونکہ اُن سے انگلستان کے محافظ اسلام ہونیکے لقب پر کچھہ کچھہ داغ دھبے سے لگ گیے ہیں -

---

(١) اسماعیل غصبرنسکی موجودہ زمانے کا ایک مشہور روشن خیال اور صاحب علم تاتاری مسلمان ہے، جسکا اخبار "وقت" نکلا کرتا تھا، عرصہ ہوا، اس نے مصر کا سفر کیا تا کہ تمام مسلمانان عالم کی ایک بین الملی کانفرنس کی تجویز قدیمی کو زندہ کرے - اہل مصر نے ابتدا میں تو اس خیال سے بڑی دلچسپی لی اور ایک سب کمیٹی بھی قائم ہوگئی، مگر اسکے بعد انگریزی سیاست نے ایسے اجتماع کو (گو وہ صرف تعلیمی و مذہبی مقاصد سے ہو) اپنے اغراض کیلیے مضر سمجھا، اور یہ خیال تھوڑے دنوں کے بعد ہی لوگ بھول گئے - پس یہ بالکل غلط ہے کہ انگریزوں نے غصبرنسکی کی کوی ہمت افزائی کی بیچارے ویمبرے کو یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ تحریک نوجوان ترکوں کے قبضہ قسطنطنیہ سے بہت پیشتر کی ہے - اس وقت دستوری حکومت قائم ہی نہیں ہوی تھی اور ترکی میں ایسا اجتماع ہو نہیں سکتا تھا - لا محالہ اس خیال کیلیے مصر پر توجہ ہونی ضرور تھی، پس غصبرنسکی نے مصر ہی کو اسکا مرکز قرار دینا چاہا - مصر میں اس خیال سے جسقدر دلچسپی لی گئی، وہ بھی محض مسلمانان مصر کے شوق و شغف کا نتیجہ تھی - آخر میں تو انگریزی اثر ہی نے اس تجویز کا خاتمہ کر دیا - گذشتہ مارچ میں غصبرنسکی بمبئی بھی آیا تھا، اور صرف تعلیمی خیال لیکر، لیکن ہمکو معلوم ہے کہ بیچارے کو وہیں سے واپس چلا جانا پڑا (الایڈیٹر)

(٢) یہ خیال ایران کی موجودہ حالت کے لحاظ سے صحیح نہیں (الایڈیٹر)

یقین کے موافق عمل کیا ہے' بلکہ اُس سے بہت زیادہ کیا جاتا ہے' اِس بات میں کہ ایک راے کو اس وجہ سے صحیح سمجھا جاوے کہ اُس پر اعتراض و حجت کرنے کا ہر طرح پر لوگوں کو موقع دیا گیا اور اوس کی تردید نہ ہوسکی' اور اس بات میں کہ ایک راے کو اس وجہ سے صحیح مان لیا گیا کہ اُس کی تردید کی کسی کو اجازت نہیں ہوئی' زمین اور آسمان کا فرق ہے - پس مخالف رایوں کی مزاحمت کرنے والے اپنی راے کو اس وجہ سے صحیح نہیں سمجھتے کہ اُسکی تردید نہیں ہوسکی' بلکہ اس لیئے صحیح تہراتے ہیں کہ اُسکی تردید کی اجازت نہیں ہوئی' حالانکہ جس شرط سے ہم بطور جائز اپنی راے کو عمل درآمد ہونے کے لیئے درست قرار دے سکتے ہیں' وہ صرف یہی ہے کہ لوگوں کو اس بات کی کامل آزادی ہو کہ وہ اُس راے کے برخلاف کہیں' اور اُس کو غلط ثابت کریں' اسکے سوا اور کوئی صورت نہیں ہے کہ انسان جس کے قواے عقلی اور قوا کامل نہیں ہیں' اپنے آپ کو راہ راست پر ہونے کا یقین کرسکے اور اہل مذاہب جو صرف اپنے معتقد فیہ کی پیروی ہی کو راہ راست سمجھتے ہیں' جب تک کہ وہ بھی اس بات پر مباحثہ اور اظہار راے کی اجازت نہ دیں' کہ جس طرح پر اُن کا عمل درآمد اور چال چلن یا اعتقاد اور خیال ہے وہ صحیح طور سے اُن کے معتقد فیہ کی پیروی ہے یا نہین ؟ اُس وقت تک وہ بھی اپنے آپ کو راہ راست پر ہونے کا یقین نہیں کرسکتے -

انسان کی پچھلی حالتوں کا موجودہ حالتوں سے مقابلہ کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ ہر زمانہ میں انسانوں کا یہی حال رہا ہے' کہ سو میں سے ایک ہی شخص اس قابل ہوتا ہے کہ کسی دقیق معاملہ پر راے دے' اور ننانوے شخص اُس میں راے دینے کی لیاقت نہیں رکھتے - مگر اُس ایک آدمی کی راے کی عمدگی بھی صرف اضافی ہوتی ہے' اس لیئے کہ اگلے زمانہ کے لوگوں میں اکثر آدمی جو سمجھہ بوجھہ اور لیاقت میں مشہور تھے' ایسی رائیں رکھتے تھے کہ جن کی غلطی اب بخوبی روشن ہوگئی ہے - بہت سی ایسی باتیں اُنکو پسندیدہ اور اُنکا عمل درآمد تھیں' جنکو اب کوئی بھی ٹھیک اور درست نہیں سمجھتا - اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انسانوں میں ہمیشہ معقول رایوں اور پسندیدہ رایوں کو غلبہ رہتا ہے مگر اسکا سبب بجز انسان کی عقل و فہم کی ایک عمدہ صفت کے جو نہایت ہی پسندیدہ ہے اور کوئی نہیں' اور وہ صفت یہ ہے کہ انسان کی غلطیاں اصلاح کی صلاحیت رکھتی ہیں' یعنے انسان اپنی غلطیوں کو مباحثہ اور تجربہ کے ذریعہ سے درست کرلینے کی قابلیت رکھتا ہے' پس انسان کی راے کی بتمامہ قوت اور قدر و منزلت کا حصر اس ایک ہی بات پر ہے' کہ جب وہ غلط ہو تو صحیح کی جاسکتی ہے' مگر اُسپر اعتماد اُسیوقت کیا جاسکتا ہے جبکہ اُسکے صحیح کرنے کے ذریعے ہمیشہ برتاؤ میں رکھے جاویں - خیال کرنا چاہیے کہ جس آدمی کی راے حقیقت میں اعتماد کے قابل ہے اُسکی وہ راے اس قدر و منزلت کو کس وجہ سے پہنچتی ہے ؟ اسی وجہ سے پہنچی ہے' کہ اوس نے ہمیشہ اپنی طبیعت پر اس بات کو گوارا رکھا ہے کہ اوس کی راے پر نکتہ چینیاں کی جاویں اور اوس نے اپنا طریقہ یہ ٹہرایا ہے کہ اپنے مخالف کی راے کو ٹھنڈے دل سے سننا اور اوس میں جو کچھہ درست اور واجب تھا اوس سے خود مستفید ہونا اور جو کچھہ اُس میں غلط اور ناواجب تھا اُس کو سمجھہ لینا' اور موقع پر اُس غلطی سے اوروں کو بھی آگاہ کردینا - ایسا شخص گویا اس بات کو عملی طور پر تسلیم کرتا ہے کہ جس طریقہ سے انسان کسی معاملہ کے کل مدارج کو جان سکتا ہے وہ صرف یہ ہے کہ اُسکی بابت ہر قسم کی راے کے لوگوں کی گفتگو کو سنے' اور جن جن طریقوں سے ہر سمجھہ اور طریقے اور طبیعت کے آدمی اُس معاملہ پر نظر کریں' اُن سب طریقوں کو سوچے اور سمجھے - کسی دانا آدمی نے اپنی دانائی بجز اس طریقہ کے اور کسی طرح پر حاصل نہیں کی - انسان کی عقل و فہم کا خاصہ یہی ہے کہ وہ اس طور کے سوا اور کسی طور سے مہذب اور معقول ہو ہی نہیں سکتی' اور صرف اس بات کی مستقل عادت کے سوا کہ اپنی راے کو اوروں کی رایوں سے مقابلہ کرکے اوسکی اصلاح و تکمیل کیا کرے' اور کوئی بات اوس پر اعتماد کرنے کی وجہہ متصور نہیں ہوسکتی - اس لیئے کہ اس صورت میں اوس شخص نے لوگوں کی اون تمام باتوں کو جو اوس کے برخلاف کہہ سکتے تھے' بخوبی سنا' اور تمام معترضوں کے سامنے اپنی راے کو ڈالا' اور بعوض اسکے کہ مشکلوں اور اعتراضوں کو چھپاوے' خود اوسنے جستجو کی' اور ہر طرف سے جو کچھہ روشنی پہونچی' اوسکو بند نہیں کیا' تو ایسا شخص البتہ اس بات کے خیال کرنے کا استحقاق رکھتا ہے کہ میری راے ایسے شخص یا اشخاص سے جنھوں نے اپنی راے کو اس طرح پر پختہ نہیں کیا' بہتر و فایق ہے -

جس شخص کو اپنی راے پر کسیقدر بھروسا کرنے کی خواہش ہو یا یہ خواہش رکھتا ہو کہ عام لوگ بھی اوسکو تسلیم کریں' اوسکا طریقہ بجز اسکے اور کچھہ نہیں ہے کہ وہ اپنی راے کو عام مباحثہ اور ہر قسم کے لوگوں کے اعتراضوں کے لیے حاضر کرے' اگر نیوٹن صاحب کی حکمت اور ہیئت اور مسئلہ ثقل پر اعتراض اور حجت کرنیکی اجازت نہ ہوتی' تو دنیا اوسکی صحت اور صداقت پر ایسا پختہ یقین نہ کرسکتی' جیسا کہ اب کرتی ہے - کیا کچھہ مخالفت ہے' جو لوگوں نے اوس دانا حکیم کے ساتھہ نہیں کی' اور کونسی مذہبی لعن و طعن ہے' جو اُس سچے اور سچی راے رکھنے والے حکیم کو نہیں دی گئی' مگر غور کرنا چاہیے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوا - یہہ ہوا کہ آج تمام دنیا کیا دانا کیا حکیم اور کیا متعصب کیا اہل مذہب' سب اُسیکو تسلیم کرتے ہیں اور اُسیکو سچ جانتے ہیں اور مذہبی عقائد سے بھی زیادہ اُسیکی سچائی دلوں میں بیٹھی ہے - بغیر آزادی راے کے کسی چیز کی سچائی جہاں تک کہ اُسکی سچائی دریافت ہونی ممکن ہے دریافت نہیں ہوسکتی - جن اعتقادوں کو ہم نہایت جایز و درست سمجھتے ہیں' اُن کے جواز و درستی کی اور کوئی سند اور بنیاد بجز اِس کے نہیں ہوسکتی کہ تمام دنیا کو اختیار دیا جاے کہ وہ اُنکو بے بنیاد ثابت کریں - اگر وہ لوگ ایسا قصد نکریں یا کریں اور کامیاب نہوں' تو بھی ہم اونپر یقین کامل رکھنے کے مجاز نہیں ہیں البتہ ایسی اجازت دینے سے ہم نے ایک ایسا نہایت عمدہ ثبوت اونکی صحت کا حاصل کیا ہے جو انسانوں کی عقل کی حالت موجودہ سے ممکن تھا' کیونکہ ایسی حالت میں ہم نے کسی ایسی بات سے غفلت نہیں کی جس سے صحیح صحیح بات ہم تک نہ پہنچ سکتی ہو اور اگر امر مذکورہ پر مباحثہ کی اجازت جاری رہے تو ہم اُمید کرسکتے ہیں کہ اگر کوئی بات اُس سے بہتر اور سچ اور صحیح ہے تو وہ اُسوقت ہمکو حاصل ہوجاویگی جبکہ انسانوں کی عقل و فہم اُس کے دریافت کرنے کے قابل ہوگی اور اس اثناء میں ہم اسبات کا یقین کرسکتے ہیں کہ ہم راستی اور صداقت کے اسقدر قریب پہنچ گئے ہیں جسقدر ہمارے زمانہ میں ممکن تھا - غرضکہ ایک خطا دار وجود جسکو انسان کہتے ہیں' اگر کسی امر کی نسبت کسی قدر یقین حاصل کرسکتا ہے' تو اسکا یہی طریقہ ہے جو بیان ہوا' اور مسلمانی مذہب کا جو ایک مشہور مسئلہ ہے کہ الحق یعلو ولا یعلی' یہہ اسکی ایک ادنی تفسیر ہے -

(باقی ائندہ)

ناموران [illegible]

ابواب کے ایک خاص باب " فراسة " کا بھی قرار دیا ہے - چنانچہ اس حدیث کی تخریج کو بھی میں (کنز العمال) کی (کتاب الفراسة) سے لکھہ رہا ہوں - فمن شاء التفصیل ' فلیر جع الیہ -

یہ ایک نہایت وسیع مضموں ہے ' اگر لکھوں کہ حدیث زیر تخریج میں جس فراسة کا ذکر ہے ' اسکی حقیقت کیا ہے ؟ لیکن چونکہ (خصائص مسلم) میں ایک خاص سرخی کے ساتھہ بالتفصیل لکھہ چکا ہوں جو عنقریب شائع ہونے والی ہے - اسلیے یہاں مزید اطناب کی ضرورت نہیں -

تاہم اتنا کہے بغیر نہیں رہسکتا کہ اس حدیث میں تو " بنور اللہ " کا لفظ ہے ' یعنے مومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے ' لیکن میرا عقیدہ یہ ہے کہ صرف دیکھنے ہی کی خصوصیت نہیں ' سچا مومن تو وہ ہے جو ازسر تا پا نور الہی ہوجاے - لا ینظر الا بعینہ ' ولا یسمع الا بسمعہ ' ولا یتکلم الا بلسانہ -

انا من اہوی ' ومن اہوی انا
نحن روحان حللنا بدنا
فاذا ابصرتنی ' ابصرتہ
و اذا ابصرتہ ' ابصرتنا

پنجاب کے نو مسلم ' جو لڑکیوں کو ترکہ نہیں دیتے

شیخ بدر الدین صاحب از گجرا نوالہ

اس ملک میں بہت سے لوگ ہیں جنھوں نے تمام احکام شرع قبول کرلیے ہیں مگر قدیمی ہندوانہ رسم و رواج کے اثر سے اسے منظور نہیں کرتے کہ لڑکیوں کو ترکہ دیں - شرعاً اونکی نسبت کیا حکم ہے ؟ اور ہملوگوں کو انکے ساتھہ کیا سلوک کرنا چاہیے ؟

(الہلال) پنجاب کی خصوصیت نہیں ' بمبئی میں بھی جسقدر کچھی میمن اور اسماعیلی خوجے ہیں ' انمیں ابتک ہندو شریعت کا یہ اثر باقی ہے اور وہ لڑکیوں کو شادی کے وقت بطور جہیز کچھہ دیتے ہیں ' باقی ترکے میں انکا کوئی حصہ نہیں - فی الحقیقت یہ ایک کھلا بقیۂ کفر اور صریح انکار شریعۃ اسلامیہ ہے - شریعت عبارت ہے اُن تمام احکام کلی و جزئی اور اصولی و فروعی سے ' جو قران مجید میں بیان کیے گئے ' اور جنکو محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ عنوانِ وحی پیش کیا - پس احکام قرانی کے کسی ایک جزو کا انکار بھی ' اسکے کل کا انکار ہے ' اور اس شخص کو اپنے تئیں مسلمان کہنے کا حق حاصل نہیں ' جو احکام قرانی میں سے کسی جزئی یا فروعی حکم کا بھی منکر ہو -

پس لڑکیوں کا ترکہ بنص صریح قرانی ثابت ہے (للذکر مثل حظ الانثیین) اور جو شخص یا قوم اس سے منکر ہے ' اسکا وہی حکم ہے جو حضرت ابو بکر کی اغاز خلافت میں منکرین زکات کا تھا - انکی مثال اُن منافقین کی سی ہے ' جو کہتے تھے کہ :

نومن ببعض ونکفر ببعض ' ویریدون ان یتخذوا بین ذالک سبیلا (۴ - ۱۵)	شریعت کے احکام میں سے چند باتوں کو مان لینگے اور چند باتوں سے انکار کردینگے - اسے پیغمبر یہہ چاہتے ہیں کہ اسطرح اسلام و کفر کے درمیان کوئی تیسری راہ اختیار کریں -

ایسے ملک کے مسلمانوں کا اور علی الخصوص علما کا فرض ہے کہ جسقدر سعی انکی اصلاح اور اس حکم شریعت کے احیاء میں ہوسکے اس سے دریغ نہ کریں ' ابتدا میں وسائل حسنہ عمل میں لائیں ' باز نہ آئیں تو کچھہ مضائقہ نہیں اگر مصلحۃً سختی اور درشتی سے بھی کام لیں ' اور ان کے ساتھہ کھانا پینا ' اور شادی غمی کی شرکت بالکل بند کردیں - آجکل کے زمانے میں احیاء شریعت کے لیے سب سے بڑی ضرورت اسی شے کی ہے ' اور الحب فی اللہ والبغض فی اللہ اعظم بنیاد ایمان سے ہے -

یاد رکھنا چاہیے کہ موجودہ دور اسلام کے لیے انتہا درجے کی غربت کا دور ہے - اس وقت ہزار نمازوں اور روزوں سے بڑھکر عبادت یہ ہے کہ شریعت کی کوئی ایک مٹی ہوئی نشانی بھی زندہ کردی جاے - فی الحقیقت یہہ کم از جہاد فی سبیل اللہ نہیں - زہے نصیب اُس بلند طالع کے ' جسکو احیاء شریعت کی توفیق بارگاہ الہی سے مرحمت فرمائی جاے !!

تعرف فی وجوههم نضرة النعیم

(۸۳ - ۲۳) (۱)

ایک پانزدہ سالہ مجاہد شہید
علی نظمی افندی
رضی اللہ تعالی عنہ

دنیا میں ہمیشہ قوموں کی عزت صرف انکے چند افراد مخصوص پر منحصر رہی ہے - جن قوموں کی یاد کو آج زندہ سمجھا جاتا ہے ' فی الحقیقت انکی زندگی کے یہی معنے ہیں کہ انکا کوی فرد ہمیشہ کیلیے زندہ ہے ' اور دست حوادث اُسکی موت پر قادر نہیں - اگر یہ سچ ہے ' تو کیا وہ عثمانی نسل کبھی مٹ سکتی ہے جس میں (علی نظمی افندی) کا وجود پیدا ہوا ' اور جو ابھی پندرہ گرمیوں کے دیکھنے سے پہلے ہی اپنے شرف و تقدس کا نقش صفحات عالم پر نقش کرگیا ؟ ؟

(۱) اہل جنت کی پہچان یہ ہے کہ تم انکو دیکھو تو خوشحالی کی شگفتگی اُن کے چہروں سے ٹپک رہی ہو -

---

البطل العظیم ' صاحب المجد الخالد ' الشہید فی سبیل اللہ علی نظمی افندی

— * —

یہ تصویر ملائک جمال ' یہ شبیہ معصومیت و کمال ' یہ تمثال تقدیس و احترام ' علی نظمی افندی ایک پانزدہ سالہ عثمانی مجاہد کی ہے ' جو اعلان جنگ کے وقت مکتب حربیہ میں تعلیم حاصل کررہا تھا - جنگ کی خبر سنتے ہی طرابلس جانے کیلیے طیار ہوگیا ' تین جوڑے کپڑوں کے اور آٹھہ ترکی پاونڈ جو اپنے بعض دور کے عزیزوں سے لے لے کر جمع کیے تھے ' اپنے ساتھہ لیے ' اور ہلال احمر کے دفتر میں جاکر کہا کہ مجکو اپنے آدمیوں کے ساتھہ طرابلس بہیجدو - لوگوں نے جب اُسکی صورت معصوم دیکھی ' اُسکی عمر کو پوچھا ' اور پھر اسکے ارادے پر نظر ڈالی ' تو

مذاکرۂ علمیۃ

اسئلة واجوبتها

— * —

مذاکرۂ علمیه الهلال کا ایک نہایت اهم باب ہے - اس عنوان کے نیچے تاریخي مضامین و تراجم - انکشافات و تحقیقات جدیده - قدیم و جدید عربي و انگریزي کتب و رسائل پر انتقاد - نیز هر طرح کے مفید علمي اور مذهبي سوالات کے جوابات درج هوا کرینگے - افسوس ہے کہ ابتک همکو ان امور کي طرف متوجه هونے کي مہلت نہیں ملي ہے - مجبوراً چند معمولي سوالات کے جوابات اور عام مطبوعات کے انتقاد سے آج اس باب کو شروع کردیتے هیں کہ جب شروع هوجاے گا تو طبیعت ذمه داري محسوس کرکے کسي نه کسي طرح جاري رکھے گي - لیکن ناظرین اس سے یه راے قائم نه فرمالیں که مذاکرہ علمیه سے مقصود صرف اتناهي ہے - انشاء الله عنقریب وہ اس باب کو نہایت اهم اور عظیم المنفعة پائیں گے اور الهلال کا هر باب اپني اصلي شان تک پہنچ جاے گا والامر بیدہ سبحانه

گذشته اسلامي دار العلوم اور مسئله العاق

از مسٹر احمد علي خان صاحب بي - اے

لکھنؤ سے جو گمنام چٹھي جناب کي خدمت میں پہنچي تھي ' اسمیں ایک سوال یه بھي تھا که مسلمانوں کي گذشته یونیورسٹیاں مقام و باني کے نام سے مشہور هوئیں یا عام اسلامي حثیت سے ؟ جناب عالي نے اسکا جو جواب اپني تحریر میں دیا ہے في الحقیقت سائل کے انداز سوال اور مقصد سوال کے لحاظ سے بالکل مناسب اور دندان شکن تھا - اور في الحقیقت جناب کي یه خصوصیت ہے که هر تحریر معنا مدلل اور لفظاً عبارت اور انشا پردازي کا ایک معجزہ هوتي ہے - نیازمند کے عقیدے میں تو یه کلام الهي کے مطالعه کا فیض ہے - لیکن اس تحریر سے قطع نظر کرکے نیازمند مستفسر ہے که ایا سائل کا خیال صحیح تھا ؟ اور گذشته اسلامي دار العلوم غیر الحاقي تھے ؟

[الهلال] اصل بات یه ہے که لکھنوي صاحب کو تو جواب دینے کي ضرورت هي نه تھي - ان لوگوں نے آور اپنے کلم کونسے اسلامي تعلیم اور مسلمانوں کے گذشته اعمال کے مطابق انجام دیے هیں ' که آج یونیورسٹي اُن اصولوں پر قائم کي جاےگي ؟ پہلے خود اپنے تئیں تو اسلام کے علم احکام کا عامل بنالیں ' پھر علي گڈہ کي یونیورسیٹي بھي بن رہے گي - ' .

لیکن اگر تاریخي تحقیق کے لحاظ سے دیکھا جاے تو یه خیال بالکل غلط ہے که مسلمانوں کے دار العلوم غیر الحاقي هوا کرتے تھے ' گو موجودہ درسگاهوں کا نظام و قاعده اُس زمانے میں نه هو ' مگر الحاق کے بارے میں تو انکي نظیریں بالکل صاف هیں - سب سے بڑي اور پہلي عظیم الشان یونیورسٹي سنه ۴۵۷ میں (نظام الملک سلجوقي) نے بغداد میں قائم کي تھي ' جس کو سب جانتے هیں که (نظامیه) کے نام سے مشہور هوئي ' لیکن یه ٹھیک ٹھیک آجکل کي اصطلاح کے مطابق ایک الحاقي یونیورسٹي تھي - (نظامیه) بغداد میں ایک مرکزي دار العلوم تھا ' اور تمام بڑے بڑے اسلامي شہروں میں اسکي شاخیں عظیم الشان کالجوں کي صورت میں قایم تھیں - اُن سب میں نظامیه هي کا کورس پڑھایا جاتا تھا - وهاں کے تعلیم یافته اُسي عظمت و احترام کے مستحق سمجھے جاتے تھے ' جو خود نظامیه کے تربیت یافته علما کے لیے مخصوص تھا -

یه تمام کالج بھي بوجه مرکزي تعلق کے نظامیه هي کے نام سے مشہور هوے - چنانچه مورخین نے نیشاپور ' اصفہان ' هرات اور موصل کے نظامیه مدارس کا پوري تفصیل کے ساتھه ذکر کیا ہے - بڑے بڑے مشاهیر علما کے حالات میں اسکي تصریح ملتي ہے که یه اُن نظامیه شاخوں کے تعلیم یافته تھے ' یا انھوں نے وهاں درس کي خدمت انجام دي تھي - چنانچه (ابو حامد محي الدین) اور (ارجاني) کے حالات میں اسکا تذکرہ موجود ہے -

نظامیه بغداد کے اِن حالات کے لیے تاریخ ابن اثیر' ابن خلکان ' آثار البلاد قزویني ' طبقات الشافعیه للسبکي کا مطالعه فرمایئے - ابن اثیر میں یه حالات سنه ۴۴۵ سے ۴۵۹ تک کے واقعات میں ملیں گے -

حدیث " اتقوا من فراسة المومن "

مولانا سلامت علي صاحب از گجرات

آپنے لکھنو کي گمنام مراسله کے جواب میں ایک جگهه اس حدیث سے استدلال کیا ہے : " اتقوا من فراسة المومن فانه ینظر بنور الله " (۱) یه صحیح نہیں ہے ' اور اگر ہے تو سند درکار ہے -

(الهلال) فقیر نے تو کہیں بھي استدلال نہیں کیا ' نه تو اسکو به حیثیت دلیل کے پیش کیا ہے ' اور نه اسکي وهاں کوئي بحث تھي - تعجب ہے که جناب نے استدلال کا لفظ کیونکر لکھا ؟

رهي حدیث کي توثیق' تو سب سے پہلے تو اس حدیث کو (امام بخاري) نے تاریخ میں حضرت ابو سعید خدري سے روایت کیا ہے - پھر (طبراني) نے ابي امامه سے' اور (ابن جریر) نے حضرت عبد الله ابن عمر سے - ابن جریر نے حضرت ثوبان سے بھي روایت کي ہے ' مگر اس میں " اتقوا " کي جگهه " احذرو " کا لفظ ہے - اسکے علاوہ ایک جماعت کثیر صوفیاء کرام مثل (قشیري) و (ابو طالب مکي) وغیرہ اپني اپني سندوں سے اسے روایت کرچکے هیں -

یه تو اسکي سند و روایت کا حال ہے - معناً دیکھیے تو قران کریم کے عین مطابق ہے - قران نے بار بار ایمان کو " نور " سے تعبیر کیا ہے :

یوم تري المومنین والمومنات یسعی نورهم بین ایدیهم و بایمانهم (۵۷ - ۱۲) — اي پیغمبر ! قیامت کے دن تم دیکھوگے که مسلمان مردوں اور عورتوں کے آگے انکا ایمان نور بنکر انکے آگے اور دهنے چل رها هوگا -

پس جس مومن نے " نور ایمان " جو في الحقیقت نور الهي ہے - اپنے اندر پیدا کرلیا ' اسکي نظریں اس نور کے پرتو سے کیونکر محروم رهسکتي هیں ؟

" فراسة ایماني " بھي ایک ممتاز علامت ' علائم ایمان میں سے ہے ' قران کریم میں ایک جگهه فرمایا :

ان في ذالک لآیات للمتوسمین (۱۵ - ۷۵) — بیشک تعلیمات الهي میں بہت سي نشانیاں هیں صاحبان فراست کے لیے -

یہاں " توسم " سے مراد " فراسة " هي ہے - جیساکه ایک دوسري حدیث میں آنحضرت (صلعم) نے فرمایا ہے که -

ان لله تعالی عباداً یعرفون الناس بالتوسم — الله تعالی کے بعض خاص بندے ایسے هوتے هیں جو انسانوں کو اپني فراسة ایماني سے پہچان جاتے هیں -

- ایک دوسري حدیث میں ہے : ان لکل قوم فراسة ' و انما یعرفها الاشراف

یهي وجه ہے که اکثر کتب حدیث میں محدثین نے مثل دیگر

---

(۱) یعنے مومن کي فراسة سے ڈرو ' کیونکه وہ نور الهي کي بصارت سے دیکھتا ہے -

انکے سامنے اٹالی کمانڈر نے پوري حکمراني کے ساتهه حکم دیا که اس اپني محیر العقول طاقت کي نمایش کي جاے اور اس طرح اس نئي اٹالین نوابادي کي دیسي خلقت کو دکهلا دیاجاے که انکے عظیم الشان فاتح کیسي طاقتیں اپنے قبضے میں رکهتے هیں ؟

چنانچه جهاز اوڑا ' اور هر اٹالي سپاهي نے اس بے تکلفانه فخر اور بے تکان غرور کے ساتهه تالیاں بجائیں ' گویا ان میں سے هرفرد اس عجیب و غریب آلے کا اصلي موجد هے ' اور قدرتي حق رکهتا هے که اسکي کامیابیوں کے مناظر کي عزت کو اپني طرف منسوب کرکے جسقدرمغرورانه شادماني درسکتا هے کرلے ! !

لیکن (بقول مسٹر میکلا) کے عربوں کا وه وسیع حلقه ' جو بڑے اصرار کے ساتهه احاطے کے چاروں طرف جمع کیا گیا تها ' اور جسمیں مرد عورت ' جوان اور بچے ' هر طرح کے لوگ تهے ' پورے سکون اور بے رعبي سے جهاز کي پرواز کو دیکهتا رها ' اور عین اسوقت ' جبکه اٹالي شاید اسکے منتظر تهے که انکي ساحرانه طاقت نمائي کو دیکهکر تمام وحشي دیسي انکے سامنے سر بسجود هوجائیں گے ' ان کي زبانوں سے اگر کوئي صدا نکلي ' تو صرف یه نکلي که " کیا پاک اور قدوس هے ذات اسکي ' جس نے اس دنیا میں عجیب عجیب نظارے پیدا کردیے هیں " ! !

اسکے بعد یه جهاز اندرون طرابلس میں عثماني کیمپوں کي حالت دیکهنے کے لیے بهیجا گیا ' لیکن کامل بارہ گهنٹے کي سیاحت کے بعد صرف یه قیمتي معلومات لیکر آیا که " ریگستان اور کیمپ ' اور ان میں سرخ ٹوپیوں اور سفید چادر والے انسان متحرک نظرآتے هیں " دسمبر میں دوسرا جهاز ایک مشاق جهاز ران کے ساتهه پهنچا ' اور وه اس سامان کے ساتهه بهیجا گیا که جهاز کے ساتهه ساتهه نیچے ایک سوار بهي متعین کردیا ' تاکه اوپر سے تمام حالات دیکهکر اور لکهکر نیچے پهینکتا رهے اور وه دوسرے سواروں کي ڈاک کے ذریعے اٹالین کیمپ میں پهنچتے رهیں - لیکن پانچ گهنٹے کے بعد غریب سوار هانپتا هوا پهنچا ' اور یه خبر لایا که " جهاز جوں هي ایک عرب جماعت کے قریب پهنچا ' انهوں نے دیکهتے هي بغیر کسي بدحواسي اور تعجب کے بندوقوں کا منهه اسکي طرف کردیا ' اور پهر نهیں معلوم جهاز کس طرف غائب هوگیا ؟ " (تصویر نمبر - ۱)

شام کو بیروں شهر کے ایک باغ میں دیکها گیا که بیسویں صدي کي یه سب سے بڑي ایجاد ' اٹالین خوش بختي کے هاتهوں اوندهي پڑي هے ' اور اپنے زخمي اور بے هوش مالک کو اپنے آغوش میں اس طرح چهپا لیا هے ' که کهیں اسکا پته نهیں ! !

حال میں ایک مشهور انگریزي اخبار نے اپنے خریداروں سے دریافت کیا تها ' که موجوده دور کي سب بڑي ایجاد کونسي هے ؟ اسپر جو رائیں وصول هوئیں ' ان میں سب سے زیاده ووٹ هوائي جهاز کے حق میں تهے - لیکن اگر وه راے دینے والے اس " سب سے بڑي ایجاد " کا یه اٹالین تجربه دیکهتے ' تو شاید انکو فوراً لکهدینا پڑتا که " هماري رائیں واپس کردي جائیں "

دوسرا عظیم الشان کام جو طرابلس میں هوائي جهازوں سے لیا گیا ' ان مطبوعه تحریروں کي تقسیم تهي ' جن میں اهل عرب کو ترکوں سے بدگمان کرنے کے لیے طرح طرح کے وسائل مکر و فریب سے کام لیاگیا تها ' (دیکهو تصویر نمبر ۲ -) - کئي کئي هزار کاپیاں ان تحریروں کي لیکر بهادر طیار جهازوں میں روانه هوجاتے ' اور جهاں عربوں کو دیکهتے ' اوپر سے پهینکنا شروع کردیتے - لیکن یه کام بهي انسے زیاده عرصے تک نه لیا جاسکا کیونکه اگرچه عرب ان کاغذوں اور رسالوں کو لینے کیلیے زمین کي طرف جهک جاتے تهے ' تو چند عربوں کي بندوقوں کي نالیاں اوپر کي طرف رخ بهي کردیتي تهیں -

کپتان موېزو کي سرگذشت

• — * —

اسي سلسلے میں سب سے زیاده دلچسپ واقعه ایک مشاق اٹالین طیار (کپتان موېزو) کا هے ' جسکي سرگذشت مصر کي نئي ڈاک میں شائع هوئي هے -

ناظرین کو یاد هوگا که ۱۳ ستمبر کو (ریوٹر) نے خبر دي تهي که " کپتان موېزو جس وقت اپنا هوائي جهاز (زواره) سے اڑاتا هوا طرابلس جا رها تها ' بد قسمتي سے عربي کیمپ میں گرگیا "

یه عجیب بات هے که اپني عادت مستمره کے خلاف روما میں یه خبر نهیں چهپائي گئي - چنانچه ایک مشهور اطالي اخبار (جرنل دي اٹالیا) میں اسکے نامه نگار مقیم طرابلس نے جو چٹهي شائع کرائي هے ' اسکا مضمون حسب ذیل هے :

" کپتان موېزو زواره کے عثماني کیمپوں کي دیکهه بهال کے لیے نکلا تها ' لیکن یکایک جهاز چلنے سے بیکار هوگیا ' اور عثماني کیمپ کے قریب عربوں کے ایک گروه کے سامنے گرگیا - کپتان کے ساتهه ایک چهه نالي کي بندوق بهي تهي - غنیمت هے که کوئي خطرناک چوٹ نهیں آئي اور اس نے بلا تامل اپنے تئیں عربوں کے حوالے کردیا - عربوں نے اسي وقت چند آدمي اسکے ساتهه کردیے اور (عزیزیه) کمانڈر (فتحي بک) کے پاس بهیجدیا - کمانڈر ممدوح کپتان کے ساتهه نهایت لطف و خلق سے پیش آئے ' اور دیر تک فرانسیسي زبان میں گفتگو کرتے رهے -

کپتان نے کها که " وطن میں صرف میري ایک عزیز بهن هے ' اور وه اخباروں میں میري گم شدگي کي خبر پڑهکر نهایت پریشان هوگي "

(فتحي بک) نے بخوشي اجازت دي که فوراً تار کے ذریعے اپني خیریت اور سلامتي سے اپني بهن کو نیز اٹالي کیمپ کو اطلاع دیدے "

چنانچه اس کي تصدیق اخبار (طان) کے بیان سے بهي هوتي هے ' جو لکهتا هے که کپتان موېزو کا ایک تار مقام (دهیبات) سے اسکي بهن کے نام پهنچا هے جسمیں لکها هے ' که میري گرفتاري کي وجه سے پریشان نهونا - میري صحت بهت اچهي هے - اس واقعه سے اندازه کیا جاسکتا هے که عربوں اور ترکوں کا سلوک دشمنوں کے ساته کس درجه شریفانه هے ' حالانکه اٹالین کیمپ کا یه حال هے که عثماني کیمپ سے جب کبهي پیغامات لیکر قاصد آئے هیں ' تو دنیا بهر کے مسلم قانون تهذیب کے خلاف انکو قید کرنے یا قتل کرنے کي کوشش کي هے -

ایک بهت بڑا فائده کپتان موېزو کے جهاز کي گرفتاري سے ترکوں کو یه هوا که اب وه بهي اس مفت کے جهاز سے دشمن کے مقابلے میں کام لے سکتے هیں - عربوں نے دشمنوں کا گولا بارود چهینکر خود انهي کے مقابله میں خرچ کیا تها ' لیکن هوائي جهاز انکي دسترس سے باهر تها ' خدا نے کها که وه بهي میں اپني قدرت کامله سے تمهیں دلا دیتا هوں ! و الله ولي الصابرین -

ارض طرابلس

بہت سے رولیے ' اور بہتوں نے هنسکر حقارت کي - بعضوں نے کہا که یه بچپنے کي بے وقوفي ھے ' مگر بعضوں نے کہا که آسمانی معجزات کي نشانی ھے - عزیزوں کي نسبت پوچھا تو معلوم ھوا که یتیم ھے - ماں باپ مر چکے ھیں' صرف ایک بے پروا چچا ھے ' جو اُسکي خبرگیري کا فرض ادا کرتا ھے - جب پوچھا که طرابلس کیوں جاتے ھو ؟ تو اُس نے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا که " خدا ' اسلام ' اور وطن کے نام پر " بعضوں نے جب آسے ڈرایا که وھاں تو گولیاں چلتي ھیں ' تو کہا که " میں وھاں جانے کے لیے بیقرار ھوں' جہاں میري ماں' میرا باپ' اور ھم سب کا خدا ھوگا "

اسکے چچا کو جب یه حال معلوم ھوا ' تو دوڑا ھوا آیا' اور چیخ اٹھا که یه کیا بچپنے کي بے وقوفي ھے ؟ لیکن اس نے کہا که " خواب میں میري ماں آئي تھي ' اُس نے خدا کي طرف سے حکم دیا ھے که اسکے ملک میں چلا جاؤں' اور اُس نے بتلایا که خدا کا ملک طرابلس میں ھے "

نمبر (۱)

اٹالین ھوائي جہاز کو عرب بندوق کا نشانه بنا رھے ھیں

جب اسکا چچا کسي طرح راضي نہوا ' تو مصلحةً اس نے بھي خاموشي اختیار کرلي - لیکن ایک ھفتے کے بعد لوگوں کو معلوم ھوا که علي نظمي کا پته نہیں - تلاش و تجسس کے بعد اسکے کمرے سے صرف ایک خط اور پانچ گینیاں ملیں' اور دوسرے ھي دن دار الخلافه کے تمام اخباروں میں اس عجیب واقعے کا تذکرہ ھونے لگا -

ھفتوں پر ھفتے ' اور مہینوں پر مہینے گذر گئے ' لیکن اس پانزدہ ساله مجاھد کا پته نه تھا - یہاں تک که پانچ مہینے کے بعد (عزیزیه) سے (عارف بک) نے اخبار (صباح) کے نام اس مضمون کا تار بھیجا :

" پندرہ برس کے علي نظمي کو اگر ھلال احمر کا دفتر نه بھولا ھو تو براہ عنایت اسکو خبر دیدیجیے که وہ " اپنے باپ ' ماں ' اور اپنے خدا کے پاس پرسوں کے معرکے میں پہنچ گیا' جس کے لیے وہ بہت بیقرار تھا "

ھم ائندہ نمبر میں اسکے خط کا ترجمه شائع کرینگے' جو اسکے کمرے سے نکلا تھا - کیونکه اس وقت اسکے اور تذکرے کي طاقت اپنے دل میں نہیں پاتا..........ملائکۂ رحمت کا ھجوم' حوران بہشتي کا حلقه' اور تیرے خدائے محبوب کا اغوش محبت ' مبارک ھو تجھکو اے علي نظمي ! اے چشم اسلام کے " قرۃ عین " ! اے جگر گوشۂ ملت مظلوم ! اے شہید معصوم ! اور اے وہ' که قیامت کے دن دامن رحمة للعالمین سے لپٹ کر' تیرا معصوم اور بھولا ' مگر زخموں کي کثرت سے خوں چکاں چہرہ عرصۂ قیامت میں ایک اور قیامت بپا کردیگا ! !

روزے که شود " اذا السماء انشقت " | واندم که بود " اذا النجوم انکدرت "
من دامن تو بگیرم اندر عرصات | گویم صنما ! " بای ذنب قتلت ؟ "

طرابلس میں اٹالین ھوائي جہاز

— * —

ھوائي جہازوں کي ایجاد کي تکمیل کے بعد جنگ طرابلس پہلي لڑائي ھے ' جسمیں اس ایجاد کے تجربے کا دنیا کو موقعه ملا -

نمبر (۲)

اٹالین ھوائي جہاز سے چھپے ھوے رسالے پھینکے گئے ھیں اور عرب انکو اٹھا رھے ھیں

جب ایک فرانسیسي طیّار (۱) انگلش چینل کو طے کرکے فرانس سے برطانیه پہنچ گیا تھا ' تو (ریویو اف ریویوز) میں ایک مضمون نگار نے سوال کیا تھا که " اگر ایک ھوائي جہاز کا مسافر اوپر سے ایک مشتعل گولا ڈائنامیٹ کا پھینکدے' تو جزیرہ برطانیه کے باشندوں کا کیا حال ھو ؟ "

لیکن اٹلي کے فوجي اعمال کے تجارب کے بعد شاید اب اس سوال میں تھوڑي سي تبدیلي کرکے یوں پوچھنا چاھیے که " اگر ایک متمدن حمله آور قوم کا ھوائي جہاز مع اپنے ساز و سامان جنگ کے وحشي قبائل کي لشکرگاہ میں گر پڑے' تو یه اس پر فخر ایجاد کے احترام کے لیے کیسا افسوس ناک واقعه ھوگا ؟ "

بقول مسٹر (میکلا) پہلا ھوائي جہاز ۱۰ اکتوبر کو طرابلس پہنچ گیا تھا ' کیونکه اسکے اڑنے کا نظارہ اپنے ھوٹل کي چھت سے وہ عرصے تک دیکھتے رھے - اس جہاز سے سب سے پہلا کام یه لیا که ایک علم اعلان کے بعد شہر کے تمام عربوں کو جمع کیا گیا اور

(۱) اجکل مصر میں ھوائي جہاز کو " طیارہ " اور اسکے چلانے والے اور اسمیں اڑنے والے کو طیار کہتے ھیں -

روزانـــــه

—:—

جو هفتـــه وار الهـلال كي صوري و معنوي خصوصيات
كے ســـاتهه عنقـــريب شـــائـــع هوگا

—*—

هـــر مقـــام پـــر ايجنــٹــونكيضـــرورت هے
جنكو غيرمعمـــولي كميشن ديا جاـــے گا - درخواستيں بهت
جلـــد آنا چـــاهئيـــں -

—*—

هذا بيـان للنـاس ، و هدى و موعظـة للمتقين
(۳ : ۱۳۲)

—*—

دفتـــر الهـــلال كا مـــاهـــوار رســالــه

جســـكا اصلي موضوع يه هوگا كه قرآن كريـــم اور اسكـے متعلق تمـــام علوم و معـــارف پر
تحقيقـــات كا ايک نيا ذخيره فراهـــم كرے ' اور ان موانع و مشكلات كو دور كرنے كي
كوشش كرے' جنكي وجه سے موجوده طبقه روز بروز قرآن كريم كي تعليمـــات سے
نا اشنا هوتا جاتا هے ليكن ساتهه هي تقريبـــاً آٹهه ابواب آور بهي هونگے جنكے
نيچے مختلف موضوع و بحث كے علمي و مذهبي مضامين شائع كيے
جائيں گے - ضخامت' وضع و قطع' اور حسن طبـــع و حروف كي
نسبت اسقدر كهدينا كافي هے كه انشاءالله الهلال كي طرح
وه بهي آردو پريس ميں پهلا ماهوار ميگزين هوگا
و مـــا توفيقـــي الا بالله عليـــه توكـــلت

جنگ ترکي و یورپ

— * —

بالاخرلڑائي شروع هوگئي' و الخیر في ما وقع - اس وقت تک جسقدر خبریں آئي هیں اضطراب سے خالي نہیں' مقام (بیرن) پر مانٹي نگر وکو' اورسکوچگ اور (یوني کف) پر بلغاریا کو شکست هوئي' اسي طرح ۱۲ - کو ترکوں نے مقام (توزي) پر بهي فتح پائي -

ترکوں نے حملے شروع کردیے هیں' مگر مانٹي نگرو بهي اپني ابتدائي فتوحات کي خبریں تقسیم کررها هے - چنانچه ۱۰ - کي تار برقي میں ظاهر کیا گیا هے که قلعه (تچچ) پر قبضه کر لیا گیا - اور پهر آج کي خبر هے که (توزي) نامي ایک مقام میں بهي شاندار فتح مندي کے ساتهه هم داخل هوگئے' اور اس بیان کرده فتح کو یہاں تک وسیع کیا گیا هے که شاه مانٹي نگرو کے لڑکے نے اپنے مکتب

اٹلي نے ساحل طرابلس سے اندرون طرابلس کي طرف ریلوے لائن بنانی شروع کی تهی ، مگر کچهه تو عربوں نے اکهاڑ ڈالی اور کچهه حصه ناتمام چهوڑ دیا گیا

کے لڑکوں کو دس هزار ترکوں کي گرفتاري کي خوشخبري بهي بهیجدي هے !

قسطنطنیه میں ایک حشر جهد و مستعدي بپا هے - طلبا کي جماعتیں باب عالي کي کهڑکیاں توڑ رهي هیں که جنگ پوري قوت کے ساتهه جاري رهے - عورتوں نے اخباروں میں مضامین لکھے هیں که همیں بهي میدان جنگ میں زخمیوں کي خدمت کا موقعه دیا جاے - حضرت سلطان المعظم کے بهائي' اور سلطان عبد الحمید کے صاحبزادے عبد الرحیم بهي مجاهدین میں شامل هوگئے هیں - جنگي طیاریاں پوري سرعت کے ساتهه جاري هیں - میدان جنگ کي طرف فوجي روانگي کي روز انه تعداد بیس هزار هے' اور ابتک چار لاکهه فوج وهاں جمع هو چکي هوگي - دول کي یاد داشت کا باب عالي نے جواب دیدیا که اصلاحات میں کسي دوسري حکومت کي مداخلت منظور نہیں -

بلقاني کا نفیڈریسي کي یاد داشت اور یونان کے الٹي میٹم کي نسبت باب عالي نے فیصله کرلیا هے که کوئي جواب نه دیا جاے عثماني وکلا متعینه بلغراد و سوفیا کو هدایتیں بهیجدي گئي هیں که چونکه ان یاد داشتوں میں ترکي شہنشاهي کا پورا پورا احترام نہیں کیا گیا هے' لہذا جواب کي مستحق نہیں' اور تمام وکلا کو فوراً دار الخلافت کا رخ کرنا چاهیے' - کریٹ نے کهلم کهلا یوناني پارلیمنٹ کي شرکت کا اعلان کر دیا هے - یونان نے بهي اسکو علانیه منظورکر لیا اور یه ضرور هونا تها -

کریٹ کے عیسائیوں نے اسکا بهي اعلان کردیا هے که هم ۸۰۰۰ مسلم باشندگان کریٹ سے یونان کي مدد کرنے کے لیے طیار هیں -

عثماني سفارت خانے کا پورا اسٹاف ایتهنس سے روانه هوگیا - مگر قسطنطنیه میں یوناني سفارت خانه ابهي موجود هے

هر هایٔنس سر آغا خاں نے (ماسکو) سے لندن کی برٹش هلال احمر فنڈ کے لیے دو هزار پاونڈ روانه کیے هیں' نیز لکها هے که " سر دست هندوستان کے مسلمان اپنے تمام کاموں' حتی علي گڈه یونیورسٹي کے مسئلے کو بهي الگ اٹها کر رکهدیں' تاکه عثماني مصائب کے انسداد کے لیے تمام کوششیں جمع کي جا سکیں " جزا هم الله تعالی -

هم نہایت خوش هیں که هر هایٔنس نے اس موقعه پر قابل تعریف غیرت ملي سے کام لیا - اور جو بات سچ اور حقیقت واقعي هے اسکے کہنے میں دریغ نہیں کیا - کاش اس وقت بهي' جبکه ملت کي فریادوں کي چیخیں آرهي تهیں' یونیورسٹي کا نقاره بجا کر لوگوں کو انکي طرف سے بے پروا نه کردیا هوتا -

Printed & Published by Abul Kalam Azad, at The Hilal Electrical Printing Works, 14, McLeod Street, Calcutta

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين

مدیر مسئول و خصوصی
احمد الكلام الدهلوي

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

Al-Hilal,
Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam Azad
7-1, McLeod Street,
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.
Half-yearly „ „ 4-12.

نمبر ۱۵ — کلکتہ : چہارشنبہ ۱۱ ذیقعدہ ۱۳۳۰ ہجری — جلد ۱
Calcutta : Wednesday, October 23, 1912.

فہرس

تصاویر

ادارۂ الہلال کے لیے عربي اور انگریزي تعلیم یافتہ اصحاب کي ورت کا جو اعلان شائع ہوا تھا ' اسکي نسبت جن حضرات نے ٔواستیں بھیجي ہیں ' وہ چند روز توقف فرمائیں - تمام ٔواستوں کے آجانے کے بعد نتیجہ سے اطلاع دي جاے گي -

---

رجال الغیب

— : —

الہلال کي پالیسي وضع زمانہ کے خلاف ' اسکا لب و لہجہ درشت و سخت ' اسکے مضامین ٹائپ میں چھپتے ہیں ' جسکے عام طور پر لوگ عادي نہیں ' پھر کیا یہ حق اور صداقت کي قدرتي فتح مندي نہیں ہے کہ اللہ دلوں کے دروازے اسکے لیے کھولتا جاتا ہے ؟ ما یفتح اللہ للناس من رحمة ' فلا ممسك لها ' و ما یمسك ' فلا مرسل له [اللہ اپني رحمت کا دروازہ بندوں پر کھولدے ' تو کوئي نہیں جو اُسے بند کرسکے ' اور اگر اسکا دروازہ رحمت بند ہوجاے ' کون ہے جو اُسے کھول سکتا ہے ؟]

دہلي سے ایک بزرگ اس وقت تک پندرہ بیس خریدار بھیج چکے ہیں ' اور انکا نام تک ہمیں معلوم نہیں - اس سے بھي بڑھکر یہ کہ آج ایک پچاس روپیہ کا نوٹ ہمارے نام آیا ہے ' جسکے ساتھہ ایک گمنام خط اس مضمون کا ہے :

" خدا کے لیے اپني ہمت سے باز آجائیے ' مسلمانوں کے لیے الہلال ایک باب رحمت کھلا ہے ' اسکا نفع محدود نہ کیجیے - آپنے مجبور ہوکر طلبا کي رعایت بند کردي ہے ' یہ حقیر رقم لیجیے اور ۲۵ طالب علموں کو ۲ روپیہ میں الہلال دیجئے - نام اسلیے نہیں لکھتا کہ آپ روپیہ واپس کردینگے "

ہم انسے وعدہ کرتے ہیں کہ روپیہ کي نسبت کوئي فیصلہ ایسا نہ کرینگے جو انکي مرضي کے خلاف ہو ' مگر خدا کے لیے اپنے نام سے ہمیں اطلاع بخشیں ' اور اس سے محروم نہ رکھیں - جب تک وہ نام نہیں بتلائیں گے ' روپیہ بمد امانت محفوظ رہے گا -

---

موجودہ بلقاني جنگ کا نقشہ اس ہفتے نہیں دیا جاسکا ایندہ ہفتے شائع ہوجاے گا ' اسکے مطالعے سے جنگ کے سمجھنے میں مدد ملے گي -

امید پیدا هوسکے ' مگر پهر بهي یه صلح ایک حسرت اور مایوسي کا داغ هے ' جو موجوده وزارت کي کمزور پالیسي اور اجانب کے اثر سے محفوظ نهونے کي رجه سے جنگ ِ ابلس کي پر فخر اور مغرور پیشاني کو نصیب هوا -

جو ارادۂ سلطاني خود مختاري طرابلس کي نسبت شائع هوا هے ' اس میں (برقه) کا لفظ بالکل نهیں هے ' اس سے خیال پیدا هوتا هے که شاید برقه طرابلس کے لفظ میں شامل نه سمجها گیا هو ' اور وه الگ کر لیا گیا هو ' مگر اس قیاس کے لیے بهي زیاده قوي رجوه نهیں هیں -

---

جنگ ترکي و یورپ

موجوده جنگ کي ابتدا جن حالات کے ساتهه هوئي هے ' اسکا لازمي نتیجه یه تها که جنگ کي ابتدا اسکے وسط اور نتائج سے مختلف هو -

ترکوں کي فوجي قوت بالکل منتشر تهي ' یورپین ترکي میں اگرچه فوج نظام اور ردیف کي ایک قوي تعداد موجود تهي ' مگر (بقول نامه نگار ٹائمس) یورپین ترکي کا جغرافیائي موقعه اس طرح کا واقع هوا هے ' که ترکي کیلیے بلقاني جنگ میں دهرے میدانوں کا سبنهالنا ایک هي وقت میں ضروري هوگیا هے - اسکے لیے اسکي پوري فوجي قوت کا اجتماع مطلوب هے ' تاکه کم از کم مقدونیا میں ۱۶۲ فوج نظام کي اور ۲۶۷ فوج ردیف کي بٹالین فراهم کردي جائیں - ایشیاے کوچک میں جو فوجي نقل و حرکت نهایت تیزي سے جاري هے ' اسکا منشا یهي هے که مقدونیا کے مرکز کو قوي کرکے (تهریس) کے میدان کو جنگ کا اصلي تماشا گاه بنادیا جاے -

لیکن قبل اسکے که یه فوجي نقل و حرت مکمل هو ' جنگ شروع هوگئي ' اور اگر اس هفتے کي تار برقیاں مبالغه سے خالي هیں ' تو کها جا سکتا هے که غالباً ایڈریا نوپل کے ارد گرد کافي ترکي قوی مجتمع نهوسکے - (ٹائمس) کے نامه نگار نے اسکا خدشه ظاهر کیا تها - تاهم یه ابتدائي واقعات محض اس جنگي تماشے کے تمهیدي کهیل هیں اصلي واقعات اُس وقت ظاهر هونگے ' جب ترکي فوج اپني پوري جمعیت کے ساتهه (تهریس) میں عثماني نیزه نصب کردے گي -

---

مصطفے پاشا پر قبضه

(لنڈن ٹائمس) کے نامه نگار نے بلغاري پیش قدمي کا جو خاکه اپني پچهلي چٹهي میں ظاهر کیا تها ' بالاخر وه صحیح ثابت هوا اور (بلغاریا) نے پهلا حمله (ایڈریا نوپل) اور دوسري طرف (صوفیا) سے دکهن جانب (استروما) کي وادیوں کي سمت کردیا هے -

آج (۲۲ اکتوبر) کي نهایت اهم خبر یه هے که بلغاریا نے (مصطفے پاشا) پر قبضه کرلیا ' اور ترک به تعداد کثیر رسد اور الات جنگ چهوڑکر وهانسے چلے آے -

اگر یه سچ هے ' تو بلغاریا نے ایک ایسے مقام پر قبضه کرلیا هے ' جو کئي حیثیتوں سے موجوده جنگ کے نقشے میں ایک اهم ترین مقام تها -

یه ترکي بلغاریا سرحد کا ایک فوجي مرکز هے ' جو اپني قدرتي بندشوں اور کوهستاني دیواروں کي وجه سے همیشه عظیم الشان مقام سمجها گیا هے - در اصل یه ایک دره کوه هے ' جسکا نام (مصطفے پاشا) مشهور هوگیا هے - یورپین ترکي کا نقشه اگر آپکے سامنے هے ' تو اڈریا نوپل کے چاروں طرف نظر ڈالکر باساني اسکو ڈهونڈه لے سکتے هیں -

پهاڑیوں کے اندر سے گزرنیوالے (دریاے ماریزا) کے وجود سے درۂ مذکور کي صورت قائم هے - صوفیا ' فیلي پولس ' اور اڈریا نوپل هوکر وائنا کي ریل قسطنطنیه آتي هے تو دریاے ماریزا کے پهلو سے اسي درے کے اندر سے گزرتي هے - سرحد کے دونوں جانب سے یه دره قلعه بند اور مضبوط هے ' اسلیے یهاں سے گزرنے کے لیے دونوں فریقوں میں سے کوئي بهي هو ' سب سے پہلے ایک سخت جنگ کا مقابله کرنا قدرتي طور پر ضروري تها -

یهاں پورب اور پچهم ' دونوں جانب اور درے بهي هیں - انمیں سب سے زیاده اهم وه دره هے ' جو (اڈریا نوپل) سے (جمبولي) کي سڑک پر واقع هے - انتهاے مشرق کي جانب ۲۵ میل کے فاصلے پر (کاؤکس) اور (عمر فقیر) کے درمیان ایک اور دره واقع هے - لیکن عثماني معیار خیال سے اُسکو کوئي اهمیت نهیں دي جاتي کیونکه دکهن جانب سے اُسکا راسته مشرقي بلغاریا کي سمت چلا جاتا هے ' اور یهاں کا ضلع اتنا غیر آباد هے گویا آبادهي نهیں هے -

بظاهر یه امر بالکل قیاس میں نهیں آتا که ترک ایڈریا نوپل سے ستره میل کے فاصلے پر اسقدر غافل هو گئے هوں که ایک اهم ترین فوجي مقام کو بغیر کسي جنگ کے حوالۂ دشمن کردیں ؟ اگر یه خبر صحیح هے تو عجب نهیں که ترکوں نے اسمیں کوئي خاص مصلحت پوشیده رکهي هو - آخري جنگ روم اور روس کے بعد همیشه (سلیمان) پاشا پر اعتراض کیا گیا تها ' که اُس نے اپنے قلعه بند اور فوجي مرکزوں سے دور جاکر دشمنوں کے استحکامات کا اپنے تئیں نشانه بنادیا - ممکن هے که ترکوں نے اس موقعه پر سمجها هو که بلغاریا جهاں تک زیاده انکے حدود میں بڑهه آئے ' اسي قدر انکے لیے مفید هے - وه اپنے فوجي مرکزوں اور قلعوں کے پاس رهکر اور ایک آخري ضرب لگاکر جب چاهیں گے ' باساني فیصله کرسکیں گے -

---

شیخ عبد العزیز چاویش

کي رهائي کي تعجب انگیز خبر الهلال کي اشاعت سے پہلے ناظرین سن چکے هونگے -

هم نے هندوستان میں گورنمنٹ انگریزي کي اِس دانشمندانه سیاست کے نمونے دیکهے تهے که چند بنگالي لڑکوں کو (تاج) کي طرف سے بغاوت کا الزام دیا جاتا تها ' اور اسکا مقدمه ابتدائي عدالتوں میں چار چار مهینے اور چهه چهه مهینے تک جاري رهتا تها - هر زه ممکن انتظام ' اور هر وه بے شمار دولت کا ذخیره ' جسکي خزانۂ هند فیاضي دکهلا سکتا هے ' اس عجیب جنگ کے پیچهے ضائع کیا جاتا تها - اسکے بعد جب مقدمه آگے بڑهتا تها ' تو صبح کي چاے کے ساتهه اس خبر کو لوگ اخبار میں پڑهتے تهے که " کل تمام ملزموں کو هائي کورٹ نے صاف بري کردیا " !

لیکن اب معلوم هوتا هے که موجوده مصر اور هندوستان کي بهت سي مماثلتوں کي طرح ' اِس دانشمندانه سیاست میں بهي مصر هندوستان بنتا جاتا هے -

کس زور شور اور جنگي اهتمام کے ساتهه (شیخ چاویش) کو گرفتار کیا گیا ' تمام انگلستان کے پریس نے کسقدر خوشیاں منائیں که حزب الوطني کي ایک نئي مجهول الحال سازش کا سرا اب همارے هاتهه آگیا ' لارڈ کچنر کي نئي محافظ پولیس کے سپاهي کسقدر مسرور و شادمان هوے تهے ' که اب همکو چین کي نیند نصیب هوگي ' مگر:

> پس از سي سال ایں معني محقق شد بخاقاني
> که بورا نیست بادنجاں و بادنجاں بوراني

اسقدر جوش و خروش کے بعد اب یه راز منکشف هوا که غریب (چاویش) کا کوئي قصور نه تها !

شذرات

جہل اور الحاد کا اجتماع ضدین کوئي صاحب اگر عجائبات عالم کي فہرست طیار کریں ' تو مسلمانان هند کے موجودہ دور ترقي میں انکے لیے نہایت کارآمد ذخیرے هیں - سب سے بڑھکر اعجب العجائب واقعہ تو یہ ہے کہ دنیا میں جو متضاد چیزیں کبھي بھي جمع نہیں ہوئي تھیں ' نئي ترقي کے دور افسونگر نے اپنے جادو سے ایک جگہہ کھڑي کردیں - الحاد اور دھریت کا ظہور همیشہ علوم مادیۃ کے عروج اور ترقي کے زمانے میں هوتا ہے - یورپ اپنے دور مظلمۃ میں علوم سے بے بہرہ تھا ' ساتھہ ہي مذہب کا تسلط بھي پوري قوت سے قایم تھا - مگر جب علوم و فنون کا دور شروع ہوا ' تو الحاد کا بیج بھي برگ و بار لایا - لیکن اجکل ترقي یافتہ مسلمان جہل علمي ' اور الحاد دیني ' دونوں کا مجموعہ هیں :

ان ھذا من اعاجیب الزمن

سب سے پہلے جہل کا حال سنیے - بیشک مسلمانوں نے سرکاري نوکریوں کے میدان میں تو اپني تعداد پہلے سے زیادہ کرلي ہے - یہ بھي سچ ہے کہ اگر علم کو غذاے صبح و شام کے حصول کا ذریعہ بننے کي عزت دي جاے (علي رغم انف افلاطون) تو مسلمانوں نے واقعي اس عزت بخشـي میں عـدیم النظیر فیاضي دکھلائي ہے ' اور ایک ایسي شکم پرستي کي زندگي بي - اے اور ایم - اے ہو کر پیدا کرلي ہے ' جسکي نظیر ملنا مشکل ہے - لیکن شاید اس ترقي کو ترقي تسـلیم کرنے سے خود ترقي یافتوں کو بھي شـرم آے - پھر بتلائیے کہ پورے پچاس برس کي انگریزي تعلیم نے اجتـک ایک مصنف ' ایک مقرر ' ایک ماہر سیاست ' اور ایک بھي بڑا آدمي پیدا کیا ؟ انگریزي تعلیم کي منقبت اور اس کا وجوب جب همیں سمجھایا گیا تھا ' تو کہا گیا تھا کہ اسکے ذریعہ اُن علوم و فلسفۂ جدیدہ کو هم حاصل کرینگے ' جنھوں نے یورپ کو آج تمام عالم کا فاتح بنادیا ہے - اس بیـان کي صداقت سے تو همیں انکار نہیں ' لیکن کوئي صاحب همیں بتلائیں کہ آجتک کتنے مسلمان انگـریزي داں هیں ' جنھوں نے سائنس کي کسي شاخ کو بھي حاصل کیـا ہے ؟ اور کتنے هیں جو فلسفۂ جدیدہ کي مبادیات تـک کو بھي سمجھتے هیں ؟ هم نے تو آجتـک سـوا تین چار شـخصوں کے کسي کي نسبت یہ بھي نہیں سنا ' کہ اس نے ایم - اے میں فلسفہ لیا ہو ' حالانکہ خوش نصیب هندؤں میں پچاسـوں هیں -

علم اور فلسفہ داني کا تو یہ حال - اسپر همارے تعلیـــم یافتہ حضـــرات کو مذہب سے بے اعتقادي ' علم کے مقابلے میں اسکي شکست کا یقین کامل ' فلسفہ کي هر آواز کے مثل اشـکال ریاضي ہونے کا اذعان ! اور فلسفیانہ الحاد پر فخر و غرور ! !

مارا ازیں گیاہ ضعیف ایں گماں نبود

شاید هي سائنس اور فلسفہ سے کوئي گروہ اسقدر اجہل ہوگا ' جس قدر آجکل کا تعلیم یافتہ گروہ ہے ' الا ماشاء اللہ ' والنـــادر کالمعدوم -

(ڈارون) اور (اسپنسر) مذہب کي نسبت کچھہ کہنا چاہیں ' تو شاید هم کان بھي دھریں ' لیکن اسکولوں اور کالجوں کے یہ مشت جہل و ناداني اگر سمجھتے هیں کہ همارا الحاد بھي چند کھوٹے سکوں کي قیمت پالے گا ' تو :

ایں خیال ست ؟ و محال ست و جنوں

اپني عادت کے مطابق قران حکیم کي چندہ آیتیں مناسب وقت زبان پر آگئي تھیں - مثلاً : مالھم بہ من علم ' ان یتبعون الا الظن ' و ان الظن لا یغني من الحق شیئاً (١) - یا : بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ - (٢) لیکن پھر دل نے کہا کہ یہ کیا بے موقع اسـراف ہے ؟ ھیگل ' برکلے ' یا دیکارٹ اگر مذہب کے بارے میں شک کریں ' تو ان آیات کے مستحق هیں ' نہ کہ یہ فقراے علم ' جنکو علم کا ظن بھي نصیب نہیں -

---

الحـاد خود جہل ہے هم نے کہا کہ الحاد جہل کے ساتھہ جمع نہیں ہوسکتا - لیکن اس سے مقصود علوم مادیۃ کا جہل ہے ' ورنہ اسکي نسبت بھي همارا یقین ہے کہ علوم مادیۃ کي تکمیل صحیح یقیناً ایک زمانے میں مذہب کي حمایت میں پہلي صف ہوگي ' لیکن اسمیں شک نہیں کہ ان علوم کا انتشار اور انکشاف همیشہ الحاد کا داعي ہوا ہے ' اور گو اُنکو في الحقیقت نفیاً یا اثباتاً حقائق مذہب سے کوئي بحث نہیں ہوتي ' مگر انسان مادي طاقتوں کي دریافت سے مغرور ہوکر الہي طاقت سے بے پروا ہوجاتا ہے ' اور جہل حقیقت کے سبب سے انکار حقیقت کردیتا ہے - ورنہ اگر غور کیا جاے تو الحاد هي اصلي جہل ہے - ایک ملحد جن امور سے انکار کرتا ہے ' وہ در اصل اسکا انکار نہیں ہے ' بلکہ اسکا اعتراف ہے کہ ان امور کو نہیں جانتا - قرآن حکیم نے اس امر کو اسقدر صاف صاف کہدیا ہے ' کہ اس سے بڑھکر دینا میں اس قدیمي نزاع کیلیے کوئي آواز فیصلہ کن نہیں - هم چاہتے هیں کہ ان مباحث کے لیے (مقالات) کے باب کو مخصوص کردیں ' مگر گنجایش کي قلت سے مجبور ہوجاتے هیں - انشاء اللہ (الیوان) ان مباحث کے لیے مخصوص و موضوع ہوگا -

---

مسئلہ صلح کا اختتام بالاخر ترکي اور اٹلي کي صلح کي تصدیق ہوگئي ' اور انگلستان نے اٹلي کے شاهنشاہي اقتدار کا اعتراف کرلیا - ع یکے بدزدي دل رفت و پردہ دار یکے ! —

صلح کي پہلي خبر کے بعد (جسمیں بمقام اوچي تکمیل صلح کا اعلان کیا گیا تھا) دوسري خبریں جو آئیں ' انھوں نے پھر اختتام صلح کے معاملے کو مشکوک کردیا تھا ' مگر اسکے بعد هي قسطنطنیہ کي تار برقي سے معلوم ہوا کہ سلطان المعظم نے طرابلس کي خود مختاري کا سرکاري اعلان کردیا ہے -

افسوس ہے کہ ابتـک تفصیلي طور پر شرائط صلح مشتہر نہیں کي گئیں ' ایک طول طویل تار برقي میں قرار داد صلح کي دفعات ظاہر کي گئي تھیں ' اور خیال کیا گیا تھا کہ قریب قریب اسي کے ہونگي ' مگر اسکي هر دفعہ اسدرجہ مبہم اور گو مگو ہے کہ بحث و راے کے لیے کچھہ مفید نہیں -

آج هم نے ایک تفصیلي تار قسطنطنیہ بھیجا ہے ' اور صلح کي شرائط کي نسبت صحیح معلومات دریافت کیے هیں - اگر موجودہ جنـگ کے اغتشاش کي وجہ سے تار کے پہنچنے میں کوئي امر مانع نہیں ہوا ' تو امید ہے کہ هم کل تـک (جبکہ الہلال کا اخري چو صفحہ مشین پر چڑھے گا) کچھہ لکھہ سکیں گے - تاهم خواہ کیسي هي شرائط کیوں نہوں ' اور خواہ طرابلس کي خود مختاري کے اعلان پر بھي اندرون طرابلس کي اصلي عربي قوت کے جنگ جاري رکھنے کي

---

(١) انکو اسکا کوئي علم نہیں ' صرف ظن اور گمان کے پیرو هیں ' اور ظن حق و یقین کے مقابلے میں نہیں ٹھہرسکتا - (٢) بلکہ جو چیز کو جھٹلا رهے هیں ' جو ان ناداںوں کي سمجھہ میں نہیں آتي -

۲۳ اکتوبر ۱۹۱۲ع

— * —

— * —
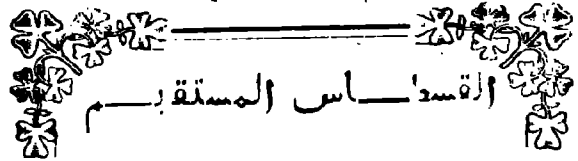
یعنی مسلمانوں کی آیندہ شاہراہ مقصود

— : —

قل هل من شركائكم من يهدي الى الحق ؟
قل الله يهدي للحق - افمن يهدي الى الحق
احق ان يتبع امن لا يهدي الا ان يهدى ؟
فما لكم ؟ كيف تحكمون ؟ و ما يتبع اكثرهم الا ظنا ؛
ان الظن لا يغني من الحق شيئا ؛ ان الله عليم
بما يفعلون (۱۰-۳۵) (۱)

(۳)

احرام عهد روز ازل ، کعبهٔ کوے دوست
جز راه عشـــق هرکه رود بر خطا رود

صحت کے لیے تندرست کو نہیں ، بلکہ مریض کو دیکھنا چاہیے

اگر مریض پچھلی بد پرہیزیوں اور بیماریوں سے تنگ آ کر چاہتا ہو کہ آیندہ کیلیے ایک صحیح و تندرست کی زندگی حاصل کرے ، تو اسکے لیے حفظ صحت کی کسی کتاب کے پڑھنے سے زیادہ بہتر یہ ہوگا کہ اپنی بیماریوں اور پچھلی بد پرہیزیوں کا مطالعہ کرے - مسلمان اگر آیندہ اپنی حیات ملی کو بیماریوں سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں ، تو انکے لیے پہلا کام یہ ہے کہ اپنے گذشتہ اور موجودہ امراض ، علی الخصوص اپنی بدپرہیزیوں پر نظر ڈالیں ، اور آیندہ انسے بچنے کا سامان کریں -

مسلمانوں کے تمام موجودہ امراض کی اصلی علت جس نے مختلف عوارض کی شکلیں اختیار کرلی ہیں ، اسکے سوا کچھہ نہیں ہے کہ انہوں نے تعلیم الہی کے عروۃ الوثقی کو چھوڑ دیا ، اور اسکے ساتھہ مہلک بد پرہیزی یہ ہے ، کہ سعی اصلاح و ترقی کا جو قدم اٹھایا ، وہ مذہب سے الگ رہکر اٹھایا - نتیجہ یہ نکلا کہ صحت و تندرستی ہی سے محروم ہوگئے - مسلمانوں میں پرانی تحریک تعلیمی

(۱) اے پیغمبر ! ان لوگوں سے پوچھو ، کہ تمہارے بنائے ہوے معبودوں میں کوئی بھی ایسا ہے ، جو راہ حق کی ہدایت کرے ؟ کہدو کہ اللہ ہی ہے ، جو حق کا راستہ دکھلاتا ہے - پس جو حق کی راہ دکھاے ، وہ زیادہ مستحق ہے کہ اسکی تعلیم کی پیروی کی جاے ، یا وہ عاجز انسان ، جسکا یہ حال ہے کہ جب تک دوسرا اسکو راہ نہ دکھادے وہ خود بھی راہ نہیں پاسکتا ؟ تم لوگوں کو کیا ہوگیا ہے ؟ یہ کیسے حکم لگارہے ہو ؟ اصل بات یہ ہے کہ ان لوگوں میں اکثر لوگ صرف اپنے خیال و وہم کی بنائی ہوئی باتوں پر چلتے ہیں اور ظاہر ہے کہ وہم و گمان حق کے یقین کے مقابلے میں کام نہیں آسکتا - یاد رہے کہ اللہ تعالی ان لوگوں کی کارروائیوں سے خوب واقف ہے -

ہے ، اور نئی سیاسی ، لیکن دونوں کا یہی حال ہے - اور یہی سبب ہے کہ پہلی پوری کامیاب نہ ہوئی ، اور دوسری اپنی عمر کے چوتھے سال ہی میں بستر نزع پر پڑی ہوئی ہے - اب جو کچھہ ہے اسکی تجہیز و تکفین کی دھوم ہے ، کہ کہیں اوزر مسلمانوں کی پنجہ سالہ " متفقہ اور مسلمہ " پالیسی کے

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

دین اور دنیا کی تفریق

ہم کو مسلمانوں کی گذشتہ جد و جہد ترقی پر بہت کچھہ لکھنا ہے ، کیونکہ جب تک پچھلی غلطیاں سامنے نہ آئیں ، آیندہ کیلیے انسے پرہیز ممکن نہیں - لیکن یہ ایک مستقل موضوع بحث ہے - یہاں صرف یہ عرض کرنا چاہتے ہیں ، کہ آجکل کانفرنسوں میں ہمارے قومی خطیبوں نے بزم آرائیوں کیلیے جو موضوع اختیار کر رکھے ہیں ، ان میں ایک برسوں کا پامال مضمون دین اور دنیا کا باہمی تعلق بھی ہے - بار بار اسکو دہرایا گیا ہے ، اور ہمیشہ زور دے دے کر کہا گیا ہے ، کہ اسلام میں دین اور دنیا کی تفریق کا کوئی سوال نہیں ، وہ دین کو دنیا سے الگ نہیں کرتا ، بلکہ کہتا ہے کہ دین دنیا ہی کے حسن عمل کا نام ہے - اسمیں شک نہیں ، کہ مثل آجکل کے بہت سے اقوال کے یہ قول محض بھی صحیح ہے - لیکن سوال یہ ہے کہ اعمال کا کیا حال ہے ؟ وہی مدعیان اصلاح جو اس صداقت کو زبانی دہراتے ہیں ، انکی از سرتاپا زندگی ، اور انکی تمام قومی تحریکوں کے اعمال میں بھی اسکا کچھہ اثر ہے یا نہیں ؟

حالت یہ ہے کہ خود ہمارے نئے لیڈروں نے دین اور دنیا کے اندر تفریق کی ایک ایسی جہیل حائل کردی ہے ، جو روز بروز دونوں کناروں کو دور تر کر رہی ہے ، اور انکو کسی طرح ملنے نہیں دیتی - انہوں نے قومی اصلاح و ترقی کی جسقدر تحریکیں شروع کیں ، انکو مذہب سے اسطرح الگ رکھا ، گویا نہ تو پیروان اسلام انکے مخاطب ہیں ، اور نہ مسلمانوں کی قوم سے خود انہیں کوئی واسطہ ہے - انکی زندگی ، انکے اعمال ، انکی اوا ، انکی نظیریں ، انکی مثالیں ، انکے پیش نظر نمونے ، بلکہ انکے تمام افعال و کردار یکسر اسلام سے بیگانہ ، اور از فرق تا بقدم مذہب سے نا آشنا رہے - انہوں نے ہمیشہ دنیا کو دین سے الگ دیکھا ، اور جب کبھی قدم اٹھایا تو دنیا کی طرف ، حالانکہ اگر دین کے طرف بڑھتے ، تو دنیا خود انکی طرف دوڑتی :

یعلمون ظاهراً من الحيوة الدنيا ، وهم عن الاخرة هم غافلون (۳۰ : ۶)	یہ لوگ صرف دنیا کی ظاہری دلفریبیوں ہی کو جانتے ہیں اور آخرت کو بالکل بھولے ہوے ہیں -

مذہب سے یہ اتحاد انگیز بیگانگی یہاں تک بڑھگئی ہے ، کہ آج اگر کوئی صداے قرآنی بلند کی جاتی ہے ، تو ایک دوسرے کا منہہ تکنے لگتا ہے کہ یہ کیسی آواز ہے ؟ بہت سے اس خیال پر متعجب ہیں کہ مسلمانوں کی پولیٹکل پالیسی بھی تعلیم قرآنی پر مبنی ہو ، (رایت المنافقين يصدون عنك صدودا) بہتوں کو یہ کہنے سے نفرت اور غصے کا بخار چڑھہ آتا ہے کہ مسلمانوں کے لیے جو کچھہ ہے

گمنام مراسلت کي اشاعت نے - هم دیکھتے هیں که - ناظرین (الہلال) میں سخت جوش پیدا کردیا هے' اور اس وقت تک مختلف مقامات سے تقریباً ایک سو مراسلتیں اسکي نسبت آچکي هیں - اکثر خطوط نہایت غیظ و غضب کي حالت میں لکھے گئے هیں' اور ان میں ویسے هي سخت الفاظ صاحب مراسلة کي نسبت استعمال کیے گئے هیں' جیسے خود اس بیچارے نے فرط غضب سے بے اختیار هوکر لکھدیے تھے - افسوس هے که هم انکي اشاعت سے مجبور هیں که امر لاحاصل' بلکه سفر مقصود میں حارج - صرف ایک مراسلت جناب مولوي علي نقي صاحب کي ضمیمه میں درج کرنے کیلیے دیدي هے' که نسبتةً کم سخت اور قابل اشاعت تھي' پھر بھي جابجا ایسے الفاظ موجود تھے - جنکو خارج کردینا پڑا اور انکي جگهه نقطے دیدیے -

ایک ضروري نکته همارے جن احباب کو اُن الفاظ کي شکایت هے جو اس عاجز کي نسبت اس مراسلت میں استعمال کیے گئے تھے' اور جنکو وہ اپني خادم نوازي سے اس عاجز کیلیے نا موزوں تصور فرماتے هیں' انکي لطف فرمائي کا شکر گذار هوں' لیکن ساتھه هي توجه دلاتا هوں که نرمي اور سختي' عاجزي اور تکبر' درگذر اور سخت گیري کا بھي وہ نازک مقام هے' جسکو آجکل مسلمانوں نے بھلا دیا هے' اور جسکي وجه سے وہ فاغلظ علیهم [اے پیغمبر! سختي کر] اور فبما رحمة من الله لنت لهم [یه الله کي بڑي رحمت تھي که اُس نے تجھکو لوگوں کے ساتھه نرم دل بنایا] میں فرق نہیں کر سکتے - مومن کو چاهیے که وہ اپني خوشي اور ناراضگي' دونوں کو محض الله کي رضا اور ناراضمندي میں فنا کردے' اور خود اپنے تئیں بھول جاے - اگر کوئي شخص اسکي ذات خاص کے ساتھه برائي کرے' تو اسطرح ایک جسد بے روح هوجاے' گویا اسکے اندر جذبات انساني هیں هي نہیں' بلکه هو سکے تو سختي کے مقابله میں نرمي' اور برائي کے بدلے میں بھلائي کرے - لیکن اگر کوئي حق اور باطل کا معامله سامنے آجاے' اور شخصي نہیں' بلکه نوعي اور جماعتي نفع و نقصان کا سوال هو' تو اسوقت سر سے لیکر پیر تک اسکا تمام جسم قہر الہي کا نمونه بن جاے' اور اسکے غیظ و غضب کیلئے کوئي انتہا اور روک نہو - گمراهي و ضلالت کے بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کردے' اور باطل پرستوں کے خدا سے مغرور سروں کو اپنے بے رحم پانوں سے کچل ڈالے - اذلة علی المومنین' اعزة علی الکافرین' یجاهدون في سبیل الله و لا یخافون لومة لائم کے یہي معني هیں -

پس همارے لطف فرما ان باتوں میں اپني توجه کو ضائع نه فرمائیں - البته اس مراسلت میں مذهب اور شعائر مذهب کي نسبت جو خیالات ظاهر کیے گئے تھے' انکي وجه سے جو شورش آمیز جوش مراسلات سے ظاهر هوتا هے' وہ همارے لیے ضرور ایک مژدۂ جانفزا هے - کیونکه اس سے ثابت هوتا هے که مسلمانوں کا مذهبي حس گو خواب آلود هوگیا هو' مگر الحمد لله مردہ نہیں هے - اور گو چولها خاکستر سے بھر گیا هو' مگر چنگاریاں ابتک باقي هیں -

الہلال کي دعوت کي نسبت اس وقت تک جسقدر مراسلات آئي هیں' ان میں سواے ایک صاحب کے نفس دعوت سے سب کو اتفاق هے - رها طریق بیان اور لب و لہجه' تو اسکي نسبت کل چھه صاحبوں نے ابتک اختلاف کیا هے' جنمیں سے تین مراسلات آج ضمیمه میں درج کردي گئي هیں -

انهي میں همارے محب جلیل مولانا حبیب الرحمن صاحب شرواني هیں - وہ فرماتے هیں که لب و لہجه کي خشونت تعلیم قراني اور اسوۂ رسول کریم (صلی الله علیه وسلم) کے خلاف هے - ایک دو اور صاحبوں نے بھي بعض ایات قرانیه سے ایسا هي استدلال کیا تھا' مگر گذارش هے که با وجود اس علم کے' که حضرت موسی کو کہا گیا تھا: فقولا له قولا لینا - با وجود اس ارشاد باري کے که: ولو کنت فظاً غلیظ القلب' لانفضوا من حولک - اور با وجود اس حکم الہي کے که' وقل لهم قولا بلیغا - همارا یه اعتقاد علی وجه البصیرت هے که اعلان حق کا ایک مقام آتا هے' جہاں جسقدر سختي' جسقدر خشونت' جسقدر اظہار قہر و غضب' اور جس درجه کھلي تذلیل و تحقیر هو' عین عدل و انصاف' عین اعتدال' اور عین نمونۂ تعلیم قراني و اتباع اسوۂ محمدي' و اخلاق فاضلۂ حقیقي' و منشاء قیام عدل و قانون و بنیاد نظام عالم هے -

قران کریم میں ایک هي مطلب و مقصود کي تمام مختلف ایات کا جب تک استقصا نه کیا جاے' اور تعمق نظري سے جبتک وجه تطبیق کو نه ڈھونڈھا جاے' اس وقت تک اصل حقیقت منکشف نہیں هو سکتي - انشاء الله تعالے آئنده نمبر میں هم (الامر بالمعروف) کا چوتھا نمبر لکھکر اس امر کو بالتفصیل عرض کرینگے' اگرچه اسکے گذشته نمبر بھي اسکے لیے کافي تھے -

دوسرا اختلاف انهوں نے الہلال کے دائرۂ بحث کي وسعت کي نسبت کیا هے - افسوس کے ساتھه عرض کرنا پڑتا هے که شاید مولانا نے الہلال کي دعوت کا غور کے ساتھه مطالعه نہیں فرمایا - الہلال کا دائرۂ بحث تو صرف ایک هي هے - یعنے احیاء تعلیم اسلامي' اور اتباع ماجاء به القران کي دعوت - ساتھه هي اسکا عقیده هے که اگر قران خدا کي کتاب' اور اگر اسکا دعوا قابل تسلیم هے' تو مسلمانوں کي تعلیم' پالیٹکس' اخلاق' تمدن' جو کچھه هے' اسي کے اندر هے - اور چونکه وہ مسلمانوں کے لیڈروں کي سب سے بڑي گمراهي اور اشد شدید ضلالت یه سمجھتا هے که انهوں نے پالیٹکس اور تعلیم کو مذهب سے الگ سمجھا' اسلیے وہ ایندہ کیلیے اس غلطي کا انسداد کرنا چاهتا هے - بیشک وہ تعلیم اور پالیٹکس جسپر ابتک مصلحین ملت عامل رهے هیں' مذهب کے ساتھه ایک دائرے میں نہیں آسکتے' کیونکه غلامي اور توحید' حق اور باطل' کفر اور اسلام کبھي ایک جگهه جمع نہیں هوے - لیکن شاید مولانا کي نظر اس پر نه گئي که الہلال جس تعلیم اور پالیٹکس کي طرف بلاتا هے' وہ تو یکسر قران هي سے ماخوذ هے' اور جب دعوت قراني اسکا مقصد هے' تو لازمي طور پر وہ بھي اسکے دائرۂ بحث میں هے' اور جبتک اسلام دنیا میں باقی هے' همیشه رهےگا -

البته هم مولانا کے کمال شکر گذار هیں که انهوں نے (محمڈن کالج) کي مذهبي حالت کي نہایت ضروري اور قوم کیلیے مفید ترین بحث چھیڑ دي' هم خود بھي ایک مرتبه نہایت تفصیل سے اس مسئله کو لکھنے والے تھے' مگر الحمد لله :

بتوں کے باب میں آخر کلام آهي گیا

هم مولانا کے نہایت ممنون هونگے' اگر وہ حسب وعده اُن خیالات و آرا سے همیں اطلاع بخشیں' جنکو الہلال میں انهوں نے " پایۂ تحقیق سے گرا هوا " محسوس فرمایا - مسلمانوں کے پچاس برس کے ایک هي کام کي نسبت اگر غلط فہمیوں کا انسداد هو جاے' تو اس سے بہتر کیا بات هے ؟

بين المرء وقلبــــه وانه	ميں جب چاهتا هے اڑے آجاتا هے
الـيــــه تـحشــــرون	يه بهي ياد رکهـو که بالاخر ايک دن
(۸ : ۲۴)	تم سب اسکے آگے اکهٹے کيے جاؤگے

همارے ملکي بهائي اپنے اندر صرف قوميت اور سياست کي روح پيدا کرکے زندگي کي حرارت پيدا کرسکتے هيں ' اسي طرح آور قوميں بهي - ليکن مسلمانوں کي تو کوئي علحده قوميت نهيں ' جو کسي خاص نسل و خاندان ' يا زمين کے جغرافيائي تقسيم سے تعلق رکهتي هو - انکي هر چيز مذهب' يا بالفاظ مناسب تر انکا تمام کاروبار صرف خدا سے هے - پس جب تک وه اپنے تمام اعمال کي بنياد مذهب کو نهيں قرار ديںگے ' اس وقت تک نه انميں قوميت کي روح پيدا هوگي ' اور نه وه اپنے بکهرے هوے شيرازے کو جمع کرسکيںگے - آج دنيا " قوم " اور " وطن " کے نام ميں اپنے ليے جو تاثير رکهتي هے' مسلمانوں کيليے وه اثر صرف " اسلام " يا " خدا " کے لفظ ميں هے - يورپ ميں " نيشن " کا لفظ کهکر ايک شخص هزاروں دلوں ميں حرکت پيدا کرسکتا هے ' ليکن اپکے پاس اسکے مقابلے ميں اگر کوئي لفظ هے ' تو " خدا " يا " اسلام " هے -

تشخيص کے بعد

اگر تشخيص کے بعد علاج آسان هے ' اگر گذشته امراض کي دريافت کے بعد ائنده کيلے حصول صحت ميں کوئي دشواري نهيں' اور اگر صحت کي آرزو کے ساتهه مرض کے حصول کي خواهش کبهي جمع نهيں هوسکتي' تو مسلمانوں کيليے انکي آئنده شاهراه مقصود کا سوال بالکل صاف هے اور وه ايک هي هے - اجتک انکي تمام کوششيں اسلئے بار آور نه هوئيں ' که انکو آگ کي تلاش تهي ' چاهيے تها که چنگاريونکو پهونکتے تا که آگ بهڑکتي ' اور تنور گرم هو جاتا ' ليکن وه هميشه راکهه کے ڈهير کو پهونکتے رهے - اُنکي محنت ميں کوئي شک نهيں مگر اسکو کيا کيجئے که راکهه کو پهونکنے سے آگ نهيں پيدا هوسکتي :

ونـار لو نفخت بهـا اضـــاءت
ولکن انت تنفخ في الرماد (۱)

ضلالت اعمال کي يهي مثال هے جو قران حکيم نے دي هے ' اور في الحقيقت قران کے سب سے زياده گهرے معارف اسکي مثالوں هي ميں هيں :

مثل الذين کفروا بربهم'	جن لوگوں نے اپنے پروردگار کي اطاعت سے
اعمالهـم کرماد اشتدت	انکار کيا ' انکے کاموں کي مثال ايسي هے '
به الـــريح في يـــوم	گويا راکهه کا ڈهير هيں ' که آندهي کے دن
عاصف' لا يقدرون مما	اسکو هوا اُڑا لے گئي - اسي طرح جو کام ان
کسبوا علي شي' ذالک	لوگوں نے کيے هيں ' ان ميں سے کچهه
هـــو الضـــلال البعيد	بهي انکے هاتهه نهيں آے گا - يهي گمراهي
(۱۴ : ۲۱)	پرلے درجے کي گمراهي هے -

مسلمانوں ميں تعليمي رفتار ابتک مقابلةً کيوں سست هے ؟ پوليٹکل ازادي کے ولولے کيوں اُن ميں نهيں اُبهرے ؟ ايثار و قرباني کي مثاليں کيوں نا پيد هيں ؟ سحر نگار اهل قلم ' اور اتش بيان مقرر کيوں نهيں پيدا هوتے ؟ ان سب کا جواب يهي هے که ايک مرده لاش سامنے تهي ' ليڈروں نے اسکے اعضا تقسيم کر ليے - کسي نے تلوا سهلايا ' اور کسي نے سر سينکنا شروع کرديا ' مگر روح کي کسي کو فکر نهيں هوي - پهونکنے کيليے بهتوں نے اپنے چهروں کو چولهے سے ملا ديا ' مگر جتني پهونکيں ماريں' وه سب ياتو چولهے کے باهر کي مٹي اڑاتي رهيں ' يا اندر کي جمع شده راکهه کو بکهيرتي رهيں - آگ بهڑکتي تو کيونکر بهڑکتي ؟ اور تمام اعضا کام ديتے تو کيونکر ديتے ؟ بدبختي هے که اتني صاف بات بهي کسي کے سمجهه ميں نهيں آئي ؟

خلاصۂ مطالب

هم نے گذشته تين نمبروں ميں جو خيالات ظاهر کيے هيں' بهتر هوگا' اگر انکو بطور حاصل بيان کے يهاں عرض کرديں -

(۱) موجوده تغير خيالات ايک قيمتي فرصت هے' اگر ايک ديوار تيڑهي کهڑي کردي گئي هو اور آپ اسکے نقص کو محسوس بهي کر ليں ' تاهم کسي بني هوئي چيز کا گرانا اور پهر از سرنو بنانا اسدرجه مشکل کام هوتا هے ' که ممکن هے ' برسوں تک آپکو نئي ديوار کهڑي کرنے کي مهلت نه ملے - ليکن اگر طوفان يا بارش کے ناگهاني حملے سے خودبخود وه گرجاے' تو پهر آپکو نئي ديوار بهر صورت بناني هي پڑےگي - يهي حال مسلمانوں کي قديمي پاليسي کا هے' وه خود بخود گر چکي هے - نئي پاليسي کي ديوار بنانے کيليے اب پچهلي ديوار کے گرانے کي ضرورت نهيں ' صرف اسکي ضرورت هے که اب جو بنياد رکهي جاے' وه درست هو -

(۲) مسلمانوں کيليے هر شے انکے مذهب ميں هے' پس اگر وه اجکل پوليٹکل زندگي اپنے اندر پيدا کرنا چاهتے هيں' تو اسکي جگه اُس شے هي کو کيوں نه پيدا کرليں' جو نه صرف پاليٹکس' بلکه قومي اعمال کي هر شاخ کو زنده کردے ؟

(۳) قران کريم صرف نماز اور وضو کے فرائض بتلانے هي کے ليے نازل نهيں هوا ' بلکه وه انسانوں کيليے ايک کامل و اکمل قانون فلاح هے ' جس سے انساني زندگي کي کوئي شے باهر نهيں - پس مسلمانوں کي هر وه پاليسي' اور هر وه عمل' جو قراني تعليم پر مبني نهوگا ' انکے ليے کبهي موجب فوز و فلاح نهيں هوسکتا -

(۴) مسلمانوں کا تمام کار و بار خدا سے هے ' اور خدا کے سوا جو کچهه هے ' وه انکے ليے اصنام و طواغيت يعنے بتوں کا حکم رکهتا هے - پس جب تک وه خدا کے آگے نهيں جهکيںگے ' دنيا کي کوئي چيز انکے آگے نهيں جهکےگي -

(۵) انکو اپنا نصب العين صرف " اسلام " بنانا چاهيے اور ساري طاقت اسميں صرف کرني چاهيے که وه هر طرف سے هٹکر صرف احکام اسلام کے مطيع و منقاد هوجائيں - اسلام هي انکے ليے پاليٹکس کي راه کهولے گا ' تعليم کا حکم ديگا ' اخلاق و خصائل ميں تبديلي پيدا کريگا ' اور وه تمام باتيں جنکو ترقي يافته قوموں ميں ديکهکر للچا رهے هيں ' نقصانوں اور مضرتوں سے صاف هوکر ان ميں پيدا هو جائيں گي - هذه تذکرة ' فمن شاء اتخذ الى ربه سبيلا -

(۱) اگر آگ کو پهونک مار کر سلگاتے ' تو وه بهڑک اٹهتي ' مگر افسوس که تم خالي راکهه کو پهونک رهے هو -

قران هي ميں هے اور قران هي سے هے (قل موتوا بغيظكم) (۱) اور بهت هيں جو فرعون کے جادو گروں كي طرح خوف زده هو رهے هيں كه كهيں مذهب كا عصاے موسوي ثعبان مبين بنكر انكو نگل نه جاے :

رايت الذين	جن لوگوں کے دل مرض ضلالت سے مريض
في قلوبهم مرض '	هو رهے هيں' تم انكو ديكهو گے كه وه تمهاري
ينظرون اليك	طرف ايسے خوف زده هوكر ديكهه رهے هيں'
نظر المغشي عليه من	جيسے كسي پر موت كي بے هوشي طاري هو اور
الموت (۴۷ : ۳۹)	اس كي آنكهيں پهٹي كي پهٹي رهجائيں -

هم كسي كي نيت كي نسبت زبان كهولنے كا حق نهيں ركهتے ' ليكن واقعات اور نتايج بسا اوقات نيت كي پروا نهيں كرتے ' اور حكم نتائج هي پر مرتب هوتا هے - هم اسكو تسليم كرتے هيں كه اجكل کے كارفرما طبقے ميں بهت سے لوگ اعتقاداً ملحد نهوں - ليكن اس اعتقاد كو ليكر كيا كيجيے ' كه عملاً سر سے پانوں تک انكي جس شے كو ديكهيے ' حسن الحاد كي دلربائيوں كا يه حال هے كه :

كرشمه دامن دل مي كشد كه جا اينجا ست

اور باتوں سے قطع نظر كيجيے ' همارے اعتقاد ميں سب سے بڑي يزدان فراموشي اور الحاد پرستي تو يهي هے كه ايک گروه مسلمانوں كي اصلاح كا دعوا كرے ' اور پهر اپنے تمام كاموں کے ليے اسلام كو اور اسكے خدا كو چهوڑ كر انساني خيالات کے اصنام و طواغيت كو اپنا حكم بناے :

الم تر الى الذين	اے پيغمبر ان لوگوں كو نهيں ديكهتے '
يزعمون انهم امنو	جو اس زعم باطل ميں پڑے هيں كه
بما انزل اليك	هم مومن و مسلم هيں ' حالانكه وه كيونكر
و ما انزل من	مومن هوسكتے هيں جب كه انكا حال يه هے
قبلك ' يريدون ان	كه خدا كو چهوڑ كر چاهتے هيں كه دوسرونكو
يتحاكموا الى الطاغوت	اپنا حكم بنائيں ' حالانكه انهيں حكم
وقد امروا ان يكفروا	ديا گيا تها كه خدا کے سوا دوسرونكي
به ويريد الشيطان	اطاعت سے انكار كرديں - اصل يه هے كه
ان يضلهم ضلالاً	شيطان چاهتا هے كه انهيں نهايت سخت
بعيدا (۴ : ۴۳)	درجے كي گمراهي ميں مبتلا كردے -

جن باتوں كو همارے ليڈر اسلام سے نا آشنا رهكر كهتے رهے ' اگر چاهتے ' تو انهي باتوں كو وه اسلام كي زبان سے ادا كرسكتے تهے - تعليم اگر ضروري تهي ' علوم جديده كي اگر دعوت دينا چاهتے تهے ' معاشرت ميں ضروري تبديلي کے خواهاں تهے ' يا اور جتني باتيں قوم کے آگے پيش كرنا چاهتے تهے ' ان ميں كونسي شے ايسي هے ' جسكے ليے قران كريم اور تعليم الهي كو سامنے نهيں ركهه سكتے تهے ؟ پهر كسي دعوت کے ليے يه طريقه موثر تها كه انسانوں كي نظير دي جاے ' يا يه ' كه خدا كا حكم هے ؟ غور كيجيے كه ميں كيا كهه رها هوں ؟

اگر واقعي يه سچ هے كه مسلمانوں كي دين اور دنيا دونوں ايک هيں ' اگر يه واقعه هے كه وه قران نامي ايک كتاب کے پيرو هيں ' اسميں كوئي شبهه نهيں كه خدا كا ايک برگزيده رسول تها جسكے پيش كيے هوے احكام انکے ليے ذريعۂ فوز و فلاح هيں ' تو همارے ليڈروں كي حالت اس سے بالكل متضاد هوني تهي ' جو آج هم بدبختي سے ديكهه رهے هيں - وه ايک ايسي جماعت هوتي ' جسکے دل اور زبان ' دونوں ميں اسلام هوتا ' جنكا هاتهه كسي حالت ميں قران سے خالي نه هوتا ' بلكه قران كي گرفت سے اسطرح رک جاتا ' كه كسي دوسري شے كو اٹهانے كي مهلت هي نهيں پاتا ' وه از سرتاپا مذهب كي تصوير هوتے ' اور يكسر تعليم الهي كا عملي نمونه ' انكي هر صدا مذهب ميں ڈوبي هوتي ' اور هر قدم مذهب هي كي جانب اٹهتا - انكي زبان كهلتي ' تو مذهب كيليے ' اور قلم حركت كرتا تو مذهب کے نام پر - وه هر بهتر سے بهتر خيال ' اور هر عمده سے عمده بات قوم کے آگے پيش كرتے ' مگر جو كچهه كهتے ' مذهب کے واسطے سے ' اور جو كچهه لكهتے مصحف كي سياهي سے -

وه جب همارے سامنے آتے ' تو گو انکے سروں پر هيٹ هوتا ' مگر زبان پر قران هوتا - همیں اسكي چنداں پروا نه تهي كه انکے سرپر كيا هے ؟ مگر اس سے كيونكر غفلت كريں كه انكي زبان پر كيا هے ؟

ليكن ايسا هوتا تو كيونكر هوتا ؟ دين و دنيا كي عملي تفريق نے قوم كي اصلاح و ارشاد كي باگ ايک ايسي جماعت کے هاتهه ميں ديدي ' جو اگر ايسا كرنا بهي چاهتي ' تو نهيں كرسكتي - الحاد انکے دل ميں چپکے چپکے كام كر رها تها ' اور دماغ مذهب سے نا آشنا تها ' انكو جس قران اور جس اسلام كي خبر هي نه تهي ' اسكو قوم کے آگے پيش كرتے تو كيا كرتے ؟

روح كي مالش سے بے اثهه بيٹهنے كي سعي

پہلے كهه چكا هوں كه اگر آپ چاهتے هيں ' ايک سرد لاش اٹهكر بيٹهه جاے ' تو يه كوشش لاحاصل هوگي كه اسکے هاتهه پر گرم گرم تيل كي مالش كريں ' يا سر كو سينكنا شروع كرديں - بيشک هاتهه ايک نهايت كارآمد اور ضروري عضو هے ' مگر صرف اسكو گرم كرديني سے زندگي كي حرارت پيدا نهيں هوسكتي - اصلي شے روح هے ' جسوقت روح جسم ميں عود كر آے گي ' خود بخود تمام اعضا كام دينے لگيں گے - جسم ملت كي زندگي كا بهي يهي حال هے - سياست ' اخلاق ' تمدن ' تعليم ' اصلاح معاشرت ' يه تمام چيزيں اسکے ليے نهايت ضروري اور كارآمد اعضا هيں - ليكن ان سب كي زندگي روح پر موقوف هے - ميں نے كبهي لكها تها كه قومي زندگي کے ليے دنيا ميں دو هي چيزيں هيں : پاليٹكس ' اور مذهب ' مگر يه كهنا باقي هے كه اور قوموں كيليے صرف پاليٹكس حيات بخش هو تو هو ' مگر مسلمانوں كيليے جنكا سارا كاروبار حيات مذهب هي کے دم سے هے ' وه روح مذهب کے سوا اور كوئي نهيں هوسكتي : -

يا ايها الذين آمنوا !	مسلمانو ! الله اور اسکے رسول كي پكار
استجيبوا لله وللرسول	سنو ! وه تم كو بلاتا هے تا كه تمهارے
اذا دعاكم لما يحييكم '	اندر زندگي كي روح پهونكدے ' اور
واعلموا ! ان الله يحول	يقين كرو كه الله انسان اور اسکے ارادوں

(۱) منافقين كي نسبت سوره (آل عمران) ميں هے - واذا خلوا عضوا عليكم الانامل من الغيظ - اور جب وه تنها هوتے هيں تو مارے غصے کے اپني انگلياں كاٹتے هيں - اسکے جواب ميں الله نے فرمايا كه موتوا بغيظكم ! تم اپنے غصے سے تعليم الهي رک نهيں سكتي ' اپنے غصے هي ميں جل مرو -

راے کے موجد یا اُس مذهب کے پیشوا اور معلم اور مجتهد کچهه اُس کے ذمه دار نهیں هیں ' مگر مسلمانوں نے اس آفتاب سے بهي زیاده روشن مسئله سے آنکهه بند کرلي هے اور رومن کیتهلک یعنے بت پرست عیسائیوں کا مسئله اختیار کیا هے - رومن کیتهلک مذهب میں اُن لوگوں کي جو اُس مذهب پر ایمان رکهتے هیں' دو فرقے قرار دیئے گئے هیں - ایک تو وه جو اُس مذهب کے مسائل کو بعد دلیل و ثبوت کے قبول کرنے کے مجاز هیں' اور دوسرے وه جن کو صرف اعتماد اور بهروسه ' یعنے تقلید سے اُنکا قبول کرلینا چاهیئے - اسي قاعده کي پیروي سے مسلمانوں نے بهي اپنے مذهب میں دو فریق قایم کیے هیں - ایک وه جنهوں نے مسئله مسلمه کو بعد ثبوت و تحقیقات اور اقامت دلیل تسلیم کیا هے ' اور اُن کا نام به اختلاف درجات مجتهد مطلق اور مجتهد في المذهب اور مرجح قرار دیا هے - دوسرا وه جن کو بے سمجهے بوجهے آنکهه بند کرکے اُن کي پیروي کرني چاهیئے' اور اُن کا نام مقلد قرار دیا هے اور اِس سبب سے مخالف راے کي مزاحمت مسلمانوں میں بهت زیاده پهیل گئي هے ' اور وه اس کي نسبت ایک نهایت عمده مگر ابله فریب تقریر کرتے هیں ' اور یهه کهتے هیں که تمام انسانوں کو اُن تمام باتوں کا جاننا نه ضروري هے اور نه ممکن هے جنکو بڑے بڑے حکیم یا اهل معرفت اور عالم علوم دین جانتے اور سمجهتے هیں' اور نه یهه هوسکتا هے که هر ایک عام آدمي ایک ذکي اور دانشمند مخالف کي تمام غلط بیانیوں کو جانے اور اُن کو غلط ثابت کرے' یا تردید کرنے اور غلط ثابت کرنے کے قابل هو - بلکه صرف اتنا سمجهه لینا کافي هے که اُن کے جواب دینے کے لایق همیشه کوئي نه کوئي موجوده هونگے ' جنکي بدولت مخالف کي کوئي بات بهي بلا تردید باقي نرهي هوگي ' پس سیدهي عقل کے آدمیوں کے لیے یهي کافي هے که ان باتوں کي اصلیت سکهلادي جاوے' اور باقي وجوهات کي بابت وه اوروں کي سند پر بهروسا کریں' اور جب که وه خود اِسبات سے واقف هیں که هم اُن تمام مشکلات کے رفع دفع کرنے کے واسطے کافي علم اور پوري لیاقت نهیں رکهتے هیں' تو اسبات کا یقین کرکے مطمئن هوسکتے هیں که جو مشکلات اور اعتراض برپا کیئے گئے هیں' وه لوگ اُن سب کا جواب دے چکے هیں یا آینده دینگے' جو بڑے بڑے عالم هیں -

اس تقریر کو تسلیم کرنے کے بعد بهي راے کي آزادي اور مخالف راے کي مزاحمت سے جو نقصان هیں' اُس میں کچهه نقصان نهیں لازم آتا ' کیونکه اس تقریر کے بموجب بهي یهه بات قرار پاتي هے که آدمیوں کو اس بات کا معقول یقین هونا چاهیئے که تمام اعتراضوں کا جواب حسب اطمینان دیا گیا هے ' اور یهه یقین جب هي هوسکتا هے جبکه اُس پر بحث و مباحثه کرنے کي آزادي هو اور مخالفوں کو اجازت هو که تمام اپني وجوهات کو جو اُس کے مخالف رکهتے هیں بیان کریں' اور اُس مسئله کو غلط ثابت کرنے میں کوئي کوشش باقي نه چهوڑیں -

اگر تقلید کي گرم بازاري کا جیسیکه آج کل هے' اور آزادانه مباحثه کي مزاحمت و عدم موجودگي کا نقصان اور بد اثر' در صورتیکه تسلیم شده مسئله یا قرار داده رائیں صحیح هوں' اسیقدر هوتا که اُس مسئله یا اُن رایوں کي وجوهات معلوم نهیں هیں' تو یهه خیال کیا جاسکتا که گو وه مزاحمت عقل و فهم کے حق میں مضر هے مگر اخلاق کو تو اُس سے کچهه مضرت نهیں پهنچتي اور نه اُس مسئله کي یا رایوں کي اُس قدر منزلت میں که اُن سے نهایت عمده اثر لوگوں کي خصلتوں پر هوتا هے کچهه نقصان هے' مگر یهه بات نهیں هے بلکه اُس سے بهت بڑهکر نقصان هوتا هے - حقیقت یهه هے که مباحثه اور آزادي راے کي عدم موجودگي میں صرف مسئله یا رایوں کي وجوهات هي کو لوگ نهیں بهول جاتے ' بلکه اکثر اُس مسئله یا راے کے معنے اور مقصود کو بهي بهول جاتے هیں - چنانچه جن لفظوں میں وه مسئله یا راے بیان کي گئي هے ' اُن سے کسي راے یا خیال کا قایم کرنا تک موقوف هوجاتا هے ' یا جو جو باتیں اُن لفظوں سے ابتدا میں مراد رکهي گئیں تهیں' اُن میں سے بهت تهوڑي هي معلوم رهجاتي هیں' اور بعوض اس کے ' که اوس مسئله یا راے کا اعتقاد هردم تر و تازه اور زنده یعنے موثر رهے ' اوس کے صرف چند ادهورے کلمے حافظه کي بدولت باقي رهجاتے هیں' اور اگر اوسکي مراد اور معني بهي کچهه باقي رهتے هیں ' تو صرف اُن کا پوست باقي رهتا هے ' اور مغز و اصلیت نابود هوجاتي هے - اب ذرا انصاف سے مسلمانوں کو اپنا حال دیکهنا چاهیئے که تمام علوم معقول و منقول میں اسي مزاحمت راے یا تقلید کي بدولت اون کا در حقیقت ایسا هي حال هوگیا هے یا نهیں ؟

●

بحث و مباحثه راے کي زندگي و بقا کا ذریعه هے -

اس زمانه تک جس قدر که انسان کو تمام مذهبي عقاید اور اخلاقي امور اور علمي مسائل میں تجربه هوا هے' اُس سے امر مذکوره بالا کي صحت ثابت هوتي هے - چنانچه هم دیکهتے هیں که جو لوگ کسي مذهب یا علم یا راے کے موجد تهے اُنکے زمانه میں اور اُن کے خاص مریدوں یا شاگردوں کے دلوں میں تو وه عقاید یا مسائل طرح طرح کے معاني اور مرادوں اور خوبیوں سے بهرپور تهے' اور اُن کا اثر بے کم و کاست اُن کے دلوں میں تها ' اور اُس کا سبب یهي تها که اُن میں اور اُن کے مخالف راے والوں میں اس غرض سے بحث و حجت رهتي تهي که ایک دوسرے کے عقیده اور مسئله پر غلبه اور فوقیت حاصل هو' مگر جب اُسکو کامیابي هوئي اور بهت لوگوں نے اُسکو مان لیا اور بحث اور حجت بند هوگئي تو اسکي ترقي بهي ٹهر گئي' اور وه اثر جو دلوں میں تها ' اسمیں بهي جان یعني حرکت اور جنبش نهیں رهي' ایسي حالت میں خود اُسکے حامیوں کا یه حال هوتا هے که مثل سابق کے اپنے مخالفوں کے مقابله پر آماده نهیں رهتے' اور جیسے که اُس عقیده یا مسئله کي پہلے حفاظت کرتے تهے' ویسي اب نهیں کرتے ' بلکه نهایت جهوٹے غرور اور بیجا استغنا سے سکون اختیار کرلیتے هیں اور حتي الامکان اُس عقیده اور مسئله کے برخلاف کوئي دلیل نهیں سنتے' اور اپنے گروه کے لوگوں کو بهي کفر کے فتووں کے ڈراوے سے اور جهنم میں جانے کي جهوٹي دهشت دکهانے سے اُسپر بحث کرنے سے جهانتک هوسکتا هے باز رکهتے هیں' اور یه نهیں سمجهتے که کهیں علموں کي روشني جو آفتاب کي روشني کي طرح پهیلتي هے اور اعتراضوں کي هوا اگر وه صحیح هوں کیا اُن کے روکے رک سکتي هے ؟ اور جب یه نوبت پهونچ جاتي هے تو اُس عقیده یا مسئله کا جنکو اُنکے پیشواؤں نے نهایت محنتوں سے قایم کیا تها زوال شروع هوتا هے - اُسوقت تمام معلم اور مقدس لوگ جو اُس زمانه کے پیشوا گنے جاتے هیں اس بات کي شکایت کرتے هیں که معتقدوں کے دلوں میں اُن عقیدوں کا جنکو انهوں نے براے نام قبول کیا هے کچهه بهي اثر نهیں پاتے مگر افسوس اور نهایت افسوس که وه معلم اتنا خیال نهیں فرماتے که یه حال جو هوا هے اور جسکي وه شکایت کرتے هیں اُنهي کي عنایت و مهرباني کا تو نتیجه هے اور اصلي سبب اسکا یهي هے که آزادي راے کو روک کر انهوں نے اُن مسائل اور تعلیمات کي زندگي کو هلاک کردیا -

---

مقالات

آزادیٔ راے

— * —

(اثر: سر سید مرحوم)

(۲)

مصلحت بینی کی غلط توجیہہ

مگر ایک بہت بڑا دھوکا ہے، جو انسان کو اور بعض دفعہ نیک گورنمنٹوں کو بھی آزادیٔ راے کے بند کرنے پر مائل کرتا ہے، اور وہ مسئلہ سود مندی کا ہے، جسکو غلط اور جھوٹا نام مصلحت عام کا دیا گیا ہے، و للہ در من قال: بر عکس نہند نام زنگی کافور - وہ مسئلہ یہہ ہے کہ کسی راے یا مسئلہ یا عقیدہ کی سچائی اور صحت پر بحث کرنے سے اس لیے ممانعت کی جاتی ہے کہ گو وہ فی نفسہ کیسا ہی ہو، مگر اس سے عام لوگوں کا پابند رہنا نہایت مفید اور باعث صلاح و فلاح عام لوگوں کا ہے۔ اور فی زمانہ ہندوستان میں اور خصوصاً مسلمانوں میں یہہ راے بکثرت رائج ہے بلکہ اس گناہ کے کام کو ایک نیک کام تصور کیا جاتا ہے - اس راے کا نتیجہ یہہ ہے کہ مباحثہ اور رایوں کی آزادی کا بند کرنا اس مسئلہ یا عقیدہ کی صحت اور سچائی پر منحصر نہیں ہے، بلکہ زیادہ تر مفید عام ہونے پر منحصر ہے، مگر افسوس ہے کہ ایسی راے رکھنے والے یہ نہیں سمجھتے کہ وہی دعواے سابق، یعنی اپنے آپکو ناقابل سہو و خطا سمجھنا، جس سے انہوں نے توبہ کی تھی، پھر پھراکر پھر قائم ہوجاتا ہے - صرف اتنا فرق ہوتا ہے کہ پہلے وہ دعوی ایک بات پر تھا - اب وہی دعوی دوسری بات پر ہے - یعنی پہلے اس اصل مسئلہ یا عقیدہ کے سچ ہونے پر تھا اور اب اس کے مفید عام ہونے پر ہے - حالانکہ یہہ بات بھی کہ وہ مسئلہ یا عقیدہ مفید عام ہے، اسی قدر بحث و مباحثہ کا محتاج ہے، جسقدر کہ وہ اصل مسئلہ یا عقیدہ اسکا محتاج تھا -

ایسی راے رکھنے والے اس غلطی پر ایک اور دوسری غلطی یہ کرتے ہیں، جبکہ وہ کہتے ہیں کہ ہمنے صرف اسکی اصلیت اور سچائی پر بحث کی ممانعت کی ہے، اسکے مفید عام ہونیکی بحث پر ممانعت نہیں کی، اور یہہ نہیں سمجھتے کہ راے کی صداقت خود اس کے مفید عام ہونے کا ایک جزو ہے، ممکن نہیں کہ ہم کسی راے کے مفید عام ہونے پر بغیر اسکی صحت اور سچائی ثابت کیے بحث کرسکیں - اگر ہم یہہ بات جاننی چاہتے ہیں کہ آیا فلاں بات لوگوں کے حق میں مفید ہے یا نہیں؟ تو کیا یہہ ممکن ہے کہ اس بات پر توجہ نکریں کہ آیا وہ بات سچ اور صحیح و درست بھی ہے یا نہیں؟ ادنی اور اعلی سب اس بات کو قبول کرینگے کہ کوئی راے یا مسئلہ یا اعتقاد جو صداقت اور راستی کے بر خلاف ہے، در اصل کسی کے لیے مفید نہیں ہوسکتا -

غلط راے کا بھی روکنا مضر ہے

یہ تمام مباحثہ جو ہم نے کیا ایسی صورت سے متعلق تھا، کہ راے مروجہ اور تسلیم شدہ کو ہم نے غلط اور اس کے برخلاف راے کو، جسکا بند رکھنا لوگ چاہتے تھے، صحیح و درست فرض کیا تھا، اب اسکے برخلاف شق کو اختیار کرتے ہیں، یعنی یہہ فرض کرتے ہیں کہ راے مروجہ اور تسلیم شدہ صحیح ہے اور اس کے بر خلاف راے جس کو بند کرنا چاہتے ہیں، غلط اور نا درست ہے، اور اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ اس غلط راے کا بھی بند کرنا برائی اور نقصان سے خالی نہیں -

ہر ایک شخص کو گو اسکی راے کیسی ہی زبردست اور مضبوط ہو، اور وہ کیسی ہی مشکل اور نارضامندی سے اپنی راے کے غلط ہونے کے امکان کو تسلیم کرے، یہہ بات خوب یاد رکھنی چاہیے کہ اگر اس راے پر بخوبی تمام اور نہایت بیباکی سے بے دھڑک مباحثہ نہیں ہو سکتا، تو وہ ایک مردہ اور مردار راے قرار دیجاویگی، نہ ایک زندہ اور سچی حقیقت، اور وہ کبھی ایسی حق اور سچ بات قرار نہیں پاسکتی، جس کا اثر ہمیشہ لوگوں کی طبیعتوں پر رہے -

گذشتہ اور حال کے زمانہ کی تاریخ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعضی دفعہ ظالم گورنمنٹوں نے بھی نہایت سچی اور صحیح بات کے رواج پر کوشش کی، الا انکے ظلم نے اسکو آزادی سے مباحثہ کی اجازت نہیں دی، اور بہت سی ایسی مثالیں بھی موجود ہیں کہ نیک اور تربیت یافتہ گورنمنٹ نے نہایت سچی اور صحیح بات کا رواج دینا چاہا اور لوگوں نے یا تو اس خیال سے کہ ہمارے مباحثہ اور دلایل کو اس راے میں کچھ مداخلت نہیں ہے، یا کوئی التفات نہیں کرتا، از خود مباحثہ کو نہیں اٹھایا، یا اپنے رعدی خوف سے یا اراکین گورنمنٹ کی بد مزاجی کے ڈر سے یا انکی خلاف راے کے کوئی بات نہ کہنی مصلحت وقت سمجھکر، یا یہہ خیال کر کے کہ گورنمنٹ کے یا کسی کے بر خلاف بحث کرنا خیر خواہی نہیں ہے، مباحثہ کو ترک کردیا، تو اس کا نتیجہ بجز اس کے اور کچھ نہیں ہوا کہ اس تجویز نے کسی کے دل میں مطلق اثر نہیں کیا اور ایک مردہ راے سے زیادہ اور کچھ رتبہ لوگوں کے دلوں میں نہیں پایا -

یہہ بات کہ سچی اور درست راے بے مباحثہ و دلایل کے بھی طبیعتوں میں بیٹھہ جاتی ہے اور گھر کر لیتی ہے، ایک خوش ایند مگر غلط آواز ہے، دنیا کو دیکھو کہ گروہ کے گروہ ایک دوسرے کی متناقض راے پر جمے ہوے ہیں، اور وہ متناقض رائیں ان کے دلوں میں گھر کیے ہوئے ہیں - پھر کیا وہ دونوں متناقض رائیں سچی اور صحیح ہیں؟ ہاں اس میں کچھہ شک نہیں کہ بہت سی باتیں بے سمجھے اور بغیر دلایل کے اور بغیر مباحثہ کے لوگوں کے دلوں میں گھر کر جاتی ہیں، مگر انکا صحیح و درست ہونا ضرور نہیں، سچ میں کوئی ایسی اعجازی کرامات نہیں ہے کہ وہ از خود دلوں میں بیٹھہ جاوے، اس میں جو کچھہ کرامات ہے وہ صرف اسی قدر ہے کہ مباحثہ کا اس کو خوف نہیں - سچ راے بھی اگر بلا دلیل و مباحثہ دل میں گھر کرلے، تو وہ سچی راے نہیں کہلاویگی، بلکہ تعصب اور جہل مرکب اس کا مناسب نام ہوگا، مگر ایسا طریقہ حق اور سچ بات کے قبول کرنے کا ایک ذی عقل مخلوق کے لیے جیسا کہ انسان ہے، شایاں نہیں، اور نہ یہہ طریقہ راستی و حق کے پہچاننے کا ہے، بلکہ جو حق بات اس طرح پر قبول کی جاتی ہے، وہ ایک خیال فاسد اور باطل ہے، اور جن باتوں کو حق فرض کرلیا ہے، ان کا اتفاقیہ قبول کرلینا ہے -

اجتہاد فکری

نہایت سچ اور بالکل سچ تو یہہ بات ہے کہ جس شخص نے جو راے یا مذہب اختیار کیا ہے، وہی شخص اس کا جوابدہ ہے - اس

اسئلة واجوبتها

الهلال میں اس باب کے قائم کرنے سے مقصد یہ ہے کہ ناظرین کے بعض اہم علمی اور دینی استفسارات کے جوابات درج کیے جائیں ' اور اسکے ذریعے سے اسطرح کی متفرق معلومات بہم ہو جائیں' جو کسی مستقل مضمون کی صورت میں نہیں آسکتیں' مگر ساتھہ ہی ضروری اور کار آمد بھی ہیں - اسکے لیے چند امور ملحوظ رہیں :

(۱) انھی سوالات کے جواب دیے جائیں گے ' جو کسی علمی یا دینی امر کے متعلق ہوں ' اور جن سے نفع عمومی متصور ہو -

(۲) سائل کیلیے ضرور ہے کہ اپنا نام ظاہر کرے ' گمنام سوالات کے جواب کیلیے الہلال مجبور نہیں -

حکم تعظیم و احترام اسمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

مسٹر عبد المجید خاں صاحب (حیدر آباد)

جناب نے جلال نوری بک کمانڈر خمس کے حالات لکھتے ہوے ارقام فرمایا تھا " محمد ابن عبد اللہ (صلعم) اپنی عمر کے ٦۳ برس چار مہینے کے بعد بھی آغوش الہی میں زندہ رہا " اسپر مولوی نواب علی صاحب ایم - اے - نے اعتراض کیا کہ اسطرح لکھنا ادب اور تعظیم کے خلاف ہے - آپ نے انکا خط چھاپ کر اپنی غلطی کا اعتراف کرلیا - لیکن میں پوچھتا ہوں کہ اصلی تعظیم اور ادب دل سے ہے یا چند رسمی الفاظ سے ؟ آج تمام عیسائی بائیبل کو ہم لوگوں کی طرح جزدان میں نہیں رکھتے ' مگر سچی تعظیم کرتے ہیں - عیسائی باوجودیکہ حضرت مسیح کو نبوت سے بھی بلند درجہ دیتے ہیں' مگر ہمیشہ بے تامل صرف " مسیح " لکھتے ہیں اور بولتے ہیں - علاوہ بریں بعض موقعوں میں اختصار کی ضرورت ہوتی ہے اور بعض مقاموں پر زور عبارت قائم نہیں رہتا ' اگر اسطرح سے ذکر کیا جاے - آپ الہلال میں ارقام فرمائیں کہ کیا کوئی حکم مذہبی اس بارے میں ہے ' کہ پیغمبر صاحب کے نام کے ساتھہ رسمی تعظیمی الفاظ ضرور ہی بولے جائیں ؟

[الہلال] اب محض اس عبارت کے ٹکڑے کی بحث نہ رہی بلکہ آپنے ایک اصولی بحث چھیڑدی - افسوس ہے کہ فقیر آپکے خیال سے کسی طرح متفق نہیں ہوسکتا -

بیشک سچا ادب و احترام وہی ہے جو دل سے ہو نہ کہ زبان سے' مگر صرف اسی پر موقوف نہیں ' انسان کا کوی اعتقاد اور خیال ایسا نہیں ہے جسکا گھر دل کی جگہ حلق میں ہو - اعتقاد چیز ہی ایسی ہے جو دل و دماغ سے تعلق رکھتی ہے - کما قال اللہ تعالی :

ولما یدخل الایمان اور جب کہ ایمان انکے دلوں میں داخل ہوا فی قلوبہم ( ) (یعنی ایمان کی جگہ دل ہے نہ کہ زبان)

لیکن اسکے ساتھہ ہی یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ دل کے اعتقاد کا ترجمان کون ہے ؟ کیونکر معلوم ہو کہ یہ دل (ابوذر غفاری) کا ہے اور یہ دل (ابوجہل شقی) کا ؟ جواب صاف ہے کہ صرف اعمال اور زبان کا اعتراف کہ نحن نحکم بالظواہر' اگر یہ نہو تو پھر دنیا میں سیاہ و سفید کی تمیز ہی اٹھہ جاے - قانون کو دیکھئے کہ وہ نیت اور ارادے کو انکی پوری جگہ دینے سے انکار نہیں کرتا ' لیکن ساتھہ ہی اگر آپ عدالت میں جاکر مجسٹریٹ کو (یور آنر) کی جگہ محض تم کرکے خطاب کیجئے گا ' تو گو آپ کتنا ہی کہیں کہ تعظیم کی جگہ دل ہے' زبان نہیں - لیکن امید نہیں کہ وہ آپکو دفعہ (۱۷۷) سے بری کردے - مذہب بھی ایک روحانی قانون ہے' اس نے خود ہی انما الاعمال بالنیات [تمام کاموں کا مدار نیت پر ہے] کا اصول قائم کیا ہے' لیکن ساتھہ ہی اعمال ظاہری و لسانی کو بھی اہمیت دیتا ہے - یہی وجہ ہے کہ باوجود قرآن کریم کے بار بار اظہار کے کہ ایمان کا تعلق محض دل و اعتقاد سے ہے' ہم نے یہ نہایت سچی تعریف اسلام کی عقاید میں تسلیم کرلی ہے کہ " اقرار باللسان و تصدیق بالجنان و عمل بالارکان " [اقرار زبان سے ' تصدیق دل سے ' اور عمل اعضا و جوارح سے]

آپ کہتے ہیں کہ تعظیم کی اصلی جگہ دل ہے' میں کہتا ہوں کہ چونکہ دل ہے ' اسی لیے آجکل کے تعلیم یافتہ اشخاص کی زبان اور عمل تعظیم سے خالی ہیں - یہ کیونکر ممکن ہے کہ جو نام دل کو محبوب و محترم ہو - وہ زبان پر گذرے ' اور محبت اور احترام سے خالی ہو؟ آپ اگر کسی کو چاہتے ہیں ' تو سمجھہ سکیں گے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں -

قسم بنام تو خوردن دلیل غیرت نیست
بخاک پاک تو آن ہم کمال بے ادبیست

آجکل کے ارباب تحریر و تقریر کو اکثر دیکھتا ہوں کہ انہوں نے (بقول اپکے) انحضرت کے اسم سامی کے تعظیمی الفاظ کی طوالت سے گھبرا کر " بانی اسلام " کی ایک اصطلاح تصنیف کرلی ہے - وہ بلا تامل اپنی تحریر و تقریر میں "بانی اسلام نے یوں کہا" اور " بانی اسلام نے اسطرح کیا " بولتے اور لکھتے ہیں ' اور اسطرح ٹھیک ٹھیک انکی زبان انکے دلی الحاد کی ترجمانی کرتی ہے - اگر یہ سچ ہے کہ انکے دل میں انحضرت کی تعظیم ہے تو انکو تو بار بار یہ اسم محبوب و مطلوب درود و صلواۃ کے ساتھہ لینا تھا ' کہ محبوب کی یاد کی جتنی تقریبیں نکل ائیں' عین مقصود عشق ہے - ایک جلیل القدر محدث سے جب پوچھا گیا کہ علم حدیث سے اسدرجہ شوق کیوں ہے ؟ تو اس نے کہا " اسلیے کہ اسمیں بار بار قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جملہ آتا ہے اور اسطرح اس اسم گرامی کے ذکر اور اس پر درود وصلوٰۃ عرض کرنے کی تقریب ہاتھہ آجاتی ہے "

یہ نہ سمجھیے گا کہ محض اعتقاد قلبی اور جوش تعظیم و احترام اسلامی اس اعتقاد کا ذریعہ ہے - نہیں بلکہ فی الحقیقت انحضرت کی یہ تعظیم اسمی بھی ایسے نصوص قطعیہ پر مبنی ہے' جس سے کوئی قائل قران تو انکار نہیں کر سکتا -

(بنی تمیم) کا جب ایک وفد مدینہ میں آیا' تو انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکان میں تشریف رکھتے تھے - نادانوں نے دروازے سے اپکا اسم سامی لے لے کر پکارنا شروع کردیا کہ " یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اخرج الینا " اللہ تعالی کو آپکی اتنی گستاخی بھی گوارا نہ ہوئی ' اور ارشاد ہوا کہ :

ان الذین ینادونک	اے پیغمبر ! جو لوگ تم کو مکان کے باہر سے
من وراء الحجرات'	نام لے لے کر پکارتے ہیں ' ان میں اکثر
اکثرہم لا یعقلون -	ایسے ہیں ' جنکو مطلق عقل اور
ولو انہم صبروا	تمیز نہیں ' بہتر تھا کہ وہ صبر کرتے'
حتی تخرج الیہم	اور جب تم باہر نکل آتے تو
لکان خیرا لہم (۴۹ : ٦)	مل لیتے -

اس ایت سے پہلے کی ایت میں فرمایا :—

یا ایہا الذین آمنوا !	اے مسلمانوں ! جب آنحضرت کے
لا ترفعوا اصوا تکم	حضور میں عرض حال کرو تو اپنی آوازوں کو
فوق صوت النبی	انکی آواز سے زیادہ بلند کرکے گفتگو نہ کرو '
ولا تجہروا لہ بالقول	اور نہ بہت زور سے بات چیت کرو '
کجہر بعضکم لبعض'	جیسا کہ تم آپسمیں کیا کرتے ہو '
ان تحبط اعمالکم	ایسا نہو کہ اس گستاخی کے

صفحة من صفحات التاريخ

— * —

سلطان محمد فاتح کا قسطنطنیہ میں داخلہ

— : —

آج جبکہ آل عثمان کو سر زمین یورپ سے جلا وطن کرنے کے لیے یورپ انتقام کے خواب دیکھہ رہا ہے ' مجھکو اس اسلامی حکمرانی کے آخری قافلہ کا قسطنطنیہ میں داخلہ یاد آگیا -

۱۴ - مئی سنہ ۱۴۵۳ کی صبح کو جبکہ آفتاب ایک فیصلہ کن روز کا پیغام لیکر طلوع ہوا تھا ' قسطنطنیہ کی دیواروں پر یونانی اور رومانی عظمت کی آخری الوداع تھی - قسطنطین اعظم (۱) وہ طلائی تخت ' جسپر پورے ایک سو مسیحی حکمرانوں نے صلیب کو اپنے سروں کے اوپر جگہہ دی تھی ' (۲) اب ایک مرحد ترک کے لیے خالی ہونے والا تھا ' تاکہ خداے واحد کے آگے سر بسجود ہو - وہ عظیم الشان انتاني آیاصوفیا ' جس کو چالیس راتوں کے بت پرستانہ جشن کے بعد سنوارا گیا تھا ' کہ (ورجن میری) کے مقدس قدم سے برکت پائے ' اب وقت آگیا تھا کہ ایک رات کی اسلامی اولوالعزمی کے بعد اسکے دروازے کھولدیے جائیں تاکہ خداے واحد کے قدم کی تکبیر سے مقدس ہو - (سینٹ رومانس) نے اس عظیم الشان پھاٹک کی خوبصورت محرابیں ' جو طلائی صلیبوں کی قطارے بنائی گئی تھیں ' قریب تھا کہ خدا پرستوں کے سربلند نیزوں کی نوکوں سے ٹوٹ ٹوٹ کر گریں ' اور فتح مند (ینگچری) اپنے مغرور گھوڑوں (۲) کے سموں سے پامال کرتے ہوے گذر جائیں - (سینٹ صوفیا) کا وہ عظیم الہئیۃ گرجا ' جسکے ایک ہی گنبد کے سامنے کے میدان میں آسمانی فرشتہ طلسمی تلوار لیکر اترنے والا تھا ' تاکہ فتح مندوں کو ایران کی سرحد تک بھگادے (۳) اب صرف چھہ سات گھنٹوں کا مہمان تھا ' اور بہت جلد ایک اسلامی معبد کی صورت میں منتقل ہوجانے والا تھا -

* * *

آفتاب کے بلند ہونے کے ساتھہ ہی نوجوان (سلطان محمد) کا بھی نیزا بلند ہوا ' اور سلیت رومانس کے پھاٹک کی طرف سے فتح مندی کا جلوس روانہ ہوگیا - سب سے پہلے مجاہدین اور والنٹیروں کا گروہ تھا ' جو دور دراز مقامات سے اس عظیم الشان جہاد میں شریک ہونے کے لیے آئے تھے - ان میں کسی طرح کی فوجی باقاعدگی نہیں تھی ' نہ تو انکے لباس یکساں تھے جنسے اصلی فوجی شوکت متشکل ہوتی ہے ' اور نہ آلات جنگ ہی ایک طرح کے تھے ' جس کے بغیر کوئی فوجی گروہ اپنے اندر رعب اور ہیبت پیدا نہیں کرسکتا - لیکن تاہم انکے چہرے حرارت شجاعت سے تابناک ' اور انکے سینے شوق جہاد کے خود فروشانہ جوش سے بھرے ہوئے تھے ' اور ان کا نظارہ اس مہیب منظر فولادی سے کم موثر نہ تھا ' جو انکے پیچھے تلواروں کی چمک ' اور نیزوں کی تاب افشانی سے ساتھہ آرہا تھا - انکے بعد لنبے لنبے برچھوں کی مرتب قطاریں تھیں ' جنکو (اناطولیا) اور (رومیلیا) کے مشہور جنگ آزما حرکت دیتے ہوئے آرہے تھے ' اور جنھوں نے تھوڑا ہی عرصہ گذرا ہے ' کہ (قسوہ) کے میدان میں یورپ کو ایک تازہ جنگ جوئی کا سبق دیا تھا - اس غول کے گذر جانے کے بعد وہ دنیا کی سب سے بڑی جنگ جو جماعت نمودار ہوئی ' جن میں کا ہر انسان قتل اور خون کا ایک پیکر مہیب تھا - خونفشاں تلواریں انکے ہاتھوں میں ' اور انسانی خون سے سیراب نیزے انکے کاندھوں پر تھے ' انکے چہروں سے وہ گرم اور تازہ خون ٹپک رہا تھا ' جس سے تھوڑی دیر ہوئی ' انکی مدتوں کی تشنگی بجھی تھی - انکے سینے فتح مندی کے فخر سے تنے ہوئے ' اور انکے شمشیر بکف ہاتھہ بقیۃ السیف مفتوحوں کی تلاش میں ہنوز اٹھے ہوئے تھے - یہ مشہور جان نثاری (ینگچری) فوج کا سمندر تھا ' جو دیر تک بہتا رہا - اسکے بعد علماء و مشائخ کی مقدس اور پر وقار صفیں تھیں جنمیں سب سے آگے شیخ (آق شمس الدین) اور شیخ (آق بیق) سورۂ (فتح) کی بلند اور رقت انگیز لہجے میں تلاوت کر رہے تھے ' اور " الحمد اللہ الذی فتحنا فتح ہذہ المدنیہ " کی خدا پرستانہ صدائیں تمام صفوں کے اندر سے اٹھہ رہی تھیں - جب یہ صفیں بھی گذر چکیں ' تو اسکے بعد دس ہزار خاص سلطانی باڈی گارڈ کے ترک سواروں کی آمد کا گرد و غبار نے پیام دیا ' جنکے حلقہ کے اندر تخت روم اعظم کا نوجوان فاتح (سلطان محمد) ' ایک ہلکا سا گرز ہاتھہ میں لیے ہوئے ' ایک گھوڑے پر سوار تھا ' اور دس ہزار گنبد نما پگڑیوں کے اندر سے اسکی نکیلی خوش رنگ سمور کی ٹوپی ' وسط کے ایک خوبصورت کلس کی طرح نمایاں تھی -

لتفتحن القسطنطنيه ' ولنعم الامير اميرها ' ولنعم الجيش جيشها (*)

سلطان نے سواری روک لی ' اور رکاب تھام کر چلنے والے پاشا نے پیچھے مڑکر دیکھا کہ کیا معاملہ ہے ؟

فتح مند سلطان جب (سینٹ صوفیا) کے گرجے کے پاس پہنچا ' تو اسکے اندر سے چیخوں اور فریادوں کی آوازیں متصل آرہی تھیں - عقب سے سپاہیوں کا ایک غول شور و غل کرتا ہوا اور دوڑتا ہوا آیا - سلطان نے سواری روک لی ' اور رکاب کے ساتھہ دوڑنے والے پاشا نے پیچھے مڑکر دیکھا کہ کیا معاملہ ہے ؟

چند جان نثاریوں نے جھککر عرض کی کہ " تمام بقیۃ السیف اور محل کے روسا اس گرجے کے اندر موجود ہیں ' حکم دیجیے کہ اسکے دروازوں کو توڑ ڈالیں " -

سلطان سواری سے اترکر (سینٹ صوفیا) کے دروازے پر پہنچا اور حکم دیا کہ دروازہ کھولا جاے - اس وقت قسطنطنیہ کی آخری آبادی مقدس مریم کی تصویر کے آگے سر بسجود تھی ' اور گڑگڑا رہی تھی کہ موعودہ آسمانی فرشتے کو اب حکم دیدے ' تاکہ سامنے کے میدان میں اپنی طلسمی تلوار چمکاتا ہوا نازل ہو -

مگر اب اس مقدس بت کے جسم کی طرح ' اسکا دل بھی پتھر کا ہوگیا تھا ' کیونکہ یہ تمام عاجزی بیکار گئی ' اور آسمانی فرشتے کی جگہہ (محمد فاتح) سینٹ صوفیا کا دروازہ توڑ کر اندر داخل ہوا -

---

(۱) اس وقت کی یہ ایک مذہبی رسم ہوگئی تھی کہ ہر نیا پادشاہ تخت نشینی کے وقت صلیب کو اپنے سر پر رکھکر تخت پر قدم رکھتا تھا - (۲) آخری عہد بزنطائن کے مشہور انسر : جان جستینانی نے ترکی فوج کا ذکر کرتے ہوے کہا تھا کہ " ان کے افسر فتح مند مخلوط النسل وحشی (یعنی ینگچری) ہیں ' اور انکے گھوڑے مغرور ہیں " (۳) اوردگبن نے ایک دولتی پیشین گوئی کا ذکر کیا ہے ' جو اس وقت تمام قسطنطنیہ میں مشہور ہوگئی تھی ' اور جسمیں یقین دلا دیا گیا تھا کہ ترک قسطنطنیہ کو فتح کرکے ایا صوفیا کے سامنے کے میدان تک بے خوف و خطر چلے جائیں گے ' مگر اسکے بعد یکایک آسمان سے ایک فرشتہ نازل ہوگا ' اور وہ ترکوں کو شکست دیکر نکالدیگا - اس پیشین گوئی کا نادان رومیوں کو اسقدر یقین تھا کہ فتح کے بعد تمام لوگ صوفیا کے اندر جمع ہو گئے ' اور دروازوں سے جھانک جھانک کر دیکھتے رہے کہ وہ آسمانی فرشتہ کب اترتا ہے !!

(*) یہ ایک حدیث ہے ' جس کو امام احمد نے مسند میں روایت کیا ہے - یعنی انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح قسطنطنیہ کی پیشین گوئی کی تھی ' اور فرمایا [illegible] قسطنطنیہ فتح کیا جاے گا ' اور ' اچھا وہ امیر ہے جو اس فوج کا امیر ہو کیا اچھی ہے وہ فوج ' جو اس فتح کو حاصل کرنے والی ہے -

[illegible]

بیسویں صدی کی مسیحی تہذیب
کا ایک صفحہ

— * —

عثمانی قیدی اٹلی میں

— * —

جنگ اور امن ' دونوں میں اسلام اور مسیحیت کی گذشتہ

اٹلی میں جو ترک قیدی بھیجے گئے ' انکو اصلی میدان قیدی دیکھے تھے - انکا بیان ہے کہ خود ترک افسروں سے کم آرام میں نہ تھے - پچھلے نمبر میں ہم نے کپتان (مریزر) کا خط درج کیا تھا ' جو فرانس کے اخبار (طان) میں چھپا تھا - اسمیں وہ لکھتا ہے کہ مجھے کوئی شکایت اور تکلیف نہیں -

لیکن اسکے مقابلے میں اٹلی کا کیا حال ہے ؟ اسکا اندازہ ذیل کے بیان سے ہوگا -

فکاہات

— * —

مسلم لیگ

— * —

لیگ کی عظمت و جبروت سے انکار نہیں ‌ ‌ ملک میں غلغلہ ہے ' شور ہے ' کہرام بھی ہے
ہے گورنمنٹ کی بھی اس پہ عنایت کی نگاہ ‌ ‌ ذکر لطف رئیسان خوش انجام بھی ہے
کون ہے جو نہیں اِس حلقہ قومی کا اسیر ‌ ‌ اِس میں زھاد بھی ہیں ' رندِ مے آشام بھی ہے
فیض اسکا ہے بہ اندازہ طالب ' یعنی ‌ ‌ بادہ صاف بھی ہے دُرد تہ جام بھی ہے
کعبہ قوم جو کہتے ہیں بجا کہتے ہیں ‌ ‌ مرجع خاص ہے یہ ' قبلہ گہ عام بھی ہے
پختہ کاروں کے لیے آلہ تسخیر ہے یہ ‌ ‌ نوجوانوں کو صلائے طمع خام بھی ہے
رہنمایانِ نو آموز کا ہے مکتب درس ‌ ‌ زینہ شہرت و نعماے گرانمایہ بھی ہے
جن مہمات میں درکار ہے ایثار نفوس ‌ ‌ اُن میں طالبان بوسہ و پیغام بھی ہے
صدمہ مشہد و تبریز سے آنکھیں ہیں پر آب ‌ ‌ دل میں غمخواری ترکان نکو نام بھی ہے
مختصر اسکے فضائل کوئی پوچھے ' تو یہ ہیں ‌ ‌ محسن قوم بھی ہے ' خادم حکام بھی ہے
ربط ہے اسکو گورنمنٹ سے ایسا ملک سے ایسی ‌ ‌ جس طرح "صرف" میں ایک قاعدہ ادغام بھی ہے

* * *

اسکے آفس میں بھی ہر طرح کا ساماں ہے درست ‌ ‌ ورق سادہ بھی ہے ' نازک خوش اندام بھی ہے
ہیں قرینے سے سجی ہوئی میزیں ہر سو ‌ ‌ جا بجا دفتر پارینہ آدکام بھی ہے
چند بی اے ہیں ' سند یافتہ علم و عمل ‌ ‌ کچھ اسسٹنٹ ہیں ' کچھ حلقہ خدام بھی ہے
وہ جو تعطیل میں تفریح و سیاحت مقصود ‌ ‌ سفر درجہ اول کے لیے دام بھی ہے
یہ تو سب کچھ ہے ' مگر ایک گذارش ہے حضور! ‌ ‌ گرچہ یہ سوء ادب بھی ہے ' اور الزام بھی ہے
مجھہ سے آہستہ مرے کان میں ارشاد ہو یہ ‌ ‌ " سال بھر حضرت والا کو کوئی کام بھی ہے ؟ ؟ "

([illegible])

تاریخیں جس درجہ متضاد و متباین ہیں ' اسکو ہم ابھی بھولے نہیں ہیں ' لیکن حال میں جنگ طرابلس نے اس اختلاف کی تاریخ میں ایک نیا صفحہ بڑھا دیا ہے -

آغاز جنگ سے جسقدر اٹالی ترکوں اور عربوں نے قید کیے ' انکے ساتھہ وہ بہتر سے بہتر سلوک کیا گیا ' جو ایک بھائی دوسرے غمگین بھائی سے کرسکتا ہے - مسٹر (بیبیت) نے عزیزیہ میں کئی اٹالی

جنگ سے کوئی تعلق نہیں - یا تو وہ قیدی ہیں ' جو اٹلی کی پبلک کو خوش کرنے کیلیے شہر طرابلس میں قیدی بنا لیے گئے ' یا وہ ہیں ' جو مختلف بے تعلق جہازوں سے جبراً قید کرلیے گئے ' یا پھر جزائر ایجین کے وہ افسر ہیں ' جنکو اپنے تمام قول و قرار بالاے طاق رکھکر عین غفلت میں (روڈس) وغیرہ سے گرفتار کرلیا گیا تھا - انہی آخر الذکر قیدیوں میں دو شخص (عارف بک) او

و انتم لا تشعرون — سبب سے تمہارے تمام اعمال ضائع
(۴۹ : ۵) (۱) — جائیں اور تم کو خبر بھی نہو -

خدا تعالی کو اتنا بھی گوارا نہیں کہ آپکی جناب میں کوئی اونچی آواز سے گفتگو کرے ' چہ جائیکہ تعظیم و تکریم کے بغیر نام لیا جائے - قرآن کا مطالعہ کیجیے تو اپ کو معلوم ہو کہ خدا تعالی نے سب سے پہلے خود آپسے اس اسیار تعظیمی کی شان کا ہر جگہ نمونہ قائم رکھا ہے - جسقدر انبیاے اولوالعزم سے تخاطب قرآن میں موجود ہے - ہرجگہ آپ پائیں گے کہ انکا اصلی نام اور علَم لیکر انہیں پکارا گیا ہے - مثلاً یا ادم اسکن انت و زوجک - وماتلک بیمینک یا موسی ' یا داود انا جعلناک خلیفة فی الارض - یا زکریا انا نبشرک بغلام اسمه یحیی - یا یحیی خذ الکتاب بقوة - یا عیسی انی متوفیک ورافعک الی اس طریق تخاطب کے مطابق چاہیے تھا کہ الله تعالی آپکو بھی یا محمد! یا احمد (صلی الله علیه وسلم) کہکر پکارتا ' مگر الله کو اس درجہ اپکا احترام ظاہر کرنا مقصود تھا ' کہ تمام قرآن میں ایک جگہہ بھی آپکو نام لیکر مخاطب نہیں کیا ہے ' بلکہ جہاں کہیں پکارا ہے ' یا تو صداے تعظیم و تکریم سے ' مثلاً یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک ' یا ایها النبی جاهد الکفار والمنافقین ' اور یا پھر صداے محبت و عشق سے : یا ایها المزمل! یا ایها المدثر!! وکل ما یفعله المحبوب محبوب :

بقدر از زندگی قامت موزوں نازم
یک قبا نیست کہ شائستہ اندام تو نیست

اور ظاہر ہے کہ خدا تعالی آپکے نام کی عزت و احترام کی مثال کیوں نہ قائم کرتا ' حالانکہ جس شہر کی خاک آپکے قدموں سے مس ہوئی ہے ' اسکو تو وہ بھی اس درجہ محبوب ہے کہ اسکی قسم کھاتا ہے :

لا اقسم بهذا البلد — اے پیغمبر! ہم شہر مکہ کی قسم کھاتے
و انت حل بهذا البلد — ہیں ' اور اس لیے کہ تم اسمیں مقیم ہو -

حقیقت یہ ہے کہ دلی اعتقاد ایک بیج ہے جو بغیر محبت کی زمین کے بار آور نہیں ہوتا ' اور محبت کے لیے احترام اور تعظیم ناگزیر ہے - یہی وجہہ ہے کہ قرآن کریم میں جا بجا آپکی تعظیم و تکریم پر زور دیا گیا اور کہا گیا کہ تعزروه وتوقروه ' انکی تعظیم کرو اور انکا احترام بجا لاو! محدثین نے اس مسئلے پر بہت بحث کی ہے کہ مومن کیلیے الله کی اور آنحضرت کی محبت بھی اتباع احکام کی طرح اجباری ہے یا اختیاری ؟ کیونکہ محبت اختیاری شے نہیں ' اور اصل مقصود احکام اسلام کی پیروی ہے - لیکن غور کیجئے تو اس سوال کی یہاں گنجایش ہی نہیں ' محبت کے اختیاری و اجباری ہونے کا سوال تو جب پیدا ہو ' جب محبت اور ایمان دو چیزیں ہوں - حالانکہ ایمان تو از سر تا پا محبت ہے ' اور وہ ایمان ایمان نہیں جو محبت سے خالی ہو -

والذین امنوا اشد — جو لوگ ایمان لاے ہیں انکی محبت
حبا لله ( ) — الله سے نہایت شدید ہے

یہاں ارباب ایمان کی یہ علامت بتلائی ' اور دوسری جگہ یہودیوں کے اس دعوے پر کہ " نحن ابناء الله واحباءه " یہ جواب دیا کہ :

ان کنتم تحبون — اگر تم واقعی محبت الہی کے مدعی ہو تو
الله فاتبعونی — اسکی یہ صورت ہے کہ رسول کا اتباع
یحببکم الله — کرو ' پھر تمہارے محبت کرنے کی ضرورت
و یغفرلکم ذنوبکم — نہ رہےگی ' خود خدا تم کو اپنا محبوب بنا
و الله هو الغفور — لیگا اور تمہارے گناہوں کو بخشدیگا ' وہ گناہوں
الرحیم ( ) — کو بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے -

اگر آنحضرت کا اتباع ... و محبوبیت الہی کے لیے شرط ہے تو محبت بدرجہ اولی شرط ہے ' کیونکہ جس کی محبت آپکے دل میں نہیں ہے ' اسکا اتباع کیا کیجیےگا -

صحیحین کی اس مشہور حدیث کے بھی یہی معنے ہیں کہ

لا یومن احدکم حتی — تم میں کوئی مومن نہیں ہوسکتا '
یکون احب الی من — جبتک میں اسکے آگے محبوب تر نہ ہوں
والده و ولده و الناس — اسکے ماں باپ سے ' اسکی اولاد سے '
اجمعین — اور اتناہی نہیں ' بلکہ تمام انسانوں سے

ایک دوسری حدیث میں جب حضرت (عمر) نے آپسے کہا کہ " انت احب الی من کل شی الا نفسی " آپ محبوب تر ہیں مجھکو تمام چیزوں سے ' البتہ اپنی جان سے زیادہ نہیں ' تو آپنے فرمایا کہ " والذی نفسی بیده ' لا یومن احدکم حتی یکون احب الیه من نفسه " قسم خدا کی ' کوئی مومن نہیں ہوسکتا ' جب تک مجھکو اپنے نفس سے بھی زیادہ محبوب نہ رکھے - اسپر حضرت (عمر) نے کہا کہ " انت احب الی من کل شی حتی نفسی " اب دیکھتا ہوں تو اپ اپنی جان سے بھی زیادہ مجھے محبوب ہیں - تب آپنے فرمایا کہ " الان یا عمر " یعنی اب اے عمر تیرا ایمان کامل ہوگیا -

تو حضرت اپنا اعتقاد تو یہ ہے ' انصاف کیجیے کہ میں کہاں ہوں ' اور اجکل زمانہ کہاں ہے ؟ لوگ جس شے کو ایمان کی اقلیم کہتے ہیں ' میں تو اسکو اس وجود محبوب و مطلوب کے ایک ذرہ محبت کے اندر دیکھتا ہوں - اسی سے تعظیم و تکریم اسمی و رسمی جو کچھہ اپکو مقصود ہو قرار دے لیجئے -

ترا نوالہ دمادم زخوان " یطعمنی " (۱)
ترا پیالہ مدام از شراب " یسقینی "
مرا تو قبلہ دینی ' ازاں سبب گفتم
بہ مدعاں کہ " لکم دینکم ولی دینی "

لیکن یہ عالم دوسرا ہے ' اور ان باتوں سے ذوق لینے کے لیے اجکل کی اب و ہوا موافق نہیں - کس سے کہا جاے اور کسے منایا جاے ؟ جن دلوں میں خدا نے اعتقاد کو جگہ نہ ملی ' وہاں اسکے رسول اور قرآن کی عزت کو کون پوچھتا ہے ؟ جنسے منصب رسالت اور وجود وحی کے اعتقاد کی امید نہیں ' انسے رسول کی عزت کی کس نادان کو توقع ہے ؟ دل کی تعظیم کا نام نہ لیجیے کہ جب دل خالی ہوتا ہے تو زبان کو بھی کچھہ نہیں ملتا - رہی عیسائیوں کی نظیر و اتباع ' تو یورپ کے اتباع و تقلید کے لیے خیر سے ایک وسیع میدان آپ حضرات کے لیے پیشتر سے موجود ہے ' اور الحمد لله اسکا کوئی کونا اس اتباع کی برکت سے خالی نہیں - اتنے ہی پر قناعت کیجیے اور اور نئے مسائل وضع نہ کیجیے - آپکے ایمۂ هدی یعنی مجتہدین فرنگ آجکل جیسی کچھہ مسیحی مذہب اور بائبل کی وقعت کرتے ہیں ' اسکا حال ہمیں معلوم ہے - اپکی طرح انکا بھی دل اور زبان ' دونوں خالی ہیں - فرق صرف اتنا ہے کہ انکو جو مذہب ملا ' اس سے یقیناً انکی تشنگی بجھہ نہیں سکتی تھی ' لیکن آپ جس چشمے کے کنارے رہکر تشنہ ہیں ' اسکے بعد کوئی نہیں جو پیاس بجھا سکے :- ومن یبتغ غیر الاسلام دینا ' فلن یقبل منه ' وهو فی الاخرة من الخاسرین -

---

(۱) ضمناً ان آیات میں تہذیب صحبت اور قواعد مجالس کی بھی کیسی ضروری تعلیم دی گئی ہے - یعنی کسی شخص کا نام لیکر دروازے پر پکارنا ' اور مجلس میں چلا چلا کر گفتگو کرنا تہذیب کے خلاف ہے - افسوس کہ اس تعلیم قرآنی کے سچے عامل آجکل انگریز ہیں

یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جسمیں آپنے اپنے ایک مقام خاص کی طرف اشارہ کیا ہے کہ " ابیت عند ربی ' هو یطعمنی و یسقینی " میں اپنے رب کے یہاں شب باش ہوا تھا ' اس نے جو کچھہ کھلایا ' میں نے کھایا ' اور جو کچھہ پلایا ' میں نے پیا "

بارہ آدمیوں کے پانوں میں بیڑیاں پہنائی گئیں -

ہمارے مصائب کا یہیں خاتمہ نہیں ہو جاتا ‘ اسکے بعد ہم کو معلوم ہوا کہ یہاں عام باشندوں کے قرب ہمارا رہنا مصلحت کے خلاف سمجھا گیا ہے کہ کہیں انکے دلوں میں ہماری ہمدردی نہ پیدا ہوجاے - تھوڑے ہی عرصے کے بعد حکم آیا کہ ہم لوگ (لوکا) پہنچادیے جائیں - بھوک کی تکلیف ‘ آب و ہوا کی ناموافقت ‘ اور ضروریات زندگی سے محرومی نے ہمکو بیمار کردیا تھا ‘ اور ہم میں سے کسی شخص میں اسکی طاقت نہ تھی کہ پیدل سفر کرے -

لیکن بہرحال احکام کی تعمیل کے سوا چارہ کیا تھا ؟ اپنی ملت مقدس کی یاد ‘ اور خاک وطن کی عزت ہمارے دلوں میں ایک ایسی قوت بخش روح تھی ‘ جو کسی حال میں بھی ہمارے صبر و تحمل کو متزلزل نہیں ہونے دیتی تھی - ہم نے اللہ کی مشیت پر صبر کیا اور روانہ ہوگئے - چلے روما لاے گئے - یہاں سے آگے بڑھنے میں ایک دو گھنٹے کی دیر تھی ‘ ہم سب شدت جوع سے بے حال ہو رہے تھے - ہم نے محافظ افسر سے التجا کی کہ وہ ہم کو اتنے عرصے کے اندر کھانے پینے کی کوئی چیز خرید نے کی اجازت دے ‘ مگر یہ سنکر تمام سپاہی قہقہہ مار کر ہنسنے لگے ‘ اور کہا کہ ” کتوں کو بہت جلد بھوک ستانے لگتی ہے “

(لوکا) پہنچنے کے بعد ہماری موجودہ زندگی کا گویا ایک دوسرا دور شروع ہوا ‘ اور ابتک جو بربری مظالم اور وحشیانہ تعذیب باقی رہگئی تھی ‘ وہ بھی شروع کردی گئی -

انتہا یہ ہے کہ بغیر کسی نئے جرم کے (علاوہ اس جرم حقیقی کے کہ وہ مسلمان ہیں) ۱۲ آدمیوں کے ہاتھہ پانوں بھی زنجیر اور ہتھکڑیوں سے مقید کردے گئے ‘ اور ایک دوسری تنگ و تاریک کوٹھری میں انکو رکھا گیا -

ہماری حالت اس درجہ درد انگیز ہے ‘ کہ خود یہاں کے ہزار اٹالی ‘ اور تمام اخبار اس ظلم و وحشت پر حکومت کو علانیہ ملامت کر رہے ہیں “

غازی انور پاشا کا تار

میدان جہاد سے

— * —

مصر کے عثمانی قنصل کے نام غازی انور پاشا نے مندرجہ ذیل تار بھیجا ہے :— (۲ - اکتوبر -)

۳۰ ستمبر کو دشمنوں کی ایک جماعت اپنے مشرقی مورچوں سے نکلی - ہمارے آدمیوں کو جونہی معلوم ہوا ‘ فوراً نکل کھڑے ہوے اور مقام (قارا قول) میں مقابلہ ہوگیا - دشمن کی تعداد ہم سے پانچ گنی زیادہ تھی ‘ مگر ایک گھنٹے سے زیادہ میدان میں قایم نہ رہسکے اور پانوں اکھڑگئے - انکی جماعت کا افسر اعلی اور تقریباً ۱۴۳ سپاہی مقتول و مجروح ہوے - افسر کے کپڑے اور تمغے اتار کر عرب لے آے تھے - جس سے معلوم ہوا کہ وہ تینتالیسویں بٹالین کا افسر تھا -

اسی طرح ۱ - اکتوبر کی شب کو ہم نے اپنے جدید توپخانے سے کام لیا ‘ اور ایک پہاڑی توپ کے دہانے سے (درنہ) پر آتش باری شروع کردی - اس سے تمام اٹالین مورچوں میں بد حواسی پھیل گئی اور سامنے کا مورچہ راتوں رات خالی کرکے تمام دشمن بھاگ گئے - اس مورچے میں نہایت قیمتی سامان جنگ ‘ اور کثیر تعداد میں ذخیرۂ رسد مجاہدین کے ہاتھہ لگا ‘ حالانکہ اب ہم کو ان چیزوں کی چنداں ضرورت بھی نہیں -

(انور)

ہفتۂ رواں

کے بعض اہم تار

— * —

باب عالی نے جنگ کا قطعی فیصلہ کرلیا

لندن ۱۸ اکتوبر - باب عالی نے سرویا اور بلگیریا کے ساتھہ جنگ کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے -

یونانی بھاگ گئے

سالونیکا کی ولایت میں عثمانی فوجوں اور بلغاری قافلوں کے درمیان بھی لڑائی ہوگئی - یہاں بلغاریوں نے تار کاٹ دئے ہیں -

یونانی قافلوں نے سمجھا تھا کہ ہم سرحد پار ہوکر (ایپارس) میں گھس جائینگے ‘ مگر ترکوں نے اُن کو مار مار کر بھگا دیا -

یونان کو اب ہوش آرہا ہے

لندن ۱۸ اکتوبر :— یونان کے سمجھدار لوگ کہتے ہیں کہ ہم کو تو لڑائی راس نہیں آئگی - اگر بلغاریا کے سوا اور کوئی فتحیاب ہو بھی جائے ‘ تو بھی اکیلا بلغاریا ہی فائدہ اٹھائیگا اور سب گھاٹے میں رہینگے - علاوہ بریں یونان کی فوج اور بیڑا کام کے لائق نہیں - ترکی و اٹلی میں صلح ہوکر ترکی بیڑا آزاد ہوگیا ہے ‘ اسلیے ہمارا بیڑا ترکوں کے مقابلے میں حد درجے ضعیف و کمزور ثابت ہوگا -

ترکوں کا دلیرانہ حملہ

قسطنطنیہ ۱۸ اکتوبر :— ترکی نظام فوج ۱۶ اکتوبر کی رات کو [illegible] کے اندر گھس گئی - اور لڑائی دس بجے رات سے شروع ہو کر [illegible] جاری ہے -

بلغاری فوج کا فرار

[illegible] کے پیچھے کی کوئی روک تھام نہوئی - بلغاریا کی آگے بڑھتی [illegible] اپنی بڑی جمیعت کیطرف گرگر جاتی تھی - [illegible] (فلپی پولیس) کے دکھن کی جانب کے دو اہم ریلوے پلوں کو تباہ کردیا ہے -

اعلان جنگ کے وجوہ

لندن ۱۹ اکتوبر :— باب عالی اپنے اعلان جنگ کا سبب یہ بیان کرتا ہے کہ بلقانی ریاستیں ہمارے خانگی معاملات میں کیوں مداخلت کریںگی ‘ اُنکی فوجی طیاریاں کس لئے ہیں ‘ اور آئے دن جھگڑے کسکو گوارا ہونگے ؟ باب عالی نے یہ بھی کہا کہ ہم تو امن و صلح کے عاشق ہیں ‘ لیکن اب امن و سکون قائم رہ نہیں سکتا -

سپاہ سے سلطان المعظم کی درخواست

قسطنطنیہ ۱۸ اکتوبر :— سلطان المعظم نے اعلان میں اپنی سپاہ سے یہ درخواست بھی کی ہے کہ جن لوگوں کو لڑائی سے تعلق نہیں انکی جان و مال ‘ عیال و اطفال کا پورا احترام کیا جائے اور اُن کو کوئی نقصان نہ پہنچایا جائے

مسیحی جہاد

قسطنطنیہ ۲۱ اکتوبر :— یہاں سلطانی اعلان کے وطن پرستانہ پہلو اور بلغاریا سرویا ‘ اور یونان کے شاہوں کے مذہبی اعلانات کا مقابلہ کیا جا رہا ہے - ترکی پریس سخت و سست لہجے میں ان مذہبی تعصبات پر ملامت کر رہا ہے -

(فائق بک) جزائر کے سول حکام میں سے تہے' جنکي چٹہیاں حال میں ترکي اخبارات نے شائع کي هیں' انکا خلاصه حسب ذیل هے :

" جزیرۂ (استرابالي) میں پہلي مئي کو ایک اٹالین جنگي جہاز (برن) نامي پہنچا' تاکه نئے قیدیوں کو روما لے جائے - اسي جہاز پر هم سوار کرائے گئے ' اور پانچ دن کے بعد (ناپولي) پہنچے - جہاز جونہي بندرگاه کے قریب لنگر انداز هوا' ایک دخاني کشتي هم کو لینے کیلیے آئي ' جس سے چاریوں کے ایجانے کا همیشه کام لیا جاتا هے -

هم کو حکم دیا گیا که اپنا اپنا سامان اٹھاکر جہاز کے صحن میں کہڑے هو جائیں - نصف گهنٹے تک هم کہڑے رهے' ایک اٹالین افسر نے آکر تمام قیدیوں کو گنا' اور پهر انکو دو جماعتوں میں تقسیم کردیا - ایک جماعت میں صرف سول حکام داخل کیے ' اور دوسري میں فوجي اشخاص -

اس موقعه کے لیے اٹالیوں نے خاص انتظام کرکے ایک بڑا گروه ساحل کے ماهي گیروں کا جمع کیا تها ' کیونکه عثماني قیدیوں کي تذلیل و تحقیر کے لیے وهاں کي عام پبلک اور اٹالین بري اور بحري فوج انکے خیال میں کافي نہ تهي - جونهي هم لوگ جہاز سے اترے ' اٹالین ماهي گیروں کا ایک وحشي گروه' جو جوش و هیجان سے بالکل پاگل هو رها تها' اپني اپني کشتیوں کو لیکر چاروں طرف پهیل گیا ' اور چیخ چیخ کر همکو گالیاں دینے لگا ' اور طرح طرح کے حرکات تحقیر و تذلیل میں بلا ایک لمحه ضائع کیے هوے مصروف هوگیا -

کشتي میں ایک مرتبه اور هم کو شمار کیا گیا ' اسکے بعد شہر کي جانب روانه هوگئے -

عام اٹالین پبلک کا مجنونانه جوش احتقار

مفتش فائق بک

جس کو جزائر ایجین کے قبضے کے موقعه پر ایک بے طرف مصري جہاز سے اٹلي نے قید کر لیا تہا -

کنارے پر اترتے هي شہر کي عام آبادي کو هم نے اپنا منتظر پایا - انکے هاتهوں میں مختلف طرح کي گندي چیزیں ' اور لیموں کے چهلکے تہے ' جو بے تکان هم پر پهینکے جاتے تہے ' اور انکي زبانوں پر قسم قسم کي گالیاں تهي ' جنکو منهه میں کف بهر بهر کر وہ زور شور سے سنا رهے تہے - جب هم انکے پاس سے گذرے ' تو ان میں کا هر شخص اسطرح هماري طرف جهپٹا ' گویا قتل کرنے کیلیے بیقرار هورها هے - شہر کے رؤسا اور دولت مند لوگ سب سے زیاده هماري ذلت کے مشتاق تہے' اور اس سے لذت لیتے تہے -

بار برداري کي ٹریم پر همکو بٹهاکر خبر دیگئي که (کازارینا) جارهے هیں - ایک گهنٹے کے بعد ایک جگه گاڑي رک لي گئي جسکا نام مجهے یاد نہیں رها - وهاں بهي لوگوں کا سلوک همارے ساتهه بدستور اول تها -

تیسري بار یہاں پهر همیں شمار کیا گیا ' اور کہا گیا که اب راے بدل دي گئي هے' کازارینا کي جگه (کیبانیا) نامي ایک مقام پر همیں رکها جاےگا - کازارینا روما کا ایک پر فضا سرمائي مقام هے ' اسلیے ظاهر هے که عثماني قیدي کیونکر وهاں رکهے جاتے ؟ یه دوسري جگه (سارزنو) کے قریب ایک نهایت وحشت انگیز جگهه هے ' جسکے چاروں طرف پہاڑ هیں - هم نے سنا اور اپنا تمام معامله الله کے سپرد کر دیا -

هم راه طے کر رهے تہے ' هر استیشن پر لوگوں کا هجوم تذلیل و تحقیر کے ساتهه همارا استقبال کرتا تها - جب (اپودیلي) کے استیشن پر گاڑي رکي ' تو هم نے کهڑکیوں سے باهر کي طرف جهانکا - لڑکوں کا ایک عظیم الشان گروه تمام استیشن میں پهیلا هوا نظر آیا ' جو همکو دیکهنے کیلیے جمع کیا گیا تها' اور انکے هاتهه اور زبان' دونوں هماري طرف متوجه تہے -

یہاں همارا سواري کا سفر ختم هوگیا ' اور هم کو استیشن سے باهر لیجاکر چار چار آدمیوں کي صفوں میں مرتب کیا گیا ' پیدل هم اپني آخري منزل کي طرف روانه هوگئے - کامل تین گهنٹے کے بلا توقف سفر کے بعد (کامبانیا) کي پہاڑوں سے محصور آبادي نظر آئي - یہاں (پوپ) کے عہد حکومت کے زمانے کا ایک پرانا مدرسه هے - جو عرصے سے ویران اور بالکل وحشت کده هو رها هے - یهي جگهه همارے قیام کیلیے مقرر هوئي -

کامبانیا کے کلکٹر کي اٹالین فوج پر لعنت

یہاں ایک عجیب واقعه هوا' اور خاص طور پر اسلیے ذکر کرتا هوں که اس سے خود اٹلي کے منصف اور عقلمند لوگوں کے مخالف جنگ هونے ' اور انکي تہذیب سوز وحشت کاریوں پر متاسف هونے کا اندازه کیا جاسکے گا - جس وقت هم اس مدرسے کے قریب پہنچے ' تو قصبے کا اٹالین کلکٹر بهي وهاں موجود تها - همارے ساتهیوں میں سے ایک فوجي افسر نے اٹالین زبان میں (جسے میں اچهي طرح جانتا هوں مگر انکو معلوم نہیں) کہا که " ان ظالم ترکوں کي هڈیاں یہاں سڑائي جائیں گي " یه سنکر کلکٹر غصه سے بے تاب هوگیا ' اور اس نے چلاکر کہا که " ترک هرگز ظالم نہیں هیں' هم کو اپني جان کے سوا اور کسي انسان کي جان پر اختیار نہیں دیا گیا هے ' هم کبهي انکي رهائي کي کوشش میں بخل نہیں کرسکتے اور تم لوگوں سے بالاخر چهڑا کے رهیں گے "

یه کہکر اس نے اپني برهنه تلوار کهینچ لي' اور بالکل لڑنے کیلیے طیار هوگیا - اسپر فوجي افسر نے چلاکر تمام سپاهیوں کو جمع کرلیا ' اور غریب کلکٹر کو پکڑ کے تلوار چهین لي -

ترک قیدیوں کو سور کا گوشت دیا گیا -

تمام دن گذر گیا ' اور هم کو ایک روٹي کا ٹکڑا اور ایک گهونٹ پاني کا بهي نہیں دیا گیا - رات کو ایک افسر آکر مدرسے کي پہلي منزل پر لے گیا' وهاں صرف ایک پرانا اور غلیظ بستر بغیر چادر اور تکیے کے ایک کونے میں پڑا تها ' جسکے اندر روئي کي جگه چهلکے بهرے گیے تہے - هم نے اس افسر سے ایک هي خواهش یه کي که اسي طرح کے بستر هم میں سے هر شخص کے لیے مہیا کردے" مگر اس نے نهایت غرور و حقارت سے انکار کردیا ' اسکے بعد ایک شخص همارے لیے کهانا لیکر آیا ' اسمیں چند روٹیاں تهیں ' جنکے اندر سور کے گوشت کا قیمه بهرا هوا تها - یه معلوم کرکے هم سب نے قطعاً انکار کردیا ' اور سب کوئي بهوکے پیاسے زمین پر پڑ گئے -

صداے ملت

— * —

الہلال کي دعوت کي نسبت

— * —

جناب مولوي برکت علي صاحب بي - اے از قصور ضلع لاهور

(۱) ضمیمه کي دفعه نمبر ۲ میں آپ تحریر فرماتے هیں " الہلال کي دعوت کا اصل اصول مسلمانوں کو انکي زندگي کے هر عقیدے میں اتباع کتاب الله و سنت رسول الله کي طرف بلانا هے " اور پهر آگے چلکر دفعه نمبر ۸ میں هے " یه آپکا اتفاق اور اختلاف صرف اصول میں هوگا جسکي تشریح کردي گئي هے اور جسکي ایک شاخ یعنے پولیٹکل تعلیم کي نسبت ۸ ستمبر کي اشاعت میں عرض حال کر چکا هوں "

خواه کوئي براے نام مسلمان (اللهم لاتجعلني منهم) کیوں نهو ' مگر امید نہیں که اس اصول کے متعلق بجز لفظ متفق اور کچهه جواب دیسکے کوئي شخص ایسا شقي القلب اور کور باطن نہیں هوسکتا ' جو مسلمان کہلا کر اس " اصول " سے اختلاف کرے - ممکن هے که دلدادگان تہذیب نو اور وابستگان تمدن جدید میں سے کوئي ایسا هو ' مگر شکر هے که میں انمیں سے نہیں هوں -

میرا تو عقیده هے که مسلمان کسي قسم کي ترقي نہیں کرسکتے جبتک که وه هر کام میں اپنا راهنما اور راهبر کتاب الله کو نه مانیں اور صرف منهه سے نہیں ' بلکه عملا تسلیم کریں ' خداشاهد هے که یه عقیده الہلال کے پڑهنے سے نہیں ' بلکه اسوقت سے هے ' جبکه الہلال کي اشاعت و اجرا کا خیال مصنف و مدیر کے دل میں پیدا هوا تها - مطلوبه جواب تو اصل میں دیا جاچکا ' لیکن اب میں دو چار لفظ فروعات پر عرض کرنا چاهتا هوں -

(۲) دفعه ۵ میں آپ تحریر فرماتے هیں " لیکن پالیٹکس اس کا اصلي موضوع نہیں " اپ جیسے صاحب قلم اور صاحب تدبر و فکر بزرگ قوم سے (گهبرائیے نہیں - یه الفاظ خدا جانتا هے ' میں نہایت اخلاص اور محبت سے لکهه رها هوں ' میرا دل اپکو بہت هي عمده الفاظ میں مخاطب کرنیکو چاهتا هے ' گو آپ اپنے انکسار کي وجه سے اسپر یه نوٹ چڑهادیں " اینده اس طریق تخاطب سے معاف فرمائیں که اسکا اهل نہیں ") یه الفاظ نہایت هي غیر متوقع اور خلاف امید هیں - جب اپکا یه اراده هے بلکه عزم هے که " مسلمانوں کو انکي زندگي کے هر عمل و عقیدے میں اتباع کتاب الله و سنت رسول الله (روحي فداه) کي طرف بلائیں " تو پهر کیونکر هوسکتا هے که آپ هر عمل و عقیدے کي شرط قائم رکهکر " پالیٹکس " کو اسلامي کوچے سے باهر نکال دیں - قران کریم سے بڑهکر سیاست کي اور کون کتاب هوسکتي هے - تعجب پر تعجب تو یه هے که آپ خود اس امر کو اپنے ۵ ستمبر کے مضمون میں تسلیم کرچکے هیں - یه نہیں هوسکتا که سیاست همارے حدود عمل سے خارج کر دیجاے - سمجهه میں نہیں آتا که کس امر نے آپ جیسے آزاد حق گو کو یه فقره لکهنے پر مجبور کیا -

(۳) آج ایک مہینه هوا میں نے اپنے ایک دوست کو جو الہلال کے خریدار بهي هیں ایک مفصل خط تقلید اور اسکے نتایج پر لکها تها - جسمیں میں نے انہیں نصیحت کي تهي که اگر تم چاهتے هو - که تمهاري قوم بیدار هو ' سنبهلے ' ترقي کے میدان میں قدم رکهے ' تو خدا کیلئے هر قسم کي تقلید کا استیصال کرو ' تقلید مذهبي بهي ' معاشرتي بهي - آبائي بهي ' اور سیاسي بهي وغیره وغیره - مجهے تو اس تقلید کے نام هي سے نفرت هے - یه حیوان کا کام هونا چاهیئے نه که انسان کا - اور یوں مطلق تقلید سے تو کوئي بهي نہیں ره سکتا - کیونکه وه دوسري حد هے حیوانیت کي -

(۴) " هندؤں سے ملاپ " اسپر مجهے بہت کچهه لکهنا تها ' اگر خود اسي نمبر ۱۱ میں محمد حسین صاحب آزاد از اٹاوه کي چٹهي شایع نهو جاتي - لیکن پهر بهي مختصر عرض خدمت هے - هندو قوم سے همیں پولیٹکل اغراض کے لحاظ سے ملنا ضرور هے - لیکن ملاپ کے معنے کیا هیں ؟ اگر ملاپ سے مراد " ولایت " کي دوستي ' تو همیں آپکي اور آپکے دوسرے همخیالوں کي ذرا پروا نہیں ' کیونکه یه صریحاً تعلیم قراني کے مخالف هے - خداے کریم پکار پکار کر کهه رها هے :

(الف) یاایهاالذین آمنوا لاتتخذوا بطانة من دونکم لا یالونکم خبالا - ودوا ماعنتم - قدبدت البغضاء من افواههم ' وما تخفي صدورهم اکبر - قد بینا لکم الایات ان کنتم تعقلون -

(ب) ان تمسسکم حسنة ' تسؤ هم ' و ان تصبکم سیئة ' یفرحوا بها - اسمیں کچهه شک نہیں که عین " یفرحوا بها " کے آگے هي " و ان تصبروا " هے ' لیکن پهر خود هي صانع حکیم نے " وتتقوا " فرما کر تمام شبہات مٹادیے - صبر هم کرچکے ' آج تک پورے پچاس برس اپنے حکام کے هاتهوں هم صبر کي ڈهال کے پیچهے ' پناه گزیں هوتے رهے ' جو کچهه همیں صلا ملا هے ' وه روشن هے - اب هندؤں کے ساتهه آپ صبر کي تلقین کرتے هیں - اگر آپ کا خیال هے که پچاس سال اور ایسے گذرنے چاهئیں ' تو خیر ' یه خیال آپ کا آپکو مبارک هو - جهانتک اس خیال کا تعلق هے ' مجهے هرگز اس سے اتفاق نہیں - صبر همنے کیا ' لیکن اصلي چیز جسے همیں اپني سپر بنانا چاهیئے تها ' اس سے هم همیشه غافل رهے - " اتقاء " اور " صبر " بہم آمیخته سے جو طریق بچاؤ کا ان دشمنان اسلام کیلیے پیدا هوتا هے ' وهي اصلي ڈهال هے - حقیقت یه هے که صبر کے معني ٹهیک اور صحیح سمجهه میں جب هي آتے هیں ' جب هم اتقاء کے لفظ کو انکهوں میں بٹها لیں ' اور دل میں جگهه دے لیں -

قراني آیات اس بارے میں اس کثرت سے هیں ' که کل کي کل یہاں نہیں لائي جاسکیں ' اور نه هي اپکو لکهتے هوے ان کے استحضار کي ضرورت هے بهر حال نتیجه ان سب سے یهي نکلتا هے که " بطانت " اور " ولایت " جو قراني اصطلاح میں دوستي اور قلبي تعلق کا نام هے ' ایک مسلم اور غیر مسلم میں ناممکن هے ' بلکه اقدام بطانت کو صریح مذلت اور گمراهي کہا گیا هے -

اگر ملاپ سے مطلب هے ظاهري تعلق ' تو یه تو صریح نفاق هے - اور اسلام اور نفاق ' ایک جگهه جمع نہیں هوسکتے -

ملاپ کے ایک اور معنے هوسکتے هیں - مسلمان هندؤں کي مخالفت نکریں ' هندو انکي معاندت پر کمربسته نهوں - سو مسلمان بیچارے ایذا دینے کے قابل هي کس روز هوے - ننگي نہاے کیا اور نچوڑے کیا ' اور اگر طاقت هوتي تو زیادتي تو حیوانوں پر بهي جائز نہیں - انسان تو کجا ؟ چنانچه قران کهه رها هے لایجرمنکم شنئان قوما ان لا تعدلوں - هاں برادران وطن کے هاتهوں جو زخم همیں لگ رهے هیں ' اور جنکي رفتار افسوس هے ' دن بدن زیاده هو رهي هے '

نئي جنگ كي پہلي منزل

— * —

(لندن ٹائمس) كا فوجي نامه نگار لكهتا هے :

ترکي لشكر اتلي سے طاقت آزمائي كا موقع نه ملنے كے باعث بالكل اچهوتا اور شباب ميں مست هورها هے - تركي سپاه كا ايک عالم ثنا خوان هے - ترکي كيا هے ؟ ايک فوجي شہنشاهي هے جس سے بہت سي عظيم كارناموں كي توقع كي جاسكتي هے - انكے هاں آدميوں كي كمي نہيں ، اگر سامان جنگ برابر فراهم هوجاے تو كم از كم ١٢,٠٠٠٠٠ سپاه كو بآساني آماده پيكار تصور كيجئے - جمعيت مذكور سے خاص يورو پين تركي ميں ٥,٠٠٠٠٠ فوج كي صفيں طيار هو جائينگي ، ليكن اسكے ليے كسي قدر انتظار ضروري هے - اگر گهوڑوں كا انتظام كرليا گيا تو توپيں بهي ١٠٠٠ سے كم نهونگي - يه ضرور هے كه تركي كے دشمنوں كيلئے جنگ طرابلس ايک عمده موقعه هے - اور اسلئے ضرور هے كه انكو ابتدائي فتوحات نصيب هوں - نيز مختار پاشا كي گورنمنٹ كو ماليات كا مسئله بهي درپيش هے - تاهم جنگ كا نتيجه اسكي ابتدائي ساعات هي ميں پوشيده نہيں هوتا -

اگر عمده اسٹاف كے ساتهه تركي فوجوں كي كمان ايک مستعد جرنل كے هاتهه رهے ، تو تركوں كو چاروں دشمنوں كے مقابلے ميں كاميابي هي كاميابي هے - بلغاريا ، سرويا ، اور يونان اپني فوجي نقل و حركت كو بآسان مشترک و متحد كرنے سے قاصر رهينگے - ترک كم و بيش اپنے مركزي موقعوں پر رهكر ثابت قدمي سے اپني عظيم الشان جنگ جاري رکهه سكتے هيں - ترک جانتے هيں كه انكا خطرناک دشمن كوئي هے تو صرف بلغاريا هے - وه (اڈريا نوپل) اور (زيرين ماريزا) كے گردا گرد ايک هجوم كركے محاصره كرسكتا هے ، جہاں پہلي فيصله كن جنگ كے مناظر كي سير دنيا كو ديكهني پڑيگي - پس قدرةً تركوں كا پہلا كام يه هوا كه (مصطفى پاشا - اڈريا نوپل - كرک كليسه) كے خط رواں پر اپنے لشكر كا عنصر اعظم مجتمع كر رکهيں ، تا كه روڈوپ كے پہاڑوں كے پورب رخ ميں بلغاريوں سے فيصله كن مقابله هوسكے - ابهي ترک يهي كرينگے كه سرويا اور يونان كو اپنے فوجي حصوں سے هٹاے رکهينگے ، اور ادهر هر طرح كا نقصان برداشت كرليں گے تا كه اصلي دشمن پامال هو سكيں -

بنغازي كے جديد اٹالين مورچے اور قلعه بندي .

موسيو كولپرا ايڈيٹر (النيل) مصر كي بهن نے يه تصوير كهينچي هے

اگر تركي نے بلغاريا كو ايک زبردست ضرب لگادي ، تو بس سمجهه ليجئے كه بلقاني اتحاد كي عمر كا پيمانه لبريز هو چكا ، اور همارا قياس تو يه هے كه اسكے بعد سے تركوں كي جنگي كارروائي پوري مستحكم هوجائيگي -

رياستهاے بلقان

بلغاريا كو ٤٠,٠٠٠٠ آدمي حاصل هو سكتے هيں ، اور عمده ميداني فوج ٢,٥٠,٠٠٠ ، اور ٧٠٠ توپيں ، جو بلقاني دائرے ميں سب سے زياده غالب اور زبردست قوت هے - قريب قريب تمام مشاق سياحوں كا بيان هے كه بلغاري فوجوں كي ترتيب و نظام ، ذخيره ، اور انكي جنگي روح كو ديكهه كر انكے هيبت خيز هونے ميں شبهه نہيں هو سكتا - هميشه سے لوگوں كا قياس هے كه اگر تركي سے لڑائي هو تو بلغاريا اپنے عمده نظام و ترتيب اور عاجلانه اسلحه آرائي كي قابليت كي بدولت اوروں سے جلد فائده اٹهانے كي فكر ميں رهيگا -

اسكے بعد بلقاني رياستوں ميں سرويا كا درجه هے - يه ١,٥٠,٠٠٠ ميداني فوج اور ٥٠٠ سے زياده توپيں فراهم كرسكتا هے ، ليكن اسكے آدمي لڑنے كے ليے تعداد مذكور سے دو چند هيں - اگر يونان بهي لڑے تو اسكا لڑنا گويا اسكي فوجوں كي نظم و ترتيب مكمل هونے سے پہلے هوگا ، اسلئے كه اسكي ميداني قوت ٨٠,٠٠٠ سپاه سے شائد هي زياده هو ، اور توپيں تو كل ٣٥٠ هي هونگي - مانٹي نيگرو كا هر توانا و مضبوط آدمي سپاهي هوتا هے - اگرچه يه پہاڑي آدمي تربيت يافته نہيں هيں تاهم بطرز قديم كے پہاڑ كے ايک حدتک كانٹے بن سكتے هيں - ان اسباب سے ظاهر هے كه تركي كو موجوده مقابله اسكي بڑي فوج كي تاريخي عظمت و جلال كے ليے كوئي هلكي آزمايش نہيں هے -

بلقاني رياستيں گو كه تركي كے خلاف متحد هيں ، ليكن فتح كي صورت ميں انكي نيتيں هرگز متحد نهونگي - انكے سوا ايک اور رياست (رومانيا) هے - يه سب سے الگ اور نرالي راے كي حكومت هے - اسكي ميداني قوت بلحاظ تعداد بلغاريا سے كم نہيں ، بلكه قواعد يافته و تجربه كار لوگوں كے اعتبار سے اسكے پاس زياده هجوم هے - رومانيا بهي اهم حصه لے سكتا هے اور اسكا اندازه اسوقت حل طلب بهي هے -

آسٹريا كي امنگيں

ان تمام حريف رياستوں سے الگ اور دور ، پردے سے لگ كر (آسٹريا - هنگري) كهڑي هے ، جو مسئله بلقان ميں اپنے اثر كے لحاظ سے سب سے بڑي زبردست فوجي قوت هونيكے باعث تمام معاملات كو اپنے ارادے كے سانچے ميں ڈهاليگي - يه ممكن نہيں كه آسٹريا اور روس كي بے طرفي كے يقين كے بغير يه رياستيں ايک قدم اٹهاسكيں ، اور چونكه روس امن و سكون كا طالب هے اور تركي كے خلاف مسيحي رياستوں كي عداوت اور دستبرد بهي اسكي روايات قديمه كے منافي نہيں ، لهذا اسكي حالت نازک سي هو رهي هے اور يه بهي نہيں كہا جاسكتا كه انجام كار اس سے كسطرح كي كارروائي ظهور ميں آئي - جسوقت لڑنيوالے فريقوں كي جانيں مضمحل هو جائنگي ، اسوقت آسٹريا اپني تازه دم اور اعلى درجے كي سپاه ليكر بيچ ميں آ كر [illegible] ديكهنا ! هم يه چاهتے هيں اور يه نہيں چاهتے -

عساكر عثمانيه

اب تركي فوج كي [illegible] كي جاتي هے - هميں توقع هے كه ساتويں نظام ڈويژن (كرک كليسه) ميں ، دسويں ڈويژن (اڈريا نوپل) ميں ، اور نويں ڈويژن (بابا ايسكي) ميں مع نئے ريفل بٹالين اور اسپ سواروں كے مجتمع كردي گئي هونگي جس انتظام كي وجهه سے روڈوپ كے مشرقي سرحدي راستے اور پگڈنڈياں تركوں كے قابوں ميں رهينگي - شائد پردے كے پيچهے اول ، دوم ، سوم اور چهارم تركي آرمي كور بهي جمع هو رهي هوں ، اور جزيره نماے گيلي پولي ، ديديا غچ ، اور باسفورس ، اور پايه تخت كي حفاظت كے لئے چار اور فوجي جمعيتوں كي ضرورت محسوس هو جو ابتک غير مكمل هيں - ليكن قسطنطنيه ميں اسوقت درجهٔ اول كي رديف فوج كي دو ڈويژنيں موجود هيں اور بہت جلد انهيں اصلي فوجوں كي جگه ليني پڑيگي - درجهٔ دوم رديف كي ٥ ڈويژنيں شائد بابا ايسكي ، اڈريا نوپل ، گماجينا ، كرجاي اور ايلبر ميں هتياروں سے ليس هورهي هونگي - شائد (تهريس) ميں انهيں فوجوں كو پہلي لڑائي كي ضرب اٹهاني پڑے -

آخرترين ترتيب كے مطابق تركوں كے فوجي كوروں ميں پياده فوج كي تين ڈويژنيں ، تين رجمنٹيں ، هر ايک ميں تين بٹالين ، دو يا تين رجمنٹوں كا ايک اسپ سوار بريگيڈ ، ٣٦ توپيں ، انجينيروں كي ايک بٹالين ، برج ٹرين ، اور مددگار فوج شامل هونگي - عملاً هر كور (فوجي حصه) ميں تين ڈويژنيں نہيں هيں ، اور نه تمام ڈويژنيں ١٢ بٹالين كي هيں ، حالانكه ايسا هي هونا چاهئے تها ، ليكن اول فوجي انسپكشن ميں ، جسميں ٤ فوجي كور شامل هيں ، تقريباً تمام بٹالين داخل هونے تهي -

اڈريا نوپل كے مضبوط قلعوں ميں ، جو چار فوجي كور چند رديف ڈويژنوں كي مدد سے بلغاري چڑهائي كي بلا شبه مهيب مدافعت كرنے پر قادر هونگے ، ليكن اگر [illegible] ت پر كمک نه آجائگي ، تو شائد بيک حمله آورانه پہلو اختيار نكر سكيں -

آپ شاید سمجھتے هیں که ابهي الهلال نے کچهه بهي شهرت نهیں پائي هے' حالانکه اسکي قبولیت اور پسندیدگي کي کوئي انتها نهیں - اسکا سبب صداقت ' محبت قومي ' بےغرضي و ایثار هے - اگر دل میں جناب کے روپیه کا نفع مد نظر هوتا تو یه یقین هے که الهلال کي یه منزلت نهوتي .... میرے والد نے مجهسے اسکا ذکر کیاکه اگر مولانا حق گوئي کي تلخي پرکوئي شیریں ته جما دیا کریں تو آساني سے حلق سے فرو هو جانے کي امید هے - کیونکه طبیب جسطور پر هو سکتا هے' مریض کو دوا پهنچاتا هے تاکه مریض کو شفا هو جاوے - اگر بے وقوف اور نا عاقبت اندیش مریض نے دوا کو کڑوا سمجهکر استعمال نکیا تو اوسکے تندرست هونیکي کوئي امید نهیں هوسکتي

جناب مولوي اشفاق النبي صاحب سب انسپکٹر پولیس شاه آباد (رامپور)

کاش کسیطرح سے آپکو یه علــم هوجاتا که آپکي تحریر میں کیا اثر هے ؟ میں نے بچشم خود یه دیکها هے که خدا سے ایسے باغي مسلمان' جنکو دولت و حکومت نے خدا کے سامنے بهي خم هونے کي اجازت ندي' آپکے رسالے کو اونهوں نے چوما ' آنکهوں سے لگایا ' اور بچوں کیطرح پهوٹ پهوٹ کر رو دیے - میرے نزدیک یه کامیابي کوئي معمولي کامیابي نهیں هے - میں خدا کا شکر کرتا هوں اور آپ سے درخواست کرتا هوں که آپ بهي هزاراں هزار شکر ادا فرمائیں -

میں نے آپکے رسالے کے گرد مجمعے دیکهے هیں ' مکان میں لیجا کر خانودان حرم کو سناتے دیکها هے' اور وه منزلت دیکهي هے جسکو اگر آپ ملاحظه فرماتے تو واللہ بے حد متعجب هوتے -

---

(از جناب مولانا حبیب الرحمن خان صاحب شروانی رئیس بهیکم پور)

الهــلال کے ساتهــه جو ضمیمه طلب رائے کا شائع فرمایا گیا هے اوسکا جواب یه نیاز نامه هے - یه کانفڈنشــل نهیں هے - لهذا اوسکے اخفا کی ضرورت نهیں -

(۱) اولاً اصول دعوت الهلال - تو اس سے مجهے بالکل اتفاق هے اور یه میرا دلي عقیده هے که اگر مسلمان زنده هوسکتے هیں اور رهسکتے هیں تو صرف اتباع کتاب الله و سنة الرسول سے (صلی الله علیه وسلم) روح یه هے اور باقي اور چیزیں بمنزله دیگر ضروریات زندگي هیں - جب میرا یه عقیده هے اور ضرور هر مسلمان کا یة عقیده هوگا تو ظاهر هے الهلال کے اس اصول سے که " مسلمانوں کو اونکے زندگي کے هر عمل و عقیده اتباع کـتاب اللــه و ســنة رســول اللــه کے طرف بــلانا " کســطرح اختلاف هوسکتا هے ؟

(۲) دو باتوں سے مجهکو اختلاف هے - اولاً الهــلال کے مباحث کے وسعت سے - پولیٹکس' تعلیمات' مذهبي ریفارم وغیره یه امور ایسے هیں که انمیں سے هر ایک پرحقیقي بحث کے لیے پوري توجه کي ضرورت هے - اور جس حالت میں که اس وقت هم هیں' ایک شخص واحد کا ان تمام امــور سے کامیــابي و تسلسل کے ساتهه بحث کرنا نا ممکن هے ' لهذا میرا خیال هے که آپکو اپنا موضوع محدود کرلینا چاهیے' بحث کے واسطے مبحث کے تمــام ماله وما علیه سے واقف هونا اور بعد واقفیت غور و تامل لازم هے ' بدوں اسکے اگر رائے کا اظهار هوگا ' تحقیق کے پایه سے گرا هوا هوگا -

مثلاً آپ محمڈن کالج کي پالیسي ' اوسکے طرز عمل' اوسکے طلبا' اوسکے مهتموں کي نسبت بحث کرنے میں اظهار رائے فرماتے هیں - میں اوس تجربه اور علم کے رو سے جو مجهکو برسوں کے واقفیت سے حاصل هے ' محســوس کرتا هوں که وه رائیں بارها پایهٔ تحقیــق سے گري هوئي هوتي هیں - اگر مزید تفصیــل آپ طلب فرمائیں تو گذارش کي جایگي -

ثانیاً - خشونت لهجه - کلام مجید میں حضرت موسیٰ کو جو شان جلال کے مظهر تهے ' فرعون کے مقابله میں جو سرکشي کا نمونه تها ' لینت کي تعلیم فرمائي گئي - خود حضــرت سرور عالم (صلی الله علیه وسلم) کے نسبت ارشاد هوا که لینت باعث کامیابي تهي' درشتي باعث ناکامیابي هوتي ' اس صورت میں الهــلال کا سخت لهجه کهاں تک کامیاب و مطابق تعلیم رباني هوگا - میں اس امر کا سخت موید هوں که اصــلاح کے لیے صاف گوئي ' بیبــاکانه روک ٹوک ' اور گرفت کي اشد ضرورت هے لیکن یه سب کچهــه ایسے لهجه سے بهي هوسکتا هے جو سخت نهو اور یقیناً لینت بمقــابله خشونت قلوب میں زیاده دیرپا اور گهرا اثر پیدا کرتي هے ' اور یهي مقصود تلئین - الهلال کا لٹریچر مجهکو تو بیحد پسند هے اور میں اوسکے پڑهنے میں ایک روحي سرور محســوس کرتاهوں مگر میرا خیال هے که عام قارئین الهلال کے فهم سے شاید بالاتر هو' اور اسلیے مبــادا اوسکا نفع محدود رهجاتا هو -

---

از جناب مولانا محمد یعقوب صاحب (مونگیر)

ادام الله شموس افاضتکم طالعة علی المسلمین

اس عاجز نے تمام پرچونکو ابتداے اشاعت سے اسوقت تــک جســقدر شائع هوے بخوبي دیکها ' میري عقــل ناقص میں الهلال اس غرض و غایت کے لیے منفرد هے که مسلمانوں کو انکے زندگي کے هر عمل و عقیدے میں اتباع کتاب الله و سنت رسول الله کي طرف بلاتا هے اور انکي پولیٹکل مصالح کے لیے بهي وه اسي اصول کو نهایت زوروں کے ساتهه پیش کرتا هے - بے شک هماري دنیاکي زند گي بهي اوسي قانون الهیه کے ساتهه مربوط هے ' هم دین کو دنیــا سے علحده نهیں کرسکتے اسلئے همارے طرز معاشرت کے قوانین کا مجموعه وهي کتاب الله و سنت رسول الله هے - اخلاقي و تمدني و سیاسي اعمال و عقاید کو کتاب الله و سنت رسول الله سے علحده سمجهنا کفر صریح سمجهتا هوں - من یطع الله و رسوله فقد فاز فوزا عظیما - بے شک همکو الهلال کے دعوت سے اتفاق هے - فقط ایک امر موجوده حالت کے اعتبار سے قابل گذارش هے وه یه هے که هم و نیز همارے مصلحین عام اس سے که طبقه علما میں سے هوں یا غیر علما سے ' وه جسقدر کهتے هیں کرتے نهیں : یا ایها الذین آمنوا لم تقولون مالاتفعلــون - یهي وجهه هے که هم مسلمانوں میں وه غیرت و جمعیت وه صبر و اســتقلال وه عزم واراده جسکي دعوت آپ دیتے هیں' جستجو اور کوشش کا محتاج هے اسی وجهه سے همارے مصلحین کا طبقه بهي (کل قول لا یصدقه الفعل فهو کذب) کے کلیه کے ماتحت معلوم هوتا هے - اگر هر مسلمان ایک دوسري کي غلطي و غلط روي ظاهر کردیا کرے اور کشیدگي و رنج آپسمیں نه هو تو مسلمانوں کے دن ضرور پهر سکتے هیں - جناب والا نے احقاق حق کے طرف لوگونکو دعوت دي - اکثر الناس کو الحق مر کے اعتبار سے جناب والا کي باتیں کڑوي معلوم هوئیں تو دست و گریباں هوکر لڑنے کے لیے مستعد هوگئے - پس ایسے حالت میں ناصحین اس آیه شریف پر نظر فرمایں (ابلغکم رسالة ربي ولکن لاتحبون الناصحین) اسوقت بلا خوف لوم لایم جوگراں بها نصایح آپ لوگونکو دے رهے هیں' وه قابل صد قدر و شکر گذاري هے -

میرا خیال هے که الهلال کے اصول دعوت سے وهي شخص مخالف هوسکتا هے جو افرایت من اتخذ الهه هواه کا مصداق هے ایسے لوگوں کي باتونکو خیال میں لانا هي بیجا هے - ولا تطع من اغفلنا قلبه عن ذکرنا واتبع هواه وکان امره فرطاً -

اسکي تفصيل اگر لکھوں تو الهلال کا پورا ایک نمبر مطلوب هو - مشکل تو یه هے که هردو بلاؤن میں معلوم نهیں هوتا ' چهوتي کون سي هے که اسکو اختیار کرلیا جاے - آج سے چند سال پیشتر خود هندو قوم نے همکو اپنے ساتهه شریک هونیکي دعوت دي - لیکن همارے لیڈرون نے همیں بیسیون طرحکے فرضي خطرات دکھا دکھا کر اس شرکت سے باز رکھا - میں ذاتي طور سے - کچهه شک نهیں - اسوقت اس اتحاد کے مخالف تها - سنه ۵۷ همیں بهولا نهیں - کریں سب اغیار اور سزا بهگتنے کو هم - اگر هم انکي دعوت کو قبول کرلیتے تو یقیناً همارا بهت برا حشر هوتا - لیکن خدا جانے لیڈرون کو رو سیاه لیڈرون کو کیا هوگیا ' جو همیں اسوقت هندون سے جدا رهنے کي تلقین کرتے تھے ' آج همارے ان سے ملنے کو همارے حق میں تریاق و اکسیر بتا رهے هیں - بهر حال یه ایک عبث بحث هے ' اسکا فیصله خود زمانه کردیگا - آپ جو فرض اپنے ذمه لے چکے هیں ' اسي کو پورا کریں - لوگ مسلمان بن جائیں - اور کسي چیز کي ضرورت نهیں -

یه میري راے تهي - میں نے اسے لکھدیا ' اور صاف صاف لکھدیا - لیکن اس سے میں انکار نهیں کرسکتا که اب بوجه وسیع المعلومات اور صاحب نظر هونے کے ان امور کو مجھسے بهتر سمجھتے هیں - چونکه بموجب ارشاد اپني راے ظاهر کردیني ضروري تهي اسلیے عرض کردي گئي -

(۵) اب رهالب و لهجه - سو مجھے اس سے بکلي اتفاق هے بلکه کاش مجھے بهي ایسي قوت بیانیه اور سحرنگاري ملتي تو میں بهي تحریرو تصنیف کو اختیار کرتا - نه براے وصول زر' بلکه محض به نیت خدمت قوم - البته قوت لایموت لینے کو میں اپکي طرح داخل گناه نهیں سمجھتا -

میں پهر عرض کرونگا که آپکا پالیٹکس کو الهلال کے موضوع سے خارج سمجھنا اظهار کمزوري هے' اور نیز اپنے اصول سے بهي قدرے انحراف هے' علی الرغم اعدا کهیے اور ڈنکے کي چوٹ کهیے که پالیٹکس الهلال کا خاص موضوع هے -

اگرچه عمده راے کیلیے یه امر از بس ضروري تها که گیاره کے گیاره پرچون پر کم از کم ایک نظر اور پڑتي ' لیکن افسوس هے که اسکے لیے بهت وقت درکار هے' اور آپکو حصول آرا میں عجلت - خیر' جو کچهه سرسري مطالعه کا نتیجه هے' پیش کیے دیتا هوں -

لیکن رخصت هونے سے پهلے یه بات بهي کهني چاهتا هوں که اگر آپ میري تحریر اور خیالات کي خامیوں سے چشم پوشي کرسکیں اور اگر الهلال جیسے عالي قدر پرچے کے مقام سے یه فروتر نه هو تو بخوشي اسے ایک گوشه میں جگهه دیں - یه میرے لیے باعث صد افتخار هے لیکن میں تاکید بهي نهیں کرتا - کیونکه من آنم که من دانم -

---

از جناب مسٹر سید علی نقي صاحب (امروهه)

آج الهلال کي پالیسي اور موجوده روش کي متعلق کچهه عرض کرنیکا قصد کر رها تها که عین انتظار میں الهلال پهونچا - " الهلال " کي صورت دیکھکر ' نا ممکن هے که بغیر ختم کئے هوئے کسي دوسرے کام میں دل لگے - اور جب الهلال ختم هوجاتا هے تو ایک هفته کے سخت انتظار کي بهیانک شکل سامنے آکر عجیب طرح کي تکلیف دیتي هے - الغرض لکھنؤ کي تهذیب و شایستگي کے ایک اعلی نمونه کي مراسلت نظر پڑي اور ساتهه هي آپ کي طرف سے اسکا جواب بهي -

خیر - اس ننگ اسلام نے آپکو جو کچهه لکها - اسکا جواب اس سے بهتر نهیں تها جو آپنے دیا - مگر افسوس اسکا هے که اسنے اپنا نام کیوں نهیں ظاهر کیا ؟ کم سے کم اسکو بهي یه معلوم هوجاتا که اب مسلمان وه مسلمان نهیں رهے جیسا وه خود هے ' یا جیسے اسکے همدرد اور معاونین هونگے ....

یه نهیں سمجھتا که ایک الهلال کے اڈیٹر کو چار باغ اور امین آباد کي سڑک پر (خاکم بدهن) هلاک بهي کردیگا ' تو اس سے کیا هوگا ابتو ساري دنیا الهلال بنتي جاتي هے - تین هي مهینے میں الهلال نے هزاروں مسلمانوں کے دلونمیں وه تڑپ اور بیقراري پیدا کردي هے جسے تیرے ...... هاتهه اور ...... هتیار کیا ' دنیا کي زبردست سے زبردست قوتیں بهي نهیں مٹا سکتیں - کس کس الهلال کو تو اور تیرے لیڈر مٹاینگے ؟ افسوس مسلمانوں میں ایسے ...... دهن اور ...... طبیعت وجود ابهي موجود هیں - هم کیا شکایت کریں اُن روسي ظالموں کي جنهوں نے عشره کے روز مقدس عاشقان اسلام کو پهانسي پر چڑهایا تها اور جسکا خوني منظر اسي رساله کے اندر دکهایا گیا هے -

الهلال کي پالیسي کي نسبت بهت مختصر طور عرض کردینا کافي هے ایسے وجودوں کے سوا کوي مسلمان ایسا نهیں هوگا جو الهلال کي پالیسي کو سخت کهه سکے - بات یه هے که اردو اخبار دیکھنے والونکو عادت تو هے .... کے دیکھنے کي (الهلال) انهیں کیا پسند آے ؟ .... مگر خدا کیلیئے آپ اپني رفتار سست کبهي نه کیجیئے - اب هماري طبیعتیں پهیکے شربت سے سیر نهیں هوسکتیں - اب مسلمانوں کي آنکهیں الهلال جیسے اخبار ونکو ڈهونڈ رهي هیں -

میں قسم کهاتا هوں که اپنے دیگر سته ضروري کاموں کي طرح الهلال کي توسیع اشاعت کو بهي آینده سے اپنا فرض زندگي سمجھونگا -

---

جناب مولوي اسحاق النبي صاحب خلف الصدق مولوي اشفاق النبي صاحب از (شاه آباد)

میري طلب پر جناب نے الهلال کے پرچے ویلو پي ایبل کے ذریعه سے بهیجدیے لیکن جس روز سے ویلو وصول کیا گیا هے' پهر کوئي پرچه وصول نهیں هوا' حالانکه اسوقت تک اور دو پرچے وقتاً فوقتاً پهونچنا چاهیے تهے - میرے پاس دو روزانه اور ایک هفته وار اخبار همیشه آتے هیں اور میں ' دیکھتا هوں که جیسے روزه دار کو شلم کا انتظار هوتا هے ' اوسیطرح میرے والد کو ڈاک کا انتظار هوا کرتا هے لیکن جس روز سے الهلال کے پانچ پرچوں کا پلنده پهنچا هے اُس روز سے آجتک بے طرح والد ماجد کو بوجه نه آنے الهلال کے تکلیف هے ' مجھسے والد فرماتے هیں که میں نے مدت العمر میں کوئي اخبار ایسا دلچسپ اور کار آمد اور قوم کے واسطے مفید نهیں دیکها هے - مضامین کے هر هر لفظ سے ظاهر هوتا هے که قوم کي حالت پر آنسو بهاتے وقت یه موتي ٹپکے هیں - مجھسے والد ماجد نے فرمایا کو میرے دلپر کبهي کسي مضمون سے اسقدر رقت طاري نهیں هوئي هے ' جسقدر الهلال کو پڑهکر طاري هوتي هے -

مجکو پڑهنے لکھنے سے فرصت نهیں ملتي ورنه میں منادي کرتا که هر مسلمان اسکو خریدے - لیکن میرے والد نے اسکام کو اپنے ذمه لیا هے ' وه فرماتے هیں که میں کم سے کم ۲۵ پرچے بکوانے کي کوشش کرونگا جس سے قوم کو بے حد نفع پهونچ سکتا هے ' اور ممکن هے که زیادتي اشاعت سے مطبع کے نقصان میں کمي هوجاے - مگر والد کو یه شکایت هے که لوگ ۸ روپیه پوري قیمت دینے کے بجاے ' اپنے بچونکے نام جاري کرانے پر زیاده مائل هیں -

....

(آئیندہ نمبروں کیلئے جو تصویریں طیار ہیں)

(اُن میں سے بعض کی فہرست)

(مشاہیر)

مسٹر فضل الرحمن صاحب از (بانکی پور)

الہلال اتباع کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کی طرف بلاتا ہے' کون مسلمان ہے جو اسلام کے ساتھہ اس دعوت کے شمول سے انکار کر سکے ؟ یقین جانیے کہ اس پر آشوب زمانہ میں آپکو میں ایک بہت ہی بڑی اخلاقی قوت سمجھتا ہوں - امت مرحومہ کی یہ خوش قسمتی ہے کہ ایسا آدمی پیدا ہوا - آپ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تلقین جن رعد آسا لہجوں اور زلزلہ انگیز لفظوں میں کیا کرتے ہیں' اور جس کے زور و شور کے رعب و ہیبت سے نفاق اور قوم فروشی ہمارے لیڈروں کے سینوں میں پڑی ہوئی کانپ رہی ہے' اور نیز جس بلند آہنگی سے آپ ان خود ساز زبردستی کے پیشوایان ملت کی خفیہ سیہ کاریوں کی پردہ دری کیا کرتے ہیں - یہ در اصل مظاہر ہیں اس اخلاقی جرأت کے ' جسے ہر موحد کے دل میں لازمی طور پر ہونا چاہیے اور جس کی نظیر آجکل بالکل نایاب ہے - اگر قوم میں ایسے جری' راست باز' راست گو' راستی پسند کچھہ اور لوگ ہوجائیں' تو قوم کی قسمت آج پلٹ جائے اور اسکی بدبختی کا آج ہی خاتمہ ہو جائے - آپ کے لب و لہجہ میں بھی مجھے کوئی بات قابل اعتراض نظر نہیں آتی - کیا اب وقت اسکا ہے کہ ہم میٹھے میٹھے نرم نرم الفاظ خوشامد کے منہہ سے بولیں ؟ یہ وقت اضطرار ہے اور اضطرار میں سب باتیں جائز ہیں اور پھر یہ تو غیر ممکن ہے کہ کوئی مفید کام بلا اسی کو راہ پہنچائے انجام پاسکے -

مختصر یہ کہ آپ جو کچھہ بھی کرتے ہیں' مجھکو اس سے بالکل اتفاق ہے -

جناب مولوی عطاء الرحمن صاحب ایم - اے - پروفیسر راجشاہی

بجواب ضمیمۂ الہلال عرض یہ ہے کہ الہلال کے اصول اور پالیسی سے مجھے پورا اتفاق ہے - میرا عرصہ سے یہی خیال رہا ہے کہ مسلمانوں کو قومی ترقی ہرگز نصیب نہوگی جب تک قرآن کریم کے بتائے ہوے مسلک پر وہ نہ چلینگے - اگر وہ (اعلون) کے زمرہ میں داخل ہونا چاہیں تو اونہیں (مومن) ہونا ضروری ہے -

ہاں البتہ بعض اوقات آپ کے مضامین میں کسی قدر درشتی ہوتی ہے - میں اسکا بھی مخالف نہیں اگر سختی کے جواب میں سختی ہو - ایک حضرت نے ایک بڑی رقم اعانتاً دینی چاہی - اونکی اعانت قبول کرنا آپ کے اصول کے خلاف تھا تو نرمی سے آپ جواب دے سکتے تھے - لیکن آپکے مضمون میں غیر معمولی سختی تھی ' جو کہ آپ جیسے بزرگ کے شایاں شان نہیں - دیگر عرض یہ ہے کہ الہلال کو آپ ایک میگزین کے طرح شایع کر رہے ہیں - شاید یہی آپ کا مقصود ہو - لیکن ساتھہ ہی ایک اخبار کا فرض بھی ادا کرنا ضروری ہے - یعنے جیسے آپ اعلی مضامین قومی و مذہبی امور پر لکھتے ہیں - ویساہی دو چار صفحے خبروں (علی الخصوص اسلامی خبروں) کے لیے بھی علیحدہ رکھہ چھوڑنا چاہیے - راے قایم کرنے کے لیے خبروں کا جاننا بھی ضروری ہے - جس سے کسی قوم یا ملک کے نشیب و فراز کا علم ہوتا ہے -

مسٹر اظہر علی صاحب آزاد ایم - آر - اے - ایس تحصیلدار خلیل آباد (بستی)

جیسا کہ میں کل کے عریضے میں عرض کرچکا ہوں میں اپنی ذاتی راے کو کسی طرح قابل وقعت نہیں سمجھتا نہ میں اس قابل ہوں کہ آپکے سے عالم متبحر کے آگے زبان کھول سکوں - میرا آپکو کسی معاملے میں صلاح دینے کی جرأت کرنا حکمت بہ لقمان آموختن کا مصداق ہے - ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ -

گاہ باشد کہ کودکے ناداں * بغلط بر ہدف زند تیرے

میں نے جو کچھہ عرض کیا ہے اسکا لب لباب صرف ایک مصرعہ میں ادا ہو سکتا ہے -

زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز

میرے نفس مطلب کے ادا کرنیکے لیے ایک ہی مصرعہ اور ہے جس سے میں مدد لے سکتا ہوں - مصرعہ

با ہمیں مردماں بہ باید ساخت

....

یہ سب صحیح ہے مگر کیا یہ باتیں اخبار میں چھاپ دینے کے قابل تھیں ؟ میں عرض کرونگا کہ نہیں ' اور ہرگز نہیں - کیوں ؟ وجہ صاف ظاہر ہے - نہ اسلیے کہ ہم میں اخلاقی جرأت کی کمی ہے بلکہ اسلیے کہ جو کام آپ کرنے جا رہے ہیں آسکے لیے ان باتوں کا اظہار سد راہ ہوگا اور آسان کام مشکل بن جایگا - قوم اپنے لیڈروں کی مرید ہو رہی ہے - ایک لفظ انکے خلاف سننا گناہ کبیرہ ہی نہیں بلکہ کفر سمجھہ رہی ہے - اگر آپ اسکے خلاف زبان کھولینگے تو جو لوگ اسوقت آہستہ آہستہ آپکے گرد و پیش جمع ہونا شروع ہو چکے ہیں سب کے سب ایک سرے سے کافور ہو جاینگے اور آپکے تلخ پند و نصایح کی صف شکن گولیاں صرف ہوا میں رایگاں جائیں گی -

(جناب غلام نبی صاحب وائس پوسٹل ڈیپارٹمنٹ گوجرانوالہ پنجاب)

بجواب استفسار عرض پرداز ہوں کہ مجھے الہلال کی دعوت سے اصولاً اتفاق ہے - آپکی طرز تحریر' لب و لہجہ' اور طریقۂ اظہار خیالات بھی خالص اسلامی ہیں - آپ وہی لکھتے ہیں جو قوم کے دل میں ہے - اسکا ثبوت و اثر میں اُن پُر شوق و مسرور چہروں پر دیکھتا ہوں' جو ہر ہفتہ آپکا قیمتی جرنل پڑھنے کے لئے میرے مکان پر آتے ہیں ' بلا استثنی ہر شخص الہلال کے صفحات پر وجد کرتا ہے - خدا کرے کہ یہ ننھا سا پودا جسے آپ اپنے خون دل سے سینچ رہے ہیں' بڑھکر ایک تنومند درخت بن جائے اور ہندوستان کی موجودہ لامذہبی اور الحاد کی کڑکتی دھوپ سے اپنے ننگے جسموں کو بچانے کے لیے اسکے ٹھنڈے اور گھنے سایہ میں پناہ لیں - میرے دماغ میں خیالات کے ہجوم ہیں' مگر قلت فرصت سے مجبور ہوں - اس ایک جامع و مانع شعر پر قناعت کرتا ہوں -

ادا اُنکی نمک پاش جراحت ایسی ہوتی ہے
کہ دل اندر سے بول اُٹھتا ہے لذت ایسی ہوتی ہے

(ایک بزرگ از رامپور)

ابتداے اشاعت سے الہلال کے کل پرچے بغور مطالعہ کیے - اور گو سب نہیں تو اکثر تو ضرور دوست احباب کو بھی دکھائے - قسم بخدا جس نے دیکھا حیران ہوگیا - میں نہیں جانتا کہ آپکے بیان و طرز تحریر میں کیا جادو ہے ' جو ہر ایک شخص کے دل پر ایک خاص اثر ہوتا ہے - یقیناً یہ تاثیر آپکی سچی قومی خدمت و ہمدردی کا نتیجہ ہے - خداوند عالم آپکو باین خلوص و محبت ہمیشہ زندہ و سلامت رکھے -

آپنے جو اصول الہلال میں قرار دیے ہیں' وہ در اصل اسلام اور مسلمان بننے کے اصول ہیں پھر یہ کسطرح ہوسکتا ہے کہ کوئی مسلمان (خواہ وہ آپکی محبت بھرے دل کی حالت سے واقف ہو یا نہو - نیز آپکا دوست ہو یا دشمن ہو - مگر شرط یہ ہے کہ نور ایمان سے اوسکا دل منور ہو) اون سے اختلاف کرے ؟

مجھکو نہ صرف آپکے اصول ' بلکہ جملہ فروعات و جزئیات سے بالکل اتفاق ہے - اور میں بلاخوف تردید صاف لفظوں میں کہتا ہوں کہ جن لوگونکو آپکی تحریر تلخ اور کڑوی معلوم ہوتی ہے وہ الحق مرض کا مقتضا ہے' آپکی تحریر کا اسمیں کوئی قصور نہیں -

روزانہ

—:—

جو ہفتہ وار الہلال کی صوری و معنوی خصوصیات
کے ساتھ عنقریب شائع ہوگا

—*—

ہر مقام پر ایجنٹوں کی ضرورت ہے
جنکو غیرمعمولی کمیشن دیا جائے گا - درخواستیں بہت
جلد آنا چاہئیں -

—*—

ھذا بیان للناس ، و ھدی و موعظة للمتقین
(۳ : ۱۳۲)

—*—

دفتر الہلال کا ماہوار رسالہ

جسکا اصلی موضوع یہ ہوگا کہ قرآن کریم اور اسکے متعلق تمام علوم و معارف پر
تحقیقات کا ایک نیا ذخیرہ فراہم کرے' اور ان موانع و مشکلات کو دور کرنے کی
کوشش کرے' جنکی وجہ سے موجودہ طبقہ روز بروز قرآن کریم کی تعلیمات سے
نا آشنا ہوتا جاتا ہے لیکن ساتھہ ہی تقریباً آٹھہ ابواب اور بھی ہونگے جنکے
نیچے مختلف موضوع و بحث کے علمی و مذہبی مضامین شائع کیے
جائیں گے - ضخامت' وضع و قطع' اور حسن طبع و حروف کی
نسبت اسقدر کہدینا کافی ہے کہ انشاء اللہ الہلال کی طرح
یہ بھی آردو پریس میں پہلا ماہوار میگزین ہوگا
و ما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت
والیہ انیب

لاتهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad

7-1, MacLeod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12

مدیر مسئول و خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

کلکتہ : چہارشنبہ ۲۵ ذیقعدہ ۱۳۳۰ ہجری

Calcutta : Wednesday, November 6, 1912.

جلد ۱ — نمبر ۱۶-۱۷

فہرس

تصاویر

اطلاع

اگر کسی صاحب کو کوئی پرچہ نہ پہنچے، تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتے کے اندر اطلاع دیں، ورنہ دفتر تعمیل درخواست سے معذور سمجھا جائے - تبدیلی نشان کی اطلاع جو کم از کم ایک ماہ کے لیے ہونی چاہیے، نمبر خریداری کے ساتھہ فوراً دیجیے، ورنہ کوئی پرچہ اس سبب سے تلف ہو جائیگا تو دفتر اسکا ذمہ دار نہیں - نمونے کے پرچے کے لیے چار آنے کے ٹکٹ آنے چاہئیں یا وی - پی کی اجازت - براہ کرم خط و کتابت میں اپنا نمبر خریداری ضرور لکھیے ورنہ جواب سے دفتر مجبور ہے -

(۲) اس ہفتے چونکہ دوگنی ضخامت میں پرچہ شائع کیا جاتا ہے اسلیے علحدہ تصویروں کی اشاعت آیندہ پرچے پر ملتوی کردیگئی، کیونکہ پوسٹ آفس کی شرائط کے مطابق وزن بے حد بڑھجاتا اور معمولی شرح میں نہ جاسکتا -

(۳) آیندہ نمبر میں موجودہ جنگ کی متعدد تصویریں اصل رسالے میں، نیز علحدہ چھاپ کر شائع کی جائینگی - ناظرین اپنے لطف و نوازش سے ہمیشہ لکھتے رہتے ہیں کہ الہلال کا انتظار ان پر نہایت شاق گذرتا ہے، مگر ہم نے کبھی الہلال کو اسکا مستحق نہ سمجھا، لیکن آیندہ نمبر میں علاوہ اور تصویروں کے، ایک خاص تصویر جو شائع کی جائےگی، اسکی نسبت ہم خود ناظرین کو شوق دلاتے رہیں کہ وہ انتظار میں جس درجہ بے چین و مضطرب رہیں، کم ہے -

مسلک علمائے دیوبند کی ترجمان ○ پاکستان کی عظیم مثالی درسگاہ

ابتداء ایک چھوٹی سی کچی مسجد سے ہوئی۔ اور اس وقت مدرسہ کی عمارات تقریباً ۴۲ کنال رقبہ پر پھیلی ہوئی ہیں۔ کتب خانہ ۳۰×۲۰ جس میں تقریباً دس ہزار کتب ہیں۔ دفتر اہتمام، دفتر محاسبی، دار الضیوف، دفتر نظامت، تہہ خانہ، خوبصورت مسجد ۵۰×۸۵، باورچی خانہ اور ۱۲ درسگاہیں، ۵۰۰ طلباء کے لئے رہائشی کمرے، اساتذہ کی رہائش کے لئے ۲۰ باپردہ مکانات، تعداد طلباء چار صد تعلیم ابتدائی عربی سے تا دورۂ حدیث، میٹرک تک علوم عصریہ، دینی علوم کے مناسب دستکاریاں مثلاً جلد بندی، کرسی بافی، اٹیچی کیس بنانے کی تربیت اور ہونہار طلباء کو ٹائپ وغیرہ بھی سکھلائی جاتی ہے۔

اخراجات: اڑھائی لاکھ سے متجاوز، ہزار من گندم اس پر مستزاد، مستقل آمدن کوئی نہیں۔

دار الافتاء: جس سے ہر سال ہزاروں فتوے جاری کئے جاتے ہیں۔ دار التصنیف سے ہر سال کئی رسائل و کتب شائع کی جاتی ہیں۔

دار التبلیغ: جس کے تحت چار باقاعدہ مبلغین ملک کے ہر کونے میں مصروف تبلیغ ہیں۔ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے سلسلہ میں اسلام آباد میں مرزا ناصر کے بیان پر جرح کے دوران، مرزائیوں کی بعض نایاب کتب، سید محمد رفیق شاہ صاحب ایم۔ این۔ اے کے ٹیلیفون کرنے اور آدمی بھیجنے پر اسلام آباد بھجوانے کا شرف بھی ادارہ کو حاصل ہے۔

آکابرین ملت میں سے حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب، مولانا اعزاز علی صاحبؒ، مولانا محمد منظور نعمانی، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ، مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ، مولانا سید محمد یوسف صاحب بنوریؒ، مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ، مولانا شمس الحق افغانی، مولانا محمد عبد اللہ درخواستی، مولانا مفتی محمود صاحبؒ، حضرت رائپوریؒ، پروفیسر ایوب قادری کراچی اور بہاولپور ڈویژن کے کمشنر صاحبان، جناب ہاشم رضا، مسرت حسین زبیری، میر عجم خاں، اے۔ کے خالد، رانا سلیم اختر کے علاوہ بہت سے دیگر افسران بالا بھی تشریف لا چکے ہیں۔

نوٹ:- ادارہ ہذا کو دیئے جانے والے عطیات ۱۷-۱۳۷- آئی ٹی پی ۴ انکم ٹیکس ایکٹ ۱۹۲۲ کے تحت انکم ٹیکس سے مستثنیٰ ہیں۔ اور امسال بانی مدرسہ حضرت مولانا فضل محمد فوت ہو گئے ہیں۔ لہٰذا احباب خصوصی توجہ فرمائیں۔ انکے اخلاص سے مدرسہ نے اتنی ترقی کی ہے۔

محمد طیب قاسم مہتمم مدرسہ عربیہ قاسم العلوم فقیر والی ضلع بہاولنگر

جب کبھی بلاد اسلامیہ پر کوئی مخالف حملہ کرے ' اور انکی حفاظت خطرے میں ہو ' تو اُس وقت ہر مسلمان پر احکام خمسۂ اسلام کی طرح فرض ہوجاتا ہے ' کہ ان تینوں قسم کے جہاد کیلیے جس حال میں ہو ' اٹھہ کھڑا ہو ' اور اگر ایسا نہ کرے ' تو اسکی تمام عبادات مالی و بدنی باطل و بے سود ہیں ' کیونکہ نماز اور روزہ اُسی وقت تک ہے ' جب تک کلمۂ توحید کو بقا ہے ' لیکن جب جڑ خطرے میں ہو ' تو شاخیں قایم نہیں رہسکتیں -

آج جس حالت کو ہم اپنے سامنے دیکھرہے ہیں ' وہ احکام و شرائط شریعت کے مطابق ٹھیک ٹھیک فرضیت جہاد دفاع کا وقت ہے - اعلان جنگ کے ساتھہ ہی ہندوستان کے ہر مسلمان پر جہاد شرعی فرض ہوگیا ہے ' اور وقت آگیا ہے کہ اسلام اپنے پیروں سے اخری فرض کے ادا کرنے کا طالب ہو ' جسمیں سب سے پہلے جہاد لسانی و مالی ' اور سب کے اخر جہاد جان و نفس ہے -

میں یہ سطریں لکھہ رہا ہوں ' اور صرف یہ جانتا ہوں کہ قلم سے جو کچھہ نکل رہا ہے ' ایک حکم دینی کا اعلان ہے ' اور نہیں جانتا کہ مصلحت کس کی مقتضی ہے ؟ ممکن ہے کہ کسی موقعہ پر ایک مسلمان کیلیے نماز جمعہ کے موقوف کردینے ' اور نماز کا لفظ زبان سے نہ نکالنے میں مصلحت ہو ' لیکن میں مسلمان ہوں ' اور احکام اسلام کا اتباع ہر مسلمان پر فرض جانتا ہوں ' اسکے سوا مجھے کچھہ نہیں معلوم اور نہ علم کی آرزو -

ہندوستان سے باہر کے اسلامی مصائب کی نسبت ہمیشہ مسلمانان ہند نے یا تو کفر صریح سے کام لیا ہے ' یا نفاق سے - جن اشرار و اشقیا نے کہا کہ ہمیں خلافت عثمانی سے کوئی تعلق نہیں انھوں نے کفر کو خوش کرنے کیلیے اسلام کو زخمی کیا ' اور جنھوں نے اپنی ہمدردی کو انسانی ہمدردی ' یا بہت ہمت کی تو صرف دینی اخوت تک پہنچا کر چھوڑ دیا ' انھوں نے گو اسلام کو پسند کیا ' مگر کفر کے خوف سے ڈرگئے ' حالانکہ بہتر تھا کہ وہ صرف خدا سے ڈرتے : واللہ احق ان تخشاہ ان کنتم مومنین -

اگر میں کہہ سکتا کہ صبح کی نماز مسلمانوں پر فرض ہے ' مگر عصر کی نہیں ' تو کہہ سکتا کہ مسلمانوں پر جہاد دفاع بھی فرض نہیں ہے -

اولیں کام

پس شریعت حقۂ اسلامیہ حکم دیتی ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ کیلیے مستعد ہوجاؤ - اس بنا پر پہلا کام جہاد لسانی ہے کہ حرکت قلوب جامدہ ' غافلہ ارواح انقیاء " اور دعوۃ الی اللہ و کلمتہ کے لیے ہر زبان اللہ کی بخشی ہوئی گویائی کو اسی کے لیے وقف کردے ' اور علی الخصوص اُن شیاطین داخلی و خارجی کے پیدا کیے ہوے وساوس کے قلع و قمع کے لیے شمشیر مجاہد بن جائے ' جنھوں نے مسلمانوں کے لیے طرح طرح کے گمراہ کن مقامی و وطنی اشغال پیدا کرکے انکو حفظ اسلام و تعزز اسلامیہ کی سعی سے غافل کردیا ہے -

دوسرا اقدم و اول جہاد ' جمع مال و فراہمی زر اعانت ہے ' جو فی الحقیقت میدان جہاد کی تقویت کیلیے کم از جمعیۃ فوج و کمک مجاہدین نہیں - اسمیں شک نہیں کہ یہ فرض تقریباً تمام مسلمانوں کے پیش نظر ہے ' اور ہر طرف سے ہلال احمر فنڈ کی صدائیں آرہی ہیں ' لیکن ابتک جو رفتار رہی ہے اور جو پچھلا تجربہ طرابلس کا پیش نظر ہے ' اسکو دیکھتے ہوے بظاہر کسی رقم کثیر کی فراہمی کی امید نہیں -

ہر مسلمان کو بہت جلد وہ ذریعہ سونچنا چاہیے کہ بغیر انتظار وقت کے کوئی قابل تذکرہ مالی مدد ہندوستان سے بھیجی جاے -

مسلمان اور علی گڈہ یونیورسٹی پر اسلام کو ترجیح دیں

مسلمان اگر علی گڈہ یونیورسٹی پر اسلام کو ترجیح دیں ' اگر وہ سمجھیں کہ اسلام کے دم سے علی گڈہ ہے ' مگر علی گڈہ سے اسلام کی زندگی نہیں ہے ' تو وہ اس وقت حفظ کلمۂ اسلام کے لیے بغیر کسی مشکل میں پڑے تیس لاکھہ روپیہ کی شاندار مالی خدمت انجام دیسکتے ہیں - مان لیجیے کہ مجوزہ یونیورسٹی ایک نعمت لازوال ہے ' لیکن نفس اسلام کے بقا کو کچھہ تو اس پر ترجیح دینی چاہیے -

میں اُن لوگوں کے دلوں کی حالت جاننے کیلیے عام نظروں سے بہتر فراست رکھتا ہوں ' جو آج مسلمانان ہند کی مسقف راہنمائی و ریاست پر متمکن ہیں (فی قلوبہم مرض ' فزادہم اللہ مرضا) پس اُنسے میرا خطاب نہیں ' اور نہ تخاطب سے کوئی نتیجہ حاصل ' البتہ عام مسلمانوں سے بمنت التجا کرتا ہوں کہ اس وقت ہماری تیرہ سو برس کی عزت جو ڈوبنے کے قریب ڈوب رہی ہے ' وقت تجویزوں اور دعوتوں کا نہیں ہے ' اولین کام روپیہ کی اعانت ہے اور تیس لاکھہ روپیہ آپکے پاس فراہم شدہ موجود ہے - پس یہ کیا بے غیرتی اور کیسی دل اور روح کی موت ہے کہ زخمی ترکوں کی زبان سے العطش ! العطش ! کی چیخیں آرہی ہیں ' اپکے پاس پانی کا ایک لبریز حوض موجود ہے ' مگر اُن تشنہ کاموں کو اُس سے ایک قطرہ بھی نصیب نہیں ؟ اپنے گھر میں آگ لگ گئی ہے ' پھر یہہ کیا ہے کہ آپ پانی کو کوٹھریوں میں مقفل کر رہے ہیں ؟ کمبخت یونیورسٹی مسلمانوں کے کیا کام آے گی ' جب آج قلی پولی اور قرق قلعسی کے میدانوں نے زخمیوں کو اسکے فنڈ سے مرہم کی ایک پٹی بھی نصیب نہیں ؟ میں کیا کہتا ہوں ؟ حالانکہ یہ الفاظ تو میرے مطلب کے اظہار کے لیے کافی نہیں ' مجھکو کہنا چاہیے کہ اللہ اور اسکے ملائکہ کی لعنت ہو اُس یونیورسٹی پر ' جسکا تیس لاکھہ روپیہ ہندوستان کی بینکوں میں جمع ہو ' اور مسلمان زخمیوں کی صفیں میدان قتل کی برف باری میں ایڑیاں رگڑ رہی ہوں !!

در بادیہ تشنگان بمردند * وز دجلہ بکوفہ میرود آب

لیڈران قوم کو یونیورسٹی عزیز ہے ' گو وہ غلامی اور استبداد کا ایک نیا طوق لعنت ہو ' لیکن اے اخوان ملت ! ہم مومن ہیں ' اور ہم کو ہر شے سے پہلے اسلام عزیز ہونا چاہیے ' پھر جب آج نماز اور حج سے بھی بڑھکر ہمارا فرض ترکوں کی مدد ہے ' تو ہم یونیورسٹی کی کیا حقیقت سمجھتے ہیں ؟ یہ کہنا کہ ایک نیک کام کیلیے دوسرے اچھے کام کو چھوڑ دینا ضروری نہیں اور مسلمان ترکوں کیلیے بھی روپیہ جمع کرلیں ' بالکل مغالطہ ہے - کیونکہ آج مسلمانوں کے لیے اور نیک کام ہی کہاں باقی رہے ؟ انکے لیے تو اس وقت صرف ایک ہی نیک کام ہے ' یعنی حفظ اسلام و جہاد فی سبیل اللہ - پس اگر مسلمان ترکوں کیلیے روپیہ جمع کر رہے ہیں ' تو اور زیادہ کرنا چاہیے - لیکن یہ تیس لاکھہ بھی کیوں نہ اس ایک ہی مقدس نیکی کیلیے وقف کردیا جاے ؟ جو صورت اس وقت در پیش ہے ' اسکے لحاظ سے تیس چالیس لاکھہ روپیہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا - مسلمان اپنی اعانت کی پہلی قسط اس جمع شدہ تیس لاکھہ کو قرار دیں ' اور اسکے بعد اپنی پوری قوت ایک دوسری قسط کی فراہمی کیلیے وقف کردیں -

یونیورسٹی کیلیے روپیہ مسلمانوں نے دیا ہے ' اور شرعاً و قانوناً انکو حق حاصل ہے کہ ہر شہر میں جہاں سے روپیہ گیا ہے ' ایک ایک جلسہ کرکے یونیورسٹی کمیٹی کو اپنی راے بھیجدیں ' یا چاہیں تو

شذرات

یا قومنا اجیبوا داعی الله !!

— * —

قل ان کان اباؤکم وابناؤکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال اقترفتموها وتجارة تخشون کسادها ومساکن ترضونها احب الیکم من الله ورسوله وجهاد في سبیله فتربصوا حتی یاتی الله بامره والله لا یهدي القوم الفاسقین (۹ : ۲۴)

اے مسلمانو ! اگر تمھارے باپ ' تمھارے بیٹے ' تمھارے بھائي ' تمھاري بیویاں ' تمھارا خاندان ' تمھاري مال و دولت جو تم نے کمائي ہے ' وہ کار و بار دنیوي ' جسکے نقصان کا تم کو ہر وقت اندیشہ رہتا ہے ' اور وہ مکان و جائداد ' جو تمھارے مطلوب و مرغوب ہیں ' اگر یہ تمام چیزیں تم کو الله ' اسکے رسول ' اور اسکي راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز و محبوب ہوں ' تو دین الہي کو چھوڑدو ' خدا اپنے دین کي حفاظت کیلیے تمھارا محتاج نہیں ہے ' یہاں تک کہ الله کو جو کچھہ کرنا ہے ' وہ کرگذرے ' تم اپني انکھوں سے آتے دیکھہ لوگے - الله کي ہدایت ان کے لیے نہیں ہے ' جنکے دلوں میں نور ایمان کي جگہہ فسق و نفاق بھرا ہوا ہے -

اسلام ہر مسلمان سے اپنے آخري حق کا طلبگار ہے - مسلمانون کي نمازیں اور روزے اور تمام مالي و بدني عبادات مقبول نہیں ہوسکتیں جب تک وہ حفظ کلمۂ توحید و ثغور اسلامیہ کیلئے جان و مال سے حصہ نہ لیں - پھر کوئي ہے جو آج خدا کو اپنے نفس و مال پر ترجیح دے ؟؟

— * —

و العادیات ضبحاً ' فالموریات قدحاً ' فالمغیرات صبحاً ' فاثرن به نقعاً ' فوسطن به جمعا (۱) کہ آج مسلمانوں کي ہستي ' اور بقا کیلیے یوم الفصل سر پر آگیا ہے ' وما ادراک ما یوم الفصل ؟ (۲) وہ زندگي و حیات ' فنا و بقا ' اور عزت و ذلت کا فیصلہ کرنے والا ایک دن ہے ' جو آج ہمارے سامنے ہے ' اور اگر یہ سچ ہے کہ ایڈریا نوپل کے اطراف و جوانب میں ترک زخمیوں کي لاشیں گر رہي ہیں ' تو اني اقسم بالله الغني العزیز ' کہ وہ مسلمانوں کي مجسم ہستي ہے ' جسکے حلق کي رگیں کٹي ہوئیں ' اور جسکے زخموں سے سیلاب خون رواں ہے : فهذا یوم الفصل ' الذي کنتم به تکذبون (۳)

پھر سوال یہ نہیں ہے کہ ہندوستان کے مسلمان کیا سونچ رہے ہیں ؟ بلکہ پوچھنا یہ ہے کہ اور کونسے وقت کے منتظر ہیں ؟

اس صداقت کیلیے اب کسي دلیل کي ضرورت نہیں ہے کہ اگر خدا نخواستہ ترک اس ابتلاے عظیم کو برداشت نہ کرسکے ' تو انکي عزت کا مٹنا تمام عالم اسلامي کے جنازے کے اٹھنے کا دن ہوگا - مسلمان یاد رکھیں کہ وہ ہندوستان میں ہوں یا چین میں ' انکي ملي عزت کا جو سدہ رمق باقي ہے ' وہ صرف خلافۃ قسطنطنیہ کي پولیٹکل ہستي کا نتیجہ ہے - جس دن یہ مرکز اپني آخري جگہہ سے ہلا ' انکا حال بجنسہ وہي ہوجاے گا ' جو آج یہودیونکا وہ دیکھہ رہے ہیں - پھر انکے پاس دولت ہے - انکے پاس یہ بھي نہیں

ضربت علیهم الذلة والمسکنة ' وباؤ بغضب من الله

اگر سپاھي کیلیے جنگ کي گھڑیوں میں بستر کا آرام جائز نہیں ' اگر اس گھر کے رہنے والوں پر سونا حرام ہے ' جسکے دروازے پر ڈاکوؤں کے گرز پڑ رہے ہوں ' اگر اس مکان کے سونے والوں کو اٹھنا چاہیے ' جسکي چھت میں آتشزدگي کے شعلے بھڑک رہے ہوں ' اور اگر مسلمانوں کے دلوں میں اس آگ کي ایک چنگاري بھي باقي ہے جو تیرہ سو برس ہوے ' وادي ام القرا میں بدر اور حنین کے پیام بر نے جلائي تھي - تو خدا کے لیے مجھے بتلاو کہ غفلت شکني کا وہ وقت کب آے گا ' جسکے انتظار میں ابتک مسلمان کروٹیں بدل رہے ہیں ؟ کیا مسلمان اس وقت کا انتظار کرنا چاہتے ہیں ' جب مشرکین یورپ قسطنطنیہ کي مساجد کے ان مناروں پر جہاں چھہ سو برس سے صداے توحید کي شہادت دي جاتي ہے ' صلیب پرستي کا جھنڈا اسي طرح لہرا ئیں گے - جس طرح کل کي بات ہے کہ (برقہ) کي جامع مسجد کے مینار پر نصب کیا گیا تھا ؟ و یالیتني مت قبل هذا وکنت نسیاً منسیا !! (۱)

مسلمانان ہند کا آخري فرض

ساعت فیصلہ کن ' مہلت مفقود ' فرصت قلیل ' اور نتائج سامنے ہیں - ترکوں کي ہمدردي ' اتحاد اسلامي ' اخوت دیني مدد کي ضرورت شدید ' اور اسي طرح کي تمام باتیں سن چکے ہیں اور کہہ چکے ہیں ' اب وقت آخري ہے ' اور اگر مسلمانوں کو اپني ہستي کي ضرورت نظر آتي ہے ' تو بغیر ایک لمحہ ضائع کیے انھیں آخري فیصلہ کرلینا چاہیے کہ انکا فرض کیا ہے ؟

اسلام ایک مجموعۂ فرائض ہے ' جو ہر پیرو کے ذمے الله کي طرف سے چند فرائض عائد کردیتا ہے - ان فرائض میں جس طرح پہلا فرض اقرار شہادتین ہے ' بالکل اسي طرح آخري فرض "جہاد" ہے ' یعني حق اور عدل کے قیام کیلیے اپنا مال ' اپنا نفس ' اور اپنا خون بہانا - جس طرح پانچ وقت کي نماز ہر مسلم پر فرض ہے ' اسي طرح فرض جہاد کو ادا کرنا بھي اسکے لیے ایک حکم اجباري ہے : ولو کره الکافرون -

اس فرض کے ادا کرنے کي تین صورتیں ہیں : جہاد مالي ' جہاد زباني ' اور جہاد نفس و جان :

و جاهدوا باموالکم و انفسکم في سبیل الله (۸ : ۷۲) اپنے مال اور اپني جان سے راہ الہي میں دفاع اعدا کے لیے کوشش اور -

اور ایک حدیث صحیح میں جسکو امام احمد ' ابوداود ' نسائي ' اور ابن حبان نے حضرت انس سے روایت کیا ہے ' جامع الفاظ میں فرمایا :

جاهدوا المشرکین باموالکم وانفسکم والسنتکم — دشمنوں کے مقابلے میں مدافعت کي کوشش کرو ' اپنے مال سے ' جان سے ' اور زبان سے -

---

(۱) قسم ہے مجاہدین کے ان گھوڑوں کي ' جو میدان جہاد میں دوڑتے دوڑتے ہانپ جاتے ہیں پھر پتھروں پر اپني ٹاپوں کے مارنے سے چنگاریاں نکالتے ہیں ' پھر صبح کے وقت دشمنوں پر چھاپا مارتے ہیں ' پھر اپني تیز گامي سے غبار بلند کرتے ہیں ' اور دشمنوں کي صفوں میں در آتے ہیں (۲) اور تم جانتے ہو کہ یوم الفصل سے مراد کیا ہے (۳) یہ ہے یوم الفصل وہ فیصلہ کن دن جس سے اے غافلو تم انکار کرتے تھے -

(۱) اے کاش میں اپنے وقت کے آنے سے پہلے مرجاتا

الهـــــلال

٦ نومبر ١٩١٢

— * —

القســـطاس المـــستقيم

—:—

يعني مسلمانوں كي ائندة شاهراة مقصود

— * —

ان ينصركم الله فلا غالب لكم' وان يخذلكم فمن ذا الذي
ينصركم من بعدہ ؟ ؟ وعلى الله فليتوكل المومنــون
(١) (١٥٤ : ٣)

— • —

(٤)

هاں رہ عشق ست ' كج گشتن ندارد باز گشت
جرم را ايں جا عقوبت هست و استغفار نيست

گذشته مطالب كے گوش گزار كردينے كے بعد ' اب صرف چند باتيں آور عرض كرني باقي رهگئي هيں' اگرچه سچ پوچهيے تو پوري داستان هي باقي هے ' اور شايد هميشه باقي هي رهے گي :

قصۂ عشق بشيرازہ نگنجد زنهار
بگذاريد كه اين نسخه مجزا مانده

اس تبديلي كے نتائج

قدرتي طور پر سوال پيدا هو سكتا هے كه اگر ايسي تبديلي عمل ميں آگئي (وما ذالک على الله بعزيز) ' تو اسكے نتائج كيا هونگے ؟ اغاز مضمون ميں جن ائندہ خطرات كي طرف اشارہ كيا گيا هے ' وہ كيا كيا هيں ؟

ليكن غور كيجيے تو در اصل هماري دعوت اثبات فوائد و نتائج سے مستغني هے - همارا يه اعتقاد هے كه هر وہ انساني عمل جو تعليم الهي كي هدايت بخشي سے خالي هے' كبهي فوز و فلاح نهيں پاسكتا - اگر هم اپني دعوت كي خوبياں ثابت نه كرسكيں' تو كچهه هرج نهيں' كيونكه اسكے ليے يهي ايک خوبي كافي هے كه اوزونكي دعوت انسانوں كي طرف هے' اور اسكي پكار تعليم الهي كي طرف -

و من احســـن قولا	اور اس سے بهتر اور كسكي پكار هو سكتي هے'
ممن دعا الى اللــه	جسنے الله كيطرف بلايا ' اعمال نيک انجام
وعمــل صالحـــا و	ديے ' اور اپنے تئيں كسي انساني نسبت
قـــال انــنـي مــن	كيطرف نهيں' بلكه خدا كي طرف منسوب كركے
المسلمين ( )	كها كه ميں صرف " مسلم " هوں -

انساني اعمال و اقوال دوسرے انسان كيليے محتاج تصديق هيں ' مگر خدا كي اواز جب انسان كو مخاطب كرتي هے ' تو وہ خود حق اور صداقت هے اور اپني تصديق كيليے كسي استدلال كي محتاج نهيں - اگر سچ كوئي متشكل وجود هوتا ' اور بولتا ' تو كيا اس سے دليل طلب كي جاتي كه وہ سچ هے ؟ افتاب اگر كهے كه ميں روشن هوں' تو آپ اسكے جواب ميں كيا كهيں گے ؟

هم جلدي ميں لكهه گئے كه " همارا اعتقاد هے " حالانكه " هر مومن قلب " كا يهي اعتقاد هونا چاهيے - مومن كي تعريف يه هے كه " وہ صحيح الفطرة انسان ' جسكي فطرة اصلي كا ذوق خارجي اثرات ضلالت سے بگڑ نه گيا هو " كيونكه انسان كي " فطرة اصلي " اور " اسلام " دو مرادف لفظ هيں - اور فطرة انساني كا اگر كوئي مذهب هے' تو وہ اسلام هي هے ' اسكے خلاف انسان كے جسقدر اعمال هيں' انكو خارجي اثرات كي پيدا كي هوئي ضلالت سمجهيے - هر ايسي ضلالت كو جو سرشت انساني كے خلاف هو ' قران حكيم " عمل الشيطان " سے تعبير كرتا هے كه عمل رحماني تكوين فطرة اصلي و وديعت تميز هدايت و ضلالت هے - كما ورد في الحديث المشهور : كل مولود يولد على فطرته (او على فطرة الاسلام) و ابواہ يهود انه و ينصرانه (الى اخرہ) (١) :

فا قم وجهک للدين القيم :	پس صرف دين قيم فطري كے هو جاؤ'
فطرة الله الذي فطر الناس	وہ خدا كي قائم كي هوئي فطرة هے
عليــها لا تبديل لخلق الله	جس پر انسان پيدا كيا گيا ' اور خدا كي
( )	فطرة ميں كبهي تبديلي نهيں هوسكتي -

پس هر صحيح الفطرة انسان كيليے يه دعوت ايک ايسي صداقت بحث هے ' جو كسي بحث و استدلال كي محتاج نهيں - يه اسكے ليے كوئي نئي دعوت نهيں هے ' بلكه اسكے اندر كي اس صداے فطرة كا اعادہ هے ' جو هر آن و هر لمحه اسكے اعماق قلب سے اٹهه رهي هے' اور اس نقش خلقت كا عكس هے' جو نقاش قدرت نے اسكے صفحۂ جبلت پر كهينچ ديا هے - اگر باهر كے غوغاے ضلالت نے اسكے سامعه كو مشغول نه كر ديا هو' تو جب كان لگاے ' اس اواز كو سن سكتا هے - اور جب آنكهه بند كرے ' اس نقش كو ديكهه سكتا هے :

ان في ذلک لذكـــري	اور اسميں بهت بڑي بصيرت هے
لمــن كان لـــه قلـــب	اسكے ليے ' جو اپنے پهلو ميں سونچنے والا
او القي السمع و هـــو	دل ركهتا هو ' اور جسكے سر ميں سننے والا
شهيـــد (٥٠ : ٣٧)	كان هو -

البته يه ضرور هے كه دستر خوان كے لذائذ كا اعتراف كرنے كيليے ايک تندرست شخص كي زبان چاهيے ' نه كه ايک ايسے مريض كي ' جو رات بهر تپ محرقه ميں مبتلا رهكر بستر سے اٹها هو - اگر اپكے منهه كا مزہ بگڑا هوا هے ' تو آپ شهد كو حنظل ثابت كرنے سے پہلے بهتر هے كه اپنے كام و زبان كے ذوق رفته كو حاصل كرنے كي كوشش كريں -

(١) مسلمانو ! اگر الله كي نصرت تمهارے ساتهه هو تو پهر تم پر كوئي شے غالب نهيں آسكتي' ليكن اگر الله هي تم كو شكست دينا چاهے' تو بتلاؤ كه اسكے بعد پهر كون هے' جو تمهاري مدد كر سكتا هے ؟ حقيقت يه هے كه صاحبان ايمان تو صرف الله هي پر اپنا دار و مدار ركهتے هيں اور اسي پر اعتماد كرتے هيں -

(١) جيسا كه مسلم كي ايک مشهور حديث ميں كها گيا هے كه هر بچه جو پيدا هوتا هے ' وہ اپني فطرة اصلي پر هوتا هے جو اسلام هے - ليكن پهر اسكے ماں باپ اور اسكي سوسائٹي اسكو ا : اپنے مذهبوں كي بن كرکے فطرة اصلي سے دور كرديتے هيں -

اخبارات کے درجہ مطالعہ کریں - رہی یہ بات کہ جن بڑے بڑے رئیسوں نے ایک ایک لاکھ روپیہ کی رقمیں دی ہیں ' وہ اسے گوارا نہ کرینگے ' تو جو لوگ اس خیال کے ہوں وہ فوراً اپنا اپنا روپیہ واپس لیکر ہماری راہ سے ہٹ جائیں ' اور اپنی شرکت کی نجاست سے تمام مسلمانوں کی اسلام پرستی کی تقدیس کو ملوث نہ کریں - خدا اپنے کلمۂ توحید کی حفاظت کیلیے ان منافقوں کی اعانت کا محتاج نہیں ہے - جن لوگوں کی دولت انفاق فی سبیل الشیطان کے لیے ہے ' انکو انفاق فی سبیل اللہ کی توفیق کب ملسکتی ہے ؟

آج ہی ہم نے کسی اخبار میں پڑھا ہے کہ لاہور کے بڑے آدمیوں نے قوم کی سرزنش سے شرما کر بالاخر ایک جلسہ کیا اور کل چار ہزار روپیہ اسمیں چندہ ہوا !

ان میں ایک سب سے بڑے دولت مند نے ایک ہزار روپیہ چندہ دیا ' حالانکہ کل کی بات ہے کہ اسی شخص نے یونیورسٹی کیلیے پچیس ہزار روپیہ دیا تھا ! درحقیقت یہ چندے ایک ترازو ہیں ' جنمیں ان لوگوں کے دلوں کو تولا جا سکتا ہے کہ اسمیں دنیا کی پرستش کس قدر ہے اور خدا کی پرستش کس درجہ ؟

ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ یونیورسٹی فنڈ کے اس مصرف کی نسبت کتنے اسلام خواہ قلب ہیں ' جو آج تائید میں اپنی آواز بلند کرتے ہیں ؟

معاصر دہلی اور مخابرۂ تلغرافی

میرے دلی دوست مسٹر محمد علی بی اے نے مالی اعانت کی بعض تجاویز کا اخباروں میں اشارہ کیا ہے - انہوں نے وایسرائے ہند سے اجازت طلب کی تھی کہ ترکونکو مسلمانوں کا بر سبیل قرض روپیہ دینا گورنمنٹ کے خلاف تو نہوگا ؟ اسکے جواب میں تار دیاگیا ہے کہ کوئی مضائقہ نہیں -

ہز ایکسلنسی ناظم پاشا سپہ سالار افواج عثمانیہ

غالباً ہمارے دوست کا مقصد اس اجازت طلبی سے یہ ہوگا کہ اُن لوگوں کیلیے ' جو اپنے ہر عمل اور عقیدے کیلیے گورنمنٹ کے فتوے کے منتظر رہتے ہیں ' کوئی عذر و حجت باقی نہ رہے ' اور اسی غرض سے انہوں نے آغاز جنگ طرابلس کے موقعہ پر بھی شملہ سے دریافت کیا تھا کہ " مسلمانوں کا مجروحین طرابلس کیلیے چندہ جمع کرنا گورنمنٹ کے خلاف تو نہوگا ؟ "

اس بنا پر انہوں نے جو روپیہ تار بھیجنے پر صرف کیا ' وہ شاید بالکل ضائع نہ گیا ہو ' ورنہ دراصل اس زحمت کے اٹھانے کی تو چنداں ضرورت نہ تھی - بلکہ ہمارے دوست معاف رکھیں ' اگر ہم کہیں ' کہ اس طرح کا استفتا ہمارے نزدیک مسلمانوں کی اُس قدیمی حس ملی کی موت کا بقیہ ہے ' جسکو آج ر لولوں اور امنگوں کے اثار زندگی میں بھی وہ نہیں چھوڑتے - اگر دنیا کے کسی حصے میں اسلام کے لیے خطرات پیش آئیں ' تو مسلمانان ہند کا فرض دینی ہے کہ وہ اپنی جان و مال کو حفاظت اسلام میں صرف کردیں ' اسکے لیے نہ تو وہ گورنمنٹ کی اجازت کے طالب ہوسکتے ہیں ' اور نہ اپنے مذہبی معاملات میں وہ خدا کے سوا کسی کی پروا کرتے ہیں - آج تو ہم دیکھ رہے ہیں کہ خود انگلستان کے شریف مدبر ترک مجروحین کی مدد میں حصہ لے رہے ہیں ' مصر میں لارڈ کچنر نے دو سو گنی روپیہ دیا ہے ' اور خود وایسرائے ہند نے ایک ہزار کی رقم سے شمولیت کی ہے ' لیکن تھوڑی دیر کیلیے فرض کرلیجیئے کہ خدانخواستہ کوئی وقت ایسا آجاے کہ گورنمنٹ کی مصالح اسکو مجبور کریں کہ مسلمان ترکوں کی مدد میں کسی طرح کا حصہ نہ لیں ' تو کیا ہم گورنمنٹ کی خاطر اپنے خدا کو چھوڑ دیں گے ' جس نے حفظ اسلام اور اعانت اخوان ملت ہم پر فرض کردیا ہے ؟ ایک لمحہ ' ایک آن ' اور ایک پل کیلیے بھی نہیں ' اور جو اسکے خلاف گورنمنٹ کو توقع دلاتا ہے ' وہ کذاب ہے ' گورنمنٹ کو فریب دیتا ہے ' اسکے دل میں کفر ہے ' یا نفاق -

میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہمارا یہی حال رہا ' جو باوجود پیہم لطمات ابتلاء و تنبیہ کے آج نظر آرہا ہے ' تو کچھ عجب نہیں کہ مسلمان مسجد کا دروازہ کھولنے ' اذان دینے ' نماز پڑھنے ' اور رمضان کا روزہ رکھنے کیلیے بھی گورنمنٹ کی اجازت اور رضا کے منتظر رہاکریں گے اور جمعہ کے دن خطیب منبر کے سامنے ہمہ تن انتظار ہوکر کھڑا رہیگا کہ شملہ سے تار آجاے تو خطبہ پڑھنے کیلیے آمادہ ہو ! ! فما لہا اولاء القوم لا یکادون یفقہون حدیثا ؟

ترکوں کو اس نازک موقعہ پر قرض دینے یا دلانے کی کوئی تجویز اگر کامیاب ہو ' تو یہ بھی کم از انفاق فی سبیل اللہ نہیں ' لیکن ہندوستان کے مسلمان ترکوں کو قرض دیں یا نہیں ' آج تو وہ دن ہے کہ مسلمانوں سے خود خدا بے نیاز قرض کا طالب ہے :

من ذالذی یقرض	کوئی ہے جو آج خدا کو خوشی خوشی
اللہ قرضا حسنا ؟	قرض دے ؟ اور پھر خدا اسکے قرض کو
فیضاعفہ لہ اضعافاً	کئی گنا بڑھا کر ادا کردے ؟ حالانکہ
کثیرۃ واللہ یقبض	دراصل خدا ہی لوگوں کو تنگ دستی بھی
و یبسط والیہ	دیتا ہے اور فراخی بھی دیتا ہے - اور
ترجعون (۲ : ۲۴۶)	اسی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے -

اگر ترکوں کو قرض ہی دلانا ہے ' تو میرے دوست کاش اتنا ہی کریں ' کہ سفارش کرکے تیس لاکھ یونیورسٹی فنڈ سے قرض دلادیں ' اور پھر مسلمانوں سے کہیں کہ اُسے ادا کرکے ترکوں کو قرض کی ادائگی سے بچانے کے ساتھ یونیورسٹی کا خواب بھی بغیر تعبیر کے نرہنے دیں -

میدان جنگ کی نسبت اس وقت تک جو جگرسوز خبریں آنی رہی ہیں ' ان پر ایک مبسوط تحریر لکھ چکے تھے ' اور چونکہ افتتاحیہ حصہ کمپوز ہوچکا تھا ' اسلیے شذرات میں درج کرنے کا ارادہ تھا ' مگر مندرجہ صدر مضمون نے ایسے موقعہ پر جگہ پوری لے لی کہ اب صفحہ بڑھانے اور چھاپنے کا وقت بھی نہیں رہا - اسوقت تک جو خبریں بلقان سے آئی ہیں خود انکا تضاد بیان اور اضطراب ادعا ہی انکے عدم وثوق کے لیے کافی ہے - ترکوں کو غالباً سقوطری ' بسکوب ' مصطفے پاشا اور قرق قلعسی کو چھوڑنا پڑا ' لیکن اسکے لیے انکی مجبوریاں واضح ہیں - جیسا کہ آجکے اُس تار سے جو سرکاری طور پر عثمانی قنصلوں کے پاس بھیجا گیا ہے ' معلوم ہوتا ہے - ابتک ترکوں کو پورے فوجی اجتماع ' اور تہیہ سامان کا موقع ہی نہیں ملا تھا ' اسپر نا تجربہ کار افسروں کی نادانیوں ' بارش کے سخت سیلاب ' عیسائی عثمانی فوج کی غداری ' بعض افسوسناک سوء اتفاق ' اور رسد و سامان جنگ کی عدم فراہمی نے انکی مجبوریاں دگنی کردیں - اب بلغاریا کی تمام قوتیں ختم ہوچکی ہیں ' آج کی تار میں " فوج کے آرام لینے " کا بہانہ آگے نہ بڑھنے کیلیے خود بلغاریا نے پیش کیا ہے - ایک پرایوٹ تار سے بھی اسکی تصدیق ہوتی ہے کہ ترکوں کا مدافعانہ پہلو ختم ہوگیا اور ابسے انکے حملے شروع ہونگے - پس مسلمانوں کو مایوس اور غمگین نہ ہوجانا چاہیئے اور جنگ طرابلس کے ابتدا و وسط کو یاد رکھنا چاہیئے -

لمحہ کیلیے بھي جمع نہ ھوسکا' اور گو وہ یورپ کے معترضین اسلام کو نماز کا فلسفہ' اور روزے کے دقائق فطریہ سمجھانے کیلیے پورے مستعد ھیں' مگر سوء اتفاق نے اس فلسفۂ و اسرار فطرة کو کبھي انکے ایوان اعمال میں بار یابي کي عزت نصیب نہیں ھوئي: بل قلوبھم في غمرة من ھذا' ولھم اعمال من دون ذلک ھم لھا عاملون [ان لوگوں کے دل اس دین فطري سے غافل ھیں اور انکے دوسرے اعمال ھیں جنکے وہ مرتکب ھوتے ھیں ۲۳ : ۵]

اب ھم صرف اس حصۂ مبحث پر نظر ڈالتے ھیں کہ اگر مسلمانوں نے آئندہ کیلیے اپنا پولیٹکل پروگرام مذھب کي بنا پر قرار دیا' تو ایک خالص پولیٹکل تحریک کے مقابلے میں کیا نتایج مرتب ھونگے ؟

اتباع شک اور اتباع یقین

اولین اور بنیادي شے تو یہ ھے کہ اگر ایک " راہ یقین " کي دعوت آپکو پکار رھي ھے' تو آپ " شک " اور " ظن " کي طرف کیوں دوڑتے ھیں؟ وہ پالیسي جو محض انساني اتباع اور نظیر کي بنا پر قائم کي جاےگي' شک اور گمان ھوگي' کیونکہ انساني دماغ کا ھر خیال شک ھے' خواہ اسکا نام محصور علم ھو' یا محدود تجربہ' اور یقین کا سرچشمہ اگر کوئي ھے' تو وہ " اسلام " یا " مذھب حقیقي " ھے -

یہی وجہ ھے کہ قرآن حکیم نے ھر جگہ کفر و ضلالت اور الحاد و دھریت کو " شک " اور " گمان " کے لفظ سے تعبیر کیا ھے - کیونکہ انساني دماغ کي انتہائي سرحد میں بھي اگر ڈھونڈھا جاے تو یقین کا پتہ نہیں چل سکتا - ایک ملحد فلسفي ھر چیز میں شک کر سکتا ھے کہ یہ کیونکر ھے؟ لیکن اگر اس سے پوچھا جاے کہ نہیں ھے' تو نفي کیلیے عدم یقیني کہاں ھے؟ تو اسکا جواب اسکے پاس کچھہ نہیں ھے - مگر مذھب ایک یقین کي دعوت لیکر آتا ھے' وہ حقائق اور وجود میں شک نہیں پیدا کرتا' بلکہ حقائق کے لیے ایک یقین اپنے ساتھہ رکھتا ھے' اور کہتا ھے کہ :

ھذہ سبیلي ادعوا الي اللہ علي بصیرة انا ومن اتبعني و سبحان اللہ و ما انا من المشرکین (۱۲ : ۱۰۸)

یہ ھے میرا طریقہ کہ اللہ کي طرف بلاتا ھوں' اس یقین پر' جو مجکو' اور میرے ماننے والوں کو طریق الہي پر ھے -

اس نے ھر جگہ منکرین تعلیم الہي کو سب سے بڑا الزام یہ دیا ھے :

ما لھم بذالک من علم ان یتبعون الا الظن و ان الظن لا یغني من الحق شیئا ( )

انکے پاس کوئي علم و یقین نہیں' سوا اسکے کہ شک اور گمان میں گمراہ ھو رھے ھیں' حالانکہ شک یقین کے مقابلے میں کب ٹھہر سکتا ھے ؟

دوسري جگہ کہا :

ھل عندکم من علم فتخرجوہ لنا ؟ ان تتبعون الا الظن' و ان انتم الا تخرصون (۶ : ۱۱۰)

کیا تمہارے پاس کوئي علم ھے' جو ھمارے آگے پیش کر سکو؟ حقیقت یہ ھے کہ کوئي نہیں' صرف اپنے واھموں پر چلتے ھو -

بلکہ اگر قرآن کریم پر تدبر و تفکر کي نظر ڈالي جاے' تو ثابت ھوتا ھے کہ " کفر " اور " شک " اسکي اصطلاح میں ھم معني الفاظ ھیں' اور وہ کفر کو ھر جگہہ شک برسے تعبیر کرتا ھے اور اسلام کو یقین و علم سے تعبیر کرتا ھے - (لیکن یہ اس بحث کا موقعہ نہیں)

پھر سوال یہ ھے کہ اتباع و پیروي کي مستحق وہ تعلیم ھے' جو یقین اور اعتقاد بخشتي ھو' یا وہ' جسکا تمام تر ماحصل شک اور ظن ھے ؟

افمن یھدي الی الحق احق ان یتبع' امن لا یھدي الا ان یھدي ؟ فما لکم کیف تحکمون ؟ وما یتبع اکثرھم الا ظنا' ان الظن لا یغني من الحق شیا' ان اللہ علیم بما یفعلون (۳۵ : ۱۰)

جو حق اور یقین کي راہ دکھلاے' وہ زیادہ اس بات کا مستحق ھے کہ اسکي پیروي کي جاے' یا وہ انسان' جو خود کسي راہ دکھلانے والے کا محتاج ھے ؟ تم لوگوں کي عقلوں کو کیا ھوگیا ھے ؟ یہ کیسے حکم لگا رھے ھو ؟ اصل یہ ھے کہ یہ لوگ صرف اپنے وھم و قیاس کي راھوں پر چلتے ھیں' اور ظاھر ھے کہ وھم یقین کے مقابلے میں نہیں ٹھہر سکتا -

عدم تغیر و استقلال راے

ھم نے کسي گذشتہ نمبر میں لکھا تھا کہ مسلمانوں کو اپني ایک ایسي پولیٹکل پالیسي طیار کرني چاھیے' جو کبھي متغیر نہو' اور جسکي بنیاد ایک محکم عقیدہ ھو' نہ کہ بعض خارجي اسباب - لیکن مذھب کے سوا اور کونسا اعتقاد ھو سکتا ھے' جو تغیر و تبدل سے محفوظ ھو ؟ انساني آراؤ قیاس میں تغیر لازمي ھے' کیونکہ وہ ظنون و اوھام ھیں' اور خارجي اسباب و علل کے تابع' لیکن احکام الہیہ کي پہلي پہچان یہ ھے کہ وہ ایسي یقینیات ھوں' جن میں کبھي تغیر نہو سکے - اگر کوئي مذھبي حکم متغیر ھو سکتا ھے' تو وہ اسکا مستحق ھي کب ھے کہ اسکو مذھب کے لفظ سے تعبیر کیا جاے ؟ و لن تجد لسنة اللہ تبدیلا -

پس اگر مسلمانوںکي پولیٹکل پالیسي انکے مذھبي اعتقاد پر مبني ھوئي' تو جب تک انکے دلوں میں اسلام کا اعتقاد باقي ھے' اسمیں کبھي تبدیلي نہیں ھوسکتي - انکے ھمسایوں کي پالیسي بدل جائیگي' مگر انکي پالیسي بدل نہ سکیگي' کیونکہ جس راھنما کے ھاتھہ میں انکا ھاتھہ ھوگا' اسکي راہ ایک ھي ھے - اگر گورنمنٹ کي پالیسي میں تغیر ھو' تو اسکا بھي ان پر کچھہ اثر نہیں پڑ سکتا' کیونکہ انساني حکومتوں کے اصول حکمراني ھي نہیں' بلکہ سرے سے حکومتیں بھي بدل جائیں' تو بھي اسلام نہیں بدل سکتا - اور اسلام نہیں بدل سکتا' تو ھر اس سے ماخوذ اور اسپر مبني اعتقاد بھي نہیں بدل سکتا -

تصادم احزاب و تزاحم آرا

اب تک مسلمان ملکي ترقي اور آزادي کي تمام تحریکوں سے فخر کنان الگ رھے' اسلیے انکو پولیٹکل زندگي کے سفر کي کوئي منزل پیش ھي نہیں آئي - یہ منزلیں ابتدا سے طے شدہ اور مقرر ھیں' اور ھر محکوم قوم جو سیاسي زندگي حاصل کرنا چاھے' اسکے لیے ضرور ھے کہ انسے ایک بار گذر جاے - منجملہ ان منازل کے ایک نہایت خطرناک منزل پولیٹکل مطالبات کا اصولي اختلاف و نزاع' اور اس بنا پر مختلف پارٹیوں کا قیام ھے - بغیر اس منزل سے گذرے اس راہ کو طے کرنا تاریخ کے تجربے اور موجودہ واقعات کے مشاھدے کے لحاظ سے تقریباً محال ھے - ملکي آزادي کي خواھش کو جب دلوں میں پیدا

آفتاب آمد دلیل آفتاب

پس حقیقت اندیشی کی نظر ڈالیے ' تو اتباع تعلیم الہی کے داعی کے سر بحث و استدلال کا کوئی بار نہیں ہے ' اس نے جس وقت یہ کہا کہ تعالوا الی ما انزل علی الرسول [اس تعلیم کی طرف آؤ جو خدا نے اپنے رسول کریم پر اتاری] تو وہ اسی وقت سبکدوش ہوگیا ' کیونکہ اگر اسکی دعوت دلیل کی محتاج تھی ' تو اس نے دعوے کے ساتھہ دلیل بھی پیش کردی - روشنی کے لیے یہی دلیل ہے کہ وہ روشنی ہے - اسکی صداقت کی اس سے بڑھکر برہان مبین کیا ہو سکتی ہے کہ وہ انسانوں کی طرف نہیں بلاتا بلکہ داعی الی اللہ و ما نزل علی رسولہ ہے :

تعالوا الی کلمة سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ( )	اس تعلیم کی طرف آؤ جو تم میں اور ہم میں مشترک ہے ' یعنی خدا کے سوا کسی کے آگے سر نہ جھکاوے

تاہم کیا کیجیے کہ بدبختی سے زمانہ وہ آگیا ہے ' جبکہ ایک مسلمان کے آگے اسلام کی خوبیوں کو ثابت کرنا بہ نسبت ایک مسیحی کے زیادہ ضروری ہے - عین نصف النہار کی دھوپ میں کھڑا ہوکر ایک حریف آفتاب سے مقابلے کی آنکھیں لڑاتا ہے - اور پوچھتا ہے ' کہ اس کے روشن ہونے کا ثبوت کیا ہے ؟ پیاس کسی کو نہیں ہے مگر پانی سے پوچھتے ہیں کہ اسے کیوں تشنگی کیلیے مفید تسلیم کیا جاے ؟

حریف کاوش مژگان خون ریزش نئی زاہد
بدست آور رگ جانے و نشتر را تماشا کن !

بہر حال ہم چاہتے ہیں کہ اس دعوت کے نتایج پر بھی ایک سرسری نظر ڈال لیں - روشنی کی برکتیں کسے معلوم نہیں ' مگر پھر بھی آپ بار بار دھرا دھرا کر کہے جائیں تو بہتر ہے ' کیونکہ لوگوں نے تاریک غاروں اور تہہ خانوں کو اپنا نشیمن بنا لیا ہے - کذالک نصرف الایات لعلہم یتذکرون [اور اسی لیے ہم بار بار دھرا کر موعظة و تذکیر سے کام لیتے ہیں ' تاکہ لوگ سونچیں اور غور کریں] -

ہماری دعوت در اصل دو حصوں پر مشتمل ہے :

(۱) مسلمان اپنے تمام اعمال میں جبتک کوئی عملی مذہبی تبدیلی پیدا نہیں کرینگے ' محض سیاسی یا تعلیمی تغیرات و ترقیات انکے لیے سودمند نہیں ہو سکتیں -

(۲) تعلیم ' معاشرت ' اور سیاست میں انکو بر بناے اتباع اقوام کوئی راہ اختیار نہیں کرنی چاہیے ' بلکہ بر بناے مذہب -

پہلے حصے کو ہم موخر رکھکر سردست دوسرے ٹکڑے پر ایک مختصر بحث کرنی چاہتے ہیں -

ہم نے گذشتہ نمبر میں کہا تھا کہ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے تئیں تعلیم قرانی کے ہاتھہ پر چھوڑ دیں :

می برد ہرجا کہ خاطر خواہ اوست

اب دیکھنا چاہیے کہ اگر ہم ایسا کریں ' تو تعلیم ' معاشرت ' اور پالیٹکس میں قران ہم کو کس طرف لے جاے گا ؟ تعلیم میں ہم آج جو علوم و فنون جدیدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں ' اور جو مقصد انتہائی ہمارے پیش نظر ہیں ' مذہب کی راہ سے بھی وہاں تک پہنچ سکیں گے یا نہیں ؟ اور اگر پہنچیں گے ' تو خالص تعلیمی تحریک اور اس تحریک میں کیا فرق ہوگا ؟ معاشرت میں اسکا ہاتھہ ہمیں کہاں لے جاے گا ؟ اور جو زندگی ہماری ہوگی ' وہ بیسویں صدی کی معاشرتی ضروریات سے مطابق ہوسکے گی یا نہیں ؟ پالیٹکس میں اسکی تعلیم کیا ہوگی ؟ وہ غلامانہ محکومی کو فضیلت انسانی قرار دیگا ' جیسا کہ ابتک مسلمانوں کا حال رہا ' یا آزادی و خود مختاری ' جمہوریت و مساوات کا ولولہ پیدا کریگا ' جسکی طرف موجودہ تغیرات کا عام رجحان ہے ؟ اور پھر بالفرض تعلیم قران و اسلام کی راہ سے ہم نے ایک آزادانہ پولیٹکل پروگرام مرتب بھی کرلیا ' تو اسمیں مزیت و فضیلت کیا ہوگی ' کیونکہ یہی شے ہم مذہب سے الگ رہکر ' یورپ کی موجودہ جمہوریت کے اتباع ' اور ہمسایوں کی نظیر سے بھی حاصل کرسکتے ہیں ؟

یہ سوالات ہیں ' جنکا جواب دینا اس حصہ بحث میں ضروری ہے

لیکن تعلیم اور معاشرت سے پہلے ہم چاہتے ہیں کہ پالیٹکس کی شاخ پر نظر ڈالیں ' کیونکہ گو اجتک مسلمانوں کی اصلاح پر ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گذرا ' کہ تعلیم اور معاشرت کی اصلاح مذہب کی راہ سے شروع کی گئی ہو ' مگر تاہم چونکہ نئے مصلحین کا سرمایہ اصلاح ابتک صرف تعلیم ہی رہا ہے ' اسلیے گاہ گاہ انکے ایوان تجدید میں بر بناے مصالح چند در چند ' مذہب کو باریابی کی عزت دیدی جاتی ہے ' اور چنداں بے التفاتی پر اصرار بھی نہیں ہے - مسلمانوں کی جیب پر ابتک مذہب کی حکومت کچھہ باقی نہ کچھہ ہے اور اس صید کیلیے چندے کے جال میں سب سے زیادہ پر کشش مذہب ہی کا ہے -

واعظین و مصلحین حال میں بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو بظاہر اسلام و قرآن کے استغراق و انہماک سے بالکل عدیم الفرصت رہتے ہیں ' اور قرآن کریم کے "حامی تعلیم" "دین فطری" اور "مصلح اخلاق و معاشرة" ہونے کے بہت سے دلاویز اسباق انکے نوک زباں ہیں - بعضوں پر تو کانفرنسوں کی خانقاہوں میں جب ہیجان جذبۂ قومی سے عالم تواجد و تراقص طاری ہوتا ہے ' تو "فطرة" اور "اسلام" کا پردۂ بیگانگی و تعین بدلی مرتفع ہو جاتا ہے ' اور عالم اتحاد کے مشاہدات سے بیخود ہوکر "الاسلام ہوالفطرة ' والفطرة ہی الاسلام" کا ترانۂ وحدت گانے لگتے ہیں :—

یارب زسیل حادثہ طوفاں رسیدہ باد
بت خانۂ کہ خانقہش نام کردہ اند

اسمیں شک نہیں کہ اسلام ایک دین فطری ہے ' التی فطر الناس علیہا ' اور تمام عالم میں کوئی انسانی فطرة ایسی نہیں ہے ' جو اسکے ساتھہ جمع نہ ہوسکے ' لیکن اگر انسانی خلقت کے بعض نمونے ایسے بھی ہوسکتے ہیں ' جیسے اس دین فطری کے ان نئے مصلحین و واعظین کے ہیں ' تو پھر تو اسلام کی فطرة کے مقابلے میں شکست تسلیم کرلینا ناگزیر ہے - کیونکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض انسانونکی فطرة اسلام سے اسدرجہ متبائن و متضاد واقع ہوئی ہے ' کہ آجتک انکی فطرة اعمال کے ساتھہ یہ دین فطری ایک

ناموران معرکۂ طرابلس

مرقع حیات

زندہ کش جان نباشد دیدہ؟ گرنہ دیدستي ' بیا مارا ببیں !

جنگ طرابلس کا بظاہر خاتمہ ہوگیا ' اور اصلیت ابتک پردۂ خفا میں مستور ' لیکن اگر دولت عثمانیہ اپني مشکلات اور مصالح کي وجہ سے مجبور ہوگئي کہ طرابلس کو بھلا دے ' تو کیا ہم بھي بھلادیں گے ؟

وہ جانفروشان اسلام جنھوں نے اٹھارہ مہینے تک دو لاکھ متمدن وحشیوں کي لعنت سے خاک وطن کي تقدیس کي حفاظت کي ' کیا انکي یاد کي بقا عثماني حکومت کي التفات کي محتاج ہے ؟

کیا مضائقہ اگر چند انسانونکي بنائي ہوئي وزارات انکو بھلا دینے پر مجبور کردي گئي ' اسلام کے پاس چالیس کڑور دل ہیں ' جو انکو ہمیشہ یاد رکھہ سکتے ہیں -

نئي جنگ کي حسرت انگیز خبروں نے سیکڑوں مسلمانوں کو اسکي تلاش میں حیران کردیا ہوگا کہ کیا کریں ؟ لیکن شاید کرنے والوں نے کبھي بھي یہ نہیں سونچا ہے کہ انھیں کیا کرنا چاہیے ؟ عقلمندوں کي مصلحت ارائیاں اور کرگذرنے والوں کے سر فروشانہ اقدام ایک جگہہ جمع نہیں ہوسکتے - اگر کوئي شخص اس سونچ میں ہے کہ آے کیسا کرنا چاہیے ' تو میں بتلا تو نہیں سکتا کہ کیا کرنا چاہیے ' مگر دکھلا سکتا ہوں کہ ایسا کرنا چاہیے -

یہ تمہارے سامنے کاغذ پر ایک مرقع ہے ' مگر پہلے بتلاؤ کہ تمہارے پہلوؤں میں دل بھي ہے یا نہیں ؟

افسوس کہ دل ہي نہیں ہے ' اور زندگي جو کچھہ ہے ' اسي کے دم سے ہے - فوا اسفا ! و واحزنا ! !

مجھے یہ ڈر ہے ' دل زندہ ' تو نہ مر جاے
کہ زندگاني عبارت ہے تیرے جینے سے

فانها لا تعمي الابصار ' ولکن تعمي القلوب التي في الصدور

اے عزیزان ملت ! جس چیز کو ہم زندگي سمجھے ہوے ہیں ' وہ زندگي نہیں ہے - زندگي یہ ہے ' جسکو اس " مرقع حیات " میں دیکھہ رہے ہو - یہ وہ منجمد نعش ہے ' جو متحرک جسموں کو زندگي بخش سکتي ہے -

جنرل کنیوا نے ۲۶ اکتوبر کو دیکھا ' کہ نخلستاں طرابلس کي ریت کا ہر ذرہ قتیلان ظلم و وحشت کے خون سے سیراب ہو چکا ہے ' مگر ابھي خود اسکي تشنگي سیراب نہیں ہوئي تھي - دوسرے دن علی الصباح اندرون طرابلس اور صحرا میں اس قتل عام کي خبریں پھیلنے لگیں ' اور چند بقیة السیف شہري عرب (نشائت بے) کے کیمپ میں بھي کسي طرح پہنچ گئے - قرب و جوار کے قبائل کے جو لوگ اس وقت تک جمع ہو چکے تھے ' ان میں ایک فقیر الحال عرب (علي مرغیثي) نامي تھا ' جو دوسرے دن شام کو (نشائت بے) کے پاس آیا ' اور کہا کہ " میں ایک چیز مانگتا ہوں "

" ہمارے پاس اب کیا ہے ؟ ہم تو خود تم سے مدد کے طالب ہیں " نشائت بے نے کہا -

(علي مرغیثي) بولا : " مگر اسي لیے لینے آیا ہوں تاکہ دوں ' مجھکو ایک گھوڑا چاہیے " نشائت بے نے کہا " مگر آجکل ہمارے پاس سب سے زیادہ کمیاب اور قیمتي چیز یہي ہے "

اس نے بے پرواہي سے جواب دیا " میں بھي تم کو شاید وہ شے دونگا ' جس سے زیادہ قیمتي شے میرے پاس نہیں ہے ' میں اپنے کل والے شہري بھائیوں کے پاس جانا چاہتا ہوں "

نشائت بے کي آنکھوں میں آنسو بھر آیا ' مگر یہ آنسو سفید پاني کا نہیں تھا ' بلکہ سرخ خون کا ' اور اس سیلاب لالہ گوں کا ایک قطرہ ' جو ۳ گھنٹے پیشتر طرابلس میں بہہ چکا تھا - اس نے کہا " ضعیف گھوڑا کیا کار آمد ہے ' جبکہ تمہارے کاندھے پر کچھہ نہیں ؟ "

عرب سرفروش نے گردن ہلائي ' اور کمر بند سے ایک زنگ آلود خنجر کھینچا - پھر کہا " مجھکو دور سے بندوق کا نشانہ لگانا نہیں آتا ' میں اٹالین افسر کے سامنے جاکر باتیں کرنا چاہتا ہوں "

علي مرغیثي گھوڑا لیکر چلا - وہ تن تنہا جارہا ہے ' وہاں خونخوار درندوں کے سیکڑوں بھیڑیے ہیں ' مانا کہ وہ جاکر ایک دو دشمنوں کو زخمي کردیگا ' مگر اس سے انکا کیا نقصان ہوگا ؟ اور عثماني کیمپ کو کیا فائدہ پہنچیگا ؟

کیا دو تین اٹالیوں کے زخمي کردینے سے طرابلس پھر ترکوں کے قبضے میں آسکتا ہے ؟ پھر اگر وہ عثماني کیمپ میں رہکر فوجي قواعد سیکھے ' اور کوئي خدمت انجام دے ' تو اس مجنونانہ جان بازي سے کیا زیادہ مفید نہیں ہوسکتا ؟

ایسے ہي خیالات ہیں ' جو آج ہندوستان میں بھي بہت سے اسلام پرست قلوب میں انکے التہاب و اضطراب کو مشوش کررہے ہیں -

لیکن کیا علي مرغیثي کے سامنے یہ سوالات نہ تھے ؟ یقیناً نہ تھے ' کیونکہ اسکے سامنے تو اس وقت ان شہداے مومنین کي روحوں کي صفیں تھیں ' جنکي گردنوں کے خون کے ساتھہ اسلام کا خون بہا تھا ' اور انکے نظارے سے اُسے فرصت ہي کب تھي کہ ان مصلحت اندیشیوں کے کانٹوں میں الجھنے کیلیے اسکا دامن رکتا -

بک باشي شیخ (عبد القادر بک) عثماني پارلیمینٹ میں (بنغازي) کي طرف سے عرب ممبر تھے ' جنگ کے بعد سے حوالي طبرق) میں ایک فوجي افسر کي حیثیت سے ہیں - انکے ایک یوناني دوست نے طرابلس سے انکو ایک تصویر اپنے خط کے ساتھہ بھیجي ' جس میں لکھا تھا :

[بقیہ صفحہ ۸ پر]

ہونے اور نشو و نماپانے کے لیے چھوڑ دیا جاے گا' تو پھر آپ کے پاس کوئي مقیاس الحرارت نہیں ہے ' جس سے ہمیشہ اس حرارت دماغ سوز کي ڈگري کا خط دیکھتے رہیں - پولیٹکل زندگي مختلف طبائع میں مختلف قسم کي صلاحیت پاکر مختلف درجے کي حرارت پیدا کردیتي ہے' اور اسلیے پولیٹکل جدوجہد کے شروع ہوتے ہي مختلف جماعتیں قائم ہوجاتي ہیں - سب سے بڑا نزاع ملکي آزادي کي آخري منزل کي نسبت ہوتا ہے' کہ وہ کیا ہو؟ ایک جماعت خالص جمہوري اعتقاد پر قائم ہو جاتي ہے ' دوسري جمہوریت کو شاہي اقتدار کے ساتھہ قائم رکھنا چاہتي ہے - (۱)

ایک جماعت غیر ملکي حاکموں کے زیر سیادت خود مختار ملکي حکومت پر قناعت کرلیتي ہے ' دوسري جماعت ملک کو صرف ملکیوں کیلیے دیکھنا چاہتي ہے ' اور اسلیے اسکا نصب العین صرف حکومت خود اختیاري ہي نہیں ' بلکہ اغیار وا جانب سے ملک کو خالي کرنا بھي ہوتا ہے - اگر دور نہ جائیں ' تو اپنے برادران ملک کي پولیٹکل جد و جہد میں اسکي مثال آپ دیکھہ سکتے ہیں

اس نزاع احزاب ' اور اختلاف مقاصد کا سیاسي زندگي کے ساتھہ ساتھہ پیدا ہوجانا بالکل قدرتي ہے - یہ طبیعت انساني کے طبیعي جذبات: حرص و قناعت' اعتدال و سختي ' اور شدت و نرمي کا پولیٹکل ظہور ہوتا ہے ' اسلیے بلا استثنا دنیا کے سیاسي جد و جہد کے عہد قریب میں کوئی قوم اس منزل سے گذرے بغیر آگے نہیں بڑھسکي - یہ اختلاف و نزاع جس درجہ ناگزیر نظر آتا ہے' اس سے زیادہ اسکي مضرتیں واضح ہیں - سب سے پہلا مضر نتیجہ تو یہ نکلتا ہے کہ ملکي آزادي کے حملے سے بچنے کیلیے یہ نزاع حکومت کے ہاتھہ میں ایک مضبوط ڈھال بن جاتا ہے ' اور حملہ آوروں کا باہمي نفاق ' حریف کو فرصت دیدیتا ہے کہ جنگ کے نتیجے سے محفوظ ہو جاے - ہندوستان کا موجودہ پولیٹکل سکون اسي کا نتیجہ ہے ' اور مصر میں " حزب الوطني " کي تحریک اسي لیے بار آور نہوسکي کہ وہاں کي ماڈریٹ پارٹي (حزب الامہ) کو انگلستان نے اپنے ہاتھوں میں لے لیا ' اور ازادي کي ایک تلوار سے دوسري تلوار کے دو ٹکڑے کردیے -

مسلمان اگر پولیٹکل جد و جہد کا سفر شروع کرنا چاہتے ہیں (اور افسوس کہ اب شروع کرتے ہیں) تو انکے لیے بھي اس منزل سے گذرنا ضروري ہے - لیکن ہم کو یقین ہے کہ اگر وہ اپني پولیٹکل زندگي کو مذہب سے وابستہ کردیں ' اور جس راہ کو اختیار کریں - اسے اپنا ایک مذہبي حکم سمجھکر اختیار کریں ' تو اسلام کے خوارق سے بعید نہیں کہ وہ انکو ان موانع راہ سے بالکل محفوظ کردے ' اور وہ اس امن و سکون کے ساتھہ راہ سے گذر جائیں' کہ سیاسي جد و جہد کے کلیات میں انکا وجود ایک مثال مستثنی ہو-

ہم نے کہا کہ کچھہ بعید نہیں' لیکن غور کیجیے تو ایسا ہونا یقیني اور لازمي ہے - جب مسلمان اپني پولیٹکل جد و جہد کو محض سیاسي ولولوں سے نہیں' بلکہ اپنے اعمال دیني کي طرح شروع کرینگے ' تو انکي زندگي اور اعمال احکام دیني کے تحت میں آکر بالکل محدود و متعین ہوجائیں گے - اختلاف و نزاع تو جب ہو' جب انساني دماغ کو اسمیں دخل ہو' مذہبي احکام تعبد میں اختلاف کي کوئي گنجایش نہیں' انکا پالیٹکس مذہب کي حکومت میں آجاے گا - وہ خود مختار نہ ہوگا' کہ اپنے لیے مقاصد اور اسکے حاصل کرنے کے وسائل ڈھونڈے' بلکہ جو ایک ہي مقصد ' اور ایک ہي طریق حصول مقصد' اسکو مذہب بتلا دیگا ' مجبور ہوگا کہ صرف اسي میں محدود رہے - جس طرح ایک مسلمان نماز پڑھتا ' اور روزہ رکھتا ہے ' بالکل اسي طرح ایک سیاسي مقصد کو حکم الہي سمجھکر تلاش کرے گا -

(۱) یہ ایک بجاے خود مستقل موضوع بحث ہے جسکو کسي وقت لکھنا چاہیے - یہاں اسقدر اشارہ کردینا چاہتے ہیں کہ عموماً یہي دو اعتقادي نزاع تمام سیاسي جماعتوں میں ہوتا ہے ' مگر پھر اسي سے متعدد شاخیں پیدا ہوجاتي ہیں - مثلاً ملکي حکومتوں میں تو یہ نزاع جمہوري ' اور نیم جمہوري صورت میں ہوگا - مگر محکوم رعایا کي جد و جہد میں سلف گورنمنٹ اور تخلیہ ملک کي صورت اختیار کرلے گا - سلف گورنمنٹ سے مقصود یہ ہے کہ کسي اجنبي حکومت کے ماتحت پارلیمنٹري اصول پر خود اس ملک کو اپني حکومت ملجاے ' اور تخلیہ ملک سے یہ مطلب ہے کہ اجنبي حکومت اس ملک کو بالکل خالي کردے' اور خالص خود مختارانہ ملکي حکومت قائم ہو جاے - آجکل ہندوستان میں نرم اور گرم [illegible] کا اختلاف اسي بناپر ہے - مصر میں بھي حزب الوطن اور حزب الامہ اسي اختلاف کا نتیجہ ہیں -

[بقیہ مضمون متعلق صفحہ ۹]

" یہاں ایک عجیب و غریب واقعہ ہوا - پچھلے ہفتے ایک فقیر عرب عمدہ گھوڑے پر سوار عین شہر کے دروازے کے سامنے نمودار ہوا جہاں ایک پوري اٹالین بٹالین مقیم ہے ' وہ اس تیزي سے بےتحاشا گھوڑا دوڑاتے ہوے آرہا تھا' کہ اطالیوں نے سمجھا ' کوئي ترک پیغام بر ہے - اس نے اتے ہي نہایت تحکم آمیز لہجے میں سوالات کرنا شروع کردیے' عربي کوئي نہیں سمجھتا تھا' اسلیے مجکو میرے ہوٹل سے بلایا گیا ' میں نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ کہا کہ " ایک مسلمان علي برغیثي - اطالي عیسائیوں کے بڑے سردار سے ملنے کیلیے آیا ہوں " یہ کہنے کے ساتھہ ہي اسکي انکھہ سے غیض و غضب کے شعلے بھڑکنے لگے - میں نے جب ترجمہ اٹالي افسر کو سمجھایا' تو نہایت حقارت سے ہنسدیا' اور اُن درختوں کي طرف اشارہ کیا' جنکے نیچے تازہ خون اور گرم نعشیں پڑي تہیں ' اور یہ اُن لوگوں کي تہیں ' جنکو قتل عام کے بعد اسلحہ رکھنے کے جرم میں پکڑ کے آج صبح ہي قتل کردیا گیا تھا - جونہي عرب کي نظر اس منظر پر پڑي' وہ بے اختیار ہوگیا' یہ کیسي عجیب بات ہے کہ اسکي دلیري صرف ایک زنگ آلود خنجر ہي کے قبضے پر تھي - قبل اسکے کہ اٹالین پکڑیں' اُس نے خنجر نکالا - اور زخمي شیر کے غصے سے تڑپ کر اٹالین افسر کے بھونکدیا' نہیں کہہ سکتا کہ اسکے بازو میں جنون کي طاقت آگئي تھي ' یا وہ فولادي تھے کہ اُس زنگ آلود خنجر کو دل سے آگے پہنچا دیتے تھے - افسر تڑپ کر گر گیا - اور اس نے چاروں طرف وار شروع کردیے ' سیکڑوں اطالي چاروں طرف کھڑے تھے - مگر یہ اس طرح بجلي کي سرعت سے حملہ کررہا تھا ' گویا مٹي اور بھس کے پتلے اسکے سامنے ہیں - اس نے اُسي خنجر سے ایک افسر اور تین سپاہیوں کو مار ڈالا ' اور تین کو زخمي کیا ! اتنے میں پیچھے سے ایک سپاہي نے فائر کردیا ' اور وہ متواتر تین گولیوں کي ضرب کے بعد زخمي ہوکر گر گیا - گرتے ہي اٹالي اسپر ٹوٹ پڑے ' اور تلواروں سے اس طرح مارنے لگے' جیسے گوشت کا قیمہ کیا جاتا ہے ' مگر اس نے گرتے ہي آنکھیں بند کرلي تہیں ' اور بار بار کلمۂ اسلام پکار پکار کر دہرا رہا تھا - سپاہیوں نے اتنے ہي پر بس نہ کي ' بلکہ اسکا سر کاٹ کر الگ پھینکدیا ' اور اسکو بوٹوں سے اچھالتے رہے - اسکے بعد اسکي لاش ایک دوسري ایسي ہي سر بریدہ لاش کے ساتھہ رکھدي گئي اور مجکو معلوم ہوا کہ سر کاٹنے کا حکم خود جنرل کنیوا نے دیا تھا - مجھپر اس واقعہ کا بڑا اثر پڑا ' میں نے اسکي تصویر کھینچلي ' جو اس خط کے ساتھہ بھیجتا ہوں "

- چلنے والے ہم ہیں ' اور کر گذرنے والے ایسے ہوتے ہیں - ولمثل هذا ' بعمل العاملون -

" هم نے دنیا میں کیا پایا هے جو موت سے بهاگیں " - کیا یه صحیح هے ؟ اگر هے تو پهر عثمانی تلوار کے نکلنے میں کیا دیر هے ؟ دنیا میں صرف انسان زندہ رهسکتے هیں ' اور انسان وهي هیں ' جو وطن کي خاک کے ایک ذرہ کو اپنے سر سے پائوں تک کے خون سے بهي زیادہ قیمتي سمجهتے هیں ' اور یهي انسان هیں ' جنکي بدولت قومیں اور اقلیمیں زندہ رهتي هیں -

یاد رکهو که هماري سیاسي پوزیشین اسوقت تک قائم نهین رهسکتي جب تک که همارے یورپي مقبوضات همارے هي زیرنگین نهوں ' اسلیے همکو اپني تمام قوت مرکز کي تقویت میں صرف کر دینا چاهیے [لیکن یهي مرکز کا غلط خیال هے ' جس نے اٹلي کو طرابلس پهنچایا الهلال] هم مسلمان هیں ' جنگ همارے لیے عبادت هے - همارا یه عقیدہ هے که هم سے جو میدان جنگ میں جاتا هے - وہ احدي الحسنیین سے محروم نهیں رهتا - اگر مرا تو شهید هے - ورنه غازي في سبیل الحق والتوحید - یه چیز هے ' جسکو همارے آباء و اجداد کي روحیں هم سے آج مانگ رهي هیں -

اے برادران وطن ! آو سب ملکے فوج کے لیے نعرہ هاے تحسین و آفرین بلند کریں ' کیونکه صرف فوج هي سے کسي قوم کا وقار و شرف باقي رهسکتا هے -

عثمانیت مرادف هے جندیت و عسکریت سے ' اسلیے عثمانیت پرستو ! اٹهو اور هتیار سنبهالو - هاں کهو - لیحي الجیش ! و لیحي الوطن ! لیحي الاسلام !!

عثماني طلبا اور جوش ملت پرستي کے مظاهر

— * —

(تازہ عربي ڈاک سے)

قوم کے نوجوان درحقیقت اسکے ماضي ' حال ' اور استقبال کا آئینه هوتے هیں - قوم کي عزت و ذلت ' شجاعت ' و جبن ' اور حیات و ممات ' کے متعلق راے قائم کرنے کا انکے اعمال سے بهتر ذریعه نهیں - اسلیے عثماني طلبا کے مظاهرات کي تفصیل خاص توجه سے پڑهنے کے قابل هے -

هم اسکا مختصر حال (العلم) کے نامه نگار کي زباني درج کرتے هیں :—

جامعه عثمانیه کے طلبه نے ایک عظیم الشان جلسه کیا - جسمیں نہایت پر جوش اور شجاعت انگیز تقریریں کیں - اسکے بعد هاتهوں میں جهنڈیاں لیکر اس ترتیب سے چلے -

سب کے آگے مدرسه دینیات ' اسکے بعد مدرسه قانون ' اسکے بعد مدرسه هندسه (انجنیري) ' اسکے بعد مدرسه طب ' اسکے بعد مدرسه تجارت ' اسکے بعد دارالمعلمین کے طلبه تھے -

یه جلوس سب سے پہلے وزیر جنگ کے پاس گیا - وزیر جنگ کي طرف سے " فواد پاشا " ملے - ان کے سامنے ایک طالب علم نے تقریر کي جسمیں اس نے کہا کہ " وقت آگیا هے که اب اگر عثماني زندہ رهیں ' تو شرف و عزت کے ساتهه " اس تقریر کے جواب میں " فواد پاشا " نے ایک مناسب مقام تقریر کي - اسکے بعد طلبه نے نہایت بلند آواز سے وہ ترانه هاے وطن گائے ' جو شاعر وطني نامق کمال بک نے کہے هیں -

وهاں سے یه جلوس باب عالي گیا - راہ میں ازدحام بهت شدید تها - لوگ مکانوں اور راستوں پر سے " لیحي الشبان العثمانیه " عثماني نوجوان زندہ رهیں ' کے نعرے بلند کر رهے تھے - وزیر اعظم طلبه سے ملے ' ایک طالب علم نے آگے بڑهکر کہا " هم جنگ چاهتے هیں " - وزیر اعظم نے جواب دیا " که هم قوم کي خواهش پوري کرینگے " - وهاں سے

اس جلوس نے قصر سلطاني کا رخ کیا - راہ میں " طلعت بک " ملے جو وهیں سے موٹر پر واپس آرهے تھے - طلبه نے نعرہ هاے جوش بلند کیے - " طلعت بک " نے موٹر روک لي - اور طلبه کو مخاطب کر کے کہا -

" اے قابل تعظیم عثماني نوجوانو ! هم اگر زندہ رهینگے تو شرف و عزت کے ساتهه ' ورنه مرجائینگے - " لتحي العثمانیة ' لتحي الطلبة الجامعة " - (پائندہ باد عثمانیت ' زندہ باد طلبه جامعه) اسکے بعد طلبه نے " لیحي الحرب " (زندہ باد جنگ) کے نعرے بلند کیے -

جب یه جلوس قصر سلطاني کے پاس پهنچا ' تو سلطان المعظم نے قصر کي کهڑکي سے طلبه کا استقبال کیا - اور یه فرمایا -

" هم هرگز اس پر راضي نهیں هیں که بلغاریا همارے محترم اجداد کے کاسه هاے سر کو پامال کرے - یه " بلغاریا " کل تک همارے ما تحت تهي ' آج خود مختار هوگئي هے تو چاهتي هے که اپنے اشقیاء و اشرار کے ذریعه سے همارے آرام و آسایش میں خلل انداز هو - اسکا خاتمه کردینا چاهیے جب تک خاتمه نه هوگا همیں کبهي پریشانیوں سے اطمینان نصیب نهیں هوگا - خداوند کار سلطان " مراد " جو واقعه " قوصوہ " میں شهید هوے هیں ' همیں وصیت کر گئے هیں که انکے نقش قدم کي پیروي کریں " - اسکے جواب میں سب نے بآواز بلند کہا - " لتحي الحرب ! لیحي مولانا السلطان الکبیر " - اسکے بعد سلطان المعظم پهر کهڑے هوے اور فرمایا -

اے میرے عزیز فرزندو ! مجهے تمهاري یه حمیت ملي دیکهکر بیحد خوشي هوئي - جب تک تم میں یه روح باقي هے - هماري سلطنت پر کوئي آفت نهیں آسکتي - بیشک مجهے فخر هے که میں عثمانیوں کا بادشاہ هوں " - (نهیں یه تنزل هے بلکه کہنا چاهیے تها که ملت اسلام کا بادشاہ هوں) اسکے جواب میں طلبه نے بآواز بلند کہا " لیحي سلطاننا " یہاں سے طلبه عثماني اخبارات کے دفاتر میں گئے - طلبه کے سامنے خطیب کبیر " عمر ناجي بک " نے " طنین " کے دفتر میں تقریر کي -

* * *

انجمن نور عثمانیه میں " عمر ناجي " نے ایک بهت بڑي تقریر کي - درحقیقت جس نے یه تقریر سني هے ' اسکو چاهیے که اپنے تئیں نہایت خوش نصیب سمجهے ' کیونکه انکي سحر آمیز بلاغت مردہ دلوں میں زندگي اور سرد دلوں میں حرارت پیدا کر دیتي هے انکے بعد " طلعت بک " وزیر داخلیه کهڑے هوے اور انهوں نے کہا -

" ابتک مجهے اندروني دشمنوں کے مقہور کرنے میں کامیابي هوئي هے ' مگر اب میں بیروني دشمنوں کو مقہور کرنیکے لیے فوج میں رهنا چاهتا هوں "

اسکے بعد تمام مجمع نے بالاتفاق یه طے کیا که " عبیدالله افندي " اڈیٹر العرب تقریر کریں چنانچه " عبیدالله افندي " کهڑے هوے اور کہا

" همارے دشمنوں کا اعتماد یورپ پر هے - اور همارا اعتماد خدا پر هے - هم حق کي راہ میں لڑتے هیں - اور جو حق کي راہ میں لڑتا هے ' خدا اسکا مددگار هے - جس قوم کا مددگار خدا هوگا وہ قوم ضرور کامیاب هوگي "

اسکے بعد مجمع نے بآواز بلند درخواست کي که " جاوید بک " تقریر کریں - چنانچه " حزب الحریة والائتلاف " کے چند اعضا انکے مکان پر گئے اور انکو اپنے ساتهه لے آئے " جاوید بک " نے کہا -

" اس زمین پر عثماني فرزند رهتے هیں اور اسکے اندر عثماني بزرگوں کي هڈیاں مدفون هیں - اسلئے همارا فرض هے که هم اسکي حفاظت و حمایت میں جانیں دیدیں ' اور دشمنوں کے قدموں سے اسکو پامال نهونے دیں " -

شئون عثمانیہ

القتال او الشرف و الاستقلال !

جلسۂ جامع سلطان احمد قسطنطنیہ میں صباح کے اڈیٹر کی تقریر

اے ملت پرستان غیور ! ! ذرا اس شاندار منظر کو جو ہمیں محیط ہے دیکھو ! کون منظر ؟ یہ آیا صوفیا ' یہ سلطان احمد ' اور یہ ویلی طاش ' کسقدر خوشنما منظر ! ہمیں اپنے قومی مفاخر کا یاد دلانے والا منظر ! ! - یہ منظر ہمیں بتلاتا ہے کہ نفاق ' بد اخلاقی اور پھوٹ کیونکر کسی سلطنت کا خاتمہ کردیتے ہیں - یہ منظر ہمیں بتلاتا ہے کہ ہم نے اسے کسطرح فتح کیا ؟ یہ بتلاتا ہے کہ ہم اسکو صرف اسلیے فتح کر سکے تھے کہ ہمارے سروں میں سرفروشی کا جنون تھا ' دلوں میں نبرد آزمائی کا ولولہ تھا ' اور ہاتھہ میں حفظ وطن کی ناممکن التسخیر تلوار تھی - ہم اسکو صرف اسلئے فتح کرسکے تھے کہ ہمارے اخلاق پاکیزہ تھے ' ہم میں عزت وطنی اور غیرت ملکی کا ناقابل فنا احساس تھا ' اور اسلام کے شرف اور احترام کے آگے اپنے خون اور جسم کو ہیچ سمجھتے تھے -

ہم ان پاکیزہ صفات اور مکارم اخلاق کے وارث ہیں - ہماری ملت پرستی اور ہمارا جوش قلبی آج ہمیں اسلیے یہاں کھینچتا ہوا لایا ہے ہم یہاں آج کیوں جمع ہوے ہیں ؟ اپنے استقلال اور اپنی ملت کی حفاظت کیلیے -

اے ملت پرستو ! آج ہمارا سامنا ایک ناجائز زیادتی ' ایک غیر قانونی دست درازی اور ایک وحشیانہ اقدام سے ہے ' یہ قومیں جو آج ہم سے خود مختاری کی طالب ہیں ' اگر اپنے سود و زیاں کو صحیح طور پر سمجھیں تو اپنی خودکشی کیلیے کبھی نہ کھڑی ہوجاتیں ' یہ کبھی اپنے آپ کو طامع و از کا لقمہ نہ بناتیں '

یہ قومیں ' یہ عالم خیال میں جولانی کرنے والی قومیں ' اگر سوچیں ' تو انہیں معلوم ہوجاے کہ انکا وجود ہمارے وجود سے وابستہ ہے - انکا بقا صرف ہمارے بقا ہی تک ہے -

وہ یہ چاہتے ہیں کہ ہمکو [illegible] سے مرعوب کرلیں - مگر وای بر حماقت ! کیا انہیں نہیں [illegible] کہ جن ننگی تلواروں سے یہ ہمیں ڈراتے ہیں ' [illegible] بچوں کے ننھے ننھے ہاتھہ جھیلتے ہیں ؟ کیا انہیں [illegible] کہ کل تک ہمارے ہی ہاتھہ تھے ' جو ان پر عالم کا سا [illegible] رہتے تھے ؟ بیشک ہم نے صبر کیا ' اور بہت صبر کیا ' مگر [illegible] لبریز ہوگیا ہے -

صوفیا ' جسکی زمین [illegible] برس تک عثمانیوں کے خون سے رنگین رہی ' بلگریا کا دار الحکومت ہوگئی ' اور ہم نے واپس لینے کا خیال نہیں کیا ' بلغراد [illegible] میں لاکھوں عثمانی بہادر کام آئے - تھیسلی صدیوں تک ہمارے زیر نگین رہا ' مگر جب خود مختار ہوگیا ' تو ہم نے نہیں کہا کہ کیوں ہوگیا ؟ ستیند میں چار بار عثمانی فوج پہنچ گئی ' اور کسی دفعہ بھی ہم نے اسکے آزاد کرانے میں تردد نہیں کیا - ہم نے [illegible] کو ہمیشہ ترجیح دی ' مگر ہمکو اسکا کیا بدلہ ملا ؟

یہ کہ بزدلوںکی طمع اور بڑھگئی ' انہوں نے ہم کو کمزور سمجھہ لیا اور ہم کو ایک لمحہ بھی نصیب نہیں ہوا کہ جس امن اور فرصت کیلیے ہم نے اپنے جسم کے ٹکڑے دیدیے ' اس سے ایک لمحہ کے لیے بھی فائدہ اٹھائیں -

بلگیریا - یہ کل کی خود مختار ریاست چاہتی ہے کہ " درنہ " میں آجائے - یعنی دولت علیہ کا مرکز حکومت لیلیے ! - سلطان " مراد " کا نقش یادگار مٹادے !! سرویا یہ چاہتی ہے کہ سلطان " مراد " کا مشہد (قوصوہ) میں روند ڈالے ! -

مانٹی نیگرو ! یہ مجسمۂ حقارت و رذالت ! یانیہ ' اشقودرہ ' اور زاھرہ پر دانت لگا رہی ہے ! - یونان اس سبق کو بھول گیا ' جو ہم نے سولہ برس قبل پڑھایا تھا - ہمارے مقابلہ میں جزائر بحر متوسط پر حکومت کا مدعی ہے ! -

عبد الرحمن بک موجودہ وزیر مالیات

جو مجاہدین عثمانی کی ایک جمعیت فراہم کرکے مقدونیا روانہ ہوئے ہیں -

معاملہ حد سے گذر گیا ' ہماری خود داری ' ہماری عزت نفس ' اور سب سے بڑھکر شرف اسلامیت اب نہیں برداشت کرسکتا -

اے اخوان ملت ! یہ ملک کیونکر خود مختار ہوے ؟ کیا اپنی قوت ' اپنی شجاعت سے ؟ نہیں ' نہیں ' بلکہ ہماری غلط پالیسی سے - مگر عثمانیوں نے انہیں کیونکر فتح کیا تھا ؟ تلوار سے - یہ ملک کیلیے ' اپنی ہستی کیلیے ہمارے مرہون احسان ہیں - مگر با ایں ہمہ وہ کیا چاہتے ہیں ؟ وہ یہ چاہتے ہیں کہ سلانیک ' اسکوب ' اشقودرہ ' یانیہ ' اور پروزہ ہم سے لیلیں ' لیکن اگر ال عثمان کی گذشتہ شش صد سالہ تاریخ کے صحائف دنیا سے فنا نہیں ہوگئے ہیں ' اگر تغیرات زمانہ نے ہمارے ملی خصائل کی قلب ماہیت نہیں کردی ہے ' اور اگر خدا کا پیام توحید فنا ہونے کیلیے نہیں بلکہ زندگی کیلیے ہے تو اس کائنات عالم کا ایک ایک ذرہ

یاد رکھے کہ ایسا ہونا محال ہے - اسکا تصور جنون ہے - یہ محض ناممکن ہے - ان کے مقابلوں میں عثمانی فوج کو کبھی شکست نہیں ہوئی ' مگر انکی فوج ہمارے سامنے سے بارہا بھاگ چکی ہے - ہمارے لیے اب بھی ممکن ہے کہ ہم پھر انہیں برباد کردیں - ہمارا فرض ہے کہ اپنے ممالک کے حاصل کرنے میں اپنی پوری طاقت صرف کردیں جنمیں ہمارے نامور آباء و اجداد کی ہڈیاں مدفون ہیں استبداد و استعباد کیلیے نہیں ' بلکہ اسلیے کہ ان پر دستور و حریت کا جھنڈا لہرائے - ابتک ہم نے بہت صبر کیا ' مگر اب وقت آگیا ہے کہ ہم بدلا لیں - ہم جنگ نہیں چاہتے بلکہ وہ خود جنگ چاہتے ہیں ہمارا فرض ہے کہ ہم بھی اب جنگ ہی چاہیں - ہمارا شاعر وطن نامق کمال بک کہتا ہے کہ " جب " طونہ " گیا تو وطن گیا " طونہ " تو جاتا رہا ' لیکن وطن نہیں گیا ' مگر راحت وطن جاتی رہی -

ترکی اور یورپ اسوقت تک چین نہیں لینگے ' جب تک کہ وہ حدود طبعی تک نہ آجائینگے ' اسلیے جلد ہمکو اپنے حدود طبعی پر قبضہ کرلینا چاہئے - پس اے عثمانیو ! اٹھو اور آگے بڑھو - ہاں سنو ! تمہارا شاعر وطن " نامق کمال بک " کیا کہتا ہے - وہ کہتا ہے کہ

مراسلات

مسلم یونیورسٹی اور الحاق

— * —

جناب من -

اُمید ہے کہ سطور ذیل آپ اپنے اخبار میں شائع کر کے حامل [illegible] ممنون فرمائینگے - جناب شیخ عبداللہ صاحب بی - اے - ایل ایل بی نے ایک خط جو اصل میں نواب وقار الملک بہادر قبلہ [illegible] میں روانہ کیا گیا تھا ' چھپوا کر بصیغۂ راز چند لوگوں میں تقسیم کیا ہے جو آنکے خیال میں اہل الرائے تھے - لیکن :

نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفل ہا

وہ مجھہ تک بھی پہنچ گیا ' اور چونکہ وہ میرے پاس کسی "صیغہ" سے نہیں پہنچا ' اسلئے میں اُسے "راز" میں رکھنے کیلیے مجبور نہیں ' علاوہ بریں چونکہ وہ سخت مغالطہ ڈالنے والی تحریر ہے ' اسلئے یہ ضروری ہے کہ قبل اسکے کہ وہ لوگوں کے دلوں میں جاگزیں ہو ' اسکی غلطی سے بھی [illegible] کردیا جاے -

سب سے اول شیخ صاحب نے اسکی مخالفت کی ہے کہ ایک ہی شخص کو "بطور کارکن [illegible] کے پبلک اور گورمنٹ کے سامنے پیش کیا جاے" کیونکہ "اسکا نتیجہ کسی کامیابی کیلیے زیادہ اثر پذیر نہوسکے گا" - اسکا روے سخن راجہ صاحب محمود اباد کیطرف ہے بیشک یہ قابل افسوس ہے کہ شیخ صاحب اور صاحب زادہ صاحب کو جنکے مشورہ سے یہ تحریر لکھی گئی ہے ' ایسا موقعہ نہیں دیا گیا ' اور آئندہ بھی کوئی توقع نہیں - ایک طرف تو راجہ صاحب کے متعلق یہ راے ہے ' دوسری طرف جلسہ کے رامپور میں ہونے کی تجویز ہے اور رامپور کو بہترین جگہہ بتائی گئی ہے ' لیکن اس بہتری کیوجہ کوئی ظاہر نہیں کیگئی - شاید یہ ہو کہ نواب صاحب رامپور کی مہمانی کا فخر کوئی کم بات نہیں ہے ' لیکن اگر وہاں راجہ صاحب نہ آسکیں ' تو پھر کسی "دوسری جگہہ پر جہاں ممدوح کو شرکت میں آسانی ہو" کیوں ؟ اسلئے کہ " بلا موجودگی جناب راجہ صاحب کے ہم یونیورسٹی کے متعلق کوئی جلسہ نہیں کرسکتے " - کیا یہ عجیب بات نہیں ہے ؟ - شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ " قوم یونیورسٹی کے معاملہ میں ایک بے سری فوج کیطرح پریشان ہے " لیکن تعجب ہے کہ باوجود اسقدر کثیر التعداد نام نہاد اور خود ساختہ لیڈروں کے بھی قوم کو بے سری فوج کیساتھ تشبیہ دیجاتی ہے " سربرآوردہ " اور " اہل الراے " اشخاص کا جلسہ جسکی تحریک شیخ صاحب فرماتے ہیں ' نہ معلوم کن اصحاب پر مشتمل ہوگا ' اور ان خصوصیتوں کا کیا معیار قایم کیا جائیگا - غالباً وہی معیار ہوگا جو اب تک علیگڈہ کی تمام تحریکوں اور کارروائیوں میں ہوتا رہا ہے -

شیخ صاحب کو معلوم ہوا ہے کہ نواب صاحب قبلہ کوئی تحریر پریس میں شایع فرما نیوالے ہیں ' اسپر آپ ممدوح کو مشورہ دیتے ہیں کہ اسوقت " سب سے موثر نسخہ اتفاق ہے ' اور اگر اہل الراے اشخاص میں اتفاق نرہا تو مشکل ہو جائیگی " اور پریس میں جانا " کسی بزرگ قوم کیلیے مناسب نہیں " - اردو اخبارات کا کچھہ ٹھیک نہیں ' اسلیے کہ البشیر کی جو ہمشیرہ کالج اور یونیورسٹی کی حامی رہا ہے راے معلوم ہوچکی ہے مسلم گزٹ ' الہلال ' کا مومد وغیرہ تو ابدام کردن زدنی ہیں - شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ " بس اب جو کچھہ فیصلہ ہونا چاہیے وہ یونیورسٹی کے صاحبوں کے مشورہ سے ہونا چاہئے ' اور اس میں اُن لوگونکی راے کو زیادہ قابل وقعت نہ سمجھنا چاہیے جو یونیورسٹی کے قیام کے شروع ہی سے مخالف تھے یا جو ایسے مخالفین کے اثر میں آگئے ہیں " کیا شیخ صاحب مہربانی فرماکر بتلائینگے کہ " یونیورسٹی کے صاحبوں " سے آنکی کیا مراد ہے ؟ اور یونیورسٹی کے جو لوگ شروع ہی سے مخالف تھے وہ کون ہیں ؟ کیا وہی لوگ نہیں ہیں جنمیں خود شیخ صاحب بھی شامل ہیں کہ یونیورسٹی ملجاے ' خواہ وہ کیسی ہی ہو ؟ اور کیا جو لوگ شروع سے مخالف تھے ' وہ اسلئے نہ تھے کہ یونیورسٹی جو مسلمانونکے مرض کی دوا ہو ' انکے خیال میں ملنا نہایت مشکل تھی اور تجربے سے آخرالذکر اصحاب کی راے صحیح ثابت ہوئی ہے ؟ اور جو لوگ قوم کے مخالفین کے اثر میں آگئے ہیں ' وہ اُن سے بہتر نہیں ہیں ' جنھوں نے قطعاً آنکھوں پر پٹی باندہ لی ہے ' اور ہر ایک معقول بات کے نہ سننے اور نہ سمجھنے کی قسم کہالی ہے ؟

فکاہات

— * —

یونیورسٹی اور الحاق

— * —

شرط الحاق پہ اصرار ' اور ایسا اصرار
شیوۂ عقل نہیں ' بلکہ ہے یہ کج فہمی
درسگاہیں ہیں کہاں ' کیجیے جنکا الحاق
اور اگر ہیں بھی تو بیکار ہیں یا طفل تہی
لوگ جس چیز کو کہتے ہیں علیگڈہ کالج
چشم بینا ہو ' تو ہے جامعۂ قوم یہی
یہ وہی قبلۂ حاجات ہے ' سوچیں تو ذرا
یہ وہی کعبۂ مقصود ہے ' دیکھیں تو سہی
آج جو لوگ ہیں جمعیت قومی کے امام
جن کا ارشاد ہے ہم پایۂ طغراے شہی
سب کے سب متفق اللفظ یہی کہتے ہیں
" اِن ھذا لہو الحق و آمنت بہ "

* * *

قوم کا دیکھیے بچپن کہ یہ سب سنکے کہا
" جو کھلونا مجھے دکھلایا تھا ' لونگی تو وہی "

([illegible])

ڈنچچ کی تباهی

عبرتناک داستان

ایک قیدی ترک افسر کی زبان سے

(پاق گورتزا) کا نامہ نگار ۱۴ اکتوبر کی چٹھی میں لکھتا ہے :
گرمی رو به تنزل ہے - سناٹا سا چھا رہا ہے - جن بازاروں میں بشاش دهاتیوں اور فوجی سلیقه سے چلنے والے سپاهیوں کے باعث کاندھے سے کاندھا چھلتا تھا ' وهاں آج سوائے ادھر اُدھر چکر لگانیوالے چند سپاهیوں کے اور کچھه نظر نہیں آتا - یه سپاهی قریباً سب کے سب اعلی قسم کی فوجی وردیوں میں آتے هیں - قومی لباس تو النادر کالمعدوم ہے -

اب همارے هیڈ کوارٹر کرشوتزا پر ' جو مقام مذکور سے ۲ کیلومیٹر کے فاصله پر جانب مغرب واقع ہے ' مقرر هوئے هیں ' ملچ ' رزجنی اور پلے نتزا کے مابین هیلوگرافک تعلق صاف صاف نظر آتا ہے - چائے خانے میں بیٹھے هوئے کھانے میں مشغول تھے که ایک مقید ترکی کمانڈر پر میری نظر پڑی ' جسنے میرے سامنے ڈنچچ کی تباهی اور واقعات ماقبل کے متعلق مندرجه ذیل داستان بیان کی -

" کچھه روز کم چار هفتے هوئے هیں ' استنبول سے ڈنچچ آیا ' ڈنچچ کلاں اور ڈنچچ خورد ایک پہاڑی علاقه ہے ' اور ۳ چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں اسپر سایه فگن هیں - خود قلعه کی دیواروں کا کام بھی کمزور چٹانیں هی دیتی هیں ' جنمیں چونه وغیره بالکل نہیں ہے -

" میرے زیر کمان ۱۲۰ آدمی تھے - ڈنچچ پر کل جمعیت ۵۰۰ آدمیوں کی تھی ' لیکن انمیں سے چوتهائی سے زیاده حصه یونانیوں ' بلغاریوں ' اور سرویوں کا تھا ' جو همیں رات کی تاریکی میں چھوڑکر کھسک گئے - هم غریب مسلمانوں سے بہت پیشتر وه جنگ کے شروع هو جانیسے خبردار هوچکے تھے -

۹ تاریخ کی صبح کو گولوں کی دندناهٹ سے همیں معلوم هوگیا ' که لڑائی شروع چکی ہے - میرے پاس کل چار ضرب توپیں تھیں ' جنمیں سے ۳ بوجه نہایت هی کہنه هونیکے قریباً بیکار تھیں - همپر ۵۰۰۰ میٹر (۳۹ انچ کا هوتا ہے) سے گوله باری هو رهی تھی - اگر میں صاف گوئی کو عارنه سمجھوں ' تو همارے پاس دشمنوں کی گوله باری کا جواب دینے کیلئے کوئی سامان نه تھا - طره یه که بہتر ویں بٹالین (رجمنٹ کا ایک حصه هوتا ہے ' جس میں ۱۰۰ سے لیکر ۳۰۰ تک سپاهی هوتے هیں) کے سپاهی تمام تر نا آموز اور نئے بھرتی کئے هوئے تھے -

همارے ۴۰۰ سپاهی چٹانوں کے پیچھے ایک هی قطار میں فائر کرنیکی غرض سے پڑے هوئے تھے - انمیں سے سو آدمی راتوں رات نکل گئے ' اور مالیسوری کم و بیش ۲۰۰۰ کی جمعیت میں هم پر چڑھه آئے اور همارا احاطه کرلیا - دسویں کی صبح کو لڑائی شروع هوئی - مانٹی نگریوں نے سب طرفسے همپر یورشوں کا تانتا باندھه دیا - همارے یمین ویسار جو واقعات ظہور پذیر هوئے ' انکے بیان کرنیکا میرے قلم کو یارا نہیں - همارا کپتان احمد آفندی تو وهیں شہید هوگیا (انا لله و انا الیه راجعون) لیکن دوسرے شہدا کا مجھے کچھه حال معلوم نہیں - ان چٹانوں پر ایک عجب نفسا نفسی کا عالم تھا ' هر شخص اپنے هی جان کے بچاؤ کیلئے ساعی نظر آتا تھا - ایک درجن مانٹی نگروی مجھپر جھپٹ پڑے - میں نے جلدی جلدی پستول سے فائر کرنا شروع کردیا ' اور کسی محفوظ تر جگهه کی تلاش شروع کی ' لیکن میرا پاؤں پھسل پڑا ' اور میں پہاڑ کی ایک کھوه میں گر پڑا جس سے میرے پاؤں میں چوٹ آگئی -

میں اپنے پستول کو دوباره بھر رها تھا ' که غنیم مجھپر ٹوٹ پڑے - میرے ساتھه انہوں نے نہایت هی بے رحمانه اور بے دردانه سلوک کیا - رحم کا شائبه بھی کسی میں معلوم نہیں هوتا تھا -

سرویا کی فوج کے دستے اور دستے

جو (ڈنچچ) کے دوائی میں بنائے تھے اور جنہیں ۱۳ - اکتوبر کو ایک ترکی دستے نے منہدم کردیا -

مصر اور ترکی کی ڈاک سے مختصر خبریں

دولت عثمانیه نے ان تمام افسروں کو واپسی کا حکم دیا ہے جو بیرونی ممالک میں جنگ کی تعلیم حاصل کرنیکے لیے گئے هوئے هیں -

--- * ---

وه عثمانی فوجی افسر ' جو دار السلطنت فرانس میں مقیم تھے روانه هوگئے ' روانگی کے وقت " الفتی العرب و الفتی الترکیا " (زنده باد عرب) کے نعرے لگاتے اور قومی ترانے گاتے جاتے تھے -

— * —

صاحب الفضامة عبد الحلیم افندی ' رحید الدین افندی ' اور جمال الدین افندی شیخ الاسلام نے اپنا نام منطوعین (والنٹیروں) میں درج کرایا اور فوج کے ساتھه روانه هوگئے هیں -

دو سو چالیس عثمانی جو پہلے فوجی خدمت سے بھاگے تھے ' اب متطوع بنکر قسطنطنیه واپس آگئے هیں -

جنگ بلقان میں شرکت کی غرض سے چالیس عثمانی ملت پرست امریکا سے قسطنطنیه آئے هیں -

حرم سلطانی کی طرف سے وه تمام مصارف ادا کیے جاوینگے جو مجروحین کے معالجه میں صرف هونگے ' اور نیز ایک شفا خانه کھولا جائیگا ' جسمیں سو پلنگ هونگے - اسکے مہتمم دو شاهی طبیب یعنی خیری بک اور جمیل پاشا هونگے -

قيام کے باعث اوسوقت شايد اسکي طرف بہت زيادہ اعتنا ' نہيں کيا تها -

پين اسلامک ولوله يورپ ميں پيدا هونے کي غايت بهي يهي تهي - ايک وقت وه تها که مسلمانان هند ميں وه اکابر' جو اب دولت عثماني اور ايراني کي حمايت پر ظاهراً همه تن مصروف هيں ' اُن دعوتوں ميں شريک هوتے ڈرتے تهے' جسميں هم پين اسلامسٹ سفراء عثماني و ايراني کو مدعو کرتے تهے -

اُس زمانه ميں بارها يه خواهش هملوگوں پر ظاهر کي گئي تهي که " پين" کا لفظ اپني سوسائٹي کے نام سے نکال ڈاليں' اسليے که انڈيا آفس کو وه لفظ پسند نہيں ' اور ميرے انگلستان سے آنے کے بعد وه ٹکڑا خارج بهي کرديا گيا -

اب شايد ان لوگوں کے بهي يه ذهن نشيں هو گيا هو' که مسلمانوں کو فطرةً پين اسلاميسٹ هونا چاهيے ' اور اس اندوهناک حالت ميں' جبکه :

غبار غرب سے آمڈا هے کس بلا کا مشير
تمهارا نام و نشان خاک ميں ملانے کو

اگر کوئي چيز کسي وقت اميد کي صورت دکهاتي هے' تو وه يهي پين اسلامک ولوله هے' جو مسلمانوں کے دلونميں جوش زن هو رها هے -

کاش يه ولوله پہلے هي زور دار هوجاتا ' اور اوسوقت جب هم چند اشخاص اوسکے زنده کرنے کي کوشش کررهے تهے' وه لوگ جواب مسلمانوں کي سرغنائي اپنے هاتهه ميں رکهتے هيں' همارے مانع اور حارج نه هوتے ! مسلمان بلندي سے کيوں گر گئے ؟ اسکا جواب صاف يهي هے که اونهوں نے مذهب کو چهوڑا - مذهب هي نے اونکو هفت افلاک پر پهونچايا تها اور مشرق اور مغرب کي حکومت اونکو ديدي تهي ' ورنه وه عرب کي بالو پر تہذيب اور تمدن سے بيخبر هي رهتے. اور پهر اسلام کو چهوڑنا هي اونکي ذلت کا باعث هوا اور اگر خدا نخواسته ترک طرابلس کے عربوں کي بهادري نه دکها سکے ' تو اسکي ذمه داري بهي اونهي گردنوں پر هوگي ' جو مسلمانوں کو مغربي بنانے کي سعي ميں مصروف رهے هيں - ميں سمجهتا هوں که اگر کوئي سب سے زيادہ راحت جسماني دينے والي تهذيب اور ترقي بهي مسلمانوں کو اسلام کي قيمت ادا کر کے ملتي هو' تو ايسے اونکو نه ليدا چاهيے - اگر تمام عالم کے علم کي آدمي قيمت قرآن هو تو اوس علم سے بهي دست کش هوجانا چاهيے - طرابلس کے وه باديه نشين جو اپنے تن کو سادے کپڑے سے ڈهانک ليتے هيں ' جو خيموں ميں زندگي بسر کرتے هيں ' جو سوا علم قرآن کے اور کوئي علم نہيں جانتے' اور راحت جسمـــاني کے سامان نہيں رکهتے - اون مسلمانوں سے هزار درجه بهتر هيں جنکو "مغربي تهذيب" - اور مادي علوم نے اس کام کا بهي نہيں رکها که اپني عزت سنبهال سکيں - اپنے ملک کے کام آ سکيں - اپنے مذهب کي لاج رکهه ليں - کيا يه هماري حالت که هم هر که و مه کے آگے گردن جهکا ديتے هيں' غلامي کا طوق لا ذرا سے عذر کے پهن ليتے هيں ' صاف اسبات کي شهادت نہيں ديتے' که اسلام کي روح اب همارے عنصر ميں باقي نہيں ؟

مبارک هو گا وه زمانه ' جب پهر مسلمان اسلام کے پابند هونگے - جب پهر قرآن انــکا هادي هوگا - جب پهر همه صفت موصوف خدا انــکا معيار کمال اوصاف هوگا -

ليکن قرآن کي تعليم ايک حضرت عمر کے وقت مين تهي - اور ايک امير معاويه کے وقت ميں ' اور اب حال کے علماء هنــد ميں اکثر قران کي تعليم کا غرور رکهتے هيں - آپ کس تعليم پر اپني روش اخباري کو قائم کيجئے گا ؟

اپ کے سامنے بہت حال کي قراني تعليم اور قراني معلمون کي ايک مثال درپيش هے - جب سيد رشيد رضا لکهنؤ آے تهے تو خود آپکے سامنے کي بات هے که اکثر قراني معلمون نے اونکے استقبال سے اسلئے انکار کر ديا تها که وه ايک اڈيٹر اخبار تهے - کتنے قرآني تعليم سے بهره مند کهتے تهے که وه غير جگهه کے رهنے والے هيں ' اسليے اونکو ندوة العلماء کے جلسے کا صدر نه هونا چاهيے -

اگر قرآن کي ايسے هي تعليم هے ' اور ايسے هي تعليم پر آپ مسلمانوں کو بلانا چاهتے هيں تو کم سے کم اس عاجز کا تو آپ کو اور آپ کے اخبار کو دور هي سے سلام هے -

آج کل قرآن کي تعليم پر زور دينے والے زياده تر اسي فکر ميں رهتے هيں که کسي طرح ايک جماعت کثير مسلمانوں کو اسلام کے دائرے سے خارج کرديں ' کسطرح صرف سنيوں کے مسلمان هونے کو ثابت کريں - يا کسطرح شيعوں کي فضيلت دکها ديں -

اگر آپ مجهے معاف کريں تو ميں اتنا عرض کرونــگا که ميں هندوستان کے قرآن کي تعليم دينے والوں اور سياسي تعليم دينے والے مسلمانوں' دونوں کو ايک هي درجه پر سمجهتا هوں - اصلي اسلام سے ' محمد اور عمر کے اسلام سے دونونکا اسلام دور -

ميں " الهـــلال " کو ديکهتا هوں' تو اوسميں ان دونوں سے تو بلنـــدي پاتا هوں ' مگر ابهي اوس حالت کو اوسميں بهي نہيں پاتا جس سے يه اميد هو که يه اصلي قراني تعليم پر کمر بسته هے -

ذاتي مناقشه ميں صفحه کے صفحه سياه نظر آتے هيں - مذهبي بحثيں هيں تو اسي کے سلسلے جاري هيں - مسلمانوں کو " دست الهي " ميں اپنا هاتهه دينے کي هدايت سلسله وار مضامين کي گئي هے - قرآن کي طرف بهي وه بلاے گئے هيں' مگر نه " دست الهي " کي توضيح هے ' نه قرآن کي ايسي تعليم کا اشاره کيا گيا هے جو اسوقت بهي مسلمانوں کو غار پستي سے نکالکر بلنـــدي پر پهونچا سکتي هے -

اصول جمهوريت ' اصول مساوات ' اصول قوميت ' سبق جرئت ' اخلاقي و نيز جسماني قوة وغيره نظر انداز کرنے کي چيزيں نہيں هيں - تعليم قراني صرف نماز روزه کي تاکيد ' زنا سے پرهيز وغيره پر محدود نہيں هے ' بلکه قرآن نے زندگي انساني کے هر ايک اصول پر نظر ڈالي هے' اور ميں سمجهتا هوں که اس اصول کو زير نگاه رکهکر فروعات ميں تبدل و ترقي کي خاص هدايت قرآن نے ' نبي اوم صلعم نے ' اور دنيا کے بزرگ ترين مدبر و فاروق رضي الله نے کي هے - مسلمان کو اپني روحانيت کي ترقي کي فکر سے کبهي غافل نه هونا چاهئے' ليکن اب اس معرکه عالم ميں جب مادیت اون اجسام کو زير و زبر کر رهي هے' جسميں روح چهپتي هے' مادي ترقي سے غافل هونا روح کے ساتهه بهي دشمني کرنا هے -

مسلمانوں کي اسوقت عجيب پيچيده حالت هورهي هے - قران کو اونهوں نے چهوڑا بهي هے ' اور پکڑا بهي هے ' ليکن دونوں حالتوں ميں اصلي منشاء اسلام سے برخلاف هوگئے هيں - جنهوں نے قران چهوڑا هے' اونهوں نے تو خير اوسے چهوڑ هي ديا هے - جنهوں نے پکڑا هے' اونهوں نے صرف روحاني اوصاف و زندگي کے ليے اوسے پکڑا هے' بعض ايسے بهي هيں جنهوں نے اصول اور فروع کے فرق کو ملحوظ نہيں رکها' ميں نہيں جانتا که آپ کا کيا اراده هے - آپ اصول اور فروع کا امتياز اور فرق قائم رکهينگے يا نہيں ؟

[باقي آينده]

مشير حسين قدوائي (بيرسٹر ايٹ لا)

لکهنؤ

شیخ صاحب آگے چلکر یونیورسٹی کے مسئلہ کی تاریخ بیان فرماتے ہیں اور تاریخ پیدایش سنہ ۱۸۸۳ قرار دیتے ہیں ' لیکن اگر ہماری یاد غلطی نہیں کرتی ' تو یہ تاریخ صحیح نہیں ہے - یونیورسٹی کی اصلی تاریخ پیدایش سر سید کی انگلستان سے واپسی ہے ' اور اسکا عملی جامہ پہننے کی تاریخ اور علیگدہ کالج کی بنیاد دونوں توام ہیں - آپ کو سید محمود مرحوم کی اسکیم میں " الحاق " اور الحاقی یونیورسٹی کا کہیں پتہ نہیں چلتا - آپ کو سر سید - نواب محسن الملک - نواب وقار الملک ' مسٹر بیک ' سر ماریسن ' مسٹر شاہدین - صاحبزادہ صاحب - مسٹر محمد علی کی تقاریر اور تحریروں میں اور سر سید میموریل فنڈ اور کانفرنس کی روئدادوں میں باوجود " دوبارہ پرتالنے " کے " لفظ الحاق " کہیں نظر نہیں پڑا - ممکن ہے کہ شیخ صاحب کا یہ ادعا صحیح ہو کہ " اس وسیع سلسلہ میں کبھی کسی ایک مقرر کی زبان سے یا ایک مضمون نگار کے قلم سے لفظ الحاق نہیں نکلا ' اور نہ کسی کے ذہن میں الحاقی یونیورسٹی آئی " اجتک ہم جانتے تھے کہ دلونکا علم سواے اس ذات وحدہ لاشریک کے کسی کو نہیں ' مگر آج ہمیں معلوم ہوا کہ نعوذ باللہ شیخ صاحب بھی اس صفت میں اسکے شریک ہیں ' جو لوگونکے ذہنونکا حال بھی معلوم کرلیتے ہیں - شیخ صاحب ہمیں معاف کرینگے ' اگر ہم یہ عرض کریں کہ -

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ‏ ‏ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ؟

اس معاملہ میں شیخ صاحب کی " دوبارہ پرتال " بالکل اسی قسم کی ہوگی ' جسکے کہ وہ اپنے پیشہ کیوجہ سے عادی ہوگئے ہیں - جب وہ کسی مقدمہ میں بحث کرنیکے لیے کسی مسل کی پرتال کرتے ہونگے ' تو سواے اپنے موکل کی مفید مطلب باتونکے اور نظر انداز ہوجاتا ہوگا - مثال کے طور پر ہم شیخ صاحب کو سرتیہوڈر ماریسن کے لکھنو والے ایڈریس کیطرف متوجہ کرتے ہیں ' جو انہوں نے سنہ ۴ ع کے جلسۂ کانفرنس میں بہ حیثیت صدر کے دیا تھا ' اسے پڑھکر شیخ صاحب فرمائیں ' کہ اسمیں کس قسم کی یونیورسٹی کا خاکہ پیش کیا گیا ہے ؟

شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ الحاق کا مسئلہ سنہ ۱۱ ع کی پیدایش ہے ' اور یہ کہ پولیٹکل وجوہات کی بنا پر ہم نے اسکی تائید کی تھی اور ممبر صاحب تعلیمات گورنمنٹ ہند کے سامنے اسی وجہ سے اسپر زور دیا تھا - اور یہ کہ ممبر تعلیمات کے جواب سے اکثر ممبران ڈپوٹیشن کو یقین ہوگیا تھا کہ الحاق کا حق نہ ملیگا - لیکن شیخ صاحب بتائیں کہ اس یقین کو قوم پر کب ظاہر کیا گیا اور آیا یہ واقعہ ہے کہ نہیں کہ جب اسکا چرچا ہوا کہ حق الحاق نہ ملیگا تو اسکی تردید کسی نے نہیں کی ؟ شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ بعض اخبارات ممبران ڈپوٹیشن پر غلط اتہام لگاتے ہیں کہ انہوں نے قوم کو مغالطہ دیا اور یہ سراسر نا درست اور کذب وافترا ہے ' اگر شیخ صاحب ڈپوٹیشن سے واپسی کے بعد کہدیتے کہ الحاق کے حق کی امید نہیں تو بیشک وہ شکایت کرسکتے تھے ' بلکہ برخلاف اسکے بار بار یہ یقین دلانے کی کوشش کیگئی کہ یہ جو افواہ پھیل گئی ہے کہ الحاق کا حق نہ ملیگا ' قطعاً غلط ہے ' اندریں صورت شیخ صاحب کا اخبارات کے متعلق اوپر کا خیال جایز طور سے اتہام اور بہتان بتایا جاسکتا ہے -

آخر میں شیخ صاحب کی یہ راے کسی طرح قابل تسلیم نہیں کہ چونکہ ہندؤں نے یونیورسٹی گورنمنٹ کی شرایط پر منظور کرلی ہے ' مسلمانوں کو بھی قبول کرلینا چاہیے ' ہندوستان کی تمام یونیورسٹیاں حقیقی معنوں میں ہندو یونیورسٹیاں ہیں ' انہیں الحاق کی زیادہ ضرورت نہیں ' مسلمانوں کیلیے بلا الحاق کی یونیورسٹی بقول کامریڈ کے سفید ہاتھی کے پال لینے سے زیادہ مفید نہیں ہوسکتی -

علاوہ بریں جو روپیہ الحاقی یونیورسٹی کیلیے جمع کیا گیا ہے ' وہ کسیطرح شرعاً ' عرفاً ' قانوناً ' یا انصافاً ' غیر الحاقی یونیورسٹی کے قیام میں صرف نہیں کیا جاسکتا ' اور اگر ایسا کیا گیا ' تو کیا عجب ہے کہ کارکنان یونیورسٹی کو عدالت کا کٹہرہ دیکھنا پڑے - (رازی)

اشاعت اسلام

— * —

از حضرت علامہ شبلی نعمانی مدظلہ

میں چند برسوں سے اس خطرہ کا سخت احساس کررہا ہوں ' جو نومسلموں کے چاروں طرف [illegible] رہا ہے - جو تدبیریں لوگوں نے کیں اور کررہے ہیں ' بالکل بے سود [illegible] بعض اوقات مضر ثابت ہوئی ہیں - اسی غرض سے میں نے اس قسم کی آبادیوں میں انسپکٹر بھیجے ' لوگوں سے خط و کتابت کی ' اور ذرایع سے حالات بہم پہنچاے ' اور ان سب کے بعد ایک خاکہ قایم کیا ' کہ اسکے مطابق کارروائی کا آغاز کیا جاے - اس غرض سے اردو اور انگریزی میں خطوط چھپواے ' اور ارادہ کیا کہ ملک میں دورہ کرکے ہر جگہ مناسب تدبیریں اختیار کی جائیں - اسی اثنا میں (سیرت نبوی) کا کام بھی پیش نظر تھا ' حضور سرکار عالیہ (بھوپال) نے اسٹاف کا بندوبست کرکے اس ارادہ کو واجب العمل کردیا ' اور میں نے اس مبارک لیکن نازک کام میں ہات ڈال دیا - اس کام کی وسعت اور ذمہ داری کو دیکھتا ہوں ' تو نظر آتا ہے کہ جب تک اسی کا نہ ہو رہوں ' انجام نہیں پاسکتا ' ادھر ایک آنکھ کی بصارت بھی جاتی رہی - دوسری پر بھی زور پڑتا ہے بہرحال اب ہر طرح پر قدرت نے مجبور کردیا ہے کہ استانۂ نبوی کے سوا کسی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھوں -

اس بنا پر (اشاعت اسلام) کے کام کو کسی اور بندۂ خدا پر چھوڑتا ہوں - میرے حبیب محترم مولانا ابو الکلام صاحب آزاد ' الہلال کے ذریعہ سے جو کچھہ کر رہے ہیں ' زمانہ اسکو دیکھہ رہا ہے - اور انہی سے امید ہوسکتی ہے کہ وہ اس کام کو پورا کرسکیں - اسلیے اگر وہ اس طرف متوجہ ہوں ' تو کامیابی کی امید ہوسکتی ہے -

میں اس قدر اب بھی کرسکتا ہوں کہ وہ جب دورہ پر نکلیں ' تو ایک آدہ جگہہ ' میں بھی ان کے ہم رکاب ہوجاؤں -

---

دعوت اصلاح مسلمین اور اتحاد اسلامی

— * —

الہلال کی روش کے متعلق آپنے راے طلب کی ' اور پچھلے پرچے میں آپنے اپنا کام بتانے کے لیے صلاے عام دیا ہے - میں دونوں امور کی بابت کچھہ کہنا چاہتا ہوں -

اول الہلال کی روش کے متعلق -

میں ان لوگوں میں ہوں جو یہ راسخ عقیدہ رکھتے ہیں اور بارہا علانیہ تحریراً وتقریراً ظاہر بھی کرچکے ہیں ' کہ مسلمانوں کی دنیوی بہتری اور برتری کا انحصار بھی انکے مذہب پر ہے - تاریخ شاہد ہے کہ جس قدر زیادہ غلو انہوں نے مذہب کی طرف کیا ' اسی قدر زیادہ مدارج دنیاوی انکو حاصل ہوے - میں نے یہی راگ یورپ میں گایا ' اور پچھلی مرتبہ جب میں پھر قسطنطنیہ گیا ' تو وہاں کے اکابر وغیرہ کے سامنے بھی [illegible] چھیڑ دیا کہ مسلمانوں کے عروج کا ذریعہ نہ صرف حب وطن پیدا [illegible] سے ہوسکتا ہے ' نہ حب قوم سے ' بلکہ حب مذہب سے - طرابلس کی جنگ نے یقینی یہ میرا وعظ اب اور لوگوں کے بھی ذہن نشین کردیا ہوگا ' جنھوں نے اپنے پیرس کے

رشته صرف ایک هے' اور وہ وهي هے جو انسان کو اسکے خالق اور پروردگار سے متصل کرتا هے - وہ ایک هے' پس اسکے ماننے والوں کو بھي ایک هي هونا چاهیے' اگرچه سمندروںکے طوفانوں' پہاڑوں کي مرتفع چوٹیوں' زمین کے دور دراز گوشوں' اور جنس و نسل کي تفریقوں نے انکو باهم ایک دوسرے سے جدا کردیا هو :

ان هذه امتکم امة واحدة ' وانا ربکم فاتقون (٢٣ : ٥٥) — بیشک ' تمهاري جماعت ایک هي امت هے' اور هم ایک هي تمهارے پروردگار هیں -

اے برادران ملت ! یهي اسلام کي وہ عالمگیر اخوت اور دعوت اسلام کي وحدت تھي ' جس نے زمین کے دور دراز گوشوں کو ایک کردیا تھا - اسلام نے ریگستان حجاز میں ظهور کیا ' مگر صحراے افریقه میں اسکي پکار بلند هوئي - اسکي دعوت کي صدا جبل بوقبیس کي گھاٹیوں سے اٹھي' مگر دیوار چین سے صداے اشهدان لا اله الا الله کي بازگشت گونجي - تاریخ کي نظریں جس وقت دجلۂ و فرات کے کنارے پیروان اسلام کے نقش قدم گن رهي تھي' عین اسي وقت گنگا اور جمنا کے کنارے سیکڑوں هاتھ تھے ' جو خداے واحد کے آگے سر بسجود هونے کیلیے وضو کر رهے تھے - یه تمام دنیا کي مختلف قومیں ' زمین کے دور دراز گوشوں پر بسنے والي ابادیاں ' گویا ایک هي گھر کے عزیز تھے ' جنکو شیطان رجیم کي تفرقه اندازیوں نے ایک دوسرے سے الگ کردیا تھا ' لیکن خداے رحیم نے ان صدیوں کے بچھڑے هوے دلوں کو ایک دائمي صلح کے ذریعے پھر ایک جگهه جمع کردیا ' اور انکے روٹھے هوے دلوں کو اس طرح ایک دوسرے سے منا دیا ' که تمام پچھلے شکوے اور شکایتیں بھول کر ایک دوسرے کے بھائي اور شریک رنج و راحت هوگئے :

واذکروا نعمة الله علیکم' اذکنتم اعداء' فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمه اخوانا (٣ : ٩٨) — الله کي اس نعمت کو یادکرو ' جوتم پر نازل کي گئي ' جبکه تم اسلام سے پہلے ایک دوسرے کے دشمن تھے' مگراسلام نے تمهارےدلوں میں الفت ومحبت پیدا کردي ' اور دشمن کي جگهه ایک دوسرے کے بھائي بھائي هوگئے

یه برادري خدا کي قائم کي هوي برادري هے ' هر انسان جس نے کلمۂ لا اله الا الله کا اقرار کیا ' بمجرد اقرار کے اس برادري میں شامل هوگیا ' خواہ مصري هو ' خواہ نائجیریا کا وحشي هو' خواہ قسطنطنیه کا تعلیم یافته ترک ' لیکن اگر وہ مسلم هے تو اس ایک خاندان توحید کا عضو هے ' جسکا گھرانا کسي خاص وطن اور مقام سے تعلق نهیں رکھتا ' بلکه تمام دنیا اسکا وطن' اور تمام قومیں اسکي عزیز هیں دنیا کے تمام رشتے ٹوٹ سکتے هیں ' مگر یه رشته کبھي نهیں ٹوٹ سکتا - ممکن هے که ایک باپ اپنے لڑکے سے روٹھه جاے ' بعید نهیں که ایک ماں اپني گود سے بچے کو الگ کردے ' هو سکتا هے که ایک بھائي دوسرے بھائي کا دشمن هو جاے ' اوریه بھي ممکن هے نه دنیاکے تمام عهد مودت ' خون اور نسل کے باندھے هوے پیمان وفا و محبت ٹوٹ جائیں ' مگر جو رشته ایک چین کے مسلمان کو افریقه کے مسلمان سے ' ایک عرب کے بدو کو تاتار کے چرواهے سے' اور ایک هندوستان کے نو مسلم کو مکه معظمه کے صحیح النسب قریشي سے پیوست و یک جان کرتا هے ' دنیا میں کوئي طاقت نهیں هے ' جو اسے توڑ سکے ' اور اس زنجیر کو کاٹ سکے جسمیں خدا کے هاتھوں نے انسانوں کے دلوں کو همیشه کے لیے جکڑ دیا هے -

پس اے عزیزان ملت ! اور اے بقیه ماتم زدگان قافلۂ اسلام ! ! اگر یه سچ هے که دنیا کے کسي گوشے میں پیروان اسلام کے سروں پر تلوار چمک رهي هے' تو تعجب هے اگر اسکا زخم هم اپنے دلوں میں نه دیکھیں - اگر اس آسمان کے نیچے کہیں بھي ایک مسلم پیرو توحید کي لاش تڑپ رهي هے' تو لعنت هے اُن سات کروڑ زندگیوں پر ' جنکے دلوں میں اسکي تڑپ نه هو - اگر مراکش میں ایک حامي وطن کے حلق بریده سے خون کا فوارہ چھوٹ رها هے ' تو همکو کیا هوگیا هے که همارے منهه سے دل وجگر کے ٹکڑے نهیں گرتے ؟ ایران میں اگر وہ گردنیں پھانسي کي رسیوں میں لٹک رهي هیں' جنسے آخري ساعت نزع میں اشهد ان لااله الا الله کي آواز نکل رهي تھي' تو هم پر الله اور اسکے ملائکه کي پھٹکار هو ' اگر اپني گردنوں پر اسکے نشان محسوس نه کریں - اگر آج بلقان کے میدانوں میں حافظین کلمۂ توحید کے سر اور سینے صلیب پرستوں کي گولیوں سے چھن رهے هیں' تو هم الله' اسکے ملائکه ' اور اسکے رسول کے آگے ملعون هوں ' اگر اپنے پہلوؤں کے اندر ایک لمحه کیلیے بھي راحت اور سکون محسوس کریں - میں کیا کهه رها هوں ؟ حالانکه اگر اسلام کي روح کا ایک ذرہ بھي اسکے پیرؤں میں باقي هے ' تو مجھکو کهنا چاهیے که اگر میدان جنگ میں کسي ترک کے تلوے میں ایک کانٹا چبھه جاے' تو قسم هے خداے اسلام کي ' که کوئي هندوستان کا مسلمان مسلمان نهیں هو سکتا ' جب تک وہ اسکي چبھن کو تلوے کي جگه اپنے دل میں محسوس نه کرے ' کیونکه ملت اسلام ایک جسم واحد هے' اور مسلمان خواہ کہیں هوں اسکے اعضا و جوارح هیں - اگر هاتھه کي انگلي میں کانٹا چبھے ' تو جب تک باقي اعضا کٹ کر الگ نهوگئے هوں ' ممکن نهیں که اسکے صدمے سے بے خبر رهیں - اور یه جو کچھه کهه رها هوں' محض اظهار مطلب کا زور بیان هي نهیں هے' بلکه عین ترجمه هے اُس حدیث مشهور کا ' جسکو امام احمد و مسلم نے نعمان بن بشیر سے روایت کیا هے که جناب رسول کریم علیه الصلوة و التسلیم نے فرمایا :

مثل المومنین في توادهم و تراحمهم و تعاطفهم ' مثل الجسد' اذا اشتکی له عضو ' تداعی له سائر الجسد بالسهر والحمي — مسلمانوں کي مثال باهمي مودت و رحمت اور محبت وهمدردي میں ایسي هے ' جیسے ایک جسم واحد کي ' اگر اسکے ایک عضو میں کوئي شکایت پیدا هوتي هے' تو سارا جسم اس تکلیف میں شریک هو جاتا هے -

اور اسي کے هم معني صحیحین کي وہ حدیث هے' جسکو ابو موسی اشعري نے روایت کیا هے که :

المومن للمومن کالبنیان ' یشد بعضه بعضا - — ایک مومن دوسرے مومن کیلیے ایسا هے' جیسے کسي دیوار کي اینٹیں ' که ایک اینٹ دوسري اینٹ کو سهارا دیتي هے -

اور فی الحقیقت یه خصائص مسلم میں سے ایک اولین اور اشرف ترین خصوصیت هے ' جسکي طرف قران کریم نے اپنے جامع و مانع الفاظ میں اشارہ کیا هے که :

اشداء علی الکفار ' رحماء بینهم (٤٩ : ٢٩) — کافروں کیلیے نهایت سخت ' مگر آپسمیں نهایت رحیم اور همدرد -

ان میں جسقدر سختي هے ' باطل اور کفر کیلیے - اور انکي جسقدر محبت و الفت هے ' حق و صدق ' اور اسلام و توحید کے لیے فاعتبروا یا ایها المسلمون و لا تکونوا کالذین قالوا سمعنا و هم لایسمعون -

جامعۂ اسلامیه یا پان اسلام ازم

جب سے اسلام دنیا میں موجود هے ' یه اخوت و وحدت بھي موجود هے ' مگر یورپ کا جدید دسیسۂ شیطاني اسکو کسي مجهول الحال اور حدیث العهد " اسلامي اتحاد سیاسي " سے تعبیر کرتا هے اور اس اضغاث احلام کي تعبیر اسکو ایک خون افشاں هلال کي صورت میں نظر آتي هے - وہ کسي ایسے وقت کے تصور سے اپنے تئیں لرزاں

تقـــريـــر

موجودہ اسلامي مسئلہ پر

— * —

جو ٢٧ اکتوبر کو ایدیٹر الہلال نے کلکتہ کي
ایک عام مجلس میں کي (١)

(١)

اللهم مالك الملك توتي الملك من تشاء' و تنزع الملك من تشاء و تعز من تشـاء و تذل من تشـاء' بيدك الخير' انـك عـلى كل شي قدير -

اعوذ بالله من الشيطان الرجيم : يا ايها الناس ! انتم الفقراء الى الله و الله هو الغنى الحميد' ان يشاء يذهبـكم و يات بخلـق جديد' و ماذالـك على الله بعزيز (٣٥ : ١٧) فاطر ١٧

—*—

بـرادران اسـلام !

عرصے کي خاموشي کے بعد پھر میں آپکے سامنے حاضر ہوا ہوں :

تحقیق حال ما ز نگہ میتوان نمود
لختے زحال خویش بسیما نوشتہ ایم

آپ میں سے اکثر حضرات کو معلوم ہے کہ بعض اسباب خاص سے اس عاجزنے عام مجالس کي شرکت قطعاً بند کردي تھي' اور گذشتہ (خدرپور) کي مجلس میں التجا کي تھي کہ ایندہ اس خدمت سے معاف رکھا جاؤں - ارکان انجمن نے جب اسکي نسبت ایک خط لکھا' تو پہلے جي میں آیا کہ معذرت کے ساتھہ انکار کردوں' لیکن اسکے بعد سونچا کہ وقت تو وہ آگیا ہے' جب گونگے بولنے لگیں' اندھے دیکھنے لـگیں' لنگڑے چلنے لگیں' اور بہرے سننے لگیں' کیونکہ اسلام اپنے ہر پیرو سے اسکے آخري فرض کا طالب' اور اس شے کا خواستگار ہے جسکے بعد اسکے ذمے اور کچھہ باقي نہیں رہے گا' اور وہ توحید الہي کے حق سے سبکدوش ہوجاے گا - پس جو زبان نہیں بول سکتي' اسکو بھي بولنے کي سعی کرنی چاہیے' اور جو قدم نہیں اُٹھہ سکتا' اسکو بھي چلنے کیلیے اُٹھنا چاہیے -

توحید اخوت اسلامي و عموم رشتۂ دیني

قران حکیم نے توحید الہي کے داعي کریم علیہ الصلوۃ و التسلیم کو " سراج منیر " سے ملقب کیا اور انکے خصائص کریمہ کي طرف اشـارہ کرتے ہوے فرمایا کہ :

انـا ارسلنـاک شاهـداً و مبشـــرا و نـذيـرا' و داعيـــاً الـي اللـــه بـــاذنـــه و ســراجـــا منيـــرا (٣٣ : ٤٦)

اے پیغمبر ! بیشـک ہم نے تم کو شہادت دینے والا' بشارت پہنچانے والا' ضلالت و خبائث سے خوف دلانے والا' راہ الہي کے طرف داعي' اور ایک نوراني مشعل بنا کر بھیجا ہے -

لیکن ایک دوسرے موقعہ پر افتاب کو بھي " سراج " کے لقب سے یاد کیا ہے :

وجعل القمـــر فيهن نوراً وجعل الشمـــس ســـراجـــا (٧١ : ١٥)

اور آسمان میں خدانے چاند کو بھي بنایا' جو ایک نور ہے' اور سورج کو بھي بنایا' کہ وہ ایک روشن مشعل ہے'

اس مماثلت اور اشتراک تشبیہ سے مقصود یہ تھا کہ اسلام کي دعوت بھي اس آفتاب مادي کي طرح ایـک آفتاب روحاني ہے - آفتاب جب نـکلتا ہے' تو اسکي روشني اور حرارت میں کوئي تمیز نزدیک و دور' اعلی و ادنا' سیـاہ و سفید' باغ و دشت کي نہیں ہوتي - اسکي روشني بلا تمیز مکان و مقام ہر شے پر چمکتي' اور ہر حرارت پذیر وجود کو گرم کرتي ہے - بعینہ یہي حال اس آفتاب دعوت الہي اور نیر درخشان سمائے رسالت کي عموم فیضان بخشي کا تھا' جو گو سعیر سے چلا' مگر فاران کي چوٹیوں پر نمـودار ہوا' جسکي کرنوں میں دھني جانب شـریعت الہي کي " نور و کتاب مبین " تھي' مگر بائیں جانب قیام عدل و میزان کي شمشیر آبدار چمک رہي تھي - جسکا طلوع کائنات میں ظلمت کي شکســت' اور روشني کي دائمي فیروز مندي تھا' کیونـکہ آسمان ہدایت پر شریعت الہي کے گو سیکڑوں ستارے نمودار ہوے تھے' لیکن تاریکي کي آخري شکست کیلیے دنیا کو آفتاب ہي کے طلوع کا انتظـار ہوتا ہے :

و الليل اذا يغشى و النهار اذا تجلى و ما خـلق الـذكر و الانـــثـــى (٩٢ : ١)

رات کي قسم' جبکہ اسکي تاریکي کائنات کي تمام اشیا کو چھپا دیتي ہے' اور روز روشن کي قسم' جبکہ آفتاب کي تجلي تمام کائنات کو روشن کردیتي ہے' اور دراصل اُس خالق کي قسم' جسنے تخلیق عالم کیلئے نر اور مادہ کا وسیلہ پیدا کیا -

اس آفتاب توحید نے طلوع ہوتے ہي تفریق و انشقاق کي تمام تاریکیوں کو مٹا دیا - اسکي روشني کي فیضان بخشي میں اسود و ابیض اور عرب و عجم کي کوئي تمیز نہ تھي' خدا کي ربوبیت کي طرح اسکي رحمت بھي عام تھي' وہ " رب العالمین " تھا' پس ضرور تھا کہ اسکي راہ کي طرف دعوت دینے والا بھی " رحمـۃ للعالمین " ہو :

و ما ار سـلنـاک الا رحمةً للعالمين (٢١:١٠٧)

اے پیغمبر ! ہم نے اپکو نہیں بھیجا' مگر تمام عالموں کیلیے رحمة قرار دیکر -

انسان کي یہ سب سے بڑي ضلالت اور خدا فراموشي تھي' کہ اس نے رشـتۂ خلقت کي وحدت کو بھلا کر' زمین کے ٹـکڑوں' اور خاندان کي تفریقوں پر انساني رشتے قائم کرلیے تھے' خـدا کي زمین کو جو محبت اور باہمي اتحاد کیلیے تھي' قوموں کے باہمي اختـلافات و نزاعات کا گھر بنا دیا تھا' لیکن اسـلام دنیا میں پہلي آواز ہے' جس نے انسان کی بنائي ہوئي تفریقات پر نہیں' بلـکہ الہي تعبّد کي وحدت پر ایک عالمگیر اخوت و اتحاد کي دعوت دي اور کہا کہ :

يا ايـهـا الـنـا س انا خـلقـنـا كـم من ذكـر و انـثى و جـعلـنـا كم شـعوباً و قـبـا ئـل لتعارفوا ان اكـــر مـكـم عنـد الـلـه اتـــقـــا كـــم ( )

اے لوگو ! ہم نے دنیا میں تمہاري خلقت کا وسیلہ مرد اور عورت کا اتحاد رکھا' اور نسلوں اور قبیلوں میں تقسیم کردیا اسلیے کہ باہم پہچانے جاؤ' ورنہ در اصل یہ تفریق و انشعاب کوئي ذریعۂ امتیاز نہیں' اور امتیاز اور شرف اسي کیلئے ہے جو اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ متقي ہے -

پس در حقیقت اسلام کے نزدیک وطن و مقام' اور رنگ و زبان کي تفریق کوئي چیز نہیں - رنگ اور زبان کي تفریق کو وہ ایک الہي نشان ضرور تسلیم کرتا ہے " و من آياته اختلاف السنتكم و الوانكم " لیکن اسکو وہ کسي انساني تفریق و تقسیم کي حد نہیں قرار دیتا - انسان کے تمام دنیوي رشتے خود انسان کے بنائے ہوے ہیں - اصلي

(١) ایڈیٹر الہـلال تحریري تقریر کا بالکل عادي نہیں ہے' حتی کہ تقریر سے پہلے سلسلہ بیان کیلیے نوٹ لکھہ لینے کا بھي کبھي اتفاق نہیں ہوا - یہ تقریر بھي ارتجالاً اور محض زباني تھي - اب ایک تحریر کي صورت میں اسلیے قلم بند کردي جاتي ہے کہ اس موضوع پر بہر حال ایک مستقل مضمون لکھنا ہي تھا - یہ پہلا موقعہ ہے کہ تقریر کے بعد قلم بند کرنے کي کوشش کي گئي' اکثر مطالب اسیطرح ہیں' جو اس وقت زبان پر گذرے' البتہ بعض مقامات پر مزید تفصیل و تشریح' اور مختلف مطالب میں تقسیم کردي ہے -

Printed & Published by ABUL KALAM AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRINTING WORKS, 7-1, Mcleod Street, Calcutta

تو هزار سلامتي هو تجهپر اے وحشت و خونخواري ! اور هزار هزار رحمت وبرکت نازل هو تجهپر اے افریقه اور نائجریا کي بربري و درندگي ! ! اور کبهي تیرے سایۂ برکت سے همارے سر جدا نہوں ! !

وجودك ذنب لا يقاس به ذنب

حضرات ! !

یورپ کے نزدیک " مسئله مشرقي " کا حل بالکل ایک قدرتي انصاف و عدل هے' چالیس کرور نفوس اسلام کو مٹا دینے کا عملي تهیه کوئي تشویش انگیز بات نہیں - یه اس پراني مسیحي وصیت کي تبلیغ و تکمیل هے' جسکو سینت لوقا نے شہزادۂ امن (مسیح) کي زباني دنیا کو سنایا تها که " میرے وہ دشمن جو نہیں چاهتے که میں ان پر حکمراني کروں' انکو یہاں لاؤ ! اور میرے قدموں کے آگے ذبح کردو " (۱) پس اسمیں کوئي انساني ظلم نہیں' قوموں کے قدرتي قوانین کا احترام اس بارے میں بالکل بے معني هے - اگر کوئي شے قابل توجه هے تو صرف یه هے که یورپ کي رقیب حکومتیں ایک دوسرے پر بازي نه لے جائیں' جسم اسلام کي اسطرح بوٹیاں نوچي جائیں که هر بهیڑیے کے منهه میں مساوي تقسیم کے ساتهه ایک ایک لقمه آجاے - لیکن جامعه اسلامیه' اسلام کي قدرتي اخوت' اسکا روز اول سے قائم کرده رشتۂ اتحاد' تو یه ایک سخت سے سخت معصیت اور جرم هے' جسکا کوئي ذي روح مخلوق مجرم هوسکتا هے - یه ایک کهلا عدوان و فساد هے' یه وحشیانه تعصب اور بربرانه خونخواري کي سازش هے - یه ایک ایسا گناه هے' جسکے لیے نفرین اور عذاب کے سوا اور کچهه نہیں هونا چاهیے' یه ایک ایسي تاریک زندگي هے' جو صرف اسلیے هے که اسے مٹا دیا جاے ! ذلك قولهم بافواههم' يضاهون قول الذين كفروا من قبل' قاتلهم الله انى يوفكون

لیکن اے اقوام یورپ ! اے دزدان قافلۂ انسانیة ! اے امثال درندگي و سبعیت ! اے مجمع وحوش و کلاب ! ! ظلم و عدوان تا بکے ؟ اور خون و خون ریزي تا چند ؟ کبتک خدا کي سر زمین کو اپنے حیواني غرور سے ناپاک رکهوگے ؟ کبتک انصاف ظلم سے' اور روشني تاریکي سے مغلوب رهے گي ؟ تبریز میں تمهارے هاتهوں انسانوں کي گردنیں سولي میں لٹک رهي هیں' طرابلس کي ریت پر ابتک اس جمے هوے خون کے ٹکرے باقي هیں' جو تمهاري آنکهوں کے سامنے تمهارے ایک پیشرو نے بہایا' مراکش میں ان لاشوں کا شمار کوئي انسان نہیں کر سکتا' جنمیں سے سیکڑوں کو مٹي کے بوجهه کي جگهه تمهارے گهوڑوں کے سموں کي پامالیاں اور تمهارے جنگي بوٹوں کي ٹهوکریں نصیب هوئي هیں -

یه تمهارے تمام خبائث شیطاني دنیا کیلیے تهذیب و تمدن کي رحمت' اور امن اور صلح کي برکت هیں - لیکن اسکے مقابلے میں آٹهه سو اٹالین قیدي (عزیزیه) اور (طبروق) کے صحرائي قبائل کي قید میں دن میں پانچ مرتبه اس غذا سے بہتر غذا کے سامنے بٹها لے جاتے هیں' جو فوج طرابلس کے افسر عام کو نصیب هوتي هے' اور عین اس وقت جبکه نخلستان طرابلس میں مسلمانوں کے شیر خوار بچوں اور خانه نشین عورتوں کا قتل عام کیا جاتا هے' ڈیڑه سو سے زیاده اٹالین قیدیوں کو (نشاءت بے) خاص اپنا خیمه دیدیتا هے' کیونکه وه ریگستان کي گرد اور تپش کے عادي نہونے کي شکایت کرتے هیں' لیکن پهر بهي اسلام اور اسلام کے محافظ ترک' وحشت و بربریت کا پیکر هیں' اور صرف تهذیب و شائستگي کي تکمیل کیلیے انکو مٹا دینا چاهیے ! !

پس اے برادران ملت ! جس " پین اسلام ازم " کو یورپ پیش کررها هے' اگرچه اسکے دسائس افرین دماغ سے باهر اسکا کوئي وجود نہیں' مگر اس سے بریت کي بے فائده کوشش نه کیجیے - جس چیز کو آپ اپني بریت میں پیش کرینگے' اس سے وه بے خبر نہیں هے - آپ اپني بریت کے اظہار میں آجکل کے ملاحدۂ مسلمین کي طرح خواه اپني جنس اسلامي کو جنس مغربي سے کیوں نه بدل لیں' لیکن وه کبهي " پان اسلام ازم " سے اپنے تئیں بے خطر نه دکهلاے گا' کیونکه وه دانسته آپکي ایک اصلي مدافعانه قوت اتحادي کو اس طرح فنا کردینا چاهتا هے - آپ انکار کریں خواه اقرار' دونوں حالتوں میں اسکا سلوک یکساں هوگا :

مثله كمثل الكلب ان تحمل عليه يلهث' او تتركه يلهث - (٧ : ١٧٥)

اسکي مثال کتے کي سي هے که اگر اسکو دتکار دو' جب بهي زباں باهر لٹکاے رهے گا' اور اگر اسکو چهوڑ دو' جب بهي زبان هلاتا رهے گا -

کاش مسلمانوں میں پان اسلام ازم هوتا

مسلمان " پان اسلام ازم " کے نام پر استغفار پڑهرهے هیں' لیکن میں کہتا هوں که اے کاش آج مسلمانوں میں " پان اسلام ازم " کا وجود هوتا' وه " پان اسلام ازم " جسکو ترکي یا انگلستان کے مسلمانوں کي کسي خفیه کمیٹي کے پیدا کرنے کي ضرورت نہیں هے' روز اول سے اسکي همکو دعوت دي گئي هے :

واعتصموا بحبل الله جميعاً ولا تفرقوا (٣ : ٩٧)

ایک دین الهي کي رسي سب ملکر پکڑ لو' اور آپسمیں متفرق نہو !

اگر " پان اسلام ازم " کا اصلي وجود هوتا' تو کیا ممکن تها که همارے سامنے ایران پر قیامت گذر جاتي' مراکش کا خاتمه هوجاتا' طرابلس میں مسلمانوں کي لاشیں تڑپتیں اور همارے قلوب میں کوئي حقیقي حرکت پیدا نہوتي ؟' روضه مبارک حضرت امام رضا علیه السلام کي دیواریں ملاعنۂ روسیه کي گوله باري سے گرگئیں' برقه کي مسجدوں کے میناروں پر اٹلي کے مشرکین و مریم پرست چڑهگئے' تا که عین اس مقام پر جہاں خداے واحد کي تقدیس و تسبیح کي صدائیں بلند کي جاتي هیں' رومن کیتهو لک بت پرستي کا علم نصب کریں' لیکن مجهکو بتلاؤ که کتنے هندوستان میں مسلماں هیں' جنکے دلوں میں زخم لگے' اور کتنے هیں' جنکے جگر میں ٹیس اٹهي ؟

لمثل هذا يذوب القلب من كمد
ان كان في القلب اسلام و ايمان

سچ یه هے که هم اپنے اصلي " پان اسلام ازم " کو کهو چکے هیں' اور یہي علت حقیقي اسلام کے اصلي ضعف اور انحطاط کي هے' مگر چونکه اسکا بیج اب بهي هم میں موجود هے' گو برگ و بار نہیں' اسلیے یورپ چاهتا هے که اس طرح کے انتشارات سے سہما اور ڈراکر همکو آئنده کي هوشیاري اور بیداري سے بهي باز رکهے' اور رهي سہي اتحادي قوت کا بهي اسکي نشو و نما سے پہلے خاتمه کردے -

مسئله مسلم یونیورسٹي اور مسئله بقاے اسلام

اے حضرات ! یاد رکهیے که آج اسلام کیلیے مسلمانوںکي کوئي وطني اور مقامي تحریک سود مند نہیں هو سکتي' اور اس کشتي کے تیرنے کیلیے اصلي (نه که یورپ کے اختراعي) " پان اسلام ازم " کے سوا اور کوئي بادبان نہیں هے' ایک قوم جو ریگستان عرب سے دیوار چین تک آباد هے' اسکو زمین کے کسي خاص ٹکڑے کا تعلق کیا فائده پہنچا سکتا هے ؟

جسقدر مقامي کوششیں آج عمل میں آرهي هیں' خواه وه مصر

(۱) انجیل لوقا فصل (۲۹)

و ترساں ظاہر کرتا ہے' جبکہ تمام عالم میں چالیس کرور مسلمانوں کی تلواریں یکا یک چمک اٹھیں گی ' عیسائیوں سے انکے گذشتہ چار سو سال کی مسیحی خون ریزی کا حساب لیا جاے گا اور خذوہ فغلوہ ثم الجحیم صلوہ ' کے نعروں کے ساتھہ تمام دنیا کے درختوں پر صلیب پرستوں کی معلق اور مصلوب لاشیں انکے خداے مصلوب کی لاش طرح لٹکنے لگیں گی ! !

مگر یہ یورپ کے چہرۂ خونیں کا عکس ہے' جو اسکو عالم اسلامی کے آئینے میں نظر آتا ہے - ! !

میں نے جب کبھی اس قسم کی تحریریں پڑھی ہیں ' تو لکھنے والوں کے تعصب پر اسقدر متعجب نہیں ہوا ہوں جس قدر اسکا جواب دینے والے مسلمانوں کی جہالت بلکہ اسلام فراموشی پر - جب کبھی یورپ کے شیاطین سیاست نے " پان اسلام ازم " کی صدا بلند کی ہے ' تو معاً مسلمانوں نے ڈر ڈر کر اور کسی خونی مجرم کی طرح سہم سہم کر اپنی بریت کے بے اثر دلائل کی وظیفہ خوانی شروع کردی ہے ' اور پھر اکثر اوقات غیروں کو خوش کرنے کیلیے اسمیں اس درجہ غلو کیا ہے ' کہ خود اپنے تئیں بھول گئے ہیں -

" مسئلہ مشرقی " اور " پان اسلام ازم "

لیکن حضرات ! یقین کیجیے کہ " پان اسلام ازم " کا فرضی خطرہ جس غرض مخفی سے دنیا کے سامنے لایا جاتا ہے ' بہت کم مسلمان ہیں ' جنکی نظر اسکی حقیقی علت پر ہوگی - اس خطرے کے اعلان پر بریت اور احتیاط کی کوشش بالکل بے فائدہ ہے ' کیونکہ اسکی بنیاد جہل نہیں ' بلکہ ایک نہایت سخت ابلیسانہ حکمت عملی ہے - قبل اسکے کہ مسلمان " پان اسلام ازم " کے جرم سے کانوں پر ہاتھہ دھریں' انکو خود یورپ سے پوچھنا چاہیے کہ " مسئلہ مشرقی " کی حقیقت کیا ہے ؟ فماکان جوابہم ' فہو جوابنــــا -

کوئی شخص اس سے انکار نہیں کرسکتا کہ آج نصف صدی سے یورپ کی تمام مسیحی طاقتوں نے ایک خاص متفقہ حکمت عملی وضع کی ہے ' اور اسکا نام " مشرقی مسئلہ " یا " مشرق کا فیصلہ اخری " رکھا ہے - مشرقی مسئلہ کی حقیقی غایت اس کے سوا کچھہ نہیں ہے کہ اسلام کے بقیہ قواے سیاسیہ کا بتدریج خاتمہ کردیا جاے ' اور بالفاظ صاف تر یہ ' کہ دنیا کے جسقدر حصے اسلام کے زیر اثر باقی رہگئے ہیں ' انکو بھی یورپ کی مسیحی حکومتیں کسی ایسی تقسیم مساوی کے ساتھہ - جو توازن دولی پر موثر نہو - اپسمیں بانٹ لیں - یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ اظہر من الشمس فی نصف النہار ہے ' اور جس شخص نے کم ازکم گذشتہ دس برسوں کے اندر کے واقعات سے آنکھیں بند نہیں کرلی ہیں ' وہ بغیر کسی بصیرت مزید کے اسے دیکھہ سکتا ہے - پھر اگر یہ سچ ہے کہ ایک خنجر اسلام کے قلب میں پیوست کردینے کیلیے تیز کیا جارہا ہے ' تو کیا مضائقہ اگر ہم کسی ڈھال کی طیاری میں مصروف ہوں ؟ اگر خدا پرستی سے مسیح پرستی کی دشمنی قدیمی ہے ' اور یہ کوئی نئی مسیحی سازش نہیں ' تو پیروان توحید کا حملۂ مشرکین سے بچنے کیلیے اتحاد اخوت بھی کوئی نیا حربہ نہیں ہے - یورپ جانتا ہے کہ مسئلہ مشرقی کے حملے کیلیے کوئی بچاؤ اگر اسلام کے پاس ہے' تو صرف اسکا حقیقی اتحاد اسلامی ہے' اور تمام دنیا کے مسلمانوں کا اسپر متفق ہوجانا ہے کہ اپنی قدیمی سیادت اور شرف کو محفوظ رکھیں - اسلامی زندگی کی اخری انسانی تلوار صرف ترکوں کے ہاتھہ میں ہے ' لیکن ایک ترکی حکومت جسکے کئی قیمتی اجزا پر مسئلہ مشرقی کی قینچی چل چکی ہے ' مسیحی اتحاد کا کیا مقابلہ کرسکتی ہے ؟ البتہ اگر چالیس کرور قلوب اسلامیہ ہلال کے نیچے جمع ہوجائیں ' تو پھر وہ ایک ایسی قوت ہے ' جسکو سینکڑوں سکندر اور ہنی بال بھی ملکر فنا نہیں کرسکتے - یورپ چونکہ یہ جانتا ہے' اور ساتھہ ہی یہ بھی جانتا ہے کہ غفلت اور اغراض پرستی نے مقامی و وطنی سرشاریوں میں مسلمانوں کو مبتلا کردیا ہے ' اور انکے باہمی بین الملی اتحاد کے جسم میں مغربی الحاد کے جراثیم پیدا ہوچکے ہیں ' اسلیے گو فی الحقیقت کسی ایسے " اسلامی اتحاد " کا وجود نہیں ہے ' لیکن وہ وقت سے پہلے پیدا ہونے والی مقاومت کا استیصال کرنا چاہتا ہے - اور اس مشہور قاعدے کی روسے کہ " اتقاء وقوع المرض خیر من معالجتہ بعد وقوعہ (۱) " اسلام کے فنا کرنے سے پہلے اسکے بچاؤ کی ڈھال کو فنا کر دینے کی تدبیروں میں مصروف ہے -

پھر کیا ہوگیا ہے ان ملاحدۂ مسلمین اور متفرنجین مارقین کو جو " پان اسلام ازم " کا نام سنتے ہی " صبانا ! صبانا ! ! " کا نعرہ لگانا شروع کردیتے ہیں ' اور قسمیں کھا کھا کر کانوں پر ہاتھہ دھرتے ہیں ' کہ ہماری یورپ پرستی ' اور اسلام دشمنی ' کی پر امن وفاداری میں کوئی اسلامی اتحاد خلل انداز نہیں ہو سکتا ؟ کیا وہ اس انکار و تبری سے ٹھیک ٹھیک اس غرض و غایت کو پورا نہیں کرتے ' جو اس عمل شیطانی سے خود یورپ کے پیش نظر ہے ؟

پروفیسر (ویمبرے) جس نے اٹھارہ برس کی عمر سے تیس برس تک ترکوں کا نمک کھایا ہے ' اور اسکے بعد ہمیشہ بہ حیثیت ایک اسلام پرست' اور عثمانی خواہ دوست کے سراے یلدیز کی شاہانہ مہمان نوازیوں سے متمتع ہوتا رہا ہے' کل کی بات ہے کہ (بوداپست ہیرلڈ) میں اس تمہید کے اعادے کے بعد' کہ وہ مسلمانوں کا دوست ہے' لکھہ رہا تھا :

- " اسلام کی حمایت سے اب کوئی فائدہ نہیں ' وہ عنقریب فنا ہوجاےگا اور اسکو فنا ہی ہوجانا چاہیے - مسلمان ایک ایسی وحشی قوم ہے' جسمیں نہ تو " طبیعت " کا وجود ہے' اور نہ " طبیعۃ " کو وہ محسوس کرسکتے ہیں - انکو صرف خدا کی عبادت گذاری آتی ہے' مگر دنیا میں کام کرنا نہیں آتا ' تمام انسانی حس و شعور انسے سلب ہوگئے ہیں ' صرف ایک دینی جذبہ ان میں باقی ہے - نہ انکا کوئی مسلک ہے ' اور نہ کائنات میں مقصد - پس اب یورپ کیلیے یہی باقی رہگیا ہے کہ وہ اسلامی حکومتوں کے ٹکرے ٹکرے کرکے آپسمیں بانٹ لے "

یہ مسلمانوں کے سب سے بڑے دوست کی آواز ہے ! لیکن اب دشمنوں کو کہاں ڈھونڈھیں ؟

پرو فیسر (مکسین ہارڈن) جو اسٹریا کے سب سے بڑے اخبار (زکنفت) کا مالک اور چیف ایڈیٹر ہے ' چند سال ہوے ہیں کہ اس نے مسئلہ مشرقی پر لکچر دیا تھا ' اور اسکا خلاصہ (لنڈن ٹائمس) نے چھاپا تھا تھا ' مجھکو یاد ہے کہ اسکی آواز ان جملوں پرا کررکی تھی :

" اب اور کب تک اسلام کو آزاد چھوڑ دیا جاےگا کہ وہ اپنی ہزار سالہ وحشت و خونخواری کے واقعات بیسویں صدی میں دہراتا رہے ؟ کب تک یورپ اپنی باہمی رقابت کے ہاتھوں عالم انسانیت کی مظلومی کا تماشا دیکھتا رہیگا ؟ اسلام ایک خطرہ ہے اور اسکا بقا تمام تر خطرہ - میں یقین دلاتا ہوں کہ یورپ اسلام سے جو زمین کا ٹکڑہ لےلیتا ہے ' وہ اسکا قدرتی حق ہے' اور دول یورپ کیلیے مال غنیمت ہے ' جسکی واپسی کا خیال بھی جنون ہے "

یورپ اسلام کے چالیس کرور نفوس انسانی کو تمدن اور تہذیب کے نام سے فنا کردینا بیسیویں صدی کی سب سے بڑی مدنی خدمت سمجھتا ہے' لیکن روس میں آج کئی ملین عیسائی موجود ہیں' جو عثمانیوں سے ہزار درجہ یورپین تمدن سے ابعد ہیں ' سب سے پہلے اس خنجر تہذیب کی دھار کے مستحق انکی گردنیں کیوں نہیں سمجھی جاتیں ؟ اور اگر جس تہذیب کے نام پر یہ صلیبی جنگ جاری کی گئی ہے ' یہ وہی تہذیب ہے ' جسکی تربیت ۲۶ اکتوبر سنہ ۱۹۱۱ کو رومانی تمثال تمدن نے طرابلس میں دکھلائی تھی '

صداے ملت

— * —

الہــلال کي دعــوت کي نسبت

— * —

و بعــد فمالکم اعــرضتم کل الاعراض ' و قطعتم سلسلة الــکلام ' ...... ام لان الا شغــال النافعه و الا عمال الجدية التي تزاولونها ، معرفت کل اوقاتــکم الثمينه ' وان کان ذاــک هــو السبب ' فاسئل اللــه تعالى ان يلبســک ثيــاب الصحة و العافيــة ' و يدر عليـک لحذاف النعم الوافية ' حتى تتمكن من بث هداية القــران ' و نشر تعاليم الاسلام - فاضرب بعصي من حديد ' على رقاب اولئک الذين يريدون من الامة ' ان تتخذ هم اربا با من د ون الله ' و اسحقهم بقوة کتابتــک المستمدة من روح الاسلام سحقاً ' واقضي عليهم وعلى امالهم الشيطانية قضاءً ' و امحقهم محقاً ' حتى لا يبقي لهم اثر ولا عين ' و حتى لا يحذر حذر هم احد من العالمين ' فانهــم سبب اضمحلال الدين ' و علة اذلال المسلمين :

و هل افسد الدين الا الملوک و احبــار ســوء ورهبــانهــا

فاصدع بما تؤمر (من الحق) و اعــرض عن الجاهليــن ' و قل الحق من ربکم ' فمن شاء ' فليؤمن - و من شاء ' فليکفر :

انشر من العلم ما اوتيته علنا و ما عليک اذا لــم تفهم البقر

و اکثر من التضرع الى الله عزوجل ' قائلا (رب اهدى قومي فانهم لا يعلمون) و اصبر کما صبر اوالعزم من الرسل ' و قل ربي زدني علماً ' و اجعل نصب عينــک في جهادک هــذالذي هو اشرف و انفع جهاد (و هو ارجاع الامة عن الطريق الضلال ' الى مناهج الهداية ' و عن خزعبلات الشيطان ' الى تعليم القــرآن ' و عــن الا فتتــان بالانفس و الامــوال و الاولاد ' الى الاذعان الى اوامر رب العبــاد ' و عن الفخفخة الفارغــة و الرياسة الذليلة الموهومة ' الى العزة الحقيقة التي لا تحصل الا بالعمل بالدين ' و الزعامــة الموقــرة المبجلة التي لا تنال الا بالاهتــداء بالکتاب الالهي العربى المبين) قوله تعالى شانه " و اذا کنت فيهم فاقمت لهم الصلوة ' فلتقــم طائفــة منهــم معک و ليأخــذوا حذرهم و اسلحتهم - فاذا سجدوا ' فليکونوا من ورائکم ' و لتات طائفة اخرى لم يصلوا فليصلوا معک و ليا خذوا حذرهم واسلحتهم - و والذين کفروا لو تفعلــون عن اسلحتکم وامتعتکم ' فيميلون عليکم ميلة واحدة ' ولا جناح عليکم ان کان بکم اذي من مطر او کنتم مرضى ان تضعوا اسلحتکم و خذوا حذرکم ' ان الله اعد للکافرين عذابا مهينا "

هذا رائي فيما سئلتم عنه من مشرب الهلال وسياسته ' املاه على لساني قلبي المخلص في حبکم ' و روحي المعجبة بفضلکم و غيرتکم على الدين و الامة ' وفقکم الله لمراضيه ' ووقاکم شر المارقين والحاسدين آمين

جناب سيد تاج محمد صاحب سيکنڈ ماسٹر اسلاميه هائي سکول هوشيار پور

الهلال کي دعوت کلمة الحق کي دعوت ہے جو خدا و رسول کے حکم کے عين مطابق ہے - بھلا کسي مسلمان کو اس سے کيونکر انحراف هوسکتا ہے - کسي منافق کو بري لگے تو لگے ' جسکے دلميں بغض اور نفاق کا مرض ہے - يهه مسلمان بنانيوالي دوا ايسوں کو ضرور پلاني چاهيے - اگر بچوں کي طرح ضد کريں ' روئيں ' چلائيں ' هاتهه پاؤں ماريں ' تو هم سب ملکر انکے هاتهه پاؤں پکڑ لينگے ' آپ جهت سے حلق ميں ڈالديجيے اور دوا کي مقــدار کو ذرا بڑهاکر تيز کرديجيے - جانے هي انکے دل کا علاج هو جائے گا - جسوقت انکو شفا هونے لگيگي تو سمجهينگے که آپ انکے سچے دوست اور بهي خواه هيں ' اور هم سب کو اپنا بهائي خيال کرنے لگينگے ' پهر تو کل مومن اخوة کا سبق جو استاد حقيقي نے تيره سو برس هوئے ' پڑهايا تها ' اور ذهن سے اترا هوا ہے ' فوراً ياد آجاويگا - مرض کي شدت ہے ' مريض نے تيور بدلے هوئے هيں ' منهه سے برا بهلا نکل رها ہے ' مرض سے مجبور ہے - اسوقت وه همکو اپنا بهائي نه سمجهے - هم تو سمجهتے هيں که همارا بهائي ہے مگر مريض ہے -

نسخه مجرب آپکے پاس ہے - دوا کے اکسير هونے ميں شک نهيں - مريض کي حرکتوں کي مطلق پروا نکريں ' آپ برابر دوا پلاتے جائيں - انشاء الله ضرور اثر هوکر رهيگا -

طلبائے اسکول الهلال کو هلال عيد سمجهتے هيں - اشتياق کا يهه حال ہے - که جسوقت تازه الهلال آتا ہے بس شيرني کي طرح بٹتا ہے -

---

جناب مولانا فيض محمد صاحب قاضي شهر کوٹه (راجپوتانه)

الهــلال کي اسوقت تــک جو پاليسي رهي ' اس سے مجهے کلية اتفاق ہے ' اور آينده بهي جب تــک که اسي طرح موافــق قران و سنت رسول (صلعم) کے رهے - ميں هي کيا ' جبکه الهــلال قراني دعوت عام مسلمانان کو ديتا ہے تو کونسا وه مسلمان ہے که جس کو اس سے اختلاف هو -

صداقت کے ظاهر کرنے ' بدعات کے دور کرنے ميں الهــلال کو هميشه هر طرح کي انساني طاقتوں سے غير مرعوب رهنا چاهيے اور آجکــل کے ملت فروش ليڈروںکے دام تزوير کو اپنے طاقتور قراني پنجه سے پاره پاره کرکے ' اس پاک مذهب کے بهولے بهالے افراد کو الحاد و ارتداد کي قيد سے چهٹــکاره دلاکر ' صاف و بيخطر راه مستقيم پر لا کهڑا کرنا چاهيے ' غرض که الهــلال کے لب و لهجه کے باره ميں صرف يهي کهنا کافي ہے که الهلال کو اپنے دعوي (الحب لله و البغض لله) پر استــقلال کيساتهه قايم رهنــا چاهيے -

يونيورسٹي کے متعلق ميں تو اپنے دل کو يه مصرع پڑهکر تسکين دے ليتا هوں که " خواب تها ' جو کچهه که ديکهــا ' جو سنا افسانه تها " - کيونکه بفرض محال اگر همکو گورنمنٹ الحاق کا حکم بهي ديدے ' تب بهي جس قسم کي تعليم کا همکو شــوق دلاکر روپيه وصول کيا گيا ہے ' اِس بيرخي هوا کے ديکهتے ويســا هي نصاب يونيورسٹي کا هونا غير ممکن معلوم هوتا ہے -

آخر ميں دعا ہے که خدا همارے قومي نشان هلال کو بلند اور تا ابد فلــک اقبال پر قائم رکهے آمين -

---

ايک قابل اهل قلم از رياست بهوپال

الهلال کي پاليسي ' تلقين ' تعليم ' طرز ادا ' اصول دعوت ' لب و لهجه ' سب پسنديده اور مفيد ہے ' خداوند کريم اسکو نظر بد سے مصئون و محفوظ رکهے -

اصل يه ہے که جو لوگ قومي رهنماوں کے حالات اور خود ساخته ليڈروں کے حقيقي جذبات و خيالات سے آگاه هيں اور دل ميں درد رکهتے هيں وه تو الهلال کو ايک تازيانهٔ تنبيه جانتے هيں -

ميرے ايک عزيز دوست جنکا نام نهيں لکهونگا هاں جب ملونگا زباني بتادونگا ان سے آپ واقف هيں اور خوب واقف هيں اور جنکو ۱۰ سال سے کامل موقع ان حالات و خيالات اور جذبات کے مطالعه کا ملا ہے ' يهه راے رکهتے هيں که آزاد قطب مينار پر بيٹهکر لکها کرتے

میں هوں، یا ترکی میں - الجزائر میں هوں یا اس تیرہ زار هند میں - میرے عقیدت میں یہ سب کچھہ کاهن شیطان کا ایک عمل السحر هے' جو اسلیے سلاتا هے' کہ سونے والوں کا اٹھنا آسے پسند نہیں - میں نے کہا کہ هم میں سچا " پان اسلام ازم " یا بالفاظ اصلی رشتہ اخوت دینی باقی نہیں رہا ' لیکن کیونکر باقی رهے ' جبکہ هندوستان میں ایسے عظیم الشان اشغال همارے لیے موجود هیں' جو نفس اسلام کے بقا سے بھی زیادہ اهم هیں - انکو چھوڑ کر هم غریب ترکوں یا ایرانیوں کی کیونکر خبر لیں ؟ سب سے مقدم امر یہ هے کہ همیں (علی گڈہ) میں ایک یونیورسٹی بنانی هے ' اسکے لیے تیس لاکھہ روپیہ جمع کرنا هے - یہ مانا کہ دنیا کی کوئی سرزمین هے' جہاں خود اسلام کے بقا و فنا کا سوال درپیش هے مگر اسکو کیا کیجئے کہ " مسلم یونیورسٹی " همارے قومی مقاصد کا اعلی نصب العین' کعبۂ علی گڈہ کے شب زندہ داران عبادت کی چہل سالہ تہجد گذاری کی مراد و آرزو ' اور همارے رهنماے اول کی دی هوی شریعت تعلیم کا یوم تکمیل هے - جس دن یونیورسٹی بن جاےگی' اس دن الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی' ورضیت لکم الاسلام دینا کی وحی اسٹریچی هال کی چھت پر نازل هوگی - ترکوں کی همدردی' اور ایرانیوں کی مصیبت پر اداے فریضۂ تشکر کے بعد ایک رزولیوشن پاس کردیا جاے گا ' مگر اس افسوس پر ملامت نہ کیجئے کہ کمبخت طرابلس کے جھگڑے سے یونیورسٹی کے چندے میں فرق پڑگیا ! ! اولئک الذین اشتروا الضلالة بالهدی' فما ربحت تجارتهم وما کانوا مهتدین' (۱)

اے عزیزان ملت ! قوموں اور ملکوں کی زندگی کا نہیں بلکہ اسلام کی زندگی کا سوال هے - فرض کیجیے کہ هندوستان کے مسلمانوں نے اپنی ترقی کے تمام منصوبے پورے کرلیے' اور انکا هر فرد تعلیم اور دولت کا ایک مرکب طلائی بت بن گیا ' لیکن اگر سرے سے خود اسلام کی سیاسی طاقت هی پر چھری چل گئی ' تو پھر علی گڈہ میں یونیورسٹی هی نہیں' بلکہ چاندی اور سونے کی بہشت شداد بھی بن جاے' مگر اسکے حور و غلمان کسکا ترانہ گائیں گے ؟

السیف اصدق انباء من الکتب

اے اخوان عزیز ! یاد رکھیے کہ دنیا میں امن' صلح' اور ترک قتل و غارت کا تصور کتنا هے خوشنما هو' مگر دنیا کی بد قسمتی سے ابتک اصلی قوت تلوار کی قوت' اور زندگی کا سر چشمۂ آب حیات خون کی ندیوں اور فواروں هی میں هے - دنیا پر ابتک کوئی زمانہ ایسا نہیں گذرا هے کہ تلوار کی صداقت ضعیف هوئی هو ' اور امید نہیں کہ آئندہ بھی کبھی ایسا زمانہ نصیب هو - غریب اخلاق نے همیشہ اپنے تنگناے بیکسی میں چھپ کر کسی ایسی دنیا کی منتیں مانی هیں ' جبکہ تمام کائنات انسانوں کی جگہ ملائکہ معصومین کی بہشت زار بن جاے گی ' اور قتل و خوں ریزی کو لوگ اسی طرح بھول جائیں گے ' جس طرح موجودہ عالم نے امن اور صلح کو فراموش کردیا هے - اس ارزو کے حسن و جمال پر کون دل هے جو فریفتہ نہین هوگا ' لیکن کیا کیجیے کہ دنیا امید و ارزو کی نہیں بلکہ حقائق و نتائج کی جگہ هے ' اور انسان جب تک فرشتہ نہیں بلکہ انسان هے' اس وقت تک ایسی امیدوں کا اخلاق کے صفحوں سے باهر پتہ لگنا ممکن نہیں - آج اگر پوچھا جاے کہ قوموں کی زندگی اور زندگی کے مظاهر کہاں تلاش کیے جائیں ؟ تو اسکا جواب علم و فن کی بڑی بڑی درسگاهوں اور علوم الاولین و الاخرین کے کتب خانوں سے نہیں ملے گا ' بلکہ آن اهن پوش جہازوں کے مهیب

(۱) یہ وہ لوگ هیں ' جنہوں نے خدائی بخشی هوئی هدایت کو دیکر ضلالت کے خرید نے کا سودا چکایا تھا ' لیکن انکی یہ تجارت بالا خر گھاٹے توٹے هی میں رهی (اهل نظر غور فرمائیں کہ یونیورسٹی کے معاملے میں " فما ربحت تجارتهم " کس قدر صحیح اور مطابق هے ؟)

طول و عرض سے ' جنکی قطاریں ساحل کے طول میں پھیلی هوئیں ' اور جنکے روزنوں سے انسان پاش توپوں کے دهانے نکلے هوے هیں -

پس حضرات ! وہ هاتھہ نہایت مقدس هے ' جس میں صلح کا سفید جھنڈا لہرا رها هو' مگر زندہ وهی رهسکتا هے جسمیں خونچکاں تلوار کا قبضہ هو - یہی اقوام کی زندگی کا منبع ' قیام عدل و میزان کا وسیلہ' انسانی سعیدیت و درندگی کا بچاو' اور مظلوم کے هاتھہ میں اسکی حفاظت کی ایک هی ڈهال هے :—

ولقد ارسلنا رسلنا بالبینات وانزلنا معهم الکتاب و المیزان لیقوم الناس بالقسط ' و انزلنا الحدید فیہ باس شدید و منافع للناس (۲۵ : ۵۷)	اور هم نے اپنے رسولوں کو کھلی کھلی نشانیونکے ساتھہ بھیجا ' اور انکو کتاب اور میزان دی' تا کہ لوگ عدل و انصاف پر قائم هوں' اور نیز لوھا پیدا کیا (جو هتیاروں کی شکل میں) سخت خطرناک بھی هے اور نفع رساں بھی -

اسلام کی پولیٹکل طاقت کا مرکز وحید

مسلمان یاد رکھیں کہ آج صرف ایک هی تلوار هے ' جو دین الهی کی حمایت میں بلند هوسکتی هے ' اور وہ صرف آل عثمان کی مقدس شمشیر خلافت هے - یہ اسلام کے گذشتہ قافلۂ جہانبیانی کا آخری نقش قدم ' اور همارے افتاب اقبال کی آخری شعاع امید هے - یہی سبب هے کہ همارا ترکوں سے رشتہ محض اخوت دینی هی کا نہین هے ' بلکہ اس سے بھی مقدم تر رشتہ " خلافت اسلامیہ " کے دینی احترام کا هے ' کیونکہ هم جانتے هیں کہ کوئی قوم بغیر کسی سیاسی مرکز کے زندہ نہیں رهسکتی ' اور اسلام کا کوئی مرکز سیاسی اگر هے تو صرف خلافت آل عثمان هے - هر مسلمان خواہ وہ دنیا کے کسی حصے میں هو' اگر اسکا فرض دینی هے کہ اسلام کے بقا کا خواستگار هو' تو یہ بھی فرض دینی هے کہ خلافت آل عثمان کے تعلق کو ایک خالص دینی رشتے کی طرح اپنے دل میں محفوظ رکھے اور دنیا کی جو حکومت اسکی دشمن هو' اسکو اسلام کا دشمن ' اور جو اسکی دوست هو' اسکو اسلام کا دوست یقین کرے - کیونکہ مسلمانوں کی دوستی اور دشمنی ' انسانی اغراض کیلیے نہیں بلکہ صرف دین الهی کیلیے هے -

مسلمانان هند کی نسبت بار بار سیاسی حلقوں میں یہ سوال اٹھایا گیا هے کہ وہ دنیا کے کسی اسلامی حصے کے واقعات سے اسقدر متاثر نہیں هوتے ' جسقدر ترکی کے حوادث و حالات سے - اگر محض رشتۂ اخوت اور اشتراک مذهب هی اس اثرپذیری کی علت هے ' تو اسمیں ترکوں کی خصوصیت کیا هے ؟ بہت سے لوگ هیں جو اس واقعی ضروری سوال کے جواب میں یا تو نفاق سے کام لینا چاهتے هیں یا کفر سے' مگر میں سمجھتا هوں کہ مسلمانوں کیلیے بہتر راہ اسلام کی هے - مسلمانوں کو بغیر ادنی تامل کے صاف صاف اس سچے سوال کا سچا جواب دیدینا چاهیے - تمام دنیا کے مسلمانوں سے همارا صرف ایک هی رشتہ هے' دینی اخوت اور " پان اسلام ازم " کا ' مگر ترکوں سے همارے دو رشتے هیں' پہلا اخوت دینی کا کہ وہ بھی مسلمان هیں' اسلیے خدا نے هم کو همیشہ کے لیے انکے رنج و راحت کا شریک بنا دیا هے - دوسرا اس سے بھی قوی تر رشتہ خلافت دینی اور اسلام کے آخری سیاسی مرکز هونے کا ' کہ آج کلمۂ اسلام کی حفاظت کی آخری تلوار صرف انکے هاتھہ میں هے - اگر کسی اور حصے سے اسلام کی حکومت مٹتی هے' تو هم روتے هیں کہ همارا ایک عضو کٹ گیا ' لیکن ترکوں پر جب کوئی آفت لائی جاتی هے' تو تڑپ جاتے هیں کہ همارا دل دونیم هوگیا - هم جب ترکوں کیلیے مضطرب هوتے هیں ' تو همارا اضطراب مسلمانوں کیلیے نہیں هوتا ' بلکہ اسلام کیلیے هوتا هے :

وماکان قیساً هلکہ هلک واحداً و لکنہ بنیان قوماً تهدما

سرفامہ نے شعرت عیاں ہے - جو دعوت میں اصلاح کے خواهاں هیں انسے سوال یہہ ہے ' کہ

شب تاریک و بیم موج و پاے شوق بے قوت
بایں رفتار میخواهي که از مقصد نشاں بیني ؟

آپ یہہ بھي جان لیں کہ اس راہ میں آپکے لئے بہت خطرے هیں' مگر -

جو قوم په مرتے هیں وہ کیا کیا نہیں کرتے

جناب مولانا محمد یعقوب علي صاحب رضوي از سندیلہ (لکھنو)

آپکي پالیسي جو بالکل قران مجید پر منحصر ہے - نہایت سچي اور راہ‌حقیقي ہے - مجھکو بالکل الهلال کي موجودہ پالیسي سے اتفاق ہے - میرے نزدیک آپ نے نہایت اچھي راہ مسلمانوں کے لیے نکالي ہے - اسي میں مسلمانوں کے لیے بھلائي اور قومي بہبودي ہے' خداوند کریم آپ کو اپنے ارادوں میں کامیاب کرے اور همیشہ آپکي مدد کرے - آپکا قول کہ " هم هر چیز کلام الهي سے حاصل کرسکتے هیں' کیا وجہ ہے کہ دوسروں کا سہارا اور مدد تلاش کریں " نہایت درست اور بجا ہے - بیشک کلام پاک مذهبي اور پولیٹکل دونوں تعلیم دیتا ہے اور اس سے بہتر تعلیم اور کسي چیز سے نہیں حاصل هوسکتي -

---

جناب محمد اسماعیل صاحب (علیگ) از تندودم (بندیل کھنڈ)

(١) الهلال کي روش (پالیسي) سے مجھے اصولاً بالکل اتفاق ہے - واقعي کلام پاک هي ایسا ذریعہ ہے جسپر بھروسہ کرنے اور جس کو رهنما بنانے سے مسلمان اپني گذشتہ عظمت کو حاصل کرسکتے اور اپني موجودہ حالت کو سنبھال سکتے هیں' لیکن چونکہ بد قسمتي سے مسلمانوں کو کلام پاک کیطرف سے بے پروائي رهي ہے اور عرصہ سے وہ اسکو بھولے هوئے هیں' اسلیے ایسا طرز اختیار کرنا چاهیئے جو " نئي روشني والوں " یا " گمراهوں " کیلئے بھي هر ایک لحاظ سے دلچسپ و دلکش هو اور انکو بالکل ایک نئي چیز معلوم نهو -

(٢) فروعي امور کے متعلق میري راے یہ ہے کہ صداقت کا اظہار خواہ کیسے هي لہجہ اور کسي قسم کے الفاظ میں کیا جاوے همیشہ تلخ هي معلوم هوگا - میرے نزدیک الهلال کا لہجہ ابتک نہایت دلچسپ' سنجیدہ' اور دلیرانہ رها ہے - میں چاهتا هوں کہ اس سے بھي زیادہ دلیرانہ هو -

(٣) پولیٹکل تعلیم بھي آپ کے مقاصد میں سے ایک خاص مقصد هونا چاهیے - یعني یہ کہ آپ خصوصیت کے ساتھ قوم کے سامنے پولیٹکل پروگرام پیش کیجیے - [لیکن ابتک الهلال کیا کرتا رها ؟ - الهلال] -

(٤) چار اوراق خاص اسلامي دنیا کے واسطے مستقل طور سے وقف هونے چاهئیں - مراکو اور ایران کے متعلق عرصہ سے الهلال میں ایک لفظ بھي نہیں دیکھا - ایسا هونے سے بہت سے ناظرین کي دلشکني هوتي هوگي - میرے خیال میں یہ انتظام مثل کامریڈ کے هو - [درست ہے' لیکن کامریڈ اور هر انگریزي اخبار کي خوش قسمتي کہاں سے لاؤں ؟ اگر کامریڈ کي طرح مجھکو بھي پچاس ساٹھہ اخبار ملجاتے کہ بجنسہ انکے اقتباسات کمپوز کرنے کیلیے دیدیتا تو دس عنوانوں کو بھي بھرنا مشکل نہ تھا - لیکن اردو اخبار کے ایڈیٹر کے لیے دقت یہ ہے کہ یا تو خود لکھے' یا ترجمہ کرے کہ اسکي محنت بھي مثل ترجمے کے ہے - الهلال]

جناب مولوي محمد یعقوب صاحب (حلقہ رباني) از ریلوے اسٹیشن بنارس شہر

آپ نے جو بذریعہ ضمیمہ الهلال مورخہ ٢٢ - ستمبر سنہ ١٩١٢ ع طریق دعوت و پیرایہ بیان وغیر هما کے لیے راے طلب فرمائي ہے' تو امر واقعي یہ ہے کہ بسبب دو سبب کے میري رائے دهي کي کوئي وقعت نہ سمجھي جاویگي - اول یہ کہ ادنی غریب هونے کے باعث میري کوئي راے اعلی و اوسط طبقہ کے مسلمانوں میں قابل پذیرائي نہیں هوسکتي - آج زمانہ کي حالت دگرگوں ہے - اب خیر القرون کا وقت گذر گیا - دوسرے یہ کہ میں ایک مشہور عقلمند قوم سے هوں" (الهلال) " جنھیں اکثر صاحبان خصوصاً مصنوعي شرفاء نے قدرتي بے وقوف سمجھہ رکھا ہے" حالانکہ دیکھتے هیں کہ جنکے شان میں یہ غلط گوئي هوتي ہے انمیں بالفعل کافي تعداد علماء' فضلا' صناع و تجار کي پائي جاتي ہے' جنکو بطفیل حکومت برطانیہ اصلي اسلامي حریت کسیقدر حاصل ہے جو کہ همارے لیے رحمت خداوندي ہے' مگر همارے نمایشي شرفا نے اپنے هادي قرآن مجید کو جزدان میں بند کرکے رکھدیا ہے' پھر انھیں کیسے معلوم هوسکتا ہے کہ شریف کون هیں اور رذیل کون هیں اور کون لوگ قابل قدر اور کون صاحب لائق" عزت هیں ؟ اچھا وہ نہیں دیکھتے تو اونھیں میں دکھلاتا هوں : یا ایها الناس انا خلقنا کم من ذکر و انثی وجعلنا کم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند الله اتقاکم' ان الله خبیر علیم - یعنی اے لوگو پیدا کیا تمکو ایک مرد ایک عورت سے اور کیا تمکو کنبوں اور قبیلوں میں' تاکہ پہچانے ایک دوسرے کو' تحقیق بزرگ (شریف) تم میں سے زیادہ پرهیزگار تم میں سے ہے' تحقیق الله جاننے والا خبردار ہے -

اب اس بے موقع بحث کو کسي دوسرے وقت کیواسطے اوٹھا رکھتا هوں اور هر دو وجوہ بالائے طاق رکھکر اس اصول کو پیش نظر رکھتا هوں' کہ " اسلام کي اخوت عمومي تمیز قوم و مرزبوم سے پاک ہے اور اسکا ایک هي خدا اپنے ایک آسمان کے نیچے تمام پیروان توحید کو ایک جسم واحد کي صورت میں دیکھنا چاهتا ہے : ان هذہ امتکم امۃ واحدۃ و انا ربکم فاتقون (الهلال) " اور راے دهي کے لیے طیار هوں کہ آپ نے جیسا اپنا دستور العمل قرآن شریف (انه لقول فصل وما هو بالهزل) کو بنا رکھا ہے اوسي پر قائم رهیے اگر آپ اسي راہ مستقیم سے منزل طے کرینگے تو میري راے میں اس سے بہتر صراط مستقیم کوئي نہیں ہے - ذالك الدین القیم ولکن اکثر الناس لایعلمون - لہذا آپکي طرز تحریر کے ساتھہ جو ابتدا سے نہایت معقول ہے مجھے اصولاً و فروعاً اتفاق ہے -

و الحمد لله الذي هدانا لهذا وما کنا لنهتدي لولا ان هدانا الله -

---

ضمیمہ الهلال کو دیکھہ کر ایک فرد قوم کي راے

(١) اول پیرایہ دعوت یا طرز بیان کا مسئلہ شروع هوتا ہے اسکے متعلق گذارش ہے کہ ایک مدت سے سوتي هوئي قوم کیلیے معمولي آواز کیا مفید ثابت هوسکتي ہے جب تک سخت سے سخت اور شدید سے شدید لب و لہجہ میں کانوں کے پردے نہ هلادیے جائیں ؟ غلامي او راستبداد نے جو حالت آج مسلمانوں کي بنا رکھي ہے کس کي نظروں سے پوشیدہ ہے ؟ نہ اونمیں کہیں اخلاقي جرات کا نشان ملتا ہے' نہ استقلال کا پتہ - کیا اب بھي مسلمان وهي مسلمان هیں جو قرون اولی اور قرون متوسطہ کے مسلمان تھے' جنکے استقلال اور شہامت کے غیر فاني تذکرے کرکے هم بجا طور پر فخر کرتے هیں ؟ اصل یہ ہے کہ مسلمانوں نے اپني حالت خود اپنے هاتھوں تباہ کرڈالي ہے' اسلام اب بھي وهي ہے' جو آج سے تیرہ سو برس پہلے

هیں اور خوب لکھتے هیں' سچ لکھتے هیں' اور ایسے هي لکھنے والوں کي ضرورت هے - وہ الهلال کي تبلیغ کے حامي اور مدد بهي هیں - اس راے کا وزن اسوقت معلوم هوگا' جب آپ اونکا نام سنینگے -

میں نے خود دیکھا هے که نه صرف یہاں بلکه کئي جگه مجمعے هوتے هیں' جنمیں ایک قاري اور تمام حاضرین سامع هوتے هیں اور نہایت ذوق و شوق سے الهلال پڑها جاتا هے - مگر ایک شکایت بهي هے که ناموران غزوہ طرابلس اور کارزار طرابلس کا حصه کم رکھا جاتا هے -

بهائي کیا فائدہ ایسے گمنام خطوط کے شائع کرنے اور اوسپر ریویو کرنے سے ؟ ان لوگوں کو بکنے دو' بکا کریں -

مه نور مي فشاند و سگ بانگ مي زند

ایسي دهمکیاں اور گالیاں کوئي نئي چیز نہیں -

جناب مولوي شعیب بن مصطفی صاحب قریشي از هوشیار پور

کل بتاریخ ١٧ اکتوبر سنه ١٢٩ ایک جلسه مسلمانان هوشیار پور کا بدیں غرض منعقد هوا که لکھنو کي گمنام چٹھي پر جو آپکي اخبار میں چهپي هے' اظہار نفرت اور اسکے مصنف پر اظہار حقارت و تاسف کرے - تقریباً هر فرقه اور طبقه کے افراد شامل جلسه تھے - کارروائي جلسه کے افتتاح پر ذیل کي دو تحریکیں پیش کي گئیں' اور باتفاق رائے حاضرین پاس هوئیں -

(١) یه جلسه مسلمانان هوشیار پور کا اس گمنام چٹھي پر جو لکھنؤ سے ایڈیٹر الهلال کو بهیجي گئي هے اور آن کمینه خیالات پر جنکا اسمیں اظہار کیا گیا هے اظہار نفرت کرتا هے اور اس کے لکھنے والے کو نظر حقارت سے دیکھتا هے' خدا اسکو توفیق نیک دے -

(٢) یه که اس جلسه کي راے میں الهلال کي پالیسي نہایت صحیح اور صائب اور اسکا نتیجه نہایت مفید اور سنجیدہ هے اور اس جلسه کو الهلال کي هر ایک راے سے جو ابتک ضبط تحریر میں آئي هے کلاً اور جزواً اتفاق هے -

---

ایک تعلیم یافته بزرگ از بانکي پور

ایک زمانه سے خیال تها' اور خیال مبدل به مایوسي هوتا جاتا تها که همارے زبان میں بهي کوئي ایسا اخبار نکلیگا جو اپني ازادي راے اور ارادي راے کے مناسب عناصر' یعني صاف گوئي کي جرات' لومة لائم کي حقارت' اپنے وجود کي بلندي کا احساس' غیر معقول روشن خیالي سے کنارہ کشي وغیرہ صفات حقیقي سے متصف هوگا - الحمد لله که یه ضرورت اسوقت سے رفع هوتي جاتي تهي' جبسے زمیندار اور مسلم گزٹ وغیرہ نے اپني صورت دکھاني شروع کي' لیکن اخباري دنیا میں الهلال کي صورت' اسکي زبان' هیکل' ساخت' طرز بیان' اصول دعوت' اعلی انشا پردازي' اور عالمانه انداز سخن نے اردو کي ترقي میں جو نمایاں حصه لیا' اس سے شاید هي کوئي اردو دان هو' جو انکار کرسکے' لیکن مجھے تو آپ کے پرچه سے خصوصاً اسلیے محبت هے که آپ نے اسکا اهتمام کیا هے که تعلیم اسلامي کا نام لیتے رهیں اور جا بجا همارے هدایت نامه (قرآن شریف) سے مناسب موقع آیات سے اپنے کلام کو زینت دیتے رهیں' یا کم سے کم آن خیالات مطہرہ سے کلام پاک کا حواله دیکر مسلمانوں میں انس پیدا کریں - آپ کے پرچه میں میں نے اسکا ابتدا سے آج تک ایک آهنگ پایا' اور خواہ کوئي مبحث هو' اسکو قرآن مجید کے ارشادات سے از سرتاپا مزین و منور دیکھا - بیسویں صدي کے دور الحاد کو اسکي حد درجه ضرورت هے - اس سے کسي بلحواس درد دین رکھنے والے کو انکار نہیں هوسکتا - ایک مضمون هے جسپر میںنے ابتدا سے لحاظ کیا اور اب دیکھه رها هوں که اسکے متعلق کچهه صدائیں آنے لگي هیں جسے آپ خود اپني نیک نفسي [illegible] نفسي سے ظاهر بهي فرمادیتے هیں - وہ لیڈران قوم هیں' جنکي [illegible] آپ کا فولادي پنجه بے رحمي سے بڑهتا هے - خدا شاهد هے که [illegible] وہ' جو برعکس نام سے پکارے گئے هیں' آنکي حرکات اور عادات اس سے هزار درجه زیادہ قابل نفرین هیں که وہ خدا کے عام مخلوق کے برابر بهي کہے جائیں' نه که ایسے معزز خطاب سے یعني "لیڈران قوم" کے [illegible] پکارے جائیں - لیکن اتفاقات کي معکوس رفتار اور الفاظ کا مصرف [illegible] اختیار میں نہیں هے جو مناسب شخص اور مناسب چیز کو اسکي مناسب جگهه دینا چاهتے هیں - زمانه اور زمانه کي رفتار ایسے هي لوگ نباتےگي جیسے دکھائي دیتے هیں' اور وہ لیڈر بهي کہے جائینگے' کیونکه آنکے پاس سب سے زیادہ کارامد چیز هے جسکا مکروہ یا دلپسند نام "روپیه" هے - سچي اور معقول نکته چیني کے ساتهه آپ نے جو آنکا اصلي هیولی دکھانا شروع کیا' تو یهه بهي تعجب خیز نه تها که آنکے دسترخوان کے ریزہ خور حق نمک ادا کرتے' جیسا که اس چٹھي سے ظاهر هے جو آپ نے ٩ اکتوبر کے پرچه میں "لکھنو سے ایک دوسري گمنام چٹھي" کے نام سے صفحه ١٣ میں درج فرمائي هے - اس دور الحاد میں جبکه مذهب کي تمام تعلیمات و اصطلاحات سے انکار کرنا سب سے بڑا انساني فخر کا کارنامه سمجھا جاتا هے' شیطان کا استعارہ بهي کیوں نه قابل انکار هو' لیکن میں آپ کو یقین دلاتا هوں که اس مضمون کو دیکھکر اسکا قایل هوگیا که معلم الملکوت یا اسکا دوسرا صحیح النسب جانشین ابهي زندہ هے - یهه پردہ نشین بي بي کون هیں جو آریے کو سننا چاهتي هیں' اسکا شاید آپ جواب نہیں دیسکتے' لیکن مجھے یقین هے که یهه حیا فروش هرگز مسلمان نہیں هے - اسے اختیار تها که کسي خاص مسئله میں آپ کي راے سے مخالفت کرتا' لیکن اس نے صاف صاف قران شریف کا اسلیے نام لیا هے که مذهب کي تخفیف کرے - اگر اس متنفس پر کسي مسلمان کے خون کي چهینٹ پڑي هوتي تو وہ هرگز عربي زبان' مذهب دور مذهب' اور قران کي ایسي تحقیر کو ان الفاظ میں جائز نه رکھتا که " تمہارا مذهبي اور قراني لٹکا تو کسي کو نہیں سوجھا تها " " مولویت اور عربي کے کتب خانه اور قران کي تعلیموں... کے فی النار و السقر هو جاوگے اور ساري نبي جي روزي بهیجو بهول جاوگے " یهه شخص شرافت کے لیے باعث شرم هو یا نه هو لیکن اپنے نام کے لیے باعث ذات ضرور هے جسے چهپاتا هے' اور اس سے آپ اور کیا امید کرسکتے هیں جو روپیے اور خانساموں سے مرعوب هونیکے علاوہ اور کچهه جانتا هي نه هو -

---

جناب حسن وارثي صاحب

تا قرارے به یک نگه بخشند

سالها بیقرار باید شد

— * —

خرد را خاک بر سرکن که رسواے جہاں گردد!

جنوں را تاج بر سر نه که کام دل ازاں بیني

فرد قوم کي حیثیت سے زندہ بشکل مردہ' نہیں مردہ بشکل زندہ' مگر ظاهراً نہیں بلکه باطناً' آپ جیسے مجنون قوم و قیس ملت کي داول بقاے ظاهري وباطني کا داعي هوں - اگر یهه جنون حقیقي جذبات کا آئینه هو' اور یقین هے که نفس امر یهي هے - ورنه خدا هم سے بڑهکر سلوک کرسکتا هے - یقین هے که اس سے برانه مانئیں گے -

اس امر کے مان لینے کے بعد که آجکل کے عقلاء دهریلیے آپکي پالیسي یا دعوت مہمل هے' میں اپني ذاتي راے تو یهي دیتا هوں' جو

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین (القرآن الحکیم)

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۸ — کلکتہ : چہارشنبہ ۳ ذی الحجہ ۱۳۳۰ ہجری — جلد ۱

Calcutta: Wednesday, November 13, 1912.

قیمت فی پرچہ — ساڑھے تین آنہ

تھا ' لیکن اسلام کے رہنما ویسے نہیں ھیں جیسے پہلے تھے -

(۲) دوسرا مسئلہ رہبران قوم اور لیڈران قوم کا ھے - اس بزرگ جماعت کا حال آب اظہر من الشمس ھو چلا ھے ' بیشک انکے اعمال و افکار پر جب تک آزادہ رو ھوکر بے تعلقی سے نکتہ چینی نہ کیجاویگی یہ اپنی مستمر روش سے ھٹنے والے تھوڑے ھی ھیں - اس میں شک نہیں کہ جسم اسلام کا ناسور یہی جماعت ھے ' ان نا خداؤں کو اب اسلام کی کشتی کے چارج سے سبکدوش کردیا جاے ' یا انکو اس قابل بنا دیا جاے کہ یہ اپنے حقیقی فرایض محسوس کریں - مسلم لیگ انہی حضرات کی تغافل شعاریوں کا شکار ھوگئی ' پولیٹکل روش جو آجتک اس گروہ کی رھی ھے ' اسنے مسلمانوں کو قعر مذلت میں گرادیا ھے - ان لوگوں کو شرم بھی نہیں آتی کہ غیر قوموں کے لیڈر کس جانفروشی اور قربانی سے اپنی قوم کی خدمات بجالاتے ھیں اور ایک یہ چشم بددور ھمارے رہنما ھیں کہ وھی پرانی دقیانوسی غلامانہ روش اور اعتماد کے اسیر ھیں - اس پولیٹکل گمراھی نے جو ھماری حالت آج گورنمنٹ اور اھل ملک کی نظروں میں بنا رکھی ھے کون نہیں جانتا کہ آگے چلکر کسقدر خطرناک ثابت ھوگی ' یہ مسئلہ نہایت ھی اھم ھے ' اور آیندہ ھم انشاء اللہ اسکے متعلق اور بھی کچھہ لکھینگے -

(۳) تیسرا نمبر ھمارے اسلامی اخبارات کا شروع ھوتا ھے ' اور کلاہ رھنمائی سر پر رکھکر سامنے آتا ھے ' لیکن سوا معدودے چند کے انکی عام روش خوشامدانہ اور بزدلانہ ھے - ان کاغذی رھنماؤں کی تعلیم کا نتیجہ یہ ھے کہ مسلمان ھاتھہ پیر توڑ بیٹھے رھیں ' اور جو کوئی از راہ ترحم ایک خشک ٹکڑا انکے منھہ میں ڈال دے ' اوسی پر اپنی خاموش مگر وفادار زندگی کو گذار دیں - ملک میں کیسے ھی عظیم الشان انقلاب ھوجائیں ' مسلمان کیسے ھی ذلت اور رسوائی کے کنارے پر جا لگیں ' مگر اونھیں اپنے تجارتی کار و بار کی چھل پہل سے کام ھے -

اگر بھوک سے مر رھا ایک جہان ھے
تو بے فکر ھیں کیونکہ گھر میں سماں ھے

مولانا حالی نے یہ شعر ان امیروں کی حالت پر کہا تھا ' مگر دیکھتا ھوں تو بہ تغیر مطالب بالکل ان اخبار نویسوں پر صادق آتا ھے - انہیں اپنے حلوے مانڈے سے کام ھے ' قوم بھاڑ میں جاے یا چولھے میں ' لیکن اگر ضمیر کی لعنت سے کچھہ لکھیں گے بھی ' تو اسقدر احتیاط سے کہ وفاداری کے رزلے مگر تھوس گھنٹے میں ٹھیس نہ لگ جاے جسکی آواز سے قیامت صغرا برپا ھوجاےگی - کسقدر حیرت کی بات ھے کہ تقسیم بنگال کی تنسیخ سا واقعہ ھوجاے ' مگر وہ اسلامی اخبارات جو اپنی پشت پر قومی ھونیکا دم چھلا لگاے ھوے ھیں اپنے اخبار کے کالموں میں ایک معمولی واقعہ کے طور پر درج کردیں - میں نے تو نہیں دیکھا کہ ان قومی اخباروں نے باستثناء بعض کے جنکی تعداد انگلیوں پر گنے جانے کے قابل ھے ' کوئی لیڈنگ آرٹیکل آزادانہ لکھا ھو یا سختی سے گورنمنٹ کے اس فعل پر نکتہ چینی کی ھو - ھاں زیادہ سے زیادہ یہ کیا کہ انگریزی اخبارات کی رائیں فراھم کردیں ' لیکن اسمیں آپ نے کون سا تیر مارا ؟ یہ ھیں آپکی پر ایثار پالیسی کے کرشمے کہ اگر کوئی ایک طمانچہ رسید کرے تو دوسرا گال بھی آگے کردیں گے کہ بھیا اسپر ایک اور بھی - شکر ھے کہ قوم اب ایسے ملت فروش اخباروں کو سمجھہ کر بائکاٹ کر رھی ھے ' اور ایسے اخبارونکی قدر ھوتی جاتی ھے جنمیں اخلاقی دلیری اور قوم کی صحیح وکالت کا مادہ ھے ' وہ دن دور نہیں جب ایک دنیا دیکھہ لےگی کہ انکی تجارتی دیواریں کھوکھلی ھوکر دھم سے گر پڑی ھیں -

(۴) کہاں تک کوئی کہے ' قصہ طویل ھے ' ایسی الہلال کو چاھیے کہ اپنی اسلامی تعلیم میں ان جاہ پسند لیڈروں کے حیطۂ اقتدار سے آزاد رھے اور ان اسلامی اخبارات کی روش سے بھی اپنی سطح کو ھمیشہ بالا رکھے -

---

جناب آغا رفیق صاحب بلند شہری جائنٹ ایڈیٹر اخبار المشیر مرادآباد

الہلال کی پالیسی کے متعلق جو ضمیمہ گیارھویں ' شائع کیا گیا ھے ' اوس کے متعلق کئے روز سے آپکو یہ چاھتا تھا ' لیکن کام کی کثرت نے جلد موقع نہ دیا - مکرمی ! آپ جس شاھراہ پر قدم رکھنا چاھتے ھیں ' اوس کے اعلی و مفید ھونے میں تو کوئی شک نہیں ' لیکن زمانہ کے انقلاب اور تغیرات منزل مقصود پر پہنچنے میں جسقدر مزاحم ھوتے ھیں ' وہ ایک ایسے شخص کی ذات کے لیے جو تن تنہا اس کو طے کرنا چاھتا ھو ' سخت ضرر رساں ھوتے ھیں - جب میں آپکی دعوت کا خیال کرتا ھوں تو جی بہت خوش ھوتا ھے اور بیساختہ زبان سے یہ دعا نکلتی ھے کہ خداوند تعالی آپ جیسے فدائے ملک و ملت کے پاکیزہ ارادوں میں برکت عطا فرمائے - لیکن جب یہ خیال آتا ھے کہ ابنائے وطن بد قسمتی سے ایسی مبارک تحریر کو ڈھکوسلہ اور اصلاح کے کام کو خود بینی سمجھتے ھیں ' جیسا کہ تیرھویں نمبر میں لکھنؤ کی ایک گمنام چٹھی سے مترشح ھوتا ھے ' تو دل پژمردہ ھوکر اس کام کی انجام دھی سے مایوس ھو جاتا ھے -

الہلال میں لکھنؤ والی گمنام چٹھی نے میرے دل پر جو اثر ڈالا ھے اوس کا نتیجہ یہ ھوگا کہ ھم قوم کے اوس طبقہ کی اصلاح سے مایوس ھوجائیں گے جو ملک کی آیندہ نسلوں کا رھنما ھے -

آج قدیم الخیال لوگ اور طرز جدید کی زندگی رکھنے والے انسان جسقدر باھم متضاد ھیں ' اونکی افراط و تفریط سے ملی ترقی میں ایک ایسی روک پیدا ھوگئی ھے جسکا آسانی سے دور ھونا ناممکن ھے ' اور اسی اھم کام کی انجام دھی الہلال کی پالیسی ھے ' میں دست بدعا ھوں کہ آپ اسمیں کامیاب ھوں اور آپکا یہ کام نظر حسد سے محفوظ رھے -

---

جناب مولوی محمد یوسف حسن صاحب سکریٹری مسلم ریڈنگ روم للتپور

الہلال پہونچا ' - مسلمان اسکے مشتاق ھیں - جونہی ریڈنگ روم میں پہنچا بصد اشتیاق کھولا گیا - لوگ دیوانہ وار دوڑے - لیڈر پر نظر تھی ' صبح امید کی چہروں پر سرخی کی جھلک نمایاں ھوگئی -

آپ جمہوریت کا وعظ کہتے ھیں - ایسا بہتوں نے کیا - مگر آپ اسے خود مقدس قران کے احکام سے ثابت کرتے ھیں -

الہلال کی صفتیں میرے کمزور قلم کی طاقت سے باھر ھیں -

الہلال کیا ھے ؟ مردہ دلونکے لیے تازیانۂ زندگی و ھوش - ارباب ایمان کیلیے غذاے روح اور بصیرت -

بہترین انشا پردازی کا نمونہ - اعلی درجہ کی مصوری ' لکھائی چھپائی میں سرتاج اخبارات و رسالہ جات ھند - اسکی آواز زبردست اور پر اثر تو ضرور ھے - مگر ایسی زور دار اور وزن دار نہیں جیسی ھونی چاھیے - ذرا دو چار قدم اور تیزی سے اٹھائیے تو منزل مقصود سامنے ھوگا ' اور وہ دن مبارک ھوگا جب الہلال کی دگنی ضخامت ھوگی ' تصاویر اعلی اور زیادہ ' اور آواز اس سے دس گنی زور دار اور سخت تر ' اور ھندوستان کے ھر حلقے میں ایک حرکت عظیم نمایاں -

شذرات

النبـــا العظيـــم

جنگ کے ماضي و مستقبل پر ایک نظر

(۱)

عم یتساءلون عن النبا العظیـم ' الذي هم فیه مختلفون - کلا سیعلمون ثم کلا سیعلمون (۱) کیونکہ عجب نہیں کہ حالات میں تغیر هو ' واقعات اپني صورت بدلدیں ' حقیقت بے نقاب هوجاے ' مایوسیاں امید کي ' اور اضطراب سکون کي جگهه لے لیں ' و هوالذي ینزل الغیث من بعد ما قنطوا و ینشر رحمته ' و هو الولي الحمید -

جنـگ اس حالت میں شروع هوئي کہ (بقول انگلشمین) کسي کي نظر بهی (بلغاریا) کي طرف نہ تهي ' بلکہ تمـام عالم ترکوں کي طرف دیکهه رها تها - لیکن اب دنیا کو بلغاریا کي طرف دیکهنا پڑا ہے ' پهر کیا وقت آگیا ہے کہ عثماني تلوار کو با لکل نظر انداز کردیا جاے ؟ آٹهه سو برس تـک دنیا نے ترکوں کي نسبت جو کچهه سمجها ہے ' دو هفتے کے اندر کے واقعات کے بعد ' کیا همیشہ کیلیے اسکو بهلادینا چاهیے ؟

اور کیا موجودہ جنـگ کي نسبت آخري راے قائم کرلینے کا وقت آگیا ؟ -

اسمیں شک نہیں کہ آغاز جنـگ سے لیکر اس وقت تـک واقعات اور انـکي اطلاعات کا جو انداز رها ہے ' اس نے عثمـاني امیدوں کے پاے استقلال کو ڈگمگا دیا ہے - پے درپے شکستوں کي خبریں ' بربادیوں اور نقصانوں کے تخمینے ' قیمتي مقـامات کو چهوڑدینے کے انتشارات نے آئندہ کي امیدوں کو بهي ضعیف کردیا ہے ' اور میدان جنـگ کا چہرہ قسطنطنیہ کیلیے اسدرجہ مایوس ہے کہ دول یورپ اب اپنے صد سالہ ارادونـکي تکمیل کا وقت سامنے دیکهه رہے هیں - سب سے پہلے دلی کے چینیوں نے انگلستــان کو بدحواس کیا ہے - ۹ نومبر کو گلڈهال میں مسٹر ایسکوئتهہ اُس خنجر کے ٹکڑوں میں تمام ساتهیوں کو اپنا معاون بتلاتے هیں ' جس سے عنقریب ترکي جسم کي قطع و برید کي جاے گي ' اور اس طرح انگلستان اس عظیم الشان فتح مندي کو حاصل کرنا چاهتا ہے کہ اسلام کے جسم کو آخري مرتبہ ٹکڑے ٹـکڑے کردینے کیلیے سب سے زیادہ قوي تلوار اسي کے هاتهه میں تهی :

قد بدت البغضـــاء	دشمني تو انکي باتوں سے ظاهر هي هوگئي '
من افواههـم ' وما	اور جو ارادے انکے دلوں میں چهپے هوے
تخفي صدورهم اکبر '	هیں ' وہ اُس سے بهي بڑهکر هیں ' جو انهوں
قد بینا لکم الایات '	نے ظاهر کیے هیں - یہ حقیقت ہے جو هم نے
ان کنتـم تعقلون	مسلمانوں پر واضح کردي بشرطیکہ وہ عقل
(۳ : ۱۱۴)	اور فکر سے کام لیں -

سب سے زیادہ یہ کہ خود مسلمانوں کے دل ٹوٹ گئے هیں ' پہلے تحیر ' اور اب مایوسي دلوں پر چها گئی ہے ' ترکوں کي پے درپے شکستیں صرف انهي کیلیے نہیں ' بلکہ تمام عالم کیلیے نا قابل فہم واقعہ تها ' مگر تاهم واقعات اسقدر تیزي سے ظاهر هوے ' کہ نہ تو دلوں کو تعجب کا وقت ملا ' اور نہ دماغ کو غور و فکر کا - اس سے بهي بڑهکر بظاهر یاس افزا پہلو یہ ہے کہ خود عثماني اطلاعات بالکل خاموش هیں ' اور خبر آتي بهي ہے ' تو زیر فتح و شکست مقامات کي نسبت کوئي نیا واقعہ نہیں سناتي -

جو حالت اس وقت بلا استثنا تمام عالم اسلامي کي هو رهي ہے ' اس نے درحقیقت پہلي مرتبہ اس اسلامي رشتۂ اخوت اور خلافت اسلامي کی مرکزي قوت کے اندازہ کرنے کا صحیح موقعہ دیا ہے ' جسکي وقت سے پہلے خود بہت سے مسلمانوں کو بهي خبر نہوگي - جس طرح صحت و زندگي میں اپنے کسي عزیز کي محبت و الفت کا صحیح اندازہ نہین کیا جا سکتا ' لیکن جب وہ بیمار پڑتا ہے ' یا کسی سخت مصیبت مین مبتلا هوجاتا ہے ' تو پهر هر شخص کا دل اسکو بتلا دیتا ہے کہ اُسکي صحت و تندرستي هي پر اسکا آرام اور چین موقوف تها - بعینہ یہي حال اس وقت مسلمانوں کا هو رها ہے - وہ ترکوں کو همیشہ سے جانتے هیں ' اور یہ بهي انهیں معلوم تها کہ اسلام کی عزت و عظمت آج صرف انهي کے دم سے وابستہ ہے ' تاهم شاید بہتوں کو یہ معلوم نہ تها کہ اگر کسي دن همارا یہ عزیز بستر پر پڑجاے گا ' تو همارے دلوں کا کیا حال هوگا ؟ لیکن آج کون مسلمان ہے ' جو شکست کي خبریں سنکر یہ محسوس نہیں کرتا کہ راحت و سکون کی ایک متاع تهي ' جو آج اُس سے کهوگئي ہے :

همارے بعـد بہت هم کـو روے اهل وفا
کـہ اپنے مٹنے سے مهـر و وفـا کا نام مٹـا

لا تایسوا من روح اللہ

مگر با ایں همہ حالات هم دیکهتے هیں تو حالات گو درد انگیز هیں ' مگر اس درجہ مایوسي بخش نہیں ' جس قدر عام طبائع محسوس کر رهی هیں - اب تک جو کچهه هوچکا ہے ' اس میں ایک واقعہ بهي ایسا نہیں ہے ' جسے جنگ کی اصلي منزل کہا جاسکے - یہ سچ ہے کہ انساني خلقت کی بوقلموں طبعی کا ایک بڑا خاصہ یہ بهي ہے کہ وہ جس قدر جلد خوش هوتا ہے ' اتنا هی جلد غمگین بهي هوجاتا ہے : و خلق الانسان من عجل - تاهم جو افکار اس وقت همارے سامنے هیں هم سمجهتے هیں کہ اگر لوگ اس پر غور کریں ' تو صورت واقعہ انهیں بالکل مختلف نظر آے گي -

جنگ کے حدود طبعي اور فریقین کے خطوط معینہ

کسي جنگ کي فتح و شکست اصلي کي نسبت راے قائم کرنے سے پہلے اس نقشے پر نظر ڈال لیني چاهئے ' جو فریقین نے اپنے اپنے حدود جنگ کي نسبت مرتب کیے هوں - جنگ در اصل ایک سفر ہے ' جو بعض اوقات متقابل اور بعض اوقات متضاد سمتوں کي طرف دو مقابل ارادوں کے فریق شروع کرتے هیں ' اور اسکے لیے اپنے اپنے سفر اور سفر کی منزلوں کا ایک خط کهینچ لیتے هیں - موجودہ حالات میں هماري مایوسیوں کي اصلي علت یہ ہے کہ مقدونیا کي متحدہ قوتوں نے اپنے لیے جو حدود اور خطوط مقرر کیے هیں ' وہ همارے سامنے هیں ' لیکن ترکوں کو چونکہ پہلے مدافعت اور پهر حملہ کرنا تها ' اسلیے انکي مدافعت کي کمزوریاں تو هر شخص کے سامنے آگئیں ' مگر حملہ و هجوم کے عزائم بالکل پوشیدہ هیں ' اور ترکوں نے بهی مصلحت اسي میں سمجهي ہے کہ واقعات کے ظهور سے پہلے تـک پوشیدہ هي رهیں -

بلقاني اتحاد نے اس جنـگ میں " انفراد و اجتماع " کا طریقہ اختیار کیا تها -

---

(۱) یہ لوگ ایک دوسرے سے کسي بات کا حال دریافت کر رہے هیں ؟ کیا اس بہت بڑے حادثے کا ' جسکي نسبت یہ لوگ مختلف طرح کي رائیں رکهتے هیں ؟ تو خیر بہت جلد انکو معلـوم هو جاے گا ' اور پهـر دوبارہ کہتے هیں کہ بہت جلد معلـوم هو جاے گا -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین (القرآن الحکیم)

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad

7-1, MacLeod Street,

CALCUTTA.

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدهلوی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۸ — کلکتہ : چہارشنبہ ۳ ذی الحجہ ۱۳۳۰ ہجری — جلد ۱

Calcutta: Wednesday, November 13, 1912.

فہرست

تصاویر

عثمانی فتح عظیم

— * —

ترکوں کا حملہ شروع ہوگیا

— * —

متی نصر اللہ ؟ ؟

الا ان نصر اللہ قریب ! !

— : —

قسطنطنیہ (۱۱ - نومبر)

بنام ایڈیٹر الہلال

خط اور تار پہنچا - مایوسی نہیں ' بلکہ انتظار نہ چاہیے - فوجی بدنظمی ' انتظامات کی ابتری ' کثرت بارش ' فقدان غذا ' عیسائی سپاہیوں کا فرار ' افسروں کی نا تجربہ کاری - تاہم اصل مقصد حاصل - دشمن کی قوت پر موت طاری ہوگئی ' ایڈریا نوپل پر کامل اور یادگار شکست کے بعد فرار پر مجبور ہوگئے - (چتلجا) پر پرسوں سے سخت لڑائی جاری ہے ' آج کی سرکاری خبر ہے کہ ۲۰ ہزار سے زیادہ بلغاریوں کا نقصان ہوا ' اب عثمانی حملہ شروع ہوگیا ہے - ایڈریا نوپل کی فوج بڑھتی جاے گی -

عبید اللہ (ایڈیٹر العرب)

فہرست

زر اعانۂ ہلال احمر

— — —

جو دفتر الہلال میں کھول دی گئی

— * —

سات ہزار روپیہ جمع ہوچکا ہے ' اور بحمداللہ سلسلہ جاری - مفصل فہرست اسماۓ رقوم آیندہ نمبر سے شائع ہونا شروع ہو جاے گی -

میں ' کو اس ہفتے کی ترکی ڈاک کو بھی سامنے رکھہ لیا جاے ' تو ۲۴ - اکتوبر تک تیرہ مقامات میں ترکی فوج کامیاب ہوچکی تھی -

اسکے مخالف اہل یورپ نے بلقانی اتحاد نے یہ پہیلادی ہے کہ ترکی خطوط مدافعت کے استحکامات کو عظیم الشان ظاہر کرکے اپنی فتح مندیوں کی قیمت کو المضاعف کردینا چاہتی ہے - (قرق قلعسی) جس کو لفتنٹ (ریگز) دنیا کا ایک ناممکن التسخیر طلسمی قلعہ بتلاتا ہے ' اور پھر اسکی فتح ' دنیا کا ایک عظیم الشان واقعہ سمجھا جاتا ہے ' اسکے متعلق ۲۰ - نومبر یعنے تسخیر قرق قلعسی سے دو ہفتے پیشتر اخبار (الحریۃ والائتلاف) کہتا ہے :

" ہم کو اس وقت جسقدر بھروسہ ہے ' صرف عثمانی سپاہ کی مسلمۂ عالم شجاعت پر ' کہ اگر قرق قلعسی کے قلعے مضبوط نہیں ہیں ' تو وہ اپنے سینوں کی دیواروں کو قسطنطنیہ کی حفاظت کیلیے مضبوط بنالیں گے - ورنہ ہم جانتے ہیں کہ ہمارے خط مدافعت پر ایک قلعہ بھی ایسا نہیں ہے ' جو دشمن کی فوج کے لیے سخت مشکلات پیدا کرسکے - عہد سابق نے بیس سال قرق قلعسی اور ایدریا نوپل کے قلعوں پر صرف کیے ' مگر عثمانی خزانے کو عہد جرمن ارباشوں کے ہاتھہ میں دیدیا ' جنہوں نے مدافعت کے قلعوں کی جگہہ ریت کی دیواریں کھڑی کردیں " -

افسوس ہے کہ تفصیل کا موقعہ نہیں ' ورنہ اسکوب ' کمانو ' اور مصطفی پاشا کی نسبت بھی ہم بحث کرنا چاہتے تھے -

مقامات کے استحکام کا یہ حال تھا ' فوج کی غیر مجتمع ' اور سامان مفقود تھا ' فوج کو غذا تک میسر نہ تھی ' افسروں میں اختلاف ' اور ناتجربہ کار افسروں کی کثرت تھی ' عیسائی عثمانی فوج غداری کے لیے ہر جگہہ مستعد ' اور میدان جنگ میں قدم رکھتے ہی الٹے پانوں بھاگ جانے کا ارادہ کرچکی تھی ' ایک ہی وقت میں چار دشمنوں کا مقابلہ درپیش ' اور اس لیے بوجوہ ترکی کی فوجی قوت چار حصوں میں منقسم ہوگئی تھی ' باوجود اسکے ترکوں نے مانتی نیگرو کو سقوطری کی دلدل میں پھنسادیا ' سرویا کو پے بہ پے شکستیں دیں ' اور بلغاریا کی تمام قوت کا کمانو اور قرق قلعسی کی جنگ میں خاتمہ کردیا ' پھر حیرت ہے کہ دنیا ترکوں سے اور کس شجاعت کی متمنی ہے ؟ اور وہ انکو گوشت اور خون کا انسان تسلیم کرتی ہے ' یا لوہے کا ستون ؟

واقعات سے اب آہستہ آہستہ پردے اٹھہ رہے ہیں - خود لفتنٹ ریگز جسکی خبروں پر تمام یورپ کی اطلاعات کا دار و مدار ہے ' اور جو یقیناً اپنے گھر سے جب چلا تھا ' تو بلغاریا کی مسلسل مداحی کے لیے کوئی سخت قسم کھا چکا تھا ' اب علانیہ ترکی مدافعت اور بلغاریا کے خسران عظیم کا اعتراف کررہا ہے - اسکی ۹ نومبر کی بھیجی ہوئی تحریر اب شائع کی گئی ہے ' جسکی نسبت (لندن ٹائمس) کا بیان ہے کہ " ترکی مدافعت کے اعتراف میں اسکے الفاظ نہایت حیران کرنے والے ہیں ' بلغاری محاصرے کی توپیں نہایت عمدہ تھیں ' انہوں نے نہایت سخت متصل حملے کیے ' لیکن انکے نقصانات کا اندازہ دل کو لرزا دینے والا ہے - صرف ایک حملے کے اندر دو پوری بلغاری بٹالینیں ضائع ہوگئیں اور صرف دو کمپنیاں بمشکل بچ سکیں "

مایوسی کی جگہہ انتظار کرنا چاہیے

پس جو لوگ ترکوں کی طرف سے مایوس ہو رہے ہیں ' انکو سب سے پہلے اس امر پر غور کرنا چاہیے کہ جنگ کی فتح و شکست کا فیصلہ مقامات راہ کی تسخیر پر نہیں ' بلکہ خطوط جنگ کی اصلی منزل پر موقوف ہے - سب سے پہلے انکو فریقین کے مقاصد جنگ پر نظر ڈالنی چاہیے - بلقانی اتحاد کا اصلی فرض یہ تھا کہ وہ ایدریا نوپل کو فتح کرلے ' تاکہ قسطنطنیہ کا دروازہ اسکے لیے کہل جاے - اس مقابلے میں ترکوں کا فرض تھا کہ ایدریا نوپل کی آخر دم تک حفاظت کریں اور اسکے ساتھہ ہی دشمن پر حملہ کا وار بھی کردیں - بلغاریا اب تک باایں ہمہ فتوحات ' مقصد جنگ کے حاصل کرنے سے عاجز رہی ہے ' اور ترک باہمہ اسباب مایوسی ' ابتک ایدریا نوپل کو بچاے ہوے ہیں - نیز ہم کو یقین واثق ہے کہ عنقریب واقعات کا انکشاف و انقلاب انکے حملہ آورانہ اقدام پر سے پردہ اٹھادیگا -

بلغاریا کی تمام قوت ختم ہوچکی ہے اور صرف ایک ضرب کاری کی ضرورت ہے ' الله کے فضل سے کچھہ بعید نہیں ' کہ وہ چالیس کروڑ دلوں کی بے چینی پر رحم فرماے ' اور ترکوں کو اس وقت استقامت کے ساتھہ ایک آخری مقابلے کی توفیق دیدے

ولقد نصرکم الله ببدر و انتم اذلۃ

ہم نے مندرجۂ صدر سطور کے لکھنے میں نہایت احتیاط سے کام لیا تھا ' اور اپنی عادت کے خلاف حالات پر بحث کرنے کیلیے نہایت سادہ الفاظ تلاش کیے تھے ' تاکہ امیدوں اور توقعات کے قائم کرنے میں کوئی بے اعتدالانہ جوش اور غیر واقعی توقعات ظاہر نہوں ' لیکن الحمدلله کہ اس تحریر کے ختم کرنے سے پہلے ہی ہم کو اپنی امیدیں اور قیاسات واقعات کی صورت میں نظر آنے لگے ہیں - ریوٹر (۹ نومبر) کو قسطنطنیہ سے اطلاع دیتا ہے :

" ۴۸ گھنٹے کی مسلسل اور شدید جنگ کے بعد عثمانی فوج نے دشمنوں کو ایک ایسی شکست عظیم دی ' جو ترکوں کی تاریخ میں ہمیشہ بے نظیر سمجھی جاے گی - بلغاریا کی ابتری اور بدحواسی کا عجیب عالم تھا ' ترکوں کی گولیاں بارش کیطرح ان پر پڑرہی تھیں اور وہ بھاگے جا رہے تھے ' یہاں تک کہ اپنے سامان جنگ کی بھی خبر نہ لے سکے جس پر فتح مند ترکوں نے قبضہ کرلیا " :

مستہم البأساء والضراء و زلزلوا حتی یقول الرسول والذین امنوا معہ متی نصر الله ؟ الا ان نصر الله قریب (۲ : ۲۱۰)

یہ وہ لوگ تھے کہ نہایت شدید سختیوں اور مشکلوں میں مبتلا ہوگئے اور انکے پاے ثبات ہلگئے یہاں تک کہ الله کا رسول اور مسلمان چیخ اٹھے کہ آخر الله کی مدد کب آے گی اور ایسے وقت میں بھی نہیں آئی ؟ جواب ملا کہ کیوں گھبراتے ہو ؟ سن رکھو کہ الله کی مدد کا وقت قریب آگیا ! !

یہ تار ۹ - نومبر کی شام کو قسطنطنیہ سے روانہ کیا گیا ہے ' اور ٹھیک یہ وہی وقت اور وہی دن تھا ' جبکہ لندن کے (گلڈ ہال) میں مسٹر اسکویتھہ مسیحی فتح مندی کے بادۂ غرور کا ایک تند و تیز جام پیے ہوے مستانہ وار جھوم جھوم کر کہہ رہے تھے :

" افواج بلقان مقدونیا اور تھریس پر قابض ہوچکی ہیں ' سلانیک پر ' جو یورپ میں مسیحیت کے داخلے کا دروازہ ہے ' یونانی مسلط ہوگئے ہیں اور ہم فتح قسطنطنیہ کی خبر سننا ہی چاہتے ہیں " وہ منظر بھی کس درجہ قابل رحم ہوگا ' جب عین سرخوشی کے جوش بدمستی میں اس تار نے ایک خمار آور جرعۂ ترش دانتوں کو جبراً کھولکر حلق کے نیچے اتارا ہوگا !

اگر انگلستان کے اس (بادشاہ کے بعد) سب سے بڑے آدمی کی زندگی ہمیں عزیز ہوتی ' تو یقیناً ہمارے لیے یہ کام نہایت خوشگوار تھا کہ " فتح قسطنطنیہ " کے اس فرشتۂ بشارت کی دماغی و جسمانی صحت کی نسبت لندن کی طرف ایک تار روانہ کرتے ' اور دریافت کرتے کہ ۹ - نومبر کا تار پڑھنے کے بعد ڈاکٹروں نے انکی صحت کی نسبت کس قسم کی راے قائم کی ہے ؟

یعنی بلغاریا، سرویا اور مانٹی نیگرو اپنے مختلف خطوط سے حملہ اور ہوکر کسی مناسب اجتماع مقام پر مجتمع ہوجائیں، اور پھر حملہ آورانہ قسطنطنیہ میں داخل ہوں - اسکے لئے مانٹی نیگرو نے جنوبی جہت کا راستہ اختیار کیا اور سقوطری پر قبضہ کرکے سرویا کی فوج سے مل جانا چاہا - سرویا کے سامنے دو راستے تھے (زاری برود) کی راہ بڑھکر (کومانو) پر قبضہ کرنے کا، اور (ونجہ) پر قبضہ کرنے کے بعد کمانور اور اسکوب پر حملہ کرنے کا - اس نے دوسرا راستہ اختیار کیا، کیونکہ اس صورت میں بلغاریا کے ساتھہ بہت جلد مل جاسکتی تھی - -

بلغاریا جو در اصل اس اتحاد کی اصلی قوت تھی، اسکے سامنے بھی سفر جنگ کے دو خطوط تھے، پہلا (وادی ماریزا) اور (تنجہ) کی راہ سے حملہ کرنے کا، اور دوسرا وادی (استوما) کی راہ سے بڑھنے کا - فوجی مبصرین اور خود ترکوں کا بھی یہی خیال رہا کہ وہ پہلا راستہ اختیار کرے گی، لیکن اس نے دوسری راہ اختیار کرکے ایک ہی وقت میں پہلا حملہ ایڈریا نوپل پر اور دوسری طرف (صوفیا) سے شمالی جانب (استوما) کی وادیوں کی سمت کردیا -

اسکے مقابلے میں ترکی فوج کو ایک جنگ میں دو پہلو اختیار کرنے تھے - سب سے پہلے مدافعانہ اور اسکے ساتھہ ہی حملہ آورانہ - مدافعت میں اسکے لیے دو کام ضروری تھے، متعدد قوتوں کو اسطرح راہ میں روک دینا کہ ایک دوسرے سے ملنے کی مہلت نہ پا سکیں - اسکے بعد حملے کی اصلی قوت یعنی بلغاریا کی پیش قدمی سے اپنی حفاظت کرنی -

لیکن حملے کا خط اور اسکے حدود کیا مقرر کیے گیے؟ اور اسکے لیے کس وقت کا انتظار کیا جا رہا ہے؟ اسکی تفصیل کو ترکوں نے سرکاری طور پر بالکل پوشیدہ رکھا ہے - لیکن تمام عثمانی پریس، موجودہ وزارت کا ارگن : (الحربیۃ و الائتلاف) صحیح قیاسات و آرا، اور سب سے زیادہ قسطنطنیہ کا ایک پرائیوٹ تار، یقین دلاتا ہے کہ اول اعلان جنگ سے ترکوں نے اپنے حملہ کی ایک ہی منزل، ایک ہی مقصد، اور اسکے لیے ایک ہی خط قرار دے رکھا ہے، یعنی بمجرد جمعیت قوا اور حفاظت ایڈریا نوپل، بخط مستقیم (صوفیا) پر قبضہ کرلینا - اسی کو ترک جنگ کا اصلی فیصلہ، اور اپنی تمام جنگی جہد و سعی کا نتیجہ وحید سمجھتے ہیں -

پس یہ کیسی سخت غلط فہمی ہے کہ تمام دنیا صرف (فرق قلعسی) کی جنگ کے نتیجے کو فیصلہ کن نتیجہ سمجھہ رہی ہے؟ حالانکہ یہ تو عثمانی جنگ کا صرف ایک ابتدائی مدافعانہ ٹکرا ہے، اور ترکوں کا حملہ اس وقت تک شروع ہی نہیں ہوا جس کو موجودہ جنگ میں وہ اپنی اظہار قوت کا اصلی وقت سمجھتے ہیں -

لیکن اب تک کیوں نہیں شروع ہوا؟ اسکے اسباب ابتدا ہی سے واضح تھے، اور اب خود یوروپین نامہ نگاروں کی شہادت سے واضح تر ہو رہے ہیں -

ترکوں کی مشکلات

ترکوں کی مشکلات کی کوئی انتہا نہ تھی، اگر فوجی طیاری کے یہ معنی ہیں کہ کسی طے شدہ پیش آنے والی جنگ کے لیے فوجی قوتوں اور اسکے متعلقات کو ہر طرح سے مکمل کردینا، تو یہ حقیقت کسی دلیل کی محتاج نہیں کہ اس جنگ کے لیے بلقانی اتحاد کامل بیس برس سے طیار ہو رہا تھا، اور دول کی ہر طرح کی اعانت اسکے ساتھہ تھی - اسکے مقابلے میں عثمانی گورنمنٹ کا یہ حال تھا کہ اول تو اعلان جنگ کے وقت تصادم احزاب اور تزاحم اغراض مختلفہ سے حکومت ایک متصل بحران میں مبتلا تھی، پھر جنگ کا اعلان ایسے وقت میں ہوا کہ جنگ طرابلس کی وجہ سے ہروہ فوجی نقل و حرکت، جسکا تعلق کچھہ بھی سمندر سے تھا، اتالین بیڑے کے مراقبے کی وجہ سے معطل ہورہی تھی - صلح کے بعد ترکی کو نقل و حرکت کی مہلت ضرور ملی، مگر ۳ اکتوبر کو بلغاریا نے حملہ شروع کیا ہے، اور ۱۵ - [illegible] میں کاغذات صلح پر آخری دستخط ہوے ہیں - اس سے صاف ظاہر ہے کہ اعلان جنگ کی سب سے زیادہ قیمتی فرصت میں ترکی قوی اجتماع سے بالکل مجبور رہے -

یوروپین ترکی میں جسقدر فوج موجود تھی، اول تو ضروری نقاط مدافعت میں اسکا اجتماع کافی نقل و حرکت کا محتاج تھا، پھر سب سے بڑی مشکل یہ تھی کہ ایک ہی وقت چار مختلف حریفوں کا مقابلہ بالکل مختلف مقامات میں در پیش تھا، اور وہ باہم ایک دوسرے سے اسطرح الگ تھے کہ بغیر اسی دوسری طاقت کو راہ سے ہٹاے ایک مقام کی فوج دوسرے مقام کی فوج کو مدد دے نہیں سکتی تھی - مثلا (سقوطری) کو نقشے میں دیکھیے، تو صاف معلوم ہو جاے گا کہ بلغاریا کے خط دفاع پر جسقدر فوج موجود تھی وہ با وجود خطرے کے علم کے بغیر (سرویا) سے برسر پیکار ہوے مانٹی نیگرو کے مقابلے میں نہیں جا سکتی تھی -

یہ، اور اسی طرح کی بے شمار مشکلات تھیں، جنکی وجہ سے ترک بالکل مجبور و مقید ہوگئے تھے، اور انکے لیے محال قطعی تھا کہ مدافعت کے ساتھہ ہی اپنے حملۂ و اقدام کو بھی شروع کر سکیں -

مدافعت کی کمزوری

ترکوں کی مثال اس وقت بالکل اس شخص کی سی ہوگئی تھی، جس پر دشمن نے عین غفلت میں حملہ کیا ہو، اور اسکی ڈھال اور تلوار، دونوں دور پڑی ہوئی ہوں - لیکن ترکی نے بھاگنے کی جگہہ اسکو پسند کیا، کہ ڈھال کا کام ہاتھہ کی ہتھیلی سے لے، اور گو ہاتھہ زخمی ہو جاے، لیکن اتنی فرصت پاکر وہ اپنی تلوار اٹھاسکے، اور پھر دشمن کی گردن کو زخمی کر سکے -

پس ترکی فوج نے اس وقت تک جسقدر مدافعت کی ہے، وہ اسکی طرف سے جنگ کی کوئی اصلی کوشش نہ تھی جسکے نتائج اسکے لیے فیصلہ کن ہوں، بلکہ در اصل محض حملے کی طیاری تک کیلیے ایک فرصت کا حاصل کرلینا تھا -

ناظم پاشا کی اطلاعات، اور ان تاروں سے جو ترکی قنصلوں کے نام بھیجی گئیں ہیں، اگر بالکل قطع نظر کر لی جاے، جب بھی خود انگریز نامہ نگاروں کے تار اس حقیقت کے انکشاف کیلیے ایک محکم شہادت ہیں کہ ترکوں نے کیسی سخت بے سر و سامانی اور ابتری کی حالت میں مدافعت شروع کی تھی؟ ۷ - نومبر کے تاروں میں "تجربہ کار" نامہ نگاروں کا یہ اعتراف شائع کیا گیا ہے کہ ترکی فوج کی شجاعت میں شک نہیں، مگر اسکا کیا علاج کہ عام ضروریات جنگ کا بھی انتظام نہ تھا، حتی کہ فوج کے کئی دستے تھے، جو چار چار دن تک بغیر غذا کے لڑتے رہے اور انکو ایک وقت کی روٹی بھی نصیب نہ ہوئی، اور اگر خود ناظم پاشا کے بیان کا اسپر اضافہ کیا جاے تو اسلحۂ جنگ کی کمی اور بے عنوانی اسکے علاوہ تھی - باوجود اسکے ترکوں نے مانٹی نیگرو کو بلغاریا تک پہنچنے نہیں دیا، یونان اپنی شکستوں کا مجبوراً خود اعتراف کر رہا ہے، سرویا اور بلغاریا کو اس وقت تک مختلف مقامات میں سات سخت شکستیں دیچکے

لیے پسند کرتا ہے یا جہاد کے لفظ کي سماعت کان کے لیے ؟ تو امید نہیں کہ آخر الذکر حالت کو پہلي صورت پر ترجیح دے !

قرآن حکیم نے اپنے نزول کے وقت عیسائیوں کي ایک خصوصیت یہ بتلائي تھي :

الذین آتیناهم الکتاب' یعرفونه کمـا یعـرفون ابناؤهم ' و ان فریقـــا منهـــم لیکتمـــو ن الحق و هم یعـــرفون (٢ : ١٤١)	جن لوگوں کو کتب آسماني دي گئي هیں وہ اسلام کو ٹھیک اسي طرح پہچانتے هیں ' جیسے اپني اولاد کو' کہ اسمیں کسی کا شک نہیں هوسکتا ' اور انمیں کچھہ لوگ ایسے بھي هیں' جو دیدۂ ودانستہ حق کو چھپاتے هیں' اور اصلیت سے اچھي طرح واقف هیں -

آج بھي عیسائیوں کا اسلام کي نسبت یہي حال ہے - آج بھي یورپ کے سیاسي حلقوں میں اسلام کي مذهبي تعلیمات کے متعلق جو اتہامات لگاے جاتے هیں' وہ کسي غلط فہمي پر نہیں ' بلکہ کسي دانستہ شیطنت کے دسیسۂ مخفي پر مبني هیں ' اور اگر اس آیت کریمہ کو تمام یورپ پر منطبق کیا جاے ' تو آخري ٹکرے کا مستحق ٹھیک ٹھیک انگلستان ہے : و ان فریقاً منهم ' لیکتمون الحق و هم یعلمون -

کروسیڈ کے زمانے میں یورپ اسلام کي نسبت جو کچھہ کہتا تھا' اسمیں بھي غلط فہمي اور نا واقفیت صرف عام لوگوں کو تھي ' ورنہ ایک گروہ تھا ' جو صرف پولیٹکل اغراض سے دانستہ عیسائیوں کے تعصب کو بھڑکاتا تھا ' اور اس قسم کے اتہامات کو شہرت دیتا تھا - علي الخصوص مشرقي یورپ کے پادري ' جو اسلام کي تعلیم اور مسلمانوں کي طرز معاشرت سے پوري واقفیت رکھتے تھے ' ممکن نہ تھا کہ محض غلط فہمي اور سوء فہم کي وجہہ سے مسلمانوں کو بت پرستوں کي ایک وحشیانہ قوم سمجھتے هوں - اسپین کي درسگاهوں سے صدها عیسائي تعلیم حاصل کرکے نکلتے تھے اور کون تسلیم کرسکتا ہے کہ وہ اُن صدها گرجوں سے واقف نہ تھے ' جو قرطبہ اور غرناطہ میں پوري رونق اور آزادي کے ساتھہ ذمیوں کي عبادت گاہ تھے - ممکن ہے کہ آج بھي انگلستان اور فرانس میں بہت سي کمزور دل کي لیڈیاں هوں ' جو جہاد کا لفظ سنکر سہم جاتي هوں ' مگر جب کبھي اسلام کي جہادي اسپرٹ کي نسبت هنگامہ برپا کرایا جاتا ہے تو اسکے محرک وهي لوگ هوتے هیں' جو ٹھیک کسي مسلمان کي طرح جانتے هیں' کہ اسلام ایک دین صلح و امن ہے ' اور ان حالتوں کے سوا جسمیں اسکي هستي کے بقا کیلیے مدافعت ناگزیر هو جاتي ہے ' کبھي خون و قتل کو جائز نہیں رکھتا ' لیکن دانستہ اسطرح کي مکذوبات کو قائم رکھنا چاهتے هیں ' کیونکہ جب تک اسلام کو مجرم ثابت نہ کریں ' اس وقت تک اسکو سولي پر چڑھا نہیں سکتے -

دنیا کو نہیں بدلي ' مگر دنیا کي هر چیز کا غلاف بدل گیا ہے - ایک زمانہ تھا ' جب انهوں نے یروشلیم کیلیے مذهب کے نام پر جہاد کیا تھا - اب اس طریقہ سے شرم آتي ہے - پس تہذیب ' تمدن اور استیصال وحشت کے نام سے ایک کروسید شروع کردیا گیا ہے - پھر جب تک اسلام کي وحشت قائم نہ رکھي جاےگي ' تمدن کا دیوتا کیونکر اسکي قرباني قبول کرے گا ؟

آج سے نہیں بلکہ عرصے سے هم کو معلوم ہے کہ بعض متعصب حلقوں میں هماري نسبت کیا خیال کیا جاتا ہے ؟ هم جانتے هیں کہ منجملہ اور بہت سي باتوں کے ایک لفظ " جہاد " کا اعادہ و تکرار بھي ہے - بہت سے لوگ هیں جو اس لفظ کو سنکر سر سے لیکر پاؤں تک کانپ اٹھتے هیں ' اور الهلال کي سطروں پر انگلیاں رکھکر گننا شروع کردیتے هیں کہ یہ لفظ هر صفحہ میں کتني مرتبہ استعمال کیا گیا ہے ؟ بیشک هم نے اغاز جنگ طرابلس کے وقت جو تقریر کي تھي ' اسمیں جنگ طرابلس کو جہاد سے تعبیر کیا تھا اور اسکو ایک اسلامي مسئلہ اور یورپ کي اصطلاح کے مطابق ایک دیني جنگ بتلایا تھا - اسمیں بھي شک نہیں کہ الهلال کے صفحوں پر هم نے همیشہ اس جنگ کو جہاد قرار دیا اور " ناموران غزوۂ طرابلس " کي ایک مستقل سرخي رکھي - یہ بھي واقعہ ہے کہ ابھي ابھي ٢٧ - اکتوبر کي تقریر میں هم نے علانیہ مسلمانوں کو جہاد کي دعوت دي' اور وهي کہا جو مسلمانوں کو همیشہ کہا گیا ہے کہ " جاهدوا باموا لکم و انفسکم في سبیل اللہ "یہ بھي سچ ہے کہ هم جابجا قران کریم کي اُن آیتوں کو جسمیں جہاد کا ذکر ہے' موجودہ حالات پر بحث کرتے هوے لکھتے هیں' اور در اصل یہي همارا جرم حقیقي ہے کہ قران نامي ایک کتاب ہے' جسے هم ترک نہیں کرسکتے - یہ تمام صحیح اور ناقابل تاویل واقعات هیں' جنکو قبل اسکے کہ اور لوگ تلاش و جستجو کے بعد مرتب کریں ' هم نے خود هي یہاں جمع کر دیا ہے - لیکن پھر هم نہیں سمجھتے کہ هم سے کیا چاها جاتا ہے ؟ هم نے اگر جنگ طرابلس اور بلقان کو لفظ جہاد سے تعبیر کیا ' تو در حقیقت یہ همارا ایک احسان عظیم ہے کہ مسیحي دنیا کو اسلام کي رحمت سے اب بھي محروم رکھنا نہیں چاهتے - اگر هم نے کہا کہ مسلمانوں کیلیے طرابلس اور بلقان میں ایک معرکہ جہاد گرم ہے نہ کہ قتال ' تو في الحقیقت یہ کہکر ایک بہت بڑے خطرۂ عظیم کو یورپ کے سر سے ٹالدیا ' جسمیں عجب نہیں کہ وہ کسي وقت گرفتار هو جاتا - کیونکہ اگر هم موجودہ لڑائیوں کو جو یورپ کا جدید کروسیڈ اسلام کے مقابلے میں جاري کیےهوے ہے' اپني دیني جنگ کي جگہہ مسیحیت کي " مدني جنگ " سمجھہ لیں' تو یورپ یاد رکھے کہ پھر همارا وجود یقیناً اسکے لیے ایک بے امان خطرہ هوجاے گا - پھر همارے سامنے بھي یورپ کے جنگ مدني کا نمونہ اتباع و پیروي کے لیے آجاے گا - پھر ممکن ہے کہ مسلمان بھي مقابل فریق جنگ کے سوا هر وجود مسیحي کو ویسا هي مستحق قتل و غارت سمجھہ لیں ' جیسا کہ ٢٦ - اکتوبر کو جنرل کنیوا نے طرابلس کي مدني جنگ میں سمجھا تھا - ممکن ہے کہ انکي تلوار بھي کسي بوڑھے مرد ' اور کسي کمزور عورت کو مستثنی نہ کرے' جسطرح شہر طرابلس میں اٹلي کے جنگ جویان تمدن نے کیا تھا - کچھہ بعید نہیں کہ وہ بھي مقتول لاشوں کے اسي طرح ٹکڑے ٹکڑے کردیں ' جس طرح جنگ روم و روس میں روسي کاسکوں نے ترک لاشوں کے ساتھہ کیا تھا ' اور کیا عجب ہے کہ اختتام جنگ کے بعد وہ بھي اپنے کسي دشمن کي لاش کو قبر سے نکالکر لٹکا دیں ' جسطرح

۱۳ نومبر ۱۹۱۲

— * —

الجہـــاد فی الاســـلام

—:—

ذالک قولہم بافواھھم ، یضاھئون
قول الذین کفروا من قبل ،
قاتلہم اللہ انی یوفکون
(۹ : ۳۰) (۱)

(۱)

— * —

کہتے ہیں کہ لفظ اور معنی میں جسم اور روح کا سا تعلق ہے، مگر ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے الفاظ دنیا میں ایسے موجود ہیں ، جنکے معانی کچھہ نہیں، مگر انکی تاثیر طبائع پر سخت و شدید ہے -

منجملہ ایسے ہی لفظوں کے لفظ جہاد بھی ہے ، جسکو ہمیشہ یورپ نے نہایت خوف و دہشت سے سنا ہے - اس لفظ کے سنتے ہی ایک مسیحی کا تمام جسم شدت ہراس سے کانپ اٹھتا ہے، اسکا دماغ مختل ہوجاتا ہے - اسکے نبض کی حرکت (۸۰) کی جگہہ (۱۵۰) تک پہنچ جاتی ہے ، اسکی آنکھوں میں سکرات موت کی مردنی چھا جاتی ہے ، اسکا سرخ و سفید چہرہ جسکی رنگت کو وہ اپنی قومی شرف اور امتیاز کا ایک خلقی جوہر سمجھتا تھا ، موت کے تصور سے سیاہ پڑجاتا ہے، کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ بے امان عربوں کے جھنڈ اور وحشی باشی بزدقوں کے غول اپنے خونفشاں نیزوں کو بلند کیے ، اور خوں ریز تلواروں کو حرکت دیتے ہوے آرہے ہیں، جنکے سروں پر ایک سرخ علم لہرا رہا ہے، اور اسپر آگ کے حرفوں میں لکھا ہوا ہے : " ہر غیر مسلم کو قتل کردو ! اسلیے کہ وہ مسلم نہیں ہے "

الفاظ کی تاثیر پر اگر بحث کی جاے ، تو جہاد سے بڑھکر اور کونسا لفظ ملسکتا ہے ، جسکی افسونگرانہ حکومت انسانی دماغ واعصاب پر اس درجہ موثر ہے !

اسلام کے متعلق یورپ کے تمام خیالات و تصورات کو ہمیشہ جہل اور غلط فہمی سے تعبیر کیا گیا ہے ، اور اسمیں شک نہیں کہ دنیا میں قوموں اور ملکوں کے باہمی نزاعات اور اختلافات کی ایک غالب علت سوء تفہم بھی ہے - اگر کوئی مصلح صلح و امن دنیا میں آنے والا ہے تو یقیناً اسکا اصلی کام یہ ہوگا کہ قوموں کے چہروں پرسے غلط فہمیوں کی نقاب اٹھا دے ، اور ہر گروہ کو اسکی اصلی صورت میں ظاہر کرد ے

لیکن ہم ایک لمحہ کیلیے بھی یہ تسلیم نہیں کرسکتے، کہ آج یورپ کی وہ قومیں ، جنکی نو آبادیوں نے مشرق میں مشرقیوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا ہے ، اسلام اور مسلمانوں سے اسدرجہ بے خبر ہیں کہ انکے صد ہا صریح اتہامات کا اصلی سبب صرف سوء تفہم اور عدم واقفیت قرار دیا جاے -

گبن ، باسورتھہ اسمتھہ ، اور کاستری ہمکو بتلاتے ہیں کہ ان غلط فہمیوں میں یورپ کے مبتلا ہونے کیلیے تعصب اور جہل کے کیسے مجبور کن اسباب موجود تھے ، جو صلیبی لڑائیوں کے زمانے میں قائم ہوگئی تہیں - ہم اسے تسلیم کرتے ہیں، لیکن کیا بیسویں صدی میں بھی یورپ اپنے تئیں مذہبی تعصب کا شکار تسلیم کرنے کیلیے آمادہ ہے ؟ اور مشرق و مغرب کے اتصال کی موجودہ زندگی میں بھی اسکے پاس عذر جہل موجود ہے ؟

آج روس ، فرانس ، اور انگلستان کی حکومتیں افریقہ اور ایشیا کے سب سے بڑے علاقوں پر قابض ہیں ، مسلمانوں کے بڑے بڑے شہر یورپ کی نوآبادیاں بن گئے ہیں ، جنمیں دو تہائی صدی سے ہر طبقہ اور ہر درجے کے لاکھوں یوروپین آباد ہیں ، اسلام محکوم اور حاکم ، دونوں صورتوں میں یورپ کے سامنے ہے ، قسطنطنیہ میں مسجدوں کے میناروں کے ساتھہ گرجوں کے کلس اسطرح مخلوط ہیں ، کہ پیرا کے کسی ہوٹل کی کھڑکی میں بیٹھکر یوروپین سیاح کیلیے مشکل ہو جاتا ہے ، کہ وہ جامع احمد اور ارمنی چرچ کے کلسوں میں جلد امتیاز کرلے - پھر کیا کسی فرانسیسی نے الجیریا میں کبھی بھی یہ دیکھا ہے کہ کسی افریقی عرب نے کسی عیسائی تاجر کے محض اسکے عیسائی ہونے کی وجہہ سے خنجر بھونکدیا ہو ؟ ہندوستان کی کسی انگریزی عدالت میں آجتک کوئی مقدمہ ایسا پیش ہوا ہے جسمیں محض تعمیل حکم جہاد کیلیے کوئی انگریز قتل کرڈالا گیا ہو ؟ مسلمان نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں ، اپنے مذہبی جذبات میں ابتک ایسے سخت و شدید ہیں کہ ایک مسجد کیلیے دس دس ہزار مسلمان جان دیدیتے ہیں ، پھر اگر اسلام کی تعلیم میں کوئی ایسا جہاد موجود ہے ، جیسا کہ یورپ نے سمجھا ہے ، تو یہ کیسی عجیب بات ہے کہ مسلمانوں کو کبھی بھی اپنے ایک سب سے بڑے فرض دینی اور خصوصیت ملی کو پورا کرنے کا خیال نہیں آتا ؟

اس بارے میں سب سے زیادہ تعجب انگیز حالت انگلستان کی ہے - دنیا بھر میں سب سے زیادہ تعداد مسلمانوں کی آج اسکے زیر حکومت ہے ، ہندوستان میں سو برس سے وہ اسلام کا مراقبہ کر رہی ہے، لاکھوں انگریز شب و روز ہم میں رہتے ہیں، اور ہزاروں ہیں جنکے گھر کسی مسلمان کے گھر سے اسقدر قریب ہیں کہ دونوں میں ایک دیوار سے زیادہ کوئی شے حائل نہیں - وہ دیکھتے ہیں کہ ایک مسلمان روز پانچ وقت نماز پڑھتا ہے مگر زندگی میں ایک بار بھی کسی انگریز پر جہاد کا حملہ نہیں کرتا ، لیکن با وجود اسکے اگر کسی ان میں سے پوچھا جاے کہ وہ میکسم توپ کا گولہ اپنے دل کے

(۱) یہ ان لوگوں کی اوڑائی ہوئی گپ ہے ، جو ان کافروں کیطرح گپیں ہانکتے ہیں ، جو انسے پہلے ہو گذرے ہیں - اللہ انکو غارت کرے - یہ کس طرح شیطان کے بھٹکاے ہوے بھٹکے چلے جارہے ہیں ؟

الاسلام والاصلاح

—*—

(۱)

حال میں مطبع (المويد) مصر سے ایک نہایت اہم رسالہ شائع ہوا ہے- سنہ ۱۸۷۸ میں سر رچرڈ وڈ دولۃ برطانیہ کي طرف سے ٹیونس میں وکیل تھا - یہ وہ زمانہ تھا ' جب جنگ روم و روس کے بعد دولۃ عثمانیہ نے جدید اصلاحات شروع کي تھیں ' مگر تمام یورپ تعصبات سے لبریز ہو رہا تھا اور خود انگلستان میں مسٹر گلیڈ اسٹون اور انکے ہم مشرب اسلام کو ظلم و فساد کا سرچشمہ بتلاتے تھے ' اور اعلان کررہے تھے کہ کسي اسلامي حکومت سے امن و نظام اور اجراے اصلاحات کي امید رکھنا بالکل جنون ہے -

سر رچرڈ وڈ عرصے تک ٹیونس میں رہا تھا ' اس سے پہلے دمشق میں بھي انگریزي قنصل تھا ' شام کے مختلف شہروں میں سالہا سال بسر کیے ہے ' علماے اسلام سے اسکي صحبتیں رہي تھیں ' عربي زبان پر اسکي نظر تھي ' اس نے یہ حالت دیکھکر ایک مبسوط تحریر " اصلاح اور اسلام " کے موضوع پر لکھي ' اور اسکو سرکاري طور پر لارڈ بیکنس فیلڈ وزیر خارجیہ برطانیہ کے سامنے پیش کیا - چنانچہ سنہ ۷۸ - میں یہ پوري تحریر بلو بک کي صورت میں شائع کردي گئي -

اس زمانے میں اس کا عربي ترجمہ ممالک اسلامیہ میں شائع ہوا تھا - اسي کي نقل ہے ' جسے الاسلام و الاصلاح کے نام سے (شیخ محب الدین خطیب) ایڈیٹر المويد نے اپنے دیباچے کے ساتھ شائع کیا ہے -

اس رسالے کے مضامین اسقدر اہم اور ضروري ہیں کہ ہم چاہتے ہیں ' انکا اقتباس اردو میں بھي شائع ہوجاے ' چنانچہ ایک ٹکرہ آج شائع کرتے ہیں - اصل رسالہ " کتب خانۂ علوم اسلامیہ " علي گڈہ سے ملسکتا ہے قیمت چھہ آنہ ہے -

---

مائي لارڈ ! میں آپ سے چند ایسے ملاحظات کے عرض کرنیکا شرف حاصل کرنا چاہتا ہوں ' جنکا تعلق ان انتظامي اصلاحات سے ہے جو دولت عثمانیہ میں جنگ کریمیا کے بعد عمل میں آئي ہیں - اس مختلف فیہ موضوع کے باب میں جرات اظہار راے کي معذرت کیلیے یہ کہنا کافي ہے کہ میں تمام برطانوي قنصلوں میں سب سے پرانا قنصل ہوں - مجھے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں دولت عثمانیہ کے ماضي اور حال میں فرق بیان کروں ' تا کہ وہ اہم اصلاحات جو اس نصف صدي کے اندر عمل میں آئي ہیں بخوبي روشن ہو سکیں -

اس نصف صدي میں مجھے مشرق سے تعلق رہا ہے ' اور اسکے مختلف الجنس و الملۃ باشندونکے حالات سے باخبر ہونے کا موقع ملا ہے ' اسلیے انکے گذشتہ اور موجودہ حالات میں فرق بیان کرنا میرے لیے آسان ہے -

لوگ سمجھتے ہیں کہ شریعت اسلامیہ اصلاحات کے خلاف ہے اور اسلیے دولت عثمانیہ انکي بابت اپنے وعدے پورے نہیں کرسکتي میں نے اسي وہم کے دفع کرنیکے لیے کسیقدر تفصیل سے اصول اسلام اس رپورٹ میں بیان کیے ہیں -

اسلام اور مدنیۃ

لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام ذمي اور مسلم میں مساوات کے برخلاف ہے ' وہ اسباب مدنیت و ترقی کے ساتھہ ساز نہیں کرسکتا ' اسلیے کہ وہ ترقي علوم اور انتشار معارف کے خلاف ہے ' میں اس خیال کے بطلان کیلیے ٹیونس کے شیخ الاسلام کے فتوي کو کافي خیال کرتاہوں - اس فتوي کا خلاصہ یہ ہے : " وہ اصلاحات جو اسوقت دولت عثمانیہ کے پیش نظر ہیں ' خصوصاً مجلس نیابي (پارلمینٹ) شریعت اسلامیہ کے خلاف نہیں ہیں ' بلکہ نصوص شرعیہ کے با لکل مطابق ہیں " درحقیقت اسي فتوي نے مجھے اس رپورٹ کے پیش کرنے کے لیے مستعد کیا ہے ' تا کہ لوگوں کو موجودہ حالات میں صحیح واقعات کا علم ہو جاے -

دولت عثمانیہ کا گذشتہ نظام حکومت

دولت عثمانیہ کے گذشتہ حالات جاننے سے پہلے ان اصلاحات کي اہمیت کا صحیح اندازہ نہیں ہوسکتا جو سنہ ۱۰۴۰ ع خصوصاً جنگ کریمیا کے بعد سے ملک میں جاري کي گئیں - دولت عثمانیہ اپنے مفتوحۂ ممالک کے باشندوں کے مذہب سے کسي قسم کا تعرض نہیں کرتي تھي - ان سے صرف جزیہ شرعي لیتي تھي - اور اسکے عوض میں انکي جان ' مال ' اور آبرو کي حفاظت کرتي تھي - ظاہر ہے کہ یہ طریقہ نہایت عمدہ تھا اور مذہبي آزادي کے بالکل مطابق تھا - مگر دولت عثمانیہ کے مختلف عناصر نہ صرف اپنے لغات و مذہب کے اختلافات ' بلکہ اپنے قدیمي رنجش و کینہ کي وجہ سے ایک نہیں ہوسکتے تھے -

ابتداء دولت عثمانیہ کي طرف سے صوبوں کیلیے حکام مقرر کیے جاتے تھے - یہ (درہ بک) کہلاتے تھے - انکا کام صوبہ کي حفاظت ہوتا تھا ' جو زیادہ تر سرحدوں پر ہوتے تھے - بجاے تنخواہ کے یہ ایک ٹیکس باشندگان صوبہ سے وصول کرتے تھے - اور (تیمار) کہلاتا تھا - " مقدونیہ " مین ایک دوسرا طریقہ لشکر سازي کا ایجاد کیا گیا تھا - ایسے خاندانوں کے اعضاء (ممبر) سے (جو اسلام لا چکے تھے اور اپني شجاعت و بسالت کیوجہ سے مسلمانوں میں خاص امتیاز حاصل کر چکے تھے) ایک فوج مرتب کیجاتي تھي جو (ینگ چري) کہلا تي تھي - اس فوج کي تعداد برابر بڑھتي رہي - اور اس نے رفتہ رفتہ خاص اہمیت حاصل کرلي - لیکن اس فوج کے بعض افراد نے انتظامي اور سیاسي معاملات میں بھي دخل دنیا شروع کردیا چنانچہ بہت سے مظالم اور سخت قبیح امور ان سے سرزد ہوے -

لیکن یہ معلوم ہے کہ اس اختلاف عناصر اور تنوع مذاہب کي حالت میں (درہ بک) یا (اصحاب التیمار) کا نظام باقي نہیں رہسکتا تھا - قسطنطنیہ کے فتح ہوتے ہي سلاطین آل عثمان نے صوبونکي لیے والي (گورنر) مقرر کیے ' تاکہ شریرونکي تادیب اور باغیونکي سرزنش ہوسکے - یہ ولاۃ (گورنرس) ہرقسم کے قید و بند سے آزاد رکھے گئے تھے - اگر کوئي قید تھي ' تو وہ یہ کہ حدود شرعیہ سے تجاوز نہ کریں -

قسطنطنیہ اور ان صوبوں میں مسافت بہت تھي ' شاہرا ہیں مفقود تھیں ' اور وسائط انتقال و سفر موجود نہ تھے ' اسلیے حکومت مرکزي انکي نگراني نہیں کرسکتي تھي -

مزید براں اسوقت تک باقاعدہ فوج ان صوبجات میں نہیں تھي اسلیے انتظام شہر میں والیونکو ارباب تیمار سے استعانت کي ضرورت ہوتي تھي ' حالانکہ ولاۃ خود انھي اشخاص کي نگراني

سوڈان کے فاتح کو کرنا پڑا تھا - یہ سب کچھہ ہو سکتا ہے ' کیونکہ مسلمانوں کے آگے پھر ایک " مدني جنگ " هوگي نہ کہ دیني ' لیکن اگر ہم نے موجودہ لڑائیوں کو قتال دیني سے تعبیر کیا ' اور اسکو (بزعم یورپ) ایک حرب دیني قرار دیا ' تو پھر معاً ہمارے ہاتھہ بندهجائیں گے ' ہماري تلوار مقید ہوجاے گي ' اسکي خود مختاري اور بے روک ازادي قائم نہیں رہے گي ' کیونکہ اسکو حکم قرانی کي سلطنت کے ما تحت ہو جانا پڑے گا ' جو کہتا ہے کہ :

وقاتلوا في سبيل الله	الله کي راہ میں صرف انکو قتل کرو جنہوں نے
الذين يقاتلونكم ' ولا	تمہارے ساتھہ مقاتلہ کیا ہے - اور زیادتي
تعتـــدوا ' ان الله	مت کرو ' الله تعالے ظلم و زیادتي کرنے والوں
لا يحب المعتدين -	کو دوست نہیں رکھتا -

پس ہمارے لیے معصیت ہوجاے گا ' ہم اپنے خدا کي نظروں میں مبغوض ہوجائیں گے ' اگر اُن لوگوں کے سوا جو مسلمانوں کے مقابلے میں صف آرا ہیں ' کسي دوسرے غیر مسلم کو اپنا مخالف سمجھیں گے ' اور کوئي ادنی قسم کا بھي نقصان پہنچائیں گے - کیونکہ پھر ہماري تمام جنگ " الذين يقاتلونكم " میں محدود و مقید ہو جاے گي - قران نے ہم کو حکم دیا ہے کہ :

لا ينهـــاكم اللــــه عـــن	جن لوگوں نے تم سے دین کیلیے جنگ
الذين لم يقا تلـــو كم في	نہیں کي ' اور تم کو گھروں سے نہیں
الدين ' ولـــم يخـــرجوكم	نکالا ' الله اس سے نہیں روکتا کہ تم
مـــن دياركم ' ان تبـــرو	انکے ساتھہ احسان اور بھلائي کرو ' اور
هم وتقسطوا اليهـــم ' ان	انصاف کے ساتھہ پیش آو ' کیونکہ الله
اللـــه يحب المقسطيـــن	عدل کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے -
انما - ينهـــاكم الله عـــن	الله تو تم کو صرف انھي لوگوں سے میل
الذيـــن قاتلـــو كم في	و ملاپ رکھنے کو روکتا ہے جنہوں نے
الدين ' واخرجواكـــم من	تم سے مقابلہ کیا ' اور تم کو گھروں سے
دياركـــم ' وظاهـــروا على	نکالا ' یا تمہارے دشمنوں کي مدد
اخراجكـــم ' ان تولوا هم	کي - بیشک جو شخص ایسے لوگوں سے
ومن يتولهـــم فـــاولئك	دوستي رکھے گا ' اسکا شمار مسلمانوں
هم الظالمون (۶۰ : ۳۰)	پر ظلم کرنے والوں میں ہوگا -

پہلي آیت میں نہي کي نفي کردي گئي تھي کہ غیر محارب جماعتوں سے (اگرچہ وہ محارب جماعتوں کے ہم جنس و ہم مذہب ہي ہوں) دوستي و حسن معاملة سے نہیں روکا جاتا ' لیکن پھر اسکو بھي اظہار رافت و رحمت کے لیے کافي نہیں سمجھا ' اور دوسري آیت میں مکرر نہي کا حصر کیا گیا ' تاکہ مطلب واضح تر اور حکم بالکل غیر مشتبہ ہو جاے - " انما " حصر کیلیے تھا ' مگر " فاولئك هم الظالمون " بھي افادۂ معنے حصر کرتا ہے -

پس اگر ہمارے سامنے ایک " حرب دیني " ہوگا ' تو ہمارے لیے محال ہوجاے گا کہ فریق جنگ کے اعمال کا انکي پوري جنس اور قوم کو ذمہ دار سمجھیں - اس صورت میں ہم " متمدن " نہونگے ' بلکہ " مسلمان " ہونگے ' اور ہمارے تمام اعمال تابع اسلام ہو جائینگے - ہم دیکھیں گے کہ طرابلس میں ایک مسیحي قوم ہم پر ظلم و ستم کر رہي ہے ' مگر ہم ہندوستان میں تمام عیسائیوں سے دوستي و حسن معاملة کے ساتھہ پیش آئیں گے ' اور انکو اپنا دشمن نہیں سمجھیں گے ' کیونکہ یورپ کي مدنیة نہیں ' مگر خدا نے ہم کو ایسا ہي حکم دیا ہے - ہم دیکھیں گے کہ بلقان کي مسیحي سازش اور انکے یوروپین پس پردہ معاون ' محض ظلم و عدوان سے ہم پر حملہ آور ہیں ' مگر ہم ہندوستان میں کسي یوروپین کو ' حتی کہ کسي بلغاري یا سروین کو بھي تیز نظر سے نہ دیکھہ سکیں گے ' کیونکہ اس نے اسلام کے مقابلے میں تلوار نہیں اٹھائي ہے - اور اگر ہم میں سے کوئي اسکے خلاف کریگا ' تو وہ حسب تعلیم قرآن خدا کي نظر میں مبغوض ' اسکي محبت سے محروم ' اور سب سے بڑھکر یہ کہ مسلمان نہوگا -

پھر ہمکو ہمارے مخاطبین صاف صاف بتلادیں کہ ان دونوں صورتوں میں سے وہ کونسي صورت پسند کرتے ہیں ؟ جنگ مدني یا جنگ دیني ؟ قتال و حرب ' یا قتال جہاد ؟ اگر جہاد کا لفظ انکو خوش نہیں آتا ' تو اعلان کردیں تاکہ ہم بھي حرب دیني کو چھوڑ کر یورپ کے مدني جنگ کو سیکھنے کي کوشش کریں -

---

جنگ پر ایک جرمن جرنیل کے خیالات

— * —

جرمن میجر جنرل امہاف پاشا ' سابق لفٹنٹ جنرل افواج ترکي ' نے ایک سوال کے جواب میں مندرجہ ذیل رائے ظاہر کي ہے -

" ترکي افواج کے سپہ سالار اعظم ہز ایکسیلنسي ناظم پاشا ایک نہایت ہي صاحب تدبیر اور روشن دماغ آدمي ہیں - وہ نہایت ہي اطمینان اور سکون کے ساتھہ جنگي تیاریوں کو عمل میں لاتے ہیں قبل از وقت فیصلوں سے وہ ہمیشہ احتراز کرتے ہیں -

ناظم پاشا اپنے دستوں کو ایڈریا نوپل کي نواح میں مجتمع کر رہے ہیں - انکي سب سے بڑي کوشش افواج کو ایک مقام پر اکھٹا کرنیکي ہے - اپني جمیعت کا کثیر حصہ وہ ایڈریا نوپل اور فرق قلعسي کے قریب بلغاروي افواج کي مزاحمت و مدافعت کیلیے رکھینگے -

" مقدوني جنگي مرکزوں کے واقعات کو میں ہرگز بنظر استحسان نہیں دیکھتا اور نہ ہي انکي کوئي وقعت میري نظر میں ہے - موجودہ فتوحات بھي حقیقت میں آیندہ پیش آنیوالے بڑے بڑے واقعات کا پیش خیمہ ہیں - جہانتک مجھے علم ہے اب تک ترک محض مدافعت کرتے رہے ہیں -

اسوقت تک ترکي فوج ہرگز حملے کا پہلو نہ لیگي - اب سب سے زیادہ ضروري واقعہ جسکا ہم انتظار کر رہے ہیں ایڈریا نوپل کي جنگ ہے - اسکے فیصلہ کے بعد معاملات کي صورت پر ایک قطعي راے قائم کرنیکے مجاز ہونگے "

[ایڈریا نوپل پر ترکوں کي عظیم الشان فتح کا مژدہ ناظرین ۹ اکتوبر کي تار میں سُن چکے ہیں - اب جرمن موصوف کي راے کے مطابق جنگ کا جو فیصلہ ہوگا وہ ظاہر ہے - اور یوں انجام کار تو خدا ہي کے ہاتھہ میں ہے]

بقیه

تقریر " مسئلۂ اسلامي " پر

— * —

جو ۲۷ اکتوبر کو ایڈیٹر الہلال نے کلکته میں کي

— * —

(۲)

— * —

حضرات !

وہ قوم جسکا ظہور تیرہ سو برس ہوے " مکه " نامي ایک جزیرہ نما سے ہوا تھا اور جو مسلم کے لقب سے پکاري جاتي ہے ' اسکا عقیدہ تو یہي ہے ' جسکو میں نے بیان کیا ' لیکن بدبختي سے ایک دوسري قوم بھي ہم میں موجود ہے ' جو اس حقیقت کو تسلیم نہیں کرتي - یہ وہ لوگ ہیں ' جنھوں نے اپني دنیوي عزت و شوکت کا جوا پہنا ہے ' اور اسکے لیے ملت مظلوم کو ایک بازیچه بنالیا ہے - ہواے نفس جنکا اله ہے ' حکام و امرا جنکے معبود ہیں ' درہم و دینار جنکا قبله ہے ' غلامي و تعبد جنکي شریعت ہے ' جو قریش مکه کے صامت و ساکن بتوں کي جگهه سمندر پار سے آئے ہوے متحرک بتوں کو پوجتے ہیں ' جو وحي الہي کي جگهه سماے شمله سے اترے ہوے احکام و فرمان کو اپني کتاب و سنت یقین کرتے ہیں ' اور جنکے قلوب " اصابع الرحمن " کي جگهه " اصابع الشیطان " میں ہیں (یقلبها کیف یشاء) غرضکه : الذین یستحبون الحیوة الدنیا علی الاخرہ ' و یصدون عن سبیل الله ' و یبغونها عوجا ' اولئک فی ضلال بعید (۱۰ : ۴۰)

تو اے حضرات ! اس قوم کے عقیدے میں " پان اسلام ازم " یا " اسلام کا بین الملي اتحاد " ایک کفر صریح ہے - خلافت اسلامي کوئي شے نہیں ' مسلمانان ہند کو ترکوں سے کوئي تعلق نہیں ' انکو اپني " خلافت راشدہ " کے سوا اور کسي طرف گوشه چشم سے بھي نہیں دیکھنا چاہیے ' اگر ایسا کریں تو فرض اطاعت اولوالامر کي خلاف ورزي کے مجرم - ترکي فتح پر تبریک و تہنیت کا تار دینا داخل " خفیف الحرکتي " اور بغیر انکے معبودان کونین کي اجازت کے قطعاً حرام و معصیت ' یہ لوگ یورپ کے اُن شیاطین سیاست کے ہاتھه میں جو خلافت اسلامیه کے بین الملي اثر کے مٹانے کیلیے تیس برس سے اپنا مشن پھیلا رہے ہیں ' ایک آله عمل رہے ہیں ' اور ہمیشه دنیا کو اسکا یقین دلایا ہے کہ مسلمانان ہند کو خلافت اسلامي اور ترکوں کے بقا و فنا سے کوئي تعلق نہیں -

حالانکه جسوقت اپنے معبودان باطل کے آگے ان لوگوں کي زبان و قلم سے یہ جملے نکل رہے تھے ' یقین کیجیے کہ اس وقت الله اور اسکے ملائکه کي لعنت اور پھٹکار ان پر نازل ہو رہي تھي ' کیونکه اسطرح بے تعلقي ظاہر کرکے یہ اس رشتے کو کاٹ رہے تھے ' جسکو خداے ابراہیم و محمد (علیهما الصلوۃ والسلام) نے تمام دنیا کے مسلمانوں میں قائم کردیا ہے ' اور گویا اسپر اپني رضا و مسرت ظاہر کرتے تھے کہ وہ لاکھوں مسلمان ' جو اس اخري وقت میں کلمۂ توحید کي حفاظت کر رہے ہیں ' صلیب پرستوں کي تلواروں سے فنا کردیے جائیں - یہ الله اور اسکے رسول کو اذیت دیتے تھے ' کیونکه مسلمانوں کي اذیت پر خوش تھے ' اور مسلمانوں کي اذیت پر خوش ہونا عین الله اور اسکے رسول کي اذیت پر خوش ہونا ہے :

ان الذین یؤذون الله و رسوله ' لعنهم الله فی الدنیا والاخرہ ' واعد لهم عذاباً مهینا (۳۳ : ۵۸)

جو لوگ الله اور اسکے رسول کو اذیت دیتے ہیں ' دنیا اور اخرت میں الله نے اُن پر لعنت کي اور انکے لیے ایک ذلت بخش عذاب طیار کر دیا گیا ہے -

اب زمانے نے پلٹا کھایا ہے ' زمین اور اسمان ' دونوں طرف سے تازیانہ ہاے عذاب انپر پڑ رہے ہیں ' اسلیے گو دل نه ہلے ہوں ' مگر زبانیں کچھه کچھه ہلنے لگي ہیں - اب ترکوں سے اسقدر بے مہري ظاہر نہیں کي جاتي ' خلافت اسلامي کا نام آتے ہي اس سے انکار تبري کے تار " پانیر " میں نہیں بھیجے جاتے ' مدت سے کوئي پمفلٹ بھي مسئلۂ خلافت پر شائع نہیں کیا گیا ہے ' رزولیوشنوں کے پاس کردینے سے بھي چنداں انکار نہیں ہے ' بعض اصحاب کي تو بظاہر اسدرجه قلب ماهیت ہوگئي ہے کہ علانیه ترک مجروحین کے لیے چندے میں بھي شرکت کر رہے ہیں ' تاہم ہم کو معلوم ہے کہ اس انقلاب حالت کي اصلي علت کیا ہے ؟ اور انکے ظاہر اور باطن میں باہم کیا ربط ہے ؟

واذا لقوا الذین امنوا ' قالوا آمنا ' واذا خلوا الی شیاطینهم قالوا انا معکم انما نحن مستهزؤن (۲ : ۱۳) الله یستهزي بهم و یمدهم في طغیانهم یعمهون -

یہ منافق جب مسلمانوں سے ملتے ہیں ' تو کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں ' لیکن جب اپنے شیطانوں کے پاس تنہائي میں جاتے ہیں ' تو کہتے ہیں کہ دل سے تو ہم تمہارے ہي ساتھه ہیں ' ظاہري کار روائیاں جسقدر ہماري ہیں وہ ایک تمسخر و دل لگي سے زیادہ نہیں -

اے اخوان ملت ! آج وقت آگیا ہے کہ دلوں پر سے پردے اٹھه جائیں اور کفر اور ایمان میں تمیز ہو جاے - یقین کیجیے ' کہ یہ ایک سب سے بڑي اور شاید آخري ابتلاے عظیم ہے ' جو صرف اسلیے ہے کہ الله مدعیان ایمان کو آزمانا چاہتا ہے :

و لنبلونکم حتی نعلم المجاهدین منکم و الصابرین منکم (۴۰ : ۲۰)

اور الله تم کو آزمائیگا ' یہاں تک کہ سچے مجاہد اور صابر ' جھوٹوں سے الگ ہوجائیں -

آج وہ دن آگیا ہے ' جب مسلمانوں کے دل پہلوؤں کي جگهه انکے چہروں پر آجائیں گے - جبکه یا تو دلوں کي سیاہي سے انکي پیشانیاں بھي تاریک ہو جائیں گي ' یا دل کي ایماني روشني انکي پیشاني پر چمکنے لگے گي :

یوم تبیض وجوہ و تسود وجوہ ' فاما الذین اسودت وجوههم ' اکفرتم بعد ایمانکم ' فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون ' و اما الذین ابیضت وجوههم ' ففي رحمة الله هم فیها خالدون - (۳ : ۱۰۲)

وہ دن ' جبکه یا تو چہرے چمک اٹھیں گے یا سیاہ پڑ جائیں گے - پھر جن لوگوں کے چہرے سیاہ پڑجائیں گے ' وہ ' وہ لوگ ہونگے ' جنھوں نے ایمان لانے کے بعد انکار کیا ' اور انکے لیے وہي عذاب ہوگا - جس سے وہ انکار کیا کرتے تھے ' اور جن لوگونکے چہرے چمکنے لگیں گے ' انکے لیے الله کي رحمت کا آشیانه ہوگا ' جسمیں ہمیشه کیلیے انکو جگهه مل جاے گي -

یاد رکھیے کہ خدا تعالی اپنے کلمۂ توحید کي حفاظت کیلیے ہم مسلمانوں کي اعانت کا محتاج نہیں ہے ' بلکه ہم اسکے فضل کے محتاج ہیں - اس تیرہ سو برس کے اندر اسلام میں کتني قومیں آئیں اور اپني اپني باري سے اسلام کي حفاظت کا فرض ادا کرگئیں - اب اس آخري آزمایش میں بھي ہم پورے نه اترے ' تو کیا عجب ہے کہ قدرت الہي اپنے دین مبین کي حفاظت کے لیے دوسروں کو چن لے ' اور ہم کو اسي طرح اپنے دروازے سے مطرود و مردود کردے ' جس طرح ہم سے پہلے بہت سي قومیں ہو چکي ہیں :

لیئے مقرر کیے گئے تھے ' (ینگ چري) ان والیونکي نگراني کرتے اور خود انکي نگراني علما کرتے تھے -

یہ والي اپني کمزوري کیوجہ سے اعیان شہر سے ساز کرنے لگے - انکے مقاصد کے حصول میں معاون اور انکے دسائس و جرائم میں شریک ہونے لگے ' باب عالي کو عہدہ داران حکومت میں سے جو جولوگ اطلاعات دینے کا حق رکھتے تھے ' وہ یہي والي تھے ' مگر وہ کسطرح اصلي حالات سے حکومت کو مطلع کرسکتے تھے' اسلیے حکومت صوبجات کے اصلي حالات سے ہمیشہ بے خبر رهي ' لیکن با این همه عیسائي اپنے فرائض مذهبي نہایت آزادي سے ادا کرتے تھے' بجز اسکے کہ اگر کہیں گرجا بنانا چاهتے تھے' تو پہلے باب عالي سے اجازت و فرمان حاصل کرنیکي ضرورت ہوتي تھي ' دو سو برس تک یہی حالت رهي ' اس اثنا میں تمام محکموں کي حالت نہایت ابتر ہوگئي' رشوت ستاني اور طوائف الملوکي کي گرم بازاري ہوگئي ' اور بالاخر حکومت خواهش پرستي اور خود کامی کا شکار ہوگئي -

آغاز اصلاح

سلطان سلیم ثالث نے جسوقت زمام سلطنت هاتهه میں لي اسوقت ملک کي حالت اسدرجہ ابتر تهي کہ انقراض سلطنت کچهہ دور کي بات نہ تهي - سلطان موصوف نے بہت جلد ملک میں نئے انتظامات روشناس کرنے ہونے ' اگر نیگ چري سنگ راہ نہ ہوگئے ہوتے - " ینگ چري " کے غیظ و غضب اور جمع کید کے جو نتائج ہوے وہ معلوم ہیں ' انکے بعد سلطان محمود ثاني آئے - خدا نے انکو " نیگ چري " کے شیرازہ کے برهم کرنیکي توفیق دي - انہوں نے باقاعدہ فوج کي بنیاد ڈالي - سرکش رجال " دره بک " کو منقاد کیا - سردارونکے " تیمار " کو موقوف کیا - سلطان محمود درحقیقت اس باب میں نہایت خوش نصیب تھے' کیونکہ یہ سردار بسا اوقات والیوں سے ملجاتے تھے اور حکومت کي نافرماني اور بغاوت میں مدد دیتے تھے - سلطان محمود ثاني کے بعد سلطان عبدالمجید آئے - انہوں نے اعلان شاهي شائع کیا - یہ اعلان قصر سلطاني میں پڑها گیا - اس اعلان میں منجملہ دیگر امور کے یہ بهي تها کہ - .

(۱) تمام فیصلے علانیہ ہونگے -

(۲) ان فیصلونکا اجرا یا تنسیخ قسطنطنیہ میں ہوگي -

(۳) سزاے موت بغیر باب عالي کي اجازت کے کسي حالت میں نافذ نہ ہوگي -

(۴) عہدہ داران حکومت میں سے جو شخص ان قواعد کي خلاف ورزي کریگا ' نہایت سخت سرزنش کا مستوجب ہوگا -

مجھے اس اعلان کے متعلق زیادہ تفصیل سے لکھنے کي ضرورت نہیں ' بلکہ صرف اسقدر کافي ہے کہ خونریزي کا انسداد ' جان ' مال ' اور آبرو کي حفاظت ' ضروري انتظامات کا اجرا ' سیاسي آزادي میں توسیع ' عہدہ داران حکومت سے باز پرس ' قرعہ عسکري ' سرکاري اموال کي تحصیل ' اور بموجب احکام شرع کے انکي تقسیم ' یہ اسي فرمان کے نتائج تھے -

اکثر لوگوں نے اس فرمان کا استقبال نہایت درجہ مسرت کیساتهہ کیا ' مگر جو لوگ کہ گذشتہ بدنظمیوں سے فائدہ اٹهانے کے عادي تھے انکو سخت ناگوار هوا اور انہوں نے خردہ گیري شروع کردي -

ہم جب ان طویل اور مستمر کوششونکو سونچتے هیں ' جو متمدن اقوام نے اصلاح ادارات اور حسن انتظام کے حاصل کرنے میں کي ہیں ' تو ہم کو اس امر پر کچھہ تعجب نہیں ہوتا کہ دولت عثمانیہ میں یہ امور دفعتہً کیوں نہ موجود ہوگئے

با اینهمہ مخالفین دولت عثمانیہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ تجویزیں ابتک بارآور نہیں ہوئیں ' اور اس ناکامي کي وجہ شریعت اسلامیہ کو قرار دیتے ہیں - اسلیے یہاں قدرتا دو سوال پیدا ہوتے ہیں -

(۱) دولت عثمانیہ کے مجوزہ اصلاحات شریعت اسلامیہ کے موافق ہیں یا نہیں ؟

(۲) دولت عثمانیہ نے اصلاحات کي بابت اپنے وعدے پورے کئے یا نہیں ؟

اسلام اور اصلاح

سب سے پہلے تیونس کے شیخ الاسلام کے فتوے کا ذکر کرنا چاهتا هوں علامہ احمد بن الخوجہ ایک وسیع النظر ماہر اصول فقہ' زمانہ شناس عالم' اور تیونس کے شیخ الاسلام ہیں - یہ ظاہر ہے کہ وہ کبهي ایسے فتوے کے لکھنے اور اسکو جرائد عربیہ میں شائع کرنے کي جرأت نہیں کرینگے ' جو اصول شریعت اسلامیہ کے خلاف ہوگا - یہ فتوی جسکا میں نے ابهي ذکر کیا ' شیخ موصوف کا ہے - وہ اسمیں اولاً ان جہال پر افسوس کرتے ہیں ' جو احکام شریعت کے خلاف حکم دیتے ہیں اسکے بعد لکھتے ہیں کہ شریعت اسلامیہ کا ام الاصول " الامر بالمعروف والنهي عن المنکر " ہے- حفظ مصالح ' تائید حق ' اور کف نفس میں معاونت و مساعدت مسلمانوں کے فرائض میں سے ہے - شیخ موصوف نے جہاں امام کے حقوق اور اسکے فرائض کا ذکر کیا ہے' وهاں لکھتے ہیں کہ " شریعت نے امام کے تمام احکام کے ساتهہ مصلحت عامہ کي قید ضروري لگادي ہے - امام و حکم جو مصلحت عامہ کے خلاف ہو' شریعت کي رو سے نا اهل ہے - اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ نکتہ چیني جائز ہے ' اور مشورہ کي ضرورت ہے - اس کي تائید اس آیت سے ہوتي ہے " ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف و ینهون عن المنکر " اس کے بعد آگے چلکر شیخ موصوف لکھتے ہیں - " اگر ذمیوں میں ایسے اشخاص ہیں' جو قابل وثوق ہوں' جنکے علم' دیانت' اور خلوص خدمت پر اعتماد کیا جاسکے ' تو انکو مشیران دولت میں داخل کرنے سے امام کو کوئي امر مانع نہیں ہے - اسکے بعد شیخ موصوف نے بہت سي آیات نقل کي ہیں' جن سے حقوق ذمیین واضع ہوتے ہیں پھر لکھا ہے :

جو شخص امعان نظر سے ان آیات کو پڑھیگا ' اسپر یہ ثابت ہوگا کہ امام کو اهل رائے کي طرف رجوع کرنا چاهیے - اور اپني مجالس میں بار دینا چاهیے - اگر ذمیوں میں ایسے اشخاص ہوں' جو وطن کي مدافعت میں مسلمانوں سے زیادہ قوي ہوں' یا کسي دوسري شے میں مسلمانوں سے زیادہ واقف ہوں' تو امام کو انکي رایوں سے مستفید ہونا چاهیے' ایسے لوگ اگر اپني قوم کے مصالح و حقوق کیلیے اپني قوم کي طرف سے نیابةً ہماري مجلس میں آئیں' تو کیا حرج ہے' بلکہ ایسے لوگ اگر مسلمانونکے نائب ہوں' اور انکے حقوق کي مدافعت کریں ' تو اسمیں بهي کوئي مضائقہ نہیں -

شیخ موصوف نے ان اقوال کي تائید صاحب الشریعة (صلی اللہ علیہ وسلم) کي سیرة سے کي ہے' اسکے بعد وہ ذمیونکے ان حقوق کو بیان کرتے ہیں' جو مسلمانوں پر واجب ہیں -

(باقي آئندہ)

مراسلات

سکریٹری مسلم یونیورسٹی کمیٹی

کیخدمت میں کھلی چٹھی

مجوزہ مسلم یونیورسٹی کے چارٹر کی نسبت گورنمنت کے ارادوں کی کامل شہرت ہوچکی ہے - امت مرحومہ میں جو نا امیدی گورنمنت کے مصدرہ حکم سے پھیلی ہے' اسکا احساس مجھسے بڑھکر بہت کم لوگوں کو ہوگا - یہ ایک " فیصلہ شدہ " امر ہے کہ گورنمنت

خبر نہیں' ہاں اسقدر ضرور ہے کہ ترک بیچارے چاروں طرف سے اعدا کے نرغے میں ہیں - بدین وجہ میری ذاتی رائے تو یہ ہے کہ ترک بیواؤں اور یتیموں سے زیادہ اس روپیے کا مستحق اور کوئی نہیں ہوسکتا - یہ بالکل بجا ہے کہ یونیورسٹی کی اساسی کمیٹی کو کوئی حق زرعامہ کو خود بخود اس طرف خرچ کودینے کا نہیں ہے اور میں اس اعتراض سے جو اس صورت میں پیدا ہوگا' ناواقف نہیں ہوں لیکن' اس مشکل کا حل بہت مشکل نہیں ہے - ایک خاص

فکاہات

یونیورسٹی

— * —

مایوس کو ترقی قومی سے میں نہیں * لیکن ابھی تلک تو یہ سودائے خام ہے
رائیں تمام کج ہیں' خیالات سب غلط * گم کردۂ نجات ہر اک خاص و عام ہے
یہ تیس لاکھہ قوم نے جو کردیے عطا * بے شبہہ عزم و ہمت عالی کا کام ہے
لیکن یہ گفتگو جو نئی چھڑگئی ہے اب * یہ باعث تباہی ناموس و نام ہے
الحاق کی جو شرط نہ منظور ہوسکی * اک غلغلہ ہے' شور ہے' غوغائے عام ہے
لبریز ہے تصور باطل سے ہر دماغ * ہر سینہ عرصہ گاہ ہوس ہائے خام ہے
اب اسطرح سے چلتی ہے اک ایک کی زبان * گویا کہ ذوالفقار علی بے نیام ہے
دو کوڑیاں بھی جسنے نہ دیں آجتک کبھی * اسکی بھی نیندجوش جنوں میں حرام ہے

— * —

اک غلغلہ بپا ہے کہ الحاق جب نہیں * پھر کس بنا پہ جامعۂ قوم نام ہے
اسلام کے جو نام سے بھی متقسم نہو * اسکو تو دور ہی سے ہمارا سلام ہے
"مسلم" نہیں تو جامعۂ قوم بھی نہیں * پھر کیوں یہ شور و غلغلہ ؤ اہتمام ہے
چندے لیے گئے تھے اسی شرط پر تمام * یہ نقض عہد ہے کہ جو شرعاً حرام ہے
یہ درسگاہ خاص نہ تھا مدعائے قوم * یہ وہ مقام ہی نہیں جسکا یہ نام ہے

— * —

ان ابلہان قوم کو سمجھائے یہ کوئی * عالم کے کاروبار کا اک انتظام ہے
جسکی بنا تمام ہے تقسیم کار پر * یعنے ہر ایک شخص کا اک خاص کام ہے
عالم میں ہیں ہر اک کے فرایض جدا جدا * یہ مسئلہ مسلمۂ خاص و عام ہے
ہے مقتدی کا فرض فقط امتثال امر * ارشاد و حکم' منصب خاص امام ہے
تھا قوم کا جو فرض وہ تھا بس عطائے زر * آگے مقتسین علی کنتہ کا کام ہے
یہ بارگاہ خاص' نہیں مجلس عوام * سمعاً و طاعۃً! یہ ادب کا مقام ہے
مخصوص ہیں مناصب خاصان بارگاہ * تم کون ہو جو تمکو یہ سودائے خام ہے

(وصاف)

سی صورت میں ہمکو ہمارے حسب منشا اور ہماری پیش کردہ تجاویز کے موافق یونیورسیٹی دینے پر آمادہ نہیں ہے' لیکن شرایط قرار دادہ گورنمنت ہمکو منظور نہیں ہیں - میں ملت کے اس طبقہ میں سے ہوں' جسکا خیال ہے کہ یونیورسٹی (ان شرایط پر) ہرگز ملی اغراض کیلیے کوئی مفید شے نہیں ہو سکتی - نیز اکثر مسلمانوں کی بھی اب یہی راے ہوگئی ہے کہ ایسی یونیورسٹی ہرگز نہ لینی چاہیے -

میں اپنے ان برادران ملت کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں' جو اپنی شریف بیویوں اور معصوم بچوں کو بے آسرا چھوڑ کر اپنی جانیں حفظ ملت کیلیے لڑا رہے ہیں - نتائج جنگ کی ترکسیکو

عرضداشت جملہ معطیوں کی خدمت میں روانہ کیجاے' جسمیں انسے یہ بات دریافت کیجاے کہ آیا وہ اس روپیہ کو ترکوں کی [illegible] میں خرچ کرنا چاہتے ہیں یا نہیں ؟

جہانتک میرا تعلق ہے میں کمیٹی کی خدمت میں عرض کرونگا کہ وہ فی الفور میری رقم رائٹ انریبل سید امیر علی [illegible] حضور وایسراے کیخدمت میں بھیجدے - اگر کوئی ایسا معاملہ رو[illegible] آئے کہ گورنمنت ہمکو ہماری پیش کردہ شرایط پر یونیورسٹی دینا منظور کرلے' تو میں اپنی رقم کو [illegible] کرکے دینے کا اقرار [illegible] ہوں -

نیازمند ایم - اے - [illegible]س بادشاہ (مدراس)

یـا ایھـا الـنـاس : انتـم الفقـراء الی الله والله ھو الغني الحمید ان یشاء یـذھـبـکـم ویات بخلق جدید ما ذالک علی الله بعزیز (۳۵ : ۱۷)

اے لوگو! تم الله کے دروازے کے فقیر و سائل ھو ' الله تو تمھاري مدد سے بے نیاز ھے - اگر وہ چاھے تو تم سے اپنـا رشتہ کاٹ لے ' اور ایک دوسري مخلوق پیـدا کردے ' اور اسکے لئے یہ کچھہ مشکل نہیں ھے

الله کے عجائب کار وبار قدرت کے یہ تماشے پہلے ھي دن سے ھیں ' کیا نہیں دیکھتے کہ اُس نے مکہ کي سر زمین کو سرزمین محبوب ھونے کا شرف عطا فرمایا ' اور قریش مکہ کو اپنے نور رسالت کا حامل بنایا ' لیکن جب انھوں نے اس احسان الہي کی قدر نہ کي ' تو غیرت الہي نے کہاکہ وہ اپنے کاموں کي تکمیل کیلیے کچھہ سرزمین مکہ ھي کا محتاج نہیں ھے ' دین حق کي اعانت کیلیے مدینے والوں کو بھیج دیا :

یا ایھـا الذیـن امنـوا ! من یرتد منکم عن دینہ ' فسوف یاتي الله بقوم ' یحبھـم و یحبـونـہ (۵ : ۱۰۸)

اے مسلمانو ! اگر تم میں سے کوئي دین الہي سے منہ موڑلے گا تو الله کو اسکي کچھہ پروا نہیں ' وہ ایسے لوگونکو موجود کر دیگا جن کو وہ دوست رکھے گا ' اور وہ اسکو دوست رکھیں گے -

الی الجھاد في سبیل الله

اے اخوان عزیز ! میں جس چیز کے اعلان سے نہیں ڈرتا ' تعجب ھے اگر اپ اسکي سماعت سے خوف زدہ ھوں - میں کہتا ھوں کہ ھر اُس مومن پر جو الله ' اسکے رسول ' اور اسکي کتاب پر ایمان رکھتا ھے ' فرض ھے کہ آج جہاد في سبیل الله کیلیے اٹھہ کھڑا ھو ' سب سے پہلا جہاد اسکے لیے جہاد مال ھے ' اور اسکے بعد اگر ضرورت ھو تو جہاد نفس و جان - مال و متاع کو بھیجدو ' اور اپني جانوں کو ھتیلیوں پر طیار رکھو ! آج اگر ضرورت پیش نہ آئي تو کیا مضائقہ ' کل کو کوئي نہ کوئي صورت نکل ھي آے گي ' یہ متاع ایسي نہیں ' جسکي طیاري بیکار جاے -

بطاعت کوش گر عشق بلا انـگیز مي خواھي
متاعے جمع کن ' شاید کہ غـارت گر شود پیدا

مسلمانو ! یاد رکھو کہ اوروںکي جانیں انکے قبضوں میں ھونگي ' مگر ھم مسلمانوں کي جانیں ھمارے اختیار میں نہیں ھیں - اسلام ایک خرید و فروخت ھے ' جو ناقص کو لیتا ھے اور کامل کو دیتا ھے ' فنا کو خریدتا ھے اور بقا اسکي قیمت میں دیتا ھے - ھم نے جس وقت اقرار کیا کہ ھم مسلم ھیں ' اسي آن اسکا بھي اقرار کرلیا کہ ھماري جانیں اسلام کے ھاتھہ بک گئیں - اسلام کے معنے ھي یہي ھیں کہ خداے واحد کے آگے اپني گردنوں کو جھکا دینا ' پھر خواہ وہ اسے دوستوں کي گود میں ڈالدے ' یا دشمنوں کي تیغ کے سپرد کردے - کیا نہیں دیکھتے کہ جب حضرت ابراھیم نے حکم الہي کے آگے سرجھکا دیا ' اور حضرت اسماعیل کي گردن قربان ھونے کیلیے مستعد ھوگئي ' تو اُس وقت فرمایا :

فلما " اسلما " و تلہ للجبین و نا دیناہ ان یا ابراھیـم قد صـدقت الرو یا ' انـا کـذالـک نجـزي المحسـنیـن - (۳۷ : ۳۱)

پس جب وہ دونوں " مسلم " ھوئے اور ابراھیم نے اسماعیل کو پیشاني کے بل زمین پر گرادیا تا کہ ذبح کرے ' تو ھم نے پکارا کہ اے ابراھیم (بس کرو) تم نے اپنـا خواب پورا کر دکھا یا '

خدا نے باپ کے ارادے ' اور بیٹے کي جان کي قرباني کو " اسلما " کے لفظ سے تعبیر کیا ' کہ في الحقیقت اصلیت اسلام " قرباني " ھي کے لفظ میں پوشیدہ ھے - پس اے اخوان عزیز ! جان دینا تو اسلام کا وہ پہلا عہد ھے ' جسکے بغیر وہ کسي کا ھاتھہ ھي اپنے ھاتھہ میں نہیں لیتا !

ان الله اشتـري من المـومنین انفسھـم و اموالھـم بان لھـم الجنـہ ( )

بیشک الله نے مومنوں کے فاني جان و مال کو خرید لیا ھے تا کہ اسکي قیمت میں جنت کي باقي اور دائمي زندگي عطا فرماے

اے عزیزان غیور ! مال و متاع دنیوي کا جو حال ھے ' وہ کس کي نظر سے پوشیدہ ھے ؟ کون ھے جس نے اپني زندگي میں دولت و جاہ کے فناے عاجل کے دو چار تماشے نہیں دیکھے ھیں ؟ رھي جان ' تو وہ بھي ایک ایسي جنس فاني ھے ' جو رھنے کیلیے نہیں بلکہ جانے ھي کے لیے ھے - آپ دیں یا نہ دیں ' لینے والا ایک دن لے ھي کر چھوڑے گا - پھر جو چیز رائگاں جانے والي ھي ھے اگر اُسے دیکر مفت کا احسان اپنے دوست کے سر رکھہ سکیں ' تو اس سے بڑھکر اور کونسا سودا ھو سکتا ھے ؟ :

جان بجاناں دہ ' وگرنہ از تو بستاند اجـل
خود تو منصف باش اے دل ایں بکن یا ان بکن

یا ایھا الذین آمنـوا مالکم اذا قیل لکم انفروا في سبیل الله اثاقلتم الی الارض ' ارضیتـم بالحیوٰۃ الدنیا مـن الاخرۃ ؟ فما متاع الحیوٰۃ الدنیا في الاخـرۃ الا قلیل - الا تنفروا یعذبکم عذابـاً الیما ' و یستبدل قوما غیرکـم ولا تضروہ شیئـا ' ان الله علـی کل شي قـدیر - (۹ : ۳۸)

اے مسلمانوں ! تم کو کیا ھوگیا ھے کہ جب تم سے کہا جاتا ھے کہ راہ خدا میں نکل کھڑے ھو ' تو تم زمین پر ڈھیر ھوے جاتے ھو ؟ کیا تم نے اخرت کے بدلے دنیا کي زندگي ھي پر قناعت کرلي ھے ؟ اگر یہي بات ھے تو یاد رکھو کہ اخرت کي دائمي نعمتوں کے مقابلے میں دنیا کا مال و متاع بالکل ھیچ ھے - اگر تم صداے جہاد سن لینے کے بعد بھي خدا کي راہ میں نہ نکلو گے ' تو خدا تم کو ذلت اور اُس وغلامي کے عذاب دردناک میں مبتلا کریگا ' اور تمھارے بدلے دوسرے لوگوں کو دین مبین کي مدد کیلیے مستعد کردے گا ' تم اسکا کچھہ نہیں بگاڑ سکتے ' وہ ھر چیز پر قادر ھے -

---

اقرار حق و داد شجاعت عثماني

بیرلوتي فرانس کا مشہور نا ولست اور ادیب ' آجکل امریکہ میں مقیم ھے - وھیں سے اس نے اخبار طان میں یورپ کے نام ایک چٹھي شائع کي ھے - جسمیں لکھتا ھے :

سنہ ۱۸۷۰ ع میں الجزائر کے عربوں نے ھمارے خلاف علم بغاوت بلند کیا تھا - ھم میں سے ھر شخص جانتا ھے کہ انکے مطالبات بالکل واجبي تھے - یہ بغاوت اس عظیم الشان حرکت کا پیش خیمہ تھي جو جنگ ختم ھونے کے بعد پھر پیدا ھوئي - ترکي پر اطالیہ کے حملہ سے اسطرح فائدہ اٹھانا ' کہ عین جنگ کي حالت میں حملہ کیا ' ریاستہاے بلقان کو کسیطرح زیبا نہ تھا -

میرا یہ اعتقاد ھے کہ انکا یہ حملہ بزدلي اور کمینہ پن کي انتہائي مثال ھے - میں انکو ایسے بھیڑیوں سے تشبیہہ دیتا ھوں جو شکار کو زخمي دیکھکر اس پر ٹوٹ پڑتے ھیں - یہ واقعہ ھے کہ اگر جنگ بلقان نہ شروع ھوگئي ھوتي ' تو اطالیا مدافعین کے علی الرغم ساحل طرابلس پر سیادت حاصل کرنے میں کامیاب نہ ھوتي -

در حقیقت اسوقت یورپ کے مدعیان مسیحیت کا فرض تھا کہ عثماني شجاعت کے احترام کیلیے بیچ میں پڑتے - یہ علحدگي کي پالیسي یورپ کے دامن پر ایک سیاہ داغ ھے جو کبھي مٹ نہیں سکتا -

بیشک عثمانیوں نے اپني بسالت و شجاعت کي بدولت اس جنگ میں فخر کے گراں بہا تاج حاصل کیے ھیں - یہ راے صرف میري ھی نہیں ھے بلکہ اکثر فرانسیسوں کا یہي خیال ھے -

ناموران غزوهٔ طرابلس

الا حیــاء ، الذین لا یموتون

— * —

السیدة فاطمه بنت عبد الله

— * —

الصبر یحمد في المواطن کلها
الا علیک ، فانهـــا مذمـــوم

— * —

چند دل کے ٹکرے هیں ، جنکو صفحوں پر بچھانا چاهتا هوں ، کیونکر بچھاؤں ؟ چند آنسو هیں ، جنکو کاغذ پر پھیلانا چاهتا هوں ، کیونکر پھیلاؤں ؟ آه ! اُن لفظوں کو کہاں سے لاؤں ؟ جو دلوں میں ناسور پیدا کردیں ؟ آه اپنے دل کے زخموں کو کیونکر دکھاؤں ، که اوروںکے دل بھي زخمي هوجائیں ؟ پتھر میں سوراخ هوجاتا هے ، مگر جب دل پتھر کے بن جاتے هیں ، تو اُن کا پگھلنا محال هے : فهي کالحجارة او اشده قسوة ، و ان من الحجارة لما یتفجر منه الانهار (۱) اور کائنات انسانیت میں جتني زندگي هے ، دل کے ناسوروں اور جگر کے زخموں هي کے دم سے هے - جبتک دل زخمي هیں ، روح تندرست هے ، لیکن جس دن دلوں کے زخم بھرگئے ، اس دن یقین کیجیے که آپ زندگي سے خالي بھي هوگئے -

آج کے نمبر کے ساتھه ایک خاص صفحه تصویر کا شائع کیا جاتا هے ، مگر میں آنکھوں کا طالب نہیں هوں ، جو اسکو دیکھیں - دل کا طالب هوں ، جو اسکو پڑھیں - پھر کوئي هے جو اپنے پہلو میں دل رکھتا هو ؟

معمــورهٔ دلے اگــرت هسـت ، بازگوے
کین جا سخن به ملک فریدوں نمي رود

* * *

غزوهٔ طرابلس کي ایک بہت بڑي خصوصیت یه هے که صدیوں کے بعد اس نے صدر ازل اسلام کے غزوات و مجاهدات کے واقعات زنده کردیے ، اور مدتوں کے بعد عرب بادیه کو موقعه ملا که انکے اصلي جوهر نمایاں هوں - بدر اور اُحد کے واقعات میں هم پڑھتے تھے که ایسي عورتیں تھیں ، جو اپنے آٹھه آٹھه لڑکوں کو الله کي راه میں زخمي کراکے پھر خود بھي زخمي هوجاتي تھیں ، اور الله کے رسول محبوب کي محبت و عشق میں ایسي محو تھیں ، که تیروں پر تیریں کھاتي تھیں ، مگر اپنے جسم کو انکے سامنے ڈھال کي طرح رکھتي تھیں - یه هم پڑھتے تھے مگر خاک طرابلس نے تمام واقعات دهرا دیے -

عربي جنگ کي پہلي خصوصیت عورتوں کي شرکت هے ، غزوهٔ طرابلس کیلئے جب اطراف و جوانب اور اندرون صحرا سے قبائل جمع هونے لگے ، تو هر قبیلے کے همراه اسکا پورا خاندان تھا - ان میں هر طرح کي عورتیں هوتي تھیں - وه نوجوان لڑکیاں بھي هوتي تھیں ، جنکے ابھي کھیل کود کے دن تھے - بوڑھیا عورتیں بھي هوتي تھیں ، جنکے جسم کے قوی جواب دیچکے تھے - بہت سي عورتیں ایسي بھي هوتي تھیں ، که انکي گود میں چھوٹے چھوٹے بچے تھے اور وه انکو الگ نہیں کرسکتي تھیں - هم نے وه تصویریں دیکھي هیں ، جنمیں کسي عورت نے ایک طرف تو گود میں بچه اٹھا لیا هے اور دوسري جانب پاني کي مشک هے - اسي حالت میں میدان جهاد کے زخمیوں کو ڈھونڈھتي پھرتي هیں -

جن قبائل نے سب سے زیاده جنگ میں حصه لیا ، ان میں ایک مشهور قبیله (قبیلة البراعصه) تھا ، جو کثرت نفوس ، اور اثر و رسوخ کے لحاظ سے اندرون طرابلس کا سب سے بڑا قبیله سمجھا جاتا هے -

اس قبیلے کا سردار (شیخ عبد الله) تھا ، جس کو عرب اپني بول چال کے قاعدهٔ تخفیف سے (عبدالله) پکارا کرتے هیں - اس مجاهد غیور نے آغاز جنگ سے خالصاً لوجه الله جو عظیم الشان خدمات جهاد انجام دیں ، انکي تفصیل کا یه موقعه نہیں - جنگ کے تمام ترک افسر اس بارے میں متفق اللسان هیں که اگر شیخ عبد الله کے جاں فروشانه عزائم اول کار میں ساتھه نه دیتے ، تو بعد کي کامیابیاں هرگز حاصل نهو سکتیں - مختصر یه هے که اس فداے اسلام نے اپنے قبیلے کو ابھارا ، اطراف و نواح کے دوسرے قبائل کو امادهٔ جهاد کیا ، اپنا تمام مال و متاع ترک افسروں کے سپرد کردیا ، تمام عربوں کو بطور نفقهٔ جنگ کے روزینه دیا جاتا تھا ، اسکے لینے سے بھي اس نے انکار کر دیا ، پھر اپنے خاندان کے تمام مردوں اور عورتوں کو لاکر دشمنان اسلام کے آلات جهنمي کے سامنے کھڑا کردیا ، انکو کٹوایا ، اور اخر میں خود بھي انکي رفاقت میں روانه هوگیا - خداے بے نیاز نے اپني محبت کي پہلي شرط یه قرار دي تھي که : لن تنالو البر حتی تنفقوا مما تحبون - نیکي حاصل نہیں کر سکتے ، جب تک اسکي راه میں اُن چیزوں کو نه لٹادو ، جو تم کو محبوب و مطلوب هیں ، کیونکه ایک دل میں محبت کے دو آشیانے نہیں بن سکتے - انسان کي دنیوي محبوبات میں مال و متاع ، اهل و عیال ، اور پھر نفس و جان ، یهي تین چیزیں وه سب سے زیاده بوجھل زنجیریں هیں ، جو اس راه میں پانوں کو هلنے نہیں دیتیں - اس فاني في الله عاشق صادق نے ایک هي وقت میں ان تینوں منزلوں کو طے کرلیا - سب سے پہلے مال و متاع کو اسکي راه میں لٹایا ، پھر اپنے عزیزوں کو قربان کیا ، اخر میں جان رهگئي تھي ، یه بھي جان افریں کے سپرد کردي : لا یومن احدکم ، حتی احب الیه من والده و ولده والناس اجمعین :

انکس که ترا بخواست جانرا چه کند * فرزند و عیال و خانماں را چه کند
دیوانه کني هر دو جهانش بخشي * دیوانهٔ تو هر دو جهاں را چه کند

و من الناس من یشري نفسه ابتغاء مرضات الله ، والله رؤف بالعباد (۲ : ۲۰۷) (۱)

* * *

اسکا تمام خاندان مصروف پیکار و خدمات جهاد تھا ، لیکن اولاد میں سے صرف ایک گیاره برس کي لڑکي (فاطمه) تھي ، جسکي محویت و استغراق کو دیکھه دیکھه کر تمام ترک افسر اور سپاهي حیران هو جاتے تھے - ڈاکٹر (اسماعیل ثباتي بک) جنھوں نے اسکي تصویر آتاري تھي ، لکھتے هیں :

---

(۱) اور الله کے ایسے بندے بھي هیں جو اس کي رضا جوئي کي راه میں اپني جاں تک دیدیتے هیں ، اور الله اپنے بندوں پر بڑي شفقت رکھتا هے -

ولا تحسبن الذين قتلوا فی سبیل الله امواتا ، بل احیاء عند ربهم یرزقون - فرحین
بما آتاهم الله من فضله ، و یستبشرون بالذین لم یلحقوا بهم من خلفهم -
الا خوف علیهم ولا هم یحزنون - (۳ : ۱٦۵)

تعرف في وجو ههم نضرة النعيم (۸۳ : ۲۳)

ایک پانزدہ سالہ مجاهد عثمانی ، الشهید في سبیل الله :
علي نظمي بے
رضي الله تعالى عنه

— * —

ماهذا بشرا ان هذا ، الاملک کریم (۱۲ : ۴۰)

ایک یازدہ سالہ مجاهد عربیه :
السیدة فاطمه بنت عبد الله
رضي الله تعالى عنها

اخبار طرابلس

عرب اور ترک سپاهي جب دشمنوں کا تعاقب کرتے هوے میدان جنگ سے آگے بڑھے ' تو انهوں نے دیکھا که چار زخمي ترک زمین پر پڑے هیں ' پاس هي (فاطمه) کي لاش هے ' مگر اس حالت میں ' که مشک کا حلقه هاتهه میں پکڑا هوا هے ' اور مشک ایک بے هوش ترک کے سینے پر پڑي هے - شاید مرتے دم بهي زخمي ترک کو پاني پلانے کي کوشش کي تهي ' مگر مشک اسکے منهه تک نه لے جاسکي ! !

فرمان سلطاني

— * —

مصر کي تازه عربي ڈاک میں وه فرمان سلطاني آگیا ' هے جو دولت عثمانیه کي طرف سے اهل طرابلس کو بهیجا گیا تها ' جسکا ترجمه درج ذیل هے -

فرمان سلطاني بابت خود مختاري

بنام اهل طرابلس الغرب و بن غازي

بلحاظ اسکے که همارې حکومت تم کو اپنے وطن کي مدافعت میں ضروري مدد نهیں دیسکتي هے ' اور بخیال اس اهتمام کے جو همکو تمهارے موجوده اور آینده مصالح کي بابت هے ' اور بلحاظ اس رغبت کے جو همکو اس منحوس جنگ کے ختم کرنے کي نسبت هے جو ملک و خاندان اور هماري سلطنت کے خلاف کي گئي هے - اور بنظر اس امن پسندي کے جو همیں تمهارے ملک اور سلطنت میں هے ' تمکو اندروني کامل خود مختاري دیتے هیں - هم اپنے ایماندار خادم شمس الدین بک کو تمهارے ملک میں قائم مقام بناتے هیں اور طرابلس میں عثماني مصالح کي حفاظت انکے متعلق کرتے هیں ' انکا تعین پانچ برس تک کیلیے هوگا - پانچ برس کے بعد انکے بحال رکھنے یا انکي جگهه پر کسي دوسرے کے تقرر کا حق هم اپنے لیے محفوظ رکھتے هیں -

چونکه هماري یه خواهش هے که شریعت مقدسه کے قواعد جاري رهیں اسلئے هم اپنے لیے ایک قاضي کي تقرري کا حق محفوظ رکھتے هیں - اس قاضي کو اختیار هوگا که وه اپنے ماتحت علماء خود منتخب کرے - اس قاضي کي تنخواه هم دینگے - نائب السلطان اور باقي اسلامي عمله کي تنخواه طرابلس کي آمدني سے دیجائیگي -

دستخط - محمد الخامس

صلحنامه ترکي و اٹلي

— * —

مصر کي تازه عربي ڈاک سے

— * —

(۱) دونوں سلطنتیں معاهده کرتي هیں که اس صلحنامه پر دستخط هونے کے بعد موجوده سرحدي جنگ کے روکنے کیلئے ضروري تدابیر اختیار کرینگي - ویز سرحدوں پر اپنے اپنے نائب بهیجیں گي تاکه وه ان تدابیر کے نفاذ کي کوشش کریں -

(۲) دونوں حکومتیں وعده کرتي هیں که وه اپنے اپنے افسروں ' فوج ' اور دیگر عهده‌داروں کو واپسي کا حکم دیدینگي - اطالیا جزائر ایجین سے اور دولت عثمانیه طرابلس اور بني غازي سے - لیکن طرابلس اور بني غازي سے عثماني فوج کے واپس هونیکے بعد اطالوي فوج جزائر ایجین سے واپس بلائي جائیگي -

(۳) فریقین جلد سے جلد قیدیوں کو رها کردینگے -

(۴) دونوں حکومتیں معاهده کرتي هیں که اطالیا اهل طرابلس اور بني غازي سے درگزر کریگي اور دولت عثمانیه ان باشندگان جزائر سے جو اطالیا کے ساتهه جنگ میں شریک هوے هیں یا جنکي بابت جنگ میں شرکت کا شبه هے ' اس معافي سے وه لوگ مستثنی هونگے جو کسي قانون عام کي بموجب سزا کے مستوجب هونگے - اسلئے یه جائز نهوگا که کوئي شخص سے خواه وه کسي طبقه یا کسي مقام کا هو ' اسکي ذات یا جائداد سے ان کاموںکي نسبت مواخذه کیا جائے ' جو اس نے دوران جنگ میں انجام دیئے هیں ' اور وه تمام لوگ جو اسوقت تک قید میں هیں ' یا جلا وطن کردیے گئے هیں ' بغیر کسي تاخیر کے آزاد کردیے جائینگے -

(۵) ان تمام معاهدات اور اتفاقات پر عمل کیا جائیگا ' خواه وه کسي قسم اور کسي نوعیت کے هوں جو دونوں سلطنتوں میں قبل جنگ منعقد هوے تهے یا نافذ هوئے تهے اور پهر رهگئے تهے - دونوں حکومتوں اور نیز انکي رعایا کي حیثیت پهر وه هي هوجاے گي جو جنگ سے پہلے تهي -

(۶) اطالیا وعده کرتي هے که وه ایک تجارتي معاهده دولت عثمانیه کے ساتهه کریگي ' جسکي بنیاد دول یورپ کے قانون عام پر هوگي -

یعني اطالیا دولت عثمانیه‌کو استقلال اقتصادي دیگي اور دولت عثمانیه کو جنگي سامان وغیره میں هر قسم کے تجارتي تصرف کا حق حاصل هوگا جیسا که اسوقت دول یورپ کرتي هیں - لیکن یه تصرف حق تعین قنصل یا ان حقوق کے ساتهه مقید نهین هوگا ' جو اسوقت نافذ هیں - یه معاهده اس شرط پر هوگا ' که دولت عثمانیه بهي ایک ایسا معاهده دول یورپ کے ساتهه کرے -

اسکے علاوه اطالیه یه قبول کرتي هے :

(۱) عثماني جنگي سامان اطالوي پر ۱۵ في صدي محصول لیا جاے -

(۲) پیٹرول ' سگرٹ کا کاغذ ' دیا سلائي ' الکہل ' اور کهیلنے کے تاشوں پر بهي چنگي زیاده کي جائے -

لیکن اس شرط پر که -

(۱) دیگر ممالک کے سامان پر بهي چنگي میں اضافه کیا جائے -

(۲) دولت عثمانیه اطالوي سامان اسي في صدي اوسط کي نسبت سے منگوائے جو جنگ سے تین سال قبل تها بشرطیکه قیمتیں ایک هوں اور بازار اس قسم کے موافق هو -

(۷) اطالیا وعده کرتي هے که وه اپنے تمام ڈاکخانے بند کردیگي جو دولت عثمانیه میں هیں ' بشرطیکه دوسري سلطنتیں بهي اپنے ڈاکخانے بند کردیں -

سب سے پہلے میں نے اِس معصوم انسان کو اُس وقت دیکھا ' جب میں پہلي مرتبه اپني جماعت لیکر (عزیزیه) سے (زواره) آیا تھا ' عورتوں اور لڑکیوں کي لشکر میں کمي نه تھي ' کیونکه هر عرب مع اپنے پورے خاندان کے شریک جهاد هوا تھا ' لیکن چند مخصوص باتیں (فاطمه) میں ایسي نظر آتي تھیں ' جنکي وجه سے وه هزارها مردوں اور عورتوں میں بھي پہچان لي جاتي تھي - اول تو اسکي عمر بہت چھوٹي تھي ' زیاده سے زیاده گیاره برس کي هوگي - دوسرے سکو جنگ ' اور جنگ کے زخمیوں سے کچھه ایسا انس هوگیا تھا ' که سخت سے سخت معرکوں میں بھي اسکي مسابقت اور پیش قدمي کو هر سپاهي محسوس کرتا تھا - جنگ خواه حملے کي هو ' خواه مدافعت کي ' ساحلي بیڑے سے توپوں کي بارش هو رهي هو ' یا تلواروں اور سینگینوں کي سامنے صفیں هوں ' مگر زخمي مسلمان کي آه ' اسکے لیے ایک ایسي کشش تھي ' جسکو سن لینے کے بعد محال هو جاتا تھا که اسکي چھوٹي سي مشک اپنے فرض کو بھول جاے - وه کم سن تھي ' لیکن اسکے اندر ایک کہن سال عشق موجود تھا - یه عشق لهو ولعب یا تمتعات حیات کا نه تھا ' بلکه خون ' زخم ' اور کٹتي هوئي انساني رگوں کا - جهاں کہیں یه چیزیں موجود هوتیں ' وه ایک باد رفتار هرني کي مستعدي ' مگر فرشتهٔ عشق کے پروں پر اڑتي هوئي پہنچ جاتي تھي - میں نے ایک مرتبه دیکھا که بارود کے دهویں سے تمام فضا تاریک هو رها هے ' کانوں کے پردے توپوں کي سامعه شکن صداوں سے پھٹ رهے هیں ' گولوں کے پھٹنے سے ایک عارضي روشني نمودار هوجاتي هے ' مگر اسکے ساتھه هي انساني احتضار کي چیخیں پچھلي مهیب گرجوں کے ساتھه ملکر ایک عجیب وحشت انگیز هنگامه برپا کر دیتي هیں - ایسے جگر پاش اور زهره گداز عالم میں وه معصوم هرني (مجھے اچھي طرح یاد هے) اپنا اونچا کرتا پہنے هوے اور پھٹي هوئي خمارِ کمر کے گرد لپیٹے هوے اسطرح دوڑ رهي تھي که معلوم هوتا تھا ' مظلوم و محتاج زخمیوں کي خبرگیري کیلیے کوئي فرشتهٔ ربّاني آسمان سے اتر آیا هے ' اور الله نے هوا اور زمین کو اسکے تابع کردیا هے که وه اٹھاے رهے ' اور یه لپٹتي جاے - سامنے سے گولوں کي لگاتار بارش هو رهي تھي ' مگر یه اس بارش پر تیرتي هوئي جاتي تھي ' انساني لاشیں ایک پر ایک گر رهي تھیں ' مگر هر نئي لاش کے گرنے کي آواز خوف کي جگهه اسمیں قوت کي نئي رو پیدا کر دیتي تھي - یه حالت دیکھکر میں بے اختیار هوگیا - کچھه بعید نہیں که ایسے خطرناک اور یکسر موت و هلاکت عالم میں یه برق وش چهره همیشه کیلیے نظروں سے چھپ جاے ! میں نے اراده کرلیا که ابکي مرتبه اگر وه نمودار هوي ' تو کسي نه کسي طرح پکڑ لونگا اور سمجھاونگا که موت کي اسدرجه آرزومند کیوں هوگئي هے ؟

تھوڑي هي دیر کے بعد ایک چھوٹا سا سایه قریب سے گذرا ' میں نے لپک کر اسکا هاتھه پکڑ لیا اور کہا " کیا تجھے نہیں معلوم که تو اپنے باپ کي ایک هي بیٹي هے ؟ "

" چھوڑ دو ' کیا تم بھول گئے که اسلام اور وطن کے کتنے فرزند یهاں پیاسے دم توڑ رهے هیں ؟ " یه کہا اور نظروں سے غائب هوگئي !

وه اکثر کہا کرتي تھي که مجھکو سرخ رنگ سے عشق هے - آه ! یهي رنگ ایک دن میں نے اسکي گردن اور دل کے نیچے سے بهتا هوا دیکھا ....

* * *

۱۲ رجب سنه ۱۳۳۱ - کو (زواره) میں اطالیوں نے دو ماه کي مسلسل طیاریوں کے بعد ایک بہت بڑا حمله کیا تھا - عربوں نے بھي جو عرصے کي بیکاري سے گھبرا اٹھے تھے بھوکے شیروں کي طرح تڑپ کر انکا استقبال کیا - روما سے جو خبر بعد کو مشتہر کي گئي تھي ' اسمیں اطالیوں کي تعداد چھه هزار بتلائي تھي ' مگر در اصل باره هزار سے کسي طرح کم نه تھي - عربوں اور ترکوں کي متحده فوج کي تعداد زیاده سے زیاده تین هزار تھي -

یه لڑائي دن بھر جاري رهي ' اور عصر کے وقت ۱۲۰۰ لاشیں میدان جنگ میں چھوڑ کر ' اپني عادت مستمرهٔ جنگ کے مطابق ' اطالیوں نے ساحل کا رخ کیا -

* * *

عین دوپہر کا وقت تھا ' اٹالین توپ خانه دونوں جانبوں سے آگ برسا رها تھا ' دس هزار بندوقوں کے چھوٹنے کي آواز ایک هي وقت میں کڑک رهي تھي ' تمام ریگستان میں موت اور هلاکت کے سوا کچھه نه تھا - اس وقت اس بہشت زار شهادت کي حورعین : (فاطمه) کہاں هے ؟

وه بدستور اپنے ایک هي کام میں مشغول هے - اسکي دائمي رفیق (مشک) اسکي پیٹھه پر هے - دهویں اور تپش کي شدت سے چهره جھلسا هوا هے ' بالوں پر سرخي مائل ریت کي تهه جمع هوئي هے ' کپڑے اسکے محبوب " سرخ رنگ " کے دهبوں سے رنگین هو رهے هیں اور اپني مخصوص مجنونانه محویت کے پروں سے فضاے جنگ میں اوڑ رهي هے -

اسکي ماں بھي اس خدمت میں شریک هے ' مگر اسکا ساتھه کون دیسکتا هے ؟ اسکا باپ بھي اپنے قبیلے کے ساتھه مصروف جاں بازي هے ' مگر اسکو اپنے کام کے انہماک میں اُسکي یاد کي مهلت هي کب هے ؟ عصر کا وقت جب قریب آگیا ' تو مجاهدین آخري عزم فیصله کن کے ساتھه دشمنوں پر ٹوٹ پڑے ' اور انکي صفوں میں گھس کر تلواروں سے کاٹنا شروع کردیا - (احمد نوري بک) ترکي کماں افسر نے عربوں کے هجوم کو دیکھا ' تو خود بھي اپني جماعت لیکر دشمنوں کے مشرقي توپ خانے تک بڑهتا هوا چلا گیا - توپ خانے کے پاس اطالیوں کي ایک تازه دم جماعت موجود تھي ' جس نے ابتک لڑائي میں حصه نہیں لیا تھا - ایک چھوٹي سي جماعت دیکھکر وه هر طرف سے ٹوٹ پڑے اور تیس ترک سپاهیوں کو چاروں طرف سے گھیر کر بندوقوں کا نشانه بنا دینا چاها - نہیں معلوم کونسا محافظ هاتھه تھا ' جس نے عربي صفوں سے اسقدر دور (فاطمه) کو پهنچا دیا تھا - اس نے دیکھا که جانباز ترک تلواروں کے بے اماں هاتھه مار کر صف نکل آئے هیں ' مگر چار زخمي ترک زمین پر پڑے هوے سسک رهے هیں - نامرد اطالي حریفوں کو روک تو نه سکے ' مگر اب زخمیوں کے سر و سینه میں سنگین چبھو کر اپنا غصه نکال رهے هیں - گیاره برس کي (فاطمه) دیکھتے هي لپکي ' اور بغیر اُن لوگوں پر نظر ڈالے هوے ' جو پاس هي کھڑے تھے ' اپني مشک ایک زخمي کے منه سے لگادي - پورا ایک گھونٹ بھي ابھي زخمي کے حلق سے نہیں اترا تھا ' که دو اطالیوں نے بڑهکر گردن کے پاس سے کا گریبان پکڑ لیا - (فاطمه) معاً تڑپي ' مگر دشمن کي گرفت مضبوط تھي - فوراً اس نے زخمي ترک کي پڑي هوئي خون آلود تلوار اٹھالي ' اور اس زور سے ماري ' که اطالي سپاهي کے دهنے هاتھه کا پھنچا زخمي هو کر لٹک گیا - اُس نے گردن چھوڑدي ' مگر اسلیے چھوڑ دي ' تا که بائیں هاتھه سے اچھے دشمن پر حمله کرسکے -

ادهر بندوق کے چھوٹنے کي آواز آئي ' اور ادهر اٹالین فوج شکست کھاکر بھاگتي هوئي نظر آئي -

* * *

لا تهنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ — ۱ مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۹ | کلکتہ : چہار شنبہ ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۳۰ ہجری | جلد ۱

Calcutta: Wednesday, November 20, 1912.

الله اکبر! الله اکبر! لا اله الا الله و الله اکبر! الله اکبر!
و لله الحمد!!

— * —

و اذ یرفع ابراهیم القواعد من البیت و اسماعیل ، ربنا!
تقبل منا ، انک انت السمیع العلیم - ربنا! واجعلنا مسلمین
لک و من ذریتنا امۃً مسلمۃً لک ، و ارنا مناسکنا
و تب علینا ، انک انت التواب الرحیم - ربنا!
وابعث فیهم رسولا منهم یتلوا علیهم
ایاتک و یعلمهم الکتاب و الحکمة
ویزکیهم ، انک انت العزیز الحکیم -
و من یرغب عن ملة ابراهیم
الا من سفه نفسه ، ولقد اصطفیناه
فی الدنیا و انه فی الآخرة
لمن الصالحین -
(۲ : ۱۲۱)

اس ہفتے کا پرچہ عید کی تعطیل کیوجہ سے بجائے بدھ کے جمعرات کو نکلتا ہے -

قیمت فی پرچہ سلا ؤ ہر تین آنہ

(۸) اطالیا یه اقرار کرتي ھے که دولت عثمانیه میں غیر ملکیوںکے حقوق کي موقوفي کي بابت حکومت عثمانیه کي نیت مخلصانه ھے اور وعده کرتي ھے که جب دول سے انکے بابت گفتگو ھوگي تو وہ دولت عثمانیه کي مدد کریگي -

(۹) یه که

(۱) دولت عثمانیه ان اطالیونکو واپس بلالے جو دوران جنگ میں خارج کر دیے گئے تھے -

(۲) مدت غیر حاضري کي تنخوا ھیں تمام اطالوي ملازمین سلطنت کو دیجائیں -

(۳) اس غیر حاضري کا اثر ان اطالوي ملازمین کي پنشن پر نه پڑے جو پیشن کے مستحق تھے -

(۴) دولت عثمانیه اپنا اثر استعمال کرے که تمام کمپنیاں' بینک اور درسگا ھیں اھل اطالیا ساتھه وھي برتاؤ کریں جو جنگ کے قبل کرتے تھے -

(۱۰) اطالیا ھر سـال محکمـه قرض عام دولت عثمـانیـه کو ایک رقم ادا کرے گي' جسکي مقدار اس روپے جتني ھوگي جو ان دونوں ولایتوں نے جنگ سے تین سال قبل دیا تھا - دولت عثمانیه اور اطالیه کیطرف سے نایب مقرر کیے جائیں گے جو اس مقدار کا فیصله کرینگے - اگر اختلاف ھوگا تو ایک مجلس ترتیب دیجاویگي جسکا صدر اول الذکر حکومت مقرر کریگي اور کثرت آراء سے فیصله ھوگا - اگر یه مجلس فیصله نه کرسکے تو دونوں سلطنتیں ایک ایک سلطنت کو اپني طرف سے مقرر کر دیں گي جو اس کا فیصله کرینگي' فیصله کے بعد محکمه قرض عثماني کو یه اختیار ھوگا که وہ اس قسط کو مع ۴ فیصدي سود کے طلب کرے - اطالیه یه منظور کرتي ھے که سالانه قسط دوملین اطالوي فرانک سے کم نہیں ھوگي -

(۱۱) دستخط کے بعد سے ان تمام دفعات کا نفاذ شروع ھوجائیگا -

شئون عثمانیه

— * —

جنـگ بلقان کي خبریں

— * —

عثماني ذرائع سے

اس ھفتے کي عربي و ترکي ڈاک میں جسقدر مضامین جنگ کے متعلق ھیں' وہ تمام تراھم واقعات و تغیرات سے پیشتر کے ھیں' جنکا ترجمه بالکل بے سود ھوگا' صرف چند مختصر خبریں مقتبس کرکے درج کردي جاتي ھیں' جنسے ان عثماني فتوحات کا اندازہ کیا جا سکتا ھے' جو ۲۱ اکتوبر سے پہ ظاھر ھوچکي تھیں' او رجنکي اطلاع سے ریوٹر ایجنسي بالکل لا علم ھے - امید ھے که آینده ھفتے پیش نظر واقعات وحالات مل سکیں :

عثماني محکمه جنـگ کي طرف سے شائع کیا گیا ھے :

برانه میں جنـگ جاري ھے - مانٹي نیگرو کي فوج گوسنیه' یلدر اور قورا کي طرف بڑھي' عثماني فوج نے مقابله کیا' اور آخرکار انکو پس پا کردیا - پھر مانٹي نیگرو کي فوج قورا کے شمال کي طرف بڑھي - لیکن پھر بھي پسپا کردي گئي - بک باشي ممتاز بک اس فوج کے کمان افسر تھے - دشمن کا نہایت سخت نقصان ھوا -

(گوسینه) مانٹي نیگرو کي فوج میدان جنـگ سے بھاگ رھي ھے - معرکه جاري ھے - متطوعین (والنٹیر) کثرت سے آرھے ھیں -

عثماني فوج کے حدود مانٹي نیگرو میں چھه گھنٹه کي مسافت تک بڑھتے ھوئے چلے جانے کي خبر کي تصدیق ھوگئي ھے -

سرویا کي باقاعده فوج کے ایک فرقه نے برشتنا پر حمله کیا تھا' لیکن شکست کھا کر بھاگتے ھوے راسته میں ارناؤدیوںکي ایک جماعت سے مڈبھیڑ ھوگئي جو پوشیدہ وھاں موجود تھي - ۲۰۰ آدمي گرفتار ھوے اور باقي بھاگ گئے -

جاقوز' موقرا' وادي نہرلیم' تنگناے اسقورہ' غلاده' اور زلیقا پر عثماني فوج قابض ھوگئي ھے - دشمن (اندریه دیجا) کي طرف بھاگ گئے -

---

حدود سرویا

— * —

(اسکوب) سرویا نے سرحد پر پیادہ فوج جمع کي ھے - بظاھر معلوم ھوتا ھے که سرویا کي طرف سے مدافعت ھوگي -

کوشش کي گئي که مسلمانان سرویا کو ھتیار دیے جائیں اور وہ بھي شریک جنـگ ھوں' مگر انھوں نے انکار کردیا -

حدود بلغاریا پر دیر تـک چھیڑ چھاڑ ھوتي رھي - جسمیں ڈیڑھ گھنٹه تـک توپیں بھي سرکي گئیں - اسکے بعد بلغاریا نے دھاوا بولدیا لیکن تھوڑي دیر نہین گذرنے پائي تھي که سخت شکست کھاکر انکو واپس فرار کرنا پڑا -

---

حدود مانٹي نیگـرو

— * —

برانه میں مانٹي نیگرو کو ایک نہایت سخت و شدید شکست ھوئي - شکست کھاکے بھاگتے ھوے بکثرت سامان جنگ و ذخیرۂ رسد چھوڑ گئے

مانٹي نیگرو کي فوج کو گوسنیه کے حمله میں شکست ھوئي - عثماني فوج دور تـک تعاقب کرتي ھوئي چلي گئي -

عثماني فوج نے یہاں کے تمام مضبوط مقامات پر قبضه کرلیا ھے دشمن کے زخمیوں اور مقتولوں کي تعداد بے شمار ھے -

(قوخانه) بلغاري باشندے سرحدي مقامات سے بھاگ گئے -

۲۱ اکتوبر کو (طنین) نے ذیل کي خبریں سرکاري ذرائع سے شائع کي ھیں :

ایک عثماني کشتي پر بلغاریوں نے دفعةً آتشباري کي - جسکے جواب میں عثماني بیڑے نے بھي بندرگاہ وارنه پر گولے پھینکے - بلغاري بھاگ گئے' کشتي کو کسي قسم کا نقصان نہیں پہنچا - بیڑے نے شہر کو مسمار کرنا شروع کردیا ھے' دشمن بھاگ گئے ھیں - بیڑا اب تک برابر شہر مسمار کر رھا ھے -

بلغاریا کي تین تباہ کن کشتیوں نے وارنه سے نکلنا چاھا مگر اس درجه شدید نقصان پہنچا که نه نکل سکیں - مسماري کا سلسله جاري ھے -

(شرکت عثمانیه) کے پاس وزارتخانه جنـگ سے یه تار موصول ھوا ھے

بلغاریا کي فوج خانلر کے قریب (دو سیاط) میں جمع ھوئي - عثماني سپه سالار نے فوج کو واپسي کا حکم دیا تھا که یکایک دشمن نے حمله کردیا - عثماني فوج برابر پیچھے ھٹتي' اور دشمن کي فوج برابر بڑھتي چلي آئي' یہاں تک که عثماني حدود میں آگئي - اُس وقت عثماني فوج کو حمله کا حکم دیا گیا - اس حمله میں دشمن کي فوج' توپیں' اور دیگر سامان جنـگ بکثرت غنیمت میں ھاتھه آیا -

---

Printed & Published by Abul Kalam Azad, at the Hilal Electrical Printing Works, 7-1, M[illegible]eod Street Calcutta

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين (القرآن الحكيم)

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad

7-1, MacLeod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدهلوی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۹ — کلکتہ : چہارشنبہ ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۳۰ ہجری — جلد ۱

Calcutta: Wednesday, November 20, 1912.

فہرس

ایڈیٹر الہلال کا سفر

— * —

امید ہے کہ انشاء اللہ اسی ہفتے کے اندر ایڈیٹر الہلال بعض اہم اغراض سے ایک مختصر دورہ شروع کردیگا ‘ جو ممکن ہے کہ پیش آنے والے واقعات سے وسیع تر ہو جاے - و الامر بیدہ سبحانہ و تعالی -

مناستر کے قبضے کي تغلیط

— * —

صلح کي بے سر و پا افواہ ‘ بلغاري فوج کي سخت ابتري ‘ اموات کي کثرت ‘ ھیضے کي شدت ‘ باب عالي نے مہلت جنگ کي شرائط نا منظور کیں ‘ جنگ برابر جاري رہے گي ‘ ملک اور حکومت ‘ دونوں کا یہي منشا ہے -

— * —

و یستعجلونک بالعذاب ‘ و لولا اجل مسمی ‘ لجاءهم العذاب ولیاتینهم بغتة وهم لا یشعرون (۲۹ : ۵۳)

— * —

بنام الہلال

— * —

قسطنطنیہ - ۲۱ نومبر صبح - ۱۰ بجے

قوت اور فتح و نصرت ‘ دن بدن روز بروز بڑھتي جاتي ھیں - کوئي دن دشمنوں کي سخت و شدید شکستوں کي بشارت سے خالي نہیں جاتا ‘ شہر میں پورا سکون ‘ اور حکومت مہینوں جنگ قائم رکھنے پر قادر ‘ مناستر کي تسخیر بالکل غلط ہے ‘ البتہ ۱۹ کو شہر کے جنوب میں ایک جنگ ہوئي اور حملہ آور سخت نقصان اٹھا کر واپس گئے - شتلجا کي قوت اور سامان ہر گھنٹے المضاعف ‘ بلغاري فوج فاقہ اور کثرت ھیضہ سے تباہ ہو رہي ہے ‘ روزانہ اموات کي تعداد بے شمار - صلح کا یہاں ذکر تک نہیں ‘ مہلت کي شرطیں نا منظور کردیں ‘ ملک اور گورنمنٹ ‘ دونوں جنگ قائم رکھیں گے ‘ گھبراؤ مت ‘ مگر دعاؤں میں ہم کو نہ بھولو ‘ خط جاتا ہے -

(عبید اللہ)

مدرسہ عربیہ ضیاء العلوم (رجسٹرڈ) سرگودھا

احیائے دین کی تحریک دارالعلوم دیوبند کے شجرۂ طیبہ کے شیریں پھل مدرسہ ضیاء العلوم جس کی بنیاد ۲۳ سال قبل حق سبحانہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اُس پر توکل کر کے داعی حق شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد امیرؒ نے جامع مسجد حنفیہ بلاک ۱۸ سرگودھا میں اخلاص کے اس جذبہ سے رکھی، تاکہ مسلمانوں کے ایمان وعقائد کے تحفظ کے ساتھ ساتھ آئندہ آنے والی نسلوں میں دینی شعور پھیلے، نیز جاہلانہ رسوم ومشرکانہ بدعات کی جگہ سنت نبوی کا نقشہ پیش کیا جائے۔

اشاعت توحید وسنت کی یہ درسگاہ معیاری تعلیم وتربیت کی بنا پر ترقی کی منازل طے کرنے لگی۔ اور ساتھ ہی ساتھ پیغام محمدی اور دعوت نبی کا حلقہ وسیع تر ہوتا چلا گیا۔

علم دین کے ہر بنیادی شعبہ کا قیام

۱ شعبہ درس نظامی ۲ شعبہ تعلیم القرآن حفظ وناظرہ ۳ دارالافتاء، ۴ شعبہ تصنیف وتبلیغ،

۵ لاجواب کتب خانہ۔ جس میں حدیث وتفسیر، فتاویٰ، علوم عقلیہ ونقلیہ، منطق، سے متعلق کتب کا معتدبہ ذخیرہ موجود ہے۔ جو بصرف زر کثیر جمع کیا گیا ہے۔

۶ شعبہ دورۂ تفسیر القرآن۔ جو شعبان سے رمضان تک سلف صالحین کی فکر کے مطابق مکمل تفسیر قرآن کی صورت میں پڑھائی جاتی ہے جس میں ملک کے علماء، فضلاء اور طلباء کی کثیر تعداد شریک ہوتی ہے۔ حضرت شیخ التفسیرؒ عرصہ تیرہ سال سے استقامت وپامردی کے ساتھ الحاد وزندقہ اور باطل نظریات کے معروف جہاد ہیں۔ اس انتھک محنت کے نتیجے میں یہ مدرسہ ایک مثالی ادارہ بن گیا۔

حضرت مرحوم کی زندگی میں باقی محنتی اساتذہ اور مستعد عملہ کے علاوہ، خداوند کریم نے اس ادارہ کو شیخ الحدیث والتفسیر عالم ربانی تلمیذ حضرت مفتی اعظم محمد کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا محمد سید حسین شاہ صاحب سابق مدرس مدرسہ امینیہ دہلی جیسی بیدار مغز علم وعمل کی پیکر شخصیت عطا فرمائی جن کی سرپرستی میں یہ ادارہ کماحقہٗ مادر علمی دارالعلوم دیوبند کی نمائندگی کر رہا ہے۔ آپ کے قلمی جہاد نے ادارے کے قیام کا مشن پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ خدا ایسے علمی مراکز کو ہمیشہ قائم ودائم رکھے۔ آمین ثم آمین

ایمان، توحید وسنت کے انمول جواہر پارے

عیب دانی پر علمائے احناف کی تحقیق ۳/ روپے تالیف مولانا حسین علیؒ ۔۔۔ الدر المنثور فی ربط آیات والسورہ ۲۲/ روپے تالیف حضرت مولانا محمد امیرؒ ۔۔۔ دعوت الحق ۵.۰/ ۷ روپے الاقوال المرضیہ فی الاحوال البرزخیہ ۱۰/ روپے ۔۔۔ القول الرعی فی القبر الشرعی ۱۰/ روپے مولفہ حضرت مولانا محمد حسین پنتلوی ۔۔۔ التوحید مکمل (زیر طبع)، تالیف حضرت مولانا محمد امیرؒ ۔۔۔ ندائے حق اشاعت دوم (زیر طبع)، تالیف حضرت پنتلوی ۔۔۔ رد منکرات حیات الاموات تالیف حضرت پنتلوی ۵/ روپے ۔۔۔ بشریت النبیؐ ۱/ روپے رسمی مسلمان (زیر طبع)، شفاء الصدور فی تحقیق عدم سمع من فی القبور (عربی)، ۱۵/ روپے ۔۔۔ خیر الکلام فی تفصیل الابہام (زیر طبع)، ہدایت الکلام فی عقائد الاسلام زیر طبع، رق منشور فی احکام الموتیٰ والقبور ۱/۳۰، تفسیر تسہیل التنزیل مع ربطی ترجمہ (زیر طبع)،

نیز ہر قسم کی دینی، تبلیغی، درسی، اصلاحی کتب ہم سے خرید فرمائیں۔ مدارس دینیہ کے علماء وطلباء کو خصوصی رعایت

ناظم مکتبہ حسینیہ (مولانا) ضیاء الحق مہتمم مدرسہ عربیہ ضیاء العلوم رجسٹرڈ، جامع مسجد حنفیہ بلاک ۱۸ سرگودھا

ایک تبدیل تھی ' جسکا نتیجہ خواہ کچھہ ہو' مگر فتح مند فریق اور ہزیمت خوردہ مقابل ' دونوں نتیجہ کے لحاظ سے یکساں سمجھے جائیں گے ' لیکن اب " پچھلی حالت کا لوٹ آنا محال ہے " اور انگلستان کا نیا ولیم پٹ (مسٹر اسکویتھہ) کہتا ہے کہ " مشرقی یورپ کا نقشہ بدل دو " !

فتح قسطنطنیہ

ایک عمدہ بات ہے کہ ہندوستان کے نائب السلطنت اور مصر کے فاتح سوڈان نے ٹرکش ریلیف فنڈ میں چندہ دیا ' اور گو ہم دہلی کی جامع مسجد کی اُن صفوں میں کوئی جگہ حاصل نہ کرسکے ' جو ان واقعات کی شکر گذاری کیلیے مرتب ہوئی تھیں' تاہم اپنے گھر میں بیٹھکر تو خوش ہوسکتے ہیں - لیکن سوال یہ نہیں ہے کہ ہندوستان میں ترک زخمیوں کی مرہم پٹی کے لیے کیا کچھہ دیاگیا ؟ بلکہ پوچھنا یہ ہے کہ انگلستان میں ترکی کے زخمی جسم کی قطع و برید کے لیے کیا کچھہ کہا گیا ہے ؟

تاریخی واقعات کا تشابہ بعض اوقات کیسا عجیب ہوتا ہے ! (گبن) نے ایک یونانی پیشین گوئی کا ذکر کیا ہے' جو سلطان محمد فاتح کے حملۂ قسطنطنیہ کے زمانے میں رومیوں اور یونانیوں کی اُمید کی آخری غذا تھی ' اس پیشین گوئی میں یقین دلایا گیا تھا کہ گو ترک قسطنطینیہ کو فتح کرلیں' لیکن جس وقت وہ (سینٹ صوفیا) کے گرجے کے پاس پہنچیں گے ' معاً ایک خونخوار فرشتہ آسمان سے اُتر آئے گا اور فاتحوں کو شکست دیکے سرحد ایران تک بھگا دیگا -

سلطان جب فتح کے بعد سینٹ صوفیا کے دروازے پر پہنچا ' تو اسکے اندر ہزاروں آدمی اس آسمانی فرشتے کا انتظار کر رہے تھے ' لیکن دروازے کے ٹوٹنے کی آواز نے انہیں بتلادیا کہ آسمانی فرشتہ کی جگہ سلطان محمد کی فاتح تلوار سامنے آنے والی ہے -

بعینہ یہی حال ۹ نومبر کو سینٹ صوفیا کی جگہ گلڈ ہال میں ہوا جبکہ مسٹر اسکویتھہ فتح قسطنطینیہ کا چند گھنٹوں کے اندر انتظار فرما رہے تھے ' اور " باب مسیحیت " کے افتتاح نے انکے تخیل میں طلائی صلیبوں کی ایک مقدس قطار کھڑی کردی تھی- وہ دیکھہ رہے تھے کہ صلیبی جنگ کی فراموش شدہ گیتوں کی متبرک صداوں میں ایک مقدس رسم کی وقار و عظمت کے ساتھہ قسطنطینیہ میں داخل ہورہے ہیں' اورسینٹ صوفیا کا پراسرار راہب اسکی دیواروں سے نکلکر اپنے برکت کے ہاتھہ پھیلا رہا ہے (۱)

لیکن عین اس شوق و محویت کے عالم میں فتح قسطنطینیہ کی جگہ ریوٹر نے بلغاری شکستوں کی پے ہم خبریں سنانا شروع کردیں ' اور قسطنطنیہ کی فتح یابی کی جگہہ ' ایڈریا نوپل کی کامیابی بھی انکے نظارۂ باب مسیحیت کی طرح خواب و خیال ثابت ہوئی !

ہفتۂ جنگ

خبروں کا قدیم انداز گو برابر قائم رہا لیکن ساتھہ ہی قسطنطنیہ کی بعض خبریں اصلیت کو روشنی بخشتی رہیں - اقرار حق کے لحاظ سے بھی یہ ہفتہ قابل ذکر ہے کہ مارننگ پوسٹ' ڈیلی ٹیلی گراف ' اور منچسٹر گارجین کے نامہ نگاروں نے صاف صاف لفٹننٹ ویگنر کی باطل نگاریوں کا اعتراف کر لیا -

موجودہ جنگ کی حالت یہ معلوم ہوتی ہے کہ (شٹلجا) کی مدافعت کی قوت و ہزیمت پر تمام جنگ آکر ٹہر گئی ہے - نقشہ اپنے سامنے رکھکر دیکھیے تو آپکے دھنی جانب قسطنطنیہ ہے ' بائیں طرف قرق کلعسی کا سلسلہ ' اور مثلث کے تیسرے کونے پر شٹلجا' جو مغربی جانب کو قسطنطنیہ سے ۲۵ میل کے فاصلے پر بیان کیا جاتا ہے - یہ دراصل ایک چھوٹا سا جزیرہ نما مقام ہے جسکے جنگی استحکامات کا سلسلہ ۱۳ میل تک چلا گیا ہے ' اور تیں کنارے پہاڑیوں کے پیچ در پیچ سلسلوں سے گھرے ہوے ہیں - عثمانی تقویم جو سرکاری پریس سے ہر سال شائع ہوتی ہے ' اسمیں ظاہر کیا گیا ہے کہ سلطان محمد چہارم کے زمانے میں اس مقام کی جنگی ترقیات پر توجہ کی گئی ' اور پھر گذشتہ ۸۰ برس کے اندر چالیس سے زیادہ قلعے تعمیر کیے گئے - قلعوں کی ترتیب ایک دہری قطار کی صورت میں ہے' جنمیں سے ہر دو قلعہ کے باہمی فاصلے کو چھوٹے بڑے دھسوں اور مورچوں کے سلسلے سے ملا دیا گیا ہے -

۱۱ - نومبر سے ۲۰ نومبر تک جسقدر خبریں خود ریوٹر ایجنسی کے ذریعہ آئی ہیں' انسے بالکل غیر مشتبہ طور پر ثابت ہوتا ہے کہ بلغاری قوت کے خاتمے کا جو خیال کیا گیا تھا' آیندہ پیش آنے والے واقعات اسکی تصدیق کیلئے طیار ہیں - ۱۷ نومبر کے شام کے تار میں علاوہ ہز اکسلنسی ناظم پاشا کے سرکاری بیان کے' خود ریوٹر اور لندن ٹائمس کے نامہ نگار شٹلجا کی ناقابل تسخیر مدافعت' اور عثمانی توپ خانوں کی اہمیت کا اعتراف کرتے ہیں' ٹائمز کا نامہ نگار صاف صاف لفظوں میں اقرار کرتا ہے کہ بلغاروی توپ خانے کا مقام عثمانی توپوں کے مقابلے میں بہت کم سودمند سمجھا جاسکتا ہے -

درحقیقت موجودہ جنگ میں عثمانی مدافعت کا یہی وہ اصلی حصہ تھا ' جسکا ایک تجربہ کار انگریز فوجی افسر نے قرق قلعسی کے حملوں کے وقت ڈیلی ٹیلی گراف میں اظہار کیا تھا ' اور جسکی تحریر کا ضروری حصہ آج کے الہلال میں کہیں درج کردیا گیا ہے - اس نے لکھا تھا کہ " اگر تمام بلغاری توقعات کو واقعات کی صورت میں تسلیم کر بھی لیا جاے ' تو بھی اسکا کیا علاج کہ جب قسطنطنیہ سے چند میلوں کے فاصلے پر شٹلجا یا کسی اور مقام پر ترک بیٹھہ رہیں گے' تو اس وقت ترکوں کے اختیار میں ہوگا کہ بہتر سے بہتر پوزیشن کے توپ خانوں سے مہلک نشانوں پر گولے پھینکتے رہیں' لیکن اسکے مقابلے میں حملہ آوروںکی آخری جنگی قوت بالکل بے بس ہوجاے گی اور بلغاری افسر اپنے بچاؤ اور تحفظ کیلیے مناسب مقامات کی تلاش میں سراسیمہ ہوکر یقیناً برباد ہوجائیں گے " -

اس وقت تک علاوہ اُن تین عظیم الشان شکستوں کے جو ۱۱ - نومبر سے پہلے ایڈریا نوپل کے حوالی میں بلغاریا کو دی گئیں ' خاص شٹلجا کے مختلف خطوط مدافعت پر بھی پانچ سخت شکستوں کی خبریں آچکی ہیں' اور خود ریوٹر کی بھیجی ہوئی خبریں بلغاری حملوں کی پے در پے ناکامیوں کا اقرار کرتی ہیں -

خبروں کی قدر و قیمت کا اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ۱۸ - نومبر کی صبح کو ریوٹر نے قسطنطنیہ سے جنگ کے اختتام اور گویا فتح قسطنطنیہ کی خبر بے دریغ مشتہر کردی - اسکے جملے نہایت وقیع الفاظ اور واقعہ نگارانہ لہجے سے مرکب تھے ' دن کے گیارہ بجے اس نے تمام قسطنطنیہ میں مایوسی اور بے بسی کا عام منظر دکھا لوگ گولیوں کے چھوٹنے کی اواز بہت قریب سے سن رہے تھے اور یقین کیا جاتا تھا کہ جو کچھہ ہونا تھا ہو گیا ' اب سعی و کوشش [illegible] ہے - باوجود اس علم کے کہ ان خبروں میں سے ہر

---

(۱) فتح قسطنطنیہ کے بعد عیسائیوں میں مشہور ہوگیا تھا کہ جب سلطان محمد فاتح سینٹ صوفیا کے گرجے کے دروازے پر پہنچا ' تو اُس وقت وہاں کا مقدس پادری نماز میں مصروف تھا ' ترک گرجے کے اندر داخل ہوے تو معاً سامنے کی دیوار شق ہوگئی اور پادری اسکے اندر داخل ہوگیا ' ابتک وہ اسی دیوار کے اندر زندہ ہے ' جب دوبارہ عیسائی قسطنطنیہ فتح کرینگے تو پھر دیوار شق ہوگی اور پراسرار پادری نکل کر اپنی بقیہ نماز پورا کریگا -

شذرات

النبا العظیم

(۲)

— * —

اگر موجودہ جنگ کي تاریخ کا کوئي پر فخر ایڈیشن سوفیا سے شائع کیا گیا ' اور اسمیں سقوطري ' اسکوب ' یانا ' اور کرک قلعسي کي شاندار فتوحات کي داستانسرائي کي گئي ' تو دنیا میں ایک شخص ہوگا جو سروین اور بلغارین سپاهیوں کي فاتح تلواروں کے مقابلے میں اپني گھسي ہوئي پنسل کو پیش کریگا ' اور دعوا کریگا کہ مقبوضہ مقامات کي فتح و نصرت کي داد کا اصلي حصہ اُسي کو ملنا چاهیے کیونکہ بلغاري توپ خانے کے گولوں کي آواز بھي جن مقامات تک نہیں پہنچتي تھي ' وهاں اسکي پنسل اور تار کے فارم کا علمِ فتح لہرانے لگتا تھا !

یہ فاتح مدعي موجودہ جنگ کا تنہا راوي (لفٹننٹ ویگنر) ہوگا !

اگر اس عجیب و غریب فاتح نے ایسا دعوا کیا ' تو اسکا دعوا بالکل بے خوف ہوگا ' البتہ شاید ایک زبان ہو ' جو اس مدعي کو بھي اپنا مدعا علیہ بنالے - یہ مسٹر (اسکو یتھہ) بالقابہ ہونگے - کیونکہ قسطنطنیہ کي فتح کے انتظار میں جو دماغي اور اعصابي شدائد انکو برداشت کرنے پڑے ' اور بدبختي سے جسکا سلسلہ بدستور جاري ہے اُسکي ذمہ داري سے یقیناً یہ مدعي فاتح اپنے تئیں نہیں بچا سکے گا ' علي الخصوص جب انگلستان کي موجودہ اندروني معرکہ آرائي کو پیش نظر رکھا جاے ' جسکا نازک وقت لبرل وزیر اعظم سے ایک غیر معمولي همت اور شجاعت کا طلبگار تھا ' اور موسم سرما کے اُن شدائد کو دیکھا جاے ' جو کو چٹلجا کي لائنوں کے سامنے بلغاري حملہ آوروں کے لئے ناگزیر هوں ' مگر فتح قسطنطنیہ کے انتظار کیلیے انگلستان میں تو کسي طرح موزون نہیں کہے جاسکتے ' تو اس وقت مسٹر اسکویتھہ کے دعوے کي اهمیت قدرتي طور پر بڑھ جاتي ہے اور اگر انھوں نے دعوا کیا ' تو امید ہے کہ دنیا کي همدردي انکے ساتھہ ہوگي -

یہ کیسي عجیب بات ہے کہ آج پریس کي دنیا پر حکومت ہے عین یورپ میں ایک لڑائي هو رهي ہے ' ۶۶ سے زیادہ نامہ نگار یورپین اخباروں کے میدان جنگ میں بتلاے جاتے هیں - مگر پھر بھي تمام دنیا کي معلومات پر سوفیا کي گورنمنٹ حکومت کر رهي ہے ' اور جن واقعات کو چاهتي ہے دنیا کے سامنے پیش کرتي ہے ' اور جن کو چاهتي ہے ' تاریکي مین مدفون کر دیتي ہے - (لفٹننٹ ویگنر) ایک هي راوي ہے ' جس نے کرک قلعسي کے معرکے تک تمام عالم میں خبریں مشتہر کي تھیں ' اور صرف اسي کو جرنیل ساؤوف کے خیمے کي معلومات براہ راست حاصل کرنے کا فخر حاصل ہوا تھا ' لیکن اب خود لندن کے سیاسي حلقوں میں علانیہ اعتراف کیا جا رہا ہے کہ " اس وقت تک موجودہ جنگ کي نسبت جس قدر خبریں ملي هین ' اُن پر پھر سے نظر ثاني کرني پڑیگي " اور خود مارننگ پوسٹ کا نامہ نگار اقرار کرتا ہے کہ " جب مفروضات اور بلقاني توقعات کو واقعات کي صورت میں دنیا تسلیم کر چکے گي ' اور ایک عظیم الشان جغرافیائي انقلاب مشرقي یورپ میں ہو چکے گا ' تو اسکے بعد شاید مورخ آئیں گے ' اور اس جنگ کي کوئي صحیح تاریخ مرتب ہوگي "

یہ سچ ہے کہ مسیحي مذهب کو کذب و کذابي سے تمام مذاهب عالم میں ایک مخصوص و ممتاز مناسبت حاصل ہے - اور ایک مسیحي شخص جس طرح اپني روزمرہ کی زندگي میں سچ بولنے کا عادي نظر آتا ہے اس سے کہیں زیادہ مذهبي اور قومي معاملات میں جھوٹ بولنے کیلیے بے پروا ہے - اس کے سامنے مسیحیت کے مقدس رسولوں کی سنت موجود ہے ' جنمیں سے ایک نے مرغ کے تین بار اذان دینے سے پہلے مسیح پر لعنت بھیجي تھی ' اور دوسرے (سینٹ پال) نے بغیر روح القدس کو ناراض کیے رومیوں کے سامنے متعدد مرتبہ بے تکان جھوٹ بولا تھا ' پس آج بھي کسی مسیحي وجود سے خواہ وہ کسي جنگ کا راوي ہو ' یا کسي بڑي حکومت کا وزیر خارجي ' قومي و مذهبي معاملات میں سچ بولنے کي امید رکھنا ویساهی بے سود ہے ' جیسي یہ خواهش نا ممکن الحصول هو سکتي ہے کہ " باب مسیحیت " کے افتتاح کا منظر دیکھکر انگلستان کا وزیر اعظم صلیبی اسپرٹ کے اظہار سے باز رہے ' مگر تاهم ایک ضروري سوال یہ ہے کہ ان مکذوبات کی اشاعت کیا صرف مسیحی فطرۃ ثانیہ هي کا ظہور تھا یا سیاسي دسائس کے شیاطین نے کوئی اور مقصد بھي ملحوظ رکھا تھا ؟

اصل یہ ہے کہ بلقاني اتحاد کي ابتدائي اشاعت ' مانٹي نیگرو کی تحریک ' بلغاریا کا ابتدائي انکار ' پھر پر جوش اقدام ' اور معرکہ قرق قلعسي کے ساتھہ هی انگلستان ' آسٹریا ' اور فرانس کے بدحواسانہ اظہارات پر ایک سرسري نظر بھي ڈالیے ' تو اصل مقصد بے نقاب هوجاتا ہے ' اور صاف معلوم هوجاتا ہے کہ فی الحقیقت بلقانی اتحاد جو نتائج حاصل کرنا چاهتي تھي ' انکا اصلي موقعہ میدان جنگ میں نہیں ' بلکہ اخباروں کے صفحات پر تھا - جنگ کے چھڑ جانے سے پہلے دول یورپ کي ذمہ دار زبانوں نے اعلان کردیا تھا کہ جنگ کا خواہ کچھہ نتیجہ هو ' مگر اسکا اثر حکومتوں کے جغرافیے پر کچھہ نہ ہوگا ' یہ صرف اسلئے تھا کہ اگر ترکوں نے سوفیا اور استنجي پر قبضہ کرلیا ' تو فتح یونان کي طرح اس جنگ کے نتائج سے بھي باب عالي جبراً محروم رکھا جاے -

لیکن جنگ کے چھڑتے هي بلغاریا نے اپني فتوحات کي خبروں کا عمدہ انتظام کرلیا اور پے در پے کامیابیوں اور سخت ترکي شکستوں کي خبریں شائع کرنا شروع کردیں - یہ ایک عمدہ ذخیرۂ دلائل تھا ' جو وہ یورپ کے نظارت هاے خارجہ کے لیے بہم پہنچا رهي تھي ' تاکہ انکي بنا پر فوراً پچھلي راے کے تغیر کا اعلان کردیا جاے اور ایک مرتبہ تمام یورپ میں بلقاني ریاستوں کي کامیابي کا غلغلہ بلند هو جاے - ترکي شکستوں کے ساتھہ ما فوق الفطرۃ نقصانات کے شمار و اعداد ' باب عالي کي کمزوري ' هیضہ کي کثرت ' عام طور پر قسطنطنیہ میں سراسیمگي اور مایوسي ' ان تمام باتوں پر اسلیے زور دیا جاتا تھا ' تاکہ بتلایا جا سکے کہ اب ترکوں کي فتحیابی کي کوئي امید باقي نہیں رهي ہے ' اور وقت آگیا ہے کہ یورپ ایک کانفرس منعقد کر کے فوراً قطع و برید کي کارروائي شروع کردے - چنانچہ معرکۂ قرق قلعسي کی خبروں کے شائع هوتے هي سر ایڈورڈ گرے اور ایم سازا نوف کي انگلیاں مسئلہ مشرقي کي قینچي کے حلقوں میں نظر آنے لگیں ' اور مسٹر ایسکویتھہ اُس تعجب انگیز اتحاد کي خبر دیتے هیں جو مشرقي مسئلہ کي خوش قسمتي سے اس وقت تمام دول یورپ میں موجود ہے -

اب دنیا بدل گئي ہے - جس وقت تک ترکوں کي طرف سے [illegible]وفیا پر [illegible]ض هوجانے کا خوف تھا ' اس وقت تک جنگ محض

افسانۂ عجم

عید اضحے

— * —

حریم عشق چو قربانگہ منا دیدم

کہ ہرطرف نگری ، صید بسمل افتادست

— * —

ان فی ذالک لاٰیۃ لکم ، ان کنتم مومنین (۲ : ۵۰)

ایران میں ملاعنۂ روسیہ کے ایام تعطیل جشن

مسیحی تہذیب کے مناظر خونین نمبر (۲)

Al-hilal Press Calcutta

دوسري خبر پہلي کي تغليط کرتي هے ' خود هم پر اس تاربرقي کا رکچهه اثر هوا وہ نا قابل بيان هے ' بالاخر شام کي خبروں کا انتظار نه کرسکے اور اسي وقت متعدد تار تحقيق حال کيليے قسطنطنيه روانه کيے - ليکن ابهي چند هي گهنٹے گذرے تهے که ريوٹر ايجنسي کي دو بجے کي تقسيم ميں ١٨ نومبر کا تار پہنچا ' جس ميں شتّلجه کي ترکي قوت کے اجتماع عظيم ' بلغاري حملوں کي پے هم نا کامي ' اور جنگ روس و جاپان کي سي سخت گوله باري کے در پيش آنے کي خبر دي گئي تهي !

في الحقيقت آج بهي دنيا کے کان ويسے هي بے بس هيں ' جيسے ابسے صديوں پيشتر پريس اور تار کي ايجاد سے پہلے تهے ' کيونکه ريل نامه نگاروں کو جلد سے جلد پہنچا دے سکتي هے ' تار منٹوں کے اندر واقعات کو مشتهر کردے سکتا هے ' اور پريس انکو فوراً چهاپ کر هم تک پہنچا ديسکتا هے ' يه عظيم الشان انقلابات ضرور دينا ميں هوچکے هيں ' ليکن اسکا کيا علاج که انسان کے جذبات و اخلاق غير متغير هيں ' اور جس طرح تہذيب و شائستگي کي تاريخ سے پہلے يه دنيا کا سب سے بڑا جانور جهوٹ بول سکتا تها ' ٹهيک اسي طرح اب بهي بول سکتا هے !!

فتح مناستر ليکن معلوم هوتا هے که گو بلقاني اتحاد اب ترکي مدافعت کے آگے همت هار چکا هو ' مگر انکے خدع و فريب کي قوت کے دم خم ميں ابتک کوئي فرق نہيں آيا ' چنانچه اس هفتے کي نئي جنگي داستان ميں فتح (مناستر) کا بهي دعوا کيا گيا هے -

تاروں کو بقيد تاريخ سامنے رکهيے اور اس داستان کے جلد جلد الٹنے والے اوراق کا مطالعه کيجيے - ١٩ کي شام کو خبر دي گئي که مناستر پر قبضه کرليا گيا ' پچاس هزار ترکوں نے تلوار رکهدي ' پهر ٢٠ کو دو بجے خبر آئي که شهر سپرد کرنے والے ترکوں کي تعداد ٥٠ هزار نہيں ' ٤٥ هزار تهي ' پهر ٢١ کي صبح کو تيسرا تار پہنچا که فتح کي جو تفصيل بيان کي گئي هے وہ صحيح نہيں ' البته دس هزار ترکوں کا نقصان هوا -

ان تين خبروں کے بعد يقيناً اب چوتهي خبر يه آني چاهيے که فتح مناستر کي خبر هي سرے سے غلط هے ' اور گو اميد نہيں که جنگ کے صادق البيان راوي اس چوتهي منزل کو بهي طے کريں ' ليکن دنيا نے تو ضرور کر ليا هوگا -

هم کو يقين هے که فتح مناستر کي اصليت اس سے زياده کچهه نه هوگي که قرب و جوار کے کسي حصے ميں جنگ هوئي هے اور جنگ کا مطلب بلغاري فتوحات کے مورخ هميشه " فتح يابي " هي سمجها کرتے هيں - سقوطري کي نسبت عرصه هوا منٹي نيگرو نے اعلان کرديا تها که ايک شاندار کاميابي کے بعد اسپر قبضه کرليا گيا ' ليکن اسکے بعد سے ابتک متعدد خبريں سقوطري کے معرکوں اور خود محافظ شهر کے مقابلوں کي آچکي هيں اور قبضے کے بعد بهي اس پر قبضه کرنا ابهي متحده فوج کيليے باقي رهگيا هے -

---

پيش آنے والے واقعات کو کون انسان [illegible] سکتا هے ؟ تاهم اگر هفتے بهر کي تمام تار برقيوں کو سامنے رکها جاے ' اور صحيح قياسات سے کام ليا جاے ' تو صاف معلوم هوتا هے که :

(١) بلقاني اتحاد کي تمام قوت اصلي و فرضي ختم هوگئي هے -

(٢) بلغاري فتوحات کي اشاعت کي خاموشي اس امر کيليے دليل بين هے که اب قبل از وقت کاميابيوں کے اعلان کيليے انکے پاس کچهه نہيں رها هے -

(٣) جنگ نے ايک قوت گسل محاصرے کي صورت اختيار کرلي هے جو وقت ' بے شمار قوت ' بکثرت روپيه ' اور هر لمحه فراهم هونے والے سامان جنگ کي طالب هے اور کسي طرح بهي بلغاري حکومت اسکي استعداد نہيں رکهتي - موسم سخت و شديد ' اور برف باري کا عين عروج - پهر شتّلجا کا قدرتي استحکام ' اور ترکي کمک و سامان جنگ کي راہ کا برابر کهلا رهنا مدافعت کي طاقت کو اور قوي کرديتا هے -

(٤) عثماني قوا فراهم هوگئے هيں ' اور روز بروز جمعية بڑهتي جاتي هے - ترکي گورنمنٹ نے ايک داخلي قرضه کا انتظام شروع کرديا هے ' اور سلطان عبدالحميد کے ٢٥ لاکهه پاونڈ بهي جرمن سے منگوا ليے هيں - قسطنطنيه سے ٢٥ ميل کے اندر سامان جنگ کي فراهمي بهي اسکے ليے کچهه مشکل نہيں ' پس عنقريب مدافعت کا اطمينان ' حمله کے طرف متوجه کرديگا -

(٥) عثماني بحري قوا جيسے کچهه هيں ' ابتک انسے اس جنگ ميں کام نہيں ليا گيا ' اب اگر شتّلجا کي مدافعت ميں دو جنگي جهاز بهي مددگار هوگئے ' تو بلغاريوں کي حالت نازک سے نازک تر هوجاے گي -

(٦) سقوطري ' سلانيک ' اور مناستر کي فتوحات کي تمام تر خبريں مشتبه اور ناقابل اعتبار هيں ' اور کچهه عجب نہيں که محض چند مقابلوں اور معرکوں کو فتح و نصرت کے ادعا کے ساتهه شائع کرديا گيا هو -

(٧) صلح کي خواهش کي اصليت اس سے زياده نه تهي که شايد باب عالي اور بلقاني اتحاد نے متفقه طور پر عارضي مهلت جنگ کي باهم گفتگو چهيڑ دي هو ' اور باب عالي نے بهي سلسله جنباني کو جاري رکها هو که بعض اسباب و مصالح سے مهلت کا نکل آنا اسکے ليے مفيد هو -

قلت گنجائش سے هم اُن واقعات و قرائن صحيحه کو بالتفصيل نہيں لکهه سکتے ' جن سے لازمي طور پر يه نتائج اخذ هوتے هيں - هماري احتياط اسکو پسند نہيں کرتي که اميدوں کے قائم کرنے ميں زياده جوش اور ادعا سے کام ليں ' بهر حال يه قياسات هي هيں ' اور سب معاملات الله کے هاتهه ميں هيں -

---

براہ راست تاروں کا انتظام آغاز جنگ سے هم نهايت مضطرب هيں ' که صحيح حالات معلوم کرنے کا کوئي انتظام کرسکيں وزراے قسطنطنيه کي حالت اس اعتبار سے واقعي قابل شکايت هے که جو تار بهيجے جاتے هيں ' وہ باوجود اس علم کے که قسطنطنيه تک ضرور پہنچ گئے هيں ' عموماً جواب سے محروم رهتے هيں - آغاز جنگ سے اس وقت تک مختلف وزرا کے نام متعدد تار جا چکے هيں ' مگر سواے ايک تار کے کسي تار کا جواب نہيں ملا - بالاخر هم نے ترکي کے بعض احباب کو خطوط لکهے اور تار کے ذريعے اهم واقعات کي تفصيل چاهي ' سر دست اسقدر انتظام تو هم نے کرليا هے که هر منگل يا بدهه کو بالالتزام ايک تار هفتے بهر کے اهم واقعات کي نسبت براہ راست همارے پاس آجائے اور وہ علاوہ روزانه ضميمے کے (جو محض لوکل اشاعت و واقفيت کے لئے شائع کيا جاتا هے) بدھ کے هفته وار پرچے ميں بهي درج هوسکے - اسکے علاوہ اگر هفته کے اندر کوئي غير معمولي واقعه پيش آے گا تو اسکي اطلاع بهي بروقت مل جاے گي اور بصورت اهميت الهلال کے خريداروں ميں بذريعه مطبوعه کارڈ يا روزانه ضميمے کے کسي نه کسي طرح شائع کرديںگے - هم نے المويد قاهرہ کے نامه نگار سے بهي انتظام کرنا [illegible] هے ' جو آجکل اڈريا نوپل ميں موجود هے ' اور اميد هے که عنقريب منظوري کا آخري جواب مع خبر کے پہلے تار کے آجاے گا

اولــم يــروا انــا جعلنــا حرما امنـا و يتخطف النــاس من حولهم افبالباطل يومنــون و بنعمـة اللـه يكفــرون ؟ (٢٩ : ٦٧)

کیا همارې اس قدرت کي نشاني کو لوگ نهيں ديکهتے ' که هم نے حرم مکه کو (جو ايک غير معروف و بے رونق خطه تها) امن اور حفاظت کا گهـر بنـا ديا ' اور ايک عالم نے اسکے ارد گرد هجوم کيا پهر کيا لوگ باطل پر ايمان لاتے اور الله کي نعمتوں کو جهٹلاتے هيں ؟

اور اگر کسي قوم نے اسکي عزت و احترام کو مٹانا چاها تو خداے قدوس کے دست کبريائي نے خود اس قوم کو صفحهٔ هستي سے مٹا ديا :

الم ترکيف فعل ربک با صحـاب الفيـل ؟ الم يجعــل کيـد هم في تضليـل وارسل عليهـم طيراً ابابيــل ترميهـم بحجـارة من سجيــل فجعلهــم کعصــف مــاکول (١٠٦ : ١)

اے پيغمبر کيا تم نے نهيں ديکها که تمهارے پروردگار نے اس لشکر کے ساتهه کيا سلوک کيا ' جو هاتهيوں کا ايک غول ليکر مکه پر حمله آور هوا تها ؟ کيا خدا نے انکے تمام داو غلط نهيں کرديے ؟ اور انپر عذاب کي نحوستوں کے غول نازل نهيں کئے ؟ جنهوں نے انکو سخت بربادي ميں مبتلا کرديا جو الکے ليے لکهدي گئي تهي يهاں تک که پامال شده کهيت کي طرح تباه هوگئے

يه اس دعا کے پہلے ٹکرے کي قبوليت تهي - باقي دو التجاؤں کو جس طرح خدا تعالی نے قبوليت بخشي ' اسکي صداقت بهي اس بيت خليل کي صداقت سے کم نهيں :-

لقــد من اللــه على المومنين اذبعث فيهم رسولا من انفسهـم يتلوا عـليهم ايـاته و يزکيهـم و يعلمهم الکتاب و الحکمة و ان کانوا من قبل لفي ضلال المبين (٣ : ٥٨)

بيشک الله نے مسلمانوں پر بڑا احسان کيا که (دعاے ابراهيمي کو قبول فرماکر) انهي ميں سے انکي طرف اپنا رسول بهيجا جو انکو احکام الهي پڑهکر سناتا هے ' انکے نفوس کا تزکيه کرتا هے اور انکو علم و حکمت کي تعليم ديتا هے حالانکه اس سے پہلے وه سخت جهل وگمراهي ميں مبتلا تهے

الله اکبر! الله اکبر! لا اله الا الله و الله اکبر! الله اکبر ولله الحمد ! !

* * *

قران کريم ميں ايک بهت بڑا حصه انبياے سابقين کے قصص و اعمال کا هے - اسکا عام انداز بيان يه هے که وه پہلے ايک خاص تعليم پيش کرتا هے ' اور پهر اس تعليم کي صداقت کيليے امم گذشته ' اور اعمال انبياے سابقه کے حالات و واقعات سے ايک خطابي استدلال کرتا هے ' تاکه امت مرحومه کے سامنے تعليم ' اور اسکے عملي نمونے اور نتائج ' دونوں موجود هو جائيں -

ليکن تمام قران ميں اگر مسلمانوں کے سامنے کوئي کامل زندگي ' اور کسي زندگي کے از سرتا پا اعمال ' بطور نمونے کے پيش کيے گئے هيں ' اور انکے اتباع کي دعوت دي گئي هے ' تو وه صرف دو نمونے هيں - خود شريعهٔ اسلاميه کے داعي کريم عليه الصلوة و التسليم کي نسبت (سورهٔ احزاب) ميں فرمايا که :

لقد کان لکم في رسول الله " اسوة حسنة " لمن کان يرجــوا الله و اليوم الاخر وذکر الله کثيــرا (٣٣ : ٢١)

بيشک رسول الله کي زندگي ميں تمهارے لئے (که الله اور يوم اخرت سے ڈرتے هو اور کثـرت کے سـاتهه اسـکا ذکر کرنے والے هو) پيروي و اتباع کے واسطے ايک بهترين نمونه هے -

اور پهر (سورهٔ ممتحنه) ميں ملت حنيفي کے داعي اول حضرت ابراهيم خليل الله على نبينا و عليه السلام کي نسبت ارشاد هوا :

قد کانت لکم "اسوة حسنة" في ابراهيم والذين معــه (٦٠ : ٤)

بيشک تمهارے لئے ايک بهترين نمونهٔ عمل حضرت ابراهيم اور آنکے ساتهيوں کے اعمال زندگي ميں هے -

پهر اسي رکوع ميں حضرت ابراهيم اور انکے ساتهيوں کي تعليم کي تشريح کر کے مکرر کها که -

لقـد کان لکـم فيهـم " اسوة حسنة " لمن کان يرجوا الله و اليوم الاخر ' و من يتول فان الله هــو الغنــى الحميـد (٦٠ : ٦)

بيشک تمهارے لئے که الله اور يوم اخرت سے ڈرتے هو ' ان لوگوں کي زندگي ميں ايک بهترين نمونهٔ عمل هے اور جو شخص اس کي طرف سے منهه موڑلے ' تو الله تو انسانوں کے اعمال کا کچهه محتاج نهيں هے -

ميں نے هميشه اس امر پر غور کيا هے که -

(١) تمام قران کريم ميں بيسيوں انبياے سابقين کے حالات و اعمال بيان کيے گئے هيں ' ليکن کسي کي تمام تر زندگي کو بطور ايک نمونے کے مسلمانوں کے سامنے پيش نهيں کيا هے ' الا حضرت ابراهيم کي -

(٢) تمام قران ميں "اسوهٔ حسنه" کا لفظ صرف تين مقامات ميں آيا هے : اول سورهٔ احزاب ميں آنحضرت صلی الله عليه وسلم کي نسبت ' اور پهر سوره ممتحنه ميں دو مرتبه حضرت ابراهيم کي نسبت - اسکي علت کيا هے ؟

(٣) سورهٔ احزاب اور سورهٔ ممتحنه ' دونوں سورتيں زياده تر احکام جهاد و قتال في سبيل الله ' اور بعض مقاتلات کے نتائج و ورود ابتلاؤ آزمايش ' و عجائبات نصرت الهيه کے بيان سے مملو هيں - پهر يه دونوں آيتيں جن رکوعوں ميں آئي هيں ' وه بهي تمام تر ذکر جهاد پر مبني هيں - ضرور هے که اسميں بهي کوئي علت هو -

(٤) دونوں مقامات ميں پوري مماثلت ' حتی که اشتراک جزئيات بيان بهي موجود هے - سورهٔ احزاب ميں اس آيت کا وه موقعه هے جهاں جنگ احزاب يا جنگ خندق کے واقعات کا تذکره کيا هے اور زياده تر آن منافقين اور ضعيف القلب اشخاص کا حال بيان کيا هے جو اپني تين هزار کي جمعيت کے مقابله ميں حمله آوروں کي باره هزار مسلح اور متحده قوت ديکهکر گهبرا اٹهے تهے - پهر اُس نصرت الهي کا حواله ديا هے ' جس نے محصورين کو کامياب کيا اور تمام حمله آور ناکام و خاسر واپس گئے : هنالــک ابتلى المسلمون و زلزلــوا زلزالا شديدا -

بعينه يهي حال سورهٔ ممتحنه کے پہلے رکوع کا هے - فتح مکه سے پيشتر جب آنحضرت نے چڑهائي کا اراده کيا ' تو حاطب بن ابي بلتعه نامي ايک صحابي تهے ' جنکے اهل و عيال مکه ميں موجود تهے انهوں نے پوشيده طور پر انکو اطلاع ديدي که اپنے تحفظ کا انتظام کر رکهيں - وحي الهي سے يه چال آنحضرت صلی الله عليه وسلم پر منکشف هوگيا اور آدمي دوڑاکر وه خط راه سے واپس منگوا ليا ' اسپر يه سوره نازل هوئي -

يا ايها الذين امنــوا لا تتخــذوا عـدوي وعدوکم اولياء تلقون اليهم بالمودة وقد کفروا بما جاءکم من الحق (٦٠ : ١)

مسلمانو ! اُن کافروں اور دشمنان توحيد کو اپنا دوست نه بناؤ جو همارے اور تمهارے ' دونوں کے دشمن هيں - (يه کيسي بات هے که) تم انسے نامه و پيام جاري رکهتے هو ؟ حالانکه تمهارے پاس جو حق و صداقت الله کيطرف سے آئي ' وه اس سے انکار کرچکے هيں ؟

حضرت ابراهيم اور انکے ساتهيوں کے "اسوهٔ حسنه" پر اسي رکوع ميں توجه دلائي گئي هے -

۲۰ نومبر ۱۹۱۲

— * —

بسلسلۂ "الجهاد في الاسلام"

(۲)

عید اضحی

— * —

الله اکبر ! الله اکبر ! لا اله الا الله و الله اکبر !
الله اکبر و لله الحمد !!

— * —

فلما اسلما و تله للجبین و ناديناه ان يا ابراهيم ! قد صدقت الرويا انا كذلك نجزي المحسنين - ان هذا لهو البلاء المبين ، و فديناه بذبح عظيم ، و تركنا عليه في الا خرين ، سلام على ابراهيم - (۳۷ : ۱۰۳) (۱)

— * —

تھیک ایسے پانچ هزار دو سو تینتالیس برس پیشتر دنیا کے ایک گوشے میں کیسا عجیب و غریب انقلاب هو رها تھا ! ایک هولناک اور وحشت انگیز بیا بان ریگ زار تھا ، جسکي مهلک ریگ اور خشک سرزمین میں هر طرف موت و هلاکت پھیلي هوئي تھي - ایک یکسر " وادي غیر ذي زرع " (۱) تھي ' جسکي سطح بے نمو پر زندگي کي سبزي و شگفتگي کا نام و نشان تک نه تھا - لیکن رب السماوات و الارض کے دو مخلص بندے تھے ' جنھوں نے انساني زندگي کیلئے اسي صحراے هلاکت کو ' آبادي کیلیے اسي بیابان وحشت کو ' فلاحت و زراعت کیلیے اسي سر زمین خشک سال کو ' اور خداے واحد کي پرستش و عبادت کیلیے اسي صحرائي قربانگاه کو منتخب کیا تھا - انکے چاروں طرف صحراے وحشت تھا ' مگر انکے اوپر وه خداے حکیم و قدیر تھا ' جو آبادیوں کا بخشنے والا ' اور زمینوں کي وراثت تقسیم کرنے والا هے - انکے هاتھه میں پتھروں کے ٹکڑے تھے ' جنکو ایک دیوار کي صورت میں جمع کرتے جاتے تھے '

اور زبان پر یه دعائیں تھیں ' جو ادھر زبان سے نکل رهي تھیں ' اور اُدھر قوموں اور ملکوں کي قسمتوں کا فیصله هو رها تھا :

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ! ربنا واجعلنا مسلمین لک و من ذریتنا امة مسلمة لک ، و ارنا مناسکنا و تب علینا ، انک انت التواب الرحیم ! ربنا وابعث فیهم رسولا منهم یتلوا علیهم ایاتک ، و یعلمهم الکتاب و الحکمة و یزکیهم ، انک انت العزیز الحکیم - (۲ : ۱۲۴)

الهي ! یه همارے هاتھه تیري پرستش ' اور تیرے جلال و قدوسیت کے نام پر جو کچھه کر رهے هیں ' اسکو قبول کرلے ' بیشک توهي دعاؤں کا سننے والا ' اور نیتوں کا دیکھنے والا هے ! الهي ! هم کو اپنا مسلم ' اور اطاعت شعار بنا ' اور پھر هماري نسل میں سے بھي ایک ایسي هي امت پیدا کر ' جو هماري طرح مسلم و مومن هو ! الهي ! هم کو اپني عبادت و بندگي کے مقبول طریقے سوجھا دے ' اور همارے قصوروں سے درگذر کر که توهي بڑا درگذر کرنے والا ' اور تو هي اپنے عاجز بندوں پر مهربان هے ! الهي ! هماري اس دعا کو بھي ان گھڑیوں میں قبول کرلے که جو قوم هماري نسل سے پیدا هو ' ان میں اپنا ایک ایسا برگزیده رسول بھیجھو جو انکو تیري آیتیں پڑھکر سنائے ' علم و حکمت کي تعلیم دے ' اور انکے نفوس و قلوب کي اصلاح کرے ' الهي ! ان تمام باتوں کا تجھي کو اختیار هے ' اور تیري هي تدبیر اصلي تدبیر اور تیري هي حکمت اصلي حکمت هے !!

الله اکبر ! وه کیسا وقت تھا ' جبکه صدیوں اور هزاروں برسوں کا فیصله چند لمحوں اور منٹوں کے اندر هوگیا !! : الله اکبر الله اکبر ! لااله الا الله و الله اکبر ! الله اکبر و لله الحمد !!

* * *

یه دعائیں اُن زبانوں سے نکل رهي تھیں ' جنمیں سے ایک راه الهي میں اپنے جذبات اور ارادے کي قرباني کرچکا تھا ' اور دوسرا اپنے جان و نفس کي - دونوں نے اپني محبوب ترین متاعوں کو راه الهي میں لٹا دیا تھا - ایک نے اپنے فرزند عزیز کو ' اور دوسرے نے اپني جان عزیز کو ' دونوں مجاهد في سبیل الله تھے ' اور اسلیے دونوں " مسلم " تھے - خدا نے ان دونوں کي دعاؤں کو قبول کرلیا اور اسطرح قبول کیا که دنیا کے پانچ هزار برس کے حوادث و انقلابات بھي انکي قبولیت کي صداقت کو دھبه نه لگا سکے - وه چند پتھروں سے چني هوئي چار دیواري ' جسکے چاروں طرف انساني هستي کي کوئي علامت نه تھي ' کروروں انسانوں کا پرستش گاه اور قبلۂ وجوه بني ' اور خدا کے جلال اور قدوسیت نے تمام عالم میں صرف اُسي کي چھت کو اپنا نشیمن بنایا - داود اور سلیمان کا وه عظیم الشان هیکل ' جس کو هزاروں انسانوں کي سالها سال کي محنت و مشقت نے لنبے لنبے ستونوں اور گنبدوں کا ایک شهر بنا دیا تھا ' چند صدیوں تک بھي زنده نه رهسکا ' اور وحشي حمله آوروں نے بارها اسکي عظیم الهئیة دیواروں کو غبار بناکر اوڑا دیا ' لیکن چند پتھروں سے چني هوئي اس چار دیواري کے گرد ' دعاے ابراهیمي نے ایک ایسا آهني حصار کھینچ دیا تھا که پانچ هزار برس کے اندر انقلابات ارضیه و سماویه نے سمندروں کو جنگل ' اور انساني آبادیوں کو سمندروں کے طوفانوں کي صورت میں بدلدیا ' لیکن آجتک اسکي بنیادوں کو کوئي حادثه اور کوئي مادي قوت صدمه نه پهنچا سکي ' یهاں تک که تاریخ عالم میں وهي ایک سر زمین هے ' جسکي نسبت تاریخ دعوا کر سکتي هے که اسکي مقدس اور محترم خاک آجتک غیر قوموں کے گھوڑوں کي ٹاپوں سے محفوظ و مصئون هے -

---

(۱) پھر جب ابراهیم اور اسماعیل ' دونوں الله کے آگے جھک گئے ' اور ابراهیم نے اسماعیل کو ذبح کرنے کیلیے ماتھے کے بل گرادیا ' تو هم نے پکارا که اے ابراهیم ! بس کرو ! تم نے اپنے خواب کو سچ کردکھایا ' هم ایسا هي نیک بندوں کو انکے ایثار نفس اور فدویت نفس و جاں کا بدله دیا کرتے هیں - بے شک یه ایک نهایت کھلي هوي یعني ظاهري ازمایش تھي - اور ذبح اسماعیل کے فدیے میں هم نے ایک بهت بڑي قرباني (یعني سنت ابراهیمي کي یادگار میں تا قیامت جاري رهنے والي قرباني) دیدي اور تمام آنے والي امتوں میں اس واقعه عظیمه کے ذکر کو قائم کردیا - پس سلام هو راه الهي میں اپني قرباني کرنے والے ابراهیم خلیل پر !!

(۲) یعني ایسي سرزمین ' جهاں زراعت و فلاحت کا نام و نشان نهیں - حضرت ابراهیم نے اپني دعا میں فرمایا تھا که " ربنا اني اسکنت من ذریتي بواد غیر ذي زرع عند بیتک المحرم " یعني الهي ! میں نے اس بیابان مکه میں اپني اولاد کو بسائي هے جهاں زراعت کا نام و نشان نهیں ' پس " وادي غیر زرع " اسي آیت سے ماخوذ اور اسي کي طرف اشاره هے -

مقالات

اسلام و الاصلاح

— * —

(۲)

چنانچه انہوں نے لکھا ھے که :

"ھم پر واجب ھے که ھم ذمیونکي شکایت کو سنیں اور ھر ایسے امرکا تدارک کریں جوانکے مصالح کے خلاف ھو- علامه قرافي کہتے ھیں که مسلمانوں پر واجب ھے که وہ کمزور ذمیونکے ساتھه نرمي سے پیش آئیں ' انکي ضرورتوں کو پورا کریں' بھوکونکو کھانا کھلائیں' ننگوں کو کپڑا پہنائیں' انسے آھستگي اور نرمي سے گفتگو کریں' اگر وہ ھمسایه ھوں' اور کسي قسم کي ان سے تکلیف پہنچے' توگواسکي دفع کرنیکي قدرت ھو' لیکن پھر بھي برداشت کرنا چاھیے - نه اسلیے که ان سے ڈرنا چاھیے یا انکي تعظیم کرنا چاھیے ' بلکه اسلیے که انکے ساتھه نرمي کرنا چاھیے اور انکو مخلصانه طور پر نصیحت کرنا چاھیے ' اگر کوئي انکو تکلیف پہنچائے تو انکو اس تکلیف سے بچانا چاھیے اور انکے مال و عیال اور آبرو کي حفاظت کرنا چاھیے - خلاصه یه که انکے ساتھه وہ تمام برتاو کرنا چاھئیں جو ایک کریم الاخلاق شخص کے لیے زیبا ھیں "

اس فتوی سے دونتیجے پیدا ھوتے ھیں -

(۱) ذمیوں سے مشورہ کرنے کو اسلام جائز رکھتا ھے -

(۲) یہودیوں اور عیسائیوں سے کام لنیے کو اسلام جائز رکھتا ھے -

اسکي تائید علامه ماوردي کے اس قول سے بھي ھوتي ھے که "اگر یہودي یا نصراني کسي عہدہ کے لیے کارکن ھو تو شرعاً اسکے تقرر سے کوئي امر مانع نہیں گو وہ عہدہ وزارت ھي کیوں نہو" -

اصول شریعت اسلامیه کو جب ھم غور سے دیکھتے ھیں تو اسمیں بھي کوئي ایسا قاعدہ نہیں پاتے جو مجلس نیابي (پارلیمنٹ) کے خلاف ھو بلکه دو مشہور عالموں کے اقوال سے اسکي تائید ھوتي ھے - ابن العربي کہتے ھیں که " قواعد شریعت کي رو سے باھم مشورہ کرنا بغیر کسي استثناء اور بغیر کسي تفریق کے واجب ھے ' چنانچه خود رسول معصوم اور انکے بعد کے لوگوں نے ایسا کیا " اور علامه تفتازاني لکھتے ھیں که " مجلس شوری کے تمام اعضا بمنزله امام واحد کے ھیں " -

علاوہ ان دو مشہور عالموں کے صلاح الدین ' عبد العلیم ' حجة الاسلام امام غزالي ' اور بہت سے علما سے منقول ھے که قوم سے ملکي معاملات میں مشورہ کرنا نه صرف جائز ھے بلکه اسلام کا اصول حکومت اور اصلي نظام خلافت ھے -

لیکن یه کون نہیں جانتا که متاخرین سلاطین اسلام نے ملکي معاملات میں استبداد سے کام لیا اور حکومت و اختیارات اپنے لیے مخصوص کرلیے ' یہاں تک که لوگ یه سمجھنے لگے که ڈیڑہ سو برس سے دولت عثمانیه میں جسقدر نقائص ھیں' وہ صرف اسلیے ھیں که دائرہ اسلام تنگ ھے اور وہ غیر مسلم کے حقوق کا ضامن نہیں ھو سکتا - مگر یه خیال ان لوگوں کے ذھن میں آسکتا ھے جو اسلام سے ناواقف ھیں ورنه اسلام تو عدل گستري' انصاف پروري' اور شخصي اغراض سے پاک ھونیکي دعوت دیتا ھے - چنانچه ایک حدیث سے معلوم ھوتا ھے که ان صفات سے موصوف ھونا مذھبي فخر' رسوخ ملک ' اور حفظ امن کا ذریعه ھے - ابن خلدون امام کے ضروري صفات میں لکھتا ھے " که امام ایسا شخص ھونا چاھیے جو جمہور (پبلک) کے حقوق کا لحاظ کرے اور سب کیلیے نیکي کي راھیں آسان کردے خواہ ذمي ھو یا مسلمان " سید حسین اپنے خط میں جو انہوں نے ابن عباد کو لکھا ھے ' لکھتے ھیں " اصول شریعت کا مقتضي ھے که امام کے تمام تصرفات کا مبنی مصلحت عامه کا ارادہ ھو" ابن نجیم کتاب الاشباہ والنظائر میں لکھتے ھیں که " امام کے تمام تصرفات وابسته ھیں مصلحت عامه کے ساتھه - امام کا کوئي فعل جسکا تعلق امور عامه سے ھو شرعاً اسوقت تک نافذ نہیں ھوگا جب تک که مصلحت عامه کے موافق نہو' اگر مخالف ھوگا تو نافذ نہیں ھوگا "

مسلمانوں میں علماء راسخین کو اس امر سے انکار نہیں ھے که ممالک اسلامیه میں اختلال و طوائف الملوکي ' سلاطین کے ساتھه علماء اسلام کي مداھنت اور انکے ھر قسم کي ناجائز و جائز حرکات سے چشم پوشي کرلینے سے پھیلي - سید محمد بیرم لکھتے ھیں که ان علما کے جہل نے عوام میں یه خیال پیدا کردیا ھے که اصلاح و حریت' مدنیت و مساوات' اسلام کے خلاف ھیں اگر درحقیقت ایسا ھے تو ھمکو مسلمانوں کي ترقي سے مایوس ھوجانا چاھیے بلکه یه سمجھنا چاھیے که باب عالي نے تمام دول یورپ کو اب تک مغالطه میں رکھا ھے -

لیکن جس شخص نے شریعت اسلامیه کا مطالعه کیا ھے وہ اچھي طرح جانتا ھے که جن امور کو ارباب غرض اسلام کیطرف منسوب کرتے ھیں اسلام ان سے بمراحل دور ھے ابو عقیل کہتے ھیں که " حکومت کو چاھیے که ان امور سیاست میں جو شرعي ھیں اور منصوص نہیں ھیں اپني جولانگاہ نظر کو وسیع کرے حکومت کو غیر منصوص امور میں توقف نہیں کرنا چاھیے جو اسکے خلاف سمجھتا ھے وہ غلطي کرتا ھے "

بعض مغربي مصنفوں کا یه خیال ھے که جب تک مسلمان نصوص قرانیه کے پابند رھینگے ' کبھي مدنیت میں ترقي نہیں کرسکتے اسلیے که اسلام علوم و معارف کے مناسب نہیں ' مگر انکو یه وھم اسلیے پیدا ھوا که وہ مقاصد قران (کریم) سے ناواقف ھیں - تاریخ اسلام شاھد ھے که علماء عرب نے علوم و فنون حاصل کیے ' حکمت کي کتابیں پڑھیں' ارسطو' اقلیدس وغیرہ وغیرہ کي کتابیں عربي میں ترجمه کیگئیں ' اور آج مدارس عثمانیه کے نصاب میں ایسے فنون کي کتابیں لازمي طور پر داخل ھیں ' جنکے متعلق ان مصنفین کا یه خیال ھے که وہ اسلام کے خلاف ھیں' حالانکه وھاں کسي مسلمان نے اسپر اعتراض نہیں کیا - اور سب سے بڑھکر یه که دو اسلامي سلطنتوں مصر اور قسطنطنیه سے ایک تعداد طلبه کي انھي علوم کي تکمیل کیلیے یورپ بھیجي جاتي ھے - اسلئے یه بالکل روشن ھے که اسلام نے علوم کیلیے کوئي حد مقرر نہیں کي ھے -

اسلام کے متعلق یورپ میں اس غلط فہمي کا سب سے بڑا سبب یه ھے که یورپ اسلام کو شمشیر و قوت کا مذھب سمجھتا ھے لیکن یه غلط ھے که اسلئے قران (کریم) میں ھے " وقاتلوا فی سبیل الله الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان الله لا یحب المعتدین " دوسري آیت میں ھے " لا ینهاکم الله عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین و لم یخرجوکم من دیارکم ان تبروهم و تقسطوا ان الله یحب المقسطین "

خلیفه ثاني نے بطریق بیت المقدس سے جو معاھدہ کیا تھا اسمیں انکي حمایت کي حفاظت کیگئي تھي اور انکو چند امتیازات دیے گئے تھے جو پورے کیے گئے - اسکا یه نتیجه ھوا که عیسائي مسلمانوں کے ماتحت رھکر بھي بیخوف' ترقي پذیر' اور خوشحال رھے ' بلکه بسا اوقات اپنے ھموطن مسلمانوں سے زیادہ ترقي انہیں نصیب ھوئي -

پھر آیات متعلق حرب و قتال و تشویق جہاد فی سبیل اللہ میں اس "اسوۂ حسنہ" پر توجہ دلانے کی کیا ضرورت تھی ؟

(۱)

اصل یہ ہے کہ قرآن کریم اسلام کی جس حقیقت کو دنیا کے آگے پیش کرنا چاہتا تھا ' اسکے لحاظ سے اگر کوئی زندگی " اسوۂ حسنہ " ہوسکتی تھی' تو وہ صرف حضرت ابراہیم ہی کی زندگی تھی - اسلام ایک صداقت ہے' اور اسلیے دنیا میں اسوقت سے موجود ہے' جس وقت سے کہا جاسکتا ہے کہ دنیا میں صداقت ہے' لیکن اس صداقت مبین کو ایک شریعت الہیہ کی صورت میں سب سے پہلے حضرت ابراہیم ہی نے پیش کیا تھا ' اور یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے ہرجگہ انکو ملت حنیفی کے اولین واعظ کی حیثیت سے پیش کیا ہے اور انکی سب سے بڑی خصوصیت یہ بتلائی ہے کہ :

اذ قال لہ ربہ اسلم ! جب حضرت ابراہیم سے انکے پروردگار نے کہا کہ

ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم ' ربنا لیقیموا الصلوۃ فاجعل افئدۃ من الناس تہوی الیہم وارزقہم من الثمرات لعلہم یشکرون (۱۴ : ۴۰)
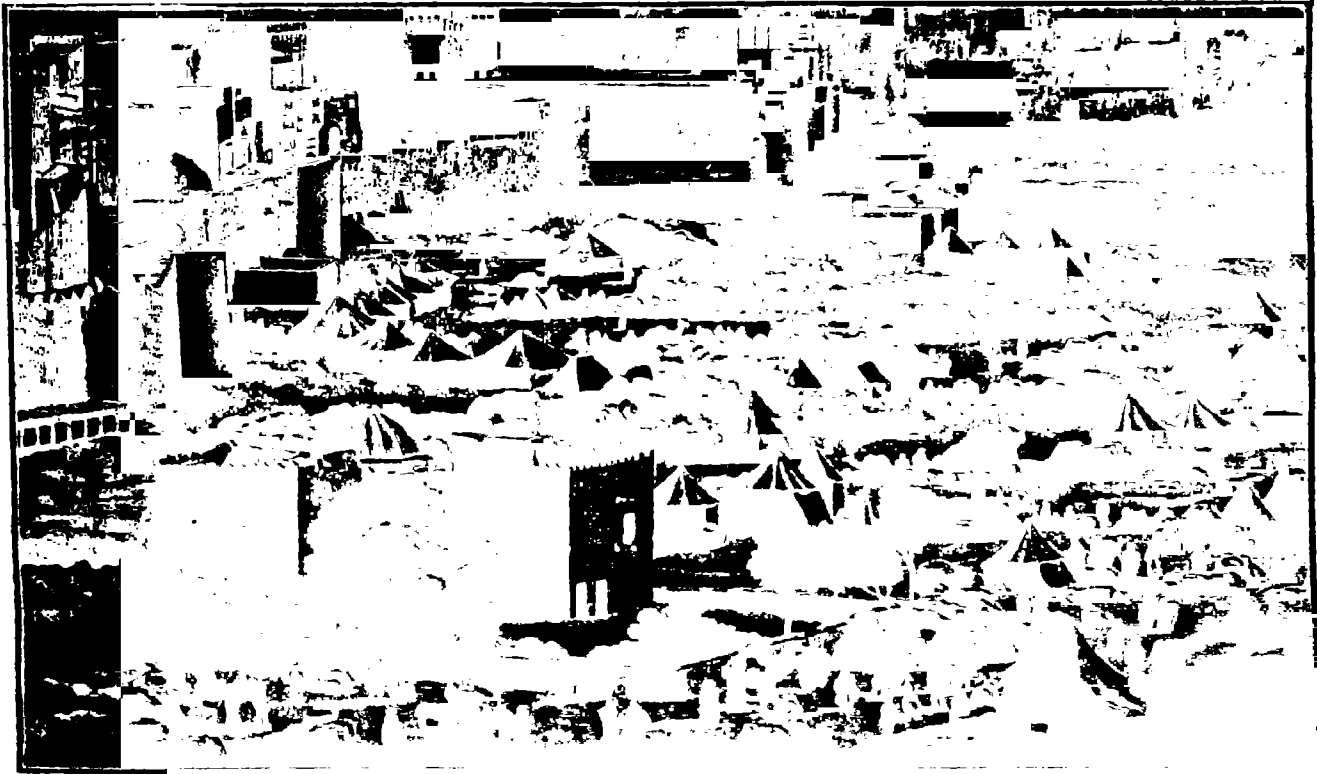
وادی غیر زرع

ایام حج میں

اذن فی الناس بالحج یاتوک رجالاً ' وعلی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق (۲۲ : ۲۸)

قال اسلمت لرب العالمین (۲ : ۵۴) مسلم (یعنے سچے فرمان بردار) ہوجاؤ ' توانہوں نے کہا کہ میں اسلام لایا تمام جہانوں کے پروردگار کیلیے

چونکہ حضرت ابراہیم اسلام کے پہلے داعی تھے' اسلیے انکا وجود یکسر پیکر اسلام تھا ' اور اپنے ہر عمل حیات کے اندر اسلام کی حقیقت کا ایک عملی نمونہ رکھتا تھا - وہ اسلام کے واعظ تھے' اور واعظ کے لیے لازمی شے یہ تھی کہ تعلیم کے ساتھہ خود اپنی زندگی کا عملی نمونہ بھی پیش کردے' اور جن حقیقتوں کی طرف دنیا کو دعوت دیتا ہے ' انکو سب سے پہلے اپنے اوپر طاری کردے - حضرت ابراہیم نے اُن حقائق کو اپنے اوپر طاری کیا ' اسلیے انکا ہر عمل از سرتاپا صداے اسلام تھا اور وہی پیروان اسلام کیلیے عملی نمونہ یا " اسوۂ حسنہ " ہوسکتا تھا - یہی سبب ہے کہ خدا تعالی نے انکی زندگی کے تمام اعمال ہمیشہ کیلیے محفوظ کردیے' اور انکے ذکر کو بقاے دوام عطا فرمایا - دنیا کے بڑے بڑے کشور ستانوں ' عظیم الشان فاتحوں ' اور خشکیوں اور سمندروں پر حکمرانی کرنے والی قوموں کو ہم آثار قدیمہ کے کھنڈروں بوسیدہ قبروں ' قومی روایتوں ' اور تاریخ کے کہنہ اوراق میں ضرور دیکھہ سکتے ہیں ' مگر تمام مجمع اولین و آخرین میں ایک انسانی ہستی بھی ایسی نہیں ملسکتی ' جسکے اعمال حیات ' صفحوں اور مٹی کے ڈھیروں میں نہیں' بلکہ کروڑوں زندہ انسانوں کے اعمال کے اندر سے اپنی حیات کا ثبوت دیسکتے ہوں - ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو دنیا کے سامنے " اسوۂ ابراہیمی " کی لازوال زندگی کا کیسا عجیب منظر ہوتا ہے ' جبکہ تاریخ کئی ہزار برس آگے بڑھکر لوٹتی ہے ' تاکہ اسلام کے واعظ اول کی زندگی کو ایک مرتبہ پھر دہرا دے - لاکھوں انسانوں کا مجمع ہوتا ہے' جن میں سے ہر وجود پیکر ابراہیم بن جاتا ہے اور " مقام خلت " کی سلطنت' تعین اور تشخص کو فنا کرکے اس پورے مجمع کو ایک " ابراہیم خلیل " کی صورت میں نمایاں کردیتی ہے !

و وہبنا لہم من رحمتنا وجعلنا لہم لسان صدق علیا (۱۹ : ۴۴)	اور ہم نے حضرت ابراہیم اور انکی اولاد کو اپنی رحمت میں سے بڑا حصہ دیا اور انکے لئے ایک اعلی و اشرف (طریق) ذکر خیر دنیا میں باقی رکھا -

آج ذی الحجہ کی نویں تاریخ ہے' جبکہ یہ سطور قلم سے نکل رہے ہیں - چشم تصور سے دیکھئے تو آپکے سامنے بندگان مخلصین کا ایک شہر آباد ہے - لاکھوں انسان ایک ہی لباس اور ایک ہی صدا کے ساتھہ ایک ہی کیلیے دیوانہ وار دوڑ رہے ہیں - بیشک " ابراہیم خلیل " کا وجود تنہا دنیا میں باقی نہیں رہا ' لیکن کیا ان لاکھوں عاشقان الہی میں سے ہر عاشق' اُسی عاشق اول کے فیضان عشق سے مستفیض نہیں ہے ؟ اگر ہے تو یقین کیجیے کہ " خلیل اللہ " آج بھی زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہیگا - جبکہ میدان حج میں لاکھوں انسانوں کی زبانوں سے صداے لبیک ! لبیک ! اللہم لبیک نکلتی ہے ' تو اُس ایک ہی ابراہیم خلیل کی صدا ہوتی ہے جس نے ابسے پانچ ہزار برس پیشتر اپنے دوست کی صداے یا عبدی کے جواب میں عاشقانہ محویت کے ساتھہ لبیک کا نعرہ لگایا تھا - وہ ایک ہی وجود کے اندر کب محدود تھا کہ فنا ہو جاتا ؟ وہ تو اپنے اندر ایک پوری اُمت رکھتا تھا ' اسلیے آج بھی اپنی اُمت کی صورت میں موجود ہے ' اور قیامت تک موجود رہیگا :

ان ابراہیم کان امۃ قانتاً للہ حنیفا ولم یک من المشرکین (۱۶ : ۱۲۰)	بیشک ابراہیم (گویا) ایک پوری اطاعت شعار اُمت تھا ' اور ایک ہی خدا کا ہو رہا تھا -

لیس للہ بمستنکر * ان یجمع العالم فی واحد !

باقی آیندہ

شئون عثمانیہ

لڑائي کي اغلب رو

—*—

ایک تجربہ کار فوجي افسر کے قلم سے

سنه ۱۸۷۸ ع میں روسي لشکر کے مقدمة الجیش نے خوشي کي ترنگ میں جب اس موج کو عبور کیا ' جو مناظر بحیرہ مار مورا اور انکي نگاهوں میں حائل تھي ' تو انکو دور سے افق پر ایک سیاہ دھبہ سا انکي جانب حرکت کرتا ہوا دکھائي دیا -

اسکے بعد جو کچھہ ہوا اسکا ذکر میں کئي مرتبہ اپنے ایک دوست جرمن افسر کي زبان سے سن چکا ہوں - سیاہ بادلوں میں بجلي چمکتي ہے اور پھر آن کي آن میں غائب ہو جاتي ہے - ٹھیک اسي طرح تمام روسي بہادروں کي خوشي چھن گئي ' اور چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں ' بحري طاقت کا بھرم ایک آن واحد میں نکل گیا ' استمبول پھر اسي طاقت کا حق مانا گیا ' جو اس سے پہلے بحري راستوں پر حکومت کرتي تھي - یہ بھي ثابت ہوگیا کہ روسیوں کي ساري فوج ملکر بھي اسے ترکي سے نہیں چھین سکتي - اسمیں کوئي کلام نہیں کہ لارڈ بیکنس فیلڈ کي " عزت صلح " کي پکار اسي علم کي بنیاد پر تھي -

اسوقت ایک نہایت هي قلیل التعداد ترکي فوج هم میدان جنگ میں بھیجنے کیلئے تیار کرسکے (کل ۷۲,۰۰۰ جوان) روسي طاقت اور اسکي فوجي تیاریوں کو پیش نظر رکھکر اسوقت ترکي کي جو حالت تھي ' وہ ریاستہائے بلقان و یونان کے مقابلہ میں آج کي حالت سے بہت بدتر تھي - اب جبکہ وہ اس حالت میں بھي ایک نہایت سخت مقابلہ میں کامیاب ہو چکي ہے ' تو ہمارے اس کہنے میں کونسا بعد عقلي ہے کہ وہ یقیناً موجودہ حملہ آورنکا بھي باوجود انکي عظیم الشان تیاریوں کے ' قلع و قمع کر دیگي - کیونکہ وہ پہلي سي شوکت و عظمت کے ساتھہ درۂ دانیال اور بحیرۂ اسود پر حکمراں ہے -

کسي قوم کي بري طاقت کا اندازہ ہمیشہ اسکي فوج کي تعداد کي کسي خاص کسر اور اسکي نقل و حرکت کي رفتار کے حاصل ضرب سے ہوا کرتا ہے ' اسیلئے حریفان نبرد ازما کي توپوں ' بندوقوں ' سامان اسلحہ ' اور ذخایر حرب کو دیکھکر جو اندازہ فریقین کي قوتوں کا کیا جاے گا ' وہ محض فرضي ہوگا - قوتوں کا اندازہ ہرگز صحیح نہیں ہوسکتا ' جبتک کہ رائج الوقت مغربي قواعد کے موافق سڑکوں ' ریلوے لائینوں ' خبر رساني کے وسائل اور رسد و سامان حرب رساني کے ذرایع کا پورے طور سے موازنہ نہ کیا جاے -

تعداد فوج اور ذخائر حرب بیشک فریقین کي قوتوں کے موازنہ کے لیے ایک صحیح مقیاس کا کام دیسکتے تھے ' اگر فیصلہ کن جنگ فریقین کے حدود مشترکہ سے برابر کے فاصلہ پر وقوع پذیر ہوتي ' لیکن بصورت موجودہ ترکوں کو بھلا ایسي کونسي ضرورت درپیش ہے کہ وہ خواہ نخواہ جنگ کیلئے ایسے محل کا انتخاب کریں ' جنسے انکو کئي طرح سے نقصان ہے - سین اسٹي فانو کے بعد ترکي اور انگریزي افسروں کے درمیان پورا مباحثہ ہوچکا ہے - لہذا اب یہ امر کسي طرح بھي قابل تسلیم نہیں ہوسکتا کہ ترک اپنے مفید مطلب مواقع سے نا اشنا ہوں -

جنگ ہائے ماقبل میں ترکوں کیلئے ہمیشہ اپنے ایشیائي مقبوضات کے مرکزي مقام سے فوجي جمعیت اور سامان حرب کے ذخائر کا میدان جنگ میں لانا ایک حل طلب معمہ رہا ہے - افواج متعینہ حدود شرقیہ کي نقل و حرکت اور انکي تیاري کیلئے مہینوں کي ضرورت ہواکرتي تھي - اثنائے سفر میں ہزاروں تو طعمہ نہنگ اجل ہوجاتے تھے ' اور اسي قدر چھوڑکر چلے جاتے تھے - مزید براں حدود کا کیز یا (کوہ قاف) کي جانب سے روسي حملہ کا دائمي خوف ترکوں کے بہت بڑے اور مفید حصہ کو ہمیشہ ناکارہ رکھتا تھا ' لیکن آج ملک کي حالت بالکل بدل گئي ہے - ایشیائي پہاڑوں کے جنوبي جوانب میں ریل کے جاري ہو جانے اور بحري راستہ کے کھل جانے سے یہ تمام فرضي خطرات بھاپ بنکر اڑگئے ہیں - قسطنطنیہ اور ترِیبي زوند کے مابین ۵۶۰ میل کا فاصلہ ہے - بحري راہ سے یہ طول طویل فاصلہ کل دو یوم کا قلیل سفر رہگیا ہے - بحیرۂ اسود میں آج جتنے جہاز آمد و رفت کیلیے موجود ہیں ' وہ بوقت ضرورت اس کام کیلیے کافي ہیں اگر ترکي حکومت زمانہ گذشتہ میں کل ڈھائي لاکھہ فوج مغربي حدود پر لےجاسکتي تھي ' تو اب ترکي حکومت ضرورت پڑنے پر اس سے تگني فوج اسي قدر مصارف برداشت کرنے پر ایسي عجلت سے محل ضرورت پر پہنچا سکتي ہے ' جو آج سے پہلے کسي کے وہم و گمان میں بھي نہیں تھي -

اب ہم تھوڑے عرصہ کیلئے فرض کرلیتے ہیں (گو یہ مفروضات نہایت ہي غیر ممکن الوقوع اور واہمہ کي حدتک پہنچ جاتے ہوں) کہ یوروپین سرحدوں پر معاملات نہایت ہي نازک صورت اختیار کرلیں اور بلغاري اپنے اندر بہت بڑا استحکام اور اجتماع پیدا کرکے جرمني کي سي تیاریوں کے ساتھہ بڑھیں ' اور بہادر ترکوں کو مقدونیہ سے ہٹا کر واپس چلے جانے پر مجبور کردیں ' اور کہ یوناني بیڑا ایسا عجیب القوت ہوجائے کہ وہ بحیرۂ ایجیئن پر حکمراں ہوجائے - لیکن پھر بھي اس سے کوئي نتیجہ حاصل نہیں ہوگا - جس بہتر سے بہتر طریقہ سے ممکن ہوگا ' تمام عثماني جان فروش ایڈریا نوپل سے لیکر قسطنطنیہ تک پھیل جائینگے ' اور جاتے وقت راہ میں کل عیسائي رعایا کو تلوار کي گھاٹ اتارتے جائینگے [ترک مسلمان ہیں اور اسلام میں تو دشمنوں کے درختوں تک کو کاٹنا منع ہے ' بچوں اور غیر محارب رعایا کا تو کیا ذکر -]

ولنگٹن نے فرانسیسیوں کے سامنے ویراني اور وحشت کا سمان پیش کرنے کي غرض سے تمام جنوبي پرتگال کو خالي کردیا تھا ' تو ایسي صورت میں کونسي وہ اخلاقي ذمہ داري ہے اور کونسا وہ طبعي فرض ہے جو ترکوں کو اپنے گردو پیش کي چیزوں کو تباہ کرنیسے روک سکتا ہے ؟ اب فرض کرو کہ اسوقت یا اس سے کسي پہلے مناسب موقعہ پر ترک ڈھائي لاکھہ کي جمعیت وارنا پرلا اتاریں ' جو انکے لئے کچھہ بھي مشکل نہوگا ' اور پھر شملا کي جانب بڑھہ جائیں تو وہ آساني سے دنیا کے سامنے دوبارہ پلیونا کا منظر پیش کر سکتے ہیں - اس سے زیادہ انکو اور کچھہ کرنا نہ ہوگا ' کیونکہ بعینہ اسي طرح جسطرح پلیونا نے تمام روسي جنگي کارروائیوں کو بے عمل کر رکھا تھا شتنجا بھي بلغاریوں کو کم از کم حاصل کردہ فوائد سے دست بردار ہونے اور جانب مشرق اپنے علاقہ کو سنبھالنے کیلئے مجبور کردیگا ' جسکي وجہہ یہ ہے کہ شتنجا ترکوں کے حق میں پلیونا سے بھي زیادہ مفید مقام

دولت عثمانیه میں فسادات کے اسباب

جو شخص دقت نظر کے ساتھه ان خونریزیونکے اسباب سے بحث کریگا ' جو وقتاً فوقتاً مشرق میں ہوتی رہی ہیں ' وہ اس نتیجه پر پہنچ جاے گا که در اصل فتنه انگیز اغیار کے هاتھه تھے جو مناسب مواقع پر لوگوں کو امادۂ فساد کرتے تھے اور وہ اپنی سادہ لوحي کي وجه سے یه نہیں سمجھتے تھے که اسکا انجام اسدرجه کشت وخون اور یه هولناک واقعات ہونگے - دروز ' موارنه ' صقالبه ' اور بلغاریوں کے واقعات اسي ذیل میں ہیں -

میں ان مرتکبین فظائع کو بےگناہ ثابت کرنا نہیں چاهتا بلکه میں یه کہنا چاهتا ہوں که اسلام نے قتل صرف دفاع کیلیے جائز رکها هے ' چنانچه قران (کریم) میں هے : فان انتہوا فلا عدوان الا علی الظالمین -

اسمیں کوئي شک نہیں که بعض مسلمان غیرت دیني میں بہت زیادہ غلو کرتے هیں لیکن یه غلو خالص ترکوں میں بہت کم هے جنکي تعداد کئي ملین هے - زیادہ تر یه غلو ان باشندگان ملک میں هے جو اپنے ملک کے فتح ہونیکے بعد خود بھي حلقۂ اسلام میں داخل ہوگئے ' لیکن اسلام نے انکے طبائع پر بہت کم اثر کیا ' اسلئے انکي قدیمي خانگي عداوتیں ' سنگدلي اور خونریزي کا شوق ' اپني اصلي حالت پر باقي رهیں - در حقیقت یه سخت غلطي هے که انکے یه صفات تلاوت قران کا نتیجه قرار دیجاویں اسلیے که عثماني رعایا میں عرب کے علاوہ دیگر قومیں عربي نہیں جانتیں ' اور اسلئے قران نہیں سمجھتیں -

همارے اس قول کي تائید ان سیاحان یورپ کے بیان سے بھي ہوتي هے جنھوں نے دولت سلجوقیه کے زمانه میں ترکي مرکزوں کا سفر کیا هے - انکا یه بیان هے که " ترکوں کا میلان طبع مہمان کي تعظیم ' انتظام کي اطاعت ' اور اهل ذمه کے ساتھه لطف و مہرباني کي طرف هے " -

اگر موقع ہوتا تو میں زیادہ تفصیل کے ساتھه لکھتا مگر ان لوگونکے رد میں جو کہتے هیں که قران (کریم) مانع اصلاح هے یا یه که علوم و فنون کي تحصیل سے روکتا هے یا اهل ذمه پر جور و ستم کو جائز رکھتا هے صرف اسقدر لکھنا کافي سمجھتا ہوں که اسلام اهل ذمه کو مذهبي آزادي دیتا هے ' مسلم اور غیر مسلم رعایا میں مساوات قائم کرتا هے ' اور انکو ذمي سے ملکي معاملات میں مشورہ کرنے سے نہیں روکتا -

آغاز اصلاح

اصلاح (جسکا وعدہ سنه ۱۸۵۶ع میں کیا گیا تها) اس کي ناکامیابي کا اعلان صحیح نہیں - یه خیال که اسلام مانع اصلاح هے میں دکھلا چکا ہوں که بالکل غلط هے پس یه صریح ظلم ہوگا اگر یه اعتقاد رکھا جائے که دولت عثمانیه اصلاحات کي بابت جو خیالات ظاهر کرتي هے وہ اسکے اصلي خیالات نہیں هیں -

دولت عثمانیه کے لئے سخت مشکلات در پیش هیں - آبادي مختلف عناصر سے مرکب هے ' جسکے عقائد و اغراض مختلف و متضاد هیں ' جن پر وهم پرستي کا قبضه هے ' جن پر تعصب مذهبي و جنسي چھایا ہوا هے -

اسکي آبادي میں پہاڑي قوموںکا عنصر بھي هے ' جو کینه پرور ' انتقام پسند ' اور فتنه پرداز هیں - جنکي عام عادت فساد ' خونریزي و حرمت دري هے - یه حالات دولت عثمانیه هي کے ساتھه مخصوص نہیں ' یورپ پر بھي قرون متوسطه میں یه تمام واقعات گزرچکے هیں کون ایسا هے جو ان بغاوتوں سے واقف نہیں جس میں هزاروں بیگنا ہونکے خون سے زمین لاله گوں ہوگئي تھي - مختلف عناصر و متعدد اقوام پر حکمراني کرنے سے زیادہ مشکل کوئي شي نہیں ہوسکتي تاهم باوجود ان تمام موانع چند در چند کے دولت عثمانیه اصلاح کي همیشه کوشش کرتي رهي -

یہاں تک که غیر مسلم رعایا نے جب شکایت کي که جزیه کي وجه سے انمیں اور مسلم رعایا میں اک گونه تفریق ہوتي هے ' جو اصول مساوات کے خلاف هے تو دولت عثمانیه نے جزیه بھي موقوف کردیا - اسي طرح مذهبي آزادي کا مطالبه کیا گیا تو قانون ارتداد منسوخ کردیا گیا پس یه مبالغه نہیں که مساعي اصلاح میں دولت عثمانیه کي کامیابي کے شواهد نہایت کثرت سے بیان کیے جاسکتے هیں -

اور یه تو میرے علاوہ اور انگریز و روسي مصنفین نے بھي نہایت تاکید سے لکھا هے که عثماني کاشت کاروں کے حسن حال ' با امني و بیخوفي ' باغات کي سرسبزي ' کھیتونکي پیداوار ' اور انکے جانوروںکے موٹے تازے ہونے پر غیر عثماني کاشت کار رشک کرتے هیں - عیسائي کاشت کاروں کے گرجے هر جگهه هیں اور بلغاري مزار عین کي حالت مسلمان مزار عین سے کہیں زیادہ اچھي هے -

جو شخص ان حالات کو جانتا هے اسکو سخت حیرت ہوتي هے که ان حالات کے ساتھه ان روایات ظلم و تعصب کو کیونکر منطبق کرے جو دولت عثمانیه کے متعلق بیان کیے جاتے هیں - میرا تو یه عقیدہ هے که اس قسم کي افواہ اڑانے والے چند خود غرض لوگ هیں جو اپنے مصالح کیلیے باب عالي کو بدنام کرتے هیں اور اسکا سب سے بڑا ثبوت یه هے که اجتک کوئي قابل تسلیم دلیل ان لوگوں نے نہیں پیش کي اور یه ظاهر هے که کوئي الزام بغیر ثبوت کے کسیطرح قابل تسلیم نہیں ہو سکتا -

دولت عثمانیه میں اسوقت تک جس قدر اصلاحات ہو چکي هیں اسکا وهي شخص اندازہ کر سکتا هے جو دولت عثمانیه کے گذشته حالات سے واقف هے - ابتداء تو اسي کا یقین نہیں کیا جاتا تها که دولت عثمانیه میں اصلاحات کا ہونا بھي ممکن هے ' لیکن جسقدر قلیل مدت میں عظیم الشان اصلاحات جاري ہوگئیں اسکي نظیر یورپ میں بھي نہیں ملسکتي - اسوقت ضرورت صرف اسکي هے که وسیع و دیر امن وقت دولت عثمانیه کو ملے -

موجودہ سفیر برطانیه کي قابلیت مشہور و معروف هے انکا مقوله هے که اعضاء مجلس شوری عثمانیه یورپ کي دیگر مجالس شوری کے اعضا سے ذکاوت و قابلیت میں کسي طرح کم نہیں هیں انکے هاتھوں بہت سے ایسے کام انجام پاچکے هیں ' جو حب وطن کي روشن دلیل هیں -

یه مجلس اصلاح انتظام ' ترویج نظامہاے جدید ' محافظت ناموس سلطنت و اتحاد ' اور مصلحت عامه کے مرکز نظر ہونیکي اعلی ضمانت هے ' یه مجلس اس امر کي دلیل هے که عثمانیوںکے آئندہ تمام کاموںکا محور وطن و نفع وطن ہوگا "

همکو مسلمانوں کے متعلق یه بدگماني نہیں کرنا چاهیے که وہ مجلس شوری سے بھاگتے هیں - یه قطعاً غلط هے - ایک مشہور متدله علامه احمد بن علاء الدین کہتے هیں که " غیر مسلم کي پیروي کرنا جائز هے ' بشرطیکه ملک کے فائدہ کیلیے ہو " -

عثماني قوم کي روشن خیالي و اصلاح خیال کا ایک سبب یه بھي هے که تمام ملک میں مختلف زبانوں میں نہایت کثرت سے اخبارات و رسائل شائع ہوتے هیں ' جسمیں ملک کے حالات ' یوروپین اخبارات کے خلاصے ' ارباب سیاست کے حالات ' موجودہ علوم اور نئے اکتشافات کے تذکرے ہوتے هیں - یه معلوم هے که اهل مشرق نہایت ذکي الطبع و زود فہم ہوتے هیں - ان اخبارات کا انکے طبائع پر بہت جلد اثر پڑتا هے - ٹائمز ' ڈیلي نیوز ' کانسٹیٹیوشنل گورنمنٹ وغیرہ کے متعلق آج هم دوکانداروںکو باتیں کرتے سنتے هیں - کیا بیس برس پہلے بھي یه حالت تھی ؟

(باقي آینده)

شهر اشوب اسلام

یا

تعزیت عیـــد

هر قوم و ملت کے لیے سال بھر کے چند دن جشن و مسرت کے ہوتے ہیں ، اور مسلمانوں کیلیے بھی تھے ' لیکن جس قوم کا افتاب اقبال ڈوب چکا ہو ' اسکو صبح عید کی خوشیوں کی جگہہ شام زوال کے ماتم کا انتظار کرنا چاهیے - چراغ خاکستر سے بھرتا جاتا ہے ' اور نہیں معلوم چراغ کی آخری بھڑک کب تک قائم رہے ؟ قبل اسکے کہ زمانہ ہم پر ماتم کرے ' بہتر ہے کہ خود ھی اپنے اوپر رولیں ' اور عید کی تہنیت کی جگہہ ایک دوسرے کو تعزیت کا پیغام پہنچائیں - ہمارے جلنے کیلیے جو آگ سلگائی گئی ہے ' اگر اسے بجھا نہیں سکتے ' تو دامن سے ہوا تو دیسکتے ہیں ؟

درجنوں بیکار نتواں زیستن ‌ ‌ ‌ ‌ آتشم تیزست و دامان می زنم

اس ہفتے الہلال کی اشاعت کا دن اتفاق سے عین عید اضحی کا دن ہے ' جبکہ جشن و طرب کی صحبتوں نے آپکو اپنی طرف معو کرلیا ہوگا - تبریک و تہنیة کی صداوں کی آپکے پاس کمی نہ ہوگی ' ملامت نہ کیجیے اگر " تہنیت عید " کی جگہہ ایک " تعزیت عید " کی فغاں سنجی بھی آپ چند لمحوں کی طلبگار ہو - اس عید کا سب سے بڑا عمل راہ الہی میں قربانیوں کا کرنا ہے ' سو اس مناسبت سے چند مناظر قربانیوں کے بھی آپکے پیش نظر ہیں - جس وقت آپکے سامنے وہ خون بہہ رہا ہو ' جو راہ الہی میں قیمتی جانوروں کا آپنے بہایا ہے ' تو اسوقت ان قربانیوں پر بھی ایک نظر ڈال لیجیےگا ' کہ انکا خون بھی اسی خداے ذوالجلال کی راہ میں بہا ہے - البتہ فرق اتنا ہے کہ آپکی ہمت صرف یہیں تک تھی کہ اسکے لیے چند روپیوں کے جانور ذبح کرادیے ' مگر یہ وہ جانفروش تھے ' جنھوں نے اپنی جانوں اور جسموں کی قربانی سے کم کا اپنے دوست کو مستحق نہ سمجھا -

علی الخصوص اس مرقع اضحیہ عید کی پہلی قربانی ' جسکے ذبح کی چھری بھی ابتک اسکے سینے پر موجود ہے ...."

— * —

حکومت پر زوال آیا تو پھر نام و نشاں کب تک ‌ ‌ چراغ کشتۂ محفل سے اُٹھے گا دھواں کب تک
قباے سلطنت کے گر فلک نے کردیے پرزے ‌ ‌ فضاے آسمانی میں اُڑیں گی دھجیاں کب تک
مراکش جاچکا ' فارس گیا ' اب دیکھنا یہ ہے ‌ ‌ کہ جیتا ہے یہ ترکی کا مریض سخت جاں کب تک
یہ سیلاب بلا بلقان سے جو بڑھتا آتا ہے ‌ ‌ اسے روکے گا مظلوموں کی آہوں کا دھواں کب تک
یہ شب ہیں رقص بسمل کا تماشا دیکھنے والے ‌ ‌ یہ سیر انکو دکھائیگا شہید نیم جاں کب تک
یہ وہ ہیں ' نالۂ مظلوم کی لے جن کو بھاتی ہے ‌ ‌ یہ راگ ان کو سنائیگا یتیم ناتواں کب تک

* * *

کوئی پوچھے کہ اے تہذیب انسانی کے اُستادو ! ‌ ‌ یہ ظلم آرائیاں تاکے یہ حشر انگیزیاں کب تک
یہ جوش انگیزی طوفان بغداد و بلا تا کے ؟ ‌ ‌ یہ لطف اندوزی ہنگامۂ آہ و فغاں کب تک
یہ مانا تم کو تلواروں کی تیزی آزمانی ہے ‌ ‌ ہماری گردنوں پر ہوگا اس کا امتحاں کب تک
نگارستان خوں کی سیر گر تم نے نہیں دیکھی ‌ ‌ تو ہم دکھلائیں تم کو زخمہاے خوں چکاں کب تک
یہ مانا گرمی محفل کے ساماں چاہییں تم کو ‌ ‌ دکھائیں ہم تمھیں ہنگامۂ آہ و فغاں کب تک
یہ مانا قصۂ غم سے تمھارا جی بہلتا ہے ‌ ‌ سنائیں تم کو اپنے درد دل کی داستاں کب تک
یہ مانا تم کو شکوہ ہے فلک سے خشک سالی کا ‌ ‌ ہم اپنے خون سے سینچیں تمھاری کھیتیاں کب تک
عروس بخت کی خاطر تمھیں درکار ہے افشاں ‌ ‌ ہمارے ذرہ ہاے خاک ہونگے زر فشاں کب تک
کہاں تک لوگے ہم سے انتقام فتح ایوبی ‌ ‌ دکھاؤگے ہمیں جنگ صلیبی کا سماں کب تک
سمجھ کر یہ کہ دھندلے سے نشان رفتگاں ہیں ہم ‌ ‌ مٹاؤگے ہمارا اس طرح نام و نشاں کب تک

* * *

زوال دولت عثماں ' زوال شرع و ملت ہے ‌ ‌ عزیزو ! فکر فرزند و عیال و خان و ماں کب تک
خدا را تم یہ سمجھے بھی کہ یہ طیاریاں کیا ہیں ؟ ‌ ‌ نہ سمجھے اب تو پھر سمجھوگے تم یہ چیستاں کب تک

* * *

پرستاران خاک کعبہ دنیا سے اگر اُٹھے ‌ ‌ تو پھر یہ احترام سجدۂ گاہ قدسیاں کب تک
جو گونج اُٹھے گا عالم شور ناقوس کلیسا سے ‌ ‌ تو پھر یہ نغمۂ توحید و گلبانگ اذاں کب تک
بکھرتے جاتے ہیں شیرازۂ اوراق یزدانی ‌ ‌ چلیگی تند باد کفر کی یہ آندھیاں کب تک
کہیں اُڑکر نہ دامان حرم کو بھی یہ چھو آے ‌ ‌ غبار کفر کی یہ بے محابا شوخیاں کب تک
حرم کی سمت بھی صید افگنوں کی جب نگاہیں ہیں ‌ ‌ تو پھر سمجھو کہ مرغان حرم کے آشیاں کب تک

* * *

جو ہجرت کرکے بھی جائیں ' تو شبلی اب کہاں جائیں ‌ ‌ کہیں اب کیا کہ دامن گیری ہندوستاں کب تک

ہے - اتنی سی فوج سے اسپر حملہ کرنا بھی مشکل ہے - نیز سمندر کے کنارہ سے کل پچاس میل کے فاصلہ پر ہونے کی وجہہ سے کمک و غیرہ کا پہنچنا نہایت ھی آسان ہے - وارنا اور شملا کا نام لیئے سے میرا مقصد صرف ان ھی دو مقاموں کی تخصیص و تحدید نہیں ہے' بلکہ کئی اور ایسے مقام پڑے ہوے ھیں' جو ان دونوں جیسا ' بلکہ بعض صورتوں میں انسے بہتر کام دیسکتے ھیں ' اور ترک یقیناً انسے غافل نہیں ھو سکتے -

میرے یہ خیالات یقیناً ان خام کاران سیاست کو جو بہت جلد نتائج نکالنے اور پھر ان سے خوش ہونیکے خوگر ھیں ' بہت دقیانوسی معلوم ہونگے' لیکن امر واقع یہ ہے کہ جو صورت یہ جنگ (جہانتک کہ افواج اور بالخصوص توپخانے کی نقل و حرکت کا تعلق ہے) اختیار کر رھی ہے وہ بھی دقیانوسی ھی ہے -

* * *

ان اضلاع میں جہاں راستہ کا نام و نشان تک نہیں ' اور جہانکی زمین جاڑے کی بارشوں کے بعد ایک بے تھاہ دلدل کی صورت اختیار کرلیتی ہے ' فوری اجتماع محالات سے ہے -

ترک ۱۰۰ میل اندرون ملک میں بیٹھکر کسی صورت میں بھی جنگ کے نتائج سے موثر نہیں ھوسکتے - ترکوں کا کام اسوقت (انکے اپنے مشہور الفاظ میں) صرف " بیٹھہ رھنا " ھوگا - پلیونا کی طرح اب بھی اعدا حملہ کر رہے ھیں اور وھاں توپخانہ کو کسی ٹھیک رخ پر رکھنا طبعاً محال ہے -

توپوں کے کسی رخ ٹھیک نہ بیٹھنے کی وجہ توپوں یا گھوڑوں کی قلت ھرگز نہوگی - اسکا کچھہ سبب تو یہ ہے کہ آنے والی ششماھی میں گھوڑوں کے چارہ وغیرہ کا انتظام بلغاریوں کیلئے ایک مشکل ترین کام ھوگا - نیز ایک بہت بڑا سبب یہ بھی ہے کہ اعلے قسم کے توپخانوں کے سٹاف کو اسکا سلیقہ ھی نہیں کہ بڑی بڑی توپیں خاص حالات میں کیونکر ہٹھائی جائیں ؟

مواقع جنگ پر تو شاید فریقین کی پیادہ فوج کے نظام اور استعمال اسلحہ جنگ کے سلیقہ میں کسی قسم کا فرق نہو' اور نہ ہونا چاھیے لیکن مشکل یہ ھوگی کہ ترکی جنرل تو اپنی توپوں کو بکمال جمیعت خاطر استعمال کر رھا ھوگا اور اسکے حریفوں کو ادھر ادھر مناسب مقام مدافعت کی تلاش میں ترکی توپوں کی اتشباری میں مارا مارا پھرنا پڑیگا -

ھماری بٹریاں اس کام کیلئے شاید کافی سے زاید نہوں اور اس کام کیلئے فرانس کی میدانی توپوں کی تعریف میں صرف " کافی عمدہ " سے زیادہ نہیں کہا جاسکتا - جونہی بلقانی ستلجا یا کسی اور مناسب مقام کا (جسکو ترک دوسرا پلیونا بنانا چاھیں) محاصرہ کرلیں گے' قدرۃ اسی دم دوسری ترکی سرحدوں پر بلغاریہ وغیرہ کا دباؤ کم ھوجائیگا اور پھر وقت اور حالات خود بخود ترکوں کو بتا دینگے کہ کہاں انکو اپنی کل طاقت لاکر اکٹھا کرنا چاھیے - اگر یونانی بیڑے کو آخر میں ھزیمت ھو' جیساکہ یقیناً ھوگا' تو اور اڑھائی لاکھہ کی جمیعت عظیمہ ترک مقدونیہ میں لاکر جمع کردینگے - اگر معاملہ دگرگوں ھو تو برغاس سے جنوب بلقان کی جانب بڑھ جانا یقیناً ترکوں کے حق میں بہت سے مفید نتائج پیدا کریگا -

فی الحال تو آخری نتائج محض بصورت نظریات دماغ میں ہونے چاھیئیں - اسوقت جو باتیں ھمارے پیش نظر ھیں وہ یہ ھیں کہ بحیرہ اسود پر غیر متنازع فیہ اثر و اقتدار کی بدولت تمام وہ قیاسات جنکی بنا محض اعداد شمار کے تنا سب پر ہے الکل

بھاپ بنکر اڑجاتے ھیں اور صورت وھی ھو جاتی ہے جو کہ برطانوی فوج کی ایک صدی پیشتر پرتگال میں ھوئی تھی -

رھی ترکوں کی مالی حالت' تو میں اسکے تمام پہلوؤں پر بحث کرنے کی اھلیت نہیں رکھتا ' لیکن اگر ترکی اپنے تمام شاھی حقوق اور اقتدار کو بلا کسی قسم کا صدمہ پہنچائے قرضہ لے سکتی ' تو یہ ایک طے شدہ سوال ھو جاتا بشرطیکہ دول ستہ رخنہ اندازیوں پر اتر نہ آئیں -

معرکہ قرق کلیسا کی تفصیل

تازہ عربی ڈاک سے

—*—

قرق کلیسا کے قریب جو جنگ ھوئی تھی اسمیں عثمانی فوج کی تعداد ۶۰ ھزار سے زائد نہ تھی لیکن انکے مقابلہ میں بلغاریوں کا ایک لشکر گراں تھا جو کسیطرح ڈھائی لاکھہ سے کم نہ تھا - بلغاریا نے جو طریقۂ جنگ تجویز کیا تھا اسکا یہ قدرتی نتیجہ تھا کہ قسطنطنیہ میں فوج لیجانے کے لیے ٹرینیں نہ رھیں - قسطنطنیہ سے جسقدر ٹرینیں آتی تھیں ' ان سب کو آنے دیا جاتا تھا ' مگر حدود بلغاریا سے قسطنطنیہ کوئی ٹرین واپس جانے نہیں دیجاتی تھی ' بلغاریا کے پیش نظر جو نقطہ تھا وہ قرق کلیسا اور وہ لائن تھی جو ادرنہ اور قسطنطنیہ کے درمیان ہے - دفعۃً اعلان جنگ ھوا - قرق کلیسا میں فوج زیادہ نہیں تھی ' مدد کیلیے فوراً فوج پہنچ سکتی تھی مگر مشکل یہ تھی کہ قسطنطنیہ میں گاڑیاں نہیں تھیں' اسکا انتظام یہ کیا گیا کہ دور دراز مقامات سے گاڑیاں منگوائی گئیں - سپہ سالار عام نے جو نقشہ جنگ تجویز کیا تھا اسکے ذریعہ سے بلغاری پوری طرح کچلے جا سکتے تھے ' مگر عزیز پاشا سے یہ غلطی ھوئی کہ انہوں نے اس جنگ کو (جو ادرنہ کے قریب دھوکا دینے کی غرض سے کی گئی تھی) اصلی جنگ خیال کیا' اسلیے اس نقشہ جنگ پر عمل نہیں کیا گیا جو سپہ سالار عام کی طرف سے تجویز دیا گیا تھا -

اول تو جیسا کہ ھم نے ابھی بیان کیا قرق کلیسا میں بہت تھوڑی فوج تھی اور اسکے مقابلہ میں بلغاری فوج بہت زیادہ تھی ثانیاً عثمانی فوج کو مدد پہنچنے کی کوئی امید نہ تھی -

ایک بلغاری سپہ سالار کی زبانی فرانس کے (مانان) نے بیان کیا ہے کہ فتح قرق کلیسا بلغاری نقطہ خیال سے مہتم بالشان فتح سمجھی جاتی تھی اور اس لیے وہ اپنی پوری قوت خرچ کرڈالنا چاھتے تھے -

یہ تمام واقعات بلغاری فوج کے لیے جسقدر حوصلہ افزا تھے ' اسی قدر عثمانی فوج کے لیے ھمت شکن تھے - ان پر سوء اتفاق سے یہ اور اضافہ ھوگیا کہ عین میدان جنگ میں پرنس عزیز الدین اور چند افسر بھاگ کھڑے ھوئے - پرنس ایک رسالہ کا کمان افسر تھا اسکے ھٹتے ھی وہ رسالہ تباہ ھوگیا اور اسکے بعد تمام فوج میں پریشانی پھیلگئی -

معلوم ھوتا ہے کہ اولاً عثمانی افسروں نے بندوقوں کی فیروں سے بھاگتی ھوئی فوج کو روکنا چاھا مگر کامیابی نہیں ھوئی اور ظاھر ہے کہ ۶۰ ھزار فوج میں جب پریشانی اور پراگندگی پھیل جاے تو اسکو چند گولیاں نہیں روک سکتیں - اسلیے عثمانی فوج کو واپسی کا حکم دینا پڑا - شکست کے یہ بعض اسباب ھیں ' جنکا عثمانی اخبارات کی متفرق خبروں اور تاروں سے پتہ چلتا ہے - اب ھم حملہ کے آغاز سے لیکر سقوط قرق کلیسا تک کی خبریں مسلسل ترجمہ کردیتے ھیں' جو خبر رسانی کی عثمانی کمپنی ' نامہ نگاران اخبار' اور ھاناس ایجنسی نے شائع کی ھیں -

(بخارست) دال زیدواج ' عورنی ' اور برغلس کے درمیان سرحد پر عثمانی اور سروی فوج سے مقابلہ ہوا - چھ گھنٹہ تک لڑائی ہوتی رہی لیکن اسی درمیان میں عثمانی فوج سرویا کے حدود میں داخل ہوگئی اور انکی فوجی ... پر قبضہ کرلیا -

---

(اناضولی ۲۳ اکتوبر صبح ۷ بجکے ۴۰ منٹ)

نہر یچ (ادرنہ) پر ایک سخت معرکہ ہوا جسمیں عثمانی فوج کو شاندار کامیابی ہوئی دشمن کی فوج میں ۳۰ ہزار آدمی تھے - غنیمت میں ۱۱ توپیں ملیں - ایک افسر اور بہت سپاہی قید کیے گئے -

---

اشونیا میں بھی یونانی فوج سے ایک لڑائی ہوئی اور اسمیں بھی ہماری فوج کامیاب ہوئی -

---

(بعد کاذار) استیابی ' جالی ' فوق ' اور قاضیکوی ' حمیدیہ میں لڑائی شروع ہوگئی ہے اسوقت تک ان تمام مواقع پر عثمانی فوج کو فتح ہو رہی ہے خاصکوئی میں ہمیں پوری فتح ہوگئی اور اسوقت تک اس شہر پر ہمارا قبضہ ہے (خاصکوئی بلغاریا کا ایک شہر ہے جو ادرنہ سے ۲۵ کیلومٹر کی مسافت پر ہے اسمیں اور بلغاری فلی پولی میں سو کیلومٹر کا فاصلہ ہے - الہلال) اسوقت ہم شہر کتنذیل کا محاصرہ کیے ہوے ہیں -

---

(بک ازغلی ۲۴ اکتوبر ۸ بجے) وادی مارز کی جنگ میں بلغاریا کے مقابلہ میں میدان ہمارے ہاتھ رہا -

---

(۵ بجے شام) چہارشنبہ گذشتہ کو ہماری مغربی فوج سے (جو کمانور کے اطراف میں ہے) لڑائی ہوئی سرویا کی فوج جو اب تک بڑھ رہی تھی ' سخت نقصان کے ساتھ شکست کھا کے واپس گئی - ہماری فوج دور تک تعاقب کرتی ہوئی چلی گئی ہے -

---

(قسطنطینیہ ۲۵ اکتوبر ۱۲ بجے دن)

ماراش میں بلغاریا سے جو لڑائی ہوئی تھی اسمیں ہماری فوج کو ۹ مقرالدور قسم کی توپیں غنیمت میں ملیں ۱۴ افسر اور بہت سے سپاہی قید کیے ' ہماری فوج قرجہ علی (بلغاریا) کی طرف بڑھ رہی ہے - دشمن کو میدانہاے جنگ میں سخت نقصان ہو رہا ہے -

---

باب عالی نے شائع کیا ہے کہ سرویا کی فوج نے عثمانی فوج پر حملہ کیا جسکا مقابلہ دیر تک جاری رہا سرویا کی فوج کو شکست ہوئی - عثمانی فوج حدود سرویا تک انکا تعاقب کرتی ہوئی چلی گئی - لڑائی جاری ہے -

---

ترکی اخبار اقدام کا نامہ نگار خاص متعینہ حدود یونان فرزنہ سے لکھتا ہے :

۲۱ اکتوبر کو یقنطہ اور صرنیہ کے درمیانی میدان میں عثمانی اور یونانی فوج میں مقابلہ ہوا - دیر تک سخت جنگ ہوتی رہی جنگ کا خاتمہ پانچ ہزار یونانیوں کے قتل پر ہوا -

باب عالی کی طرف سے شائع کیا گیا ہے :-

عثمانی فوج نے (جو سیاط واقع حدود بلغاریا میں موجود تھی) جب یہ دیکھا کہ جس جگہ دشمن کی فوج قلعہ بند ہوئی ہے وہ نہایت مضبوط مقام ہے تو اپنی فوج کو لیکے واپس چلا آیا - بلغاریا کی فوج تعاقب کرتی ہوئی عثمانی حدود میں چلی آئی - یہاں پہنچکے عثمانی فوج نے انکے میمنہ پر حملہ کیا جس سے دشمن کی جمیعت منتشر ہوگئی عثمانی فوج کو غنیمت میں دو توپیں ملیں - دشمن کے نقصانات کی صحیح مقدار معلوم نہیں -

---

قسطنطینیہ میں وارنہ کی تباہی کی یہ تفصیل موصول ہوئی ہے :

عثمانی بیڑے نے وارنہ کا سرحدی حصہ تباہ کردیا ' اور ان تمام توپوں کو خاموش کردیا جن سے اس سرحد کے قلعے مضبوط کیے گئے تھے خود قلعوں کو بھی مسمار کردیا - عثمانی بیڑا جب واپس آیا تو دریا میں بلغاریا کی چار تار پیڈو کشتیوں کو دیکھا ان پر گولے پھینکنا شروع کیے ' ان کشتیوں کی دیگوں اور نیز اور دیگر آلات کو اس درجہ خراب کردیا کہ استعمال کے قابل نہیں رہیں -

---

جب عثمانی بیڑا ورناس پہنچا تو وہاں ایک جنگی نمایش کی گئی مگر کوئی بلغاری کشتی مقابلہ کے لیے نہیں نکلی -

ترکی اخبار صباح کا خاص نامہ نگار احمد طاہر بک سیرز سے لکھتا ہے :

---

۲۱ اکتوبر کو ادھم آغا محافظ مرتع نوراقوب سے اور بلغاریا کی فوج سے خانلو میں مقابلہ ہوا ' محافظ موصوف کو شاندار کامیابی ہوئی - دشمن بھاگ گئے - غنیمت میں دو توپیں ملیں -

---

ترکی اخبار اقدام کا نامہ نگار خاص ادرنہ سے یہ تار دیتا ہے :

۴ اکتوبر کو سرحد پر عثمانی و بلغاری فوج سے سخت لڑائی ہوئی عثمانی فوج نے جو کمین گاہ تیار کی تھی اسمیں چار سو بلغاری پھنس گئے عثمانی فوج نے تمام بلغاریوں کو قتل کر ڈالا -

---

لرلیس میں یونانی فوج سے معرکہ ہوا جسمیں یونانیوں کو شکست ہوئی -

---

ایبک کے راستہ میں عثمانی اور مانٹی نیگروی فوج میں چند شدید معرکے ہوے عثمانی فوج کی تعداد بہت تھوڑی تھی اور اسکے مقابلہ میں مانٹی نیگرو کی فوج بہت تھی اسکے علاوہ انکے ساتھ ہزاروں مالیسوری بھی تھے لیکن بااین ہمہ عثمانی فوج نے شکست دی -

---

ساموس سے عثمانی فوج واپس آگئی ہے روس ' انگلستان ' اور فرانس نے اسکی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے -

---

ترکی اخبار اقدام کا نامہ نگار خاص ماجد بک حدود اسکوب سے ۲۳ اکتوبر ۷ بجے شام کو یہ تار بھیجتا ہے :

کمانور میں عثمانی ' بلغاری ' اور سروی فوج میں شدت سے جنگ ہو رہی ہے - اسوقت تک ہماری فوج کو ۴ بلغاری اور ۶ سروی توپیں غنیمت میں ملچکی ہیں ہماری توپوں کے گولے بیلاجیک اور نانرپنتیش میں دشمنوں کو تباہ کر رہے ہیں -

یہی تار غالب بختیار بک اور احمد حلیم بک نامہ نگاران اخبار صباح کے پاس سے بھی آیا ہے -

(۲۳ اکتوبر کو یہ تار آیا :)

ھافاس کمپنی کو معلوم ھوا ھے کہ تزار قوسیلو ' الصوبنا لولنک اور قرق کلیسا میں جنگ ھو رھی ھے -

اسلیے اسکے قبل قرق کلیسا پر بلقانی استیلا کی جو خبر شائع کی گئی تھی وہ ایک بلقانی آرزو تھی ' جو واقعہ کی صورت میں بذریعہ تار تمام دنیا میں شائع کر دیگئی - اسکے بعد ۲۴ اکتوبر کو یہ تار موصول ھوا -

قرق کلیسا میں آج دن بھر شدید جنگ ھوتی رھی عثمانی فوج نے بلغاری فوج سے دو پوزیشن لےلیے - بلغاری فوج کا سخت نقصان ھوا -

اس خبر پر مجبوراً خود لندن میں یہ خیال ظاھر کیا گیا کہ فتح قرق کلیسا کی خبر قبل از وقت شائع کردی گئی تھی ' اسکے بعد ۲۵ کو خاص قرق کلیسا کے متعلق کوئی تار نہیں آیا ۲۶ کو حسب ذیل تار موصول ھوا :

(انضولی حصاری ۲۶ اکتوبر)

قرق کلیسا میں سخت جنگ ھو رھی ھے -

اسی تاریخ کو ایک تار ھافاس کمپنی کے پاس آیا ' جس میں بیان کیا گیا -

کہ محمود مختار پاشا نے پراگندہ فوج کو جمع کر لیا ھے اور اب قرق کیسا پر حملہ کرنے والے ھیں -

یہ اس طویل تار کا ایک حصہ ھے جسمیں پرنس عزیز الدین کے بھاگنے کا حال بیان کیا گیا ھے اسکے بعد ۲۸ کو یہ تار موصول ھوا -

(انضولی حصار ۲۷ اکتوبر شام)

قرق کلیسا کے مفتوح ھونیکے بعد شرقی لشکرگاہ عثمانی کی جانب فوج بھیجی گئی - سخت جنگ ھوئی بہادر ترکوں نے بلقانیوں کو قرق کلیسا سے نکالدیا - دشمن کا سخت نقصان ھوا -

لیکن یقیناً اسوقت تک قرق کلیسا کا قطعی فیصلہ نہیں ھوا تھا چنانچہ اسکے بعد ۳ بجے رات کو یہ تار آیا :

" ادرنہ میں ھم کو شاندار فتح ھوئی ھے اور قرق کلیسا میں بھی غلبہ ھماری طرف ھے " -

اسکے بعد ۲۹ اکتوبر کو یہ تار آیا -

(انضولی حصار ۲۸ اکتوبر ۱ بجے دن)

"قرق کلیسا میں دشمن کے پورے پندرہ ریجمنٹ تباہ ھوگئے دشمن کی فوج شکست کھاکے شہر سے دور بھاگ گئی عثمانی فوج کو آگے بڑھنے کا حکم ملا ھے " -

اسی تاریخ کو سرکاری طور پر بھی اسی مضمون کا تار شائع کیا گیا - اسکے بعد ۳۰ کو میدان جنگ کے متعلق کوئی خبر نہیں آئی البتہ ان افسرونکی نسبت جو میدان جنگ سے بھاگے تھے یہ تار آیا کہ انکو گولی ماردی گئی - یہ یاد رکھنے کے قابل بات ھے کہ ان واقعات میں سے یا تو ریوٹر نے کسی کی خبر ھی نہیں دی' یا دی تو اس طرح کہ اس سے صاف مطلب نہیں نکلتا تھا ' مگر افسرونکے گولی مارے جانیکی خبر نہایت جلی سرخی سے دیگئی تھی -

اسکے بعد سے عربی ڈاک میں خاص قرق کلیسا کے متعلق کوئی خبر نہیں آئی مگر اڈیٹر المؤید نے عثمانی ذرائع سے خبرونکی تمہید میں یہ لکھا تھا :

" ھم کو آستانہ (قسطنطنیہ) کی خبروں سے معلوم ھوا ھے کہ سقوط قرق کلیسا سے قبل کے تمام واقعات کا خوف تو عثمانی افسرونکو تھا ' مگر خود قرق کلیسا کے نکل جانے کا وھم بھی نہیں تھا - لیکن اسکے اسباب ناظرین کو معلوم ھو چکے ھیں - اور اشخاص جنگ نے اسکی یہ تلافی کی ھے کہ قرق کلیسا واپس لے لیا ھے "

اس تمام تفصیل کے پڑھنے کے بعد یہ نتائج اخذ ھوتے ھیں -

(۱) فتح قرق کلیسا کی خبر قبل از وقت شائع کردیگئی تھی -

(۲) اسکے فتح کا سبب بلغاری فوج کی شجاعت نہ تھی بلکہ اسکا تعلق کچھہ تو ان تدابیر سے تھا جنکا انتظام بلغاریا نے اعلان جنگ سے پہلے ھی کرایا تھا اور کچھہ پرنس عزیز اور بعض دیگر افسروں کی بے ثباتی اور عیسائی فوج کی غداری سے تھا -

(۳) قرق کلیسا عثمانی فوج نے واپس لیلیا مگر ریوٹر نے اس خبر کو بالکل شائع نہیں کیا -

اسکے بعد کیا ھوا ؟ اسکے لیے آئندہ عربی ڈاک کا انتظار کرنا چاھیے -

---

تقویم الحرب

— * —

یعنی جنگ ترکی و یورپ کے مسلسل بترتیب تاریخ حالات

تازہ عربی ڈاک سے

— * —

(اناضولی ۱۲ اکتوبر ۱۱ بجے شب) ۴۰۰ بلغاری ھم نے قید کیے ھیں اور عثمانی بیڑا وارنہ میں ایک تار پیڈو کشتی پر قابض ھو گیا ھے -

---

ھم کو یہ خبر ملی ھے (اور اسکی تصدیق سرکاری طور پر بھی ھوگئی ھے) کہ پرشتنہ کے راستہ میں ایک سخت معرکہ ھوا جسمیں سرویا کی فوج کو بہت بری طرح شکست ھوئی ھے تفصیل ابھی نہیں معلوم ھوئی -

---

اسکو یہ سے یہ خبر ملی ھے کہ" پانچ دن سے بلغاری پرشتنہ کی طرف سے آرھے ھیں جابجا عثمانی فوج سے مقابلہ ھوا عثمانی فوج نے ھر جگہہ سخت شکستیں دیں' کئی آدمی قید کرلیے اور کئی گھنٹہ تک انکا تعاقب کرتی رھی "

(اسکوب) مانٹی نیگرو کی فوج ۵۰۰۰ کی جمعیت سے طوزی کی طرف بڑھی اور ایک سخت خونریز جنگ ھوئی جسکے بعد انکو مجبوراً واپس ھونا پڑا پھر موریکواچ پر حملہ کیا اسمیں بھی انکو شکست ھوئی دشمن کو شکست دینے کے بعد ھم چھہ گھنٹہ تک مانٹی نیگرو کے حدود میں بڑھتے ھوے چلے گئے -

---

(اسکوب) اطراف برانہ میں عثمانی فوج کو فتح ھوئی اطراف برانہ کی پہاڑیاں عثمانی فوج نے واپس لیلیں دشمن کا سخت نقصان ھوا -

---

(اسکوب) عثمانی فوج نے مانٹی نیگرو کو شکست دیکے برانہ سے ھٹا دیا بوق گوبجہ تک انکا تعاقب کیا - اب اس پر عثمانی علم لہرا رھا ھے -

---

(ادرنہ) بلغاری فوج حدود سے تجاوز کر کے درہ غیروان تک آ گئی عثمانی فوج سے مقابلہ ھوا لیکن بالاخر سخت نقصان کے بعد واپس چلی گئی بلغاری فوج نے دو پل دائنا میٹ سے اڑا دیے تھے جو عثمانی فوج نے پھر تعمیر کرلیے -"

اخبار صباح کا خاص نامہ نگار نظمی بک دیرنہ سے لکھتا ہے :
" ٢٦ اکتوبر کے معرکہ میں ہماری فوج کو دشمنوں کے مقابلہ میں نمایاں کامیابی ہوئی دشمنوں کی توپیں خاموش کردیگئیں مقام حسیر آبا میں بلغاری فوج کی تین توپیں ملیں اور بہت سے سپاہی قید ہوے "

اخبار صباح کا نامہ نگار محمد صادق بک تار دیتا ہے " استروی اخبارات کو بلغراد (دارالسلطنت سرویا) سے یہ تار ملا ہے کہ ٣٢ ریل گاڑیاں سرویں مجروحین سے بھری ہوئی آئی ہیں "

اخبار صباح کا نامہ نگار اسم بک دمیرطاش (ادرنہ) سے تار دیتا ہے کہ قلعہاے ادرنہ کے شرقی حصہ میں بلغاری مقتولین کی تعداد ہزاروں تک پہنچی ہوئی ہے -

---

اخبار مذکور کا نامہ نگار کنعان بک ادرنہ سے لکھتا ہے کہ قلعہاے ادرنہ کے جوانب و اطراف میں بلغاری مقتولین کی ہزاروں لاشیں سڑ رہی ہیں ' بلغاری فوج تو سخت شکست کی وجہ سے انہیں اٹھا نہیں سکی ' مگر اس خیال سے کہ آب و ہوا نہ خراب ہوجاے ' عثمانی فوج ان لاشونکو اٹھا رہی ہے ' ٢٦ اکتوبر کے معرکہ میں (جسکی لاشوں کا اسوقت ذکر ہے) عثمانی فوج کو بلغاری فوج کی اعلی قسم کی بہت سی بندوقیں اور حیوانات غنیمت میں ملے اور بہت سے سپاہی بھی گرفتار ہوے ہیں -

---

کنعان بک نامہ نگار اخبار اقدام ادرنہ سے تار دیتا ہے :-
" ادرنہ کی عثمانی فوج دو دن تک لڑتی رہی بالاخر ٢٥ کو دشمن کو شکست دی غنیمت میں دس توپیں اور جانور ملے "
نامہ نگار مذکور لکھتا ہے :
" معرکہ مقام حسن آغا کے قیدیونکی تعداد ١٢ سو ہے "

(بک ارغلی ٢ نومبر ٧ بجے شام)

بینا حصار کی فتح کے بعد ہمارا لشکر شمال کی طرف بڑھا ' دشمن کے میسرہ پر حملہ کیا - جس سے انکا سخت نقصان ہوا ' غنیمت میں اسلحہ و سامان جنگ بکثرت ہاتھہ آیا "

میدان جنگ سے اسوقت تک کی آئی ہوئی خبریں بتلاتی ہیں کہ ایک سخت جنگ ہو رہی ہے غلبہ اسوقت تک عثمانی فوج کو ہے -

(بک ارغلی ٣ نومبر ٩ بجکے ٤٠ منٹ)

عثمانی اور بلغاری فوج میں برابر لڑائی ہورہی ہے اسوقت تک نصرت و فتح ہمارے ساتھہ ہے -

کل طونجہ کے معرکہ میں بلغاریوں کو شرمناک شکست ہوئی غنیمت میں بہت سا سامان جنگ ملا -

ویزہ ' لولوبرغاس ' اور بابا اسکی میں پانچ دن سے برابر جنگ ہورہی ہے ان تمام مقامات میں اسوقت تک فتح ہمارے ساتھہ ہے -

فہرست

زراعانۂ ہلال احمر

— * —

ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم و اموالہم بان لہم الجنہ

(١)

— * —

نام	رقم	نام	رقم
میاں عمر بخش صاحب	١٠٠٠	نور احمد صاحب	١٠
قدرو صاحب زمیندار	١٠٠	غلام حسین صاحب	٢٥
حافظ غلام سرور صاحب	١٠٠	محمد عالم صاحب	٥٠٠
فقیر محمد و پیر محمد صاحبان	١٠٠	محمد حسین صاحب	١٠
الہ بخش صاحب	١٠٠	رمضان صاحب	١٠٠
الہ بخش صاحب مشتری	٢٥٠	فقیر محمد صاحب	٥٠
محمد رفیق صاحب	١٠	شیخ احمد صاحب	٥
میاں محمد صاحب	١٠	غلام محمد تلو صاحب	١٠٠
منشی سکندر خاں صاحب	٤	نواب میاں محمد صاحب	١٠٠
حاجی جانی صاحب	٥	محمد حسین - جلال الدین صاحبان	١٠
قادر یوسف صاحب	١٠	مستان صاحب	٥٠
محمد غفور صاحب	٢	سکندر خان صاحب	١٠
جیلانی قادر صاحب	١٥	میاں محمد صاحب زمیندار	١٠
حاجی آغا جان صاحب	٢	ملک قمر الدین صاحب	٢
عبد الصمد صاحب	٣	محمد کریم صاحب	٢٧
رمضان خان صاحب	١٥	محمد رمضان صاحب	١٠٠
سونا دھیرو صاحب	٢٠	حاجی رحمت اللہ صاحب	٥
غلام رسول صاحب	١٣	احمد خان صاحب	٥٠
محمد یوسف صاحب	٢٥	گل محمد صاحب	٢
فقیر محمد صاحب	٢٥	سرور خان شاہ صاحب	٢٥
غلام صمدانی صاحب	٢٥	غلام جیلانی صاحب	٤٠
عالم ربانی صاحب	٥٠	نواب خان صاحب	١٠٠
حاجی قادر بخش صاحب / ملا ظہور	٣٠	اہلیہ غلام جیلانی صاحب	٢٠٠
غلام حسین صاحب بجوزیا	٥	حاجی غلام محمد صاحب	١١٠
حاجی غلام محمد / احمد الدین صاحب	١٠٠	شیخ ولایت صاحب	١٠٠
غلام محمد نوائی صاحب	٢٠	ملک صاحب	٥
پیر محمد الہی بخش صاحب	٢٠	شیخ کالو صاحب	٢٠
سائیں صاحب	٥	کالی داس صاحب (الف ہندو فیاض)	١٠
غلام حسین صاحب	١	میاں محمد صاحب	٢
پیر محمد صاحب	٤	فضل الہی الہ بخش صاحبان	٢٠
غلام محمد صاحب بقال	٥٠	غلام قادر محمد یوسف صاحب	٨٠
محمد سعد صاحب	٨٠	کشور بانو (الف ہندو فیاض)	٢٠٠
عبد الرحمان صاحب	٢٠٠	ابراہیم	١٠٠
نعمل حسین صاحب	٥٠	غلام قادر صاحب چودھری	١١
عبداللہ صاحب	٥	علی محمد صاحب	١٠
شیر محمد صاحب	٢	غلام جیلانی صاحب	٢
غلام جان صاحب	١٥٠	میزان	٣٨١١

Printed & Published by MOULANA A. K AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. & Pblg. Hou: 7/1 McLe: Street, CALCUTTA.

ترکي اخبار صباح کے نامہ نگار خلص نظمي بک ۲۲ اکتوبر کو ادرنہ سے تار دیتے هیں :

مارش میں بلغاري فوج تین هزار کي جمیعت سے برسر پیکار هوئي ' ۷ گھنٹہ تک برابر جنگ هوتي رهي لیکن بالآخر بلغاري فوج کو شکست هوئي ' هماري فوج قرہ اغاج تک انکا تعاقب کرتي هوئي چلي گئي تھي قاضي کوئي میں بلغاري شکست یافتہ فوج کي چار میداني توپیں اور ۷ جلد چلنے والي توپیں غنیمت میں ملیں هیں ایک افسر اور بہت سے سپاهي بھي گرفتار هوے هیں -

---

مصري انجمن اعانت دولت عثمانیہ کي طرف سے پہلي قسط بیس هزار مصري پونڈ کي بھیجي گئي هے -

---

سرفیجہ سے (یونان کے قریب ایک مقام هے) یہ تار آیا هے کہ ان متعدد و مسلسل معرکوں میں جو حدود اصونہ پر هو رهے هیں اسوقت تک پندرہ سو یوناني قتل هوچکے هیں -

---

۱۸ اکتوبر کو عثماني فوج فالا فا کي طرف بڑھي اور مانٹي نیگروي فوج کو عثماني حدود سے نکالدیا اسکے بعد اندرہ ویم پر حملہ کیا اور وهاں دشمن کا شیرازہ برهم کردیا - اب وہ پھر اپني قوت جمع کر رهي هے -

---

اسکوب کي ایک تار برقي سے معلوم هوتا هے کہ توزي کا معرکہ سخت خونریز تھا - مانٹي نیگروي اور مالیسوري فوج نے ملکے توزي ' شیبشانیق ' فرانیہ ' بان ' اور هلیم پر حملہ کیا عثماني فوج نے بہادرانہ مدافعت کي ' اور پھر ترابوش کي طرف سے حملہ کیا دیر تک جنگ هوتي رهي دشمن کو شکست هوئي اور بارہ سو زخمي چھوڑ کے بھاگ گئے -

---

کل ایک عثماني افسر هوائي جہاز میں ادرنہ گیا تھا جو بخیریت واپس آگیا اسکا بیان هے کہ عثماني فوج کي حالت بہت اچھي هے دشمن قلعوں کے قریب نہیں آئے هیں اسوقت تک کسي حصہ پر قابض نہیں هوے هیں -

---

جون ترک کو ادرنہ سے یہ خبر معلوم هوئي هے کہ ۲۲ اکتوبر کو تشالي قاراق میں عثماني اور بلغاري فوج میں لڑائي هوئي جسمیں بلغاري سواروں کا ایک گروہ برباد کردیا گیا -

---

اخبار مذکور کو یہ بھي معلوم هوا هے کہ قاضي کوي میں شدید خوں ریزي هوئي - بلغاریوں اور سرویوں کو سخت شکست هوئي اور سامان جنگ کا بھي شدید نقصان هوا -

---

اخبار مذکور کو یہ بھي معلوم هوا هے کہ مارش میں سات گھنٹہ تک جنگ هوتي رهي دشمن شکست کھاکے پیچھے هٹ گئے - عثماني فوج کو غنیمت میں کئي توپیں ملیں - سرکاري طور پر یہ خبر شائع کي گئي هے کہ مانٹي نیگروي فوج کو برانہ کي طرف بھي شکست هوئي هے اور عثماني فوج حدود مانٹي نیگرو میں بڑھ رهي هے -

---

سرفیجہ سے خبر آئي هے کہ یوناني سواروں کي پلٹن کو (جو السوینہ کي طرف بڑھ رهي تھي) عثماني فوج نے گرفتار کر لیا هوا هے اور انکے گھوڑے توپوں میں جوتے جا رهے هیں -

---

ترکي اخبار صباح کا نامہ نگار میدان جنگ سے لکھتا هے کہ جنگ مارش میں تدس هزار بلغاري تھے ۹ گھنٹہ تک مسلسل لڑائي هوتي رهي اسکے بعد سخت نقصان کے ساتھ بلغاري واپس گئے -

نامہ نگار مذکور کا بیان هے کہ " بلغاري فوج نے خاصکوي کي طرف سے حملہ کیا اسمیں انکو شکست هوئي پھر تاتار حمیدیہ کي طرف سے حملہ کیا اسمیں بھي شدید نقصان کے ساتھ شکست هوئي پھر استبیلي کے پاس سے حملہ کیا اسمیں بھي ناکام واپس گئے " -

---

نامہ نگار مذکور لکھتا هے کہ مصطفي پاشا کے پل کے پاس قاضي کوي میں بلغاري پیادوں اور سواروں ' دونوں کو شکست هوئي -

---

اخبار صباح کا نامہ نگار سالونیکا سے لکھتا هے کہ ۲۲ اکتوبر کو جنگ برشتنہ میں عثماني فوج حدود سرویا میں دو گھنٹہ تک بڑھتي هوئي چلي گئي اور فورشونلي پر قبضہ کر لیا برانہ کي طرف سے مانٹي نیگروي فوج نے تعرض کیا مگر شکست کھا کے بھاگ گئي -

---

شرکۃ عثمانیہ کو ۳۰ اکتوبر کو ذیل کا تار موصول هوا هے :

" سپہ سالار عام کے وکیل نے میدان جنگ سے لکھا هے کہ عثماني فوج نے (جو اسوقت متیور رفتزا میں هے) دشمنوں پر حملہ کیا عثماني فوج کو شاندار کامیابي هوئي دشمن کي فوج نے شنغرہ میں پناہ لي - دشمن کے مقدمۃ الجیش کے کل سواروںکا رسالہ پراگندہ اور منتشر کر دیا گیا -

---

عثماني فوج نے دشمن کے اس مقدمۃ الجیش پر (جو مار ابترمین هے) حملہ کیا - دشمن کي فوج سخت نقصان کے بعد سرائي وکمال کوي میں پناہ گزیں هوگئي -

کامل پاشا (صدر اعظم)

سرویا کے مقابلہ میں هماري کمانورا کي شاندار کامیابي کے بعد دشمن کي فوج نے سرویا اور مانٹي نیگرو کے حدود کي طرف سے قرب و جوار کے چھوٹے چھوٹے دیہاتوں پر حملے کیے جسمیں باشندوں کو تہ تیغ کیا گیا اور مکانات جلا دے گئے لوگوں کو جب یہ خبر معلوم هوئي تو اپني جانیں بچانے کے لیے گھر چھوڑ چھوڑ کے بھاگنے لگے سرکاري ملازموں نے بھي سرکاري مکانات چھوڑ دیے ' دشمن کي فوج کو میدان خالي ملا - اس نے چھوٹے چھوٹے گاؤں پر قبضہ کرلیا ' مگر هماري شرقي فوج کي حالت اچھي هے کل هي سپہ سالار عام کے پاس سے تار آیا هے اسمیں وہ لکھتے هیں " دہ شمال قرق کلیسا میں لڑائي هوئي جسمیں دشمن کي فوج کا اسقدر سخت نقصان هوا کہ آج تک فوج کا نظام درست نہیں هوسکا - "

دانش (وزیر داخلیہ)

شرکت عثمانیہ کو یکم نومبر کو حسب ذیل تار باب عالي سے موصول هوا هے :

نائب سپہ سالار عام نے بیار حصار سے ایک تار دیا هے - اس سے معلوم هوتا هے کہ کل جنگ میں دشمن کي فوج کو سخت نقصان پہنچا ' توپخانہ کا سامان - پیادوںکے هتھیار اور دیگر سامان جنگ عثماني فوج کو غنیمت میں ملا -

کامل (صدر اعظم)

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحکیم)

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

نمبر ۲۰ — کلکتہ : چہارشنبہ ۱۷ ذی الحجہ ۱۳۳۰ ہجری — جلد ۱

Calcutta: Wednesday, November 27, 1912.

فی پرچہ ساڑھے تین آنہ

آئندہ نمبرون کیلئے جو تصویرین طیار مین

(آن مین سے بعض کی فہرست)

(* مشاهیر *)

(۱) امیر عبدالقادر الجزائری

(۲) ابوالاحرار مدحت پاشا

(۳) شیخ احمد السنوسی

(٤) سید ادریسی امام یمن

(۵) امیر علی پاشا بن عبدالقادر الجزائری

(٦) امیر عبدالقادر ثانی بن امیر علی پاشا

(۷) هزایکسلنسی محمود شوکت پاشا

(۸) ادهم پاشا کمانڈر طبروق

(۹) ڈاکٹر کریم ثباتی بک (بنغازی)

(۱۰) بک باشی فتحی بک سابق نائب قنصل (تیونس)

(۱۱) سولہ برس کی عمر کا ایک عثمانی مجاهد

(۱۲) قسطنطنیہ کی موجودہ وزارت

(۱۳) ایرانی مجاهدین کا ماتم سرا

(۱٤) ایرانی مجاهدین کا حملہ

(۱۵) احمد خیری بک

(۱٦) طرابلس کا ممبر پارلیمنٹ فرهاد بک اور شیخ القبائل عرب

(مناظر جنگ)

(۱۷) طرابلس مین مسیحی تہذیب کے چار خونین مناظر

(۱۸) اٹالین هوائی جہاز ... مین کو کیمپ پر کاغذات پھینک رهے هین

(۱۹) طبروق ... معرکہ

(۲۰) ... رت پر گولہ باری

(۲۱) بیروت بنک کی شکستہ دیوارین

[۲۲] [روڈس] مین اٹلی کا داخلہ

[۲۳] طرابلس مین اٹالین کیمپ

[۲٤] اٹالین کیمپ کی عدالت مین عرب مجرم

[۲۵] مجاهدین کی عورتین اور بچے میدان جنگ مین

(ایران)

[۲٦] تبریز مین روسی لشکر کی لعنت

[۲۷] اذر بائجان مین روسی داخلہ

[۲۸] ایران کی سرداران قبائل

(مراکش)

[۲۹] مراکش مین فرانسیسی درندونکا کشت و خون

[۳۰] طنجہ مین قبائل کا حملہ

[۳۱] فاس کا قصر حکومت

(عام مناظر رتصاویر)

[۳۲] عثمانی پارلیمنٹ کا افتتاح

[۳۳] سلطان المعظم پارلیمنٹ مین

[۳٤] عید دستور

[۳۵] [روڈس] کی بعض مناظر

[۳٦] ڈاردنیلز کا ایک منظر

[۳۷] [هلال احمر] مصر کا گروپ

[۳۸] فرانس کی [هلال احمر] کا طبی وفد

* * *

[۳۹] [قونیہ] مین ایک اسلامی اثر قدیم کا انکشاف

[٤۰] سنہ ۷۰ هجری کی ایک تحریر کا عکس

[٤۱] حکیم مومن خان .. مومن ..

[٤۲] نواب ضیاء الدین خان .. نیر ..

[٤۳] مرزا [صائب] کی دستخطی دیوان کا ایک صفحہ

[٤٤] مرزا غالب کا ایک دستخطی خط

[٤۵] [بہادر شاہ] کا بستر مرگ

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

Al-Hilal,
Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam Azad
7-1, MacLeod street,
CALCUTTA.

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

Yearly Subscription, Rs. 8.
Half-yearly „ „ 4-12.

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۱ | کلکتہ : چہارشنبہ ۱۷ ذی الحجہ ۱۳۳۰ ہجری | نمبر ۲۰
Calcutta: Wednesday, November 27, 1912.

فہرس

افسوس اور تعجب ہے کہ اس وقت تک ہم بدھ کے تار کے نہایت اضطراب کے ساتھہ منتظر رہے ، مگر ابتک کوئی خبر نہیں آئی - غالباً اسکا سبب یہ ہوگا کہ کوئی اہم واقعہ پیش نہیں آیا - اگر رسالے کے ڈاک میں پڑنے کے وقت تک بھی آگئی ، تو روز اسے ضمیمے میں داخل کرکے فوراً ہر پرچے کے اندر رکھدی جاے گی - اگر اشاعت کے بعد آئی جب بھی انشاء اللہ علیحدہ ضمیمے کی صورت میں تمام خریداروں تک پہنچادی جاے گی - صرف کے طرف سے ہماری آنکھیں بند ہیں ، اور جب تک اپنے بس میں ہے بند رہی گی -

شذرات

کفر از کعبہ یہ کیا قیامت ہے کہ علی گڈہ میں ہندوستان سے باہر کی ایک جنگ کی نسبت جلسہ منعقد کیا گیا ، اکثر ارکان کالج اور مقامی ٹرسٹی اسمیں شریک ہوے ، اور یہاں تک اس پیمان شریعت کے عہد شکنوں کا عدوان بڑھا کہ علانیہ چندے تک ترکوں کے لیے دیے گیے : اقتربة الساعة وانشق القمر :

چو کفر از کعبہ بر خیزد ، کجا ماند مسلمانی ؟

بدعتوں کو اب کیا رویے کہ کفر تک نوبت پہنچ گئی ہے - حیران ہیں کہ نصوص قطعیہ اور دلائل صریحۂ شرعیہ کی یہ علانیہ خلاف ورزی کیونکر روا رکھی گئی ؟ افسوس ! آج کوئی نہیں جو گمرا ہان راہ کی رہنمائی کرے زیادہ حسرت اسپر ہے کہ ابھی کچھہ ایسا زمانہ بھی انحطاط و تنزل کا نہیں گذرا ہے ، صدر اول کے صحبت یافتہ - بحمد للہ - اب تک موجود ہیں ، اور متبعان سنت اولین کی بھی بظاہر کمی نہیں :

هست مجلس بران قرار کہ بود !
هست مطرب بران ترانہ هنوز !

تہذیب الاخلاق کی اشاعت اول میں سید صاحب مرحوم نے ایک مضمون " شیخ الاسلام " کے عہدے اور اسکے اختیارات کی نسبت لکھا تھا ، اس میں لکھتے ہیں کہ "ہندوستان کے مسلمانوں کا مذہباً یہ فرض ہے کہ اپنے پادشاہ کے ہمیشہ تابع رہیں ، گو وہ ترکوں کے ساتھہ کیسی ہی ہمدردی رکھتے ہوں اور گو ترکی میں اور خود قسطنطنیہ میں کچھہ ہی ہوا کرے "

سنہ ۹۷ میں جب ترکی نے یونان پر فتح پائی تو بمبئی کے مسلمانوں نے کہ مسلمان تھے اسلیے مسلمانوں کی فتح اور کفار کی ہزیمت سے خوش ہوتے تھے سلطان المعظم کی خدمت میں مبارک بادی کا ایک تار بھیجا ، اسپر سید صاحب کو اسقدر غصہ آیا

افکار و حوادث

— * —

جنگ پر ایک هفته اور گذر گیا - مستر ایسکویتهه بالقابه کي صحت مزاج کي طرف سے هم سخت مشوش خاطر هیں - نہیں معلوم فتح قسطنطنیه کے انتظار میں انکے قلب و اعصاب کا کیا حال هے ؟ ظالم ریگنر کو بھي اسي وقت خاموش هونا تھا - یه مانا که فتح مند بلغاریا نے سر دست دنیاے اسلام پر رحم فرما کر فتح قسطنطنیه کا اراده ملتوي کر دیا هے ' لیکن اگر بلغاري توپ کام نہیں دیتي ' تو کیا کمبخت ریگنر کي پنسل بھي ٹوٹ گئي هے ؟ جس طرح " باب معصیت " مسخر کر لیا گیا ' پچاس هزار ترکوں کو مچھلیوں کي طرح ایک هي جال میں گرفتار کر لیا ' سقوطري ' عسکوب ' مناستر ' اور اشقودره پر پہلے هي دن کے حملے میں قابض هو گئے ' اسي طرح ایک قسطنطنیه کے فتح کي خبر اور سہي !

یقین هے که اب تو مستر ایسکویتهه بھي همارے ساتهه لفتننت ریگنر کو کوسنے میں شریک هو گئے هونگے ' جنکے القاے روایات نے انکو ان مصائب عظیمه سے دو چار کیا -

---

هل انبئکم علی من تنزل الشیاطین ؟ تنزل علی کل افاک اثیم ' یلقون السمع و اکثرهم کاذبون ' الشعراء یتبعهم الغاؤن ' الم تر انهم في کل واد یهیمون ' و انهم یقولون ما لا تفعلون (۱۹ : ۲۲۱)

میں تم کو بتلاؤں که کس پر شیطان اُترتے هیں ؟ هر جھوٹے اور شریر روح پر اُترتے هیں ' شیطان (نامه نگاران جنگ) سني سنائي بات اُن پر القا کر دیتے هیں ' اور اُنمیں سے اکثر تو نرے جھوٹے هي هوتے هیں - یه شاعر (آجکل کے انشا پرداز نامه نگار) سچي باتیں کیا کہیں گے ' وه تو خود گمراهوں (محکمهٔ احتساب اخبار یا باغاري افسروں) کے پیرو هیں ' اور کیا تم نہیں دیکھتے که یه لوگ (اپني کذب افرینیوں کے) میدانوں میں سر گردان پڑے پھرتے هیں ' اور ایسي باتوں کا دعوا کرتے هیں ' جو فعل میں نہیں لاتے ؟ (مثلاً فتح قسطنطنیه)

افسوس هے که مستر ایسکویتهه کي امیدوں کا آفتاب بظاهر همیشه کیلیے ڈوب گیا ' حالانکه وه ایک ایسي حکومت کے وزیر اعظم هیں ' جسکے اندر آفتاب کبھي نہیں ڈوبتا - اب آپ تمسخر اڑائیے ' انکي آرزؤں پر هنسیے ' جو جي میں آے کیجیے - جب زمانے هي نے انکي طرف سے منهه موڑ لیا ' تو اب اوروں کا شکوه فضول هے - مصیبت جب آتي هے تو تنہا نہیں آتي ' فتح قسطنطنیه کا انتظار هي کیا کم تھا ' که فلک بے مہر نے اور چرکے لگانے شروع کر دیے - جب تک انهوں نے " باب معصیت " میں قدم نہیں رکھا تھا ' اس وقت تک ریگنر کے سوا اور سب کي زبانیں گویا سي دي گئي تھیں ' لیکن انکا نکلنا تھا که اب چاروں طرف سے [illegible]وں کي بوچھاڑ شروع هو گئي - جو اٹھتا هے ' بغیر خنجر و سنان کے [illegible] هي نہیں کرتا - ایک صاحب خبر سناتے هیں که تین میل تک علم برداران صلیب کي لاشیں هي لاشیں پڑي هیں ' ایک اور ظالم آتا هے اور شتلجا کے حسرت انگیز مسیحي ماتم کا افسانه [illegible] هے ' ٹائمز کے نامه نگار نے بھي آنکھیں بدل لي هیں ' اسکے پاس بھي مستر ایسکویتهه کو سنانے کیلیے اب ناظم پاشا کے نا قابل تسخیر توپ خانوں کے نقشے هي رهگئے تھے ' اور پھر سب سے زیاده جگر شگاف حادثه تو یه هے که غیروں کي شکایت کیا کیجیے که جن اپنوں پر ناز تھا ' انهوں نے هي کمر توڑ دي - کہاں تو جرمني کي فتح مندیوں کے ساتهه قسطنطنیه کو فرانس بنا کر مسخر کرنے کي بشارت عظمے ' اور کہاں صوفیا میں اسکا علانیه اقرار که اب جنگ جاري نہیں رکھي جا سکتي اور قسطنطنیه ایک طرف ' فتح ایڈریا نوپل کا بھي اراده ملتوي !

کیا شکوه تم سے ' روییے اپنے نصیب کو !

کیا عجیب منظر هے ! دو طرف دو جماعتیں اپنے دل هي دل کے اندر کسي چیز کا انتظار کر رهي هیں - اگر یورپ فتح قسطنطنیه ' یا بالفاظ دیگر اسلام کي یورپ سے جلا وطني کا منتظر هے ' تو هم بھي اپنے دلوں کے اندر کسي انتظار کي بے چیني رکھتے هیں - پھر دیکھنا هے که نیرنگ ساز قدرت کس کے انتظار کو پورا کرتا هے ' اور کس کي امیدوں کو قائم رکھتا هے ؟ قد کان لکم ایة في فئتین التقتا ' فئة تقاتل في سبیل الله ' واخري کافرة یرونهم مثلیهم راي العین ' والله یؤید بنصره من یشاء ' ان في ذالک لعبرة لا ولي الابصار (۳ : ۱۱)

هم نے اپني کلکته کي تقریروں میں سے ایک تقریر بصورت تحریر شائع کر دي تھي - اسکے دوسرے نمبر میں بعض اُن منافقین و ملحدین حال کا ذکر کیا تھا ' جنهوں نے گذشته چالیس سال کے اندر همیشه خلافت اسلامي ' اور اتحاد بین الملي کے اثر کو مٹانے کیلیے شیاطین یورپ کا اتباع کیا هے ' اور علانیه کہا هے که همیں ترکوں کي حکومت سے کوي تعلق نہیں - یه ایک بات تھي جو هم نے کہدي ' مگر هم دیکھتے هیں که بعض حلقوں میں ایک عجیب بد حواسي پھیل گئي هے - گمنام خطوں کے علاوه ایک صاحب نے بڑي شجاعت کے ساتهه اپنا اسم گرامي بھي ظاهر کیا هے ' اور لکھتے هیں که آپنے جو کچهه لکھا هے یه (حضرات علي گڈه) کي نسبت هے -

---

قران کریم نے اپنے نزول کے وقت روساے منافقین کي بعض علامتیں بتلائي تھیں ' مثلاً :

و اذا رایتهم تعجبك اجسامهم وان یقولوا تسمع لقولهم کانهم خشب مسندة ' یحسبون کل صیحة علیهم - (۶۳ : ۴)

اور اگر تم انکي ظاهري ڈیل ڈول کو دیکھو تو نہایت نظر فریب اور موثر نظر آئیں ' اور جب بات کریں تو اس طمطراق سے ' که تم بڑي دلچسپي سے سنو تمهارے سامنے اس طرح جم کر اور ٹیک لگا کر بیٹھتے هیں ' گویا لکڑیوں کے کندے هیں جو کسي سهارے کھڑے کر دیے گئے هیں ! اور پھر یه بھي انکي ایک خاص علامت هے که جب بات کیجیے ' تو هر زور کي آواز کو سمجھتے هیں که انهي کو للکارا !

آجکل کے منافقین مسلمین پر بھي ان تمام علامتوں کو ایک ایک کرکے منطبق کر لیجیے ! انکي وضع و قطع کیسي شاندار اور قیمتي هے که خواه مخواه نظروں میں کھب جاتي هے ' باتیں سنیے ' علی الخصوص اُسوقت کي ' جب مسائل قومیه و اصلاحیه میں رطب اللسان هوں ' تو معلوم هوتا هے که دلوں کي باگیں انهیں کے هاتهه میں هیں -

پھر جب کانفرنسوں کے اسٹیجوں پر سرگرم سامعه نوازي هوتے هیں اور پتلوں کي جیب میں هاتهه ڈالکے کسي پر زور جملے کو ادا کرنے کے بعد تنکے کھڑے هو جاتے هیں ' تو واقعي معلوم هوتا هے که " کانهم خشب مسندة "

که انہوں نے علي گڈہ انسٹیٹوٹ گزٹ میں (یعنے یہي آجکل کے انسٹیٹوٹ گزٹ میں) ایک مضمون لکھا ' جسمیں اس حرکت کو "خفیف الحرکتي" سے تعبیر کیاتھا ' نیز لکھا تھا که هم کو صرف اپني گورنمنٹ سے سرو کار رکھنا چاهیے اور جو کچھه کرنا چاهیے اسکي رضا اور حکم سے ' بمبئي کے مسلمانوں کو هرگز نہیں چاهیے تھا که تاج برطانیه کے محکوم هوکر ترکي کو مبارک باد دیں -

اس پرچے کي تاریخ اشاعت دفتر " چودهویں صدي " کے ریکارڈ سے ملسکتي هے -

سنه ۱۹۰۵ میں انگریزي گورنمنٹ نے ترکي سے باسم مصر (طابه) حاصل کر لینا چاها ' اور نوبت یہاں تک پہنچي که جنگي بیڑوں کو حرکت دیدي گئي ' اسپر هندوستان کے اکثر مقامات میں مسلمانوں نے جلسے کیے اور رزولیوشن پاس کیے که برطانیه کي روش انکے لیے سخت دل آزار هے ' علي گڈه میں بھي بعض لوگوں نے ایک جلسه کردیا - جلسے کي جب کارروائي چھپي ' تو بزرگان علي گڈه کو کھٹکا هوا که علي گڈه کے نام سے کہیں یه نه سمجھه لیا جاے که وابستگان کالج بھي خدا نخواسته اس کفر میں شریک هیں - فوراً مقامي ارکان کي ایک کمیٹي منعقد هوي اور انکار و تبري کا ایک تار پاینیر میں چھاپا گیا -

اس زمانے میں میں وکیل کا ایڈیٹر تھا - میں نے اسکي نسبت ایک نوٹ لکھا ' لیکن خدا بخشے نواب محسن الملک مرحوم اسقدر براشفته خاطر هوے که علي گڈه گزٹ میں " کالج کے نادان دوست " کے نام سے وکیل کے جواب میں ایک پر غضب مضمون لکھا اور اسمیں سید صاحب کے مضامین کے اقتباسات دیکر ثابت کیا که هم مسلمانوں کو ترکوں کے معاملات اور خلافت اسلامي سے کوئي تعلق نہیں هونا چاهیے - پھر ایک خط میں مجھے بمبئي سے لکھا که "هماري تیس برس کي کمائي کو تم لوگ چاهتے هو که غارت کردو "

اسکے بعد متواتر دو پمفلٹ بھي اردو اور انگریزي میں اس مسئله کي نسبت شائع کیے ' اور ان میں غالباً یه بھي لکھا که سواے چند غیر ذمه دار اور ناقابل عزت مسلمانوں کے اور کوئي معقول اور تعلیم یافته مسلمان ترکوں کے ان معاملات سے دلچسپي نہیں رکھتا -

یه هیں علي گڈه کے نصوص شرعیه اور قدماے شریعت کي تعلیمات و تلقینات ' پھر آج کیا هوگیا هے که ان تمام روایات کو بھلاکر اور اپني ثقیل الوزن پالیسي کو فراموش کرکے سب کے سب "خفیف الحرکتي" میں مبتلا هو رهے هیں ؟

کیا اسلیے که اگر ایسا نه کریں تو قوم هاتھه سے نکل جاے گي ؟ کیا اسلیے که تیس برس تک جس لیڈري کے تخت جلال و جبروت پر جبراً قبضه رکھا گیا هے ' اب اسکے پاے هلنے لگے هیں ؟ اگر یہي خیال هے تو یقین کرلیں که الحمد لله قوم تو اب انکے هاتھه سے گئي ' تیس برس تک اسکو احمق بننا تھا سو بن چکي ' اور کب تک احمق بنے گي ؟ اب اس لیپ پوت سے کچھه حاصل نہیں هوسکتا لوگوں کي آنکھیں کھل چکي هیں ' اور وہ سب کچھه دیکھا جارها هے ' جسکو آنکھوں پر پٹي باندھه باندھه کر تاریکي میں رکھا جاتا تھا - زمانے سے لڑنا لاحاصل هے ' اور اب زمانے هي نے دوسري راہ دکھلا دي هے -

لیکن سب سے زیاده دلچسپ اور قابل غور سوال یه هے که وایسراے هند کے چنده دینے سے پہلے یه حضرات کس کونے میں دبے بیٹھے تھے؟ کیوں دلوں کي طرح زبانوں پر بھي مہر لگ گئي تھي ؟ یه قوم کے لیڈر هیں ' اور ترکوں کي مدد اب اس درجه ضروري هے که دو وقت کے کھانے کي بھي قیمت دیدینے کا مشورہ دیا جارها هے ' پھر کیا انکا فرض نه تھا که به حیثیت لیڈر هونے کے سب سے پہلے باهر نکلتے اور اپني قوم کو اس طرف دعوت دیتے ؟ یه کیوں هے که ادهر حضور وایسراے کے چندے کي خبر مشتہر هوئي ' اور ادهر علي گڈه کو بھي یاد آگیا که بلقان کي وادیوں میں ایک جنگ برپا هے ؟

کلکته میں عید اضحے

امسال کلکته میں عید اضحے کي نماز جس اجتماع عظیم اور وحدت و جمعیت کے ساتھه پڑھي گئي ' وہ ایک ناقابل فراموش واقعه تھا -

یه عجیب بات هے که نماز عیدین کے متعلق اصل حکم ' سنت نبوي ' اور عام رسم ' تینوں باتیں اسکي موید هیں که شہر سے باهر کسي میدان یا صحرا میں ایک هي جماعت کے ساتھه ادا کي جائیں مگر بعض شہروں میں مسجدوں کے اندر پڑھنے کا رواج هوگیا هے ' اور اسکي وجه سے مسلمانوں کي اجتماعي قوت و وحدت کو نقصان عظیم پہنچ رها هے -

کلکته میں تقریباً سوله ستره برس سے حضرت والد مرحوم قلعه کے میدان میں اپني جماعت کے ساتھه نماز عیدین ادا کرنے کي بنیاد ڈال چکے تھے ' اور انکے بعد یه عاجز بھي همیشه اپنے هزارها اخوان طریقت کے ساتھه وهیں نماز ادا کرتا رها ' لیکن بد قسمتي سے مسجدوں میں نماز پڑھنے کي رسم اسطرح پڑگئي تھي که جب کبھي اور لوگوں کو اس طرف توجه دلائي گئي ' تو بہت کم لوگ ایسے نکلے جنھوں نے اس سنت اصلي کے احیا کو ضروري سمجھا هو ' مگر الحمد لله امسال مصائب اسلامي کا ایک عمده نتیجه یه نکلا که تمام لوگ ایک جماعت کے ساتھه میدان قلعه میں نماز پڑھنے کیلئے مستعد هوگئے اور باوجود قلت وقت اشاعت ' بلا مبالغه ایک لاکھه سے زیاده مسلمانوں کي جماعت نے ایک هي جگہه ' اپنے ایک هي خدا کے آگے سر نیاز خم کیے -

اس سے پہلے اس عاجز کي جماعت کے علاوہ میدان قلعه میں حضرات اهل حدیث کي بھي ایک جماعت مخصوص هوا کرتي تھي ' لیکن یه کیسا مسرور کن منظر تھا که انکے تمام اهلحدیث نے بھي بلا کسي ادنے اختلاف کے اپني علحده جماعت کو ترک کردیا ' اور سب نے ایک جماعت کے ساتھه پورے اتحاد و یک جہتي کے ساتھه نماز ادا کي !

هم نے دیکھا که جسقدر اهلحدیث جماعت میں موجود تھے سب نے نہایت اطمینان اور دل جمعي کے ساتھه سینے پر هاتھه باندھے ' رفع یدین کیا ' اور اس زور کے ساتھه آمین کي صدا بلند کي که مسجد نبوي کے گونج اٹھنے کي روایات صحیحه سامنے آگئیں (۱) هم نے سونچا که آج ایک لاکھه حنفي یہاں موجود هیں ' مگر کوئي اسپر برهم نہیں هوتا ' کوئي نماز توڑ کر مارنے کیلئے آستین نہیں چڑھاتا - یه کیا بات هے ؟

اصل یه هے که آپکے اندر جوش و خروش اور دفع و مقاومت کي قوتیں موجود هیں ' جب انکے صرف کرنے کیلیے کوئي اصلي مصرف آپ تجویز نہیں کرتے ' تو یقیناً باهمي جنگ و جدال هي میں خرچ هونگي ' کیونکه وہ نابود نہیں هو سکتیں - لیکن اگر کوئي سب پر چھا جانے والا ' اور پوري قوم کے جذبات کو جلب کرنے والا مصرف انکے لیے سامنے آجاے ' تو پھر انکو باهمي اختلافات میں ظاهر هونے کي مہلت هي نہیں ملے گي - مذهب اور سیاست ' دونوں کا یہي حال هے -

---

(۱) یه اشاره هے ابن ماجه کي اس حدیث کي طرف ' جس کو ابو هریره نے روایت کیا هے که " اذ قال غیر المغضوب علیهم ولضالین ' قال امین ' حتی یسمعها اهل الصف الاول فیرتج بها المسجد " -

۲۷ نومبر ۱۹۱۲

— * —

عید اضحی

— * —

الله اکبر! الله اکبر! لااله الا الله و الله اکبر!
الله اکبر! و لله الحمد !!

(۲)

اسوۂ ابراهیمي (۱) و حقیقت اسلامي ' ذهاب الی الله ' و جهاد في سبیل الله

— * —

فلما اسلما و تله للجبین و نادیناه ان یا ابراهیم ' قد صدقت الرویا انا کذلک نجزي المحسنین - ان هذا لهو البلاء المبین ' و فدیناه بذبح عظیم ' و ترکنا علیه في الاخرین ' سلام علي ابراهیم - (۳۷ - ۱۰۴)

— * —

(۲)

یہي سبب ہے کہ حضرت ابراهیم کي هر بات " اسلام " تهي ' حقیقت اسلامي میں انکا وجود اسطرح فنا هو گیا تها ' کہ خود انکي کوئي هستي باقي نہیں رهي تهي - جبکہ ستاروںکي عجیب و غریب روشني انکے سامنے آئي ' چاند کي دلفریبي نے انکو آزمانا چاها ' اور سورج اپني سطوت و عظمت سے چمکا تاکہ انکي فطرة کو مرعوب کرسکے تو " اسلام " هي تها ' جس نے اندر سے صدا دي کہ " اني لا احب الافلین " [میں فنا پذیر هستیوں کو دوست نہیں رکهتا]

انی وجهت وجهي للذي فطر السموات و الارض حنیفا ' وما انا من المشرکین (۶ : ۷۹)

میں هر طرف سے کٹ کر صرف اس ایک هي ذات کا هوگیا هوں جس نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا ' الحمد لله کہ میں مشرکوں میں سے نہیں هوں [اور اسي طرح هم نے

و کذالک نری ابراهیم ملکوت السماوات و الارض ' و لیکون من الموقنین (۶ : ۷۵)

ابراهیم کو آسمان و زمین کے مناظر و عجائب دکهلائے ' تاکہ وہ کامل یقین کرنے والوں میں سے هوجائے -]

انهوں نے جب آنکهہ کهولي ' تو انکي چاروں طرف بت پرستي کے مناظر تهے - انهوں نے خود اپنے گهر کے اندر جس کسي کو دیکها ' اسکے هاتهہ میں سنگ تراشي کے اوزار ' اور بتوں کے ڈهانچے تهے ' وہ کالدیا کے بازاروں میں پهرے ' مگر جس طرف دیکها ' بتوں کے آگے جهکے هوے سر تهے ' اور جس طرف کان لگایا ' خدا فراموشي کي صدائیں آرهي تهیں - پهر وہ کونسي چیز تهي ' جس نے تمام اُن چیزوں سے هٹا کر ' جو آنکهوں سے دیکهي اور کانوں سے سني جاتي هیں ' انکے دل میں ایک ان دیکهے محبوب کے عشق کي لگن لگا دي ؟ اور ایک ان سنے نغمے کي تلاش میں انکے سامعہ کو آوارہ کردیا ؟ انکے سامنے تو بتوں کي قطاریں تهیں جنکو انکي آنکهیں دیکهتي تهیں ' پهر وہ کون تها ' جو انکے اندر بیٹها هوا خداے قدوس کو دیکهہ رها تها ' اور اس قدرتي جوش و قوت کے ساتهہ ' جو کسي بلندي سے گرنے والے آبشار ' یا کسي زمین سے ابلتے هوے چشمے میں هوتا ہے ' انکي زبان سے فاطر السماوات و الارض کي یہ شهادت دے رها تها ؟

الذي خلقني فهو یهدین و الذي هو یطعمني و یسقین ' واذا مرضت فهو یشفین ' و الذي یمیتني ثم یحیین ' و الذي اطمع ان یغفرلي خطیئتي یوم الدین (۲۶ : ۷۸)

وہ ' جس نے مجهکو پیدا کیا اور پهر هدایت کي راهیں کهولدیں ' وہ ' کہ بهوکا هوتا هوں تو کهلاتا اور پیاسا هوتا هوں تو پلاتا ہے - اور وہ ' کہ جب اپني بد اعمالیوں سے بیمار پڑتا هوں تو اپني رحمت سے شفا دیدیتا ہے - جو موت کے بعد حیات بخشیگا ' اور جسکي رحمت سے امید رکهتا هوں کہ قیامت کے دن میري خطاوں سے درگذر کریگا -

اور پهر یہ کیا تها کہ جبکہ انکا سنگ تراش چچا ' پتهروں سے پرستش کي صورتیں بناتا تها ' تو بے اختیار انکے زبان سے نکلتا تها کہ انني براء مما تعبدون :

و اذ قال ابراهیم لابیه و قومه انني براء مما تعبدون ' الا الذي فطرني ' فانه سیهدین (۴۳ : ۲۵)

اور جب ابراهیم نے اپنے باپ اور اپني قوم سے کہا کہ تم جن بت پرستیوں میں مبتلا هو ' مجهے اس سے کوئي سروکار نہیں البتہ مجهکو اس ان دیکهي ذات سے سروکار ہے جس نے میري خلقت بنائي اور یقین ہے کہ وهي مجهپر اپني راہ کهولدے گا -

در اصل یہ وهي " حقیقت اسلامیه " تهي ' جس نے انکے وجود کو آنے والي امتوں کیلئے " اسوۂ حسنه " بنا دیا تها ' اور جسکي وصیت انهوں نے اسحاق اور اسماعیل (علیهما اسلام) کو کي ' اور پهر انهوں نے یعقوب کو ' اور اسکے بعد نسلا بعد نسل سلسلۂ ابراهیمي میں منتقل هوتي رهي :

و وصی بها ابراهیم بنیه و یعقوب ' یا بني ان الله اصطفی لکم الدین فلا تموتن الا و انتم مسلمون (۲ : ۱۲۶)

اور یہي اسلام تها ' جسکي وصیت ابراهیم اپني اولاد کو کرگئے اور پهر یعقوب بهي ' کہ اے فرزند ! الله نے تمکو اس دین اسلام سے ممتاز فرمایا پس تم زندگي بهر اسي کي تعلیم دیدا اور جب مرنا تو اسي طریقہ پر مرنا -

یہي حقیقت وہ " روح اعظم " تهي ' جو آدم کے کالبد میں پهونکي گئي :

ونفخت فیه من روحي — اور خدانے آدم میں اپني " روح " پهونکي

اور یہي وہ روح الهي ہے ' جو شریعت ابراهیمي سے منسوب هو کر سلسلۂ ابراهیمي کي آخري امت ' یعنے امت مرحومہ میں ظهور کرنے والي تهي ' اور جسکے یوم ظهور کي ایک رات ' ایام الهد کے گذشتہ هزاروں برسوں پر افضلیت رکهتي تهي :

---

(۱) " اسوہ " کا لفظ اس مضمون میں بار بار آیا ہے ' اسلیے اسکا صحیح مطلب سمجهہ لینا چاهیے (امام راغب) مفردات میں لکهتے هیں : " الاسوہ و القدوہ ' والقدوة الحالة التي یکون الانسان علیه في اتباع غیرہ ' ان حسنا وان سماء ' ویقال تاسیت به ' اي اقتدیت به " (یعنے لفظ " اسوہ " مثل قدوہ کے ہے ' اور قدوہ اس حالت کو کہتے هیں ' جس کو کسي دوسرے میں دیکهکر ' انسان اسکي پیروي کرے ' خواہ وہ اچهي هو یا بري ' چنانچہ کہتے هیں کہ " تاسیت به " یعنے میں نے اسکي پیروي کي) پس اسوہ سے مقصود ایسي پیش نظر حالت ہے ' جسکي پیروي اور متابعت کي جاے ' هم نے اسکا ترجمہ " نمونہ " کر دیا ' کیونکہ اردو میں اور کوئي لفظ اس مفهوم کیلیے ذهن میں نہیں آیا - معلوم نہیں شاہ صاحب نے کیا ترجمہ کیا ہے ' عجلت تحریر میں انکے ترجمہ کے نکلوانے کي مهلت نہیں ملي -

آخري علامت یه بتلائي هے که کوئی بات بهی زور کے ساتهه کهئیے ' وه سمجهینگے که همارے هی طرف اشارا هے ' اس علامت کے انطباق کا کوئي تجربه ابتک نہیں هوا تها ' مگر ان خطوط نے ثابت کردیا که یه علامت بهی بلا ادنے اختلاف کے ٹهیک ٹهیک منافقین حال پر راست آتی هے - فالحمد الله علی ذالک -

---

لیکن کیوں جناب ! میں نے تو ایک ٹوپي طیار کی تهی ' آپ اپنا سر کیوں ناپنے لگے ؟ مجکو تو صرف اسکي شکایت تهی که روئي کي ایک گٹهري چوري گئي هے ' مجهے اسکي کیا خبر که آپکي ڈاڑهي میں روئي کے گالے چمٹ کے رهگئے هیں ؟ اگر یه ٹوپي جناب کے سر مبارک پر اس طرحه ٹهیک آ گئي هے که :

جامۂ بود که بر قامت او دوخته بود

تو مجهے آپ سے چهین کر کسي دوسرے کو دینے کي کوئي ضرورت نہیں -

امسال علي گڈه کانفرنس کے اجلاس لکهنو کے ساتهه زنانه مصنوعات کي نمایش بهي هوگی ' اور معلوم هوتا هے که غیر معمولي اهتمام سے اسکا سامان کیا جارها هے - جن صاحبوں کو چیزیں بهیجني هوں ' وه مسٹر محمد عربي بیرسٹرات لا لکهنو کے پتے سے جلد بهیجدیں - نمایش کے متعلق کاغذات آئے هیں ' مگر همیں آجکل ان چیزوں کے دیکهنے کي مهلت کہاں ؟ :

مرا که شیشۂ دل در زیارت سنگ ست
کجا دماغ مئے ناب و نغمۂ چنگ ست

الحمد لله که همارے مخدوم دوست جناب مولانا سلیم کے زیر محرري (مسلم گزٹ) اپنے محاسن معنوي میں روز بروز ترقي کررها هے - آجکل عربي اخبارات کے ترجمے ' اور جنگ کي هرطرح کي خبروں کا جسقدر ذخیره اسمیں جمع کیا جاتا هے ' اسکي نظیر کسي اخبار میں نہیں ملسکتي - ایڈیٹوریل نوٹس کا حصه بهي اس قدر بڑها دیا گیا هے که گویا تمام تر ایڈیٹوریل هوتا هے - اسپر قیمت نہایت معمولي - یعنے صرف دو روپیه باره آنے - ناظرین الهلال میں سے جو صاحب اب تک اسکے خریدار نہیں هیں ' انهیں هم صداقت کے ساتهه مشوره دیتے هیں که ضرور خریدلیں -

---

رائٹ انریبل سید امیر علي نے تار دیا هے که ابکے لیگ کے قصے کو موقوف کرو ' میں نہیں آسکتا ' روپیه جو تم نے مصارف سفر کے لیے بهیجا هے ' کهو تو واپس کردوں -

لیکن ارکان لیگ کہتے هیں که یه ممکن نہیں ' ابکے اگر لیگ نہیں هوئي تو پهر کبهي بهي نہیں هوگي ' کیونکه بہت سے " اهم معاملات " درپیش هیں -

یا سبحان الله ! لیگ کو بهي " اهم معاملات " کے خواب آیا کرتے هیں ! پچهلے کئي برسوں کے اندر جو اهم معاملات انجام دیے گئے هیں ' وه تو همارے حافظے نے ابهی بهلائے نہیں ' دیکهیے ابکا موسم بہار کیسا گذرتا هے ؟ غالباً اهم معاملات سے مقصود یه هوگا که کوئي مسلمان جج ریٹائر هونے والا هے ' اسکي کرسي پر دوسرا بوجهه بهي ایک مسلمانان نام هي کا هو - یا پهر سال بهر کے عطیات و مراحم گونا گوں کے شکریوں کي فهرست طویل هوگي ' جسکي تحریک وتائید کے خانے بهرنے هونگے - اور اگر یه دونوں نہیں ' تو پهر اس رزولیوشن کا پیش کرنا مقصود هوگا که " جنگ بلقان میں جو سعي مشکور صلح و اصلاح کے لیے گورنمنٹ عالیه نے بکمال مراحم خسروانه انجام دي هے ' اسکے لیے تمام مسلمانان هند کي یه قائم مقام پولیٹکل مجلس سجدۂ تحیة بجالانے کا فخر حاصل کرتي هے "

جو مرگیا هے ' اب اسکو اٹهنے کي زحمت مت دو - اسکي آخري خدمت تمهارے ذمے یہی هے که جس قدر جلد هوسکے ' اسے دفن کردو - علیگڈه کا ایوان غلامی اب دوباره تعمیر نہیں هوسکتا ' مسلمانوں کا چهل ساله پالٹیکس اب مرچکا هے ' اسکو دفن کردینا هی بهتر هے نئی روحیں پیدا هوتي هیں ' مگر قبر سے نکل کر کبهی کوئي واپس نہیں آیا -

---

بڑے مزے کی بات یه هے که لیگ کی طرف سے ایک نہایت بلیغ اور انشا پردازانه تار شائع کیا گیا هے ' جسمیں اپني مملوکه قوم کو حکم دیا گیا هے که ترکوں کیلیے چنده دو ! گویا مسلمان لیگ کے حکم کے انتظار میں بیٹهے تهے ' که کب فرمان عالي شائع هوتا هے اور همیں چنده جمع کرنے کي اجازت ملتی هے -

چونکه حضور ویسرائے کے چندے کي نص قطعي هاتهه آگئي هے ' اسلیے اب علی گڈه میں بهی " خفیف الحرکتي " هو رهی هے ' لیگ کے بهي فرا میں شائع هو رهے هیں ' اور لکهنو کے جلسے میں بهي رقمیں لکهوائي جا رهي هیں : -

یخادعون الله والذین امنوا ' وما یخدعون الا انفسهم وما یشعرون (٢ : ٨)

مگر علي گڈه کالج کے طلبا نے جنگ طرابلس کے زمانے میں جس جوش اسلام پرستي و کفر دشمني کا ثبوت دیا ' اور آجکل بهي انکے جو حالات سن رهے هیں ' وه في الحقیقت همارے لیے ایک بشارت عظمے هے - اگر هم اس وقت وهاں هوتے ' تو ایک ایک طالب علم کے پاس جاتے ' اور اسکے قدموں کو بوسه دیتے - یه زندگي کي وه روح هے ' جسکو ظالموں نے برسوں تک پامال کیا ' اور ابهي ابهرنے نہیں دیا ' لیکن اب اس ازرکدے میں بت شکنوں کي کمي نہیں : و لعل الله یحدث بعد ذالک امرا

دوسرا تار هے که دول نے البانیا کو خود مختار کردینے کا فیصله کر دیا هے -

---

امیر افغانستان کے پاس سلطان المعظم کا ایک خط آیا هے جسمیں سلطان المعظم نے اپني اور قوم کي طرف سے امیر صاحب کي اس عملي همدردي کا شکریه ادا کیا هے جسکا ثبوت انهوں نے اپنے اور اپنے رعایا کے چنده سے دیا هے - جلال آباد میں ایک دربار عام منعقد کیا گیا جسمیں یه خط پڑها گیا اور مزید چنده کے لئے ایک فنڈ کهولا گیا -

---

ایک سفیر نے ریوٹر کے نامه نگار سے بیان کیا هے که دول یورپ کو صلح کے لئے جمع کرنے میں سلطنت برطانیه نے حیرت انگیز توجه ظاهر کي هے -

---

عشق آموزي کا پہلا سبق غیرت ہے ' اور یہي معنے ہیں اس آیت کریمہ کے ' کہ :

ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر مادون ذالک لمن یشاء (۴ : ۵۱)

اللہ تعالے تمارے تمام گناہوں سے درگذر کرسکتا ہے ' مگراسکو کبھي معاف نہیں کرسکتا کہ تم اسکي محبت میں کسي دوسرے کو شریک کرو -

سلطان محبت تمام گناہوں کو معاف کرسکتا ہے ' مگر اسکي عدالت میں دل کي تقسیم کا کوئي قانون نہیں ہے - آپکا دوست هزار کج ادائیاں کرے ' آپ کا دل محبت پرست اسکي شفاعت سے باز نہ آے گا ' لیکن آپ اس گوشۂ نظر سے کیونکر درگذر سکتے ہیں جو آپکي طرف نہیں ' بلکہ کسي دوسري جانب تھي ؟ آپ کسي کي آنکھوں کي بے مہري کو توگوارا کر لے سکتے ہیں ' لیکن اس خمار کو کیونکر دیکھہ سکتے ہیں جو صحبت غیر کي شب بیداریوں سے پیدا ہوا ہو ؟ اگر کبھي اس کوچے میں گذر ہوا ہے ' تو اپنے دل سے پوچھہ لیجیے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں ؟ البتہ اس مسئلہ کے سمجھنے کیلیے مدرسے سے باہر بھي کچھہ سیکھنا ضروري ہے :

کین مسئلہ در نسخۂ محمود و ایازست !

عود الی المقصود

اب میں اپنے اصل مقصد سے بہت قریب آگیا ہوں - یہي آخري حالت وہ حقیقت اصلي تھي ' جس کو آغاز مضمون سے میں " حقیقت اسلامي " کے لفظ سے تعبیر کرتا آیا ہوں ' یہي دعوت اسلام کا وہ عملي نمونہ تھا ' جس نے اسوۂ ابراهیمي کي شکل میں ظہور کیا ' یہي لفظ " اسلام " کا وہ شاهد معني تھا ' جسکے روئے مشهد آرا کو دست خلیل اللہ نے بے نقاب کر دیا ' یہي وہ لیلاے حقیقت تھي ' جسکے محمل وصال پر نفس و جان کي قربانیوں کے پردے پڑے ہوئے تھے - لیکن اس نجد خلت کے تاجدار محبت کیلیے مانع نہوسکے ' اور عشاق حقیقت کیلیے اسکي جلوہ فروشیوں کو عام کردیا ' اور یہي وہ اصل اسلامي ہے جس کو قرآن کریم اپني اصطلاح میں " جہاد في سبیل اللہ " سے تعبیر کرتا ہے ' اور کبھي " اسلام " کي جگہہ " جہاد " اور کبھي " مسلم " کي جگہہ " مجاهد " بولتا ہے ' اور پھر یہي وہ " اسوۂ حسنہ " ہے جسکي طرف وہ تمام پیروان ملۃ حنیفي کو دعوت دیتا ہے ' اور کہتا ہے کہ :

قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ في ابراهیم و الذین معہ

بیشک حضرت ابراهیم اور انکے ساتھیوں میں پیروي و اتباع کے لیے ایک بہترین نصب العین اور نمونۂ زندگي ہے -

پس قسم ہے اس خداے اسلام کي ' جس نے ابراهیم اور اسماعیل کي قرباني کو برکت بخشي ' اور اسکو مات حنیفي کیلیے اسوۂ حسنہ بنایا ' (و انہ لقسم لو تعلمون عظیم) کہ " اسلام " اور " جہاد " ایک هي حقیقت کے دو نام ' اور ایک هي معني کے لیے دو مرادف الفاظ ہیں ' اور اسلام کے معنے " جہاد " ہیں اور جہاد کے معنے اسلام ' پس کوئي هستي " مسلم " ہو نہیں سکتي ' جب تک وہ " مجاهد " نہو ' اور کوئي " مجاهد " ہو نہیں سکتا ' جب تک کہ وہ " مسلم " نہو - " اسلام " کي لذت اس بدبخت کیلیے حرام ہے ' جسکا ذوق ایماني لذت جہاد سے محروم ہو ' اور زمین پر گو اس نے اپنا نام مسلم رکھا ہو ' لیکن اسکو کہدو کہ آسمانوں میں اسکا شمار کفر کے زمرے میں ہے -

فالجہاد ! الجہاد ! الجہاد ! الجہاد في سبیل اللہ ! ایہا المسلمون الغافلون عن حقیقۃ الاسلام و الجہاد ! و اللہ اکبر ! اللہ اکبر ! لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر ! اللہ اکبر و للہ الحمد ! !

* * *

جبکہ ایک دنیا " لفظ جہاد " کي دهشت سے کانپ رهي ہے ' جبکہ عالم مسیحي کي نظروں میں یہ لفظ ایک عفریت مہیب یا ایک حربۂ بے اماں ہے ' جبکہ اسلام کے مدعیان حمایت نصف صدي سے کوشش کررہے ہیں کہ کفر کي رضا کیلیے اسلام کو مجبور کریں کہ اس لفظ کو اپني لغت سے نکال دے ' جبکہ بظاهر انہوں نے کفر و اسلام کے درمیان ایک راضي نامہ لکھدیا ہے کہ اسلام لفظ جہاد کو بھلا دیتا ہے ' کفر اپنے توحش کو بھول جاے ' اور جبکہ آجکل کے ملحدین مسلمین اور متفرنجین مفسدین کا ایک " حزب الشیطان " بے چین ہے کہ بس چلے تو یورپ سے درجۂ تقرب عبودیت حاصل کرنے کیلیے (" تحریف الکلم عن مواضعہ " کے بعد) سرے سے اس لفظ هي کو قرآن سے نکال دے ' تو پھر یہ کیا ہے کہ میں نہ صرف " جہاد " کو ایک رکن اسلامي ' ایک فرض دیني ' ایک حکم شریعت بتلاتا ہوں ' بلکہ صاف صاف کہتا ہوں کہ اسلام کي حقیقت هي جہاد ہے ' دونوں لازم و ملزوم ہیں ' اسلام سے اگر " جہاد " کو الگ کر لیا جاے ' تو وہ ایک لفظ ہوگا ' جسمیں معني نہیں ہے ' ایک اسم ہوگا ' جسکا مسمی نہیں ہے ' ایک قشر محض ہوگا ' جس سے مغز نکال لیا گیا ہے - پھر کیا میں اُن تمام اعمال مصلحین متفرنجین کو غارت کرنا چاهتا ہوں جو انہوں نے تطبیق بین التوحید و التثلیث یا اسلام اور مسیحیت کے عقد اتحاد کیلیے انجام دي ہیں ؟ وہ اصلاح جدید کي شاندار عمارتیں ' جو مغربي تہذیب و شائستگي کي ارض مقدس پر کھڑي کي گئي ہیں ' کیا دعوت جہاد دیکے میں جنود مجاهدین کو بلاتا ہوں کہ اپنے گھوڑوں کے سموں سے انہیں پامال کردیں ؟ اور پھر کیا چاهتا ہوں کہ اسلام کي زندگي کا افق ' جو حرارت حیات کي گرد سے پاک کردیا گیا تھا ' مجاهدین کي اوڑائي ہوي خاک سے پھر غبار آلود ہو جاے ؟ ؟

هاں ! اے غارتگران حقیقت اسلامي ! اے دزدان متاع ایماني ! اور اے مفسدین ملت و مدعیان اصلاح ! هاں ! میں ایساهي چاهتا ہوں ' میري آنکھیں ایساهي دیکھنا چاهتي ہیں ' میرا دل ایسے هي وقت کیلیے بیقرار ہے ' خداے ابراهیم و محمد (علیہما السلام) کي شریعت ایساهي چاهتي ہے ' قران کریم اسي کو حقیقت اسلامي کہتا ہے ' وہ اسي اسوۂ حسنہ کي طرف اپنے پیروں کو بلاتا ہے ' اسلام کا اعتقاد اسي کے لیے ہے ' اسکی تمام عبادتیں اسي کے لیے ہیں ' اسکے تمام جسم اعمال کي روح یہي شے ہے ' اور یہي چیز ہے ' جس کي یاد کو اس نے همیشہ زندہ رکھنا چاها ' اور " عید اضحی " کو یوم جشن و مسرت بنایا -

پس یہ ہے ' جسکي طرف میں مسلمانوں کو بلاتا ہوں ' پھر تمہارے پاس کیا ہے ' جسکي طرف تم هم کو دعوت دیتے ہو ؟ هل عندکم من علم فتخرجوہ لنا ؟ (اتجادلونني في اسماء سمیتموها انتم و اباؤکم ما نزل اللہ بہا من سلطان ؟) ان انتم الا تخرصون :

ام یریدون کیداً ؟ فالذین کفروا هم المکیدون ' ام لهم الہ غیر اللہ ؟ سبحان اللہ عما یشرکون (۵۲ : ۴۲)

یا انکا ارادہ مکر و فریب پھیلانے کا ہے ؟ اگر ایسا ہے تو یاد رکھیں کہ یہ منکر خود هي شیطان کے فریب میں پڑے ہیں - یا پھر خدا کے سوا انکا کوئي اور معبود ہے ؟ اگر یہي بات ہے تو یقین کرو کہ اللہ کي ذات انکے اس شرک سے پاک ہے -

لیکن " جہاد " سے مقصود کیا ہے ؟ اسکا محمل اصلي کیا ہے ؟ کیونکر اسلام کي حقیقت اور جہاد ایک ہے ؟ آغاز مضمون میں جو سوالات کیے گئے تھے انکا حل کیونکر ہے ؟ اگرچہ ان میں سے ہر سوال تفصیل طلب ہے ' اور یکے بعد دیگرے صدها مباحث پر مشتمل ' لیکن تاهم آئندہ نمبر کا انتظار کیجیے کہ چند اشارات عرض کروں فاللہ اکبر ! اللہ اکبر ! لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر ! اللہ اکبر و للہ الحمد -

انا انزلناه فی لیلة القدر ' وما ادراک ما لیلة القدر ؟ لیلة القدر خیر من الف شهر' تنزل الملائکة والروح فیها باذن ربهم من کل امر ' سلام هی حتي مطلع الفجر (۹۷ : ۱)

هم نے اسلام کو بصورت قران لیلة القدر میں نازل کیا' اور تم جانتے هو که لیلة القدر کیا هے ؟ وه ایک ایسي رات هے جو هزار مهینوں پر افضلیت رکهتي هے - اس رات ملائکه اور "روح" کا نزول هوتا هے' جو اپنے پروردگار کے حکم سے (نظم روحاني) کے تمام امور کیلیے آتے هیں' وه رات امن اور سلامتي کي رات هے - طلوع صبح تک -

اور یهي وه حقیقت تهي ' جو اُن تمام حقیقتوں سے جو یهودیت یا مسیحیت سے تعبیر کي جاسکتی هیں ' اعلي و ارفع تهي ' کیونکه وه تمام شاخیں اسي حقیقته الحقائق کي جڑسے نکلي تهیں ' پس " اصل " کي موجودگي میں " فرع " بے اثر هے ' " اور کل " کے سامنے " جز " بے حقیقت ' یهي سبب هے که جب اس " اصل و کل " کي تکمیل کا آخري بروز هوا ' تو کها گیا که :

وقالوا کونوا هودا او نصاری تهتدوا ' قل بل ملة ابراهیم حنیفا ' و ما کان من المشرکین (۲ : ۱۲۹)

یهود و نصارا کهتے هیں که یهودي یا نصراني بن جاو تاکه هدایت پاؤ ' لیکن ان سے کهدو نه نهیں ' بلکه صرف ملت ابراهیمي هي میں تمام هدایتوں کي حقیقت هے ' اور وه تمهاري طرح مشرکوں میں سے نه تها -

اور یهي وه انسان کي " فطرة اصلي " هے جسکو " اسلام " کے سوا قرآن کریم نے " قلب سلیم " کے لقب سے بهي یاد کیا هے - یعنے قلب انساني کي وه بے میل حالت ' جو خارجي اثرات ضلالت سے بالکل محفوظ هو ' یا فطرة اصلي کا وه ذوق صحیح ' جسکا ذائقه کسي عارضي بیماري کے اثر سے بگڑ نه گیا هو ' کیونکه انسان کے اندر جو کچهه هے وه اسلام هے ' اور کفر جب آتا هے تو باهر سے آتا هے یهي سبب هے که حضرت ابراهیم کي نسبت تصریح کردي که :

اذ جاء ربه بقلب سلیم (۳۷ : ۸۲)

جب حضرت ابراهیم اپنے رب کي طرف " قلب سلیم " کے ساتهه منقطع هوے -

اور پهر سوره شعرا کے چوتهے رکوع میں جب حضرت ابراهیم نے آزر کي ضلالت کي طرف اشاره کرتے هوئے دعا مانگي هے ' تو ساتهه هي یه بهي فرمایا هے که :

یوم لاینفع مال ولا بنون ' الا من اتی الله بقلب سلیم (۲۶:۸۸) (۱)

وه آخري روز عدالت' جبکه نه تو مال و دولت کام دینگے اور نه اهل وعیال کام آئیں گے (یعنے کوئي مادي شے مفید نهوگي) مگر صرف وه کامیاب هوگا جسکے پهلو میں " قلب سلیم " هے

یهي " قلب سلیم " تها ' جس پر اجرام سماویه کے مدهش مناظر فتح نه پا سکے ' اور اس نے ابراهیم کے دل کے اندر سے فاطر ملکوت السماوات و الارض کے وجود پر شهادت دي :

قال بل ربکم رب السماوات والارض' الذي فطرهن' و انا علي ذلکم من الشاهدین - (۲۱ : ۵۷)

ابراهیم نے اپني قوم کو جواب میں کها که وه آسمان و زمین کا فاطر' جس نے انکو پیدا کیا' تمهارا بهي پروردگار هے - اور میں اسکے وجود پر شهادت دیتا هوں -

* * *

حقیقت اسلامي کي اصلي ازمایش

اور سب سے آخر یه که جب حقیقت اسلامي کي آخري مگر اصلي آزمایش کا وقت آیا ' تو وه " اسلام " هي تها ' جس نے ابراهیم کے هاتهه میں چهري دي ' تا که فرزند عزیز کو ذبح کرکے محبت ماسوي الله کي قرباني کرے ' اور " اسلام " هي تها ' جس نے اسماعیل کي گردن جهکا دي ' تا که اپني جان عزیز کو اسکي راه میں قربان کردے ' جبکه اس نے پوچها

یا بني اني اري فی المنام انی اذبحک ' فانظر ما ذاتری ؟ (۳۷ : ۹۹)

اے فرزند عزیز! میں نے خواب میں دیکها هے که گویا تجهے الله کے نام پر ذبح کر رها هوں' پهر تیرے خیال میں یه بات کیسي هے ؟

تو یه وجود ابراهیمي کي نهیں ' بلکه " اسلام " هي کي صدا تهي - اور پهر جب اسکے جواب میں اسماعیل نے کها که :

یا ابت افعل ما تومر' ستجدني انشاء الله من الصابرین (۳۷ : ۱۰۰)

اے باپ! یه تو گویا الله کي مرضي اور اسکے حکم کا اشاره هے' پس جو اسکا حکم هے' اسکو بلا تامل انجام دیجئے - اگر اسي خدا کي مرضي هوئي تو آپ دیکهه لیں گے که میں صبر کرنے والوں میں سے هونگا -

تو یه بهي اسماعیل کي نهیں ' بلکه اسلام هي کي صدا تهي - پهر جب باپ نے بیٹے کو مینڈهے کي طرح سختي سے پکڑ کے زمین پر گرادیا' تو وه اسلام هی کا هاتهه تها ' جو ابراهیم کے اندر سے کام کر رها تها - اور جب بیٹے نے اُس شوق و ذوق کے ساتهه ' جو مدتوں کے پیاسے کو آب شیریں سے هوتا هے ' اپني گردن مضطرب هو هو کر چهري سے قریب کردي' تو وه حقیقت اسلامي هي کي محویت کا استیلا تها جس نے نفس اسماعیل کو فنا کردیا تها ' اور اسي فنا سے مقام ایمان کو بقا هے :

سلام علي ابراهیم ! انا کذلک نجزي المحسنین انه من عبادنا المومنین (۳۷ : ۱۱۱)

پس سلام هو حقیقت اسلامي کي قرباني کرنے والے ابراهیم پر! هم مقام احسان (*) تک پهنچنے والوں کو (بقاے دوام) کا ایسا هي بدله عطا فرماتے هیں - بیشک وه همارے حقیقي مومن بندوں میں سے تها -

الله اکبر ! الله اکبر ! لا اله الا الله والله اکبر ! الله اکبر ولله الحمد -

غافل مرو که تا در بیت الحرام عشق
صد منزل ست و منزل اول قیامت است

الله الله ! اس نیرنگ ساز ازل کے کاروبار محبت کي بوقلموني کو کیا کہئے که اسکے حریم محبت کي ساري آرایش دوستوں کے خون کي چهینٹوں اور مضطرب لاشوں کي تڑپ هي سے هے - دوستوں کو ستاتا هے' مگر دشمنوں کو مهلت دیتا هے - باپ کے هاتهه میں چهري دیتا هے که بیٹے کو قتل کردے ' اور بیٹے سے کهتا هے که خوش خوش گردن جهکا دے که یهاں جان دینا هي نهیں ' بلکه جان دینے کو روز عیش و نشاط سمجهنا بهي شرط هے :

آه ایں چه دوستیست که سرهاے یکدگر
خویشاں بریده بر ره قاتل نهاده اند !

ابراهیم کے دل میں اپني محبت کے ساتهه بیٹے کي محبت گوارا نه هوئي ' اور اسماعیل کے پهلو میں اپنے گهر کو دیکها تو محبت نفس و جان کي پرچهائیں نظر آئي :

عشق ست و هزار بدگماني !

غیرت الهي نے اسکو بهي منظور نهیں کیا - حکم هوا که پہلے محبت کے مکان کو ایک هي مکین کیلیے خالي کردو' پهر اس طرف نظر اٹها کر دیکهنا که " الغیرة من صفات حضرة الربوبیة " محبت کي

(۱) یه ایک نهایت ضروري اور مستقل بحث هے ' اور فی الحقیقت اسوۂ ابراهیمي میں سے پہلا اسوه یهي قلب سلیم یا ذوق فطره کي صحت هے - مولانا روم کي اس نکتے پر نظر تهي ' انهوں نے مثنوي کے کئی موقعوں میں اسپر نهایت لطیف بحث کي هے - کسي وقت ایک مستقل عنوان سے بالتفصیل لکهونگا -

(*) هم نے محسنین کے ترجمه میں اعمال حسنه وغیره کا لفظ نهیں لکها بلکه " مقام احسان " سے تعبیر کیا ' مقام احسان سے مراد وه مقام هے' جسکي طرف بخاري شریف کي حدیث جبریل میں اشاره کیا گیا هے -

اقـــرار حقیقت

---:*:---

عثمانی شجاعت کے آگے ایک حق پرست انگریز کا سر بسجود قلم

معـــرکهٔ لـــولي برغاس

—*—

قرآن کریم نے اپنے نزول کے وقت عیسائیوں کے متضاد خصائل کی طرف اشارہ کیا تھا:

و من اهل الکتـاب من ان تامنه بقنطار یوده الیک ' ومنهم من ان تامنه بدینار لا یوده الیـک الا مادمت علیها قائما (۳ : ۲۹)	اور یہود و نصارا میں سے بعض ایسے امانت دار ہیں کہ اگر انکے پاس زرو نقد کا ایک ڈھیر بھی امانت رکھدو ' تو بھی انکی نیت نه بدلے اور واپس کردیں - اور بعض ایسے ہیں کہ ایک روپیه بھی انکے حوالے کرو' تو اسکا واپس ملنا مصیبت ہوجاے' اور دیں بھی تو اس وقت' جب ہر وقت تقاضے کیلیے ان کے سر پر سوار رہو-

آج بھی ہم دیکھتے ہیں که حق اور صـداقت کی امانت وخیانت کے لحاظ سے مسیحی دنیا کا یہی حال ہے -

ایک طرف تو واقعه نگاری کے امانت دار ' لفتننٹ ویگنر جیسے طبائع ہیں ' جو دروغ بافان عصر کا سر خیل ' اور فن کذب و کذابی کا معلم وقت ہے - غلط بیانی' مبالغه طرازی ' قطع و برید' حذف و اضافه ' اور سب سے زیاده یه که قبل از وقوع اشاعت جسکے صحیفهٔ کذب آفرینی کے عام ابواب ہیں ' اور پھر دوسری طرف مسٹر (بینٹ) اور مسٹر (میکالا) جیسے راست بیان اور حق گو اهل قلم ہیں' جنھوں نے جنگ طرابلس کے متعلق تمام یورپ کے آگے اصل حقیقت کی ترجمانی کی ' اور جنرل کنیوا کے اس قتل عام کے پوست کنده حالات بیان کیے' جن سے خبرزسانی کے اس عہد طلائی میں بھی کامل تین هفتے تـک دینا بے خبر رکھی گئی تھی -

البته یه ضرور ہے که اس طرح کے راست باز اشخاص یورپ کے عام افراد میں پیدا ہو جاتے ہیں' مگر جو زبان و قلم ایک ادنی حیثیت بھی جماعت' قوم' اور جنس کی رکھتے ہیں' انکی جگهه بغیر کسی استثنا کے همیشه دوسری ہی صف میں رہی ہے -

ایسے ہی حق گو اشخاص میں سے ایک مشہور انگریز اهل قلم ' اور پارلیمنٹ کے سابق ممبر مسٹر (ارشمید بارٹلٹ) ہیں -

اگر جنگ یونان و ترکی کو دینا نہیں بھولی ہے ' تو اسے یاد آنا چاهیے که عثمانی بطش و باس کی داد کے لیے جب که نامه نگاران جنـگ چند صفحے کاغذ اور چند تولے روشنائی بھی صرف کرنا اصول اقتصاد کے خلاف سمجھتے تھے ' تو بھی راست باز قلم تھا' جس نے اسی فراخدلی سے ترکوں کی مردانه وار جانبازیوں کا اعتراف کیا تھا جسقدر که دوسرے نامه نگاروں نے اسکے اخفا کی کوشش کی تھی -

غالبا انکے روزنامچهٔ جنگ یونان کا ترجمه اردو میں شائع بھی ہو چکا ہے -

ولایت کی تازه ترین ڈاک سے معلوم ہوتا ہے که مسٹر (بارٹلٹ) موجوده جنگ میں بھی شریک ہیں' اور وہاں سے حال میں ایک مراسله (ڈیلی ٹیلی گراف) کے نام بھیجا ہے' جسمیں نہایت تفصیل سے معرکه (لولی برغاس) کے چشم دید واقعات لکھے ہیں' اور پہلی مرتبه واقعات کو روشنی بخشی ہے -

میدان جنـگ میں محکمهٔ احتساب خیمه زن ہے ' نامه نگار جسقدر خبریں بھیجتے ہیں' وہ دراصل اسی کا ایک ساخته خانه ہوتا ہے' جسمیں رنـگ پھر دیاجاتا ہے' اسلیے نامه نـگار نہیں بولتے' بلکه وہی محکمه بولتا ہے - (خود لندن ٹائمز) اور(کرانیکل) نے اس امر کا اعتراف کیا ہے که صحیح خبروں کے بھیجنے یا جنگی مراسلات لکھنے کی کوئی صورت نہیں - نامه نگار جنـگ کے وقت زیاده سے زیاده یه کرسکتے ہیں که گولیوں کی آوازوں کو شمار کرتے رہیں' اور کچھه دیر کے بعد جب ایـک افسـر اکر نہـایت سنجیدگی سے اطلاع دے که "بالاخر جنوں اور دیووں کی سی مخفی قوتوں کو کام میں لانے کے بعد ہم نے فلاں مقام فتح کرلیا" تو وہ اپنی انشا پردازی کی آمیزش کے بعد اسی اطلاع کو یورپ تـک پہنچادیں ! بعض نامه نگاروں کے بیان سے معلوم ہوتا ہے که معرکوں میں شریـک رہے ہیں' لیکن یا توانکی شرکت کا دعوا بھی اتنی ہی تصدیق کا مستحق ہے' جسقدر بلقانی فتوحات کی روایات' اور پھر واقعی طور پر جو لوگ شریک بھی ہیں' انکی شرکت کیا مفید ہو سکتی ہے' جبکه انکی کوئی تحریر قلم احتساب کی ترمیم و تنسیخ کے بغیر باہر جا نہیں سکتی' اور اسکے ایک ایک لفظ پر (بقول نامه نگار ڈیلی اکسپرس مقیم قسطنطنیه) گھنٹوں بحث کی جاتی ہے ؟

لیکن (ڈیلی ٹیلی گراف) کے اس تعجب میں تمام دنیا کو شریـک ہونا چاهیے که مسٹر (ارشمیڈ بارٹـلٹ) کا مراسله با وجود محکمهٔ احتساب کی نگرانی کے' بغیر کسی ترمیم و تنسیخ کے دنیا تـک پہنچ گیا ' اور آغاز جنـگ سے اس وقت تـک که پہلا جھوٹ ہے' جسکی اشاعت ان همیشه سچ بولنے والوں نے کروائی ہے -

مسٹر ارشمیڈ بارٹلٹ لکھتے ہیں :

" میدان کے ایک حصه میں اسوقت دو معرکے ہو رہے ہیں -

غازی محمود مختار پاشا جنھوں نے قرق قلعسی میں گو اصول احتیاط کے خلاف جلد بازی کی ' تاهم ایک مٹھی بھر سپاهیوں سے ایک لاکھه فوج کا مقابله یاد گار رهیگا

مقالات

الاســـلام و الاصـــلاح

—:•:—

(۳)

یه تدریجي رفتار ترقي همیں بتلاتي هے که اصلاح دولت عثمانیه سے مایوس هونا معقول پسندي کے خلاف هے - همکو اعتراف کرنا چاهیے که باب عالي نے اصلاح کے ایسے نمونے پیش کردیے هیں جن سے انکار نہیں کیا جاسکتا اور پهر اتنے هي پر اکتفا نہیں کیا هے بلکه مساعي اصلاح برابر جاري هیں - سچ یه هے که جو کچهه اسوقت تک باب عالي نے کیا هے اسکي باب عالي کے دوستونکو بهي توقع نه تهي -

اگر یورپ کي سیاست اسکے مساعي اصلاح کے ساتهه اتفاق کرے اور کافي وقت دے ' تو دولت عثمانیه کے تمام رخنونکي درست هوسکتي هے - کیونکه اسکا ملک سرسبز هے اور مالگذاري وافر هے -

امتیازات غیر المسلمین

خلیفه ثاني نے جب بیت المقدس فتح کیا تو عیسائیونکو هر طرح کي مذهبي آزادي دي تهي ' مثلاً :

تمام کلیسون کي جایداد میں اور تمام مذهبي معاملات میں بطریق کلیسا کو حق تصرف تها ' یعني نکاح ' طلاق ' وصایا ' اموال یتامي کي نگراني ' اور مذهبي احکام نه بجا لانے والونکي سرزنش وغیره میں کلیسا کو کامل اختیارات تهے -

آل عثمان کے عهد سلطنت میں جب قسطنطنیه فتح هوا تو اسوقت صرف دو کلیسے یعني رومن کیتهولک اور ارمني کے حقوق تسلیم کیے گئے -

اسکے بعد سنه ۱۸۵۶ ع میں رومن کیتهولک اور بعض دوسري سلطنتوں کے علي الرغم پروتستنت ' ارمن متحده ' یونان متحده رومانی ' اور بلغاریا کے کلیسے بهي تسلیم کیے گئے - ان نئے کلیسونکو بهي وه تمام اختیارات دیے گئے تهے جو پہلے دو کلیسونکو حاصل تهے -

تمام انتظامي مجلس میں مسلمان اور غیر مسلمان ' دونوں ممبر منتخب هوتے هیں - عیسائي فرقوں کے سردارونکو اس انتخاب میں شرکت کا حق دیا گیا هے -

روحاني سردارونکو اس کا بهي حق دیا گیا هے که حکومت کے سامنے اپنے هم مذهبونکي حمایت کریں - اگر یه مفید ثابت نهو تو اپنے وکلا کے ذریعه سے باب عالي تک پہنچائیں - ان وکلا کو باب عالي اسلئے مقرر کرتا هے که اس میں اور عثماني رعایا میں واسطه هوں -

کلیسونکي تعمیر میں جو دقتیں هوتي تهیں ' انمیں سے اب ایک بهي نہیں - اسکا تو امریکه کے لاٹ پادري نے بهي اقرار کیا هے که دولت عثمانیه میں کلیسونکي تعداد بهت بڑهگئي هے - خصوصاً غیر ملکي کلیسوں میں تو غیر معمولي اضافه هوگیا هے -

دولت عثمانیه کي بے تعصبي اور مسامحت کا ثبوت اس سے زیاده کیا هوسکتا هے که تمام وه سامان جو کلیسونکے نام سے لایا جاے ' چنگي کے محصول سے مستثنی هے -

دولت عثمانیه کو اپني غیر مسلم رعایا کي حفاظت کے ساتهه اسقدر اعتنا هے که ان کي مذهبي عبادات میں خلل انداز هونا قانوناً سخت سزا کا مستوجب قرار دیا گیا هے - انکے مذهب کا اس قدر احترام کیا جاتا هے که پولیس کو حکم هے ' جب پادري نکلیں ' تو انکو سلام کرو ! !

مساوات کي یه حد هے که اگر کوئي عیسائي فوج میں عرصه تک رهنے کے بعد مر جائے ' تو اسکے جنازه کي مشائعت میں مسلمان سپاهیوں کو بهي شریک هونا پڑتا هے - حالانکه مشرقي عیسائیونکا یه علم قاعده هے که انکے جنازه میں صلیب وغیره بهي هوتي هے -

سب سے بڑهکے یه هے که انکو اختیار هے که هر قسم کي مذهبي اور دنیاوي فوائد کے لیے جلسے کریں اور جلسونکي قرار دادوں سے باب عالي کو مطلع کریں ' تاکه باب عالي انکے متعلق احکام صادر کرے -

آخر الذکر قاعده کي وجه سے باب عالي کو نه صرف مسلمانوں سے ' بلکه خود چرچوں سے مقابله کرنا پڑا - کیونکه عیسائي چرچ ایک دوسرے سے مختلف هیں اور ایک دوسرے کے سخت دشمن ' عیسائي دنیا کو ایک اسلامي سلطنت (دولت عثمانیه) سے سیکهنا چاهیے که مذهب کس درجه نرمي ' مسامحت اور روا داري کي تعلیم دیتا هے -

باب عالي کے عیسائي رعایا کے ساتهه حسن سلوک و مراعات حقوق کا اندازه سنه ۱۸۲۷ ع کے واقعه سے هو سکتا هے ' جب که روس نے اس بنا پر اعلان جنگ کیا تها که ینگ چري فوج نے رومن کیتهولک چرچ کے لاٹ پادري کو گالیاں دیں ' اور وه اپنے آپ کو اس کا حامي سمجهتا تها کیونکه رومن کیتهولک چرچ عرصه تک اسکے زیر سایه رهچکا تها -

ادهر رومن کیتهولک چرچ کا بدله لینے کے لیے روس نے باب عالي کے مقابله میں اعلان جنگ کیا ' اور ادهر خود اسي فرقه کے لاٹ پادري نے تمام پادریونکے پاس یه حکم بهیجا که کوئي شخص روس کي مدد نه کرے ' عثماني فوج کي مالي و جسماني هر قسم کي مدد کي جائے ' اور اسکے نصر و فتح کے لیے گرجون میں دعائیں مانگي جائیں - بلغاریا کي بهي یهي حالت تهي - فلي پولس کے پادریوں نے اعلان شائع کیا تها که هم کو روس کي حمایت کي ضرورت نہیں -

پس حقیقت یه هے که باب عالي اصلاح کیلیے خود کوشش کر رها هے اور هم کو اسوقت پوري مساوات حاصل هے -

یه اعتراض که کامل مساوات اسوقت تک حاصل هو نہیں سکتي جب تک که فوج میں عیسائي بهرتي نهوں ' بالکل صحیح هے ' مگر سوال یه هے که اسمیں کسکا قصور هے ' باب عالي کا یا عیسائي رعایا کا ؟ عیسائي رعایا کیوں فوج میں داخل هونا منظور نہیں کرتي ؟

الهلال

— * —

(سرر چرڈ ووڈ) کي تحریر ختم هوگئي ' میں اسطرف کچهه اس طرح اپنے حالات میں غرق رها که مقالات وغیره کے حصے کے دیکهنے کي مهلت نہیں ملي - اب اس مضمون کو دیکهتا هوں تو متعدد بیانات بحث طلب ' اور کتب اسلامیه کے حوالے زیاده تر محتاج رجوع و تحقیق نظر آتے هیں ' ان میں سے بعض ایسے هیں ' جو ما نحن فیه کے لیے زیاده مفید اور ضروري تهے مگر استدلال کمزور اور محدود رها ' اور بعض ایسے بهي هیں جنکا مطلب سمجهنے میں لائق مستشرق نے غلطي کي ' پس ضرورت هے که ان پر نظر ڈالي جاے - انشاء الله بشرط گنجایش آئنده نمبر میں اصل رسالے کو سامنے رکهکر اپني راے ظاهر کرونگا - (ایڈیٹر)

یہ میرے لیے اور نہ صرف میرے لیے بلکہ ہر تنہا دیکھنے والے کے لیے ناممکن ہے کہ اس معرکہ کو مفصل بیان کر سکے - کیونکہ اگر اسکی کوشش کی جاے تو داستان جنگ کو ناظرین کے لیے ممکن الفہم بنانے کے واسطے کئی ماہ درکار ہونگے تاکہ فرداً فرداً تمام افسروں کی کار روایوں کو جمع کیا جاے اور پھر ان میں ایک ترتیب پیدا کی جاے - پس میں اِن صفحات پر صرف ان واقعات کو ثبت کر رہا ہوں جو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں - تمام معرکہ چو بیس میل کے عرض میں ہو رہا تھا ' اور پھٹنے والے گولوں کی روشنی میں صاف نظر آ رہا تھا - توپخانہ کی اس آتشباری سے زیادہ شدید آتشباری میں نے آج تک کبھی نہیں دیکھی - ترکوں کی ہر بروے کار آنے والی باٹری کے مقابلہ کے لیے بلغاری نصف درجن باٹریاں مقرر کر دیتے تھے - یعنے ہر ایک ترک باٹری کے مقابلے میں چھہ بلغاری باٹریاں کام کر رہی تھیں بحالیکہ ترکوں کی آتشباری بے ترتیب و بدنشانہ تھی اور بلغاریوں کے گولے کم نہ ہونے والے طوفان کی طرح ترکی مقامات (پوزیشن) پر اپنے پورے اثر کے ساتھہ پھٹتے تھے -

بلغاریوں کی گولوں سے کوئی شخص بچتا معلوم نہیں ہوا - اسفیتڈ اور میں دونوں برابر چل رہے تھے کیونکہ جو مقام دیکھنے کے لیے ہم اختیار کرتے تھے ' ہم کو یقین ہوتا تھا کہ دشمن کی آگ یہاں سے ہٹا دیگی - جس چیز نے ہماری اور نیز ترکی فوج کی حالت کو اسقدر خطرناک بنا دیا تھا وہ یہ تھی کہ ان کارزار میدانوں اور ان جیتے ہوے کھیتوں میں آڑ کا ملنا ناممکن تھا - لولی برغاس کے لے لینے کے بعد ترکی میسرہ کے پہلو کے مقابلے میں بلغاروں نے پیش قدمی کی ' مگر ترکی توپخانہ نے دن بھر انکو بڑھنے نہیں دیا اور بالکل روکے رکھا شام کے قریب غروب آفتاب سے دو گھنٹہ قبل یعقوب پاشا کمانیر فورتھہ کارپس نے شہر پر حملہ کرنے کا قصد کر لیا جسمیں وہ توپخانہ بھی شریک تھا ' جو بلند زمین سے وادی کی طرف بڑھ رہا تھا - اس حملہ کا رخ نہایت صحیح تھا ' اور معلوم ہوتا تھا کہ ضرور کامیاب ہوگا - میں ڈویزن کے حملہ آور کمانیر سے ملنے لگا - وہ اپنی کامیابی پر نہایت مسرور تھا - اس نے مجھہ سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے دشمن پیچھے کی طرف ہٹ رہے ہیں کیونکہ انکا توپخانہ اور میٹرایز سے (ایک قسم کی توپ) بند وجہہ کر رہے ہیں -

پر جوش جنگ

میں نے بلغاریا کی پیادہ فوج کے ایک حصہ کو دیکھا کہ بے تحاشا پہاڑی کی طرف پیچھے بھاگ رہی ہے ' مگر ترکی حملہ جس سے بہت کچھہ امیدیں تھیں رات کی وجہ سے بہت بے موقع رک گیا ' اور بلغاریوں کو مہلت ملگئی - آگ دونوں طرف سے ایک ایسے متساوی الاضلاع کی شکل میں بلند ہوتی تھی ' جسکا ایک ضلع نکال لیا گیا ہو - رائفلوں کی نہ ختم ہونے والی آگ ' معلوم ہوتا تھا کہ کسی بہت بڑی مشین سے نکل رہی ہے اور ایک فضاے آتشین کی صورت میں پھیل جاتی ہے -

ہم دھویں کو دیکھہ سکتے تھے جو دھنے طرف آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہا تھا ' جسکے معنی یہ تھے کہ سکنڈ آرمی کارپس کی جماعت نہ صرف اپنے مقام پر قابض ہی تھی ' بلکہ یقیناً آگے بڑھ رہی تھی - میں نے جن جن افسروں سے اس کے متعلق گفتگو کی ' ان سب کو یقین تھا کہ آج دن شاہی عثمانی فوج کے حق میں نہایت کامیاب دن تھا - مگر تاریکی پھیلنے سے کچھہ پہلے بلغاری فوج نے سیکنڈ ارمی کے مقابلہ میں انتہائی کوشش کی ' جسمیں انہوں نے نہ صرف اسکی پیش قدمی کو روک دیا بلکہ ان مقامات میں سے جو انکے ہاتھہ سے نکل چکے تھے چند واپس لے لیے - چھہ بجے کے قریب تاریکی کی وجہ سے میں اور اسمیڈ میدان جنگ میں بھٹکنے لگے - ہم دونوں کبھی سوار ہوتے اور کبھی پیادہ چلتے - ہماری حالت نہایت خراب تھی کھانے کی قسم سے ہمارے ساتھہ کچھہ نہ تھا - اس میدان میں کوئی جگہہ نظر نہیں آتی تھی جہاں ہم رات بسر کر سکتے ' اور سب سے زیادہ یہ کہ ہم دو آدمیوں میں ایک کمل بھی نہ تھا کہ کم از کم سردی سے تو بچ سکتے -

پیرا (قسطنطنیہ) کے ایک پل پر سے ترک لڑکے یونانیوں پر پتھر پھینک رہے ہیں ' کیونکہ انہوں نے یونانی مظالم کا حال سن لیا ہے !

عثمانی فوجی حملہ کا افسر از راہ مہربانی ہمیں یعقوب پاشا کے ہیڈ کوارٹر میں جو ہم سے قریب ترین مقام تھا ' لے گیا - پاشا موصوف میدان جنگ میں گشت لگا رہے تھے ' اور اپنی فوج کے آخری مقام کا امتحان اور ماتحتوں سے اسکے متعلق معلومات فراہم کرتے جاتے تھے - ہم سے نہایت دوستانہ طریقہ سے ملے - وہ ایک جسیم اور عظیم الجثہ شخص ہے ' اور معلوم ہوتا ہے کہ آج کی کارروائی کا اسکو سخت افسوس تھا - اس نے جب ہماری یہ حالت سنی ' تو کہا کہ میں آپ لوگوں کو نہایت خوشی سے کھانا اور قیامگاہ دونگا -

اس نے یہ بھی کہا کہ میں آج کہیں نہیں جا سکتا ' شب بھر حفاظت کرنے والے سپاہیونکے ساتھہ گھوڑے پر یہیں گشت لگاتا رہونگا - کل کی رات بہت خراب تھی - میں سمجھتا ہوں کہ آج کی رات بھی کل رات سے کم نہیں ہوگی - میں آپ لوگوں کو کھلے میدان میں

بلغاري فوج کا ایک حصه عام فوج سے هٹکے سلیم کے ان سواروں پر حمله کررها هے جو گهوڑوں پرسے اترپڑے تھے تاکه اسٹیشن کي طرف بلغاري فوج کي پیش قدمي کو روک دیں ' جو صرف اسلیے تھي که جنـگ کے خط پر قبضه کرلیا جاے اور ایڈریا نوپل کي تباهي کا راسته کهل جاے - اس حصے میں جنـگ واقعي شدید ترین جنگ تھي -

عثماني فوج میں ٨ سو جوان تھے ' جنمیں سے انسحاب (یعنے باختیار خود هٹ آنے) سے پہلے ١٥٠ آدمی کام آچکے تھے - مجھے جو منظر سب سے زیاده دلچسپ معلوم هوا ' وه (لولي برغاس) پر حملے کا منظر تھا - بلغاري فوج نے شہر کا محاصره نصف دائره کي شکل میں کرلیا تھا - اور اسي هیئت سے نصف فاصلے تک پہاڑي کے نیچے بڑهتي هوئي چلي گئي تھي -

یہاں پہنچکے ان عثماني بٹالینوں پر آتشباري شروع کي گئي ' جو شہرکي خندقوں میں چھپي هوئي تھیں - اسکے جواب میں عثماني بٹالینوں نے بھي آتش باري شروع کي اور اپنے حمله آوررنکو نہایت سخت و شدید نقصان پہنچایا - ان لوگوںکے پاس بچنے کے لیے کوئي آڑکي جگهه نه تھي ' مگر تاهم پوري جرات کے ساتهه جـواب دے رهے تھے - وهاں سے بلغاري توپخانه ایک ٹیلے کي چوٹي پر لایاگیا ' اور اس نے شہر اور ترکي خندقوں پر پھٹنے والے گولے پھینکنا شروع کردیے - گولے تعجب انگیز طور پر نشانے پر لگتے تھے اور انکي مہلک آتشبازي کے سامنے قائم رهنا فوجي شرف کے لیے سب سے بڑي آزمایش تھي ' مگر جانباز ترک اپني جگهه پر پورے استقلال اور ثبات کے ساتهه جمے رهے ' اور شہرکو نہیں چھوڑا -

* * *

ترکوں کا بہادرانه ثبـات

عثماني فوج کا یه مقدمة الجیش (ریرگارڈ) نہایت ثابت قدمي اور استقلال سے دوگهنٹه تک مقابله کرتا رها - دوبجے کے قریب بلغاریا کي پیاده فوج پہاڑي سے نکل کر آتشباز صفوں میں گهس گئي - دونوں فوجیں ملکے ایک پرشوکت جوش کے ساتهه آگے بڑهیں ' تاکه خندقوں پر حمله آورهوں - ترکي خندقوں میں ایک شور بلند هوا - یه وقت نہایت نازک اور گویا جنـگ کي اصلي آزمائش گاه تھا ' آزادي اور تیزي سے آگ برسنے لگي - هرشخص جسقدر جلد سے جلد بندوق بھرکے فیر کرسکتا تھا ' کرتا تھا - کوئي شخص افسر کے حکم یا فوجي اشارات کا انتظار نہیں کرتا تھا - ترکوں کي طرف سے گولیوں کي گویا ایک بارش هورهي تھي -

صدها بلغاري گولیاں کھا کے زمین پر گررهے تھے - یه پیش قدمي اسوقت موقوف هوئي ' جب حمله آور ترکي خندقوں سے صرف سوگز کے فاصله پر تھے - مگراب مدافعین اپني قدرتي شجاعت و بسالت کے ضعف سے نہیں ' بلکه اسباب جنگ کے طرف سے لاچار هوگئے تھے - وه اپنا آخري تیز بھي مارچکے تھے ' اور سامان جنگ ختم هوگیا تھا ' گو اب بھي مقدمة الجیش اپني جگهه قائم رهکر مرجانے پر طیار تھا ' مگر افسروں کو مجبوراً پیچھے هٹنا هي پڑا -

مجھے سخت تعجب تھا که ترکوں نے اس موقع سے کیوں فائده نہیں اٹھایا جو بلغاریوں کے لولي برغاس پر حمله کرنے سے انکو ملاتھا ؟ میں نے عثماني باٹري کے کمانیر سے دریافت کیا که تم نے آتشباري کیوں نہیں کي ؟ اس نے جـواب دیا که " مجھے یقین نه تھا که یه بلغـاري هیں - میں انکو اپنا آدمي سمجھتـا تھا - دوسرے مجھے آتشباري کے لئے کوئي حکم بھي نہیں ملا " آخر میں اس نے چند گولے پھینکے تھے ' مگر کوئي فائده نہیں هوا ' کیونکه ٹھیک نشانے پر نہیں تھے اور پاس هي گرپڑے تھے -

* * *

مقدمة الجیش کا انسحاب

عثماني مقدمة الجیش کے انسحاب کے بعد بلغاري شہر میں داخل هوے اور ایک مسجد کے اوپر اپنا علم بلند کیا ' مگر وه صرف تھوڑي دیر تک قبضه شہر کے بقا کا انتظام کرسکے ' کیونکه ترکوں کے پھٹنے والے گولے تمامتر انهي کي طرف آرهے تھے -

اسوقت تـک میں نے ان حالات کے بیـان کرنیکي کوشش کي هے جو ترکي خط کے انتہاے میمنه ' اور بلغـاري خط کے انتہاے میسره میں جلد جلد پیش آرهے تھے ' مگر جسوقت لولي برغاس کو بلغاریوں نے لیا تھا ' مجھے ایک بڑا اسکے دیکھنے وپیش نظر تورا نے کا موقع ملگیا تھا ' پس اب میں دوسرے واقعات کے بیان کرنے کي کوشش کرتا هوں ' یه ایک ایسي قطعه زمین میں پے درپے هورهے تھے ' جو شمال و مشرق میں ٢٠ میل تک پھیلا هوا تھا -

وه قطعه زمین جس پر چھه رسالے معرکه آرا تھے ' ایک وسیع مواج میدان مع ان متعدد وادیوں کے هے ' جو بالکل پایاب هیں ' اور جسمیں نیم مدفون و منتشر گاؤں بکھرے هوے هیں - [illegible] طبعي طور پر اقدام و دفاع ' دونوں صورتوں [illegible] کیونکه پایاب وادیوں نے انکو ایک محفوظ [illegible] قطعه اس قدر کھلا هوا تھا که ٹیلے کي بلند ترین چوٹي [illegible] کے تینوں رسالونکي نقل و حرکت باساني اور بالکل صاف طور پر دیکھي جاسکتي تھي ' اگرچه قدرتي طور پر جنگ کي دلچسپیاں اسي وقت محسوس هوتي هیں جبکه فوج قریب تر آجاتي هے -

یوناني جہاز پر ترکوں نے قبضه کرلیا هے ' اور یونانیوں کو مجبور کررهے هیں که کام کریں

مراسلات

دعوت اصلاح مسلمین و اتحاد اسلامی

— * —

بقیہ الہلال نمبر (۱۷)

(۲)

میری حقیر راے میں مسلمانوں کواپنا اصول زندگانی لفظ بلفظ قرآن کے مطابق کردینا چاہیے ' لیکن فروعات دنیا وی میں اوس ترقی عقلی و اختراعی سے فائدہ اوٹھانا چاہئے ' جو حکیم حاذق نے موجودہ زمانہ میں اہل یورپ کو بخشی ہے ' اور جس سے وہ مشرق و مغرب پر آج حکمرانی کر رہے ہیں -

میں ان لوگوں میں نہیں ہوں' جو اسلام کو منجمد سمجھتے ہیں' جو یہ جانتے ہیں کہ اسلام ترقی کا ساتھی نہیں ہے -

مسلمانوں کو مذہب اور مادیت کو مدغم کرنا ہے - صرف مسلمان ہی ایسا کرسکتے ہیں - اور ایسا کرنے ہی سے وہ اُن لوگوں پر فتح پاسکتے ہیں' جو صرف ایک ہی کے ہو رہے ہیں -

دیکھیے - مسلمانان طرابلس نے کسقدر کامیابی اس کیمیائی ترکیب سے حاصل کی ؟ عربوں کا فوجی جوش اگر اکیلا ہوتا ' تو آج طرابلس کے میدان پر بارہ پندرہ ہزار نعشیں بے سر تڑپتی ہوتیں' جسطرح سوڈان کے میدان کارزار میں تڑپ چکی ہیں - اگر ترکی مادی ساز وسامان جنگ بلا مذہبی جوش وولولہ کے ہوتا' تو طرابلس کے میدان سے بھی پے در پے اوسی طرح پسپا ہونے کی خبریں آتیں' جسطرح بد قسمتی سے اب آرہی ہیں -

خداے کارساز پر مجھے بھروسہ ہے - میں جانتا ہوں - میرا دل کہتا ہے کہ مسلمان کبھی فنا نہ ہونگے ' اور خدا اوس امانت کا پاس کریگا جو اونکے سینوں میں محفوظ ہے - اہل روحانیت دنیا سے فنا ہونے والے نہیں - کبھی مادیت کو کامل فتح نصیب ہونے والی نہیں - شاید اسی اعتقاد کی وجہ ہے کہ میں اس اندیشہ ناک وقت میں بھی مایوس نہیں ہوا - ممکن ہے کہ اللہ کریم اس حال کے کروسیڈ سے بھی وہی کام لے ' جیسا اِس سے پہلے کے عیسائی کروسیڈ سے لیا تھا - اُس زمانہ کے کروسیڈ میں مسلمانوں کو فتح ہوئی تھی - خدا کرے اب بھی مسلمان ہی فتح پاویں - انشا اللہ ایسا ہی ہوگا - لیکن اس زمانہ کے کروسیڈ سے عیسائی اور یورپ متمتع ہوا تھا - اللہ ایسا کرے کہ اس مرتبہ مسلمان اور ایشیائی متمتع ہوں -

اوس مرتبہ کے کروسیڈ نے عیسائیوں کی آنکھیں کھول دی تھیں آنھوں نے دیکھا کہ محض روحانیت سے کام نہیں چلیگا - اور اسلیے انھوں نے اپنی توجہ مادی ترقی کی طرف متوجہ کی - اور اپنی تہذیب کا مدار مادیت پر رکھا - اختراعات اور ایجادات شروع ہوگئے کفر و الحاد کے فتوے کم ہونے لگے' اور دنیاوی کامیابیاں شروع ہوگئیں

کیا ان معرکوں سے مسلمانوں کی آنکھیں نہیں کھلینگی - کیا وہ مذہب کے ساتھہ عقل معاش کی ترقی کی سعی میں مصروف نہ ہوجاوینگے کیا روحانی ترقی کے ساتھہ اس مادی ترقی کو - جس سے وہ ڈرڈناٹ بنا سکیں' زیپلین بنا سکیں' مارکونی گرام اور اِکس ریز کی ایجاد کرسکیں - نہ ملاسکینگے ؟

ایک ایسے شخص کی راے جس کے دل میں مسلمانوں کا درد ہے اگر کم وقعت نہ سمجھیے تو اپنی روش اخباری کو نہ صرف مذہب پر' بلکہ مذہب اور تعلیمات دونوں پر قائم کیجیے -

مجھے اسلام کی قوت پر اسقدر بھروسہ ہے کہ اسکا کبھی ڈر نہیں ہوتا کہ اسلام کو بھی سائنس یا مادیت اوس طرح زیر کرلیگی' جسطرح عیسائیت کو اُس نے کرلیا ہے - اسلام اور صرف اسلام سائنس سے نہ دبنے والا مذہب ہے - آپ کیوں مادیت سے ڈرے - اگر آپ ڈرے - اگر مسلمان ڈرے' تو وہی حالت ہوگی جیسی ایک کہانی میں بیان ہوئی ہے - ایک بہت بڑا عالم فلسفی بادشاہ تھا - اوسکے ارد گرد امرا و وزراء سب عالم اور فلسفی اور منطقی تھے - ان لوگوں نے جنگ کو بہیمیت سمجھا اور فوج کو غارتگر - سپاہی سب موقوف کردیے - پڑوس کے بادشاہ کو اسکی خبر ہوئی - موقع پاکر چڑھائی کردی - اودھر سے فوج بڑھتی آتی ہے ' ادھر سے علماء پہنچ جاتے ہیں کہ جنگ کے نقصانات دکھاویں ' وہ جاکر وعظ کرتے ہیں کہ انسانی خون بہانا نا جائز ہے - جنگ بہیمیت ہے - مگر فوج بڑھتی ہوئی چلی آئی اور بادشاہ کو تخت سے اوتار کر ملک پر قبضہ کرلیا ' فلسفہ اور منطق تلوار کے آگے سرنگوں ہوکر رہگیے -

مجھے اُمید ہے کہ آپ میرے مضمون کو سمجھنے میں غلطی نکرینگے - میری حالت اس شعر کے مصداق ہے -

فکاہات

— * —

مسئلۂ الحاق

— * —

مجھکو حیرت تھی کہ تعلیم غلامی کے لیے
وہ نیا کونسا پہلو ہے کہ جو باقی ہے
پہلے جو بزم گہ خاص تھی اس فن کے لیے
آج جو کچھہ ہے اُسی درس کی مشاقی ہے
اُسکے ہوتے ہوے پھر لیگ کی حاجت کیا تھی
جب وہی بادۂ گلگوں ہے وہی ساقی ہے
فیض ہے عالم بالا کا ابھی تک جاری
استفادہ میں وہی شیوۂ اشراقی ہے
غلطی سے جو نئی چیز سمجھتے ہیں اسے
یہ فقط وہم غلط کار کی خلاقی ہے

— * —

شیخ صاحب نے کہا مجھسے بہ انداز لطیف
اس میں اک راز ہے' اک نکتۂ اشراقی ہے
یوں تو ہیں جامعۂ درس غلامی دونوں
فرق یہ ہے کہ وہ محدود یہ' الحاقی ہے

(وصاف)

رهنے کا مشورہ کبھي نہيں دونگا - ميرے نزديک آپ لوگوں کے ليے بہتر هوگا کہ آپ عبد الله پاشا سپہ سالار خاص کے هيڈ کوارٹر ميں جو يہاں سے دس کيلومٹر کے فاصلہ پر اسکز کوئي نامي ايک گاؤں ميں هے ' چلے جائيں - دو ميرے سپاهي آپکي راهنمائي کرينگے " -

جنگ ايک بد انجام کھيل هے

پاشا اسکے بعد جنگ کے متعلق گفتگو کرنے لگا - اس نے کہا کہ جنگ ايک بد انجام کھيل هے جو صرف وحشيوں هي کے ليے زيبا هے اور يہ کہ جنگ ميں کوئي امر بھي شاندار نہيں - جنرل کا شکريہ ادا کرکے ميں اور اسميد اس خوفناک تاريکي ميں اسکز کوئي کي طرف روانہ هوے - گرد و پيش کے مناظر اسوقت بے حد پُر شوکت و پُر عظمت تھے - آتشباري بالکل ختم هو چکي تھي - ايک سکون چھايا هوا تھا ' جسميں توپ کي گرج يا بندوقچيوں کي بندوقوں کي کھڑا کھڑاهٹ کبھي کبھي خلل انداز هوکے ياد دلا ديتي تھي کہ دو لاکھہ سپاهي مسلح و مستعد اس انتظار ميں ليٹے هوے هيں کہ صبح هوتے هي ايک دوسرے کا گلا کاٹنے کے ليے اٹھہ کھڑے هوں - ميدان ميں جسقدر نظر ديکھہ سکتي تھي ' ايک چراغاں نظر آتا تھا - چھوٹے چھوٹے گاؤں اور بستياں جل رهي تھيں ' جنميں بلغاريوں نے آگ لگادي تھي - سپاهي بھي جو دن بھر کي مصيبت کے بعد غفلت ميں چور تھے بسا اوقات نا دانستہ طور پر اپنے همو طنوں کے ليے اسي قسم کي بد بختيوں کا سبب هو جاتے هيں - اس آگ سے بہت سے ترکي جنرلوں کو يہ دهوکا هوا کہ بلغاري پيچھے هٹ رهے هيں اور يہ کہ صبح کو آگے کے مقامات خالي مليں گے -

* * *

زخميوں کي حالت

همارا اسکز کوئي کا راستہ همکو ساتويں اور پہلي آرمي کارپس خطوط کي طرف لے گيا - راستے ميں همارا گذر بہت سے ايسے لوگوں ميں سے هوا ' جن کي حالت نہايت دلگداز تھي - انميں کچھہ لوگ وہ تھے ' جو پيچھے رهگئے تھے ' اور اس تاريکي ميں اپنے ريجيمنٹ کو تلاش کر رهے تھے - کچھہ لوگ وہ تھے جو بہت کچھہ لڑنے کے بعد چھوٹ گئے تھے - بہت سے زخمي تھے جنکي نگاهيں کسي پناہ گاہ يا ميدان جنگ کے شفاخانے کي جستجو ميں اوارہ گردي کر رهي تھيں - مگر آہ ! موخر الذکر کي جستجو فضول تھي - کيونکہ وهاں اسکا نام و نشاں بھي نہ تھا - زخميوں کي حالت بيحد هولناک اور حسرت زا تھي - ترکوں کا صيغہ معالجات بہت ناقص معلوم هوتا هے - زخمي سپاهيوں کو مشکل سے معمولي مدد بھي ملسکتي هوگي -

اسکز کوئي کے راستے ميں صدها زخمي همکو روک روک کے پوچھتے تھے کہ سفري شفاخانے يا عام شفا خانے کہاں ملينگے ؟ مگر ميں ان بيکسوں کو جواب ديتا تھا کہ وهاں دونوں نہ تھے - هم نو بجے اسکز کوئي پہنچے - گاؤں زخمي اور تھکے هوے سپاهيوں سے بھرا هوا تھا - جنھوں نے تمام مکانات پر قبضہ کر ليا تھا - يہ گاؤں پہلے بہت سر سبز تھا ' اور معقول مقدار ميں اسميں بھوسے اور غلہ کے ذخائر تھے -

سپاهي جنهيں دو دن سے ايک دانہ بھي نہيں ملا تھا ' کچا اناج کھا رهے تھے - کچھہ اسميں ايسے بھي تھے جو آٹا پيسکے روٹي پکا رهے تھے ' گو يہ روٹي کھانے کے قابل نہ تھي مگر تاهم نہونے سے تو بہتر تھي -

۳۰ اکتوبر چہار شنبہ کو عبد الله پاشا اور اُن کے اسٹاف کے افسر نور کے تڑکے اُٹھے ' اور سويرے هي سے جنگ کي تياريوں ميں لگ گئے - اگرچہ سردي اسقدر شدت سے تھي جس کا بيان نہيں هوسکتا ' مگر آسمان بالکل صاف تھا - اور جنگ کے ليے کوئي چيز مانع نہ تھي - همارے ساتھہ جتنے لوگ تھے سبھوں نے ساري رات نہايت بے چيني ' عالم ميں آنکھوں ميں کاٹي تھي - سونے کے ليے صرف گھانس کي چند گٹھياں هر شخص کو ملي تھيں ' اور يہ بھي سر شام جلدي جلدي ميں ادھر اُدھر سے جمع کرلي گئي تھيں - کيا افسر کيا سپاهي ' کسي کو بھي روٹي کا ايک ٹکڑا در کنار ' ايک پيالي چاے تک نہيں ملي تھي - کيونکہ سکز کوئي کے گاؤں ميں کھانيکي ايک بھي چيز باقي نہيں رهي تھي - دوسري کور کے کمانڈر شفقت طرغد پاشا نے علی الصباح جو اطلاعي رپورٹ بھيجي - اس سے معلوم هوا کہ اُن کي فوج کے دستے کے سامنے - جو ترک بے اور کراگچ کے مابين تھي - دشمنوں کي جماعتيں کثير تعداد ميں آ آکر اکٹھي هو رهي هيں - عبد الله پاشا کے پاس اس وقت کوئي بھي تازہ دم بٹالين نہ تھي - جسے وہ اس نئي جمعيت کے مقابلے ميں توپوں کے آگے لا کر کھڑا کرسکتے - صرف ايک هي تدبير تھي جو آج کے دن ترکوں کو شکست سے بچاسکتي تھي - وہ يہ تھي کہ دوسري کور اس وقت اپني جگھہ ميں جم کر دشمنوں کي مدافعت کرتي رهتي ' جب تک کہ محمود مختار پاشا تيسري کور سميت وهاں آنہ پہنچتے -

غازي عبد الله پاشا کمانڈر ايڈريا نوپل

(باقي آئندہ)

شئون عثمانیہ

ایک پر اسرار طلسم
یا
جنگ بلقان

—:—

(ڈیلی نیوز) اپنے لیڈنگ آرٹیکل میں جنگ کي خبروں پر بحث کرتے ہوے لکھتا ہے : " موجودہ جنگ بلقان میں صحیح اور اصلي واقعات جس قدر ایک راز نہفتہ رہے ہیں' شاید ہی اس سے پیشتر کسی جنگ میں رہے ہوں - روس اور جاپان کي لڑائي میں جو کچھہ واقعات گذرتے رہتے تھے - اُن کا علم ہمیں عام طور پر ہوجایا کرتا تھا - اس وقت بھي ہمیں اتنا ضرور معلوم ہے کہ ترک خطوط شتلجا پر مدافعت اعدا میں مصروف ہیں - لیکن ساتھہ ھي یہ بھي معلوم ہوگیا ہے کہ جو خبریں صوفیا کی تاروں سے وصول ہوتي رہي ہیں' اور نیز وہ خبریں جو میدان جنگ کا یکہ و تنہا نامہ نگار لفٹننٹ وگنر تقسیم کرتا رہا ہے - زیادہ تر جھوٹي اور بے بنیاد محض تھیں - اگر چہ سادہ لوحي سے کچھہ دیر تک ہمیں ان خبروں پر یقین کرنا پڑا ہے لیکن اب اُن کا مصنوعي اور بناوٹي ہونا روز روشن کي طرح آشکارا ہوگیا - سب سے پہلے اسفیر لندن (ایک باتصویر رسالہ جو لندن سے شایع ہوتا ہے) ہي کو لیجئے - اس میں مقام جنگ کا ایک نقشہ دیا گیا تھا' اور اڈریا نوپل کے قلعہ جات کا بلغاریوں کے قبضے میں آجانا دکھایا گیا تھا - فتح شدہ قلعوں میں قلعۂ مارش کا بھي نام لیا گیا تھا - نیز خبر دي گئي تھي کہ اس قلعے پر - جو عین ریل کي سڑک پر واقع ہے - ۲۳ اکتوبر کو قبضہ ہوگیا ہے' لیکن آج صاف ظاہر ہے کہ نہ تو اڈریا نوپل ھي پر بلغاریوں کا قبضہ ہوا ہے اور نہ قلعۂ مذکور پر - قلعۂ مارش بدستور نہ صرف ترکوں کے قبضے اور تصرف ھي میں ہے' بلکہ ریل کي سڑک پر واقع ہونے سے بلغاري افواج کو اُس راستے سے فوجي رسد اور دیگر ضروریات جنگ لیجانے سے کھڑا روک رہا ہے - نیز جب اس بات کا خیال کیا جاتا ہے کہ بلغاریوں کے لئے صرف یہي ایک راستہ ہے جس سے وہ اپني فوج تک سامان وغیرہ پہنچا سکتے ہیں' اور ساتھہ ھي یہ خبر بھي سننے میں آتي ہے کہ بلغاري افواج کے سپاہیوں کو اب کھانا تک نہیں ملتا' اور وہ بھوکے مر رہے ہیں' تو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ضرور نہیں ملتا ہوگا اور وہ بیشک مر رہے ہونگے' لیکن پھر خبر آتی ہے کہ بلغاریوں نے قرق کلیسا تک ایک ریل کي سڑک بنوالي ہے' اور وہ بہت جلد اسکي آرام دہ اور تیز رفتار گاڑیوں میں بیٹھکر منزل مقصود تک پہنچ جا سکتے ہیں - لیکن کسي گذشتہ اِشاعت میں ہم دکھا چکے ہیں کہ یہ خبر بھي محض ناقابل اعتبار ہے - اس پر یقین کرنے کي صورت میں مان لینا پڑتا ہے کہ پچاس میل تک ایک ایسي ریلوے لائن چودہ روز کے اندر اندر بنگئي' جس کے درمیان چھہ پل بھي بنانے پڑے ! کیا کوئي عقل سلیم ایسي باتوں کو قبول کرسکتي ہے ؟ اب یہ حقیقت بالکل آشکارا ہوگئی ہے کہ بہم رساني سامان رسد میں جو مشکلات پیش آرہي ہیں اُنھیں بلقاني اتحاد دنیا کي نظروں سے چھپانے کیلیے مضطربانہ ہاتھہ پاؤں مار رہا ہے اور ساري کوشش اسمیں صرف کي جا رہي ہے کہ کسي طرح کوئي خبر ایسي اُڑائي جائے' جس سے ہوا خواہان ریاستہاے بلقان کي ڈھارس بندہ سکے اور وہ اپنے آلات عمل تیز کرنا شروع کر دیں -

بعد ازاں یونانیوں کے سالونیکا پر قابض ہو جانے کا افسانہ دنیا کو سنایا گیا' اور پھر اسکے چار دن بعد اعلان دیا گیا' کہ ایک نہایت سخت جنگ کے بعد بلغاریوں نے سالونیکا پر قبضہ کرلیا ہے - کاش اس اعلان کے وقت انھیں یاد رہتا کہ اسي شہر پر یونانیوں کے قابض ہو جانے اور اس خوشي میں پائے تخت یونان میں عام جوش مسرت کے اظہار کیے جانے کا افسانہ صرف چار روز قبل وہ دنیا کو سنا چکے تھے ! پھر منگل کو دوسرے پچاس ہزار ترکوں کي گرفتاري کی خبر آئي (قرق کلیسا والے پہلے پچاس ہزار کي خبر کا جو حشر ہوا اُس سے غالباً ناظرین ناواقف نہ ہونگے) - بدھ کو یہ تعداد گھٹ کر چالیس ہزار رہگئي - اور آج جمعرات کو صفر میں شامل ہوگئي ! اب کہا جاتا ہے کہ سرویا والوں نے مناستر پر قبضہ تو بیشک کرلیا ہے' لیکن اُس وقت' جب ترک اُسے خالي چھوڑ کر وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے تھے ! ! -

به بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا !

اس وقت باوجودیکہ ایک عالم صوفیا کي خبروں کے لیے ہمہ تن گوش ہو رہا ہے' وہاں خاموشي ھی خاموشي چھائي ہوئي ہے - ایسی باتیں کہاں سے لائے' جو کہنے کے لایق ہوں ؟ لیکن ہمیں یہ دیکھہ کر نہایت خوشی ہو رہي ہے کہ خبروں کي اشاعت کے متعلق جو کچھہ کام کرنے کے ہیں' وہ سر دست ناظم پاشا کر رہے ہیں -

مذکورۂ بالا باتوں سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ اڈریا نوپل والوں کي مدافعت نے بلغاریوں کي قوت کا خاتمہ کردیا ہے' اور پہلے کي طرح ہوا کا رخ اب انکي طرف نہیں رہا - کیا عجب کہ جرمني توپوں کي باقاعدہ چال کے آگے فرانسیسي توپوں کي تیز رفتاري پیش نہ چلتی ہو' اور وہ خطرہ جس میں بلغاریوں نے جلد بازي کو کام میں لاکر اور اڈریا نوپل سے بے تحاشا آگے بڑھکر اپنے کو ڈالدیا تھا' اب اُنکے سامنے آگیا ہو - آیندہ کا علم ہمیں نہیں ہے' اور نہ ہم چاہتے ہیں کہ کسي قسم کي پیشین گوئي کریں' مگر قاعدہ ہے کہ جب کوئي فوج پسپا کردیجاتي ہے' تو اُسے بہت سے نقصانات براشت کرنے پڑتے ہیں - ترکوں کو پسپا ہونے کي مصیبتوں کا تجربہ ہو ھي چکا ہے - قرائن تو کچھہ ایسے نظر آرہے ہیں کہ گویا بلغاري کوئي دن میں بوریا بدھنا سنبھالکر ترکي حدود سے نکلنے پر مجبور ہو جایں گے' اور عنقریب اس دنیا کو جو قسطنطنیہ میں بلغاري افسروں کے وصول کي خبر کا کبھي انتظار کرتي تھي' یہ خبر سنائي جاے گي کہ بلغاري مصطفے پاشا کے اسٹیشن پر حواس باختہ نہایت اضطراب کي حالت میں کھڑے ہیں کہ کب گاڑي آے اور ہم وطن مالوف کو سدھاریں !

چو نہ بینم اندر این جہاں ، کسے محرم دل زار من
بزنم فغـــاں بہ در خدا کہ جہـــاں تو بمن آورد

ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے میں سب سے زیادہ ضروري چیز آنکي طبعیت (کیریکٹر) کي درستي سمجھتا ہوں ' اور یہ بلا سیاسي حالت کي درستي کے ممکن نہیں ' ظاہر ہے کہ اونکي سیاسی ترقي بھي فوراً درست ہوجاے ' اگر وہ اپني سیاسی زندگي کو قرآن کے مطابق کردیں ' بے نفسي جسکي سب سے زیادہ اونکو ضرورت ہے قرآن کي تعلیم سے پیدا ہوسکتي ہے ' اخوت بھي ' اخلاقي جراءت بھي ' حمیت بھي ' شوق جمہوریت بھي ' حریت بھي ' قومیت بھي ' مساوا بھي - میں اپني حقیر راے یہ دونگا کہ آپ الہلال میں قرآن کي ایسي ہي تعلیم کو اختیار کریں ' روزہ نماز غسل کے احکام کے لیے بہت سي کتابیں موجود ہیں -

اب آپ کے ملانے نام کي بابت (جو من الضاري الي اللہ کے عنوان سے دي ہے) کچھہ عرض کرتا ہوں - میں ابتک اس حال ہوں -

معلوم نہ شد ، کہ درطرب خانہ خاک
نقـاش من از بہر چہ آراست مرا

اپنے وجود کي غایت میري سمجھہ میں نہیں آتي - ہندوستان کي بڑي سے بڑي جگہہ سے میري ہمت ارفع ہے - اسلامي مقامات کي چھوٹي سے چھوٹي جگہہ کے بھي میں اپنے کو ناقابل پاتاہوں -

جب طرابلس کي جنگ شروع ہوئي تو ارادہ ہوا کہ وہاں چلا جاؤں اور یہ میں نے آپ سے بھي کہا تھا - مگر پھر نہ سمجھہ سکا کہ وہاں جاکر کرونگا کیا ' جانوروں تک کي جان لینے سے طبعیت گریز کرتي ہے ' انسان کي جان لینا کیسا ' جاکر سوا اسکے کہ بیچارے عربوں پر بار ہوتا اور نتیجہ کیا تھا -

اب جنگ بلقان ہے ' صلح طرابلس نے دل بڑھا دیا ' قسطنطنیہ جانے کا ولولہ ہوتا ہے پھر رہ جاتا ہے ' یہي نہیں سمجھہ میں آتا کہ وہاں پہنچکر کیا کرونگا ' کبھي یہ بھي خیال آتا ہے کہ جاکر اپنا فرض [illegible] کام [illegible] آنا میرے اختیاري نہیں ' کسي قابل ثابت ہوا تو کام آهي جاؤنگا ' مگر پھر اسي کے ساتھہ یہ خیال بھي کبھي کبھي آجاتا ہے کہ یہاں رہکر اور نہیں تو دوسرے مسلمانوں کو مدد دینے ہي پر آمادہ کرسکتاہوں ' یہ محض خفیف کام ہے ' مگر اچھہ ہے تو ' وہاں جاکر یہ بھي نہ رہیگا ' البتہ قسمت میں دلي آشفتگي ہے ' وہ درپیش ہے جنگ بلقان کے پہلے ارادہ یہ تھا کہ میں بھي ایک روزانہ اخبار لکھنو سے نکالونگا اُردو الہلال کلکتہ میں ' ہمدرد دھلي میں ' اور پین اسلام لکھنو میں ' میں نے سہروردي کو اپنا یہ ارادہ لکھا بھي تھا مگر اس ارادہ کا بھي عمل میں آنا آسان نہیں تھا ' لکھنو کي حالت عجیب ہے ' کسي کو سني شیعہ کے جھگڑے سے فرصت نہیں ' کسي کو مسلم لیگ سے - کسي کو ہندو مسلمانوں کے مسئلہ میں انہماک ہے - نیا ہنگامہ مدارس نسواني کا ہے -

الغرض
محـــرم راز دل شیـــدائے من
کس نمي بینم زخاص و عام را

پھر بھي ہمت کي بلندي جنون کے حد تک ہے - اسلیے ارادہ ممکن تھا عمل کي صورت اختیار کرلیتا - اور ایک انجمن پین اسلامک اور پین اسلام اخبار نکل آتا - مگر اس بلقان کي لڑائي نے قسطنطنیہ کي طرف دلکو کھینچنا شروع کیا ہے - وہاں کیا تو اخبار کیا ہوگا - ہندوستان سے طبیعت یوں بھي بیزار تھي - اب اور زیادہ ہوگئي ہے -

اب آپ کي صدا کي طرف بھي کان ہیں ' میں آپکے اندر مرحوم مصطفے کامل کي شباہت پاتا ہوں - آپ کے ایسے لوگوں نے دنیا میں عظیم الشان انقلابات کیے ہیں - میرے علم میں ہندوستان میں صرف تین مسلمان ایسے ہیں جو اسلام کا جنون رکھتے ہیں اور ان میں ایک آپ بھي ہیں - آپ کے ساتھہ کام کرنے میں ایک قسم کا مزہ بھي تھا ' جو تنہا کام کرنے میں حاصل نہیں ہوسکتا -

انگلستان میں سہروردي صاحب کے ساتھہ کام کرنے میں لطف رہا ' کلکتہ میں وہ بھي ہیں - قند مکرر کا مزہ ہو جاتا - مگر پھر میں اودھ چھوڑوں تو کلکتہ کے لئیے کیوں ؟ کعبہ نہیں ' مدینہ نہیں ' قسطنطنیہ میں کیوں نہ جاؤں ؟

مگر اپ مجھے لکھیے تو ' کہ آپ کیسا ساتھي چاھتے ھیں ؟ معلوم نہیں میں اُسکا اہل بھي ہوں کہ نہیں -

میري حالت صحت بھي کچھہ بہت اچھي نہیں - ابھي دو مہینہ ہوا ' دل کي حرکت ہي رکي جاتي تھي - وقت پر دوا پہونچگئي - خیر - جاري رہي - لیکن حوادثات بڑھتے ہي جاتے ہیں - چونکہ اونکے دفعیہ میں عملا کوئي حصہ نہیں لے سکتا ' اسلئے وبال دل ہي پر پڑتا ہے - خدا مسلمانوں پر رحم کرے وقت اچھا نہیں ہے ' لیکن مایوسي کا بھي موقع نہیں ہے - پین اسلامک ولولہ اب بھي تباہي سے بچا سکتا ہے ' اور بلندي پر پہونچا سکتا ہے و ما توفیقي الا باللہ -

مشیر حسین قدوائي (بیرسٹر اٹ لا)
لکھنــو

طبي وفد یا نقد روپیہ ؟

— * —

جناب ایڈیٹر صاحب الہلال

چونکہ بعض اصحاب اس شبہ میں پڑے ہوے ہیں کہ آیا انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ کو روپیہ کي زیادہ ضرورت ہے یا طبي وفد کي ؟ لہذا میں نے ہز ایکسلنسي جعفر بے عثماني قونصل جنرل مقیم بمبئي سے استصواب کیا تھا - جسکا جواب بذریعہ تار حسب ذیل وصول ہوا ہے :

(بمبئي ۳۰ - نومبر) قسطنطنیہ کو روپیہ بھیجنا بمقابلہ طبي وفد کے زیادہ مناسب ہے ' اسلیے کہ وفد بھیجنے میں بہت وقت ضائع ہوگا -

نیاز مند نصر شاهخاں از رامپور اسٹیٹ

جـــذبـــات دل

از مولانا سید عبد العظیم صاحب سیف (شاهجہانپور)

دشـوار ہوگئیں ہیں آسانیـــاں ہمـــاري
کیـونکر نہوں زیادہ حیرانیـــاں ہمـــاري
کچھہ بھي جو رنگ لاتا اے سیف خون اپنا
بیکار یوں نجـــاتي قربانیـــاں ہمـــاري

* * *

جب حد سے بڑھگئي ہوں بدکاریاں ہماري
پھر کیوں نہ بے اثر ہوں خونباریاں ہماري
اے سیف چارہ گر بھي کرتا ہے ابتو نفرت
مغشوش اسقدر ہیں بیماریاں ہمـــاري

* * *

بے ســود ہے سیف گریۂ و زاریئے دل
جب ھــوگئي لاعلاج بیمـــاریئے دل
کہتـــا ہے بگـــڑ کے یہ طبیب حـــاذق
اب موت ہے پاداش غلـــط کاریئے دل

ریوٹر ایجنسی کی دروغ بافیوں کی بکلی تردید

(ایضاً) خبر رساں کمپنیاں جو ناگوار خبریں بعض معلوم الحال ذرائع سے شائع کرتی ہیں ، انکی کوئی اصلیت نہیں ہے - اسوقت تک خدا کے فضل سے ہمیں ہمیشہ فتح و نصرت حاصل ہوتی رہی فوجی جمیت کی ترقی کے ساتھہ ہمارے مقاصد بھی وسیع تر ہوتے جاتے ہیں - (کامل پاشا)

بلغاری قوت کا خاتمہ

(ایضاً) بعض سیاسی حلقوں سے معلوم ہوا ہے کہ کل شب کو آدھی رات کے بعد ایک تار قسطنطینیہ سے اس مضمون کا پہنچا ، کہ چتلجا کے خطوط مدافعت کے سامنے بلغاریا کے پیر اکھڑ گئے ہیں اور گو نئی فوج مدد کے لیے بلوائی گئی مگر پھر بھی شکست ہی ہوئی - فوج کا شیرازہ بکلی درہم و برہم ہوگیا ہے -

---

سلانیک کے میدان جنگ پر قبضہ

(انضولی حصاری ۵ نومبر ۳ بجے)

قسطنطنیہ میں آئے ہوے تار مظہر ہیں کہ چتلجا کے خط مدافعت کی طرف واپسی میں (جیسا کہ خیال تھا) کامیابی ہوئی اور دشمن کو سخت شکست ہوئی - (درہ آنملچ) اور (سلانیک) کے درمیاں میں جو خط مدافعت ہمارے ہاتھہ سے نکل گیا تھا ، وہ ہم نے پھر واپس لے لیا ہے -

---

سرویا کو شکست

(باب عالی ۹ نومبر ۶ بجے)

جسطرح کہ ہم نے کل کے معرکہ میں یونانی فوج کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کیا تھا ، غنیمت میں بہت سا سامان جنگ ملا تھا ، اور بہت سے مقامات (پوزیشنز) واپس لے لیے تھے ، اسی طرح آج بھی غربی عثمانی فوج کے سپہ سالار کے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ (برلبه) میں سرویا کا ایک رسالہ اور میٹر توپوں کا ایک بلوک درہم برہم کردیا گیا - دشمن کا سخت نقصان یقینی طور پر بیان کیا گیا ہے ، کئی افسر اور بے شمار سپاہی کام آئے - غنیمت میں ہمیں پچاس سے زیادہ جانور بھی ہاتھہ آے -

---

سروین حدود پر عثمانی قبضہ

(ایضاً ۳ نومبر)

ہماری فوج نے (بالاس) اور (تملی) کو واپس لیلیا اور اس پر اب پورا قبضہ ہے -

---

تسخیر بلاس کی تصدیق

(انضولی حصاری ۹ نومبر)

ہماری فوج نے شہر (نبی کولی) واپس لیلیا - شہر (بالاس) مسخر ہوگیا - دشمن نے گاؤں جلانا شروع کردیے ہیں - ایڈریانوپل میں ہماری حالت بہت اچھی ہے -

---

یونانیوں کی مکرر تعذیب

(باب عالی ۱۰ نومبر)

(سوروبچ) میں ہمارا لشکر یونانی فوج کے مقابلے پر پھر فتح یاب ہوا - ۱۷ توپیں اور بہت سا سامان جنگ غنیمت میں ملا - دشمن کی فوج نہایت بے ترتیبی سے بھاگ گئی -

---

بقیــــہ

شــــذرات

—:*:—

جنـگ یورپ و ترکی

—*—

یورپ کے شطرنج بازان سیاست سے جو لوگ واقف ہیں ، وہ آغاز جنگ سے کہہ رہے تھے کہ چند کوہستانی ریاستیں جنکو غلامی و محکومی کا طوق اتارے ہوے زیادہ عرصہ نہیں ہوا ، کبھی اسقدر پرخطر جرات نہیں کرسکتیں - قطعاً ان مجسمہ ہاے عدوان و فساد میں کوئی دوسری روح ساری ہے ، اور وہی انکو حرکت میں لا رہی ہے - دول یورپ کی پس پردہ سازشیں تو ہمیشہ سے اشکارا ہیں ، مگر چونکہ تمام علم برداران صلیب اس مقدس جنگ سے دم کشاں الگ کھڑے تھے ، یعنی ڈپلامیسی کی زبان میں نیوٹریلٹی (ناطرفداری) کا اعلان کردیا تھا ، اسلیے ظاہر بیں نظریں اس نکتہ تک نہیں پہنچ سکیں - مگر زمانہ کے ہاتھہ نے اس پردہ کو بہت جلد چاک کر ڈالا ہے اور گو اصلی واقعات ابھی سامنے نہیں آئے ہیں ، تاہم جسقدر اسوقت تک معلوم ہوسکا ، وہ کشف حقیقت کیلیے کافی ہے :

اعلان جنگ کے بعد یورپ نے دو اعلان کیے تھے :

(۱) جغرافیۂ بلقان میں کسی طرح کا تغیر نہ ہوگا -

(۲) دول یورپ بہمہ وجوہ ناطرفدار رہیں گے -

لیکن آغاز جنگ میں فتح و شکست کی تقسیم اس قدر خلاف توقع ہوئی کہ یورپ کو اپنے قبل از جنگ خیالات پر نظر ثانی کرنے کی جلد ہی مہلت ملگئی ، اس نے دیکھا کہ گو بلقان کی آتشبازی بہت جلد شش صد سالہ قصر خلافت عثمانیہ کو زمین کے برابر کر دیگی - ایسی حالت میں اگر یورپ ریاستہاے بلقان کو انکی فرضی جنگ آرائی کے بعد "ثمرات فتوح" سے لذت یاب ہونے نہ دیگا تو مسئلہ مشرقی کے انفصال کی ایک بہت بڑی پیدا کی ہوئی فرصت ہاتھہ سے نکل جاے گی - یہ حکم یورپ کے ایوان سیاست سے صرف اسلیے صادر ہوا تھا کہ اگر فتح و ظفر کا ہاتھہ ترکوں کے ہاتھہ میں ہو ، تو وہ ہمیشہ کے لیے ان مار ہاے استین کو کچل نہ سکے ، اور منسٹر گلیڈ سٹون کی زبان میں جو کچھہ " ہلال سے صلیب کے پاس جاے ، وہ پھر ہلال کے پاس واپس نہ آئے - "

خیالات کے اس دیک الموسم (ویدر کاک) کا رخ بالکل بدلگیا ، اور نہ صرف دنیاے اقلام و صحائف میں ، بلکہ اس عالم سیاست میں بھی ، جہاں کا امتیازی وصف پیش از وقت خیالات کا ظاہر نہ کرنا سمجھا جاتا ہے - ہاوس آف کامنس کے سوال و جواب اور مدبران انگلستان کی تقریروں سے اخبار بیں نا آشنا نہیں ہیں -

ناطرفداری پر جسقدر عمل ہوا ، اسکے بیان سے پہلے دول کے باہمی تعلقات کو سمجھہ لینا چاہیے - انگلستان کا شاہی مذہب پروٹسٹنٹ ہے - اگر کوئی بادشاہ پروٹسٹنٹ کے بدلے کوئی اور مذہب قبول کرے تو پھر انگلستان کا عصاے حکومت اسکے ہاتھہ میں نہیں رہسکتا -

بلغاریا اور اسکی ریاستوں کا مذہب ارتھوڈکس چرچ کی پیروی ہے - بلقانی ریاستوں اور روس کا شاہی مذہب بھی یہی ہے - روس حمایت ارتھوڈکس کا مدعی ہے ، اور اسی نام سے وہ ایک بار دولت عثمانیہ کے مقابلہ میں اعلان جنگ کرچکا ہے - انگلستان اور روس کے حدود سلطنت بہت قریب ہوتے جاتے ہیں ، اور اس ہمسائگی کا نتیجہ ایک ہولناک جنگ کا انتظار ہے ، گو بالفعل اتحاد ثلاثہ کے غبار میں وہ نمایاں نہیں -

بلغاري فتوحات کي تکذيب

— * —

اخبار " استينڈرڈ " کا فوجي نامه نگار ۳۱ اکتوبر کو ميدان جنگ سے لکهتا هے :

لوگ کهتے هيں که ترک گرادیے گئے ' ممکن هے که گرادیے گئے هوں ليکن وقت ' واقعات کے چهرے سے پرده اٹها ديگا - بلغاريوں کے لبوں پر کل تک تو مهر لگي هوئي تهي ' آج يوں گويا هوے هيں که دو لاکهه عثماني فوج بے تحاشا بهاگي جاتي هے ' اور بلغاري اسپ سوار بے طرح اُنکو دوڑا رهے هيں - ايسي باتيں گو انسان کی متخيله اور تصور کو سرشار کوديتي هونگي ' ليکن صداقت کا نقشه نہيں دکهاتيں - اس اعجوبه خيز لڑائي ميں کوئي انقطاعي جنگ نہيں هوئي ' اگر کچهه هوا هے تو پے درپے فرار اور حوالگي کا ادعا ' اور جنّوں کي سي فتح مندي کي افسانه سرائي !

اس لڑائي پر مجهکو ايک حکايت ياد آگئي - ايک مرتبه چند لڑاکے مرغ ايک گهريلو مرغ پر پل پڑے - يه لڑاکے مرغ هر طرح کے هتيار ' اور قوي بغض و عداوت سے آراسته تهے - ليکن گهريلو مرغ ضعيف و نا تواں ' جنگ سے هارب ' اور صرف قدرت کے ديے هوئے هتيار ' يعنے فرسوده پروں سے مسلح تها ' ليکن ساتهه هي وه جسيم بهي تها ' چمڑا سخت و کرخت ' اور اُسميں دفاعي استعداد بهي بے حد تهي - آغاز هي سے تمام لڑاکے مرغ اُس پر هلّو کر چکے تهے - پهلي بار اسکا ايک پر ادهيڑ ليا ' دوسري بار دوسرا ' اور يوں اسکے تمام پر نوچ ليے - ليکن هر هر بار دنيا ميں يه مشهور کرديا گيا که ابکے ضرور آخري اور کاري ضرب لگادي هے -

ليکن حقيقت يه هے که مرغوں کو کهيں بهي کاري ضرب لگانے کا موقع نہيں ملا اور ضرب کي اصلي جگهه تک رسائي نہيں هوئی - هاں اس ناشاد ترک مرغ کے پر ضرور نوچ لئے هيں ' ليکن جهاں کاري ضرب لگ سکتي هے ' وهاں تک تو يه تا قيامت نہيں پهنچ سکينگے -

صوفيا کي تار برقياں کهتي هيں که " ترکوں کے لشکر کا کامل طور پر تعاقب کيا گيا " - اس فتح عظيم کے دعوے کي بنياد اس پر هے که (لو لي برغاس) ميں ترکي ميسره " کچل ديا گيا " - سرکاري بيان هے که ترک لو لي برغاس سے (چورلو) کيجانب " بهگادیے گئے " پهر ايک سرکاري بيان هے که (چورلو) کيطرف ترکي فوج درهم برهم هو کر " بهاگ گئي " - ميں ان تمام خبروں کو کذب و افترا خيال کرتا هوں ' اور يه کهنے پر مجبور هوں که ترکي ميسره لو لي برغاس ميں عمده مقابله و جنگ کے بعد بالکل انتظام و قاعده کے ساتهه درياے ارجين کے پيچهے چلا گيا -

بلغاري يه کهتے هيں که ترکي ميسره بهگا ديا گيا ' ليکن ميں حيران هوں که اس سخت جهوٹ کو کيا کهوں ؟ ميمنه اور قلب ' اصلاح و درستگي ميں مصروف تهے ' يعنے قلب والڑا کيطرف بڑهه رها تها ' اور ميمنه استرانجه پر قابض رهنا چاهتا تها - سوفيا کي روايت کے مطابق ترکي ميسره نے شکست کهائي اور اسکا قلب و ميمنه پيچهے هٹنے پر مجبور هوگيا - سوفيا والے کهتے هيں که ترکوں کے قابو ميں جو خط ميداں هے ' وه چورلو سراے اور استرانجه کا خط هے - پس بلغاريوں هي کي زبان سے يه ثابت هوگيا که قسطنطنيه کا راسته ترکوں کے هاتهه ميں هے ' اور بلغاريوں کي پيش قدمي نامراد رهي هے - خلاصه يه که بلغاريوں کي خود ساخته فتح عظيم کا ميں تو قائل نہيں - هاں اسقدر قائل هوں که ممکن هے ' اس مرغ کے چند پر جهڑ گئے هوں ' ليکن اسکے توپ نما سر کو تو ابهي کوئي کاري ضرب نہيں لگي هے -

---

عربي و ترکي ڈاک

— * —

المويد کے خاص تار اور عثماني دفتر جنگ کے اعلانات

— * —

يوناني شکست

(باب عالي ۴ نومبر)

غربي عثماني فوج کے سپه سالار نے همکو اطلاع دي هے (بانيجه) کے قريب کل جو لڑائي هوئي هے ' اسميں يوناني فوج کو سخت شکست هوئي - آج دنکو همارا لشکر پيش قدمي کرتا رهيگا -

---

مناستر

والي مناستر کا تار مظهر هے که دشمن کي جمعيت ايک هزار سے زياده تهي اور تو کچهه نهوسکا ' (يعقوب بک) نامي ايک گاؤں ميں آگ لگادي ليکن جب عثماني لشکر پهنچا تو بهاگ گئے -

---

بانيجه پر عثماني قبضه

(ايضاً) آج رات کو همارا لشکر (بانيجه) پر قابض هوگيا -

شتّلجا کي طرف هٹنا ايک جنگي مصلحت پر مبني تها - نه که شکست پر

(انضولي حصاري ۴ نومبر)

مشرقي عثماني فوج نے يه محسوس کيا که موجوده خط مدافعت وسيع هے اگر تنگ هوجاے تو کاميابي و غلبه کا پهلو اور زياده زوردار هو جائيگا - اسليے چتّلجا کے خط مدافعت تک فوج هٹ آئي هے -

---

ايڈريا نوپل ميں بلغاريا کي هزيمت

(انضولي حصاري ۵ نومبر ۳ بجے دن)

قلعهاے (ادرنه) کي محافظ فوج کو حکم ديا گيا هے که دشمن سے لڑنے کے ليے نکلے - چنانچه فوج نکلي اور لڑائي شروع هوئي - بحمد الله که هم کامياب هوئے - غنيمت ميں سامان جنگ بکثرت هاتهه آيا -

---

عثماني فتح عظيم
ايک هزار بلغاري قتل اور ۱۷ سو گرفتار هوے

(شورلو) ميں ايک شديد معرکه هوا ' جسميں بلغاريا کے ايک هزار آدمي کام آئے اور ۱۷ سو هم نے گرفتار کيے - (کامل پاشا)

ريوٹر کي تکذيب
ايڈريا نوپل ميں ترکوں کو کوئي شکست نہيں هوئي

(باب عالي ۵ نومبر)

عثماني شرقي فوج کي شکست کي جو خبر ريوٹر نے شائع کي هے اُس کي کوئي اصليت نہيں - کامل پاشا (وزير اعظم)

ايڈريا نوپل ميں بلغاريوں کي بربادي

(انضولي حصاري ۶ نومبر)

ادرنه ميں هماري فوج کو پے درپے کاميابياں هو رهي هيں بلغاري اب اسقدر تهک گئے هيں که مقابله کي تاب نہيں

اشقودره ميں مانٹي نگرو کي تباهي

(ايضاً) اطراف اشقودره ميں مانٹي نگروي فوج سے برابر معرکے هو رهے هيں - ان تمام معرکوں ميں دشمن کو سخت شکستيں هوئيں -

نامہ نگاران جنگ بھی اب سچ بولنا کچھہ کچھہ سیکھتے جاتے ہیں - ایڈریا نوپل کے قریب تین میل تک بلغاری لاشوں کے معائنے کی اب ہم کو خبر سنائی جاتی ہے - لندن میں یقین کیا جاتا ہے کہ بلغاریا کا دیوالہ نکل گیا' اس وقت تک ایک لاکھہ آدمی تہ تیغ ہو چکے ہیں' اور اب آدمیوں کے قحط کا یہ حال ہے کہ سترہ برس کے لڑکے جنکی مشق جنگ چند ہفتوں سے زائد نہیں' بھرتی کرکے بھیجے جا رہے ہیں - تعجب ہے کہ ترک تو آغاز جنگ سے صرف گرفتار ہوتے اور بھاگتے ہی رہے' یہ ایک لاکھہ آدمی کس تلوار کی کاٹ ہے ؟

شتلجا کی مضبوطی اور عثمانی مدافعت - پورٹ ارتھر کو دہرا رہی ہے - تمام نامہ نگار اقرار کرتے ہیں کہ ناظم پاشا کی مدافعت نے بلغاریوں کو بدحواس کر دیا ہے - آخری خبر یہ ہے کہ اس وقت ایک لاکھہ جنود مجندہ شتلجا میں موجود ہے : (ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفاً' کانہم بنیان مرصوص (۶۱ : ۳)

ہیضے نے بھی عثمانی تلوار سے پہلے کام کرنے کیلیے اپنا لشکر عظیم بھیجدیا ہے اور یہ لاشوں کی کثرت کا ثبوت ہے - رسد کی قلت فاقہ کشی تک پہنچ گئی ہے' اور روز بروز بڑھتی جاتی ہے :— لیس لہم طعام الا من ضریع ' لا یسمن ولا یغنی من جوع (۸۹ : ۶) ترکوں کا پیچھے ہٹتے آنا اسی وقت کیلیے تھا' اب بلغاریا نہ تو پیچھے جاسکتی ہے اور نہ آیندہ کی راہ کشادہ ہے : ثم لایموت فیہا ولا یحیی (۸۶ : ۱۴) فذاقت وبال امرہا ' وکان عاقبۃ امرہا خسرا [پس وہ اپنے کیے کا وبال اب اچھی طرح چکھہ رہی ہے اور اسکی پیش قدمی کا آخری نتیجہ خسران و ہلاکت ہی تھا]

بلغاریا نے صلح کیلیے ایڈریا نوپل اور سقوطری کے قبضے اور چتلجا کے مزید استحکام کی بندش کو پیش کیا تھا' مگر باب عالی نے پوری استقامات کے ساتھہ انکار کردیا - اب دوبارہ گفتگوئے صلح کے اجرائی خبریں آرہی ہیں اور کہا جاتا ہے کہ فریقین کے وکلا بھی نامزد ہوگئے ہیں -

و جنود ابلیس اجمعین

—*—

بالاخر دول یورپ نے باب عالی پر صلح کے لیے یا بالفاظ مناسب تر اپنے جدید عمل قطع و برید کے آگے سر تسلیم خم کر دینے کے لیے زور دینا شروع کر دیا' اور اول روز سے اسی وقت کا انتظار تھا -

تار برقیاں ابتک مبہم اور مشتبہ ہیں' بلقانی اتحاد میں پھوٹ پڑچکی ہے' یونان اور بلغاریا ایک دوسرے کو گھور رہے ہیں - آسٹریا اور روس کی طیاریوں اور جرمنی کے پوشیدہ انتظامات کی خبریں بھی برابر آرہی ہیں - ترکی کیلیے میدان جنگ نہیں' بلکہ ہمیشہ یہی وقت نازک رہا ہے' کامل پاشا کی وزارت اس خطرہ کیلئے خطرۂ عظیم ہے اب تو وقت آگیا ہے کہ ترکی روز روز کی آفتوں کی جگہہ ایک ہی آفت کے لیے مستعد ہو جاے اور اسلام اپنے مستقبل کا انہی گھڑیوں کے اندر فیصلہ کرلے' پہلو کے زخموں کی کب تک مرہم پٹی کی جاے گی ؟

لیکن آہ اے قسطنطنیہ ! اے محبوب القلوب جمیع عالم اسلامیہ ! اے مایۂ حیات چہل کرور نفوس عالم ! اور اے وہ افق امید کی روشنی جو اقبال اسلامی کے افتاب کی آخری کرن ہے ! ! یاد رکھہ کہ یہ تیرے امتحان کی آخری منزل ہے - تیرے ثبات و عزم کی انتہائی آزمائش ہے ! چالیس کرور دلوں کی نگاہیں اس وقت تیری طرف ٹکٹکی لگاے ہوے ہیں ! خدارا ایسا نہ کیجیو کہ ہمارے دل زخمی ہو جاتیں' اور ہماری آنکھوں کے لیے دائمی خونباری ہو ! آہ اے حیات اسلامی کی آخری رشتۂ امید ! تجھکو کیا معلوم کہ تیرے لیے ہمارے دلوں کا کیا حال ہے ؟ پھر تیرے ہاتھہ ہے کہ چالیس کرور امیدوں کی عزت رکھہ لے' یا انکو وقف طعنۂ اغیار کردے ! اگر تیری سرزمین پر تمام بسنے والے کٹ جائیں' انکے خون کی چھینٹوں سے تیری عظیم الشان مسجدوں کی دیواریں لالہ گوں ہو جائیں' قصر چراغان کا صحن لڑکر مرجانے والوں کی لاشوں سے پٹ جاے' تو ہمیں تجھسے کوئی شکوہ نہیں' لیکن اگر تونے ذلت کی فرصت کو عزت کے فیصلے پر ترجیح دی' اور اپنے سر کو قائم رکھہ کر راضی ہوگئی کہ بچے ہوے بقیہ اعضا بھی کاٹ لیے جائیں' تو یاد رکھہ کہ گو تو زندہ رہے گی' مگر ہمارے دل مرجائیں گے - ! !

مسیحی اخلاق ورحم کا اب وقت آگیا

—*—

آج کی تار برقیوں میں ایک تار نہایت دلچسپ ہے :

ایک ذمہ دار شخص نے بیان کیا ہے کہ بلغاریا اپنے پہلے حد سے زیادہ جوش کے بدلے اب اعتدال اور سنجیدگی اختیار کرنے کی کوشش کر رہی ہے اس سے' اسکا مقصد یہ ہے کہ یورپ کو اپنی معقول پسندی اور سنجیدگی کا یقین دلائے -

اس خیال سے کہ ترکوں کے جذبات کو صدمہ نہ پہنچے وہ ترکوں کو چتلجا کے چھوڑنے پر مجبور نہیں کریگی - اور اڈریا نوپل کی محافظ فوج کو جانے کی اجازت بھی دیگی -

اس تار کے بعد بھی کیا دنیا کو بلغاریا کی فتح مندیوں پر اعتقاد باقی رہے گا ؟

ہلال اور صلیب

ہلال کی روشنی میں

—*—

جنگ طرابلس جب شروع ہوئی' تو ترکوں کی غفلت اور بربادی پر دوستوں نے حسرت کے آنسو بہاے' اور دشمنوں نے غلغلہ ہاے شادمانی بلند کیے - لیکن پھر اسکے بعد کیا ہوا ؟ سال بھر تک دنیا نے کیا دیکھا ؟ عثمانی افسرونکی شجاعت اور جانفروشی ہی نہیں' بلکہ بادیہ نشینان عرب کی گیارہ گیارہ برس کی لڑکیوں نے بھی اپنی عظمت کا اقرار کرا لیا -

یہی حال موجودہ جنگ کا ہے - بلقانیوں کی مکذوبات نے تمام دنیا کو ترکوں کی طرف سے مایوس کردیا' دوستوں کی رائیں بھی متزلزل ہوگئیں' لوگ بے اختیار کہہ اٹھے کہ عثمانی خون کی آگ اب بجھہ گئی - خود مسلمانوں میں بعض منافقین نے اپنے نفاق کے اظہار کیلیے اس فرصت کو غنیمت سمجھا' اور ہندوستان کی حزب المنافقین کے ایک سرگرم ممبر نے تو یہاں تک لکھدیا کہ "چونکہ ترک اپنی حفاظت نہیں کرسکتے' اسلیے قربانی کی کھالوں کی قیمت دینے کی کچھہ ضرورت نہیں - ہمارے قومی کام بہت سے رکے پڑے ہیں"

میں جب کبھی قرآن کریم کو کھولتا ہوں تو صاف نظر آتا ہے کہ غزوۂ طرابلس کو جس طرح بہت سی باتوں میں آغاز اسلام کے غزوۂ بدر سے مشابہت تھی' بالکل اسی طرح اس جنگ کو اسماً

اس مختصر بیان کو پیش نظر رکھنے کے بعد غور کیجیے کہ اگر انگلستان موجودہ جنگ میں ناطرفدار نہ ہوتا' تو ان چار حکومتوں میں سے کس کي طرف مائل ہوتا ؟

(۱) ریاستہاے بلقان کا سرگروہ اسوقت بلغاریا ہے -

(۲) بلغاریا ہمیشہ روس کي پشت پناہي سے مستفید ہوتي ہے

(۳) روس کے اثر و نفوذ کي توسیع انگلستان کے مصالح ملکي کے لیے مضر ہے -

(۴) ان چاروں حکومتوں میں یونان سب سے کم روس کے اثر میں ہے -

ان مقدمات کي ترتیب سے یہي جواب ملتا ہے کہ انگلستان کي دوستي کا سب سے زیادہ مستحق یونان ہے ' اور وہ اسي کا ساتھہ دیتا -

المویذ نے دو تفصیلي تار شائع کیے ہیں ' جنسے معلوم ہوتا ہے کہ ملکۂ انگلستان نے شاہ یونان کو انکي فتوحات پر تبریک و تہنیت کا تار دیا ' اور روس نے اسي طرح شاہ سرویا کو مبارکباد کا تار بھیجا -

پس یہ ہے انگلستان اور روس کي ناطرفداري !

مگر نقص ناطرفداري کي یہ پہلي منزل ہے ' روس کي پوشیدہ مالي و فوجي مساعدت و حمایت کے واقعات صریح اسکے علاوہ ہیں اور آغاز جنگ سے انکا سلسلہ برابر جاري ہے -

رومانیا کے اخبارات نے جو پردے فاش کیے ہیں ' اور جو تفصیلي حالات لکھے ہیں ' انکو ہم پھر کسي وقت لکھیں گے - یہاں صرف ایک واقعہ درج کر دیتے ہیں - دار الحکومت رومانیا کے اخبارات اطلاع دیتے ہیں کہ روس کے فوج نظامي سے پندرہ ہزار آدمي مع صدھا توپوں ' دخائر جنگ ' اور تین جنگي ہوائي جہاز کے بلغاریا گئے ہیں ' تاکہ میدان جنگ میں شریک ہوں - ایک اور رومانی اخبار بیان کرتا ہے کہ روسي اسٹیمر جسکا نام (سان جورج) ہے صدھا روسي سپاہیوں کو (روسچق) لے گیا ہے - اسمیں تمام روسي سپاہي اپني وردیاں پہنے ہوے تھے - یہ صرف ایک دفعہ نہیں ہوا بلکہ روزانہ روسي اسٹیمر بلغاریا کے لیے مہمات جنگ لایا کرتا ہے - حال ہي میں (روسچق) دو ہوائي جہاز پہنچاے گیے ہیں

چتلجا کے خطوط دفاع

--- * ---

(چتلجا) کے جو حالات تازہ عربي ڈاک سے معلوم ہوے ہیں انکا خلاصہ یہ ہے :

بحر اسود کے قریب بحیرہ (ترقوس) اور بحیرہ (مار مورا) کے درمیان میں ایک خلیج ہے جس کو (بیوک سکجہ) کہتے ہیں - اس خلیج میں ایک جزیرہ نما ہے جسکا نام (ترافیہ) ہے - چتلجا کے خطوط دفاع اس سلسلہ استحکامات سے پیدا ہوتے ہیں جو اسي جزیرہ نما میں پھیلے ہوے ہیں - یہ قسطنطنیہ سے ۲۵ میل کے فاصلہ پر ہیں - عرض ۱۵ اور ۱۶ میل کے درمیان میں ہے - اسمیں قلعوں اور استحکامات کي تعداد ۳۰ سے زائد ہے - یہ استحکامات اور قلعے ۵۰ فیٹ بلند ٹیلوں پر ہیں - موسم سرما میں برف و باران کے قدرتي استحکامات کسي کو ان مصنوعي استحکامات کے پاس نہیں آنے دیتے -

یہاں ریل ہے جو (یاغلیش) اور (چتلجا) کي طرف سے جاتي ہے ' سنہ ۱۸۷۷ ع کي جنگ روس و ترکي میں یہ استحکامات تیار کرائے گئے تھے - سنہ ۸۸ ع میں روس نے ان پر حملہ کیا اور ایک عرصہ تک محاصرہ کیے پڑا رہا ' مگر آخر کار ناکام واپس گیا - اسکے بعد بھي کچھہ تغیرات ہوئے ہیں ' مگر تفصیل بیان نہیں کي جا سکتي -

ایشیاے کوچک سے جو سیلاب فوج امڈا آرہا ہے ' اسکي وجہ سے محافظ فوج (گیریزن) کي ایک بہت بڑي جمعیت یہاں فراہم ہوگئي ہے اور روز بروز بڑھتي جاتي ہے -

هفتۂ جنگ

--- * ---

الحمد اللہ کہ ہم نے اور تقریباً تمام مسلمانوں نے جنگ کے متعلق جو رائیں قائم کي تھیں' انکے ظہور میں واقعات نے دیر نہیں لگائي ' اور اس هفتے قطعي اور آخري تصدیق عثماني فتح و نصرت اور بلقاني شکست و خسران کي ہوگئي : فقطع دابر القوم' الذین ظلموا ' والحمد اللہ رب العالمین -

ادھر دو ہفتے سے جنگ کا موسم بالکل بدل گیا تھا ' خبروں نے آہستہ آہستہ لہجہ بدلنا شروع کردیا تھا ' اور خود صوفیا اور بلغراد سے بھي جو خبریں تقسیم کي جاتي تھیں ' انمیں ادعا اور جوش کا عنصر روز بروز گھٹ رہا تھا ' لیکن پھر درمیان میں بلقاني آتش کذب فروشي میں ایک ابال تازہ آیا ' اور فتح مناستر کي خبر اپنے قدیمي لہجے میں شائع کر دي -

ہم نے جنگ کے تازہ واقعات پر بحث کرتے ہوئے لکھدیا تھا کہ اس خبر کے تمام ابتدائي اجزا جس طرح خود بخود غلط تسلیم کرلیے گئے ہیں ' اسي طرح قریب ہے کہ سرے سے تسخیر مناستر کا واقعہ بھي محض بے سر و پا ثابت ہوگا ' اور زیادہ سے زیادہ اتني اصلیت نکلے گي کہ مناستر کے قرب و جوار میں کہیں جنگ ہو رہي ہے -

اس تار نے اس خیال کو بعینہ واقعہ ثابت کر دیا ' کیونکہ لکھا تھا کہ جنوب میں ایک لڑائي ہو رہي ہے اور تسخیر کي خبر بالکل کذب و افترا ہے -

ہم نے اور جو قیاسات " النبا العظیم " کے دو نمبروں میں ظاہر کیے تھے ' وہ بھي ایک ایک کرکے سامنے آرہے ہیں ' ہم نے پچھلے هي دن جبکہ تمام عالم ترکوں کي طرف سے مایوس ہورہا تھا ' لکھدیا تھا کہ بلغاریا کي جو کچھہ طاقت تھي ' وہ قرق قلعسي میں ختم ہوگئي اور اب بہت جلد عثماني مدافعت کي " بنیان مرصوص " کھڑي ہوجاے گي - چنانچہ اس تار کے علاوہ اب خود صوفیا اور بلغراد میں اقرار کرلیا گیا ہے کہ " سردست جنگ از سر نو شروع نہیں کي جا سکتي " اور صلح کي جو شرطیں فاتحا نہ حق کے ساتھہ پیش کي گئي تھیں ' انہیں جب باب عالي نے ٹھکرادیا ' تو پھر کہا گیا کہ یہ کچھہ آخري شرطیں نہ تھیں - یہ انکے علانیہ اقرار ہیں ' اور اصلیت کو پوچھیے تو اسکي حالت نہیں معلوم کیا ہو گي ؟

اس تار نے اس ابلیسانہ چالاکي کا بھي پتہ چلتا ہے ' جو مسئلہ صلح کي اشاعت سے یورپ کو مد نظر تھي ' اور جسکے سرائر و خفا یا اب آہستہ آہستہ سامنے آرہے ہیں - در اصل بلغاریا ایک طرف تو اپني فرضي فتوحات کي اشاعت سے یورپ کو پس پشت علانیہ آجانے کا موقعہ دے رہي ہے ' دوسري طرف ایڈریا نوپل پر موت کا شکار ہو جانے کے بعد چاہتي ہے کہ عثماني حملہ کے گھوڑوں سے کسي طرح اپني نعش کو بچالے - صلح کي درخواست اسي نے پیش کي ' اور اس جنگ میں کسي ایک فرضي فتح کے اعلان کے بعد تمام یورپ کا باسم صلح و اصلاح آ موجود ہونا پیشتر ہي سے طے کرلیا گیا تھا -

شرح اجرت اشتہارات

—*—

میعاد اشتہار	فی صفحہ	فی کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ فی مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ ,, ,,	۱۲۵ "	۷۵ "	۴۵ "	۶ آنہ " " "
چھہ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۴ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ کے لیے کوئی اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات کو جگہہ دیجائیگی -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچیس فیصدی زائد ہوگی -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھی طیار ہوتے ہیں جسکی قیمت ۸ آنہ فی مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جایگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکی فرمایش کے مطابق آپکو جگہہ دیں ' البتہ حتی الامکان کوشش کی جائے گی -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں ' چھہ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں ' اور سہ ماہی کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرنی ہوگی اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگی ہمیشہ لی جائیگی اور وہ کسی حالت میں پھر واپس نہوگی -

(۳) منیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے ' اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اُس چیز کا جو جوئے کے اقسام میں داخل ہو ' تمام منشی مشروبات کا ' نحش امراض کی دواؤں کا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنی شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو ' کسی حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا -

نوٹ کوئی صاحب رعایت کے لئے درخواست کی زحمت گوارا نہ فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسی قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

. معناً " جنگ احزاب "سے ھے ' جسکا حال سورۂ احزاب میں بیان کیا گیا ھے - فی الحقیقت جس طرح وہ جنگ مسلمانوں کیلیے ایک بہت بڑی آزمایش ' اور نفاق و ضعف ایمانی کے ظہور کیلیے ایک ابتلاے الہی تھی ' بالکل اسی طرح اس جنگ کو بھی خدا نے ہمارے لیے ایک وسیلۂ آزمایش بنایا : ھنالك ابتلی المسلون و زلزلوا زلزالاً شدیــــدا -

لیکن اب واقعات سے پردے اٹھہ رھے ھیں ' اور دوست و دشمن ' دونوں کی نظریں اصلیت کے احساس و اقرار کو ناگزیر دیکھہ رھی ھیں - ھر نیا روز جو آتا ھے ' کشف حقیقت کا ایک پیام تازہ ھوتا ھے - اس وقت تک پورے حالات روشنی میں نہیں آئے ھیں ' مگر پھربھی جس قدر سامنے آگئے ھیں ' ان سے معلوم ھوتا ھے کہ نہ تو عثمانی نسل نے اپنی اٹھہ سو برس کی روایات کو ابھی بھلایا ھے ' اور نہ فرزندان اسلام کی جانفروشیوں نے پرستاران صلیب کے مقابلے میں شکست کھائی ھے - اب بھی ھر ترک سپاھی " ترک سپاھی " ھے ' اور اپنے شرف اسلامی کو بھولا نہیں :

هست مجلس براں قرار کہ بود
هست مطرب براں ترانــہ هنــوز

اخبار " جرنــل " کے خاص نامہ نگار ایم ایڈورڈ ھیلسی نے ایک عجیب واقعہ کا اپنے تار میں ذکر کیا ھے ' جس سے ناظرین کو ہمارے بیان کی تصدیق ھوگی وہ لکھتا ھے :

" میں نے رائیکا کے اسپتال میں ایک کمسن ترک افسر کو دیکھا - اُسکے جسم کا شاید ھی کوئی حصہ بچ رھا تھا ' جسپر خنجر کی کاٹ نہ پڑی ھو - پیشانی قریباً دو نیم ھوگئی تھی - گلے کا زخم بھی کاری تھا - سینے اور بازوؤں میں گہری خندقیں پڑگئی تھیں -

" یہ شیر دل نہایت کمسن شخص تھا - طربوش کے سامنے کی چوکی اسکے زیر کمان تھی - جسوقت آگ کی بارش ھو رھی تھی وہ اپنا گھوڑا دوڑاتا ھوا بڑھا ' اور مانٹی نگرو کی پلٹنوں کو مخاطب کرکے کہا " تم میں جو شخص سب سے زیادہ بہادر اور شجاع ھو ' میرے مقابلے کو آئے - میں اُس سے دست بدست لڑنا چاھتا ھوں "

" اس مقابلے کی صدا سنکر مانٹی نیگرو کی پلٹن سے ایک کہنہ مشق اور تجربہ کار افسر ' جسکے بال سفید ھوگئے تھے ' میدان میں آکھڑا ھوا اور چیلنج کو قبول کرلیا - تماشا دیکھنے کی خاطر لڑائی موقوف کردی گئی اور ھلال کی دھیمی روشنی میں دونوں کی لڑائی دیکھنے لگے "

" مانٹی نیگروی افسر کے کاندھے پر سخت زخم آگیا - من چلے ترک نے حیرت انگیز شجاعت کا ثبوت دیا ' لیکن اخر میں گرگیا اسکی وجہہ یہ تھی کہ لڑتے لڑتے اسکا سر اور پیشانی زخموں سے بالکل خون چکاں ھوگئی تھی اور انسے بہہ کر ایک خون کی چادر اسکی آنکھوں کے سامنے آگئی تھی جس سے وہ بالکل مجبور ھوگیا - اُسکا دشمن گھوڑے سے تڑپ کر اُتر پڑا اور اُسکے زخموں کو صاف کرنے کے بعد معالجہ کے لئے رائــکا کے اسپتال میں بھیجدیا "

ایم - ھیلسی لکھتا ھے " یہ ترک جانتا تھا کہ میری زندگی کا پیمانہ لبریز ھوچکا ھے ' اور سانس بہت دن تــک نہیں چلنے کا - ۲۴ اکتوبر کو طربوش کی توپوں کی آواز اُسکے کانوں میں پڑی تو اُسنے ڈاکٹر سے مخاطب ھوکے کہا " کاش اللہ تعالی میرے دشمن کو گولیوں کا نشانہ بناتے " وہ ایک بہادر آدمی ھے - اُسکو تلوار کی موت کے سوا آور کسی بہانے نہیں مرنا چاھیے "

فہرست

زراعانــۂ هلال احمر

— * —

ان اللہ اشتری من المومنین انفسهم و اموالهم بان لهم الجنه

(۲)

— * —

نام	رقم
جنــاب میــاں بسیر الدین صاحب	۵۰۰
جناب میاں شمس الدین و محمد امین صاحب	۵۰
جناب میاں فضل کریم و کرمدین و محمد امین سیٹھی صاحب	۲۵
جناب فضل الہی صاحب	۵
جناب فتح دین و شمس الدین صاحب	۵۰
جناب میاں شمس الدین و محمد امین نورو صاحب	۱۰
جناب میاں فضل کریم سہگل صاحب	۵۰
جنــاب میــاں سوداگر دین صاحب	۵
جناب میاں فضلکریم و غلام نبی صاحب	۵
جناب قمرالدین غازیوالا صاحب	۱
جناب محمد امین نور صاحب	۵
جناب غلام نبی صاحب	۵
جناب میاں فضلدین و محمد امین صاحب	۳۰
جناب میاں فضلکریم صاحب	۲۵
جناب حافظ غلام قادر صاحب	۱
جناب جے - نرائن بابو صاحب	۵
جناب غلام محمد صاحب	۵
جناب محکم دین صاحب	۲
جناب خلاص خاں صاحب	۲
جناب سکندر خاں صاحب	۱
جناب پیرو شبراتی صاحب	۳
جناب میاں احمد دین صاحب	۲
جناب چھجو صاحب	۲
جناب مقبول رحیم صاحب	۳
جنــاب میــاں حــاجی کرمــدین و محکم دین پندار صاحب	۵۰
جناب میاں فضل دین و محکم دین صاحب	۲۵
جناب ملا خــاں محمــد و محمد امین صاحب	۲۰
کرمــدین و محمد امین مــوصثال صاحب	۵
جنــاب غــلام نبــی و احمــد دین چندیوالا صاحب	۲
جناب میاں محمــد امین سیٹھی صاحب	۲
جنــاب میــاں محمــد امین صاحب	۲۰۰
جنــاب میــاں فضــل دیــن صاحب	۵۰
جناب میاں فضل الدین و حاجی شمس الدین و محکم الدین صاحبان	۲۰۰
جناب محکم دین صاحب	۵
جنــاب میــاں شمس الــدیــن و غلام نبی صاحب	۲۵
جنــاب میــاں محمــد دین صاحب	۱۰
جناب میاں غــلام محمــد سہگل صاحب	۲۵
جناب میاں غــلام محمد و محمد صاحب	۵۰
جناب میاں غــلام نبــی و محمد سعید صاحب	۵
خورشید جہاں	۵
جناب میاں شمس الدین و احمد دین بخارت والا صاحب	۵۰
جناب غلام محمد و محمدامین	۲۰
جناب غلام محمد و غلام نبی صاحب	۵
جناب میاں فضلکریم و محمد امین صاحب	۲۵
جناب میاں سوداگرالدین صاحب	۱۰
جناب غلام محی الدین	۱۰
جناب عبد الرؤف صاحب	۲
جناب محمد بخش صاحب	۲
جناب محکم دین نورو صاحب	۱
جناب لعل خاں صاحب	۲
جناب محمد خاں صاحب	۳
جناب علی جان صاحب	۱۰
جناب میــاں احمــد دین و محمــد امین صاحب	۱۰
جناب میاں محمد امین و کرمــدین غازیوالا صاحب	۵۰
جناب میــاں محمــد دیــن و غــلام محی الدین صاحب	۲۰
جنــاب محمــد امیــن و محمد گــل	۱۰
جنــاب غــلام نبــی و ســراجــدیــن صاحب	۲
جناب میاں محمد دین و محکم دین بیقال صاحب	۲

میزان	۱۸۱۷
سابق	۴۸۱۱
میزان کل	۶۶۲۸

rinted & Published by MOULANA A. K AZAD, at The HILAL ectrical Prtg. & Pblg. ouse, 7/1 Mc... od Street, CALCUTTA.

لا تهنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مومنین
القرآن الحکیم

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۱ | کلکتہ : چہارشنبہ ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۳۰ ہجری | جلد ۱

Calcutta: Wednesday, December 4, 1912.

قیمت فی پرچہ

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحكيم

Al-Hilal,
Proprietor & Chief Editor:
l Kalam Azad
7-1, MacLeod street,
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.
Half-yearly „ „ 4-12.

مدیر مسئول و محرر خصوصی
سلطان کلام ابوالکلام الدهلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکته

قیمت
سالانه ۸ روپیه
ششماهی ٤ روپیه ۱۲ آنه

ایک هفته وار مصور رساله

نمبر ۲۱ — کلکته : چهارشنبه ۲٤ ذی الحجه ۱۳۳۰ هجری — جلد ۱

Calcutta: Wednesday, December 4, 1912.

فهرس

— * —

تصاویر

— * —

توسیع اشاعت

—*—

دهلي کے بزرگ جنکا نام معلوم نہیں	۸
جناب مولانا سید عبد الحق صاحب حقي الاعظمي	
اسسٹنٹ پروفیسر عربي محمڈن کالج (علي گڑہ)	۴
جناب سید حسن صاحب بلگرامي (حیدراباد)	۳
جناب مولوي برکت علي صاحب بي - اے - (قصور)	۴
جناب مولانا عبد السبحان صاحب تاجر (مدراس) مکرر	۳
جناب مولانا ایس - ایم - فخري صاحب (مدراس)	۵
جناب غلام محمد خان صاحب کورٹ انسپکٹر (دهلي)	۲
جناب وحید الدین احمد خان صاحب (رامپور)	۲
جناب ایچ - اے - مرزا صاحب وڈنو گرامر (دهلي)	۲
جناب محمد عبد الرزاق صاحب بسمل (حیدراباد)	۲
جناب نعیم الدین صاحب (ردولي)	۲

لندن کے ذریعه جو تار آیا ہے' اسمیں یه تصریح موجود ہے' لیکن صوفیا کي مکذوبات کا سرکل اس موقعه پر بھي حرکت سے باز نہیں رہا اور اس تار کے ساتھه هي ایک دوسرا تار بھي شائع کیا گیا ہے' جسمیں لکھا ہے که بلغاریا اپنے لیے سامان جنگ اور ذخیرۂ رسد ایڈریا نوپل کے راستے پہنچاتي رہے گي - لیکن ساتھه هي اخري سطروں میں اسکا بھي اقرار ہے که ایسا ہونا ممکن نہیں' اسلیے که جو راہ پیش نظر ہے' وہ ترکي فوج کي دسترس سے اسقدر قریب ہے که کسي طرح مفید اور محفوظ نہیں سمجھي جاسکتي -

یونان کي نسبت ظاهر کیاگیا ہے که التواے جنگ کا سخت مخالف ہے' اور اسکا واهمه' اسکے هم کلیسا حکومت کے وزیر اعظم' یعنے مسٹر ایسکویتھه سے بھي زیادہ قوت خلاقي رکھتا ہے' چنانچه اس وقت رات کي تاربرقي میں یونان شاکي ہے که یورپین ترکي کي بکلي ازادي کے مقصد میں التوا نے خلل ڈالدیا' اسکا عظیم الشان بیڑہ اور فوج کي تعداد عظیم بلغاریا کي مدد کیلئے پا به رکاب تھي' لیکن التواے جنگ کو منظور کرکے گویا اس نے اپنے ضعف اور عثماني قصرت کا اقرار کر لیا ہے - مجلس گفتگوے التوا میں بھي اسکا کوئي وکیل شریک نه تھا' مگر بلقاني ریاستوں نے عاجز آکر صاف صاف کہدیا ہے که اگر یونان کو التوا منظور نہیں' تو تنہا جنگ جاري رکھے - همارے دست وبازو تو اب شل هوگئے -

---

وجنود ابلیس اجمعون

ترکی یورپ کي بڑي سے بڑي جنگ کے معرکوں کو اپنے تئیں مٹاکر سر کرلے' لیکن یورپ کي چھوٹي سے چھوٹي صلح کانفرنس کا اُسکے پاس کیا علاج ہے؟ موجودہ جنگ کي ابتدا سے جو مصنوعي رفتار قائم رکھي گئي اور جو نتائج دکھلاے گئے' وہ گویا ایک یورپین کانفرنس کے انعقاد کي پیشتر سے طے شدہ تمہید تھي - ایڈریا نوپل کي آخري جنگ کے بعد هي سے بلغاریا نے صلح کي درخواست کردي اور شتلجا کے استحکام کے ساتھه هي تمام یورپ پر یه نئي حقیقت منکشف هوگئي که " یورپ کے امن کیلیے اب صلح نا گزیر اور لازمي ہے "!

بلقاني ریاستوں کي فوج کے مقابلے میں ترکوں سے جو کچھه بن آیا کرچکے' لیکن اب یورپ کے شیطان اعظم کي جنود ابلیس کو کس حربے سے روکیں؟ بظاهر یورپ کے دفاتر خارجیه موجودہ معاملات پر ابتک متفق هیں' آسٹریا اور روس کا مسئله بھي ابتک کچھه زیادہ وقیع نہیں' یورپ کي موجودہ سحر سیاست کے سب سے بڑے کاهن' یعنے سر ایڈورڈ گرے نے اپني جادو کي چھڑي علانیه هلاني شروع کردي ہے' انہوں نے یورپ کو بحر ایجین' درِ دانیال اور البانیا کے مسائل پر غور و خوض کرنے کي دعوت دي ہے' اور یقین کیا جاتا ہے که لندن میں کانفرنس کا انعقاد هو -

بظاهر حالات صلح کا مسئله ترکي کیلیے نا گزیر' اور البانیا اور مقدونیا کي آزادي درپیش - صرف دول یورپ کي وہ مسیحي رقابت جسکو قران کریم نے " واغرینا بین هم العداوت و البغضاء الي یوم القیامة " سے تعبیر کیا ہے' ایک سہارا ہے جو اس سازش میں خلل ڈال سکتا ہے -

همنے کہا که آسٹریا روس کا مسئله اسوقت تک چنداں وقیع نظر نہیں آتا' تاهم نظر انداز کردینے کے بھي قابل نہیں - بلقاني کانفیڈریسي کي باهمي نا اتفاقي بھي اندر هي اندر سلگ رهي ہے - اس وقت کا تار ہے که جرمن چینسلر کي ایک تقریر نے پیرس میں ملچل ڈالدي ہے' انہوں نے کہا که اگر روس و آسٹریا کے مسئلے نے ترقي کي تو جرمني آسٹریا کا ساتھه دینے پر مجبور ہے - وہ صرف حق کے ساتھه ہے' اگر بلقاني ریاستوں سے ترکي پر زیادتي کرائي گئي تو اس صورت میں بھي جرمني ترکي کا ساتھه دے گي "

خدا تعالی کي قدرت سے کچھه بعید نہیں که جس طرح مسئلہ مشرقي کا فیصله آج نصف صدي سے محض یورپین رقابت کي بدولت ملتوي هوتا رہا ہے' اِس موقع پر بھي کوئي غیر متوقع تبدیلي پیدا کردے اور صلح کانفرنس کی کامیابی خطرے میں پڑ جاے - یه وقت باب عالي کیلیے ایک ایسی آخري آزمایش ہے جو باوجود محصور اجانب و اعدا رهنے کے آجتک کبھي بھي پیش نہیں آئي - مگر افسوس که اس وقت ترکي کي قسمت ایک ایسے وزیر اعظم کے هاتھه میں ہے' جسکے پاس اپنے ملک مظلوم کیلئے انگلستان کے احکام کے آگے سر بسجود رهنے کے سوا نه کوئي سیاست ہے اور نه کوئي دماغ !

اس وقت سعید پاشا کي زندہ وزارت کي ضرورت تھي' جس نے مہینوں اٹلي اور اسکے حامیوں کي تمام منت و زاریوں کو حقارت کے ساتھه ٹھکرادیا' جو وہ مسئله صلح کے لیے کر رہے تھے' مگر انگلستان نے بھي اسي دن کے کیلیے سعید پاشا کو راہ سے ھٹا دیا تھا -

بہرحال یه سب کچھه اسلام کي اخري سیاسي طاقت کے بقا و فنا کے سوالات هیں' اور خواہ کوئي عثماني وزارت هو' لیکن الله' اسکے ملائکه' اور چالیس کروڑ مسلمانوں کی لعنت هو اس وزارت پر' جو اس وقت بال برابر بھي ضعف اور کمزوري دکھلاے اور ایک فیصله کن موت پر' ذلت اور مسکنت کي مجروح زندگي کو ترجیح دے !!

ویرحم الله عبداً قال آمینا !

ال انڈیـــا محمـــڈن کانفـــرنس

— * —

اجلاس بست و ششم سنه ۱۹۱۲ - لکھنؤ

اعلان هذا کے ذریعه مشتہر کیا جاتا ہے که ال انڈیا محمڈن اینگلو اورینٹل ایجوکیشنل کانفرنس کے چھبیسویں سالانه اجلاس کے جلسے به مقام بارہ دري قیصر باغ لکھنؤ بتاریخ ۲۷ , ۲۸ , ۲۹ دسمبر سنه ۱۹۱۲ منعقد هونگے اور اونمیں بہت سے اهم تعلیمي مسئلے متعلق مسلمانان هند جن میں مجوزہ یونیورسٹي کے متعلق مسائل بھي شامل هونگے' مباحثه کے لیے پیش کیے جاینگے - میجر سید حسن صاحب بلگرامي ممبر پیشن یافته انڈین میڈیکل سروس صدارت کے لیے منتخب هوئے هیں -

استقبالي کمیٹي نے ممبران کانفرنس کے قیام و طعام کا کل ضروري اهتمام اپنے ذمه لیا ہے اور جمله ممبران کو دعوۃ دیتي ہے که لکھنؤ تشریف لاکر اجلاس کانفرنس کي شرکت فرمائیں - جو اصحاب اب تک ممبر کانفرنس نہیں هوئے هیں مگر آیندہ ممبر اور شریک اجلاس کانفرنس هونا چاهیں اونکا بھي خیر مقدم کیا جائیگا' لیکن جمله اصحاب سے درخواست کیجاتي ہے که وہ اپني شرکت اجلاس کے ارادہ سے جسقدر جلد ممکن هو' خاکسار کو مطلع فرماینگے' تاکه اونکے قیام و آرام کا ضروري بندوبست کیا جاسکے -

خاکسار سید ظهور احمد وکیل هائیکورٹ
انریري سکرٹري استقبالي کمیٹي

بلغاریا اور سرویا کا صلح کیلئے اضطراب

— * —

شتلجا میں ڈیڑہ لاکھہ عثمانی فوج کا اجتماع ' ملت کی جنگ کیلیے بیقراری ' حکومت کا استقلال ' التواے جنگ کیلیے بلغاری کی منت و زاری ' صلح کیلیے دول کا اصرار ' التوا کی منظوری میں اک مصلحت عظیم پوشیدہ ' سقوطری کی عظیم الشان مدافعت ' نتائج کا انتظار کرنا چاہیے -

— * —

بنام الہلال

(۴ دسمبر شام کے چھہ بجے)

شتلجا میں آج پوری ڈیڑہ لاکھہ تازہ دم فوج موجود ہے ' سامان جنگ اور ذخیرۂ رسد بے شمار ' ناظم پاشا کے انتظامات حیرت انگیز و یادگار ہیں ' حالت بالکل منقلب اور دشمنوں کا مہلت کیلئے اضطراب بعد تذلل و انکسار ' التوا میں بحمد لله جیش اسلام کیلیے ایک مصلحت عظیمہ پوشیدہ ' اور محتاج انتظار نتائج ما بعد ' صلح کیلیے دول کی طرف سے بشدت سلسلہ جنبانی ' مگر باب عالی نے باستقلال تمام انکار کر دیا ' رعایا میں اجراے جنگ کیلیے شورش - سقوطری سے ایک هفتہ کی جنگ کے بعد دشمن خاسر و تباہ فرار ہوگیا ' دول یورپ کے قنصل خانوں میں باهم اختلاف شدید کی افواہ گرم ہے -

---

شذرات

— * —

اغـلاط طبـع اگر الہلال کی ضخامت دوگنی کردی جاے اور مجھسے کہا جاے کہ تنہا اسکو مرتب کردو ' تو میں انشاء الله دو راتوں کے اندر مرتب کرلونگا ' لیکن اگر الہلال سولہ صفحے کی جگہہ ایک صفحے کا نکلے ' اور مجھسے کہا جاے کہ اسکو صحیح چھاپنے کا ذمہ لو ' تو میں بغیر ایک منٹ کے وقفے کے انکار کر دونگا کیونکہ یہ میرے امکان سے باهر ہے -

الہلال آغاز اشاعت سے جسقدر غلط چھپتا ہے ' اسکا مجھے افسوس هی نہیں ' بلکہ هر غلطی کا دل پر ایک داغ ہے ' لیکن کیا کروں کہ صحت کی طرف سے بالکل مایوس هوگیا هوں - پروف تین تین مرتبہ اور چار چار مرتبہ دیکھے جاتے هیں اور اکثر اوقات آخری پروف خود بھی دیکھہ لیتا هوں ' لیکن غلط کمپوز کرنے کی نسبت کمپوزیٹروں کی قسم ' نہیں معلوم کیسی سخت و شدید واقع هوی ہے کہ کسی طرح اپنے اس ظالمانہ میثاق کی عہد شکنی پر آمادہ نہیں هوتے -

لیتھو کی چھپائی کی نسبت جہاں ٹائپ میں بعض آسانیاں هیں ' وهاں سخت مشکلات مزید بھی هیں - ازانجملہ یہ کہ جسقدر غلطیوں کی گنجایش یہاں ہے ' وهاں نہیں - خوشنویس مسودہ ٹھیک پڑھہ نہ سکے یا سہواً غلط لکھدے ' تاهم اسکے هاتھہ میں قلم هوتا ہے ' اور جو کچھہ لکھتا ہے ' دیکھکر لکھتا ہے - ٹائپ میں مصیبت یہ ہے کہ کمپوزیٹر محض اپنے هاتھہ کی مشق پر کام کرتے هیں اور بہت کم ایسا هوتا ہے کہ جن خانوں سے حرف اٹھا کر رکھتے هیں ' اور جو کچھہ کمپوز کر رہے هیں ' اسکو دیکھتے بھی هوں - غلطیوں کا پہلا سر چشمہ حروف کی خانوں میں تقسیم ہے - بہت سے حروف غلطی سے دوسرے خانوں میں پڑجاتے هیں ' علی الخصوص وہ حروف جو باهم کم امتیاز رکھتے هیں ' مثلاً " ر " اور " د " اور " ب " اور " پ " جہاں خانوں میں بد نظمی هوی ' پھر تمام کمپوز غلط هوا -

سب سے بڑھکر غضب یہ ہے کہ قرآن کریم کی آیات اکثر غلط چھپ جاتی هیں ' جو یقیناً مطبوعات کیلئے صرف غلطی هی نہیں ' بلکہ ایک پورا جرم اور معصیت ہے - مجھکو بس قدر شرمندگی هوئی ' جب حضرت مولانا سید ناصر حسین صاحب قبلہ کی نسبت ایک تحریر آئی کہ " وہ الہلال کو نہایت پسند فرماتے هیں مگر متاسف هیں کہ قرآن کی آیات بعض اوقات غلط چھپ جاتی هیں "

مجھکو کمال استغفار کے ساتھہ اقرار ہے کہ اغاز اشاعت سے ابتک اس وقت تک دو مرتبہ خود مجھکو دو آیتوں کی نسبت تشابہ هوا ' اور چونکہ الفاظ بالکل قریب قریب اور هم معنی تھے ' عجلت میں لکھہ گیا ' لیکن اسکے علاوہ اور غلطیاں مثل حذف عطف ' و قلب الفاظ (یعلمون کی جگہہ یعملون و غیرہ - یا جیسا گذشتہ پرچے میں " وجنود ابلیس اجمعون " کی جگہہ اجمعین چھپ گیا) انھی حضرات کی عنایت ہے ' جو نہیں معلوم ان سطور کو بھی صحیح کمپوز فرمائینگے یا نہیں -

مضامین میں ایات کے لکھنے کا یہ حال ہے کہ نجوم الفرقان هر وقت میرے سامنے پڑی رهتی ہے ' لیکن عجلت تحریر میں هر آیت کیلئے قرآن کریم کی طرف رجوع نہیں کرسکتا ' محض حافظے پر اعتماد کر کے لکھدیتا هوں اور ترجمے اور نمبر کی جگہہ خالی چھوڑ دیتا هوں - آخری پروف میں نمبر تلاش کر کے درج کیا جاتا ہے اور پھر چونکہ انکے دوبارہ تصحیح و مقابلہ کا وقت نہیں ملتا ' اسلیے بعض اوقات نمبروں میں بھی کمپوز کی غلطی رهگئی ہے ' مثلاً آیت کے نمبر کی جگہہ سورت کا نمبر ' یا اسکے برعکس -

اکثر اوقات ایسا هوا کہ اخبار کے ڈاک میں ڈالے جانے کے وقت کوئی پرچہ اٹھا کر دیکھا اور هر سطر میں کثرت اغلاط کے منظر سے اسدرجہ مضطرب الحال هو گیا کہ جی میں آیا ' پرچے کی اشاعت روک دوں - ابتو عرصے سے چھپ جانے کے بعد دیکھتا بھی نہیں کہ طبیعت کو بے فائدہ کوفت اور تکلیف هوگی -

تاهم مثل اور بہت سی باتوں کے اسکے لیے بھی سعی جاری ہے -

هفتۂ جنـگ شتلجا کے سامنے کے میدان کی سخت برف باری نے بلغاری لاشوں کے ساتھہ صوفیا اور بلغراد کی دیگ فتوحات کو بھی ٹھنڈا کردیا ' هفتے کے آغاز میں سقوطری کے متعلق ایک دو خبریں آئیں ' لیکن اسکے بعد سے بظاهر جنگ کی موقوفی کا اعلان ہے -

بلغاریا نے سب سے پہلے تو صلح کی درخواست کی اور دول یورپ کی سلسلہ جنبانی شروع کرائی ' لیکن جب باب عالی نے صاف انکار کردیا تو پھر التواے جنگ کی گفتگو شروع کی - معلوم هوتا ہے کہ باب عالی نے دول کے اصرار سے اسکو منظور کر لیا ہے ' اور اگر ریوٹر بلغاری فتوحات کے علاوہ اور خبروں میں قابل تصدیق یقین کر لیا جاے ' تو آج کاغذات پر دستخط بھی هوگئے -

التواے جنگ کی جن شرائط کا ترکی کی طرف سے پیش هونا بیان کیا جاتا ہے ' وہ باوجودیکہ بلغاریا کے بیان کردہ فتوحات کے بالکل متضاد اور مخالف هیں ' لیکن پھر بھی بلغاریا نے اس شادمانی کی عجلت کے ساتھہ انکا خیر مقدم کیا ' جیسے کوئی سزا یافتہ مجرم پھانسی کے تختے پر جان بخشی کے فرمان کا استقبال کرے - یہ امر کہ اب تک فی الحقیقت فتح و نصرت کس کی حلیف رهی ہے ؟ شرائط کی نوعیت سے بیک نظر واضح هو سکتا ہے - تا اختتام میعاد شرائط ترکی اسکی مجاز هوگی کہ اپنے محصور قلعوں اور خطوط شتلجا وغیرہ میں رسد اور ذخیرۂ جنگ فراهم کرتی رہے ' مگر بلغاریا اور سرویا کیلئے اسکا کوئی ذکر نہیں -

هزایکسلنسی ناظم پاشا سپه سالار افواج عثمانیه

اللهم انصره و انصر عساکره ! و کن اللهم حافظه ، و مویده ، و ناصره !
و امحق بسیفه رقاب الطائفة الباغیة الفجرة الکفرہ ! یا من
بیده امر الدنیا و الاخره ! ! فانک قلت ، و قولک الحق فی
کتابک المنزل ، علی لسان حبیبک المرسل :

" و کان حقا علینا نصر المومنین ! ! "

افکار و حوادث

— * —

ایک ہفتہ فتح قسطنطنیہ کے انتظار میں اور بھي گذر گیا ' مگر مسٹر ایسکویتھ بالقابہ کي صف ماتم اب تک بچھي ہوئي ہے - اس ہفتے ایک تار تھا کہ برطانیہ میں اس سال برف باري اور سردي کي شدت کا یہ حال ہے کہ ابھي سے پارہ صفر تک اتر آیا ہے - ہم نے کہا کہ قدرت کو اس انتظار کے مصائب برداشت کرنے کیلیے یہي زمانہ چھانٹ کر قرار دینا تھا ؟

سرایڈ ورڈ گرے تو فرانس کے دیہاتوں میں وحشت انتظار کي گھڑیاں بہلاتے رہے ' مسٹر ایسکوتیھہ کي نسبت تو کوئي ایسي خبر بھي نہیں آتي -

قرآن کریم نے کفر کے خصائص میں سے ایک علامت یہ بھي بتلائي ہے ' کہ " ہموا بما لم ینالوا " انھوں نے اس بات کا ارادہ کیا ' جس کو حاصل نہ کر سکے -

---

اب جبکہ شتلجا میں ایک لاکھہ عثماني تلواریں خون کي تشنگي سے بیقرار ہیں ' ہزاروں بلغاریوں کي لاشیں سڑ سڑ کر تمام بلغاري حدود میں با وجود برف باري کے ہیضہ پھیلا رہی ہیں ' سترہ برس کے لڑکے اور سال جدید کے رنگروٹ سپاہیوں کي جگھہ بھرنے کیلیے پکڑے جا رہے ہیں ' تو ایک تار برقي میں یورپ کے مدبرین کي یہ راے ظاہر کي جاتي ہے کہ جنگ کا اختتام قدرتي اور ناگزیر ہو گیا ہے ' اور ایندہ جنگ جاري رکھنا محض جنون اور حماقت ہے -

حماقت تو ضرور ہے ' کیونکہ اب اگر ایک ہفتہ بھي اور جنگ جاري رہے ' تو ترکوں کے نیزے صوفیا کے جگر میں اتر جائیں ' اور اس منظر کو دیکھنے سے بڑھکر اور کونسي حماقت ہو سکتي ہے ؟

لیگ معناً تو کب کي دنیا سے رخصت ہو چکي تھي ' اب لفظاً بھي داغ مفارقت دے گئي : انا للہ و انا الیہ راجعون - اس حادثے کو ماتم گساران لیگ نے اپنے بازار سیاست کي ہڑتال سے تعبیر کیا ہے ' کیونکہ ترکي کے مصائب سے وہ بہت غمگین ہیں ' اور اسلیے بازار بند کرکے گھر میں بیٹھہ رہنے کي تجویز کي گئي ہے -

---

اصل یہ ہے کہ آج دو سال سے ہندوستان کے اندر جو کچھہ ہو رہا ہے ' وہ لیگ کے پالیٹکس کیلیے ایک پھانسي کي رسي تھي ہي ' کہ جنگ بلقان نے مسلمانوں میں ہیجان تازہ پیدا کرکے اسے گلے میں پہنا ہي دیا ' اب اگر لیگ کا جلسہ ہوتا تو قوم کي آواز کا مقابلہ محال تھا - ممکن ہے کہ وہ آزادي جسکو لیگ اور لیگ کے مایۂ خمیر علي گڈہ نے چالیس سال تک دبایا ہے ' بے اختیار زبانوں سے نکلتي ' اور قیامت کبری قائم ہو جاتي - اسیلے لیگ کي امپیریل گورنمنٹ اور گورنمنٹ اف انڈیا ' دونوں نے اسي میں مصلحت دیکھي کہ سرے سے جلسے ہي کو اڑا دیا جاے -

---

علي گڈہ ڈیري کا مکھن وفاداري کي ڈبل روٹي کیلیے بہترین دہنیت ہے ' اور اب کچھہ دنوں سے توس کے دونوں طرف لگایا جاتا ہے - جلسہ ہوتا تو شاید پھولي ہوئي ڈبل روٹي نئي آزادي اور بقیہ غلامي کي کشمکش کے فشار میں عجب نہیں کہ پچک کر رہجاتي -

---

سب سے زیادہ یہ کہ یونیورسٹي کے جلسے کے مقصد کو بھي اس اجتماع سے نقصان عظیم پہنچتا ' رہي کانفرنس ' تو اس غریب کے پاس برسوں سے رہا ھي کیا ہے کہ لوگ اسکے لیے دوڑیں گے ؟

جہاں تک ہم کو معلوم ہے لیگ کے التوا پر تقریباً تمام قوم بر آشفتہ ہے ' لیکن بر اشفتہ تر ہو ' اس سے ہوتا ھي کیا ہے ؟ لیگ جنکي تھي ' انکے جي میں جو آیا ' کردیا ' اگر آپکے اندر کوئي قوت ہے تو اپ کیوں ہاتھہ پر ہاتھہ دھرے بیٹھے ہیں ؟ اگر مسلمان چاہیں تو لیگ کے مجوزہ جلسے سے بہتر اور حقیقي معنوں میں ایک قائم مقام جلسہ لکھنؤ میں منعقد کر سکتے ہیں ' اور اپنے پولیٹکل افکار کے اس اصلي اور ایک ہي وقت سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں -

---

الحمد للہ نماز جمعہ کیلیے سرکاري ملازموں کو چھٹي دینے کي نسبت جو تحریک گذشتہ دو سال سے مسلمانوں میں پھیلي ہوئي تھي اسکو گورنمنٹ بنگال نے سب سے پہلے منظور فرماکر ایک بڑي اسلامي شکایت دور کردي -

اخري دنوں کے اندر آنریبل مسٹر اے - کے غزنوي نے اس بارے میں جو سعي کي ' لائق تحسین و امتیاز ہے -

لیکن شاید ناظرین میں سے اکثر صاحبوں کو یاد دلانے کي ضرورت نہیں کہ اس اشد ترین شکایت اسلامي پر سب سے پہلے کس طرف سے توجہ دلائي گئي تھي ؟ یاد ہوگا کہ سب سے پہلے اسکي نسبت جناب مولانا حکیم نور الدین صاحب رئیس اجماعت احمدیہ نے دربار دہلي کے موقعہ پر اواز بلند کي تھي ' اور گو اس وقت اس پر توجہ نہیں کي گئي ' لیکن بعد کو اکثر اسلامي مجالس اور علي الخصوص ندوۃ العلما نے ایک رزولیوشن کي صورت میں پاس کیا - ہم جناب حکیم صاحب کو مبارک باد دیتے ہیں کہ انکي اواز بالاخر کارگر ہوئي ' اور اگر مسلمان نماز پڑھیں ' تو انکے لیے اب کوئي عذر باقي نہیں رہا -

عثماني دفتر جنگ کے اعلانات

— * —

قریہ یعقوب بک میں آگ لگا دي گئي

کل رات کو ١٢ بجے والي (مناستر) کے پاس سے وزیر اعظم کو اس مضمون کا تار موصول ہوا کہ ایک ہزار بلقانیوں نے (یعقوب بک) نامي ایک گاوں میں آگ لگادي تھي - خبر سنکر فوجي دستے روانہ کیے گئے ' جنھوں نے ان اشرار کا شیرازہ برہم کردیا اور سب بھاگ گئے -

عثماني نصرت عظیم

—:•:—

(یانجہ) میں ٢٠ ہزار یونانیوں کو شکست فاحش

اسي تار میں والي موصوف اطلاع دیتا ہے کہ (یاینجہ) میں جیش عثماني نے ٢٠ ہزار یونانیوں کو شکست عظیم دي - توپیں ' اور ہر قسم کا سامان جنگ بکثرت غنیمت میں ہاتھہ آیا -

کیونکه اسکے بنانے والے نے اسکو ایسا هي حکم دیا هے - لیکن پهر اگر تم وقت سے پہلے واپس مانگو ' تو نهیں دےسکتی ' کیونکه اسکا سر خدا کے آگے جهکا هوا هے ' اور خدا نے هر بات کیلیے ایک وقت مقرر کر دیا هے (و لکل اجل کتاب) - پس محال هے که اسکي خلاف ورزی کرے ' اور حقیقت اسلامي کے قانون عام کی مجرم هو -

قانون الهي نے زمین کي قوت نامیه کے ظهور کیلیے مختلف دور مقرر کردیے هیں ' اور هر دور کیلیے ایک وقت خاص لکهدیا هے - زمین کي درستگی کے بعد اس میں بیج ڈالا جاتا هے ' آفتاب کي تمازت اسکو حرارت پهنچاتي هے' ابر و هوا اور موسم موافق کی رطوبت اسکي یبوست میں اعتدال پیدا کرتي هے' پانی کا بمقدار مناسب حصول اسکے نشو و نما کو زندگی کی تازگي بخشتا هے - یه تمام چیزیں ایک خاص تسویهٔ و تناسب کے ساتهه اسکو مطلوب هیں' پهر بیج کے گلنے اور سڑنے ' مٹي کے اجزاے نباتاتي کي آمیزش ' کونپلوں کے پهوٹنے ' انکے بتدریج بلند هونے ' اور اسکے بعد شاخوں کے انشعاب اور پتوں اور پهولوں کي تولید ؛ ان تمام مرحلوں سے اس بیج کا درجه بدرجه گذرنا ضروري هے' اور هر زمانے کیلئے ایک خاص حالت اور مدت مقرر کردي گئي هے - یهي تمام مختلف مراحل و منازل زمین کي پیداوار کیلیے ایک شریعت الهیه هیں' جسکي اطاعت کائنات بناتات کي هر روح پر فرض کردي گئی هے - پهر کیا ممکن هے که زمین ایک لمحه ' ایک منٹ ' اور ایک مستثنی مثال کیلیے بهي اس شریعت کے مسلم هونے یعنے اسکي اطاعت سے انکار کردے ؟ اور پهر اگر اسکي خلاف ورزي کي جاے ' تو کیا ممکن هے که ایک دانه بهی بار آور اور ایک پهول بهی شگفته هو ؟

ایک درخت هے جو پانچ سال کے اندر پهل لاتا هے ' پهر تم کتني هی کوشش کرو ' پانچ مهینے کے اندر وہ کبهي پهل نهیں دیگا - ایک پهول هے' جسکے پودے کو زیاده مقدار میں حرارت مطلوب هے' پهر یه محال هے که وہ سایے میں زنده رهسکے - کیوں ؟ اسلیے که پانچ سال کے اندر اُسکا حد بلوغ کو پهنچنا ' اور دهوپ کی تیزي میں اِسکا نشو و نما پانا ' شریعت الهي نے مقرر کردیا هے' پس وہ مسلم هے' اور حقیقت اسلامی کا قانون عام اسکو سرکشي و خلاف ورزي کا سر اٹهانے نهیں دیتا :

وله من في السماء والارض کل له قانتون (٣٠ : ٢٥)

اور جو کچهه اسمان میں هے' اور جو کچهه زمین میں هے ' سب اسي کا هے ' اور سب اُسي کے حکم کے تابع اور منقاد هیں -

پس في الحقیقت زمین کے عالم نظم و تدبیر میں جو کچهه هے ' حقیقت اسلامي هي کا ظهور هے :

و في الارض ایات للموقنین (٥١ : ٢٠)

اور زمین میں ارباب یقین کیلیے خدا کي هزاروں نشانیاں بهري پڑي هیں -

یه سربفلک پهاڑوں کي چوٹیاں ' جو اپنے عظیم الشان قامتوں کے اندر خلقت کائنات کي سب سے بڑي عظمت رکهتي هیں ! یه شیریں اور حیات بخش دریا ' جو کسي مخفي تعلیم کے نقشے کے مطابق زمین کے اندر کاه مستقیم ' اور کاه پر پیچ و خم راه پیدا کرتے رهتے هیں ! یه خوفناک و قهار سمندر ' جسکي بے کنار سطح مهیب کے نیچے طرح طرح کے دریائي حیوانات کي بے شمار اقلیمیں آباد هیں ! غور کیجیے که کیا سلطان اسلام کي حکومت سے باهر هیں پهاڑونکي چوٹیوں کے سر گو بلند هیں ' مگر اطاعت کے اسلام شعارانه سر جهکے هوے هیں - زمین کا جو گوشه اور سمندر کا جو کناره انکو دیدیا گیا هے' ممکن نهیں که وہ ایک انچ بهي اس سے باهر قدم رکهه سکیں - انکے ارتقائے جسماني کیلئے جو غیر محسوس رفتار نمو شریعت الهي نے مقرر کردي هے ' محال هے که اس سے زیاده آگے بڑهسکیں - انقلابات طبیعیه کا حکم الهی انکو ریزه ریزه کردے' پر وہ اپني جگهه سے هل نهیں سکتے - اسي طرح دریاؤں اور سمندروں کي طرف کان لگائیے که انکی زبان حال اس حقیقت اسلامي کي کیسي عجیب شهادت دے رهي هے ؟ اپنے سمندروں کے طوفانوں اور موجوں کي صورت میں دیکها هے که پاني کي سرکشیاں کیسي شدید هوتي هیں؟ لیکن اسي سرکش اور مغرور دیو پر جب حقیقت اسلامي کي اطاعت وانقیاد کا قانون نافذ هوا ' تو اس عجز و تذلل کے ساتهه اسکا سر جهک گیا ' که ایک طرف میٹهے پاني کا دریا بهه رها هے' اور دوسري طرف کهارے پاني کا بحر ذخار هے - دونوں اس طرح ملے هوے هیں که کوئي شے ان میں حائل نهیں ' مگر نه تو دریا کي یه مجال هے که سمندر کي سرحد میں قدم رکهے ' اور نه سمندر با اینهمه قوت و قهاري اس کي جرأت رکهتا هے که اپني سرکش موجوں سے اسپر حمله کرے :

مرج البحرین یلتقیان بینهما برزخ لا یبغیان ' فبای آلاء ربکما تکذبان ؟ (٥٥ : ١٧)

اُس نے کهارے اور میٹهے پانی کے دو سمندروں کو جاري کیا که دونوں آپسمیں ملے هوے هیں ' مگر پهر بهي ایک دوسرے سے مل نهیں سکتے ' کیونکه دونوں کے درمیان اس نے ایک حد فاصل مقرر کردي هے -

دوسري جگهه فرمایا :

وهو الذي مرج البحرین هذا عذب فرات ' وهذا ملح اُجاج ' وجعل بینهما برزخا وحجرا محجورا (٢٥ : ٥٥)

اور وهي قادر مطلق هے' جس نے دو دریاؤں کو آپسمیں ملایا ' ایک کا پاني شیریں و خوش ذائقه اور ایک کا کهارا کڑوا ' اور پهر دونوں کے درمیان ایک ایسي حد فاصل اور روک رکهدي که دونوں باوجود ملنے کے بالکل الگ رهتے هیں !

اب نظر ذرا اوپر اٹهاؤ ' اور ملکوت السماوات کے اُن اجرام عظیمه کو دیکهو ' جنکے مرئیات مدهشه سے یه سطح نیلگون ' ادراک انساني کا سب سے بڑا منظر تحیر هے - یه عظیم الشان قهرمان تجلي ' جو روز همارے سروں پر چمکتا هے' جسکي فیضان بخشي حیات تمیز قرب وبعد سے ماورا هے' جسکا جذب و انجذاب کائنات عالم کیلیے مرکز قیام هے' جسکا سرچشمهٔ ضیاءٔ نور اجسام سماویه کے لیے تنها وسیلهٔ تنویر هے' اور جسکا قهر حرارت کسي تجلي گاه حقیقي کا سب سے بڑا عکس و ظلال هے ؛ غور کرو تو اپنے اندر حقیقت اسلامي کي کیسي موثر شهادت

۴ دسمبر ۱۹۱۲

عید اضحی

—:*:—

الله اکبر ! الله اکبر ! لا اله الا الله والله اکبر !
الله اکبر ولله الحمد ! !

(۳)

اسوۂ ابراهیمي و حقیقت اسلامیه ' جهاد في سبیل الله و ذهاب الی الله !

— * —

فلما اسلما وتله للجبین ' ونادیناه ان یا ابراهیم ! قد صدقت الرویا انا کذالك نجزي المحسنین ' ان هذا لهو البلاء المبین ' و فدیناه بذبح عظیم ' وترکنا علیه في الاخرین ' سلام علی ابراهیم !
(۳۷ : ۱۰۳)

(۳)

حقیقت اسلامیه

سب سے پہلے اس امر پر غور کرنا چاهئے که اسلام کي وہ کونسي حقیقت تهي ' جو حضرت ابراهیم کي زندگي پر طاري هولي ' اور جس کو قران کریم نے امة مرحومه کیلیے " اسوۂ حسنه " قرار دیا ؟

اسلام کا مادہ لفظ " سلم " هے ' جو باختلاف حرکات مختلف اشکال میں آکر مختلف معاني پیدا کرتا هے ' لیکن لغت کهتا هے که " سلم " (بفتحتین) اور " سلام " کے معني کسي چیز کے سونپ دینے ' طاعت و انقیاد ' اور گردن جهکا دینے کے هیں - اسي سے " تسلیم " بمعني سونپ دینے کے ' او راستسلم (ای انقاد و اطاع) آتا هے ' اور في الحقیقت لفظ " اسلام " بهي انهي معاني پر مشتمل هے - قران کریم میں ان معاني کے شواهد اس کثرت سے هیں که ایک مختصر مضمون میں سب کا استقصا ممکن نهیں ' تاهم ایک دو آیتوں پر نظر ڈالیے تو یه امر بالکل واضح هو جاتا هے - مثلاً احکام طلاق کي ایات میں ایک موقعه پر فرمایا :

وان اردتم ان تسترضعوا اولادکم فلا جناح علیکم اذا " سلمتم " ما اتیتم بالمعروف - (۲ : ۲۳۳)	اگر تم چاهو که اپنے بچے کو کسي دایه سے دودہ پلواؤ تو اسمیں بهي تم پر کچهه گناه نهیں ' بشرطیکه دستور کے مطابق انکي ماؤں کو جو دینا کیا تها ' وہ انکے " حوالے کردو "

اس ایت میں " سلمتم " حواله کردینے کے معني میں صاف هے - اسي طرح بمعني اطاعت و انقیاد وگردن نهادن کے بیسیوں جگهه فرمایا هے :

وله " اسلم " من في السماوات والارض طوعا وکرها (۳ : ۱۴۲)	اس اسمان و زمین میں کوئي نهیں جو چار نا چار دین الهي کا حکم بردار اور مطیع و منقاد نهو -

(۲)

وقالت الاعراب امنا قل لم تومنوا ' ولکن قولوا " اسلمنا " - (۴۹ : ۱۴)	اور یه جو عرب کے دیهاتي کهتے هیں که هم ایمان لاے ' تو انسے کهدو که تم ابهي ایمان نهیں لاے (کیونکه وہ دل کے اعتقاد کامل کا نام هے جو تمهیں نصیب نهیں) البته یوں کهو که هم نے اس دین کو مان لیا -

هر شے کي اصلي حقیقت وهي هو سکتي هے ' جو اسکے نام کے اندر موجود هو - دین الهي کي حقیقت ' لفظ اسلام کے معني میں پوشیدہ هے - لفظ اسلام کے معنے اطاعت ' انقیاد ' گردن نهادن ' اور کسي چیز کے حواله کردینے کے هیں ' پس اسلام کي حقیقت بهي یهي هے که " انسان اپنے پاس جو کچهه رکهتا هے ' خدا تعالے کے حوالے کردے - اسکي تمام قوتیں ' اسکي تمام خواهشیں ' اسکے تمام جذبات ' اسکي تمام محبوبات ' غرضکه سرکے بالوں کي جڑ سے لیکر پانوں کے انگوٹهے تک ' جو کچهه اسکے اندر هے ' اور جو کچهه اپنے سے باهر اپنے پاس رکهتا هے ' سب کچهه ایک لینے والے کے سپرد کردے - وہ اپنے تمام قواے جسماني و دماغي کے ساتهه خدا کے آگے جهک جاے ' اور ایک مرتبه هر طرف سے منقطع هوکر اور اپنے تمام رشتوں کو توڑ کر ' اسطرح گردن رکهدے ' که پهر کبهي نه اٹهے - نفس کي حکومت سے باغي هو جاے ' اور احکام الهیه کا مطیع و منقاد "

یهي وہ حقیقت اسلامي کا قانون فطري هے ' جو تمام کائنات عالم میں جاري و ساري هے - اسکي سلطنت سے زمین و آسمان کا ایک ذرہ بهي باهر نهیں - هر شے جو اس حیات کدۂ عالم میں وجود رکهتي هے ' اپنے اعمال طبیعي کے اندر اس حقیقت اسلامي کي ایک مجسم شهادت هے - کون هے جو اُسکي اطاعت و انقیاد سے ازاد ' اور اسکے سامنے سے اپنے جهکے هوے سر کو اٹها سکتا هے ؟ اُس نے کها که میں " کبیر المتعال " هوں ' پهر کونسي هستي هے جو اسکي کبریائي و جبروت کے آگے اپنے اندر اسلامي انقیاد کي ایک صداے عجز نهیں رکهتي ؟ زمین پر هم چلتے هیں ' اور اسمان کو دیکهتے هیں ' لیکن کیا دونوں اسي حقیقت اسلامي کي طرف داعي نهیں هیں ؟

ملکوت السماوات و الارض اور حقیقت اسلامي کا قانون عام

زمین کو دیکهو جو اپنے گرد و غبار کے اندر ارواح نباتاتي کي ایک بهشت حیات هے ' جسکے الوان جمال سے اس حیات کدۂ ارضي کي ساري دلفریبي اور رونق هے ' جسکي غذا بخشي انساني خون کیلیے سر چشمۂ تولید هے ' اور جو اپنے اندر زندگیوں اور هستیوں کا ایک خزانۂ لا زوال رکهتي هے ! کیا اسکي وسیع سطح حیات پرور پر ایک ذرۂ هستي بهي هے ' جو اس حقیقت اسلامي کے قانون عام سے مستثنی هو ؟ کیا اس کي کائنات نباتاتي کا ایک ایک ذرہ خداے اسلام کے قائم کیے هوے حدود و نوامیس کا مسلم یعنے اطاعت شعار نهیں هے ؟

بیج جبکه زمین کے سپرد کیا جاتا هے ' تو فوراً لے لیتي هے '

جنگ بلقان اور دول یورپ

— * —

انگلستان اور اسلام

(۱)

ایک محرم سیاست انگریز اہل قلم کا انکشاف حقیقت
اور الہلال کے قیاسات و آرا کی توثیق

— * —

جنگ بلقان کی حقیقت ' اور کیونکر یہ جنگ وقوع میں آئی ' اسکی پوری کیفیت میں اپنے پچھلے مہینے کے مراسلے میں مفصل بیان کر چکا ہوں کہ یہ جنگ محض ایک خود غرضانہ سازش کا نتیجہ ہے ' جس میں روس ' انگلستان ' اور اطالیہ ؛ تینوں حکومتیں برابر کی شریک ہیں - میں اِس حقیقت کو آشکارا کر چکا ہوں کہ جب اِن تینوں حکومتوں نے دیکھا کہ سلطنت عثمانیہ جنگ طرابلس کو موقوف کرنے اور اُن شرطوں کو جو اطالیوں نے صلح کے لئے پیش کی تھیں' منظور کرنے پر کسی طرح راضی نہیں ہوتی ' تو انہیں یہ فکر دامنگیر ہوئی کہ کوئی چال ایسی چلنی چاہیے ' جس سے باب عالی کو خود بخود مجبور ہوکر اطالیوں کی شرطوں کو مان لینا اور اُن کے آگے سر تسلیم خم کر دینا پڑے - آخر میں میں دکھا چکا ہوں کہ یہی سازش عملی ترکیب کی صورت اختیار کرکے جنگ بلقان کی شکل میں نمودار ہوئی - بانیان سازش کو اِس کا شان وگمان تک نہ تھا کہ یہ ترکیب عملی اِسدرجہ کامیاب ہو جائیگی - بالخصوص سر اڈورد گرے کو تو شاید کبھی اِس کامیابی کا خواب تک نہ نظر آیا ہوگا - اِنھوں نے اِس سازش میں صرف اس خیال سے شرکت کر لی تھی کہ ترکوں سے ہار منوالینے کے لئے بلقانی ریاستوں کی طرف سے جنگ کی ایک مختصر سی دھمکی بس کریگی - اِدھر بلقانیوں نے جنگ کی داستان چھیڑی ' اُدھر باب عالی مضطرب الحال ہوگئی اور اُس نے ڈر کے مارے سہم کر اور آنکھیں بند کرکے جھٹ شرائط صلح کی منظوری پر دستخط کردیے ! کہاں کی جنگ اور کیسی لڑائی ؟ یہاں تک تو نوبت ہی نہ آئیگی - اِنگلستان کا دیرینہ دوست کامل پاشا تو انگلستان کے ہر فرمان کو سر آنکھوں سے بجالانے کے لئے کب کا کمر باندھے کھڑا تھا' لیکن اسکا کچھہ بس نہیں چلتا تھا ' کیونکہ نوجوان ترکوں کا فریق اِن حکموں کی بجاآوری کا کسی طرح موقع ہی نہیں دیتا تھا - اب بھی باوجود اس کے کہ بلغاریا میں لڑائی کا جن مرکہ رمہ کے سر پر سوار ہوگیا تھا ' اور جنگ ! جنگ ! کی پکار ہر گلی کوچے سے آرہی تھی - ممکن نہ تھا کہ یہ سازش کامیاب ہوجاتی اگر روس اور اطالیہ دونوں ملکر شاہ مانتی نگرو کو' جو شاہ اطالیہ کا خسر ہے - شہ دے دے کر نہ اُبھارتے اور گھبراہٹ کی حالت میں جلدی جلدی اُسے میدان کارزار میں دھکیل کر خود اُسیکی زبان سے جنگ کا اعلان نہ کروادیتے -

اس بات کا صاف طور پر پتہ نہیں چلتا کہ سر اِڈورد گرے اس آخری کارروائی میں بھی شریک تھے یا نہیں - مگر میرا تو خیال ہے کہ بالمورل میں جب اِنھیں موسیو سارا نوف (وزیر روس) کی زیارت کا افتخار حاصل ہوا تھا ' تو منجملہ اور بحث مباحثوں کے انھوں نے اس کارروائی کا تذکرہ بھی ضرور کیا ہوگا - اگرچہ آخری وقت سر اڈورد ہندوستان کے مسلمانوں کی اُس عام برافروختگی و اشفتگی سے ڈر گئے ' جس کا اظہار ان کی روشوں کے ساتھہ اس درجہ علانیہ دوستی اور شرکت پر کیا جانے لگا تھا اور اس کارروائی کو عمل میں آنے سے روکدینا چاہا' لیکن اب یہ ارادہ لاحاصل تھا ا روقت ہاتھہ سے نکل چکا تھا -

جنگ طرابلس کی تمام خونریزیوں کے لئے تو سراِڈورڈ اور انگریزی حکومت ' دونوں قابل الزام رہ ہی چکے ہیں - اب جنگ بلقان بھی جوں جوں ترقی کرتی جاے گی ' اور بندگان الہی کا جتنا کچھہ خون اس جنگ میں بہتا جائیگا ' اسکے لئے بھی سر اڈورڈ گرے اور موجودہ انگریزی حکومت اُسی درجے تک مورد الزام رہے گی' جس درجے تک کہ دیگر طاقتیں اور ریاستیں ہیں - پس مناسب ہے کہ تمام اسلامی دنیا کو حقیقت حال کا اب پورا پورا علم ہو جاے -

پارسال انگلستان کے اختیار میں تھا کہ جس وقت چاہتا اپنے جنگی بیڑے کو بحر قلزم کی طرف حرکت دیدیتا اور اطالیوں کے ترکی حدود پر نامردانہ حملے کی ہمیشہ کیلئے جڑکاٹ کر رکھدیتا - مگر وہ ایسا کاہے کو کرنے لگا تھا ؟

میرا خیال ہے کہ روس اور اطالیہ کے ساتھہ انگریزی گورنمنٹ کے شریک اور اُنکا ساتھی بنجانے کا اصلی سبب دنیا کو پوری طرح معلوم نہیں ہے - مجھسے سن لیجیے کہ وہ کیا تھا - قسطنطنیہ کی وزارت سعید پاشا میں جرمنی کی طرفداری کی ہوا زوروں کے ساتھہ چل رہی تھی ' اور یہ خیال بھی شاید کیا جارہا تھا کہ سارا نیسکا کا بندر گاہ طبروق ایک مدت معینہ کے لئے قیصر جرمنی کو اجارے پر دیدیا جاے تاکہ وہ اُسے کوئلے کی ایک تجارت گاہ اور جنگی جہازوں کا ایک اسٹیشن بنائے - یہ افواہ اڑتی اڑاتی ہمارے محکمۂ خارجیہ کے دفتر تک بھی پہنچ گئی - بس پھر کیا تھا ! سر اڈورڈ گرے ' جنکی ساری مدبری کا راہبر اور رہنما وہ خوف ہے جو جرمنی کی طرف سے ان کے دل میں سمایا ہوا ہے ' اور جن کی روح جرمنی کا نام سنتے ہی کانپ اُٹھتی ہے - ڈر کے مارے حواس باختہ ہوگئے ' اور اسی سراسیمگی کی حالت میں جھٹ اطالیوں کو دن دہاڑے ڈکیتی کی نہ صرف رضامندی ہی دیدی بلکہ بہت دور تک ان کے حامی بھی بن گئے - انھوں نے شاید خیال کیا ہوگا کہ اگرچہ اس حمایت میں بھی خطرہ ہے' مگر اُتنا نہیں ہے ' جتنا خدا نخواستہ جرمنی سے مقابل ہوجانے میں ہے - اسی خیال سے لارڈ کچنر بہادر کو جھٹ پٹ مصر بھی بھیجدیا گیا' تاکہ وہ وہاں برطانیہ کی موجودہ غیر جانب داری بزور قائم رکھیں ' اور اس طرح اطالیوں کی مہمات میں ان کی مدد کریں - مجھے یقین واثق ہے کہ یہی وہ سچا اور اصلی سبب تھا' جس نے انگلستان کو ایک ایسی برائی میں شریک کردیا' جس سے غالباً کوئی بھی مسلمان کسی حال میں درگذر نہیں کرسکتا -

میں پھر ڈنکے کی چوٹ کہتا ہوں کہ انگلستان اطالیوں کی اس نئی صلیبی لڑائی کو ابتدا ہی میں ایک ذرا سی گھڑکی سے روک سکتا تھا - اس کا اطالیوں کو ایک اشارہ کافی سے زیادہ ہوجاتا مگر انگلستان نے ایسا نہیں کیا ' بلکہ اسکے خلاف اطالوی فوج کو طرابلس کے میدان میں اُترنے دیا - اس مداخلت بیجا کے لیے اُنہیں تنبیہ و سرزنش کرنا ایک طرف رہا' اپنی موافقت اور رضامندی دے کر اور اُنکے حوصلے بڑھا دیے - علاوہ بریں صرف اپنی ناطرف داری کے اعلان ہی پر قانع نہیں رہا ' بلکہ ساتھہ ہی اس پر بھی زور دیا کہ مصر - جو خدائی قانون سے قطع نظر کرکے قوانین بین الملی کی رو سے بھی سلطنت عثمانیہ کو مدد پہنچانے کا پابند ہے - غیر جانب داری کا اعلان کرے ' اور اس ترکیب سے افریقہ کی عثمانی فوج تک خشکی کی راہ سے کمک پہنچنے کا راستہ بالکل بند کردیا جاے - بعد ازاں جب دیکھا کہ اتنی حمایت سے تو کام نہیں بنتا ' اور اطالی اپنے شکار کو لقمہ بنانے میں کامیاب نہیں ہوسکتی ' تو سر اڈورڈ اور ہمارے محکمۂ

مبین رکھتا ہے ! وہ ' جسکی جبروت وعظمت کے آگے تمام کائنات عالم کا سر جھکا ہوا ہے ' کیسے مسلم شعارانہ انکسار کے ساتھہ فاطر السموات کے آگے سر بسجود ہے کہ ایک لمحے اور ایک عشر دقیقے کیلیے بھی اپنے اعمال وافعال کے مقرر کردہ حدود سے باہر قدم نہیں رکھہ سکتا :

تبارک الذي جعل	کیا مبارک ہے ذات قدوس اسکی ' جس نے
في السماء بروجاً	آسمان میں (گردش سیارات کے) دائرے
وجعل فيها سراجاً وقمرا	بنائے اور اسمیں آفتاب کی مشعل روشن
منيرا (۲۵ : ۶۲)	کردی ' اور نیز روشن و منور چاند بنا یا !!

پھر اسی طرح اور تمام اجرام سماویہ کو دیکھو ' اور انکے افعال و خواص کا مطالعہ کرو ! انکے طلوع و غروب ' ایاب و ذہاب ' حرکت و رجعت ' جذب و انجذاب ' اثر و تاثر ' اور فعل و انفعال کے لیے جو قوانین رب السماوات نے مقرر کردیے ہیں ' کس طرح انکی اطاعت و انقیاد کی زنجیروں میں جکڑے ہوے ہیں ؟ یہی قوانین ہیں جنکو قرآن کریم " حدود اللہ " کے لفظ سے تعبیر کرتا ہے ' اور یہی " دین قیم " ہے ' جو تمام نظام کائنات کیلیے بمنزلۂ مرکز قیام و حیات ہے - عالم ارضی وسماوی کا کوئی مخلوق نہیں ' جو اس دین الہی کا پیرو نہو ' او ر آفتاب سے لیکر خاک کے ذرے تک کوئی نہیں ' جو اسکی اطاعت سے انکار کرے :

الشمس والقمر	اسی کے حکم سے سورج اور چاند ایک حساب
بحسبان ' والنجم	معین پر گردش میں ہیں ' اور تمام عالم
والشجر يسجدان '	نباتات کے سر اسی کے آگے جھکے ہوے ہیں
والسماء رفعها ووضع	اور اسی نے آسمان کو بلندی قرار دیا اور
الميزان ' الا تطغوا في	(قانون الہی) کا میزان بنایا تاکہ تم لوگ
الميزان - (۵۵ : ۴)	اندازہ کرنے میں حد عدل سے متجاوز نہو -

پس نظام شمسی میں جسقدر نظم و تدبیر ہے ' سب اسی " حقیقت اسلامی " کا ظہور ہے - حقیقت اسلامی کی اطاعت و انقیاد نے ہر مخلوق کو اپنے اپنے دائرۂ عمل میں محدود کردیا ہے ' اور ہر وجود سر جھکاے ہوے اپنے اپنے فرض کے انجام دینے میں مشغول ہے - اگر زمیں اپنے محور پر حرکت کرتی ہوی اپنے دائرے کا چکر لگاتی ہے ' اگر افتاب کی کشش اسکو ایک بال برابر بھی ادھر ادھر نہیں ہونے دیتی ' اگر ہر ستارہ اپنے اپنے دائرۂ حرکت کے اندر ہی محدود ہے ' اگر تمام ستاروں کی باہمی جذب محیط ہمیشہ اس تسویہ و میزان کے ساتھہ قائم رہتی ہے ' کہ عظیم الشان قوتوں کے یہ پہاڑ آپسمیں نہیں ٹکراتے ' اگر انکی حرکت وسیر کی مقدار اور اوقات مقررہ میں طلوع و غروب ' ایک ایسا نا ممکن التبدیل قانون ہے ' جسمیں کبھی کمی بیشی نہیں ہوتی ' اور اگر :

لاالشمس ينبغي لها	نہ تو آفتاب کے اختیار میں ہے کہ چاند
ان تدرک القمر '	ہو جائے ' اور نہ رات کے بس میں ہے
ولااليل سابق النهار '	کہ دن سے پہلے ظاہر ہوجاے ' اور تمام
وكل في فلک	اجرام سماویہ اپنے اپنے دائروں کے اندر ہی
يسبحون (۳۶ : ۴۰)	پیرر رہے ہیں '

تو پھر اسکے کیا معنے ہیں ؟ کیا یہ اعمال کائنات اس امر کی شہادت نہیں ہیں کہ دنیا میں اصلی قوت صرف " اسلام " ہی کی قوت ہے ' اور اس عالم کا ہر وجود صرف اسلیے زندہ ہے کہ وہ " مسلم " ہے ' اور حقیقت اسلامی اس پر طاری ہوچکی ہے ؟ ورنہ اگر ایک لمحہ کیلیے بھی اس حقیقت کی حکومت دنیا سے اٹھہ جاے ' تو تمام نظام عالم درہم برہم ہوجاے :

افغير دين الله يبغون	کیا یہ دین الہی کو چھوڑ کر کسی اور
حکما ؟ ولہ اسلم من	کے آگے سر جھکانا چاھتے ہیں ؟
في السماوات والارض	حالانکہ اسمان و زمین میں کوئی نہیں '
طوعا وکرهاو اليه	جو اس دین الہی کا مسلم یعنے مطیع
ترجعون (۱۴۲ : ۳)	و منقاد نہو -

اور اسمان و زمین پر کیا موقوف ہے ' اگر خود اپنے اندر بھی دیکھیے ' تو جسم انسانی کا کونسا حصہ ہے ' جس پر حقیقت اسلامی طاری نہیں ؟ خود آپکو تو اسکے آگے جھکنے سے انکار ہے ' لیکن اسکی خبر نہیں کہ اپکے اندر جو کچھہ ہے ' اسکا ایک ایک ذرہ کس کے آگے سربسجود ہے ؟ دل کیلیئے یہ شریعت مقرر کردی گئی کہ اپنے قبض و بسط سے جسم کے تمام حصوں میں خون کی گردش جاری رکھے ' کہ اسکا اضطراب والتہاب ہی روح کے سکون حیات کا ذریعہ ہے - نیز حرکت کی ایک مقدار مقرر کردی ' اور خون کے دخل و خرج کیلیے ایک پیمانۂ اعتدال بنا دیا - پھر ذرا اپنے بائیں پہلو پر ہاتھہ رکھکر دیکھیے کہ اس عجیب و غریب مضغۂ گوشت نے کس استغراق و محویت کے ساتھہ حقیقت اسلامی کا سر جھکا دیا ہے کہ ایک لمحہ کیلئے بھی اس سے غافل نہیں ' اور اگر ایک چشم زدن کیلیے بھی سرکشی کا سر اٹھاے ' تو نظام حیات بدن کا کیا حال ہو ؟ اسی طرح کارخانۂ جسم کے ایک ایک پرزے کے تشریحی فرائض پر نظر ڈالیے اور دیکھیے کہ اپکے اندر سر سے لیکر پاؤں تک جسقدر زندگی ہے ' اس حقیقت اسلامی ہی کے نظام سے ہے - انکھوں کا ارتسام انعکاس ' کانوں کی قوت سامعہ ' معدے کا فعل انہضام ' اور سب سے بڑھکر طلسم سراے دماغ کے عجائب و غرائب ' سب اسی لیے کام دے رہے ہیں کہ " مسلم " ہیں ' اور حقیقت اسلامی کے اطاعت شعار - آپکے جسم کی رگوں کے اندر جو خون دوڑ رہا ہے ' کبھی آپنے یہ بھی سونچا کہ کس کے حکم کی سطوت و جبروت ہے ' جو اس رہنورد لیل ونہار کو دوڑا رہی ہے ؟ :

وفي انفسكم افلا	اگر باہر کی طرف سے تمہاری آنکھیں بند ہیں
تبصرون ؟ (۵۱ : ۲۱)	توکیا اپنے نفس کے اندر بھی نہیں دیکھتے ؟

اور یہی اشارہ ہے ' جو اس آیت کریمہ میں کیا گیا ہے کہ :

سنريهم اياتنا في	ہم اپنی نشانیاں عالم کائنات کے مختلف
الافاق وفي انفسهم '	اطراف و جوانب میں بھی دکھلائیں گے '
حتى يتبين لهم	اور انسان کے نفس کے اندر بھی ' یہاں تک
انه الحق -	کہ ان پر ظاہر ہو جاے کا کہ یہ دین الہی
(۴۱ : ۵۲)	برحق ہے -

اور یہی حقیقت اسلامی کی وہ اطاعت شعاری ہے ' جس کو لسان الہی نے عالم کائنات کی تسبیح و تقدیس سے تعبیر کیا ہے - کیونکہ فی الحقیقت اس عالم کا ہر وجود اپنے فناے اسلامی کی زبان حال سے اُس سبوح و قدوس کی عبادت میں مشغول ہے :

تسبح لہ السماوات	تمام آسمان اور تمام زمینیں ' اور جو
السبع والارض ومن	کچھہ انکے اندر ہے ' سب کے سب اسی
فيهن ' وان من شي	خدا کی تسبیح و تقدیس میں مشغول
الا يسبح بحمده ' ولكن	ہیں ' اور کائنات میں کوئی چیز نہیں '
لا تفقهون تسبيحهم '	جو زبان اطاعت سے اسکی حمد و ثنا اور
انه كان غفوراً حليما	تسبیح و تقدیس نہ کرتی ہو ' مگر انکی اس
(۱۷ : ۴۵)	اوازکو نہیں سمجھتے اور اسپر غور نہیں کرتے -

کار ملت همه آشفته و ابتر گشته است * صف جمعیت ما هم صف ماتم باشد
آن که خود خاتمهٔ زند گیش، این شده است * آه کو امت پیغمبر خاتم باشد

تو درین غم که زر و زور و زمین نگذاریم
ما درین فکر که سر رشتهٔ دین نگذاریم

درد دین گر قدرے نیز بود بس باشد * زان گذشتیم که بسیار و فزون می باید
کار امروز به فردا نتوان باز گذاشت * زین سپس انچه توان کرد کنون می باید
فرصت از دست بشد هر چه کنی زود بکن * این نه کاری که در صبر و سکون می باید
این چنین کار به تمکین و سکون بر ناید * اند کے نیز درین شیوه جنون می باید
کار ملت نه به افسانه و افسون باشد * سینهٔ سوخته و درد درون می باید
شبلیا رفت دعا شد قلم از دست بنه * آه پر سوز، و دل آغشته به خون می باید

ما نه آنیم که جاه و حشمے می خواهیم
داو را از تو نگاه کرمے می خواهیم

(بقیہ مضمون صفحہ ۸)

خارجیہ کے دفتر نے اطالیوں کو ساحل عرب پر کھلے بندوں گولہ باری کرنے کی پوری پوری اجازت مرحمت فرمادی - پھر جب اس سے بھی مقصد برآری ہوتی نظر نہ آئی ' تو نا طرفدارانہ حمایت کا ایک قدم اور آگے بڑھا ' اور پہلے جزائر ایجین اور پھر جزیرۂ روڈس پر قبضہ کرلینے کی ترکیب انہیں سجھادی - اور آخر میں درۂ دانیال پر گولہ باری کی دھمکی کا بھی خیال ان کے دل میں القا کردیا - لیکن یہ ساری ترکیبیں بے سود ثابت ہوئیں ' اصلی مطلب کسی ایک سے بھی پورا نہوا -:

اطالیوں کے ان تمام دزدانہ اور راہزنانہ حملوں کے لیے انگلستان اتناہی مجرم اور جواب دہ ہے جتنا کہ پولیس کا وہ چوکیدار اس چور کے جرم کے لیے قرار دیا جاسکتا ہے' جسے وہ اپنے ساتھہ لیجاکر کسی گھر پر نقب زنی کرنیکے لیے چھوڑ دے - گھر بھی ایسا ' جسکی حفاظت کے لیے خود یہی چوکیدار اس جگہہ متعین کیا گیا ہو!

بالاخر جب سر اڈورڈ گرے نے دیکھا کہ نوجوان ترکوں کی مجلس پر ان سازی دھمکیوں کا ذرا بھی اثر نہیں پڑتا ' اور وہ ٹس سے مس نہیں ہوتی بلکہ حب الوطنی کے جوش میں بدستور بھری ہوئی ہے ' تو انھوں نے روسی حکومت کے ساتھہ ایک دوستانہ قرار داد کرلی ' جسکا پہلا اور فوری مقصد یہ تھا کہ کسی نہ کسی طرح سعید پاشا کی وزارت کو اقتدار سے گرادے ' اور اسکی جگہہ کوئی ایسی مجلس قائم کرائے' جس کے ارکان انگریزی احکام کے پورے مطیع اور فرما نبردار ہوں - روسی حکومت نے پہلے تو البانیا میں فتنہ و فساد پھیلایا - پھر فوجوں کو یہ امید دلا کر غدر برپا کرانے کی تدبیر کی جانے لگی کہ معزول سلطان عبد الحمید پھر سے تخت پر بٹھایا جاےگا - خوش قسمتی سے باب عالی نے عبد الحمید کو سالونیکا سے قسطنطنیہ لا کر پہلے سے زیادہ محفوظ مقام میں مقید کردیا اور اس طرح اس فساد کی جڑھی کاٹ دی - اسکے بعد بلقانی ریاستوں کو جنگی سامان بہم پہنچانے اور لڑائی کی تیاریاں کرنے پر ابھارا ' یہ سارے دسائس روسیوں کے تھے ' مگر اسمیں انگریزوں کا اشارہ بھی کام کر رہا تھا - اس کارروائی سے جو نتیجہ مدنظر تھا وہ بالاخر نکل آیا ' اور قسطنطنیہ میں ایک ایسی وزارت قائم ہوگئی' جسمیں سب سے زیادہ اقتدار کامل پاشا جیسے یورپین سیاست کے حلقہ بگوش غلام کو حاصل ہے -

سر اڈورڈ گرے کو اس بات کا پورا یقین اور اس خیال پر کامل بھروسہ تھا کہ کامل پاشا طرابلس کے ان عربوں کو جنھیں اطالوی اب تک شکست نہ دے سکے تھے ' ان کی قسمت پر چھوڑ کر اٹلی کی پیش کردہ شرایط صلح منظور کرلیگا ' اور اس طریقے سے سلطان کے اس شاہانہ اقتدار کو جو اسے ایک خالص اسلامی سرزمین پر حاصل ہے - کمینہ پن کے ساتھہ حملہ آوروں کے حوالے کر دیگا - کامل پاشا جو یہودی النسل ہے' اور جو مدتوں انگلستان کا پناہ گزیں اور نمکخوار رہچکا ہے ' قدرتی طور پر ایسی توقعات اور امیدوں کا مستحق تھا -

سر اڈورڈ گرے کا یہ خیال کہ کامل پاشا سلطان کو دھوکا دینے' اور اپنے کو خلافت کا خائن ثابت کرنے میں کوتاہی نہ کریگا ' غلط نہ تھا - مگر اس کا پورا نتیجہ جلد ظاہر نہ ہوا - قسطنطنیہ میں اسلامی جذبات اتنے کمزور نہ تھے ' جو کامل پاشا کی کوششوں سے دب جاتے - پس اسکے لئے اس سے بھی زبردست دباو اور تحکمانہ دھمکی کی ضرورت ہوئی -

اس انگلو رشین " اطالوی " سازش کے سب سے اخیر جلسے میں جنگ بلقان صرف دھمکی ہی کی صورت میں نہیں رہی ' بلکہ اسکی ابتدا بھی کردی گئی - بلغاریا اور سرویا پر ایک حد تک (آسٹریا) کا رعب غالب تھا ' اور اگرچہ ان ملکوں میں جنگ کا صفراوی مادہ عوام میں حد سے زیادہ زور کرآیا تھا ' پھر بھی یہاں کے بادشاہوں پر اس کا اثر زیادہ نہیں پڑا تھا - دونوں اپنے کو روکے ہوئے بیٹھے تھے ' مگر شاہ مانٹی نگرو ' جسکی بیٹی ملکۂ اطالیہ ہے' اس بات پر آمادہ ہوگیا اور داماد کی خاطر آسٹریا کی بھی ناراضگی کا خیال دل سے بھلادیا " سلطان کو آخری دھمکی اعلان جنگ' اور عملی مخاصمانہ کارروائی کے ذریعے دیدی گئی ' اور آج ہم سن رہے ہیں کہ وہ شرمناک معاہدہ جسکا مطالبہ سلطان سے کیا گیا تھا - اطالویوں کے ساتھہ ہورہا ہے اور اس پر منظوری کے دستخط بھی کیے جارہے ہیں ! میری راے تو یہ ہے کہ عثمانی خلافت کے اس بقیہ اسلامی اقتدار کا جو اسے بحیثیت حکومت کے حاصل ہے ' اس کارروائی کے ذریعے بالکل خاطمہ کردیا گیا '

باقی آیندہ

ترکیب بند

—:*:—

از حضرة مولانا شبلي نعماني مدظلہ

—):*:(—

اے کہ نیرنگ سرا پردۂ عالم دیدي * جاہ کیخسرو و فرحشم جم دیدي
گونہ گون بازي گردون بہ نگہ آوردي * پیکر آرائي این درشدہ طارم دیدي
مسند آرائي جم را بہ نظر آوردي * تاج سلجوق و خم طرۂ دیلم دیدي
داستانہاے جہانگیري خسرو خواندي * زور بازوے کمند افگن رستم دیدي
فرۂ افسر و دیہیم تماشا کردي * سر بر افراختن رایت و پرچم دیدي
هم جہانگیري شمشیر و سنان بشنیدي * هم طوا زندگی خامۂ و خاتم دیدي
الغرض هرچہ جہان را سرو سامان باشد * همہ را دیدي و خود گیر کہ پیہم دیدي
خود گرفتیم کہ در جلوہ گہ دولت و جاہ * انچہ هوگز نتوان دید ، تو آن هم دیدي

لیک بالا تر ازین جملہ جہانے دگرست
کہ در و کالبدے دیگر و جانے دگرست

عالمے هست کہ آنجا سخن از جان باشد * عالمے هست کہ دردش همہ درمان باشد
عالمے هست کہ هر ذرۂ اورا بہ فروغ * پنجہ در پنجۂ خورشید درخشان باشد
عالمے هست کہ آن جا بہ رہ و رسم نیاز * چرخ و انجم همہ سر بر خط فرمان باشد
خاک او معتکف دیلم و سلجوق بود * درگہش سجدہ گہ قیصر و خاقان باشد
سخن آنجا رود از منبر و محراب دعا * گر حدیثت همہ از گنبد و ایوان باشد
تو حدیث از جم و کیخسرو و دارا گوئي * سخن آنجا ز مسیح و ز سلیمان باشد
سامري دم نتواند زدن آنجا کہ خود او * پنجہ بر تافتۂ موسی عمران باشد
داستانہاي تو افسانۂ شاہ است و وزیر * حرف آن بزم ز پیغمبر و یزدان باشد
گفتگوے تو ز توقیع و ز فرمان ، و انجا * سخن از وحي و ز الہام و ز فرقان باشد
تو حدیث از جم و دارا بسرائي و آنجا * گفتگو از عمر و حیدر و عثمان باشد
هیبت درۂ عدل عمري برگویند * گر حدیثت ز دم خنجر خاقان باشد
تو بہ فرمودۂ اسپنسر و بیکن نازي * سخن آنجا همہ از گفتۂ یزدان باشد
کم ز آئین جہانداري سولن نبود * آن اساسے کہ بر آوردۂ نعمان باشد
زین دو عالم کہ ترا در نظر آمد اکنون * تو کرا خواهي و کارت بچہ عنوان باشد

هان نگوئیم کہ آن گیري و این بگذاري
حیف باشد کہ تو سر رشتۂ دین بگذاري

خوش بود این کہ ترا جاہ و حشم هم باشد * لیک حیف ست اگر حرمت دین کم باشد
ملک و دین هر دو بہم گشتۂ نیروي هم اند * اندران کوش کہ این باشد و آن هم باشد
بایدت سعي بدان سان کہ بہر داوریے * دین و دنیا بہم آمیزي و توام باشد
شرط اسلام نباشد کہ بہ دنیا طلبي * التفات تو بہ دین نبوي کم باشد
روز بازار بود فلسفہ و هندسہ را * نامۂ شرع پراگندۂ و درهم باشد
رسم اسلام نباشد کہ بتحصیل علوم * هیئت و هندسہ بر شرع مقدم باشد
نکتۂ شرع بہ افسانہ برابر بنہي * یورپ ارگپ زند آن نیز مسلم باشد
حل هر مسئلۂ فقہ ز یورپ طلبي * شرع پیش تو ز تقویم کہن کم باشد
وین نہ سنجي کہ ز آئین خرد دور بود * اینکہ بیگانہ بہ همرازي محرم باشد
از ابوبکر و عمر هیچ بہ یادت نآید * گرچہ بزم تو از سیزر اعظم باشد
ور سخن بگذرد از سیرت و شان نبوي * هرچہ گوئی همہ از گفتۂ ولیم باشد
انچہ حق ست ترا در نظر آید باطل * انچہ شہد است بکلم تو همہ سم باشد

گھنٹوں دشمن کے پھٹنے والے گولوں کے منہہ پر جمي رهي - يه ايک نهايت سخت نازک موقعه تها ' دشمن کے مهلک گولوں کي بے امان بارش هو رهي تهي ' مگر باوجود اسکے ترک پورے استقلال کے ساتهه گولوں کے سامنے کهڑے رهے ' وه نه تو آگے بڑهه سکتے تهے ' اور نه چاهتے تهے که پيچهے ايک اِنچ بهي قدم هٹائيں !

اِدهر تو دوسري کور کے سامنے يه زهره گداز لڑائي هو رهي تهي ' اُدهر بلغاريوں نے عبد الله کي فوج کے قلب اور ميسره پر کئي حملے کر ديے تهے ' جو کسي طرح اُدهر کے حملے سے کم سخت نه تهے - اِس حصے ميں چوتهي کور تو بائيں بازو کے سرے پر تهي - اور پهلي کور لولي برغاس اور ترک بے کے بيچ ميں - اِس حملے کا سارا زور چوتهي کور پر پڑا - جو خود هي کم زور هو رهي تهي - اور يهي وه جان باز کور تهي جس نے شب گذشته کو پهاڑيوں پر کے اُن تمام مورچوں کو جو لولي برغاس کے سامنے تهے - دشمن سے محفوظ رکها تها -

يهاں بهي ترکوں کي مدافعت کا راسته دشمن کے توپخانے کي بڑهي هوئي گوله باريوں نے مسدود کر ديا - وهي ترکي ناکامي کي اصلي علت پيش آئي که ترکي باتّرياں گوله بارود کي کمي کے سبب سے جنگ ميں کوئي حصه نهيں لے سکيں ! باوجود اسکے اُس پيدل فوج سے جوانمردوں کي طرح لڑنے کي توقع کي جانے لگي ' جو فاقه کشي اور تکان سے نيم جان هو رهي تهي !

دن بهر بلغاري ترکوں کے ميسره کي طرف بڑهتے چلے گئے - جب ريلوے اِسٹيشن پر قبضه کرليا ' تو وه چوتهي کور کي حدود کے آگے تک پهيل گئے - چونکه اب راه کے مسدود هو جانے کا خوف پيدا هوگيا تها ' اسليے چوتهي کور کو مجبوراً پيچهے هٹنا پڑا -

صالح پاشا کے رسالے نے پوري جوانمردي کے ساتهه چاها که بڑهکر دشمن کو آگے بڑهنے سے روک دے ' مگر اِسکي بهي کوشش رائگاں گئي - اور دشمنوں کي خوفناک گوله باري کے آگے هار ماننا پڑا - کيونکه ترکوں کے پاس گوله بارود هي نه تها ' جس کے بغير اب محض شجاعت اور جانفروشي کام نهيں ديسکتي تهي ' عبد الله اور اُنکے اِسٹاف کے افسروں کو جو ساکزکوئي کے سامنے تهے - دشمن کي دهواندهار آتشباري - جو اِس وقت فوج کے بائيں بازو پر هو رهي تهي ' چوتهي کور کا رفته رفته گهرتا جانا اور پسپا هونا ' صاف نظر آرها تها - اس بات کا خطره هر لحظه بڑهتا جاتا تها که کهيں يهه آکر اس حصے کو گهير نه ليں ' اور پهلي اور دوسري کور کے شورلو تک واپس جانے کے راستے کو مخدوش نه کر ديں -

دو بجتے بجتے عبد الله کي فوج کي حالت بالکل نازک هوگئي - ياس کا عالم چها گيا - افسر لوگ سب کے سب دوربينيں لے لے کر ويزا کي جانب اُتر پورب کي طرف ديکهنے لگے - اِس طرف سے محمود مختار تيسري کور کے ساتهه بڑهه آنے کي جان فروشانه کوششيں کر رها تها ' اور صبح سے لے کر اِسوقت تک ايک سخت اور خونريز جنگ جاري تهي - گو ٹهيک ٹهيک کوئي نهيں کهه سکتا تها که حالت کيسي هے ؟ ليکن تاهم پهٹتے هوئے گولوں کے دهوئيں سے اِس بات کا صاف پته چلتا تها که تيسري کور ابتک استقلال کے ساتهه آگے بڑهتي چلي آرهي هے -

خبر رساں خبريں ليے لے کر پهنچے تهے که محمود مختار اپنے سامنے سے دشمنوں کو هٹاتا هوا اور راسته صاف کرتا هوا ' بڑهتا چلا آرها هے - دشمن کي جو فوج اِس کا مقابله کر رهي هے اُس ميں بے ترتيبي اور بد انتظامي پهيلتي جاتي هے - اُميد هے که سه پهر هوتے هوتے وه دوسري کور کے بائيں بازو تک پهنچ جائيگا -

اب ميں اِس فيصله کن جنگ کا اختتامي حصه بيان کرونگا ' جو مثل ايک ڈراما کے افسانه خيز هے - ممکن هے که اِس لڑائي کا شمار دنيا کي معدودے چند قطعي لڑائيوں ميں کيا جائے ! في الواقع دوپهر تک محمود مختار جس دليري اور جان بازي سے بڑهتے هوے چلے آ رهے تهے وه ايک تعجب انگيز اقدام تها ' ليکن افسوس که تين بجے کے بعد سے حالات متغير هو گئے اور انکا اقدام بالکل روک ديا گيا -

عبد الله اور اُسکے اِسٹاف کے افسروں نے صاف سمجهه ليا که حالت قريب قريب مايوسي کي هے ' تاوقتيکه اِس آخري وقت ميں بهي کوئي ايسي تدبير اختيار نه کي جائے ' جس سے لڑائي کا رخ پهير ديا جا سکے - واٹرلو ميں نپولين نے گروچي کي آمد کا اُس اضطراب کے ساتهه اِنتظار نه کيا هوگا ' جو اِس وقت عبد الله کے دل ميں محمود مختار کے بڑهه آنے کي خبر کے لئے موج زن تها - صاف ظاهر تها که اگر دشمن کي اُس صف کو جو دوسري آرمي کور کے مقابل هے - اُلٹ نه ديا جائيگا ' تو ميدان هاتهه سے جاتا رهيگا -

ترکي فوج کي اِس وقت کي حالت ميں پهر ايک بار بيان کئے ديتا هوں - چوتهي کور کے پسپا هوکر پيچهے هٹادیے جانے سے اِنکا ميسره بالکل دشمنوں کے نرغے ميں آگيا تها - پهلي کور ' جو چوتهي کور کے پيچهے هي تهي ' رفته رفته همت هارتي جاتي تهي - دوسري کور اگرچه باوجود دشمنوں کي خوفناک گوله باري کے اپني جگهه پر قائم تهي ' ليکن صاف نظر آرها تها که خود بڑهکر حمله کر دينا اب اُسکے بهي اِمکان ميں نهيں رها تها - دائيں جانب سرے پر پچهلي صف ميں تيسري کور بهي رکي هوئي تهي - ايسي حالت ميں اگر محمود مختار اب بهي پسپا کر ديا جائے اور چوتهي اور پهلي کور ذرا اور دور تک پيچهے هٹادي جائے ' تو دوسري کور کے لئے جو نصف دائرے کے قوس کے مرکز پر هوگي ' يه خطره پيش آجائيگا که کهيں بقيه فوج سے الگ هو کر دائيں بائيں گهر نه جائے - (باقي آينده)

عربي و ترکي ڈاک سے تار برقياں

— * —

شورلو پر عثماني قبضه

(انضولي حصاري ۱۱ نومبر)

هماري فوج نے موضع (شورلو) کو ايک شديد معرکه کے بعد کے واپس ليليا - بلغاريوں کو سخت نقصان برداشت کرنا پڑا - هماري فوج کو غنيمت ميں چند توپيں اور سامان جنگ هاتهه آيا -

---

چتلجا ميں ايک عظيم الشان کاميابي

— * —

۳۶ توپيں و ذخائر جنگ ' ۸ هزار بلغاری قيدی ' مقتولين و مجروحين بيشمار -

(۱۷ انضولي حصاري)

جيش عثماني اور بلغاريا ميں ايک هولناک معرکه هوا ' جسميں ۸ هزار بلغاري قيد هوے ' ۳۶ توپيں غنيمت ميں مليں اور انکے مقتول و مجروح بيشمار - هماري فوج آگے بڑهرهي هے - انشاء الله العزيز اس معرکۂ عظيمه کا خاتمه بهي هماري کاميابي پر هوگا -

---

شان عثمانیه

اقرار حقیقت

—:*:—

مسٹر ارشمیڈ بارٹلٹ کا مراسلۂ تلغرافی

— * —

(بسلسلۂ اشاعت گذشته)

صبح هي کے وقت مجھے عبد الله پاشا کے ساتھه ایک مختصر سي گفتگو کرنے کا موقع ملا - بظاهر اگرچه وه هر طرح مطمئن معلوم هوتے تھے ' مگر اُن کے بشرے سے صاف ٹپکتا تھا که ان کا دل هجوم افکار سے بھرا هوا ہے - اُنھوں نے مجھه سے پوچھا " اب آپکا کیا اراده ہے ؟ " میں نے جواب دیا " اگر آپ اجازت دیں تو میں اختتام جنگ تک آپ هي کے همراه رهوں - بعد ازاں میں کسي طرح شورلو چلا جاؤنگا - ممکن ہے که وهاں میرے گھوڑے ملجائیں " عبد الله نے کہا " آپ سیدھے اُن پہاڑیوں پر چلے جائیں جو ترکوں کي جانب هیں - وهاں سے آپ کو اصلي جنگ کا نظاره تمام و کمال نظر آلیگا - "

اتنا کهکر جنرل اور اُن کے اسٹاف کے افسر اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار هو هو کر روانه هوگئے - میں اور اسمٔد بھي اُن کے پیچھے مگر اُن کے ساتھه چلدیے - یه راسته ان نیچي نیچي پہاڑیوں تک جاتا تھا جو سائز کوئي کے سامنے هي هیں - راه میں مجھے میدان جنگ سے بھٹکے هوے بہت سے سپاهي نظر آئے - جو اِدھر سے اُدھر مارے مارے پھر رهے تھے - اِن کي تعداد سینکڑوں بلکه هزاروں تک پہنچتي تھي - انھیں دیکھکر مجھے حیرت و استعجاب نے گھیر لیا که الهي یه کیا ماجرا ہے ! انھیں تو اسوقت اپني پلٹنوں کے ساتھه میدان جنگ میں هونا تھا - یه اس طرح کھانے کي تلاش میں یہاں کہاں مارے مارے پھر رهے هیں " اُن کے اسٹاف کے افسر هرچند چاهتے تھے که کسي طرح سمجھا بجھا کر انھیں میدان جنگ کي طرف پھیر دیں - مگر ان کي یہاں کون سنتا تھا ؟ اکثروں کي حالت تو در حقیقت واجب الرحم تھي - نا تواني سے دو قدم چلنا بھي انھیں دوبھر تھا - متواتر تین دن تک کسي قسم کي غذا کا حلق سے نه اُترنا - اور پھر اسي حال میں برابر دو روز تک لڑتے رهنا - کوئي هنسي کھیل نہین ہے !

جس پہاڑي پر عبد الله پاشا نے اپني جگهه قرار دي تھي یهه گویا اس نصف دائرے کے قوس کا مرکز تھا جو لولي برغاس اسٹیشن کي ریلوے سڑک سے شروع هو کے قارا غاش تک بنتا ہے - تھوڑے هي عرصے میں یهه بات ظاهر هو گئي که بلغاري چاهتے هیں ' ترکوں کے میسره کو یا تو بالکل تتر بتر کردیں ' یا پیچھے هٹادیں - نیز اگر ممکن هو تو شورلو سے پیچھے هٹنے والي فوج کا راسته روک دیں - ساتھه هي ساتھه قلب کي فوج کو بھي ' جو خود عبد الله کے ماتحت ہے تباه و برباد کر ڈالیں - یهه نهو سکے تو دوسري آرمي کور کا مقابله کر کے آگے بڑھنے سے روکتے رهیں -

عبد الله پاشا نے یهه تدبیر سوچي تھي که میسره میں پہلي اور چوتھي کور کو قائم رکھے ' اور قلب فوج سے جس میں اِسوقت دوسري کور کے سپاهي تھے ' دشمنوں پر حمله کردے ' پھر محمود مختار کي ماتحتي میں تیسري کور کو اچانک اُن کے میسره پر بھیج دے ' اور اس طرح اُنکا خاتمه کردے - سچ پوچھیے تو یهي ایک تدبیر تھي ' جس میں کامیابي کي ذرا بھي شکل نظر آتي تھي - اس خیال سے که تیسري کور کو ویزا سے یہاں تک پہنچ جانے کے لئے کافي وقت مل جاے - عبد الله نے دوسري کور کے افسر شفقت طرغد پاشا کو حکم دیا که " اپني پوري کور کو - نہیں تو جتنے لوگ کور میں باقي رهگئے هیں صرف اُنھیں کو لیکر آگے بڑھو - اور دشمنوں پر حمله کردو "

شفقت طرغد کي فوج نهایت عظیم الشان دلیري کے ساتھه اِس حملے کے لئے آگے بڑھي - کوئي آدھه میل تک توپوں اور بندوقوں کي قطار لگادي گئي - اور سر فروش ترک کھلے میدان پر گوله باري کرتے هوئے آگے بڑھتے گئے - یہاں تک که وه اُن جھاڑیوں تک پہنچکر جن کا ذکر پہلے کرچکا هوں - قریب قریب نظروں سے غائب هوگئے -

کچھه دیر تک تو دیکھنے والوں کو یهي یقین هوتا رها که حمله ضرور کامیاب هوگا - کیونکه فوج نهایت همت و استقلال کے ساتھه آگے بڑھتي گئي - دشمن کي طرف سے صرف اُسکا توپخانه تھا جو ان بڑھتے هوئے ترکوں کا مقابله کر رها تھا - مگر یک بیک بندوقوں کي زور شور کي آواز میدان میں گونج اُٹھي ' اور ساتھه هي ساتھه بے شمار کلوں کي بندوقوں کي هولناک گرج بھي سنائي دینےلگي - آواز اسقدر مهیب اور شدید تھي که سننے والوں کے کان بند هو هو جاتے تھے - لیکن تھوڑي هي دیر کے بعد تمام منظر میں خاموشي چھاگئي -

پھر کیا دیکھتے هیں که ترکوں کي بقیه جماعت جھاڑیوں میں سے نکلي چلي آرهي ہے ! ان کي پوري آدھي تعداد توپوں کا نشانه بن چکي تھي - پس ماندوں میں ترتیب اور انتظام باقي نه رها تھا - چھوٹي چھوٹي ٹولیوں میں وه اپنے حامي اور مخصوص دستوں کی طرف هٹتے چلے آرهے تھے - افسروں کي بھي کوشش تھي که اور زیاده هٹنے سے فوج کو روکیں ' لیکن انکي کوشش کار گر نهین هوتي تھي - یہاں تک که تمام لوگ اُس مقام سے پیچھے پہنچ گئے ' جہاں هم کھڑے تھے -

ترکوں کي دو باتریوں نے اِس نازک وقت میں مدد دینے کي کوشش کي - اور دشمن کي توپوں کي طرف گولے برسانے شروع کردیے - مگر چونکه یهه باتریاں نظر نه آتي تھیں - دشمن کي گوله باري پر اِن کا اثر ذرا بھي نه پڑا - صرف اتنا هوا که دشمن کے پھٹنے والے گولے ' جن کے سبب سے ترکوں کي فوج میں اِس قدر هل چل پیدا هوگئي تھي ' اِن توپخانوں کي طرف بھي آنے لگے - ایسا معلوم هوتا تھا که میدان جنگ میں ترکوں کے پاس اگر کچھه بارود اور تھي ' تو اِنھیں دو باتریوں میں تھي - یهه باتریاں بھي تھوڑي هي دیر میں نکمي کردي گئیں - اُن میں سے ایک کے کل توپچي کام آگئے - صرف سات باقي بچے - ڈیڑھه سو نکمے بناکر گھوڑوں پر بٹھاکر لائے گئے - دن چڑھے نئي جماعتیں اِن باتریوں کو لاکر رکھنے کي غرض سے بھیجي گئیں - دوسرے دن میں نے اِس باتري کا نهایت غور سے معائنه کیا - دشمن کے پھٹنے والے گولوں نے توپوں کے شیلڈ کو بالکل نکما کر دیا تھا - اور ایک پورا گوله توپ کے شیلڈ کے اندر سے نکل گیا تھا -

جن واقعات کا میں اِس وقت ذکر کر رها هوں - دوپہر کے وقت ظهور میں آئے تھے - اِس وقت کچھه دیر کے لئے دوسري کور آگے بڑھتے بڑھتے یکایک رک گئي ' اور پیاده فوج دور تک پیچھے هٹ آئي - اور یہاں

موجودہ جنگ

اور عثماني مشکلات

(مقتبس از جرائد آستانہ)

— * —

(۱) رياستہاے متحدہ عرصہ سے جنگ کے لئے تيار ہو رہي تہيں - اعلان جنگ انميں باہم طے پا چکا تہا - يہ محض قياس هي نہيں، بلکہ بين واقعہ ہے - ايک روسي اخبار اعلان جنگ سے ايک ماہ قبل پشينگوئي کر چکا تہا کہ ۱۵ اکتوبر کو اعلان جنگ ہوگا -

ليکن دولت عليہ جنگ طرابلس کي طرح اس موقع پر بہي دول کے پرفريب اقوال کو باور کرتي رہي اور وقوع جنگ کي تصديق نہ کي - يہان تک کہ ۱۷ اکتوبر کو حقيقت منکشف ہوگئي اور دشمنوں نے اعلان جنگ کرديا -

اعلان جنگ کے بعد دولت عليہ نے اناصولي سے لشکر روانہ کرنا شروع کيا ' ليکن خواہ کتني هي جلدي کي جاتي ' مگر دشمنوں کي برابري نہيں کي جاسکتي تہي - کيونکہ وہ پہلے سے تيار تہے ' انکے شہر تنگ اور مختصر تہے ' اور اس پر مزيد يہ کہ ميدان جنگ کے موقعے بہت قريب اور سرحد بالکل متصل - اسلئے انہوں نے فوراً فوج جمع کرلي اور سرحدوں پر پہنچ کر عثماني حدود ميں بڑھنے لگے - جب کہ دشمن کي طرف سے اس حد تک کارروائي ہوچکي تہي ' تو اسوقت دولت عثمانيہ اناصولي سے فوج بہيج رہي تہي ! !

باوجود اس کوشش کے جو دولت عليہ نے فوج کي روانگي ميں کي ' پہر بہي ۳ لاکھہ سے زيادہ تمام مقامات جنگ ميں جمع نہ کرسکي - يہ ايک راز ہے جسکا افشا پہلے ممکن نہ تہا ' مگر چونکہ نتائج ظاہر ہوگئے ہيں ' اسلئے اب انکے اظہار ميں کوئي حرج نہيں -

(۲) عثماني دشمن کو نہايت حقير و کمزور تصور کرتے تہے - جس افسر سے پوچھا جاتا تہا ' يہ جواب ديتا تہا کہ ميري طاقت کافي ہے - اسکے معني يہ نہ تہے کہ در حقيقت ان کو اپني تعداد و سامان جنگ کي طرف سے اطمينان تہا ' بلکہ واقعہ يہ تہا کہ وہ موجودہ رياستونکي فوج کو حقير سمجہتے تہے ' اسلئے يہ خيال تہا کہ اگر اتفاقاً ہم ان سے تعداد ميں يا سامان ميں کم بہي ہونگے ' تو بہي اپني شجاعت و جنگ جوئي کي وجہہ سے غالب رہينگے - حالانکہ يہ انکي سخت اصولي غلطي ہے ' خصوصاً ايسي حالت ميں جب کہ بلغاريا نے ايک ايسي باقاعدہ فوج تيار کرلي ہو ' جو يورپ کي بہترين باقاعدہ فوجوں کے برابر ہو - يونان نے اپني فوج کي اصلاح کرلي ہو - سرويا نے بہي لشکر ميں غير معمولي اضافہ کر ليا ہو ' اور يہ چھوٹي سي رياست مانتي نيگرو ۴۵ ہزار کي جمعيت فراہم کرليني کيليے مستعد ہوجاے - پہر سب سے زيادہ يہ کہ دول يورپ انکو در پردہ مدد دے رہے ہوں - ہزاروں روسي جنميں صدہا افسر اور امانتدر تہے والنٹير بنکر بلقاني فوج کي طرف سے لڑنے جاتے ہوں - مالي مدد بے شمار دي جا رہي ہو - اور روسي جنگي جہاز علانيہ طور پر (طونہ) آتے ہوں اور ہر قسم کا ضروري سامان پہونچاتے ہوں -

(۳) بلغاري اس يقين کے ساتھہ لڑتے تہے کہ سارا يورپ انکي پشت پناہي کے ليے موجود ہے ' خواہ وہ غالب ہوں يا مغلوب ' ترکي انکي بالشت بہر زمين نہيں لے سکتي - اسي ضرورت سے آغاز جنگ ميں دول نے اعلان کرديا تہا کہ بلقان کا نقشہ کسي حالت ميں نہيں بدلے گا -

ليکن عثماني کي حالت اس سے بالکل مختلف تہي - اسکو يقين تہا کہ خواہ کتني هي شاندار کاميابياں اسے نصيب ہوں اور کتني هي دور تک وہ دشمن کے ملک ميں بڑھتا ہوا چلا جائے ' مگر جہاں سے وہ گيا ہے وہيں اسکو واپس آنا پڑيگا -

(۴) لوگ کہتے ہونگے کہ ارناؤط ' وہ خونريز و جنگجو قوم ' کہاں ہے ؟ مگر ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ ارناؤط اب نہيں رہے - بيشک انميں سے چند ہزار بطور والنٹير کے شريک جنگ ہوے ' ليکن اس قوم کي تعداد کے لحاظ سے انکي تعداد کچھہ بہي نہيں تہي - ارناؤطيوں کي طرف سے يہ عذر ديا گيا تہا کہ اسلحہ لے لينے کي وجہ سے وہ بے دست و بازو ہيں مگر جب دولت عثمانيہ نے انميں ہتہيار تقسيم کيے ' تو کچھہ تو ہتيار ليکے چلے گئے ' اور بعضوں نے دولت عثمانيہ سے انتقام لينا چاہا ' چنانچہ اکثروں نے ترکي افسروں کا تعاقب کيا اور بعض سرويا کي فوج ميں چلے گئے جو عرصہ دراز سے ان ميں دسائس کے جال پہيلا رہي تہي ' اور جسميں گرفتار ہونے کے بعد وہ اسکي مخالفت کي جرات نہيں کرسکتے تہے - اسلامي دنيا کو عنقريب ان مسلمانوں کي پوري حالت معلوم ہو جائيگي ' اور يہ بہي معلوم ہو جائيگا کہ اُن مسلمانوں سے ' جو لاطيني رسم الخط ميں لکھنا رسم الخط قراني کے مقابلہ ميں زيادہ پسند کرتے ہيں ' نصرت دين کي اميد ہرگز نہيں رکھني چاہيے - ليکن اس موقع پر ان بلغاري مسلمانوں کي غيرت ديني کي بے اختيار داد ديني پڑتي ہے جو پوماق کہلاتے ہيں ' اور جنہوں نے دولت عثمانيہ کي نصرت و حمايت ميں واقعي گرانقدر حصہ ليا ' البتہ يہ ضرور ہے کہ انکي تعداد بہت کم ہے -

(۵) سامان غذا کي فراہمي ميں سخت کوتاہي ہو رہي ہے - غذا بہت عرصہ کے بعد ملتي ہے - حتي کہ بعض اجنبي ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ چار چار دن اس حالت ميں گذرے ہيں ' کہ سپاہيوں کو ايک سوکھا بسکٹ بہي نہيں ملا ! !

(۶) آج قسطنطينيہ ميں ۱۵ ہزار زخميوں سے زيادہ آ ئے ہيں بعض کہتے ہيں کہ ان زخميوں کي تعداد تيس ہزار سے زيادہ ہے ليکن مجروحين کي کثرت عثماني فوج کي کمزوري يا ميدان جنگ سے بہاگنے کي علامت نہيں ہے کيونکہ جنگ کي حالت قدرتي طور پر اسي کي مقتضي تہي - اسکے مقابلے ميں دشمنوں کي حالت ديکھني چاہيے کہ ہمارے ايک شہيد کے مقابلے ميں بلا شائبہ اغراق دس سے کم مقتول نہيں ہوے ہيں - بلغاريا کے شفا خانے زخميوں سے بہرے پڑے ہيں ' مگر وہ اپنے نقصانات کے اخفا کي سخت کوشش کر رہي ہے اور اسميں بڑي حد تک کامياب بہي ہوگئي ہے -

(۷) ہمارے فوجي افسروں کا سياست ميں حصہ لينا اور اتحادي اور ائتلافي پارٹي فيلنگ نے بہي عثماني فوج کو ضرور نقصان پہنچايا - ہماري فوج ميں ايسے افسر موجود تہے جو قيام قسطنطينيہ کے زمانہ ميں ہر اُس فتنہ و فساد کا ' جس سے اتحاديوں کو نقصان پہنچ سکتا ہو ' نہايت جوش قلبي سے خير مقدم کرتے تہے ' خواہ وہ بجاے خود کتنا هي سخت ملک کيليے ضرر رساں ہو - ان افسروں ميں بعض نئي پارٹي کے ايسے حامي تہے جنہوں نے ارناؤط کے باغيوں سے سازش کرلي تہي ' صرف اسليے تاکہ انجمن اتحاد و ترقي کو شکست ہو -

ليکن با اين ہمہ اگر يورپ جہوٹے وعدوں سے فريب نہ ديتا ' اور باب عالي ان پر اعتماد نہ کرليتي اور اسکے بعد دفعةً اعلان جنگ نہ ہوجاتا ' تو ہماري فوج کي شجاعت تمام گروہ بنديوں اور باہمي اختلافات کي تلافي کرديتي ' اور اول حملے هي ميں صوفيا پر ہمارے قدم ہوتے - مگر مجبوريوں نے ہم کو صرف مدافعت پر مجبور کرديا اور مدافعت کي مہلت ميں حملہ کي طياري کرني پڑي -

(۷) يہ واقعہ پايہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ جب محمود شوکت پاشا سے کہا گيا کہ وہ حدود يونان پر عثماني فوج کي کمان قبول کريں

اسي تاريخ کو شريعي پاشا المويد کو تار ديتے هيں " (چتلجا) ميں کل سے ايک شديد معرکه جاري تها ' دشمن کے ميمنه کو عظيم الشان شکست هوئي - بطل الکبير - محمود مختار پاشا کے زير کمان فوج نے ما فوق العادت شجاعت و بسالت دکھائي - ۸ هزار بلغاري گرفتار هوے اور بہت سي توپيں اور ذخائر جنگ غنيمت ميں هاتهه آيا -

موجوده جنگ کے متعلق اهم معلومات

— * —

تازه عربي و عثماني ڈاک سے

— * —

قرق قلعسي

— * —

المويد کا نامه نگار قسطنطينيه سے ٥ نومبر کو لکھتا هے :—

ناظم پاشا جس وقت ميدان جنگ پہنچے هيں تو يه وه وقت تها که فوج کي قلت ' موسم کي نامساعدت ' اور عيسائي عثماني فوج کي غداري سے عثماني مشرقي فوج قرق کليسا کے چھوڑ دينے پر مجبور هو چکي تهي اور انتظامات و حالات بہت ابتر تهے ' ليکن ناظم پاشا نے پہنچتے هي حالات جنگ بالکل بدل ديے اور اسي تهوڑي سي فوج کو ليکر متوکلاً علی الله جنگ جاري کردي - يه جنگ پانچ دن تک متواتر جاري رهي ' اور بلغاريا کو اسقدر شديد نقصان پہنچا ' که گذشته پورے تين هفتوں کے اندر مجموعي جنگ کے اندر اسقدر نقصان نهوا هوگا -

اس جنگ ميں شرقي فوج کا ميمنه بدستور محمود مختار پاشا کے زير کمان تها ' جس نے جنگ کے پہلے دو دنوں کے اندر هي حريف کو عظيم الشان شکستيں ديں ' اور آگے بڑهکر بارها انکے سامان جنگ پر شجاعانه قبضه کرليا - اسکے بعد يه حصه (بنار حصار) کي طرف بڑها ' اور اس تمام عرصه ميں ميسره اور قلب برابر بلغاري حملوں کو روکتا رها - اور باوجود قلت فوج و سامان جنگ هر مرتبه دشمن کو سخت نقصان کے ساتهه پسپا کرديا گيا - ليکن عثماني ارکان جنگ نے اسکے بعد چاها که انکي فوج دشمن کو گهيرلے ' ايسا هونا ممکن نه تها ' کيونکه انکي تعداد بہت کم تهي اور ابتک مزيد کمک نہيں پہنچي تهي ' پس طے پايا که فوج کي ابتدائي صفيں چهوڑتي کرديجائيں اور استحکامات چتلجا کي طرف واپسي کا حکم ديا جاے تاکه وهاں اثناء قدامات کا انتظام کيا جاے - کل دن تک فوج کي يهي حالت تهي - واپسي کے متعلق عيني شهادتيں موجود هيں که بالکل انتظام کے ساتهه هوئي - فوج ميں کسي قسم کي بے ترتيبي يا پراگندگي نه تهي - اس سے صاف ظاهر هے ' که عثماني فوج کو بلغاريوں نے نہيں بهگايا ' بلکه وه خود مصلحةً پيچهے هٹ آئي تهي -

ليکن بلغاريا نے عثماني فوج کي واپسي کي جو تفصيل بهيجي هوگي ' اسميں عثماني فوج کے نقصانات اور اپني غنائم کي مقدار ميں خوب دل کهولکے کذب بياني و بهتان سرائي کي هوگي -

حقيقت يه هے که دولت عثمانيه کے مقابله ميں دفعةً جنگ شروع کي گئي ' دشمن کي فوجيں نهايت تيزي کے ساتهه هر طرف سے اسوقت بڑهکر مجتمع هوئيں ' جب که وه فوج کي کافي تعداد جمع نہيں کرسکي تهي - دنيا کو تعجب کرنا چاهيے که جس وقت بلغاريا اور اسکے پس پردۀ معاون دو لاکهه کي جمعيت وافر علاوه سرويا اور مانتي نيگرو کے ' ميدان ميں بهيج رهے تهے ' اس وقت کل ٦٠ هزار بے سامان فوج مصطفے پاشا سے ليکر ابتدريا نوپل تک موجود تهي اور ديگر مقامات ميں بهي کوئي مزيد کمک نہيں پہنچ سکي تهي - يهي سبب هے که عثماني فوج مصطفے پاشا اور قرق کليسا ميں هٹ آنے پر مجبور هوگئي ' ليکن با ايں همه موانع ' جب اس جنگ کے پورے حالات دنيا کے سامنے آئيں گے تو يورپ ديکهيگا که اس چو طرفه حملـه کے مقابلے ميں عثماني فوج نے جيسي مدافعت کي اور حملـه آوروں کي زندگي کا جس طرح برسوں کيلـئے خاتمه کرديا ' اسکي نظير مسيحي يورپ اپني بڑي بڑي تاريخي مدافعتوں ميں بهي نہيں ديسکتا -

ليکن يورپ کے اخبارات کي يه حالت هے که وه صرف دشمن کي خبريں شائع کرتے هيں اور ديده و دانسته حق کو چهپانے کي کوشش کرتے هيں - اخبار طان ميں آپ کو اسکے علاوه اور کچهه نہيں مليگا که آج فلاں مقام کے معرکه ميں سرويا کو ١٠٠ توپيں مليں - کل کے فلاں معرکے ميں ١٢٠ توپيں بلغاريوں کے هاتهه آئيں - فلاں مقام پر بلغاريوں نے عثماني فوج کو سخت شکست دي ٥٠٠٠ هزار عثماني گرفتار کرليے - دس هزار گهوڑے ' اسقدر باٹرياں ' اسقدر سامان جنگ ملا - هم يهاں ان خبروں کو پڑهتے هيں ' اور هنستے هيں ' کيونکه ان کا دسواں حصه بهي به مشکل صحيح هوتا هے - اس سے زياده عجيب ماجرا يه هے که معرکه قرق کليسا ميں حکومت بلغاريا نے عثماني توپوں کے ملنے سے انکار کرديا ' مگر يورپ کے اخبارات نے مشهور کيا که بلغاريا کو ١٢٠ توپيں مليں !

محمود مختار پاشا بفضله تعالى بصحت تمام ميدان جنگ ميں عثماني شجاعت کے جوهر دکها رهے تهے مگر ان بداند يشوں نے اڑاديا که گرفتار هوگئے - اس سے زياده غضب يه کيا که پرنس عزيز بقيد حيات موجود هيں اور دنيا ميں مشهور کرديا که انهيں محکمه جنگ کے حکم سے گولي ماردي گئي - اس خبر کي بنا پر بعض مصري اخبارات نے خاندان خديويه کو مخاطب کرکے تعزيت کے مضامين تک لکهنا شروع کرديے -

بيشک عثماني فوج پيچهے هٹي - اور کيسے نه هٹتي که مجبور تهي - مگر اس طرح هٹي ' که معرکه ميں جتنے شهيد هوے ' اس سے کہيں زياده دشمن کے ته تيغ کيے - غنيمت ميں بے شمار توپيں اور بکثرت ديگر سامان جنگ ملا - هزارها آدمي گرفتار کيے - عثماني فوج نے کوئي مقام سخت مدافعت سے پہلے نہيں چهوڑا ' يه ايسي بات هے که اسکا اعتراف دشمن بهي اپني زبان سے کرچکے هيں - مگر اسکا کيا علاج که دشمن تعداد سے کہيں زياده نکلے ' عثماني ارکان جنگ کا يه اندازه تها که چاروں رياستيں ۴ لاکهه سے زائد فوج جمع نہيں کرسکتيں ' جنميں سے ۳ لاکهه ٥٠ هزار جنگ آرا هوسکيں گے - ليکن ميدان جنگ ميں معلوم هوا که جنگ آرا فوج کي تعداد ۷ لاکهه سے بهي زياده هے اور بعض اندازه کرنے والے تو کهتے هيں که ۸ لاکهه تهي - يورپ کے مستند اور رقيع جرائد کا بهي ايسا هي بيان هے - يه تعداد ان يوناني ' ماليسوري ' اور غدار عيسائيوں کے علاوه هے جو عثماني ممالک ميں تهے اور جنگ کے چهڑتے هي دشمنوں سے جاکر ملگئے ' يا جنهوں نے گاؤں جلاديے ' تار کاٹ ديے ' عمارتيں منهدم کرديں ' پل اڑا ديے ' ريل کي پٹرياں اولٹ ديں - اسوقت دولت عثمانيه عجيب کشمکش ميں تهي ' نه صرف چار بيروني دشمنوں سے مقابله کرنا تها جو مختلف مقامات پر نهايت تيزي سے پے درپے حملے کر رهے تهے ' بلکه ان لاکهوں اندروني دشمنوں کا بهي مقابله کرنا تها ' جو متفرق فسادات برپا کرکے دولت عليه کو يکسوئي کے ساتهه دشمن کا مقابله کرنے نہيں ديتے تهے -

---

یورپین ترکي اور ریاست ہاے بلقان

— * —

آستانہ سے مقصود قسطنطنیہ ' اور ادرنہ سے ایڈریا نوپل ہے - " سکک حدید " یعنے ریلوے سڑک کا خط ' اور " حدود " سے مقصود وہ موتي جدول ہے ' جو ترکي کي حدود حکومت کو ریاست ہاے بلقان سے ممتاز کرتي ہے -

فہرست

زراعانۂ ہلال احمر

— * —

ان الله اشتري من المومنین انفسہم و اموالہم بان لہم الجنه

(۳)

بذریعہ جناب منشي محمد یوسف حسن خان صاحب فاروقي از بھوپال -

	روپیہ	آنہ	پائي
جناب محمد یوسف حسن خان صاحب	۲۵		
جناب منشي منظـــور احمد صاحب	۲۵		
جناب سید یوسف حین صاحب	۲۰		
جنـاب دلاور خان صاحب	۱۹		
جناب عبد الحق صاحب	۱۰	۴	
جناب منیر الدین صاحب	۱۰		
جناب یعقوب علي صاحب	۵		
جناب مولوي عبدالحمید صاحب	۳		
جناب نبي داد خان صاحب	۲		
جناب سید احمد علي صاحب	۳		
جناب سلطان الحسن صاحب		۴	
جناب گھلسي خان صاحب برقندار		۲	
جناب گھسیا صاحب		۲	
جناب رضابیگ صاحب		۸	
جناب وزیرحسن برقنداز صاحب		۸	
جنـاب شمشاد علي سلحدار صاحب	۴		
جناب اعجاز نبي صاحب افسر	۱		

(باقي آئندہ)

Printed & Published by MOULANA A. K AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. & Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA.

دو انھوں نے یہ عذر کرکے صاف انکار کردیا کہ میں صرف ۱۵ هزار فوج سے ایک لاکھہ بیس ہزار فوج کا ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتا ' خواہ میری فوج کتنی ہی شجاع ہو -

غازي مختار پاشا کا بیان

عثماني فوج کي مشکلات کی نسبت

غازي مختار پاشا نے ایک فرانسیسی نامہ نگار سے دوران گفتگو میں فرمایا کہ رسد پہنچانے کے ذرایع ہمارے پاس بالکل نہیں ہیں - نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے بہادر سپاہیوں کو چار چار دن تک بے آب و دانہ لڑنا پڑا - ایسي حالت میں اگر قرق کلیسا سے پیچھے نہ ہٹتے تو کیا کرتے ؟

عثماني قواد (کمانڈر) نے غور کیا کہ باہیں قلت تعداد و عدم آذوقہ و سامان یہاں رہنا مناسب نہیں - انکو ایک ایسے میدان کي جستجو تھي جہاں وہ مزید کمک کا انتظار کرسکیں اور جو انکي فوجي نقل و حرکت کے لیے مناسب ہو - اس مقصد کے لیے چتلجا کا میدان سب سے زیادہ موزوں تھا - چنانچہ افسروں نے اسي میدان کي طرف ہٹ آنے کا حکم دیدیا -

یہاں ہماري فوج آنے والي فوج کا انتظار کرسکتي ہے اور فوج کے دونوں بازو یعني میمنہ و میسرہ نہایت سرعت سے آگے بھي بڑھسکتے ہیں اور پیچھے بھي ہٹسکتے ہیں - قلب کے لیے یہ بالکل آسان ہے کہ برابر اقدام کرتا رہے -

بلغاریا کے مظالم

(۱) اوائل اکتوبر میں چند مسلمان اسٹیشن پر گئے - وہاں چند عیسائي بلغاریوں نے ملکر انکو اسقدر مارا کہ بے ہوش ہوگئے -

(۲) (دو غانجلر) کے بلغاري (اردا اللر) کے مسلمان باشندوں پر چڑھ آئے - کچھہ تو بھاگ گئے ' جو بچے ' انکو بلغاریوں نے قتل کردیا - اسیطرح (نادارکوي) اور (محمود کوئي) کے مسلمانوں کو بھي بکثرت مقتول و مضروب کیا -

(۳) زار غرد کے ایک مسلمان سے ایک هزار پاونڈ چھین لیے -

(۴) (اسکي جمعہ) کے لوگوں نے تمام دکانیں بند کردي ہیں اور مسلمان گھروں میں چھپ گئے ہیں - کیونکہ نکلتے ہیں تو عیسائي تمسخر کرتے ہیں اور طرح طرح کي اذیتیں پہنچاتے ہیں -

(۵) بلغاري حکومت نے فوج کے لیے جبراً مسلمانوں کے تمام جانور لیلئے ہیں - دستکاروں کو بگار میں پکڑ لیا گیا ہے اور اُن سے شب و روز فوج کي خدمت گزاري کرائي جاتي ہے - بلغاري مسلمانوںکے گھروں میں گھس جاتے ہیں اور نقد غلہ وغیرہ جو کچھہ پاتے ہیں ' لے آتے ہیں - مردوں کو پکڑ لیجاتے ہیں اور اُن سے مسلح پولیس کي خدمت لیتے ہیں ' کیونکہ مسلح پولیس جسقدر تھي ' وہ فوج کے ہمراہ چلی گئي ہے - راہ میں مسلمانوں کے جسقدر گھر ' مسجدیں ' اور مدرسے پڑتے ہیں ' سب پر لشکر کے رہنے کے لیے قبضہ کر لیا جاتا ہے -

(۶) (فلي پولي) میں قریباً سب مسلمان ہیں - وہاں بلغاریوںکے ظلم اس درجہ وحشیانہ ہیں کہ کوئي مسلمان اسکو سنکر اپنے گھر میں نہیں رہ سکتا ' بشرطیکہ مسلمان ہو - جان و مال تو ایک طرف رہا ' مسلمان عورتونکي عفت پر بھي حملے کیے جا رہے ہیں - اسوقت بہ مشکل شہر بھر میں کوئي ایسي دوشیزہ لڑکي ملے گي ' جس کي عصمت انکي دست درازي سے محفوظ رہي ہو -

(۷) محمد شکري افندي مفتي فلي پولي کے گھر میں بلغاریوں کا ایک گروہ گھس گیا اور انکي بیوي کي طرف دست درازي کرني چاہي ' وہ روکنے کے لئے اٹھے ' تو انکو اسقدر مارا کہ زیست کي امید نہیں -

(۸) ادھم روحي افندي (ایک ترکي اخبار کے اڈیٹر ہیں ' انکو قید کردیا ہے - نہیں معلوم زندہ بھي ہیں یا نہیں - کیونکہ سنا ہے کہ قیدیوں کو کھانا نہیں دیتے - اور گولي یا تلوار سے مارنے کے بدلے فاقے کي تکلیف میں مبتلا کرکے مار ڈالتے ہیں -

سب سے آخري خبر جو فلي پولي سے موصول ہوئي ہے ' یہ ہے کہ تمام مسلمان شرفاے شہر کو امام شہر محمد افندي کے گھر میں حکماً جمع کیا گیا اور ایک شخص کو دروازہ پر اسلیے کھڑا کردیا کہ کسي کو گھر سے نکلنے نہ دے - اسکے بعد تمام عیسائي مسلمانوں کے گھروں میں پھیل گئے اور بے بس عورتوں کي عفت و عصمت پر حملہ آور ہوے - ایک بلغاري فوجي افسر ایک نوجوان مسلمان کے گھر میں گھسا ' افسر کے ہاتھہ میں ایک چھہ نال کا طپنچہ تھا - یہ طپنچہ اسکے سینہ پر رکھدیا ' اور کہا کہ اگر وہ اپني بیوي حوالے نہ کردیگا ' تو اسي طپنچہ سے اسکا خاتمہ کردیا جائیگا - چونکہ وہ نہتا تھا ' اسلیے ایک روشن دان سے سڑک پر کود کر بھاگ گیا ' تاکہ اپني آنکھوں سے یہ بے عزتي نہ دیکھے -

شتلجا میں اجتماع افواج عثماني

(از قسطنطنیہ ۵ نومبر)

اس شدید جنگ کے بعد جو عثماني شرقي فوج اور جنوب بلغاریہ میں ۴ یا ۵ دن تک ہوتي رہي ' ہماري فوج نے یہ ہي مناسب سمجھا کہ خط چتلجا کو آئندہ کیلیے اجتماع افواج کا مرکز بناے - امید ہے کہ اس سے ہماري قرق قلعسي کے نقصانات کي تلافي ہو جائیگي - ایسي جنگ میں جو آجکل جاري ہے صرف قرق کلیسا کي ناکامي کوئي مہتم بالشان نہیں ہوسکتي - جنگي نقطہ خیال سے فیصلہ کن مقامات قابل اہتمام و فیصلہ کن ہوتے ہیں جن کے بعد جنگ کا جاري رہنا نا ممکن ہوجاتا ہے - میں مناسب سمجھتا ہوں کہ مجملاً اخر ترین معرکہ کے حالات بیان کردوں -

قرق کلیسا کے آغاز جنگ میں ہم بالکل فتحیاب تھے - بلغاري میدان جنگ میں اپنے مجروح و مقتول اور ذخائر کي مقدار کثیر چھوڑ چھوڑ کے بھاگ رہے تھے - بلغاري افسروں نے فوج کي یہ حالت دیکھي تو اسکو مختلف موقعوں پر جمع کرنا شروع کیا ' اور اس عرصہ میں ایک عظیم الشان کمک بھي پہنچگئي - سب سے زیادہ یہ کہ رومانیا کي طرف سے ہزاروں کي تعداد میں والنٹیر آگئے - ان والنٹیروں میں بہت سے افسر بھي شامل تھے - نئي کمک اور روسي و روماني جمعیت نے بلغاري فوج میں نئي طاقت پیدا کردي - اسوقت بلغاریوں کی طرح ہمکو بھي کوئي تازہ کمک ملگئي ہوتي ' تو با وجود قلت تعداد و سامان جنگ کے صوفیا میں جاکر دم لیتے -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحكيم

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدهلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکته

قیمت
سالانه ۸ روپیه
ششماهی ٤ روپیه ۱۲ آنه

ایک هفته وار مصور رساله

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad.

7-1, MacLeod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

نمبر ۲۲ — کلکته : چہارشنبه ۱ محرم الحرام ۱۳۳۱ هجری — جلد ۱

Calcutta : Wednesday, December 11, 1912.

فہرست

— * —

تصاویر

— * —

شذرات

— * —

عالي جناب نواب وقار الملک نے مسئله یونیورسٹي کي نسبت اپني راے گرامي جو علي گڈه گزٹ میں شائع فرمائي تهي' اسکے ایک موقعه پر انگریزي تعلیم یافته حضرات کے مذهبي تساهل کا بهي درد و افسوس کے ساتهه ذکر کیا هے' اور مثال میں نماز کو پیش کیا هے - یه لفظ بعض حضرات کو نهایت نا گوار گذرا - وه کهتے هیں که یونیورسٹي جیسے اهم موضوع بحث سے نماز روزے کے قصے کو کیا مناسبت ؟

سچ هے' یقیناً یه نواب صاحب قبله کي بڑي غلطي هے' جس چیز سے آج اسلام کے سب سے زیاده قیمتي نمونوں کو مناسبت نهیں' اس سے مسلمانوں کي تعلیم و تربیت کي بحث کو کیا مناسبت هوسکتي هے؟

و اذا تتلی علیهم ایاتنا بینات تعرف في وجوه الذین کفروا المنکر' یکادون یسطون بالذین یتلون علیهم ایاتنا' قل افانبئکم بشر من ذلکم ؟ النار' وعدها الله الذین کفروا و بئس المصیر (۲۲ : ۷۰)

اور جب انکو هماري آیتیں پڑهکر سنائي جاتي هیں' تو تم ان منکروں کے چہروں پر کیسي سخت ناگواري اور ناخوشي کے آثار دیکهتے هو' یہاں تک که قریب هو جاتا هے که هماري آیتیں اور احکام سنانے والوں پر جوش غضب میں آکر حمله کر بیٹهیں ! لیکن ان سے کهدو که احکام الهي کا ذکر تو تمهارے لیے بڑي مصیبت هي هے' مگر اس سے بهي بدتر ایک چیز تمهیں بتلاؤں ؟ آتش دوزخ ! جسکا الله نے منکروں سے وعده کیا هے اور وه بہت هي برا ٹهکانا هے -

ضلع بھر کا معروف ادارہ

مدرسہ جامعہ اشرفیہ ○ شاہکوٹ ضلع ــــ شیخوپورہ

○ جامعہ اشرفیہ :- عرصہ دراز سے علاقہ بھر میں علمی، اصلاحی، تدریسی، تبلیغی اور سماجی خدمات انجام دے رہا ہے۔

○ جامعہ اشرفیہ :- میں مقامی طلباء کے علاوہ مختلف مقامات سے تقریباً یکصد سے زاید طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

○ جامعہ اشرفیہ :- میں موقوف علیہ تک درس نظامی کی تعلیم دی جاتی ہے اور قرأت و تجوید بھی پڑھائی جاتی ہے

○ جامعہ اشرفیہ :- میں محنتی، قابل اور مستند اساتذہ، مولانا مفتی غلام مرتضٰے صاحب (درجہ کتب) اور قاری محمد شریف صاحب درجہ قرآن کو تعلیم دینے میں ہمہ وقت مصروف ہیں۔

○ جامعہ اشرفیہ :- میں صبح درس قرآن مجید اور بعد نماز عشاء درس حدیث ہوتا ہے۔ نیز مدرسہ میں افتاء کا کام بھی جاری ہے

○ جامعہ اشرفیہ :- کی طرف سے وقتاً فوقتاً لوگوں کے عقائد کی اصلاح کے لئے تبلیغی جلسے منعقد کروائے جاتے ہیں۔

○ جامعہ اشرفیہ :- کا سالانہ میزانیہ و کل اخراجات مع تعمیرات و کتب وغیرہ ایک لاکھ روپے کے لگ بھگ ہے

○ جامعہ اشرفیہ :- کا کوئی سفیر نہیں۔ اور نہ ہی کوئی مستقل آمدنی محض توکلاً علی اللہ دین کا کام جاری ہے۔

○ جامعہ اشرفیہ :- بیرونی طلباء کے قیام و طعام علاج اور دیگر ضروریات کا کفیل ہے۔

شور لیست کہ آوازۂ منصور کہن شد

من از سر نو آوازہ دہم دار و رسن را

وہ اپنے دور کا امام احمد بن حنبل جس نے اپنے دور کی طاغوتی طاقت کے خلاف کلمۂ حق بلند کر کے اپنے پیشرو کی طرح ننگی پیٹھ پر اگرچہ کوڑے نہیں کھائے۔ لیکن سنت دار و رسن پر عمل کرتے ہوئے رانچی اور دیگر جیلوں کے گوشۂ تنہائی میں عمر کا ایک حصہ گزار دیا۔

جس کے اعجاز نطق پر تقریر نثار جس کے نوک قلم سے سینۂ تحریر فگار، وہ ہند کا امام ابن تیمیہ وہ مرد آزاد، ابوالکلام آزاد، ترجمان القرآن کا مفسر، الہلال والبلاغ کا رئیس التحریر۔

جس نے الہلال کے ذریعے مردہ قوم کی رگوں میں حمیت و غیرت اسلامی کا خون دوڑا دیا۔ اور فرنگی سے ٹکر لی۔ ہم اپنے دلوں کے پرچم اس کی عظمت کے آگے خم کرتے ہیں۔

(مولانا) عبداللطیف مہتمم مدرسہ جامعہ اشرفیہ شاہکوٹ امیر نظام العلماء ضلع شیخوپورہ

منحوس کے ساتھہ - دنیا دیکھے گي - کہ وہ اس تخت کے سامنے آکر سربسجود ہوگي !

الہلال کے دوسرے یا تیسرے نمبر میں ہم نے ایک افتتاحیہ مضمون " قسطنطنیہ میں تصادم احزاب " کے عنوان سے لکھا تھا ' اور پھر اسکے بعد نمبر (۱۲) میں ایک دوسرا مضمون " تزاحم احزاب و تنافس اقلام " کي سرخي سے لکھا تھا - ناظرین کے پاس اگر الہلال کي فائل محفوظ ہو ' تو براہ کرم ان دونوں مضمونوں پر ایک نئي نظر ڈال لیں ' اور اسکے بعد (مسٹر بلنٹ) کا وہ مضمون پڑھیں جو پچھلے نمبر اور آج کی اشاعت میں " انگلستان اور اسلام " کے عنوان سے درج کیا گیا ہے ' ساتھہ ھي گذشتہ چند ماہ کے حوادث و واقعات کو بھي پیش نظر رکھیں ' اور پھر غور فرمائیں کہ جو خیالات الہلال نے ظاہر کیے تھے (اور جو مسلمانان ہند کے عام خیالات و رجحان کے بالکل مخالف تھے) وہ کیونکر حرف بحرف ظاہر ہو رہے ہیں ' اور مسٹر بلنٹ کا انکشاف سرائر کس درجہ انکا موید ہے ؟

ہم نے پہلے مضمون میں لکھا تھا کہ " حزب الحریۃ والائتلاف " کی نئی پارٹي پچھلي جماعت کي طرح محض اندروني مناقشات یا اختلاف راے کا نتیجہ نہیں ہے ' بلکہ اجانب کا ہاتھہ اسکے اندر کام کر رہا ہے ' اور در اصل انگلستان نے اپنے بوڑھے غلام کامل پاشا کو اسکي قبر سے نکلنے کي زحمت صرف اسلیے دی ہے ' کہ انجمن " اتحاد و ترقي " کي اُس قوي وزارت کو کسی طرح شکست دے جو اٹلي سے صلح کر لینے کیلیے راضي نہیں ہوتي ' اور مسئلۂ مصر کے فیصلے میں ایک سخت روک ہے - ہم نے یہ بھي لکھا تھا کہ جنگ طرابلس ' مصر میں لارڈ کچنر کا تقرر ' شورش البانیا ' مسئلۂ بلقان ' اور نئي وزارت کے قیام کي سازشیں ' یہ سب ایک ھي چادر حکمت عملي کے دور و دراز گوشے ہیں ' جو انگلستان کے نظارت خارجہ میں طیار کي گئي ہے -

مسٹر بلنٹ کے مضمون کو پڑھئے ' اس بیقرارانہ عجلت کو یاد کیجئے جو مختار پاشا کے وزیر اعظم ہوتے ہی اٹلي سے صلح کر لینے میں ظاہر کي گئي ' عبد العزیز شاویش کي گرفتاري کو سامنے لائیے ' جسکی بلا تامل اجازت دیدي گئي ' اور غور کیجئے کہ واقعات کي اصلیت کیا ہے ؟

اسکے بعد پارلیمنٹ توڑ دي گئي ' اور " حزب الحریۃ " کي وزارت قائم ہوئي - ہم نے دوسرے مضمون میں اس انقلاب کو ایک سخت مصیبت قرار دیا ' اور بعض استعارات میں اصلیت کي طرف اشارہ کیا - ہم نے لکھا تھا کہ " حزب الحریۃ کا نیا جال قسطنطنیہ کے برٹش سفارت خانے میں بنا جا رہا تھا " اور یہ اس طرف اشارہ تھا کہ نئی پارٹی کے قیام کیلیے برٹش سفارت خانے میں مجلسیں منعقد ہوا کرتي تھیں ' اور (طنین) نے وہ اوقات تک بتلا دیے تھے ' جنمیں کامل پاشا اور اسکے رفقا وہاں جا کر شریک صحبت ہوا کرتے تھے - ہم نے لکھا تھا کہ " جس جال کے بننے کیلیے کامل پاشا کے بستر پیري کي چادر سے تار نکالے گئے تھے ' اور جسکے لیے اسماعیل کمال بے انگلستان جا کر وہاں کي آھني سلائیاں لایا تھا " اور یہ اس طرف اشارہ تھا کہ اسماعیل کمال بے عرصہ تک لندن میں رہا تھا ' اور (طنین) نے لندن سے آئے ہوے وہ خطوط چھاپ دیے تھے ' جن میں کمال بے کي پولیٹکل سازشوں کي شہادتیں جمع کي گئي تھیں - ہم نے عیسے بولا تین کا ذکر کیا تھا ' جس نے اب البانیا میں خود مختاري کا اعلان کیا ہے ' اور لکھا تھا کہ " اس جال کے سورا خوں میں البانی زہر کا ڈنک پیوست کیا گیا ہے " یعنے محض انجمن اتحاد و ترقي کي وزارت کو شکست دینے کیلیے ایک البانی سازش بھي کي گئي ہے - ہم نے یہ بھي لکھا تھا کہ " اسکے لیے مصري کپاس کي گٹھریاں کھولي گئي تھیں " اور اس سے مقصود یہ تھا کہ ان تمام معاملات کے اندر " مسئلۂ مصر " کے فیصلے کي جلدي بھي پوري طرح شامل ہے -

مسٹر بلنٹ کے مضمون سے ان میں سے ہر بات کی توثیق ہوتي ہے ' اور حالات نے بھی یکے بعد دیگرے ظاہر ہو کر انکي صداقت منکشف کردی ہے - ایک زمانہ تھا ' جب ترکي کا سب سے بڑا دشمن روس سمجھا جاتا تھا ' لیکن اب فی الحقیقت اسلام کا سب سے بڑا دوست انگلستان ہے ' اور آج ڈیڑہ دو سال سے اسلامی دنیا کے مختلف گوشوں میں جو کچھہ ہو رہا ہے ' اسکے اندر ایک ھي ہاتھہ ہے ' جو کام کر رہا ہے - اٹلي کا حملہ اُس وقت شروع ہوا ' جب لارڈ کچنر مصر پہنچ گئے ' اسلیے کہ مسئلہ مصر کے فیصلے کیلیے یہي وقت موزوں سمجھا گیا تھا ' پھر جب سعید پاشا کی وزارت نے صلح سے انکار کر دیا ' تو کامل پاشا کو اٹھایا گیا ' اور البانیا میں شورش پھیلائي گئي ' اب بلقان کیلیے صلح کي کانفرنس تجویز کی گئی ہے ' اور سر ایڈورڈ گرے یورپ کو دعوت دیتے ہیں کہ البانیا ' جزائر ایجئین اور دردانیال کے مسائل پر بحث کی جاے ' ادھر احکام کے اجرا کیلیے سر ایڈورڈ گرے ہیں ' اور ادھر سر بسجود ہونے کیلیے کامل پاشا - کہا جاتا ہے کہ لندن میں کانفرنس کے انعقاد کی تجویز خود کامل پاشا نے پیش کی ہے ' اور یہ کیا بعید ہے جب ایسا ہونا پیشتر سے طے شدہ تھا - اب جو کچھہ کانفرنس میں ہوگا ' اسکو بھي مسٹر بلنٹ نے پوري صداقت کے ساتھہ سمجھا ہے ' اور تمام حالات اسقدر صاف ہیں کہ تھوڑے سے تامل کے بعد ہر ذي عقل آئندہ موسم کي حالت بتلا سکتا ہے -

مسٹر بلنٹ نے جس وقت یہ مضمون لکھا تھا ' اس وقت لڑائي کے صرف چند ابتدائي ایام گذرے تھے ' اور صلح کانفرنس کا ابھي کسي کو گمان بھي نہ تھا ' لیکن ناظرین دیکھیں گے کہ انہوں نے لندن میں کانفرنس کے انعقاد کی نسبت جو پیشین گوئي کي تھي وہ کس طرح صحیح ثابت ہوئی ' اور خبر کے ایک حصے کی صحت ' ہمیشہ باقي حصوں کي صحت کیلیے ضمانت ہوا کرتي ہے -

جس وقت کہ اس جنگ کے ابتدائي ایام اندوہ جلد جلد گذر رہے تھے ' ترکي شکستوں اور فراروں کي خبریں غیر منقطع تھیں ' صبح کو آنکھہ کھلتي تھي ' تو انتظار ہوتا تھا کہ کہیں قسطنطنیہ کے مفتوح ہو جانے کي خبر ریوٹر ایجنسي کے دفتر میں نہ پہنچ چکي ہو ' اس وقت ہمارا قلب مضطر ' اور روح غمگین تھي ' لیکن ناظرین متعجب ہونگے کہ اجکل ' جب کہ عثماني ثبات و استحکام کي خبر پایۂ ثبوت کو پہنچ چکي ہے ' شتلجا کے استحکام نے مقدوني امیدوں کا خاتمہ کردیا ہے ' بلغاریا کي بکلي ہلاکت اور تباھي ایک نا قابل انکار صداقت ہے ' اور جنگ نہیں ' بلکہ صلح کا میدان ایک سرزمین امن و عدل میں گرم ہونے والا ہے ؛ اُس وقت سے بدرجہا زیادہ مضطرب الحال ' اور غمگین و محزوں ہیں - کیونکہ اُس وقت دشمن نما دشمن کي تلوار سے مقابلہ تھا ' جسکا جواب بہر حال تلوار سے دیا جاتا ' اور اب دوست نما دشمن کي صلح سے ہے ' جسکي کاٹ کیلیے کوئي ڈھال نہیں :

امیــد صلـح ازاں باشکیب ایـوب ست
کہ دشمن آشتي انگیز و دوست محجوب ست

ممکن ہے کہ کانفرنس میں انگلستان کي طرف سے ایک نمایشي حمایت ترکي کیلیے ظاہر کي جاے ' جیسي کہ برلن کانگریس میں لارڈ سالسبري نے اسٹریا کو بوسنیا اور ہرزیگونیا دلاتے ہوے دکھلائي تھي ' لیکن یہ بھي صرف اسلیے ہوگا کہ بموجب کسي خفیہ قرار داد کے جو شاید کامل پاشا کے ساتھہ ہو چکا ہے ' اسکے معارضے میں

خیر ' جو حالت ہے وہ ظاہر ہے ' لیکن نواب صاحب قبلہ کی تحریر میں یہ چند سطور پڑھکر ہمارے خیالات میں ایک سخت درد انگیز جنبش پیدا ہوگئی - نواب صاحب کی یہی وہ ایات خصائص ہیں ' جنکی وجہ سے ہم انکی عزت اپنے دل سے نہیں نکال سکتے ' اگرچہ انکی جناب میں بہت سی شکایتیں بھی رکھتے ہیں -

یونیورسٹیاں بنائی جا رہی ہیں ' تعلیم کے نظام و قواعد کیلیے کمبریج اور اکسفورڈ کے مراقبے و مشاہدے میں اس قدر استغراق و استہلاک کا دعوی ہے کہ ماسوا کی طرف نظر اٹھانے کی مہلت نہیں ' تعلیم و تربیت کے انقلاب کا اسدرجہ غل مچایا جاتا ہے کہ تکاد السموات یتفطرن منه و تنشق الارض و تخر الجبال هدا (۱۹ : ۹۲) اور پھر یونیورسٹی کے مناقب و فضائل کا ترکش جب خالی کیا جاتا ہے تو قوم کی جیبوں کو مجروح کرنے کیلیے سب سے بڑا بے اماں تیر مذہب ہی کا ہوتا ہے ' لیکن باوجود اسکے کسی بندہ خدا کو اسکا خیال تک نہیں آتا کہ اگر یونیورسٹی مسلمانوں کیلیے بنائی جارہی ہے ' اور اگر اسلام ایک مذہب ہے ' جو بغیر اعمال کے قائم نہیں رہسکتا ' تو مسلمانوں کے عملاً مسلمان رہنے کے مسئلے پر بھی چند لمحے صرف کیے جائیں - لیکن ایسا کرے تو کون کرے ؟ علی گڈہ کالج کو یونیورسٹی بنایا جاے گا - یہی وہ تکمیل اسلام کا نصب العین ہے ' جسکا عہد و مثیاق علی گڈہ سے روز اول لیا جا چکا ہے ' پس یونیورسٹی کے یہ معنی ہیں کہ پہلے علی گڈہ کی ہر چیز کو ناپیے ' اور پھر اسقدر ہاتھہ پھیلائیے کہ ہر شے موجودہ پیمایش سے دوگنی پیمایش کی ہو جاے - اور ترقی کے یہ معنی ہیں کہ جہاں تک ممکن ہو ' اسی پیمانے کو دوگنے سے تگنا ' اور تگنے سے چوگنا کرتے جاییے - آپ جس قدر بڑھتے جائیں گے ' ترقی بھی ہوتی جاے گی - پھر مذہب کے بارے میں علی گڈہ کی جو موجودہ پیمایش ہے ' وہ پیش نظر ہے ' اسی کو المضاعف کرکے ہم جب چاہیں یونیورسٹی کو بھی دیکھہ سکتے ہیں -

ہمارے مخدوم مولانا حبیب الرحمن صاحب شروانی برہم ہیں کہ تم کالج کی مذہبی حالت کی نسبت " پایہ تحقیق سے گری ہوی باتیں " لکھدیا کرتے ہو ' ہم نے عرض کیا تھا کہ جب خود ہی آپنے یہ داستان چھیڑدی ہے تو براہ کرم ذرا آگے بڑھیے ' اور ان جملوں پر لکیر کھیچ کر خاص طور پر توجہ بھی دلائی تھی ' لیکن آج کئی ہفتے گذر گئے کہ ان انتظار میں چشم براہ ہیں ' اب اسکے سوا کیا چارہ ہے کہ خود ہی آگے بڑھیں ' اور عجیب و غریب کمیٹی دینیات کے ممبر جن باتوں کو جانتے ہیں مگر نہیں بولتے ' انکو اب ایک مرتبہ پوری تفصیل و تشریح کے ساتھہ پیش کر دیں -

کالج کے طلبا کی مذہبی حالت کی نسبت ابھی رہنے دیجیے ' سب سے پہلے ہمیں ان ارکان کالج کی نسبت " جو بجا طور پر سات کروڑ مسلمانوں کے نائب ہیں " یعنے اس اسلام کے پیروؤں کے ' جس نے پانچ وقت کی نماز پڑھنے کیلیے اور رمضان کا روزہ رکھنے کیلیے فرض کیا ہے ' چند تحقیق طلب باتیں دریافت کرنی ہیں -

ہم نے نماز روزے کا لفظ خاص طور پر اس لیے لکھدیا کہ اجکل کی تہذیب یافتہ سوسائٹی کیلیے ان لفظوں میں سب سے بڑی چڑھ ہے : و اذا نادیتم الی الصلوۃ ' اتخذوھا لعباً و ھزوا ' ذلک بانھم قوم لا یعقلون (۵ : ۶۳) ورنہ مقصود تمام مذہبی احکام و اعمال ہیں -

---

ہفتۂ جنگ

جس وقت مسئلہ التوا سے یونان کی علحدگی کی خبر آئی ہے ' اسی وقت ہم کو خیال ہوا تھا کہ یہ ایک فرضی اختلاف ہے ' جو صرف اسلیے ہے کہ باب عالی سرویا اور بلغاریا کے تذلل و عاجزی سے زیادہ مغرور نہو جاے ' چنانچہ روزانہ ضمیمے میں اس تاربرقی کے نیچے یہ خیال ظاہر کر دیا تھا -

لیکن اب ایک تاربرقی میں خود لنڈن کے سیاسی حلقوں کا یہ خیال ظاہر کیا گیا ہے کہ یونان کی مخالفت کوئی اصلی مخالفت نہ تھی چنانچہ لنڈن کانفرنس میں وہ اپنے وکلا بھیج رہا ہے -

سرویا اور اسٹریا کا مسئلہ بدستور ہے - وائنا سے ۷ - کی ایک تاربرقی میں ظاہر کیا گیا ہے کہ سرویا نے کئی توپخانے دریاے ڈینیوب کے کنارے بھیجدیے ہیں ' جو رومانیا اور سرویا کا سرحدی حصہ ہے -

اسٹریا کے وزیر جنگ اور سپہ سالار فوج کا مستعفی ہوجانا بھی یقیناً اس مسئلے سے ایک گہرا تعلق رکھتا ہے -

التوا کے شرائط کی نسبت اور کوئی تفصیلی خبر نہیں آئی ' لیکن اب لنڈن کی کانفرنس میں صلح کی طیاریاں ہو رہی ہیں ' ترکی وکلا کا انتخاب ہوچکا ہے : صالح پاشا وزیر بحری ' رشید پاشا وزیر زراعت ' نظامی پاشا سفیر جرمنی مقرر ہوئے ہین ' اور بار بار بیان کیا گیا ہے کہ لنڈن میں کانفرنس کے انعقاد کیلیے خود دولت عثمانیہ نے راے دی تھی - اسلیے ' تاکہ انگلستان کی وزارت خارجہ کے صلاح و مشورے سے مستفید ہو !

لنڈن میں خیال کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے بلقانی مقبوضات کا ترکی سے فیصلہ کرلیا جاے گا اور اسکے بعد باہمی حصے بخرے کی بحث شروع ہوگی ' اور یہ تار نہایت اہم ہے - کیونکہ اتفاقی ریاستوں کی باہمی پھوٹ جو نئے مقامات کے حصول میں حارج ہوتی ' اور ترکی کیلیے مفید ' تقسیم کی بحث کو پیچھے ڈالکر اس طرح اسکا دفعیہ جا رہا ہے -

۴ دسمبر تک ایڈریا نوپل کے اطراف میں جنگ جاری رہی ' اور اسی تاریخ کو التوا کے کاغذات پر دستخط ہوے ہیں - ناظم پاشا نے مکرر باب عالی کو اطلاع دی ہے کہ ہم سب نے آخر دم تک لڑنے کا فیصلہ کرلیا ہے -

---

یا للاسف و یا للعار !!

لیکن ان تمام حالات کے اندر ہم جو کچھہ دیکھہ رہے ہیں ' اس پر بہت کم لوگوں کی نظر ہوگی -

جب طوفان آتا ہے ' تو آسمان پر بجلی چمکتی ہے ' اسمیں روشنی بھی ہوتی ہے ' لیکن اس روشنی کو کیا کیجئے جو اپنے عقب میں طوفان کی ایک سخت تاریکی رکھتی ہو ؟

ترکوں کے مقابلے میں قرق قلعسی کے قلعوں کے سامنے جو طوفان آیا تھا ' وہ خطرناک نہ تھا ' لیکن جو طوفان اب انگلستان کے نظارت خارجہ سے اٹھنے والا ہے ' اور جسکی بجلی صلح و التواے جنگ کی صورت میں چمک رہی ہے ' یہی ہے جو موجودہ شیطنت آباد یورپ کے سب سے بڑے شیطان کا تخت بچھاے گا - ہلاکت اور بربادی کے دیو اسکے نیچے سے نکلیں گے ' شرارت اور دسائس کے عفریت اسکے سامنے صف باندھکر کھڑے ہونگے ' اسکے بعد نوے برس کا ایک یہودی النسل لاش ملکی خیانت کی قبر سے اٹھکر آے گی ملک کی لعنت کا عصا اسکے ہاتھہ میں ہوگا ' غداری کے بوجھہ سے اسکی کمر جھک گئی ہوگی ' اور اس ہئیت مقموع اور صورت

شیخ المجاهدین، محبوب الاسلام و المسلمین، آیۃ اللہ فی الارضین، سیف اللہ المسلول، البطل العظیم و الامیر الجلیل:

غازی انور پاشا

نائب السلطنۃ (طرابلس)

متع اللہ الاسلام و المسلمین بطول حیاتہ و حفظ وجودہ

— * —

مصر کا دائمي اور مستقل قبضه حاصل کر لیا جاے - لارڈ کچنر مصر میں جو کچهه کر رهے هیں' وه اس امر کا ثبوت بین هے که انگلستان اب مسئله مصر کا بهت جلد فیصله کر دینے کیلیے بیقرار هو رها هے' اگر پهلا نقشه کامیاب هوگیا هوتا' اور اٹلي طرابلس پر قابض هو جاتي تو کب کا فیصله هو چکا هوتا' لیکن کامل پاشا کي بدولت اب بهي کچهه نهیں گیا هے - حزب الوطني پر پے در پے مقدمات' اور بالاخر قومي جماعت کے آخري آرگن (العلم) کے بند کر دینے میں بهي بهت سي مصلحتیں مضمر هیں -

"حق اخوت" یا حق جهاد ؟ هم ان خیالات کو پچهلي اشاعت سے بهي پیشتر ظاهر کرنا چاهتے تهے' مگر پهر اس خیال نے خاموش کردیا که وقت نازک' اور جو کچهه هندوستان میں هو رها هے بهت قیمتي هے' ممکن هے که اس طرح کي اشاعات سے بعض غیر مستقل طبیعتیں افسرده هو جائیں - لیکن اب دیکهتے هیں تو الحمد لله اپنے اخوان ملت کے موجوده جوش دیني اور غیرت ملي کو اس سے بدرجها ارفع پاتے هیں که وه ان حالات سے متاثر هو - مسلمانان هند کو صرف اپنا فرض محسوس کرنا چاهیے - جو لوگ ترکوں کي مدد کو " حق اخوت " یا کسي اور ایسے هي لفظ سے تعبیر کرتے هیں' وه در حقیقت سچ بولکر بهي سچ کو بالکل خالص رکهنا نهیں چاهتے -

بیشک ترک انسان هیں اور نیز مظلوم' پس دنیا میں هر منصف اور نیک روح کیلیے انکي مدد انساني همدردي اور نوع پرستي میں داخل هے' لیکن هم صاف صاف کهتے هیں که مسلمانان هند کے لیے انکي مدد نه تو محض حق اخوت هے اور نه محض انساني همدردي' بلکه صریح اور بین طور پر " حق جهاد وقتال في سبیل الله " ' ولو کره الکافرون' و من تبعهم من المنافقین والمتفرنجین المارقین -

پس مسلمانوں کو صرف اس امر پر نظر رکهني چاهیے که دنیا کا ایک اسلامي حصه هے' جسپر صلیب برداروں نے (لعنهم الله) حمله کر دیا هے' مسلمان مجاهدین کي هزاروں لاشیں تڑپ چکي هیں اور زخمیوں کي کثرت سے قسطنطنیه کي مسجدیں تک بهر گئي هیں' ایسي حالت میں اسلام انسے اپنا حق طلب کرتا هے' اگر انهوں نے اس فرض کے انجام دینے میں ذرا بهي غفلت کي' تو یاد رکهیں که قیامت کے دن الله کے آگے یه عذر نهیں چلیگا که " کامل پاشا کي مخدوش پارٹي بر سر وزارت تهي' اسلیے هم هزارها مسلمان زخمیوں کي مدد سے باز رهے "

نظر به مستقبل موجوده حالات میں صرف دو صورتیں هیں' جنمیں امید کي جهلک پائي جاتي هے' یا قسطنطنیه میں عام فوجي و ملي جوش و اضطرار کا ظهور' اور جو نوجوان ترک کامل پاشا کے تسلط اور قید کرنے سے بچ رهے هیں' انکا خروج تاکه وزارت میں تبدیلي هو - قسطنطنیه کي موجوده حالت یه هے اکثر لیڈر گرفتار کرلیے گئے هیں' اخبارات بند هیں' اور " طنین " گو جاري هے مگر قلم تفتیش کے زیر احتساب - وه بطل دستور' وه قهرمان حریت' وه عربي النسل عظیم الشان عثماني' وه قسطنطنیه کا ایک هي خادم ملت' یعنے محمود شوکت پاشا' معلوم هوتا هے که آجکل نهایت بیقرار هے' اور سعي وجهد سے غافل نهیں' لیکن مخالفین کا استبداد و احاطه مهلت کار نهیں دیتا - (المؤید) کا نامه نگار (جسکے لیے یقیناً کامل پاشا نے بهي کوئي ماهوار رشوت کي مقدار مقرر کر دیا هے' جس طرح مختار پاشا نے تیس پاؤنڈ مقرر کیے تهے اور جس کو حال کي ایک ملاقات میں کامل پاشا نے گرم قهوے کي پیالي دیکر' اسکے اخبار کي ملت فروشي کے پارے کو انتهائي درجے تک چڑها دیا هے) خبر دیتا هے که انجمن اتحاد و ترقي کے ممبر آجکل زیر ریاست شوکت پاشا ایک نئي فوجي اور وقتي وزارت قائم کرنے کي فکر میں هیں' اور به تحقیق معلوم هوا هے که شوکت پاشا کي آمد و رفت ولي عهد سلطنت کے یهاں بهت بڑهي هوئي هے -

اس سے معلوم هوتا هے که موجوده نسل اسلامي کا یه سب سے بڑا سپاهي باوجود مخالفین کے استیلا و تسلط کے' خدمت ملت سے دستکش نهیں هوا هے' اور عجب نهیں که الله تعالی ایک هیجان داخلي پیدا کر کے اعمال مفسدین و خائنین ملت کو اسکي تیغ حقانیت سے ویسي هي سزا دلادے' جیسي جولائي سنه ١٩٠٧ ع میں تین دن تک ارتجاعي سورماؤں کو دلائي تهي : وما ذالک علی الله بعزیز -

اور یا پهر دول یورپ کے باهمي رقیبانه تعلقات' اسٹریا اور سرویا کي پیچیدگي' اٹلي اور یونان کي کشیدگي' اتحاد ثلاثه کا ائتلاف ثلاثه سے اختلاف' اور جرمني کا موجوده رویه' امید دلاتا هے که شاید یورپ کے چند ٹکروں پر اسلام کے گذشته قافلهٔ حکومت کے جو دو آخري نقش قدم باقي رهگئے هیں' انکے مٹانے کي مهلت کچهه دنوں کیلیے بڑها دي جاے - اسٹریا کے وزیر جنگ کي تبدیلي اس امید کو قوي کرتي هے اور عجب نهیں که اس هفتے کے اندر هي معاملات میں ایک تغیر عظیم هو -

بقیه عثماني ڈاک

٦٠٠ - بلغاري مقتول اور بیشمار غنیمت

باب عالي اطلاع دیتي هے که همارے فوج کا دشمن کي فوج سے ایک موقع (پوزیشن) پر مقابله هوا' جسمیں ٦٠٠ بلغاري مارے گئے - غنیمت میں بیشمار بندوقیں اور بکثرت سامان غنیمت هاتهه آیا -

عثماني بیڑے کي آتشباري

عثماني جنگي جهاز جو چتلجا کے ساحل پر لنگر انداز هیں' دشمن کي اس فوج پر آگ برسا رهے هیں' جو ساحل کے قریب موجود هے - کل توپوں کي شدت آتشباري سے مجبور هو کر دشمن کي فوج ١٠ میل شمال کي طرف فرار کر گئي -

ناموران غزوهٔ بلقان

آئنده نمبر سے " ناموران غزوهٔ طرابلس " کي طرح " ناموران غزوهٔ بلقان " کا باب بهي شروع کردیا جاےگا' چونکه اب تک جنگ کے تفصیلي حالات نهیں ائے تهے' اسلیے عام خبروں اور عربي مراسلات کے تراجم کے سوا مخصوص طرز کا کوئي مضمون نهیں لکها جاسکا -

کوئي خبر نهیں

اس هفتے کوئي خاص تار دفتر میں نهیں پهنچا لیکن قسطنطنیه کے عام قومي آراؤ رجحان کي تحقیق کیلیے هم تار روانه کر چکے هیں -

۱۱ دسمبر ۱۹۱۲

عید اضحی

الله اکبر ! الله اکبر ! لا اله الا الله و الله اکبر !
الله اکبر و لله الحمد ! !

◄ ٤ ►

اسوۂ ابراهیمي و حقیقت اسلامیه' جهاد في سبیل الله و ذهاب الی الله !

— * —

فلما اسلما وتله للجبین ' و نادیناه
ان یا ابراهیم ! قد صدقت الرؤیا
انا کذالك نجزي المحسنین ' ان
هذا لهو البلاء المبین ' و فدینا
بذبح عظیم ' و ترکنا علیه في
الاخرین ' سلام علی ابراهیم
(۳۷ : ۱۰۴)

— * —

خلافت انساني اور حقیقت اسلامي -

اور یهي وہ عهد و میثاق عبودیت تها ' جسکا اقرار صحبت ازل کے هر جرعه نوش جام " بلی " سے لیا گیا ' اور حقیقت اسلامي کي محویت اولی نے سب کي زبان سے بے اختیارانه اقرار انقیاد کرا لیا :

و اذ اخذ ربك من بني آدم من ظهورهم ذریتهم و اشهدهم علی انفسهم : الست بربکم ؟ قالوا : بلی ! (۷ : ۱۷۱)

اور وہ وقت یاد کرو ' جب تمهارے پروردگار نے بني آدم سے اُسکي ذریت کو (بصورت تعین اولی) نکالا اور آنکے مقابلے میں خود اُنهي سے شهادت دلادي - اسطرح ' که اُن سے پوچها : کیا میں تمهارا آمر و حاکم اور رب الارباب نهیں هوں ؟ سب نے اطاعت کے سر جهکا دیے که بیشک ' توهي مستحق اطاعت ہے -

اور اِسي حقیقت اسلامي کے سر جهکانے کا نتیجه وہ سربلندي ہے ' جو انسان کو تمام مخلوقات ارضیه میں حاصل ہے ' اور جسکي وجهه سے وہ الله تعالی کے صفات کامله کا مظهر ' اور زمین پر اُسکا خلیفه قرار پایا - اس نے جب الله کے آگے سر اطاعت جهکا دیا ' تو الله نے اُن تمام مخلوقات ارضیه کو ' جنکے سر اسکے آگے جهکے هوے تهے ' حکم دیا که اس جهکنے والے کے آگے بهي جهک جاؤ ' که من تواضع لله ' رفعه الله

ولقد کرمنا بني ادم وحملناهم في البر والبحر و رزقناهم من الطیبات (۱۷ : ۸۳)

اور هم نے شرف و کرامت عطا فرمایا نسل انساني کو اور تمام خشکي اور تري کي چیزوں کو حکم دیا که اُسکے مطیع هو جائیں ' اور اُسکو اُٹها لیں ' اور اُسکے لیے دنیا میں بهترین اشیا پیدا کردیں -

حقیقت اسلامیه کا ضد حقیقي یا قوت شیطاني

کائنات کي هر مخلوق نے اس حکم کي تعمیل کی ' کیونکه انکے سر تو اسکے آگے جهکے هوے تهے ' پر ایک شریر هستي تهي ' جس

نے غرور و تکبر کے ساتهه کفر کا سر اُٹهایا ' سے انکار کردیا :

و اذ قال ربك للملائکة اسجدوا لادم ' فسجدوا الا ابلیس ' ابی و استکبر ' و کان من الکافرین (۲ : ۳۴)

اورجب تمهار[ے] ... دیا که نوع آد[م] ... دو ' توسب جهک گئے سر ... جس نے انکارکیا اورکبر و غرور کا سر اُٹهایا ' اور وہ یقیناً کافروں میں سے تها -

" و کان من الکافرین " کیونکه اسلام کے معني جهکنے کے هیں ' اور کفر نام ہے سرکشي کا - " ابلیس " نے جهکنے سے انکار کیا اور سرکشي کا سر اُٹهایا ' پس " وہ ضرور کافروں میں سے تها " -

یهي ایک شریر طاقت ہے ' جو تمام سرکشیوں اور هر طرح کے ظلم و طغیان کا عالم میں مبدء ہے ' یهي وہ تاریکي کا اهرمن ہے جو یزداني نور و ضیاء کے مقابلے میں اپنے تئیں پیش کرتا ہے ' یهي وہ قهرمان ضلالت ہے ' جو انسان کے پانوں میں اپني اطاعت کي زنجیریں ڈالکر اسکو اسلامي اطاعت سے باز رکهتا ہے ' یهي وہ ابو الکفر ہے ' جسکي ذریت انسان کے اندر اور باهر ' دونوں میں پهیلي هوئي ہے ' اور جو جب چاهتا ہے ' انسان کے مجراے دم کے اندر پهنچکر اپني ضلالت کے لیے راہ پیدا کر لیتا ہے ' اور یهی وہ اسلام کي حقیقت کا اصلي ضد ' اور اسکی قوت هدایت کا قدیمي دشمن ہے ' جس نے اپنے کفر کے پہلے هي دن کهدیا تها که :

قال ارئیتك هذا الذي کرمت علی لئن اخرتن الی یوم القیامة لاحتنکن ذریته الا قلیلاً (۱۷ : ۶۵)

شیطان نے آدم کي طرف حقارت کے ساتهه اشارہ کرکے کها که یهي ہے جس کو تونے مجهه پر فوقیت دي ہے - لیکن اگر تو مجهکو روز قیامت تک مهلت دے ' تو میں اپني قوت ضلالت سے اِسکي تمام نسل کو تباہ کردوں ' البته وہ تهوڑے سے لوگ ' جن پر میرا جادو نه چلے گا ' میري حکومت سے باهر رهجائیں گے -

لیکن خدا تعالے نے یه کهکر جهڑک دیا که :

اذهب فمن تبعك منهم ' فان جهنم جزاؤکم جزاء موفورا واستفزز من استطعت منهم بصوتك ' واجلب علیهم بخیلك ورجلك ' وشارکهم في الاموال والاولاد وعدهم ' وما یعدهم الشیطان الا غرورا (۱۷ : ۶۶)

جا دور هو ! جو شخص نسل آدم میں سے تیري متابعت کرے گا ' اسکے لیے اور تم سب کیلیے عذاب جهنم کي پوري پوري سزا هوگي - ان میں سے جن جن کو تو اپني پر فریب صداوں سے بهکا سکتا ہے ' بهکالے ' ان پر اپني فوج کے سواروں اور پیادوں سے چڑهائي کردے ' انکي مال و دولت اور اولاد و فرزند میں شریک هو کر اپنا ایک حصه لگالے ' اور انسے جتنے جهوٹے وعدے کرسکتا ہے کرلے ' شیطان کے وعدے محض دهوکے اور فریب سے زیادہ نهیں هیں -

پهر یهي ہے جس کو خواہ تم اپنے سے خارج دیکهو ' یا خود اپنے اندر تلاش کرو ' اسکے حکم ضلالت کے احکام دونوں جگهه جاري هیں - وہ کبهي تمهاري رگوں کے اندر کے خون میں اپني ذریات کو اتار دیتا ہے تاکه تم پر اندر سے حمله کرے ' کبهي باهر سے آکر تمهارے دماغ وحواس پر قابض هو جاتا ہے تاکه تم کو اپنے آگے جهکا کر خدا کے آگے جهکنے سے باز رکهے - وہ کبهي تمهارے مال ومتاع میں ' کبهي محبت اهل و عیال میں ' اور کبهي عام محبوبات ومرغوبات دنیویه میں شریک هو جاتا ہے ' اور اسطرح تمهاري هر شے خدا کي جگهه اسکے لئے هو جاتي ہے - تم چلتے هو تو اسکے لیے ' کهاتے هو تو اسکے لیے ' اور پهنتے هو تو اسکے لیے ' حالانکه حقیقت اسلامي چاهتي ہے که تم جو کچهه کرو خدا کے لیے کرو -

یا للعار ! ! !

—:*:—

این شرف الاسلام ؟ واین مجد المسلمین ؟ هل فقد المسلمون کل ذالک ؟ ام علی قلوب اقفالها ؟ ؟

طرابلس کي مسجد کے منارے پر ایک اطالین سپاهي چڑہ گیا ہے، تاکہ شہادت گاہ توحید پر صلیب کا علم نصب کرے

— * —

اللہ اللہ ایها لمسلمون ! !

هل بعد هذ الذل تسکنون ؟ وای عیش بعدہ تطلبون ؟ وعلی ای شي یحافظون ؟
" فبای حدیث بعدہ یومنون " ؟ ؟ ؟

— * —

اصابها لعین فی الاسلام فامتحنت * حتی خلت منه اقطار و بلدان
تبکی الحنیفیة البیضاء من اسف * کما بکی لفراق الالف هیمان
علی دیار من الاسلام خالیة * قد اقفرت و لها بالضد عمران
حتی المحاریب تبکی وهی جامدة * حتی المنابر ترثی وهی عیدان
الا نفوس ابیات لها همم * اما علی الدین انصار واعوان ؟
لمثل هذا یذوب القلب من کمد * ان کان فی القلب اسلام و ایمان

— * —

...لي پولي کي جامع مسجد کے محراب ومنبر، جنکو اب مہینوں سے " اللہ اکبر " کي صدا... جید نصیب نہیں، اور جنکے سامنے صفوف صلوۃ و دعا کي جگهه بلغارئي صلیب پرستوں کے بوٹوں کا گرد و غبا... رہا ہے ! !

قیمت دیکر خرید نے کیلئے موجود ہے ' اور صداے محبت " من تقرب الي شبرا ' تقربت اليه ذراعا " (۱) سے ہرآن و ہر لمحہ عشق نواز ہر قلب مشتاق ہے - یہ خواہ کتنی ہی پیمان شکنیاں کرے ' لیکن وہ اپنا عہد محبت آخر تک نہیں توڑتا کہ : یا ابن آدم ! لو نبلغ عنان السماء ثم استغفرني ' لغفرت لک (۲) اور جسکی وفاے محبت کا یہ حال ہے کہ خواہ تم تمام عمر اُسے اپنے سے کتنا ہی روٹھا ہوا رکھو ' لیکن اگر انابت و اضطرار کا ایک آنسو بھی سفارش کے لیے ساتھ لیجاؤ تو وہ پھر بھی منےنے کیلیے طیار ہے - اور جس کے دروازے سے خواہ کتنا ہی بھاگو ' لیکن پھر بھی اگر شوق کا ایک قدم بڑھاؤ تو وہ دو قدم بڑھکر تمھیں لینے کیلیے منتظر ہے : " الا طال شوق الابرار الی لقائي ' وانا اليهم لاشد شوقا (۳) ولنعم ما قیل :

عاشقاں ہرچند مشتاق جمال دلبر اند
دلبراں بر عاشقاں از عاشقاں عاشق ترند

جسکا دروازۂ قبولیت کبھی بند نہیں ' اور جسکے یہاں مایوسی سے بڑھکر اور کوئی جرم نہیں :

قل یا عبادي الذين اسرفوا على انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله ! ان الله يغفر الذنوب جميعا ' انه هو الغفور الرحيم (۴۹ : ۵۴)

اے وہ میرے بندو ! کہ گناہوں میں ڈوب کر تم نے اپنے نفوس پر سخت زیادتیاں کی ہیں ' خواہ تم کیسے ہی غرق معصیت ہو ' مگر پھر بھی اُس محبت فرما کی رحمت سے نا امید نہو - یقیناً وہ تمہارے تمام گناہوں کو معاف کردیگا ' بیشک وہی درگذر کرنے والا ہے اور اسکی بخشش رحم عام ہے -

با گنہگاراں بگویم تا نیندازند دل
من وفاے دوست را در بے وفائی یافتم

(٤)

اب اسقدر توطیۂ و تمہید کے بعد قرآن کریم کی طرف رجوع کرو کہ وہ اسی حقیقت اسلامی کو بار بار دہراتا ہے یا نہیں ؟ اول تو خود لفظ اسلام ہی اس حقیقت کے وضوح کیلیے کافی ہے ' لیکن اگر کافی نہو ' تو جس قدر کہہ چکا ہوں ' اس سے زیادہ کہنے کیلیے ابھی باقی ہے -

قرآن کریم میں جہاں کہیں اسلام کا لفظ آیا ہے ' غور کیجیے تو اس حقیقت کے سوا اور کوئی معنی ثابت نہونگے :

ومن يسلم وجهه الى الله وهو محسن ' فقد استمسک بالعروة الوثقى (۳۱ : ۲۱)

اور جس کسی نے اپنا منہ اللہ کی طرف جھکا دیا (یا اپنی گردن اللہ کے حوالے کردی) اور اعمال حسنہ انجام دیے ' تو بس دین الہی کی مضبوط رسی اسکے ہاتھہ آگئی -

ایک دوسری جگہہ فرمایا :

ومن احسن دينا ممن اسلم وجهه لله وهو محسن (۴ : ۱۲۴)

اور اس شخص سے بہتر کس کا دین ہوسکتا ہے جس نے اللہ کے لیے اپنا سر جھکا دیا (یا اللہ کے لیے حوالے کردیا) اور اعمال حسنہ انجام دیے ؟

سورۂ آل عمران کی ایک آیت میں جو اسلام کی حقیقت کی تفصیل و تشریح کیلیے ایک جامع ترین آیت ہے ' اسلام کا ذکر کرتے ہوے فرمایا :

ان الدين عند الله الاسلام (۳ : ۲۲)

دین اللہ کے یہاں صرف ایک ہی ہے اور وہ اسلام ہے -

پھر اسکے بعد کہا :

وان حاجوک ' فقل اسلمت وجهي لله ومن اتبعني ' وقل للذين اوتوا الكتاب والاميين : ءاسلمتم ؟ فان اسلموا ' فقد اهتدوا ' وان تولوا ' فانما عليک البلاغ ' والله بصير بالعباد (۳ : ۱۸)

اور اگر منکرین اس بارے میں تمسے حجت کریں تو کہدو کہ میں نے اور میرے پیروؤں نے تو صرف اللہ ہی کے آگے اپنا سر جھکا دیا ہے - اور پھر یہود و نصارا اور مشرکین عرب سے پوچھو کہ تم بھی اسکے آگے جھکے یا نہیں ؟ سو اگر وہ جھک گئے (یعنے مسلم ہوگئے) تو بس انہوں نے ہدایت پالی اور اگر انہوں نے گردنیں موڑ لیں ' تو وہ جانیں ' اور انکا کام جانے - تمہارا فرض تو حکم الہی پہنچا دینا تھا ' اور اللہ اپنے بندوں کو ہر حال میں دیکھہ رہا ہے -

اسی طرح ایک دوسری جگہہ تعلیم فرمایا کہ کہو :

وامرت ان اسلم لرب العالمين - (۱۴ : ۶۸)

اور مجھکو حکم دیا گیا ہے کہ ہر طرف سے منہہ پھیر کر اسکے آگے جھک جاؤں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے -

اسلام کے مقابل " ولی " اور " تولی "

یہی وجہہ ہے کہ قرآن کریم میں ہر جگہہ اسلام کے ساتھہ ' منکرین اسلام کیلیے " ولی " اور " اعرض " کا لفظ استعمال کیا گیا ہے ' " ولی عن الشي " کے معنے لغت میں " اعرض " کے ہیں اور " تولی عنہ " ای " اعرض عنہ " ہر جگہہ پاوگے ' یعنے کسی چیز کی طرف سے منہ موڑ لینا ' اور گردن پھیر لینی :—

واذا تتلى عليهم ايتنا ولى مستكبرا كان لم يسمعها (۳۱ :)

اور جب ان میں سے کسی منکر کو قرآن کی آیتیں سنائی جاتی ہیں تو ہیجان غرور سے اکڑتا ہوا گردن پھیر کر چل دیتا ہے -

اسی طرح اور سینکڑوں مقامات میں فرمایا : " فان تولوا ' فقل حسبي الله " اگر وہ تیری طرف سے گردن پھیر لیں تو کہدے کہ مجھکو خدا بس کرتا ہے - " ولوا على ادبارهم نفورا " جب کفار کے آگے ذکر الہی کرو تو وہ پیچھے کی طرف منہ موڑ کر نفرت کناں چل دیتے ہیں -

چونکہ اسلام کی حقیقت اللہ کے آگے سر کا جھکا دینا ' اور اپنی گردن سپرد کر دینا ہے ' اسلیے اس سے انکار کو ہر جگہہ " تولی " اور " اعرض " سے تعبیر کیا گیا -

كذالک يتم نعمته عليكم لعلكم تسلمون - فان تولوا فانما عليك البلاغ المبين (۱۶ : ۸۳)

اور اسی طرح اللہ اپنی نعمتیں تم پر پوری کرتا ہے تاکہ تم اسکے آگے جھکو ' اور اے پیغمبر ! اگر باوجود اسکے بھی لوگ گردن نہ جھکائیں ' تو تمہارا فرض تو صرف حکم الہی پہنچا دینا ہی ہے -

---

(۱) صحاح کی مشہور حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالے انسان کو مخاطب کر کے فرماتا ہے " جو شخص میری طرف ایک بالشت بھر بڑھے گا ' میں ایک گز بڑھکر اس سے ملونگا (۲) اے ابن آدم ! اگر تیرا گناہ اسقدر بڑھجاے کہ زمین سے لیکر آسمان تک اسکا ایک ستون بن جاے ' لیکن پھر بھی اگر تو توبۂ و انابت کا سر جھکائیگا ' تو مایوس نہو کہ میں تجھے بخشدونگا -

(۳) یعنے میرے دیدار کیلیے میرے مشتاقوں کا شوق بڑھا ہوا ہے حالانکہ میں انکے لیے انسے زیادہ مشتاق ہوں - (صاحب فردوس نے ابی درداء کی روایت سے اس حدیث قدسی کو لکھا ہے ' اور پھر امام غزالی احیاء میں لاے ہیں ' لیکن احادیث کے بارے میں امام صاحب کی بے احتیاطیاں جس حد تک پہنچی ہوئی ہیں ' ارباب نظر سے مخفی نہیں - مجھے یہ حدیث لکھتے وقت یکایک یاد آگئی اور ذوق مطلب سے بے اختیار ہو کر لکھہ لیا ' لیکن اب کہ پروف دیکھہ رہا ہوں ' ظاہر کر دیتا ہوں کہ اس حدیث کو بلحاظ معنی کے لکھا ہے نہ بلحاظ الفاظ - چونکہ اسکا مطلب مشہور حدیث صحیح " من تقرب الی شبراً تقربت اليه ذراعاً " کے بالکل مطابق ہے ' اسلیے اسکا ذکر احتیاط حدیث کے منافی نہیں -

رہتي جو روشني کو چھپانا چاھتي ھے ' ھر سياھي جو ي کے مقابلے میں ھے' ھر تمرد و سرکشي جو اطاعت الهي ي ضد ھے ' اور ھر وہ شے' جو حقيقت اسلامي سے خالي ھے' يقين کرو که شيطان ھے اور دنيا کي ھر لذت ' اور ھر راحت ' جسکا انہماک اس درجه تک پہنچ جاے که وہ حقيقت اسلامي کے انقياد پر غالب آجاے' شيطان کي ذريت میں داخل ' پس اُسکے وجود کي نسبت کيوں سونچتے ھو که وہ کيسا ھے اور کہاں ھے ؟ اسکو ديکھو که وہ تمہارے ساتھه کر کيا رھا ھے ؟ - (مسيح) نے کہا که ايک نوکر دو آقاؤں کو خوش نہيں کرسکتا ' اور قرآن کريم کہتا ھے که :

ما جعل الله لرجل من قلبين في جوفه (٣٣ : ٤)

الله نے کسي انسان کے پہلو میں دو دل نہيں رکھے ھيں - بلکه دل ايک ھي ھے -

پس ايک دل کے سر بھي دو چوکھٹوں پر نہيں جھک سکتے ' اور دنيا میں دل ھي ايک ايسا جوھر ھے' جسکي تقسيم نہيں ھوسکتي - يا وہ قوت شيطاني کا مطيع و منقاد ھوگا ' يا قوت رحماني کا - يا وہ شيطان کا عبادت گذار ھوگا ' يا خداے رحمان کا - اور عبادت و پرستش سے مقصود يہي نہيں ھے که پتھر کا ايک بت تراش کر اسکے آگے سر بسجود رھو - يه تو وہ ادنى شرک ھے' جس سے قريش مکه کا خيال بھي بلند تھا - بلکه ھر وہ انقياد' ھر وہ سخت وشديد انہماک ' اور ھر وہ استغراق و استيلا' جو حقيقت اسلامي کے انقياد اور محبت الهي پر غالب آجاے اور تم کو اسطرح اپني طرف کھينچ لے که جسکي طرف تمھیں کھنچنا تھا ' اُسکي طرف سے گردن موڑ لو' در حقيقت وھي تمہاري پرستش و عبادت کا بت ھے اور تم اسکے بت پرست ' اور اصلي و حقيقي شرک کے مشرک - يہي سبب ھے که حقيقت شناسان توحيد نے فرمايا : من شغلک عن الله فهو صنمک' و من الهاک فهو مولاک (جس چيز نے تم کو الله سے الگ کرکے اپني طرف متوجه کرليا ' وھي تمہارے لئے بت ھے ' اور تم اسکے پوجنے والے ھو) - خواہ وہ جنت کي ھوس اور حور و قصور کا شوق ھي کيوں نہو ؟ (رابعۂ بصريه) سے جب پوچھا که : ما الشرک ؟ شرک کي حقيقت کيا ھے ؟ تو اُس نے کہا که طلب الجنة ' و اعراض عن ربها - جنت کي طلب کرنا ' اور مالک جنت کي طرف سے غافل ھوجانا ! يہي سبب ھے که قران کريم نے ھواے نفس کو معبود واله کے لفظ سے تعبير کيا ھے :

افرايت من اتخذ الهه ھوا ؟ ( )

ايا تم اس گمراہ کو نہيں ديکھتے ' جس نے اپني ھواے نفس کو معبود بناليا ھے ؟

اور کس قدر میرے مطلب کو واضح تر کر ديتي ھے سورہ ياسين کي وہ آيت ' جبکه فرمايا که :

الم اعهد اليکم يا بني ادم ان لا تعبدو الشيطان ' انه لکم عدو مبين ' و ان اعبدوني ھذا صراط مستقيم ! (٣٦ : ٦٠)

کيا ھم نے تم سے اے اولاد ادم ؟ اسکا عهد نہيں لے ليا تھا که شيطان کي پوجا سے باز رھو' کيونکه وہ تمہارا ايک کھلا دشمن ھے اور صرف ھماري ھي عبادت کرو که يہي ھدايت کي حقيقي راہ ھے ؟

يہاں شيطان کي اطاعت کو بندگي اور عبادت کے لفظ سے تعبير کيا ' اور عبادت الهي کے اُس عهد و ميثاق کو ياد دلايا ' جو " الست بربکم " کے سوال کے جواب میں تمام بني آدم سے ليا جا چکا ھے - پس حقيقت اسلامي يه چاھتي ھے که انسان قوت شيطاني سے باغي ھوکر صرف خدا تعالى کا ھو جاے' اور اسکے آگے سر انقياد جھکا کر اپنے " ميثاق بلى " کي تجديد کرے - تاکه وہ الله کا بندہ ھو' اور الله کا بندہ وھي ھے جو شيطان کا نہيں ھے :

ان " عبادي " ليس لک عليهم سلطان وکفى بربک وکيلا (١٧ : ٦٧)

خدا تعالى نے شيطان سے کہ که جو " میرے بندے " ھيں ' اُن پر تيري حکومت نہيں چلنے کي - اور خدا اپنے بندوں کي کارسازي کيليے بس کرتا ھے -

يہاں اُن بندگان مخلصين کو جو شيطان کے اثر و استيلا سے محفوظ ھيں ' خدا نے اپني طرف نسبت دي که " ان عبادي " جو لوگ میرے بندے ھيں ' حالانکه کون ھے جو اسکا بندہ نہيں ھے ؟ مگر مقصود يه تھا که میرے بندے تو وھي ھيں ' جو صرف میرے ليے ھيں ' ليکن جنھوں نے میرے آگے جھک کر' پھر اپنے سرکو دوسري چوکھٹوں پر بھي جھکا ديا ھے' تو در اصل انھوں نے بندگي کا رشته کاٹ ديا - گو وہ میرے تھے ' ليکن اب میرے باقي نہيں رھے ' کيونکه انھوں نے توحيد محبت کو شرکت غيرت محفوظ نہيں رکھا [افسوس که يه موقعه اس بيان کي تشريح و تفصيل کا مقتضي نہيں' اور مطالب اصلى منتظر رجوع]

رجوع الى المقصود

پس لفظ اسلام کے معنے ھيں کسي چيز کے حواله کرديني ' دے دينے ' اور گردن رکھدينے کے ' اور يہي حقيقت دين اسلام کي ھے که انسان اس رب الارباب کے آگے اپني گردن رکھدے ' اور اس انقطاع اور انقياد حقيقي کے ساتھه' گويا اس نے اپني گردن اسکے سپرد کردي اور کوئي حق و ملکيت اور مطالبه اسکا باقي نہيں رھا - اب وہ اپني کسي شے کا' خواہ وہ اسکے اندر ھو يا باھر' مالک نہيں رھا' بلکه ھر شے اُسي قوت الهيه کي ھوگئي ' جسکا نام " اسلام " ھے -!

مہالک و خطرات حيات

انسان کے اندر اور انسان کے باھر' سيکڑوں مطالبات ھيں ' جو اسکو اپنے طرف کھينچ رھے ھيں - اسکے اندر سب سے بڑے مظہر ابليس ' يعنے نفس کي قوت قاھرہ کا دست طلب بڑھا ھوا ھے ' اور وہ ھر دم اور ھر لمحے اسکي ھر شے کو اس سے مانگ رھا ھے تاکه اسکو خدائي جگہه اپنا بنا لے - باھر ديکھتا ھے تو محبوبات دنيوي اور مہالک حيات کے دام قدم قدم پر بچھے ھوے ھيں' اور جسطرف جاتا ھے' اُس سے اُسکا قلب و دماغ مانگا جاتا ھے تاکه اسے خدا سے چھين ليں - جذبات اور خواھشوں کے بے اعتدالانه اقدامات کي فوجوں نے اسکے دماغ کا محاصرہ کرليا ھے' اور آزمايشوں اور امتحانوں کي کثرت سے اسکا ضمير اور دل ايک دائمي شکست سے مجبور ھے - اھل و عيال ' عزت و جاہ ' مال و دولت کے " قناطير مقنطرہ " اور تمام وہ چيزيں ' جنکو قرآن زينت حيات دنيا سے تعبير کرتا ھے ' اسکے کمزور دل کيلئے اپنے اندر ايک ايسي پرکشش سوال رکھتي ھيں ' جسکو رد کرنا اسکے ليے سب سے بڑي آزمايش ھو جاتا ھے :

زين للناس حب الشهوات من النساء و البنين و القناطير المقنطرة من الذھب و الفضة والخيل المسومة و الانعام و الحرث - (٣ : ١٢)

انسان کي حالت اس طرح کي واقع ھوئي ھے' که اسکے ليے دنيا کي مرغوب چيزوں مثلا اھل و عيال' سونے چاندي کے ڈھير' عمدہ گھوڑے' مويشي اور کشت کاري میں بڑي دلبستگي ھے -

پس انقياد اسلامي کے معني يه ھيں که انسان اپني جنس دل و جان کے بہت سے خريدار نه بنائے ' بلکه ايک ھي خريدار سے معامله کرلے - وہ ان تمام مانگنے والوں سے جنکے ھاتھه اسکي طرف بڑھے ھوے ھيں' اپنے تئيں بچاے' اور اُس ايک ھاتھه کو ديدے' جو باوجود اسکي طرح طرح کي بے وفائيوں کے پھر بھي وفاے محبت کے ساتھه اسکي طرف بڑھا ھوا ھے ' اور گو اس نے اپنے متاع دل و جان کو کتنا ھي ناقص اور خراب کر ديا ھو' ليکن ! بھي بہتر سے بہتر

ما از تو برخوریم و تو از عمر برخوری

میں آپ کو الہلال کے اجراء پر دلی مبارکباد عرض کرکے آپ کی توجہ کو ایک امر کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں ' اور وہ یہہ ہے کہ قرآن پاک کا یہ فرمودہ بالکل صحیح اور سچ ہے کہ " انتم الاعلون ان کنتم مومنین " اسلیے الاعلون کا انعام حاصل کرنے کے لیے مدعیان اسلام کو مومن بنانا لازمی شرط ہے ورنہ اذا فات الشرط ' فات المشروط کا حال ہوگا - پس آپ کے پرچہ کا مقصود اولین یہہ ہونا چاہیے کہ مدعیان اسلام کو مومنین کے زمرہ میں داخل کرسکیں ' آپ اس امر کو جانتے ہیں کہ اگر کسی شہر کی مینوسپیلٹی یہہ حکم جاری کرے کہ جو شخص بازار میں بیٹھیگا ' اسپر ایک آنہ یا دو آنہ جرمانہ ہوگا ' تو اس حکم کے اجراء پر کوئی شہری اس حکم کی خلاف ورزی کا مرتکب نہ ہوگا ' لیکن قرآن کریم میں باوجودیکہ مناہی اور ملاہی پر متواتر وعید موجود ہیں ' پھر بھی ہم مدعیان اسلام اسکی خلاف ورزی کے مرتکب ہوتے ہیں اور بہت بری طرح پر - اس سے دو بدیہی نتیجے پیدا ہوتے ہیں : یا معاذ اللہ ہمکو قرآن کریم کے منجانب اللہ ہونیکا یقین نہیں ہے ' یا یقین تو ہے ' لیکن نقد و نسیہ کا فرق ہے ' اور یا خداوند کریم کی وسعت رحمت کے سبب قرآن کریم کی خلاف ورزی کا ڈر نہیں رہا - ان دونوں صورتوں کا مآل واحد ہے کہ ہمکو قرآن پاک پر ویسا یقین نہیں ہے جیساکہ کمیٹی کے ادنے سے ادنے احکام کا ہے ' اور اسی واسطے قران پاک کے مواعید کا وہ احترام ہمارے دل میں نہیں ہے ' جو مینونسپلٹی کے احکام کا ہے -

پس میرا یقین ہے کہ ہم مدعیان اسلام کے دلوں میں جب تک قران پاک کے منجانب اللہ ہونیکا یقین مثل محسوسات کے نہ ہوگا ' ہم میں کسی قسم کی ترقی نہیں ہوسکتی - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے دلوں میں اسلام کے منجانب اللہ ہونیکا یقین محسوسات سے بڑھکر تھا ' اور اسی واسطے وہ ترقی کے تمام مدارج کو باوجود ہر طرح کی بے سروسامانی کے اعلے علئین تک پہونچا گئے ہیں -

اسلام پر ایسا یقین مسلمانوں کے دلوں میں صرف دو طرح پر حاصل ہوسکتا ہے - اللہ جل شانہ یا تو ہمکو قلب سلیم عطا کرے اور اسلام کے واسطے ہمارا شرح صدر کردے اور صدیق اکبر رضی اللہ کا دل ہمکو عطا کرے کہ بلا کسی خارجی دلیل کے رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے منجانب اللہ ہونے پر تصدیق قلب حاصل ہوجاوے یا ایسے محکم دلائل و براہین سے ہم اسلام کی حقیت کو تمام دنیا کے مقابل ثابت کرسکیں کہ سائنس اور فلسفہ کو جائے دم زدن نہ رہے - امر اول کا انحصار تو محض فضل الہی پر ہے اور یشرح صدرہ للاسلام کے تحت میں داخل - لیکن دوسری شق کی نسبت میں چاہتا ہوں کہ الہلال میں اسکے واسطے جگہہ نکالی جاوے - اسلام یا قران کریم کے ہر عقیدہ کی صداقت ایسے محکم اور بین دلائل سے ثابت کی جاے کہ مشککین فی الاسلام اور منکرین اسلام بشرط توفیق اس سے مستفید ہوسکیں - اس حصہ الہلال میں صرف وہی محققہ دلایل اسلام کی صداقت میں پیش کرنا چاہئیں جو فلسفہ سے بے خوف ہوں اور سائنس سے متزلزل نہوں ' نیز فلسفہ کے وہ قیاسات جو ابھی تک سائنس کے رتبہ کو نہیں پہنچے یا صرف قیاسات ہی ہیں ' اور کسی اسلامی عقیدہ کے مخالف یا منافی انکی تردید کی جاوے -

جب تک مدعیان اسلام کو قران کریم کی صداقت پر مثل محسوسات کے یقین حاصل نہ ہوجاے گا ' تب تک اسکے احکام کی تعمیل کا یہی حال رہیگا - ہم سے اگر کوئی شخص یہہ کہے کہ میاں اس سوراخ سے ہٹ کر بیٹھو ' اس میں ابھی ایک سانپ گھسا ہے ' تو باوجودیکہ الخبر یحتمل الصدق و الکذب ہے ' ہم ہرگز اس سوراخ کے پاس نہ جائینگے - لیکن افسوس ہے کہ باوجودیکہ ہم قران کریم کے منجانب اللہ ہونیکے زبان سے مدعی ہیں ' لیکن اسکے احکام اور مواعید کی سراسر خلاف ورزی کر رہے ہیں - ہم ان مواعید کا اتنا احترام بھی نہیں کرتے ' جتنا ایک شخص کے کہنے کا ' جسکے صدق و کذب کا ہنوز امتحان بھی نہیں ہوا - پس آپ تمام دنیا پر بڑا احسان کرینگے ' اگر الہلال میں صداقت اسلام کے ثابت کرنیکے واسطے اسکا ایک حصہ مخصوص کردینگے -

دعوت الہلال کی نسبت

— * —

از جناب نواب حاجی اسماعیل خان صاحب رئیس دتا ولی

مخدومی و مکرمی جناب مالک و اڈیٹر صاحب (الہلال) -

میں اول آپکو مبارک باد دونگا کہ آپنے ایک اولوالعزمانہ کام شروع کیا ہے - شاید اردو میں ایسا اعلی درجہ کا کام ابتک کسی مسلمان کے ہاتھہ میں نہ تھا اور میں دلی دعا دونگا کہ خداوند تعالی آپکو کامیابی اور آپکے کاروبار میں روز افزوں ترقی عطا فرماے -

جیسا کہ جناب کو معلوم ہے ' شاید ایک ہفتے کے قریب ہوا ہے کہ میں نے اپکا اخبار خریدنا اور پڑھنا شروع کیا ہے اور آپ اور آپکے معزز اخبار کے منشا پر اس عرصہ میں کسی قدر غور بھی کیا ہے ' پس میں واسطے تبدیل خیال اور اپنے اخوان دینی اور آپکے غور و فکر کے واسطے ان چند سطرون کو لکھونگا - میں اگرچہ آپکے مشن کے کام کو اسوجہہ سے نہایت ضروری اور مفید جانتا ہوں کہ اوس سے بیداری پیدا ہوتی ہے اور عالم غنودگی زایل ہوتا ہے ' مگر میں جناب کے اس دعوے کو کہ انسانی حیات دینداری کے اس قدر تابع ہوجاے کہ ہر قدم پر اوسکو مفتی اور مجتہد کی ضرورت ہو ' تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں ہوں -

بلاشبہ یہ خیال اگر کسی کا ہو تو قابل ملامت ہے کہ ہمکو دین کی کچھہ پروا نہیں ہے - ہم تو یوں کرینگے یا یوں نہ کرینگے - اور غالباً یہ گستاخی متصل بہ کفر ہوگی - لیکن کلام بلیغ (لا رهبانية فی الاسلام) اور نیز وہ کھجوروں پر کھجور کے پھول ڈالنے سے ممانعت ' اور جب اوس سے ضرر ہوا تو جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ (انما انا بشر اذا امرتکم بشي من امر دینکم ' فخذوہ و اذا امرتکم بشي من رائي ' فانما انا بشر) تمام جھگڑوں کو مٹاتا ہے اور بتاتا ہے کہ دنیا داری کو اسطرح دین کا تابع کرنا ' جیسا کہ جناب کا منشا معلوم ہوتا ہے ' صحیح نہیں ہے ' اور بلاشک ہم مسلمان آزاد ہیں کہ دنیوی معاملات میں (الہلال کی خریداری یا عدم خریداری میں) اپنی مصلحت کے اوپر کاربند ہوں -

آیت شریفہ (لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین) کے یہ معنی لگانا کہ قران پاک ہی میں ہر ایک ایجاد و اختراع اور مشرقی اور مغربی فلسفہ کے توازن کا بوضاحت تذکرہ حقیقیہ موجود ہے ' میرے نزدیک کلام الہی کی بے ادبی ہے اور میرا عقیدہ یہ ہے کہ ارشادات فرقانی کا رتبہ اس سے بہت برتر ہے - معاش و معاد ضرور دو جداگانہ شے ہیں ' اور انکو گڈمڈ کرنا باعث خرابی ہے -

میں جناب کی اور ہر اوس شخص کی ' جو نیک نیتی سے اصلاح چاہے ' بلالحاظ اسکے کہ اسکی رائے صحیح ہو یا نہو ' دلسے تعظیم کرتا ہوں ' اور امید کرتا ہوں کہ جناب میری اس تحریر سے ناراض نہ ہونگے ' اور یقین فرمائنگے کہ میں اپکی ترقی کا خواہاں ہوں اور یقیناً میری اس دعا میں آپ شریک ہونگے کہ اللہ تعالے مسلمانوں کو اوس راستہ پر لاے ' جو انکی دنیا اور دین ' دونوں کے واسطے بہتر ہو ' اور اللہ تعالے اس گمراہی سے انکو نکالے جسکی وجہہ سے وہ تباہی میں پڑے ہوے ہیں -

مراسلات

فکاهات

خطاب

به رائٹ انریبل سید امیر علي

اغماض چلتے وقت مروت سے دور تھا
اُس وقت پاس آپ کا ہونا ضرور تھا

هر چند لیگ کا نفس واپسیں ہے اب * اس هستي دو روزہ پہ جسکو غرور تھا
وہ دن گئے کہ بتکدہ کو کہتے تھے حرم * وہ دن گئے که خاک کو دعواي نور تھا
وہ دن گئے که شان غلامي کے ساتھہ بھي * هر بو الهوس خمار سیاست میں چور تھا
وہ دن گئے که " شارع اول " کا حرف حرف * هم پایۂ کلام سخنگوي طور تھا
وہ دن گئے که فتنۂ آخر زمان کے بعد * گویا که اب امام زمان کا ظہور تھا
اب معترف هیں دیدہ وران قدیم بھی: * اس نقش سیمیا میں نظر کا قصور تھا
اس دست مرتعش میں نه تھي قوت عمل * ایک کاسۂ تهي یہ سر پر غرور تھا
یہ لمعۂ سراب ' نه تھا چشمۂ بقا * یه تیرگي تھي ' جسکو سمجھتے تھے نور تھا
آئین بندگي میں تملق کي شان تھي * اخلاص و صدق ' شائبۂ مکر و زور تھا
ان کي دکان کي وہ ہوا ' اب اُکھڑ چلي * جن کے گھرون میں جنس وفا کا وفور تھا
اب یہ کھلا که واقف سر تھا اُسي قدر * جو جس قدر مقام تقرب سے دور تھا
هر دم برادران وطن کي برائیان! * ظاهر هوا ' که فتنۂ ارباب زور تھا
سب مٹ گیا سیاست؟ سي ساله کا طلسم * اک ٹھیس سي لگي تھي که یہ شیشه چور تھا

* * *

لے دے کے رهگیا تھا سہارا بس آپ کا * یہ جسم مردہ منتظر نفخ صور تھا
امید تھي که ابکے بدل جائیں گے اصول * مٹ جائیگا نظام میں جو کچھہ فتور تھا
هو گي کچھه اب نظام حکومت پہ گفتگو * جس دن کا منتظر که هر اک با شعور تھا
دینگے برادران وطن کو پیام صلح * آویزش عبث سے هر اک دل نفور تھا
یہ کیا هوا که آپ نے بھي بیرخي سي کي؟ * کیا آپ کو بھي رازنہان پر عبور تھا؟
یا یہ سبب هوا که پراگندہ تھا مزاج * از بسکه " آستانه " میں شور نشور تھا؟

ممکن ہے اور بھي هون کچھه اسباب ناگزیر
یہ سب سہي ' پہ آپ کو آنا ضرور تھا

(وصاف)

احیاء دعوت قراني و مقتضیات حالیه

— * —

از مولانا عطا محمد صاحب امرتسري مصنف حقیت اسلام وغیرہ

جناب مولانا وبالفضل اولانا دام مجدکم - السلام علیکم -
کل مینے آپکے رساله الہلال کا اقتباس اخبار وکیل مطبوعه ۲۶ ماہ رواں میں پڑھا اور از حد مسرور هوا - مزید اشتیاق میں دفتر وکیل میں اصل الہلال کو دیکھنے گیا اور دیکھتے هي بے اختیار زبان سے سبحان الله اور صل علي نکل گیا - آپ نے مسلمانوں کي ایک اشد ضرورت هي کو پورا نہیں کیا ' بلکه ایک سچے اور صحیح اصول پر چلنے کي انکو رهنمائي کي - خدا آپ کي عمر میں برکت دے اور آپ کے پرچه کي عمر دراز هو -

شئون عثمانیہ

انکشاف حقیقت

— * —

معرکہ لولي برغاس

مسٹر ارشمیڈ بارتلٹ کے مراسلہ تلغرفی کا بقیہ

— * —

ابھي تک یہ موقعہ باقي تھا کہ اگر عبد اللہ پاشا ۲ فوج کے سامنے حریف پر ایک سخت حملہ کرسکتے' تو دن بھر کے تماشے کا نظارہ دم بھر میں تبدیل ہوجاتا - کیونکہ اگر اس حملہ میں کامیابي حاصل ہوجاتي اور دشمن پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوجاتا تو عقب سے شوکت ترغت' اور سامنے سے محمود مختار پاشا اس کي خبر لیتے اور آکے تباہ کردیتے - لیکن اب پھر وہي صبح والا موقع پیش آگیا اسوقت بھي ترکي سپہ سالار کے پاس تھوڑي سي تازہ دم فوج یا توپخانہ ہوتا' یا گولہ بارود ہي ہوتا' جس کے قحط کي وجہہ سے موجودہ توپیں بھي بیکار ہورہي تھیں' تو ہزیمت نہ اُٹھاني پڑتي - اس پر بھي عبد اللہ پاشا نے نیپولین کي مثال کي تقلید کرني چاہي' یعني جسطرح اس نے میدان واٹرلو میں اپنے پرانے باڈي گارڈ کو لڑائي کي کي نذر کردیا تھا' وہ بھي بالاخر طیار ہوگئے کہ اپنے باڈي گارڈ کي آخري قرباني عزت وطن پر کردیں اور نمبر ۲ فوج کے سامنے سے فیصلہ کن حملہ آور ہوں مگر ابھي یہ حرکت شروع ہي ہونے پائي تھي کہ دشمن بھانپ گئے اور انھوں نے اپنے بہترین توپخانہ کي ۱۲ توپوں کا رخ ان دستوں کي طرف پھیردیا - سپاہي سکڑ کر ایک دوسرے سے مل گئے' ان سکڑے ہوے دستوں کے سروں پر دھوئیں کي دھار اسطرح اُٹھکر بلند ہوتي تھي' گویا ایک سیلاب دخان ہے' جس میں سے گولیاں اور انساني ہلاکت کا سامان برس رہا ہے - خواہ کیسي ہي فوج کیوں نہ ہوتي' اس گولہ باري کي ہرگز تاب نہ لا سکتي تھي - معلوم ہوتا تھا کہ سپاہ کسي آتشین سمندر میں غوطے کھا رہي ہے' اور موت و حیات کي سرحدیں باہم مل گئي ہیں -

ترکي فوج کي قطاریں متحرک ہوئیں' لیکن قدم اُٹھاتے ہي اس لا علاج بلائے ناگہاني کے باعث منتشر ہوکر عقب کو ہٹ گئیں - بلغاریوں نے اس موقع کا فائدہ کوشش کرکے حاصل کیا - وہ اس سرعت سے ان کے پیچھے گئے کہ ترکوں کو دوبارہ جمع ہونیکا موقعہ ہي نہ ملا - ترکي ہزیمت اب نا قابل تلافي تھي' انکے ہزاروں جوان کھیت رہے' اور گو دشمن کو بھي اتناہي نقصان اٹھانا پڑا' لیکن اس نے اپنا مقصد حاصل کرلیا -

زخمي حوالۂ موت

راستہ کا نظارہ نا قابل تحریر تھا - جو مضبوط تھے وہ فوراً آگے نکل گئے لیکن بیچارے مجروح اور بیمار پیچھے رہکر جان بچانے کے لئے ایسي جد و جہد کر رہے تھے کہ سنگین دل بھي پاني ہوے بغیر نہیں رہسکتا تھا - ہزارہا مجروحوں نے نہایت درد انگیز اور اندوہ نگیز طریقوں سے کوشش کي کہ کسیطرح اپنے تندرست ہمراہیوں کیساتھہ رہیں لیکن یہ ناممکن تھا - کیونکہ تندرست اس قابل نہ تھے کہ کسي کو امداد دے سکیں - کئي غیر مجروح سپاہي بھي ایسے ناتوان ہوگئے تھے کہ وہ جب راستہ میں گرے' تو پھر اس قابل نہ رہے کہ اٹھکر دوبارہ چلنے کي کوشش کریں - ان سب سپاہیوں نے تین دن سے ایک دانہ بھي نہیں کھایا تھا' بلکہ کئي تو اس سے بھي پہلے کے بھوکے تھے - جوں جوں ہم اپني مراجعت کے اثنا میں میدان جنگ سے دور تر ہوتے جاتے تھے' اتناہي نظارہ ایسا دردناک ہوتا جاتا تھا کہ نظر دیکھنے کي تاب نہ لاسکتي تھي - متعدد زخمي ایسے تھے جو یہانتک تو بدقت تمام چلے آئے' مگر اب آگے بڑھنے سے قاصر ہونے کي باعث سڑک سے اترکر کنارے پر موت کي راہ دیکھہ رہے تھے - بعض لاشوں کے شریف دل ہمراہي راہ میں ٹھہرکر اور چھوٹا سا گڑھا کھودکر لاش کو اس کے سپرد کردیتے تھے' لیکن ایسوں کي تعداد انگلیوں پر گني جاسکتي تھي - زیادہ تر لاشیں برہنہ پڑي ہوی طعمۂ زاغ و زغن ہو رہي تھیں - جو سپاہي بچ آئے تھے اگرچہ انکي تعداد بھي ہزاروں پر مشتمل تھي' تاہم ان میں افسر کوئي نہ بچا - راستہ میں ہمیں تازہ دم سپاہ ملي' جو شارلو سے ہماري کمک کو آ رہي تھي' اور اس حسرتناک انجام سے ناواقف تھي مگر جب اسکو ان حالات کا پتا لگا' تو اسکے لیے پلٹنے کے سوا کوئي چارہ کار باقي نہیں رہا تھا -

بعد کي عظیم الشان مصیبت

شارلو کي طرف جانیوالي شاہراہ عام کا نصف حصہ طے کرنے کے بعد ہم ایسي اونچي جگہہ پہنچ گئے' جہاں سے گرد و نواح کے علاقہ پر بخوبي نظر پڑ سکتي تھي - اسوقت آنکھونکے سامنے عجیب منظر پیش تھا' ہر راستے پر انسان' گھوڑے' توپیں' اور بیل گاڑیاں تھیں - ہر انسان اسي کوشش میں تھا کہ میں آگے بڑھ جاؤں - سب کي سعي یہي تھي کہ اِن دو سڑکوں میں سے کسي ایک پر چڑھ جاے جو شارلو کو جاتي تھي - یقیناً ان میدانوں میں اسوقت پچاس ہزار آدمي موجود تھے' ان میں سے ہر ایک یہي کوشش کر رہا تھا کہ غروب آفتاب کے قبل شہر میں جا داخل ہو -

تھریس کي عثماني سپاہ کي ہزیمت پر میں جسقدر زیادہ غور کرتا ہوں' اتناہي زیادہ اسے قوانین فطرت کے عین مطابق پاتا ہوں - سیڈن کے بعد یہ سب سے بڑي جنگي تباہي ہے' جو کسي قوم کو پیش آئي ہے - موجودہ جنگ میں حملہ کرنے کي صلاحیت تو اُسنے فوج میں سے بالکل زائل کردي ہے اور یہ امر بھي اب مشتبہ ہوگیا ہے کہ مشہور عالم شتلجہ کي لائینوں پر بھي ترک مدافعت کرسکیں گے یا نہیں؟ ہاں اگر پھر کوئي عثمان پاشا پیدا ہوجائے' تو عثماني فوج کو جمع کرکے اپني حسن تدبیر سے مستعد کردیسکتا ہے کہ وہ ایک دفعہ پھر اپنے آبائي ملک کي عزت کیلیے خون بہائے اور اسکي عظمت کو اس سب سے بڑے نازک وقت میں محفوظ رکھہ لے - میں خود تو سکز آوي کے معرکہ کے عثماني نقصانات کا صحیح اندازہ پیش نہیں کرسکتا' البتہ جن ترکي افسروں سے میں نے اس بارے میں گفتگو کي ہے وہ مقتولین و مجروحین کا اندازہ چالیس اور پچاس ہزار کے درمیان لگاتے ہیں اور غنیم کا نقصان اپنے سے بھي زیادہ بتاتے ہیں جو غالباً درست ہے - اس ہزیمت کا سب سے بڑا اور اہم سبب عثماني سپاہ کي وہ پریشاني تھي' ہے جو ہر بات اس سے پوشیدہ رکھنے اور کئي روز تک رسد نہ ملنے سے اس میں پیدا ہوگئي تھي -

مقالات

انگلستان اور اسلام

— * —

ایک محرم سیاست (مسٹر بلنٹ) کا انکشاف حقیقت
اور الہلال کے قیاسات و آراکي توثیق

(۲)

ایک مسیحی صوبے کا کسي حکومت مسیحی کو واپس ملجانا جائز سمجھا جاسکتا ہے' نہ کہ ایک ایسے صوبہ کا ' جو خالص اسلامي ہو' اور جسکو دشمنان اسلام ابھي تک فتح نہ کرسکے ہوں' جسمیں بہادر عرب غیر مسلموں کے خلاف اب تک جہاد فاتحانہ میں مشغول ہوں' جسکے باشندے ایمان کي خاطر اپنے عزیز خون سے سرزمین وطن کو تر کر رہے ہوں ' اور جو ابھي تک دشمن کے مقابلے میں بے خوف و خطر اسلحہ بلند کیے ہوے ہوں - ایسي ذلت کی مثال تاریخ سلطنت عثمانیہ میں نہیں ملسکتی ' بلکہ میں کہونگا کہ انگلستان کي شہنشاهی مشرقیہ میں بھي ' جسکو دس کرور مسلمانوں پر فرمانروائي کا فخر حاصل ہے' ایسي ذلت کي مثال کا پتہ نہیں چل سکتا - فوري نتیجہ جو کچھہ ہوگا ' اسکی نسبت پیشین گوئی شاید خطرناک ہو' مگر ایک بات ہم ضرور دیکھہ لینگے کہ حکومت انگریزي طرابلس میں اپنا منشاء پورا کرلینے کے بعد اپني بد خواهي اسلام کا رخ دوسري جانب پھیر دیگي' جسکا اظہار سلطنت عثمانیہ کے حصے بخرے لگانیکي صورت میں ہوگا - سر اڈورڈ گرے باتفاق ایم سارانوف سلطان دو مقدونیہ اور دیگر بقیہ یورپین صوبجات کي تقسیم کي ترغیب دیکر ریاستہاے بلقان سے بھي صلح کرانیکي کوشش کرینگے - اگر سلطان دو برطانیہ کي صلاح ماننے سے انکار ہوگا ' تو انگریزي دباؤ سے کام لیا جائیگا اور انگریزي بیڑہ جو اطالیہ کے خلاف متحرک نہیں ہوا تھا ' ترکي کے مقابلہ پر روانہ هوجائیگا اور یہ سب کچھہ " امن مقدس " کے قیام کیواسطے عمل میں لایا جائیگا - نیز دردانیال پر جہازنشي کا پہاننک زور ڈالا جائیگا کہ ترکی بیڑہ خوف زدہ ہو کر جنگ میں موثر خدمت انجام نہ دیسکیگا - کامل پاشا طرفدار صلح ہوگا ' نتیجہ ایک ذلت آمیز حوالگي ہوگي ' اور سلطان اپنے بے ایمان وزیر کے دھوکے میں آکر صلح کرلینگے ' جسکے بعد انکے تمام یورپین مقبوضات میں سے انکے زیر فرمان صرف قسطنطنیہ اور ایک قطعہ ملک باقي رهجائیگا ' جسمیں ممکن ہے ' کہ دردانیال بھي بایں شرط داخل ہو' کہ روس اپنا بیڑہ جب چاہے وہانسے گذار سکے -

صرف یہي نہوگا ' بلکہ ہمارے دفتر خارجیہ اور کامل پاشا کے درمیان یہہ طے ہو چکا ہےکہ اگر کامل پاشا برسر وزارت رهیگا تو وہ انگریزي قبضۂ وادي نیل کو (مقبوضات خدیویہ کا انگلستان کو دوامي ٹھیکہ دلاکر) باضابطہ بنادیگا - آئندہ وهاں سلطان کي شہنشاهي براے نام رهیگی ' خراج ملتا رهیگا ' لیکن انگلستان کو مقبوضات خدیویہ پر حکمراني کرنیکے لیے فوجي قبضہ اور کلیۃً انتظامي اقتدار کا حق حاصل ہو جاے گا - اس تجویزسے خدیو معظم نے اپني براے نام حکومت کے جاري رکھنے اور کسیقدر ذاتي اختیارات حاصل ہونے کے وعدے پر اتفاق کرلیا ہے - اب خدیو بھي آئندہ مثل نوابان ہند کے ظاهري عظمت و شان تو رکھتے ہونگے' لیکن في الحقیقت انگلستان کے غلام ہونگے ' اور ازروے معاہدہ جس پر سلطان سے دستخط لیے جائیں گے' حقیقي حکومت و اختیارات قانون' حکومت برطانیہ کو منتقل ہو جاے گا - جب یہ سب کچھہ ہو لیگا تو مصر کي براے نام ایک کمیٹي جسکا نام مجلس النواب ہوگا ' قائم کیجائیگي - اور اس طریق پر ترکوں کي افریقي شہنشاهي کي تدریجي تقسیم درجۂ تکمیل کو پہنچائي جائیگي -

تاهم اس تجویز کي تکمیل کا کچھہ حصہ ترکوں کي فتوحات بلقان پر ' اور کچھہ نوجوان ترکوں پر منحصر ہے کہ وہ کامل پاشا کي وزارت کے اجرا کو پسند و برداشت نہ کریں - جو کچھہ مصر میں ہونے والا ہے ' وہ بھي مصریوں کے حب وطن اور قوت ملي پر موقوف ہے -

محض کیفیت بیان کردینے سے زیادہ میں اسوقت اور کچھہ کہنا نہیں چاهتا - صورت معاملات کي تبدیلي کا دار و مدار فتوحات ترکي پر ہے - اگر اسلحۂ عثماني کو شکست نصیب ہوئی ' تو وادي نیل میں بھي بقیۃ السیف اسلامی آزادي کا خاتمہ ہے -

تتمہ

* ابتدائے تحریر میں اخبار ڈیلي میل نے اپنے ایک نامہ نگار قسطنطنیہ کي سلطان سے ملاقات کا حال شائع کیا ہے' جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کامل پاشا نے سلطان کو حالت انگلستان و دفتر خارجیہ کے دوستانہ رخ کی نسبت کس کمینگي کے ساتھہ دھوکا دیا ہے ؟ چنانچہ وہ لکھتا ہے :

" جلالتماب سلطان المعظم نے فرمایا : کل مجھسے کامل پاشا نے بیان کیا ہے کہ اس جنگ میں انگلستان کي پبلک همدردي همارے ساتھہ ہے - میں انگریزوں کی خیر خواهي کي قدر کرتا اور تہہ دل سے انکا شکریہ ادا کرتا ہوں - انگریزي قوم کو اپني شوکت وعظمت پر ناز ہے اور ترک ایسي قوم کي همدردي کا بڑا لحاظ رکھتے هیں "

درانحالیکہ انگریزي مخلوق ریاستہاے بلقان ' اطالیہ' اور حکومت برطانیہ کے ساتھہ ' جسکي بخلاف اسلام روس سے پکي سازش ہے ' اپني مذهبي همدردي کا شوروغل مچا رهي هو' کامل پاشا کا سلطان سے ایسا بیان کرنا ' کسقدر درد انگیز شرارت ہے ؟ ڈیلي میل پھر آگے چلکر لکھتا ہے :

" دو روز ہوے کہ انگریزي وزیر خارجیہ نے گورنمنٹ ترکي کو بذریعہ تار صلاح دي کہ وہ اطالیہ سے صلح کرلے' لیکن وزارت خانۂ عثماني میں کامل پاشا کي صلاح ماننے سے انکار کردیا گیا - کل صبح روایات سیاسیہ کے خلاف مارکوئس امپریلیا دفتر خارجیہ میں گیا اور سر اڈورڈ گرے کو اطلاع دي کہ اگر ترکي حکومت نے اب زیادہ لیت و لعل کي کوشش کي تو اطالي بیڑہ فوراً بحر ایجیین میں کارروائي شروع کر کے جنگ کو ختم کردیگا - سر اڈورڈ گرے نے فوراً سر جرارڈ لوتھر سفیر انگریزي کو تار دیا ' جسنے اس برقي پیغام کو خفیہ طور پر کامل پاشا تک پہنچایا - اسوقت ترکي وزارت کا جلسہ ہو رہاتھا - جب یہ جلسہ ختم ہوا ' تو آرچي کونائیبن ترکي کے نام اطالي شرایط تسلیم کرلینے کي نسبت تار دیدیا گیا "

(ایجپٹ)

وہاں ہم اپنے ساتھہ غیر مستقل ہوا و ہوس اور نا امیدی لے جاتے ہیں -

غریب ترکونکو ایسی بیرخی کے ساتھہ تمام اونلوگوں نے چھوڑ دیا جو معلوم ہوتا تھا کہ یورپ میں اونکے مددگار ہونگے - اخبارات بھی اونسے کنارہ کش ہوکر اونکی توہین و تضحیک کرتے ہیں - امانت داران سیاست جو اونکی حمایت کرنے کے ذمہ دار تھے اونسے الگ ہوگئے - دول بھی انسے علحدہ ہوگئیں' جو کبھی ترکوں کی دوستی پر فخر کرتی تھیں ! یقیناً ہملوگ اپنے ناموران پیشین کو نہیں پہنچانتے ہیں - پلونا کے ناموروںکو' گذشتہ جنگ کے ناموروںکو' جنھوں نے یونان کا تقریباً خاتمہ کر دیا تھا ' یہاں تک کہ کل کے ناموروںکو بھی ہم بھول گئے ' جن میں سے دس دس نے ہزار ہزار کے مقابلے میں داد شجاعت دی ہے - اچھا ' چلے ہملوگ فرض کرلیں کہ وہ طیار نہ تھے اور یہ کہ اونکے افسر اچھے نہ تھے ' اور یہ کہ اپنے سرداروںکی غفلت سے وہ بھوکوں مر رہے تھے - لیکن اسکے بعد تو ہمیں یقینی طور پر تسلیم کرنا پڑیگا کہ اونکی فوج کا یہہ زوال ہمیں لوگوں کی کارستانی ہے - اِسکے باعث وہ ہمیں ہیں جو مشرق کے مخرب اخلاق ہیں - اور وہ ہمین ہیں' جنھوں نے ایک حیرت انگیز سرعت کے ساتھہ سخت مہلک یوٹوپیا (۱) سے اونکو بالکل خراب و خستہ کر دیا ہے -

فوج میں مسیحی

اور پھر موجودہ حکومت کے قایم ہو جانے پر سنگین جرم جو اونسے سرزد ہوگیا وہ یہہ تھا کہ عیسائیوں کو میدان جنگ کی افواج میں بھرتی کر لیا - خدا نہ کرے کہ مسیحیت کے نام کو ہم بدنام کریں - لیکن ترکی افواج کے مسیحی بلغاریا اور یونان کے تھے ' جو فطرةً اپنے ہم قوموںکے خلاف لڑنا نہیں چاہتے ...... اگر ترکی افواج میں صرف ترک ہی ہوتے' تو شاید غنیم کو بھی اپنے ساتھہ اسی وقت لے مرتے' جسوقت کہ ریاستوں نے چالاکی سے حملہ کرنے کے مسودے بنائے تھے - ہر حالت میں کم سے کم اتنا تو ضرور کر بیٹھتے کہ اپنی سر فروشی کی ایک آخری یادگار صفحہ عالم پر نقش کر جاتے -

اس سے بڑھکر اور کیا غصہ دلایا جاے گا ' کہ وہ دیکھتے ہیں کہ وہ مغربی ' جنھوں نے ترکوں کے ملک میں کبھی قدم بھی نہ رکھا ہوگا - ترکوں کی نسبت غلط خیال قایم کرتے ہیں اور اونپر آوازے کستے ہیں ؟ میرے خیال میں تو صفحۂ عالم پر کوئی دوسری قوم نہیں ہے ' جو ایسی عمدہ ' بہادر' مطیع ' اور شریف ہو - البتہ جنھوں نے ہمارے مدرسوں میں تربیت پائی ہے اور جنپر ہمارے یہاں کی سیرگاہوں میں مردنی چھاگئی ہے انمیں سے چند کی نسبت مجھکو استثنا کرنا ہوگا - یعنے وہ حضرات جو آخر کو افسر ہو گئے' میں انکو الگ کر دیتا ہوں - لیکن عوام جو حقیقت میں آدمی ہیں' جو کسی قصبے کے ادنی باشندے ہیں' یا پھر ترک کاشتکار' تو اُنسے کون بہتر ہو سکتا ہے ؟ ہم میں سے وہ جو مشرق میں رہ چکے ہیں' یہاں تک کہ ہمارے پادری اور مسیحیت کے پھیلانے والے (مشنری) جنکی وہاں بڑی تعظیم کی جاتی ہے ' پوچھے جائیں کہ آیا وہ فوقیت دیتے ہیں ' آیا وہ تمام مشرقی عیسائیوں کو پسند کرتے ہیں ؟ تو اونکا جواب جو کچھہ ہوگا ' وہ مجھے پیشتر سے معلوم ہے - ان میں سے ایک ایک پادری کہے گا کہ یہ بلغاری ' بے بہا جرات والے (جسکو تسلیم کرنے کے لیے سب سے پہلے میں طیار ہوں) - جو نغمۂ " تی دیوم "(۱) اور اپنے کلیساؤں کے گھنٹوں کی تانوں سے مست ہو ہوکر حملے کر رہے ہیں - بہ حیثیت قوم کے ہزار درجہ مسلمانوں کے مقابلہ میں غدار تر اور خونخوار تر ہیں ... حقیقت میں خونخواری انکا پیشہ ہے ! ہسپانیہ کے وہ سانڈ مجھے یاد ہیں ' جنکو ایرینا (۲) میں لے جاتے ہوے میں نے دیکھا تھا - وہ بڑی نیک بختی سے آتے ہیں - بعض ایسے ہوتے ہیں جو ذرا بھی وحشی نہیں ہوتے - لیکن وہاں لانے کے بعد یہ ہوتا ہے کہ نیزوں سے ڈرا ڈرا کر' بیرحم تیروں سے ایذا پہنچا پہنچا کر' اونمیں ایسا مادہ پیدہ کرادیا جاتا ہے کہ وہ ہر شخص کے خون کے پیاسے ہو جاتے ہیں ' اور مجنونانہ غصہ میں آکر آدمیوں پر حملہ آور ہوجاتے ہیں "

اسکے بعد مسٹر ام لوتی نے ترکوں کے اخلاقی صفات کو بیان کرکے متعدد مثالیں دی ہیں اور پھر اونکے اخلاق ' اونکی ہمدردی ' اونکے صادق القول ہونے کی شہادت دینے کے بعد' مضمون کو اس طرح ختم کر دیا ہے :

" اس امید کے بغیر کہ میری ناچیز التجا سنی جایگی ' میں اسکی ضرورت محسوس کرتا ہوں کہ یورپ کے آگے بآواز بلند چلاؤں کہ " ترکوں پر رحم کرو - جو باقی رہگئے ہیں اونکو بخشدو - اونمیں ایمانداری اور ہمت ایسی اعلیٰ درجہ کی ہے ' جسکی مثال کہیں دوسری جگہہ نہیں مل سکتی - اونمیں ہی امن ' تعظیم ' پرہیز ' خاموشی ' اور وقار نے اپنے آخری پناہ کی جگہہ پائی ہے ' پس ان پر رحم کرو اور انکو چھوڑدو ! ! "

میرے خیال میں ایک فرانسیسی بھی ایسا نہیں ہے ' جو اونمیں رہا ہو اور دل رکھتا ہو' اور باوجود اسکے ترکونکی اس شدید مصیبت کی گھڑی میں میرے جوش و خروش کا شریک حال نہو' وہ جوش' جس نے میرے سر کو فرانس کے آگے خم کر دیا ہے ' تاکہ وہ انکی مدد کرے -

مجھے معلوم ہے کہ یہ عاجزی بیکار ہے - اور آہ ! میرا یہ سر عجز خم کرنا پھولوں کے اوس غم فزا ہار کی مثال ہے ' جو قبروں پر چڑھائے جاتے ہیں ! ! "

آل انڈیا مسلم یونیورسٹی فونڈیشن کمیٹی کا جلسہ

اس سے پیشتر اخبارات کے ذریعہ سے اعلان ہوچکا ہے کہ مسلم یونیورسٹی فونڈیشن کمیٹی کا جلسہ اخر ہفتہ دسمبر میں بمقام لکھنؤ منعقد ہونے والا ہے - اس اعلان میں استدعا کیگئی تھی کہ ملک کے مختلف اضلاع اور اسلامی جماعتوں کی طرف سے قایم مقام منتخب ہوکر شریک جلسہ ہوں اور جیسا کہ پیشتر عرض کیا جا چکا ہے مسلم یونیورسٹی کانسٹی ٹیوشن کمیٹی نے اون امور کا تصفیہ جو مسلم یونیورسٹی اسکیم کے متعلق آنریبل سر ہارکورٹ بٹلر بالقابہ نے اپنے معروف مراسلہ مورخہ ۹ اگست سنہ ۱۲ ع میں درج فرمائے ہیں ' فونڈیشن کمیٹی کے سپرد کیا تھا ' لہذا یونیورسٹی فونڈیشن کمیٹی کا جلسہ اس غرض سے طلب کیا گیا ہے کہ کمیٹی کے منتخب قائم مقام ایک جگہہ جمع ہوکر بعد تبادلۂ خیالات با ہمدگر غور و بحث اون امور کا فیصلہ کریں - اب یہہ اعلان عام اطلاع کی غرض سے شائع کیا جاتا ہے کہ مسلم یونیورسٹی فونڈیشن کمیٹی کا مجوزہ جلسہ بمقام لکھنؤ ۲۷ - دسمبر سنہ ۱۲ ع یوم جمعہ کو منعقد ہوگا جسقدر منتخب ڈیلیگٹ صاحبان کے اسماے گرامی کی صدر دفتر کو اطلاع مل چکی ہے اور آیندہ ملیگی ' اونکی خدمتمیں براہ راست بھی علحدہ علحدہ بذریعہ عریضہ تاریخ جلسہ کی اطلاع بھیجی جا رہی ہے - امید ہے کہ جملہ ڈیلیگیٹ صاحبان تاریخ مقررہ سے پیشتر لکھنؤ پہونچکر حسب قرار داد شریک جلسہ ہوں گے -

---

(۱) یوٹوپیا کے لفظی معنے ہیں کہیں نہیں - امر موہوم - خیال خام - غیر ممکن اصلاح - ایک خیالی جزیرہ جسکو سرتی مور نے اپنے اس مشہور سیاسی افسانہ میں فرض کیا ہے جو سنہ ۱۵۵۱ میں لاطینی سے انگریزی میں ترجمہ کیا گیا تھا -

(۱) ایک قسم کا مذہبی گانا ہے - (۲) ایرینا کہتے ہیں اکھاڑے یا دنگل کے ایک حصہ کو ' جہاں وحشی اور خونخوار جانور آپسمیں لڑاے جاتے تھے

نقصان کي وجهه

اس تباهي کے لئے ترکي سپاه کسي طرح جوابده نہيں هوسکتي - سپاهي اب بهي ويسے هي جانفروش اور دلير ثابت هوئے هيں جيسے کے پہلے تھے - اور یہ آنهي کي جانبازي اور ثابت قدمي تهي' جس نے کار زار اسکز کوئي کو تيس دن کا طول ديديا' ورنه کوئي اور فوج تو ان حالات ميں ايک دن بهي نه ٹهرسکتي - البته اس کے ذمه دار وہ با اختيار ترکي حاکم اور اعلى عهده دار هيں' جو اپنے اوپر حد سے زيادہ اعتماد کرتے تھے اور بلغاريوں کو طفل مکتب سمجهکر يه تصور کئے بيٹھے تھے که عثماني سپاه پر غلبه پانا ممکن نہيں' حمله کے وقت ترکي فوج هرگز جنگ کے لئے تيار نه تهي - ذمه دار فوجي حکام کا یہ زعم غلط تها جويه سمجهے بيٹھے تھے که کاغذ پر اپني سپاه کي تعداد زيادہ دکهانے سے اس فوج کے مقابلے ميں شکست کا منهه ديکهنا نه پڑے گا' جو اگر چه تعداد ميں تو قليل هے' مگر ۲۵ سال سے برابر جنگي تياريوں ميں مشغول هے - ميرے لئے نا ممکن هے که پوري صحت سے بدنظمي اور بے ترتيبي کا خاکه کهينچوں اور پهر کسي کو اس کي صداقت پر يقين کرنے کے لئے مجبور کروں جو ترکي فوجوں ميں هر جگهه موجود هے - ترک سپاهي تيس شبانه روز بے آب و دانه و بے پناه پڑا رها' پهر بهي اس نے جوهر مردانگي دکها کر جان دي - افسوس که دنيا کي نهايت جانفروش اور انتها درجه کي شجاع فوج بے پروائي' ناداني' اور غلط بر خود اعتمادي پر قربان کردي گئي ! ! -

فوج ميں با قاعده کمسريٹ کا انتظام تک نہيں هے - دار السلطنت سے ميدان کارزار صرف ۵۰ ميل کے فاصله پر تها اور مزيد سهولت يه تهي که ريلوے لائن بالکل فوج کے عقب ميں تهي مگر اس حالت ميں بهي ترکي ذمه دار حکام ايک برگيڈ کو خوراک نه پهنچا سکے بلکه انهوں نے ان چار فوجي جمعيتوں کو خوراک اور سامان حرب بهيجنے کي کوشش هي نہيں کي اور یہ سمجهکر انهيں بهوک کے حوالے کرديا تها' که خداے رزاق اسمان سے انکے کهانے کيلئے تمام سامان اتاردے گا اور پينے کے لئے چٹانوں سے پاني کے چشمے جاري کردے گا - اس قرباني کي انساني روحوں کو قربان گاه کي طرف تو روانه کرديا' ليکن کسي کو اسکا خيال تک نه آيا که مجروحوں کي تيمار داري کے لئے بهي کسي سامان کي ضرورت پڑيگي - بهيجنے کو توپخانه بهي بهيجا مگر سامان چند هي گهنٹوں کا کافي سمجها گيا اور پچاس ميل تک اس کے لئے امداد کي فوج بٹهانے کي لازمي ضرورت پر توجه نه کي -

ترکوں کے پاس ميں ايک بهي مشين سے چلنے والي توپ نہيں ديکهي اور اگر کوئي هے' تو خدا جانے اسکا کيا حال هے ؟ دوران جنگ ميں بلغاري توپخانه نے بے مثل کارداني دکهائي - نه صرف ترکي مدافعت هي کو توڑا بلکه اپني آتشيں قادر اندازي سے فوراً هر ايک حملے کي نقل و حرکت کو بهي روکديا اور ترکي سپاهيوں کا ارمان دل کا دل هي ميں رہ گيا - اس ميں کوئي شک نہيں که ترک سپاهيوں نے حيرت انگيز طاقت برداشت دکهائي' ليکن آخر اسکي بهي ايک حد هوني چاهيے - افسوس که ترک حکام نے اپنے اعلى درجه کے سپاهيوں کے لائق بالائي مگر جنگ کے لئے اشد ضروري باتوں کا انتظام نه کيا' اور ايسے دشمن کو غلبه پانے کا موقعه ديديا' جو معمولي حالت ميں هرگز کامياب نه هو سکتا - لولي برغاس کا معرکه بڑا اهم تها' اور اگر ترک بلغاريوں کو ايک کاري ضرب لگا ديتے جسکا اپني سپاه کي شجاعت و جانبازي کے لحاظ سے انهيں پورا موقعه حاصل تها' تو وہ جنگ کا رخ بدل ديتے' اور بلغاريوں کو پيچهے دهکيل کر' مغربي علاقه ميں سرويوں اور يونانيوں کي خبر لے سکتے -

---

دنيا کي ايک بهترين مگر مظلوم قوم

ايک مشهور فرانسيسي مصنف کي راے

فرانس کے مشهور ناولسٹ " پيري لوتي " نے اخبار فگارو ميں اپنا ايک نهايت فصيح و بليغ مضمون شايع کرايا هے' جسکا عنوان يه هے : " ترک لوگ قتل عام کر رهے هيں " - (یہ ايک فقره هے جسے فرانس کے گلي کوچوں کے اخبار بيچنے والے لڑکوں نے اپني صدا بنالي هے) اس مضمون ميں اُن بعض اعتراضات کے جواب دیے گيے هيں' جو مخالفين کي جانب سے ترکوں پر کيے جاتے هيں - شروع مضمون ميں موسيو لوتي نے عربوں کے اُس قتل عام کي طرف اشاره کيا هے' جو طرابلس ميں اطاليوں کے هاتهه سے وقوع ميں آيا تها' پهر يورپ کي اُن خوفناک کارروائيوں کا ذکر هے جو چين ميں باکسروں کي شورش کو فرو کرنے کي غرض سے اختيار کي گئي تهيں' پهر خرطوم کے درويشوں کے مار ڈالنے کي طرف اشاره هے' جو انگلستان کے هاتهوں انجام پايا' پهر کيمپوں کے اکتها کرنے کا مذکور هے' جو ٹرانسوال ميں واقع هوا تها' پهر فرانسيسيوں کي اُس وحشيانه سفاکي کي طرف توجه دلائي هے' جسکا ثبوت انهوں نے الجزائر ميں عورتوں اور بچوں کا دم گهونٹ گهونٹ کر مار ڈالنے سے ديا هے - ان ساري تمهيدوں کے بعد ترکوں کي حالت کي طرف نظر کرتے هوئے لکهتے هيں :

" غريب ترک! اگر یہ سچ هے که اس حد درجه بيرحمانه جنگ ميں جو انکے خلاف چار طرف سے بيک وقت چهڑي جا رهي هے' انهوں نے قتل سے کام ليا هے' تو اسکے لئے حالات هي خواستگار معافي هيں - بهت سے لوگوں کو ميں جانتا هوں جو اپني جگهه اور ايسے خطرناک گهڑي ميں بڑي خفگي کے ساتهه اس علت ميں گرفتار کئے جائينگے که انهوں نے قتل سے کام ليا هے - یہ سچ هے که بمقابله هم لوگوں کے انکي قدامت زيادہ هے - وہ زيادہ زبردست هيں' اگرچه بهتر غصه ور اور عادتاً شريف تر هيں - زيادہ خطرناک اور ايسے هيں که جب کوئي دوسرا انکو حد سے زيادہ غصه دلاے' تو مارے غصه کے سرخ هوجائنگے - زيادہ قديم - بالخصوص وسط اناطوليه اور دشت کي سرحدوں کے وہ کاشتکار' جو ڈاکوؤں کے خلاف جلدي سے مسلح کرائے جاتے هيں' اور جنکو اپنے هاتهوں ميں هم لوگونکي شيطنت کے آلات نشانه اندازي لينے پڑتے هيں - فطرتاً ان لوگوں سے وہ کيسے متنفر هيں' جو عيسائي کهلاتے هيں' يه سب سچ هے ليکن اس کيفيت کے محسوس کرنے سے وہ کيونکر باز رهسکتے هيں که وهي لوگ (عيسائي) آس پاس ميں ظاهراً خواه چهپے چوري' ترکونکے فنا کرنيکي سازش ميں لگے هوے هيں ؟ هم فرانسيسيوں نے الجيريا' تونس' مراکو لے ليا' برطانيه نے مصر پر قبضه کرليا - ايران کو قريب قريب محکوم هي بناليا گيا هے - اطاليه نے حال ميں طرابلس کو خون سے سيراب کرکے بيرحمانه اور ظالمانه شکار کرنيکا نشان بهي دکها ديا هے - ان تمام مفروضات ميں هم ميں سے هر ايک اپنے اپنے طريقه کے مطابق ان کو مجبور کرتا هے که همارے تنفر اور بالا دستي کو محسوس کريں - همارا ادنى سے ادنى حاکم بهي مسلمانوں کے ساتهه غلاموں کا سا برتاؤ کرتا هے - ان اعتقادات سے رفته رفته هم انکي نمازيں بهي اونسے ليتے چلے جاتے هيں - ان نيند کے ماتوں پر هم دباؤ ڈالتے هيں اپني بے فائده شورشوں کا' چست و چالاک کرنے کي خفگي کا' اپني شراب کا' غرضکه اپني افسانيت کي جمله خرابيوں اور آلودگيوں کا - جهاں کهيں هماري نگهباني هے'

ایک اور فتح

— * —

عثماني بیڑے کي مدد سے

عثماني بیڑے نے اس بلغاري فوج پرگوله باري کي ' جو (بیوک شتمجه) کی طرف عثماني میمنه پر حمله کر رهي تهي - بیڑے کي شدت آتشباري سے حمله آوروں کي کئي توپیں ضائع هوگیئں ' اور انکو مجبوراً حمله کا رخ (بیوک شتمجه) سے (مرا دلي) کي طرف پهیرنا پڑا -

---

جرمني اور دولت علیه

— * —

جرمني کي صلاح یه هے که جنگ جاري رهے

— * —

دولت علیه کو جرمني صلاح دیتي هے که جنگ جاري رکهني چاهیے -

چتلجا میں ایک اور معرکه

— * —

جیش عثماني کے قائد عام کے پاس سے اس مضمون کا تار موصول هوا هے " دشمن کي فوج جو ۱۸ نومبر کو میمنۂ عثمانیه اور ۱۹ نومبر کو میسرے کي طرف بڑهي تهي ' نهایت شدید نقصانات کے ساتهه واپس گئي - توپوں کي گوله باري جاري هے -

---

بلغاریا کي قادر اندازي کا خاتمه هوگیا

— * —

چتلجا کا دوسرا معرکه اب تک ختم نهیں هوا ' بلغاري فوج کے میمنه و میسره کو شکست هوچکي هے اور اسکا شیرازه نظام بالکل برهم هے -

عثماني فوج کا جبهة الجیش (فوج کا سامنے کا حصه) آتشباري کر رها هے - بلغاریا کے نقصانات کي تعداد هزاروں تک پهنچ چکي هے - هر مرتبه سخت و شدید نقصانات کے ساتهه غنیم کو فرار کرنا پڑا -

---

چتلجا میں معرکه ثانیه

— * —

آخري هزیمت کے بعد سے بلغاریاکي قادر اندازي کا خاتمه هوگیا هے - اب بلغاري توپوں کے گولے نشانے پر نهیں لگتے -

---

۴ سو سپاهي اور ۲۰ افسر

— * —

(۱۱ نومبر)

باب عالي کو جیش عثماني کے قائد عام اطلاع دیتے هیں :

" جیش شرقي میں بندوقیں اور توپیں نهایت شدت اور حیرت انگیز کامیابي کے ساتهه آج صبح کام کرتي رهیں - همارے دو توپخانوں نے بلغاري پیادوں کو شکست دي ' اور انکي کئي باتریوں کو بالکل خاموش کردیا - هماري فوج کے ایک رسالے نے دشمن کي کمینگاهوں پر بهي حمله کیا ' اور بالاخر انکو شکست عظیم هوئي -

غنیمت میں اسلحه اور دیگر سامان بکثرت هاتهه آیا هے - دشمن کي اس فوج کے ۴ سو سپاهي اور ۲۰ افسر بهي کام آئے ' جس نے همارے میمنه کے مرکز پر حمله کیا تها " -

---

ایک اور شکست

— * —

باب عالي کو قائد عام نے یه اطلاع دي هے که " چتلجا " میں توپیں اور بندوقیں برابر آتشباري کر رهي هیں - بلغاري پیادوں نے یه چاها تها که قلب جیش کي طرف سے بڑهیں ' مگر هماري فوج نے انهیں پیچهے هٹا دیا ' اور انکي تمام باتریوں کو خاموش کردیا - غنیمت میں میٹرلوز قسم کي دو توپیں بهي هاتهه آئیں -

---

باب عالي اطلاع دیتی هے که " چتلجا " میں هماري فوج نے قریب مغرب بلغاریا کي اس فوج پر حمله کیا ' جو کمینگاهوں میں چهپي هوئي تهي - الحمد لله که هماري فوج نے دشمن کي فوج کا بڑا حصه تباه کردیا - غنیمت میں ۱۲ سو بندوقیں اور بکثرت ذخائر جنگ هاتهه آیا -

---

فوج بلغاریا کا فرار

خط چتلجا سے

— * —

(۲۰ نومبر)

بقیه بلغاري فوج " چتلجا " کے خط دفاع سے فرار کرکے (باباس) اور (بورغاس) کے خط دفاع کي طرف چلي گئي هے کیونکه اب یهاں اسکے لیے تباهي کے سوا اور کچهه نهیں هے -

---

فهرست

زراعانۂ هلال احمر

— * —

ان الله اشتري من المومنین انفسهم و اموالهم بان لهم الجنه

(٤)

	آنه	روپیه
جناب حاجي مصلح الدین صاحب کلکته		۵۰
جناب یوسف حسن خاں صاحب - فاروقي سب انسپکٹر جےپور		۲۲۵
بذریعه جناب عبد الغفور و رسول صاحبان - بلدانه		۳۰۰
جناب عاشق علي خاں صاحب صوبه دار - بهار (مني آڈر فیس ۱ روپیه ٦ آنه)	۷	۱۳۲
جناب چودهري محمد اسحاق صاحب - کلکته		۸۰
فتح محمد کاتم الاسرار مجلس حق پرست قدرہ اسماعیل خاں		۰۸
جناب کنڈکٹران ٹرامویے کمپني - راجه بازار ڈپو کلکته	۱۰	۳۴
انجمن رونق الاسلام - کلکته	۱	۲۷
جناب شیخ تراب علي صاحب - شام نگر		-
جناب لطف علي صاحب - شام نگر	۱۰	۱
جناب پیارے صاحب - مخدوم پور - گیا	۴	۱٦
جناب محمد یوسف صاحب - کلکته	۱۲	
جناب محمد یعقوب صاحب - وزیگاپٹم		۵
سید ناظر الحسن صاحب - انار بستي		۵
مولانا حکیم محمد عبد الحکیم صاحب سیف شاهجهانپور		[illegible]
جناب سید محمد فرخ سیر صاحب زیدی		۲
معرفت محمد عبد العزیز صاحب - منماڑ -		۴
میزان	۱۳	۹۱۴

Printed & Published by MOULANA A. . AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. & Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA

کامل پاشا کا اپنے دوستوں سے شکوہ

— * —

کامل پاشا نے دول یورپ کے خلاف ایک تحریر شائع کی ہے - اسکا بیان ہے کہ ہماری طیاریاں بمشکل شروع ہوئی ہونگی کہ ہمکو ایک ایسے اعلان جنگ کے جواب پر مجبور کیا گیا جو یورپین سازش کا نتیجہ تھا - اس سے انکا اصلی مقصد یہ تھا کہ کسی طرح ہمارے یورپین مقبوضات کے آپس میں حصے بخرے کرلیں - قریباً دو هفتے کا ذکر ہے کہ ہمنے دول سے مداخلت کے لئے درخواست کی کہ وہ التوائے جنگ پر فریق کو رضامند کریں ' مگر وہ ایسا کیوں کرتے لگے تھے ؟ اسوقت تک دشمن ہمارے مورچوں اور شہروں پر قابض نہیں ہوئے تھے - کچھہ روز تماشہ دیکھنے کے بعد دول یورپ نے عام طور سے مداخلت کرنے کا فیصلہ کیا - اسوقت غنیم مقامات پر قابض ہوگئے تھے ' اور ساتھہ هی یہ وہ وقت تھا کہ ہماری طیاریاں شروع ہو چکی تھیں اور آخری جنگ میں غنیم کو یقین ہوگیا تھا کہ اب ترکوں سے بر سر پیکار ہوکر فتح حاصل کرنے کا خیال محال هی نہیں بلکہ موہوم ہے - جب انکو ہر جنگ میں ذلت بخش شکستوں کا سامنا کرنا پڑا ' تو (مرتا کیا نہ کرتا) بلغاریا کے مسلم دستوں نے دن دهاڑے گانوں جلانے شروع کردیے ' اور ضعیف مرد و عورت اور بچوں کو کھلے بندوں قتل و غارت کیا - ہزاروں مسلمان خاندان انکے مظالم کے خوف سے جلدی میں بھاگ کھڑے ہوئے اور نہایت ذلیل حالت کے ساتھہ دار السلطنت میں پہنچے ' جنکو ایشائے کوچک میں بھیج دیا گیا - کیا هی اچھا ہوتا اگر دول عظام پہلے هی سے بغیر وقت ضائع کئے ہماری التوائے جنگ کی درخواست کی بابت اتحادیوں سے نامہ و پیام کرتے اور اس طرح توقف جنگ سے ہزار ها انسانوں کی جانیں تلف ہونے سے بچ جاتیں جو جنگ میں ضائع ہوئیں ' نیز وہ مسلمان بھی جلا وطن ہونے سے بچ جاتے جو بلغاری مظالم کا شکار ہوئے - آخر کار ہم میں اور بلغاریوں میں براہ راست گفتگو ہوئی اور اب بلقانیوں نے اپنے وکلا منتخب کر لئے ہیں ' جو ہمارے سپہ سالار کے ساتھہ التوائے جنگ کی بابت گفتگو کرینگے -

بالفرض اگر جنگ کا فیصلہ ہمارے حق میں ہوتا اور شاہی فوج بلغاریا میں داخل ہوجاتی تو کیا دول عظام اسوقت بھی ایسی هی ناموافقت کا اظہار کرتے جیسا وہ آج کر رہے ہیں ؟ کیا وہ ہم کو بلغاریا چھوڑنے کے لیے مجبور نہ کرتے ' جیساکہ انہوں نے ایک مرتبہ پیشتر ہمکو ایتھنس میں بطور فاتح کے داخل ہونے سے روکدیا تھا اور ہمارے مفتوحہ مقامات یونان کو دلوادئے تھے جن پر کہ ہماری سپاہ نے قبضہ کیا تھا ؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو بتلاو کہ انکی وہ تہذیب و انسانی ہمدردی کدھر ہے جسکی وہ دنیا کو تعلیم دینا چاہتے ہیں ' اور انکے انصاف کو کیا ہوا ' جسکا انکو دعوی ہے ؟

عثمـــان گزٹ

جسمیں تازہ ترین خبریں " علمی " " اخلاقی " " تاریخی " " معاشرتی " و تمدنی مضامین و مفید معلومات کے علاوہ " ترکی " " انگریزی " " فارسی " " مرهٹی " " گجراتی " اخبارات کے اعلی اور دلچسپ ترجمے شایع ہوا کرینگے - اخبار با تصویر ' رعایا کا وکیل ' گورنمنٹ کا خیر خواہ - دور عثمانیہ کی سنہری اور قابل فخر یادگار ' پایہ تخت دکن سے یکم جنوری سنہ ۱۹۱۳ ع کو نہایت آب و تاب کے ساتھہ شایع ہوگا - درخواستیں مع قیمت پیشگی پتۂ ذیل پر آنی چاهئیں ' نمونہ کے لئے ایک آنہ کے ٹکٹ آنے پر تعمیل ہوگی - قیمت مع محصولڈاک سالانہ پانچروپیہ غیر مستطیع اصحاب سے تین روپئے آٹھہ آنے -

المشتہــر

محمد عبد الحی مہتمم عثمـــان گزٹ - چار مینار

حیدر آباد دکن متصل جامع مسجد .

عثمـــانی ڈاک

—o(*)o—

دفتر جنگ کے اعلانات

انهی تاریخوں کے ریوٹرس ٹیلی گرام سے مقابلہ کیجیے

(باب عالی ۱۸ نومبر)

قائد عام عثمانی اطلاع دیتے ہیں کہ ۱۷ نومبر کو جو جنگ خط چتلجا پر شروع ہوئی تھی ' وہ شام کو اسطرح ختم ہوئی کہ ہمارے لشکر کے قلب و میمنہ کے بالمقابل دشمن کی فوج کو ایک شکست فاحش ہوئی اور تین باٹریاں بھی ضائع ہوئیں -

---

اشقودرہ میں ایک عظیم الشان فتح

— × —

قریباً ایک ہزار بلغاری مقتول اور ایک ہزار سے زائد مجروح

—:*:—

مغربی فوج کے قائد عام اطلاع دیتے ہیں کہ دامن (خادم کوئی) میں (جو اشقودرہ کے قریب ہے) دو دن سے جنگ ہو رہی تھی اسکا خاتمہ دشمن کی شکست پر ہوا - ہمارے لشکر کو غنیمت میں تین جھنڈے ' بے شمار بندوقیں ' اور دیگر سامان جنگ ملا - دشمن کے مقتولین کی تعداد ایک ہزار ہے - مجروحین کی تعداد اس سے بھی زیادہ -

---

قبالر اور استروغہ پر قبضہ

— * —

(قبالر) اور (استروغہ) کے لئے موقع (پوزیشن) پر ہماری فوج قابض ہوگئی ہے ' یہ موجودہ نقشۂ جنگ میں اہم ترین مقامات تھے -

---

(فلسلیچ) کی واپسی اور قروزانہ کی طرف پیش قدمی

— * —

ہمارے لشکرنے (فلسلیچ) واپس لے لیا ' اور عنقریب (قوزانہ) کی طرف بڑھیگا -

---

ایک نصرت عظیم

— * —

۹ ہزار بلغاری قید ہوے

— * —

تمام خطوط (چتلجا) پر پرسوں سے اس وقت تک جیش عثمانی اور جیش بلغاری میں ایک شدید معرکہ ہوتا رہا -

عثمانی بیڑے کی توپوں نے دشمن کی اس فوج کے بہت بڑے حصہ کو تباہ کردیا ' جس نے جیش عثمانی کے میمنہ پر مارکوس کی طرف سے حملہ کیا تھا - لیکن بالاخر نصرت الہی کا ظہور ہوا اور ایک ایسی ذلت بخش اور یادگار شکست کے ساتھہ تمام بلغاری فوج تباہ ہوگئی ' جسکی مثالیں کم ملینگی -

علاوہ اور نقصانات عظیمہ کے ۹ ہزار بلغاری گرفتار کرلیے گئے -

دشمن کو ایک اور ہزیمت

— * —

بلغاری فوج کے قلب کو شکست فاحش اور ۱۸ توپوں کی تباہی

جیش عثمانی اور بلغاری کے حصۂ قلب میں باہم ایک شدید معرکہ ہوا - لیکن بالاخر قلب کے دشمن کو شکست ہوئی ' اور ۱۸ توپیں بھی انکی ضائع ہوگئیں -

لا تهنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحکیم)

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
ـ ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

Al-Hilal,
Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam Azad.
7-1, MacLeod street,
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.
Half-yearly „ „ 4-12.

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۲۳ — کلکتہ : چہارشنبہ ۸ محرم الحرام ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۱
Calcutta: Wednesday, December 18, 1912.

فہرس

— * —

تصاویر

— * —

بقیہ عید اضحی

— * —

اس ہفتے "مسلم لیگ" کے مضمون نے اسقدر جگہہ لے لی کہ "عید اضحی" کا آخری نمبر درج نہو سکا - انشاء اللہ آئندہ نمبر میں ختم کر دیا جاے گا کہ اسکا سلسلہ بھی ارادے سے زیادہ بڑھگیا ہے -

اس ہفتے کا افتتاحیہ مضمون اگرچہ ایک ہی موضوع پر داستان طویل ہے ' تاہم نظر بہ اہمیت موضوع و مناسبت وقت ' امید ہے کہ آپ اول سے آخر تک پوری توجہ کے اسے ایک بار پڑھ لیں گے -

شذرات

— * —

ہفتۂ جنگ ۱۶ کو صلح کانفرنس کا انعقاد ہوا - سر اڈورڈ گرے نے اپنی تقریر میں وکلاے صلح کی طرف خطاب کرتے ہوے کہا :

" جنگ کے بعد جب کبھی صلح ہوا کرتی ہے ' تو اس میں خواہ مخواہ دقتیں پیش آیا ہی کرتی ہیں - میں نہیں چاہتا کہ آپ صاحبوں کی حالت کا اندازہ کروں - اس سے بڑھکر شرافت اور انسانیت کا کوئی کام نہیں ہوسکتا کہ ان مشکلات پر غالب آکر اپنے تمام مساعی جمیلہ کا اختتام صلح پر کیا جاے - مجھے یقین ہے کہ اگر آپ ایسا کرینگے تو وہ سنگ بنیاد ڈال دینگے جسپر سچی دانائی اور مدبری کے ہاتھوں آپ میں سے ہر ایک کی اخلاقی ' اقتصادی اور قومی ترقی کی عمارت کھڑی کی جاے گی - اگر ایسی مدبری نہ ہو تو آیندہ نسل کے لئے جنگ کے فوائد کسی کام کے نہیں ہوتے اور انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچاتے - اگر ایسی مدبری کو کام میں لایا جاے ' تو جنگ کے نقصانات تک کی بخوبی تلافی ہو جاسکتی ہے ' اور تلخیاں صلح کی نعمتوں کے ساتھہ خوشگوار بن جاتی ہیں - میں زیادہ کچھہ نہیں کہتا - دعا کرتا ہوں کہ آپ اپنے مقاصد میں کامیاب ہوں ' اور آپکا کام انجام کو پہنچے - میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ جس نیک غرض سے آپ یہاں جمع ہوے ہیں - اس میں ہر فرد کی ہمدردی اپکے شامل حال ہے - نیز اگر آپ صلح کرینگے ' تو تمام یورپ کی نظروں میں اپنی عزت کا منظر پیش کرینگے "

اسکے بعد وکلا کی طرف سے ان عمدہ اظہارات کیلیے سر ایڈورڈ گرے کا شکریہ ادا کیا گیا اور انسے اعزازی صدارت کی درخواست کی -

۱۷ کو وکلا کی دوسری نشست صبح کو ہوئی اور تیسری عصر کو -

فہرست کتب

کتاب	جلد	قیمت
تفسیر ابن کثیر	۵ جلد	۳۰۰/-
" مواہب الرحمٰن	۱۰ "	۷۰۰/-
" معارف القرآن	۸ "	۴۰۰/-
احسن التفاسیر	۶ "	۳۰۰/-
تفسیر حقانی	۴ "	۳۰۰/-
تفسیر عثمانی	-	۱۰۰/-
تفسیر بیان القرآن	۳ "	۴۰۰/-
تفسیر ثنائی	۳ "	۲۰۰/-
" مظہری	۱۲ "	۶۰۰/-
تبویب القرآن (علامہ وحید الزماں)	-	۱۰۰/-

احادیث

کتاب		قیمت
بخاری شریف مع شرح تیسیر الباری		۳۹۰/-
مسلم شریف مع شرح نووی		۳۲۰/-
ابو داود شریف (ترجمہ		۱۵۰/-
نسائی شریف "		۱۵۰/-
ابن ماجہ شریف "		۱۰۰/-
مؤطا امام مالک "		۱۰۰/-
ترمذی شریف ترجمہ بدیع الزماں)		۱۵۰/-
مشکواۃ شریف "		۱۲۰/-
ریاض الصالحین		۸۰/-
بلوغ المرام ترجمہ		۵۰/-

تاریخ

کتاب	جلد	قیمت
تاریخ ابن خلدون	۱۳ جلد	۷۰۲/-
" طبری	۱۳ "	۶۴۲/-
" اسلام (شاہ معین الدین)		۱۰۰/-
تاریخ الخلفاء		۵۰/-
تاریخ دعوت و عزیمت (		۱۲۵/-
تاریخ اسلام (	۳ جلد	۱۹۰/-

....

کتاب	قیمت
تہذیب نسواں	۳۰/-
تعبیر الرؤیاء	۱۵/-
کشف المحجوب	۳۰/-
ہدیۃ الشیعہ	۴۰/-
موت کا منظر مع مرنے کے بعد کیا ہوگا (مولانا عاشق الٰہی)	۱۸/-

مولانا محمد صادق سیالکوٹی کی شہرۂ آفاق تصانیف

کتاب	قیمت
صلوٰۃ الرسول	۱۶/-
جمال مصطفےٰ	۳۰/-
انوار التوحید	۲۸/-
ریاض الاخلاق	۲۸/-
سید الکونین	۲۸/-
خطبہ رحمۃ للعالمین	۲۸/-
ضرب حدیث	۲۰/-
اعجاز حدیث	۲۰/-
قرآنی شمعیں	۲۰/-
اصلاح معاشرہ	۲۰/-
مسلمان کا سفر آخرت	۲۰/-
عالم عقبےٰ	۲۰/-
سبیل الرسول	۲۰/-
حزب الرسول	۱۲/-
حج مسنون	۱۲/-
رحمت عالم کی دعائیں	۶/-
انوار الزکوٰۃ	۶/-
صد احادیث (والی حجاز کے ارشادات)	۶/-
تجلیات رمضان	۶/-
سرور دو عالم کا پیام آخریں	۴/-
شان رب العالمین	۴/-
جماعت مصطفےٰ (وال بطحا)	۳/-
ساقی کوثر	۳/-
نماز جنازہ	۳/-
بستان الاربعین	۳/-
ارشادات شیخ عبدالقادر جیلانی	۳/-
مقام والدین	۳/-
ریاض الاربعین	۲/-
قندیل	۴/-
نماز مقبول مع نورانی نماز	۲/-

اِس کے علاوہ پاکستان میں چھپنے والی اسلامی کتب ہمارے ہاں دستیاب ہیں

دیدۂ سعدی و دل همراہ تست * تا نہ پنداری کہ تنہا می روی !

— * —

اے وہ لوگو کہ زخمیوں کے ملک میں جارہے ہو ! جب وہاں پہنچکر زخموں کو دھونا ' تو خدارا سختی نہ کرنا '
کہ وہ زخم ' اُن زخمیوں کے نہیں ' بلکہ اسلام کے ہیں !

— * —

شفى الله مرضى بالعراق ' فانني * على كل مرضى بالعراق شفيق
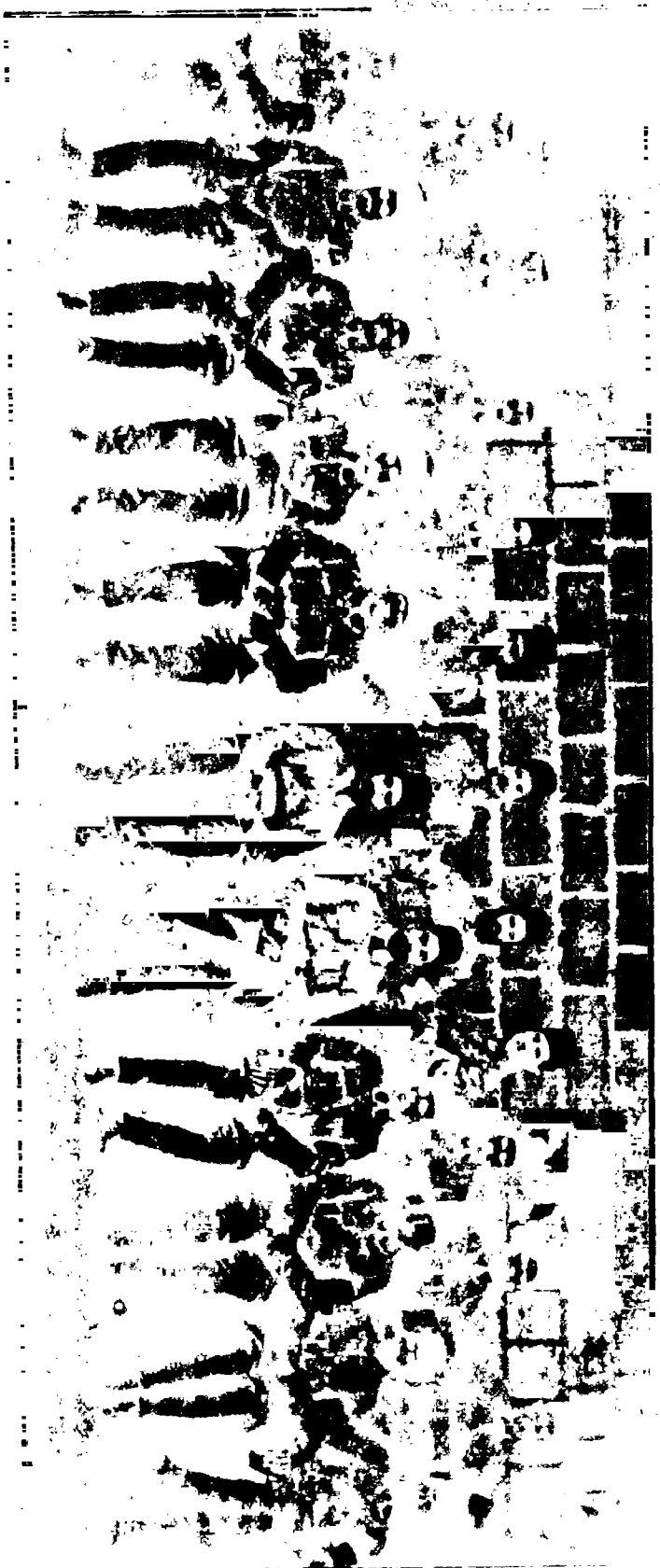
البعثة الطبيه للهلال الاحمر الهنديه

یعنی ہلال احمر کا مڈیکل مشن ' جو ڈاکٹر انصاری کی سرکردگی میں ۱۵ کو بمبئی سے روانہ ہوگیا - یہ گروپ بھوپال کے اسٹیشن پر مسٹر تمکین محمد خاں صاحب متعلم آرٹ اسکول بمبئی نے کھینچا تھا - بالکل وسط میں ڈاکٹر انصاری ہیں ' اور انکے بائیں جانب اس تحریک کے روح رواں مسٹر محمد علی ایڈیٹر کامریڈ '

اس سے پہلے ۱۱ دسمبر کی تقریر میں سر ایڈورڈ گرے نے کہا کہ اگر لندن کی کانفرنس کے بعد ضرورت ہوئی تو پیرس میں ایک با قاعدہ کانفرنس بھی منعقد کی جاےگی - مقامی معاصر امپائر کا ایک خاص تار مظہر ہے کہ سفارتی گفتگو کے حالات کچھہ زیادہ قابل اطمینان نہیں پاے جاتے - سر ایڈورڈ گرے کی تقریر سے بھی تشویش ظاہر ہوتی تھی -

اسکے بعد خیال ظاہر کیا ہے کہ دول یورپ کے حالات بھی اچھے نہیں ہیں ' لیکن ہم کو تو سر ایڈورڈ گرے بالقابہ ہی کی نسبت عرض کرنا ہے :

قتنے سب ہیچ ہوي قیامت کے
لیکن آگے تمھاري قامت کے ؟

یونان کي جنگي فتنہ پردازیاں جاري ہیں - آج کا تار ہے :

" ترکي بیڑوں اور یوناني جہازات (اسکوڈرن) میں کل صبح در دانیال اور امبروس کے مابین گھنٹے بھر تک مقابلہ ہوتا رہا - قسطنطنیہ کي خبر ہے کہ یوناني کروزر " جارجیو سیوروف " پر کئي گولے لگے ' یہاں تک کہ اُسکي بڑي توپ بھي خاموش کردیگئي اور بالا خر یوناني پیرس کي جانب بھاگ گئے - ترکوں کو کسي قسم کا نقصان نہیں پہنچا - برخلاف اِسکے یونانیوں کا بیان ہے کہ ترک قلعہ کي آڑ میں رہے - اور آخر کار در دانیال کي طرف نکل گئے - پانچ یونانیوں کو ھلکے ھلکے زخم بھي لگے ہیں "

مسلم لیگ ۱۰- تاریخ کے اسٹیٹسمین میں ۹ دسمبر کي بھیجي ہوئي ایک تار برقي اس مضمون کي شائع ہوئي تھي

The political CONFERENCE under the auspices of the Council of the All-India Moslem League will be held at Lucknow on the 31st instant.

جسکا صاف مطلب یہ ہے کہ " ۳۱ دسمبر کو لیگ کي سرپرستي میں ایک پولیٹکل کانفرنس ہوگي " مگر اب لیگ کي جانب سے ایک اعلان اخبارات میں شائع کیا گیا ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صرف لیگ کي کونسل کي ایک مخصوص میٹنگ ہوگي تا کہ چند مسائل پر غور کرے - ہم نہیں سمجھہ سکتے کہ ان مختلف بیانات میں راہ تطبیق کیا ہے ؟

پہلے تار میں ایک کانفرنس کا اعلان ہے جو لیگ کے کونسل کے ممبروں کي نہیں ' بلکہ اسکے اہتمام سے ہوگي ' لیکن اعلان میں خود کونسل کے ایک اجلاس کا ذکر ہے - اگر دوسرا اعلان صحیح ہے تو پھر یہ جلسہ محض ایک بیکار شے ہے ' اور التواے لیگ کي تلافي کي امید کا کسي طرح مستحق نہیں -

۹ کا تار زیر بحث مسائل میں " موجودہ پولیٹکل حالت " کو بھي ایک مسئلہ قرار دیتا تھا ' لیکن اعلان سے وہ اوڑا دیا گیا ہے - اس وقت نہ صرف مسلمانان ہند کي پولیٹکل حالت کا مسئلہ درپیش ہے ' بلکہ سب سے اہم تر خود اسلام کي پولیٹکل حیات کا - ضرورت اسکي ہے کہ مسلمانوں کا ایک عظیم الشان مجمع اپنے اُن اصلي جذبات کا اظہار کرے ' جو انگلستان کے موجودہ رویے سے انکے دلوں میں اضطراب پیدا کر رہے ہیں ' اور جنکے اظہار میں رنگون کے باغیرت مسلمانوں نے قابل صد تحسین پیش قدمي کي ہے -

افسوس ہے کہ کارکنان لیگ لیگ کو دوبارہ زندہ کرنے کي ایک بہترین فرصت کھو رہے ہیں ' اور اس طرح خود اپني موت کا اعلان کرتے ہیں - یہ سچ ہے کہ چند آدمیوں کي عبودیت کي کي زنجیریں انکے پانوں میں ' اور اپنے نفس خائف کي غلامي کا حلقہ انکے کانوں میں پڑا ہے ' مگر باوجود اسکے بھي چاہیں ' تو اپنے دماغوں کے آپ مالک بن سکتے ہیں -

کیسا نازک ' اور اظہار افکار کا اصلي وقت ہے جو مسلمانوں کے سامنے ہے ' جو کام اس موسم میں نہ ہوسکا وہ مدتوں تک نہوسکے گا -

ہم نے آج کي اشاعت کے افتتاحي مضمون میں جو کچھہ لکھا ہے ' ناظرین اُسے غور سے پڑھیں - ہم کو یقین ہے کہ افکار عمومیہ کي موجودہ حرکت انشاء اللہ ضائع نہ جاےگي ' اور قوم اپنے اس نئے دور حیات کیلیے ایک نئي راہ پیدا کرلے گي -

---

ارشاد الملوک ہز آنر سر جیمس مسٹن کي پوري اسپیچ علي گدہ کا ترجمہ پچھلي اشاعت میں درج کرنے کیلیے کمپوز چکا تھا مگر اخر میں قلت گنجایش کے سبب سے رہگیا ' اس ہفتے بھي تمام صفحات رکے ہوے ہیں ' اسلیے صرف اس کا ایک ٹکڑا شائع کیا جاتا ہے -

انکي اسپیچ کے اکثر مقامات ایسے ہیں کہ غور کے ساتھہ پڑھے جائیں ' علی الخصوص انھوں نے علي گدہ کالج کي موجودہ حالت ' کالج کے متعلق خوف انگیز خیالات و حالات کے ظہور ' قدیم و جدید جماعتوں کي کشمکش ' طلبا کے نئے افکار و جذبات ' عدم اشتغال سیاسي ' اور اسي طرح کے مطالب مہمہ کي نسبت جو کچھہ فرمایا ہے ' اُسکا ہر حصہ بحث طلب ہے ' مگر اس وقت اس ٹکڑے کو دیکھنا چاہتے ہیں جسمیں ہز آنر نے موجودہ اسلامي مصائب کي نسبت نہایت مرثر اور دل نشین طریقے سے ہمدردانہ خیالات ظاہر فرمائے ہیں -

ہم انکي مخلصانہ ہمدردي کي ممنونیت میں اگر کمي کریں تو یہ ناشکري ہوگي - جو کچھہ اسٹریچي ہال میں کہا گیا ' وہ بہت اچھا ہے اس سے ' جو گلڈ ہال میں کہا گیا تھا - ہز آنر کے پر محبت ارشادات و اعترافات پڑھکر بے اختیار جي میں آیا کہ انگلستان کي وزارت کے لیے درحقیقت مسٹر اسکویتھہ سے زیادہ بہتر سر جیمس مسٹن ہیں - ہمارا بس چلتا تو ہم گورنمنٹ اف انڈیا اور انگلستان کي شاہنشاہي میں باہم ایک مبادلۂ حکومت کي خواہش کرتے اور کہتے کہ انگلستان کي وزارت پر سر جیمس بالقابہ نامزد ہوں اور انسے کہا جاے کہ گلڈ ہال میں بلقاني مسئلہ پر ایک تقریر کریں ' لیکن مسٹر اسکویتھہ کو صوبجات متحدہ کي حکمراني کیلیے منتخب کیا جاے - تاکہ علي گدہ میں تشریف لاکر ہمیں باب مسیحیت کا ایک نظارہ دکھلا دیں - یہاں انکے ساتھہ جیسي گذرتي ' گذرجاتي لیکن دراصل فکر وہاں کي تھي -

ہز آنر نے مسلمانوں کے تاریخي افتخارات کي طرف کیسا ہمدرد انہ اشارہ فرمایا ہے ؟ انھوں نے ہمارے کارنامے ایک ایک کرکے گنائے ہیں ' انھوں نے مرحوم بغداد کا ذکر کیا ' اور اسپین بھي یاد دلایا ' جہاں سے آٹھہ برس کي حکومت کے بعد ہم مسیحي اسپتلا سے نکالے گئے ' لیکن آہ کہ انھوں نے سب کے آخر میں اس " خوبصورت شہر " کا بھي ذکر فرمایا جو " ہم نے بیز نطاني فرماں رواؤں سے لیا تھا اور جس پر اب تک قابض چلے آے ہیں " شاید اس ذکر کو نظر انداز کر دیا جاتا تو بہتر تھا ' کیونکہ اس طرح بہت سے بے موقع افکار دماغ میں جمع ہوگئے - ہمکو بے اختیار یاد آگیا کہ یہي " خوبصورت شہر " اور ہماري آخري متاع جمال ہے ' جسکے لئے تمام مسیحي یورپ ہمارا رقیب ہے ' جسکي وجہہ سے صلیب کے مقدس دیوتا پر ہماري قرباني جائز سمجھہ لي گئي ہے ' اور جسکے فتح کي خبر کو تھوڑي ہي دیر کے اندر انگلستان کا وزیر اعظم سننا چاہتا ہے !!

قسطنطنیہ میں صلح کي مخالفت

— * —

تلغراف خصوصي بنام الہلال

(۱۴ دسمبر) " صلح کي طیاري سے ملک میں آثار شورش و اضطراب ' گرفتاریاں عمل میں آرہي ہیں " -

الجهاد ! الجهاد !!

— * —

الجهاد في سبيل الحرية !

— * —

انفروا خفافا و ثقالا !

— * —

وفاداري اور بغاوت

دونوں کا وقت آگیا

وفاداري گورنمنت سے ' اور بغاوت مفسد لیڈروں سے

— * —

فلا تخافو هم' و خافون ان کنتم مومنین (۳ : ۱۷۰)

انسے مت ڈرو ' الله سے ڈرو ' اگر تم مومن هو !!

— * —

اس وقت هے دعا و اجابت کا وقت میسر !
ایک نعرہ تو بهي پیشکش صبح گاہ کر !

— * —

وعظ یوسفي

— * —

یا صاحبی السجن !	اے یاران محبس ! بہت سے مالک اور آقا
ارباب متفرقون خیر	بنا لینا اچها هے یا ایک هي خداے قهار کے
ام الله الواحد	آگے جهکنا ؟ تم جو الله کو چهوڑکر اور
القهار ؟ ما تعبدون	معبودوں کو پوج رهے هو ' اور یه اسکے سوا
من دونه الا اسماء	کیا هے که چند نام هیں جو تم نے اور
سمیتموها انتم	تمهارے پیش روؤں نے گهڑ لیے هیں ؟
و ابا و کم ما انزل	حالانکه خدا نے توانکے لیے کوئي سند بهیجی
الله بها من سلطان '	نهیں - اے گمراهو ! یقین کرو که تمام جهان
ان الحکم الا لله ! امر	میں حکومت صرف اس ایک خدا هی
الا تعبدوا الا ایاه '	کیلیے هے ! اس نے حکم دیا هے که صرف
ذلک الدین القیم '	اسي کے آگے جهکو ! یهي دین اسلام کا
و لکن اکثر الناس	سیدها راسته هے ' لیکن اے واے که اکثر
لا یعلمون (۱۲ : ۴۱)	لوگ هیں جو نهیں جانتے -

— * —

تاریخ آزادي هند ' جو لکهي جاے گي

جو هونے والا هے اسکو کوئی قوم اپنی نحوست سے نهیں روک سکتي - یقیناً ایک دن آے گا ' جبکه هندوستان کا آخري سیاسي انقلاب هو چکا هوگا ' غلامي کي وہ بیڑیاں جو اس نے خود اپنے پاؤں میں ڈال لي هیں ' بیسویں صدي کي هواے حریت کي تیغ سے کٹ کر گر چکي هونگي ' اور وہ سب کچهه هو چکے گا ' جس کا هونا ضرور هے - فرض کیجیے که اس وقت هندوستان کي ملکي ترقي کي ایک تاریخ لکهي گئي ' تو آپکو معلوم هے که اسمیں هندوستان کے سات کروڑ انسانوں کي نسبت کیا لکها جاے گا ؟

اسمیں لکها جاے گا که ایک بدبخت اور زبون طالع قوم ' جو همیشه ملکي ترقي کیلیے ایک روک ' ملک کي فلاح کیلیے ایک بدقسمتی ' راہ آزادي میں سنگ گراں ' حاکمانه طمع کا کهولنا ' دست اجانب میں بازیچهٔ لعب ' هندوستان کي پیشاني پر ایک گهرا زخم ' اور گورنمنت کے هاتهه میں ملک کی امنگوں کو پامال کرنے کیلیے ایک پتهر بنکر رهي !!

اسمیں لکها جاے گا که ایک قابل رحم مگر مسحور انسانوں کا گله ' جسکے هر فرد کو کسي زبردست کاهن نے اپنے منتر سے جانور بنا دیا تها ' جو اپنے نچانے والے آقا کے هاتهه میں اپنے گردن کي رسي دیکهتی تهی اور خوش هوتی تهي ' جسمیں کوئي انساني ارادہ ' کوئي انساني دماغ ' کوئی انسانی حرکت ' اور کوئی انساني زندگي کا ثبوت نه تها - جو نه اپنے دماغ سے سونچ سکتي تهي ' نه اپني اواز سے بول سکتی تهي - نه اپنے پاؤں سے چل سکتي تهي ' اور نه اپنے هاتهوں کو اپنا هاتهه سمجهکر اٹها سکتي تهي - ایک معمول ' جو مسمرائزر کے ارادے پر زندہ هو - ایک وجود شل ' جو صرف زمین کیلیے بار هو - ایک درخت ' جو حرکت کیلیے هوا کا منتظر هو ' ایک پتهر ' جو بغیر کسي ذي روح کے حرکت دیے هل نه سکتا هو ' اور سب سے آخر یه که ایک بدبختي کا داغ ' جو انسانیت کي پیشاني پر هو :

لهم قلوب لا یفقهون بها '	انکے پاس دل هیں ' مگر سونچتے نهیں '
و لهم اعین لا یبصرون بها '	آنکهیں هیں ' مگر دیکهتے نهیں ' کان هیں
و لهم اذان لا یسمعون بها '	مگر سنتے نهیں - انکي مثال چارپایوں
اولئک کالانعام ' بل هم	کي سي هے بلکه اس سے بهي بدتر '
اضل ' اولئک هم الغافلون	وهي هیں ' جنکو غفلت کي سرشاري
(۲۸ : ۸۴)	نے انسانیت سے محروم کر دیا هے -

اسلام کي تذلیل کا ایک درد انگیز منظر

پهر اسمیں لکها جاے گا که یه حالت اس قوم کي تهي ' جو آہ ثم آہ ! که " مسلم " تهي ' جو اپنے ساتهه انساني شرف و جلال کي ایک عظیم ترین تاریخ رکهتي تهي ' جسکو دنیا کي وراثت اور خلافت دي گئي تهي ' جو دنیا میں اسلیے بهیجي گئي تهي ' تاکه انساني استبداد و استعباد کي زنجیروں سے بندگان الهي کو آزاد کرائے - جو اسلیے بهیجي گئي تهي که بیڑیوں کو کاٹے ' نه اسلیے که خود اپنے پاؤں میں بیڑیاں پهنے ' جو اسلیے آئي تهي که تمام ان زنجیروں کو ' جو خدا کي بندگي کے سوا اور شیطاني قوتوں کي (اور هر وہ استیلا جو الله کے ما سوا هے ' اسلام کي اصطلاح میں یهي نام رکهتا هے) انسان کي گردنوں میں پڑي هیں ' ٹکڑے ٹکڑے کر دے ' نه اسلیے که سب سے بهاري زنجیر کو خود هي اپني گردن کا زیور بناے - جو خدا کي نائب اور خلیفه تهي ' تاکه دنیا کو اپنا محکوم بناے - نه یه که خود محکومي پر ناز کرے - جسکے قدموں پر قوموں کو گرنا تها تاکه وہ اٹهاے ' نه یه که وہ خود خاک مذلت و غلامي پر لوٹے اور ٹهکرائي جاے -

دوسری صلیبی جنگ

— * —

صوفیا کے شاہی گرجے میں شاہ بلغاریا کو قسیس اعظم صلیبی جنگ کی
کامیابی کیلیے برکت دے رہا ہے

— * —

شتلجا

لی وہ ہلاکت فشاں عثمانی مشین گن ' جس نے ۱۶ نومبر کے معرکے میں حملہ آور بلغاریوں کی تمام سامنے
کی صفیں اوڑا دیں' اور جس کے صلے میں افسر توپ خانہ '
محمود حصاری کو تمغۂ سلطانی مرحمت ہوا -

مسلمانوں کے ملکي کارنامے

اسکے بعد وہ آنے والا مورخ ' جو هندوستان کا وقائع نگار هوگا ' لکھے گا که بالاخر وہ سب کچھہ هوا جو هونا تھا ' بیسویں صدي میں کوي ملک غلام نہیں رهسکتا تھا اور نہیں رها ' برٹش گورنمنٹ ایک کانسٹي ٹیوشنل گورنمنٹ تھي ' چنگیز خاں کا تخت قهر نه تھا - پس ملک آزاد هوا ' اور انگلستان نے اپنا فرض ادا کردیا ' لیکن دنیا یاد رکھے که جو کچھہ هوا ' اس قوم کي سرفروشي سے هوا ' جو مسلم نه تھي ' پر جو " مسلم " تھے ' انھوں نے همیشه آزادي کي جگهہ غلامي کی ' اور سربلندي کي جگهہ سجدۂ مذلت کي کوشش کي - هندوستان کی ملکي نجات یقیناً ایک عظمت اور عزت کی یادگار هے ' لیکن اس عزت میں مسلمانوں کا کوئی حصه نہیں - اگر ملک کے قوانین کي ترمیم هوي ' نئے مفید قوانین بنائے گئے ' برباد کن محصولوں اور ٹیکسوں سے انسانوں نے نجات پالي ' تعلیم جبري اور عام هوئي ' فوجي مصارف میں تخفیف هوي ' اور سب سے اخر یه که ملک کو حکومت خود اختیاري ملي ' تو صرف هندوں ' قابل عزت هندوں ' مسلمانوں کیلیے تازیانۂ عبرت هندوں کي وجهہ سے ' کیونکه انھوں نے پالیٹکس کو شروع کیا ' اور پھر پالیٹکس اسي کو سمجھا ' مگر مسلمانوں نے اسکو معصیت سمجھکر کفارہ کشی کي ' اور جب شروع بھي کیا تو شیطان نے یهہ سمجھایا که گورنمنٹ کے آگے سجدہ کریں ' یا اسکے آگے بھیک مانگنے کیلیے روئیں ' اور پھر مانگیں بھي تو اشرفي نہیں ' چاندي سونا نہیں ' لعل و جواهر نہیں ' بلکه تانبے کا ایک زنگ آلود ٹکرا ' یا سوکھي روٹي کے چند ریزے ! ذالک مثل القوم ' الذین کذبوا بایاتنا ' فاقصص القصص لعلهم یتفکرون (۷ : ۱۷۵)

مسلم لیگ

بیشک مدتوں کے بعد بند ٹوٹے ' جس کو کفر کہا تھا اسکے ثواب و طاعت هونے کا فتوا دینا پڑا ' لیکن کیونکر ؟ اپني قوت سے ' اپنے دماغ سے ' اپني هستي اور اپني روح سے ؟ نہیں بلکه

ان هم بسعي غمزۂ مردم شکار دوست !

پہلے جنکے حکم سے گمنامي کي غاروں میں چھپے تھے ' اب انھي کے حکم سے باهر نکلے تاکه مندر میں جاکر انکے آگے سر بسجود هوں - بیشک شمله ڈیپو ٹیشن کے تماشے کے بعد اسکا اخري پارٹ کھیلا گیا اور اسکا نام " لیگ " رکھا گیا ' لیکن اگر تم ایک برف خانه بنا کر اسکا نام آتشکدہ رکھدوگے ' تو کیا برف کي سل آگ کا انگارا هو جاے گي ؟ اگر تم ایک کھلونے کا پتلا لیکر اسکے سینے کے پاس کي کل کو انگوٹھے سے دبادوگے ' تاکه اپنے دونوں هاتھہ هلا کر تالي بجاے ' تو کیا اس تماشے سے وہ انسان کا بچہ سمجھہ لیا جاے گا ؟ نادانوں ! چپ کیوں هو ؟ مجھکو جواب دو ! شاید هي اجتک دنیا میں کسي قوم نے پالیٹکس کي ایسي صریح تذلیل و توهین کي هوگي ' جیسي که چھہ سال تک تم نے کي - تم نے ' اے چاندي اور سونے کو پوجنے والو ! تم نے کی - تمھارا وجود یکسر سیاست کي تحقیر ' اور تمھارے اعمال اسکي معزز پیشاني پر ایک کلنک کا ٹیکا هیں - تم نے غلامي کا ایک بتکدہ بنایا ' اور اسکا نام سیاست کی مسجد رکھا ' تم نے سجدے کا سر جھکایا ' اور قوم کو دھوکا دیا که هم عزت کا سر بلند کر رهے هیں - تم دلدل میں اپنے پانوں ڈالکر کود رهے تھے ' تاکه اور خسف و غرق هو ' لیکن قوم کو کہتے تھے که هم میدانوں میں دوڑ رهے هیں - تم خود گمراہ تھے ' پر اس پر بس نه کی اور پوري قوم کو گمراہ کرنا چاها - ضلوا فاضلوا ' فویل لهم ولاتباعهم :

حریفاں رہ دیر کردند گم
فویل لهم ' ثم ویل لهم ! !

بارها گفته ام و بار دگر مي گویم

که سوال چھت کا نہیں بلکه ان اینٹوں کا هے جو بنیاد میں رکھي گئي هیں - یه بحث فضول هے که دیوار کا کیا حال هے ' دیکھنا یه هے که بنیاد تو تیڑھي نہیں - پالیٹکس ایک آگ هے جو خود بھڑکتي هے ' اور پھر بھڑکائي جاتي هے - وہ برف کا گلاس نہیں هے جو کسي سرد مہر ساقي کي بخشش پر موقوف هو - اولین گمراهي یه تھي که برسوں کي موت کے بعد زندگي کي کروٹ لي بھی تو اپني امنگ ' اپنے جوش ' اور اپني کسی قوت کے اعتماد پر نہیں ' بلکه محض کسي کے اشارۂ چشم ' اور جنبش دست دعوت پر - نتیجه یه هوا که پالیٹکس غلامي کي ایک دوسري شکل بن گیا ' اور راہ مقصود سے باز رهنے کیلئے ایک کھلونے کا کام دینے لگا - پھر اسکے بعد ساري قوت اسپر صرف کي جانے لگي که گورنمنٹ سے مراعات طلب کي جائیں ' اور جس طاقت کو گورنمنٹ کے مقابلے میں خرچ هونا تھا ' اسکو هندؤں کے مقابلے میں صرف کیا جاے - یه اس خمار کیلیے ترشي کا ایک پورا جرعه ثابت هوا - اصل شے قوم کا یه محسوس کرنا هے که وہ اپنے پانوں پر کھڑي هے نه که کسي لکڑي کے سہارے ' لیکن مراعات کي طلب جب پیدا هوگي ' خواہ اسکا کچھہ هی نام رکھا جاے ' یقیناً اپني قوت کي جگهہ ' محض معطي کے احسان و کرم پر اعتماد هوگا - بیشک مسلمانوں کو اپنے حقوق قومي کے تحفظ سے غافل نہیں هونا چاهیے ' لیکن ساتھہ هي اصلي سعي اسکي هوني چاهیے که درخت اپني جگهہ پر مضبوط هو - تم درختوں کے سایے میں آرام و راحت لیتے هو ' لیکن کبھي اسپر بھي غور کیا هے که تمھارے باورچیخانوں میں کونسي شے جلتي هے ؟ ' وہ بھي درخت هے ' لیکن جو درخت اپني قوت نشو و حیات سے محروم هو جاتا هے ' اسکو کاٹ کر چولھے هي کے سپرد کیا جاتا هے - پس زندگی صرف قوت میں هے اور اعتماد کي جگهہ دل هے نه که کسي کي چوکھٹ -

ملک کي غلامي کیلیے مسلمانوں کي قرباني

هندو مسلمانوں کا سوال بھي ایک بازیگر کا کھیل هے ' اور بدبختي سے ناچنے والے ناچ رهے هیں - فوج میں پھوٹ پڑگئي هے اور غنیم مطمئن هے - یه خیال که " تم نے ابھي تعلیم میں ترقي نہیں کي ' اسلیے تمھارا پالیٹکس یهي هے که پہلے هندوں سے اپنے غصب کردہ حقوق چھین لو " غور کرو که حریف شاطر کي کس قیامت کي چال تھي ؟

وہ رهزن اور پھر ایسے امین سے !

سات کروڑ انسانوں کي قوت کا نشانه وہ خود کیوں بنے ' جبکه تم اس قوت کو کسي دوسرے جگهہ خرچ کرنے کیلیے طیار هو ؟ یاد هوگا که هم نے ایک بار اسکي طرف اشارہ کیا تھا - هندوستان میں قدرتي طور پر برٹش گورنمنٹ کو اپنے فوائد کے استحکام کیلیے ایک بڑي قرباني کي ضرورت تھي ' که کوئي ایک قوم ملک کو چھوڑ کر اسکے ساتھہ هو جاے ' اور اپنے ملک کي امیدوں کي قرباني کے خون سے اسکے اغراض کے درختوں کو سینچے - مسلمانوں نے خود اپنے تئیں اس قرباني کیلیے پیش کردیا ' اور جس بوجھہ کے اٹھانے سے هندوستان کي تمام قوموں نے انکار کردیا تھا ' اسکے لیے اول روز خود هي اپني گردن پیش کردي که :

بنشین در دل ویرانه ام اے گنج مراد !
که من این خانه بسوداے تو ویران کردم

انه کان ظلوماً جهولا

جو اس ملت حنیفی کی پیرو تھی ' جو دنیا مین صرف اسلیے ہے کہ حاکم ہو ' نہ اسلیےکہ غلام و محکوم ہو - آہ ! جو " مسلم " تھی ' اور پھر کونسا انسانی شرف باقی رہگیا ہے ' جو اس اللہ کے منہہ سے نکلے ہوئے خطاب محبوب و اقدس میں نہیں ہے ؟ جو " مسلم " تھی ' اور اسلیے قدرتی طور پر اسکا فرض تھا کہ ہندوستان مین وہ سب کچھہ کرتی ' جو اوروں نے کیا ' اور جسکو اپنے وجود زبوں سے اس نے ہمیشہ روکا - جو مسلم تھی ' پس چاہیے تھا کہ ہندوستان کی آزادی اور ملک کی ترقی کا جھنڈا اسکے ہاتھہ میں ہوتا ' اور ہندوستان کی تمام قومیں اسکے پیچھے پیچھے ہوتین ' کیونکہ اسکے پاس " اسلام " تھا اور " اسلام " آگے رہنے کیلیے ہے ' پیچھے رہنے کیلیے نہیں - وہ ایک قوت ہے تاکہ قومیں اسکے آگے جھک کر روحانی و جسمانی نجات پائیں ' پر وہ کسی کے آگے جھکنے کا محتاج نہیں ہے :

وکذالک جعلنا کم امۃ وسطا ' لتکونوا شہداء علی الناس و یکون الرسول علیکم شہیدا (۲ : ۱۳۷)

و جاھدوا فی اللہ حق جہادہ ' ہو اجتبا کم ' وما جعل علیکم فی الدین من حرج ' ملۃ ابیکم ابراھیم ' ھو سما کم المسلمین من قبل و فی ھذا ' لیکون الرسول شہیدا علیکم ' وتکونوا شہداء علی الناس ' فاقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ ' واعتصموا باللہ ' ہو مولاکم ' فنعم المولی و نعم النصیر ! (۲۲ : ۷۸)

اور اسی طرح ہم نے مسلمانوں کو درمیانی قوم بنایا تاکہ وہ تمام انسانوں کی ہدایت کے شاہد ہوں ' اور ختم المرسلین انکے لیے شاہد ہو - اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو ' جو حق جہاد کرنے کا ہے - اس نے تم کو تمام دنیا کی قوموں میں سے برگزیدگی اور امتیاز کیلئے چن لیا - پھر جو دین تم کو دیا گیا ہے ' وہ ایک ایسی شریعت فطری ہے جسمیں تمہارے لیے کوئی رکاوٹ نہیں - یہی ملت تمہارے مورث اعلی ابراہیم خلیل کی ہے ' اور اس نے تمہارا نام " مسلمان " رکھا ہے ' گذشتہ زمانوں میں بھی اور اب بھی - تاکہ رسول تمہارے لیے ' اور تم تمام عالم کی ہدایت اور نجات کے لیے شاہد ہو - پس ' اللہ کی رشتے کو مضبوط پکڑو ' جان اور مال دونوں کو اسکی عبادت میں لٹاو ' وہی تمہارا ایک آقا اور مالک ہے اور پھر جسکا خدا مالک و حاکم ہو ' اسکا کیا اچھا مالک ہے اور کیسا قوی مددگار !

دماغ سوچنے کے لیے ہے ' نہ کہ غفلت کیلیے - پس تمہارے پاس دماغ ہے تو اے غفلت کو بیداری ' اور موت کو حیات سمجھنے والو ! خدا را مجھکو بتلاؤ کہ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر تمہاری نسبت کیا لکھا جاے گا ؟ یقین کرو کہ اس وقت ' جبکہ یہ سطریں لکھہ رہا ہوں ' میرے دل میں ایک سخت اضطراب ہے ' میری روح بیچین ہے ' میرے جگر میں تپش ہے ' میرے دل کے زخموں کے ٹانکے کھل گئے ہیں ' اور میرے ہیجان افکار کا ساتھہ دینے سے قلم عاجز آگیا ہے - یہ کیا ہے کہ میں ایک شے کو اپنے سامنے دیکھہ رہا ہوں تم سب کے پاس بھی آنکھیں ہیں ' لیکن تم کو نظر نہیں آتا ؟ یہ کیا ہے کہ ایک آواز میرے کانوں میں آرہی ہے ' میں سن رہا ہوں پر تم نہیں سنتے ؟ آہ ! اے لوگو کہ میں نہیں سمجھتا تم کو کیا کہوں ' مجھکو خدا را بتلاؤ کہ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ تم دین قویم کے پیرو ' خطاب اسلام سے متصف و امانت الہی کے حامل ہو ' یہ سچ ہے تو تم صرف اسلیے ہو تاکہ نڈر ہو ' بے خوف ہو ' جری ہو ' ازاد ہو ' خود مختار ہو ' نہ صرف اتنا ہی کہ خود ازاد ہو ' بلکہ قوموں کو ازادی بخشنے والے اور ملکوں کو بند استعباد سے نجات دلانے والے ہو ' اور میں آگے بڑھتا ہوں کہ تم اسلیے ہو ' تاکہ جانفروش ہو ' تاکہ راہ حق میں سربکف ہو ' پھر یہ کیا ہے کہ یہ سب باتیں غیروں میں دیکھتا ہوں ' لیکن اے بدبختو تم انسے محروم ہو - یہ کیا بوالعجبی اور کیا تماشاے عقل سوز ہے ؟

پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ و ناز
بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبیست ؟ !

تاریخ ہند کا ایک خاص باب

اگر تم کہو کہ تاریخ ہند میں ہمارے لیے بھی ایک شرف و عظمت کا باب ہوگا تو تم خاموش رہو ' اور مجھسے کہو کہ میں اسے پڑھدوں - بیشک ایک باب ہوگا ' مگر جانتے ہو کہ اس میں کیا ہوگا ؟ اسمیں لکھا ہوگا کہ ہندوستان ملکی ترقی اور ملکی ازادی کی راہ میں بڑھا ' ہندؤں نے اسکے لیے اپنے سروں کو ہتیلی پر رکھا ' مگر مسلمان غاروں کے اندر چھپ گئے - انہوں نے پکارا ' مگر انہوں نے اپنے منہ اور زبان پر قفل چڑھادیے - ملک غیر منصفانہ قوانین کاشاکی تھا ' ہندوں نے اسکے لئے جہاد شروع کیا ' پر اس قوم مجاہد نے یہی نہیں کیا کہ صرف چپ رہی ' بلکہ مجنونانہ چیخ اٹھی کہ تمام کام کرنے والے باغی ہیں -

افسانۂ استبداد ہند

ملک کہ ایک خالص زرعی ملک تھا ' اسکے کاشتکار تباہ و برباد ہو رہے تھے ' ملک کی دولت انگلستان کے معدے میں بھری جا رہی تھی ' اور اس طرح ہضم ہو جاتی تھی کہ چند لمحوں کے بعد پھر ھل من مزید کا نعرہ سنائی دیتا تھا - ریلوے کی توسیع کے انگلستان کو ٹھیکے دیے جا رہے تھے ' تاکہ وہ دولت جذب کرے ' مگر آبپاشی کیلیے روپیہ نہ تھا ' کہ ہندوستان کی زمین اپنی دولت اگلے - زبان سے اقرار کیا جاتا تھا کہ تم وفادار ہو ' مگر اسلحہ کو چھونے کی اجازت نہ تھی ' کہ تم غدار ہو - ملک کی تمام دولت ستر ہزار سرخ رنگ سپاہیوں کو سونا اور چاندی کھلا کر لٹائی جا رہی تھی ' مگر ملک کے فاقہ مست کالے تعلیم اور حفظ صحت کے انتظام سے محروم تھے - نمک بھی ملتا تھا تو محصول دیکر ' اور تعلیم بھی ملتی تھی ' تو گھر بار بیچکر - پھر زمام حکومت اپنے ہاتھہ میں لیتے ہوے محبت کے لہجے میں وعدہ کیا گیا تھا کہ تمیز رنگ و زبان اور امتیاز حاکم و محکوم کا یہاں سوال نہیں ' اور جو راہ اپنے لئے باز ہے ' وہی سب کی آمد کی منتظر - لیکن جب پاؤں اٹھے ' اور ہاتھوں نے حرکت کی ' تو تمام دروازے بند تھے ' اور امتیاز حاکم و محکوم کے نشے سے ہر انگلستان کی مٹی کا پتلا مخمور -

یہ اور ایسے ہی حالات تھے ' جنمیں ملک مبتلا تھا - ہندو اٹھے اور انہوں نے اپنی تمام قوتوں کو ملکی جہاد کیلیے وقف کر دیا - لیکن عین اس وقت جبکہ وہ یہہ سب کچھہ کر رہے تھے ' مسلمانوں نے نہ صرف اپنے ہی ہاتھہ پاؤں توڑے ' بلکہ چاہا کہ جنکے ہاتھہ پاؤں ہیں ' انکو بھی اپنا ہی سا لولا لنگڑا بنا دیں - جبکہ وہ ملک اور ملک کی آزادی کی آگ سلگا رہے تھے ' تو یہ تعلیم کی ایک تہذیبی لاش لیے بیٹھے تھے ' انکے کانوں میں ایک جادو کا منتر پھونکدیا گیا تھا کہ " وقت نہیں آیا " اور یہ اسی میں مسحور تھے - ایک الف لیلہ کا عفریت تھا ' جس نے جادو کے زور سے انکو پتھر کی چٹان بنا دیا تھا ' پس یہ ملک کی ترقی کی راہ میں روک بنکر پڑے تھے -

تو عقد رجعت سے انکار نہیں ' البتہ اسکو تو اپني غیرت کبھی گوارا نہیں کرے گی کہ " حلالہ " کو منظور کرلیں :

همرہ غیري و مي گوئي بیا عرفي تو هم
لطف فرمودي ' برو ' کین پاے را رفتار نیست

یہ راضي نامہ بالکل ایک منصفانہ معاهدہ هوگا ' اور شرائط میں کوئي پیچ و خم نہیں - لیگ پچھلي باتوں کو بھلادے ' اپنے گھرکو صحبت اغیار سے خالي کرے ' اور هم سے لگاو رکھنا ہے تو غیروں سے لگاوٹ چھوڑدے - پھر هم بھي دوسرے ٹھکانوں کي فکر چھوڑکر اُسي کے هو رهتے هیں - لیکن یاد رہے کہ یہ معاهدہ آخري هوگا ' اگر پھر کبھي اغیار کي پرچھائیں بھي نظر آئي تو :

بس لیجئے سلام ' اپنا بھي وعدہ ہے کسي سے

اسکو بھي کھول کر کہدیں کہ صحبت غیر سے کیا مطلب ہے ؟ ابھی اسکا وقت نہیں آیا ہے کہ آپ سے غیرت عشق کے انتہائي مطالبات کیے جائیں - همیں اس سے کوئي چڑہ نہیں کہ گورنمنٹ سے پورے تعلقات رکھیے ' کانگریس کي موجودہ حالت کی نظیر آپکے سامنے ہے ' ابتو گورنمنٹ خود امیدوں کي جرات افزائي کر رهي ہے - لیکن تعلقات کے یہ معني سمجھئے کہ اچھے وقتوں میں اپنے وقار اور متانت کے تحفظ کے ساتھہ دو چار گھڑي هنس بول لیا ' یہ نہیں کہ :

همہ شب شراب خوردن ' همہ روز خواب کردن

شرائط صلح

نصب العین

سب سے مقدم تر مسئلہ پولیٹکل جدو جہد کیلیے ایک نصب العین کي جستجو ہے ' اور اگر آپکو زندہ رهنا ہے تو کسي مقصد بلند کي انگیٹھي سلگایئے جو هر وقت اپکے دل کو گرم رکھے - یہ بار بار کہا جا چکا ہے - کوئي قوم اپنے جد و جہد میں اصلي سر گرمي اور جذبات و قوی کا ایثار نہیں کرسکتي جب تک اسکے سامنے ایک جاں طلب نصب العین نہو ' اور اب آپکو کیا سمجھائیں کہ ازادي تو وہ مقصود ہے ' جسکا تصور بھي دل کي زندگي کیلیے کافي ہے -

رہے پہلو میں وہ یا اُس کا خنجر
غرض دل ٹہرتا ہے هم نشیں سے

لیگ تلاش میں نکلي ہے تو اسکو بھٹکنا نہیں چاهئے - هندوستان میں سیاسي نصب العین کا سوال ایک هي ہے ' گو اس بارے میں هماري راہ عام شاهراہ سے الگ ہے ' اور هم اس چیزکو دوسري طرف سے آکر لینا چاهتے هیں ' لیکن لیگ سے اسکي توقع لا حاصل هوگي ' پس اسکو چاهئے کہ اس ایک هي نصب العین کا اعلان کردے کہ " انگلستان کے ماتحت هندوستان کي حکومت خود اختیاري "

فرخ بالا کن کہ ارزاني هنوز

یاد رکھو کہ یہ نصب العین جو هم نے تجویز کیا ' تو کوئي بہت اونچے درجہ کي بات نہین کہي کہ هماري همت کا آشیانہ اس شاخ سے بھي بلند تر جگہہ ڈھونڈھتا ہے - تا هم یہي بہتر ہے کہ آپ "سلف گورنمنٹ" کو اپنا نصب العین سیاسي قرار دیں ' اور آجکے دن سے سفر شروع کر دیں - اگر ایک دلکش منزل آپکے سامنے هوگي تو پھر سفرکي تکلیفیں بھي بھول جائیے گا !

رهرواں را خستگي راہ نیست
عشق هم را هست و هم خود منزل ست

تیس برس سے جو پیچ اس مسئلے کي نسبت پڑے هوے هیں انپر ادھر بار بار لکھا جا چکا ہے - هندوںکي مجارتي ' مختلف عناصر کي باهمي رقیبانہ کشاکش ' هندو مسلمانوں کي گذشتہ تاریخ کے اثرات ' ملک کي عدم طیاري ' مسلمانوں کیلیے هندوستان میں باهر کي حکومت کي بہتري ' اور اسی طرح کے وہ تمام وساوس و نزغات نفسانیہ ' جو مسلمانوں کے دلوں میں جاگزیں کیے گئے تھے ' همیں حسن ظن ہے کہ اب بھلاے جاچکے هیں - سلف گورنمنٹ اسي لمحے نہیں مانگي جاتي کہ ملک کي استعداد اور عدم استعداد کا افسانہ دهرایا جاے ' مقصود ایک نصب العین کو سامنے رکھنا ' اور بتدریج اُس تک پہنچنا ہے - هندو مجارتي کے عفریت کا خوف بھي اب خدا کیلیے دل سے نکال دیجئے ' یہ سب سے بڑا شیطاني وسوسہ تھا ' جو مسلمانوں کے قلب میں القا کیا گیا - طاقت محض تعداد پر نہیں بلکہ اور باتوں پر موقوف ہے - اصل شے قوموں کي معنوي طاقت ہے ' جو اسکے اخلاق ' اسکے کیریکٹر ' اسکے اتحاد ' اور در اصل هماري اصطلاح میں خشیتہ الهی ' اور اعمال حسنہ سے پیدا هوتي ہے : وکم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة باذن اللہ !

اسلام کي طاقت کبھي بھي وابستۂ دلیل قلت و کثرت نہیں رهي ہے ' اور اب بھي جن دلوں میں اسلام هو' وهاں اکثریت بالکل بے اثر ہے لا تہنوا ولاتحزنوا ' و انتم الا علون ان کنتم مومنین - یہ تمام وساوس اسلیے پیدا هوتے هیں کہ ملک کے سامنے کوئي مشترک اور بلند نصب العین نہیں ہے ' اگر روز اول هي سے یہي هوگیا هوتا کہ سب ملکر ایک هي نصب العین اعلي کي طرف دیکھنے لگتے ' تو اور کسي طرف دیکھنے کي مہلت هي نہیں ملتي ' اور وہ تمام قوتیں جو آج باهمي جدال و قتال میں صرف هو رهي هیں ' اسي کے پیچھے صرف هوتیں -

بے توجہي سے نہ سنیے کہ ایک بہت بڑا نکتۂ عمل کہہ رها هوں ' اور اپنے طرز بیان کا شاکي هوں کہ اسرار و رموز کي باتیں بھي حسن و عشق کي کہاني بنجاتي ہے - اپنے سامنے ایک جانستان جلوہ گاہ حسن پیدا کر لیجیے ' پھر اگر آپ دوسري طرف دیکھنا چاهیں گے بھي تو نہیں دیکھہ سکیں گے - آپکي تمام بے راهہ روي ' نفس پرستي ' اغراض پسندي ' باهمي جنگ و جدال ایثار و فدویت فراموشي ' اور هر قسم کے اشغال ضلالت صرف اسلیے هیں کہ سامنے کوئي کشش نہیں ' اور جس بلاے عقل و هوش کو هم دیکھہ رہے هیں ' آپنے ابھي دیکھا هي نہیں - جس دن ایک اوچٹتي هوئي نظر بھي " ازادي " کے حسن پر پڑگئی ' پھر آپ خود بخود یہ تمام قصے بھول جائین گے :

لو یسمعون کما سمعت کلامها
خروا لغرة سجدا و رکوعا (۱)

مشکلات راہ

بہت سے لوگ هیں جو یہاں تک همارے ساتھہ آگئے هیں کہ مسلمانوں کو بھي یہي نصب العین اپنے لئے تجویز کرنا چاهیے ' مگر مشکلات راہ سے گھبراتے هیں اور کہتے هیں کہ شراب کڑوي ہے ' نشۂ و سرور کے انتظار میں حلق و دهان کو کون بد مزہ کرے ؟ لیکن اب هم انسے کیا کہیں کہ کوئي گھونٹ حلق سے نیچے اترا هي نہین - کسي طرح منہ بنا کر ایک جرعہ اتار لیجئے ' پھر پوچھیں گے کہ کڑوي ہے یا میٹھي ؟

حریف صافي و دردی نئي ' خطا اینجا ست
تمیز نا خوش و خوش میکني ' بلا اینجا ست

اے اخوان غفلت شعار ! نہیں معلوم اب تک آپ کس وهم میں پڑے هیں ؟ یہ مقتل سیاست ہے ' یہ مشہد آزادي و حریت

(۱) اگر انهوں نے بھي غرہ (معشوق) کي صدا اس طرح سني هوتي ' جیسي کہ میں سن رها هوں ' تو معاً اسکے آگے سجدے میں گر پڑتے -

الذين نسو الله ، فانساهم انفسهم !

اگر مسلمانوں کي انکھوں کو لیڈروں کے عمل السحر نے بند نہ کر دیا ھوتا ' تو وہ اس منظر کو دیکھتے اور خون کے آنسو روتے - وہ دیکھتے کہ یہہ کیا بدبختي ہے کہ ملک کي ترقي و فلاح کا مسئلہ ھي سرے سے " ھندو مسئلہ " ھوگیا ہے ' اور مسلمانوں کو من حیث القوم اس سے کوي تعلق نہیں رھا - ھاوس اف کامنس میں بحث آے یا کانگریس کے استیج پر ' " مسئلہ ھند " کے معنے " ھندو مسئلہ " کے ھیں ' حالانکہ ملک کي ترقي و ازادي کي کي ذمہ داري اگر ھندوں پر ملک کي طرف سے تھي ' تو اے اپنے تئیں بھولنے والو ! تمھارے سر تو خداے ذو الجلال کے طرف سے تھي ! دنیا میں صداقت کیلیے جہاد ' اور انسانوں کو انساني غلامي سے نجات دلانا تو اسلام کا قدرتي مشن ہے ' پس تم تھے کہ تم کو خدا آگے کرنا چاھتا تھا ' لیکن افسوس کہ تم نے پہلے خدا کو ' اور پھر اپنے آپ کو بھلایا ' نتیجہ یہ نکلا کہ پیچھے کي صفوں میں بھي تمھارے لیے جگہہ نہیں ' فیا حسرتا ! و یا ویلتا ! !

ولا تکونوا کالذین نسو الله فانساھم انفسھم اولائك ھم الفاسقون (۵۹ : ۱۹)	اور ان لوگوں کي طرح مت بنو ' جنھوں نے خداکو بھلا دیا ' نتیجہ یہہ نکلا کہ خود اپنے ھي کو بھول گئے - وہ یقیناً فاسقوں میں سے تھے -

جمود حرکت نما

ممکن ہے کہ آپ فرمائیں ' یہہ قصہ طویل اب داستان بے وقت ہے ' کیونکہ در اصل تمام پچھلي باتیں بھلائي جا چکي ھیں ' غلطیوں کا اعتراف کیا جا رھا ہے ' تقسیم بنگال کي تنسیخ کي ضرب محکم نے (کہ في الحقیقت آغاز عہد برطانیہ سے لیکر اس وقت تک ایک سب سے بڑي انساني خدمت ہے جو اس نے انجام دي) ان ھاتھوں کو بھي جو شل ھوگئے تھے پیٹھہ تک پہنچا دیا ہے کہ چوٹ سخت لگي ہے - خود اب لیگ پچھلي غلطیوں کي تلافي اور ائندہ کي اصلاح پر ملتفت ہے ' مانا کہ اسکا سر برسوں بادۂ غرور و کبر سے سرشار رھا ' مگر اس عجز خمار کو بھي تو دیکھیے ' کہ اب قومي خواھشوں کے آگے :

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آے !

اپنے کہا کہ اولین شے لیگ کے نظام کي تبدیلي ہے ' انھوں نے کہا کہ بہت بہتر - اپنے شکایت کي کہ اگر ھلال احمر فنڈ کي فکر نہ کي تو پھر لیگ کس مرض کي دوا ہے ؟ ارشاد ھوا کہ ابکے یہ بھي لیجیے ' اپکا بڑا رونا یہ تھا کہ سفر بے منزل ' اور سعي بے مقصود ہے ' انھوں نے کہا کہ اس سے بھي انکار نہیں ' ابکے " نصب العین " کي کي جستجو میں بھي نکلیں گے - ابھي سامنے کي بات ہے کہ لیگ کے التوا پر اپکو بہت غصہ آیا تھا ' تجویزیں تھیں کہ ایک علحدہ کانفرنس کا انعقاد ھو ' انھونے معاً کہا کہ اور طرف کیوں جاتے ھیں کہ یہاں ایک صحبت خاص اس کے لیے بھي طیار ہے - پھر جب حالت یہاں تک روبا صلاح ھو چکي ہے ' تو اب پچھلے گلے شکوے کا کون موقع ہے ؟ انکو پراني باتوں کو تہہ کیجئے ' اور امیدوں کا دروازہ کھولیے کہ مدتوں کے دبے دبات ارمانوں کے نکلنے کا وقت آگیا :

دیدار شد میسر و بوس و کنار ھم
از بخت شکر دارم و از روزگار ھم

لیکن میں عرض کرونگا کہ ذرا صبر کیجئے اور زبانوں کو نہ روکیے کہ در اصل شکوے شکایت کا وقت پہلے نہ تھا ' وقت تو اب آیا ہے ' ھم بھي اسي روز آزمایش کے منتظر تھے :

کچھہ ھو رہے گا عشق و ھوس میں بھي امتیاز
آیا ہے اب مزاج ترا امتحان پر

لیکن نہیں ایسا نہو کہ :

حکم اخیر کي تھي توقع بروز حشر
باقي رھا نہ وہ بھي جب اظہار ھوچکا !

ھاے اس زود پشیماں کا پشیماں ھونا ! !

اول تو :

کي میرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ

اور پھر یہ جو کچھہ ہے ' صرف الفاظ ھیں ' جن میں معاني کا نزول باقي ہے ' محض جستجو کے ارادے سے منزل نہیں مل سکتي ' آپ سرخي اور چونا مہیا بھي کر لیں ' پھر بھي مکان نہیں بن سکتا جب تک کہ معمار نہوں - شاھد لیگ کي یہ نئي ادائیں توبہ شکن ضرور ھیں ' لیکن ابھي ایسي نہیں ھیں کہ واپس لیا ھوا دل پھر اسکے حوالے کر دیں :

کھلے کیا دل در و دیوار کے اثار باقي ھیں
ھوا ھر چند گھر ویران صحرا ' پھر بھي صحرا ہے

البتہ بعض خام کاران ھوس پیشہ سے کھٹکا ضرور لگا ہے کہ کہیں ان صبر ازما اداؤں پر لوٹ نہ ھو جائیں :

وہ حلقہ ھاے زلف ' کمیں میں ھیں اے خدا !
رکھہ لیجیو میرے دعوئے وارستگي کي شرم !

نظام ترکیبي کي اصلاح اور نصب العین کي جستجو یقیناً ازالۂ مرض کیلیے اصلي علاج کي تلاش ہے ' مگر تلاش کا ھونا ھي صحیح تشخیص اور مفید نسخے کے مہیا ھو جانے کیلیے کافي نہیں ' ضرورت ہے کہ تشخیص کي جستجو صحیح راہ پر ھو ' اور نسخہ جو تجویز کیا جاے ' وہ دفع مرض کا اصلي علاج ھو - لیگ اگر یہاں تک کیلیے راضي ھوگئي ہے تو زھے نصیب ! لیکن ابھي یہ پوچھنا باقي ہے کہ :

کہئیے کچھہ بڑھنے بھي ھمت ھوگي ؟

راضي نامہ

اصل یہ ہے کہ لیگ کي طرف سے پوري مایوسي تھي اور ہے ' جب تک کہ وہ اپنے تئیں اب امید کا مستحق ثابت نہ کر دے - قوم نے اچھي طرح دیکھہ لیا ہے کہ نہ صرف اھم امور سیاسیہ کیلیے ' بلکہ ادنی درجہ کي سیاسي ضروریات کیلیے بھي لیگ بیکار ہے ' اور اس لحاظ سے سخت مضر ' کہ قوم کا آئندہ راستہ روک کر کھڑي ہے - پس عین اس وقت جبکہ صاف صاف یہ ہے کہ ھم لیگ کو کالعدم یقین کرکے اپني راہ ڈھونڈہ رہے ھیں ' اور دل کے ایک نئے ٹھکانے کي فکر میں (الحمد الله) کہ پہلے سے اچھي حالت میں ھیں - لیگ مکرر سامنے آئي ہے اور کہتي ہے کہ پچھلي باتوں کو بھول جاو اور اب پھر مجھي کو دیکھو ! اچھي بات ہے ' پہلي پہر خواہ کیسي ہے بے مزہ گذري ھو ' لیکن رات کا آخري حصہ تو ابھي باقي ہے ' اور گو مرغ سحر کي چیخیں چاروں طرف سے سنائي دے رھي ھیں ' مگر ھم فرض کیے لیتے ھیں کہ جو کچھہ گذر چکا ہے دن تھا ' اور در اصل شب وصل اب سے شروع ھوئي ہے :

وصال پر ہے جو وصل ' امتحاں کر دیکھو
امیریوں ھي سہي ' چند روز مر دیکھو !

اگر لیگ اب پھر ھمارے دلوں پر قبضہ کرنا چاھتي ہے ' تو بہتر ہے کہ ھم میں اور اسمیں ایک راضي نامہ ھو جاے - یہ ضرور ہے کہ ھم نے اسے طلاق دیدي تھي ' لیکن اب پھر وہ آنا چاھتي ہے

اصلي کاموں پر ملتفت هوے ' تو وہ تمام لوگ جو کلکٹر صاحب کے حکم کے بغیر پاني پینا گناہ سمجھتے هیں ' یا جنکے نزدیک ڈپٹي کمشنر کی اجازت کے بغیر کسی جلسے کي رسیپشن کمیٹي کا صدر بننا حرام ہے ' قطعاً الگ هو جائیں گے ' اور کہیں گے کہ " اذهب انت و ربک " اور پھر اُس دست کرم کي بخشش بھي موقوف هو جاۓ گي جسکي خاطر ابتک سجدے کیے هیں ' اور موت کو زندگي پر ترجیح دي ہے -

لیکن همارے خیال میں یہ مسئلہ ایک لمحہ کیلیے بھی مانع کار نہیں هوسکتا - هم نے جیسا کہ کلکتہ میں اپنے مکرم دوست جناب سید وزیر حسن صاحب سے زباني بھي کہا تھا - اگر آج لیگ کي نسبت قوم کو یقین هوجاے کہ وہ سر آغا خاں کي نہیں بلکہ قوم کي ہے ' تو جسقدر روپیہ آپکو مطلوب ہے ایک لمحہ کے اندر جمع کرلیجیے - آپ قوم کے جذبات سے جب کام هي نہیں لیتے تو قوتوں کا ظہور کیونکر هو ؟

همارا خیال ہے کہ اگر لیگ اصلی راہ کی طرف متوجهہ هو تو اسکو فوراً ایک قومي سیاسی فنڈ کے قیام کا اعلان کر دینا چاهیئے ' جسکا مقصد یہ هو کہ پولیٹکل کاموں کیلیے روپیہ کی طرف سے اطمینان هو جاے - لیگ کی ممبري کی رقوم بھي موجودہ تعداد سے المضاعف هو سکتي هیں ' اور چند دنوں کے اندر بغیر کسی دقت کے ایک ایسا مستقل مالی انتظام هو جا سکتا ہے ' جو سر آغا خاں کے موجودہ وظیفہ سے دوگنے تگنے تک پہنچ جاے - هم کامل یقین اور اعتماد کے ساتھ کہتے هیں کہ ایک حقیقی پولیٹکل مجلس کی اعانت کیلئے تمام قوم طیار ہے ' بشرطیکہ قوم محسوس کرے کہ یہ هماري چیز ہے نہ کہ غیروںکي -

فالجهاد في سبیل الحریہ

مضمون بہت بڑھگیا ہے ' لیکن اس بارے میں هم اپنے خیالات کے هجوم کے آگے مجبور محض هیں - بہت سي باتیں ابھی باقي هیں ' لیکن جو باقي ہے ' اسکي ترجماني کو اپني زبان کی جگہہ آپکے دل کے سپرد کرتا هوں ' اور صرف چند لفظوں کے عرض کرنے کي آرزو اجازت چاهتا هوں -

غفلت و سرشاري کي بہت سی راتیں بسر هو چکیں ' اب خدا کے لئے بستر مدهوشي سے سر اُٹھا کر دیکھیے کہ آفتاب کہاں تک نکل آیا ہے ؟ آپکے هم سفر کہاں پہنچ گئے هیں اور آپ کہاں پڑے هیں ؟ یہ نہ بھولیے کہ آپ اور کوئی نہیں بلکہ " مسلم " هیں ' اور اسلام کی آواز آپ سے آج بہت سے مطالبات رکھتي ہے - کب تک اس دین الهي کو اپني اعمال سے شرمندۂ عالم کیجیے گا ؟ کب تک دنیا کو اپنے اوپر هنسائیے گا اور خود نہ روئیے گا ؟ اور کب تک هندوستان میں اسلام کي قوت کا خانہ خالي رهے گا ؟ اگر مصائب کا تازیانۂ غفلت کی هشیاري کا ذریعہ ہے تو کونسے مصائب هیں جنکا آپ پر نزول نہیں هوچکا ہے ؟ و لقد اخذنا هم بالعذاب فما استکانوا لربهم و مایتضرعون -

یاد رکھیے کہ هندوں کیلیے ملک کي آزادي کیلیے جد و جہد کرنا داخل حب الوطني ہے ' مگر آپکے لیے ایک فرض دیني ' اور داخل جہاد فی سبیل اللہ - آپ کو اللہ نے اپني راہ میں مجاهد بنایا ہے ' اور جہاد کے معنی میں هر وہ کوشش داخل ہے ' جو حق اور صداقت ' اور انساني بند استبداد و غلامی کے توڑنے کیلیے کي جاے - آج جو لوگ ملک کي فلاح اور آزادي کیلیے اپنی قوتوں کو صرف کر رہے هیں ' یقین کیجیے کہ وہ بھی مجاهد هیں اور ایک ایسے جہاد میں مصروف ' جس کے لئے در اصل سب سے پہلے آپ

کو اٹھنا تھا - پس اٹھہ کھڑے هو کہ خدا اب تم کو اٹھانا چاهتا ہے اور اس کي یہی مرضي ہے کہ مسلمان جہاں کہیں هیں ' بیدار هوں اور اپنے فراموش کردہ فرض جہاد کو زندہ کریں - هندوستان میں تم نے کچھہ نہیں کیا ' حالانکہ اب تمہارا خدا چاهتا ہے کہ یہاں بھی وہ سب کچھہ کرو ' جو تم کو هر جگہہ کرنا ہے - فجاهدوا فی اللہ حق جهادہ ' ولا تکونوا کالذین قالوا سمعنا ' وهم لا یسمعون ' ان شر الدواب عند اللہ ' الصم البکم الذین لا یعقلون :-

فبشر عبادی الذین یستمعون القول ' فیتبعون احسنہ ' اولائک الذین هدا هم اللہ و اولائک هم اولو الالباب (۳۹ : ۱۹)

پس اللہ کے طرف سے بشارت ہے اللہ کے اُن بندوں کیلیے ' جو کلام حق کو کان لگا کر سنتے هیں ' اور اسکی اچھي باتوں پر عمل کرتے هیں - یهي وہ لوگ هیں جنکے دلوں کو خدا نے هدایت کیلیے کھول دیا ہے ' اور یهي عقل سلیم رکھنے والے هیں -

---

هز هاینس سر جیمس میسٹن لفٹنٹ گورنر صوبجات متحدہ

کی

اسپیچ علی گڈہ کالج میں

— * —

حضرات ! اب میں دوسري کیفیات کیطرف متوجہ هوتا هوں - وہ کیفیات جو آج خاصةً مجکو علي گڈہ لانے کي علت هوئي هیں - اصل میں میرا ارادہ یہہ تھا کہ اس موسم کے اخیر میں جب بہ تقریب سفر میں صوبہ کے اس حصہ میں آؤں ' تو اپنے بچے هوے اوقات میں اس کالج کا معائنہ کروں - لیکن گذشتہ ستمبر سے جب میں اس خدمت پر مامور هوا هوں ' کالج کے هوا خواہ اور معترضین ' دونونکي طرف سے اس مدرسہ العلوم کي نسبت بہت کچھہ سن رہا هوں اور بالخصوص اون جذبات دلي کے متعلق بھي ' جو اسوقت ساري اسلامي دنیا میں موجزن هیں - جو کچھہ میں نے سنا اسنے کالج کے ایک مربي هونے اور هندوستاني مسلمانونکے سرگرم دوست هونیکي حیثیت سے مجھے سواے اسکے اور کوئی ارادہ نہیں کرنے دیا ' کہ بلا توقف مزید یہاں چلا آؤں ' تا کہ آپ لوگوں سے ' جو ان صوبجات کے مسلمانونکے خیالات کے نائب هیں ' صلاح و مشورہ کروں اور جو کچھہ نصیحت یا مدد مجھہ سے هوسکے اپکو دوں - جلیل القدر سید کو میں جانتا تھا اور اونکي تعظیم کرتا تھا - وہ اولوالعزم اور دور اندیش محب وطن ' جسکي روح اسوقت همارے ساتھہ ہے - اونکے مخلص اور چیدہ احباب کو بھي میں بخوبي جانتا تھا اور میرے ابتداے زمانہ میں اونکي مہربانیاں میرے ساتھہ کچھہ کم نہ تھیں - مثلاً مولوي زین العابدین جو مدت هوئي کہ اس دنیا سے گذر گئے - علیگڈہ کے سیکڑوں طلبا کے ساتھہ میں نے کام کیا ہے اور انکو بخوبي دیکھتا رہا هوں - میں نے ان لوگوں سے جو علیگڈہ کو محبوب رکھتے هیں اور اُن سے جنکو خوف ہے کہ وهاں کي ساري باتیں اچھي نہیں هیں بڑي دلچسپي سے گفتگو کي ہے - اس لحاظ سے مجھے یہ دعوی کرنے کي عزت حاصل ہے کہ صرف یہانکي امیدوں اور یہانکے گذشتہ ذي عقلوں کے ارادوں هي کے متعلق میري معلومات اصلي نہیں هیں ' بلکہ اوس اختیار کے متعلق بھي ' جو آپکا کالج اپکے عمومونکي زندگي اور اطوار پر رکھتا ہے - ان معلومات نے میرے دل میں محبت اور خوف دونوں پیدا کر دئے - محبت اون بلند پرواز یونکي جو سید آپکے لئے چھوڑ گئے ' اور ڈر اوس خوف کا ' جو ان بلند پروازیوں

ہے - آپ کا سی سالہ میدان لہو و لعب نہیں ہے - اگر آپ مشکلوں سے گھبراتے ہیں تو اپکے لیے بہتر جگہہ پھولونکی سیج ہے ' یہ آپ سے کس کمبخت نے کہا ہے کہ اس خار زار میں قدم رکھیے ؟ یہاں آیئے گا تو قدم قدم پر کانٹے ملیں گے ' ہر لمحے مصائب کا نزول ہوگا - آپ مشکلات سے گھبرا رہے ہیں ' حالانکہ یہاں تو جانوں اور زندگیوں کی قربانی کا سوال در پیش ہے ' یہاں ہوس پرستوں کا گذر نہیں ' اس میدان کے مرد وہ جانفروشان الہی اور مجاہدین حق پرست ہیں ' جنکے سر گردنوں پر نہیں ' بلکہ ہتھیلیوں پر رہتے ہیں :

در مدرسہ کس را نرسد دعوئے توحید
منزلگہ مردان موحد سر دار ست

سیاست کی جنس اتنی سستی نہیں ہے کہ چند تجویزیں گھڑ کر اور شکریے کے سجدے کرکے اپنے عیش کدوں میں چھپ جائیے گا ' اور وہ آسمان سے ڈھونڈھتی ہوی آپکے سامنے آموجود ہوگی ! آپسے کوئی نہیں کہتا کہ آئیے ' لیکن آنے کا ارادہ ہے تو اپنے دل و جگر کی طاقت کو تول لیجیے کہ اس طریق عشق کی شرطیں آپکو معلوم نہیں :

ترک جان و ترک مال و ترک سر
در طریق عشق اول منزل ست

غلامی کے پتلے اور سیاست کی روح کا دعوا

آپکے گذشتہ اعمال سیاست سامنے آجاتے ہیں ' تو ہنسی بھی آتی ہے اور رونا بھی - آپ نے برسوں سیاست کے ساتھہ جو تمسخر کیا ہے ' اسکی نظیر شاید ہی کسی قوم کی ضلالت و گمراہی میں ملے - ہر خوشامد و غلامی کی غلاظت کا کیڑا جسکا وجود اغراض پرستی کی کثافت سے متعفن ہوتا تھا ' نکلتا تھا اور دعوا کرتا تھا کہ میں مرد میدان سیاست ہوں ' اور قوم کے پولیٹکل اعمال کا مصلح ! جن عیش پرستوں کو کسی آزمایش میں پڑنے کی ہمت ایک طرف ' انکے کی بھی برداشت نہ تھی کہ گورنمنٹ کے چشم و ابرو کی ذرا سی بے مہری بھی گوارا ہو ' اسکا دعوا ہوتا تھا کہ ہم قوم کے پولیٹکل کارزار اعمال کے سپہ سالار ہیں ' اور فدائے ہیں تاکہ اس معرکے میں اپنی تلوار کے کاٹ دکھلائیں ! ارباب نظر ان ہوس پرستوں کو دیکھتے تھے ' ہنستے بھی تھے اور زمانہ کی بوالعجبی پر روتے بھی تھے :

ہر بوالہوس نے حسن پرستی شعار کی
اب ابروے شیوۂ اہل نظر گئی

اللہ اللہ ! جس متاع یوسفی کے لیے زلیخا آباد حریت میں تڑپتی ہوئی لاشیں اور کٹتی ہوئی گردنیں بھی طلب کی جائیں تو اپنے اوج طالع پر ناز کریں کہ مفت ہاتھہ آئی ' اس کی قافلۂ لیگ میں یہ ارزانی ' کہ چند کھوٹے درہم ہاتھوں میں لیکر بولیاں بولی جاتی ہیں ! و شروہ بثمن بخس دراہم معدودۃ ' و کانوا فیہ من الزاہدین :

لیجائیے دکھلانے آپ مصر کا بازار
خواہاں نہیں پر کوئی وہاں جنس گرانکا

اے بیخبرو ! یاد رکھو کہ زندگی کی خواہش ہے تو مشکلات سے گھبرانا لاحاصل ہے - کیونکہ مشکلیں زندہ اور متحرک انسانوں ہی کیلیے ہیں ' ایک بے روح لاش کیلیے نہیں ہیں - آرام کی خواہش ہے ' تو اسکی سب سے بہتر جگہہ قبر ہے ' بیٹھے رہوگے تو یقیناً ٹھوکر نہیں لگے گی ' پر جب چلوگے تو ٹھوکریں کھانا ضرور ہے -

اصلاح و تغیر نظام

آخر میں چند الفاظ لیگ . نظام کی تبدیلی کی نسبت بھی کہدینا چاہتے ہیں - نہیں معلوم کار فرمایان لیگ نے اسکا کیا مطلب سمجھا ہے ' مگر ہم نے مدتوں سے جو کچھہ سمجھا ہے ' اسکے سوا چارۂ کار نہیں - یاد رہے کہ لیگ کی اصلی بنیادی گمراہی اسی مسئلے میں پوشیدہ ہے ' دنیا میں تمام کاموں کیلیے تقسیم عمل کا اصول ہے ' اور پھر ہر گروہ کے حالات مختلف ' اور اسلیے ایک ہی کام کیلیے سب موزوں نہیں ہوسکتے - مسلمانوں نے اصولی غلطی یہ کی کہ پولیٹکل کاموں کیلیے بھی طبقۂ خواص و امرا کی رہنمائی میں ہاتھہ دیا ' جو سر سے لیکر پاؤں تک ہزاروں زنجیروں میں لپٹا ہوا ہے اور آپ سے بھی ملے گا تو انہیں زنجیروں میں جکڑ بند کرکے چھوڑے گا - اسکے پاس یا دولت ہے یا زنجیریں ' تیسری شے نہیں ہے -

پس اصول عمل یہ ہے کہ آزادی کے کام کرنے والے صرف آزاد ہوں ' اور پھر ان میں جو دولت کے ساتھہ دماغ بھی رکھتے ہوں ' وہ صرف اپنی دولت اور دماغ سے الگ رہکر مدد پہنچائیں - امریکہ میں کارنیگی اور راکفیلر کے پاس بہت خزانہ ہے ' لیکن پھر یہ نہیں ہے کہ وہی امریکہ کے پریسیڈنٹ بھی ہوں -

در اصل آن بزرگان خواص کا بھی اتنا قصور نہیں ' جسقدر کہ آپکا قصور ہے - آپ انکو اپنے میں کھینچتے ہیں تو انکو آنا پڑتا ہے ' حالانکہ وہ اپنے حالات سے مجبور ہیں اور کچھہ عجب نہیں کہ ہم بھی انکی جگہہ ہوتے تو وہی کرتے جو وہ کر رہے ہیں - پس لیگ کی زندگی کیلیے ایک اقدم کام یہ بھی ہے کہ وہ اس امر کا قطعی فیصلہ کردے ' اور اپنے پالٹیکس کی باگ دولت کے ہاتھہ سے نکالکر دماغ کے سپرد کرے - جس شخص کو اپنی دولت اور جایداد کی حفاظت کی فکر سے رات کو نیند نہیں آتی ' اسکی صبح کو زبان کیا کھلے گی ؟

اسی اصل کی ایک شاخ یہ غلطی بھی ہے کہ لیگ نے پالیٹکس کا درخت علی گڈہ کی سرزمین میں بویا ' حالانکہ وہاں پیشتر ہی سے جو درخت موجود تھا ' اسی کے جڑ میں گھن لگ چکا تھا '

قید کی بقیہ میعاد

وقت آگیا ہے کہ اشخاص کی جگہہ قوم کے ہاتھہ میں لیگ دیدی جاے ' اور طبقۂ خواص کے آگے ہاتھہ جوڑ کر عرض کیا جاے کہ اب آئندہ کیلیے معاف کیجیے ' اور ہمارے قصوروں کو بخشدیجیے - ہمارے قصور واقعی بڑے سنگین ہیں ' ہم نے آپکی گاڑیاں کھینچیں ' پھولوں کے ہار پہناے ' خود جانور بنے ' اور اپنی رسی آپکے ہاتھہ میں دیدی - یقیناً اسکی سزا بھگتنی تھی اور اچھی طرح بھگت لی - اب اگر آپ کے دفتر تعزیرات میں چند سال سزا کے اور باقی رہگئے ہیں ' تو ہماری قید کے پچھلے سالوں کے چال چلن پر نظر ڈالیے ' اور گورنمنٹ کا قانون ہے کہ قیدی اطاعت شعار ہو تو آخر کے چند مہینے معاف کر دیے جاتے ہیں ' پس آپ بھی رحم کیجیے ' ہم کو چھوڑ دیجیے ' اور حکم دیجیے کہ بیڑیاں کاٹ دی جائیں -

محض لیگ کے قواعد و ضوابط کی تبدیلی سے کچھہ نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس مسئلے کا فیصلہ نہو -

مسلم پولیٹکل فنڈ

ایک عملی سوال یہ ہے کہ اگر لیگ چند دولت نثار اشخاص کے بند غلامی سے آزاد کردی جاے ' تو اسکے کاموں کے لیے روپیہ کہاں سے آے گا ؟ اب تک تو ایک حاتم وقت کی فیاضی تھی جسکی دریا دلی سے تمام خشک کھیتیاں سرسبز تھیں ' لیکن اگر آزادانہ اسپرٹ پیدا کی گئی ' نصب العین کا اعلان کیا گیا ' اور

مراسـ ـــلات

الهـــلال روزانـــه

آپ خیال فرمائیں که پبلک کا مذاق اخبار بینی آجکل کسقدر بڑھ گیا ھے - ھفته وار اخبـاروں سے (گو وہ کیسے ھي اچھے ھوں) اونکي پیاس نہیں بجھتي -

هندوستان میں مسلمانوں کے روزانه اخبارات کا وجود و عدم وجود برابر - چند اردو روزانه نکل رهے هیں - اونکي بهي جو کیفیت هے ' آپ سے چھپي نہیں - روزانه زمیندار نے البته کچھه اولوالعزمي دکھائي هے که براہ راست ریوٹر سے برقي پیامات وصول کرنے کا سلسله قایم کیا هے -

امیـد تھي که مشہـور همدرد قوم مسٹر محمد علي صاحب کا روزانه همدرد مستقل و اعلی پیمانه پر نکل کے پبلک کے پیاس کو بجھائیگا ' مگر هنوز روز اول کا مضمون ھے - آپ نے روزانه الهلال شائع کرنے کي تجویز سے پبلک کو روشناس کیا ھے - گو آپکو رائے دینا آفتاب کو مشعل دکھانا ھے ' مگر یه ترمیم میرے ذهن ناقص میں آئی ھے - اور میں عرض کرنا چاهتا ھوں - غالباً آپ اور آپ کے ناظرین اس سے اتفاق کریں گے -

آپ کي تجویز سے معلوم هوتا هے ' که هفته وار الهلال بدستور جاري رہے اور روزانه علحدہ شائع کیا جاے ' اور ماهوار البیان بهي علاحدہ شائع هو - میں تجویز اول و دوم کو ایک کر دینا زیادہ پسند کرتا هوں که روزانه الهلال پوري آب و تاب سے شائع کیا جاے - اور هفته وار بند کردیا جاے -

بجاے هفته وار الهلال کے اسي صوري و معنوي خصوصیات کے ساتهه چار پانچ جزکي ضخامت میں رساله البیان ماهوار شایع کیجئے - چونکه آپ کے بیش بہا مضامین کي پبلک زیادہ قدرداں ھے اسلیے آپ کو بهي پبلک کے مذاق کي قدر کرني چاهیے - میرے اس عریضه کو علم راے کے اتفاق کے لیے الهلال کے کسي گوشه میں جگهه دیکر ممنون کیجئے -

(......)

[الهلال] بیشک میرا ارادہ تو یہي هے که هفته وار جرنل جاري رهے اور روزانه الگ شائع هو ' لیکن اگر ناظرین هفته وار کے التوا کو منظور فرمائیں اور اسکي جگهه روزانه اور ماهوار شائع هو ' تو مجهے کوئي عذر نہیں که اور بوجهه هلکا هوتا هے - باقي " همدرد " کي نسبت جو آپنے لکھا ھے ' تو آپکو نامرتد پریس کي مشکلات کا علم نہیں ' ساري دقت بیروت کے ٹائپ کي وجهه سے هو رهي هے ' تاهم امید هے که همدرد جلد شائع هو اور ملک کي توقعات کا اپنے تئیں پورا مستحق ثابت کرے -

---

فکاهات

جزر و مد

الهلال کا ایک "لهجه"

دیکهـکـر حریت فکـر کا یــه دور جـدید * سوچتـا هوں که یه اپني خـود هے که نهیں ؟
رهنماؤں کـي یــه تحقیـر ' یه انداز کــلام * اس میں کچهه شائبهٔ رشک و حسد هے که نهیں ؟
اعتـراضـات کا انبـار جو آتـا هے نـظـر * اس میں کچهه قابل تسلیم و سند هے که نهیں ؟
نکتـه چینـي کا یـه انـداز ' یه آئین سخن * جزم تهذیب میں مستوجب رد هے که نهیں ؟
جس نئي راہ میں هیں بـادیه پیمـایه لـوگ * کوئي اس جادۂ مشکل کا بلد هے که نهیں ؟
شاطـروں نے جو نئـي آج بچهـائي هے بساط * اس میں ان پر بهي کہیں سے کوئي زد هے که نهیں ؟
پہلے گر شـان غلامـي تهي ' تـو اب خیرہ سـري * اس دو راهے میں کوئي بیچ کي حد هے که نهیں ؟

* * *

فیصلــه کـرنے سے پہلے ' میں ذرا دیکهـه تو لوں
" جزر " جیسا تها اُسي زور کا " مد " هے که نهیں ؟

(اشاف)

الهلال کے گـذشتـه پـرچے

اب بہت کم رهگئے هیں اور نمبر (۹) (۱۰) (۱۱) بالکل ختم هوگئے - علاوہ ان تین نمبروں کے باقي تمام پرچوں کي مجموعي قیمت ۵ روپیه ہے ' دسمبر تـک کے نمبر ان میں شامل هونگے -

کو خطرہ میں ڈالدیگا - میں ان خطرات کو دیکھہ رہا ہوں اور میں محسوس کرتا ہوں کہ آپکے کالج کا میں مربی نہ ہونگا بلکہ خواب میں نظر آنے والا مہیب دیو - آپکی قوم کا دوست نہ ہونگا بلکہ دوست فما دشمن - اگر آپکو صاف صاف جتا دینے سے قاصر رہا کہ میرے خیال میں وہ خطرات کہاں ہیں اور اونکے دفع کرنیکی کیا صورت ہوسکتی ہے ؟ میری نصیحت کو چاہے مانیں چاہے نہ مانیں ' اسکے مختار آپ ہیں - آپکی ذمہ داریونکو میں لے نہیں سکتا ' لیکن میں جو اپنی مدد پیش کر رہا ہوں وہ خالص اور بے غرضانہ ہے -

اسلام کے ساتھہ ہمدردی

جو لوگ اسلام سے واقف ہیں ' وہ اسکو بھی بخوبی جانتے ہیں کہ اونکے دلونپر آج کل کیسی گذر رہی ہے - میری غلطی ہوگی اگر یہاں پر اونکے اون مصایب کے وجوہ بیان کرونگا - آپنے اڈریس میں اس امر کی طرف اشارہ کرنے سے اپنے کو باز رکھا ہے جو قابل تعریف احتیاط ہے - لیکن اسقدر کہنے کی آپ مجکو اجازت دینگے کہ برطانی گورنمنٹ ہند نے اون مصایب کو بے رخی سے نہیں دیکھا ہے - پیروان اسلام بالطبع صاحب ناز ہیں - اونکو ناز قرون وسطی کی اوس سلطنت پر ہے ' جسکی بنیاد عرب کے ریگستانوں کے ایک چھوٹی سی پہاڑی میں پڑی اور رفتہ رفتہ یہانتک بڑھی کہ رومۃ الکبری کی زبردست حکومت کو دھمکیاں دینے لگی - اونکو ناز ہے اوس تمدن اور علم پر' جس سے عرب نے ساری دنیا کو مالا مال کردیا - اونکو ناز ہے قرطبہ' دمشق' اور قاہرہ کے کارہاے نمایاں پر - اونکو ناز ہے اوس خوشنما شہر پر' جو گولڈن ھارن پر واقع ہے اور جسکو ساڑھے چار سو سال ہوتے ہیں کہ مسلمانوں نے بیزنطانی بادشاہوں سے چھین لیا ' اور اوسوقت سے اب تک مذہب اسلام اور اسلامی حکومت کا وہ مرکز رہا ہے - ہم برطانیوں کے لئے مایۂ ناز ہماری تاریخ ہے جو اسلام کے ناز کے ہم خیال ہونیکی ہمیں تحریک کرتی ہے - اور اب جبکہ آپکے ناز پر مصیبت نے پردہ ڈال دیا ہے ' تو ہماری خاموشانہ اور اوسیقدر مخلصانہ ہمدردی آپکے ساتھہ ہوتی ہے - آپکے ساتھہ ہم بھی اس آرزو میں شریک ہوتے ہیں کہ برے ایام گذر گئے - ہماری خواہش ہے کہ اب اپ اپنی آنکھیں اوس چمکتی ہوئی روشنی کیطرف پھیریں' جو گذشتہ چند ماہ کی ظلمت کو ہٹاتی جا رہی ہے - ترکی افواج کی بہادری کی طرف دیکھیے جو باوجود سخت قلت سامان ' [illegible] ملبوسات ' عدم موجود گی رسد ' اور عوارض کی پامالی کے بھی ثابت قدم رہی - میدان کارزار میں اونکی اون تھک ہمت اور غنیم کو آگے بڑھنے کا موقع دینے میں مصلحۃ آہستہ آہستہ ہٹ جانے کی نمایاں کارروائیونکو دیکھئے - ناظم پاشا کی فوج کے ساتھہ اخبار ٹائمز کا فوجی نامہ نگار تھا - اوسکے ایک مضمون کو پڑھکر میں آپکو سناتا ہوں - لولی برغاس کے ہیبت ناک واقعات بیان کرتے ہوئے وہ لکھتا ہے :-

" ترکی کمک نے جس طریقہ سے اپنی جگہہ اختیار کی' وہ مجہے بے حد پسند آیا - بکھرے ہوے خطوط میں موج' در موج بڑی بے پروائی کی رفتار سے کام کرتے ہوے' اپنی جگہوں تک چلے گئے - پھر بندوق چلانے اور صفیں قائم کرنے کے لئے پلٹ پڑے - ادھر اودھر سپاہیونکی لاشیں گرتی جاتی تھیں مگر اسپر بھی دار وگیر اور اضطراب کا اونمیں ذرا بھی اثر نمایاں نہ تھا - گویا موت کا سامنا کرنے کے لئے یہہ طریقہ اختیار کیا گیا تھا - ایک بجے دوپہر کے بعد طرفت شوکت نے اپنی توپوں کو ہٹا دیا ' اور بدلا لینے کے لئے حملہ کرنے کو جو افواج جمع کی تھیں ' اونکو منتشر کر دیا - دس منٹ میں میدان توپوں سے صاف ہوگیا - سواے اون توپوں کے جو اس مقام میں تھیں' اور جو بڑی ثابت قدمی سے اپنی جگہہ کو قائم رکھے رہیں - اسکے بعد فوجی دستے پیچھے ہٹنے لگے ایسا معلوم ہوا کہ بلغاری توپ والے گویا اسکے منتظر تھے کہ کمینگاہوں سے بلغاری توپیں جمع شدہ ترکوں پر شعلہ باری کرنے لگیں - جنگ کے بد نصیب تماشوں کے دیکھنے کا مجکو بہت بڑا تجربہ ہے' لیکن ترکی پیدل افواج کے پیچھے ہٹ جانیکا بہترین نقشہ جو میں نے دیکھا ' اس سے بہتر منظر کبھی نہیں دیکھا تھا - جسطرح چل پھر کر اونھوں نے حملہ کیا تھا ' اوسی طرح اس تباہ کن سزا کو برداشت کرتے ہوے چل دئیے - پیچھے ہٹنے میں کوئی جماعت نہیں لی گئی تھی - ایسا دکھائی دیتا تھا کہ گویا دس بیس نشیب کی زمین سیکڑوں آدمیوں سے آباد ہوگئی ہے - لیکن وہ سب کے سب حیرت انگیز طریقہ پر تمام میدان میں پھیلے ہوے تھے' اور گولیوں کے مینہ جو اونپر برسائے جارہے تھے اوسکی اونکو کچھہ پرواہی نہ تھی - آہستہ آہستہ' باحتیاط' چپ چاپ' آزادانہ' حفظ مراتب کے ساتھہ ترکی پیدل افوج ہٹ گئیں اور پیچھے پیچھے ہملوک بھی ہٹ گئے - اوسوقت خبر رسانی کی اوس راہ سے ہملوک بہت دور تھے' جس راہ سے انکی بہادری کے واقعات بھیجے جا سکتے تھے "

ایک قوم جو ایسے شجاعوں کو پیدا کرے ' جسکے ایسے کارنامے لکھے جائیں ' واقعی ایک قوم ہے' جواب بھی اسکا فخر کرسکتی ہے ' اور نئی فہم اور روشن خیالوں کے راستہ پر لگانے سے اب بھی ایک نمایاں مستقبل پیش نظر رکھتی ہے -

مسلمانان ہند کے لئے پیغام

بہر حال اسلام کے موجودہ صدمات مسلمانان ہند کے لئے دوسرا قابل غور پیغام رکھتے ہیں - یہی وہ پیغام ہے جسکی طرف توجہ مبذول کرنیکی میں آپکو اسوقت تکلیف دیتا ہوں - ایران کی بد قسمتیوں اور ترکی کے خطرات نے اگر ہمیں کچھہ سکھایا ہے ' تو وہ یہی ہے کہ دنیا میں کوئی قوم اپنے ایام گذشتہ کے کار نمایاں اور عزتوں کی حکایات کو یاد کرکے قایم نہیں رہ سکتی - موجودہ زندگی کی مہیب ریس نے ان ساری باتونکو باطل ٹھرا دیا ہے اور کامیابیونکی بنیاد صرف قوت اور قابلیت پر رکھہ دی ہے - قوت بھی وہ جو اخلاقی اور مادی ہو - اور قابلیت بھی وہ جو دماغی اور جسمانی ہو - بس یہی اوصاف ہیں جو اسلام کو بچاینگے ' اور اسلام کا فرض اول یہہ ہے کہ اپنے صدمہ اوٹھائے ہوے فخر و مباہات کو بھول کر اور تاسف و ماتم سے الگ ہو کر اون اوصاف کو حاصل کرلے - ہر سچے مسلمان کا یہہ کام ہے کہ زیادہ بک بک اور فضول گوئی نہ کرے - بے فایدہ و مہمل مضامین اخبارات میں نہ لکھا کرے - بلکہ آدمیونکی طرحسے کام کرے - تفرقہ کو بند کرے' دور ازکار گفتگو کو چھوڑ دے' فضولخرچیوں سے باز آئے ' موجودہ نسل کی کمزوریوں سے نو خیزوں کو بچائے - فرض منصب کی حقیقت بعنوان شایستہ اونکے ذہن نشین کرے ' اور اونکی زندگی میں فایض المرام ہونیکا اس سے زیادہ موقع دے جو اونکے والدین کو حاصل نہ تھا - "

سالانہ اجلاس کانفرنس کی تاریخیں

قبل ازیں بذریعہ اخبارات اعلان کیا جاچکا ہے کہ امسال آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کا سالانہ اجلاس ۲۷ ' ۲۸ ' ۲۹ ' ڈسمبر سنہ ۱۹۱۲ کو بمقام لکھنؤ منعقد ہوگا - لیکن بوجہ مسلم یونیورسٹی فاونڈیشن کمیٹی کے اجلاس کے' جو ۲۷ ڈسمبر سنہ ۱۲ کو لکھنؤ میں منعقد ہوگا کانفرنس کے اجلاس کی تاریخیں اب بجائے ۲۷ ' ۲۸ ' ۲۹ ڈسمبر سنہ ۱۲ کے ۲۸ ' ۲۹ ' ۳۰ ڈسمبر ۱۹۱۲ ع قرار پائی ہیں استقبالی کمیٹی لکھنؤ نے ممبران اور مہمانان کانفرنس کے قیام اور طعام کے متعلق جو انتظامات کئے ہیں ' انکی بابت کمیٹی مذکور کا اعلان اخبارات میں طبع ہوا ہے - اس سے معلوم ہوگا کہ کمیٹی مذکور نے ممبران کانفرنس کے قیام اور طعام کا کل ضروری اہتمام اپنے ذمہ لیا ہے اور جملہ ممبران کو مدعو کیا ہے - امید ہے کہ امسال بوجہ ان اہم تعلیمی مسایل کے جو اس اجلاس میں میں بغرض تصفیہ پیش ہونگے تمام وہ حضرات جو مسلمانوں کی تعلیم سے دلچسپی رکھتے ہیں اجلاس کانفرنس میں شرکت فرمایئنگے -

خاکسار افتاب احمد انوری جائنٹ سکریٹری کانفرنس

اهل سرویا کے سروں پر خود زیب بھی نہیں دیتے -

اس امر کے تسلیم کرلینے کے لئے وجوہ کافی ہیں کہ حقیقت میں سرویا کی بے حد خواهش یہی ہے کہ ایک بندرگاہ بطور حصار قائم کرے' جس سے وہ صرف تجارت ہی کا مصرف نہ لے' بلکہ اس سے بھی سوا اپنی بڑی بلند پروازیوں کو وسعت دینے کے کام میں لائے - اس قسم کا بندر اگر سرویا کی مطلب برآری کے لئے مفید ہوگا' تو اسکو بحر ادریا تک پر واقع ہونا چاہیے - اور اس صورت میں آسٹریا هنگری کے اعتراضات فوراً ہی بالکل قدرتی ہو جاتے ہیں - آسٹریا هنگری کی چھوٹی سی ساحلی سرحد ایک تنگ خلیج پر واقع ہے - بحر ادریا تک کے دروازہ پر بحری قوت کے حصار کا قائم کیا جانا ہی آسٹریا هنگری کی معدود بحری طاقت کے لئے کافی دهمکی ہو جایگی - یہہ متفقہ بادشاہت اسوقت اطالیہ سے اپنی تشفی کرلینے پر ہمیشہ کے لئے مطمئن نہیں ہو سکتی - ہوتے ہوتے بحر روم میں بلغاریا کی بحری حکومت ہو جائیگی - روس کا بحر الاسود کا جنگی جہاز در دانیال سے آمد و شد کرنیکی آزادی حاصل کرنے ہی کو ہے - اگرچہ سرویا کی تجارت آور طرف بڑھ رہی ہے' پھر بھی آسٹریا اسکا بہترین تاجر ہے - پس سرویا کے مطالبات جو وائنا میں مشتبہ نگاهوں سے دیکھے جا رہے ہیں' کیا اسپر کسی کو تعجب ہو سکتا ہے ؟

باقی آیندہ

ترکوں کو ایک سخت شیطانی دهوکا دیا گیا

— * —

لکڑی کی گولیاں

— * —

اس بات کے معلوم ہو جانے کے بعد کہ ترکی فوج کا نہ صرف انتظام ہی برا تھا بلکہ اُسکے افسر بھی افسری کے شایاں نہ تھے اور پھر اُنکے پاس لکڑی کی بنائی ہوئی نقلی گولیاں کارتوس میں تھیں - مقدونیا میں اُسکی شکست کا سبب اب کچھہ اور ہی معلوم ہوتا ہے - مسٹر ولیم لی کوئیس نے ایک مراسلہ اخبار ڈیلی میل کو بھیجا ہے - اس میں لکھتے ہیں کہ میں نے ایسی گولیاں میدان جنگ میں بچشم خود پڑی ہوئی دیکھی ہیں - ڈیلی مرر کے ایک فوجی نامہ نگار مسٹر فرانک مساگی ایسی گولیوں کے بہت سے خول اپنے ساتھہ لائے ہیں - کمانووا کے میدان جنگ سے جب ترک چلے گئے' تو وہ ایسی گولیوں سے بھرے ہوئے خول ہر جگہہ چھوڑتے گئے تھے - پانچ پانچ کارتوس ایک ایک پلندے میں بندھے تھے اور ٹین اور لوہے کے بکس میں تھے - گولیوں پر لال رنگ چڑھایا ہوا تھا - ترکوں کو یہ کارتوس کارسروک سے ملے تھے - ان بکسوں پر جو لیبل لگا تھا - اسمیں لکھا تھا - " منرور (جھوٹی لڑائی) کے لئے لکڑیوں کے کارتوس " - یقیناً یہ گولیاں صرف جھوٹی یعنی مشق کی لڑائیوں میں استعمال کئے جانے کی غرض سے بنائی گئی تھیں' لیکن اس بات کا پتہ نہیں چلتا کہ یہ کارتوس اُن سپاهیوں کے پاس کیونکر آگئے جو سرویا والوں کی توپوں اور بندوقوں کا مقابلہ کر رہے تھے ؟ یہ لکڑی کی گولیاں صرف چند گز کے فاصلے تک نقصان پہنچا سکتی ہیں' مگر انکا زیادہ دور تک کچھہ بھی اثر نہیں ہو سکتا ضرور اس میں کوئی سخت راز چھپا ہوا ہے جو شاید کبھی منکشف ہو -

---

عثمانی ڈاک

— * —

چٹلجا میں ایک شب

— * —

نامہ نگار المؤید کی چھٹی

— * —

آغاز جنگ سے مجھے آرزو تھی کہ کاش میرے حالات کسی ایک میدان کارزار تک بھی جانے کی اجازت دیتے تاکہ میں قریب رهکے بلقانی اور نیز اپنی فوج کے اصلی حالات مطالعہ کر سکتا' اور ناظرین المؤید کو صحیح ترین خبریں دیتا -

پرسوں جب مجھے محسوس ہوا کہ چٹلجا میں عنقریب سنگین معرکے برپا ہونے والے ہیں' تو میں نے ایک یورپین اخبار کے نامہ نگار سے طے کر لیا کہ میں اور وہ ملکے چٹلجا تک تک کے لیے ایک موٹر کرایہ پر لے لیں' چنانچہ موٹر کرایہ پر لے لی اور ہم دونوں روانہ ہو گئے - دو گھنٹہ میں صرف ۴۵ کیلو میٹر مسافت طے ہوئی' کیونکہ آستانہ علیہ سے یہاں تک راستہ نہایت دشوار گزار ہے - جب ہم لوگ (سین استی فانو) کے اسٹیشن پر سے گزرے' تو ہم نے دیکھا کہ اسکی سنگلاخ زمینوں میں جیوش عثمانیہ کا ایک سیلاب موجزن تھا' جنکی پیشانیوں پر نشاط شجاعت کے علامات نہایت روشن حروف میں مرسوم تھے - ہم نے معسکر عام (جنرل کیمپ) کو اپنے شمال کی طرف چھوڑ دیا اور سیدھے ساحل بحر اذریا تک کے خط پر چلے گئے ڈیڑھ گھنٹہ کی سست رفتار کے بعد بحیرہ (ترقوس) نظر آیا - ہم نے ایک ٹیلے کی چوٹی پر اترنا پڑا جہاں سے ہم نے اُس عثمانی لشکر پر پہلی نظر ڈالی' جو ٹیلے کی بائیں جانب اترا ہوا تھا' اور جس کی طرف آج تمام عالم امید و بیم میں نگراں ہے -

ٹیلے پر سے ہم کو دشمن کے بھی چند دستے ان ٹیلوں پر معلوم ہوتے تھے جو ساحل بحیرہ تک پہنچے ہوے ہیں - اس ٹیلے کے عثمانی دستہ کے قائد سے ہم نے درخواست کی کہ وہ شب باشی کے لیے ایک سفری خیمہ نصب کرنے کی اجازت دے - اس نے بکمال لطف اجازت دیدی' ہم نے اپنا خیمہ نصب کیا اور شام کا کھانا کھانے کے بعد سفر کا تکان رفع کرنے کے لیے لیٹ گئے -

ہم کو سوئے ہوے چند گھنٹوں سے زیادہ نہیں گذرے تھے کہ دفعتہ گولونکی دہشت انگیز آواز جو ہمارے خیمہ کے پاس سے چھوٹ رہے تھے' اور جنکی وجہ سے خیمہ میں زلزلہ سا پڑ گیا تھا' کانوں میں آنے لگی - ہم فوراً اٹھہ بیٹھے اور اسمان کو دیکھا تو بالکل دخان آلود ہو رہا تھا - تھوڑی دیر کے بعد معلوم ہوا کہ تمام گولے اور گولیوں کے چھوٹنے کے مقامات تین ہیں -

(۱) ہمارے ٹیلے کے پاس کا وہ مستحکم موقع (پوزیشن) جہاں عثمانی دستے اترے ہوے تھے -

(۲) ساحل (ترقوس) کے پاس کے وہ ٹیلے' جہاں بلغاری موجود پائے گئے تھے -

(۳) بحر اسود' جسمیں عثمانی بیڑا زیر قیادت جہاز آهن پوش (طور نمود رئیس) موجود تھا -

چند منٹ کے بعد بلغاری توپیں خاموش ہو گئیں' ہم سمجھے کہ انکو شکست ہو گئی - لیکن اس عرصہ میں عثمانی باٹریاں برابر گولہ باری کرتی رہیں - بعد کو معلوم ہوا کہ بلغاری توپوں کی خاموشی هزیمت کی بنیاد پر نہیں تھی -

اس خاموشی کی اصلی وجہ یہ تھی کہ بلغاری ارکان جنگ نے

شئون عثمانیہ

عقل سلیم سے ایک التجا

—:*:—

" بے شبہ اس بارہ میں تو سبکے سب ہم آواز ہیں کہ کسی کو جنگ پسند نہیں ' لیکن ہر شخص جنگ کی تیاریاں کر رہا ہے - ولیعہدوں ' رازداران سلطنت ' اور سپہ سالاران افواج کے درمیان جو پر اسرار دید و باز دید ہوئی ہے ' وہ کسی ناجایز کارروائی کی طرف اشارہ کر رہی ہے - منطقۂ خدشات رومانیا ہے - اگر کوئی جنگ ہوئی ' تو یقیناً پہلی ضرب اوسی پر پڑیگی ' اور جسطرح وہ ہرطرف دشمنوں سے گھری ہوئی ہے ' یہ ضرب ایسی سخت ہوگی کہ پاش پاش کردیگی - روس سرویا کو منع کر رہا ہے ' لیکن یہ بھی امانت داران اتحاد کے قابل افسوس بہانوں میں سے ایک بہانہ ہے - البتہ کسی حدتک آسٹریا کا رومانیا کو روکنا نمایش نہیں ' امانت داران اتحاد گفتگوے صلح کے سلسلہ کو اوسوقت تک جاری رکھنے کی کوشش کرینگے ' جب تک کہ (۱) بالطیکی موسم سرما کی شدت رہیگی ' اسکے بعد پھر سیدھی سیدھی اور صاف صاف باتیں کی جائیں گی ' اگر اوسوقت بھی دول متفق الراے ہونے سے مجبور رہیں ' تو جنگ ضرور ہوگی - بلغاریا ' سرویا ' اور مانٹی نگرو تو روس کے ساتھہ اپنی اپنی قسمت کا پانسہ پھینکیں گے ' اور رومانیا آسٹریا کے ساتھہ ۔ یونان کو کچھہ فائدہ نہ پہونچے گا ' بلکہ اوس لڑائی میں وہ بہت کچھہ کھو بیٹھے گا - آسٹریا اور اطالیہ دونوں ادریاطک (۲) اور ایجین (۳) پر اپنا ہاتھہ صاف کرینگے - اور پھر تو ایک واقعی آرماجیڈون (۴) ہی ہو جایگا "

اوپر کی عبارت ڈیلی نیوز کے اڈیٹر کے پر زور قلم سے نکلی ہے - حقیقت میں یہ ایک راے ہے جو موصوف نے اولیٹ فریزر کے ایک قابل قدر مضمون سے اخذ کرکے قایم کی ہے - اوس مضمون کی سرخی ہے " لڑائی کوئی نہیں چاہتا " اوسکے ذریعہ سے نامہ نگار نے عقل سلیم رکھنے والوں کو اسطرف متوجہ ہونے کی دعوت دی ہے - چونکہ اس مضمون سے اون مسودوں کا حال معلوم ہوتا ہے جو یورپ نے ترکوں کے فنا کردینے کے لیے بنا رکھے ہیں ' اسلیے اسکا مفصل ترجمہ ذیل میں درج کردینا نامناسب نہ ہوگا - یقین ہے کہ اس سے وہ حالات ایک حدتک ظاہر ہو جاینگے جو مسلمانونکی خانہ ویرانی کے متعلق ہیں -

کہوں کیا خوبی اوضاع ابناے زماں غالب
بدی کی اوسنے جس سے ہمنے کی تھی بارہا نیکی

"جنگ بلقان کی اصلی دقتیں اب نظر کے سامنے ہیں - یہ دقتیں کبھی سخت نہ ہوں ' اگر یورپ کے لوگ اپنے خیالات صاف صاف ظاہر کر دیں - عقیدہ تمندی کا ایک نہایت سخت طوفان سارے مغرب میں برپا ہوگیا تھا ' جبکہ چند روز گذرے ہیں کہ ساری اقوام یک زبان ہو کر کہنے لگیں تھیں کہ ترکوں کو (یورپ سے) نکل جانا پڑے گا ' اور یہ کہ بلقانی ریاستیں آزاد ہو جائیگی - اسی طرح کا اگر کوئی دوسرا تموج (خیالات) اس ہفتے اپنی حرکت یکجا کرلے ' اور ایک عام قضیۂ آزادی کے لیے جنگ پیدا کرنیکی غیر معمولی غلطی کو یورپ کے لوگ روک دیں ' تو اون نقصان رساں بکھیڑوںکا ضرور خاتمہ ہو جایگا ' جو اب پیدا ہونے کو ہیں - اس بارہ میں ہم کو حکومتوں کی طرف نظر کرنے کی ضرورت نہیں ' اور نہ امانت داران اتحاد کی طرف ' بلکہ یورپ کے عوام کی رایوں کی نا محدود قوت کی طرف دیکھنا چاہیے -

کسی حد تک برطانیہ عظمی کے لوگوں کے خیالات میں کچھہ ایسا بڑا فرق نہیں ہے - جب مسٹر اسکویتھہ نے شنبہ کی مجلس میں قبل از وقت لوگوں کو اون منتشر سوالات کے پیش کرنے سے روکا ' جو جنگ بلقان کے باعث پیدا ہوگئے ہیں ' تو اونھوں نے جملہ اقوام برطانیہ کے طرف سے ایسا کیا تھا -

عیسائیت کے مقدس نام کے ساتھہ ایک جنگ برپا کرنے سے ' ترکوں کو یورپ میں آگے بڑھنے کا موقع دینا ہے ' اور بلقانیوں کو ایسے ناگفتہ بہ افلاس میں ڈال دینا ہے کہ پانسو سال تک اوسکی اصلاح نہ ہو سکے گی - کیا اسوقت یورپ ' اسقدر زور پکڑے ہوے ترکوں کو خارج از وطن کرکے ' آزادی کے پاک نام کے ساتھہ ایک ایسی عظیم الشان جنگ کرنے کے لیے مستعد ہے ' جسمیں یورپ خود کشی سے کام لے ؟ -

مسیحیت کی تاریخ میں چوتھی صلیبی جنگ ایک نہ مٹنے والا دھبہ ہے ' تمدن یورپ کو ایسی ہی جنگ نے آگے بڑھنے سے روک دیا ' کیونکہ بالڈون ' فلانڈری ' اور اوسکے لالچی دمسازوں کے قسطنطنیہ پر قبضہ کر لینے سے ایشیائی اقوام کے حملہ آور ہونے کا راستہ کھل گیا - بلقانی اقوام نے تو صدیوں کے مظالم کے بعد آخر کار اون برائیوں کے دھبے کو بھی مٹا دیا جو چوتھی صلیبی جنگ سے پیدا ہوئے تھے - اگر آج یورپ اس امر کو ذہن نشین کرلے کہ بالڈون کی سی خرابی پیدا کرنے والے کار نمایاں حاصل کرنے کے بعد ' ایک عالم گیر جنگ سخت گناہ کبیرہ ہے ' جو بلقانیوں کے طوق غلامی گلے سے نکال دینے کی کوشش کا شرطیہ نتیجہ ہوگا ' تو یقین ہے کہ سامان فوج کے درست کرنے اور جنگی جہازات کی نقل و حرکت کرنے کی خبریں ہم لوگ کبھی نہ سنینگے -

اہل سرویا کے اطوار

پیش نظر قضیہ تو سرویا کا ہے - اور قبل اسکے کہ ہم لوگ سرویا کے ہمدرد ہوں ' بہتر ہوگا کہ سرویا کے قومی اطوار اور سرویا کی بلند پروازیوں پر ایک غایر نظر ڈال لیں - اہل سرویا قومی حیثیت سے اہل بلغاریا کے بالکل برعکس ہیں - اون میں بلغاریوں کی طرح کم گوئی ' کند ذہنی ' اور خاموشی نہیں ہے - بیکاری کے اوقات میں وہ ہوائی باتیں کرنے والی اقوام کے طرح ہیں - اور ابھی تو بہتیرے

---

۱ بالطیکی یعنی دریاے بالٹک سے اسم صفت جو ایک وسیع خلیج کا نام ہے اور جسکے ساحل پر روس کا دارالسلطنت شہرستان پطرسبرگ آباد ہے - یہاں کا جاڑا سخت ہوتا ہے - ۲ عربی میں اس خلیج کو بحر الادریا تیکی کہتے ہیں - اس میں بہت سے جزیرے واقع ہیں - ۳ عربی میں اس خلیج کو بحر ایجہ کہتے ہیں اس میں مجمع الجزایر ہے - ۴ اپو کالیس کا وہ مشہور میدان جنگ ' جہاں نیک و بد طاقتوں کے درمیان آخری لڑائی لڑی جائیگی - یہ نام میجڈو کے مشہور میدان جنگ سے مشتق کیا گیا تھا ' جو دشت اسد ریلوں میں واقع ہے - مختصر یوں سمجھیے آرماجیڈون اصل میں جہاد اسلام ہے -

محسوس کرلیا تھا کہ اس موقع پر جنگ کا جاری رہنا انکی فوج کے لیے سخت ہلاکت بخش ہے ' پس انہوں نے چاہا کہ آتشباری کی تخفیف سے عثمانی فوج کو مغالط میں ڈال دیں اور اپنی پیادہ فوج کو بحیرہ (ترقوس) و ساحل بحر اڈریاٹک کے درمیانی گذر گاہوں سے ہوتے ہوے قسطنطنیہ کی طرف پیش قدمی کا موقع دیں ' نیز اس عرصہ میں عثمانی فوج اس بلغاری فوج کے مقابلہ میں مشغول کر دی جاے ' جو بحیرہ (ترقوس) کی دوسرے جانب موجود تھی -

عثمانی بیڑہ برقی روشنی سے بلغاریوں کی نقل و حرکت دیکھہ رہا تھا - وہ انکے ارادوں سے باخبر ہوگیا تھا - لیکن بایں ہمہ اس نے ان کے مقاصد اور نقل و حرکت سے اپنی لا علمی ظاہر کی

آتش باری شروع ہوئی - گولوں کی آوازیں اسقدر سخت تھیں کہ ہم نے مجبوراً کان بند کرلیے - ہزاروں بلغاری زمین پر گر رہے تھے - بلغاری اپنی آتش باری کا رخ کبھی عثمانی بیڑے کی طرف پھیرتے تھے اور کبھی بری فوج کی طرف ' مگر بر و بحر دونوں انکی مبہوت وار آتش باری پر خندہ زن تھے - جب بلغاری بحیرہ (ترقوس) اور ساحل بحر کے درمیانی مقامات میں جمع ہوگئے تو عثمانی بیڑے نے عثمانی بری فوج کو مشورہ دیا کہ وہ بھی اسکے ساتھہ بلغاریوں پر آتش باری میں شریک ہو - عثمانی بیڑے کی برقی روشنی نے بلغاری فوج کے دیکھنے میں (جب کہ وہ عثمانی آتشباری کی ہلاکت سے نجات یابی کے لئے عبث کوشش کر رہے تھے) ہماری بہت مساعدت کی - ہم نے دیکھا کہ بلغاری بحیرہ (ترقوس) کے شرقی جانب (بخشایش) نامی ایک گاوں میں پناہ گزینی کی کوشش کر رہے ہیں - لیکن ایک عثمانی دستہ نکلا ہے جس نے ہم سے پہلے انکو دیکھلیا ہے اور تمام میدان کارزار اپنی توپوں اور بندوقوں کے آتش بار دہانوں سے روشن کر دیا ہے - ہماری فوج کے نعرہ ہاے اللہ اکبر کی بلند آوازیں گولوں کی بمبم کی آوازوں سے پہلے دشمن کی کو زمین پر گرا رہی ہیں -

اس اثنا میں جیش بلغاری نے دوبارہ حملہ کرنا چاہا مگر اس حرکت میں بھی انکو شکست ہی ہوئی -

بالاخر ۹ بجے دن کو دشمن کی مقابلہ میں عثمانی فوج کی فتحیابی پر اس جنگ کا خاتمہ ہوگیا -

---

ایک چرکسی والنٹیر کی محیر العقول شجاعت

— * —

المؤید کا نامہ نگار آستانہ علیہ سے لکھتا ہے :

تمام لوگ چرکسی والنٹیر کی شجاعت فائقہ کی ستایش میں یک زبان ہیں - چرکسی والنٹیروں نے دس دس سواروں کے چھوٹے چھوٹے دستے بنا لیے تھے جو مختلف اطراف میں پھیل گئے تھے - دشمن کی طرف کا جو ادمی انہیں ملجاتا تھا ' یہہ اسکا تعاقب کرتے تھے - ان دستوں میں ایک دستے کا قائد (کمانیر) عزیز بک ' ایک ۱۸ سالہ نوجوان تھا - عزیز بک نے دیکھا کہ ایک طرف سے آگ کے شعلے کبھی بلند ہوتے ہیں اور کبھی غائب ہو جاتے ہیں - اس نے اپنے گھوڑے کو ایڑ دی اور ہوا کی طرح اس مقام کی طرف لپکا ' جہاں سے شعلہاے آتش بلند ہو رہے تھے - عزیز بک نے دفعۃً دیکھا کہ بلغاریوں کا ایک دستہ کمینگاہ میں چھپا ہوا ہے - قبل اسکے کہ وہ اپنے رفقا کو اطلاع دیسکے ' بلغاریوں نے اس پر آگ برسانی شروع کر دی - اس نوعمر قائد نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیا - جنگ چھڑ گئی - عزیز بک تنہا تھا ' اور اسکے مقابلہ میں ۱۷ بلغاری - لیکن بایں ہمہ اس نے اپنے دل کے اندر اسلامی طاقت کی ایک فوج دیکھی اور نہایت بے جگری سے ان پر پے ہم حملے کرتا رہا ' یہاں تک کہ اس نے ۱۷ بلغاریوں میں سے ۹ کو قتل کر ڈالا اور ۴ کو سخت زخمی کر دیا - بقیۃ السیف بھاگ گئے - عزیز بک کے قلبقہ میں (ایک ٹوپی ' جو سر کی حفاظت کے لیے پہنی جاتی ہے) گولی لگی تھی ' مگر بفضلہ تعالی اسکے سر کو کوئی صدمہ نہیں پہنچا - بارود کی آواز سنکے اور چرکسی بھی مدد کے لیے آگئے تھے - ان کا بھی مقابلہ بلغاریوں کی ایک ٹکڑی سے ہوا - ۲۵ بلغاری مارے گئے اور ۲۲ گرفتار ہوے - غنیمت میں خیمے ' بندوقیں ' اور دیگر ذخائر جنگ بکثرت ہاتھہ آیا - چرکسی والنٹیروں میں سے صرف ایک شخص شہید اور ۱۵ زخمی ہوا -

اسلام کی سر زمین اب تک بانجھ نہیں ہوی ہے ' لیکن افسوس کہ اس جنگ میں اسکے فرزندوں کے کارہاے نمایاں دنیا کی نظروں سے پوشیدہ رہیں گے -

---

عثمانی دفتر جنگ

— * —

تلغرافات

— * —

(اناضولی حصاری ۲۵ نومبر)

چتلجا میں آج بلغاریوں سے کوئی معرکہ نہیں ہوا ' لیکن بلغاری سرکش کوئی سے ہٹگئے ہیں [سرکش کوئی چتلجا سے براہ ریلوے تیس میل کے فاصلہ پر ہے اور (شور لو) سے بیس میل - الہلال]

محاصرۂ سالونیکا

— * —

(مناستر) سے جو عثمانی غربی فوج ہٹالی گئی تھی ' اس نے (سالونیکا) پہنچکے شہر کا محاصرہ کرلیا ہے -

---

نصرت عظیم

— * —

۱۲ ہزار بلغاری مقتول و مجروح

— * —

(انا ضولی حصاری ۲۹ نومبر)

(ادرنہ) کی عثمانی محافظ فوج نے نکل کے بلغاریوں پر ایک سخت حملہ کیا ' فریقین میں شدید جنگ شروع ہوئی لیکن بالاخر جنگ کا خاتمہ عثمانی فوج کی فتحیابی پر ہوا - ۱۲ ہزار بلغاری مقتول و مجروح ہوے ' اور ۷ میل تک پیچھے بھاگتے ہوے چلے گئے -

---

زراعانۂ ہلال احمر

(۵)

روپیہ آنہ پائی

	روپیہ	آنہ	پائی
بذریعہ جناب شاہ محمد عثمان و چودھری لطیف الحق صاحبان ممبران انجمن اتحاد موضع لکھمنیان ضلع مونگیر	۴۰۰	-	-
بذریعۂ جناب محمد عبد اللہ صاحب اورسیر منماڈ	۴۰	-	-
میزان	۴۴۰	-	-

دونوں رقموں کی تفصیل آیندہ شائع ہوگی ' فہرست نمبر (۱) کی رقم جا چکی ہے -

---

Printed & Published by MOULANA A. K. AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. & Pblg. House, 7/1-McLeod Street, CALCUTTA

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad.

7-1 MacLeod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۴ — کلکتہ : چہارشنبہ ۱۵ محرم الحرام ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۱

Calcutta: Wednesday, December 25, 1912.

فہرس

— * —

تصاویر

— * —

اطلاع

— * —

(۱) ایندہ ہفتہ پرچہ شائع نہوگا - اخر سال کي صرف ایک ہي تعطیل دفتر میں رکھي گئي ہے -

(۲) جن خریداروں نے ششماہي قیمت ادا کي تھي انکا چندہ دسمبر میں ختم ہو گیا ' جنوري کا پہلا پرچہ انکي خدمت میں وي - پي بھیجا جاے گا - لیکن وي - پي ششماہي کا ہو یا سالانہ کا ؟ نیز وہ ایندہ بھي خریدنا پسند فرماتے ہیں یا نہیں ؟ امید ہے کہ پہلي جنوري تک ایک کارڈ لکھکر آپ اسکي اطلاع دیدیں گے - جن صاحبوں کي طرف سے اطلاع نہیں آے گي - انکا نام رجسٹر سے خارج کر دیا جاے گا -

الہلال کي سہ ماہي اول کے نمبروں میں سے ۱ سے ۸ نمبر تک کي بہت تھوڑي کاپیاں رہگئی ہیں - نمبر ۹ ' ۱۰ ' ۱۱ ' ۱۲ ' کي تمام کاپیاں ختم ہوگئي ہیں ' دوسري سہ ماہي کي مکمل جلدیں موجود ہیں جنمیں ۱۳ سے ۲۴ نمبر تک شامل ہیں جلد مجلد ہے ' پشت پر طلائي حروف میں (الہلال) منقش ہے ' سہ ماہي اول کے مسلسل آٹھہ پرچوں کي قیمت دو روپیہ آٹھہ آنہ - سہ ماہي دوم کي مکمل جلد (مجلد) کي قیمت چار روپیہ آٹھہ آنہ -

منیجـــر

گرچه داریم کنج تنهائي
معشر عشق را حشر مائیم

اسي کو کوئي خفیه انجمن سمجهه لیجئے ' رها الهلال اور مسلم گزٹ کا معاهده ' تو اسے حسب ارشاد شائع کردیتا هوں - یعنے " تعاونوا علی البر والتقوی ' ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان " کا معاهده ایسمیں کرلیا ہے -

آخر میں گذارش ہے که الهلال کا معامله اب بهتر ہے که خدا کے سپرد کردیجیے ' وہ وقت دور نهیں جب زمانه هدایت و ضلالت کا فیصله کردے گا ' اور نیتوں کے کھوٹ بهي اگر هیں ' تو دلوں سے پیشانیوں پر آجائیں گے - آپ نهیں دیکهتے لیکن میں الحمد لله اُس وقت کو دیکهه رہا هوں - عنقریب کهل جاے گا که میں قوم کو کس طرف بلا رها هوں اور دوسرے کس طرف لیجانا چاهتے هیں ؟ خدا کا هاتهه هم سب سے بهتر فیصله کن ہے اور وہ اپنے جس بندے کو چاهتا ہے اپنے هاتهه کي نصرت کیلیے چن لیتا ہے ' پهر اسمیں نه آپکا زور چل سکتا ہے نه میرا :

یا قوم اعملوا علی مکانتکم اني عامل فسوف تعلمون من تکون له عاقبة الدار ؟ (۳۹ : ۴۱)	اے لوگو ! تم بهي اپني جگهه کام کیے جاؤ اور میں بهي کر رها هوں ' اور عنقریب جان جاوگے که الله کي نصرت کس کے ساتهه ہے اور کس کو آخر کي کامیابي نصیب هوتي ہے ؟

ترکي بحري و بري فوج کے شتلجا میں جنگي کارنامے

یه تصویر " شتلجا " کي پچهلي جنگي حالت کو اچهي طرح واضح کرتي ہے - دو عثماني جنگي جهاز بلغاري مورچوں پر گوله باري کر رہے هیں ' اور ادهر ترکي بیڑے بهي مصروف آتش فشاني هیں ' توپ کے گولے پهٹ رہے هیں ' اور قلعه چهوڑ کر توپ خانه کے لئے دوسري موزوں تر جگه اختیار کي گئي ہے - دهني جانب اوپر کي طرف بلغاریه کا توپخانه ہے ' اور اسکے نیچے بخط مستقیم اتر کر دیکهئے تو عثماني توپ خانه کا مقام نمایاں هو جاتا ہے ' عثماني توپ خانے کي بائیں جانب شتلجا کے قلعه کا جهنڈا لهرا رها ہے ' جو اس وقت خالي کردیا گیا ہے -

آپکے بائیں هاتهه پر سامنے بحرا سود ہے جس کو ایک پل کے ذریعه " خلیج بیوک سکمجه " سے الگ کردیا گیا ہے اور اسي سے شتلجا کا خط دفاع شروع هوتا ہے - بحرا سود میں دو عثماني جنگي جهاز کهڑے هیں ' اور گوله باري کر رہے هیں - جو سلسله عمارات کا دونوں جانب نظر آرها ہے یهي اباسي ہے جو خلیج کي نسبت سے " بیوک سکمجه " اور " ترافیه " کے نام سے مشهور ہے -

شذرات

اب چھیڑ یہ رکھی ہے کہ عاشق ہو تم کہیں
القصہ خوش گذرتی ہے اس بد گمان سے

آج کے صیغۂ مراسلات میں کانپور کی ایک مراسلت درج کی گئی ہے ' چند کلمات انکی نسبت عرض کرنا چاھتا ھوں :

جناب نے از راہ لطف جو کچھہ ارقام فرمایا ہے ' سب سے پہلے اسکے لیے شکرگذار ھوں -

(۱) لیڈر بننے کی خواہش اور سعی کی نسبت جناب نے لکھا ہے - سچ یہ ہے کہ خدع نفس کے اثر سے بچنا بہت مشکل ہے - کچھہ عجب نہیں کہ نفس مجکو دھوکا دے رھا ھو اور جیسا کہ جناب کا خیال ہے ' یہی خواهش اندر کام کر رہی ھو ' پس بہتر ہے کہ میرے حق میں دعا فرمائیے کہ اللہ تعالی میری نیت اور ارادے کو روح اخلاص سے محروم نہ رکھے اور یہ جواب مختصر ' بہتر ہے بہت سی طوا لتوں سے -

لکھنو کی دوسری چٹھی کے جواب میں اپنی حالت عرض کر چکا ھوں نیز الہلال نمبر (۱۴) میں ایک نوٹ " لیڈر بننے کا مستحق کون ہے " کے عنوان سے بھی لکھہ چکا ھوں - اسمیں جو شروط پیش کیے ھیں ان پر ایک نظر ڈال لیجئے تو بہتر ہے - مشکل یہ ہے کہ لفظ " لیڈر " کے مفہوم و تخیل ھی میں باھم اس درجہ اختلاف و تضاد ہے کہ اگر کچھہ اپنے تصورات و افکار عرض کروں ' تو آپ اسپر غور نہیں فرما سکیں گے - آپ معذور ھیں کہ آپکو ھماری حالت معلوم نہیں - اپنا تو یہ خیال ہے -

هر بوالہوس نے حسن پرستی شعار کی
اب آبروے شیوۂ اھل نظر گئی

آپ تو دیکھتے ھیں کہ ھم اس متاع کس مغز کیلیے للچا رہے ھیں ' یہاں اگر مفت بھی ملے تو تامل ہے - نیت اور خلوص کو اگر فروخت ھی کرنا پڑا ' تو کم از کم " لیڈری " سے تو زیادہ قیمت پر فروخت کرینگے -

(۲) بیشک پالیٹکس ایسی ھی چیز ہے کہ ابھی کچھہ عرصے تک حاصل کی جاے ' اسکے لیے مجکو مستعد تصور فرمائیے ' البتہ یہ متعین ھو جاے کہ کونسا پالیٹکس ؟ اگر علی گڈہ اور لیگ کا پالیٹکس مقصود ھو تو اسکے صاف اور سادہ اصول تو اسقدر آسان ھیں کہ اب اسے سیکھنے کے لیے کیا نکلیں ؟ مثلاً گورنمنٹ کے تمام احکام عالیہ کی تعمیل محض ' کانگریس کی ھر آواز سے اختلاف ' وفاداری کے ادعا کا تکرار اور پھر اس سے کبھی نہ تھکنا - بتلائیے ' سر جھکانے ' اور ایک متعین آواز کی صدا لگاتے رہنے میں کونسے دقائق و رموز ھیں ' جنکے سیکھنے کیلیے آپکو تلاش کروں ؟

(۳) درست ہے - لوکل بورڈ وغیرہ وغیرہ میں شرکت کا شرف کبھی حاصل نہیں ھوا اور نہ آیندہ امید ہے کہ حاصل کیا جاے ولحمد للہ علی ذالک لیکن -

جناب اپنے تجارب سے قوم کو مستفید فرمائیں -

(۴) میں مسلمانوں کی دل آزاری نہیں کرتا بلکہ اس ضلالت کی ' جو اسلام کے ساتھہ جمع نہیں ھو سکتی - گو یہ امر تنسیخ تقسیم بنگال کے فلسفہ جتنا دقیق نہیں ' تاھم دقیق ہے -

" دل دشمنان ھم نکردند تنگ "

تا ذرا مطلب سمجھہ لیجیے یعنی اپنے اغراض کیلیے ' اور اپنے شخصی منافع کے خیال سے ' ورنہ اگر یہ مطلب ھو کہ سیاہ کو سیاہ اور سفید کو سفید نہ کہا جاے ' تو پھر نہ آپ میری خود غرضی پر متاسف ھوں اور نہ میں آپکی نصیحت کا شکر گذار -

(۵) میں نے کب دعوا کیا ہے کہ اسلام کی دعوت جمہوریت ایک نئی شے ہے جس کو الہلال پیش کرتا ہے ؟ بلکہ میں تو نئی چیز اس استبداد اور غلامی کو کہتا ھوں ' جو مسلمانوں نے اختیار کر لی ہے ' انکی پرانی چیز تو حریت و اجتہاد ہے -

جو خیال آپکے دل میں گذرا ہے کچھہ بھی نیا نہیں ' بہت پرانا ہے :

و اذا تتلی علیہم ایاتنا قالوا قد سمعنا لو نشاء لقلنا مثل ھذا ' ان ھذا الا اساطیر الاولین (۸ : ۳۱)	اور جبکہ ھماری آیات انکے آگے پڑھی جاتی ھیں تو کہتے ھیں کہ بس کرو ' ھم نے سن لیا ' اگر ھم چاھیں تو ھم بھی ایسی باتیں کہہ سنائیں ' یہ تو رھی اگلے لوگوں کی کہانیاں ھیں -

ہدایت کی آواز کبھی بھی نئی نہیں ھوتی کہ دنیا کی بھی سب سے زیادہ پرانی چیز ہے ' البتہ قلوب مومنین کیلیے اللہ تعالی اسکے تکرار اور اعادہ و تجدید کو موثر بنا دیتا ہے ' اور یہی نئی چیز ہے جو محض اسکے فضل پر موقوف ہے - آپنے سورہ توبہ میں پڑھا ھوگا :

واذا ما انزلت سورة فمنہم من یقول ایکم زادتہ ھذہ ایمانا ؟ فاما الذین آمنوا فزادتہم ایمانا و ھم یستبشرون (۹ :)	اور جس وقت قران کی کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو بعض لوگ کہتے ھیں کہ بھلا اس بیان کے اترنے سے تمہارا کونسا ایمان بڑھگیا ؟ لیکن نہیں جانتے کہ جو لوگ ایمان لے آئے ھیں انکا ایمان تو واقعی بڑھگیا ' اور وہ اسکی خوشی محسوس کر رہے ھیں

آپ پوچھتے ھیں کہ " مسلمانوں کیلیے اس قسم کی حکومت مفید ھوگی ؟ " میں تو سمجھتا تھا کہ اب یہ بل نکل گیا ' مگر آپ تیس برس کا پرانا سبق ابھی بھولے نہیں - بہتر ' مسلمانوں کی تعداد کم ہے ' سلف گورنمنٹ ' ہندو گورنمنٹ ھو جاے گی ' ھندو مسلمانوں کو چیر پھاڑ ڈالیں گے ' پس مسلمانوں کو ھمیشہ غلام و مملوک بنکر رہنا چاھیے - اگر یہ فلسفہ اب تک باقی ہے تو باقی رہے ' تم کو غلامی ھی مرغوب ہے ' تو انشاء اللہ خدا ھمیشہ غلام ھی بناکر رکھے گا - وجعلنا علی قلوبہم اکنۃ ان یفقہوہ وفی آذانہم وقرا کا میرے پاس علاج نہیں ہے -

البتہ بطور تحدیث نعمت کے عرض کرتا ھوں کہ اللہ تعالی نے مجکو یہ راہ سجھائی کہ مسلمانوں کے پولیٹکل نصب العین کو بھی قران کریم سے ماخوذ ھونا چاھئے ' اور انکو اس راہ میں بھی از روے مذھب قدم رکھنا چاھیے ' نہ کہ با تباع حریت جدیدۂ یورپ و تقلید اخوان وطن ' پھر یہ اسکا ایک فضل ہے اور اسمیں گلے شکوے کی گنجائش نہیں - آج چالیس برس سے مسلمان پالیٹکس پر انکار یا اقرار کے لحاظ سے بحث کر رہے ھیں ' لیکن براہ کرم بتلائیے کہ آجتک ایک صدا بھی تمام اسلامی ھند میں اس کی بلند ھوئی ہے ؟

آجتک مسلمانوں نے اور انکے تمام لیڈروں نے پولیٹکل آزادی کو ھمیشہ ھندؤں کی آرزو اور یورپ کے نئے آزادانہ طرز کا نتیجہ سمجھا ' لیکن کسی نے اس پہلو پر نظر نہ ڈالی کہ خود اسلام بھی مسلمانوں کو انکی سیاست کیلیے کوئی بلند جگہ دیتا ہے یا نہیں ؟ اسکا دعوا کس کو ہے کہ نئی بات دکھلا دی ' البتہ ایک کھوئی ھوئی بصارت تھی جو اب واپس ملگئی -

(۶) لکھنو کی خبر نہیں ' مگر کلکتہ میں ایک دل ہے ' جسکے اندر ایک مجمع آرزو موجود ہے :

۲۱ دسمبر ۱۹۱۲

— * —

الـہلال کي پہلي ششماهي جلد
کا اختـتام

— * —

گـويـم غـم دل بصرعے چـنـد * زنـہـار جهـان جهـان نـگـويـم
از ديدۂ و نيشتر نـه گـريـم * وز دشـنـه و اسـتخوان نـگـويـم

* * *

کـس نيسـت متاع را خـريـدار * بـا انـکـه بـهـا گـران نـگـويـم
صـرف نـمـد و پـلاس دارم * حـرف خـز و پـرنـيـان نـگـويـم
زان رو کـه خـردوران گـيـتـي * رنـجـنـد چـو قـدردان نـگـويـم
نـا چـار متـاع عـرضـه دارم * بے رونـقـي دکان نـگـويـم
سـرمايـه ز دست رفـتـه ٬ وانـگاه * گاهے سـخـن از زبـان نـگـويـم
گـر تـيـر بـه من رسـد وگـر تـيـغ * دم در کـشـم ٬ الامـان نـگـويـم

للہ لا تجعلنا بنعمتک مستدرجين ٬ ولا بثناء الناس مغرورين٬ و من الذين يا کلون الدينـا بالدين٬ و صل و سلم على حبيبک سيد المرسلين ٬ و على اله و اصحابه اجمعين -

— * —

پہنچا تو هوگا سمع مبارک ميں حال مير ؟
اس پر بهي جي ميں آئے ٬ تو دل کو لگايئے !

— * —

الہلال کي جلد هم نے شش ماهي کے حساب سے رکهي هے٬ تا که مجلد هونے کے بعد موزون ضخامت حاصل کرسکے٬ پس يه ۲ نمر اسکي پہلي جلد کا آخري رساله هے٬ اور جنوري سے دوسري جلد شروع هوگي : فالحمد لله في البداية و الانتهـاء٬ و الشکـر له في السراء و الضراء ٬

اگرچه چهه ماه کا زمانه ايک نهايت قليل زمانه هے٬ اور انسان کي حيات شخصي ميں يه محض بدو طفوليت کا زمانه هوتا هے٬ جبکه گويا انساني وجود عدم اور وجود کے درميان معلق هوتا هے ٬ اور تمام جسماني اور دماغي قوتيں پردۂ خفا ميں مستور هوتي هيں ليکن تاهم دنيا مزدوروں کي جگهه هے ٬ فلسفيوں کي نهيں هے ٬ کام کرنے والوں کيليے اسکا ايک لمحه بهي بهت هے ٬ اور بيکاروں کيليے اسکي پوري عمر بهي زياده نهيں ٬ انسان کي سب سے بڑي غلطي يه هے که وه هميشه اپنے گرد و پيش کي مجبوريوں سے مرعوب رهتا هے٬ مگر کبهي خود اپنے اندر کي کمزوري کو نهيں ديکهتا - يه مانا که اپکے هاتهه کي کڑياں بهت مضبوط تهيں ؛ ليکن اپکے دست و بازو کي قوت کو کيا هوا ؟ يقيناً عرفي سقراط اور ارسطو سے بهتر هے جبکه وه کہتا هے :

هزار رخنه بدام و مرا بساده دلی
تمام عمر در انديشۂ رهائي رفت !

حساب اعمال

همکو کاتبان اعمال کي خبر ديگئي هے جو همارے يمين و يسار هر وقت موجود رهتے هيں٬ تاکه همارے تمام اعمال قلمبند کرتے رهيں اور جنکي موجود گي مسکين عرفي کو بهت شاق تهي :

رقـم کشان يمين و يسار دشمن تـو
که مي کننـد سخن سنجي و قلمـراني

ليکن يه هماري کيسي ناداني هے که هم اپنے اعمال کي کتابت کراماً کاتبين کے ذمے چهوڑ ديتے هيں٬ پر خود کبهي اپنے اعمال کا احتساب نهيں کرتے ؟ بهتر هے که انسان خود هي اس خدمت کو اپنے ذمے ليلے ٬ اور قبل اسکے که " رقم کشان يمين و يسارا " اسکا نامه اعمال اسکے سامنے لائيں ٬ چند لمحوں کيليے خود هي اپنے اوپر ايک نظر احتساب ڈال لے اور اپنے ضمير کو مخاطب کرکے کہے :

اقرا کتابک ٬ کفي بنفسـک اليـوم عليـک حسيبـا (۱۷ ٬ ۱۵)	اپنے اعمال کي اس کتاب کو پڑهلے آج کے دن کسي دوسرے کاتب و شاهد کي ضرورت نهيں ٬ خود تيـرے ضمير هي کا احتسـاب تيـرے ليے کافي هے -

خواهي که عيب هاے تو روشن شود ترا
يک دم منافقانه نشين درکمين خويش

اور في الحقيقت همارے اعتقاد ميں انسان کيلے اصلي "کراماً کاتبين " اور " ترقيم اعمال " خود اسکا ضمير اور نور ايمان هي هے - قران کريم نے جهاں کهيں احتساب اعمال کا ذکر کيا هے ٬ اگر غور سے ديکهيے تو وهاں اسي ضمير کے فطري احتساب کي طرف اشاره هے - اعمال حسنه کے وه آثار سرور و انبساط جو چہروں پر سے " نضرة النعيم " کي خبر دينگے ٬ درحقيقت دنيا ميں بهي فرشتۂ ضمير کي تبليغ بشارت سے موجود هيں ٬ وه " نور ايمان " جسکو " يسعي بين ايديهم " سے تعبير کيا گيا هے ٬ يعني ايک روشني هوگي جو ارباب ايمان کے آگے آگے چلے گي ٬ اور انکي عظمت و جبروت کو تمام صفوف اولين و اخرين ميں نماياں کرے گي ٬ کيا مجبوري هے که اپ اسکو قيامت هي کے دن کيلیے اٹها رکهيں ٬ اور دنيا کو بهي اسکا [illegible] دیں ؟
يوم لا يخزي الله اور وه دن ٬ جبکه الله تعالى اپنے پيغمبر اور

ایک شیر

--- * ---

جس کو دھوکے سے زخمي کیا گیا

—:•:—

غازي محمود مختار پاشا کے پانوں میں گولي لگنے کا واقعہ مشہور ہو چکا ہے' یہ تصویر عین اُس حالت کي ہے جبکہ وہ زخمي ہوکر گرے تھے -

۱۸ نومبر کي صبح کو غازي موصوف صرف چند ساتھي افسروں کے ساتھہ کیمپ سے نکلے ' تاکہ چند گڑھیوں کا معائنہ کریں - کچھہ دور گئے تھے کہ چند بلغاریوں نے اپني کمین گاھوں کے اندر سے موقعہ کي فرصت کو دیکھہ لیا اور پستول کے چھوٹنے کي آواز کے ساتھہ ایک گولي آکر انکے گھٹنے میں لگي -

پچھلے دنوں خبر آئي تھي کہ قسطنطنیہ کے جرمن ھاسپٹل میں زیر علاج ھیں اور صحت کي حالت نہایت طمانیۃ بخش ہے - امید ہے کہ اس وقت تک صحیح و توانا ھو چکے ھونگے -

---

بلغاریا کي وہ پانچ عورتیں جنھوں نے مسلمانوں کے محلے میں آگ لگادي ' اور اس خدمت کے صلے میں انکي تصویریں اخبارات نے شائع کي ھیں -

نہیں ہوے ' اکثر چیزوں کی لکھنے کی نوبت نہیں آئي اور جو لکھي گئیں ' وہ شائع نہیں ہوئیں ' الہلال کے علاوہ جو علمي خدمات پریس کے متعلق تھیں ' وہ تقریباً شروع ہوئیں بھي تو انکي رفتار نہایت سست رہي - دفتر کي انتظامي حالت بھي پوري طرح درست نہوسکي ' اور اکثر لطف فرماوں کو شکایتوں کا موقعہ ملا ' بہ حیثیت مجموعي ہم دیکھتے ہیں تو اسوقت یہ گذشتہ چھہ ماہ کي مدت کمزوریوں اور غفلتوں کے سوا کچھہ اپنے اندر نہیں رکھتی اور خواہ نفس مدح طلب کتنا ہي مضطر ہو ' مگر حق یہ ہے کہ ہم اپنے تئیں کسي طرح بھي مستحق تحسین نہیں سمجھتے

* * *

لیکن اگربار بار اپني حالت کا افسانہ دھرانا داخل شکایت نہوتا (اور وہ رحیم و کریم ہر حال میں شکر ہي کا مستحق ہے) تو شاید ہم اس وقت اپني کمزوریوں کو کسي قدر تفصیل سے عرض کرتے - یہ چھہ ماہ کا زمانہ جس حال میں بسر ہوا ہے ' اور الہلال کے ۲۴ پرچے جس عالم میں مرتب کیے گئے ہیں انکي سرگذشت اب کیا کہیے کہ وقت گذر چکا ہے ' اور سامنے ماضي نہیں بلکہ مستقبل ہے ' في الحقیقت ہمارے حالات ابھي اس کے بالکل مقتضي نہ تھے کہ الہلال کي اشاعت شروع کر دي جاتي لیکن مہلت کے انتظار نے ہمیں اسقدر مضطرب کردیا تھا کہ مزید صبر کي طاقت جواب دیچکے تھے خیال کیا کہ جو چیز شاید کبھي بھي ملنے والي نہیں ہے ' اسکے انتظار میں کب تک زندگي کو صرف لا حاصل کیا جاے ' اور خدا کا دیا ہوا دماغ اور اسکا بخشا ہوا قلم کب تک معطل رکھا جاے ؟ بہتر ہے کہ موجوں کے فرو ہونے کے انتظار کي جگہ موجوں میں پڑکر تیرنے کي کوشش کي جاے ' اور راہ کے خالي ہونے کي توقع کہ جگہ صفوں کو چیر کر راہ پیدا کرنے کي جستجو کي جاے - بالاخر ہم نے گذشتہ جولائی میں متوکلا علی اللہ کام شروع کردیا -

دنیا کے کاموں میں ہمیشہ اسباب مادي اور ساز و سامان دنیوي کي موجودگي ' دل کي قوت ' اور ہمت کي استواري کا ذریعہ ہوتي ہے ' روپیہ کي کثرت ' مددگاروں کي معیت ' اور اثار نفع عاجل کا اجتماع ' یہي چیزیں ہیں ' جن پر اس عالم اسباب میں بھروسہ کیا جاتا ہے ' لیکن یہاں انمیں سے ایک شے بھي میسر نہ تھي ' البتہ ایک چیز تھي ' جسکي طاقت بخشي عالم مادي سے ماورا ' اور جسکي جرات افزائي ساز و سان دنیوي سے بے پروا ہے ' اور یہ اس امر کا یقین کامل اور ایمان واثق تھا کہ " خلوص کیلیے موت نہیں ' اور حق و صداقت کیلیے نا کامي نہیں " دنیا میں ہر چیز مٹ سکتي ہے ' پر حق اور صداقت ہي ایک بیج ہے جو پا مال نہیں ہو سکتا - و اللہ سبحانہ یقول

" اني لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر و انثی "

* * *

اس حکیم کریم کي اس نیرنگ سازي کو کیا کہیں کہ جس وقت تک الہلال جاري نہیں ہوا تھا ' اس وقت تک پھر بھي دن کے چند گھنٹے اور رات کا ایک پہر گوشہ گیري کیلیے میسر آجاتا تھا ' لیکن الہلال کا ابھي اعلان ہي شایع ہوا تھا کہ مصایب ابتلا کا بھي ایک نیا سلسلہ شروع ہوگیا ' اور جو کچھہ میسر تھا ' وہ بھي اپني بد اعمالیوں کي پاداش میں چھین لیا گیا - ناظرین نے ہمیشہ اچھي بري صورت میں الہلال کا ہر نمبر اپنے سامنے موجود پایا ہے ' انہیں کیا معلوم کہ وہ کس عالم اور کس حالت میں مرتب کیا جاتا تھا ؟ جن مضامین کے حسن و قبح کي نسبت وہ راے قائم فرما رہے ہونگے - انہیں معلوم نہیں کہ ان میں سے اکثر مضمون بسا اوقات رات کے دو تین بجے ایک بستر مرض کے قریب بیٹھکر اس حالت میں لکھے گئے ہیں جب کہ دل ' نفس علائق پرست کي کمزوریوں سے بیقرار ' اور دماغ مسلسل شب بیداریوں کي وجہ سے قلم کے اختیار میں نہ تھا - اکثر اوقات ایسا ہوا ہے کہ اخبار کي اشاعت کے وقت میں صرف ایک رات کا وقفہ باقي رہگیا ہے ' اور کمپوزیٹروں کو رات بھر روک کر بیمار و تیمار دار دماغ پر جبر کیا گیا ہے کہ رات کے چند گھنٹوں کے اندر صفحہ (۲) سے (۸) تک کا مضمون طیار کردے ' علی الخصوص گذشتہ ماہ صیام مبارک جس عالم میں بسر ہوا ' اور جسطرح پانچ پرچے مرتب ہوے ' اسکي حالت صرف اُس علیم و خبیر ہي کو معلوم ہے ' جس کو شاید اپنے بندوں کي ابتلا و ازمایش سے بڑھکر اور کوئي بات پسند نہیں - یہاں تک کہ آخر میں مجکو یقین ہو گیا تھا کہ شاید جس صلح کے اعتماد پر دنیا کے کار زار میں فتح یاب ہونے کا گھمنڈ رکھتا تھا ' وہ ابھي منظور نہیں ہوئي ' اور اوس خداے قدوس کو گوارا نہیں کہ اُسکے کلمۂ مقدس کي خدمت کا شرف میرے پر معاصي وجود کي شرکت سے ملوث ہوا

ما اصابك من حسنة فمن الله ' و ما اصابك من سیئة فمن نفسك (۳ : ۸۲) و ماظلمهم اللـه و لکن کانوا انفسهم یظلمون (۳ : ۱۱۴)

ہم نے ان حالات کو " مجبوریوں " کي جگہہ " کمزوریوں " کے لفظ سے تعبیر کیا ' کیونکہ انسان اپنے اندر اور باہر کے جن حالات کو مجبوریوں سے تعبیر کرتا ہے ' فی الحقیقت اوسکے نفس کي کمزوریاں ہي ہیں - دنیا دار العمل ہے ' اور جو کام کرنے والے ہیں وہ باغ و چمن کے گوشوں ہي میں نہیں بلکہ کانٹوں پر چلکر بھي کام لیتے ہیں - خدا نے ہم سے کوي معاہدہ نہیں کیا ہے کہ وہ ہمارے وہم و خیال کے پیدا کیے ہوے اسباب راحت ضرور مہیا کر ھي دیگا ' زندگي ایک میدان جنگ ' اور یہاں کام کرنے کے یہي معنے ہیں کہ تلواروں کے سایے اور نیزوں کي قطاروں کے نیچے رہکر کام کیا جاے دریا کي موجوں میں سے تیرنے والے اپني راہ پیدا کر لیتے ہیں ' لیکن کنارے کے عافیت پسندوں کیلیے انتظار کے سوا کچھہ نہیں ہے - پس یہ جو کچھہ تھا ' خواہ کتنا ہي سخت و شدید ہو ' لیکن پھر بھی ہم اُسے اپنے لیے کوي قوي عذر جرم نہیں سمجھتے ' اور صاف صاف اپني کمزوري کا اقرار کرتے ہیں کہ اس چھہ ماہ کے عرصے میں جو کچھہ ہم کر سکتے تھے ' افسوس کہ ہم نے نہیں کیا !

البتہ یہ ہماري کمزوریاں تھیں لیکن ذرہ روشني سے محروم ہے ' تو آفتاب درخشاں تو اپنے نور و ضیاکي بخشش سے عاجز نہیں ؟ باغبان کا ضعف اگر اس کو مہلت نہیں دیتا کہ بیج بو کر اسکي آبیاري کرے ' تو باران رحمت کي فیضان بخشي تو اسکے ضعف کي تلافی کر سکتي ؟ یہ سچ ہے کہ ہم کمزور تھے اور کمزوریوں میں مبتلا ' لیکن وہ حکیم و قدیر تو کمزور نہ تھا جو حق کو باوجود اسکے بے ساز و سامان ہونے کے نصرت بخشتا ' اور ضلالت کو باوجود اسکي طاقت و شوکت کے شکست دلاتا ہے ؟

اللہ ولي الذین آمنوا یخرجهم من الظلمات الی النور ' و الذین کفروا اولیاءهم الطاغوت یخرجونهم من النور الی الظلمات اولائك

اللہ ایمان والوں کا حامي اور مددگار ہے ' وہ انکو تاریکي سے نکالتا اور کامیابي و بامرادي کي روشني میں لاتا ہے - اور جن لوگوں نے راہ کفر و ضلالت اختیار کي ' سو انکے حامي انکے بناے ہوے معبودان باطل ہیں ' وہ انکو روشني سے نکالکر اور تاریکي میں مبتلا کرتے ہیں ' یہي لوگ اصحاب

النبي والذين امنوا معه ‘ نورهم يسعى بين ايديهم و بايمانهم ‘ يقولون ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا ‘ انك على كل شي قدير : (٦٧ :)

ان لوگوں کو جو اسکے ساتھہ ایمان لاے ھیں رسوا نہیں کریگا ‘ انکے ایمان کي روشني انکے آگے آگے ‘ اور دھني طرف ساتھہ ساتھہ چل رھي ھوگي ‘ اور انکي زبانوں پر یہ دعائیں ھونگي کہ خدایا ! اس روشني کو ھمارے لیے آخر تک قائم رکھیو اور ختم نہ کردیجیو ! نیز ھمارے قصوروں کو معاف کردیجیو ! بیشک تو ھر چیز پر قادر ھے ! !

اس آیت ‘ اور اسکے مثل صدھا آیات میں قران کریم نے ارباب ایمان کے جن نعائم اور ابتہاج و سرور کا ذکر کیا ھے ‘ یہ وھی حالات ھیں ‘ جنکو دنیا میں ھر نیک ھستي اپنے اعمال حسنہ کا احتساب کرکے اپنے سامنے مشاھدہ کرسکتي ھے -

جن لوگوں نے اپنے تئیں نفس کے تسلط سے نکال کر خدا کے ھاتھوں میں دیدیا ھے‘ اور جنکے کاموں نے " ایمان و ایقان " کي روح اپنے اندر پیدا کرلي ھے‘ وہ جب اپنے اعمال کا احتساب کرتے ھیں تو یقیناً خوشیوں اور راحتوں کي ایک جنت میں ھوتے ھیں‘ جس پر سرور دائمي اور عیش سرمدي کي فضا چھائي ھوئي ھے‘ جسکے اندر شادماني و کامراني کي نہریں بہہ رھي ھیں‘ جسکا کونہ کونہ سکون ابدي کے حسن و جمال سے "حور مقصورات " کا جلوہ گاہ ھے ‘ جسکي ھر جانب سے " سلام علیکم طبتم فادخلوھا خالدین " کے نغمات خوش آھنگ بلند ھو رھے ھیں‘ جہاں نامرادي و حرمان کے فغان و ماتم کي جگہہ ھر زبان پر " الحمد للہ الذي اذھب عنا الحزن " کا ترانۂ شکر جاري ھے‘ جہاں ناکامي و خجالت کي تپش و حرارت کا نام و نشان نہیں ‘ کیونکہ کامیابی کے عیش و سرور کے اس تخت طمانیت پر بٹھادیے گئے ھیں‘ جہاں تیک لگاکر جس کسي کو بٹھا دیا جاتا ھے‘ پھر اسے کسی مخل راحت حرکت سے سابقہ نہیں پڑتا : متکئین فیھا علی الارائک‘ لا یرون فیھا شمساً ولا زمھریرا :

کلا‘ ان کتاب الابرار لفي علیئین و ما ادراک ما علیون ؟ کتاب مرقوم‘ یشھدہ المقربون‘ ان الابرار لفي نعیم‘ علی الارائک ینظرون‘ تعرف في وجوھھم نضرۃ النعیم‘ یسقون من رحیق مختوم‘ ختامہ مسك ‘ و في ذالك فلیتنافس المتنافسون (٨٣ : ١٨)

بیشک نیک اعمال لوگوں کے اعمال اعلی درجہ کے لوگوں کي فہرست میں لکھے جاتے ھیں‘ اور تم جانتے ھو کہ وہ فہرست کیا چیز ھے ؟ وہ ایک کتاب اعمال ھے ‘ جو ھمیشہ لکھي جاتي ھے‘ اور مقربان بارگاہ الہي اسکے شاھد و گواہ ھیں ‘ یقیناً ان نیک اعمال لوگوں کي زندگي نہایت ارام اور راحت میں ھوگي ‘ وہ سکون و طمانیۃ کے تخت پر بیٹھے ھوے بہشت کي سیر کر رھے ھونگے - تم اگر انکو دیکھو تو خوش حالي کي ترو تازگي ان چہروں سے نمایاں ھو - انکو حیات سرمدي کي وہ شراب خالص پلائي جاے گي ‘ جسکي بوتلیں سر بمہر ھونگي اور ان پر مشک کي مہریں لگي ھونگي - پس یہ زندگي ھے ‘ کہ تقلید کرنے والوں کو اسکي تقلید کرني چاھیے !

لیکن جن لوگوں کي زندگي روح ایماني سے خالي ھوتي ھے‘ جن کے اعمال سلطنت الہي کے ماتحت نہیں‘ بلکہ قوت شیطاني کے تخت کے سایے میں انجام پاتے ھیں ‘ خواہ دنیوي ساز و سامان اور مادي اسباب و جمعیت کتني ھی فراھم کرلیں‘ لیکن بالاخر جب ضمیر کي آواز انکے کانون میں آتي ھے‘ اور وہ اپنے نامۂ اعمال کو اپنے سامنے رکھتے ھیں تو حرمان و نامرادي رسوائي و خجالت سے انکے چہرے سیاہ پڑجاتے ھیں اور " نور ایمان " کي جگہہ ضلالت کي تاریکي کو اپنے ھر طرف محیط پاتے ھیں :

و تری الظالمین مشفقین مما کسبوا‘ و ھو واقع بھم‘ والذین امنوا وعملوا الصالحات في روضۃ الجنت لھم ما یشاؤن عند ربھم ذلك ھو الفضل الکبیر (۴٢ :)

اور نافرمانوں کو تم دیکھوگے کہ انہوں نے جیسے جیسے عمل انجام دیے ھیں اسکے وبال سے ڈر رھے ھونگے (یعني انکا ضمیر ڈرا رھا ھوگا) حالانکہ اسکے نتائج انکو ضرور بھگتنے ھیں - اور (البتہ) جو لوگ ایمان لاے اور اعمال حسنہ انجام دیے تو وہ ضرور بہشت کے سبزہ زاروں میں ھونگے‘ جو کچھہ وہ چاھیں گے‘ انکے پروردگار سے انکو ملے گا‘ یہی بدلہ ھے‘ جو نیک کام انجام دینے والوں کیلیے سب سے بڑا فضل الہي ھے -

پس درحقیقت احتساب اعمال ‘ اور ضمیر کي ملامت یا اسکي تحسین ‘ یہ جنت و دوزخ کي دو زندگیاں ھیں ‘ جو اس دنیا میں ھر انسان کے لیے عاقبت کار میں موجود ھیں ‘ اور ھر عامل وجود جو اپنے اعمال گذشتہ کا احتساب کرے ‘ ان دونوں حالتوں کو اپنے سامنے پا سکتا ھے - یہي انسان کیلیے اصلي نامۂ اعمال ‘ اور یہي ھر وقت اسکے یمین و یسار مصروف رھنے والا قلم احتساب ھے ‘ اور یہي ھے جسکے احتساب سے کوئي فرد بچ نہیں سکتا ‘ کیونکہ یہ انسان سے باھر نہیں ‘ بلکہ انسان کے اندر موجود ھے‘ اور اسکے نتائج کي فرد کو ھمیشہ اسکي آنکھوں کے سامنے کردینے والا ھے :

و کل انسان الزمناہ طائرہ في عنقہ ‘ و نخرج لہ یوم القیامۃ کتاباً یلقاہ منشورا (١٧ : ١٥)

اور ھم نے ھر انسان کے عمل کی برائي اور بھلائي کے نتائج کو خود اسکے وجود کے اندر اسطرح رکھدیا ھے گویا اسکے گلے کا ھار ھے‘ اور قیامت کے دن ھم اسکے اس نامہ اعمال کو نکالکر اس کے سامنے کردینگے اور وہ اسکو اپنے سامنے کھلا ھوا دیکھے گا -

اس بنا پر ضرور ھے کہ چھہ ماہ کي مدت خواہ کتني ھي اقل قلیل مدت ھو مگر ھم اپنے کاموں کا آج احتساب کریں ‘ اور دیکھیں کہ اس عرصے میں الہلال اور اسکي دعوت کا کیا حال رھا ؟

اسمیں شک نہیں کہ ھم اس گذشتہ چھہ ماہ کي مدت پر نظر ڈالتے ھیں ‘ تو بے اختیار اقرار کرنا پڑتا ھے کہ جو کچھہ کرنا تھا ‘ وہ ھم سے نہوسکا ‘ اور جو کچھہ کرسکتے تھے‘ وہ نہ کیا - نفس کي کمزوریاں ھمیشہ عمل میں ھارج رھیں ‘ اور ھمت کي پستي نے ھمیشہ بام مقصد تک پہنچنے میں لیت و لعل کیا‘ ھم کو معلوم ھے کہ اللہ کے لطف و کرم نے ایک بڑي جماعت پیدا کردي ‘ جو شاید ھماري خدمات کي نسبت مایوس نہیں ھے ‘ اور اگر تحسین کي نہیں ‘ تو ملامت کا بھي مستحق نہیں سمجھتي - لیکن تاھم اسکو کیا کریں کہ خود اپنے تئیں دیکھتے ھیں ‘ تو تحسین کا نہیں بلکہ ملامت ھي کا مستحق سمجھتے ھیں :-

رستم ز مدعي بقبول غلط ‘ ولي
مي تابم از شکنجۂ طبع سلیم خویش

ھم نے درحقیقت اس فرصت سے کچھہ بھي فائدہ نہیں اٹھایا ‘ اپنے ارادوں میں سے بڑے بڑے ارادے ذھن و تخیل سے آگے نہیں بڑھے ‘ اور اکثر چیزیں تو دماغ سے قلم تک پہنچ ھي نہ سکیں - مضامین میں ھمیشہ ابتري رھي ‘ کئي اھم ابواب شروع ھي

شؤن عثمانیه

ولایت کی ڈاک

— * —

غنیم کي افواج میں هیضه کي شدت

— * —

جنگ بلقان کے قتل و غارت اور هیضه کی شدت نے اور مهیب بنا دیا هے - بلقاني افواج میں اسکي شدت ایسی بڑهي هوئي هے که انکا آگے بڑهنا دشوار هے - جهاں جهاں جاتے هیں' اسکو پهیلاتے جاتے هیں - اموات کي کثرت نا گفته به هے - ایک روز تو پانچ هزار تک تعداد پهونچگئي تهي - طبي انتظامات اچهے سے اچهے کیوں نه هوں پهربهي اس شدت کو روکنا دشوار معلوم هوتا هے - ریلوے پلیٹ فارم مریضوں اور مرنے والوں سے بهرے هوتے هیں (هادم کوي) کي سڑک پر تو کشتوں کے پشتے لگے هیں - انمیں زیاده تر وه مریض تهے جو هیضه میں مبتلا هوتے هی شهر کے هسپتال کیطرف جاتے جاتے مرگئے -

(ڈیلي نیوز)

باني فساد کون هے ؟

— * —

" تو پهر جنگ کون کرا رها هے ؟ " اسکا جواب یورپ کے اوس محکمه سے ملیگا جسکو یورپ کے راز داران سیاست سے تعلق هے - جو آدمیوں کي جان کے ساتهه ایک مدت سے وه چال چل رهے هیں جس سے شطرنج کي سطح پر پیادوں سے کام لیا جاتا هے - اور جو حکمت عملی کے مقولوں اور مثلوں کے دام تزویر میں اسطرح اولجهے هوئے هیں که اصلي تکلیف کے وجود کو (جسکے ساتهه وه مهملات سے کام لے رهے هیں) محسوس هي نہیں کرتے - پس اسطرح جنگ اوسوقت تک بڑهتي هی چلي جائیگي' جب تک که وه بڑي جماعتیں جو پیشه‌ور چالبازوں اور خواب دیکهنے والوں سے بهري هیں - دنیا میں باقي رهیں گی' وه دائمي صلح پیدا نه کرینگے کیونکه یه نا ممکن هے' بلکه یهه اراده ظاهر کرینگے که صرف انصاف' جواز' اور ترقي کے لئے لڑائیاں لڑي جائیں - اگر وه الفاظ جو امن کے متعلق هیں کبهي زبان سے نکالنے کے لئے هوتے تو اسوقت سے زیاده بهتر کوئي موقع نه هوتا - لیکن همیں یقین هے که وه اوسوقت زبان سے نکالے جاینگے جب موقع باقي نه رهیگا " -

(ٹائمز لنڈن)

یونانیوں کي سر فروشي

— * —

" ممالک متحده امریکا میں یونانیوں اور دیگر مسیحي اقوام کي وطن پرستي کے متعلق سر فروشي کے واقعات بیان کئے جاتے هیں - سان فرانسسکو میں ایک یوناني تها' اوسنے اپنا ایک قهوه خانه دو پاؤنڈ دو شلنگ میں فروخت کردیا جسکي اصلي قیمت دو هزار پاونڈ تهي - اگر وه میدان جنگ سے آگیا تو پهر اپنا کار و بار شروع کریگا اور اگر لڑائي میں کام آگیا تو مزید قیمت دیے بغیر قهوه خانه خریدار کا هو جایگا - نیو یارک میں سرویوں کا ایک عظیم الشان جلسه هوا - اوسمیں صدر نشیں نے جب کہا که دس هزار پاونڈ کا چنده میں دیتا هوں " تو ایک شخص جو ظاهرا دریوزه‌گر معلوم هوتا تها نزدیک هي سے اوٹها اور کهنے لگا :- میرا نام میلان یووانو وچ هے - میں بخوشي میدان جنگ میں جاؤنگا - لیکن میري ایک بیوي اور چند بچے هیں اور مقام مونطانا میں کچهه جایداد بهي هے میرے پاس کل سات هزار پاونڈ هیں - جس میں سے پانچ هزار سرویا کو دیتا هوں - " یهه کهکر اوسنے ایک تهیلا دکهایا جس میں نوٹ بهرے تهے اور اوسیطرح صدرنشیں کے حواله کردیا - "

(منچسٹر گارجین)

قسطنطنیه کی حالت

— * —

مسٹر گیٹس رابرٹ کالج واقع قسطنطنیه کے صدر هیں - ۲۴ نومبر کو انهوں نے اخبار ٹایمز کے نام لکها تها - " جنگ کے زمانه میں شهر کو با امن رکهنے کے لئے سلطان کي گورنمنٹ نے جس قابلیت' عقلمندي اور سختی سے کام لیا هے وه حد درجه قابل ستایش هے - مسٹر گیٹس کا بیان هے که اس کار روائي میں گورنمنٹ کو سخت دقتیں پیش آئیں - سیاسي جماعتوں نے تو ایسي کوشش کي تهي که گورنمنٹ کا زور کم هو جاتا اور شاه فرڈیننڈ کے اعلان سے مذهبي جذبات حد درجه اُبهرنے لگے تهے' لیکن ان مصایب پر بهي شهر میں شورش نه هوئي - اس اعلی انتظام پر مسٹر گیٹس اظهار تعجب کرتے هیں - وه کهتے هیں که غیر ملکوں کے اخبارات میں جو خبریں شایع هوئي هیں وه نامه نگاروں کے اون خیالات کے نتایج هیں جو اونکے دماغ میں تهے - حالانکه صورت حال کچهه اور هي هے اور خفیف سي مدت جنگ میں قسطنطنیه میں حد درجه امن قایم رها هے - ترکوں نے ساري مصیبتوں کو بڑي خود داري اور تحمل سے برداشت کیا هے - "

مسئله صلح

— * —

التواے جنگ مابین ترکي و ریاستهاے بلقان کے مسوده میں یهه مذکور هے که آٹهه دن تک جنگ ملتوي رهیگي - اس اثناء میں دونوں حریف جهاں هیں' وهیں اپنے سامان درست کرلیں - مسٹر ڈونو هو نامه نگار ڈیلی کرانیکل متعینه قسطنطنیه کا بیان هے که " پیغامات اور آپس کي گفتگو کا نتیجه التواے جنگ هوا - باوجودیکه اس امر کا یقین هے که صلح شرطیه هوگي " - ڈیلي ٹیلیگراف کے نامه نگار متعینه قسطنطنیه کا بیان هے که " مسوده التواے جنگ پر دستخط کرنے کے لیے مزید وقت جو دیا گیا هے' وه اسلیے هے تاکه یوناني نائب دستخط کرنے کي اجازت حاصل کرسکیں - مسوده میں صرف ۴۸ گهنٹے کي مهلت هے - اوسکے بعد اسکي اطلاع هے که اگر گفتگو سے صلح غیر ممکن ثابت هوئي تو جنگ پهر چهڑ جائیگي - سواے اون پرانے افسروں کے جو دوباره جنگ کے اجرا کو مهمل سمجهتے هیں' تمام ترکي افواج صلح کي حد درجه مخالف هے - سینکڑوں ترکي عورتیں اپنے شوهروں کے هانهد بٹا رهي هیں جو دمدمه بندي میں مصروف هیں - اڈریانوپل میں رسد فراهم کرنے کا مسئله معمه کو حل کر دیتا هے - اس کام کو کریگا کون ؟ اطراف و جوانب کے گاؤں بالکل غارت و برباد هوگئے هیں' اور اسلیے سامان قسطنطنیه سے لایا جاے گا - اس کام کے لئے بلغاریوں کي

اصحاب النارھم فیہا نار ھیں اور آتش نامرادي میں ھمیشہ خالدون (۲ : ۲۵۷) جلنے والے -

اسکا اپنے اوپر اعتماد کرنے والوں سے وعدہ ھے کہ وہ کبھي انکو دنیا میں ذلیل و رسوا نہیں کرتا ' انکے جھکے ھوے سروں کو عزت کي بلندي بخشتا ھے ' اور گو وہ خود کتنے ھي ذلیل و حقیر ھوں پر وہ انکو اپنا سمجھکر انکي عزت پر اپني عزت کي چادر اوڑھادیتا ھے کہ : یوم لا یخزي اللہ اور وہ (نتائج و عواقب امور کا) دن ' جبکہ اللہ النبی و الـذین اپنے رسول اور ان لوگوں کو ' جنھوں نے اسکي معیت معہ و نورھم کا قرب نسبت حاصل کرایا ھے ' کبھي رسوا اور یسعي بیـن ذلیل نہ کریگا ' اور انکي کامیابي اور کامراني ایدیھم و بایمانھم کي شمع انکے آگے جلے گي -

گرمن آلودہ دامنم چہ عجب !
ھمہ عالـم گواہ عصمت اوست !

اس پہلو سے اپنے کاموں پر نظر ڈالتے ھیں تو حالات و نتائج میں ایک انقلاب ھوجاتا ھے ' اور مناظر بالکل بدل جاتے ھیں ' پہلے اپني کمزوریوں کي وجہہ سے اگر اپنا وجود ضعیف و حقیر نظر آتا تھا ' تو اب اُس قوي و عزیز کي نصرت فرمائی سے طاقتوں اور قوتوں کا ایک ناممکن التسخیر ستون آھني دکھائي دیتا ھے ' پہلے اگر اپنے قصوروں کي وجہہ سے عاجزي کا سر جھکا ھوا تھا ' تو اب اسکي عزت بخشي سے سر افتخار بلند نظر آتا ھے پہلے چونکہ ایک انساني ھستي کے کاموں پر نظر تھي ' اسلیے عجز و تذلل کے سوا چارہ نہ تھا ' پر اب انساني کاروبار پر نہیں ' بلکہ ابھي اعمال پر نظر ھے ' اسلیے الحمد للہ کہ فتح و نصرت کي عزت و عظمت سے ھم کفار و شاد کام ھوں :

گرچہ خوردیم ' نسبتی ست بزرگ
ذرۂ افتـــاب تـــابـــانـــیــــم ! !

* * *

غور کیجے کہ الھـلال کس عـالم میں نکـلا ' اور پھـر کس حالت میں جاري رھا ؟ بالکل ایک نئے قسم کا کام تھا ' اور اس طرح کا کام کہ ھندوستان میں آج سو برس سے پریس موجود ھے ' مگر آجتک ایک ماھوار رسالہ بھي اس پیمانے کو سامنے رکھکر کسي بڑے سے بڑے پریس سے شـائع نہوسکا ' پھر کسي طرح کي مالي اور دماغي اعانت میسر نہ تھي ' اور سوا اپني جیب اور قلم کے اور کسي پر اعتماد نہ تھا - ان امور سے بھي بڑھکر یہ کہ الھلال کي دعوت ' اسکا لب و لہجہ ' اور عام انداز تحریر ملک کے موجودہ مذاق اور حالات سے اس درجہ متباین تھا کہ کوئي ذي عقل بھي اس بیج کے لئے آجکل کے موسم کو موزون نہیں کہہ سکتا تھـا ' لیکـــن بـا وجـود کام کي اھمیت اور دست عمـــل کي کمزوري کے باوجود تمام ناموافق اسباب و حالات کے ' اور باوجود ھر طرح کي بد نظمیوں اور اسباب سعي و جہد کے فقدان کے ' اس چھہ مہینہ کے قلیل زمانے میں جو حیرت انگیـــز اور محیر العقول مقبولیت الھلال نے پیدا کي ھے وہ ھر لحـاظ سے اردو پریس کي تاریخ میں ایک مستثنی واقعہ ھے - شاید ھي آجتـک کوئي چھپي ھوني چیـز اس کثرت اور اس شغف کے ساتھہ پڑھي گئی ھے ' جسقدر گذشتہ چھہ ماہ کے عرصے میں الھلال کے اوراق پڑھے گئے ھیں - و ذلـك فضل اللہ یوتیہ من یشاء ' و اللہ ذوالفضل العظیم -

* * *

ضرورت تھي کہ اس لحاظ سے بھي الھلال اور اسکي دعوت کے گذشتہ ایام پر ایک نظر ڈالي جاتي نیز انکي آیندہ حالت کي نسبت بھي کچھہ اپنے خیالات عرض کرتے لیکن موجودہ ھم اس حصے کو نئي جلد کے افتتاح و مضمون لیۓ اٹھا رکھتے ھیں ' صرف چند ضروري معروضات الھلال کي مالي حالت کي نسبت پیش کر کے پہلي جلد کو ختم کردیتے ھیں -

الھلال کي مالي حالت اور اسکي اولین درخواست

اس امر کے ظاھر کرنے کي ضرورت نہیں گذشتہ چھہ ماہ کے عرصے میں ھم نے الھلال کي نسبت کبھی ایک حرف بھی نہیں لکھا ' اور نہ کبھي ناظرین کو اس کی نسبت کوئی زحمت دی ' ھم نے اس طرف سے بکلی خاموشي کا ارادہ کرلیا تھا اور الحمد للہ کہ اس ارادے کو اسوقت تـک نبھایا - لیکن اب ' جبکہ چھہ مہینے کے اندر ھم نے کم از کم الھلال کے کاموں کا ایک نمونہ آپکے سامنے پیش کردیا ھے ' اتنا عرض کردینے کیلیے مجبور ھیں کہ اب آخري فیصلہ کرلینے کا وقت آگیا ھے - اس وقت تک اخبار کی مالی حالت جیسی کچھہ رھی ھے اسکی نسبت صحیح اعداد و شمار انشاء اللہ ائندہ پرچے میں دیسکیں گے ' لیکن سردست اب اس سے اندازہ کرلیجئے کہ صرف چھہ ماہ کے اندر کم از کم چھہ ھزار روپیہ علاوہ مصارف ابتدائی اور علاوہ خریداری کی ماھوار آمدنی کے صرف کرچکے ھیں اور ابھی سالانہ خریداروں کا چھہ ماہ دفتر کے ذمے واجب الادا ھے !

اگر آپ الھلال کے قیام کو ضروری سمجھتے ھیں تو دفتر کسی طرح کا مالي بار آپکے ذمے نہیں ڈالنا چاھتا ' اور نہ قیمت بڑھانا چاھتا ھے جسکا اُسے واقعي حق تھا ' صرف اتنے کا طالب ھے کہ موجودہ خریداران الھلال میں سے ھر بزرگ کم از کم دو خریدار نئے پیدا کردیں اور اگر اتنا ھوگیا ' تو یہ اخبار کے مالي اطمینان کیلیے کافي ھوگا -

یہ پہلی درخواست ھے جو الھـلال کے صفحات پر درج کی گئی ھے ' اگر آپ متوجہ ھوں تو موجب تشکر ' ورنہ یقین کیجئے کہ نہ تو اصرار ھے اور پھر اسـکا اعادہ ' ھم نے پہلے ھي دن عرض کردیا تھا :

گل فشانند بہ بستر ھمہ چون عرفي و من
مشت خس چینم و در بستر خواب اندازم

اتھوس میں واقع ھیں - یہ پہاڑ اوس جزیرہ نما پر ھے جو سالونیکا سے یورپ کیطرف واقع ھے' جسکے قدیم نام کو مدرسہ کے طلبا اپنے والدین سے زیادہ جانتے ھیں - کہتے ھیں کہ یہ علمی خزانے اجنبیوں کی دست و برد سے ترکوں کی حکومت میں بالکل محفوظ رہے ھیں - انگریزوں میں صرف ایک شخص ڈاکٹر لیک نامی ان خزانوں سے واقف ھے جسنے انسے کچھہ فائدہ بھی اوٹھایا ھے جرمن کے عالم بھی اس سے فائدہ اوٹھاتے رہے ھیں - خیال یہ ھے کہ عام طور پر ان کتب خانونکی قیمت بہت بڑھا چڑھا کر بیان کی جاتی ھے - دوسرا علمی خزانہ جو بطور مال غنیمت حاصل کیا جا سکتا ھے' سینٹ صوفیا میں ھے - یہ خیال غلط ھے کہ اس عظیم الشان گرجہ کو مسجد بنا دینے کے بعد اسکی ممانعت کر دیگئی ھے کہ مسیحی اسمیں داخل نہ ھوں ان چند لوگوں میں سے جنکو معاینہ کی اجازت دیگئی تھی ایک مسٹر موبرلی بل ھیں جو ٹایمز کے نامہ نگار تھے - اسکے سوا اور کسی کو اجازت نہ ملی کہ اون قلمی نسخوں کے ذخایر کو الٹ پلٹ کرسکے جو گرجہ کے تہ خانوں میں محفوظ ھیں - ان ذخیروں میں عہد قسطنطنین کے نسخے اکثر ھونگے - اور لیوی و سافو کے گانے کی کتابیں بھی انمیں ھونگی جنکے متعلق کہا جاتا ھے کہ ضایع ھو گئیں -

(ڈیلی نیوز)

بلغاریا کی جنگی تیاریاں

(گزٹ دی توران) کا نامہ نگار معسکر عثمانی سے ایک طویل مضمون میں لکھتا ھے کہ ایک نہایت معتبر بلغاری ذریعہ سے معلوم ہوا ھے کہ بلغاریا اس جنگ کے لیے بہت عرصہ سے تیار ہورہی تھی اسی لیے شاہ بلغاریا کو مسئلہ فوج کے ساتھہ خاص اعتناء و اھتمام تھا اور اسی اعتناء و اھتمام کی وجہ سے اس نے ھمیشہ فوج کو سیاست کے زھر آلود اثر سے محفوظ رکھنے کی سختت سے سخت کوشش کی یہ اسی کی سعی و کوشش کا نتیجہ ھے کہ آج بلغاریا کی فوجی حالت اسقدر عمدہ ھے کہ اسکی فوج ترقی یافتہ ممالک کی با قاعدہ فوجوں کے ھمپایہ ھے -

شاہ فرڈیننڈ ھمیشہ پارٹی فیلنگ سے علیحدہ رھا" آج تک اس نے سیاسی نزاعات میں حصہ نہیں لیا اور اپنے گرد ھمیشہ ارباب تجربہ و سیاست کو جمع رکھا -

بلغاری ارکان جنگ میں بہت سے افسروں نے خود آکے ان میدانوں کو دیکھا ھے جہاں اسوقت جنگ ھو رھی ھے - انہوں نے تمام قلعوں کی کمینگاھوں اور پوزیشنوں کو خود آکے دیکھا اور نہایت اھم اطلاعات فراھم کیں - بعض افسروں کو اس باب میں اسقدر جوش تھا کہ انہوں نے مزدوروں کا بھیس بدلکے (ادرنہ) اور (قرق کلیسا) میں مزدوری کی - اسی کا یہ نتیجہ ھے کہ جنگ کے وقت وہ عثمانی اسلحہ خانوں' ذخائر جنگ کے گوداموں' توپوں' اور قلعوں کے تفصیلوار حالات سے واقف تھے -

لوگ کہتے ھیں کہ دردانیال کا نقشہ شاہ بلغاریا ھی نے اطالیوں کو دیا تھا اور اسی نقشہ کے وثوق پر اطالوی تار پیڈو کشتیوں نے رات کو آبنائے کو عبور کرنے کا ارادہ کیا تھا - یہ صرف گذشتہ واقعات نہیں بلکہ اسوقت بھی جبکہ جنگ ھو رھی ھے صدھا بلغاری جاسوس عثمانی فوج میں پھیلے ھوے ھیں اور انکی تمام نقل و حرکت' اور مقامات اجتماع کی اطلاع بلغاری ارکان جنگ کو دے رھے ھیں -

نامہ نگار آخر میں کہتا ھے کہ ان امور کے معلوم ھونے کے بعد ھم کو یہ صاف نظر آتا ھے کہ بلغاریوں نے اس جنگ کے لیے نہایت مکمل تیاری کی ھے اور انکی تدبیریں قوت سے فعل میں آ رھی ھیں -

عقل سلیم سے ایک التجا

— * —

(بقیہ اشاعت گذشتہ)

— * —

ھمارے جملہ اسباب بحث کا نکتہ یہہ ھے کہ اگر سرویا کے پاس وجوہ کافی ھیں' تو آسٹریا ھنگری کے پاس بھی وجہ ھے کہ سرویوں کے دعوے کے لئے غیر منصفانہ اور بر انگیختہ کرنے والے طریقوں سے دباؤ ڈالا جاتا ھے - مزید براں اسی میں وہ ھمیشہ کے لئے البانیوں کی بلند پروازیونکے روکنے کو بھی شامل کرلیتے ھیں - وہ مقولہ جسکو اقوام یورپ نے پر جوش ھنسی خوشی سے مانا' یہہ تھا کہ " بلقان بلقانیوں کے لیے ھے " " بلقان بلقانی اتحادیوں کے لئے ھے " یہی ایک دعوی ھے' جسکو نہ تو آسٹریا ھنگری اور نہ اطالیہ ھی قبول کرتا ھے' اور نیز یہہ دعوی ایسا ھے کہ متفق ھوکر بھی سارا یورپ شاید اسکو تسلیم نہ کریگا - البانیہ کی خود مختاری کامیاب ثابت نہیں ھوسکتی' بلکہ اوسکا امتحان کیا جائیگا - وھاں ایسے سر برآوردہ البانی ضرور ھیں جو اس لایق ھوسکتے ھیں کہ ایک چھوٹی ریاست میں اپنے ھموطنوں کی کافی تعداد کو مضبوطی کے ساتھہ مجتمع کرلیں لیکن یہہ مسئلہ تو سبکے لئے کھلا ھوا ھے کہ آیا وہ قوم جو ٹیکسوں (چونگی) کے دینے میں موروثی ناراضگی سے کام لیتی ھو' کبھی اس قابل بھی ھوسکتی ھے کہ اپنے پاؤں کھڑی ھو؟ اسی ضمن میں جو کچھہ یقینی ھے وہ یہہ ھے کہ اھل سرویا البانیوں کو کامیابی کے ساتھہ اپنی ماتحتی میں ھرگز نہ رکھہ سکینگے' اور مملکت سرویا کے اوس حصے میں جو البانیا کے قلب سے نکل کر ایک بندرگاہ تک پہونچگیا ھے" پھر نئے بلقانی فساد اور بکھیڑے پیدا ھو جائینگے -

لیکن ان خوبیوں کا ھمیں سچا سچا اندازہ کرنے دو - مقدونیا کی جنگ نے تھریس کی سی اھم جنگ کی صورت کبھی نہین اختیار کی - مقدونیا میں ترکی افواج کی بد انتظامی حد سے زیادہ تھی" انکی رھنمائی بھی بری طرح سے کی گئی" اور جسقدر ھمیں یقین دلایا گیا تھا اوس سے کہیں زیادہ انکی تعداد کم تھی - سروی افواج کے کچھہ دستے بمقام کمانوجانی جو ھم میں ڈالکر لڑے' لیکن ترک جو اوس لڑائی میں تھے' اونکی تعداد شاید بیس ھزار سے زیادہ نہ ھوگی - مقدونیا کی فتح اور سرویوں کے قدیم دار السلطنت اسکوب کو پھر حاصل کرلینے پر سرویوں کا فخر و مباھات کرنا جائز ھوسکتا ھے' لیکن ساتھہ ھی یورپ نے اس فتوحات کے نشہ اور شراب میں تھوڑا سا پانی بھی ملا دیا -

یورپ کے ھر ملک میں سرویوں کی بہادری تسلیم کر کے حد سے سوا داد دی گئی - وہ اذیتیں جو سرویوں نے ترکوں کے ھاتھوں برداشت کی تھیں' یاد دلائی گئیں - مزید براں اسکو بھی ذھن نشین کیا گیا کہ حال کے چند سالوں میں آسٹریا ھنگری کی حاسدانہ بالا دستی سے بھی سرویوں کو بہت کچھہ برداشت کرنا پڑا ھے - اھل سرویا اپنے ساتھہ یورپ کی ھمدردی رکھتے تھے' لیکن اسکا اب بیجا مصرف لینے لگے - اونکے افسر اب پیدل سروین خیالات اور ایک عظیم الشان سروی مملکت قایم کرنے کی باتیں کرتے ھیں اور برلن جیسے شہروں یا ایسے ھی کسی اور ملک پر جو اونکی وحشیانہ اور بیہودہ بلند پروازیوں کے سد راہ ھو چڑھہ دوڑنے کے منصوبے باندھتے ھیں واقعًا سرویا کے اخبارات بر انگیختہ کرنے والے ھوگئے ھیں - سرویا کے وزرا عقل سے بعید خیالات کا علانیہ طور پر اظہار کر رھے ھیں -

رضامندي كي ضرورت هوگي كه ريلوے كو استعمال كرنے ديں " -

ڈيلي ميل كے نامه نگار متعينه صوفيا كا بيان هے " بلقاني رياستيں ترکي سے ۴۸۰۰۰۰۰۰ پاؤنڈ تاوان جنگ طلب كرنا چاهتي هيں علاوه ازيں يهه بهي كه سواے قسطنطنيه و دردانيال كے ترکي جمله يورپين مقبوضات انكے حواله كردے "

خبررونكي وسطي ايجنسي مظهر هے كه " بلغاريا و ديگر رياستوں ميں ناچاقي پيدا هوگئي هے ' جسكي وجه شاه فرڈيننڈ كي بے حد طماعي اور يه خواهش هے كه بلقانيونكو معكوم بنانے - سب سے پہلے سالونيكا پہونچنے كي كوشش ميں بلغاريوں نے جبريه دهارے سے كام ليا هے - حالانكه يه نه سمجهے كه جنگ كا موقعه انكے شتلجا ميں يك جا هونيكي ضرورت كو ظاهر كر رها هے - يوناني جماعتونميں بمقام ايتهنز يه خيالات ظاهر كيے جارهے هيں كه صلح كي گفتگو كا باني شاه فرڈيننڈ بلغاري هے جسكا اراده هے كه يونانيوں كو تباه كركے خود بادشاه بن بيٹهے "

ترکي افسرونكي جانبازي

" جب بلغاري تارپيڈو نے ترکي جنگي جهاز (حميديه) كو سواحل بحر اسود پر سوراخ دار كرديا تو اوسكے افسروں نے بڑي بهادري سے كام ليا اور مردانگي و همت كي اعلى مثال دكهاتے هوے سمندر كے درميان سے جهاز كو نكال لے گئے اور اپني حالت پر اوسكو گولڈن هارن لے آے - جهاز حميديه نے تمام اهل جهاز كو ليكر اسطرح سمندر كو طے كيا كه صرف آٹهه انچ اوسكے اوپر كا حصه پاني سے نكلا هوا تها -

لندن ۲ دسمبر كو ڈيلي كرانيكل كو قسطنطنيه سے مستر ڈ و نو هو تار ديتا هے " جب سے ترکي فوج هٹ كر شتلجا ميں مجتمع هوئي هے اسي هزار (۸۰۰۰۰) سے بهي زياده نئي اور تازه دم افواج ايشياے كوچك سے پهونچ چكي هيں - ترکي افواج كے پڑاؤ سے چهه ميل مغرب كي طرف بلغاري دهس بندي ميں مشغول هيں

مصائب جنگ

" صرف يهي نهيں هے كه جنگ بلقان ميں بهت سي قديم طرز كي بيرحمياں هوئيں هيں جنميں ايك مثال بهي ايسي نهيں هوئي كه ان بيرحميوں كے كم كرنے كي كوشش كي گئي هو " اخبار ٹيليگراف كهتا هے كه " صرف يهي نهيں هے كه بدله لينے كے ليے مخاصمت كے جذبات ايسے ابهرے هوے هيں جسكو مسلم يورپ نے پشت ها پشت سے نه ديكها هوگا - يهي نهيں هے كه دونوں جانب كے هزاروں بيكس زخميوں كو قبل از وقت ايسي موت نصيب هوري هے جسكا خيال ميں آنا بهي محال هے' بلكه هم ديكهتے هيں كه واقعات قتل عام اور بيماريوں كے پهيلنے سے حادثات بهي بے حد هوئے هيں - همين يه بهي ذهن نشين كرنا چاهئے كه عداوتوں اور كينوں نے مصائب ميں اور اضافه كرديا هے اور جو لوگ نهيں لڑرهے هيں ان پر بهي ايسي تباهي آرهي هے كه همارے زمانه ميں كسي جنگ ميں نهيں آئي هوگي - نيم متمدن كسانوں كي غربت و افلاس ' انكا خوف ' انكي بيكسي يه ساري برائياں خاص كر اسي جنگ سے پيدا هوئي هيں - وه پناه گير جو قسطنطنيه سے باهر كے مقبروں ميں شب باش هوتے هيں' ايك جماعت آس بے خانما فوج كي هے' جو مبتلاے فلاكت هے " -

جرمن پوليس كے احكام

" ۱۸ نومبر كو برلن ميں مسلسل جلسے منعقد هوے جنكے مقاصد يهه تهے كه جنگ بلقان كو روكا جاے اور دول يورپ اپني سازشوں سے باز آجائيں تاكه عالمگير جنگ پيدا هونے سے رك جاے - اس كے علاوه جرمن كي پوليس نے ايك فرمان بهي شايع كرايا هے كه جاسوسوں سواے جرمن زبان كے اور كسي زبان ميں گفتگو نه كي جاے - اس سے غرض يهه هے كه جرمن كي خارجي پاليسي او اسي دوسرے طريقه كي ترغيب نه دي جاسكے - چنانچه مستر روگراڈسي نے جو انگريزي مزدوروںكا ليڈر هے ' اراده كيا تها كه انگريزي ميں گفتگو كرے ' ليكن روك ديا گيا اور اوسكي تحرير كو انگريزي سے جرمن ميں ترجمه كركے سنايا گيا " -

عثمان نظامي پاشا

" عثمان نظامي پاشا ترکي سفير متعينه برلن يك بيك قسطنطنيه طلب كرلئے گيے ' صلح كے متعلق جمله امور ان كے سپرد هوے هيں - برلن ميں ايك ملاقات كے موقع پر انهوں نے سخت افسوس ظاهر كيا كه اس كام كے ليے اونكو كيوں منتخب كيا گيا - انهوں نے علانيه كها كه اوس مسوده صلح پر جسكا به ظن غالب يهي نتيجه هوگا كه حكومت عثمانيه كے مزيد حصے الگ هوجاينگے - دستخط كرنے سے پيشتر بهتر تها كه ميں اپنا هاتهه كاٹ كر پهينك ديتا - انكے خيال ميں كسي حيثيت سے بهي حالت استقدر نااميد نهيں هے كه ترکي صلح كے ليے مجبور هو -

سرويا كي غير معمولي اميدوں كي نمايش كے خلاف با اثر آوازيں بلند كي جارهي هيں - ان دو اقوام ميں سفارت كے متعلق جو واقعه ظهور ميں آيا تها وه غالباً طے پا گيا - اور باوجوديكه اس سے بهي بڑهكر اهم مسئله سرويا كے ليے بحر ادريا ٹك پر ايك بندر حاصل كرنے كا يورپ كو اضطراب ميں ڈالدينے كي دهمكي دے رها هے ليكن پهر بهي يهاں عام راے يه ظاهر كي جا رهي هے كه سرويا آخر رضامند هوجايگا - بشرطيكه اوسكو ريلوے اور ايك بے طرف بندر كا يقين دلايا جاے -

اگر جنگ عالمگير هوئي تو كيا هوگا

ايك ذمه دار فرانسيسي جو ملكي اخراجات كے اصول پر عبور ركهتا هے بيان كرتا هے كه " اگر جنگ پهيل گئي تو يورپ كو ماهوار اٹهاره كروڑ (۱۸۰۰۰۰۰۰۰) پاونڈ صرف كرنے پڑينگے جو اور مصارف كو قطع نظر كرنے سے حاصل هو سكتے هيں - يورپ كي چهه بڑي سلطنتيں مجتمع هوكر دو كروڑ (۲۰۰۰۰۰۰۰) آدميوں كو فوج ميں داخل كرسكتي هيں جو اونكے پاس هيں - اس سے صاف ظاهر هوتا هے كه عملي طور پر بكار آمد آدميوں كا طبقه جو ساري آبادي كي جان هے ' تجارتي اور صنعتي زندگي سے عليحده كرديا جايگا - جسكا نتيجه آخر يهي هوگا كه ساري آبادي بيكار هو جايگي - تجارت كے ليے جهاز راني نه هوگي - خريد و فروخت كا سلسله بند هو جايگا - درآمد و برآمد مال اور تجارت ' سارے قصے ختم هوجاينگے - صرف اونهي اقوام كو نقصان نه پهونچے گا جو شريك جنگ هونگي ' بلكه يه نقصانات انكو بهي اپني طرف كهينچ لينگے جو امن كي زندگي بسر كرتے هونگے - مدتيں دركار هونگي كه يه عالمگير نقصانات دفع كيے جايں " (يه هے ان نقصانات شديد كي فهرست كا ايك معمولي سا نقشه ' جو هماري جيسي تباه حال قوم كے فنا كرنيكي كوشش سے دنيا ميں پيدا هو سكتے هيں - الهلال)

علمي خزانے بطور نتيجهٔ جنگ

بطور نتيجه جنگ دو بڑے علمي خزانے بر آمد هونگے جو اب تك كسي كو معلوم نه تهے - يه دونوں ان كليساؤں كے اندر هيں جو جبل

ہے اسلیے ہم حقیقت حال سے آپ کو اطلاع دیتے ہیں براہ مہربانی اسکو اپنے اخبار میں شائع فرما دیجیے -

تمام عالم کو جاننا چاہیے کہ اسباب خواہ کچھہ ہي کیوں نہوں ہم کسي طرح ایسي صلح پر جس سے ہمارے شرف و عزت پر حرف آنا ہے راضي نہیں ہیں - یہ حق کي آواز ہے جو نعرہ اللہ اکبر کے ساتھہ یہ کہتی ہوئي ظاہر ہوئي ہے کہ جبتک ہماري رگوں میں خون ہے ہم کبھي اپنے شرف و ناموس کو سپرد کرنے پر راضي نہیں ہونگے - بلکہ ہم موت کو زندگي پر ترجیح دینگے اپني عزت اور اپنے آبا و اجداد کي قبروں کي مدافعت میں اپني جانیں قربان کر دینگے ہم اپنے قائدوں اور افسروں کو اسوقت تک نہیں جانے دینگے جبتک کہ دشمن ہمارے وطن میں ہے با این ہمہ ہم کو جلالتماب سلطان المعظم ایدہ اللہ احکامہ و نصرہ علی اعدائہ کے تخت سے نہایت مخلصانہ محبت ہے -

ہم میں کا جب تک ایک فرد بھی زندہ ہے اپنے وطن عزیز کي مدافعت کبھي ترک نہیں کرینگے ہمارا یہ فیصلہ کن قول ہے اور جو کچھہ ہم کہتے ہیں خدا اس پر گواہ ہے -

۷ ذیحجہ سنہ ۱۳۳۰ ہجري

اس تار پر ۳۸ زاویوں اور بڑے بڑے قبیلوں کے مشائخ نے دستخط کیے ہیں -

---

بسلسلہ مظالم بلغاریا

گذشتہ نمبروں میں ہم بلغاریا کي سفاکیوں کي ایک طویل فہرست شائع کرچکے ہیں تازہ عربي ڈاک بھي بلغاریا کي خونریزي' عصمت دري' اور غارتگري کے بے شمار دلدوز و جان گداز واقعات سے لبریز ہے جسمیں سے بغرض اختصار اسوقت صرف دو اہم واقعے نقل کئے جاتے ہیں

حکومت عثمانیہ کو ابراھیم پاشا نے اطلاع دي ہے کہ اعلان جنگ ہوتے ہی ہمکو (ادرنہ) کي طرف جیوش عثمانیہ سے ملنے کے لیے روانگی کا حکم ملا (دیموتک کوئي) اور (ادرنہ کوئي) سے فوج کو گئے ہوئے صرف چند دن ہوے تھے کہ بلغاری فوج کے چند دستے ان دونوں مقامات پر حملہ آور ہوے ' جنکو اثناء حملہ میں بلغاري باشندوں سے مدد ملتي رہي بلغاري دستوں نے دونوں مقامات کے مسیحي باشندوں کو مسلمانوں کے قتل عام کے لیے برانگیختہ کیا اور مع اپنے شیاطین کے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے ' سو آدمیوں کو جنمیں عورتیں اور بچے بھي تھے شہید کر ڈالا ان اشقاء کي یہ سنگدلي و سفاکی دیکھکے (دیموتک کوئي) (ادرنہ کوئي) (معلقرہ) اور (اوش) سے بیس ہزار مسلمان اپني جائداد' روپیہ اور مویشي چھوڑ کے ہجرت کرگئے ہیں -

---

ایک مسلمان مہاجر کي سرگذشت اور پانچ مسجدوں کی بربادي

— * —

حسن آفندي عبد الرحمن نامي ایک شخص (قولہ) سے ہجرت کرکے مصر آیا ہے اس مہاجر نے اپني ہجرت کي کیفیت اور بلغاریوں کي جفا کاري کي داستان نہایت تفصیل سے بیان کي ہے جو درج ذیل ہے -

میں شہر (نوروکوب) میں رہتا تھا - بلغاریوں نے جب اس پر حملہ کیا' تو میں شہر میں تھا - شہر میں اسوقت نہ ایک عثماني سپاہي تھا' اور نہ باشندگان شہر کے پاس ایک ہتیار تھا - دشمن کے ہاتھہ سے اپني آبرو اور جان بچانے کے لیے ہمکو مجبوراً تمام مال و جائداد چھوڑ کے شہر سے روانہ ہونا پڑا - ہم ستم زدہ مہاجرین (درامہ) پہنچے -

مگر ہمارے (درامہ) پہنچنے کے بعد ' بلغاریوں نے (درامہ) پر حملہ کیا - (درامہ) میں جو عثماني فوج موجود تھي اسمیں اور بلغاري فوج میں جنگ چھڑي - عثماني فوج دو سو سے زاید نہ تھی - کئي گھنٹہ تک عثماني فوج نہایت بے جگري سے انکا مقابلہ کرتي رہي - لیکن چند گھنٹہ کے بعد ' آخر کار عثماني فوج کو پیچھے ہٹنا پڑا - بلغاري فوج نے شہر پر قبضہ کرلیا - باشندگان شہر کو ان اشقیاء کي سفاکی و غارتگري کا علم تھا ' اسلیے وہ رات ہي کو (قولہ) کي طرف روانہ ہوگئے (درامہ) کے مہاجرین کے ہمراہ (نوروکوب) کے مہاجرین بھي روانہ ہوے (قولہ) بغیر ادنی مقابلہ کے' قونصل کي ضمانت پر حوالہ کردیا گیا تھا - لیکن قونصل کي ضمانت ذرا بھي مفید ثابت نہ ہوئي ' اور بلغاري فوج نے داخل ہوتے ہي کشت و خون غارتگري و عصمت دري' شروع کردي ان جفاکاروں کي دست درازي زیادہ تر دولتمند مسلمانوں پر تھي - حکومت بلغاریا کا بیان ہے کہ ان جرائم کے مرتکب بلغاري جرگے تھے' بلغاري فوج نہ تھي - بہر حال (قولہ) میں (نوروکوب) (دولاب) اور (برواشتہ) تین مقامات کے مہاجرین جمع تھے جب (سیروز) میں مسلمانوں کا قتل عام شروع ہوا تو وہاں کے مہاجرین بھي (قولہ) آگئے - (سیروز) کے قتل عام میں کچھہ اوپر چھہ سو مسلمان شہید کیے گئے - (قولہ) میں مسلمانوں کو بیعزت اور ذلیل کرنے کے لیے جبراً قبع (ایک قسم کي ٹوپیاں جو خاص نصراني پہنتے ہیں) پہنائي گئی - (قولہ) میں پناہ گزینوں کي تعداد ایک لاکھہ سے زائد ہوگئي تھي - گراني بیحد بڑھگئي تھي ' درآمد بالکل موقوف تھی ' باشندگان (قولہ) نے تین شب و روز بالکل فاقے میں کاٹے - یہ لوگ بالکل جاں بلب تھے کہ (محروسہ) یعني خدیو مصر کي وہ کشتي جو انہوں نے مہاجرین کے لانے کے لیے مقرر کي ہے پہنچي ' اسکے آنے سے انکو عید کے آنے سے زیادہ خوشي ہوئی ' اور انکو یہ معلوم ہوا کہ گویا مسلمانوں نے (قولہ) واپس لیلیا

" عین عرفات کے دن بلغاریوں نے پانچ مسجدیں منہدم کردیں - انمیں سب سے بڑي مسجد جامع السوق تھی جو مسجدیں ' منہدم نہیں کي گئیں انکے مناروں سے ہلال کے جھنڈے گراکے صلیب کے جھنڈے بلند کے گئے ! !

جب بلغاری مساجد منہدم کرنے کے لیے اندر داخل ہوے تو یہ مسجدیں نمازیوں سے بھري ہوئي تھیں - کچھہ مسلمان تو بھاگ گئے لیکن بہت سے نمازي مسجدوں میں رہے حتے کہ وہیں دبکے شہید ہوگئے -

(قولہ) سے مہاجرین کي روانگي سے پہلے بلغاریا نے سب کو اپنے اپنے وطن واپس جانے کا حکم دیا تھا - مگر کوئي شخص اسلئے واپسي کي جرأت نہیں کرتا تھا کہ راستہ میں ' مسلمانوں پر حملے کئے جاتے تھے مگر حکومت کے حکم کی وجہ سے با دل ناخواستہ مہاجرین واپسي کي تیاري کر رہے تھے کہ (خیري بک) اڈیکانگ خدیو المعظم نے یہ اعلان کیا کہ جو شخص بذریعہ (محروسہ) ہجرت کرنا چاہے وہ چل سکتا ہے -

اسوقت عجب حالت تھي باپ اپنے بچوں اور بیویاں اپنے شوہروں کو بھول گئي تھیں - بہت سے لوگ اپنے بچوں کو (قولہ) میں چھوڑ کے خود (محروسہ) پر سوار ہوگئے - بہت سي عورتوں نے اپنے شوہر کا انتظار نہیں کیا اور اپنے بچوں کو لیکے سوار ہوگئیں [یہ کشتي ۵ دسمبر کو اسکندریہ پہنچگئي - مہاجرین اسوقت مصر میں مقیم ہیں - [الہلال]

سرویا ایک شکایت رکھتي ہے - اهمیت رکھتي ہے ' اور جسکي طرف حد درجه توجه مبذول کرینکي ضرورت ہے - اسے ایک بندرگاہ چاهیے - اور بلا خوف تردید اسکو اسکي ضرورت ہے لیکن یہاں تو شاید هي ایسے بہادر هیں جو سرویا کے لئے عملي طور پر مفید ثابت هوں - سرویي افواج جو دشوار گذار پہاڑوں سے هو کر دورازو کیطرف بڑھ رهي هیں ' وهاں پہونچنے پر انکو اسکا پته چلے گا که سرویا کے موجوده سلسله ریلوے کو کبھي اور کوئي ریلوے دورازو سے ملحق نہیں کرسکتي - سخت متضاد حالتوں میں دو مقامات سان گیوانني دي میدوا اور سالونیکا هیں - انمیں سے اول الذکر بندرگاہ پر تو مانٹي نگرو کي طامع نگاہ ہے - رها سالونیکا ' تو اسکي نسبت تجویز اسقدر وحشیانه نہیں ہے جس قدر که ابتدا میں لوگ سمجھتے تھے - ترکي سے خاص طور پر انتظام کرکے سرویا نے في الحال براہ سالونیکا جانوروں کي تجارت کے لئے ایک اچھي صورت درآمد کي قایم کرلي ہے -

ایک تجارتي ریلوے

سرویا کے مطالبات سے جو مسائل پیدا هوگئے هیں انکے حل کرنیکي صورت ایک خالص تجارتي ریلوے کے قایم کرنے ' اور البانیا کو خود مختار بنا دینے سے شاید نکل آئیگي - ان قضیوں کي طرف امانت داران اتحاد کو جنگ کے ختم هو جانے پر متوجه هونا چاهئے - یه خیال که سرویا کے بچه کان خنزیر اور سوکھے بیرون کے لئے بندرگاہ قایم کرنے کا مسئله دول یورپ کے دو مجتمع حصوں کو برسر خونریز جنگ' کردیگا بالکل مہمل ہے - اس سے زیادہ ذلیل بہانے جنگ کے لئے کبھي نہیں ڈھونڈھے گئے هیں - ان دو حصوں میں سے کوئي ایک سلطنت اگر جنگجوئي کرنا چاهتي ہے تو سمجھه لو که اوسکي وجه کوئي اور بد نیتي ہے - یورپ کي اقوام اور عوام جنکو بادشاهوں ' کاردانان سلطنت اور سفرا کي ذاتي عداوتوں سے کوئي سرو کار نہیں اس بارہ میں متفق هو جایں تو ایسي جنگ ناممکن الوقوع هو جائے - انگلستان اپنے دوستوں کے پہلو میں کھڑا هونے کو مستعد ہے مگر استحکام یورپ کو مستوجب بد ترین گناہ هوکر برباد کرنے اور جنگ آزادي سے اوماجیدوں کے پیدا کردینے کا وہ هرگز شریک نہیں هو سکتا -

---

عرب میں جهاد کي طیاري

ذیل کي عبارت وسطي عرب کے عربي اخبار عریضه نامي میں شائع هوئي ہے :— حال کي خبریں ظاهر کر رهي هیں که امین ابن رشید اسوقت بیس هزار (۲۰۰۰۰) آدمیوں سے زیادہ کا سردار ہے اور یه آدمي قبایل عرب کے هیں - سبکے سب کافي طور پر مسلح اور سامان جنگ کے ساتھه هیں - مقام لیبوا کے نزدیک امیر موصوف نہایت سرگرمي سے مشغول هیں اور اسکا انتظار کر رهے هیں که اونکو بادشاہ علم جهاد بلند کرنیکا حکم دیں - حکم کے پاتے هي وہ پہلے شخص هونگے که مخالفین اسلام پر حمله کردینگے - کہتے هیں که اونکي خواهش ہے که جمله قبایل عرب کے لئے ایک مثال قایم کردیں اور چند قبیلوں کو اسپر آمادہ کردیں که اون قبایل کي وہ سرکوبي کریں جو حکومت کے بد خواہ هیں اور اون لوگوں کو پوري سزا دیں جو ملک میں نفاق پھیلا رهے هیں - امیر موصوف کي کوششوں کا یه نتیجه هوا ہے که بہتیرے قبایل عرب اونکا ساتھه دینے کے لئے اوٹھه کھڑے هوے هیں - اور عرب میں نا معلوم واقعات ظاهر هونے والے هیں - "

عثمانی ڈاک

—:*:—

شتلجا کي ایک رات

—(*)—

بقیه مراسله نامه نگار الموید

—×—

فوج کے قلب و میسرہ کو جو سواحل بحر مارمورہ کے قریب تھے اس ٹیلے سے نہیں دیکھه سکے - لیکن جب چھاؤني میں آئے تو وهاں کے بھي حالات معلوم هوگئے جن کو بالتفصیل - لکھتا هوں :

بلغاري اور سروي فوجوں نے ملکے عثماني فوج کے ان دستوں پر حمله کیا جو بحر (شکمجه) کے شمال میں جمع هوے تھے - دشمن کي فوج ساحل بحر کے (فالیقر اینا) نامي گاؤں کي طرف بڑھي ' لیکن عثماني بیٹري کو انکي حرکت کا رخ معلوم هوگیا ' اسلئے اس نے مقابله کے لئے تیاري شروع کردي رات کو جبکه ۴ بجنے میں صرف دس منٹ باقي تھے عثماني بیٹري نے دشمن کي فوج پر گوله باري شروع کردي عثماني توپیں مسلسل ۲۵ منٹ تک دشمن پر آگ برساتي رهیں -

ایک طرف عثماني بیٹري کي آتشباري ان کو ساحل سے اندرون قریه کي طرف هٹنے پر مجبور کر رهي تھي اور دوسري طرف عثماني قلعوں سے گولیوں کي بارش هو رهي تھي (جنگ ترقوس) کي طرح یہاں بھي تین مختلف جتھوں سے آتش باري هو رهي تھي -

اس معرکه میں هر دو آهن پوش جهاز (باربارش) اور (مسعودیه) کے کارنامے نہایت شاندار اور یادگار تھے - ان دونوں آهن پوشوں کي آتشباري نے دشمن کي توپوں کي ایک باٹري بالکل تباہ کردي اسکے علاوہ دشمن کے بیشمار پیادے اور سوار چند لمحوں کے اندر فنا هوگئے -

صبح کو ساڑھے آٹھه بجے تک تمام خطوط شتلجا پر جنگ شروع هوگئي - عثماني بري فوج کے کمانڈر نے عثماني بیٹري کے قاعدون کو مشورہ دیا که وہ (با یاس لوغاز) اور (شتلجا) کے درمیاني مورچوں پر گوله باري کریں - اس تدبیر سے دشمن کي جسقدر باٹریاں وهاں موجود تھیں سب خاموش هوگئیں اور (با یاس لونجاز) تو بالکل برباد هوگیا -

(مانقد برہ) اور (العنه) میں دشمن کي جسقدر باٹریاں موجود تھیں تھوڑي دیر کے بعد وہ بھي تباہ هوگئیں اور بالاخر دشمن کے قایم کردہ استحکامات ' قلعوں ' اور مورچوں کا نام و نشان تک باقي نہیں رها -

جب شام هوئي تو اسوقت دشمن کو پوري شکست هوچکي تھي اور عثماني فوج نے اپني مادي و ادبي حالت اچھي طرح مضبوط کرلي تھي - ان حالات کي بناء پر میں نے اور میرے رفیق نے باتفاق راے یه طے کیا که اب آستانه عالیه واپس چلنا چاهئے -

---

مجاهدین طرابلس اور صلح

— * —

(برقه) کے قبائل اور زاویوں کے مشائخ کي طرفسے المرید میں حسب ذیل تار شائع هوا ہے :—

هم کو یه معلوم هوا ہے که وطن میں دشمن کي موجودگي کے باوجود ایسي صورت میں صلح هوئي ہے جس سے هماري سلطنت کي بزرگي کو صدمه پہنچتا ہے اور همارے قومي شرف پر حرف آتا

طلباے یونیورسٹي کیلئے پانچ خاص لیکچر

—:*:—

ڈاکٹر مات اور مسٹر ایڈي نے بریڈ لا هال لاهور میں چند لکچر دیے تھ - اون اشتہارات سے ' جو طلباء یونیورسٹي میں تقسیم کئے گئے ' ظاهر هوتا تها که اول الذکر صاحب ممالک غربیه میں اور موخر الذکر صاحب ممالک شرقیه میں پهر آئے هیں اور اون کي غرض یه هے که دنیا بهر کے طلبا کے دلوں پر اپنے خیالات نقش کریں - وہ دعوے کرتے هیں که وہ هندوستان کو موجودہ کشمکش سے آزادي حاصل کرنے میں مدد دینے کے لئے آے هیں - اونکا یقین هے که اون کي کوشش سے یورپ ' چین ' اور جاپان کے طلبا کی تشنگی آزادي بجهي هے ' کہا جاتا هے که ڈاکٹر مات صاحب ورلڈ اسٹوڈنٹس کرسچین سوسائٹي (یعنے تمام دنیا کے مسیحي طلباء کي سوسائٹي سکریٹري هیں)

لکچروں کے اشتہارات کا عنوان " طلباء یونیورسٹي کے لئے پانچ خاص لکچر " تها - هال میں جانے کے لیے ٹکٹ تھ ' جو علاوہ دیگر ذرائع کے مختلف کالجوں کے پروفیسروں کے ذریعه سے هر طالب علم تک پهونچائے گئے تھ ' بلکه کالجوں کے اکثر طلباء سے لکچروں میں لازمي طور پر شریک هونے کے لئے دستخط بهي لیے گئے تھ - تقریباً تمام طلباء یونیورسٹي ان تقریروں میں باین امید شریک هوتے رهے ' که وهاں کوئي علمي مذاق کي باتیں سنیں گے - بہت سے طلبا کا تو یهه خیال تها که یه لکچر پنجاب یونیورسٹي کي طرف سے هیں کیونکه اشتہارات پر لکچر دینے والوں کے نام نه تھ -

مجھے اس امر کا اعتراف هے ' که یهه تقریریں کئی پہلو سے دلچسپ تهیں - دونوں صاحب بہت فصیح البیان تھ - اگرچه مسٹر ایڈي صاحب فصاحت میں بڑھے هوے تھ - ان تقریروں میں فاضل لکچراروں نے طلباء کي چند اخلاقي اور تمدني برائیوں کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا که " صرف بائبل اور یسوع مسیح کو خدا اور انسان اور اوسکے مراتب جیئے کو ماننے سے طلبا ترقي کے معراج پر پهونچ سکتے هیں " - ایک تقریر میں اناجیل اربعه کے مطالعه کا عہد کرنے کے لئے طلباء میں دستخط کے واسطے کارڈ تقسیم کئے گئے جن پر چند طلباء نے دستخط بهي کیے - ان تقریروں کے متعلق صرف ایک قابل افسوس امر یه هے که اگرچه لکچرار صاحبان بڑے عالم اور فاضل تھ اور اونکو تمام دنیا کے طلبا سے میل جول کرنے کا بہت موقع ملا ' مگر پهر بهي اونهوں نے دنیا کے طلباء کے مختلف مذاهب کا غور سے مطالعه نہیں کیا - اگر وہ ایسا کرتے ' تو یقیناً انهیں طلباء عالم کی رهنمائي کے لئے مسیح کي الوهیت ' اور کفارہ سے بدرجها برتر خیالات مل سکتے تھ - عیسائیوں کے یه خیالات زمانۂ گذشته کے بقایا توهمات هیں جنکا اس عقل و علم کے زمانه میں سننا نا ممکن هے - مسلمانوں کے سامنے اُلوهیت مسیح اور تثلیث کا وعظ کہنا محض مضحکه خیز هے اور اونکو ابتداے زمانه کے مذهبي خیالات کي طرف واپس بلانا هے - عیسائي صاحبان ان ابتدائي هندواے خیالات سے زیادہ ترقي یافته خیالات پیش کرنے پر ناز نہیں کرسکتے - جنکے بموجب تین بتوں اور اوتاروں پر ایمان لایا جاتا هے - اگر ابتدائي هندوؤں کے خیالات میں اور مذهب عیسوي کے خیالات میں کچهه فرق هے تو صرف اسقدر هے که هندو اوتاروں جیسے کرشن جي مہاراج ' اور رام چندر جي مہاراج نے بہت بہادري دکهلائي - مگر یسوع مسیح نے صلیب پر بہت هي کمزوري دکهلائي -

اسوقت صرف هندوستان هي میں عیسائیت پهیلانے کے لئے پادري صاحبان کو جوش نہیں هے ' بلکه تمام ایشیا میں مشنري جوق درجوق پهر رهے هیں - عملي پہلو سے عیسائیت یورپ کے ۹/۱۰ حصه نے چهوڑ دي هے - کیونکه اکثر لوگ معقول خیالات کي پیروي کرنے لگے هیں اور اب عیسائیوں کے مسئله کفارہ اور تثلیث پر یقین نہیں کرسکتے اس لیے پادري صاحبان نے ایشیا کو عیسائي بنانے کي طرف توجه فرمائي هے -

اهل ایشیا کے لئے اب وقت آگیا هے که اس بڑے صلیبي حمله کے مقابله کے لیے مستعدي سے کام لیں - هم تمام مسلمانوں اور دیگر خدا پرست اصحاب کو جو اس بر اعظم هندوستان میں رهتے هیں ' اس بڑے مذهبي خطرہ کي طرف متوجه کرتے هیں - اور استدعا کرتے هیں که انسان کو خدا بنانے کي اس بڑي تحریک کے خلاف سب متفق هوکر کار روائي کریں -

هم یه ثابت کرسکتے هیں که یسوع نے خود خدائی کا دعوے نہیں کیا تها - اور یهه عقیدہ صرف اناجیل میں ملتا هے ' جو مسیح کی وفات کے بہت عرصه کے بعد لکهي گئي هیں - جسمیں خود اکثر عیسائیوں اور اهل الراے یورپین مصنفوں کے نزدیک بهي تحریف هو چلي هے -

انجمن احمدیه لاهور نے مفصله ذیل خط ان دو پادري صاحبان نے یعنے ڈاکٹر مات اور مسٹر ایڈي کے نام اس مضمون کا لکها هے که " اسلام اور عیسائیت کے مابین اختلافي امور پر ایک عام مباحثه منظور فرماویں " اگر فاضل پادري صاحبان کے پاس وقت نهو تو وہ لاٹ پادري صاحب لاهور کو اپني جگه مقرر فرما سکتے هیں - اهل اسلام کي طرف سے جناب مولوي محمد علی صاحب ایم - اے اڈیٹر ریویو اوف ریلیجز و سکریٹري صدر انجمن احمدیه قادیان پادري صاحبان سے مناظرہ کرینگے -

یه خط مسٹر ایڈي صاحب کے پاس لاهور میں گیا تها اور هم اونکی خدمت میں عرض کرتے هیں که اسکا جواب خواہ براہ راست یا کسي معزز اخبار کے ذریعه سے ارسال فرماویں -

انگریزي چٹهي کا ترجمه جو صاحبان موصوف کے نام ارسال کي گئي هے درج ذیل هے -

مائي ڈیر ایڈي - لاهور کي احمدي جماعت کي طرف سے میں آپ کو یهه چند - سطور لکهنے کي جرات کرتا هوں که هم آپ کے اور ڈاکٹر مات صاحب کے ان ' دلچسپ تقریروں کي وجه سے ' جو آپ نے لاهور کے طلبا کے واسطے کي هیں - بہت ممنون هیں دنیا کے اهم مذهبي مسئله میں آپ کي گهري دلچسپي اور مختلف ممالک کے نوجوانوں کي طرف توجه کرنے کي خواهش بہت قابل تعریف هے - اور آپ کے لکچروں کا طرز یقیناً اثر پزیر هوگا تا که لوگوں کی توجه انساني زندگي کے مدعا کے متعلق اهم مسائل کي طرف مائل هو - انجمن احمدیه لاهور کي طرف سے مجهے هدایت هوئی هے ' که آپ کي اس کوشش کا شکریه ادا کروں اور آپ سے دریافت کروں که کیا آپ اسلام اور عیسائیت کے متعلق مباحثه کرنا منظور فرماویں گے تا که دونو مذاهب کي خوبیوں کا موازنه هو جاوے - مباحثه بالکل دوستانه رنگ میں کیا جاویگا - صرف اس غرض سے که لوگوں کو انساني زندگي اور خواهشات کے نشو و نما کے متعلق ان دونوں مذاهب کي تعلیم اور عقاید سے آگاہ کیا جاوے میں یقین کرتا هوں که یه مباحثه طرفین کے لئے و نیز عوام الناس کے لئے بہت مفید ثابت هوگا - اگر آپ اس تجویز سے اتفاق کریں تو شرائط بالتفصیل بعد میں طے هو سکتي هے -

مرزا یعقوب بیگ - ایل - ایم - ایس -

مراسلات

دعوت الہلال کي نسبت

— * —

جناب ایدیٹر صاحب - السلام علیکم

کہتے ہو مجھ خواب میں معراج ہوئي ہے
جبریل کا تکیه میں کوئي پر تو نہیں ہے

الہلال کے مختلف نمبروں میں جو خیالات جناب کے اب تک ظاہر ہوے ہیں ' اونپر غور کرنے سے ہر اہل نظر پر یہہ حقیقت کُھل گئي ہے که جناب کو بھي کسي ضرورت نے لیڈر بنلے پر مجبور کیا ہے اور اسي غرض کیلئے بزرگان قوم پر طعن تشنیع کي بوچھاڑ کرکے اونکو قوم کي نظروںسے گرانے کے کوشش میں جناب اپنا زور قلم صرف کر رہے ہیں -

زاهد خلوت نشین دوش به میخانه شد

گو که صاف لفظوں میں مصلحتۃ ادعاے لیڈري نہیں ہوا ' مگر ضمناً الہلال کا ہر نمبر آپ کے اس نئے فیشن کي دلدادگي کا پته دیتا ہے - اپني کسر نفسي کا اظہار ' خدمات قومي کي غرض سے پرچه جاري کرنے میں زیر بار ہونے کا دعوی ' نامه نگاروں سے اپنے تئیں اوستاد کہلوانا ' اور پھر اس خطاب سے گریز کرنا ' قبول عطیه سے انکار ' اور معطي کي ہجو کرنا - فقر اور انا نیت کے دعوے ' قران مجید سے ناواقفیت کے اظہار کے باوجود آیات قراني کا ہر موقعه اور محل پر سپر بنانا ' کیا یہه اور اس قسم کي صدہا مثالیں اسکي کافي دلیل نہیں ہیں که جناب نے ہوا کا رخ بدلتے دیکھکر اپني وضع بھي بدل دي ؟ اس سے میرا یہه مطلب ہرگز نہیں ہے که سوڈا اور سگار چھوڑ کر آپ نے عمامه اور ہندوستاني پوشاک زیب تن کي - بلکه غرض کہنے کي یہه ہے که خانقاہ چھوڑ کر آپ بھي اوس علیگدہ کے مدرسه میں شریک ہوگئے جس سے آپ اظہار مخافرت کرتے رہتے ہیں -

معاف فرمائیے آپ لیڈر بننے کے ابھي اہل نہیں ہیں ' آپ ناراض نہوں ' قوم کو آپ سے یه سوال کرنے کا حق ہے که آپ نے پالیٹکس میں کہانتک تعلیم پائي ہے اور ہندوستان کے پالیٹکس پر آپ نے کتنے عرصه تک غور کیا ہے موجودہ پولٹکل مسائل میں سے مثلاً تقسیم بنگال کي تنسیخ اور تبدیل دار الخلافت کے ہر پہلو پر آپ نے کبھي خالي الذہن ہوکر فکر کیا ہے - نہایت ادب سے التماس ہے که ابھي کچھه عرصه تک تصوف میں اور مشق کیجئے ورنه پالٹکس اور تصوف دونوں سے ہاتھه دھونا پڑیگا - پالٹکس میں تو جناب کو جتنا دخل ہے اوسکا اندازہ آپ خود ہي خوب کر سکتے ہیں - رہا تصوف اس سے بھي آپ بہت دور جا پڑے ہیں - مسلمانوں کي دل آزاري اور اونپر بلا وجه لعن طعن کرنا ' میں نہیں سمجھتا که تصوف کے کسي شعبے یا کسي سلسله میں جائز رکھا گیا ہے -

شنیدم که مردان راه خدا
دل دشمنان هم نکردند تنگ
ترا کے میسر شده این مقام
که با دوستانت خلاف است و جنگ

سر سید مرحوم یا اونکے جانشینوں اور مقلدوں نے کبھي بھي مسلمانوں کو کتاب الله و سنت رسول سے انحراف کي تعلیم نہیں دي اور نه بیجا خوشامدوںسے مسلمانوں کے حقوق کو پامال کیا ' اور نه خود لیڈر بننے کا دعوي کیا - اسمیں شبه نہیں که کئي ایک شخص قوم میں ایسے بھي موجود ہیں ' جنھوں نے اپنے نفس کو قوم کے فلاح پر ترجیح دے رکھا ہے ' مگر آپ بتاسکتے ہیں که اِن حضرات سے مسلمانوں کو کوئي نفع پہونچا ہو - اس امر سے قطع نظر کرکے تمام بزرگان قوم کو ایک ہي نظر سے دیکھنا آپ ہي کي مصلحت اندیشي کا تقاضا ہو سکتا ہے -

خود نواب وقار الملک قبله جنکے آپ بھي ستائشگر معلوم ہوتے ہیں اونکے طرز عمل کي آج تک کسي کو شکایت نہیں ہوئي اور نه اونھوں نے کبھي مسلمانوں کي دل آزاري کو جائز رکھا ' مگر افسوس ہے که آپ کو اس طرز عمل کیلئے آج تک قران کریم میں کوئي آیت نہیں ملي - جن بزرگان قوم پر آپ حرف گیری کر رہے ہیں اونکے خلوص نیت میں شبه کرنا ایک بہتان عظیم ہے اور ایسي تحریرات کي غرض خود نمائي سے زیادہ وقعت نہیں رکھتي -

بزعم خود جس انوکھے پالیٹکس پر آپ قوم کو چلانا چاہتے ہیں وہ کوئي جدید پالیٹکس نہیں ہے - حکومت جمہوري کو ہر شخص آج حکومت شخصي پر ترجیح دیتا ہے ' اور جن بزرگان قوم کے آپ پیچھے پڑے ہیں ' معاف کیجیگا ' وہ آپ سے بہتر اس مسئله کو جانتے ہیں - آپ قران کریم کے حواله سے ثابت کرتے ہیں که پارلیمنٹري حکومت مسلمانوں کا دستور العمل ہونا چاہیے ' مگر کیا آپ کي رائے میں ہندوستان کي موجودہ حالت کے لحاظ سے مسلمانوں کے لیے اس قسم کي حکومت مفید ہوگي ؟ کیا آپ نے کبھي کسي کونسل یا لوکل بورڈ میں شرکت کرنیکي زحمت گوارا فرمائي ہے ! اندیشه ہے که جس راسته پر آپ قوم کو چلانا چاہتے ہیں ' وہ خطرناک ثابت ہو ' بظاہر آپ خود بھي اس امر کو محسوس کرتے معلوم ہوتے ہیں ' ملاحظه ہو الہلال کا وہ نمبر ' جس میں آپ نے قوم کو پالٹیکس کي ابتدائي تعلیم دي ہے اور پھر غور کیجئے که علیگدہ کے پالیٹکس اور آپ کے جدید پالیٹکس میں کیا فرق ہوگیا -

بعض اصحاب کو شبه ہے که لکھنو اور کلکته کي جدید پارٹیاں اپنے ذاتي اغراض کیلیے سر سید کي اس پالیسي کو مٹانا چاہتي ہیں ' جس سے اب تک قوم کو نفع پہونچتا رہا ہے - ہمارے صوبه کا جدید اخبار " مسلم گزٹ " تو آپ کے پرچه کے وجود میں آنے سے پہلے ہي آپ کو لبیک کہه چکا ہے ' اور آپ کے خیالات اور اخباري اشاعت کي توسیع میں آپ سے زیادہ سرگرم ہے - آپ میں اور اوس میں اگر کوئي سمجھوته ہوگیا ہو ' تو آپ اگر مناسب سمجھیں تو پبلک کو مطلع فرما دیں -

براہ کرم اگر آپ کو کانفرس اور لیگ سے اتفاق نہیں ہے تو صراحت کے ساتھه ایک دستور العمل جو آپ کے ذہن میں ہو ' قوم کے سامنے پیش کیجیے - معماؤں اور چیستانوں سے کام نہیں چلیگا جیسا که ایک نمبر میں اپني پالیسي کي توضیح سے آپ نے گریز کیا ہے -

آپ کے مطبوعه خط کے جواب میں بصد ادب التماس ہے که خدا کے واسطے قوم پر رحم کیجیے ' اور خلوص کو کام میں لائیے ' جسکي صراحت مختصر لفظوں میں یه ہے که طریق عمل میں ترمیم کیجیے ' اور اس اصول کو مد نظر رکھکر که " مسلمانوں میں گم شدہ قراني روح پیدا ہو " اونکو آفات ارضي و سماوي سے محفوظ رہنے کي کوشش کیجیے -

فضل الرحمن بي - اے - ایل ایل - بي وکیل دہنپور

فغـــان مسلم

— * —

(مولانا عبد العلیم صاحب سیف (شاهجهانپوري)

رهے گا پهر یه جسم ناتواں بے روح رجاں هـو کـــر
اگـر آتــرا لبـاس پادشاهي دهجیاں هـو کـــر
تو پتـا هے دل پردرد جب دنرات سینے میں
تو پهر اے همنشیں کسطرح بیتهیں شادماں هو کـر
کچهه ایسا کوه غـــم ٹوٹا هے اپنے ناتـــواں دلپـر
نکلتي هے زباں سے بات بهي آه و فغـــاں هو کـر
جـلایا آتش غیـــرت نے ایسا جان محـــزوں کـــو
که سب چهرے کي سرخي اڑ گئي آخر دهواں هوکر
کمـر بهي هوگئي خم ' مضمحل اعضا هوے سارے
یه دن اب زندگي کے کٹ رهے هیں نیم جاں هوکـر
هـم ایسي زنـدگي پر موت کو ترجیـح دیتے هیں
که جب هر روز گذرے هم پر اک کوه گراں هوکـــر
خـلاف شان غیرت اسمیں اک پهلو نکلتـــا هے
اگر اسطرح هم زنده رهے بهي سخت جان هوکـــر
مگر یه سخت جاني بهي کہانتک انکو روکے گي
بـلائیں روز جب آئیں گي مرگ ناگہاں هوکـــر

* * *

خبر کیا تهي که قسمت میں هے سنـگ آستاں هونا
نهیں تو اسطرح کیـوں سر اٹهاتے آسماں هوکـــر
قیامت هے گرے وه قوم ایسے قعـــر ذلت میں
رهي هو مدتوں دنیا میں جو صاحبقـراں هوکـــر
نه کیونکـــر خوف هو هر وقت اسکو زخـم تازه کا
جسے رهنا پڑے بتیس دانتـــوں میں زباں هوکـــر

* * *

اگر عهـد وفا کر هـــم نه دلسے یوں بهــلا دیتے
تو پیش آتے بهـلا اسطرح وه نا مهرباں هوکـــر
معـــاذ اللـه وه دل هو نهیں سکتـا دل مومن
جگهه جس دل میں کفر و شرک نے کي روح رجاں هو کر
همیں نے اُن سے منه موڑا ' همیں اُن سے هوے باغي
نهیں تو همکو وه یوں بهولجاتے مهرباں هوکـــر
مٹے سر جوش عصیاں نے همیں جب کر دیا بیخود
تو وه بهي هوگئے غافل همارے پاسباں هوکـــر
گناهوں کي نجاست سے نهو جسمیں جگهه باقي
وه ایسے دل میں بیٹهیں کسطرح آرام جاں هوکـــر
نظر آتا نهیں کچهه ' کها رهے هیں ٹهوکریں پیهم
سیه کاري کا سر پرابر چهایا هے دهواں هوکـــر
گرایـا گمراهي نے قـوم کو چـاه ضلالت میں
رها اسلام بیکـس یوسف بے کارواں هو کـــر

* * *

مرے آزار دل کا کر عـــلاج اے چاره گر ' لیکن
یه تدبیـــریں تري رهجائیں گي سب رائگاں هوکـــر
خدا را اے اجـل اب تو همـاري دستگیـــري کر
که چهوٹیں کاش اس ذلت سے بے نام و نشاں هوکـــر

* * *

جو عاشق امتحان عشق میں اے سیف مرتا هے
تو اسکـــو موت آتي هے حیات جاوداں هوکـــر

الهـــلال

— * —

پـــر از سپـاس اداے تـــو دفترے دارم
که یکسر از رقم پرسش نہاں خالي ست

آپ کے نالهاے بیباک کے ترنم سے هم آهنگ هونا میرا کام نهیں ' لیکن اس کو کیا کروں که میں فطرتاً موسیقي کا شیدا ' اور تشنهٔ لحن هوں ' اور اس لئے بےاختیار تمام جوارح متحرک هو جاتے هیں ' اور پهر بالخصوص آپ کا سرود ' جو ارتعاش رگ جان اور جنبش زخم هاے سرمدي کا نتیجه هے -

اسوقت ضرورت هے که سینهٔ صدچاک عریاں کیا جاے ' اور ایک جگر خراش شیوں سے سارا جهان معمور کردیا جاے :

خامـوشي ماگشت بـدآموز بتـاں را
زیں پیش وگرنـه اثرے بـود فغـاں را

آپ کا لب ولهجه ' آپ کا انـداز بیان ' واللّه ' مجهه سے تو وداع جان چاهتـا هے ' اور لـوگ اسکـو کرخت و سخت کہتے هیں ! ! باللّه العظیم ' اگر آپ کي زبان میں مجهے کوئي گالیاں بهي دے ' تو میں اوسے هروقت چهیڑا کروں که

کچهه تو لگیگي دیر سوال وجواب میں

آپ اپنے کام میں مصروف رهیں ' وه زمانه دور نهیں ' جب اک عالم کي نگاه اس رنگ میں ڈوب کے خونناب چکاں نظر آے گي - موجوده لیڈران قوم کو برهم رهنے دیجیے - لطف تو اوس وقت آے گا ' جب وه اپنے بندگان مسحور کو ' آپ کي طرف پروانه وار دوڑتے هوے دیکهکے اپني نازش گاه سے بے اختیار چلا اوٹهیں گے که کیا غضب هوا ! !

صیـد از حرم کشـد خم جعد بلنـد تو
فـریاد از تطـاول مشکین کمنـد تـو

آپ کي نیت میں خلوص هے ' اور وه خلوص مبني هے ایک ایسي ذات کے کلام معجز نظام پر ' جسکو کبهي ' کسي زمانه میں ' اک آن کے لئے بهي فنا نهیں هونا هے ' اسلئے میري راے تو یه هے که بالکل بیخوف هو جائیے ' بلکه ذرا اور بیدردي سے کام لیجیے دلوں کو توڑئیے که یهاں جڑنے سے پہلے ٹوٹنے کي ضرورت هے -

(نیاز محمد خاں نیاز از فتح پور)

فهـرست هلال احمر

— * —

(٦)

— * —

گذشته نمبـر میں انجمن هلال احمر کي طرف سے دو چنـدوں کي مجموعي رقمیں شایع کي گئیں تهیں اُن میں سے ایک کي تفصیل آج شایع کیجاتي هے -

	پائي	آنه	روپیه
جناب محمد عبد العزیز صاحب اورسیر	-	-	۱۰
جناب ڈاکٹر اے - ایچ - شیخ صاحب	-	-	۱۰
جناب بي - عبد المجید صاحب بلگرامي	-	-	۱۰
جناب بي - محمد آریف صاحب ڈرافٹسمین	-	-	۵
جناب ایس - ٹي - بنرجي صاحب ڈرافٹسمین	-	-	۵
میزان		-	۴۰